اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znzlibrary.com/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

مکمل ناول

Dar E Ishqam

S Merwa Mirza

بد کردار! بد چلن، گھٹیا عورت! میں تمہاری جان لے لوں گا۔ سنگسار" کروں گا تمہیں۔ میں نے تمہیں چھوا تک نہیں تو کس کے بچے کی ماں بنی ہو؟ کہاں منہ کالا کروایا ہے.."

وہ آدمی اپنی ایک ہفتے کی کم سن بیوی کو جانوروں کی طرح پیٹ رہا تھا، جو نہ رو رہی تھی نہ سسک پائی کیونکہ مسلسل پڑتے زناٹے دار تماچوں سے اس کا سانس لڑکھڑا گیا تھا۔

پورے قبیلے کے سامنے میں تمہیں آگ لگاوں گا، تم نے شمشیر چوہدری کی "
عزت خراب کی ہے۔ تم نے ہمارے معزز خاندان پر اپنی نحوست کی کالک
"تھوپی ہے

وہ بھاری بھر کم خوفناک سردار آدمی جس کے ساتھ اس لڑکی کو پچھلے ہفتے ہی کسی بیل بکری کی طرح بیچ کر باندھا گیا کسی جن زاد کی طرح اس لڑکی کو بالوں سے پکڑے کھردرے فرش پر گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لایا، ٹھڈے لاتیں مار کر اسکے پیٹ میں موجود اسکے بقول جمع گند کو ختم کرنے کی کوئی کسر نہ چھوڑی پر اللہ نے اس لڑکی کی کوکھ میں موجود جائز ننھی جان کو سات پردے عطا کر کے حفاظت دی، اس تشدد کا درد اسے تب نہیں ہوا پر باخدا اب ہر رات ہوتا، ہر رات اسے لگتا جیسے کوئی اسے ویسے ہی بری طرح پیٹ رہا ہے، اسکی روح اسکے لاغر جسم سے کسی بھی لمحے کھینچ کر نکال لے گا۔

پسینے سے شرابور، ٹھنڈ سے بھرے چھوٹے مگر خوبصورت کمرے میں لیٹی وہ چھبیس سالہ لڑکی تھر تھر کانپ رہی تھی، دبا دبا چیخ و کرلا رہی تھی، اس نے دونوں نازک ہاتھوں سے میٹرس شیٹ کو پوری قوت سے جکڑ لیا لیکن یہ ساری تکلیف تب تھمی جب چھ سال کے معصوم سے بچے نے آکر لیزے کی نم جبین پر اپنے لب رکھے پھر اپنے ننھے ہاتھوں کو اسکے شفاف چہرے پر پھیرتے اسکے چہرے کی نمی صاف کیے دونوں رخسار بھی اسی محبت سے باری باری چومے، وہ محض انیس سال کی عمر میں اسکی ماں بنی تھی، لیکن اسی انیس سال کی عمر میں ہی لیزے نور مر بھی گئی تھی۔

یکدم لیزے کی آنکھیں کھلیں تو لیزے کا حوصلہ اسکے پاس تھا، اٹھتے ہی وہ باران کو کسی متاع جان کی طرح خود سے لپٹائے اٹھا کر اپنی گود میں بٹھائے سینے سے لگا گئی کیونکہ وہ اسکے لیے اپنی جان سے بھی پیارا تھا۔

ممو! آپ ہر رات کیوں ڈر جاتی ہو۔ آپکا سٹرونگ باران ہے ناں۔ میں کسی"
"مونسٹر کو آپکے پاس نہیں آنے دوں گا، آئی ایم یور سٹرونگ مین
جب لیزے اسے رو کر سینے لگاتی تو وہ خود بھی ڈرتا تھا لیکن وقتی کیونکہ یہ چھ
سال لیزے نے اسے پالا ہی ایسے تھا کہ وہ اتنی سی عمر میں بہت بہادر اور
سمجھدار ہو گیا تھا، لیزے کا بے بی لیزے پر نہیں گیا تھا۔
یس یو آر سٹرونگ مین، بٹ ممو بہت کمزور ہے۔ تھک جاتی ہوں تو مونسٹر"
ڈرانے لگتا ہے، ابھی میں خواب میں بھی اس گندی شکل والے بھالو کو یہی
کہہ رہی تھی کہ خبردار مجھے ہاتھ لگایا، ورنہ میرا باران تمہیں ایسی گدگدی
"کرے گا کہ تم جنگل میں واپس بھاگ جاو گے
اپنے آنسو پونچھے لیزے نے بہلا کر اس بچے کی گالوں کو چومتے ممتا بھری
محبت اور نرمی نچھاور کی تو وہ دونوں بازو اپنی لیزے کی گردن میں حمائل کیے
ہنس پڑا۔

ممو! یہ خطرناک گدگدی کر کے میں آپکو ہمیشہ سب گندے لوگوں سے "
"بچاوں گا۔اب اٹھیں ناں، آپکو پتا ہے آج پی ٹی ایم ہے

لاڈو صولتے ہی ہمت بہم پہنچاتے وہ لیزے کا ہاتھ پکڑے زبردستی اسے بستر سے اٹھانے لگا، لیزے نے ہنس کر اسکی گال کھینچی اور خود بھی بال ڈھیلے سے باندھتی بستر سے نکلی، اس خوبصورت لکڑی کے شہ تیروں سے بنے گھر کے دائیں طرف دو کمروں والے سرسبز و کشادہ حصے میں وہ باران کے ساتھ رہتی تھی جبکہ بائیں کمرے میں حلیمہ اماں جو اس پسماندہ سے گاوں کی طبیبہ دائی ماں تھیں وہ اپنے حکیم خانے کو چلاتیں، آگے پیچھے کوئی تھا نہیں تو لیزے اور اسکے بے بی کو اپنے گھر کرائے پر رکھ لیا، اب تو حلیمہ اماں کی جان بھی باران میں بس چکی تھی۔

وہ خود مختار عورت تھیں، بیوگی کے بعد ایک ہی بیٹا تھا جو کرنٹ لگنے سے مر گیا، لیکن اسکے بعد سے وہ محلے کی طبیبہ بن کر اپنی زندگی وقف کر گئیں اور

شاید یہی وہ فرشتہ صفت مسیحا تھیں جنہوں نے لیزے نور کو اپنے پروں کا ٹھنڈا سایہ دے رکھا تھا۔

وہ بد کردار نہیں تھی، نہ بد چلن تھی، وہ بس ایک بھول کر بیٹھی تھی اور اللہ نے اسکی بھول معاف کر دی تبھی تو اپنی پیاری بندی حلیمہ کے پاس پہنچا دیا پر آہ! لوگ معاف نہیں کرتے۔

اگر لیزے اس عورت کے پیر بھی دھو کر پیتی تب بھی کم تھا، ناشتہ آج بھی تینوں نے اکھٹا کرنا تھا تبھی لیزے خود بھی فریش ہوئی اور اپنے بے بی کو بھی سکول کے لیے ریڈی کیا۔

باران کو شہر کے سب سے مہنگے سکول میں داخل کروایا تھا اس نے اور اسکے لیے وہ ایک کپڑے کی فیکٹری میں مارکٹنگ مینجر کی جاب کر رہی تھی، اس فیکٹری کی اونر بھی ایک سنگل پیرنٹ تھی تبھی لیزے کو وہاں کا ماحول راس تھا۔

میرا بچہ، میرا کاکا۔ بڑا سوہنا لگ رہا ہے۔ادھر آ دائی ماں سے نظر اتروا لے"
ورنہ کوجی چڑیلیں پیچھے پڑ جائیں گی، میرا لال۔۔۔میری جند جان۔میرا نکا
ارشد"

ان بزرگ ہستی کے محروم بیٹے کا نام ارشد تھا اور باران کی صورت چھ سال پہلے ہی حلیمہ اماں کو مرہم مل گیا تھا۔

دونوں نانی نواسے کا لاڈ دیکھتی لیزے مسکرا کر ناشتہ لگانے لگی، دستر خوان بچھا کر ہی وہ لوگ دیسی طرح زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے اور یہ گھر بھی بہت دیہاتی تھا پر خوبصورت اور کھلا، سرسبز۔

"نانو! اتنی زور سے نہ پھونکیں ٹھنڈ لگ رہی"

باران پہلے ہی جرسی اور جیکٹ میں دبا تھا ابھی بھی اسے زرا سی حلیمہ اماں کی پھونک سے سردی لگ رہی تھی، لیزے اور وہ دونوں ہنسیں۔

باران، روز دیسی گھی کی چوری کھاتا تھا ساتھ الائچی والا دودھ گھٹا گھٹ پی جاتا تبھی سمارٹ کے ساتھ بہت شارپ تھا اور اسکی یہ عادت لیزے کو ہمیشہ کسی کمینے کی یاد دلاتی تھی حالانکہ لیزے نے باران کو یہ عادت نہیں ڈالی تھی۔

اس وقت بھی باران کے لیے چوری بناتے سمے اسکی آنکھیں نم ہوئیں پر وہ فوری سر جھٹک گئی، وہ اس لائق بھی نہیں تھا کہ لیزے نور کے مقدس آنسو اسکی یاد میں بہتے۔

میرا بچہ، میرا بلونگڑا۔ چلو جا کے بے بے کے ہاتھ کی چوری کھاو، میرا"
"طوطا

نانو کے لاڈ کے سنگ ہی لیزے کے ہاتھ سے اس نے پورے پراٹھے کی مزے لے لے چوری کھائی جبکہ اس بیچ حلیمہ اماں اپنی پھکی کوٹنے کے ساتھ ماں بیٹے کے لاڈوں پر قربان ہو رہی تھیں۔

ممو! ایک بات بتاو، آپ میری بے بے تو نہیں ہوناں۔ نانو بے بے کتنا اولڈ "
"فیشن لگتا ہے

باران نے فوری معصومیت سے لیزے کو پکارا تو وہ اسے آخری نوالہ کھلائے اسکا ماتھا چومے برتن سمیٹنے لگی۔

گاوں میں لوگ، مما کو بے بے ہی بولتے ہیں بے بی اور گاوں کے میٹھے "
لوگ کیسے اولڈ ہو سکتے ہیں، یہاں ہر چیز صدیاں بیت جانے کے بعد بھی نئ ہے۔ چلو جا کر اپنا بیگ لو پھر ہم نکلتے ہیں اور موتیے کے پودوں کو پانی بھی
"دے دو

نرمی سے باران کے بالوں میں ہاتھ پھیرے بولی تو وہ فورا نانو سے پھر لپٹ کر کمرے کی طرف بھاگا، دور پار دیکھائی دیتے پہاڑوں پر دھند بہت خوبصورت لگ رہی تھی، سردی یہاں شہر کی بنسبت جلدی آن اتری تھی۔

حلیمہ اماں ! آج پی ٹی ایم کے بعد باران کو پارک لے کر جاوں گی پھر اسکا اسکے ڈینٹسٹ سے اپائنٹمنٹ ہے۔ تو شام دیر ہو جائے گی۔ اتنا میٹھا کھاتا ہے کہ دانتوں کو کیڑا لگنے لگ گیا ہے۔ مجھے بہت پریشانی ہے۔ آپ فکر مت کیجئے

"گا دیر سویر پر

لیزے نے انکے برتن بھی اٹھا کر باہر صحن کے باورچی کارنر پر رکھے تو وہ شفقت سے سر ہلا گئیں۔

اس عمر میں سب بچے ایسے ہی ہوتے ہیں، نہ پریشان ہوا کر۔ آتے ہوئے"

"فراز حلوائی کے رس گلے لے آنا بس بڑا دل للچا رہا ہے

چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں، بڑی بی بھی خاصی شوقین تھیں میٹھے کی۔

"او کے لے آوں گی، اپنا خیال رکھیے گا"

جب تک لیزے نے چینج کیا اور بال بنائے تب تک باران بھی ریڈی ہو کر باہر باغیچے میں کھڑا ملا، لیزے نے اسکا ہاتھ پکڑا اور گاڑی کی چابی بیگ سے

نکالے گھر سے نکلی، ساتھ ہی خستہ حال ساگیر اج تھااور وہیں لیزے کی گاڑی پارک تھی۔

گاڑی کی اسے بہت ضرورت پڑتی تھی کیونکہ سکول اور فیکٹری شہر میں تھے اور پبلک ٹرانسپورٹ پر گزراہ مشکل تھا۔

وہ بمشکل چھبیس سال کی تھی، لیکن اپنی عمر سے دگنا جی چکی تھی، ہنسنا، مسکرانا چھوڑ کر بس باران کے لیے سانس لینا، اور جینا باقی تھا اسکے لیے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

تم پل پل تڑپو گے حیدر! موت مانگو گے تو زندگی بڑھے گی، دیکھنا تم مجھے تو"
"کیا میری خبر تک بھی نہیں پہنچ پاو گے

جہازی سائز بیڈ پر لیٹا وہ کسرتی وجود، وہ پہاڑ جیسا شاندار مرد کسی آواز پر بند آنکھوں کانپ رہا تھا، پھر جیسے دماغ کی کوئی نس اس بری طرح سے درد کی کہ وہ کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا، اس قدر ٹھنڈ کے باوجود اسکا پورا وجود بھیگا تھا۔

جلدی سے اٹکتے سانس سمیت ہی سائیڈ پر پڑا پانی کا گلاس اپنے سر پر انڈیلے پیرا اک طرف ہو کر ٹھنڈے فرش پر اتارے وہ گلاس سامنے دیوار پر مار گیا۔

"مت آیا کرو میرے خواب میں لیزے"

بیٹھے دم گھٹا تو جلدی سے اٹھ کر کمرے میں پھیلی وحشت ہٹانے کو کھڑکی کے دبیز پردے ہٹائے۔

زرا سی ویسٹ پہنے، ٹراوزر میں ملبوس ننگے پیر، کسرت کرتے گندمی نم جسم کی رگیں تانے وہ لہو رنگت ہوتا پھولی سانس بحال کیے زرا گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا، کمرے کے وسط میں لٹکے پنچنگ بیگ پر پڑی دراڑیں بنا غور کے بھی دیکھی جا سکتی تھی، جب وہ اپنے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اپنی وحشت پر

قابو پارہا تھا تو اسکی شہہ رگ سے ہاتھ کے آخری کنارے تک ہر رگ پھولی تھی۔

پھر یکدم کانوں میں میوزک کی آواز سنائی دی۔

وہ پلٹا اور اپنی شرٹ اٹھا کر اپنے پر وقار وجود پر چڑھائے بیڈ روم سے نکلا، کچن اوپن تھا، بے حد خوبصورت گھر تھا جسکی ہر چیز رئیسانہ تھی، لاونج میں پرے میز پر رکھی سگریٹ اٹھا کر وہیں رکھے لائٹر سے سلگائے وہ کچن کی جانب سرد مہری کے سنگ دیکھ کر دھواں اگلتا دروازے میں رکا۔

کچن کارنر میں سلیب کے ساتھ ہی وہ بے حد پرکشش سی بولڈ لڑکی میوزک کی تال پر ویسا ہی فرنچ سانگ گنگناتی، ڈانسنگ سٹیپ کیے ناشتہ بنانے میں مگن تھی۔

"تم رات گئی نہیں؟"

اندر داخل ہوتے واہیات میوزک بند کرتے کرسی پر بیٹھے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اس نسوانی وجود کو مخاطب کیا گیا جو فوراسے پلٹی، بلاشبہ وہ ایک مکمل حسن وراعنائی کا شہکار تھی پر سامنے دراب حیدر جدون تھا، جس پر دلکشی و دلفریبی آکر ختم ہوتی تھی۔

کیسے جاتی، حالت دیکھی تھی تم نے اپنی بڈی ایک دم فل ڈرنک تھے اور" مجھے جاکر سکھی سے گالیاں نہیں کھانی تھیں۔ویسے بھی سکھی نہیں ہے یہاں

"تو مجھے ہی خیال رکھنا تھا تمہارا، بائے داوے وہ ہر ہفتے کہاں جاتا ہے

شنائل نے اسکی طرف دو قدم اٹھاتے سب اعتراض کے جواب دیے اور اختتام اک پر تجسس سوال پر کیا۔

ازمیر گیا ہے، کچھ جیولرز کی خریداری کے لیے، اگلے منتھ ایگزیبشن ہے۔آ" جائے گا آج، تم نکلو اب یہاں سے، میرے کچن کی چیزوں کو ہاتھ لگانے سے

"پہلے پوچھا کرو شنائل

دراب اپنے منہ سے مسلسل دھواں نکالے وہیں کچن سٹنگ ایریا میں رکھی میز پر پڑا نیوز پیپر دیکھتے بولا جس پر شنائل چائے کی کیٹلی کے نیچے جلی آگ بجھائے قریب آن رکی، بلیک جرسی سٹف شرٹ کے ہمراہ سلم فٹ جینز پہنے ، بال کھولے وہ ایک قاتل حسینہ سے کم نہ لگ رہی تھی۔

نہ تمہیں ہاتھ لگاوں نا تمہاری کسی چیز کو، پھر مجھے اپنی زندگی میں آخر رکھا"
"کس حیثیت سے ہے تم نے؟
شنائل کے لہجے سے آتی بغاوت واہانت کی بو پر مقابل کے ماتھے کی رگیں تنیں۔

ایک پیپٹ، جیسے ایک بے بی کسی فیورٹ ٹائے کو دیکھ کر کچھ دیر رونا بھول"
"جائے

دراب حیدر کے سفاک سے جواب پر شنائل دگنا سنگدل مسکرائی، وہ بھی ڈھیٹ بنا مسکرایا۔

دنیا کی نظر میں بدنام ہوں فرق نہیں پڑتا، لیکن جب تم طوائف ثابت"
"کرتے ہو تو دکھتا ہے۔ یہاں کچھ

شنائل کی ایسی باتیں وہ مغرور ایک کان سے سنے دوسرے سے اگلتا تھا، وہ اپنا دل پیٹ گئی پر مقابل کو پرواہ نہ تھی۔

تم موقع ہی نہ دیا کرو، ایک دن میرے بلانے پر انکار کر کے دیکھو، دوبارہ"
تمہیں بلا گیا تو میرا نام دراب حیدر جدون نہیں۔ پر عزت نفس جنکی مر جائے انھیں ایسے رکھ رکھاو نہیں آتے لائک یو بے بی۔ اب نکلو پلیز، مجھے اپنا بریک
"فاسٹ خود بنانا آتا ہے

وہ نیوز پیپر میز پر پٹخا گیا کیونکہ مطلب کی خبر نہیں تھی، جبکہ شنائل ویسے ہی کھڑی اسے غصے سے دیکھنے لگی۔

جانتی ہوں نہیں بلاوگے، سالا دل گدی پر آئے تو پری کیا چیز ہے میرے"
ساتھ بھی وہی ہوا۔اس شہر کا بڑے سے بڑا امیر زادہ شنائل شمدی کے پیر
دھو کر پینے کو تیار ہے، پر میں تمہاری ان اکھڑتی سانسوں کا سوچ کر ہمیشہ
"زلیل ہونے آجاتی ہوں۔۔۔کیوں؟ تم نہ جاننا چاہتے ہو نہ مجھے بتانا ہے
شنائل کی سب باتیں سنے وہ کرسی پر اور چوڑا ہو گیا اور دلچسپی سے شنائل کے
بگھڑے تیور محظوظ سی نظر سے دیکھنے لگا۔
فضولیات میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں، میرا ایک ہی مسئلہ ہے مجھے دیوار سے"
باتیں کرنی نہیں آتیں، سکھی میری سماعت ہے، اور وہی تمہیں یعنی اپنی دور
پار کی سہیلی اپنی جگہ بھیج دیتا ہے یہاں۔جو کہنا ہے اسے کہو، مجھے
نہیں۔ویسے ان پیر دھو کر پینے والے گئے گزروں میں سے کسی ایک کو چن
"کر گھر کیوں نہیں بساتی، یقین کرو زلالت سے کچھ حد تک بچ جاو گی
وہ جو بھی غلیظ کہہ لیتا شنائل حوصلے سن رہی تھی، کبھی کبھی انسان جان بوجھ
کر خود کو گرا دیتا ہے۔

ایک بات بتاو، آخر تمہیں کیوں ہے اس گولڈ ڈگر کا انتظار حیدر! جس" زلت سے وہ نکالی گئی تھی، مرکھپ گئی ہو گی، ہر بار مجھے اپنی تکلیف میں کمی کی "نیت سے لاتے ہو، پر چھونا دور دیکھتے بھی نہیں ہو۔ یہ میری توھین ہے مسلسل اس مغرور شخص کی دھتکار نے شنائل شمدی جیسی دنیا کی منظور نظر میں آگ سے شعلے بھڑکا دیے تھے، دوسری جانب سگریٹ سلگ رہا تھا، لیکن اس شخص میں کسی پنچ کی زبان پر آتے اپنے خوبصورت نام کو سن کر ہر طلب اپنی موت مر گئی۔

اگر تم نے کسی کمزور لمحے میرے آنسو پونچھ کر مجھے پر احسان نہ کیا ہوتا" شنائل تو یہاں تمہاری لاش ملتی۔ اس نام سے مجھے پکارنے کا حق صرف "لیزے نور کو ہے

وہ بپھر کر اٹھا اور ٹھیک شنائل کے روبرو رکے اپنی پوری قوت سے دھاڑا کہ شنائل کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوئے۔

"جس دن مجھے یقین ہو گیا وہ اس دنیا میں نہیں ہے، اسے ڈھونڈنے ہر دنیا کا ہر سفر کر گزروں گا۔ میرے بلانے پر منہ اٹھا کر دوبارہ مت آنا، نہ میری تکلیف میں کمی کرنا کسی تراشے جسم کے بس کی بات ہے"

دراب نے اسے نمائش کرتے جسم پر کراہت بھری نگاہ ڈالے شنائل کو اسکی اوقات دیکھائی، وہ جل اٹھی۔

"مجھ پر پرائی سانس حرام ہے، مانگی دعا تک بھاری ہے، اور خو بخود کوئی دعا دیتا نہیں۔ پرائی عورت کیسے قبول ہو گی، وہ بھی ایسی جسکے پیر ہر دوسرا ٹھوکر کی دھو کر پینا چاہتا ہے۔ دوبارہ اپنے احسان کے بدلے مجھ سے مجھے مانگنے کی جرت مت کرنا۔

میں صرف سزا کا منتظر ہوں۔۔ کوئی سکون پانے نہیں بیٹھا۔ دفع ہو جا واب سکھی کی غیر موجودگی میں دیواریں ہی میری سماعت بنیں گی"

اسے کچن سلیب سے ہٹا کر بازو سے پکڑے باہر کا راستہ دیکھا کر دھکیلتے وہ خود جیسے سگریٹ زمین پر پھینکے اپنا ننگا پیر رکھ کر مسلتا بنا کسی جلن کا احساس پائے وہاں سے گیا، پیچھے طوفان گزر جانے کا منظر چھا گیا۔

وہ لاونج کی طرف بڑھی، اپنا بیگ اور فون کے ساتھ کوٹ اٹھایا اور آنسو رگڑتی اسکے گھر سے چلی گئی جبکہ کمرے میں آتے ہی سائیڈ میز پر رکھے شیشے کی ڈیکوریشن پیس کو دیواری شیشے پر دے مار کر توڑتے ہی دراب نے کال ملائی تھی، ائیر پورٹ سے باہر نکلتا وہ بھی خوبرو سا وجیہہ بندہ تھا جس نے فون پر آتی کال پر حلق خشک محسوس کیا۔

اپنا سوٹ کیس ڈرائیور کو تھمائے خود فوری کال پک کی۔

تجھ پر بھاری پڑ گیا تو زہر دے دینا پر دوبارہ یہ تھرڈ کلاس لڑکی میرے لیے "

آخری آپشن مت بنانا سکھی، اپنی زندگی سے تجھے بھی نکال باہر پھینکوں گا مجھ

سے کسی انسانیت کی توقع مت رکھنا یزدان فاروقی، یاد رکھنا یہ آخری تنبیہ ہے اور دوبارہ شنائل مجھے اس پورے شہر میں دیکھائی نہ دے ورنہ تو گیا" جس قدر وہ چلا سکتا تھا اس کے سنگ یزدان کی سماعت میں ہمیشہ کی طرح پگھلا سیسہ انڈیلتے ہی ٹھک سے کال کاٹ دی جبکہ یزدان کے چہرے کے رنگ اڑ گئے۔

یہ دن بدن پاگل ہوتا جا رہا ہے، ناکارہ شنائل۔۔۔ایک زخمی شیر قابو نہیں ہوتا تم سے، باتیں تم سے دادے کے وقت کی کروالو۔۔۔" خفت سے بڑبڑاتے یزدان نے فوری گہرے سانس بھرے اور اپنی گاڑی کی طرف لپکتے ہی سوار ہوا جسکے فورا بعد ہی وہ گاڑی ائیر پورٹ کی حدود سے نکل گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

فاروقی مینشن پنجاب کی سرزمین پر بنے خوبصورت ترین گھروں میں شامل تھا، زیبائش ہو یا سجاوٹ، وقار ہو یا دلکشی سب اس عمارت میں موجود تھا، آن بان اور شان بھی جو اس گھر کے مکیوں کی ذات کا حصہ تھی۔

اس مینشن کی کرتا دھرتا تھیں "فہمیدہ فاروقی عرف دی جان" جو اپنے اکلوتے بیٹے اور پھر آگے سے اکلوتے ہی پوتے کے ہمراہ ایک خوبصورت زندگی جی رہی تھیں، ہاں دل پر جوان بیٹی کی بہت جلد موت کا دکھ بھی سلگ رہا تھا۔

"فون ملا کر دے مجھے سجاول پتر، میرا دل کہہ رہا ہے وہ مجھے یاد کر رہی ہے"

خوبصورت سے خدوخال والی شفیق سرخ و سفید رنگت والی فہمیدہ بیگم گھبرائی سی کچھ فاصلے پر کاوچ پر براجمان پچاس پچپن سالا سجاول فاروقی سے مخاطب تھیں جنہوں نے پہلی فرصت میں اپنے بوسکی کے کرتے کی قمیص کی جیب سے فون نکالا اور کسی "شاکرہ" کا نمبر ڈائیل کرتے ہی فون اٹھ کر مودب و متفکر ہوئے دی جان کے حوالے کیا۔

وہیں دوسری جانب کچے صحن میں میلے کپڑوں کا امبار لگا تھا جس میں سے کپڑے چھانٹ کر وہ ملائم مرمریں ہاتھ چلتی مشین میں ڈال رہے تھے، سخت سردی کے باوجود اسکے کپڑے گیلے تھے اور کوئی گرم شال تک اوڑھی نہ گئی تھی، چچی نہانے گئی تھی تبھی سلوی دوڑ کر باہر ہی پڑے تخت پر رکھے نوکیا دس فون تک پہنچی اور نام دیکھتے ہی بے تابی سے کال اٹھا کر فون کان سے لگایا۔

"دی جان! آپ ٹھیک ہیں؟"

گھبرائی پر نم آواز سلوی کے ہونٹوں سے نکلتے کپکپا گئی، دوسری جانب وہ تڑپی نانی اور غمزدہ ہوئی۔

میرا بچہ تجھے یاد کر رہی تھی، رات بہت برا خواب دیکھا۔ کہاں ہے تیری"

"چاچی فون دے اسے

فہمیدہ صاحبہ کا دل تو سلوی کی نم آواز پر ہی کٹ گیا، اس سے پہلے سلوی انکی شفقت بھری آواز پر ضبط نہ کر پاتے رو پڑتی، تو لیہ گیلے بالوں پر لپیٹ کر آتی شاکرہ بے دردی سے فون سلوی کے ہاتھ سے جھپٹ کر اسے پرے دھکیل کر فوری فون کان سے لگا گئی، گرم نئے نکور کپڑوں اور سوئٹر کے ساتھ نہاتے ہی پیروں پر موٹے موزے چڑھائے وہ عورت خود کو اچھے سے سردی سے بچا رہی تھی۔

"ارے دی جان! کیسے زحمت کی فون کی۔ سب خیریت ہو گی؟"

شاکرہ کے زبان میں گویا شہد گھل آیا جبکہ اسکی سلوی پر گڑھی نظروں میں زہر ہنوز اترا رہا۔

ہاں سب خیریت ہے شاکرہ، بس سلوی کو کچھ دن میرے پاس بھیج" دے۔ میری طبعیت کچھ اوپر نیچے ہے۔ اسے دیکھوں گی تو چین ملے گا،

رضوان (سلوی کے بابا) خیر سے قافلے سے لوٹے گا تو لے جائے گا سلوی
"کو

فہمیدہ صاحبہ نے زرار عب جمایا جس پر شاکرہ کاٹ کھاتی آنسو بہاتی سلوی کو گھوری، مفت کی نوکرانی کو بھلا کیسے بھیج سکتی تھی، پھر گھر کا سارا کام شاکرہ کو کرنا پڑتا جس پر اسے موت آتی تھی لیکن فہمیدہ صاحبہ کو انکار بھی کیسے کرتی کہ وہ ہر مہینے سلوی کے ان لالچی چچا چچی کو بھرا چیک بھیجتی تھیں۔

جیسا آپ کہیں دی جان پر زیادہ دن مت روکیے گا، تھوڑا ہاتھ بٹا دیتی ہے"
میرا گھر کے کام میں تو سہارہ ہو جاتا ہے مجھے۔ آپ تو جانتی ہیں یہ مہروں کا درد اوپر سے سردی آتے ہی ہاتھ پیر سوجھ جاتے ہیں۔ میں سلمان (شوہر) کو کہتی
"ہوں چھوڑ جائے سلوی کو

سلوی کی نم آنکھیں یکدم مسکرائیں، نانی جان کے گلے لگ کر وہ بہت رونا چاہتی تھی جبکہ اسے شاکرہ کی ڈرامے بازی سنائی نہ دی نہ وہ سننا چاہتی تھی۔

نہیں، سجاول پتر کو بھیج رہی ہوں وہ لے جاتا ہے۔رضوان کو میں نے کال"
"کر کے بتادیا ہے کہ اسکی سلوی ہفتہ میرے ساتھ رہے گی
فہمیدہ نے اپنی بات کہے کال کاٹ کر فوری سجاول کو روانہ کیا جبکہ ٹاول
باندھے کڑے تیوروں سے گھورتی شاکرہ نے لپک کر سلوی کی بازو دبوچی
جس پر وہ کراہ اٹھی۔

ایک بات میری کان کھول کر سن لے سلوی! اپنے مامے کے اس بیٹے سے"
پورا ہفتہ دور رہنا کیونکہ تو صرف میرے پتر جمشید کی امانت ہے۔ تیری نانی
ہمارے منہ میں پیسے ڈالتی ہے اسکا یہ مطلب نہیں کہ اسکا حکم ہمارے گھر پر
اور یہاں کے لوگوں پر چلے گا۔ جمشید کی منگ ہے تو، دبئ تیرے لیے گیا ہے
تاکہ تجھے رانی بنا کر رکھے۔اس لیے جیسے ہی دی جان دی طبعیت ٹھیک ہوئے
واپس آجانا۔ تیرے ابا جی نے زبان دے رکھی ہے سلمان کو کہ تو ہماری بہو
ہے۔اگر تیرے قدم بھٹکے تو سب تباہ ہو گا۔ میں کھوری سہی پر تیری ماں

ورگی چاچی ہوں، پالا ہے تجھے احسان فراموشی نہ کریں۔۔۔۔۔جاتیار ہو جا
"تیرا اماما آریا ہے لین۔۔۔۔

شاکرہ کی اک اک بات سلوی نے ہر بار کی طرح دوپٹے کے پلو سے باندھ لی اور افسردگی سے سر جھکاتی اپنے کمرے میں دوڑ گئی۔

موئی! اف اب ہفتہ ہر کام مجھے کرنا پڑے گا۔یہ نہیں کرتیں دی جان کہ "
"ایک ملازمہ رکھوادیں۔۔۔۔خود تو امیر کبیر ہیں، پر دل کنجوس
شاکرہ نے ٹاول سے بال نکالے پر زہر اگلنا نہ بھولی جبکہ کمرے میں پہنچ کر سلوی نے رہے سہے آنسو رگڑے اور اپنا سب سے پیارا جوڑا استری کے لیے نکالا، اباجی دو ہفتے سے ایک اجتماعی قافلے کے ساتھ گئے تھے، محلے کی مسجد کے امام تھے، تبھی تو انکے ہوتے ہوئے انکی اکلوتی سلوی پر ہر ایرا غیرا حکومت کر رہا تھا پر خدا گواہ تھا کہ کبھی سلوی کی زبان پر شکوہ آیا ہو۔

بابا محبت میں کمی نہ کرتے تھے،اسے سمجھاتے کہ اسکی چاچی اور چاچا اسکے ہمدرد ہیں کیونکہ وہ نرم دل سے درویش آدمی تھے،دو سال کی سلوی تھی جب بیوی نور کی وفات ہو گئی جو فہمیدہ فاروقی صاحبہ کی اکلوتی بیٹی تھی،بس رضوان نے سلوی اٹھا کر شاکرہ کی گود میں ڈالی اور خود مسجد میں گوشہ نشینی چن لی۔

شاکرہ کو ویسے تو سلوی میں زرا دلچسپی نہ تھی پر رضوان صاحب نے کئی ایکٹر زمین جو انھیں سلوی کی ماں کی طرف سے ملی وہ سلوی کے نام کر رکھی تھی بس اسی سبب شاکرہ کو اسے اپنے کماو بیٹے کی بہو بنانے کا سوچنا پڑ گیا لیکن درحقیت نہ تو جمشید اس پر راضی تھا نہ سلمان۔

نہ سلوی! کیونکہ اسے تو اس جہنم سے نجات چاہیے تھی جہاں کام کر کر کے اسے نرم و ملائم ہاتھ گھس جاتے،ڈھور ڈنگر کی طرح شاکرہ اسے صبح سے دن

تک کام لگائے رکھتی، رضوان گھر ہی نہ رہے تھے کہ سلوی کے ساتھ ہوئے ظلم دیکھ پاتے نہ انکی صابر شاکر سلوی نے کبھی اف کی۔

لیکن فہمیدہ جب بھی سلوی سے ملتیں انکا دل دکھ جاتا پر آج تک سلوی نے ان سے بھی کسی کی شکائیت نہ کی۔

گہرے نیلے اور ہری کڑھائی والے جوڑے میں سلوی خود کو دیکھ کر پھیکا سا مسکرائی، وہ بہت خوبصورت تھی، اس پورے محلے کی سب سے حسین کڑی۔

"یہی زندگی ہے تمہاری سلوی، یہی جہنم تمہارا نصیب ہے۔اداس مت ہو" اپنے آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو رگڑے وہ تیار ہونے لگی، ویسے تو اسے کسی سنگار کی ضرورت نہ تھی پر جھمکے پہننا اور لپ سٹک لگانا اسے بہت پسند تھا۔

سجاول فاروقی کے آنے تک وہ تیار ہو گئی، شاکرہ یکدم ہی خوشامدی بن جاتی، یوں سلوی سے لپٹتی جیسے سوماوں کی محبت اس میں آگئی ہو اور سلوی دل ہی دل میں یہ سوچ کر ہنس دیتی کہ وہ کتنی عجیب زندگی جی رہی ہے۔

"میرا بچہ ٹھیک ہے؟"

وہ خستہ حال محلہ تھا تبھی سجاول نے گاڑی کچھ دور کھڑی کی جہاں تک جانے میں پانچ منٹ لگے، گاڑی تک پہنچے سجاول نے چادر میں چھپی سلوی کے سر پر ہاتھ رکھا ہی کہ وہ انکے سینے میں چھپ گئی۔

ماموں کی جان! گھبرا گئی تھی۔ دی جان بھی بہت یاد کر رہی ہیں تجھے۔ میرا" بچہ روتے تھوڑا ہیں، میری خرگوشنی۔ آجا تجھے گول گپے کھلاتا ہوں پہلے تاکہ تھوڑی انرجی لوٹے میرے بچو نگڑے میں۔ تو ہماری نکی نور ہے، تیری اداسی ہمارے کلیجے پھاڑ سکتی ہے پتری"

ماموں کے گلے لگانے پر سلوی نے بہت مشکل سے آنسو سنبھالے جب سامنے ہوئی تو اس کی گالیں گلابی اور آنکھیں سرخ دیکھے سجاول فاروقی اسکی گال سہلاتے ماتھا چومے ساتھ ہی لگائے گاڑی میں بیٹھا گئے اور خود بھی دوسری طرف سے جگہ سنبھالی پر تب تک سلوی مسکراہٹ واپس چہرے پر لے آئی جس سے سجاول فاروقی کو کچھ تسلی مل ہی گئی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

اسلامہ آباد، کراچی کے بعد شارجہ میں بھی اپنی تیسری برانچ کا آغاز کر چکی تھی، جو برینڈ، ویب ڈئزائن اور ڈیجیٹل مارکٹنگ کے بڑے بڑے بین الاقوامی آرڈرز کو مطلوبہ ڈیڈلائن سے بہت پہلے مکمل کرنے میں بہت مقبول ہوتی جارہی تھی۔

مین برانچ اسلامہ آباد میں تھی جسکا چیئر پرسن دراب حیدر جدون تھا جبکہ اسکی بڑی سپورٹ تھی نرمین جدون جو دراب کی مدر کے ساتھ ویب مارکٹنگ انڈسٹری کا جانا مانا نام تھیں، باپ کا قصہ رہنے دیجئے۔

شارجہ والی برانچ بھی پچھلے دو سال سے دراب سنبھال رہا تھا جبکہ کراچی والی برانچ کا سارا ورک اون لائن تھا جسے نرمین زیادہ تر خود ہی دیکھ لیتیں۔

ویلڈیش ویب ایجنسی کی آفس بلڈنگ نہایت شاندار اور دیدہ زیب تھی جسکی بلڈنگ پر لوگو ویب کا ایک بہت بڑا موونگ بل بورڈ تھا جو آنے والوں کی دلچسپی کا مرکز بنتا۔

Indigo slate Shirt

کے ہمراہ

Khaki Pant

میں سفید سنیکرز میں پیر مقید کیے، کیجول ڈیم جیکٹ پہنے، بال ہمیشہ کی طرح کچھ سلجھے کچھ بے ترتیب سے کیے، آنکھوں پر چڑھے برینڈڈ گلاسیز کو اتار کر

اپنے تیز قدم ہال ایریا سے مین آفس بلڈنگ کی طرف بڑھاتے وہ اس بیچ کس کس کے دل کی دھڑکن بڑھا رہا تھا اسکی دراب کو کبھی پرواہ نہ رہی تھی۔

کسی اہم کلائنٹ سے میٹنگ کے سلسلے میں وہ بنا بریک فاسٹ آیا تھا، کانفرس روم کھول کر اندر داخل ہوا جہاں آفس لیڈیز تھری پیس میں بہت کلاسی سی لیڈی کے روبرو تین اٹالین کلائنٹس براجمان تھے۔

"ویلکم مسٹر دراب"

ان تین میں سے میرون جیکٹ اور کوزی ڈریسنگ والا اٹھ کر فوری ہاتھ بڑھا گیا، جسے ہاتھ کو تھامنے کے بجائے دراب نے اپنا ہاتھ مکے کی صورت جکڑے اپنے سگنیچر ہائے فائے کرنا چاہا جس پر وہ آدمی بنا انسلٹ فیل کیے ویسا ہی کیے دراب کے اشارے پر بیٹھا۔

نرمین نے اک مسکراتی نظر دراب پر ڈالی جو تینوں کو اپنے ایجنسی کی ڈیٹیلز بہت پروفیشنلی سمجھا رہا تھا، وہ لوگ دراب حیدر سے پہلے کچھ ایگزمپل ورک کروانے کے خواہش مند تھے، جسکا حق وہ لوگ ہر فارنر کو دیتے۔

وہ بلاشبہ ایک پر اعتماد بزنس مین تھا۔

میٹنگ دو گھنٹوں میں ختم ہوئی تو پیون، دراب کا بریک فاسٹ باکس لیے سیدھا میٹنگ روم ہی پہنچا۔

"انھیں کیسے پتا چلتا ہے کہ میں نے ناشتہ نہیں کیا، آہ ددھو"

بریک فاسٹ باکس کھولنے کی دیر تھی کہ دراب کی فیورٹ دیسی گھی کی چوری وہ بھی گرما گرم ساتھ ایک سمائیلی فیس نگٹ جسے دیکھتے ہی وہ پتھر مسکرا دیا۔

رات تم شنائل کے ساتھ تھے؟ ادھر دیکھو۔ جدون فیملی کا ایک وقار ہے" دراب جسے تم وقت کے ساتھ ساتھ کافی پائمال کر چکے ہو۔ میں اور تمہارے

دادا کب تک چھوٹے بچے کی طرح تمہاری لک آفٹر کریں۔اٹھائیس سال کے ہو چکے ہو اب تو سنبھل جاو"

نرمین نے اسکے سامنے سے اسکا فیورٹ بریک فاسٹ ہٹاتے غصے سے اسے مخاطب کیا مگر دراب انکے کسی سوال کا جواب دینے کے موڈ میں نہ تھا۔

باکس واپس لیتے فورک اٹھا کر اپنے سامنے میز کی سطح پر فون آن کیے کچھ اونلائن ای میلز چیک کرتے وہ اپنا ناشتہ کرنے لگا، ساتھ گرما گرم چائے بھی اسکی آگئ۔

اگر تمہیں شنائل پسند ہے تو بتاو میں کوئی پرا پرا انگیجمنٹ سرمنی رکھ لیتی ہوں، تمہارے ڈیڈی کی وجہ سے ہم پہلے ہی دنیا میں بہت بدنام ہوئے تھے جب انہوں ایک غیر مذہب عورت سے نکاح کیا اور اسکی خاطر اپنی پوری فیملی چھوڑ دی، کتنی تھو تھو ہوئی، میں نہیں چاہتی لوگ ایک بار پھر ہمارے معزز خاندان کو ایک نئے سکینڈل پر کر سیٹیسائز کریں"

نرمین کا لہجہ بھیگا تو دراب جو اپنی ہی دھن میں ناشتے میں مگن تھا رک کر گردن گمائے کرسی سے ٹیک لگا کر دلچسپی سے ماں کے چہرے کو تکنے لگا۔

"نہ مسٹر برہان جدون معزز تھے نہ انکی اولاد یعنی میں، معزز صرف آپ اور دودھو ہیں مام یہی سچ ہے۔۔تو یہ بدنامی اور نیک نامی ایک ساتھ ڈائجسٹ کرنا سیکھیں جب تک میں اور ڈیڈ زندہ ہیں۔ فطرت عادت بن جاتی ہے اور عادت مشکلوں سے بدلتی ہے، مجھے شنائل صرف اتنی ہی پسند ہے جتنا رونے والی آنکھ کو ٹشو پسند ہوتا ہے۔۔۔اب میں ناشتہ کرلوں میری فلائیٹ ہے شارجہ کی کچھ گھنٹے میں؟ وہ سکھی بھی آتا ہوگا میرا دماغ چاٹنے"

اپنے سرد و سپاٹ جواب سے وہ نرمین کو لاجواب کر گیا جبکہ وہ سر ہلائے اٹھ کھڑی ہو گئیں کیونکہ دراب سے بات کر کے وہ ڈپریشن محسوس کرتیں۔

"تمہیں کچھ ہوا تو میں اور بابا کیا کریں گے دراب؟ بتاو میں ماں ہو کر تمہارے پھٹے دل کو نہیں سی پائی، سکھی بچپن کا دوست ہو کر مداوا نہیں کر سکا تو اور کونسا مرہم ہے جو اس درد میں کمی کرے گا"

یہ جانتے بوجھتے کہ دراب کی تکلیف اسکی اپنی غلطیوں اور گناہوں کی وجہ ہے پھر بھی ماں کا کلیجہ تو پھٹ رہا تھا، وہ ہنسنا بولنا کئی سالوں سے چھوڑ کر اک مشین بنا ہوا تھا۔

مجھے کچھ ہوا تو یہ ہوائیں میری زہریلی سانسوں سے آزادی پالیں گے، آپ" اور دد ھو کے لیے موسم اچھے کر جاوں گا اور سکھی کو اپنے نحوست سے رہائی دے جاوں گا، رہی بات مرہم کی تو وہ زخموں پر سجتا ہے مام، ناسوروں پر نہیں۔ مجھے میری یہ سزا جھیلنے دیں، یہ بہت وی آئی پی ہے۔ مجھے درد نہیں دیتی"

بنا اک شکن چہرے پر لائے دراب نے نرمین کی آنکھوں میں صدیوں کی تھکن بھر دی۔

"میرا دل دکھتا ہے بے بی"

نرمین کے آنسوؤں پر وہ چہرہ اٹھائے یوں تنبیہی گھورا کہ فوراسے نرمین نے اپنے آنسو ڈر کر رگڑے۔

آپ ایک سٹرونگ بزنس وومین ہیں، ایک بہادر سنگل پیرنٹ۔آپ پر" رونا نہیں سجتا سوئٹی۔جائیں، کل دوپہر سے کچھ نہیں کھایا آپکی اس ناہنجار "اولاد نے، سکون سے اپنا میل انجوائے کرنے دیں مجھے

اپنے آپ کو بے حس پیش کیے وہ نرمین کا دل کچل دیتا تھا، وہ بھی خود کو سنبھالتی، صبر کے گھونٹ بھرے اسکے بالوں میں حسرت سے ہاتھ پھیرتی اپنی کرچیوں میں بٹی آنکھیں چرائے پاس سے گزر کر کانفرس روم سے نکل گئیں جبکہ حلق کسیلا محسوس کیے دراب نے فورا گرم چائے کا مگ اٹھائے اک سیپ بھرا۔

مائیں دوست نہیں ہونی چاہیں، آہ نرمین آہ۔۔۔کہاں آپکو مجھ سی آزمائش" "بخش دی گئی۔ریلکس حیدر! سب ٹھیک ہے

گرم بھاپ اگلتی چائے ہو یا تپش بھرے موسم،اس پر اثر کرنے چھوڑ گئے تھے۔

اور دنیا جہاں کو اذیت،ٹافی کی طرح دینے والا وہ سنگدل خود یوں لگتا تھا جیسے دنیا کا پر سکون شخص ہے، ستم کہ اسکے اندر کا کہرام اسکی ہیزل براون آنکھوں میں آنے سے بھی خوف کھاتا تھا۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ
??Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

دی جان قربان،ایک مہینے میں ہی اتنی دبلی کیوں ہو جاتی ہے تو۔میرا تو دل" کرتا ہے رضوان سے پکا پکا تجھے لے لوں،بندہ پوچھے کیا صرف دین کے فرض پورے کرنے ہی ضروری ہوتے ہیں،دنیا بھی تو رکھنی پڑتی ہے۔پر ایسے "لوگوں سے بعث کون کرے،الٹا کوئی فتوی لگا دے گا میرا اکلوتا سنکی داماد۔۔

جب سے سلوی آئی تھی فہمیدہ اسکے پھیکے رنگ روپ پر ہلکان اس پر فکریں لٹائے جارہی تھیں جو آگے سے مسکراتی کبھی ماموں کو تکتی تو پھر دونوں ماموں بھانجی شرارت سے مسکادیتے۔

"دی جان! آجکل کڑیاں اچھی لگنے کے لیے ڈائٹنگ شائٹنگ کرتی ہیں سمجھا کریں۔ یہ دبلی پتلی آپکی اکلوتی نواسی ابھی تین درجن راستے میں گول گپے "ایسے ٹھوس کر آئی ہے جیسے ہواہوں

سجاول بھی ماحول کو خوشگوار کرنے کی خاطر بچاری سلوی کا پول کھول گئے جس پر نانی صاحبہ تو ہنس مگر یزدان کو یہ سن کر ہول ضرور اٹھے، سٹنگ لاونج ایریا سے باہر ہی وہ رکا دلچسپی سے سلوی کے نازک فگر کو دیکھنے لگا، یہی سوچ رہا تھا وہ بکری تین درجن ٹھوس کیسے گئی کیونکہ اسے لگتا تھا وہ کھاتی نہیں خوراک سونگتی ہوگی جتنی نرم ونازک ہے۔

اتنے گول گپے تو آج تک یزدان سے بھی نہ کھائے گئے۔

"ماموں! آپ نے پرامسس کیا تھا یہ راز رہے گا، دی جان دیکھیں ناں"

سلوی کے یہ لاڈ بھرے شکائتی انداز یزدان کے ایک بار پھر قدم روک گئے، وہ واپس رکا، وہ جو رنگ پہنتی تھی اس پر بلاشبہ سجتا تھا، اتفاق سے اس وقت یزدان خود بھی سکائے بلو شرٹ، نیوی بلو پینٹ کے ہمراہ وائیٹ سنیکرز میں کافی رف ہونے کے باوجود گدلکنگ لگ رہا تھا۔

"تو دس کھالے بس تو ہسدی رہ، نہ کر سجاول میری دھی کو تنگ"

دی جان نے اسے فوری اپنے سینے لپٹایا، سلوی کچھ یاد آنے پر فورا انکے شفیق حصار سے نکلی۔

اچھا یہ بتائیں آپکی طبعیت کیوں خراب ہوئی، آپ اپنا خیال نہیں" رکھتیں؟"

سلوی کے اندر ڈاکٹر اتر آئی تھی، خیر سے میڈیسن کے شعبے میں گریجویٹ تھی سلوی، بس آگے پڑھنے کا دل نہ چاہا تو پڑھائی فی الحال بریک دے کر چھوڑ رکھی تھی۔

بس پتر یہ ڈائبٹیز اور بلڈ پریشر اکھٹا جب حملہ کرتا ہے تو تیری دی جان کا"
سانس رکنے لگتا ہے، فکر مت کر۔ شاکرہ سے بہانہ مارا تھا، ابھی میں بھلی چنگی
ہوں"

اپنی صحت کا بتاتے ہی آخر تک وہ شرارت سے مسکائیں تو سلوی بھی ہنس کر
واپس انکے سینے لگی تبھی یزدان اندر آیا، سلوی کی نظر اس وجیہہ پر جاتے ہی
سرور سے بھری، وہ بے تکلیفی سے دی جان کے برابر دوسری طرف آئے
بیٹھا تو سلوی جلدی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

آپ نے بلوا ہی لیا اپنی پرسنل نرس کو آخر، میرے جانے کا اچھا فائدہ اٹھاتی"
ہیں، شاکرہ صاحبہ کی کوئی آہ نہ لے لیجئے گا دی جان۔ دھیان رکھیں یہ بہت
"زہریلے لوگ ہیں، سامنے والے کو کھڑے کھڑے نگل لیتے ہیں

در حقیقت یزدان کا اشارہ سلوی کی طرف تھا، یزدان کی رضامندی سے ہی
دی جان باقاعدہ سلوی کے گھر یزدان کا رشتہ لینے گئی تھیں مگر سلوی نے
انکار کر دیا کیونکہ ایسا کرنے کو شاکرہ نے اسے مجبور کیا تھا، بس تب سے نہ پھر

فہمیدہ نے یہ خواہش یا بات دوبارہ کر کے اپنی بے بس سلوی کو پریشان کیا نہ یزدان نے کوئی ایسا ردعمل دیا جس سے لگتا کہ وہ سلوی کے عشق میں پاگل تھا بلکہ یہ کہا کہ ایسی صرف دی جان اور بابا کی خواہش تھی۔

لیکن اسکے لہجے میں سلوی سمیت اسکے گھر والوں کے لیے تب سے اک کڑواہٹ گھل گئی تھی۔

یزدان کی اس سفاک بات پر فہمیدہ نے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی ماری جس پر سلوی کو جن برہم نظروں سے یزدان نے دیکھا وہ فوری نظریں جھکا گئی۔

"خبردار! میری سلوی ان جیسی نہیں ہے سکھی۔ایسے نہیں بولتے"

دادو کے ڈانٹنے پر وہ منہ پھلاتا اٹھ گیا، کیونکہ اس سے پہلے دراب کی فلائیٹ اڑتی،اس محبوبہ کو منانا یزدان کی مجبوری تھی،اسکے اٹھنے پر سلوی کا دل بیٹھنے لگا۔

اوکے چومیں چاٹیں اپنی سلوی کو ہی، مجھے آپکی ایک ہفتہ کوئی کس بھی نہیں"
"چاہیے

دادو سے ناراض ہوئے موصوف وہاں سے نکلے تو سلوی نے ڈبڈبائی آنکھوں سے فہمیدہ صاحبہ کو دیکھا۔

آپ کا پوتا ہمیشہ خفا ہوتا ہے میرے آنے پر تبھی اچھا نہیں لگتا مجھے یہاں"
"آنا

سلوی کی آنکھوں میں پلکوں پر اٹکی شبنم گھلی۔

جو اسکے ساتھ ہوا تھا یہ اسکاری ایکشن ہے، اگر تیرے ابا جی یا چچا چاچی دو"
سال پہلے انکار کرتے وہ الگ بات تھی، بھرم قائم رہ جاتا پر تم نے کیا تھا، اور وہ مرد ہے پتر، انا کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ تھوڑی کڑوی کیسلی سہہ لیا کر، وہ
"جلے یا سلگے، دی جان جتنی اسکی ہیں اتنی تیری ہیں

ماتھا چومے سلوی کو حوصلہ دیا پر وہ پر سکون نہ ہوئی، سجاول بھی اٹھ کر پاس آئے اور سلوی کی گال سہلائی۔

جب ایک مرد کو ایک عورت ٹھکراتی ہے تو وہ محبت نہ بھی ہو تب بھی چیخ" جاتا ہے، پر تجھے دل چھوٹا کرنے کی ضرورت نہیں میری جان۔ وہ جتنا جلے گا ہم اور سلگائیں گے۔ میں زرا کک کو کہتا ہوں آج سب کچھ لنچ ڈنر میں سلوی "کی پسند سے بنے گا

ماموں کے بہلانے کا بھی اثر نہ ہوا، جبکہ وہ رسان سے سر ہلا گئی، کچھ دیر نانو سے بات کرنے کے بعد وہ انکے کمرے سے لان کا نظارہ کرنے کی نیت سے نکلی ہی کہ تیز آندھی کی طرح گزرتے یزدان سے بری طرح ٹکرائی۔

"بدروح کی طرح یہاں وہاں گھومنے سے گریز کریں سلوی"

وہ جو کسی اہم کال کے جواب میں کال بیک کرنے کے ساتھ دراب کے آفس نکل رہا تھا، سلوی سے ٹکراونے اندر تک سلگا دیا اوپر سے اس لڑکی کی آنکھیں یزدان کو بہت پریشان کرتی تھیں۔

"آپ مجھ پر غصہ ہیں؟"

سلوی کی آنکھیں نمی کی پرت میں ڈوبی یزدان کو اسکے چہرے کی جانب راغب کر رہی تھیں جو جاتے جاتے مجبور ارک چکا تھا۔

آپ پر غصہ کرنا میرے نزدیک فضول ترین کام ہے"

"سلوی

گھنبیر، بھاری اور ڈانٹ جیسے جواب پر سلوی کو یہی لگا یہ انسلٹ کی گئی ہے۔

"آپ پر صرف پیار آتا ہے جو میں بے وقت کرنا نہیں چاہتا"

لب بستگی لیے وہ بس اسے دیکھ کر سوچ سکا جبکہ وہ لڑکی اسکے سامنے نظر جھکا کر کھڑی اپنے نچلے ہونٹ کو بے بسی و غائب دماغی سے کاٹ کر رکھ گئی کہ ننھی خون کی بوند اسکے ہونٹوں پر لگے گلابی ٹینٹ میں گھل کر یزدان کا دماغ گما گئی، دل دہلا گئی۔

ان وحشی لوگوں کے بیچ رہ رہ کر آپ بھی ویسی ہی ہو چکی ہیں سلوی، کس"

"قسم کی حرکت ہے یہ؟

یزدان کی نظر اسکے لہو گھلے ہونٹوں سے سرک کر خفگی سے اٹ کر آنکھوں پر گئی جہاں نا سمجھی کے گہرے بادل چھائے کیونکہ سلوی کو پتا ہی نہ تھا کہ وہ کیا کر چکی ہے۔

"ک۔۔کونسی حرکت؟"

سلوی ڈر کر منمنائی۔

آپکو جلد کسی دماغی علاج کی ضرورت پڑنے والی ہے، ہٹیں میرے راستے"

"سے

اس لمحے وہ کچھ کر نہ سکتا تھا تبھی اپنے اندر کا طوفان دباتا بری طرح اسے جھاڑے پرے ہٹاتا باہر کی طرف بڑھا، سلوی نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کے اوجھل ہونے تک اسے دیکھا۔

آخر کس قسم کا غصہ ہے انکا، کیوں تکلیف دیتی ہیں انکی برہم" آنکھیں۔حالانکہ مجھے تو ان سے محبت بھی نہیں، نہ میں انکی محبوبہ ہوں۔پھر

ایک انکار کی تپش اتنی گہری کیوں ہے سلوی۔میں کیسے ہاں کرتی کہ میرے اباجی کا جینا دوبھر کر دیتے وہ دونوں میاں بیوی۔پر یہ بات میں کسی کو نہیں بتا سکتی"

سلوی نے یہ سب دکھ میں خود سے تو کہہ دیا پر کمرے کے دروازے کے پار کھڑی فہمیدہ نے یہ سن لیا تبھی انکا ہاتھ دل پر جا جما، آنکھوں میں نمی اتری۔

"اوہ میری سلوی، میری بچی۔۔۔اب تیری دی جان ہی اس تپش کا خاتمہ کریں گی۔میری جان پتا نہیں کتنا کچھ سہتی رہی۔۔۔میری صبر و شکر کی پیکر نواسی"

فہمیدہ کو لگا انکا دل کپکپا اٹھا ہے جبکہ سلوی کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ وہ کیا کر بیٹھی ہے۔

Ⓢ ⓂⒺⓇⓌⒶ ⓂⒾⓇⓏⒶ

??ⓄⓋⒺⓁⓈ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

فکر کی کوئی بات نہیں ہے یہ مائنر سا انفیکشن تھا،دو تین دن کی میڈ کیشن "
سے چمپئین بلکل فٹ ہو جائے گا۔بس میٹھا کم کروائیں اسکا ورنہ اسکے اندر
"کہیں چینی کی فیکٹری نہ اوپن ہو جائے

اولڈ سے ڈاکٹر حمزہ نے باران کا چیک آپ کرنے کے بعد اسے اور لیزے دونوں کو ہلکے پھلکے انداز میں کہتے خود اس پیارے سے باران کے بال بکھیرتے اپنی ٹیبل کی طرف بڑھے۔

لیزے نے ہاتھ پکڑتے اسے ریلکسنگ چیئر سے اتارا اور خود بھی ٹیبل کی طرف لپکی۔

کیا کروں، میٹھا بہت فیورٹ ہے اسکا۔باز نہیں آتا۔۔آپ اسے انجکشن "
"لگائیں تاکہ اسکو تھوڑی سزا ملے

لیزے نے رعب دلوانا چاہا پر بھول گئی تھی کہ اسکا بے بی انجکشن سے بلکل نہیں ڈرتا۔

انجکشن سٹرونگ بچوں کو کچھ نہیں کہتے مما، یہ سزا تو نہ ہوئی۔ہے ناں حمزہ"

"انکل

فوری شرارتی چہرے پر معصومیت سجائے باران نے خاضر جوابی کا مظاہرہ کیا۔

اوئے تمہارے دادا کی عمر کا ہوں، انکل کہہ کر مجھے ینگ ینگ فیل نہ کروایا"

کروہنڈسم لٹل مین، میں ینگ مین بنا تو آجکل کے ان تیز پھرتیلے لڑکوں کی

"چھٹی کروادینی ہے تم سمیت

حمزہ بھی بہت ہی ناٹی تھے جبکہ لیزے بس دھیما سا مسکرا رہی

تھی، پریسکیپشن لیے وہ وہاں سے نکلی، پی ٹی ایم تو صبح ہی ہو گیا اسکے بعد

لیزے فیکٹری چلی گئی تھی اور وہاں سے آف کے بعد ہی اس نے باران کو

سکول سے پک کیا اور ڈینٹسٹ کے پاس لائی اور اب دونوں کا کسی مزے دار

جگہ جا کر لنچ کا پلین تھا۔

وہ ہمیشہ کی طرح باران کے ساتھ اسکی فیورٹ جگہ آئی، ساجن ڈھابہ جو وہیں گاوں کی سرحد پر رہنے والے بہت سوئیٹ سے ساجن انکل کا تھا، انکی سبز چکن کڑھائی بہت فیمس تھی اور بہت کم سپائسی ہونے کے سبب باران کی بھی فیورٹ تھی۔

کیونکہ ایک تو وہ میٹھا بہت کھاتا تھا دوسرا سپائس نہیں کھا سکتا تھا اور یہ اسے وراثتی عادت ملی تھی۔

"گفٹ کیا چاہیے میرے بے بی کو، ٹیسٹس اتنے اچھے دینے پر؟"

ابھی لنچ آنے میں وقت تھا، لیزے نے اسکا ہاتھ تھامے پوچھا تو مسٹر باران نے شریر سی مسکراہٹ لیزے کی طرف ارسال کی۔

"جو کہوں گا دلائیں گی؟"

باران سامنے سے اٹھ کر لیزے کی ساتھ والی کرسی پر بیٹھا، لیزے نے بھرپور توجہ اس پر دی۔

میری جان بھی تم پر قربان ہے، پھر تمہاری ننھی منھی خواہشوں کو کیسے رد"
"کر سکتی ہوں۔ بولو کیا چاہیے میرے باران کو
لیزے نے شفقت و محبت سے باران کے گھنے بال سہلاتے پوچھا۔

"مجھے بابا چاہیں ممو"
وہ یہ مانگے گا لیزے کو گماں بھی ہوتا تو پہلے ہی منع کر دیتی۔
کیا میرے پیار میں کمی ملی ہے جو تمہیں کسی اور کی ضرورت پڑ گئی، میں نے"
تمہیں بتایا تھا ناں بے بی کہ کچھ بچوں کے بابا نہیں ہوتے۔ انکی سب کچھ انکی
"ممی ہوتی ہے۔ پھر تم نے یہ کیوں کہا؟
دل کٹا تھا پر وہ باران کو مایوس نہ کرتے ہوئے اس سے اسکی وجہ جاننا چاہتی
تھی۔

ممو! وہ میرے فرینڈ طلحہ کے بھی میری طرح بابا نہیں تھے پر آج اس نے" کہا اسکی ممی نے اگین میرج کرلی۔ وہ بہت خوش تھا، وہ کہہ رہا تھا اسکے پاس بابا آ گئے۔ تو آپ بھی میرج کرلو ناں"

اپنی ننھی سوچ کے مطابق باران نے لیزے کی گال تک ہاتھ لے جا کر جوڑتے پیار سے بتایا تو لیزے پھیکا سا مسکرائے اسکا وہی ہاتھ پکڑے چوم گئی۔

میری جان! آپ کو کیسے سمجھاوں کے آپکی ممو ایک کنڈیشن میں پھنسی ہے" سو میرج بھی نہیں کر سکتی۔ مطلب اگر میں نے میرج کی تو اللہ پاک مجھے گناہ دے گا، اپنی ہیل میں ڈال دے گا۔ جہاں آگ ہے، تو کیا اب بھی آپ چاہو گے ایسا؟"

پہلے تو لیزے کو سمجھ نہ آئی وہ کیسے باران کو سمجھائے مگر پھر اسکی سوچ کے لیول تک جا کر اس نے جلدی سے بات بنائی۔

نونو ممو، مجھے بابا نہیں چاہیں، میں اور آپ اور نانو وسب ہیون میں جائیں"
"گے۔پلیز میری بات بھول جاو
وہ فوراسے گھبرا گیا جس پر لیزے نے اسے کرسی سے کھڑا کروائے اپنے سینے سے لپٹایا اور پھر اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے چوما۔
بھول گئی بے بی، آپ مجھے ہی بابا سمجھ لو۔میرے ہوتے ہوئے آپ کو کسی"
"کی کمی نہیں ہو سکتی۔آئی پرامسس۔اب بتاو کیا چاہیے گفٹ
ساجن انکل بھی دونوں کے لاڈ تکتے صدقہ سا اتارتے انکی میز پر کھانا لگوائے واپس چلے گئے۔
"مجھے آپکی کسیز"
باران کے گال مسکرانے سے پھیلے جس پر لیزے نے اسکی دونوں گال چومیں اور ہنسی۔

تم ہو تو میں ہوں باران، آپکی مموآپ کے لیے جی رہی ہے۔میری"
جان، میرے دل کا ٹکرا، میری دوسری زندگی ہو تم۔۔۔آجاو لنچ کرتے
"ہیں۔۔نانو کے لیے بھی پیک کروالیں گے، سپائس والی
بس لیزے کا پیار اور باران کی ہر حسرت اپنی موت خود مر جاتی تھی، وہ ایک نوالہ خود کھاتی تو دو باران کو کھلا رہی تھی، کیونکہ وہ جب جب مسکراتا، لیزے کو سانس کھینچنے کی ہمت ملتی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

دوبارہ بلاتا رہے نہیں جاوں گی، اور تم! مجھے اچھا پائمال کر رہے ہو"
سکھی۔ناجانے تم دو دوستوں کو کب نرم دلی آئے گی اور ہاں شوٹ کے لیے
"کینڈا جا رہی ہوں، کچھ ٹائم اس اڑیل کی شکل بھی نہیں دیکھنی مجھے

وہ سیدھا دراب کے آفس ہی پہنچا مگر شنائل کے وائس میسج کو بلڈ نگ کے انٹرنس پر رک کر سنے کمینی سی مسکراہٹ دیتا منظروں کو ساکن کر گیا۔

ثابت ہوا بے بی گرل کہ عقل بادام کھانے سے نہیں آتی بلکے ٹھڈے" کھانے سے آتی ہے اور تبھی تمہیں بار بار اسکا پورا ڈیمو دیا میں نے، جاو پہلی "فرصت میں، مجھے بھی ناکارہ لوگوں کی ضرورت نہیں۔ آئی بڑی فینائل بڑبڑاتے ہوئے اس مصیبت سے خود ہی جان چھوٹنے پر شکر بھرا سانس بھرے وہ بلڈ نگ میں انٹر ہوا، حسب توقع ریسپشن لیڈی نے مسکرا کر یزدام فاروقی کا ویلکم کیا اور اسی سے پتا چلا کہ دراب کی دس منٹ میں روانگی ہے۔ تبھی وہ سیدھا اسکے آفس ہی چلا گیا پر کسی کال پر یزدان کے قدم تھمے، فون سکرین پر راجہ نام درج تھا اور یہ وہی آدمی تھا جسے یزدان نے کل ہی لیزے کے ابائی علاقے بھیجا تھا تاکہ دوبارہ سے پوچھ گچھ کرے مگر پچھلے سات سالوں سے وہاں پر کوئی اور لوگ آباد تھے، مگر یزدان کو خبر ملی تھی کہ ایک لیزے کی ہمسائی واپس اسی محلے آئی ہے دوبارہ رہنے۔

راجہ کی کال فوری پک کر کے فون کان سے لگانے کی دیر تھی کہ یزدان کا ہاتھ بے اختیار اسکے دل پر جا ٹھہرا جسے اس نے سہلایا تھا۔

"تھینک یو راجہ"

یزدان کی آواز بھاری ہوئی، کچھ منٹس وہ دراب کے آفس کے باہر رک کر یہی سوچتا رہا کہ جو کچھ سنا وہ دراب کو کیسے بتائے۔

"کہاں مر گیا تھا؟ فلائیٹ تو تیری صبح کی اسلامہ آباد لینڈ ہو چکی ہے میرے زرائع کے مطابق"

خود ہی روانگی کے لیے آفس سے باہر نکلتے دراب نے بت بنے کھڑے یزدان کو دیکھتے ہی تپش چھلکاتے لب و لہجے میں استسفار کیا پر مقابل آنکھوں کی پژمردگی نے دراب کو بھی ٹھٹکنے پر مجبور کیا۔

"کیا منحوس شکل بنا رکھی ہے سکھی، کچھ بولے گا یا شنائل کا سارا غصہ اتار کر تیرے حواس ٹھکانے لگاوں؟"

یزدان کی چپ برداشت نہ کرتے دراب نے اسے بازو سے دبوچے ہلایا۔

"لیزے کا پتا چلا ہے"

یزدان کی آواز سلوٹ میں دبی، جبکہ دراب کی چلتی دھڑکنیں تھم سی گئیں۔

کیا؟لیزے نور کا۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔زندہ ہے وہ یعنی، ک۔۔کیا پتا چلا"

"ہے۔۔یہاں اندر آ۔۔مجھے بتا سکھی ایسی بھیانک شکل بنا کر مجھے مت دیکھ

دراب نے اسے پکڑ کر آفس کے اندر کرتے دروازہ بند کیا اور ٹوٹتے بکھرتے لہجے کو سنبھالے یزدان کو جنجھوڑنے لگا۔

"حوصلہ ہے تجھ میں سچ سننے کا؟"

یزدان کا سوال نہیں تھا بلکہ زہر میں تر نشتر تھا۔

"بہت ہے، تو بول یار۔کہاں ہے وہ؟"

جواب میں خزن کی انتہا تھی۔

یزدان کی اپنی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئیں۔

وہاں سے نکلنے کے بعد اسکے باپ کے کسی جرم پر تیری لیزے کو ونی کر دیا"
گیا، نکاح پر نکاح ہو گیا اور کچھ دن بعد اسے نجانے کیوں سنگسار کر کے مار دیا
"گیا۔ہاں دراب حیدر! تیری لیزے نور سات سال پہلے ہی مر گئی
یہ بتاتے جتنی اذیت یزدان کو تھی، سننے والی سماعت پر وہ ہزاروں گنا شدت
سے گراں گزری۔

یہ سارا سچ دراب حیدر پر قیامت کی طرح ڈھایا گیا تھا۔
تو بکواس کر رہا ہے، ایسے کیسے۔۔۔اندھیر نگری مچی ہے کیا۔کیسے ہو گیا یہ۔"
"نہیں ممکن نہیں ہے
دراب نے دھاڑ کر نفی کی جس پر یزدان نے لپک کر اسکا گریبان دبوچا۔
تو نے بھی تو اندھیر نگری مچائی تھی، اسکی تباہی کا اغاز تو نے کیا تھا۔اب"
بھگت! کتنا سمجھایا تھا یہ کھیل مت کھیل، لے گئے نہ تیرے اپنے کھیل تیری
جان۔کیا پتا کس اذیت سے دنیا نے اسے مارا ہو گا دراب، میرا دل یہ سن کر
"پھٹ رہا ہے تو پھر سوچ سنگسار ہوتی لیزے نور کا دل کیسے سلامت رہا ہو گا

یزدان نے اسکا گریبان جس شدت سے دبوچا اسی سے جھٹک کر چھوڑا جبکہ دراب حیدر نفی میں سر ہلائے اپنے بالوں میں ہاتھ پھنسائے گہرے سانس کھینچنے لگا۔

نہیں، یہ نہیں ہو سکتا سکھی۔چپ کر جا۔ایک لفظ بھی مت بول، مجھے یہ" "برداشت کرنے دے

دراب نے منت کی پر یزدان اس وقت اس سے دگنی تکلیف میں تھا۔

اب سمجھ آیا کیوں سات سال سے تڑپ رہا ہے تو، وہ بددعائیں دے کر گئی" "ہے تجھے

یزدان نے منہ موڑنا چاہا پر دراب کو لڑکھڑاتا دیکھے وہ ستم ترک کیے لپک کر دراب کو تھام گیا جس نے چہرہ اٹھا کر اک بے بس نظر یزدان پر ڈالی۔

سکھی! اب میرے جینے کا کیا مقصد رہا ہے۔مر کر بھی کیا کروں گا۔بتا جو" کہیں کے نہیں رہتے انکو کہاں جانا چاہیے؟ میں نے توانا میں آ کر بس بدلا لیا

تھا، وہ روٹھنے والوں میں سے بھی نہیں تھی، پھر یکدم بد دعائیں دینے والوں میں کیسے شامل ہوئی؟۔۔۔۔۔اسے لگتے ایک ایک پتھر کا سوچ کر میرے دل میں سوراخ ہو گیا ہے، تیرا صرف دل پھٹ رہا ہے، میری تو پوری ہستی بکھر گئی ہے یار"

وہ بچوں کی طرح سات سال بعد سسک سسک کر رو پڑا تھا، سات سال پہلے اچانک اپنے کیے پر شرمندہ ہوئے لیزے کے کھو جانے پر یونہی سکھی کے سامنے رویا تھا یہ اعتراف کرنے کہ وہ محبت کر بیٹھا تھا لیزے سے۔

اور آج ٹھیک سات سال بعد وہ یونہی رو پڑا۔

یزدان نے اسے اپنے سینے لگایا تو دل کرچیوں میں بدل گیا، اس تکلیف کا اب کوئی مداوا نہ تھا۔

معاف کر دے میرے پاس تیرے لیے تسلی کا اک لفظ بھی نہیں"

دراب، مرنا ہے تجھے تو جا مر جا۔پہلے کونسا زندہ ہے، سات سال سے ہم

تیری لاش اٹھا کر ہی پھر رہے ہیں۔پر یاد رکھنا بنا تلافی کے تجھے قبر بھی سکون نہیں دے گی"

یزدان نے بھلے اسے گلے لگایا ہو پر وہ اندر سے بہت دکھی تھا،اکلوتے یار کی اذیت نے نیم بنا دیا۔

"میں جانتا ہوں مجھے کونسی موت سوٹ کرے گی،اور تو!لعنت ہے تیرے جیسے اکلوتے یار پر جو گلے لگا کر بھی صلواتیں ہی سناتا ہے۔پر کیا کروں اس میں بھی میرا قصور ہے،میرے لیے تم سب کے پاس بچ ہی یہی کچھ چکا ہے اب۔۔۔۔۔۔"

دراب نے اسے پرے دھکیلا اور اس سے پہلے غصے سے جاتا،یزدان نے بازو پکڑ کر اسے روکتے واپس پلٹایا،وہ رو رہا تھا پر شو ایسے کر رہا تھا جیسے بلکل ٹھیک ہے۔

سات سال دراب حیدر! تو نے سات سال ہمارے کلیجے جلائے ہیں، میرا،"
نرمین آنی کا، دودھو کا۔۔، صلواتیں نکلتی ہیں شکر کر، آہیں نکلی ہوتیں تو
"! تیرے جسم کا ریشہ ریشہ ادھڑ چکا ہوتا۔ادھر دیکھ
یزدان نے اسکی ٹھوڑی پر پکڑ جماتے نواب کی گیلی آنکھیں اپنی آنکھوں سے
ملائیں جو شاکی نگاہوں سے تک رہا تھا۔
مت کر منحوس لگ رہا ہے، تیرا یہ ارمان بھی پورا کردوں گا۔ میرے وجود"
کے بکھرے ریشے دیکھنے ہیں ناں تجھے سکھی، اب وہ وقت قریب ہے۔ چھوڑ
مجھے، بات مت کرنا۔ تجھ سے اب میرا بوجھ نہیں سنبھالا جارہا، دنیا تنگ پڑ
"رہی ہے مجھ پر۔۔۔۔ چھوڑ مجھے
دراب نے اسکا ہاتھ جھٹکا پر طاقت میں یزدان اسی کا ہم پلہ تھا تبھی دراب
پھڑ پھڑا کر رہ گیا۔

میں نے ایسی کھینچ کر چپیڑ مارنی ہے کہ تیرا جبڑا دو دن ہلے گا نہیں، بکواس" کرتا ہے آگے سے۔اپنی غلطی ماننے کے بجائے مجھی پر چڑھ رہا ہے۔جا کر آئینہ دیکھ، دیکھ کیا سے کیا بن گیا ہے۔

وہ چلی گئی ہے اس لیے اسکی روح کو کم از کم اذیت مت دے۔۔۔۔۔جا جہاں جا رہا ہے، میں لیزے کی قبر ڈھونڈ لوں تو تجھے پھول چڑھانے کی اجازت ضرور دوں گا۔کیا کروں تیرے جیسا سفاک نہیں ہوں۔اگر تو نے خود کو انچ بھی تکلیف دی تو اگلی بار ایسی لڑکی لاوں گا جو سب خود کر لے گی، تیرے" بھکنے کا ویٹ نہیں کرے گی۔یو نو واٹ آئی مین۔۔۔نکل اب شاباش

یزدان نے اسے پکڑے جیسے کمینگی کی حدیں پار کرتے دھمکا کر روانہ کیا، دراب کا دل چیخنے اور اسے چیر پھاڑنے کا چاہا پر اس وقت کچھ کر نہیں سکتا تھا، دو تین زیر لب گالیاں بکے ہی نکلتا چلا گیا جبکہ یزدان کی آنکھیں پھر سے دراب کی اذیت پر انگارہ ہو گئیں۔

اب اسکے دکھ کیسے کم ہوں گے، یااللہ یہ اسکی بساط سے بڑھ کر ہے۔یہ مر"
گیاتو جی سکھی بھی نہیں سکے گا،اسے صبر دیں،ورنہ اسکادل حقیقی پھٹ جائے
گا"

یزدان نے اپنی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے گردن یوں مسلی جیسے سانس
اسکا بھی بند ہو گیا ہو۔

SMERWA MIRZA
NOVELS

توچی کریاچوں کر جمشید، شادی تو تیری سلوی سے ہو گی۔خبر دار اگر وہاں"
کسی منحوس میم کے ہتھے لگا۔کڑوروں کی زمین ہے سلوی کے نام
بیوقوف، سب پتا کروالیا ہے۔رضوان بھا کی وصیت کے مطابق وہ زمین
صرف اسی کو ملے گی جس سے سلوی کا بیاہ ہو گا۔تو کیا چاہتا ہے وہ زمین پھر
سے ان فاروقیوں کے پاس چلی جائے، کم عقلا معاملے کی نزاکت سمجھ۔جب

زمین تیرے نام ہو گئی تو بھلے طلاق دے دئیں۔اسکا اسکے مامے کے مڑے (لڑکے) کے ساتھ بعد میں چکر ثابت کرنا میرا کام ہے، تجھ پر حرف " بھی نہ آئے گا۔سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی سلامت رہے گی

صبح سے اکیلے کام کاج کر کے شاکرہ میں جو زہر جمع ہوا شام سارا جمشید کو کال کر کے اگلا گیا جس پر اپنے دو کمروں کے فلیٹ میں لاونج میں ہی صوفے پر چوڑا ہو کر پیزا ٹھوستا گھنی داڑھی مونچھ والا نک چڑھا سا جمشید منہ بسور گیا۔

"اماں ! تو انڈین ڈراموں والی ایچھاداری ناگن تو نہیں۔اتنا خوفناک پلین" جمشید کے بے ساختہ بد تمیز جواب پر شاکرہ کا خون سلگا۔

لعنتی ! ماں کو ناگن کہہ رہا ہے۔خبیث میں یہاں تیرے مستقل کو" سنوارنے کا سوچ رہی اور تیری چوولیں ہی ختم نہیں ہو رہیں۔چھٹی لے کر آ "ہفتے کی اور نکاح کر آ کر سلوی سے ورنہ وہیں آ کر تیری لتر پریڈ کروں گی

شاکرہ کے چلانے چینخنے پر جمشید نے بیزاری سے فون کان سے زرا دور کیا ورنہ ہتھے سے اکھڑتی اماں کی چنگارتی آواز کان کے پردے ایفیکٹ کر دیتی۔

"اماں! سلوی اچھی ہے، پر اسکی مظلومیت سے سخت چڑ ہے مجھے کیونکہ آج کل کے دور میں جو مظلوم اور معصوم ہے وہی سزاوار ہے، بھلا یہ دنیا ہے معصوموں کی؟۔اسکی مسکین رونے والی شکل دیکھ کر بھیک دے سکتا ہوں پر دل نہیں۔ویسے بھی بہت بزی ہوں، آپکے اس پلین کے لیے ہر گز چھٹی نہیں لے سکتا۔رہی بات اسکے نام لگی زمین کی تو ویسے ہی ہتھیا لیں، اس میں تو آپ ماہر ہیں میاں بیوی"

جمشید کے لہو گرماتے، جسم میں پسو دوڑاتے جواب پر شاکرہ کا بس نہ چلا فون میں گھس کر اسکا جبڑا چیڑ دے۔

"بیغیرت! تو ہماری اولاد تو کہیں سے نہیں لگتا۔ میں چاہتی ہوں برا بنے بغیر ہو یہ سب۔ یہ گھر بھائی صاحب کے نام ہے۔ تیرے مشوروں پر رہی تو جلد ہم سڑک پر ہوں گے۔ شرافت سے آجا واپس ورنہ تیری چمڑی ادھیڑنے خود پہنچ جاوں گی۔ تجھے دل دینے کا کہا بھی کس نے ہے، بیوقوف دو نمبری کے لیے بھی طریقہ سالڈ ہونا چاہیے۔ ویسے بھی سلوی اللہ جی کی گائے ہے، نہ بھی طلاق ہوئی تو میری ہمیشہ کی ملازمہ رہ جائے گی اور تو کرتا رہیں اپنی مرضی کی شادی۔ اب تیری ولائتی میم مجھے پانڈے (برتن) تھوڑا مانجھ کر دے گی نہ برادری میں دیکھانے لائق ہو گی، اس لیے مجھے اپنا بھی سوچنا ہے"

شاکرہ کی سفاکیت پر جمشید حیرانگی سے ہنسا، لیول ہی الگ تھا یعنی۔

"اف کم ناگن دیکھا کر اماں، بات کرتا ہوں کل۔ مل گئی چھٹی تو آجاون گا پر اس سلوی کے رونے نہیں چاہیں مجھے۔ بائے"

جان چھڑواتے انداز میں جمشید نے کال کاٹی پر شاکرہ کی آنکھیں ضرور شیطانیت سے چمک اٹھیں۔

"کئی سالوں سے پالا ہے اسے، اتنا تو اسے صلہ دینا پڑے گا۔ کوئی زیادتی نہیں ہے یہ ہمارا حق ہے"

شاکرہ نے اپنی سفاکیت کو خود کلامی کر کے تھپکا دیا اور یہی ثبوت تھا اس بات کا کہ اسکا ضمیر مر چکا ہے۔

SMERWA MIRZA NOVEL??

"کیا مطلب وہ شارجہ نہیں گیا، اف کیا کروں میں اسکا۔ آپ پینک مت کریں میں بلال کو فورا روانہ کرتا ہوں اسکے بجاف پر"

ابھی ہی یزدان اپنے آفس پہنچا، جیولز آبسیشین نام کی اس فینسی جیولز بلڈنگ میں یزدان فاروقی اپنی چوبیس رکنی ٹیم کے سنگ جواہرات کو تراشنے سے لے کر پرکھنے تک کا مانا جانا کھلاڑی سمجھا جاتا تھا، ہیرے کا بزنس وہ بھی بہت ہائی درجے کا جو انویسمنٹ سے زیادہ یزدان کی صلاحیت کا صلہ تھا۔

ابھی اس نے جیکٹ تک نہ اتاری کہ نرمین کی جانب سے ملتی خبر پر یزدان نے اپنا سر تھام لیا۔

"سکھی! کیا ہوا ہے اسے۔ جب سے آیا ہے اپنے کمرے میں بند ہے۔ کچھ مجھے بھی بتایا کرو بچے"

نرمین کی آواز نم ہونے کے ساتھ ڈوبی جبکہ یزدان کن پٹی کی رگیں انگلیوں کی پوروں سے دبانے لگا۔

"پتا چلا ہے کہ لیزے مر گئی آنی"

یزدان نے سچ ہی بتایا اس پر نرمین کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر فرش پر جا گرا، جبکہ یزدان جبڑے بھینچتا فوراً سے آفس سے نکل گیا البتہ دراب کے

روم کے باہر کھڑے پریشان سے براق جدون لپک کر نرمین تک پہنچے اور اسے گرنے سے بمشکل بچا سکے۔

"بابا! اب میرا دراب کیسے سنبھلے گا باباوہ م۔۔مر جائے گا"

نرمین بچوں کی طرح براق صاحب کے سینے لپٹے سسک اٹھی جو شفیق سی معزز ہستی اور نرم و وجیہہ خدوخال کے مالک نفیس سے انسان تھے۔

کیسی فضول باتیں کر رہی ہو لاڈلی، کچھ نہیں ہو گا اسے۔رونا بند کرو اور بتاو"

"ہوا کیا ہے

براق صاحب معاملے کی نزاکت سمجھ تو گئے پر کنفرمیشن لینا اہم لگا۔

"بابا لیزے مرگ۔۔گئی۔میرے بے بی کی لیزے مر گئی"

نرمین کی ہچکیاں بندھیں جس پر خود براق جدون پریشان ہو گئے، نرمین کو اپنے سینے لگائے کچھ دیر حوصلہ دیا پھر اسے لاونج کی طرف جاتے آتی ملازمہ کو اشارہ کیے اسکے حوالے کیا جو رو رو کر ہلکان ہو چکی تھی۔

"اسے نیند کی دوا دے کر سلا دو نجمہ۔۔جاو بیٹی"

براق صاحب نے آزردگی سے کہا اور خود واپس دراب کے کمرے کی طرف گئے۔

دروازہ کھول دے دراب ورنہ بالکونی سے چھلانگ لگا کر جان دے دیں"

"گے تیرے ددھو

ستم کہ اس کمرے کا لاک جب تک دراب نہ چاہتا کسی کے اختیار میں نہ تھا کھولنا، دادا کی دھمکی پر وہ جو سر ہاتھوں میں گرائے بیڈ پر نا جانے پچھلے کتنے گھنٹوں سے ساکن بیٹھا تھا، اٹھا اور لپک کر دروازے کے پاس جاتے اپنے فنگر پرنٹ ٹچ سے لاک کھولا اور تبھی براق جدون اندر بڑھ کر اسے شانوں سے تھام گئے پر دراب حیدر کی سوجھی بے نور آنکھیں دیکھ کر انکا کلیجہ منہ کو آیا۔

یار ایسے مت کر، تیرے ددھو تجھ سے پہلے مر جائیں گے۔بیٹے پر جیتے جی"

فاتحہ پڑھ لی پر اب ان بزرگ کاندھوں میں اپنے اس کل جہاں جیسے پوتے کی

"تکلیف کا بوجھ سہنے کی ہمت نہیں

دونوں ہاتھوں میں انھوں نے دراب کا چہرہ بھر اتو یوں لگا کسی آگ اگلتی چنگاری کو ہاتھ لگا بیٹھے ہیں۔

"صرف آپکو اور مما کو اپنی موت کے دکھ سے بچانے کے لیے ہی میں سات سال سے زندہ تھا، یہ امید بھی تھی کہ وہ کہیں کسی دنیا کے کونے میں موجود ہو گی۔ پر ٹوٹ گئی امید دد ھو، اب آپکو اور مما کو میری موت سہنی ہو گی۔۔۔ مجھ سے سانس لینا بہت نا ممکن ہو رہا ہے، ایسے لگ رہا ہے میری ہر نکلتی سانس میرے دل کو گلا رہی ہے۔۔۔۔۔ میں ہار گیا دد ھو"

وہ رو نہیں رہا تھا، وہ پتھر اچکا تھا، وہ فیصلہ سنا رہا تھا جو براق جدون کی چلتی کائنات روک رہا تھا۔

"نہیں یار ایسا مت بول، میں ہوں ناں اپنے بچے کے پاس۔ آدھر آ، ہر دکھ کی دوا ہے پتر، ہر کسی کا نعم البدل بھی ہے۔ حوصلہ میرے شیر۔ ہم تو دونوں

تیرے آسرے بیٹھے ہیں۔ایسی بات نہ کرنا دوبارہ، ہر آزمائش کا خاتمہ ہوتا ہے پتر، وہ اللہ سکت سے زیادہ نہ سزا دیتا ہے نہ آزماتا"

وہ اسے اپنے سینے بھینچ گئے جسکی دھڑکنیں تھمی تھیں، جسکے لیے رونا اور چینخنا بھی حرام ہو گیا تھا۔

اسکا نعم البدل نہیں ہے ددھو، میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ میں تھک گیا" ہوں، میں نے اپنی غلطی اور گناہ سے بہت زیادہ سزا کاٹ لی، لیکن پھر بھی مجھ سے اسے چھین لیا گیا۔ نہیں رہنا مجھے اس ظالم دنیا میں، میں مر جانا چاہتا ہوں۔ مجھے خود ہی موت آجائے ورنہ میں خود کو مار دوں گا۔ مجھ سے دور ہو جائیں، میں کسی ہمدردی کے لائق نہیں۔۔۔پلیز چلے جائیں، مجھے ایسے مت دیکھیں، آپکو میری قسم مجھے تسلی اور حوصلہ نہ دیں۔۔۔۔۔پلیز ددھو جائیں"

وہ ہیجانی کیفیت میں انکوپرے کرتا خود وہاں سے تیزی سے جا کر اپنے ریلکسنگ روم جا گھسا، دروازہ لاک کر لیا جبکہ براق جدون کی آنکھوں میں یہ انہونی قیامت خیزی دیکھے لہو اتر آیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

گھر کے دائیں طرف کھلی اراضی تھی وہیں فارغ وقت میں رنگ بھرنے کو لیزے نے بہت سی چیزیں اگائی تھیں، شہتوت کے دو درخت، بڑا سا کاغذی لیموں کا درخت، مالٹے کا درخت، امرود، جبکہ پھولوں میں جیسمین، چار رنگ کے گلاب، گل دوپہر، اور بے شمار پودینہ اور دھنیا کیاروں میں ہمہ وقت اگا رہتا کیونکہ لیزے انکی کانٹ چھانٹ ہی ایسی کرتی کہ وہ دوبارہ اگ آتا۔

پالک اور ٹماٹر کے پودے بھی اگ آئے تھے، آلو بھی لگائے تھے پر وہ شدید پڑتی دھند کے سبب اور گرتی اوس کے باعث جڑ نہ پکڑ پائے اور اسکے پودے زرد پڑ گئے۔

اس وقت بھی وہ ہرے بھرے باغیچے کے وسط میں کچی زمین پر بیٹھی چٹنی کے لیے پودینہ اتار رہی تھی، باران نے ڈنر میں چپس کی فرمائش کی تھی ہری چٹنی کے ساتھ، دور پار آسمان کے زیریں حصے میں ڈوبنے کے رنگ دیکھاتا سورج بلکل لیزے کو اپنے جیسا لگا، آسمان کی وسعت پر پروان بھرتے پرندے اب نچلے آسمان تک اتر آئے اور گھروں کو لوٹ رہے تھے۔

یکدم ہی لیزے کو باران کی بات یاد آئی۔

اسکے ہاتھ تھمے، جتنا پودینہ اکھارا بس وہی مٹھی میں لیے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

کھلے بال ہوا سے اٹکیلیاں کر رہے تھے، سادہ سے مرینہ کے ہم رنگ جوڑے میں وہ اطراف دوپٹہ لپیٹے، پیروں میں سادہ سا جوتا چڑھائے اپنی کم

سن سی عمر سے بہت میچور لگنے لگی تھی، خوبصورتی کا مسکن ملائم چہرہ مسکراتے لمس بھلا بیٹھا تھا۔

"اسے میری ایک بھی بدعا نہیں لگی تبھی تو زندہ ہے، بہت کامیاب بزنس مین بن چکا ہے۔ میری بددعائیں بھی میری طرح بے وقعت ٹھہریں۔ اللہ صرف اس سے نہیں مجھ سے بھی ناراض ہے، کیونکہ اس عذاب کی ابتداء میری خودغرضی سے ہوئی تھی، میرے ظلم سے یہ بربادی شروع ہوئی تھی"

لیزے کا دل بھاری ہوا، آنکھیں نم ہونے لگیں۔

"میں نے ایسا بھی تو کچھ نہیں کیا تھا کہ میری تمہارے نام پر جان اور آبرو چھین لی جاتی"

اپنے آپ سے باتیں کرنا مشکل تھا تبھی وہ جلدی سے گھر لوٹی، باران، نانو کی گود میں سر رکھے کاوچ پر لیٹا انھیں اپنے ٹیب میں کوئی لرننگ ایپ کے فیچر سمجھا رہا تھا۔

"یہ میرے کو نہ آئے سمجھ فرنگی زبان، جا کر ہوم ورک کر لے میری جان"

"پھر مل کر پکوڑے کھاتے ہیں"

حلیمہ صاحبہ نے بولائی سی لیزے کو دیکھا تبھی باران کو بھگایا جبکہ وہ فوری فرمانبرداری دیکھا کر چلا گیا، کچن میں سلیب پر لا کر پودینہ رکھے وہ دل پر ہاتھ پھیرتی اس سے پہلے رو پڑتی، حلیمہ اندر آئیں اور اسے پکڑ کر اپنے سینے لگا لیا۔ وہ انکی شفیق بازوؤں میں پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی کہ اسکے آنسوؤں کی سرخائی ان بزرگ اماں کی آنکھوں میں چلی آئی۔

"کیا پھر یاد آ گیا وہ تجھے؟ یہاں دیکھ۔ تجھے کہا تھا تو اسے کبھی نہیں بھول پائے گی پتر"

وہ ماں کی طرح اس بچی کے لیے جان سے تڑپ اٹھیں جبکہ بہت سارو نے کے بعد لیزے کا دل ہلکا ہوا تو آنسو خود ہی رگڑ گئی۔

میں تو بھول جاتی لیکن باران نہیں بھولنے دیتا حلیمہ اماں۔ جیسے جیسے وہ بڑا" ہو رہا ہے میرے بہلاوے ناکام پڑ رہے ہیں۔ مجھے وہ شخص اپنے لیے یاد نہیں آسکتا"

لیزے نے آنکھیں چرائیں پر اپنے آخری جملے پر وہ خود کو بھی منافق لگی۔

ایسا کوئی گناہ نہیں پتر جسکی تلافی نہ ہو، وقت کو مرہم بننے کا موقع" دے۔ سب بہترین ہو جائے گا میرا بچہ، قسمت نے اگر باران کے مقدر میں اسکے باپ کے لمس لکھے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت اسے محروم نہیں رکھ سکتی"۔ رہی بات تیرے آخری جملے کی، ادھر دیکھ میری طرف

وہ دیکھنا نہیں چاہتی تھی پر حلیمہ اماں کو انکار بھی نہیں کر پائی، وہ اسکی بھیگی سرخ آنکھوں پر درد میں اتریں۔

تجھے اپنے لیے وہ بے رحم یاد آنا بھی نہیں چاہیے پتر، تو خود کے لیے کافی ہے"
میرا بچہ۔اس کے ایک بدلے نے تجھے جتنا خوار کیا ہے، اسکے آگے تیری
زیادتی بہت چھوٹی ہے۔ باران کا تعلق اس سے ختم نہیں ہو گا پر تو اسے معاف
"نہیں کرے گی لیزے

اماں حلیمہ کی آنکھوں میں غصہ تھا پر لیزے کا دل پھٹ رہا تھا، پتا نہیں کیوں
دل میں بہت درد بھر گیا۔

کیسے کر سکتی ہوں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔پر باران کو اس سے دور رکھنے پر"
اب احساس جرم کا شکار ہو رہی ہوں۔ میں باران کو اسکے حوالے کر دوں
کیا؟ وہ میری تکلیف کے سبب اپنے باپ سے محروم ہے۔ یہ میرے بے بی
"کے ساتھ ناانصافی ہے

لیزے جب بھی کمزور پڑتی تھی یوں ہی ہمت ہارنے لگتی جس پر حلیمہ اسے
سنبھالتیں۔

باران پر اسکا کوئی حق نہیں پتر،اس نے وہ اک رات صرف بدلے کے لیے"
تیرے ساتھ گزاری تھی یا شاید تیرے سامنے بہک گیا تھا یہ مت بھولا
کر۔اور وہ نکاح صرف تیرے گلے کا پھندا ہے،اس نکاح اور رات کے سبب
ہی تو برباد ہوئی تھی،دنیا کے لیے مرنا پڑا تجھے۔نہ نرم پڑ،کیونکہ تو باران کے
"بنا سچ میں مر جائے گی
حلیمہ نے اسکے آنسو پونچھے پر لیزے کا دم گھٹ رہا تھا جیسے کوئی احساس
دھیرے دھیرے اسکا کلیجہ کاٹ رہا ہو۔
سنگسار ہونے والوں میں سے آج تک وہی اس زلت ور سوائی کے بعد زندہ"
بچا ہے جسکی یا تو غیرت مر چکی ہو یا کبھی نہ ختم ہونے والی آزمائش لکھی جا چکی
ہو۔اور میری یقینا آزمائش ہی تو تھی ورنہ ماں کی حیا والی لاڈلی بیٹی تھی میں،جو
میرے ونی ہونے کو سہہ نہ پاتی مر گئی،میں نے جیتے جی جہنم جیسی اذیت
جھیل کر بھی باران کو جنم دیا،پر خود مر گئی تھی۔لیکن پھر بھی اپنے دل میں
اس کی محبت زندہ محسوس کیے پل پل مرتی آئی ہوں۔ہم مر جاتے ہیں تو

محبت روپ بدل لیتی ہے پر مرتی نہیں۔میں تھک گئی ہوں، میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں"

لیزے کی ہچکیوں پر حلیمہ کا دل بھی دکھا تو اسے اپنے سینے لپٹایا۔

"بس کر پتر، سنبھال خود کو۔باران نے دیکھ لیا تو بچہ افسردہ ہو جائے گا۔میری بہادر بچی اللہ تجھے سکھ ضرور دے گا"

انکے پاس بھی تسلی ختم ہو جاتی جب لیزے کا درد حد سے بڑھتا۔

"ہاں فنر یکلی مرنے کے بعد شاید۔پریشان نہ ہوں ٹھیک ہوں میں"

آنکھیں رگڑ کر پلٹے وہ جبراً مسکرائی تو حلیمہ بس اسکے دبائے درد کو دیکھتی پر ملال ہو کر رہ گئیں۔

فہمیدہ صاحبہ کا اچانک ہی بی پی شوٹ کر گیا، طبعیت رات تک اس قدر خراب ہو گئی کہ ڈاکٹر گھر بلوانا پڑا، خود یزدان بھی دراب کی طرف جانے کے بجائے دادو کی طبعیت کا سنے دوڑا مینشن پہنچا۔

"کیسے بی پی شوٹ کر گیا، دی جان آپ یوں کر کے ہمارے جسموں سے جھٹکے سے ہماری جان کھینچ لیتی ہیں۔اب تو آپکی پرسنل نرس بھی پاس ہے، کیوں ہوا بتائیں"

ڈاکٹر نے ڈرپ لگائی تھی اور یہی بتایا کہ انہوں نے کوئی ذہنی دباو لیا، سجاول تو بہت ڈر گئے جبکہ سلوی کی تو آنکھیں سوجھ چکی تھی نانو کی اچانک بگھڑتی طبعیت پر جبکہ وہ پہلو میں بیٹھا نڈھال سے فہمیدہ کو ڈانٹے جا رہا تھا۔

"کیا پریشانی لی؟ آپ ممی اور دادو دونوں ہیں میرے لیے۔مجھے کچھ ہو رہا ہے آپکو یوں نڈھال دیکھ کر۔کیا کس والی بات دل پر لی۔آپکو پتا ہے یار میں تھوڑا جنونی ہوں آپکے لیے (سرگوشی کی)"

یزدان کا بچوں کی طرح ہلکان ہونا دیکھے سجاول اور سلوی بھی پھیکا سا مسکرائے کیونکہ دی جان ہنس پڑی تھیں۔

"سارا میرے لیے جنونی ہو جائے گا تو تیری گھر والی کا کیا بنے گا، وہ تو مجھے ولن سمجھے گی"

فہمیدہ صاحبہ جان بوجھ کر ماحول پر چھائی افسردگی کم کرنے کی سعی میں یزدان کو مسکراہٹ دینے کی جسارت کر رہی تھیں پر وہ الٹا اور بگھڑا۔

"اسکی ایسی کی تیسی۔ آپ ٹھیک ہو جائیں، سلوی آپ دی جان کے ہر وقت پاس رہیں گی۔ انکو ٹھیک کرنے سے پہلے آپکی واپسی ممنوع ہے سمجھیں آپ؟"

یزدان جانتا تھا اب دادو اسے مسکراہٹ دینے کے جتن کریں گی تبھی خود ہی حکم صادر کرتا اٹھ کھڑا ہوا، سلوی نے فوراً سے سر ہلایا۔

اور یہ منظور، کتنی بار کہا ہے آپکے کمرے کے واسیز کے ہر روز پھول بدلا"
"کرے، اسکی تو میں کلاس لیتا ہوں

خوامخواہ برہم ہوئے وہ کچھ ہی فاصلے پر ریک پر پڑے واسیز میں اٹکے
مرجھائے پھول نکال کر ڈسٹ بن میں پھینکے جیسے غصہ کرتا نکلا، سلوی نے
اسکے پیچھے ہی نظر گمائی۔
جبکہ سجاول، والدہ کے پاس بیٹھے انکی طبعیت پوچھنے لگے۔

"دی جان! آپکے لیے سوپ لاوں؟"
خود سلوی نے پاس دوسری طرف بیٹھے نانو کا ماتھا جھک کر چومے پوچھا۔
"ٹھیک ہے پر زیادہ پھیکا نہ ہو، تھوڑا سا نمک پلیز"
وہ بچوں کی طرح منمنائیں جس پر سجاول اور سلوی ہنس پڑے۔
جی نہیں، جب تک بی پی واپس نارمل پر نہیں آتا نو سالٹ نو پیپر۔۔۔۔آپ"
"ماموں سے باتیں کریں میں ابھی لاتی ہوں

ڈاکٹر کی طرح ڈانٹے وہ مسکراتی اٹھ کر کمرے سے نکلی تو فہمیدہ صاحبہ نے پاس بیٹھے سجاول کا ہاتھ جکڑا۔

"سجاول، کیا میں ان دو کا زبردستی نکاح کروادوں؟ بعد کی بعد میں دیکھی جائے گی؟"

اب سجاول فاروقی سمجھے کہ والدہ نے آخر ٹنشن لی کس بات کی تبھی تو معصومانہ سا گھورے۔

"جی جی زبردستی کروائیں تاکہ روز ہمیں ریسلنگ کا میچ دیکھنے کو ملے، میرا وہ نک چڑھا سکھی، واویلا مچادے گا۔اور پھر یہ کر کے جو میدان جنگ آپ شریکوں کے سنگ لگوائیں گی وہاں امن کیسے ہو گا۔ شاکرہ اور سلمان جیسے لڑاکا مزاج نہیں ہیں ہمارے، ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے اماں جان۔ بھلے سلوی ہماری نوری کی اکلوتی بیٹی اور نشانی ہے پر ہم سے زیادہ ان لوگوں کا حق ہے۔ددھیال کا پلڑا بھاری ہوتا ہے یہی ریت چلی آرہی ہے۔ جمشید اتنا بھی برا نہیں ہے، راضی خوشی جو ہو وہی بہتر ہے"

سجاول کی باتوں سے دی جان کو کافی مایوسی ہوئی۔

"مطلب تو بھی نہیں چاہتا کہ سلوی تیری بہو بنے، دل کھٹا کر رکھا ہے تو نے
بھی چوول"

وہ دی جان کے برہم ہونے پر آنکھیں سی چرا گئے۔

"ایسی بات نہیں ہے، سلوی میرے دل کا ٹکرا ہے پر اس نے ہمیشہ ہم پر اپنے
ددھیال کو فوقیت دی۔ پھر میرے یزدان میں کیا کمی تھی کہ اس نے سب
کے بیچ آکر اسکے لیے انکار کیا، یہ میرے دل پر بوجھ بنا ہے"

فہمیدہ کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ سجاول ایسا بھی سوچ سکتا ہے۔

"اسکے انکار کی وجہ پتا چل گئی ہے مجھے"

دی جان کی بات پر سجاول فاروقی ٹھٹکے۔

"کیا وجہ تھی؟"

وہ متفکر ہوئے جس پر فہمیدہ نے ساری بات جب انھیں بتائی تو انکے چہرے کا رنگ بھی فق ہوا۔

کیسے کمظرفوں میں بیاہ دی تھی ہم نے اپنی نوری، سفاک لوگ۔۔میں پتا" نہیں کیا کیا سوچے دل میلا کیے بیٹھا تھا، پر یہ سب یزدان کے دل سے کیسے "نکلے گا اماں؟

سجاول کو نئی فکر نے گھیرا۔

"یہی تو ہم نے کرنا ہے، تو میرے ساتھ ہے یا نہیں؟"

وہ فوراسے اٹھ بیٹھیں جس پر سجاول آگے سے تاسف زدہ ہوئے کیونکہ یہ کوئی پوچھنے والی بات تھوڑا تھی۔

ظاہر ہے آپکے ساتھ ہوں، میرے لیے ان دو کی خوشی سے بڑھ کر اور کیا" "ہو گا بھلا۔ یزدان کو آپ ہی قابو کر سکتی ہیں

سجاول کو ابھی بھی یہ سب ناممکن لگا پر فہمیدہ اپنی سلوی کو مزید گھٹنے نہیں دے سکتی تھیں اور وہ سوچ چکی تھیں کیا کرنا ہے۔

وہیں باہر مینشن کے ہال میں ایک بڑا واس تھا وہاں بھی روز کے روزگار ڈن سے پھول اتر کر لگتے تھے۔

مالی بابا یزدان کے حکم پر تازہ گلاب کے پھول توڑ لائے پر جب یزدان صاحب نہ دیکھائی دیے تو وہ پھول اٹھائے کچن میں ہی چلے آئے۔

"سلوی بی بی، یہ پھول واسیز میں لگا دیں چھوٹے سرکار کا حکم ہے"

منظور بابا کے مخاطب کرنے پر وہ فوری سوپ کی آنچ ہلکی کیے پلٹی اور پھولوں کا جمگھٹا بنا گلدستہ انکے ہاتھ سے لیا اور انکے جاتے ہی اداس سی ان پھولوں کو لیے پہلے لاونج ایریا والے واس کی طرف بڑھی مگر اسکے ہاتھ سے اک پھول پھسل کر وہیں گرا، یزدان جو چینج کیے اب دراب کی طرف ہی جا رہا تھا، پیروں میں آتے آتے پھول کو بمشکل کچلنے سے بچا تا رکا، اک نظر اس

سرخ گلاب کے پھول کی ٹہنی پر ڈالی اور دوسری واس کے پاس کھڑی سلوی کی پشت پر جو اپنے ہی دھیان میں ان ٹہنیوں کو واسیز میں لگا رہی تھی۔

یزدان نے جھک کر اپنے پیروں میں پڑا پھول اٹھایا اور سلوی کی طرف بڑھا، ٹھیک اسکے پیچھے جا رکا، وہ پھولوں کے دکھ میں اتنی گم تھی کہ اپنے چار سو پھیلی یزدان کے کلون کی مہک تک محسوس نہ کر سکی۔

کتنے ظالم ہیں وہ لوگ جو تمہیں پودوں سے اکھاڑ کر گلدستے کی قید میں ڈال" "دیتے ہیں

وہ پھولوں کو واس میں لگاتی خوش نہ تھی، اداس تھی، یزدان نے اپنے ہاتھ میں پکڑے پھول کو ہاتھ اوپر اٹھا کر دیکھا اور پھر سلوی کی گال پر بے تاثر نگاہ دوڑائی۔

فرق ہی نہ لگا۔ وہ عجیب سی خماری میں مبتلا اس پھول کی پتیوں کو جیسے ہی سلوی کے گال سے لگانے لگا وہ کرنٹ لگے انسان کی طرح ڈر کر گھومتے

یزدان کے حصار میں چلی آئی،اف جان لیوا نزدیکی کہ وہ خوشبو میں نہایا ہوا شخص سلوی کی دھڑکنوں پر بھاری پڑا۔

سلوی کی بے خودی اس جھٹکے پر گھبراہٹ بنی، وہ سچ میں اتنا پاس تھا، یا وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی سمجھ نہ سکی۔

آپ بھی تو یونہی اپنے پودے سے اکھاڑ کر کسی بدرنگ سے گلدستے کی "

"واحد بہار بنی قید ہیں

دونوں کی آنکھیں ملیں، سلوی کو لگا ابھی دل پھٹ جائے گا، وہ اسکی آنکھیں ناچاہتے ہوئے بھی پڑھ گئی۔

"پیچھے یہ پھول گر گیا تھا"

اسکے چہرے سے مس کیے وہ ٹہنی پیش کیے یزدان نے اس بوکھلائی سلوی کا دھیان پھول پر دلوایا، یزدان نے بھلے صرف آخری والا جملہ ہی زبان سے ادا کیا ہو پر سلوی نے وہ آنکھیں دیکھ کر ان کہا شکوہ بھی سن لیا۔

"تھینکیو"

اس کے ہاتھ سے پھول کی ٹہنی لیے وہ جلدی سے واپس پلٹی، پر دل بری طرح دھڑک رہا تھا اور شدت آتی گئی یہ سوچ کر کہ وہ اسکے عقب میں ہی کھڑا ہے۔

"ادھر پلیٹیں سلوی"

ابھی وہ خود کو سنبھال نہ پائی کہ یزدان کی پکار نے ٹانگوں کا خون جمانا شروع کر دیا۔

پر وہ خود کو پر اعتماد بنائے فاصلہ سا بیچ میں بنائے گھوم کر روبرو ہوئی، یزدان نے اسکے ہونٹوں پر نظر ڈالی، نچلے لپ پر معمولی سا کٹ تھا جو نظر بھی بمشکل آرہا تھا۔

"واپس مڑ جائیں"

کہہ کر وہ اپنے راستے نکل گیا جبکہ سلوی کے چہرے پر حیرانگی اتر آئی۔

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی جیسے یہ سمجھ رہی ہو کچھ لگا ہوا ہے۔

"کس قدر گرمی ہو جاتی ہے آس پاس جب یہ ہوں سامنے، شاید یہی ہیٹ چھوڑتے ہوں۔ ہیٹر کہیں کے۔ ورنہ اتنی ٹھنڈ میں میرے ہاتھ کیوں نم پڑ جاتے ہیں"

جلدی سے خود کو سنبھالے موصوفہ عشق کی حدت سے بے نیاز واپس کام لگیں یہ سمجھے بنا کہ یہ گرمائش اس شخص کے جذبات کی ہوتی ہے جسے سلوی مسلسل جھٹلانے کے جتن کیے جا رہی ہے اور اسکا اسے احساس بھی نہیں۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

ناجانے کب اسکی آنکھ لگ گئی، حالانکہ سکون کی سانسیں اسکے دامن کو چھوڑ گئی تھیں پر شاید یہ اسکے پھٹے دل کا مرہم تھا۔

اسے خواب میں اپنی لیزے دیکھائی دی، وہ اندھا دھند اسکے پیچھے بھاگا پر جب وہ اسے بلکل چھونے والا تھا تب اسکے اور لیزے کے بیچ دفعتا آگ کے شعلے بھڑک اٹھے، گہری تاریک رات میں دھواں گھل گیا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر لیزے مسکرائی۔

اسکی مسکراہٹ میں بکھرے ہوئے درد تھے۔

"تمہیں سانس کیسے آتی ہو گی؟ تم دل گھبرانے پر کس سے مدد مانگتے ہو گے۔ کیونکہ جو تم نے کیا تھا اللہ تو تم سے روٹھ گئے ہوں گے حیدر"

وہ اسے آگے بڑھ کر چھونا چاہتا تھا پر آگ اسے ایسا کرنے سے روک رہی تھی، دراب بن پانی کی مچھلی کی مانند پھڑ پھڑا رہا تھا۔

"سانس لے ہی نہیں رہا لیزے نور! چھپ کر بیٹھا ہوں اپنے گنگار جسم کے ملبے میں۔ مان جاو کہ مجھ لاچار کو مدد دی جائے"

وہ گڑ گڑا اٹھا پر لیزے نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے سر نفی میں ہلایا، وہ پل پل آگ میں گم ہو رہی تھی۔

کاش تمہارے حصے کی موت کسی بیمار، لاچار، لاوارث بوڑھے کو آجائے۔پر"

"تم تادیر زندہ رہو اور اپنے کیے کا بھیانک انجام دیکھو

دراب کی آنکھیں سرخ پڑنے لگیں۔

ایسا مت کہو خدا کے لیے لیزے نور! میری سزا میں کمی کر دو میں تھک گیا"

"ہوں

اک آخری التجاء کی گئی، وہ مزید آگ میں گم ہوتے ہوتے مسکرائی۔

کروں گی دراب حیدر جدون! جب تم اتنی اذیت جھیل چکے ہو گے جتنی تم" نے مجھے دی۔جب تک میری نفرت واپس محبت میں نہیں بدلتی، اور اس

"مہلت میں قیامت آگئی تو تمہارا نصیب

وہ یہ کہتے ہی آگ میں گم گئی اور دراب چیخ اٹھا۔

"لیزے"

وہ ہڑ بڑا کر اٹھا تو پہلو میں بیٹھے یزدان نے اسے پاس بیٹھے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"وہ مری نہیں سکھی، نہیں مر سکتی وہ۔ وہ ابھی میرے خواب میں آئی، اس نے کہا وہ مجھے معاف کرے گی، میں اسکی نفرت کو محبت میں بدلوں۔

"سکھی تو جانتا ہے میرے خواب جھوٹے نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ وہ نہیں مر سکتی۔ وہ مر چکی ہوتی تو میں بھی تو مر گیا ہوتا"

دراب کی ابتر حالت پر یزدان کو رحم آیا، دل کئی ٹکڑے ہوا۔

"دراب! خواب جتنے بھی سچے ہوں خواب رہتے ہیں۔ کیوں ہم سبکی اذیت بڑھا رہا ہے۔ ہوش کر"

یزدان نے اسے غم سے بوجھل ہوئے جنجھوڑ دیا پر وہ اسے جھٹک کر کاوچ سے اٹھے جن زادے کی طرح واپس بیڈ روم آیا، یزدان پیچھے ہی لپکا اور

جب دراب کو گاڑی کی چابی اٹھا کر کمرے سے نکلتا دیکھا تو دوڑ کر اسکو بازو سے پکڑے اپنی طرف کھینچ کر پلٹایا۔

تو اس حالت میں ڈرائیونگ نہیں کر سکتا، پاگل ہو گیا ہے۔۔جا کہاں رہا ہے"

"

یزدان کا بس نہ چلا دو ٹھوک ڈالتا۔

میں لیزے کو ڈھونڈنے جا رہا ہوں، تو مان نہ مان یہ میری اتنی تکلیف کے باوجود آنکھ لگنا، خواب کا آنا بلاوجہ نہیں۔مجھے جانے دے، میں اسے خود ڈھونڈ لوں گا۔پوری دنیا میں ڈھونڈوں گا"

دراب کے خود کو جھٹکنے پر یزدان نے گھوری دی۔

"کار پر دنیا میں ڈھونڈے گا"

یزدان کے سوال پر دراب کے ہاتھ سے چابی چھوٹ کر نیچے جا گری۔

"سکھی!"

دراب حیدر کا بے بسی سے یزدان کو دیکھنا اس اچھے بھلے مضبوط شخص کو دہلا گیا۔

تیرے غم نے اس سکھی کو دکھی کر کے رکھ دیا۔"

دیکھ دراب! حقیقت سے نظریں نہیں چرائی جا سکتیں۔ میرے بس میں ہوتا تو میں اتنے سالوں سے تیرا تڑپنا نہ سہہ رہا ہوتا یار، ہم سب بے بس ہیں۔ ہمیں مزید بے بس مت بنا۔ تیری مما بستر پر جا لگیں ہیں صرف اس ڈر سے انکا بے بی مر جائے گا۔ دد ھو کا چہرہ زرد ہو رہا ہے، ایسے جیسے پھر سے انہوں نے اپنے جیتے جی مر جاتے بیٹے ہر فاتحہ پڑھ لی ہو اور میں، میرے اندر آگ لگی ہے۔ سنبھال خود کو، اگر تجھے لگتا ہے وہ زندہ ہے تو وعدہ کرتا ہوں خود "پھر سے اسکی تلاش کروں گا

اس جان ہارتے دراب کو تسلی صرف آخری جملہ دے سکا۔

قسم کھا سکھی، میری قسم کھا کہ تو اسے لائے گا۔اگر تو قسم پوری نہ کر سکا تو"

"سب ختم کر دوں گا

دراب کی شرطوں سے زمین تک کانپ سکتی تھی وہ تو پھر سکھی تھا۔

"قسم کھاتا ہوں۔پر تو بھی وعدہ کر،اک آنسو نہیں بہائے گا"

یزدان اس شرط اس امید کے عوض جان بھی مانگتا تو وہ دے دیتا۔

"ہمم۔۔میرا دم گھٹ رہا ہے"

دراب کی آنکھیں دھندلائی تبھی یزدان نے اسے سہارا دیا اور ساتھ لیے کمرے سے نکلا،لان میں اسے لا کر کرسی پر بٹھائے خود سامنے ہی میز پر بیٹھے اسکی شرٹ کے دو بٹن کھولے اور اسکا سینہ تھپکایا پر دراب کی آنکھوں کی التجاء کے آگے مسیحائی کرتا یار بھی دکھی ہو رہا تھا۔

"سنبھال خود کو"

یزدان نے اسکے چہرے کو تکتے سمجھا یا پر دراب کی آتی جاتی سانس اس قدر بھاری تھی کہ وہ وہیں سر کرسی پر ٹکا کر آسمان کی طرف چہرہ گما کر گہرے سانس بھرنے لگا۔

جبکہ یزدان کے پاس اس پر آیات قرانی پڑھ کر پھونکنے کے سوا کوئی حل نہ بچا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

کیا پتا چلا تجھے صبح گیا تھا تو اسکے گاوں، اس درندے کا پتا چلا۔ کیوں ونی"

"ہوئی، کیوں اسے ایسی دردناک سزا دی گئی؟

شارجہ جانے سے پہلے دراب نے اگلی دوپہر ہی یزدان سے آتے ہی پوچھا، وہ اسکے جیولز آبسیشن سٹور ہی آیا کیونکہ سکھی اسکی تکلیف کے پیش نظر فجر کے

وقت ہی اسکے گاوں نکل گیا تھا لیکن واپس اسے سٹور پر کچھ اہم کام تھا تو دراب کو انفارم کیے بنا ہی سیدھا جیولز آبسیشین آ گیا۔

مطلوبہ آدمی جس سے اس چوہدری کا اتا پتا چلتا وہ کسی علاج معالجے کے لیے بیرون ملک گیا ہے، ایک ہفتے بعد واپس آئے گا اس لیے انتظار کرنا ہی ہو گا تجھے"

سکھی نے اسکے لیے ناشتہ منگوالیا کیونکہ جانتا تھا کل سے دراب نے کچھ نہیں کھایا، نجانے وہ زندہ کیسے تھا۔

اسکی فیورٹ دیسی گھی کی چوری مگر آج دراب کو اسکی بھی کوئی ضرورت محسوس نہ ہوئی الٹا وہ اکتا کر پرے کیے صرف یزدان کی طرف دیکھنے لگا۔

Ruby purple shirt کے ساتھ beige pant کے ہمراہ کچھ ضروری اسیسریز کیری کیے پیروں میں براون Double چڑھائے دراب بزنس مین لک میں غضب ڈھا رہا تھا پر Monkstrap

آہ اس حسین و فطین کی اجڑی آنکھیں، چہرہ بے داغ سہی پر آنکھیں خو بخود کل سے اک گرہن لگنے لگی تھیں، بہت معمولی بڑھی بیرڈ جسکو بے ترتیب چھوڑا گیا تھا تاکہ چہرے پر بھلی لگے، گھنی بھوئیں اور سیاہ سر کے گھنے بال اسے براق جدون سے وراثت ملے تھے، المختصر وہ سج دھج کر بھی خود کو دھتکارا ہوا اور اجڑا لگ رہا تھا۔

"وہاں کے لوگ کیا کہتے ہیں، اس گاوں کے۔ بول سکھی"

دراب کے سوال پر یزدان نے لحظہ بھر نظر پھیری۔

"وہ کسی کو آخری وقت بد دعائیں دیتی سنائی دی تھی"

یزدان نے نظریں چراتے سر گوشی کی جس پر دراب نے اذیت ناکی سے مسکرا کر اپنے والٹ میں ہمیشہ رکھی قیمتی شے اپنے ہاتھ میں لی، وہ پھول جیسا پینڈٹ اپنی ہتھیلی میں پھیلا کر ویران آنکھوں کے روبرو کیا۔

میرے پاس اسکی صرف ایک نشانی ہے،اسکا نیکلس۔اگر وہ سچ میں مر گئی تو"
کیا اس نشانی کے سہارے میری ساری زندگی کٹ سکتی ہے سکھی ہر گز
نہیں، میری زندگی کا مقصد پچھلے سات سال سے اسکی تلاش ہے اور جب یہ
مقصد ہی نہ بچا تو میرے بچے رہنے کا جواز ہی نہیں رہے گا۔اسکے گاوں کے
لوگوں نے آخری بار اسے دیکھا سنا تو وہ مجھے ہی کوس رہی ہو گی یقینا، ٹھیک
بد عائیں دے رہی تھی۔میں اسی لائق جو تھا، میرے جیتے جی اس پر کیسے کیسے
قہر ٹوٹ گئے اور میں بد بخت ناکام و نامراد ہوتا گیا،اسے مجھ سے بہت دور کر
دیا گیا،اسے کوئی تو کہے سکھی۔دراب حیدر مر نہیں رہا اسکی بد دعا چاہیے،اسکی
بد دعا کے بنا اگر مجھے موت بھی نہ آئی تو میں کیا کروں گا، میں چاہ کر بھی مر
نہیں پایا اتنے عرصے سے، پچھلے سات سال سے موت اور زندگی کے بیچ
"ہچکولے کھا رہا ہوں۔کیا میں اتنی بری طرح برباد ہونے کا مستحق تھا؟
اس نیکلس کے پینڈٹ پر دراب کی آنکھ سے اک آنسو ٹپک کر گرا تو اس میں
جڑا ہوا سیاہ ہیرا اس آنسو کو خود پر روک گیا، یہ وہی پینڈٹ تھا جو دراب نے

اسے نکاح پر واحد قیمتی شے سونپی اور آہ خودداریت کی ملکہ لیزے نور! وہ بھی اسے کے پہلو میں چھوڑ گئی، اس ایک رات کا ثبوت بنا کر اسکے بستر پر جو رات اب تک دراب کے سینے کا خنجر بنی پیوست تھی۔

میں تیری ہر تکلیف جانتا ہوں، ایک ہفتہ بس دراب! سب کچھ پتا چل" جائے گا۔ تو جا کر اپنے کام مکمل کر۔ بھروسہ رکھ میں تیری لیزے کو سہی سلامت تیرے پاس لاوں گا"

یزدان نے اسکے کندھے پر ہاتھ جماتے دوسرے ہاتھ سے اسکی آنکھ سے پھر سے ٹپکتا آنسو پونچھا تھا، دراب حیدر کے لیے اس وقت زندگی پھندا تھی پر اسے سکھی پر اعتبار کرنا ہی تھا۔

تیری امید کے سہارے پھر سے سانس بھر رہا ہوں، یاد رکھنا یہ آخری" آپشن ہے میری سلامتی کا"

دراب فیصلہ کن ہوئے خود پر سے سارا ماتم اتار پھینکے اٹھا اور بنا نظر ملائے وہاں سے تیز قدم عبور کیے نکل گیا جبکہ یزدان پر بھی لمحہ بہ لمحہ بھاری کر گیا۔

وہیں لنچ تک تھوڑی ہمت فہمیدہ صاحبہ نے کرتے ہی سلوی کو اپنے پاس بلایا جو فوری آئی بھی اور ٹھیک نانو کے پہلو میں آ بیٹھی ساری توجہ انھیں دیے دیکھنے لگی۔

"میری بات تحمل سے سننا پتر، میں جان چکی ہوں کے تم نے شاکر اور سلمان کے ڈر میں سکھی کے رشتے سے انکار کیا تھا۔ اب یہ مت پوچھنا کیسے اور دل پر مت لگانا میری جان، تو ہفتہ لے سوچنے کے لیے پر اپنے دل کی رضا بتا مجھے، اگر تیرے دل میں یزدان کے لیے زرا بھی نرم جذبہ ہے جو تجھے لگتا ہے آگے چل کر محبت بن سکتا ہے تو اپنے ان خود غرض رشتہ داروں کے "سبب اپنی خوشی داو پر مت لگانا۔ تیرے ابا کو قابو کرنا میرا کام ہے

یہ سب سنتے سلوی کے چہرے پر لاکھوں رنگ لہرائے،
فکر،اضطراب،پریشانی پر اختتام سلوی نے نم آنکھیں جھکا کر دی جان کے گلے لگ کر کیا،وہ کچھ نہ بولی پر فہمیدہ کو کچھ تسلی ہوئی کہ سلوی کا وہ انکار اسکی مرضی سے نہ تھا سو وہ سلوی کو کچھ دن سوچنے کے لیے دے گئیں۔
پر سلوی یہ کبھی نہ بھول سکتی تھی کہ یزدان نے اسے یہ کہا کہ وہ رشتہ صرف بابا اور دی جان کی خوشی کے سبب تھا سو لگتا نہیں تھا سلوی جلد اقرار کرتی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

اگلا ایک ہفتہ ان کہی تلاش میں گزر گیا،ہر رات دراب حیدر جدون پر بھاری رہی جیسا کہ سات سالوں سے وہ اذیت کی بھٹی میں سلگ رہا تھا،ہر صبح لیزے تکلیف دہ خواب سے جاگتی اور حوصلے کے لیے باران کی آسودہ باہیں

ملتیں،اسکے سکون بخشتے پیارے لبوں کے بوسے ملتے جواسے پورا دن گزارنے کی ہمت دیتے۔

سکھی نے اپناوعدہ ہر طرح سے نبھانے کی کوشش کی،وہ خود لیزے کے آبائی گاوں گیا جہاں چوہدری شمشیر کا پتا ملا مگر یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کچھ اہم کام سے سیالکوٹ گیا ہے۔

یہ وہی آدمی تھا جس سے لیزے کا ونی نکاح ہوا،اور دو دن مزید پھر یزدان کو اسکا انتظار کرنا پڑا، فہمیدہ اور سجاول اندر ہی اندر نکاح کی تیاریاں کرتے رہے مگر یزدان کا سرد رویہ اور سلوی کی چپ اور لاپرواہی بھی دیکھتے رہے اور یہی سوچتے رہے کہ ان دو الگ الگ بد دماغ لوگوں کو ملوا کر کہیں وہ کچھ غلط تو نہیں کرنے والے، پھر ہفتہ اسی شش وپنج میں گزرا۔

نرمین اور براق جدون کچھ سنبھلے کیونکہ سکھی کی دی تسلی کا اثر تھا کہ دراب شارجہ جا کر تین چار دن وہاں کا کام بھی دیکھ کر آگیا اور بظاہر اسکی تکلیف بھی

کم ہو گئی لیکن اندر ہی اندر لیزے کی سچی بربادی کی اور موت کی جھوٹی سہی پر خبر گھن بنی چاٹ رہی تھی۔

"تو گیا گاوں یا ابھی تک یہیں پھیلا ہوا ہے"

دراب جو کچن میں کھڑا کافی بنا رہا تھا، ایک ہاتھ سے فون کا سپیکر آن کیے دھاڑا جس پر اپنے لیب کا اختتامی کام مکمل کرتا یزدان منہ بسور گیا کیونکہ ہڑبڑاہٹ میں اسکا ہاتھ لگنے سے پورا ایسڈ چھلک کر نیچے زمین پر گر گیا۔ ابھی یزدان نے اسے یہ نہیں بتایا تھا کہ چوہدری شمشیر ہی وہی آدمی تھا جس نے وہ سب ظلم کیا اور وہ اسی سے ملنے جا رہا ہے۔

"ڈرا دیا خبیث! یار لیب کا کام بھی تو ضروری ہے، ایگزیبیشن سر پر آ چکی ہے۔ جا رہا ہوں میرے باپ بس گاڑی سروس کے لیے گئی تھی آ لے میں نکلتا ہوں"

یزدان نے ریک کھولے وہاں اپنا لیٹسٹ ڈائمنڈ نیک پیک لاکر میں رکھا اور ساتھ دراب کو بھی تنتناتے جواب دیا۔

مقابل اپنے ڈر ور عب کی تسکین مختصر سی ہیزل براون آنکھوں میں چمکی۔

"تیری گاڑی گئی بھاڑ میں، میری لے کر جا پر نکل۔اک اک لمحہ مجھ پر قیامت ہو رہا ہے۔اگر مجھے ایک کلائنٹ سے ارجنٹ ملنے جانا نہ ہوتا تو میں تیری جیسی آلسی پنڈ سے پہلے پہنچ چکا ہوتا لیزے کے مجرموں کو زندہ آگ لگانے۔نکل فورا سکھی"

دراب کا بس چلتا تو سکھی کو اس لاپرواہی پر ریزہ ریزہ کر ڈالتا اس دیری پر، یزدان گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

"فون بند کر میرے دماغ کا دہی نہ کر دراب، تجھ سے زیادہ جلدی ہے مجھے"

یزدان نے سخت غصے سے اسے ڈپٹ کر کال ہی آف کر دی پر دگنا غصہ چوروں کی طرح لیب میں گھستی سلوی کو دیکھ کر چڑھا۔

آپ یہاں کیسے آئیں اور کیوں؟ آپکو نہیں پتا میری لیب میں جگہ جگہ کیمیکز"
"رکھے ہیں

فرش پر بکھرے نائٹرک ایسڈ پر نگاہ پڑتے ہی یزدان نے سلوی کا بے اختیار
پہلی بار ہاتھ پکڑتے بروقت اسے اس جگہ سے پرے کیا جو توازن برقرار نہ
رکھتی اسکی بازو پر ہاتھ کیا انگلیوں کے ناخن بلی کی طرح گاڑ بیٹھی۔

وہ دی جان کل بتا رہی تھیں کہ آپ کوئی نیا جیولری پیس بنا رہے ہیں، بس"
"ایک پکچر لینی تھی سٹونز کی

فوری اسکی توانا سخت بازو سے اپنا ہاتھ ہٹائے تمتماتے چہرے کی راعنائی
چھپائے کافی سارا فاصلہ بنا کر یہ بے کار عذر دیے یزدان کے ماتھے پر لاتعداد
بل ڈال گئی کیونکہ پکچر کے لیے سلوی کے پاس فون تو تھا نہیں۔

آپ جانتی ہوں گی کہ ایک جیولری ماسٹر اپنا ہر سپیشل کام سیکرٹ رکھتا"
ہے، ایون سٹونز بھی جب تک اسکا پراجیکٹ لاونچ نہ ہو۔ پھر آپکی اس لا یعنی
"سی خواہش کا مقصد؟

تیوریاں چڑھائے ہی یزدان نے مقابل جمی کھڑی اس موم کی گڈی کو اپنے
لہجے میں جلال ملاتے لتاڑا، وہ یزدان سے پہلے ہی بہت ڈرتی تھی اوپر سے اس
وقت وہ سیاہ آنکھوں میں خفگی بھرے کھڑا اور دہشت ناک لگا۔

مجھے بس ان سٹونز کو دیکھنا تھا، سنا ہے آپ بہت نایاب ہیرے استعمال"
کرتے ہیں۔ اگر آپکو میری یہ حرکت بری لگی تو معاف کر دیں۔ میں آپکے
"پراجیکٹ کو وائرل تھوڑا کرنے لگی ہوں

مقابل کی سرد نگاہ کا اثر تھا کہ سلوی کی زبان جو دی جان اور ماموں کے سامنے
کبھی رکتی نہ تھی، چلتے چلتے پھر تھم رہی تھی۔ مقابل اس آدم بیزار شخص کے
انداز بھی زرا نرم پڑے۔

مجھے اپنا کام لاونچنگ سے پہلے دیکھانا پسند نہیں، آپ دی جان کی لاڈلی ہیں"
سلوی بس تبھی یہ حرکت معاف کر رہا ہوں۔ پہلی اور آخری۔۔ میری اس
"لیب سے دور رہیں

نرم لب و لہجے میں سنجیدگی سے کہے وہ اسے پیچھے ہٹ کر باہر کا راستہ دیکھا کر اپنی نظروں کا زاویہ اس ماہ پیکر سے ہٹا گیا۔

اوکے آپ کام کریں، میں آپکو نظر بھی نہیں آوں گی۔ ویسے بھی دی جان"
"اب بہتر ہیں، ہو سکتا ہے کل ابا جی مجھے واپس لینے آجائیں

اپنے جانے کی یہاں خبر دینے کی تک نہ بنتی تھی لیکن وہ چاہتی تھی اسکا یزدان فاروقی پر اثر کیا شدید ہو گا یا وہی لاتعلقی کا موسم چھایا رہے گا پھر نانو کو جواب بھی تو دینا تھا اوپر سے جمشید بھی کل آرہا تھا۔

جب تک میں دی جان کو ٹھیک ڈیکلئیر نہیں کرتا، وہ ہرگز تندرست نہیں"
ہوں گی۔ آپ یہیں رہیں گی ہم دی جان کو نرس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑ
"سکتے۔ آپکے ابا محترم سے میں خود نمٹ لوں گا

لہجے کو بہاروں سا کر کے بھی اس میں سختی ملانا کیسے بھولتا، آخر کو وہ دراب حیدر کا یار تھا، تھوڑا اس کا اثر تو ہونا ہی تھا۔

"میں یہاں رکی تو وہ میرا آپ سے نکاح کروا دیں گی، جو نہ میں چاہتی ہوں نہ آپ۔ اچھا ہے کچھ نقصان ہونے سے پہلے ہی مجھے روانہ کر دیں"

یہ سب وہ یزدان کو دیکھ کر مر کر بھی نہ کہہ سکتی تھی، اسکی سانسیں تو بس یزدان سے نظر ملتے ہی اکھڑنے لگتیں، فورا سنبھل کر پاس سے گزری اور بھاگ گئی۔

"بیوقوف بکری! ابھی اسے نقصان اور فائدے کے بیچ کا فرق نہیں پتا چلا، اسے کلاسیز دینے کے لیے مجھے دراب کی اجازت چاہیے جو اس جنم تو ملنے سے رہی"

خفت کے مارے بڑبڑاتا یزدان چار سو پھیلی فلاور بمب کی خوشبو ہاتھ سے یوں جھٹک رہا تھا جیسے اسکے احساسات دبانے کے ساتھ ان ہواوں پر بھی حکمرانی ہو۔

ڈرائیور کی کال پر وہ سر جھٹک کر لیب لاک کرتا نکلا اور یہ الگ تھلک فاروقی مینشن کا ہی دوسرا حصہ تھا جو صرف پورا یزدان کی لیب پر مشتمل تھا، وہ پہلے تو اس نکاح کا پنگاہ جاننے کے لیے سیدھا فہمیدہ صاحبہ کے پاس پہنچا جو لان میں ہی دھوپ سیکتے کنو کھانے کے ساتھ کسی سہیلی سے مسکرا کر فون پر گپیں لگا رہی تھیں۔

بند کریں فون زرا محترمہ، یہ کیا سن رہا ہوں، کون سا نکاح دی جان؟ مجھے"

"کوئی شوق نہیں ہے اسکے سر مسلط ہونے کا

بھرپور غصے مگر تمیز و ادب لیے وہ دادو سے فون لے کر بند کیے میز کی سطح پر رکھے رعب جھاڑتے بولا، وہ بھی تو اسکی دادی تھیں، سلوی کچھ دور ہی لان

کے آخری کنارے گھاس پر بیٹھی یزدان کی مانو "گوچی "کو اسکا کھانا دینے کے بعد پیار سے اسکو لاڈیاں کر رہی تھی جو ایک رشین کیٹ تھی۔

فہمیدہ اور یزدان نے بیک وقت سلوی کو دیکھا۔

مطلب تمہیں مسئلہ ہے تو ٹھیک ہے میں سلوی سے معذرت کر لیتی "

"ہوں

فہمیدہ کے جواب پر یزدان یکدم چونکا، دادو کے دونوں بازو پکڑے روکا۔

اچھا سنیں تو، سیریس ہیں کیا آپ؟ وہ بکری مان گئی۔ اسکے اباجی مان "

"گئے۔ چاچا چاچی مان گئے

یزدان کی گویا جان سی نکل رہی تھی، دی جان مشکوک ہوئے اپنے لاڈلے کو گھوریں۔

فی الحال تو دلہا تک نہیں مانا لگ رہا، باقی تو بعد میں آتے ہیں پتر۔ وہ تم نے سنا "

نہیں، لڑکی لڑکا راضی تو کیا کرے گا قاضی۔ کوئی زبردستی نہیں ہے۔ اگر

تمہیں مسائل ہیں میرے بچے تو ٹھیک ہے سلوی اور جمشید کی شادی کے لیے

"اچھا سا جوڑا سلوا لینا پھر وہ کل پاکستان آ رہا ہے

جمشید کا نام سننے کی دیر تھی کہ یزدان کے پورے جسم کا لہو ابل اٹھا۔

اس جمشید کی قبر کھود دوں گا اگر اس نے میری عورت پر نظر بھی ڈالی۔ فی"

الحال اس ٹاپک کو بند رہنے دیں خدا کے لیے دی جان۔ مجھے ابھی اہم کام سے

نکلنا ہے میں رات ڈنر کے بعد آپ سے سیکرٹ میٹنگ کرتا ہوں۔ تب تک

"اس بکری سے کوئی بات مت کیجئے گا

یزدان کے اندر رقابت کی لگی آگ سے فہمیدہ کو حوصلہ ملا ورنہ ایک ہفتے سے

وہ خود یہی سوچ رہی تھیں کہ سلوی کو تو منا لیں گی پر عین وقت پر انہی کا پوتا

بپھرا تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔

ہاہاب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے، میری عورت۔۔۔ہائے میں قربان جاوں"

"اپنے کاکے پر

یزدان تو کھولتا آگ اگلتا نکل گیا پر دی جان کی ہفتے سے جو سوچنے کی زیادتی سے طبیعت اوپر نیچے تھی اب لگ رہا تھا پر فیکٹ ہو گئی جبکہ گوچی کے نرم ملائم خوشبودار بال سہلاتی سلوی یہی سوچ رہی تھی کہ اسے واپس کل پھر سے جہنم جانا ہے لیکن دل اس بار جانے پر آمادہ ہی نہ تھا۔

فائنلی ہفتے کی مہلت ختم ہوتے ہی یزدان پھر سے لیزے کے آبائی گاوں پہنچ گیا، سردی اپنی شدت پکڑ رہی تھی، نومبر ختم ہوتے ہی دسمبر کے سوگوار رنگ فضاوں میں گھل چکے تھے۔

یزدان جب کوٹ چرلا نامی اس چھوٹے سے علاقے میں موجود چوہدریوں کی بڑی حویلی پہنچا تو وہاں کے منشی نے ہی اسے اپنے ساتھ لے جا کر مردان خانے بیٹھایا، چائے پانی سرو کیا اور بتایا کہ شمشیر چوہدری کچھ دیر تک آجائیں گے۔

یزدان کو یہاں بیٹھے وہ دودھ پتی پیے ابھی دو منٹ ہی گزرے کے وئیل چیئر پر بیٹھا سانڈ جسے والا آدمی مردان خانے میں داخل ہوا، یزدان نے فورا سے

اٹھنے کی کوشش کی پر شمشیر چوہدری اسے زحمت نہ کرنے کا اشارہ کیے

قریب ہی آرکا، اس پہاڑ جیسے آدمی کی دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں، یزدان کو کافی ترس آیا پر جب یہ خیال آیا کے اس مردود نے لیزے کے ساتھ کیا کیا تو فوری اپنے ترس کا گلا گھونٹا۔

اپنے سلیف ڈیفینس کے لیے سکھی اپنی گن بھی جیکٹ کے اندر دبا کر آیا تھا۔

"کہو جوان! پچھلے ایک ہفتے سے تم مجھ سے ملنے کے کس لیے منتظر تھے؟"

شمشیر کی آواز بھی خوفناک سی تھی، یزدان نے تھوڑا گردن اکڑائے کدورت سے اسے دیکھا۔

"کچھ اہم معاملہ تھا چوہدری شمشیر، میری بات تحمل سے سننا کیونکہ اپنے دفاع کے لیے میرے پاس سب موجود ہے"

یزدان کی تمہید، شمشیر کے ماتھے پر پہلے ہی بل ڈال گئی۔

"کہنا کیا چاہتے ہو؟"

وہ بگھڑا۔

"لیزے نور، تمہارے ہی ایک کسان کی بیٹی۔اسکے بارے انفارمیشن چاہیے، کس لیے ونی ہوئی،اور اسے کس گناہ پر سنگسار کر کے مارا گیا" یزدان کو لگا تھا شاید اس پر ہی شمشیر اسکا قتل کر ڈالے گا پر ایسا نہ ہوا، شمشیر کے چہرے پر اذیت چھا گئی یہی سکھی کے لیے ہائی وولٹ کا جھٹکا رہا۔

"پسند تھی وہ حیا والی لڑکی مجھے، چاہ بیٹھا تھا۔جوانی کا غرور کہو یا انا پرستی کہ اسکے باپ کے گھر جا کر رشتہ مانگنا مجھے میری شان کے خلاف لگا۔ہم مالک ہیں اس گاوں کے، بس تبھی اسکے باپ شبیر کے ہاتھوں کچھ کٹی گندم کے گودام کو آگ لگوادی،اور اس کے بدلے اسکی لیزے ونی مانگی۔وہ اسی دکھ میں میاں بیوی مر گئے، میں لیزے کو لے آیا، نکاح ہوا۔میں نے سوچا جب تک اس کا یہ غم مدھم نہیں ہوتا ہاتھ بھی نہیں لگاوں گا اور جب اسکی تکلیف ہولی ہوئی تو اسے بتاوں گا اپنے پیار کا پر ایک ہفتے بعد وہ رو رو کر بیہوش ہوئی

اور جب طبیبہ نے اسکا معائنہ کیا تو وہ امید سے نکلی۔۔میں نے اسکا ہاتھ تک

"نہ چھوا تھا

شمیشر یہاں رکا جبکہ یزدان کو لگا اسکا دل پھٹ گیا ہے۔

بس پھر کیا، بہت مارا میں نے اسے، ان ٹانگوں سے جو اسکے اگلے دن ہی"

مفلوج ہو گئیں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر کٹوانی پڑیں، اسکی آہ کھا گئی میری بھری جوانی۔ سات سال میں مجھے سات موزی بیماریاں لاحق ہوئیں جس سبب مجھے مصنوعی ٹانگیں بھی نہ لگ پائیں، میں نے اسکے پیٹ میں اتنے ٹھڈے مارے تھے کہ تمہاری سوچ ہے۔ پھر اسے پورے گاوں کے سامنے پتھر مارے گئے، تب تک جب تک وہ لہولہان ہو کر گر نہ گئی اور پھر سنگساری کا میدان خالی ہوا، اسے پوری رات وہیں چھوڑا جانا تھا تاکہ روائیت کے

"مطابق اس بدکردار کو گیدڑ، کتے اور بارلے (پگ) چیڑ پھاڑ دیں

شمشیر پھر سانس کھینچے رکا، یزدان کی آنکھوں میں نمی اور نفرت اتری۔

لیکن صبح اس میدان میں وہ تو کیا اسکا نشان بھی نہ ملا۔ایک دن گزرا تو"
لیزے نور کے آبائی گھر کی تلاش کے وقت اسکا نکاح نامہ ملا، یعنی وہ مجھ سے
پہلے ہی کسی کے نکاح میں تھی، اور یقیناوہ بچہ جائز بھی تھا اور اپنی باکردار ماں
کی کوکھ میں تھا۔وہ نکاح نامہ صرف اس جگہ سے جلا تھا جہاں اسکے شوہر کا نام
لکھا تھا جس سبب مجھے مزید کچھ علم نہ ہوا، میں نے مفتی سے بات کی اور اپنا اور
لیزے کا ناجائز نکاح ختم کروایا اور اس حیا والی کو غائبانہ اللہ کے سپرد کر
دیا، اگر وہ زندہ ہوئی تو اسکے پیروں میں پڑ کر معافی ضرور مانگوں گا۔میں پچھلے
سات سالوں سے اپنے گناہ کی معافی کے لیے تڑپ رہا ہوں۔پر نہ مجھ سے جیا
جا رہا ہے نہ موت آ رہی ہے۔یہ تھی میری کہانی۔اب تم بتاو، تم لیزے نور کو
"کیسے جانتے ہو، اسکے گھر والے تو نہیں ہو؟
شمشیر کی آنکھیں حلقوں کی زد میں تھیں، وہ اپنی کہانی سنائے یزدان کی
طرف دیکھنے لگا جس سے بول پانا اس لمحے دوبھر تھا، ایسا لگ رہا تھا گردن میں
کسی نے کند چھری کھونپ دی ہو۔

ایک دل چاہا شمشیر کے سینے سے اسکا کلیجہ نکال لے پر شمشیر چوہدری تو خود چلتا پھرتا مردہ بن چکا تھا، اس کو مارنے سے کیا مل جاتا، اسے اللہ نے سزا دے دی تھی۔

تمہیں انسان کہتے شرم آرہی ہے مجھے، اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے"

شمشیر چوہدری۔ اس لڑکی کے ساتھ جس جس نے برا کیا آج وہ تڑپ رہا ہے۔ شنائل، دراب اور تم۔۔۔۔۔ اللہ نہ کرے وہ مری ہو، اسے مرنا نہیں چاہیے ورنہ سب ختم ہو جائے گا۔ تم سے پھر حساب لینے آوں گا فی الحال اتنا جان لو کہ وہ میری منہ بولی بہن تھی"

یزدان اٹھا اور جھک کر شمشیر کی کن پٹی پر انگلی رکھ کر ٹھوکے خونخوار آنکھوں اور سپاٹ لہجے میں کہے دھمکاتا ہوا وہاں سے نکلا جبکہ شمشیر اذیت سے مسکرا دیا، وہ ختم ہو چکا تھا۔

وہاں سے گاڑی تک پہنچتے یزدان کی آنکھیں سوجھ چکی تھیں، لیزے کی تکلیف سن کر برداشت نہ ہو رہی تھی۔

لیزے! یہ کیا ہو گیا تمہارے ساتھ۔ مطلب جو کچھ ہوا اس میں سارا قصور" مقدر کا تھا، تم اور دراب تو معصوم نکلے۔ سارا کیا کرایہ تو نصیب کا ہے جو تم دو کا بہت سخت ہے۔ آہ وہ بچہ! وہ دراب کا بچہ تھا جسے اتنی اذیت سے ختم کیا گیا۔ لیزے کیسے زندہ بچی ہو گی؟ اف دراب کو کیسے مرنے سے بچاوں گا۔ لیزے یہ سب سہہ کر زندہ نہیں رہ سکتی، وہ نازک سی معصوم سی لڑکی ۔۔۔ کیا پتا اس ظلم پر زمین خود پھٹ کر اسے خود سے ڈھانپ گئی ہو۔ یا اللہ! میرا دل پھٹ رہا ہے، مجھے یہ سہنے کی قوت دیں۔ یہ سب دراب سنتے ہی مر جائے گا"

یزدان نے بالوں میں ہاتھ پھیرے گہرے سانس بھرے پر حلق میں گھٹن، اذیت اور تیر پیوست تھے کہ سنبھلنا مشکل ہوتا دیکھائی دیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

پلیز لیزے! مال تک ہی تو جانا ہے۔ تم بھلے کچھ مت خریدنا لیکن مجھے کمپنی" دے دینا۔ میں باران کے لیے بھی ایک پلے سٹیشن لوں گی، اس سے پرامس کیا تھا۔ چلوناں ویسے بھی ورک ٹائم اوور ہو گیا اور باران کی چھٹی کو بھی تین "گھنٹے باقی ہیں

فیکٹری آفس کی ڈائے ڈیپارٹمنٹ کی انچارج شیلا، لیزے کی کافی اچھی کولیگ تھی اور آج اتفاق سے فیکٹری اونر کے بیٹے کی انگیجمنٹ کے سبب وہ سبکو ہی ہاف چھٹی دے گئیں تو شیلا بضد تھی کہ لیزے اس کے ساتھ شاپنگ پر چلے۔

پلے سٹیشن میں اسے اسی منتھ دلادوں گی تم ایسا تکلف نہیں کرو یارا۔ میں" جانتی ہوں تم پر تمہارے پیرنٹس کی ذمہ داری ہے۔ سو پیسے سنبھال کر رکھا کرو، ویسے بھی باران کو اوٹ ڈور گیمز زیادہ پسند ہیں اور اسکے پاس اتنا اچھا

ٹیب بھی ہے۔رہی بات مالز جانے کی تو تمہیں پتا ہے مجھے ایسی جگہوں پر جانا پسند نہیں۔دم گھٹتا ہے"

اپنا فون اپنے پرس میں ڈالے لیزے نے بھرپور ٹالا پر شیلا صاحبہ کو سر سے اتارنا ناممکن تھا۔

دو کلو کا منہ پھلائے وہ اس سے پہلے جاتی، لیزے نے ہتھیار ڈال دیے اور روٹھی سہیلی کو پکڑ کر اپنی سمت پلٹایا۔

"آئیندہ میری باران کے لیے محبت کو تکلف مت کہنا، یار اوہ مجھے بلکل بچوں سا عزیز ہے۔اور اب تو میں تمہارے لیے بھی اپنے جیسا ڈریس لوں گی۔میں نے تمہیں اہم نیوز تو دی نہیں، بابا کو انکی جاب مل گئی واپس تو یہ ٹریٹ سمجھ لو"

شیلا کے خلوص کے آگے لیزے گویا ہار گئی لیکن انکل کی جاب کا سنے بہت خوش ہوئی اور ساتھ چلنے پر آمادہ بھی ہو گئی۔

ایک نیا دیسی ریسٹورنٹ کھلا ہے، وہاں کا پاستہ بھی ٹرائے کرتے ہیں۔ سب "
سے مزیدار انکی بلڈنگ ہے، بلکل گھر سی اور پہاڑ بھی دیکھائی دیتے ہیں، فل
پرائیویسی اور پرامن ماحول۔ مجھے میم شائلہ نے سجیسٹ کیا کہ کافی اچھا پاستہ
"بناتے ہیں۔ چلو نکلتے ہیں

دونوں ساتھ ہی پہلے مال نکلیں، لیزے زیادہ ہجوم اور بہت رش والی جگہوں
پر سیف فیل نہ کرتی تھی اسکے ہاتھ کانپتے تھے لیکن شیلا کے آگے اسکی چلتی کم
تھی، لیزے مال میں گھومنے کے بیچ کچھ گھبرائی رہی اور تب سکھ کا سانس لیا
جب وہ لوگ ہجوم سے نکل کر اس بہت خوبصورت ریسٹورنٹ پہنچے، نیچے
کے بجائے دونوں اوپر کے پورشن گئیں کیونکہ وہاں فش ایکوریم تھا جو آنے
والوں کی توجہ کھینچ رہا تھا، چاروں طرف سے بلڈنگ اوپن تھی اور ارد گرد
دور دور سرسبز پہار نظر آرہے تھے، دوسری اچھی چیز کہ وہاں عام لوگ
نہیں بلکے قدرت کے دلدادہ ہی جاتے تو اس لحاظ سے رش بھی بہت کم تھا۔

لیزے نے چادر اتار کر فولڈ کیے کرسی پر اٹکائی کیونکہ پرائیوسی کا بہت اچھا انتظام تھا۔

ڈارک بلو اسکرٹ کے سنگ وائیٹ بلو اینڈ بے بی پنک ڈاٹ ٹاپ کے ہمراہ بال کھولے، ہائی ہیلز سینڈل پہنے نیچرل میک آپ کے سنگ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی، ٹاپ پر ایک لوز سا سوئیٹر پہنا تھا جس نے لیزے کو کافی وارم کر رکھا تھا جبکہ شیلا تو صرف جینز ٹاپس پہن کر جیکٹ چڑھائے بال حد سے زیادہ کرل کیے ہائی ہیلز میں پٹاکہ لگ رہی تھی جبکہ لیزے، ماڈرن ہو کر بھی دیسی وائز دیتی بہت کیوٹ لگتی تھی۔

دونوں نے ہلکی پھلکی باتیں کی اسی بیچ پاستہ آگیا، جو دیکھنے سے ہی کافی ٹیمٹنگ لگا۔

اسی ریسٹورنٹ کے اوپر والے پورشن میں ہی اچانک تین عدد میلز انٹر ہوئے اور چونکہ لیزے سامنے بیٹھی تھی تو تبھی اپنا سر ڈھانپنے کو اپنا اسکارف بیگ سے نکالنے کو گردن موڑے پلٹی ہی کہ سامنے سے آتے دراب حیدر کو

دیکھے اسکے حرکت کرتے ہاتھ تھمے،اور خدا کی کرنی کچھ یوں ہوئی کہ اسی اک لمحے میں بھی اپنے کلائنٹس کو بیٹھنے کا کہتا دراب ٹھٹکا۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ چکے تھے، پہچان چکے تھے،ایک دوسرے کی موجودگی مان چکے تھے، قیامت تو اب آئی جب بے اختیار دراب نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا۔

لیزے کی آنکھیں سرخ ہوئیں، فوراً پلٹتے ہی وہ شیلا کی طرف دیکھنے لگی جو مزے سے پاستہ ٹھوس رہی تھی تبھی حلق میں تھوک نگلتی لیزے ایک ہاتھ میں اپنا بیگ دوسرے سے چادر لیتی اٹھی اور دوڑی مگر اسکے عقب سے کوئی چلایا۔

"لیزے"

لیزے کے ہاتھ سے چادر اور بیگ اس پیچھے سے چلاتے دراب کی آواز پر وہیں چھوٹا، اسکا اسکارف بھی گرا، لیکن وہ جتنا تیز بھاگ سکتی تھی بھاگ نکلی، دراب بھی پیچھے ہی دوڑا۔

"لیزے رک جاو"

وہ دیوانہ وار اسکی طرف لپکا مگر لفٹ بند ہونے کے سبب لیزے وہاں سے نہ جاسکتی باہر کھلے ایریا کی طرف دوڑی جو اک طرح ٹیرس تھا، مگر وہاں راستہ نہیں بلکہ چھوٹی سی ریلنگ تھی جو لگ بھگ بارہ سے چودہ فٹ کا فاصلہ تھی، لیزے کنارے تک پہنچے رکی کیونکہ بھاری قدموں کی چھاپ پیچھے تھی تو آگے موت۔

لیزے کا دل اپنے عقب میں قریب تر آتے دراب کو محسوس کرتے تھمنے لگا۔

"میرے قریب مت آنا"

لیزے اس چھوٹے سے کنارے پر جار کی پوری قوت سے مڑ کر چلائی، دراب نے سات سال بعد اسے سلامت دیکھ کر گویا مدتوں بعد سانس لی پر باخدا اسکی وہ آنکھیں۔

"لیزے! یہاں ہو جاو۔ گر جاو گی۔ میری زندگی میں واپس آگئی تم، مجھے اس خوشی کو فیل کرنے نہیں دو گی کیا؟"

دراب کے آزردہ سوال پر لیزے کی آنکھوں میں خون اترا۔

"لیزے نہیں! خدا کے لیے نہیں"

وہ دیکھتے ہی دیکھتے ریلنگ پر چڑھی، وہ حلق تک دھاڑا اور اسکی طرف دوڑا پر وہ جان ہار چکی تھی۔

"تمہاری زندگی میں واپس آنے سے بہتر ہے کہ میں حرام موت مر کر جہنم چلی جاوں، اتنی نفرت کرتی ہوں میں تم سے دراب حیدر"

اسکے جسم سے نکلی آخری ہچکیاں سوگوار موسم کے دامن میں ہی ہوا کے دوش پر بکھر گئیں۔

نہیں اب نہیں، میں پھر سے تمہاری موت نہیں سہہ سکتا لیزے۔رحم کھاو"

"مجھ پر لیزے، مجھے مار دو اپنے ہاتھوں سے پر مت جانا

دراب نے اسکے لڑکھڑاتے پیر دیکھتے پھر سے منت کی، پھر گڑگڑایا پر وہ باران کے لیے جیتی لیزے ایسا کبھی نہ کرتی پر وہیں سر میں اٹھتی ٹیس پر وہ دراب کی آنکھوں کے سامنے ناچاہتے ہوئے بھی نیچے گر گئی۔

وہ پاگلوں کی طرح چیختا کنارے آیا، وہیں سے ارد گرد دیکھتے کچھ فاصلے پر بنی چھوٹی دیوار کی طرف بھاگتے چھلانگ لگاتے جب تک نیچے پہنچا، بہت لوگ جمع ہو گئے جبکہ لیزے کے سر سے خون نکل کر زمین رنگ گیا۔

اک لمحہ تو دراب کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا۔

وہ گرنے کے انداز میں لیزے کے پاس ہی بیٹھا۔

مجمعے والے ہی کوئی ایمبولینس کو کال ملا گیا۔

میں کہیں کا نہیں رہوں گا۔مجھے سزا دو۔ مجھ سے دور جانے کو یہ راستہ "
نہیں۔لیزے سنو ایسے مت جانا۔

"میری اپنے ہاتھوں سے جان لو لیزے، میرے سامنے پھر سے مت مرنا

اسکے چہرے کو چھوئے وہ اسکا بے جان زمین پر پڑا ہاتھ چھوئے اسے چومتا اسکی طرف جھکے بولا، پر وہ سانس نہیں لے رہی تھی، اسکے چہرے کی تکلیف تھم گئی۔

دراب اپنی آنکھوں کے سامنے اسے بے جان دیکھ کر خود بھی پتھرانے سے پہلے چلا اٹھا۔

قیامت تو اب آئی تھی۔

S ??ERWA MIRZA

NOVELS

"شیلا آنٹی! مموکدھر ہیں۔وہ مجھے کیوں لینے نہیں آئیں سکول سے"

شیلا،لیزے اور دراب کے ساتھ ہو سپٹل گئی مگر جب باران کا خیال آیا تو فورا سے پہلے اسے سکول لینے پہنچی مگر لیزے کے بجائے شیلا کو دیکھ کر باران بہت زیادہ پریشان ہو گیا،لیزے کا بے بی لیزے کے بنا کبھی رہا جو نہ تھا جبکہ شیلا اور اسکی فیملی کو لیزے کا پاسٹ معلوم تھا،اور خود شیلا ہمیشہ سے لیزے کی ہمت بڑھاتی آئی تھی پھر جس طرح اس نے باران کی تربیت کی، خفاظت کی،لیزے اسکے لیے رول ماڈل سے کم نہ تھی۔

آپکی ممو کو ایک آفس کی طرف سے بڑا سا کام مل گیا بے بی اس لیے وہ آپکو"
شام تک ملیں گی یا کل صبح تک۔تب تک آپ نانو کے پاس رہنا اور شرارت
"نہیں کرنی۔آجاو تمہارے لیے ایک گفٹ بھی ہے
شیلا اسکا ہاتھ پکڑے لیزے ہی کی کار لیے باران کو ایک گھنٹے کی درائیو کیے گھر
پہنچانے کے بعد ساتھ ہی اندر گھر کی دہلیز تک چلی آئی، باران نے نا سمجھی
سے شیلا کو دیکھا پر پھر گفٹ دیکھ کر وہ معصوم سا بچہ خوشی سے کھل اٹھا۔
یہ رہا تمہارا پینڈنگ برتھ ڈے گفٹ، تھوڑا لیٹ ہو گیا اسکے لیے"
شولی (اسکے کیے سوری) بے بی، اب جاو اور اس پر لکھے فیچرز سے اسے اوپن
کرو اور زیادہ دیر اسے ٹائم نہیں دینا بلکہ ہوم ورک کرنا ہے سارا اور لیسن
"بھی یاد کرنا ہے، فری ٹائم جو ملا تب آپ اس سے کھیلنا
خود حلیمہ، باران کو شیلا کے ساتھ اندر آتے دیکھ کر پریشان ہوئیں پر شیلا نے
انکو آنکھ کے اشارے سے کچھ کہا اور پہلے باران کو سرپرائز دیا جس پر وہ خوشی
سے شیلا سے لپٹتا مسکرا کر اپنا پلے سٹیشن لیے کمرے میں دوڑا۔

شیلا زمین سے اٹھی تو حلیمہ صاحبہ کی متفکر نگاہیں سوال لیے موجود تھیں۔

"وہ ہوسپٹل ہے اماں جی، پتا نہیں وہ کہاں سے آگیا، وہ اس سے بھاگنے کو گر پڑی۔ لیکن آپ پریشان نہ ہوں اسے کچھ نہیں ہوگا۔اس شخص کی جان نکل رہی تھی، میں نے دیکھی حلیمہ اماں، یقین کریں اسے لیزے کے علاوہ کچھ یاد نہیں تھا"

شیلا کے غمزدہ انکشاف پر حلیمہ پر اپنا دل صدمے سے تھام گئیں، لڑکھڑا بھی جاتیں اگر شیلا انکو بروقت نہ سنبھالتی، انکو پکڑ کر آرام دہ کاوچ پر بٹھایا۔

"ویسے وہ نہ بھی مری اسے دیکھ کر جان ہار دے گی، تو جا پتر۔ میری لیزے کو اکیلا اس سفاک کے رحم و کرم پر مت چھوڑ"

حلیمہ صاحبہ کی آنکھیں آنسوؤں سے دفعتا چھلکیں جبکہ شیلا بھی افسردہ ہوئے سر ہلا گئی۔

سنبھالیں خود کو، یہ لیزے کا فون ہے۔ میں آپکو فون کر کے اسکے بارے "
بتاتی رہوں گی۔ آپ باران کو پتا مت لگنے دیجئے گا ورنہ اس نے رو رو کر خود
"کو آدھا کر لینا ہے

شیلا خود بے قرار تھی کیونکہ لیزے کو اکیلا چھوڑنا اسے منظور نہ تھا، حلیمہ نے جیسے تیسے تحمل تھامے فون پکڑ لیا اور شیلا بھی فوری روانہ ہو گئی۔

جبکہ لیزے کے سر سے جیسے خون نکلا تھا اس سے یہی لگا کہ وہ شاید نہ بچے لیکن لیزے پر اللہ نے اب تک جیسے کرم کیا آج بھی وہ غائبانہ سے حفاظتی حصار میں رہی۔

دراب حیدر کو نہ بیٹھے سکون آ رہا تھا نہ ٹہلتے، اسکی آنکھیں لیزے کے گرنے کا منظر لہو لہان کر رہی تھیں۔

یزدان نے جب کلائنٹ کے تھروہ یہ سب سنا تو دوڑا ہوا سپٹل پہنچا، گویا اس سب قیامت میں شام ڈھل آئی۔

سنبھال خود کو، اگر ابھی تک وہ زندہ ہے تو سمجھ وہ اس دنیا کی سب سے "
پاور فل لڑکی ہے اور اس چھوٹے سے امتحان سے بھی لڑ جائے گی۔ تیری
"سوچ ہے کہ اس نے کتنا کچھ سہا دراب

یزدان نے وہیں کرسیوں پر سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھے دراب کو حوصلہ دیا پر
وہ خود اذیت میں تھا تو دراب کے سینے میں بھی آخری جملے سے آگ لگا گیا۔
وہ مجھ سے بہت نفرت کرتی ہے، جتنی میں نے سوچی تھی اس سے ہزار گنا"
زیادہ۔ تو بتا اسے کیوں ونی کیا گیا تھا؟ پھر سنگسار جیسی غیر انسانی سزا۔ بول
"سکھی مجھے سب جاننا ہے

دراب کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ سب سچائیاں سنتا پر یزدان کا دل بھی
پھٹ جاتا اگر وہ سب اپنے تک رکھتا۔

پھر بچے والی بات بتانا یزدان کو ضروری لگی۔

اسکے گاوں کا چوہدری چاہتا تھا اسے، اسی نے اسکے بابا ابراہیم کے ہاتھوں"
گندم کے گودام کو آگ لگوا کر اسے پکڑ لیا، اور بدلے میں لیزے ونی

مانگی۔اسکے بابا اسی قید میں ونی ہوتی لیزے کی تکلیف پر ہی مر گئے اور ماں ونی ہوتی لیزے دیکھ کر۔یہیں بس نہیں ہوئی دراب،اس سے اس مردود چوہدری نے نکاح بھی کیا"

یہاں تک سنے ہی دراب حیدر کی برداشت دم توڑ گئی، گویا آخری جملہ اسکے سینے میں برچھی پھیر گیا۔

"کیسے کیا؟ وہ میرے نکاح میں ہوتے ہوئے دوسرا نکاح کیسے کر سکتی تھی؟"

دراب ضبط پھٹنے پر چلا اٹھا،اٹھ کر کھڑا ہوا۔

جبکہ سکھی کا دل چاہا آج دو جھانپر لگا ہی دے اس جذباتی چیز کو۔

جس لڑکی کو تو نے دھتکار دیا ہو،اچانک سے اسکے ماں باپ بے موت مر" جائیں تو کیا وہ کچھ بتانے کے لائق رہی ہو گی۔۔۔۔بول ناں،تو نے اسے کسی لائق چھوڑا تھا؟"

یزدان نے اسکو شانوں سے پکڑے جنجھوڑا اور آئینہ دیکھایا جس میں نظر آتی صورت دراب کے رونگٹے کھڑے کر گئی۔

"آگے بتا"

دراب کی آواز ملتجی ہوئے بھاری سرگوشی میں بدلی۔

"چوہدری نے اسے ایک ہفتہ چھوا بھی نہیں، پھر بھی وہ امید سے ہو گئی"

یزدان کی آنکھوں میں غصہ تھا پر دراب کی آنکھیں دھندلائیں، دل کئی ٹکڑوں میں بٹ گیا۔

"امید سے، م۔۔ مطلب"

دراب کی آواز ٹوٹی۔

"مطلب تیرے بچے کی ماں بننے والی تھی، جائز بچہ۔ اور اسی سبب اسے بدکردار، زانیہ، اور ناجانے کیا کیا کہہ کر سنگسار کی سزا ہوئی۔ تو اب یہی پوچھے گا کہ اس نے کیوں نہیں بتایا سبکو کہ وہ تیرے بچے کی ماں ہے اور یہ جائز

ہے۔۔۔تو سن، تُو تو نکاح اور اس رات سے دامن چھڑوا کر مکر گیا تھا، تو اسے لگا ہو گا اب موت ہی اسکی روا ہے۔مجھے یہ سن کر لگا تھا وہ بچ نہیں سکتی اور تیری آزمائش شروع لیکن وہ بچ گئی تھی جو وہ تیری دگنی آزمائش ہے۔جو تو نے اسکے ساتھ کیا دراب، وہ تجھے معاف نہ کرے تبھی بہتر ہے۔اس کے لیے اسکی کائنات سجا لینا، اسکے لیے دنیا جہاں کی خوشیاں سمیٹ لانا پر معافی "مت مانگنا۔اس کے بس میں نہیں ہو گا

یزدان نے اسکی متورم آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے یہ سوہان روح سچ بتائے، دراب کے لیے تو تکلیف کی حد ختم ہو گئی تبھی وہ اسکے ہاتھ جھٹکتا گرنے کے انداز میں واپس بیٹھا، پھر سے سر ہاتھوں میں گرا لیا، یزدان اسکے پژمردہ وجود پر ماتم ہی کر سکتا تھا۔

یہ میں نے کیا کر دیا سکھی، میں نے تو خود کو معافی مانگنے لائق نہ چھوڑا۔اوہ" لیزے! یہ تم نے کیا کر لیا خود کے ساتھ۔اب میں مروں گا بھی کیسے

سکھی، موت کے بعد اس بچے کے ساتھ ہوئی زیادتی کا حساب دینا پڑے گا۔ جو یقینا دردناک ہو گا۔ وہ میرا بچہ تھا، میرے بچے کے ساتھ ان مردووں نے جو کیا اسکا حساب لوں گا"

یکدم ہی وہ زخمی درندے کی طرح پھنکارتا اٹھا، یزدان نے پوری قوت سے اسے دبوچے روکا، اسی لمحے شیلا بھی آگئی لیکن ان دو کو دیکھ کر خفگی سے منہ موڑے وہیں کچھ فاصلے پر رک کر آئی سی یو روم کے باہر لگ کر کھڑی ہو گئی۔

"ہوش کر خبیث! غلطیوں پر غلطیاں۔ سدھر جا اب۔ جو ہو گیا اسے کوئی بدل نہیں سکتا۔ کیا کرے گا تو شمشیر کو مار کر؟ وہ خود سات سال سے مردہ بنا ہوا ہے، جن ٹانگوں سے اس نے لیزے اور تیرے بچے کو اذیت دی تھی وہ اسی وقت اسکے جسم سے الگ ہو گئیں تھیں۔ کیا کرے گا اس مردود کو مار کر، وہ لوگ ظالم اور روائیتی لوگ ہیں۔ کوئی شوہر کیسے برداشت کرتا ہے کہ اسکی بیوی اسکے چھوئے بنا ہی امید سے ہو جائے۔ اسکی غلطی کہاں ہے بول؟ سنبھال خود کو مزید کوئی بلنڈر مت کر، خدا کا واسطہ ہے دراب۔ ہمیں

خون کے آنسو رلانا بند کر۔اگر تو نے کچھ کرنا ہے تو لیزے کی معافی کے لائق بن،دعا کر وہ بچ جائے"

لیزے کا نام سننے کی دیر تھی کہ وہ بچوں کی طرح رو پڑا، جبکہ یزدان کا سینہ اس یار کے لیے آج بھی حصار بنا، شیلا خود اس شخص کے یوں رونے پر اداس ہوئی۔

"!سکھی"

یزدان اسکے پکارنے پر پھیکا سا مسکرایا۔

"سکھی نہیں اب سے میرا نام دکھی ہے"

اس وقت اگر یزدان بھی ہمت ہارتا تو دراب کو کون سنبھالتا تبھی مشکری کر بیٹھا۔

اس سے پہلے مزید کوئی کچھ کہتا، فائنلی ڈاکٹر باہر آ ہی گئے، وہاں سے شیلا انکی طرف لپکی جبکہ یہاں سے یزدان اور دراب۔

وہ سٹیبل ہے، اللہ نے بہت کرم کیا ہے کوئی گہری چوٹ نہیں آئی، سر پر" بھی لگا زخم خطرناک نہیں ہے، بازو اور گردن پر بس معمولی خراشیں آئی ہیں، جیسے ہی پین ریلف ہو گا ہوش میں آجائے گی۔ تب تک آپ باران کو بلا لیں وہ اسے پکار رہی ہے، اسکی لیزے کو ضرورت ہے"

ڈاکٹر تو کہہ کر چلا گیا جبکہ باران کے نام پر دراب اور یزدان چونکے البتہ شیلا اس سے پہلے ان دو سے نظریں چرائے جاتی، دراب فورا سے اسکی راہ میں آندھی بنا آرکا۔

"باران کون ہے؟ کیا اسکی زندگی میں کوئی اور آچکا ہے؟"

دراب کا یہ سوال کرتے دل کپکپایا جبکہ شیلا اسکی ٹون پر بگھڑی، لیزے کے معاملے میں اسکے دل میں بھی دراب کے لیے وقتی غصہ اتر آیا۔

یہ اسکا پرسنل معاملہ ہے سو اچھا ہو گا آپ دور رہیں مسٹر، آپکی وجہ سے وہ" اس حال میں پہنچی ہے"

شیلا نے غصے سے چلا کر جانا چاہا پر دراب کی سخت گھوری شیلا کے رونگٹے کھڑے کرنے کو کافی تھی۔

اسکا پرسنل میٹر مجھ سے شروع ہو کر مجھی پر ختم ہوتا ہے، سمجھی تم۔اور کوئی" باران واران نہیں آئے گا،اگر کوئی لیزے کے قریب آیا تو چیڑ پھاڑ دوں گا جا "کر اسے بتا دو

دراب سمجھ رہا تھا وہ کوئی آدمی ہے تبھی تو شیلا کو بھی اسکی غلط فہمی پر بہت مزہ آیا کیونکہ اسکے بقول دراب اسی طرح تڑپنے لائق تھا۔

لیزے اسکے بنا سانس بھی نہیں لیتی،اتنی محبت کرتی ہے وہ باران سے۔تم" اپنا یہ حق سمیٹ لو مسٹر دراب حیدر یہی بہتر ہو گا کیونکہ اب تم لیزے نور کے اک بال پر بھی حق نہیں رکھتے۔باران تو آئے گا اور اسی کے پیار نے ہی "لیزے کو سکون دینا ہے۔سمجھے تم

شیلا نے غراتے ہوئے دراب کے اندر باہر آگ لگائی اور وہاں سے چلی گئی جبکہ اس سے پہلے دراب اس لڑکی کے پیچھے لپکتا، یزدان نے پکڑ کر روکا۔

"وہ تجھے جلا کر گئی ہے مجھے نہیں لگتا ایسا کچھ ہو گا، لیزے اب بھی تیرے نکاح میں ہے۔ وہ کسی اور کا سوچ بھی نہیں سکتی"

یزدان کا دماغ یہ ماننے پر راضی نہ تھا پر دراب کے اندر تو شعلے اٹھ رہے تھے۔

"تو نے سنا نہ، ڈاکٹر کہہ کر گیا ہے وہ باران کو پکاری۔ میں یہ نہیں سہہ سکتا" سکھی۔ وہ صرف میری ہے، اسکے دل میں کوئی اور آ گیا تو میں تو جیتے جی پھر مر جاوں گا"

دراب کا رونا تڑپنا دیکھے سکھی سرد سانس بھر گیا، سر اس قدر درد میں تھا کہ پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

"اب تجھے پل پل مرنا ہی ہے بیٹا اس لیے یہ مگرچھی ٹسوے بہا کر میرا میٹر شارٹ مت کر، چھڈ میری جان۔ کچھ دیر گھر جا رہا ہوں، دیر ہو جائے گی

واپسی پر اور خدا کا واسطہ ہے میرے جاتے ہی قتل وغارت پر مت اترنا۔ میں تیری چمڑی اتار دوں گا یہ وارننگ ہے۔ شرافت سے رہنا اور اگر ڈاکٹر نے "بخوشی اجازت دی تبھی لیزے کے پاس جانا

دراب اسکے تیوروں پر اسے گھورتا وہاں سے چلا گیا جبکہ یزدان کے پاس کچھ پھینکنے کو ہوتا تو سیدھا اس خبطی کے سر کا نشانہ بناتا۔

خیر یزدان کچھ دیر کے لیے فاروقی مینشن نکل گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

تھوڑا موسمی اثر ہونے کے سبب یزدان نے پہلے تو ایک ہاٹ کافی بنائی اور ساتھ ایک کیمیکل میڈیسن بنائی جس میں موصوف ماہر تھے، جیولز آبسیشین تھا جو ایک فارما drug scientist تو شوق تھا جبکہ خود یزدان

انٹر نیشنل کمپنی میں جاب بھی کرتا تھا،اور ہفتے کے صرف دو دن وہاں جاتا وہ بھی جب پریکٹیکل لیب ڈے ہوتا۔

Dextromethorphan

نامی ایک کیمیکل میں کچھ کلیسرین جیسی چیز مکس کی اور اپنی ملکی ہاٹ کافی میں ایڈ کی مگر جب مگ میں پور کی تو وہ کچھ زیادہ بن گئی تبھی اچانک سے ہی اسکے دماغ میں ایک خرافاتی خیال آیا۔

اپنا مگ تو اس نے سائیڈ پر کیا جبکہ دوسرے ہاف مگ میں کوئی گولڈن کلر کا کیمیکل مزید ایڈ کیا، جبکہ اپنا کیمکل باکس واپس بند کیے وہیں کیبنٹ میں رکھے وہ کچن کی ہی اوپن ونڈو سے جھانکا تو سلوی باہر لان میں ہی ٹہلتی نظر آئی۔

واہ واہ، آج تم نہیں بچو گی بکری۔۔۔یہ کیمیکل دشمنوں کو سچ اگلوانے کے لیے پلایا جاتا ہے پر میری قسمت دیکھو کہ مجھے یہ اپنی معشوقہ کو پلانا پڑ رہا ہے" یزدان نے ٹھنڈی سانس بھرتے بڑبڑاتے خود کلامی کی۔

اور اپنے ساتھ سلوی کے لیے بھی کافی جو بھاپ اڑا رہی تھی، لیے لان میں نکل آیا، وہ گوچی کے ساتھ ہی لان میں چکر کاٹ رہی تھی، در حقیقت کل واپس جانے کا صدمہ لگا تھا کہ نیند آنی حرام ہو رہی تھی۔

"کافی پئیں گی؟"

عقب سے یزدان کی آواز پر سلوی اچھل ہی تو پڑی، یزدان اسکی گھبراہٹ پر لب بھینچ کر رہ گیا۔

"چائے پیتی ہوں، کافی تو بہت کڑوی ہوتی ہے"

سلوی نے معصومیت سے گہرے سانس کھینچ کر ہانپنا کنٹرول کیے جواب دیا، یزدان پاس آرکا اور ہاف والا مگ اسے تھمایا۔

"کریمی کافی کڑوی نہیں ہوتی، ٹرائے کر لیں"

یزدان نے اسے مگ تھمایا اور خود وہیں سوئمنگ پول کے پاس لگی ریلکسنگ چیئر پر جا نیم دراز ہوئے بیٹھا، سلوی نے نا سمجھی سے پہلے ہاف مگ پر بنا دل دیکھا، مسکرائی پر فوراً سے پلٹ کر واپس لان میں گھومتی سیپ بھرنے لگی۔

"اب آئی ہو ناں تم ہاتھ، آج تم سے سب اگلوالوں گا"

اسے کافی پیتے دیکھتا یزدان خود بھی سیپ لیتے لیتے انتقامی ہوتا سلوی کا سراپا تک رہا تھا، وہ ہڈی پہنے، موٹا لوز پاز مہ چڑھائے، ٹوٹی بھی سر پر لیے موزے گرم بلینکٹ سلیپرز میں ڈالے گھومتی خلائی مخلوق ہی لگ رہی تھی۔

خیر کافی پیے وہ مگ واپس رکھ گئی، پھر دس منٹ ہی گزرے کے یزدان کو وہ پاس آکر رکتی نظر آئی۔

"جی فرمائیں"

یزدان نے بے نیازی سے سلوی کو دیکھا جو اسکے ساتھ ہی باقی زرا سی جگہ کو دیکھتے مسکرائی۔

یزدان نے اپنے ساتھ کی تھوڑی سی جگہ دیکھی اور تھوڑا سمٹ کر بیٹھے جگہ بنائی جس سبب وہ اسکے ساتھ ہی آ بیٹھی۔

دونوں ہی سامنے گوچی کو اپنے گھر جاتا دیکھ رہے تھے، پھر سوئمنگ پول کا پانی حرکت کرتا بہت پیارا لگ رہا تھا، ٹھنڈ میں واک کرنے کا سلوی کے بقول اپنا مزہ تھا، فون انٹرنیٹ سے کوسوں دور رہنے کے سبب وہ ویسے ہی فطرت کے بہت قریب تھی۔

"یہاں کا پانی اتنا ٹھنڈا ہے کہ میں نے دنکو پیر تو ڈال لیے پر میرے پیر سن ہو گئے"

سلوی نے ہی اچانک سے بولنا شروع کیا، اسکے سر میں عجیب میٹھا سا درد باو پڑتا محسوس ہوا۔

"وہ لیفٹ پر بٹن دیکھ رہی ہیں، اسے آن کیا جائے تو پورے سوئمنگ پول کا پانی ورم ہو جاتا ہے، اسکے بعد پیر ڈالو یا سوئمنگ کرو۔ مزے ہی مزے"

یزدان نے اسے نرمی سے وہ لیٹسٹ فیچر بتایا تو وہ خوشی سے کھلکھلائی۔

اوہ واو، مجھے لگتا تھا کوئی ایسا سسٹم ہو گا ورنہ اتنے ٹھنڈے پانی میں سوئمنگ "

"کر کے تو مر جاتا ہو گا بندہ

سلوی ہنوز وہیں دیکھتے بولی، یزدان شیطانی مسکرایا کیونکہ سلوی پر کیمیائی اثر شروع ہو چکا تھا۔

"تمہیں جو لگتا ہے تم پوچھتی کیوں نہیں مجھ سے؟"

یزدان نے یکدم آپ سے تم پر آتے ٹون بدلی صرف یہ جاننے کے لیے کہ سلوی واقعی کیمکل اثر میں پوری چلی گئی یا نہیں۔

"مجھے ڈر لگتا ہے، آپکی ناراض آنکھوں سے"

سلوی نے چہرہ موڑے یزدان کو آس سے دیکھا، یزدان اسکی اسی نظر کا تو متلاشی تھا، نرم لمس رکھتی بے خود نگاہ۔

"انھیں ناراض بھی تو تم نے کیا تھا دو سال پہلے"

یزدان کے لہجے میں شکوہ تھا، دیکھ وہ اسکے خوبصورت ہونٹوں پر چمکتا گلوز رہا تھا پھر اسکا تراشا ناک اور چہرے کی ملائمت جسے دیکھ کر چھونے کا من چاہے۔

"مجھے کرنا پڑا، یہی بہتر تھا"

وہ پھر سے چہرہ موڑ گئی پھر یکدم سر یزدان کے کندھے پر رکھے آسمان کے دم دار روشن ستارے کی طرف ہاتھ اٹھا کر انگلی پوائنٹ کر گئی، یہ رات یزدان کے لیے حسین ہو گئی۔

یزدان نے مسرور ہوتے اپنا سر اسکے سر سے ٹکایا، وہ کاندھے پر سر رکھتی بہت خوبصورت جو لگی۔

"میں نے اس سٹار کا نام آپکے نام پر رکھا ہے، کیونکہ وہ بہت زیادہ چمکتا ہے"

سلوی کے اشارے پر یزدان نے وہ ستارہ دیکھے خوشگوار سی مسکراہٹ دی۔

"لیکن میں تو تمہارے سامنے کبھی نہیں چمکا؟"

یزدان کے اعتراض پر وہ ہاتھ نیچے لے گئی اور اسکے گلابی ہونٹوں کو دلفریب مسکراہٹ نے چھوا۔

"بس مجھے لگتا ہے آپ چمکتے ہیں، مجھے کیا ہوا ہے یہ تو بتائیں"

وہ خود پر کنٹرول کھو رہی تھی تبھی اس نے پوچھا بھی جبکہ یزدان من ہی من میں پھولے نہ سما رہا تھا۔

"تم نے دماغ سن کرنے والا کیمیکل پی لیا ہے اور تم جہاز بن گئی"

یزدان نے سرور سے سرگوشی کی۔

"اچھا کیا میں اڑ بھی سکتی ہوں"

وہ فوری سر اٹھائے بولی تو دونوں کے چہرے بے حد قریب چلے آئے تھے، وہ سلوی کو اتنی آسانی سے اتنے قریب لا سکتا ہے اگر پہلے یہ خیال آیا ہوتا تو آج شاید انکے دو بچے بھی ہوتے۔

"نہیں صرف میرے ہوش اڑا سکتی ہو"

یزدان نے کہہ کر نظر ہٹائی جس پر سلوی اسے ہی دیکھتی رہی۔

"واو! مجھے اپنا نیکلس دیکھا دیں ناں"

سلوی کی آس بھری فرمائش پر یزدان نے پھر سے اسے محبت و انسیت سے دیکھا۔

"وہ میں نے بنایا ہی تمہارے لیے ہے، پہلے اپنے لچھن ٹھیک کرو۔ میری ہو جاو"

یہ سب بے خودی میں بڑبڑاتے یزدان نے جب سنجیدہ ہو جاتی سلوی کو دیکھا تو وہ بھی ٹھٹکا۔

"آپ نے کہا تھا آپ مجھے پسند نہیں کرتے، پھر کیوں ہو جاوں؟ کل واپس جا رہی ہوں۔ مجھے نیند آ رہی ہے گڈ نائیٹ۔ کافی بہت بری تھی"

یکدم ہی وہ اٹھ کر جانے لگی جب یزدان نے اسکا نرمی سے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے دبا لیتے روکا، وہ بے قرار ہوئی، ہاتھ چھڑوانے کو مچلتی آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔

"آپ نہیں جائیں گی کہیں، میں چھوڑ دیتا ہوں آپکو روم تک"

یزدان نے اسکا ہاتھ پکڑے ہی چپ چاپ ساتھ چلتی سلوی کو کمرے میں پہنچایا اور میٹرس پر لے جا کر بٹھایا ہی کہ وہ نیند سی آنے پر بیٹھے بیٹھے پیچھے لام لیٹ ہو گئی۔

یزدان بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب اسے صبح تک کچھ یاد نہ رہے تبھی میری سلامتی ہے ورنہ ناک کٹی ہی کٹی"

"تیری یزدان

اسکے پیروں سے سلیپر اتارے ٹانگیں اٹھا کر سیدھی کیے اسے ترچھا سا لٹا کر لحاف کھول کر سلوی پر کروائے وہ جاتے جاتے پھر سے رکا، اف اس لڑکی کا سحر دماغ پر چڑھنے لگا۔

"سوری فار دس چیٹنگ سلوی پر لگتا ہے تم بھی مجھ پر دل ہاری ہوئی ہو، اور خود پر ہارے دل کو اپنے دل سے لگانا میری اولین خوشی ہے اور رہے گی۔ گڈ نائیٹ"

مسروئیت سے سلوی کو دیکھ کر خود کلامی کیے وہ دروازہ کھولے نکل کر سیدھا دی جان کے کمرے کی طرف بڑھا۔

جو بیڈ پر لیٹیں یزدان کی ہی منتظر کسی کتاب کو کھولے پڑھنے میں مصروف تھیں۔

وہ موصوف پاس آئے اور کتاب دی جان سے لے کر سائیڈ رکھتے ساری توجہ فہمیدہ صاحبہ پر دی اور پہلو نشین ہوئے۔

کل آپ رضوان صاحب کو بلوائیں گی یہاں اور میرا اور سلوی کا نکاح"

ہو گا، چھوٹی سی رسم پھر بھلے سلوی واپس چلی جائے اور یہ سب کیسے ہو گا یہ

"آپکا سر درد ہے۔ مجھے نکلنا ہے ارجنٹ

سکھی کے حکم کو سنے فہمیدہ گویا سن رہ گئیں، بازو پکڑ کر اس ہاتھی کو واپس بٹھایا۔

واپس کیوں جائے گی پھر لاڈلے، تیرے کمرے میں شفٹ ہو گی نہ۔ نکاح"

کا لالی پاپ ہی تھمانا ہے اس بچی کو تو یہ میرے جڑے ہاتھ دیکھ مت کر۔ اور یہ

کیاسادگی سے نکاح۔توڈرتاہے کسی سے جوایسے بزدلوں کی طرح اس سے

"رشتہ بنائے گا

فہمیدہ صاحبہ کو سکھی کی احتیاط تلوں لگی سر پر بجھی۔

دراب میرا کچومر نکال دے گا اگر میں نے دھوم دھام سے کوئی اپنا ارمان"
نکالا،اسکی لیزے مل گئی ہے دی جان۔ سمجھیں وہ ٹھیک نہیں ہے نہ میں
ہوں اور اس جمشید کے گھر میں سلوی کو ایسے نہیں واپس جانے دے سکتا۔کم
از کم اسے پتا ہونا چاہیے کہ وہ مجبور نہیں رہی بلکہ یزدان فاروقی کی منکوحہ بن
چکی ہے۔باقی اگر آپکو مجھ سے سچ میں بزدلی والی وائبز آرہی ہیں تو ٹھیک ہے بنا
"دیں میری خواہشوں کی قبر اور راضی ہو جائیں سلوی کے جمشید سے رشتے پر
یزدان نے برہمی سے اپنی بات کہی اور اٹھ کھڑا ہوتا انھیں شب بخیر کہتے ہی
کمرے سے نکل گیا جبکہ فہمیدہ کو گہری سوچوں کے پاتال میں ضرور جھونک
گیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

باران اسکا بیٹا ہے پر پلیز یہ بات اس آدمی یا اسکے دوست کو پتا نہ چلے ڈاکٹر"
انکل، کچھ پرسنل ایشوز ہیں دونوں کے بیچ۔ جیسے ہی لیزے ٹھیک ہو گی میں
"باران کو لے آوں گی۔ کیا میں رات رک سکتی ہوں اسکے پاس
لیزے کی کنڈیشن کے بارے شیلا نے آکر پوچھا اور ڈاکٹر نے اسے اس
معاملے کو لے کر مطمئین بھی کیا۔
وہ اسکا شوہر ہے ناں، تو آئی تھنک اسے ہی رکنے دو۔ تم جانا چاہتی ہو تو جاو"
"ویسے بھی لیزے سپیشل کیئر میں ہے
ڈاکٹر نے تشفی تو کروادی پر شیلا کا دل نہ مان رہا تھا کہ وہ لیزے کو اکیلا
چھوڑے تبھی اپنے امی بابا کو اپنے لیٹ ہونے اور رات ہو سپٹل رکنے کی
اطلاع دیے خود وہیں رکی، حلیمہ آماں سے بھی بات کی۔

بس ابھی لیزے کو یاد کرتا کرتا سویا ہے، اک دن بھی اسکے بنا نہیں رہا تبھی"

"اداس ہے۔ تو لیزے کے پاس ہی رہنا پتر

حلیمہ اماں کی تاکید پر شیلا پھیکا سا مسکائی۔

جی یہیں ہوں اماں جی، آپ بھی بے فکر ہو جائیں۔ صبح تک وہ ہوش میں"

"آجائے گی اور ڈاکٹر بتا رہے تھے کل ہی ڈسچارج بھی ہو جائے گی

حلیمہ صاحبہ کو کچھ تسلی ہوئی جبکہ شیلا نے نیند بھگانے کے لیے کیفے ٹیریا کا رخ کیا تاکہ کافی پیے اور اسی بیچ نرس نے آکر دراب کو متوجہ کیا۔

ڈاکٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اب آپ اور انکی سہیلی مس لیزے سے مل"

سکتے ہیں لیکن احتیاط سے کیونکہ وہ نیند کی دوا کے زیر اثر ہیں ابھی، سو جگانے

"کی کوشش نہیں کرنی۔۔۔

نرس اس وقت کسی مہربان ہستی کی صورت ہی لگی جسکا شکریہ ادا کیے دراب

سیدھا روم کی طرف لپکا، ملگجی سی روشنی کمرے میں حائل تھی جو یقینا

لیزے کے آرام و سکون کے لیے مدھم کی گئی تھی، دراب جس نے جینز کے ہمراہ وائیٹ ٹی شرٹ پر بمبر جیکٹ پہنی تھی وہ باہر ہی اتار آیا، اس قدر ٹھنڈک کے باوجود اسکا پورا وجود سلگ رہا تھا، وہ آگ لیزے کو دیکھ کر سرد کیا پڑتی کے اور بھڑک اٹھی، شرٹ کی آستینیں فولڈ کیے بے ترتیب حلیے میں وہ وجیہہ و مضبوط شخص کافی مرجھایا لگ رہا تھا۔

"!اوہ لیزے نور"

وہ اسکے پاس آکر بیڈ کے قریب ہی رکھے نشستی کاوچ پر بیٹھا اور ہاتھ بڑھا کر لیزے کا بلڈ لگتی وین میں لپٹا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، آنکھیں اس لمس پر بھیگتی گئیں پھر ہمت کیے اس نے لیزے کے سر پر لگا چھوٹا سا بینڈ تج دیکھا، اسکی ہوسپٹل گاون کی ہاف آستینوں سے دیکھائی دیتی اسکی بازو پر بنی کھروچیں، پھر اسکے گردن کی دائیں طرف بھی چھوٹا سا بینڈ تج تھا، آنکھیں تو دراب نے بہت بعد میں دیکھیں۔

واقعی میں معافی کے لائق نہیں لیکن تم تو مہربان دل ہو، میں امید رکھ سکتا"
ہوں۔ تم نے میری وجہ سے کیا کیا سہا لیزے، تم ایک بار تو پلٹ کر دیکھتی کہ
جس نے تمہیں دھتکارا ہے وہ کس حال میں ہے۔ ایک بار مڑ کر تو
دیکھتی، کیوں میرے سب کچھ ختم کرنے پر تم نے یہ مان لیا کہ سب ختم ہو
"گیا۔ وہیں سے تو سب شروع ہوا تھا
وہ اسے دیکھ رہا تھا، سات سالوں میں وہ بس سات فیصد بدلی تھی اور تبھی اک
بھولی بھٹکی مسکراہٹ نے دکھ کے رنگ میں ڈوب کر دراب کے ہونٹوں پر
بسیرا کیا۔
تم جیسی قیمتی جان، اتنی اذیت سہنے کے لیے نہیں بنی تھی۔ اگر ہماری اس"
کہانی میں کوئی مجرم اور گناہ گار ہے، وہ میں ہوں لیزے نور، دراب حیدر
"جدون۔ عشقم! اب اختیار میرے نہیں صرف تمہارے ہاتھ رہے گا
لیزے کے ہاتھ کی پوریں، جلد یہاں تک کے ہتھیلی کا ہر خطہ چھوتے دراب
نے اسکی موجودگی کا خود کو یقین دلایا اور اپنی شکست کا اعلان بھی کیا۔

میں تمہیں ہر تکلیف بھلادوں گا لیزے! میں تمہارے ماضی کو تمہاری" زندگی کا حصہ رہنے نہیں دوں گا۔ میں بہت پچھتایا ہوں، میں سانس سانس "تمہارے لیے تڑپا ہوں فیل اٹ

وہ اسکے قریب ہوئے اسکے ہاتھ کو جکڑتا بولتا گیا، اس کی پرواہ کیے بنا کہ وہ اسکے ہاتھ کے لمس سے پریشان ہو رہی تھی۔

اگر تم مجھے سات سال بعد واپس ملی ہو تو یہ اس لیے ہے کہ تم صرف میری" ہو۔ مجھے سزا کے بعد انعام کی طرح سونپی گئی ہو۔ پلیز آنکھیں کھول دو۔ مجھے ایک بار دیکھو، میرا سب ختم ہو گیا۔ میری پوری کائنات سات سال سے "لیزے نور پر ٹکی ہے

وہ اسے اسکی اجازت کے بنا چھونا نہ چاہتا تھا تبھی ہزار خواہش کے بھی اسکے ہاتھ کے سوا اس نے لیزے یا اسکے وجود پر اپنا کوئی حق نہ جمایا، اسکے ہاتھ کو چوما، بے حد محبت سے، جیسے وہ چھونا ہی درد کی دوا ہو، لیزے کو سکون دے گا۔

باران کون ہے؟ یہ سوال پوچھنے کے لیے مر رہا ہوں۔ تم سے کوئی بھی" محبت کر سکتا ہے کیونکہ تم قابل چاہت ہو پر تمہاری محبت تو صرف میں ہوں سو اسکا نام دوبارہ مت لینا وہ جو بھی ہے۔ پلیز یہ والی سزا مت دینا مجھے۔ میں نے تمہاری امانت میں زرا خیانت نہیں کی، خود کو تمہارے لیے بچا کر رکھا ہے۔ ہاں خوش فہمی کہہ لو کیونکہ مجھے تم قبول کرو یا نہ کرو کچھ خبر نہیں۔ تم بھی سات سال سے میری امانت تھی، ہو۔ مجھے تمہارے ساتھ کسی کو نہیں دیکھنا"

دراب کی آنکھیں رقابت کے احساس سے بہت درد میں تھیں اور مزید اس سے بنا پین کلر کے رہنا دوبھر بھی ہونے لگا اوپر سے نا جانے کتنے گھنٹوں سے اس نے کچھ کھایا پیا تک نہ تھا، پچھلے کچھ سالوں سے وہ مائگرین کا بھی بری طرح شکار تھا، مہینے میں دو تین بار اسے مائگرین اٹیک ایسا ہوتا کہ جان نکلنے تک چلی آتی۔

میں تم سے اس بچے کے بارے کوئی سوال نہیں کروں گا لیزے، تمہیں"
تکلیف ہو گی جو مجھ سے برداشت نہیں ہو گی، جو ہوا اسکے ساتھ میں اس درد
میں تمہارا مرہم بنوں گا۔ اگر کبھی میں معافی کے لائق ہوا تو ہم یہ خوشی
دوبارہ پالیں گے، لیکن تمہاری اجازت کے بعد۔۔۔۔۔میں پھر آتا ہوں، یہ
مائگرین میرے اور تمہارے بیچ آرہا ہے، اسکو ٹھکانے لگالوں پھر تم سے باتیں
کروں گا۔ بہت ساری، ایک ایک لمحہ تمہارے بنا کیسے گزرا میں سب بتانا
"چاہتا ہوں

وہ بری طرح دکھتے سر کے باوجود اسکے ہاتھ کو چومتا پیار سے کہے اٹھ کر
لڑکھڑاتا ہوا باہر تک پہنچا ہی کہ یزدان اسکے لیے ڈنر لیے وہیں آرہا تھا، دراب
کی حالت دیکھتے ہی ٹفن وہیں رکھتے دوڑ کر گرتے دراب کو سنبھالا مگر وہ فوری
خود کو سنبھال گیا۔

"تیری جلی کٹی سننے کا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں یار۔ تو کیوں آیا ہے"

دراب نے بہت تکلیف سے منت کی جس پر سکھی نے پکڑ کر اسے اپنے سینے بھینچا۔

"آئی ایم سوری جگرو، آجا کچھ کھالے۔ تیری میڈیسن بھی لایا ہوں۔ میری جلی کٹی برداشت کر لیا کر، تجھے مرجھانے نہیں دیں گی یہ"

یزدان کا یکدم ستمگرانہ موڈ آف ہوئے لاڈ موڈ آن ہوا تو دراب منہ بسور گیا جس پر یزدان کی مسکراہٹ کافی ہنگامہ پرور اور حد درجہ مسیحائی سی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"جا کر سلوی کو لے کر آ، تجھے کیا اس لیے بلوایا تھا کہ سارا دن سانڈ کی طرح منجھی توڑتا رہے، بکھیاں ٹوٹ گئیں میری کام کر کر پر زرا جو اس کلموہی کو احساس ہو کہ واپس بھی جانا ہے۔۔اٹھ جا جمشید"

سلمان کو رات کا کھانا دینے کے بعد شاکرہ نے اونچی ہانک لگا کر جمشید کے مردہ ضمیر کو ساتھ للکار کر جنجھوڑا پر مجال ہو جو اس سوئے بلکے مرے جمشید پر اثر بھی ہوا ہو جو ایک دن پہلے تشریف لا چکا تھا پر دن سے اب تک سویا پڑا تھا۔

تجھے شلجم کے علاوہ کچھ نہیں ملتا شاکرہ، وہ بھی ایسے بنا رکھے جیسے چینی کا ڈبہ "الٹا ہو۔ بندہ مرچ زرا تیز ڈال لے"

ادھر بیٹے کا سینے پر موم دلنا جاری تھا کہ سلمان صاحب بھی بگھڑ گئے، سالن کی شکل دیکھ کر ہی بھوک مر گئی اوپر سے بیچ میں جو آلو تھے وہ بھی گلے نہ تھے۔

مرچی پتا ہے کتنی مہنگی ہو گئی سیٹھ سلمان صاحب، میرے ہاتھ پر پیسے بھی" کھلے رکھا کرو ناں تو میں بھی چٹ پٹا مرغ مسلم ٹھسوا دوں گی۔ ایک تو یہ گندی اولاد اوپر سے تم بھی ناکارہ، آج تک یہ گھر تو اپنے بھائی سے اپنے نام

لگوانے نہیں ہوا تم سے اور باتیں ایسے کر رہے ہو جیسے باپ دادا پیدائشی رئیس گزرے ہوں"

شاکرہ، جمشید سے ہٹے سلمان پر چڑھ دوڑی جو بچارا جھاڑ پڑتے ہی کچے آلو، میٹھے شلجم ہی کھانے لگا۔

وہیں رف سے خلیے میں جن بنا جمشید بھی بکھیاں پاسے درد کرنے پر آخر اٹھ کر نکل ہی آیا۔

"کیا پورا محلہ سر پر اٹھا رکھا ہے اماں، پیسوں کا رونا وہ روئے جسکا شیر پتر کماونہ ہو گیا ہو، پر وہ ابا جی آپ نے سنا ہے نہ اندر کا چوول پنا نہیں جاتا"

جمشید نے جان بوجھ کر شاکرہ کو آگ لگائی اور اس بار شاکرہ کی جوتی ٹھیک جمشید کے کندھے پر ٹھپا لگا کر یہ جا وہ جا۔

"بکواس نہ کر، جا کر لے کر آ ماہرانی کو"

شاکرہ تنتناتے غرائی۔

میں کیا ابا لگتا ہوں اسکا جو لینے جاوں، آج تو آیا ہوں۔ یار بیلوں کے ساتھ "
لیٹ نائیٹ پارٹی ہے وہاں جا رہا ہوں۔ رضوان تایا پہنچ جائیں گے آج واپس تو
کل خود لے آئیں گے۔ مجھ پر یہ حکم صادر نہ کرنا اماں ورنہ اگلے لمحے ہی
"فلائیٹ پکڑ کر واپس نکل لوں گا پھر ہاتھ ملتی رہنا جائیداد کے جانے پر
جوتی لگنے سے جوان اولاد کا خون گرمایا تبھی برہمی سے ماں کو ہی دھمکیاں
لگائے موصوف واپس حجرہ نشینی اختیار کر گئے جبکہ ڈرا ڈرا سلمان احمد مسکین
سا مسکرا دیا کہ کہیں شاکرہ کا نزلا اسی غریب پر نہ گر پڑے۔

"مرچی چاہیے تمہیں؟"

شاکرہ نے پھنکارتے ہوئے مسکین شوہر کو مخاطب کیا جس پر سلمان احمد
بتیسی کی نمائش کر گیا۔

"مرچی رہنے دو بیگم، ہتھوڑی پکڑا دو آلو توڑنے ہیں"

سلمان کے کرارے، شرم دلاتے، زچ کرتے جواب پر شاکرہ کا پارہ اور چڑھا اور اس سے پہلے وہ بیلن یا کوئی مارنے لائق چیز اٹھاتی، سلمان اپنی روٹی والی گفگیر اور سالن کی پیالی اٹھاتا دوڑ کر سیڑھاں چڑھ گیا۔

جیسا باپ ویسی اولاد۔ میری تو قسمت ہی پھوٹ گئی اس گھر آ کر۔ سلوی تو آ"

"لے اس بار، دیکھنا تیرا کیا حشر کرتی ہوں

شاکرہ کو اصل موت تب پڑی جب کچن کاٹپ گندے برتنوں سے بھرا دیکھا، سلوی کو کوسے ہی بچاری شاکرہ یخ پانی سے برتن مانجھنے کے ساتھ اپنے نصیب پر ماتم کرنے لگ گئی جبکہ یہ سب گھر کے دروازے میں کھڑے رضوان احمد نہ صرف سن چکے تھے بلکہ گھر آنے کے بجائے الٹے قدموں مسجد کا رخ کر گئے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

"یہ تھا سارا معاملہ، اب اگر تو اجازت دے تو میں نکاح کر لوں؟"

ڈنر میں سکھی اسکا فیورٹ افغانی پلاو اور رائتہ لایا وہ بھی ان دو کے فیورٹ دیسی ڈھابے سے ساتھ ملائی اور زعفران والا کریمی دودھ جس میں موسمی پھلوں کا ایسینس ڈالا جاتا تھا اور یہ سپیشل موٹی ملائی والا شیک اس پلاو کے ساتھ فری دیا جاتا تھا۔

ڈنر اسے کروانے کے بعد اسکی میڈیسن بھی کھلائی اور ساتھ سلوی والا تمام معاملہ بھی گوش گزار کیا، دراب نے پانی کا گلاس لے کر ٹیبلٹ نگلنے کے بیچ سانڈ کی طرح سکھی کی مسکین بنی شکل گھوری۔

جتنا تو زمین کے اوپر ہے اتنا نیچے ہے، بچاری سلوی۔ اور مجھ سے اجازت تو" ایسے لے رہا ہے جیسے باقی سب میرے کہے میں کیا ہو۔ یہ کیمیکل والی کمینی حرکت تو اعلانیہ سبکو بتانے والی ہے بیٹا، تاکہ سبکو پتا چلے اس شریف النفس "خوبصورت شکل کے پیچھے کیسا وحشی درندہ بیٹھا ہے

دراب کی حسیں لوٹ آئیں وہ اسکے پھاڑ کھانے سے سکھی کو پتا بھی چلا اور تسلی بھی ملی تبھی تو قہقہہ مارے ہنسا۔

یار، اب اتنا بھی وحشی نہیں ہوں۔ تیرے سکھی کو وہ لڑکی ایکسٹرا سکھی" کرے گی، مان جاناں۔ ایک بار نکاح ہو لے پھر تو بھلے مسجد میں جا کر اعلان کروا دینا۔ پر اپنے اس بھائی کا بھی اب تھوڑا سا گھر بسنے دے۔ ورنہ بتا رہا ہوں "تیری لیزے چرا کر لے جاوں گا

یزدان نے بھی گویا دکھتی رگ دبوچی، دراب نے اسے سرد نظروں سے گھورا۔

کمینہ! لیزے کے معاملے میں نو مزاق۔ بسا لے تھوڑا سا گھر پر یاد رہے" تھوڑا سا۔ کب ہے نکاح۔ بتا پہنچ جاوں گا، سلوی کے آگے تیرے پول "کھولنے

دراب نے ادائے بے نیازی سے سر کے درد پر دونوں ہاتھ کی انگلیاں کن پٹی پر سہلاتے احسان جتاتے پوچھا۔

"تو سچ میں میرے پول کھولے گا، خبیث"

یزدان کو غصہ چڑھا تو دراب میسنا سا مسکرایا۔

"ہاں پر ٹھیک وقت پر، انویٹیشن دے ناں"

دراب کی زچ کرتی مسکراہٹ پر یزدان بھی خفیف سا بلش کر گیا۔

"منگتا۔ آنی اور ددھو کو بھی لانا اور ہاں کچھ دیر لیزے کی جان چھڈ کر آرام کر لے۔ ورنہ درد ٹھیک نہیں ہو گا۔ روم لیا ہے تیرے لیے، گھر نہیں جائے گا"

"جانتا ہوں پر یونینڈر یسٹ جگرو۔ تو ٹھیک ہو گا تو ہی لیزے کو سنبھالے گا"

یزدان کا یکدم فکر لٹانا دراب کو بہت پسند تھا، تبھی یزدان کو بنا تنگ کیے وہ اسکی بات مان گیا، درد ابھی بھی برداشت سے باہر تھا سو سکھی نے نرس کو اسے نیند کی دوا دینے کا بھی کہہ دیا اور خود وہ اک نظر لیزے کو دیکھنے آیا پر ہمت نہ ہوئی اندر جانے کی سو وہیں دروازے میں ہی رک گیا۔

لیزے !اس بھائی کو معاف کر دو، جو اس بہن کے لیے کچھ نہیں کر سکا۔ تم "
"جلد وہ ساری خوشیاں پاو جنکی تم مستحق ہو
سکھی نے آزردگی سے خود کلامی کی اور وہاں سے چلا گیا، اور تبھی شیلا واپس آئی اور نرس کے اجازت دینے پر لیزے کے روم کی طرف لپک گئ۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

اگلی صبح فجر کے وقت ہی فہمیدہ صاحبہ نے رضوان احمد کو کال کر کے مینشن بلوایا اور حیرت کی بات کہ وہ اکڑو داماد پہلی بار انکے ایک بار بلانے پر رضامند ہو گئے۔

شاید قسمت میں آج ہر صورت یزدان اور سلوی کا نکاح لکھا تھا تبھی قدرت وسیلے بناتی چلی جا رہی تھی۔

خود سجاول کافی حیرت زدہ تھے جب فہمیدہ نے انکو آفس جانے کے بجائے گھر ہی رہنے کا کہہ کر رضوان کی آمد اور نکاح کا بتایا۔

سلوی کی نیند فجر کے وقت ٹوٹی تو سر میں بہت درد تھا تبھی نماز پڑھنے کے بعد وہ نانو کے کمرے میں آکر انکو ناشتے سے پہلے کھانے والی میڈیسن دے کر واپس جا کر سو گئی۔

یزدان، سجاول اور فہمیدہ کے سامنے ہی وہ نرم و شفیق مگر اصولوں کے پکے رضوان احمد براجمان تھے اور اچھے سے جانتے تھے کہ انکو بلانے کا کیا مقصد ہے۔

"آپکی بات درست ہے دی جان مگر میں نے سلوی کے لیے سلمان کو زبان دے رکھی ہے، یہ ہوا تو بھائیوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ میرا چھوٹا سا خاندان بکھر جائے گا اور پھر سلوی بھی تو نہیں چاہتی یزدان سے شادی کرنا، دو سال پہلے۔۔۔"

اس سے پہلے رضوان دو سال کا حوالہ دے کر اپنے انکار کا جواز مضبوط کرتے، فہمیدہ صاحبہ بول اٹھیں۔

دو سال پہلے اس معصوم بچی کو شاکرہ نے نا جانے کیا کہہ کر دھمکایا تھا کہ وہ" ایک اچھے سسرال کا پروپوزل ریجیکٹ کر بیٹھی۔ خود سوچو رضوان میاں! وہ اس گھر میں آنا کیوں نہیں چاہے گی؟ جہاں اس پر جان چھڑکتی نانی موجود ہے، پیار لٹاتے ماموں رہتے ہیں۔ زندگی کی ہر آسائش ہے" فہمیدہ زرا برہم لگیں۔

میری سلوی کو آسائشوں اور راحتوں کی کوئی لالچ نہیں ہے دی جان، اصل" مسئلہ یہ ہے کہ جمشید مجھے میری سلوی جیسا عزیز ہے اور دوسری بات وہ اپنے ماں باپ جیسا نہیں ہے۔ میں کیسے اسکی امانت آپکے سکھی کے دامن میں ڈال دوں، کیا آپ مجھے ایسا سمجھتی ہیں؟"

رضوان کے جواب پر اک لمحہ سیٹنگ لاونج میں خاموشی چھا گئی۔

مجھے شک ہے جمشید ریلشنشپ میں ہے، جلد یا بدیر اس سے شادی کرے"
"گا

یزدان نے ہی شرارہ چھوڑا، سب ہی اک لمحہ ہونق ہو گئے۔

تم میرے بھتیجے پر بہتان لگا رہے ہو یزدان میاں! اسکی تربیت سلوی کی"
"طرح میں نے کی ہے۔ یہ تمہیں زیب نہیں دیتا

رضوان کے جواب پر یزدان کو آیا تو بہت غصہ پر وہ ضبط کر گیا۔

"ثابت کر دوں اگر تو؟"

یزدان کو پر یقین دیکھ کر رضوان بھی مرغوب دیکھائی دیے جبکہ فہمیدہ اور سجاول ویسے بھی یزدان کی چھپی کوالٹز کے فین تھے۔

"کیجئے ثابت، اور کر لیجئے سلوی سے نکاح"

رضوان بھی بضد لگے، وہ تھوڑے سر پھرے تھے۔

"مجھے دس منٹ دیں"

یزدان پر اعتمادی سے کہے اپنا فون لیتا اٹھ کر باہر نکلا اور فورا سے شنائل کو کال ملائی، وہ اس وقت سٹیم باتھ لیتی اپنے جیم سپا میں تھی، سکھی کی کال یہاں بھی اگنور نہ کرتے اٹھائی بھی اور فون سپیکر پر ڈالا۔

"ایک فیور چاہیے تم سے"

یزدان کے مطلبی سے لہجے پر شنائل مسکائی۔

"اب کسے الو بنانا پڑ گیا، بولو کیا کرنا ہے"

شنائل بھی گویا ان دو دوستوں کی رگ رگ سے واقف تھی۔

ایک آدمی ہے جمشید سلمان۔۔تم نے میرے پھپھا کے سامنے یہ اقرار" کرنا ہے کہ تم اس سے ریلشنشپ میں ہو، یعنی وہ انکا بھتیجا ہے۔بس یہ کام "ہے

یزدان کی ڈیمانڈ کافی ہیوی تھی، شنائیل انگڑائی لیتی ہنسی۔

"اوہ! تو بدلے میں مجھے کیا ملے گا سکھی؟"

شنائل کی معنی خیز سرگوشی پر یزدان نے کچھ دیر سوچا پھر زہر خند ہنسا۔

"زندگی ملے گی، کیونکہ اگر میں نے تمہاری سچائی دراب کو بتادی کہ تم نے لیزے اور اسکے ساتھ کیا کیا کیا، وہ تمہیں پہلے برباد کرے گا، پھر موت کے لیے ترسائے گا پھر کہیں جا کر زندہ دفن کرے گا"

یزدان کے لہجے کی تپش پر شنائل کے چہرے کا رنگ یکدم بدلا۔

"نہایت گھٹیا ہو تم سکھی، ٹھیک ہے دو فون اپنے پھپھا کو"

وہ فوراً رعب میں آتی لائن پر آئی جس پر جیسا اسے سکھی نے کہا ویسا کہہ کر رضوان احمد تک کو دہلا بیٹھی۔

فون واپس یزدان کے سپرد کیے وہ آمادگی سے فہمیدہ صاحبہ کو دیکھنے لگے۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"

رضوان صاحب کے مان جانے پر خوشی کی لہر سی ہر سمت دوڑ گئی جبکہ یزدان خود پر مسکرایا کہ کتنا چالاک ہے پر کہتے ہیں ناں اک زوال کا وقت بھی ہے جو ہر خاص و عام پر آتا ہے۔

سلوی کے لیے یہ سب کسی دھچکے سے کم نہ تھا، لیکن وہ پریشان نہ ہوئی کیونکہ اباجی راضی تھے۔

نرمین اور براق بھی دن تک پہنچ آئے، نکاح کی سرمنی کے لیے گویا فاروقی مینشن فوری سج گیا۔

فہمیدہ صاحبہ نے سلوی کے لیے نکاح کا جوڑا خود اپنے فیملی ٹیلر سے سلوایا جو سلوی کے بانکے نازک وجود پر بے حد سجا، تھا تو سفید موتی سا پر سرخ اور سبز رنگ کی بہت ہی خوبصورت ہاتھ کی کڑھائی نے پورے شرارے پر چار چاند لگا دیے تھے۔

دراب جب نیند سے اٹھا تو بس اس نے اک نظر لیزے کو دیکھا اور گھر کے لیے نکل گیا۔

لیزے اب تک ہوش میں نہ آئی تھی مگر جیسے ہی دراب ہوسپٹل سے نکلا، شیلا اسکے پاس ہی تھی جب اسکی آنکھیں کھلیں۔

"اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہو، درد تو نہیں ہے"

شیلا نے اسے زرا بیڈ بینڈ کیے کراون سے ٹیک لگوائی تو لیزے سر کے زخم سے اٹھتے درد پر پریشان سی لگی۔

"باران کہاں ہے، شیلا اسے لے کر آو میرے پاس۔ میرا بے بی اداس ہو گا"

لیزے نے ہوش سنبھلتے ہی باران کا پوچھا، شیلا نے پیار سے اسکی گال سہلائی۔

"اوکے میں ابھی جا کر لاتی ہوں اسے، تمہیں کچھ یاد ہے؟"

شیلا کے پوچھنے پر لیزے کی آنکھوں میں دیکھتے ہی دیکھتے آنسو اترے تو وہ فورا گھبرا کر شیلا سے لپٹی۔

خود شیلا کا دل بھر آیا۔

"وہ یہیں ہے؟"

لیزے کی سرگوشی بہت مدھم تھی کہ بمشکل شیلا سن سکی۔

کل سے یہیں تھا، کچھ دیر پہلے ہی گیا ہے۔واپس ضرور آئے گا، یونو"

واٹ، وہ بہت رویا، بہت پریشان رہا لیکن پرامس کرو کہ اب وہ نہ تمہیں رلا

"سکتا ہے نہ پریشان کر سکتا ہے۔یو آر سٹرونگ وومین

شیلا اس سے جو وعدہ چاہتی تھی وہ دینا لیزے کے بس میں نہ تھا۔

میں کوشش کروں گی، میرے بے بی کو لے آو پلیز۔۔ حلیمہ اماں کو کہنا"

"میں بلکل ٹھیک ہوں

لیزے کی تڑپ پر شیلا اٹھی ہی کہ نرس مسکراتی اندر داخل ہوئی۔

شام تک ڈسچارج کر دیں گے آپکو، بس ڈاکٹر صاحب آپکا ایک بار دوبارہ"

"چیک آپ کر لیں پھر۔یو فیل بیٹر ناں؟

نرس کو لیزے نے مسکرا کر ٹھیک ہونے کا بتایا تبھی شیلا اسے نرس کے

حوالے کیے باران کو لینے نکل پڑی جبکہ لیزے بہت کوشش کر رہی تھی آنسو

قابو کرے پر وہ اسکے نرم رخساروں پر بے خود ہوتی شفق بنے سرکتے جا رہے

تھے۔

S M E R W A M I ?? Z A

N O V E L S

میں سلوی کی ابھی رخصتی نہیں چاہتا، جب تک جمشید کی شادی نہ ہو"
جائے۔سچ کہوں تو مجھے یزدان کی بات اور اس لڑکی کی گواہی پر ابھی بھی
"بھروسہ نہیں

فائنلی کچھ دیر پہلے ہی چھوٹی سی نکاح کی سرمنی ہوئی، دراب تو نکاح اٹینڈ کرتے ہی نکل گیا واپس ہوسپٹل جبکہ نرمین اور برہان صاحب ابھی بھی یہیں تھے، وہ سب فیملی ممبرز تھے تو سب ہی ایک ساتھ بیٹھے لنچ کے بعد چائے پیتے باتوں میں مصروف تھے، رضوان صاحب کے تقاضے پر اک لمحہ سبکے چہروں سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔

اب تم میرے سکھی کی انسلٹ کر رہے ہو رضوان، وہ کیوں جھوٹ بولے"
گا۔اگر رخصتی تمہیں ابھی نہیں کرنی تو الگ بات ہے پر یوں میرے بیٹے کو
"جھوٹا مت کہو

سجاول فاروقی کو بہنوئی کی بات چبھی پر رضوان زرا خائف نہ ہوئے۔

معافی چاہتا ہوں لیکن مجھے لپٹی چپٹی بات کرنے کی عادت نہیں سجاول"
"بھائی، میں نے جو محسوس کیا وہ کہا

رضوان کی برہمی پر سجاول تپے پر براق صاحب نے ہی سجاول کو چپ ہونے
کا مصلحتی اشارہ کیے روکا ورنہ ابھی وہ دو جذباتی دست و گریبان ہو چکے
ہوتے، وہیں سلوی کی حیرانگی اور گھبراہٹ مٹانے کی کوشش یزدان نے کی
اور کامیاب بھی ہوا، وہ لان میں بنے خوبصورت سٹنگ ایریا میں لگے کاوچ
سیٹ پر آمنے سامنے بیٹھے تھے، سلوی نے چینج بھی کر لیا تھا، گوچی اسکے
پیروں میں لوٹ پوٹ رہی تھی جس پر سلوی کی مسکراہٹ بے قابو ہو رہی
تھی۔

"تو پھر آپ جا رہی ہیں واقعی؟"

یزدان پر سکون انداز میں ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا ہلکی ہلکی دھوپ سے کچھ زیادہ ہی چمک رہا تھا، سلوی نے گوچی کو گود سے اتارتے یزدان کو دیکھا۔

"جی ابا جی مجھے ابھی رخصت نہیں کرنا چاہتے نہ میں ہونا چاہتی ہوں پر" سلوی کچھ کہتے کہتے رکی۔

"پر؟"

یزدان نے بہت گہری نگاہ سلوی کے میک آپ سے سجے کچھ زیادہ مائل کرتے چہرے کو محور نگاہ بناتے پوچھا۔

مجھے لگتا ہے چچی چاچا، انکو ہارٹ اٹیک آئے گا میرے نکاح پر۔ پھر جمشید" بھی تو آیا ہے، اگر ان سب نے مل کر مجھے غائب کروا دیا

وہ خوش تھی پر لہجے سے ٹپکتا ڈر بنا غور محسوس ہوا، یزدان بڑی دلچسپی سے سلوی کی خوشی سے بھری آنکھیں دیکھنے لگا، کیا وہ واقعی اسکا ہو کر اترا رہی تھی؟۔

"ایسا ممکن ہے کیا؟"

یزدان نے ہاتھ دائیں رخسار اور ہونٹوں پر دہرا کر کے جمائے کہنی صوفے کی بازو پر ٹیکے بڑے سکون سے پوچھا۔

آپکو کیا پتا انکا۔ ابا جی کبھی کبھی غصہ ہوں ناں تو شاکرہ چچی کو چنڈال عورت" "کہتے ہیں

یزدان کی پراسرار مسکراہٹ سلوی کی بولتی آنکھیں اور بہکے لب و لہجے پر گہری ہوئی، وہ نا جانے کس رو میں بولتی چلی جا رہی تھی۔

ابا جی بہت نرم دل کے مالک ہیں، غصہ تو ناآنے جیسا ہے۔ تبھی تو کہہ رہی" "ہوں مجھے ان سب سے کون بچائے گا؟

سلوی کی فکریں تھمنے پر نہ آرہی تھیں، یزدان کو لگا اب بولنا ضروری ہے، سلوی کو اپنے نام کا مان دینا اشد اہم ہو چکا ہے۔

آپکے نام کے ساتھ جڑا یزدان فاروقی نام بچائے گا، آپ میری ملکیت ہیں"

"اب

یزدان نے اپنا استحقاق جماتے سلوی کو ہمت دی اور اسکے چہرے کے خوبصورت رنگ دیکھے۔

"میں اندر جاتی ہوں ابا جی کے ساتھ جانا بھی تو ہے مجھے"

سلوی نے اک آخری الودائی بوسہ گوچی کی بھری بالوں والی گال پر دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی، یزدان بھی فوری اٹھ کر سلوی کی راہ کی دیوار بنا۔

سلوی کو لگا دل کی دھڑکنیں کانوں میں بجنے لگی ہوں۔

"بات سنیں! وہاں بے جا کام نہیں کریں گے گی اب آپ"

یزدان کے لہجے میں فکر کے ساتھ حق بھی بولا جو سلوی کی تیز دھڑکنیں دھیرے سے اعتدال پر لے آیا۔

"لیکن کیسے، کام نہ کیا تو چچی مجھے کھانا نہیں دیں گی۔ بھوکی تو مر جاوں گی"
فوری ہمت کیے اپنے آپ کا دفاع کیے جواز دیا، یزدان کے لب بھینچنے کے انداز میں سمٹے، ماتھے پر اک خفگی کا تاثر دیتی لکیر ابھر کر معدوم ہوئی۔

"آپ کا جو کھانے کو دل چاہا آپ مجھے بتائیں گی، ہر چیز میسر کروں گا"
یزدان نے حل دیا، وہ مسکرائی بھی پر بھر آنکھیں جھکا کر اداس ہوئی۔

"پر کیسے بتاوں گی؟"
آنکھیں دھندلائیں، یزدان نے ہاتھ بڑھا کر اسکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اپنے سامنے کیا۔

"یہ رہا فون آپکا، کال تو کرنی آتی ہے؟"
یزدان نے جیکٹ کی اندرونی جیب سے فورا سمارٹ فون نکال کر سلوی کی ہتھیلی پر رکھا، وہ پھر مسکرائی۔

"جی آتی ہے، کیا یہ میرا فون ہے؟"

سلوی نے فوراسے فون پکڑ کرالٹ پلٹ کراسکا برینڈ دیکھتے مسکاتے ہی یزدان کودیکھاجو سراثبات میں ہلائے سلوی کی خوشی کئی گنا بڑھا گیا۔

"جاکر کوئی زیادتی برداشت نہیں کریں گی کیونکہ آپکو چوٹ آئی تودر حقیقت مجھے آئے گی، آپکے جسم کی تھکاوٹ درحقیت میرے اعصابوں پر گراں گزرے گی۔ سمجھ گئیں سلوی؟"

وہ اتنے پیار سے سلوی کواپنے سحر میں ڈبو رہا تھا کہ اسکا دل پھر سے مچلنے لگا کہ وہ کہیں نہ جائے بس اس شخص کا پلو پکڑ کر رک جائے، جواچانک اسکا بہت اپنا ہو گیا تھا۔

"سمجھ گئیں؟"

سلوی کی تھمی نگاہوں میں گھلتی شیرنی اورانسیت کی شدت پر یزدان نے اسکو دونوں گالوں سے ہاتھ جوڑے پکارا تووہ چونکی، وہ دھیرے سے اسکی جبین پر جھک کر پیار کرتا سلوی کا رہاسہا ہوش بھی اڑا گیااوراک جسم وجان سے باندھ

لیتی ڈور میں غائبانہ لپیٹے وہاں سے پورچ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اہم میٹنگ تھی جبکہ سلوی تب تک سن بت بنی وہیں کھڑی اسے تکتی رہی جب تک یزدان کی گاڑی فاروقی مینشن کے گیٹ سے باہر نہ نکل گئی۔ سلوی نے اس جادوئی سحر کو توڑتے پہلے اپنے گالوں کو چھوا، پورا جسم سرد پڑ گیا پھر جب اپنی جبین انگلیوں کی نرم پوروں سے چھوئی تو یزدان فاروقی کے بخشے لمس کی اب تک برقرار حدت سلوی کا من پاگل کر گئی۔

"یوں تو ابا جی ہر روز میرا ماتھا شفقت سے چومتے ہیں، دی جان بارہا اپنائیت سے پیار لٹاتی ہیں، ماموں بھی بہت لاڈ آنے پر یہی کرتے ہیں پر مجھے سمجھ نہیں آ رہی آپکے اس چھونے کو کیا نام دوں؟ شفقت، اپنائیت، لاڈ یا پھر محبت؟"

وہ فیصلہ نہ کر پائی کہ یزدان کے لیے وہ کیا ہے کہ وہ اسے اپنا بنانے کے بعد اپنا دیوانہ بھی بنا گیا ہے۔

محبت نہیں ہو سکتی انکو مجھ سے، لیکن محبت جیسا تو کچھ ضرور ہو سکتا"

"ہے۔اف سلوی۔ تم نہیں بچتی اب

شرمگیں سی مسکراہٹ لیے وہ گوچی کو اک اور باریزدان پر آیا ہوا پیار، لاڈ بنا کر کرتی کھلکھلاتی ہوئی اندر کی طرف دوڑی اور لگا جیسے چہکتی زندگی کے سارے رنگ سلوی یزدان فاروقی کے دامن سے لپٹ گئے ہوں۔

SMERWA MIRZA NOVELS

"ممو! کیا آپکو مونسٹر نے چھوا ہے۔ میں اسکو بہت ماروں گا"

شیلا کے ہمراہ باران آیا مگر لیزے کو دیکھتے ہی وہ ڈر گیا کیونکہ ماتھے پر بینڈیج لگا تھا، لیزے نے اسے پاس بٹھائے ہی اپنے سینے لگایا تب بھی وہ پیچھے ہٹتے غصے سے بولا، شیلا اور لیزے دونوں مسکرا دیں۔

جی بے بی جنگلی بھالو تھا، اتنا بڑا۔ لیکن وہ زیادہ ہرٹ نہیں کر سکا کیونکہ میں" نے اسے کہا خبر دار میرے باران کے آنے تک اگر تم یہیں رکے تو وہ تمہیں کھا جائے گا۔ یہ سننے کی دیر تھی کہ وہ جنگلی بھالو دم دبا کر اپنی ممی کے پاس بھاگ گیا"

لیزے نے اسکے فکر سے اٹے چہرے کو دیکھتے گال چومی جس پر باران صاحب کچھ حوصلے میں آتے ممی کو مسکراتا دیکھ کر خود بھی مسکرائے، وہ جینز، ٹی شرٹ پر بلیک بیٹ مین ہڈی پہنے، جاگرز چڑھائے فل پیک تھا اور نانو نے ٹوٹی بھی چڑھا کر بھیجی جو اس نے اتار کر ممی کے سرہانے رکھ دی۔

ممو، میں یاد کر رہا تھا آپکو۔ رات کو نیند ہی نہیں آ رہی تھی۔ ڈر لگ رہا" تھا، پھر نانو نے بورے ڈالے مجھے تو سو گیا۔ ممو چلیں ناں گھر، یہ گندی جگہ ہے۔ دیکھیں کتنی گندی سمیل آ رہی ہے۔ آپ بھی پریشان ہو رہی ہیں ناں ادھر"

وہ پھر سے لیزے کے سینے میں بیٹھے بیٹھے سمٹا، دواوں کی روم ائیر فریشنر میں گھلی مہک اتنی بری نہ تھی پر وہ بچہ تھا اور بچوں کی حسیں بہت تیز ہوتی ہیں۔

"میرا بے بی تو سٹرونگ مین ہے، ڈرتے نہیں ہیں۔ چلتے ہیں میرا بچہ"

لیزے کو لگا وہ کافی اداس ہے تبھی شیلا کو دیکھنے لگی جو مسکرا کر اٹھی اور ڈاکٹر سے ڈسچارج کی بات کرنے نکلی ہی کہ دروازے پر ہی سامنا دراب حیدر سے ہوا، بلو جینز کے ہمراہ وائیٹ شرٹ اور اوپر نیوی بلو جیکٹ پہنے، اگین رف سی مگر پرکشش لکس کے سنگ وہ چہرے پر خفگی سجائے شیلا کو گھورا۔

"تم لیزے سے ابھی نہیں مل سکتے، وہ باران کے ساتھ ہے"

شیلا دونوں بازو سینے پر لپیٹے آخری آخری بھرپور سلگاتے بولی کیونکہ جانتی تھی یہ طوفان سچائی جاننے والا ہے اور اس کے روکنے سے نہیں رکے گا۔

"اپنی جان سلامت چاہیے تو اپنی شکل گم کر لو"

اسکو بازو سے پکڑ کر بد تہذیبی سے دروازے سے ہٹائے دراب نے ہر لحاظ بالائے طاق رکھا جبکہ شیلا بنا کوئی اثر لیتی محظوظ مسکرائی۔

دیکھتا ہوں کون رہ پاتا ہے لیزے کی زندگی میں میرے سوا، آگ لگا دوں گا"

"اسے چھونے والے کو

پھنکارتا ہوا وہ دروازے کا ہنڈل گماتا جیسے ہی اندر داخل ہوا، لیزے کے سینے لگا باران جو ممی کی گال پر بار بار کس کر رہا تھا، دیکھتے ہی دراب کے جسم کی ہر حس مفلوج سی پڑی، دھڑکن سنائی دینا بند ہوئی۔

باران کے لاڈ وصولتی مسکراتی لیزے کی نظر دروازے تک گئی اور رکی، دفعتا لیزے کی آنکھوں میں بے رحمانہ چمک امڈی۔

"کون ہے یہ لیزے نور؟"

وہ ہوش سنبھالتے دونوں کی طرف بڑھا، باران نے فورا گردن گمائی اور آنے والے شخص کو گھوری دیتے دیکھا، آخر کس کی جرت ہوئی تھی جو باران حیدر کی مموکو یوں پکارے۔

"مموں، یہی ہے ناں جنگلی بھالو"

باران جھمپ مارتا بیڈ سے اترا۔

مموپر دراب کے حواس لوٹے۔

"میرا بیٹا باران حیدر"

لیزے نے بھی اٹھ کر بیٹھتے پاس ہی کھڑے باران کا ہاتھ پکڑ کر اپنے نزدیک کھینچا جبکہ دراب نے دو قدم باران کی طرف بڑھائے ہی کہ وہ ڈر کر لیزے میں چھپا۔

"واٹ ! ہمارا بیٹا"

دراب نے بے یقینی سے لیزے اور اسکے ساتھ چمٹے اس بہت خوبصورت باران حیدر کو دیکھا جسکی آنکھیں بھی ہیزل براون تھیں۔

"کان کمزور ہیں کیا دراب حیدر! میں نے کہا میرا بیٹا"

غصے، نفرت اور بیگانگی سے بھرے لیزے کے جواب پر وہ اس سے پہلے صدمے سے پتھرا جاتا، شیلا خود ہی اندر آئی اور سناٹے میں ڈوبے ماحول سے بے نیاز دھیرے سے لیزے سے لپٹے باران کو پکڑا۔

آجاو ہم کیفے ٹیریا سے کچھ مزے کا کھا کر آتے ہیں، تمہاری مما اس جنگلی"

"بھالو سے خود نمٹ لے گی

شیلا کے کہنے کی دیر تھی کہ باران نے فوری شیلا کا ہاتھ پکڑا مگر جاتے جاتے پھنکار کر غصے سے دراب کو گھورنا نہ بھولا جس پر شیلا کی مسکراہٹ بے قابو ہوئی البتہ دراب کی تو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت لمحہ بھر کھو گئی پھر جیسے وہ یکدم پلٹ کر گھومتا لیزے کے پاس اس قدر قریب آ بیٹھا کہ دونوں کے چہرے ٹکراتے ٹکراتے بچے۔

لیزے کی آنکھوں میں صرف اجنبیت تھی پر دراب کی آنکھیں مجسم اذیت خانہ، سوالیہ نشان اور تڑپ کا دوسرا نام تھیں۔

"لیزے! یہ ہمارا بیٹا ہے؟ بولو پلیز"

دراب نے اسکی سرد مہری، ناپسندیدگی، غصے کی پرواہ کیے بنا اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا جسے جواب دینے سے پہلے لیزے نے اچھوت کی طرح جھٹکا اور اسکے سینے ہر ہاتھ رکھے دراب حیدر کو اسکی حدود میں لائے پیچھے کر گئی۔

"بار بار سننا چاہتے ہو تو سنو، وہ صرف میرا بیٹا ہے۔ مجھ سے اور میرے بچوں سے سوفٹ دور رہنا۔ اب جاو یہاں سے، لاوارث نہیں ہوں، جو تمہاری لک آفٹر کی محتاج ہونا پڑے۔ ویسے بھی ہم جا رہے ہیں، جتنے پیسے لگے تمہارے بل بتا دو، ایک ایک پائی لوٹا دوں گی"

وہ اسکے سائے تک سے کتراتی دوسری طرف سے اٹھی، مگر سر چکرانے کے سبب دیوار تھام گئی، دراب اٹھ کر اسکی طرف بڑھا مگر لیزے کی آنکھیں اسے اپنے قریب آنے پر تنبیہہ کرتی نظر آئیں، دراب کو پرواہ نہ تھی۔

وہ اسی نزدیکی تک گیا جسکا حقدار تھا۔

میرا دل لوٹا سکتی ہو لیزے؟ وہ دل جو سات سال سے تمہاری مٹھی میں قید"
"ہے

دراب کی قربت اور اسکا سوال دونوں لیزے کا دم گھوٹنے لگے، وہ منہ پھیر چکی تھی، دراب سے برداشت نہ ہوا۔

میری آبرو لوٹا سکتے ہو جو سات سال سے میرے نام کی قبر میں دفن"
"ہے؟

جب وہ اسی نزدیکی پر رکا رہا کہ لیزے سے فرار مشکل ہوا تو اس نے بھی اسے دیکھ کر برابری کا سوال کر دیا، نیض پر بھاری پڑی تھی وہ لیزے نور کی دل چیڑتی نگاہ۔

میں نے سات سال سزا بھگتی ہے، یہ بھی کر گزروں گا۔ مجھے اتنا بتا دو کیا"
"اب بھی میری ہوناں؟ باران۔۔۔

وہ اسکے باران پر حق جماتا لیزے سے برداشت نہ ہوا۔

"بھاڑ میں گئی تمہاری بھگتی ہوئی یہ معمولی سزا، میرے بیٹے کا نام بھی مت لینا اپنی زبان سے۔نہ میں تمہاری کبھی تھی نہ ہوں۔چلے جاو یہاں سے"

"حیدر

وہ غصے میں بھی اسے جس نام سے پکار گئی اس نے دونوں طرف دلوں کو تھوڑا سہی سکون دیا۔

دونوں کی آنکھیں ملیں، جیسے دو بچھڑے موسم ایک ہی رت میں آن ملے ہوں، ایسا ناممکن سا منظر تھا۔

"جانے کا مت کہنا، کہیں نہیں جا رہا۔تم اور باران میرے ساتھ میرے گھر چلو گے۔انکار نہیں لیزے، جتنا لڑنا ہے، کوسنا ہے، نفرت کرنی ہے میرے ارد گرد رہ کر کرنا لیکن دور نہیں جانے دوں گا"

وہ اسکے اکیلے ہی فیصلہ کرنے پر زہر خند ہنسی، اسکی ہنسی دراب کے سینے میں دھنس گئی۔

ایسا کچھ بھی نہیں کرنا میں نے، مجھے صرف تم سے مکمل نجات"
چاہیے۔ڈائیورس چاہیے تم سے، تاکہ ٹھیک سے جی سکوں۔اب تم اس لائق
بھی نہیں کہ نفرت کا بھی تعلق رکھا جائے۔ہٹو مجھے چینج کرنا ہے، میرے
"بے بی کو ہوسپٹل پسند نہیں مجھے اسے لے کر جانا ہے
لیزے نے جانے کو مچلتے ہوئے ہٹنا چاہا مگر دراب نے ہاتھ دیوار پر رکھے اسے
قید کر لیا۔
"لیزے! اسے ہم دونوں چاہیں"
دراب نے روکنے کی ناکام کوشش کا جواز دیا۔
لیکن ہم دو کو تم نہیں چاہیے ہو، میرا بے بی کسی باپ کا محتاج نہیں۔اپنے"
آخری الفاظ یاد کرو دراب حیدر، میری بددعائیں تمہیں نہیں لگیں کیونکہ
تب بہت محبت کرتی تھی تم سے اور محبت کرنے والے دل سے بددعا نکلتے ہی
دعا بن جاتی ہے پر تمہارے کہے سب الفاظ آج بھی اپنی پوری گندگی کے

سنگ زندہ ہیں۔ تمہارے معیار کی طوائف سے بھی نچلا درجہ تھا میرا، تو اب

"کیوں مر رہے ہو اسی گری پڑی لیزے کے لیے

لیزے نے پوری قوت سے اسے پرے دھکیلا، دراب نے گہرا سانس بھرا

اور نظر چراتے اس سے پہلے جاتا لیزے کی پکار پر رکا۔

اب اتنی ہی نفرت کرتی ہوں، ساری زندگی اسے کم کرتے رہو گے تب"

"بھی رتی برابر کم نہ ہو گی

لیزے کہہ کر چلی گئی جبکہ اپنے آنسوؤں کو تادیر بہائے بہت مشکل سے چیخ

کر پائی، سانس سینے میں پھندے کی مانند اٹک رہی تھی۔

جب باہر آئی تو وہ وہیں کھڑا تھا۔

میں نہیں کہوں گا نفرت کم کرو، نہ کوشش کروں گا۔ میں بس ٹوٹی پھوٹی"

تلافی چاہتا ہوں اس گندگی کی جو میرے الفاظ نے، میری ذات نے اور

میرے انتقام نے تمہاری زندگی میں گھول دی لیزے۔ میں اپنے ہر کہے لفظ پر کروڑوں بار پچھتا بیٹھا ہوں۔ خدا کے لیے مجھے خود سے اور ہمارے بچے سے دور مت کرو، میرے ساتھ چلو"

وہ اسکے دونوں ہاتھ تھامے پشیمانی اور پچھاوے کی مورت بنا التجاء کر رہا تھا اور لیزے یہی سوچ رہی تھی کہ سات سال پہلے والے سنگدل کو کیا ہو گیا کہ وہ پہاڑ سے زمین کی پائمال مٹی میں بدل گیا جسکی اپنی کوئی وقعت نہ رہی ہو اور وہ وقت کے دباو سے کسی بھی راستے کا حصہ بن جاتی ہے۔

تم باران سے جب چاہے مل لینا، بس اتنی رعایت دے سکتی ہوں۔ میں"

"تمہارے ساتھ کہیں نہیں جاوں گی۔ دوبارہ میرے ہاتھوں کو مت چھونا

لیزے نے اس کے ہاتھوں سے ہاتھ جھٹکے اور میٹرس پر جا بیٹھی، دراب نے کچھ دیر منہ پھیر کر بیٹھی لیزے کو دیکھا اور پھر سے قریب آیا۔

"اور تم سے؟ تم سے ملنے کا جب دل چاہا؟"

دراب نے اسکا چہرہ اپنی طرف پھیرا جہاں آنکھوں کی شکائیت جان لبوں پر لا سکتی تھی۔

"ایسے دل کو موت آجانی چاہیے"

وہ سفاکیت سے بولی، سرگوشی میں غم کی آمیزش تھی پر وہ مسکرا اٹھا۔

جب تک میرا دل تمہارے پاس ہے، اسے موت نہیں آسکتی۔ سات سال"

"میں سات سو گنا پیاری ہو گئی ہو

دراب کے بہکے لب و لہجے پر لیزے نے اسے غصے سے دیکھا۔

"کوئی اور نہیں ملی ٹھرک جھاڑنے کے لیے؟"

لیزے کے بے ساختہ سوال پر وہ خوبصورت مسکرائے ساتھ ہی بیٹھا، لیزے پرے سرک گئی جس پر دراب کے چہرے پر رقص کرتی شرارت لمحے میں سمٹ گئی پر مسکراہٹ وارفتگی و مسکان بنی وہیں ٹھہر گئی۔

سارا ٹھرک کا سٹاک سنبھال رکھا ہے تمہارے لیے، کوئی تم جیسی ملی ہی"

"نہیں

دراب نے قسم اٹھالی تھی ہار نہ ماننے کی، لیزے نے یونہی سر جھٹکا جیسے رتی برابر پرواہ نہ ہو۔

پھر دونوں کے بیچ چپ سی حائل ہوئی۔

ناجانے کیوں میری ساری بددعائیں، دعا ہو گئیں، مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے"

"تمہیں مسکراتا دیکھ کر

لیزے نے یکدم ہی اپنی آنکھ سے ٹپکتا آنسو پونچھا تو دراب نے وہ ڈرامائی مسکراہٹ گلے سے گھونٹ کر ختم کی۔

تمہاری ساری بددعائیں دعا نہیں بنیں لیزے، میرے چہرے کا نشان ٹھیک" ہو گیا تھا۔ میں آج بھی دنیا کے لیے آسمان پر فائز ہوں، مجھے زلت و رسوائی نہ ملی پر میرے دل پر ہزاروں گرہن اور نشان ہیں، میں اپنی نظروں میں بہت

نیچلے درجے تک گر چکا ہوں اور ہر روز آئینے میں دیکھ کر خود کو بے عزت کرتا ہوں، رہی بات اس مسکراہٹ کی"

دراب کی آواز یہ بتاتے مضبوط ہونے کے باوجود کھاری پڑی لیکن لیزے کے دل میں اسکے لیے رتی برابر رحم نہ تھا پر اسکی ادھوری بات پر وہ اسے خاموشی آنکھوں سے تکنے لگی، وہ آج بھی گہری آنکھیں لیے پھر رہا تھا، مدہوش کرتی ہیزل براون آنکھیں جنکی معصومیت اور پاکیزگی اسکے ہر برے عمل کو غلاف کی مانند آج بھی لپیٹ رہی تھیں۔

یہ کچھ دعاوں سے ادھار مانگی مسکراہٹ ہے، مما کی، دد ھو کی اور کچھ سکھی" "کی وہ سچی دعائیں جو وہ اتنے ضد اور مان سے مانگتے ہیں کہ رد نہیں ہو پاتیں وہ اسے صفائی دینے لگا کہ وہ اسکی جھوٹی مسکراہٹ دیکھ کر دکھی نہ ہو، لیزے سے کچھ لمحے اس پر سے نگاہ نہ ہٹائی گئی۔

"لیزے! باران اور اور تم کیسے زندہ بچے؟"

وہ جب کچھ نہ بولی تو دراب نے ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کے دائیں طرف لے جاتے رخسار چھوا، لیزے نے اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ جکڑ کر اپنے چہرے سے دور کیا۔

شرم نہیں آرہی یہ سوال کرتے ہوئے، کیا میرے دل کا کوئی سلامت" حصہ دیکھائی دے دیا تمہیں کہ اسے بھی مسلنے آگئے ہو۔ تم جاو یہاں "سے، مجھے تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنی

لیزے اٹھ کھڑی ہوئی پر اس بار اس نے خود کو سہارے کے بنا ہی مضبوط بنا لیا۔

"تم میرے ساتھ چلو"

دراب نے آگے بڑھ کر اپنی مانگ سامنے رکھی۔

"میں نفرت کرتی ہوں تم سے"

وہ اسے قریب آتا دیکھے چلائی۔

میں تو نہیں کرتا، لیزے میں ریکویسٹ نہیں کر رہا میں تمہیں آرڈر دے رہا"

"ہوں۔ تم اور باران میرے ساتھ میرے گھر چلو گے

دراب کا لہجہ اٹل اور مضبوط تھا۔

اس گھر جہاں تم نے میرے ساتھ رات گزاری تھی، تم تو اس رات سے"
مکر گئے تھے؟ پھر اگر وہاں مجھے دیکھ کر تمہیں اپنی وحشت کی کہانی یاد آ گئی تو

"کیا کرو گے، تب بھی مکرے رہو گے

لیزے نے دراب کے سینے میں اپنے ان جملوں سے آگ لگائی۔

وہ رات میری زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی، جب میں نے"
ایک پری اپنی مٹھی میں قید کی تھی۔ اب مکروں گا نہیں، بلکہ اب اپنی ہر رات

"ویسی حسین بناوں گا

وہ اسکے زہریلے الفاظ کے جواب میں امرتی لہجہ لیے لیزے کی حسیں سن کر گیا، اسکے چہرے کے قریب تر آیا، وہ حرکت تک سے محروم یک ٹک دراب کو دیکھنے لگی۔

پھر سے میری تصویر بنانا اور آنکھوں پر رک جانا، میں ان خاص نظروں" سے تمہیں دیکھوں گا جواب بھی تمہاری ملکیت ہیں۔ پھر تم میرا چہرہ مکمل کر لو گی در حقیت مجھے اسی لمحے تمہارے دل کی معافی ملے گی۔ محبت کا بار بار اظہار نہیں کر سکوں گا۔ بس یہ سن لو کہ مجھے فرصتیں دے کر تمہارا بنایا گیا ہے"

وہ اسکے کان سے جڑے بولا اور دل چاہا اپنے اور اسکے گرد آلود سے رشتے کو ہر گرد سے پاک کرنے کی نیت سے اسکی شافی سانسیں، لب ور خسار دیوانہ وار چومے مگر خود کو اس لائق نہ سمجھتے وہ بس اسکے نقش نقش کو آنکھوں سے ہی چھوئے دور ہو گیا۔

"میں تمہارے گھر یوں نہیں جا سکتی"

دراب کا سکون پھر منتشر ہوا۔

"بارات لاوں یا اغواء کر کے لے جاوں؟"

وہ سلگتی ٹون جبکہ بہکی نگاہوں سے لیزے کو نہارتا بڑبڑایا۔

"مرو، پھر آوں گی تعزیت کرنے"

لیزے نے جو کہا اس پر دراب کے آدھے چہرے پر تاسف خیز مسکان رینگی۔

"بیو گی تم پر بھری جوانی میں سوٹ نہیں کرے گی، میرے ساتھ تھوڑے دن سج لو شاید یہ ساتھ تم پر سوٹ کر جائے"

دراب کے پاس بولتی آنکھوں کے سنگ بدلحاظ زبان کے اوصاف بھی تھے۔

"حلیمہ اماں سے آکر مجھے مانگنا، اگر انہوں نے اجازت دی تب سوچوں گی۔اس سے پہلے میرے سامنے مت آنا"

لیزے نے بات ختم کر دی۔

"مانگ لوں گا، بلکہ اب میں تمہیں مقدر سے بھی چھین لوں گا۔اپنی حلیمہ اماں کا اتا پتا دو ناں؟"

دراب کی باتیں اسے پریشان کر رہی تھیں، اسی لمحے باران کو شیک اور سینڈوچ دلائے خود بس کافی لیتی شیلا کمرے میں داخل ہوئی۔

"آئیں میں دیتی ہوں اتا پتا"

شیلا نے شاکی نظروں سے لیزے کے قریب رکے دراب کو متوجہ کرنا چاہا مگر وہ تو باران کی طرف بڑھے اسکے پیروں میں ہی بیٹھا، باران نے جان بوجھ کر اپنے سینڈوچ والے ہاتھ کو پرے کر لیا جس پر دراب مسکرایا۔

"تم بلکل میرے جیسے ہو لٹل حیدر! ایک بائیٹ دوناں۔ آئی ایم یور ڈیڈی"

دراب کے کہنے کی دیر تھی کہ باران نے گھور کر دارب کو دیکھتے فوراً جب لیزے کو دیکھا تو وہ سر ہلا کر باران کا جواب اسے دے چکی تھی۔

"او نلی ون"

باران نے اپنا سینڈوچ روٹھے ہوئے ہی دراب کو دیا تو اس نے باران کے کھائے بائیٹ سے ہی ایک بائیٹ لیتے مسکرا کر اس اپنی اور لیزے کے حصے کو

اٹھالیا، باران خفاہوا کیونکہ اسے دراب کا لمس ابھی بلکل اچھانہ لگ رہا تھانہ اسکی زرازرا بڑھی شیو پسند آئی جو باران کی ملائم گالوں پر چبھی۔

جب تک میں تمہیں اور تمہاری ممو کو اپنے پاس نہیں لے جاتا، اسکا خیال"

"رکھنا۔ تمہاری ممو، میری جان ہے۔ اوکے، پرامسس لٹل حیدر؟

دراب کی باتیں لیزے کو تکلیف دے رہی تھیں پر باران کو وہ باپ اچھا لگا کیونکہ وہ بچہ تو پہلے ہی بابا کے لمس کے لیے تڑپا ہوا تھا۔

مجھے ممو کا خیال رکھنے کے لیے کسی سے پرامسس کی کوئی ضرورت"

"نہیں۔ نیچے اتاریں مجھے۔ وہ میری ممو ہیں، وہ جان بھی میری ہیں

باران نے روٹھ کر مچلتے کہا جس پر دراب نے اس پھدکتے باران کو میٹرس پر لے جاتے کھڑا کروایا تو دونوں برابر ہوئے۔

"تھوڑی سی بھی نہیں دوگے؟"

دراب کی اداس صورت پر باران کو ترس آیا جس پر وہ پھر سے لیزے کو دیکھنے لگا، لیزے دھیما سا مسکرائی تو باران کھل سا گیا۔

"اتنی سی"

اپنی دو انگلیوں کو ملائے باران نے مقدار بتائی جس پر وہ اسے پھر سے سینے لگاتا دکھی ہوا، کب سوچا تھا کہ وہ اتنے پیارے بچے کا باپ نکلے گا۔

بچہ بھی وہ جو اسکی لیزے نے جنم دیا ہو۔

"اپنی ممو کو ڈھیر ساری کسیز کرنا میری طرف سے"

دراب نے باران کے کان میں جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا جس پر لیزے کے چہرے پر غصے سے لہو چھلکا۔

"جا رہے ہو یا۔۔۔"

لیزے نے باران کے سبب کچھ سخت کہنے سے بروقت خود کو روکا۔

"لپس پر بھی پیاری سی"

دراب نے کہا باران کو پر دیکھ وہ پتی سرخ ہوتی لیزے کو رہا تھا جبکہ اس بار تو شیلا تک مسکرادی کیونکہ دراب کی معنی خیز تاکید پر باران صاحب فرمابردای سے سر ہلا چکے تھے۔

"شام تک آتا ہوں، آیئے مس شیلا مجھے ایڈریس دیں اگر آپکو زحمت نہ ہو"

دراب نے جان بوجھ کر کباب کی بڑی ہڈی کو عزت دیتے باہر بلایا پر شیلا اس وقت لیزے اور باران کو مل جاتے دراب پر مسرور ہی اتنی تھی کہ خوشی خوشی باہر نکلی۔

باران نے فوراسے لیزے کی گردن میں بازو لپیٹے۔

"ممو، یہ سچی میرے بابا ہیں؟"

باران کی آنکھوں کی بے یقینی پر لیزے کا دل بھر آیا۔

جی بے بی، کچھ پرابلم کی وجہ سے وہ آپ سے بہت دور چلے گئے پر اب" آگئے۔آپکے بابا ہیں وہ، دراب حیدر، تبھی آپکے نام کے ساتھ بھی حیدر ہے"

لیزے کا دل اس سب پر صرف ایک چیز میں راضی تھا اور وہ اسکے بے بی کو ملتے باپ کے لمس کی خوشی اور راحت تھی۔

"نو و بے بی، لپس پر کس نہیں کرتے۔"

اس سے پہلے وہ لیزے کو تاکید والا پیار کرتا، لیزے چڑی۔

"میں نہیں کر رہا ممو، بابا کر رہے ہیں"

باران نے فوراً سے پیار کرتے لیزے کی آنکھیں اپنی معصوم سی محبت سے نم کیں اور پھر سے لیزے سے لپٹ گیا۔

دراب کا خون جو تھا، کیسے نہ باپ کی زرا سی انسیت پر اسکی اور لپکتا، لیزے کا دل گھٹ رہا تھا پر پہلی بار باران کی گرفت میں ملی شدت اسکی بے حد خوشی کی عکاس لگی تو لیزے اپنے سارے خسارے باران کے لیے اک طرف کر گئی۔

شیلا سے اتا پتا لیتے وہ خوشی خوشی گھر روانہ ہوا تاکہ مما اور ددھو کو اپنی اس لافانی خوشی میں شریک کرتا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

یزدان کو اپنی میٹنگ سخت زہر لگی تھی، پر ضروری تھی۔ اسکی نئی جیولز کولیکشن فائنلی کل لاونچ ہونے والی تھی اور اسی سلسلے میں کچھ فارن اور انٹرنیشنل کلائنٹس اور سپانسرز سے اسکی وی آئی پی میٹنگ تھی۔

جو بہت لگژری سے فائیو سٹار میٹنگ ہال میں ہوئی۔

یزدان کی نئے سال کی کلکشن میں چھ ہیرے کے نیکلس، دو عدد بھاری جیولری سیٹس، کئی خوبصورت عرابک رنگز، اور سب سے خاص وہ چند یونیک ڈائمنڈ تاج تھے جنکا ٹرینڈ ترکیہ کے بعد یونان اور اب پاکستان کی اپر کلاس میں نظر آرہا تھا۔

آج صرف سکھی نے اپنے کام کے لے اوٹس پاس کروانے تھے جبکہ مین کلکشن ڈسپلے اور لاونچ کل سکھی کے ذاتی ریسٹ ہاوس میں ہونی تھی، بہت بڑی پارٹی کا انعقاد ہونے والا تھا۔

سکھی کے بنائے جیولز آبشیشن جیولری پیسیز، ازمیر کے کچھ خاص بڑے بزنس مینز کی وٹینگ لسٹ میں تھے، یہی نہیں انگلیڈ کی ریچ رائل فیملی سے بھی وفد آکر کل کی تقریب میں شامل ہونے والا تھا۔

تبھی یہ اہم مٹنگ چار وناچار ختم کیے جب تک وہ واپس مینشن لوٹا، اسکی سلوی جاچکی تھی۔

دی جان اور بابا کو بتائے بناوہ سلوی کے لیے سپیشل بنایا نیلکس لیے اسکے گھر ہی نکلا اور اسی بیچ اسے دراب کی کال آئی۔

"واٹ؟ تیرا بچہ زندہ ہے؟"

یکدم ہی یزدان کے ہاتھوں کو بریک لگی، دراب اسی لمحے بس اپنے گھر پہنچ کر گاڑی پورچ میں ہی لگاتا مسکرا کر گاڑی سے جھمپ مارے نکلا تھا۔

ہاں۔تجھے پتا ہے وہ بہت پیارا ہے اور تو اور میرے جیسی آنکھیں۔مجھے یقین" نہیں آرہا سکھی کہ میں سچ میں حقیقت جی رہا ہوں۔ایسا لگ رہا ہے یہ خواب "ہے اور ابھی ٹوٹ جائے گا

دراب کی آواز خوشی سے کپکپائی تو دل سکھی کا بھی بھاری ہوا،ایسے باولے دراب کے لیے وہ ترس چکا تھا۔

اللہ نے خاص کرم کیا ہے تجھ پر،خوش رہ۔میری دعا ہے تجھے لیزے بھی" جلد پوری ملے۔واپس لے آیا ہے کیا دونوں کو،میں رات دی جان اور بابا "کے ساتھ چکر لگاتا ہوں

یزدان کے سوال پر وہ گھر کی طرف بڑھا،تھوڑی مسکراہٹ ماند پڑی۔

ابھی جاوں گا اسے لینے،اسکی کوئی منہ بولی ماں ہیں جنہوں نے لیزے اور" باران کی زندگی بچائی۔یعنی میری محسن۔وہ مان جائیں بس دعا کرا اور میری لیزے میرے حوالے کر دیں۔اگر انہوں نے انکار کیا پھر بھی سر آنکھوں پر

ہو گا کیونکہ وہ نہ ہوتیں تو مجھے یہ دن کبھی دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ میں ان کو جتنی بار ہو امناؤں گا"

دراب کی ہمت پر یزدان سرشار ہو کر مسکرایا۔

"میرا شہزادہ! یہی امید ہے تجھ سے۔ چل پھر جا، سکھی کی دعائیں تیرے ساتھ ہیں میرے دل کے ٹکرے۔ جلد اچھی خبر سنانا۔ میں بھی سلوی کی طرف اسے نکاح کا گفٹ دینے جا رہا ہوں۔ پر اندر کی بات یہ ہے کہ اس کے دیدار سے آنکھیں سیکنی ہیں"

یزدان کا جواب دراب کو ہنسا گیا، سکھی سے اس قسم کی چھچھوری حرکتوں کی اسے پوری امید تھی۔

"ایک نمبر کا چالو ہے تو، صرف آنکھیں ہی سیکیں۔ کچھ اور سیکنے کی کوشش کی تو تیری بکھیاں میں سن کروں گا۔ بائے"

دراب نے ازلی رعب جھاڑے یزدان کے ارمان سیلابی ریلے میں بہائے پھر یکدم کال کاٹنے کے بعد یزدان کے چہرے پر کمینی مسکراہٹ ابھر آئی۔

جسکا مطلب یہ تھا کہ سکھی صاحب اب یار کے رعب سے نکل چکے ہیں۔

SMERWA MIRZA NOVELS

آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ سلوی میرے جمشید کی ہے، بھائی صاحب"

"اس سے اچھا تھا میرے سینے میں خنجر کھونپ دیتے آپ

سلوی کے نکاح کی خبر نے گویا شاکرہ اور سلمان کو انگاروں پر لوٹا دیا، جمشید تو یہ سنتے ہی کمرے میں گھس گیا تاکہ باجی سلوی سے نجات کو شکرانے کے دو نفل پڑھ لے جبکہ شاکرہ کا بس نہ چل رہا تھا پھٹ جاتی، یا سلوی اور اسکے ابا جی پر بمباری کر دیتی، بچاری رضوان احمد کے سبب منہ میں چنے ڈالے بھری جلی تحت پر ٹکی تھی، سلوی سب کے لیے ڈرے ڈرے انداز میں شام کی چائے بنا رہی تھی، برتن کاٹپ بھی بھرا تھا جو وہ ساتھ ساتھ دھوئے درحقیت باہر صحن میں جاتی دھوپ کی ہلکی پھلکی تپش میں بیٹھے ابا جی اور ان دو کو دیکھ رہی تھی۔

میں کیا کرتا میرے ہاتھ پیر باندھ دیے فاروقیوں نے، مجھے جمشید سے آگے "
کوئی عزیز نہیں سلمان پر شاید میری سلوی کا مقدر ہی یہی تھا۔ تو فکر مت
"کر، جمشید کے لیے بہت نیک اور پیاری بچی ڈھونڈوں گا
رضوان، بے بسی کی مورت بنے تھے، اسی لمحے جمشید اپنے کمرے سے سج
دھج کر نکلا۔
مجھے نیک اور پیاری وہ بھی بچی نہیں چاہیے تایا جان، قسم سے سلوی مجھ سے "
دو سال بڑی ہے پہلے بوڑھی ہو جاتی، تو میں آہیں ہی بھرتا۔ اچھا ہے سکھی کی
ہو گئی۔ وہ اپنی سلوی کے رونے شونے اور ڈر ختم کر دے گا۔ میری طرف
سے آپ دل بھاری نہ کریں، میرے اماں ابا کو بس سلوی کے نام لگی زمین
دے دیں، انکے رونے بھی ختم ہو جائیں گے۔ میرا رات انتظار نہ کرے
"کوئی، بائے
جمشید نے جو پیار پیار میں سلمان اور شاکرہ کی عزت کر دی اس پر وہ دو
لعنتیں برساتے نظر آئے جبکہ ماحول پر جیسے سکتہ سا طاری ہوا۔

معاف کرنا میں وہ زمین سکھی کو ہی دوں گا، اذان ہو رہی ہے، مجھے چلنا"
"چاہیے

رضوان صاحب نرمی سے کہے اٹھے اور دروازے سے باہر نکلے جبکہ سلمان پھنکارتا ہوا شاکرہ کو گھورا جو اٹھ کر اندر لپکی۔

جمشید کی بات پر سلوی مسکرا ہی رہی تھی جب شاکرہ کچن میں گھسی، پہلے ہی تپی تھی، لپک کر سلوی کو بازو سے دبوچے کچن کا دروازہ بند کیے ساتھ پٹخا۔

یہ مت سمجھنا کہ سکھی کے نکاح میں آکر تو مجھ سے بچے گی، تجھے کہا تھا اس" یزدان سے دور رہنا۔ پر تجھے تو یہاں سے نجات چاہیے تھی۔ تجھے ابھی پتا نہیں کہ شاکرہ چیز کیا ہے، یا تو تو وہ زمین میرے نام کرے گی یا یہیں سڑتی رہے گی۔ فیصلہ تیرے ہاتھ ہے۔ ورنہ قسم کھاتی ہوں تجھے اور یزدان کو سکھ "کا سانس نہیں لینے دوں گی

شاکرہ کی سخت پکڑ پر سلوی رونے لگی، شاکرہ اسکے مقابلے میں بھری مضبوط عورت تھی۔

رومت، مجھے دس منٹ میں پورا کچن لشکتا چاہیے۔ پھر تو مشین لگائے"
گی۔ پورے ہفتے کے کپڑے پڑے ہیں۔ تیرا ابا تو ٹکے کا انکار کر کے نکل گیا پر
"تجھے مجھ سے کوئی نہیں بچائے گا
شاکرہ کی آواز اس قدر اونچی تھی کہ پورے گھر میں گونج رہی
تھی، دروازے کے باہر پہنچتا یزدان جان بوجھ کر دستک دیتے دیتے رکا، اندر
سے شاکرہ کی سلوی پر چیخنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔
لمحہ لگا تھا یزدان کے ماتھے پر بل پڑے اور دروازے کو دھکیل کر اندر
گھسا، تخت پر سر ہاتھوں پر گرا کر بیٹھا سلمان احمد کپکپاتا اٹھ کھڑا ہوا مگر یزدان
سیدھا کچن کی طرف بڑھا جہاں سلوی برتن دھونے کے بعد سلیب پر ہفتے کی
جمی گندگی کپڑے سے رگڑتی ساتھ آنسو بہا رہی تھی۔

جھٹکے سے دروازہ کھلا، شاکرہ ڈر کر اچھلی جبکہ اندر کا منظر دیکھتے یزدان نے لپک کر سلوی کا ہاتھ پکڑا اور اسکے ہاتھ سے وہ گندا میلا کپڑا کھینچ کر شاکرہ کے ہاتھ میں تھمایا جسے سانپ سونگ چکا تھا۔

نوکر نہیں ہے یہ آپکی، اپنا پھیلایا گند خود صاف کرنے کی عادت ڈالیں"

"شاکرہ صاحبہ۔ یہاں آئیں آپ سے اہم بات کرنی ہے مجھے

شاکرہ کو اسکی اوقات یاد دلائے یزدان نے روتی سلوی کا ہاتھ پکڑا اور صحن سے گزرتا ہوا اسکے کمرے کی طرف بڑھا اور سلوی کے کمرے کا دروازہ ٹھک سے بند کیا، سلمان اور شاکرہ کے چہرے یوں تھے جیسے بچاروں کی روح فنا ہو گئی ہو۔

اب بتا بھی چکو۔ایسی کونسی خوشی مل گئی میری افسردہ جان کو۔بے بی"

"تمہاری ایکسٹرا خوشی بھی دل دہلاتی ہے میری

براق صاحب کے روم میں ہی وہ نرمین کا ہاتھ پکڑے لایا تو دونوں سسر بہو، دراب حیدر کی سات سال سے گم مسکراہٹ واپس دیکھ کر سہمے سہمے تھے۔

بلکل، ایسا ہی لگتا ہے کہ تم دماغ سے فارغ ہو گئے۔دل دہلانا بند کرو اور بتاو"

"کیا ہوا ہے لاڈلے

براق صاحب نے بھی اسے ڈرے انداز میں معاملہ کریدا۔

میری لیزے مل گئی مجھے، نا صرف وہ ملی بلکہ میرا چھ سال کا بے بی بھی"

"ہے۔ممی! یعنی آپکے بے بی کا بے بی۔۔دد ھو، آپکا جونئیر حیدر

دراب کے بتانے کا انداز ان دونوں کا دل تڑپا گیا کیونکہ اسکی آنکھیں یہ بتاتے چھلک پڑیں، براق جدون بے ارادہ میٹرس سے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ

نرمین کی بھیگی مرجھائی آنکھیں ٹھہر سی گئیں اور جھپکنے پر آنسو انکی رخساروں پر اتر آئے۔

"تمہارا بے بی؟"

نرمین کی آواز کپکپائی جبکہ براق تو دراب کو اپنے سینے بھینچ گئے۔

"جی میرا بے بی، میں نے لیزے کے ساتھ وہ سب کرنے سے پہلے اس کے ساتھ یہیں نائیٹ سپینڈ کی تھی۔ جب آپ اور دد ھو نیو یارک گئے تھے" دراب کی آنکھوں میں تکلیف تھی جسے چھپانے کو وہ نظر جھکا چکا تھا، نرمین نے اسکے چہرے کو اپنی طرف موڑا۔

"اس کے ساتھ بہت برا ہوا ممی، بہت برا۔ میرے انتقام نے اسے جیتے جی مارا"

دراب نے دونوں کو جب لیزے کے ساتھ ہوا سب بتایا تو براق جدوق کی آنکھیں سرخ ہو گئیں جبکہ نرمین تو پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں، ایک عورت جو تھیں، لیزے کی تکلیف انکا کلیجہ چیر گئی۔

"اوہ میرے اللہ! میری بچی۔ میری معصوم لیزے۔ وہ تمہیں کیسے معاف کرے گی دراب؟ وہ تو اندر سے مر چکی ہو گی کیسے سہا ہو گا اس نے یہ سب؟"

نرمین کی تکلیف پر براق صاحب نے اسے اپنے سینے لگایا وہ ہمیشہ سے انکی بیٹی جو تھیں جبکہ ممی اور ددھو کی آنکھوں میں خفگی و تکلیف برابر وہ دیکھ سکتا تھا۔

"وہ بچی زندہ کیسے ہے میں تو اس پر حیران ہوں، یہ تم نے کیا کیا میرے شیر" ددھو کا لہجہ بھی شاکی ہوا۔

"میں اسکی ہر تکلیف مٹا دوں گا، پلیز مجھ سے خفا نہ ہوں آپ"

"دونوں۔ میرے ساتھ اسے لینے چلیں ناں؟

دراب کے بچوں کی طرح تڑپنے پر نرمین نے آگے بڑھے فوری دراب کو اپنے گلے لگایا جبکہ خود براق جدون آبدیدہ ہو گئے۔

ضرور چلیں گے بے بی، ویسے بھی میں لیزے کو زور سے ہگ کروں گی تو" اسے بہت اچھا لگے گا۔ پھر اپنے بے بی کا بے بی دیکھنے اور اسے اپنے سینے سے

"لگانے کی شدت سے منتظر ہوں

نرمین کا تو سانس میں سانس آیا کہ دراب کچھ حد تک تو زندگی کی طرف آیا لیکن وہ کیا جانتی ابھی دراب حیدر جدون کو زندگی نہیں ملی تھی، ابھی اسے اپنے کیے کا بہت تاوان دینا ہے۔

سب ہی روانگی کے لیے بہت پر جوش نظر آئے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی یزدان کا دل بھی دکھا رہی تھی، اپنے سینے نجانے کب سے اسے لگائے وہ اسکے آنسو سہہ رہا تھا مگر اب بس ہو گئی۔

"رونا بند کریں، آپکے لیے نکاح کا گفٹ لایا ہوں۔ دیکھیں گی نہیں؟"

یزدان نے اسکے دھیرے سے دور کیا اور اسکے انمول آنسو پونچھے، وہ رونا روکے جلدی سے سر ہلا گئی، یزدان نے اپنے والٹ میں یونہی ڈالا نیکلس نکالا تو وہ روئی روئی آنکھیں منور ہو گئیں۔

"یہ؟"

سلوی کی نم سرگوشی ابھری۔

"جی، جو آپ دیکھنا چاہتی تھیں"

یزدان نے وہ خوبصورت نیکلس سلوی کی ملائم گردن کا حصہ بنائے بہت مشکل سے وہ اطلسی گردن چوم لینے سے خود کو روکا اور روبرو ہوا، وہ اپنے ہاتھ میں نیلکس کا فرنٹ حصہ لیے خوشی سے پھولے نہ سما رہی تھی۔

"ی۔۔ یہ بہت خوبصورت ہے۔ کیا یہ ڈائمنڈ ہے؟"

اس نیلکس پر لگا خاص قسم کا ڈائمنڈ سٹون دیکھ کر سلوی نے یزدان کی آنکھیں دیکھیں جن میں محبویت رقص کرتی سلوی کا سانس اوپر نیچے کر گئی۔

"جی ترکش ڈائمنڈ ہے، یہاں بیٹھیں سلوی"

اسکو پکڑ کر اسکے بیڈ پر بٹھائے خود بھی وہ ساتھ ہی بیٹھا، یزدان کی شخصیت کا رعب اور سحر سلوی کے گال دہکا رہا تھا۔

"اباجی کہاں ہیں آپکے ؟اور فون کہاں ہے آپکا؟"

سلوی کا فون وہ کمرے میں آتے ہی کسی بے کار چیز کی طرح سائیڈ میز پر دیکھ چکا تھا جبکہ سلوی کے ساتھ ہوتی ناانصافی یقینا رضوان صاحب کی غیر موجودگی میں ہی ممکن تھی۔

"فون۔۔وہ پڑا ہے۔اباجی مسجد"

سلوی نے ڈبڈبائی آنکھوں سے یزدان کو دیکھے بتایا تو وہ لب بھینچ گیا۔

آپکے ابا جی کو نہ سہی، آپکے ہسبنڈ کو آپکی بہت پرواہ ہے۔اگر میں آپکا گفٹ "
"دینے نہ آتا تو مجھے کہاں بتاتیں یہ سب؟

یزدان کے ناراض شکوے پر سلوی نے اسکے خوبصورت مضبوط ہاتھ کو کچھ یوں چھوا کہ اسکی مرمریں انگلیوں نے یزدان کی چوڑی ہتھیلی کو حصار لیا۔

روتی رہتیں، اور میں وہاں بیٹھ کر یہی سوچتا رہتا کہ آپ زرا زرا سی بات "
"مجھے بتانے کو کالز کریں گی

یزدان کو اسکا ہاتھ چھونا مسمرائز کر رہا تھا پھر سلوی کی نگاہوں کا شوریدہ اثر۔

خدارا ایسے مت دیکھیں، ہاتھ تھامنے کے بعد بولتے بھی ہیں۔یہاں رہنا"
چاہتی ہیں یا میرے ساتھ چلیں گی؟۔ویسے بھی کل میری نیو کلکشن لاونچ پارٹی ہے، تو میرے ساتھ چل کر میری حسرت میں آہیں بھرنے والی

"حسیناوں کو جلانے کا اچھا موقع ہے آپکے پاس

وہ یزدان کی بات پر مدہوش سا مسکائی، اس بندے کا دل مرکز سے ہلا بیٹھی۔

آپکو میرے ساتھ ہر جگہ ہونا چاہیے،اک نئ زندگی میرا ہاتھ پکڑ کر شروع" کریں۔دیکھتی رہتی ہیں بولا بھی کریں سلوی۔آپکی باتیں دلچسپ لگتی ہیں، سنتی ہیں مجھے دیر تلک۔آپکی زندگی آپکی طرح مہربان ہونی چاہیے

"ناں

سلوی کے پاس لفظ ہوتے تو وہ کچھ کہہ پاتی، یزدان فاروقی اسے اس وقت دنیا کے مہربان ترین لمس عطا کر رہا تھا۔

کیا آپ میرے بارے میں اتنا سارا سوچتے ہیں۔یہ تو لگ رہا ہے آپ نے"

"پیدا ہوتے ہی بس مجھے ہی سوچا

سکھی کو بول کر بے حد سکھی کر گئ جو اسکے ہونٹوں کی خوبصورتی، آنکھوں کی گہرائی پر کھتا اسکے ہاتھ کو دیکھے پھر سے ان چشمان میں دیکھنے لگا، وہ ایک دوسرے کے قریب بے حد حسین لگ رہے تھے۔

بات سوچنے پر نہیں رہی، بات آگے بڑھ چکی ہے۔ لیکن آپکو اس بارے"
گہرائی میں جانے کی ضرورت نہیں۔ فیصلہ کریں، میرا تھرلنگ ساساتھ
"چاہیے یا یہ بورنگ جبری بدمزہ سی زندگی
سلوی کے اسے تھامے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے سکھی نے ہاتھ کی پشت
چومے اسے محبت بھرے دوسرے لمس سے حواس باختہ سا کر دیا پھر سلوی
کا اسکی طرف دیکھنا اف! قیامت خیز۔ مائل کرتا معصومانہ انداز۔
میں اباجی کو دکھی نہیں کر سکتی، میں چلی گئی تو انکو روزرات گڑ والی چائے"
کون بنا کر دے گا۔ انکے کپڑے کون دھوئے گا، آپکو پتا سارے کپڑے میلے
پڑے انکے، چچی نے نہیں دھوئے۔ مجھے اتنا رونا آیا۔ پھر انکے کپڑے استری
کون کرے گا، میں روز استری کر کے خوشبو لگاتی ہوں۔ انکے جوتے پالش
کرنا پھر وہ کسے روز ہزار روپیہ مسکرا کر ماتھا چوم کر دیں گے۔ میرے اباجی
جیسے بھی سادہ مزاج اور دنیا جیسے چالاک نہ ہوں پر وہ مجھ سے سب سے زیادہ
"پیار کرتے ہیں

سلوی کی آنکھیں پھر نم ہوئیں، جبکہ یزدان جیسا ماہر فطین اس لڑکی کی بے لوث محبت اور سعادت مندی پر لاجواب ہوا۔

"میں نے کب انکار کیا لیکن وہ لاپرواہ ہیں آپکے لیے، میں نہ ہوں نہ یہ برداشت کروں گا۔ آپ یا پھر میری تسلی کروائیں یا میرے ساتھ چلیں" سکھی کے بے قرار ہونے پر وہ زرا اسکی طرف ہو کر بیٹھی۔

"میں اپنے اباجی کے سوا کسی کا کوئی کام نہیں کروں گی، اب ٹھیک ہے؟" سلوی کو وہ اب کیا کہتا کہ وہ لڑکی گندھی ہی محبت و حیا سے تھی۔

"اور میری کل والی لاونچ پارٹی؟"

یزدان کا چہرہ اترا۔

"میں آوں گی"

سلوی نے مسکرا کر کہا، یزدان نے حیرت سے سلوی کی مسکاتی آنکھیں دیکھیں۔

"پرامسس؟"

سکھی بے تاب ہوا، ہاتھ پھیلایا۔

"پکا"

فوری سلوی نے اپنا ملائم ہاتھ اسکی خوبصورت ہتھیلی میں تھمایا۔

اپنے وعدوں پر قائم رہیں گی ناں، مجھے بے سکون تو نہیں کریں گی؟ فون"

"ہمیشہ پاس رکھیں گی ناں؟

وہ یزدان کے ہر سوال پر سر ہلاتی گئی۔

"اب میں جا سکتا ہوں یعنی، رات کال کریں گی؟"

یزدان کو اسکے ملائم سے چہرے کے بے حد پیارے نقش کہیں کا نہ چھوڑ رہے تھے، پر کیا کرتا خود پر ضبط کرنے پر مجبور تھا۔

"جی، بیلنس تو ہے ناں فون میں؟"

سلوی کو نئی فکر گھیری، یزدان ہنسا۔

"منتھلی کال ایس ایم ایس اور انٹرنیٹ ان لمٹڈ پیکج ہے ڈونٹ وری"

یزدان کے مسکرانے اور تفصیل دینے پر وہ خائف سا ہوتی بلش کی۔

"میں کچھ کرنا چاہتا ہوں سلوی"

ابھی وہ مسکرا رہی تھی پر یزدان کی نظروں کا شدت پکڑتا مرکز اور مطلبی تقاضا سننے کی دیر تھی، کرنٹ لگے انداز میں اسکے اتنے حسین پہلو سے گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئی، چہرہ دھنک رنگ ہوا، نگاہیں سرور آگیں ہوئے زیرک اور بے کل ہوئیں۔

ریلکس، کرنا چاہتا ہوں مگر کروں گا نہیں۔ لیکن کل پارٹی کے بعد اگر آپ"

"کمفرٹیبل ہوئیں تو ٹرائے مار سکتا ہوں کیا؟ جسٹ آجنٹل موو

یزدان بھی شرم ساری سمیٹ کھاتا اٹھ کر کھڑا ہوتے قریب آر کے ڈھیٹائی کی حد کر گیا۔

"میں نہیں آوں گی پھر"

سلوی بھاگنے کو کوئی کونا تلاشتی منمنائی، یزدان کی مسکراہٹ اس لب و عارض کے رنگ گلال ہونے پر گہری ہوئی۔

"اوکے فی الحال پلین کینسل، آجایئے گا پلیز"

یزدان نے فوری شرافت ادھار لیتے سلوی کو پٹایا جس پر وہ فوری مان جاتی مسکرائی پر دل بہت زور سے دھڑک رہا تھا، یزدان کی نظریں بار بار بے ادبی سے بھٹک رہی تھیں، جیسے وہ بے بسی میں مبتلا خود پر اس پری پیکر کے لیے سارا اختیار کھو رہا ہو۔

ZNZ Zubi Novels Zone

اب ان کے برتن مت مانجھیے گا۔ اباجی کے کپڑے بھی کل دھوییئے گا ابھی" دھوپ چلی گئی اور میں نہیں چاہتا آپکو ٹھنڈ لگے۔ کل آپ تیار مت ہوییئے گا، میرے لوگ ہی آپکو کل کے ایونٹ کے لیے بولڈ میک اوور لک کے سنگ ریڈی کریں گے۔ فی میل سٹاف ہو گا ڈونٹ وری۔ مسیز یزدان فاروقی لگنا

ہے کل آپکو۔میں جارہاہوں اپنی گردن کی خفاظت کیجئے گا،ایسانہ ہو نیلکس ہتھیانے کو یہ آپکی گردن تک پہنچ جائیں آپکے سگے۔انکو کچھ نہیں کہوں گا،آپ پر آنچ آئی تواسکا حساب آپ ہی دیں گی کیونکہ یہاں رہنے کا فیصلہ آپکا ہے"

یزدان نے اسکی گردن کے اطراف ہاتھ جماتے اسکے رخساروں تک لائے اور ماتھا چومتا اپنے حق جماتا دیکھتے ہی دیکھتے کمرے سے نکلا،آگے سلمان اور شاکرہ دروازے پر ہی کان جوڑے کھڑے تھے،یزدان کے نکلتے ہی دم دبا کر پھدکتے بھاگے مکھیوں سے تتر بتر ہوئے جس پر یزدان دونوان کو پس لب القابات خفگی سے نوازتا گھر تک سے نکل گیا جبکہ سلوی تو وہیں کپکپاتی ٹانگوں سے میٹرس پر جا بیٹھی،لگ یہی رہا تھا اسکا دل نہیں بلکہ وہ پوری دھڑک اٹھی ہے۔

بولڈ میک اوور لک؟ کیا میں بنا میک آپ کے انکی وائف نہیں لگ سکتی؟ اف"
اوپر سے انکا پھر سے فار ہیڈ کس کرنا۔ ایسے ہی مار ڈالیں گے مجھے یہ مسٹر
"سکھی

گہرے گہرے سانس بھرنے کے باوجود سلوی سے ٹھیک طرح سانس
خارج کرنا مشکل تھا، پھر جو نیکلس کے بجائے گردن کی حفاظتی تدابیر تھما گیا
اس پر سلوی فوری اٹھ کر آئینے کے سامنے اپنے عکس کو دیکھنے لگی۔
دھیرے سے جسم کو لپیٹ کر بوکھلاہٹ بخشتی کیفیت کم ہونے لگی، پہلی بار
سلوی کو اپنی گردن سراہنے کے قابل لگی۔
پھر نگاہ اپنے بے حد تراشے خوبصورتی کے شہکار ہونٹوں پر جا ٹکی، گدگداتے
خیالات لبوں پر مہکار بھری مسکراہٹ سمیٹ لائے۔

"آپکے جبر کی داد دینی پڑے گی، سلوی تو بہت پیاری ہے"

پہلی بار خود سے پیار ہوا، ورنہ آج تک تو وہ خود کو دیکھتی بھی سرسری تھی لیکن اب لگ رہا تھا کہ سکھی کی نگاہوں کا بولتا سرور، پہلے سلوی کو اپنا عاشق کرنے والا ہے۔

جھٹکے سے دروازہ کھلنے پر سلوی ڈر کر پلٹی، شاکرہ کی شاطر و ناراض نگاہ ٹھیک سلوی کی گردن پر گئی۔

اوئے ھوئے، نکاح کیا ہوا۔ طوطا مینا کے رومنچک سین بھی شروع، گفٹ " شفٹ بھی مل گئے۔ جو سکھی نے آج کیا اسکا حساب وہ ضرور دے گا۔ لہذا اسے اپنی زبان میں سمجھا دے سلوی کے وہ تیرا مالک نہیں بن گیا، تجھے اپنے حقوق پورے کرنے ہیں۔ یاد رکھنا اگر تو یزدان کے ساتھ اس پنجرے سے نکل کر اڑ گئی تو یہ سارا جبر تیرے ابا جی سہیں گے۔ اور یاد رکھ کہ وہ اللہ لوگ آہ بھی نہیں بھرے گا اور کل کو تو اپنی ماں کے سامنے کیا منہ لے کر جائے گی

کہ اپنی خوشی کی خاطر تو نے نور کے رضی کو ہم وحشیوں کے آگے مرنے کے
لیے ڈال دیا۔ چچ چچ اتنی بری بیٹی تو نہیں ہو گی تو یقین ہے مجھے"
جن آنکھوں میں یزدان، خوشی کے دیپ اور رنگ سجا گیا انھیں شاکرہ نے
لمحے میں ماتم کدے میں بدل دیا۔
میں وعدہ کرتی ہوں وہ زمین کسی بھی طرح آپکو دلوا دوں گی پر میرے بابا یا"
سکھی کو کبھی کچھ مت کیجئے گا چچی"
سلوی دو قدم آگے بڑھی، شاکرہ کی آنکھوں میں تیزابی چمک بیدار ہوئی۔

دیکھوں گی، فی الحال آ اور مشین لگا۔ ورنہ جتنا غصہ ہے ناں تیری ایک آدھ"
پسلی ٹوٹ جانی تھی پر میں اس یزدان کے منہ نہیں لگنا چاہتی۔ مجھے دوبارہ نہ
کہنا پڑے"
شاکرہ کی نظر بار بار سلوی کی گردن میں چمکتے ہیرے پر جا رہی تھی، سلوی
اسی پر راضی تھی کہ اسکے ابا جی اور سکھی محفوظ ہیں، مشین تو کیا وہ ہر کام

کرنے پر تیار تھی یہ فراموش کیے کہ اب اس پر اس سے زیادہ حق یزدان فاروقی کا ہے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"آپ نے یکدم ہی اپنے ارادے بدل لیے، کیوں حلیمہ اماں؟"

شیلا اور باران، باغیچے کی طرف ہلکی پھلکی سجاوٹ کر کے وہاں آگ جلا رہے تھے، ڈنر کا انتظام ہنگامی بنیاد پر کیا گیا اور سب شیلا نے کیا، جبکہ لیزے تو حیران و پریشان تھی کہ حلیمہ اماں نے جب سے ساری سچائی سنی انکے تو پیر زمین پر نہ ٹک رہے تھے۔

"کبھی نہ بدلتی پتر پر شیلا نے جو کچھ مجھے بتایا اس کے بعد میں چاہ کر بھی سخت دل نہ رہ پائی، تجھے پتا ہے مرد کو رلانے کی طاقت بعض اوقات کسی بہت پیارے کی موت میں بھی نہیں ہوتی، اسکے پیدا ہوتے ہی دنیا اسے یہی

سیکھاتی ہے کہ تو مرد ہے اور مرد نہیں روتا۔ جیسے حیا، کڑیوں دھیوں کی ذات کے ساتھ سوئی دھاگے سی پروئی جاتی ہے ویسے مرد کی ذات جبر و صبر کے سے سلی جاتی ہے۔ وہ رویا ہے تیرے لیے، اسکا کہا ہر گند الفظ بہہ گیا ان نیروں (آنسوؤں) میں"

موتی چور اور دودھ چاول کی میٹھی بادامی کھیر دو گھنٹے سے حلیمہ نے لکڑیوں کے چولہے پر چڑھا رکھی تھی، لیزے کو جواب دینے کے ساتھ وہ دیگچے میں کر چھا ہلا نارو کے لیزے کو دیکھنے لگیں جس کی آنکھوں کی شکائیت سرخی بنی۔

"میرے ایک آنسو کی تلافی بھی نہیں یہ، میرا دل مر چکا ہے"

لیزے نے آنکھیں پونچھیں جس پر حلیمہ نے اسکا ملائم سا ہاتھ پکڑے چوما۔

تو جا تو سہی اس دے نال، کیا پتا وہ سات سال کیسے جیا ہے۔ معاف نہ" کر، سن تو لے اسے۔ میں دے دوں گی اسے لیزے اور باران۔ کیونکہ مجھ جڑ

کی شاخیں تم دونے ہری بھری کر دیں اب میں اکیلی نہیں پڑ سکتی۔اب اماں حلیمہ ہر ہفتے اپنے بچو نگڑوں کا راہ تکا کرے گی۔نانکا ہو گا یہ ویڑا میرے باران کا،اور تیرا پیکا(میکا)۔تو وس جائے گی تو میرا بھی سوکھا ساہ نکلے گا "پتری۔جا آرام کر،ہم سب کام دیکھ لیں گے

اماں حلیمہ کے آگے وہ رونا چاہتی تھی پر نہ رو سکی اور جبراہی سہی اٹھی، نظر لان میں آگ سیکتے باران اور شیلا پر گئی،دونوں مسکرا رہے تھے،شیلا گھر چھوڑے آج آفس سے بھی چھٹی مارے صبح سے ساتھ تھی پھر باران کو بابا لینے آرہے تھے وہ بھی خوش تھا۔

لیزے خوش نہیں تھی،وہ کمرے میں آئی اور بستر میں آکر لیٹ گئی۔

سائیڈ میز کے ڈراکو اوپن کیے اپنی ڈائری نکالی،پھر لیٹے لیٹے پیج سے کھولی جہاں بہت خوبصورت آنکھوں کا سکیچ بنا تھا،بلاشبہ وہ وہی ہیزل براون سنگدل آنکھیں تھیں۔

پھر سے میری تصویر بنانا اور آنکھوں پر رک جانا، میں ان خاص نظروں" سے تمہیں دیکھوں گا جواب بھی تمہاری ملکیت ہیں۔ پھر تم میرا چہرہ مکمل کر لو گی در حقیت مجھے اسی لمحے تمہارے دل کی معافی ملے گی۔ محبت کا بار بار اظہار نہیں کر سکوں گا۔ بس یہ سن لو کہ مجھے فرصتیں دے کر تمہارا بنایا گیا ہے"

تب لیزے اسکے روبرو تو کچھ کر اور کہہ نہ سکی پر اب اس سے تھوڑا دور وہ مسکرائی تو وجہ دراب حیدر بنا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ڈائری سینے سے لگائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، کہ یہ رات سے ملتی آبر آلود شام بھیگنے لگی، دیکھتے ہی دیکھتے باغیچے کی سمت بھر کتی آگ پر پانی کی پھواریں گریں تو شیلا ہنس کر باران کا ہاتھ پکڑے اندر کو دوڑی۔

بارش برس رہی تھی، خوشی بھری ٹھنڈی بارش، شیلا اور باران دونوں ہی حلیمہ اماں کے پاس دوڑے جو شیڈ والی جگہ تلے چولہا دہکائے بیٹھی

تھیں، تینوں ہی کھلکھلاسے دیے، شام تھی، بارش کی گرتی پھواریں دھواں بن کر سب منظر جل تھل کر رہی تھیں۔

پھر اچانک گھر کے داخلی بڑے دروازے پر ہارن پر سب متوجہ ہوئے پر چھاتا سر پر لے کر انکی طرف آتا دراب حیدر نہ تھا بلکہ یزدان فاروقی تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

پورے گھر کو پھولوں اور لائٹنگ سے ایک بار پھر سجوایا گیا، لیکن اس بار کی سجاوٹ اس سجاوٹ سے دگنی تھی جو پہلی بار لیزے کے آنے پر ہوئی۔

اوپر سے بے وقت ہوتی برسات نا جانے کیوں دراب حیدر کو ڈرا رہی تھی، حالانکہ وہ موسم ہوں یا مزاج، کسی سے ڈرنے والا انسان نہیں تھا۔

اپنے کمرے میں پھیلی خوشبو ان ہیل کیے وہ آخری نظر اپنے پر سحر سراپے پر ڈالے پلٹا، آج اس نے لیزے کا فیورٹ کلر یعنی ڈارک وائن شیڈ جرسی سٹف

شرٹ اور بلیک کیرٹ شیپ جینز پہنی ساتھ بہت کلاسی سا بلیذر، بال اسکے بے ترتیب ہی سجتے، کلین شیو کے بجائے گالوں پر بے حد ہلکی بڑھی شیو اس پر بہت سجتی، ہیزل براون آنکھیں ہمہ وقت طلسم طاری کیا کرتیں، شوز اس نے سنیکرز چوز کیے، جبکہ کمرے کی ہلکی پھلکی پھولوں کی کی گئی سجاوٹ پر دراب کی مایوس آنکھوں میں سرخی پھیلی۔

"تم آج آو گی یا نہیں میں نہیں جانتا لیکن تمہارے آنے کی خوشی سے در و بام قبل از وقت صرف اس امید پر ہی سجا دیے میں نے، میرے دل کے اندر برپا تکلیف نجانے کیسے کم ہو پر شاید تمہارا اٹھتے بیٹھتے دیدار ہی شفا ہو میری۔ تم میری زندگی کا ایک خوبصورت منظر ہو لیزے نور جو میری بصارت کو ہر بار تقویت دیتا ہے، پلیز میرے ساتھ آجانا"

خود کلامی کیے وہ ڈور فنگر پرنٹ سے اوپن کیے نکلا تو نرمین اور براق جدون بلکل تیار تھے، موسم سے بے نیاز وہ لوگ اسکے فورا بعد لیزے نور کو لینے نکل پڑے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

یزدان اور لیزے آمنے سامنے بیٹھے تھے، لیزے کی آنکھیں جھکی تھیں جبکہ یزدان اس لڑکی کے سامنے بھی مجرم بنا ہوا تھا، وہ مرجھائی ہوئی لیزے اسکے دل کو تکلیف پہنچانے لگی تو مزید سکھی چپ نہ رہ سکا۔

باہر شیلا، باران ڈنر میز سجانے میں لگے تھے جبکہ خود حلیمہ صاحبہ کھانے وغیرہ کو اک بار گرم کر رہی تھیں کیونکہ ٹھنڈا تنی ہو گئی تھی کہ سب کچھ ٹھنڈا لگ رہا تھا۔

"کیسی ہو لیزے؟"

یزدان نے خاموشی توڑی تولیزے نے آنکھیں اٹھا کر یزدان فاروقی کو دیکھا۔

"بہتر ہوں، آپ میری عیادت کو آئے اچھا لگا"

لیزے کے جتاتے جملے کے مفہوم پر یزدان کو اضطراب سا چٹکیاں بھرتا محسوس ہوا۔

"میں صرف لیزے نور کی ضد اور نفرت میں خراش ڈالنے آیا ہوں، کیا تم مجھے سنو گی؟"

یزدان کے جملہ مکمل کرنے کی دیر تھی کہ وہ میٹرس سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"یہاں آپکی اپنے دوست کے لیے طرفداری کام نہیں آئے گی سکھی، یہاں فیصلہ اماں حلیمہ کریں گی یا باران کی خوشی"

وہ غصے میں تھی کیونکہ اماں اسے سن اور سمجھ نہ رہی تھیں، اسکے مجرم کے لیے دستر خوان سجانے میں مصروف تھیں۔

دراب کو ٹریپ کیا گیا تھا، اسکے بہت پیارے دوستوں کے ہاتھوں۔ اسے "
مس گائیڈ کیا گیا۔ اسکے دماغ میں غلط فہمیاں ڈالی گئیں۔ اسے بہت پلاننگ
"کے ساتھ زہریلا کیا گیا تھا

یزدان مزید کچھ بولتا، لیزے نے سرد مہری سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

"کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

لیزے کی آنکھیں دفعتاً نمی میں ڈوبیں۔

میں ابھی تمہیں سارا سچ نہیں بتا سکتا لیزے، کیونکہ اس سچ کے کھلنے پر "
میرے یعنی سکھی کے بھی کچھ گناہ سامنے آئیں گے۔ بس اتنا کر دینا کہ بھلے
معاف مت کرو پر ایک بار اسے گلے لگ کر رونے کی اجازت دے دو۔ اسکے
سینے میں حشر برپا ہے۔ وہ تمہاری جدائی میں اندر سے زخم زخم ہو چکا
ہے۔ میں نے اپنے یار کا بہت غم بانٹا پر! محبوب تو تم ہو، محبوب کی باہیں ہی
شفا بن سکتی ہیں۔ تم نے کیا محبت کی تھی، محبت تو وہ ہے جو دراب حیدر نے تم
سے ہر سانس کے ساتھ کی۔ میں پرفیکٹ سا یزدان فاروقی دراصل ایک

منافق شخص ہوں۔میں نے دراب کے ساتھ ہوتے ظلم میں برابر کا حصہ ڈالا،انجانے میں اسکی بربادی کا سامان کر بیٹھا۔تم کچھ دن اسے اجازت دو،اسکے منانے کے جتن دیکھو،اسکی تڑپ محسوس کرو۔پھر فیصلہ کرنا۔اتنا جان لو کہ وہ تمہاری طرح معصوم تو نہیں پر جتنا تمہیں گناہ گار لگ رہا ہے اتنا "لیے کہ تم اسے پھر ملو گی بھی نہیں ہے لیزے۔وہ زندہ تھا تو اس یزدان کا ہر ہر جملہ لیزے کو کاٹ کر کھاتا گیا۔

"چلے جائیں یہاں سے یزدان"

لیزے حلق کے بل چلائی جس پر یزدان نے اک آزردہ نگاہ لیزے پر ڈالی اور کمرے سے نکل گیا جبکہ لیزے اپنے بال ہاتھوں میں جکڑتی وہیں واپس ڈھے جاتے میٹرس پر بیٹھی۔

درد سے سر اس قدر پھٹا کہ ہچکیاں بھرے وہیں پیچھے کو گرتے لیٹی۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی درد کرتی آنکھیں بند ہوئیں۔

یہاں سکھی کی گاڑی وہاں سے نکلی وہیں چند سیکنڈز بعد ہی دراب کی گاڑی انٹر ہوئی۔

سب مہمانوں کا ویلکم خود حلیمہ اور شیلا نے کیا پھر باران کافی ہچکچاتے ہی ان سب سے ملا کیونکہ ابھی وہ کسی سے مانوس نہ تھا، ڈنر پر شیلا، جب لیزے کو بلانے آئی تو وہ روتے روتے وہیں سو گئی جس سبب وہ اسے نہ جگا سکی۔

حلیمہ نے خوشی خوشی لیزے کو لے جانے کی اجازت بھی دی، ڈنر سب نے لیا مگر لیزے کی نیند نہ ٹوٹی نہ توڑی گئی۔

موسم کی خرابی کے سبب براق اور نرمین روانہ ہو گئے جبکہ دراب رکا کیونکہ لیزے کے خود جاگنے کا اسے انتظار کرنا تھا، مگر لیزے دراصل سوئی نہ تھی، اسکے سر میں اٹھتی ٹیسیں اسے بے جان کرنے کا سبب بنی تھیں۔

وہیں دوسری طرف سلوی رات تک کاموں میں لگی سکھی سے کیا ہر وعدہ فراموش کر بیٹھی اور عشاء کی نماز پڑھتے ہی اتنی تھک چکی تھی کہ فون دیکھے

بناہی آکر سو گئی جبکہ سکھی اپنی تکلیف اپنے اندر ہی دباتا اس تاریک ابر آلود رات کا ایک بے بس شخص اور جگ رتے کا شکار آوارہ جگنو بن کر رہ گیا۔

کب دراب بھی باہر چھوٹے سے سٹنگ ایریا میں باران کے ساتھ باتیں کرتا ہی سو یا کہ رات ہی حلیمہ اماں وہیں کاوچ پر ہی سو جاتے باپ بیٹے پر موٹا کمبل کروا گئیں جسکی حرارت کے سبب وہ دونوں ساری رات پر سکون سوئے، شیلا بھی چلی گئی کیونکہ آج آفس مس نہیں کر سکتی تھی، جبکہ حلیمہ بھی فجر کے بعد ہی ناشتے پر لگ گئیں تاکہ سب کے اٹھنے سے پہلے ہی ناشتہ بنالیں۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

مجھے نادیہ کے گھر جانا ہے اباجی، اسکو دیکھنے کچھ لوگ آرہے ہے ناں تو کہہ رہی" تھی سارا دن میرے ساتھ رہنا"

اباجی کو کپڑے استری کر کے دیتی سلوی ہچکچائی تو رضوان احمد دھیما سا مسکرائے، کپڑے پلنگ پر رکھے اور اپنا بٹوا کھول کر پانچ ہزار نکال کر سلوی کی ہتھیلی میں رکھا۔

"تیری نانی کی کال آئی تھی، جانتا ہوں سکھی کی پارٹی میں جانا ہے تجھے۔ مجھ سے بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں پتر، میں تجھے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ جب تو نے میرا مان نہیں توڑا تو میں کیسے اپنی شہزادی کا مان توڑ سکتا ہوں۔ خود تجھے چھوڑ کر آتا ہوں تو کپڑے بدل لے جا کر، چادر وغیرہ اور سوئٹر بھی پہن کیونکہ بارشیں لگی ہیں تو ٹھنڈ بڑھ چکی ہے"

سلوی تو اپنی جگہ تھم ہی گئی، آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھریں تو فوراً اباجی کے سینے لپٹ گئی۔

"اباجی میں آپکو کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گی"

سلوی کے گرم آنسو رضوان صاحب کا سینہ تر کر گئے تو جملہ آنکھیں نم۔

تجھے اسکی فکر نہیں کرنی، بس جمشید کہیں بس جائے تو تجھے سکھی کے حوالے "
کر کے میں بھی مسجد ہی شفٹ ہو جاوں گا۔ وہاں تیرے ابا جی کا بڑا نام ہے،
سنبھالنے والے بھی بہت ہیں۔ پر اگر تو دکھی ہو گی تو وہاں میرے بڑے نام کا
بھی کوئی فائدہ نہیں۔ میں بس تجھ سے شرمندہ ہوں، یں نور کو بڑے چاو سے
اسکے اونچے خاندان سے بیاہ کر لایا پر اک ارمان بھی پورا نہ کر سکا اس نیک
بخت کا۔ نہ مقدر نے تیرے خواب پورے کرنے کی مہلت دی پر مجھے پتا ہے
تو وہاں جا کر ضرور ہر خوشی پائے گی جہاں سے تیری امی آئی تھی، میں انکی نور
لایا تھا اور اسی کا پرتو سلوی انھیں واپس کر کے درحقیت اپنے کندھے کا بھار
ہولا کرنا چاہتا تھا۔ ورنہ یہ بال یونہی سفید نہیں کیے کہ یزدان کی ہوا میں
"چھوڑی بات پر یقین کر لیتا

سلوی یکدم ہی رضوان صاحب کے سینے سے الگ ہوئی، اسکی نم آنکھوں میں
بے رحم سا سوال تھا۔

"کونسی بات ابا جی؟ اور کیا میں آپ پر بوجھ ہوں؟"

سلوی کے آنسو لپک کر رضوان نے پونچھے، اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چوما جو سلوی کو کچھ دلاسا دے گیا۔

بات نوں چھڈ، باقی تو میرے دل یا کاندھے کا بوجھ نہیں ہے، تو میری" آکھیوں کا نور ہے۔ پر میں مجبور ہوں، بڑا بھائی ہونے کی مجبوری ہے۔ بابا نے مرتے ہوئے قسم دی تھی کہ یہ نکاسا آشیانہ ٹٹنے نہ دینا رضی، میں اپنے بھائی اور شاکرہ کی اصلیت جانتا ہوں، اب سے نہیں بہت پہلے سے پر مجھے ان کی سفاکیت سے زیادہ تیرے صبر اور ہمت پر یقین تھا اور تو سرخرو ہوئی۔ تو نیک اور صالح نکلی، یہ سیکھ جو تو نے اس جہنم میں رہ کر سیکھی ہے یہ تجھے نہ کتابیں سکھاتیں نہ تجربہ۔ تیرا یہ دل بہت بہادر ہے اور بہادری یونہی سیکھی جاتی ہے پتر۔ سچ کہوں میں ہمیشہ تیرے لیے یزدان کو ہی سوچتا تھا، اور نور کے مرنے سے لے کر اب تک میرا جو فاروقیوں سے سرد مہری کا رشتہ رہا اس کے ناطے میرا منہ ہی نہیں تھا کہ کبھی میں یہ خواہش ان کے سامنے سوچ بھی پاتا۔ میں درحقیت ان سے شرمندہ رہا ساری عمر کہ انکی نور کو غریبی کی زندگی میں

رول دیا، کچھ انا نے کام بگاڑا۔ پھر دو سال پہلے مجھے بڑا سکھ ملا جب وہ لوگ رشتہ لینے آئے پر تیرا انکار وہ تیر تھا جو میرے سینے کو لہو کر گیا، پھر سمجھا میں کہ میری دھی تو سفاکیت نہیں بلکے ظلم و ستم کے بھینٹ چڑھ گئی، تب سے یہ سمجھ دل مر گیا تیرے ابا جی کا، چپ اوڑھ لی میں نے یہ سوچ کر کہ چلو یہی مقدر تھا پر اب میں اس تیر کو کلیجے سے نکال آیا، تجھے سکھی کا کر کے خود کو سکھی کیا، اب تیرا یہ لوگ کچھ نہیں بگاڑ سکتے پر تو ابھی میرے نال رہ، تا کہ سکھی کی بات کا بھی مان رہے، یہ مت پوچھنا کونسی بات پر ویلا آیا تو وہ آپ تجھے بتا دے گا"

سلوی کے لیے یہ سب بلکل نا قابل یقین تھا، پہلی بار ابا جی یوں دل کھولے بیٹھے تھے کہ سلوی کے پاس اک لفظ نہ بچا۔

آپ ایسا نہ سوچیں ابا جی، امی کی اتنی ہی زندگی تھی۔ مجھے یقین ہے وہ"
"شہزادی کی طرح ہی جی ہوں گی آپکے ساتھ

سلوی کی تسلی پر رضوان زخمی مسکرائے۔

ہاں وہ بھی یہی کہتی تھی، پھر تیرے جیسا مرہم تھا میرے پاس اسکے"

بعد۔ سوہنی زندگی گزر گئی۔ جا تیار ہو جا میں تجھے چھوڑ کر آتا ہوں یزدان کے

فارم ہاوس۔ مجھے اپنی دھی رانی پر خود سے زیادہ یقین ہے کہ وہ کچھ غلط نہ

"سوچ سکتی ہے ناں کر سکتی ہے

بابا نے پیار سے پھر ماتھا چوما اور اپنے کپڑے لیے نہانے چلے گئے جبکہ سلوی

کی آنکھیں بھلے مسکرا رہی ہوں پر دل روئے جا رہا تھا۔

یزدان، فجر کے وقت ہی فارم ہاوس چلا گیا تھا کیونکہ وہاں کی ساری تیاری اسی

کی نگرانی میں ہونی تھی، پھر جب رضوان صاحب کے ہمراہ سلوی دیکھائی

دی تو وہ جولان میں لگے سیٹ اپس کی نگرانی کر رہا تھا، حیرت کے سنگ

دونوں کی طرف بڑھا، الجھے بکھرے حلیے میں ہڈی پہنے وہ اس وقت بھی

پر کشش اور ہاٹ وائبز دے رہا تھا، پھر دونوں یار اچھے خاصے مسلز بنا کر مزید

خود کو گروم رکھتے آئے تھے، سکھی کا تو قد بھی دراب سے تین چار انچ اونچا

تھا، چھ فٹ کے بھرے خوبصورت نوجوان تھے کہ دیکھتے ہی آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور اللہ کی بنائی خوبصورتی پر پیار آنے لگتا۔

اسے رات سے پہلے گھر چھوڑ جانا یزدان، تب تک میری دھی تمہارے"

"حوالے۔اللہ تمہیں ہر میدان میں کامیابی اور سرفرازی عطا کریں

خود یزدان کے لیے رضوان صاحب کا بدلا لہجہ حیرت کا اٹیک تھا۔

"آپ نہیں رکیں گے؟"

یزدان انھیں دیکھتا بولا تو وہ نفی میں سر ہلائے یزدان کا کاندھا تھپکتے واپس بڑھے جس پر یزدان اور سلوی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"انکی طبعیت تو ٹھیک ہے ناں؟"

یزدان کی ہونق کیفیت تکے سلوی پھیکا سا مسکائی۔

جی، وہ شاید امی کو یاد کر کے آجکل زیادہ اداس ہیں۔آج تو مجھے بھی حیران کر"

"دیا۔اف یہ سب کتنا پیارا ہے

سلوی نے نظر یکدم پھیرتے یزدان پر ڈالی مگر جب اسکے عقب میں خوبصورت سی سجاوٹ دیکھی تو اچھل پڑی، درحقیت شہر سے دور بنایہ ریسٹ ہاوس خود بھی بہت پیارا اور سرسبز تھا۔

"آپکو پسند آئی جگہ؟"

یزدان بھی اسکی طرح گھوم کر ساتھ کھڑا ہوا تو سلوی نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی، پھر سے بادل سیاہی مائل ہو رہے تھے، برسنے کو بے تاب۔

"بہت زیادہ، لیکن کاش ہم دو ہی ہوتے ادھر۔ مہمان آئیں گے بہت سے تو یہاں کی خوبصورتی کم ہو جائے گی"

سلوی کی نظریں لان میں لگے بہت خوبصورت پھولوں پر تھی، پھر ہنس بنے گملوں میں رات کی رانی اور جیسمین کے پودے اگے تھے، دیواروں پر منی پلانٹس چڑھے تھے، ہری بیلیں تھیں جن پر جامنی اور گہرے گلابی چھوٹے چھوٹے پھول اگے تھے۔

"مہمان پارٹی کے بعد چلے بھی جائیں گے"

یزدان کی کان کی اور جھک کر کی سر گوشی پر سلوی کے رخسار دہکے۔

"پھر رات بھی ہو جائے گی اور میری واپسی کے آرڈرز بھی تو ملے آپکو"

سلوی نے جلدی سے کہہ کر آگے بڑھ کر ان پھولوں کو چھوا تو وہاں پڑے بارش کے قطرے سلوی کی ہتھیلی نم کر گئے۔

وہ فوراً واپس اٹھی تو یزدان سے ٹکرائی، یزدان نے اسکو نرم سا دائیں طرف سے بازو لپیٹے حصار اجس پر سلوی نے جان بوجھ کر نظریں گارڈن سائیڈ بنے سوئمنگ پول کی طرف گمائیں، شاید وہ یزدان سے بچنے کو پول کا وہی ورم والا سسٹم تلاش رہی تھی۔

"میں اگر کبھی کچھ ایسا کر جاوں سلوی، جو آپکی تکلیف بنے، تو آپ معاف کر دیں گی؟"

وہ اسکے سوال پر یکدم چہرہ موڑے اسے دیکھنے لگی، پھولوں سے زیادہ خوبصورت یزدان کو اتنے قریب سے دیکھنے کا منظر تھا، سلوی کے دل نے گواہی دی۔

"کل جو کچھ آپ نے کہا تھا، اس کے بعد میں خفا ہی نہیں ہونے والی"

سلوی نے جواب دیتے ہی نظریں پھر سے گمالیں، وہ اسکی دائیں بازو سے زرا سی لگی تھی پر یوں لگ رہا تھا جسم کا انگ انگ دہکنے لگا ہو۔

"ادھر دیکھنا بند کریں، سنجیدگی سے جواب دیں۔ زندگی اور موت کا مسئلہ بن گیا پھر"

اس بار یزدان نے اسکا چہرہ پکڑ کر اپنی سمت گمایا، وہ ٹھہری بصارت میں گھبرائے رنگ سمیٹے اسے یک ٹک دیکھتی گئی۔

"پھر میں کیا کر سکتی ہوں، مر جاوں گی"

سلوی کے جواب کی تابنا کی نے یزدان کی پہلے سے تپش میں جلتی آنکھوں میں ریت سی جھونک دی۔

"سلوی! دوبارہ ایسا مت کہیے گا"

اسکی گال انگوٹھے سے رب کرتے افسردگی سے تنبیہہ کی۔

"آپ بھی ایسا مت پوچھیے گا پھر"

وہ جواب دے کر نظر جھکا گئی۔

"رات کال کیوں نہیں کی؟"

یزدان نے پھر سے سوال کیا، اسی سے گریز برت رہی تھی۔

"تھک گئی تھی"

سلوی نے پھر سے گردن گمائی، یزدان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کام کرتی رہیں؟"

یزدان خفا ہوا، سلوی نے نمدیدہ ہوتے سر اثبات میں ہلایا۔

بابا جو زمین آپکو دیں گے وہ آپ مجھے دے دیجئے گا، میں چچی کو دے دوں گی"
پھر وہ ہمیشہ کے لیے اچھی بن جائیں گی۔ اگر لے دے کر معاملہ خون خرابے
"سے بچ بچاتے حل ہو تو کر لینا چاہیے، ٹھیک کہہ رہی ہوں ناں؟
سلوی نے یہ سب بنا ہچکچائے کہا، یزدان کے ماتھے پر پڑے بل ہٹے۔
"میں آپکو وہ زمین نہیں دوں گا، کیا کر لیں گی؟"
خفیف سی بے خودی تھی سکھی کے انداز میں پر سلوی کی آنکھیں بھیگ
گئیں، اس سے پہلے وہ روٹھ کر جاتی، یزدان نے اسکی کلائی پکڑ کر روکے سینے
کے قریب لا ٹھہرایا۔

زمین کے بعد وہ جان مانگنے پر اتر آئیں مس شاکرہ تو؟ ایسے لوگ جس"
طریقے سے سدھرتے ہیں سلوی وہ مجھے پتا ہے آپ جیسی معصوم نازک
"بیوقوف کو نہیں۔ جائیں اندر میری ٹیم آپکو بہت اچھا سا ریڈی کر دے گی

سلوی نے بیوقوف پر پلکیں سکیڑیں، پر پھر خفگی سی آنکھوں میں دبائے پلٹ گئی، پھر اسے یکدم اپنی کمر سے جڑتی سکھی کی دھڑکنیں اور پھر سینہ محسوس ہوا۔

"آپ آگئیں یہاں، میں کسی بھی وقت ٹرائے مار سکتا ہوں۔ بچ کر رہیے گا" سجنے سنورنے کے بعد، اپنا حق وصولتا یزدان فاروقی آپکو پاگل ہی نہ کر دے"

سکھی نے اپنا کام کرتے ہی لان کی راہ لی پر سلوی کی حالت ایسی تھی کہ بس ہوا کا جھونکا بھی آتا تو بچاری گر پڑتی، ہمت کرتی تیزی سے ریسٹ ہاوس کی بلڈنگ کی طرف بڑھ گئی۔

سحر چھٹ گئی تھی، خوبصورت سی صبح پہاڑوں کے پار چھائی دھند پر حاوی نہ ہوتی دبی دبی تھی، کھڑکی کے کھلے پٹ سے سرد ہوا کے جھونکے اندر آکر لیزے کے گال اور ہونٹ گلابی مائل کر گئے پر وہ بے حس بنی چپ چاپ باہر کسی غیر مرئی نقطے پر آنکھیں جمائے کھڑی تھی۔

ناشتہ اسے اماں حلیمہ کروا کے دوا دے گئی تھیں، دراب کی بھی آنکھ کھلی تو سینے سے لگے جگر کے ٹکڑے باران کی مدھم سانس محسوس کیے لب مسکرائے، اسکا ماتھا چومے باران کو وہیں صوفے کا کشن رکھ کر لٹائے دراب نے بلینکٹ اچھے سے چاروں اور لپیٹا اور جھک کر گال چومے اپنی جیکٹ اٹھا کر پہنے باہر آیا تو دیسی گھی کی خوشبو چار سو گھلی محسوس کیے بے اختیار دراب کے قدم اوپن باورچی خانے کی طرف بڑھے۔

"یہاں کون دیسی گھی کی چوری کھاتا ہے؟"

دراب کے سوال پر اماں حلیمہ جو چوری بنانے میں مگن تھیں، دھیما سا کام میں مگن ہی مسکرائیں۔

میرا باران،اور تجھے بھی عادت ہے ناشتہ یہی کرنے کی جانتی ہوں۔منہ "

"ہاتھ دھولے پتر ناشتہ لگاتی ہوں

حلیمہ اماں کی میٹھی چاہ سے بھری جوابی کاروائی پر وہ خفیف سا بے چین ہوا۔

"لیزے سے مل لوں؟"

دراب حیدر کا اپنی ہی لیزے سے ملنے کی اجازت مانگنا اس ماں کا کلیجہ دکھا گیا۔

"ہاں کیوں نہیں،وہ سامنے کمرہ ہے اسکا"

اماں حلیمہ نے آنکھ سے نجانے کس خیال پر ٹپکتا آنسو صاف کیا اور جس سمت اشارہ کیا،دراب فوری اس طرف بڑھا جس پر حلیمہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔

وہ دستک دیے بنا اندر داخل ہوا تو لیزے کو جاگا دیکھ کر رگ وپے پر سرشاری اتری۔

"لیزے"

دراب کے پکارنے پر وہ جو خیالات میں گم تھی، پلٹی، اسکا ماتھے کا بینڈ تج اتر گیا تھا بس ہلکا سا زخم کا نشان باقی تھا۔

حلیمہ صاحبہ نے رات ہی میری لیزے مجھے دے دی پر تم سب سے روٹھ" کر سو گئی، میں نے رات سے انتظار کیا۔اب اپنا جواب دو تا کہ پھر سے بارش "شروع ہونے سے پہلے ہم گھر پہنچ جائیں"

دراب اسکے نزدیک گیا پر لیزے کا چہرہ ہر احساس سے عاری تھا جسے دیکھ کر دراب حیدر ڈرا۔

انکی اجازت مل گئی، باران کو بھی کافی اپنی طرف کر لیا تم نے چند گھنٹوں" میں، اسکے باوجود اگر میں انکار کر کے تمہارا ساتھ جھٹلا دوں تو کچھ نہیں کر "سکتے تم حیدر

اسکے منہ سے پھر حیدر سنے وہ اسکے مزید قریب آرکا، اسکی آنکھیں سات سال کی اذیت لیے پھر رہی تھیں جس سے لیزے دھیان چاہ کر بھی نہ بھٹکا سکی۔

"تم ایسا نہیں کرو گی لیزے"

دراب نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے تو وہ برف کی طرح ٹھنڈے تھے، دراب نے جب انکو اپنے گرم ہاتھوں میں لے کر دبایا تو لیزے کی آنکھوں میں نمی جمع ہو گئی، اس سکون کی عادی نہیں تھی۔

تم باران کو مجھ سے چھیننا چاہتے ہو تو چھین لو۔ بھلے اسے جنم میں نے دیا" ہو، نام سے تو وہ تمہارے پہنچانا جائے گا۔ میرا کوئی حصہ نہیں رہا شاید، ہماری "کہانی تو ختم ہو گئی تھی سات سال پہلے۔ تو لے جاو اسے اور خوش رہو

لیزے کی آواز کپکپا اٹھی بلکل ویسے جیسے دراب کا دل۔

نہیں لیزے، مجھے تم بھی چاہیے ہو۔ میں تم سے مزید کچھ نہیں چھینوں" "گا۔ چلو میرے ساتھ، کچھ ختم نہیں ہوا۔ پلیز لیزے، میرے ساتھ چلو

وہ اپنی آنکھیں آئینہ بنا چکا تھا، جو لیزے کو دیکھتے ہی تڑپنے لگتیں، لیزے نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے ہاتھوں سے آزاد کیے اور بازو پھیلائے، دراب نے

آنکھیں بے یقینی سے رگڑیں پھر ان کھلے بازووں کو دیکھا، کیا وہ اسے گلے لگانا چاہتی ہے، یہ خیال آتے ہی وہ ضبط سا ہارتا اسے پکڑ کر اپنے سینے لگا گیا، لیزے کے ہاتھ بے اختیار دراب کی پشت پر بند گئے۔

سکھی نے ٹھیک کہا تھا، دراب حیدر کے سینے میں حشر برپا تھا، وہ نا جانے کتنی دیر اسے سینے لگائے روتا رہا، وہ برداشت کرتی رہی، سہتی رہی۔ حالانکہ دراب حیدر کی زرا اداسی تک اب بھی لیزے کے لیے سوہان روح تھی۔

"لیزے"

وہ روبرو ہوا تو غم کی دوسری شکل بنا تھا دراب کا چہرہ، لیزے اس سے نظریں نہ ملاتی اسکے ہاتھوں کو چہرے کے اطراف سے ہٹا کر حصار سے نکل گئی۔

میری طرف سے ختم ہو گیا سب، لیکن میں چلوں گی آپکے ساتھ، آپ"
ایک دن میں صرف ایک بار مجھے گلے لگا سکتے ہیں، رات ہماری اجنبیوں کی
طرح الگ کمروں میں بسر ہو گی، باران کی خوشی کے لیے ہم ساتھ مسکرائیں
گے پر درحقیت اپنے مقدر کی سفاکیت پر ہنسیں گے۔بس یہ ہو گا ہمارا
"رشتہ۔منظور ہے؟
لیزے کا فیصلہ سر آنکھوں پر سہی پر اسکی شرائط بہت سخت اور کڑی تھیں۔
"ایک بار گلے لگنا؟"
وہ اسکے قریب پھر آرکا، وہ مضبوط لیزے تھی اب، اسے ترس نہیں آرہا تھا
سوال کرنے والے کی تہہ دامنی پر۔
"جی، اور آج کا ہو گیا"
وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولی، دراب نے گہرا سانس بھرتے سر ہلایا۔
"منظور ہے، تم میرے ساتھ چلو بس"

جس بھاری دل سے دراب نے منظوری دی اس بوجھ تلے لیزے کا دل بھی دبا پر وہ آنکھیں اس سے ہٹا گئی۔

"ناشتہ کر لیں جا کر، میں ریڈی ہوتی ہوں"

لیزے جانے لگی جب دراب نے اسکی کلائی اچکتے سینے کے قریب سرکایا، وہ اس گستاخی پر برہمی سے گھوری کیونکہ دونوں کے بیچ صرف ہوا کے گزر کا راستہ بچا تھا اور وہ بہت قریب سے لیزے کے چہرے کا اک اک خدوخال دیکھے جا رہا تھا۔

کلائی پکڑنے سے تو ممانعت نہیں آئی، اور کیا تم مجھے پھر سے آپ کہا کرو"

"گی؟

دراب نے اسکی کلائی پکڑنے والی گھوری کا جواب دیتے ہی شریر سے لب و لہجے میں اسکے ہاتھ کو بہکے نشئی کی مانند چومتے لیزے سے سوال کیا، وہ ناراضگی سے اسے دیکھنے لگی۔

میں نہیں چاہتی باران کو لگے اسکی ممو بد تمیز ہیں اور اسکے بابا کو تم کہہ کر "
"پکارتی ہیں

ایسا جواب ہی امید کیا گیا تبھی وہ مسکرایا، کچھ دن سے سگریٹ نہیں پیا تھا تبھی دراب کے ہونٹوں کا گلابی پن لوٹا ہوا مسکراہٹ میں شامل ہوئے آگ لگا رہا تھا لیکن لیزے خود کو اب اسکی تپش سے بچانے کا ہنر جانتی تھی۔

"اکیلے میں تم کہہ لینا""

دراب نے اسکے چہرے کی خوبصورتی نہارتے مشورہ دیا تو لیزے سلگ کر مسکائی۔

"اکیلے ہوں گے ہی نہیں ہم کبھی"

لیزے کے جتانے کی دیر تھی کہ دراب کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"کسیز کتنی کرنے کی اجازت ہو گی؟"

دراب کے بھینچے چہرے سے پوچھے سوال پر لیزے نے اپنی بوکھلاہٹ مہارت سے چھپائی۔

"ایک بھی نہیں"

لیزے کا پر اعتماد جواب، دراب کو غصہ دلا گیا پر وہ ضبط کر گیا پر کرنا نہیں چاہتا تھا۔

"بیوی ہو تم میری"

دراب بگھڑا۔

پہلے کسی مولانا سے فتوی لیں پھر آکر رعب جمایئے گا، انھیں بتایئے گا"

سات سال سے ہم دور تھے، یہ بھی بتایئے گا کہ آپ نے نکاح سے بھرے مجمعے میں انکار کیا تھا۔ یہ بھی بتایئے گا آپکی منکوحہ اور بچے کی ماں کو ونی کے سبب کسی جنگلی کے نکاح میں بھی بنا اسکی اجازت اور ہاں کے دیا گیا تھا، مجھ

سے زیادہ سخت شریعت کے اصول ہیں حیدر، احترام کیجئے انکا۔ جب میرے ہاتھ میں اپنے استحقاق کا فتوی دیں گے پھر کسیز کی تعداد ڈیسائڈ کروں گی" لیزے نے اسکے سینے پر دباو دیا اور دراب پر قہر ڈھاتی وہاں سے چلی گئی جبکہ دراب یوں تھا جیسے وہ لڑکی سانس گھوٹ کر چلی گئی ہو۔

میں نہیں مکرا تھا، تم سے نکاح ہی تو وہ واحد آسانی ہے جو میرے دل کے" دھڑکنے کا سبب ہے، مجھے پہلے یہ معاملہ نمٹانا ہو گا، میں نہیں چاہتا تم شک میں مبتلا ہو کر میرے گھر جاو"

خود کلامی کیے دراب جلدی سے کمرے سے نکلا، خود حلیمہ اسکے بپھری موج بن کر جانے پر پریشان ہو گئیں، جلد از جلد وہ مسجد پہنچا۔

میرے بیٹے! نکاح سے انتقاما یا مزاقا مکرنا الگ بات ہے اور طلاق دینا" الگ۔ تم نے کہا کہ تمہارا دل ایسی کسی نیت سے لبریز نہ تھا تو اس سے تم دو کے نکاح پر کوئی اثر نہیں ہوا پھر بھی ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلا دینا، اللہ نکاح کی

بے حرمتی بخش دے گا۔ لیکن یہ بہت غلط فعل ہے، وعدے کی پاسداری

"کرنے والا اور اپنے قول و قرار کا سچا اللہ کے ہاں محبوب ہوتا ہے

مولانا اس کی روداد سننے کے بعد دراب کے دکھ دیکھتے غم زدہ ہوئے۔

آپ کیا جانیں ان الفاظ کی تلافی کے لیے میں نے کس کس سائل کا دامن"

نہیں بھرا، کس کس پرندے کو رزق نہیں بانٹا، کس کس فقیر کی دعا نہیں

"!لی۔ میں محبت اور نفرت میں پھنسا اک انا زادہ تھا جناب

وہ بہت پشیمان تھا، مولانا نے اسکے سر پر دست شفقت رکھا۔

رہی بات اس بچی کے نکاح پر نکاح کی تو جب اسکی رضامندی تھی ہی نہیں تو"

نکاح ہوا ہی نہیں تھا، زبردستی سر ہلوا دینے سے نکاح نہیں ہوتے، خدا ہدایت

دے ایسی فرسودہ ذہنی ابتری کو۔ دوسرا وہ تمہارے بچے کی ماں بننے والی

تھی، پھر تو سرے سے وہ کسی کی ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ سات سال تو کیا وہ

سات صدیوں بعد بھی تمہاری بیوی رہتی۔ یہ تعلق ماں باپ کے تعلق کے

بعد دوسری مضبوط جگہ پر ہے، پھر بھی شرعی طور پر اگر وہ تم سے فتوی کی طالب ہے تو میں بنوا دیتا ہوں"

کچھ دیر تک یہ معاملہ بھی نمٹا اور شرعی فتوی دراب کے ہاتھ تھمایا گیا جسے اس نے محبت سے چوما۔

یہ فتوی نہیں تھا، یہ اسکے پاس لیزے کو اپنا کہنے کا حق تھا۔

وہ گاڑی تک آیا تو آنکھیں پھر بھیگ گئیں۔

"تم میرے بچے کی ماں ونی ہونے سے پہلے بن گئی تھی، یعنی جس روز میں نے تمہیں دھتکارا، بے عزت کیا، تم میرے بچے کی ماں بننے والی تھی۔ اوہ بدبخت دراب حیدر! کیسے تلافی کرو گے تم اس سب کی، اللہ نے تمہیں یہ دوسرا موقع دیا تو اسے آسانی نہیں آزمائش سمجھنا"

خود کو کوستے، اپنی کوتاہی باور کروائے وہ واپس پہنچا تو باران نا صرف اٹھ چکا تھا لیزے نے اسے ناشتہ بھی کروا دیا، وہ اپنا سکول بیگ پیک کر رہا تھا جب دراب لوٹا، اس سے پہلے حلیمہ کچھ پوچھتیں، باران قریب آ رکا۔

"میری ممو کو ہرٹ نہیں کریں گے ناں؟ وہ ہر مارننگ ڈر کر اٹھتی ہیں۔ انکو باران چاہیے ہوتا ہے ہگ اور کسسیز کے لیے۔ وہ مجھے اگنور کریں تو مجھے ہرٹ ہوتا ہے۔ تو مجھ سے ممو کو زیادہ نہیں لینا آپ نے"

دراب پھیکا سا مسکرائے وہیں کاوچ پر بیٹھے باران کو بازوؤں سے پکڑے اپنے ساتھ ہی کھڑا کروا گیا۔

"بلکل نہیں لوں گا، نہ وہ تمہیں اگنور کر سکتی ہے۔ تم اپنی ممو کی امید، زندگی اور خوشی ہو۔ اداس نہیں ہو، میں تم دو کے بیچ نہیں آوں گا۔ میں تم دونوں سے پیار کروں گا۔ تم میرے فرینڈ بن جاو، تاکہ مجھ سے اپنی ممو شئیر کرنا آسان ہو"

دراب اس بچے کی انسکورٹیز سمجھ رہا تھا، جبکہ باران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد سر اثبات میں ہلایا۔

اوکے میں سوچوں گا، کیونکہ میرا سارا پیار میری مما اور نانو کے پاس"
"ہے۔ان دو سے تھوڑا تھوڑا واپس لے کر آپکو دوں گا

باران نے فورا سے حساب لگاتے بتایا جس پر دراب اور حلیمہ دونوں مسکائے۔

وہ اسکی گال چومتا اسے بیگ سمیٹنے کا کہے خود اٹھا تو حلیمہ نے اسکے ہاتھ میں وہ کاغذ دیکھتے تھکی سی نگاہ دراب پر ڈالی۔

"فتوی ہے، لیزے کا حق تھا۔وہ اب بھی میری ہے"

دراب کے لہجے میں بولتی اذیت پر حلیمہ آبدیدہ ہوئیں۔

"ناشتہ لگاوں، چوری گرم کرنی پڑے گی"

وہ پیار و شفقت سے بھیگا سا بولیں تو وہ کھل کر ہنسا۔

"تو کیجئے، میں اب ٹھنڈی ہونے نہیں دوں گا۔ابھی آیا"

وہ کہہ کر تیزی سے کمرے کی طرف لپکا،لیزے گہرے میرون کلر کے شارٹ کرتے اور پلازو پینٹ میں شانوں پر گرم اونی شال لپیٹے بال باندھے چٹیا میں گوندھ رہی تھی، پیروں میں سٹائلز بمپ سینڈلز تھے جو اسکے پیر اور ساکس کو آگے سے کوور کیے تھے۔

"تمہارا حق"

لیزے نے چوٹی کے کنارے پونی لگاتے پلٹ کر دراب کی طرف دیکھا جو اسکی طرف فتوی بڑھا رہا تھا۔

لیزے نے اسکے ہاتھ سے وہ کاغذ لیا اور پڑھنے کے بعد اسے واپس دراب کو دیا۔

"جا کر ناشتہ کر لیں"

لیزے نے ڈریسنگ میز پر رکھی پنک شیڈ کی چار پانچ لپ سٹکس میں سے لائیٹ چنی مگر دراب نے اسکے ہاتھ سے چھین کر ڈارک والی اٹھائی اور خود آئینہ بنے سامنے آرکا۔

"میں لگاوں گا"

پورے حق سے وہ بہت ہی چارمنگ سا شیڈ لیے اس نے لیزے کے ہونٹوں پر بہت خوبصورتی اور نفاست سے لپ سٹک لگائی، ہاں جب وہ اسکے ہونٹوں کو دیکھ رہا تھا تب لیزے نے دراب حیدر کی ناچاہتے ہوئے نظر اتاری تھی، عورت کو دل و جان سے مناتا مرد بے حد حسین ہو جاتا ہے۔

"ہونٹوں کو آپس میں ملا کر رگڑو تاکہ کلر مرج ہو"

لپ سٹک واپس رکھے وہ جب تک پلٹا لیزے نے ٹشو ہونٹوں کے بیچ رکھ کر شیڈ کو بہت لائیٹ کر لیا، دراب نے اسے مایوسی سے دیکھا کیونکہ وہ بلکل لائیٹ ہو چکی تھی۔

تنگ کر رہی ہو مجھے، اب کیا پھر سے پوچھوں، بتا دو خود کتنی کسیز کر سکتا"

"ہوں؟

لیزے بے مروت بنی تھی، انتہا کی حسین لگ رہی تھی، دراب کے سوال پر آنکھیں میچ کر کھولے گہرا سانس بھرے اسکے منتظر چہرے کو دیکھنے لگی۔

"صرف ایک، یہ آپ ڈیسائیڈ کرنا کہ فار ہیڈ کرنی ہے یا میری گال پر"

لیزے پر اعتمادی سے بولی جس پر وہ اسے پکڑ کر پھر روک گیا۔

"تیسرا چوتھا اور پانچواں آپشن کون دے گا؟"

دراب کے اندر سلگتی آگ پر لیزے کو بہت مزہ آیا۔

"ایسا کوئی آپشن ہے ہی نہیں"

دراب کے ارمان خاکستر کرتی لیزے اسے برا آزما رہی تھی۔

"ہمم، فائن۔ یہ بھی منظور ہے"

وہ جتاتے غرایا سا بولا۔

منظور ہے تو جائیں ناشتہ کریں، بار بار چوری گرم کرنے سے بدمزہ ہو جاتی"

"ہے۔اتنا تو پتا ہو گا آپکو

اسکے حصار سے نکلے لیزے نے جس اجنبی ٹون میں دراب کو راہ

دیکھائی،بچارا اپیچ وتاب ہی کھاتا رہ گیا،غصے سے لیزے کو دیکھے کمرے سے

نکل گیا جبکہ لیزے نے مسکرانے کی کوشش کی پر ناکام ہو گئی۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ
Ⓝ Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

تیار ہو کر سلوی خود کو نہیں پہچان رہی تھی تو یزدان سچ میں مسمرائز ہو

کلر کی فل والیوم میسکی میں بولڈ میک آپ ٹچ کے ہمراہ megenta جاتا،

کھلے لمبے اسٹریٹ بالوں اور ہائی ہیلز میں سلوی کسی آپسراہ میں بدل گئی پھر

اس پر یہ بکھرا کلر آگ کی طرح دہکا۔

میک آپ ٹیم اپنا فائیل ٹچ دیتی نکلی تو میک آپ روم بلکل خالی ہوا، سلوی محویئت سے اپنے آپ کو دیکھنے لگی، ڈر تھا کہ اگر خود کو چھو لیا تو یہ سحر ٹوٹ جائے گا۔

me- آہٹ پر چونکی تو فل بلیک کے ہمراہ بلیزر کی فرنٹ پاکٹ میں کلر کا سلک رومال لیے وہ وجاہت کا شہکار شخص پارٹی بزنس لک genta میں اندر داخل ہوا، اسکے ہاتھ میں کچھ جیولری کیس تھے، سلوی کی آنکھوں میں مبہوتی نے محبوبیت کی جگہ لی، وہ یزدان کے کلون اور جسم کی ملی جلی خوشبو محسوس کرتی مسکرائی جو اسکی آنکھیں کھلنے تک روبرو آر کا تھا۔

ایک انٹرنیشنل میگزین ہمارا کپل فوٹو لے گا، یو آر کمفرٹیبل وداٹ آر"

"ناٹ؟ بیوٹی؟

سلوی کی پلکیں بیوٹی نام پر تھرتھرائیں، سوال تو اس نے سنا ہی نہیں بس ایسے ہی سر ہلا دیا۔

"ڈیٹس لاٹک ماگرل، یو لک سٹنگ"

یزدان نے ان کیسیز کو کھولا تو ہیرے کے بہت خوبصورت سیٹ کی چمک نے سلوی کی آنکھیں خیرہ کیں، وہ بلیک اور میگینٹا کلر سٹونز میں ڈئزائن تھا اور دوسرے کیس میں ایک خوبصورت سی کمر بند رائن سٹون چین تھی جس نے سلوی کے دوپٹے کو ہولڈ کرنا تھا۔

"آپ بھی بہت ہاٹ لگ رہے ہیں؟"

سلوی نے بے اختیار بڑبڑاتے فوراسے زبان دانتوں میں دبائی پر اسکی بے خود سرگوشی، یزدان سن چکا تھا۔

"واٹ؟ آپ نے ابھی ہاٹ کہا یا مجھے غلط سنائی دیا"

یزدان نے اسکے نیکلس کو پہلے اتار کر اپنی فرنٹ پاکٹ میں سنبھالنے کی خاطر ڈالا جبکہ وہ خوبصورت ہار سلوی کی گردن میں پہنائے قریب ہو کر پیچھے کی جب ہک بند کرنے کو اپنی بیرڈ والی گال سلوی کی ملائم گال سے رب کی تو اس نے بے اختیار سکھی کا بلیدز رہا تھوں میں جکڑا۔

"آپکو غلط سنائی دیا"

فوراسے سلوی نے اسکے کان میں کہہ کر جان بچائی، وہ ہک بند کیے پیچھے بھی اسی فلرٹی حرکت کے سنگ ہوا جس پر یزدان نے جب غور کیا تو سلوی کا رنگ بھی لباس کے رائل سے گلاب رنگ سا ہوتا محسوس ہوا۔

"یعنی کان فارغ ہو گئے میرے"

سکھی اسی وار فتگی سے سلوی کا امتحان بنا اسکے کانوں سے چھوٹے چھوٹے گولڈ ائیر پیس اتار کر وہ بھی اپنی فرنٹ جیب میں ڈال گیا جس پر وہ تمام تر سکھی کی نزدیکی کے مسکائی، اسکے دونوں کان اب ہیرے کے ائیر پیس سے سج چکے تھے۔

اور وہ بھاری تھے تبھی سلوی نے جب اپنے دونوں ہاتھوں سے کان چھونے چاہے تو یزدان نے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

میں نہیں، آپ ہاٹ لگ رہی ہیں۔پتا نہیں کیا سوچ کر میں نے یہ کمبو"
"چنا۔ مہکتا ہوا یہ گلاب رنگ آپکے لیے ہی بنا تھا، یو فیل کمفرٹیبل آرناٹ؟
ناجانے سکھی اس سے کس لیے یہ سوال کر رہا تھا، سوچ کر ہی سلوی کی
ہتھیلوں میں نمی آئی جو یزدان نے فیل بھی کی، اسکے ہاتھ اور دبا گیا کہ سلوی
کا سانس اکھڑنے تک آگیا۔
"پارٹی میں جانے سے ڈرل۔لگ رہا ہے، آپ سے خوف آرہا ہے"
وہ دبی دبی منمنائی، یزدان ہنسا، سارا خمار چھٹ گیا۔
"ارے! آپ خوف بہت کھاتی ہیں بیوٹی"
یزدان نے اسکا دوپٹہ خوبصورت سنہری ٹاول ہینگر سے اتار کر سلوی کے
دائیں کاندھے پر ٹکایا پھر وہ کمر بند چین نکال کر پھر سے سلوی کی کمر کے
ارد گرد بازو سرکائی تو وہ اسکے سینے سے لگنے سے بچتی اپنے چہرے کو یزدان
کے چہرے سے بچاتی بہت جان لیوا لگی کہ یزدان کچھ لمحے وہ کمر بند کی ہک بند
کرنا بھول گیا۔

"سکھی جلدی کریں ناں"

وہ سکھی کی بے ادب نظروں پر مچلی، وہ مسکرا دیا، ہک ٹائیٹ بند کی جس نے دوپٹے کے دونوں طرف کو اچھے سے کس لیا اوپر سے سلوی کی خوبصورت شیپڈ کمر بھی دیکھائی دینے لگی۔

وہ دور ہوا تو سلوی نے روکا سانس بحال کیا۔

آپ نے مجھے پہلی بار میرے سامنے سکھی کہہ کر حقیقی سکھی کر دیا، ناویو" لک گار جئیس۔ بٹ آپکے بال بندھے ہونے چاہیں تھے، کس ناہنجار نے "کھول دیے

خود ہی اسکے سراپے کی آنچ سے سلگتا اسکے کھلے بالوں سے ڈسٹرکٹ ہوا تو پھر قریب آیا۔

سلوی کو لگا جیسے وہ بس قریب آنے کے بہانے کر رہا ہے۔

"میں خود باندھ لیتی ہوں"

اسے قریب دیکھے سلوی جلدی سے پیچھے ہوئی،اپنے بالوں کا بہت مہارت سے دیکھتے ہی دیکھتے میسی بن بنایا تو یزدان کھڑا کھڑا حیران رہ گیا۔

سب کہیں گے یزدان فاروقی کی وائف کو کوئی اچھا ہئر اسٹائلش نہیں ملا"

کیا؟ایسے گھونسلے والا بن آپ شادی کے بعد میرے سامنے روم میں بنا لیجئے

"گا۔پر ابھی نہیں

یزدان نے عقب میں آرکتے جھٹکے سے اسکے بال کھول دیے پھر کچھ سوچ کر آئینے میں سلوی کا ڈرا سہما عکس دیکھا اور کچھ دیر میں سلوی کے بال فرنچ میں مقید تھے،ڈھیلی بیک بریڈ فرنچ جس پر یزدان نے چھوٹے چھوٹے گلابی موتی لگا کر اسکو اپنے سامنے پلٹایا اور پھر اسکی آگے سے دو لٹیں نکال دیں۔

سلوی یک ٹک یزدان کو دیکھتی گئی۔

شک مت کیجئے گا کہ میں نے یہ کس لیے سیکھی،میں ایسے بال دی جان کے"

"بناتا تھا۔ناو یو لک مائی بیوٹی ڈال

سلوی کے سلکی گھنے بال بہت خوبصورتی سے بندھ گئے جبکہ درحقیت وہ سلوی کو خود سے قطرہ قطرہ جوڑ چکا تھا۔

سلوی کو خود سے یزدان کی خوشبو آکر ویسے ہی پاگل کر رہی تھی۔

"مجھے بھی کھلے بال کچھ پسند نہیں"

سلوی نے جلدی سے ان آنکھوں کی گہری روح جکڑتی تپش سے بوکھلائے بات بنائی۔

میرے سامنے آپ انھیں کھلے رکھیں گی پر ابھی آفیشل فنکشن" ہے۔انٹرنیشنل بھی توانکی خوبصورتی چھپی رہے یہی بہتر ہے۔ناویو فیل "کمفرٹیبل؟

وہ پھر سے سہم گئی کہ شاید یزدان اپنے حق وصولنے کے لیے اسکا کمفرٹیبل ہونا چاہتا ہے تبھی چہرے پر مزید رنگ اترے۔

"جی تھوڑا بہتر ہوں"

سلوی نے نظریں جھکائے جواب دیا۔

"اتنی نازک کیوں ہیں؟لگ رہاہے کچھ کیایا کوشش بھی کی توآپکی جان نکل جائے گی۔ مجھ سانڈ کودیکھیں،اور خود کو۔یہ کھلا تضاد نہیں کہ آپ فنریکلی اورایموشنلی دونوں طرح میرے مقابلے میں قطرہ ہیں؟فنریکلی چلیں نازک اچھی لگتی ہیں لڑکیاں پرایموشنلی تومضبوط ہوناچاہیے، سمجھ رہی ہیں میں کیا کہناچاہ رہاہوں"

یزدان کے ساتھ اب یہاں رکنا سلوی کو خطرہ لگا تبھی چاہتی تھی جلدی سے بھاگ جائے اور یزدان جانتا تھاوہ بکری ایسا ہی کچھ سوچ رہی ہے۔

"نو،مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔چلتے ہیں پلیز،مجھے ابھی سٹرونگ فیل ہورہا ہے۔میں کمفرٹیبل ہوں پارٹی میں جانے کے لیے بس"

ابھی سلوی کی بات ادھوری تھی کہ وہ نزدیک سرکاہی کہ سلوی جلدی سے کہے دروازے کی طرف بھاگی اور دروازہ آدھاکھول کر درمیان میں جا چھپی،یزدان کا قہقہہ پورے کمرے میں مستی سے گونجا۔

"مہنگا پڑے گا آپکو یہ فرار، چلیں عیش کر لیں"

فخریہ یہ آسانی سلوی کو دیے وہ اسکے ہمراہ ہی جب نکلا تو سلوی اسکے ہاتھ پکڑنے تک پر ڈری پر پھر جب ارد گرد بہت سارے لوگ دیکھے تو گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ میں ہی خود ہی یزدان کا ہاتھ مضبوطی سے تھام گئی اور یہ سلوی کا حلاوت سے ہاتھ تھامنا یزدان کے تب من میں سرور بھر گیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

لیزے اور باران کا بارہ ایک بجے تک ویلکم اس قدر شاندار تھا کہ یہ ابر آلود سی ملگجی دوپہر، کسی چمکتے سیارے کا روشن چمکدار منظر بنی، وہ جانتی تھی قدر آجانے کے بعد ایسی غیر متوقع خوشیاں اور حیرتیں ملتی ہیں پر یہ بہت زیادہ تھا۔

"لیزے، میری بیٹی"

سب سے پہلے نرمین نے ہی آگے بڑھ کر لیزے کو گلے لگایا، وہ کچھ محسوس نہ کرنے کے باوجود انکے الگ ہونے پر رسماً ضرور مسکرائی۔

"کیسا ہے میرا بچہ"

براق صاحب نے بھی شفقت سونپتے ہاتھ سر پر پھیرا، سبکی نظریں نرمین پر تھیں جو باران کے قدموں میں بیٹھے بازو پھیلائے، آنکھیں نم کیے اسکے سینے سے لگنے کو تڑپیں۔

"میں دادو ہوں تمہاری، کل ملی تھی ناں"

باران کل تو ہچکچایا پر آج جب لیزے نے مسکرا کر اسے دیکھا تو وہ فوراً سے انکے گلے جا لپٹا۔

"میرے بے بی کا بے بی گلے لگ کر سکون دے گیا، میری جان"

نرمین نے اسکے دونوں گال چومے جبکہ اسکے بعد براق صاحب نے اسکو اٹھا کر کندھے پر سوار کیا تو وہ پہلے ڈرا پھر مسکرایا جبکہ دراب اس بیچ صرف لیزے کو دیکھتا رہا۔

"سفر سے تھک گئی ہو گی، اسے کمرے میں لے جاو"

نرمین نے پیار سے دراب کی گال تھپکی اور ان دو کو کمرے میں جاتے دیکھ کر باہر آئیں اور صدقے کے دو بکرے زبع کروانے کا کہلواتیں خود بھی اندر لاونج کی سمت بڑھیں جہاں پر پوتے صاحب چھوٹی چھوٹی باتیں کیے براق صاحب کی ہستی نہال کرتے دیکھائی دے رہے تھے۔

"تم ٹھیک ہو؟"

لیزے نے کمرے میں قدم رکھا ہی کہ اسکا سر چکرایا جس سبب اسے دراب حیدر کی بازووں نے تھاما، وہ اسکے سینے لگ کر سنبھل کر کھڑی یہی سوچنے لگی

کہ وہ ہر ہر ماضی کے لمحے کو یاد کیے جب چکرائے گی تو کیا یہ شخص یونہی سینے سے لگا کر شرطوں کی پائمالی کرے گا۔

"آ جا گلے لگانا ہو چکا ہے تو دور ہٹیں"

وہ اسے پرے کرتی آنکھیں چرائے بولی، دراب کو اسکی دماغی حالت پر شبہ گزرا۔

سنبھالا تھا تمہیں، بار بار مجھے میری حدود یاد دلانے کی ضرورت نہیں۔ آو"

"بیٹھو۔ اتنی اونچائی سے گری تھی، ایفیکٹس آرام سے جائیں گے

اسے پکڑ کر میٹرس پر بٹھائے خود بھی پاس ہی بیٹھا تو لیزے نے اسے عجیب سی نظروں سے دیکھا۔

"میرے پاس کیوں بیٹھے ہیں؟"

وہ یہ بے تکا سوال کرتی دراب کو بہت ظالم لگی۔

دیگ بانٹنے لگی ہو بس تبرک لینے بیٹھا ہوں، مطلب حد ہے۔یہ کوئی سوال"
"تھا؟

لیزے اسکے تپنے پر تکلیف بھولے پھیکا سا سہی پر آنکھیں چراتی مسکرائی۔

"لیزے! لک ایٹ می"

وہ اسکا چہرہ اپنی طرف پھیرے اسکے مسکرانے پر بھی ڈوب ڈوب جاتی آنکھیں دیکھتا افسردگی سے پکارا۔

مشکل ہے آپکو دیکھنا، مشکل ترین ہے دیکھتے رہنا۔مجھے میرا بے بی لا"

"دیں، ہم اب سوئیں گے

کچھ دل و دماغ بھاری تھا تو بے وقت نیند آئی۔

"وہ اپنی دادی کے ساتھ اور پردادا کے ساتھ ہے، میں سو جاوں ساتھ؟"

دراب نے اٹھ کر تکیے درست کیے اور لیزے کا ہاتھ پکڑ کر اٹھائے اسے بٹھایا اور تکیوں سے ٹیک لگوائی، اسکے پیروں سے اسکے ہیلز سینڈل اتار کر زمین پر

رکھے اسکے پیر ہاتھ سے دھیرے سے دباتے ٹانگیں سیدھی کروائیں اور لحاف کھول کر کرواتے پاس ہی بیٹھ کر سوال کیا۔

"مجھے سکون پانے کے لیے سونا ہے، آپ کی موجودگی اب میرا سکون نہیں"

لیزے نے آنکھیں موندیں اور کہہ کر چہرہ پھیرا، دراب کی آنکھیں خفیف سی لال پڑیں۔

"میرا تو ہے، بلکہ حسرت بن چکی ہے تمہیں فیل کرنا"

دراب اس سے پہلے اٹھتا لیزے نے واپس چہرہ کرتے اپنی بازو پھیلائی، دراب نے بے یقینی سے اسکی بازو دیکھی جو دوسرے تکیے پر پھیلی دراب کے لیے کھلی تھی۔

"تم پھر کہو گی کہ ہگ ہو گیا آجکا"

وہ منہ بگاڑ کر لیزے کو دیکھنے لگا۔

"یہ آپکی آنکھوں پر ترس کھایا ہے میں نے بس"

ہر احساس سے عاری تھی پر دراب نے شوز پیروں سے ہی اتارے اور بے مروت بنا سر اسکی بازو پر رکھے ساتھ ہی لیٹ گیا، لیزے نے اسکی طرف دیکھا جو سر اسرا تنی عیاشی کے بعد بھی تکلیف میں تھا۔

مجھے دو دن بعد ہی فیل ہوا کے کچھ گڑ بڑ ہے، وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ " آپکی ضد کے آگے ہتھیار ڈالنا مجھے اتنی بڑی آزمائش میں ڈال دے گا۔ اماں بابا نے کہا بھی تھا جب تک وہ امیر زادہ اپنے گھر والوں کو لا کر تجھے رخصت نہیں کرواتا، اسکے پاس بھی مت بھٹکنا پر مجھے کیا پتا تھا وہ امیر زادہ مجھے بے بس کر دے گا، ایسی ہی شکل بنائی تھی آپ نے اس دن بھی۔ بہت برے لگ رہے ہیں"

وہ بولنا شروع ہوئی تو دراب کی روح کو کانٹے چبھنے لگے، وہ اسکی بازو سر سے نکالے کروٹ پر لیٹے اسکی بازو اسکے ساتھ سیدھی کیے لگاتا ساتھ ہی لیٹا لیزے کی آنکھ سے نکلتی نمی دیکھتا اپنے ہاتھ کی پوریں اسکے رخسار پر پھیر گیا۔

"اس رات میں بس تمہارا تھا لیزے"

دراب کے جملے پر وہ جگر پاش سا مسکائی۔

مجھے بھی یہی لگا تھا، تبھیٔ انجام کی پرواہ نہیں کی تھی۔ میں اس ایک رات کو" اپنی زندگی سے نکالنے کے لیے مر رہی ہوں حیدر، نہ وہ رات نکل رہی ہے نہ "موت آ رہی ہے

وہ اسکے ہونٹوں پر انگلیاں رکھے اسکا چہرہ اپنی سمت موڑے ان درد میں گم آنکھوں کو دیکھتے رحم طلب ہوا۔

"ایسے نہیں بولو، میں سب ٹھیک کر دوں گا، سب بھول نہیں سکتی تم؟"

دراب کی غمزدہ سرگوشی سنے لیزے نے اسکے ہاتھ کی انگلیاں اپنے ہونٹوں سے ہٹائیں اور کروٹ بدل کر لیٹی، دراب نے آگے سرک کر اسے حصار اتو لیزے کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

"مجھے مجبور مت کریں، چھوئیں بھی مت۔ پلیز جائیں حیدر مجھے سونے دیں"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر ہٹاتی دراب سے دور ہوئے سرک کر لیٹی جس پر وہ دوسری طرف کروٹ بدلتے ہی اٹھ بیٹھا اور لیزے پر جھک کر لحاف کرواتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے کیسے یقین آئے گا کہ تم واقعی سو رہی ہو"

وہ اسکی طرف آئے بیٹھا، ہاتھ بڑھا کر لیزے کی کن پٹی سہلائی، وہ بند آنکھوں بھی بے چین ہوئی۔

"جیسے کل یقین کر لیا تھا سب نے کہ لیزے سو رہی ہے"

وہ اسکے جواب پر اسکو پکڑ کر سیدھا کر گیا جس سبب لیزے کو آنکھیں کھولنی پڑیں۔

"تم سوئی نہیں تھی؟ میرا دل تبھی بے چین تھا"

دراب کے جواب پر لیزے مسکرائی۔

"تبھی ساری رات مزے سے سوئے رہے"

وہ شکوہ کر رہی تھی، دراب کا سکڑا ہوا دل پھیلا۔

"وہ تو تمہاری خوشبو تھی میرے پہلو میں، باران۔ سکون ملا تو آنکھ لگ گئی"

وہ اسکو جیلس کروانے کی کوشش میں کامیاب ہوا۔

"یعنی لیزے کا نعم البدل مل گیا آپکو"

دراب سمجھ نہ پایا وہ چاہتی کیا ہے، ہاں اور ناں میں پھنسا دیا تھا لیزے نے اسے۔

"اب تم جیلس ہو رہی ہو"

دراب کے کلر مسکرانے نے لیزے کی بیٹ مس کی، وہ نظریں ہٹا گئی۔

"میں اپنے بے بی سے جیلس نہیں ہو سکتی"

لیزے کے لہجے میں لڑکھڑاہٹ تھی جس پر دراب مر مٹا۔

میرے لیے تمہارا دل اب بھی محسوس کر رہا ہے کچھ تو ٹیل می، اگر ان" جذبات پر گرد جمی ہے تو میں ہٹا دوں گا۔ لیکن اگر تمہاری محبت ختم ہو گئی تو پھر سے کر لو ناں، کیونکہ مرنے سے پہلے تمہیں خود سے دور جانے نہیں

دوں گا۔مجھے تھوڑی اہمیت دو لیزے،اپنے دل کا سکون نہ سہی،اپنے بے بی کا باپ ہی سمجھ لو۔تمہاری شرائط میرے حلق کا پھندا ہیں۔ سمجھو اس بات کو"

وہ بری طرح جکڑا ہوا بے بس و بے مراد تھا جبکہ لیزے اسے ایسا ہی دور رکھنے پر بضد تھی۔

"آپکی قربت میرے حلق کا پھندا ہے، مجھے اپنا بچاو بھی کرنا ہو گا تو شرائط بلکل نہیں ہٹیں گی،اب جائیں۔میری بصارت آپکو دیکھ دیکھ کر زخمی ہو گئی ہے"۔ہٹیں میری نظروں سے کہ انکو سکون ملے

لیزے کے الفاظ کی حدت و تمازت پر دراب کا دل تڑپ سا گیا،مزید ایک لفظ کہے وہ اٹھا اور کمرے سے نکلا پر دروازے سے باہر آ کے پوری قوت سے اپنا ہاتھ دیوار پر دے مارا۔

اگر سچ میں میری قربت تمہارے حلق کا پھندا ہے اور تم اگر واقعی مجھے دیکھ"
"کر تکلیف محسوس کر رہی ہو تو بہتر ہے مر جاوں میں

دراب نے خود کو بد دعا دیتے قدم بڑھائے ہی کہ باران کو آتا دیکھے آنکھیں
چرا کر رگڑ گیا۔

"مموں نے دانٹا ہے کیا؟ رو کیوں رہے ہیں آپ؟"

باران کے سوال پر دراب وہیں اسکے قدموں میں بیٹھا۔

تمہاری مموں مجھ سے ناراض ہے، بہت سخت۔ تم کہو نہ اسے مجھے بھی تمہاری"
طرح بہت سارے ہگز کرے۔ کسسیز کرے۔ میں اسے بہت مس کر رہا
ہوں، تمہاری مموں کا دل دکھایا تھا میں نے، ہرٹ کیا تھا۔ بہت زیادہ پین
"دیا، کیا اس سب کے باوجود تم میری سفارش کرو گے؟

باران سب سننے کے بعد ناراضگی سے دراب کو گھورا۔

بلکل نہیں، جو میری مموں کو ہرٹ کرے، وہ مجھے بلکل پسند نہیں۔ میں مموں"
"کے پاس جا رہا ہوں، کہوں گا آپکو نہ ہگ کریں نہ کس، یو آر بیڈ بابا

وہ کہہ کر وہاں سے بھاگتا کمرے میں گھسا جبکہ دراب کھٹن سی سانسیں بھرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"ممو"

باران کی پکار پر وہ جو یونہی آنکھیں بند کیے لیٹی تھی فوراً اٹھ بیٹھی تو باران آکر اسکے سینے سے لپٹ گیا۔

ممو، بابا نے ہرٹ کیا آپکو۔ پین دیا؟ رلایا۔ میری ممو کو رلانے والا گندا" ہے۔ چلیں واپس نانو کے پاس۔ آپ روئیں گی، میں نہیں چاہتا آپ روئیں۔ میں آپکا سٹرونگ مین آپکے ساتھ ہوں، آپ مت ڈرنا۔ آپ مت ڈریں ممو"

وہ خود رونے لگا جس پر لیزے نے اسکے دونوں اپنے چہرے کو چھوتے ٹھنڈے ہاتھ چومے، دونوں گال پیار سے چومتے دلاسا دیا اور آنسو بھی پونچھے۔

میں نہیں ڈر رہی بے بی، مت رو میری جان۔اور آپکے بابا نے بھلے مجھے "
ہرٹ کیا ہو پر آپ انکی جان ہو۔میں خود ٹھیک کر لوں گی اس بیڈ مین کو، پر
"آپکے لیے وہ گڈ مین ہیں۔ایسے نہیں بولنا دوبارہ
لیزے نہیں چاہتی تھی کہ باران کے دل میں دراب کے لیے کوئی کڑواہٹ
آئے۔

"پر وہ خود کہہ رہے تھے یہ سب "
باران نے معصومیت سے سوں سوں کرتے بتایا، لیزے نے اسے پھر اپنے
سینے لگایا۔

وہ تھوڑے ایموشنل ہو گئے ہوں گے، آپ انکی ایسی بات ایک کان سے "
"سن کر دوسرے سے نکال دینا۔یہ بتاو دادو اور بڑے دد ھوا چھے لگے ؟
لیزے نے اسکا دھیان بھٹکایا تو وہ فورا سے مسکرائے سر ہلا گیا۔

میری جان کا ٹکرا، آجاو ممو کے پاس کچھ دیر سو جاو، کل سے سکول جائیں"

"گے مسٹر باران، آج کی تو چھٹی خوب انجوائے کرلی مسٹر آپ نے

لاڈ کے سنگ وہ فوری جا گرز اتارتا کوٹ اتار کر فورا سے ممی کے ساتھ آلیٹا اور چھٹی پر تو موصوف کی شرارتی مسکراہٹ اور ہیزل براون آنکھوں کی چمک اضافی ہوئی۔

"ممو کل کی چھٹی نہیں کرنے دیں گی؟"

باران کے پوچھنے پر لیزے مسکائی۔

"وہ کس خوشی میں؟"

لیزے نے آئیبرو آچکائے۔

"بابا ملنے کی خوشی میں"

چمکتی آنکھوں سمیت ہی وہ لیزے کو تکتا بولا تو اک لمحہ لیزے کی مسکراہٹ غائب ہوئی اور پھر پہلے سے زیادہ خوبصورت ہو گئی۔

دراب دروازے میں کھڑا رگڑ کے سبب چھل جاتے ہاتھ کی پرواہ کیے بنا لیزے اور باران کو دیکھ رہا تھا، جسم اور روح کی تکلیف، درد وہ اندر موجود دو ہستیاں نگل گئیں۔

وہ آج آپ نے کرلی بے بی، کل نو چھٹی۔ ابھی تھوڑی دیر سو جاو پھر اٹھ کر "اپنا ہوم ورک کر لینا پینڈنگ، آپکی ڈائری آپکی میم سے منگوالی تھی

لیزے کی طرف دیکھے وہ مایوسی سے منہ پھلاتا ساتھ چمٹ گیا، لیزے بھی پرسکون ہو کر آنکھیں موند گئی۔

دو منٹ ہی گزرے کے باران بھاری سانسیں بھرنے لگا جسکا مطلب تھا وہ سو گیا، لیزے نے اسکے سو جانے کا یقین کرنے کو آنکھیں کھولیں تو نظر دروازے میں کھڑے دراب پر گئی، وہ اس سے پہلے نگاہ چراتی، دراب کے ہاتھ کی سرخی دیکھے بے چین ہوئی۔

دھیرے سے باران کو خود سے الگ کیے لٹا کر تکیہ اسکے بازو تلے دیتی وہ اٹھی،اس سے پہلے دراب وہاں سے جاتا،لیزے نے کمرے سے موزوں میں دبے پیروں باہر لپکتے دراب کا ہاتھ پکڑا،وہ اسکے ہاتھ کی پشت پر خراش دیکھے سمجھ گئی کہ دراب نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

"تم شرائط میں باندھ کر رکھو گی تو خود کے ساتھ اس سے بھی برا کروں گا" لیزے کچھ نہ بولی پر اپنی آنکھوں میں تکلیف سے بھرا سوال ضرور سمیٹ لائی۔

ایموشنل بلیک میل نہیں کر سکتے یاد رکھیں،آپ باران کے لیے ضروری" "ہیں صرف اس لیے فکر ہو رہی ہے۔آئیں اندر

وہ اس ڈھیٹ کو اسی ہاتھ سے کھینچے اندر لائی اور آہستگی سے لا کر بیڈ کی پائنتی کی جانب بٹھایا اور خود اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لے کر جائزہ لینے لگی،انگلیوں

کے جوڑ بڑی طرح جلد چھلنے کے سبب سرخ تھے، جب لیزے نے بے ارادہ نظر اٹھائی تو ویسی سرخی دراب حیدر کی آنکھوں میں تھی۔

اٹس اوکے لیزے! معمولی خراشیں ہی تو ہیں۔ مجھے سکھی کی طرف جانا"

"ہے، لیٹ ہو رہا ہوں

وہ اس سے مرہم لگوانا نہیں چاہتا تھا، کیونکہ درد کا احساس اسے درکار تھا، لیزے نے اسکے انکار پر کچھ نہ کہا اور ہاتھ چھوڑتی دو قدم دور ہوئی جس سبب دراب اٹھ کھڑا ہوا، پلٹ کر اک نظر سوئے باران پر ڈالی۔

سکھی سے ڈریسنگ کروا لیجئے گا، ویسے بھی کافی ماہر کیمیکل مین ہیں"

"وہ، پھونکیں گے بھی تو شفا مل جائے گی

لیزے واپس باران کے پاس جانے کا ارادہ کیے پلٹی تو دراب کے من میں ناجانے کیا آئی کے اسے بازو سے پکڑ کر پلٹائے اپنے روبرو گھسیٹ لایا۔

یہ طنز تھا؟یعنی پس پردہ تم میرے سکھی کی طرف جانے پر جیلس"
ہو۔کیونکہ تم چاہتی ہو میں تمہارے ارد گرد رہوں۔ٹھیک کہہ رہا ہوں
"ناں؟

وہ دانستہ مدھم آواز رکھے بولا،لیزے حیران تھی کہ وہ کیوں ہر کسی سے جل رہی ہے، یہاں تک کہ دراب کے سائے سے بھی،اسے چھوتی ہوا سے بھی۔

"بولو،ایڈمٹ کرو کہ مجھے دیکھ کر پگھل رہی ہو"

وہ حد پار کر رہا تھا،لفظی ہیر پھیر میں پھنسا رہا تھا۔

"آپ کو دیکھ کر موم بتی نہ پگلے،میں تو دور کی چیز ہوں"

لیزے اسکے سکھ لمحے میں دکھ بنا کر جتا گئی،وہ اسے دیکھنے لگا،لیزے کے دل تک ان ہیزل براون آنکھوں کی تپش اترنے لگی۔

"اپنا حق لے لوں؟"

دراب نے اسکے خوبصورت ہونٹوں اور نرم گالوں کو دیکھتے اپنے بے بس ہونے کو اک جملہ سا بنایا۔

"موقع نہیں ہے، جائیں دیر ہو رہی ہے آپکو"

وہ اسکے ہاتھ سے اپنی بازو جھٹکنے لگی پر ڈھیلی تک نہ پڑی۔

"موقع مطلب؟ میری خواہش ہے اور تم اسکو پورا کرنے کی پابند ہو"

دراب کے اندر انگارے سے سلگے۔

اسی پر شکر کریں کہ آپکی فرمابردار بن کر یہاں چلی آئی، میں اس انسان کی" کوئی خواہش پوری نہیں کروں گی جس نے میرے اندر خواہشات کو ابھرتا

"دیکھتے ہی پیروں تلے روند دیا تھا

لیزے نے اسکی آنکھوں کی طلب ماردی۔

"تم دور ہی اچھی تھی، یوں زیادہ دل کاٹ رہی ہو"

وہ کرب کی حد پر چلایا، یہاں تک کہ لمحہ بھر باران بھی شوریدہ واویلے پر کسمسایا پھر سو گیا۔

"ٹھیک ہے چلی جاتی ہوں"

وہ ہاتھ جھٹک کر پلٹی، دراب اسکے پیچھے خوار ہونے پر تیار تھا پر یہ والی لیزے مار رہی تھی۔

"لیزے"

وہ اسکو عقب سے سینے لگاتا ہاتھ اسکے آگے باندھے خود میں بھینچ گیا، لیزے کو اسکی نم سانسیں کان کے قریب سنائی دے کر دکھی کر گئیں۔

"اگر باران کے ساتھ اسکی ماں چاہیے تو ٹھیک، باران کے ساتھ اپنی لیزے ڈھونڈیں گے تو خاک بھی نہیں ملے گی اسکی"

لیزے نے اسکے ہاتھوں پر ہاتھ جماتے غیر مرئی نقطے پر نگاہ جمائی، وہ اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے آنسو نہ بہانے کی پوری کوشش میں تھا۔

"مت کرو ایسا عشقم، تمہیں دیکھائی نہیں دے رہا کہ تمہارے گریز میری جان پر بن رہے ہیں"

وہ اسکے مسلسل ایسے رویے پر چیخ گئی، ہاتھ کھولے اور گھوم کر روبرو ہوئی۔

اور آپکا میری طرف آنا، میری جان پر بن رہا ہے۔ خود بھی دیکھنے کی کوشش "
کریں۔ رحم نہیں آرہا مجھے آپکی اس تکلیف پر حیدر۔ مجھے دیکھنے سے بھی
"محروم ہو جائیں گے، بیہیو پلیز

آخری تنبیہہ کی گئی، دراب اسے پکڑ کر کھینچے سینے کے ساتھ جوڑے چہرے
کے قریب کر گیا، وہ لمحہ بھر سہمی۔

اس دراب حیدر جدون کے خوبصورت، قابل رشک، چھونے کے لائق "
جسم کو تمہارے سوا کسی نے نہیں چھوا، اور اگر تم بھی اچھوت کی طرح دور
رکھو گی خود سے تو دیمک کھا جائے گی، میرا اندر تو چاٹ گئی یہ گھن، مجھے باہر
"سے سلامت رہنے دو

لیزے صرف اسکی سلگتی قربت سے بدحواس نہ تھی بلکہ اس شخص کی
دھڑکنیں بھی لیزے پکار رہی تھیں۔

وہ سہم گئی، دراب کی آنکھوں کے جذبات سے۔

ہاتھ جو دراب کی دسترس میں کانپ رہا تھا۔

اسے کھینچا تو وہ اسکے کھو جانے سے ڈر کر اسے اپنی اور کھینچ گیا۔

"شنائل کو بہت بار آپکے ساتھ دیکھا میں نے ان سات سالوں"

لیزے کے جواب پر لمحہ بھر دراب کے چہرے کی ہر تکلیف ہٹی، وہ جو بے حد قریب تھی، تھوڑی دور کی گئی۔

مطلب تم سات سال سے مجھ پر نظر رکھے ہوئے تھی، تو سامنے کیوں نہیں"

"آئی۔ ظالم لڑکی

وہ اسکے بپھرنے پر پھیکا سا مسکرائی۔

آپکی بربادی دیکھنا چاہتی تھی، آپکے چہرے پر شکستگی دیکھنے کی خواہش"

تھی۔ پر نہیں ملی، نہ آپ برباد ہوئے نہ میرا چھپ چھپ کر آپ پر نظر رکھنا

"ختم ہوا

وہ ہمیشہ سے بہت سیدھی اور سچی تھی، ہر بات منہ پر کہنے کی عادی۔

میری بربادی اب دیکھ لو، قریب سے ہی نظر آسکتی تھی۔بظاہر کچھ نہیں ہوا"
پر حقیقت میں میرا کچھ نہیں بچا۔رہی بات شنائل کی، وہ ممی کی فریگرنٹ
"ہاوس کے سگنیچر پرفیوم کی برینڈ امبیسیڈر ہے
لیزے نے جان بوجھ کر نظریں چرائیں۔

"واٹ ایور"
وہ آنکھیں گما کر ادائے نیازی سے بولتی کسی کو بھی فنا کر سکتی تھی۔
"تم پھر جیلس ہوئی؟"
دراب کے کان سے لگ کر کیے سوال پر لیزے نفی میں گردن گما گئی۔
"سات سال سے پھر میں جیلس ہوں کیا؟ مطلب کچھ بھی"
وہ اپنی چوری چھپانے کو الٹا خود ہی اعتراف کر بیٹھی، دراب مسکرایا۔
بے حد جیلس، یو نو اس چھچھوری نے مجھے کس کرنے کی کوشش بھی کی"
"تھی، میں نے جواباً پتا کیا کیا؟

دراب یکدم ہی جاسوس ٹون اختیار کرے لیزے کو پتھرا گیا۔

"واٹ؟"

لیزے کا تو دم پہلے انکشاف پر ہی نکلا، جو دراب نے محظوظ ہوتے دیکھا۔

"جواب تو سن لو"

دراب نے اسے اکسایا۔

کیا کیا؟" لیزے کے ہونٹوں سے بے اختیار پھسلا۔"

بہت زور سے بچاری کے منہ پر پنچ مار دیا، دو ہفتے خراب لپ فلر والا منہ لے"

کر گھر میں بند پڑی رہی تھی، اہم شوٹنگ تھی اسکی وہ تک کینسل ہو گئی، پتا

"نہیں کتنا نقصان ہو گیا بچاری کا

دراب نے بتایا ہی اتنے مزے سے کہ لیزے کی ہنسی نکلی، خود دراب بھی قاتلانہ مسکرایا، اس سے پہلے وہ مسکراہٹ ختم کرتی، دراب نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیا۔

مجھے تمہاری اس ہنسی کا انتظار تھا، یہ اب بھی تم پر بہت پیاری سجی۔ میں "
"پریشان نہیں کروں گا

بے خودی کے سنگ وہ لیزے کی گال پر اس قدر پیار سے جھک کر اسے چوم گیا کہ لیزے کا اسکے اس سادہ مگر شدید لمس پر ہی دل دھک سے رہ گیا، دھڑکنیں ڈگر بھلا گئیں، رونگٹے کھڑے ہوئے۔

مدت بعد جیسے کسی پیاسی زمین پر ابر برسا ہو، وہ دور ہوا تو لیزے کی آنکھوں میں محبت بھری شکائیت تھی، دیوانہ کر دینے والی شکائیت۔

آج کے سارے حق وصول کر لیے میں نے پر رات میری مشکل سے کٹے "
گی، اگر تمہارے دل میں زرا سی بھی میری محبت باقی ہے تو ایسا ہی سادہ سا کسی
"بھی پل تم بھی چھو لینا۔ اتنا برا بھی نہیں ہوں لیزے

دراب نے اپنے سحر سے لیزے کی دھڑکنیں بس میں کیں اور اسکے ہاتھوں کو دیوانگی سے چومتا کمرے سے نکل گیا، لیزے کی آنکھیں دفعتا بھیگیں اور پھر آنسو تھے کہ گالوں پر شفق بنے رینگنے لگے۔

زرا سی نہیں حیدر، شائد میرے دل میں قیام پذیر ازل سے ابد تک بس آپکی" محبت ہی ہو گی۔ صرف محبوب ہوتے تو کاٹ ڈالتی آپکا دل کسی نوکیلی شے سے پر آپ میرے بے بی کے سر کی چھاوں ہیں۔ اسے اپنا جتنا مرضی حصار بخش دوں، اسکے سر کی چھاوں نہیں بن سکتی، وہ آپ ہی ہیں۔ اف لیزے تم ہمیشہ سے اتنی بے بس کیوں ہو"

خود پر افسوس کرتی وہ وہیں پائنتی کی جانب بیٹھی، گہرے گہرے سانس بھرے پر دل لمحہ بہ لمحہ بھاری پڑتا گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

ویسے ایک بات بتا، تو دبئی ایسا کیا کر رہا ہے کہ تیرے دن پھر گئے، ہمیں"
بھی کوئی ٹوٹکا دے، گھر سے لعنتیں سن سن کان پک گئے اور نوکری
"ڈھونڈنے نکلو تو چپل گھس جاتی ہے
سنو کر کلب میں گرما گرم گیم سجی تھی، جمشید کے یار بیلی ہی اس کے کرتا دھرتا تھے، دن کو یہ اڈا سنو کر گیم کلب بن جاتا تو رات کو یہاں جوا چلتا، مکرو مشروبات سر عام پیے جاتے اور یہاں کا انسپکٹر خود آکر جوئے کی بازیاں لگاتا سو ریٹ پڑنے کا خطرہ بھی ندارد۔

اس وقت بھی جمشید اور وہ قاسم نامی لڑکا برینڈ سگریٹ کے کش لگائے منہ سے دھوئیں اگلتے ساتھ ساتھ گیم میں مست تھے۔

میں نے بتا دیا تو غش کھا کر گرے گا اور یہیں مر جائے گا، تو پیسہ بتا میں"
"دے دوں گا۔ یہ مت پوچھ جمشید احمد کرتا کیا ہے
جمشید کی نوابی ٹون پر قاسم کی نگاہوں میں لالچ سا ٹپکا۔

یار پھر بھی، پارٹنر بنالے۔ تیرا بچپن کا سنگی ہوں۔ابا روز در جن بھر ماں"
بہن کی گالیاں دیتا ہے، ماں دمے کی مریض ہے اور بہن کا رشتہ نہ آنے پر
بچاری بوڑھی ہو رہی ہے۔ چھوٹا بھائی دن بھر لفنڈریاں کرتا ہے اور تمیز چھو
"کر نہیں گزری، کچھ تو بتا یار میں اس زلت سے نکلوں

قاسم کی مرجھائی شکل پر جمشید کو ترس آیا پھر کچھ سوچے لمبا سا سگریٹ کا
کش لیے وہ قاسم کے کندھے پر بازو حمائل کر گیا۔

میں ایک اڈا چلاتا ہوں، بڑی بڑی ماڈلز کو بے لباس کیا جاتا ہے، انکی تصاویر"
اور وڈیوز بنا کر پھر ان سے سب کچھ یعنی مال وغیرہ لوٹا جاتا ہے۔ یہ کام
سپاریوں پر ہوتا ہے، چھوٹی ماڈلز کو دبئی کے نائیٹ کلب میں بیچا جاتا ہے اور
بڑی ہمارے مالکوں کی عیاشی کے لیے اوپر پہنچائی جاتی ہیں۔ میں تو اس گند
میں لتھڑ گیا ویرے پر تجھے یہی صلاح دوں گا غربت کی صاف زندگی، گندگی
"بھری عیاشی سے بہتر ہے

قاسم کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں، جمشید قہقہہ مار گیا۔

"توری___پ بھی کرتا ہے انکا؟"

قاسم کی آواز ہکلائی۔

"نہیں میرے ماتحت ہیں، وہ یہ کرتے ہیں اگر کسی کا کام آنکھیں سیکنے سے ٹپ جائے تو بدن بھی سیک لیتے ہیں۔ میرا کام آگے کا ہے، کوئی سر پھری عورت اگر اسکے بعد بھی اکڑے تو اسکی اکڑ مجھے توڑنی ہے، وہ طریقہ بھی مجھ پر ہے"، ضروری نہیں وہ کیا جائے۔ پر ابھی تک ایسا کوئی کیس نہیں آیا

جمشید کا یہ سب آرام و سکون سے بتانا قاسم کی روح لرزا رہا تھا۔

"تیرے اماں ابا کو پتا ہے تو کیا کر رہا ہے؟"

قاسم کی آنکھوں میں دہشت سے نمی اور ہراس اترا۔

جمشید کھل کر ہنسا۔

"پتا ہوتا تو شرم سے مر جاتے، گندا ہے پر دھندا ہے۔ کیا ملا مجھے گریجویشن کر کے، ٹاپ کیا تھا۔ پر میرا وظیفہ کرپٹ تعلیمی مکمحے پر براجمان سو* کھا

گئے۔میرے باپ کی ملیں نہیں تھیں کہ فیس بھرتا،سوچا تھاوظیفہ لگے گا تو اپنے بل بوتے پر کچھ کروں گا پر سالی یہ دنیا،اسکا بس چلے جسم کے لنگدرے (زرے) نوچ لے۔بس یہی حل نظر آیا۔یہ کاروبار صدیوں سے ہو رہا ہے،وہاں ان ملکوں میں یہ بزنس ہر دوسری گلی میں ہے۔تجھے ایک چھوٹی ڈیکنگ کی صاف ستھری پوسٹ دے سکتا ہوں۔اگر منظور ہے تو ٹھیک ورنہ چلا یہی کلب پارٹر نشپ پر اور اس منحوس شیراز کے چند ہزار کے لیے تلوے چاٹتا رہ"

قاسم کا دل بھلے دہل رہا ہو پر وہ ہر دوسرے بے روزگار کی طرح اب تنگ آئے کچھ بھی کر گزرنے پر راضی تھا۔

"مجھے منظور پر کوئی گناہ مت کروانا۔اس کلب پر برابر پیسہ لگایا تھا،اماں نے ابا سے چوری اپنے آخری دو گنگن بھی بیچ دیے کہ چلو میں کاروبار لگالوں۔ابا کو پتا لگا میری قبر کھود دے گا کہ میں نے اس کنجر خانے پر پیسہ لگایا،وہ سمجھتے ہیں

میں شیراز کا نوکر ہوں۔بس یہ امیر باپ کا بیٹا ہے اور میرا باپ ایک موچی ہے، غریب کی کوئی عزت اور زندگی نہیں بچی"

قاسم سوز جذبات سے رویا تو جمشید نے اسکا کندھا تھپکا۔

"پرسوں واپسی کی فلائیٹ ہے، جاتے ہی تجھے بلوانے کا انتظام کروں گا۔بس دس ہزار اریخ کرلے ایجنٹ کو دینے کے لیے۔میری بیس ہزار فیس معاف"

قاسم نے مشکور ہوتے جمشید سے گلے لگتے آنسو رگڑے۔

"بہت شکریہ یار"

قاسم کی آنکھیں بار بار بھیگیں اور تبھی جمشید کا فون "ہیڈ" کے نام سے بجا، جمشید فوری الرٹ ہوا۔

"اگلا ٹاسک ہے 'شنائیل شمدی'۔اور یہ یقینا تیرے والا کیس ہو گی۔کیونکہ کئی کے آگے عزت بیچ چکی ہے۔سنبھال لے گاناں میرے شہزادے؟"

یہ گمنام آدمی اصل اس سٹوڈیو کا مالک تھا، گرمیل نام تھا، پیشے کے اعتبار سے ایک فوٹو گرافر تھا لیکن درحقیت غلاظت کا ڈھیر۔

"شنائیل شمدی، وہ سپر ماڈل اور ایکٹرس؟"

جمشید کے دماغ میں ایویں نام چمکا کہیں ٹی وی میں شاید سنا تھا۔

"ہاں، سنا ہے بہت پیسہ جمع کر رکھا ہے، سارا پتا لگوا لیا ہے۔ تین دن بعد ایک کمرشل شوٹ کے لیے دبئی ایکسپو سینٹر آ رہی ہے۔ اسکو اٹھوانے کا پلین ایسا ہو کہ میرا دل اش اش کر اٹھے، باقی ڈیٹیل تیرے واپس آنے پر۔۔۔ یاد رہے ایک نمبر کی وہ والی عورت ہے تو سنبھلنے کی ضرورت تجھے پڑنے والی ہے۔۔۔ تیری مردانگی خطرے میں ہو گی میرے بچے۔۔۔ اپنی جوانی اس ناگن سے بچانا، ٹاسک میں ٹاسک ہو گا۔۔۔ بائے"

وہ گرمیل خباثت اگلتے کال کاٹ گیا پر جمشید کی آنکھوں میں خمار اور لبوں پر یہ ترنم خیز نام گنگناہٹ بنا، پھر اسکی گہری سیاہ آنکھیں چمکنے لگیں۔

قاسم اپنی گیم کھلنے میں لگا تھا جبکہ جمشید اپنا پلین ترتیب دینے میں پراسرار سا گم ہوتا چلا گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"کیا آپکی ماڈل مسیز یزدان ہیں؟ آریو شیور؟"

سوٹڈ بوٹڈ سا نفیس آدمی کچھ ڈاکومنٹس فائلز سائن کروانے کے بعد حیرت سے یزدان کو دیکھنے لگا، باہر پارٹی خوبصورتی اور کامیابی سے ختم ہو چکی تھی، سلوی کو وہ دی جان اور بابا کے ساتھ چھوڑ کر زرا اندر ریسٹ ہاوس میں موجود اپنی سٹڈی میں آیا تھا۔

یس آئی ایم شیور، اب سے میری تمام کلکشن کی سگنیچر ماڈل وہی ہوں" گی۔شنائیل کو جلد از جلد ریموو کریں۔ جتنی اسکی اس کنٹریکٹ کے ختم ہونے پر پیمنٹ بنے حوالے کریں۔ وقت آگیا ہے کہ اب مجھے کچھ اہم قدم اٹھانے ہوں گے"

یزدان کے بھینچے چہرے پر غصہ اور برہمی تھی، وہ آدمی دراصل یزدان کا لیگل ایڈوائزاور مشیر تھا۔

ہمم، آپ نے بہتر ہی سوچا ہوگا پر مارکٹ میں شنائیل بہت ہائی لیول پر ہے" سر۔ نیا چہرہ نقصان بھی دے سکتا ہے اگر ہٹ نہ ہوا، آپکی کلکشن ڈسپلے شنائیل کرتی تھی تو بات اور تھی، اسکی دنیا دیوانی ہے۔ پھر آپ تو کافی پوزیسسو ٹائپ ہیں تو کیسے اپنی وائف کو ان کریں گے اس انڈسٹری میں ؟ آئی "مین۔۔۔۔

وہ آدمی یزدان کے فیصلے پر کیا اعتراض کرتا کہ اسی لمحے دراب کے اندر آکر سر پر کھڑے ہو کر غیض و غضب سے گھورنے نے ہی سکھی کا دل روک دیا۔

"جو کہا ہے کریں اور جائیں"

سکھی اپنے لیگل ایڈوائز کو فری کرتا خود مجرم کی طرح دراب کے روبرو آرکا۔

ہم بھلے شنائیل کے ساتھ مخلص نہ ہوں پر اسکی شکل پر بہت سا کما سکتے ہیں"
اور کمار ہے ہیں، تو ایسی بیوقوفی کرنے کا سوچ بھی کیسے سکتا ہے سکھی؟ اسکا
چہرہ، اسکی فین فالونگ، یہ سب ممی اور تجھے کئی سال سے گئن کر کے دے
رہا ہے۔ وہ ممی کے پرفیومز برینڈز کی پبلسٹی کرتی ہے تو تیرے یہ زیوارت
پہن کر لوگوں کو اٹریکٹ کرتی ہے۔ اور سلوی! اس سے پوچھا ہے تو
نے؟ ماڈل بنائے گا، اچھا تھا کسی ماڈل سے ہی شادی کر لیتا جو تیرے شوق کے
مطابق چلتی۔ وہ چار دیواری میں رہنے والی پیاری سی سلوی، جانتی ہے کیا کہ
"اسے یزدان فاروقی کا ہونے کے لیے کتنی بڑی قیمت چکانی پڑے گی؟
دراب کے اندر گویا آگ لگی پر سکھی مجرمانہ سی سانس بھر کر رہ گیا۔
سلوی میرے لیے یہ کر گزرے گی، اور اسکے ساتھ میں بھی ہوں گا۔ رہی"
بات شنائیل کی اب ختم کرنا ہو گا یہ مطلبی تعلق۔ بہت سوار رہ لی وہ ہم پر، اس
"نے اپنی شکل مفت میں نہیں دی، قیمت لی تھی اس نے مجھ سے
اک لمحہ دراب کو لگا اسکے پیروں سے زمین نکل گئی۔

"واٹ ! کیا بکواس کر رہا ہے تو سکھی"

دراب نے اسکا گریبان جکڑا، سکھی کے چہرے پر تکلیف اڈی۔

"تیری اور لیزے کی مجرم کو بچائے رکھنا تھا قیمت"

بہت کوشش کے باوجود بھی سکھی کی زبان یہ جملہ ادا نہ کر سکی جبکہ دراب اسکی خاموشی پر اور وحشی ہوا۔

"بک ناں، منہ میں دہی جما لیا کیا؟"

دراب غصے سے دھاڑا۔

سلوی کا معاملہ میں حل کر لوں گا، جب مجھے یہی کام کرنا ہے تو دنیا کو پتا ہونا" چاہیے میرے زیورات پہننے کا پہلا حق صرف میری بیوی کا ہے کسی منحوس کا نہیں۔ وہ یقینا اسے اچھے وے میں لے گی تو فکر مت کر۔ رہی بات قیمت کی تو ہر جواب کا اک وقت ہوتا ہے جگرو، تو پارٹی پر آیا ہے ناں چل چلتے ہیں باہر"

سکھی کی مشکوک حرکتیں دراب کے جسم میں انگارے دہکا گئیں۔

اب تیری دور کی وہ سہیلی منحوس ہو گئی ایک دم، کل تک تو تو اسے اپنا نعم "

البدل سمجھتا تھا۔ میرے سر پر سوار کر جاتا تھا جب جب مجھے تیری ضرورت

ہوتی۔ میں مجبورا اس پر لعنت بھی نہ ڈال سکتا تھا کیونکہ ایک تو وہ ممی کے

ساتھ کام کرتی ہے دوسرا کہیں نہ کہیں مجھ پر فلیٹ تھی۔۔۔۔۔ چل کیا رہا

ہے تیرے اندر سکھی؟ بول ورنہ تیرا کلیجہ چیڑ کر سچ نکال لوں

"گا۔۔۔۔۔ پارٹی گئی بھاڑ میں، سلوی تیرا سر گنجا کرے تب قرار آئے گا

دراب کو الو بنانا کسی کے بس کا نہ تھا، یزدان نے اسکے ہاتھ گریبان سے جھٹکے

اور منہ پھیرا۔

" بات مت کرنا میسنے "

دراب اسکے نخرے مزید نہ سہے لمبے لمبے ڈگ بھرتا سٹڈی کا دروازہ زور سے

پٹخے نکل گیا جبکہ یزدان نے شرٹ کے دو اوپر وی بٹن کھولے اور رولنگ

چیئر پر بیٹھے مشکل مشکل سانس بھرے سر پیچھے کو ٹیک گیا۔

دراب باہر سب سے ملااور سبکوایک اہم کام کاکہے نکل گیاجبکہ دھیرے دھیرے مہمان رخصت ہوئے توسب ہی سکھی کی کمی محسوس کرنے لگے۔ فہیدہ، سجاول کے ساتھ چلی گئیں کیونکہ سلوی نے انکوبتایاکہ اسے سکھی ڈراپ کرے گا، سلوی نے اس نیت سے کہ سکھی مصروف ہیں کہیں، چینج کرلیالیکن جب سارا ریسٹ ہاوس خالی ہوااور رات سی ہونے کے ساتھ ٹھنڈ بڑھنے لگی تووہ سکھی کی تلاش میں اسکے سٹڈی پہنچ گئی، باہر ہی گارڈز ٹہلتے نظر آئے جنہوں نے سلوی کوسٹڈی میں یزدان کے ہونے کابتایا۔

جھجھکتے ہوئے وہ سکھی کے سٹڈی کوکھول کر جھانکی تووہ کرسی پر ہی بیٹھے بیٹھے عجیب الجھا بکھرا سا اک طرف کیے سوگیا تھا، صبح سے یہاں کام وغیرہ میں بزی ہونے کے سبب اور تکلیف پچھتاوے کے ملے جلے بوجھ نے بے وقت نیند طاری کی۔

سلوی نے اندر داخل ہوتے مسکرا کر اپنا بیگ اور چادر وہیں صوفے پر رکھا اور چلتی ہوئی سکھی کے پاس آ رکی۔

اس نے جب غور کیا تو پریشان ہو گئی، ایک تو یزدان کے دو بٹن شرٹ کے کھلے تھے، سینہ آویزاں تھا اوپر سے نفاست سے سر کے سیٹ بال ایسے الجھے بکھرے صبیح پیشانی پر ڈھلکے تھے جیسے ان نے اضطراب میں مبتلا بار ہا ہاتھوں کی انگلیاں پھنسائی ہوں۔

"کچھ ہوا ہے کیا انکو؟"

سلوی کو کچھ ہونے لگا، وہ اداس لگ رہا تھا، سلوی بے حد پاس رکھے آہستگی سے یزدان کے ماتھے پر ڈھلکتے بال ہٹانے لگی، احتیاط برقرار رکھی تاکہ وہ جاگ نہ جائے۔

یہ کتنے خوبصورت ہیں، بے داغ اور گلوئنگ سکن۔اوپر سے گھنی سیاہ" بیرڈ۔بہت جچتی ہے۔ گھنی پلکیں، بھاری بھوئیں، اور یہ گلداز سلوٹوں والے "بڑے ہونٹ۔۔۔۔پنکش ہونٹ

سلوی کی آنکھیں اور انگلی اک بے ادب پورا سکی آنکھوں کے سنگ یزدان کے کتاب بنے چہرے پر سفر کرتی جب ہونٹوں پر رکی تو سلوی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اتری۔

"مجھے آپ بہت پیارے لگتے ہیں، بچپن سے"

سلوی کی مسکراہٹ گہری ہوئی، پھر کچھ یاد آنے پر سلوی نے اسکے بلیذر کی جیب میں دو انگلیاں ڈالے وہ سلک رومال نکالا اور اس سے پہلے پھر ڈالتی، کمر کی اور رینگتی یزدان کی بازو پر سلوی کا دم نکلا پھر وہ اسے خود پر جھکا کر حصارے سلوی کو پتھر کا بت بنا گیا، وہ دونوں ہاتھ اسکے شانوں پر رکھے اسکے چہرے پر جھک آئی، سلوی کے بال اب بھی بندھے تھے سو زیادہ نشہ آور نہ ہوئی یہ قربت کے وہ کوئی حد پھلانگ ڈالتا۔

"میرے اتنے قریب آنے کی جرت اور وجہ کی وضاحت دیجئے سلوی"

یزدان کی آنکھوں میں خمار سے زیادہ درد تھا کہ وہ ڈرنے کے بجائے کچھ بہتر ہو گئی۔

ایک تو میں آپکی منکوحہ ہوں، دوسرا میری کچھ امانتیں آپکی جیب میں"
"تھیں۔ تیسرا آپکو پہلی بار سوتے میں دیکھ کر دور ہونا بھول گئی

سلوی کی یہ بولتے پلکیں شرم سے جھکیں پھر وہ اسکے حصار سے نکلنے کو مزاحمت بھی کرتی اپنا چہرہ اسکے چہرے سے پرے سرکا رہی تھی۔

"چوتھا آپکو مجھے گھر ڈراپ کرنا ہے"

یزدان کی نظریں اسی پر جمی تھیں جب سلوی نے بات مکمل کی۔

چند گھنٹوں میں ایموشنلی مضبوط ہو گئی ہیں کیا؟ یہ میرے کہنے کا اثر تھا یا"
"میرے لیے تھوڑی بیقرار آپ بھی ہو رہی ہیں،

سلوی سے یوں جواب کی توقع نہ تھی اسے، سلوی نے پھر سے یزدان کی آنکھوں میں دیکھا، وہاں نرما ہٹوں کے پھول کھلے تھے۔

گھر میں ناجانے کیا وبال مچا ہو گا، مجھے چھوڑ آئیں ناں۔ شاکرہ چچی یقیناً سبکو "
"بددعائیں دے رہی ہوں گی۔ کوئی لگ گئی تو کیا ہو گا سکھی؟

یکدم ہی پورا دن گھر سے غیر حاضر رہنے کا خیال سلوی کی آنکھوں کا سکون نچوڑ گیا، یزدان کو وہ یوں موضوع بدلتی برا ستا گئی۔

وہ اسے فوری آزاد کرواتا پرے کیے پیچھے کرسی کیے اٹھا اور اپنی شرٹ کے دونوں بٹن بند کیے گاڑی کی چابی اٹھائے دروازے کی طرف بڑھا۔

"سکھی"

وہ اسکے قدموں میں زنجیر ڈال گئی، وہ بپھری موج کی طرح پلٹ کر آیا تو سلوی ڈر کر دروازے سے جڑی دیوار سے جا لگی۔

سکھی پکار پکار کر وحشی بنانا چاہتی ہیں، اپنے سگوں کو ہمارے بیچ یاد کرنے "
سے گریز کیا کریں۔ جہاں ہم دو ہوں وہاں صرف ہم دو ہونے

چاہیں۔دوبارہ سمجھانا نہ پڑے،آپکی امانتیں۔درحقیت آپکی اصل دولت میں

"ہوں،جسے آپ نے ایک ہگ بھی نہیں کیا

یزدان کا غصیلا انداز،اسکا پیار سے سلوی کے گلے میں نیلکس ڈالنا،اور کانوں

میں اسکے گولڈ ائیر پیس اٹکانے تک وہ مبہوت رہی۔

"مجھے لگ رہا ہے آپ خفا ہیں"

سلوی نے یزدان کی روٹھی روٹھی صورت دیکھتے بمشکل ہی جملہ کہا۔

"تو کیا منانے کے لیے گلے لگ جائیں گی"

یزدان کاٹ کھانے کو دوڑا،وہ ویسے نہ سہی ڈر کر اسکے سینے سے لپٹی،اک لمحہ

یزدان کو لگا رگوں میں شرارے کی طرح سلگتا خون شانت ہو گیا ہو۔

"غصہ مت کریں،ڈر رہی ہوں"

وہ اسے سینے میں منہ دیے بڑبڑائی،یزدان نے اسکے اطراف بے حد چاہت

سے بازووں کو حائل کیا۔

"گلے لگتی رہا کریں، غصہ نہیں کروں گا"

یزدان کی گرفت پر سلوی نے گہرا سانس اسکے سینے میں چھپے ہی بھرا لیکن یزدان جانتا تھا وہ اسے سخت حصار کر کراہنے پر مجبور کر چکا ہے، یہی سوچ اس کو مل وجود کو آزاد کیا۔

"لٹس گو"

سلوی نے اسکے کہتے ہی اپنا بیگ اور چادر لی اور یزدان کا ہاتھ پکڑتی سٹڈی روم سے نکل گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

شام کی چائے لیزے نے نرمین کے بہت چاہت سے بلانے پر انکے ساتھ لان میں بیٹھے پی، باران اٹھتے ہی براق صاحب کے ساتھ اسطبل میں انکے خاص گھوڑے دیکھنے نکل گیا اور آج وہ اسے ایک گھوڑا گفٹ بھی کرنے والے تھے۔

لیزے زیادہ چپ اور گم سم رہی، نرمین ہی اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کیے Wild-ish Herbex Web Agency اسے اپنے اور دراب کے بزنس کا بتاتی رہیں، دراب کے ساتھ

برینڈ تھا جس نے "Shalow" کے ساتھ انکا اپنا فریگرنس کا چھوٹا سا بہت تیزی سے مارکٹ میں اپنی جگہ بنائی اور اس میں بڑا حصہ انکی سپر ماڈل شنائل کا تھا جو انکے پراڈکٹس ایڈ کا اہم حصہ تھی۔

اسکے علاوہ وہ دراب کے ساتھ بزنس سنبھالتی تھیں کیونکہ جب سے براق صاحب نے بزنس سے ریٹائرمنٹ لی، سارا بوجھ یکدم دراب پر آپڑا پھر اسکی ورکنگ لیڈی مام نے اسکی مدد کا فیصلہ لیا۔

لیزے انکے بارے جان کر بہت خوش ہوئی، اسے انڈیپینڈٹ عورتیں ویسے ہی اچھی لگتی تھیں۔

سارا دن موسم ابر آلود رہا تھا تو ٹھنڈ کچھ اضافی تھی پر دونوں اچھے سے شالز سوئیٹر لپیٹے کوور تھیں۔

ابھی یکدم وہ لیزے سے بہت سے سوال یا باتیں خود بھی نہ کرنا چاہتیں تھیں تاکہ وہ بے چین نہ ہو جبکہ لیزے کو انکو سننا اچھا لگتا رہا۔

وہیں سات بجے تک یزدان بھی سلوی کو جب گھر ڈراپ کرنے آیا، رضوان اسی وقت دو منٹ پہلے مسجد کو نکلے تبھی گھر میں صرف ناگن بنی شاکرہ تھی، سلمان بھی یار دوستوں کے ساتھ باہر نکلا تھا۔

"یہ سارا دن تمہارے ساتھ تھی، کوئی غیرت شرم کھالو۔ عزت دار لوگ ہیں۔ محلے والے سو باتیں کریں گے۔ تم آزاد خیال ہو گے پر ہم نہیں، نا جانے یہ مولانا صاحب کی غیرت پر کونسی بجلی گری جو خود سلوی کو چھوڑ آئے کہ لو سکھی آزاد ہو تم، عیش کرو"

شاکرہ کے پیٹ میں دونوں کو ساتھ دیکھے مڑورا اٹھے، پورا دن جو کام کرنے کی موت پر زہر اکھٹا کیا سب اگلا، سلوی کا سن کر ہی دل بھرا، جبکہ یزدان بہت اچھے سے جانتا تھا ایسوں کو جواب دینا۔

میرے بہت پاس تھیں یہ، کوئی مسئلہ ؟آپ اور سلمان صاحب بھی نکاح" کے بعد یونہی پہروں چپکے رہتے تھے ناں میں نے تو یہ بھی سنا ہے آپ کے "پیر رخصتی سے پہلے ہی بھاری۔۔۔۔

اس سے پہلے شاکرہ یہ برداشت نہ کرتے یزدان کو تماچا مارتی، سلوی چینخی جبکہ یزدان نے بروقت شاکرہ کا ہاتھ پکڑا اور فکر سے سلوی کو دیکھے گھورا جس نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھے تھے۔

"کس قدر بد تمیز ہو تم، بڑوں سے ایسے بات کی جاتی ہے۔بے شرم" شاکرہ کی انا ہاتھ جکڑنے پر اور مجروع ہوئی۔

بڑے صرف عمر اور قد سے نہیں، ظرف اور مرتبے سے بھی ہوتے ہیں" تبھی عزت ملتی ہے مس شاکرہ۔یہ میری بیوی ہے، آپ ہوتی کون ہیں ہم پر جملے کسنے والی۔میں انکو جس وقت چاہوں ملوں، یہاں انکے پہلو میں رات گزاروں، اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔اگر سلوی کی آنکھ سے اک آنسو بھی ٹپکا تو میں آپکو ٹپکا دوں گا، دنیا میں زہر پھیلانے کے ارمان پانی میں بہہ

جائیں گے، بہت سارے سانپ کہیں گے اوپس ہماری مالکن اچھی تھی بہت جلدی چلی گئی۔ تواپنی زندگی کی خفاظت کیجئے۔ سلوی آپ جائیں اور اپنے روم میں ریسٹ کریں۔ آپکو کوئی تنگ کرے تو جسٹ دائل مائی نمبر" یزدان کے آگے شاکرہ بھیگی بلی بنی جبکہ فون والی بات پر شاکرہ کے کان کھڑے ہوئے۔

"تجھے مہنگا پڑے گا چھ فٹ کے زرافے"

شاکرہ نے غراتے منہ نوچنا چاہا جبکہ کمرے کی طرف جاتی سلوی کی ہنسی چھوٹی، یزدان نے گھور کر سلوی کو دیکھا تو وہ فورا کمرے میں دوڑی۔

"چھ فٹ تو ٹھیک ہے پر زرافہ ؟امم چھ فٹ کا ڈائنوسار کہیں۔ سلوی کو سونے سے پہلے سٹرونگ سی چائے ضرور بنا کے دیجئے گا پیاری۔ وہ بہت تھکی ہوئی ہیں۔ یونو واٹ آئی مین"

خباثت کا پورا پیکج تھا وہ، بچاری شاکرہ کو مزید غلط فہمیاں ڈالتا مزے سے گھر سے نکلا جبکہ شاکرہ نے گردن گما کر سلوی کے بند کمرے کو دیکھا۔

"یہ ہو کیا رہا ہے میرے سامنے۔ یہ یزدان تو تیرے سے بھی بڑا استاد نکلا"

بچاری وہیں سر پیٹے تخت پر جا لڑھکی، جو عورتیں دوسروں کی اولاد کو ستاتی ہیں انکی اپنی اولادیں اکثر کچرے کے ڈھیر تک جا پہنچتی ہیں۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"خبیث! چل کیا رہا ہے اس کے خناسی دماغ میں۔ کونسی قیمت لی ہے شنائیل نے اس کمینے سے۔ اف سکھی اگر تو میرا ہمدرد نہ ہوتا تو ایسے ایسے درد دیتا کے اٹھتے بیٹھتے مجھے گالیاں بکتا"

شام سے رات ہونے کو آگئی تھی پر سکھی کی پچاس مس کالز کے باوجود دراب نے اسکی کال نہ اٹھائی بلکہ غرا کر چلایا، ایک اہم میٹنگ تھی تو ممی کے بلانے پر وہ کمپنی آگیا پر دل میٹنگ میں بھی نہ لگا، کانفرنس روم خالی تھا اور اسی سبب دراب کی آواز کچھ زیادہ خشونٹ خیز محسوس ہوئی۔

دو منٹ ہی گزرے کے دروازہ کھلا اور آندھی بن کر یزدان نہ صرف اندر آیا بلکہ دراب کو سنبھلنے کی مہلت دیے بنا گریبان سے دبوچ کر کھڑا کیا۔

آئیندہ اگر تو نے میری کالز کو ایسا اگنور کیا تو انارکلی کی طرح دیوار میں ٹھوس" "دوں گا تجھے

یزدان کی گرفت سخت تھی پر دراب کے اندر اس وقت شعلے بھڑک رہے تھے تبھی اسکا ہاتھ پکڑ کر پرے دھکیلا جس سبب یزدان کرسی پر جا گرا۔

اور اگر تو نے مجھے شنائل کو دی قیمت کا نہ بتایا تو میں تجھے سلوی کا کبھی نہیں" "ہونے دوں گا، ٹھنڈی آہیں بھرتا رہ جائے گا ساری عمر

دراب نے سکھی کی دکھتی رگ چڑھ دوڑے گریبان دبوچ لیتے اکھاڑی، یزدان کمینگی سے مسکرایا تو دراب کو اور غصہ آیا۔

چل نہ ہونے دینا، تو میری ٹھنڈی آہوں پر راضی ہونے کا وعدہ کر میں اس"

"پر بھی تیار ہوں

یزدان کے لب و لہجے کی مستی و اذیت پر دراب کے ہاتھوں کی گرفت کمزور پڑی۔

"مطلب قیمت نہیں بتائے گا؟"

دراب نے حتمی تنبیہی انداز لیے پوچھا۔

جب تیری چیپڑیں، لاتیں، ٹھڈے کھانے کی ہمت آئے گی پھر بتاوں"

گا۔ویٹ کر لے ناں جگرو۔ناراض نہ ہو، میرا دل بند ہو جاتا ہے جب تو مجھ پر چیخ کر غصہ ہوتا ہے۔ادھر دل میں اندھیرا چھا جاتا ہے، اور تجھے پتا ہے مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے"

یزدان کے بھاری لہجے سے دراب کو خوف آیا، بھلے یہ اس کی ڈرامائی مکھن لگانے کی ٹرکس تھیں۔

ہاتھوں کی گرفت یزدان کے گریبان سے بلکل ہٹی۔

"کیا چھپا رہا ہے سکھی تو مجھ سے، مت کر پلیز"

یہ واحد ڈر نامی سفارش تھی جو دراب کو پگھلا سکتی تھی، سکھی کی زندگی کا واحد ڈر اور واحد کمزوری اندھیرے کا خوف تھا جو اسکی ممی کی موت سے جڑا تھا، اتنے بڑے مضبوط یزدان کو چھوٹا سا بچہ بنا دیتا تھا۔

"پہلے تیرا اور لیزے کا دوسرا بے بی آ لے، قسم کھاتا ہوں بتا دوں گا"

دراب کے ماتھے پر یزدان کی جذباتیت پر بل پڑے، سکھی واپس مسکرایا۔

مطلب اس صدی میں نہیں بتائے گا لیچڑ، خبیث۔ میرا بس نہیں چل رہا" تیری شکل بگاڑ دوں۔ سلوی کو مت لا اس فیلڈ میں خدا کے لیے، اسکی

معصومیت اور خوبصورتی خود تک رکھ یار۔تجھے شائل سے اچھی ماڈل لادوں

"گا اگر تو اسکے ساتھ کام نہیں کرنا چاہتا

دراب نے نرم پڑنے کے باوجود اسے سمجھانے میں سخت لہجہ اپنایا پر سکھی

گہرے سانس کے سنگ دلفریب مسکایا۔

کلوز کر دے یہ ٹاپک اور مجھے دودھ جلیبی کھلا، میری انرجی ڈاون ہو رہی"

"ہے۔صرف اک تیرے روٹھنے سے میرے جسم و جان کا توازن بگھڑ گیا یار

یزدان کی ڈرامے بازی پر دانت نکوستے دراب نے اسکے سینے پر مکا برساتے

فرمائش پوری کرنے کو فون ریسور اٹھایا تو یزدان شرم ساری بیچ کھاتا کراہتا

ہنسا۔

ایک نمبر کی ڈیش چیز ہے تو، ڈیش کو خود پُر کر لے میں اپنی زبان گندی"

"نہیں کرنا چاہتا

عزت افزائی کی متوقع اور تمیز دانہ ڈوز پر سکھی کا قہقہہ کانفرس روم میں

کھنکا، دراب نے پیون کو دودھ جیلبی کا آرڈر دیا جو کچھ دور ہی خاص دیسی

حلوائی کی بہت فینس تھی اور دونوں کی فیورٹ تھی جبکہ خود دراب نے زور سے آتی گالی نہ دینے سے خود کو بھرپور روکتے کرسی سنبھالی، یزدان کا قہقہہ آج خوبصورت تھا پر دراب کو اسکی آنکھیں ٹھیک نہیں لگ رہی تھیں۔

بس اسے گھور ہی پایا۔

تجھے کیا ہوا ہے سکھی؟ تو ایسا تو نہیں تھا۔۔۔۔یا اللہ اس کی جو بھی تکلیف ہے"

"اسے اسی پردہ داری میں دور کر دیں جو اس نے قائم کی ہے

دراب نے بظاہر لیپ ٹاپ کی سکرین پر نظریں جمائیں پر دھیان اسکا کھوئے سے یزدان کی جانب تھا۔

"ایسے نہ دیکھ، پیار ہو جائے گا"

یزدان نے ہلکے بھینسے کی طرح گھورتے یار کو بھونڈی سی کوشش سے ہنسانا چاہا۔

دراب نے اسکے چہرے کو بغور دیکھتے لعنت کی طرح ہاتھ دیکھا یااور اب سکھی کا قہقہہ خوبصورت کے ساتھ مکمل بھی تھا، شاید اسے دراب کی جانب سے اسی گولی کی ضرورت تھی۔

"ہاتھ پر کیا ہوا ہے، لیزے نے مارا ہے میرے بچے کو؟"

یزدان کی مسکراہٹ فکر بنی جب نگاہ دراب کے چھلے ہاتھ پر گئی۔

جب تک قیمت نہیں بتائے گا، اپنا مرہم بھی نہیں بننے دوں گا تجھے"

"سکھی۔ بھلے میرے زخم ناسور بن جائیں

بھلے وہ مان گیا ہو پر اب بھی دراب کی سوئی وہیں اٹکی دیکھے یزدان نے اپنا سر پیٹ لیا۔

یار کو راضی کر کے مرہم بھی زبردستی دیے یزدان جیم نکل گیا، وہاں دو گھنٹے کی ایکسٹرا فٹنس کلاس لی اور پھر رات نو تک واپس فاروقی مینشن لوٹا تو بابا اور دی جان کو لان میں رات کی واک کرتا دیکھے بس ہاتھ ہی ہلائے مسکرا کر اندر چلا گیا، عجیب سی تھکن تھی تبھی سیدھا اپنے ماسٹر بیڈروم کی طرف گیا، شاور لیا اور بال ڈرائیر سے خشک کرتے جا کر بیڈ پر سے لحاف کھولے لیٹ گیا، دماغ اور دل بوجھ تلے ہو تو اکثر یہ تھکاوٹ جسم پر اتر آتی تھی۔

فون اٹھا کر کچھ سوچتے سلوی کو کال ملائی مگر کوئی ریسپانس نہ آیا، اسی بیقراری میں وہ اٹھ بیٹھا۔

"اٹھالیں یار کال، آواز سنادیں"

وائس نوٹ کرتے ہوئے یزدان کی آواز بکھر سی گئی پر کافی انتظار کے باوجود کوئی جواب نہ ملا۔

کل اوٹ آف کنٹری جارہاہوں،اب آپکی سزاہے کہ چار پانچ دن نہ آپ"
میری شکل دیکھ سکیں گی نہ آواز سن سکیں گی۔اور ایک کام کیجئے گااس فون کو
"کہیں پھینک دیں

غصے سے آخری وائس نوٹ کرتے یزدان نے رومز کی مین لائیٹس آف کیں اور لحاف منہ تک تان کر اندر گھسا، شاکرہ نے چائے تو دو رات کا سارا کھانا سلوی سے بنوایا، سلمان مچھلی لے آیا تو سلوی کو میٹھی میٹھی باتیں اور تعریف کیے کہ اسکے ہاتھ کا زائقہ کمال، آدھے فرائے کروائی آدھی مصالحے والی بنوائی، آٹا گوندھ کر روٹیاں پکانے کے بعد سلوی کی بھوک تو مر گئی تھی۔ لیکن اباجی کے سبب وہ رات کھانے کے بیچ سب کے ساتھ بیٹھی، اتنے کام کرنے کے باوجود وہ سارا دن سکھی کے ساتھ گزار کر اب بھی اسی کے خیالوں کے سبب گاہے بگاہے مسکرا رہی تھی۔

پھر رات کے برتن دھونے کے بعد اباجی کو گڑ والی چائے بنا کر دیے وہ کمرے میں آئی تو کھڑکی کھلی ہونے کے سبب پورا کمرہ برف خانہ بنا تھا، کھڑکی بند

کیے وہ جلدی سے وضو کیے نماز پڑھتے ہی رضائی میں گھسی، اور فراغت ملی ہی کہ آنکھوں میں چھم سے سکھی کا خوبصورت عکس اتر آیا، پھر وہ یکدم بے قرار ہوئی۔

مجھے ایسا لگتا ہے جیسے آپکی یہ آنکھیں مختصر دیر تک مہربان ہیں، میں دسترس" میں آئے ستارے کی چکا چوند پر ڈر رہی ہوں سکھی۔ کوئی اتنا پرفیکٹ نہیں ہوتا۔ یقینا آپ بھی نہیں ہوں گے۔ آپکا مجھے چھونا، دیکھنا حتی کے دور رہ کر بات کرنا۔ اف! یہ سب اتنا زیادہ خاص کیوں ہو رہا ہے، مجھے آج سے پہلے کسی کی آنکھیں اتنی شافی نہیں لگیں۔ کسی کا ہاتھ تھام کر دیکھنا دل کی ڈھارس نہیں بنا۔ آپکا مجھے خاص کرنا۔ میرے قریب آنے کی کوشش۔ میں کیسے بتاوں کے یہ اک خواب جیسا ہے۔ سکھی! میں اپکے پرفیکٹ ہونے پر اندر سے دہل اٹھی ہوں۔ مکمل بس خدا کی ذات ہے۔ انسان خود کو مکمل طور پر خوبصورت اور بہترین دیکھا ضرور سکتا ہے پر ہو نہیں سکتا۔ پلیز میرے سامنے اپنے اصل میں آئیں۔ میں آپکو دل و جان سے قبول کروں گی وعدہ

رہا۔میرے سامنے تھوڑے برے بنیں پلیز۔مجھے ہوش دلائیں ورنہ پاگل ہو جاوں گی"

اپنی سوچوں کی الوہی کیفیت میں سر شار وہ آخر میں سائیڈ میز پر رکھا فون پکڑ کر سیدھی ہوئی تو سکھی کی تین مس کالز اور دو میسج نوٹیفیکیشن تھے۔

سلوی جلدی سے سننے لگی۔

جیسے ہی وائس نوٹس سنے،اسکے گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ اتری، پھر سلوی کھلکھلائی۔

"کچھ اور مانگتی تو وہ بھی مل جاتا،فائنلی تھوڑے برے تو بنے۔کال بیک کرتی ہوں"

ہنس کر سلوی نے جلدی سے کال بیک کی مگر آگے نمبر سوئچ آف جان کر سلوی کی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں سے نوچ لی گئی۔

"چار دن، خیر ہے گزر جائیں گے۔پھر آپکو سوفٹ سا ہگ کیے منالوں گی"

سلوی نے جلدی سے پلان بنایااور فون ڈرامیں رکھے مزے سے گرم ہو جاتے لحاف میں مکمل گھس گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

گاڑی سے اترنے کی دیر تھی کہ سامنے ہی لان کی جانب سے اپنی طرف آتے باران کو دراب نے لپک کر اٹھایا، شاید وہ اسے مس کر رہا تھا کہ اسکی مسکراہٹ دراب کو نہال کرنے کے لیے باران کے ہونٹوں پر موجود تھی۔

"لٹل حیدر مجھے مس کر رہا تھا"

ماتھا چومتے دراب نے شفقت بخشتے سوال کیا، باران نے بس سر ہلایا۔

"نو، مس تو نہیں کر رہا تھا بس ایک سفارش کروانی تھی۔ کل میرا موڈ سکول جانے کا نہیں ہے، بڑے دد ھو کے ساتھ گڑ سواری کرنی ہے۔ مموسے پرمیشن لے دیں مجھے"

باران نے فوری دل توڑ ڈالا جسے دراب مسکرا کر سہہ گیا جبکہ یونہی اسے اٹھائے گھر میں داخل ہوا تو ڈنر لگ رہا تھا اور لیزے بہو کا منسب سنبھالے کک اور ملازم کے ہمراہ ڈائنگ ٹیبل سجوا کر دراب کو مبہوت کر گئی، نرمین آفس سے جلدی آ کر اپنا کچھ کام کر رہی تھیں جبکہ براق جدون، کوئی سیاسی ٹاک شو بڑی دلچسپی سے دیکھتے نرمین کے سنگ گواسپس کرنے میں مگن تھے۔

دراب کی گود میں باران کو دیکھے ہر کوئی الگ الگ حیران ہوا، نرمین کو دراب کا بچپن یاد آیا، براق جدون کو اپنے بے رحم بیٹے کا تبھی آنکھیں جہنم کی طرح سلگیں جبکہ لیزے نے دانستہ اس خوبصورت منظر سے نگاہیں چرا لیں، وہ بال کلر کے کرتے پاجامے میں ڈارک ملٹی carob کھولے بہت خوبصورت شیڈ ورک خوبصورت شال بے ترتیبی سے لیے فلیٹ جوتے پہنے کافی کیوٹ اور نکھری لگ رہی تھی۔

میں بات کروں گا لیکن پرامسس نہیں کر سکتا کیونکہ سکول سے چھٹی "
کروائی تو تمہاری ہٹلر مموسے تمہارے ساتھ میں بھی پٹ سکتا ہوں۔رہی
"بات گڑ سواری کی وہ تم شام بھی کر سکتے ہو۔

دراب نے بہت مشکل سے لیزے پر سے دھیان ہٹایا، وہ سلیڈر کھتی پھر سے
اسے اک نظر دیکھے کچن کی طرف لپک گئی۔
نرمین اور براق صاحب آنکھوں ہی آنکھوں سے شریر اشارے کرتے
پیارے لگ رہے تھے، لاڈلے کی وارفتگیاں ماحول پر فسوں جو طاری کر رہی
تھیں۔

"اوکے، ددھونے مجھے ہارس گفٹ کیا ہے"
دراب اسکی خوشی پر اسکی گال چوم گیا۔

"مجھ سے کچھ چاہیے گفٹ میرے بیٹے کو؟"
دراب کو یونہی خیال آیا، باپ کیسے بنتے ہیں ابھی جناب کو کچھ خاص پتا جو نہ
تھا۔

"نہیں، آپ بس ممو کو کبھی رونے مت دینا"

دراب اس چھ سوا چھ سال کے بچے کی اپنی ماں کے لیے محبت پر تکلیف سے بھر گیا، وہ خود بھی باران جیسا ہی تو تھا۔

ہم دونوں مل کر اسے خوش رکھیں گے، ویسے تم ناراض نہیں تھے مجھ "سے؟"

دراب اس سے باتیں کرتا وہیں ممی ددھو کے پاس بیٹھا، دونوں ہی باران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

باران نے ہچکچا کر دادو اور بڑے ددھو کو دیکھا پھر سرگوشی کی طرح دراب کے کان کے قریب ہوا۔

"ممی نے کہا میں جان ہوں آپکی، میں اتنا خوش تو نہیں ہوا پر مان گیا"

دراب جب اسے روبرو کیے دیکھ سکا تو باران کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

تھینک یو مان جانے کے لیے لٹل ہنڈسم، آئی ڈونٹ نو بابا کیسے بنا جاتا ہے پر"

"میں پوری کوشش کروں گا کہ تمہیں مجھ پر فخر ہو سکے

باران بہت جلد گھل مل گیا، چند گھنٹے لگے تھے اور باران کی مدھم مسکراہٹ ہی اسکی ہاں تھی۔

ڈنر کے بیچ سب ہی مطمئین مسکراتے چہروں کے سنگ ایک ساتھ بیٹھے تھے، لیزے نے باران کو ساتھ ہی بٹھار کھا تھا کیونکہ وہ کھانے کے بیچ پانی بہت پیتا تھا جبکہ یہ عادت بھی اسے دراب سے ہی ملی، دونوں باپ بیٹے میٹھے کے شوقین اور مرچ سے دور بھاگتے تھے۔

لیزے بس خاموش رہی، ڈنر کے بعد کچھ دیر باران نے ددھو کے ساتھ مل کر بچوں والی کوئی مووی دیکھی، دراب بھی ساتھ ہی بیٹھا۔ لیزے نے عشاء ادا کی اور لان میں شال گرد لپیٹے تب تک واک کرتی رہی۔

مووی ختم ہوئی تو باران کو بھی بہت نیند آگئی تبھی وہ ممو کو لان سے ہاتھ پکڑے روم میں لے گیا۔

ہر رات کی طرح لیزے نے اسے کہانی سنائی اور وہ وہیں اسکے شانے سے گال جوڑے پہلو میں لیٹا سو گیا۔

لیزے نے وال کلاک پر ٹائم دیکھا۔

دس بجے تھے، ساتھ ہی دروازے پر ہلکی سی دستک نے لیزے کے دل کی دھڑکنیں منتشر کیں۔

جانتی تھی وہی بے چین شخص ہو گا۔

"آجائیں"

لیزے کی اجازت پر وہ اندر جھانکا، باران سوچکا تھا تبھی موصوف پورے اندر وارد ہوتے لیزے کے سر پر آرکے۔

"تھوڑا وقت مجھے بھی دے دو"

لیزے نے بے تاثر ہوتے دراب کو دیکھا جسکی آنکھوں میں دور دور نیند نہ تھی۔

"کس خوشی میں د۔۔"

لیزے نے اپنی بازو باران کے سر سے نکالی، تکیہ اسکے ساتھ لگایا تاکہ اسے لگے ممو ساتھ ہے اور اس سے پہلے سوال مکمل کرتی، دراب نے اسے اپنی بازووں میں اٹھالیا، لیزے نے بہت مشکل سے بے اختیار نکلتی چینخ کا گلا گھوٹا۔

"تم چینختی بھی ہو؟"

وہ اسے بے حد قریب کر کے نہار تاثرارت سے بولا، لیزے نے گرنے کے ڈر سے بازو حیدر کی گردن میں حائل کیے پر چہرہ دور ہی رکھا۔

"اتاریں مجھے حیدر"

وہ سخت غصے سے بولی۔

"حیدر کے بنا کہتی تو شاید مان بھی لیتا"

وہ اپنی من مانی کیے دبے پیر اسے لیے کمرے سے نکلا، دو تین کمروں کے بعد دراب کا دوسرا روم آیا، لیزے انکار اور احتجاج کرنا چاہتی تھی پر اس سے ہو ہی نہ سکا۔

"چھوڑیں مجھے، کس قسم کا بچپنا ہے یہ"

وہ اسے میٹرس پر لیٹائے خود جھکا تو لیزے کی لفظی مزاحمت کرتے آواز کانپی۔

بھلے ہم چھ سال کے بچے کے پیرنٹس ہوں پر عمریں ہماری ابھی ہی جوانی کی سرحد پر پہنچی ہیں۔ تو تھوڑا بچپنا بھی تو باقی ہو گا نہ۔ وقت مانگا ہے تم سے"

"تھوڑا، جان نہیں مانگی لیزے

دراب کے لہجے کی شکستگی کے آگے وہ بے بس ہوئی، وہ ساتھ لیٹا اور اپنی بازو لیزے کے سر سے نکالے اسے خود کے قریب کیا تو وہ ہچکچاتے ہوئے پرے پرے ہونے لگی۔

"واٹس یور پرابلم؟ادھر آو"

وہ اپنے آپ میں لوٹے بگھڑا،لیزے کی مزاحمت رک گئی۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے،لیزے نے کمزور پڑتے فورا نظر ہٹانی چاہی مگر دراب نے اسکا چہرہ اپنی اور واپس ہاتھ بڑھا کر کیا۔

"مجھے دیکھتی رہو"

لیزے کی آنکھوں میں تھکاوٹ جمع تھی،وہ آسکے قریب بہت بے قرار تھی،رواں رواں آہ وزاری کر رہا تھا۔

"رات ہو چکی ہے،سو جائیں جا کر"

لیزے نے اپنی گال سے اسکی انگلیاں ہٹاتے منہ پھیرا،دراب نے پھیرنے دیا،کتنے ہی لمحے یونہی سرک گئے جب وہ بے چینی کے سبب کروٹ بدلنے لگی تو دراب کی بس ہوئی۔

"نیند نہیں آرہی؟"

وہ جانتا تھا اسکی نیند دن پوری ہو گئی پھر بھی بات

بڑھانے کو بات کرنے کے جتن کرنے لگا۔

"آرہی ہے، آنکھوں تک نہیں پہنچی، بس تھوڑی دیر"

وہ خود کو مدہوش، نیند میں دھت پیش کرتی مقابل کے ارمان خاکستر کرنے کی کوشش میں تھی۔

"میں جب سوچتا تھا لیزے کی آنکھیں کن منظروں کو دیکھتی ہوں گی، جب سوچتا تھا کسے وہ چہرہ دیکھ کر مسکراتا ہو گا۔ تو میرے اندر آگ بھڑک اٹھتی تھی۔

"میں ان آنکھوں کے اندر چمکتا تھا کبھی۔۔۔

اس سے پہلے وہ اسکی آنکھوں کو چومنے کی کوشش میں بات مکمل کرتا، وہ خود ہی اسے دور کیے بول اٹھی۔

"اب کھٹکتے ہیں، ان سات سالوں میں لیزے نور نے

"ڈھنگ سے خود کو بھی نہیں دیکھا حیدر، مت جلیں

کیسی مسیحا تھی آخر وہ، زخم دے کر مرہم لگاتی بھی جان لے رہی تھی۔

سات سالوں میں نظر رکھنے کے بجائے کبھی میری جان لینے کا خیال کیوں"

"نہیں آیا؟

وہ اسکی ٹھوڑی پکڑتا اسکے چہرے کو اپنی طرف پھر پھیر گیا، لیزے کی بناوٹی نیند ٹوٹ گئی، خمار چھٹ گیا، جسم پر تکان حاوی ہوئی، کاٹ دار نگاہیں دراب پر ڈالنی چاہیں پر ان میں خود ہی والہانہ پن سمٹ آیا۔

"اس لیے کہ میں مر گئی پر میرا دل زندہ رہا"

لیزے اسکی گہری جگڑتی آنکھوں میں بے خوفی سے دیکھ کر بولی، وہ اپنے اندر جگنو ٹمٹماتے محسوس کرتا پر امید ہوا، لیزے کے خوبصورت ہونٹوں پر سرسری سی نگاہ ڈالے یوں ہٹائی جیسے جائزہ نہ ہو یہ منظر ابھی، لیزے کے دل میں دراب کا جبر نوکیلے تیر سا چبھا، وہ اتنے صبر والا کہاں تھا پہلے۔

"دل زندہ تو محبت امر، سٹل لوو می؟"

دراب کے چہرے کے نقش نقش کو اگر وہ حسرت خانہ کہتی تو غلط نہ ہوتا، وہ جگر میں تیر چلانے کے جیسا جواباً مسکرائی۔

"آپکو لگتا ہے کہ آپ میری محبت کے لائق ہیں؟"

وہ جگنو بجھنے کے بجائے مر گئے، وہ ایسے ہو گیا جیسے کسی چمکدار گھروندے کی روشنی گل ہو جائے، کسی مہکتے پھول سے خوشبو نکل جائے، کسی رنگین نظارے سے رنگ روٹھ جائیں۔

"زرا بھی نہیں ہوں"

وہ نظریں چرا گیا، درحقیت چہرہ پھیرے بہہ کر شرمسار کرتی آنکھ رگری گئی، وہ خود سمجھ نہ پایا پرسوں سے پتھرائی آنکھیں آجکل گیلی کیوں رہنے لگی ہیں۔

"میں دوبارہ یہ سوال نہیں کروں گا"

دراب نے اپنی بازو اسکے سر سے نکالنی چاہی۔

"میں دوبارہ یہ جواب نہیں دوں گی"

وہ سر اٹھا کر پرے اپنے تکیے پر ہوئی پر وہ جا ہی نہ سکا، واپس اسے دکھ سے دیکھتے ہی اپنا چہرہ لیزے کے شانے میں چھپائے واپس جھک گیا، جیسے کوئی محبت میں ہار جاتا ہے، دراب کے دوسرے ہاتھ نے لیزے کے کاندے کو نرم جکڑا تھا پھر گردن کے گرد ہاتھ لپیٹا، اپنے چہرے کو اسکے چہرے سے ملانا چاہا پر وہ نہ کرنے دے سکی، وہ اسکے سر کے بالوں کی بھینی خوشبو فیل کر سکتی تھی۔

میں کمزور ہو کر اتنا سب سہہ گئی، آپ مضبوط ہو کر بات بے بات آنکھیں "
"نم کر رہے ہیں۔ اچھی بات نہیں حیدر

وہ اسکے بالوں میں ہاتھ کی انگلیاں داخل کرتی اپنی شفا دیتی پوروں سے دراب کے سر کی جلد چھوتے یونہی جتا گئی۔

میرے کچھ آنسو میری آنکھوں میں اٹکے ہیں، جو نہ ممی کے گلے لگ کر بہہ " سکے، نہ سکھی کے کاندھے پر نہ دد ھو کی گود میں، انھیں تمہارا دامن درکار "تھا

وہ اپنے کمزور ہونے کی منادی کروا گیا، لیزے یونہی بالوں میں انگلیاں چلاتے ہاتھ اسکے شانے پر رکھے پھیر کر ٹکے چہرے تک لے گئی پھر انہی نرم پوروں سے اندازے سے ہی دراب کے آنسو پونچھے، وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر میٹرس سے لگاتا اس میں اپنا ہاتھ پھنسائے اس لڑکی کے ہاتھ کی باوفا حدت محسوس کیے بھی اسکے شانے پر آنکھیں پگھلائے ہوئے تھا۔

باران اٹھا اور اسے میں نہ ملی تو بے چین ہو جائے گا، آپکی ہر رات مشکل ہی" "ہو گی عادت ڈال لیں۔ میں آسانی نہیں رہی اب آپکی۔ جانے دیں

وہ جانے کی بات کیے دراب کو اور مضطرب کر گئی۔

"اسکے اٹھنے کی فکر ہے، میرے سونے کی نہیں؟"

وہ سر اٹھائے اسے دیکھتے لڑنے لگا، لیزے اسکی آنکھوں کی شکائیت پر سب بھول گئی۔

"وہ میرا بے بی ہے"

بوکھلا کر جلدی سے بولی۔

"اور میں؟ کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔"

دراب نے خود ہی سوال کر کے جواب بھی گڑ لیا۔

"صرف سوال کرتے تو شاید بتا دیتی"

لیزے اسے خسارے کا عندیہ تھما کر ظلم کر گئی۔

وہ کچھ نہ بولا، پیچھے کو ہوتے اٹھ کر کھڑا ہوا، لیزے اٹھنے لگی تو دراب نے اسکو سہارے کو ہاتھ بڑھایا مگر وہ اسکے ہاتھ کو تھامے بنا اٹھ کھڑی ہوئی، اپنے گرد شال اوڑھی۔

مجھ پر اور میری کوکھ میں موجود آپکے بچے پر جو ظلم ہوئے تھے حیدر، ان" سب نے میرے جسم کو لمس کی زبان سے بدزن کر دیا۔ سالوں پہلے۔ تب کہاں تھے آپ جب میری سانس بھی آپکے نام کی ہچکی بن کر نکلتی تھی، وہ سب نہیں بھول سکتی۔ مجھے لگتا ہے اگر میری یادداشت بھی چھین لی گئی تب بھی میں ہر صبح ڈراونے خواب سے جاگوں گی۔ میں آپکے پچھتاوے اور معافی کو مرہم بنا کر کہاں رکھوں؟ کے میرا کوئی ایک زخم نہیں بلکہ پوری "ایک زخم بن گئی ہوں۔ میرا سب چلا گیا، میرا کچھ بھی باقی نہیں

وہ اسکے آنکھوں کی تڑپ پر خود بھی ضبط کھو گئی، دراب کی آنکھیں انگارہ ہونے لگیں۔

میں بتاو کیا کروں؟ ایسا کیا کروں کے تم سب بھول جاو۔ میں جل رہا ہوں" لیزے، اس لمحے سے اب تک جب سے تم پر ٹوٹے مظالم اور قہر معلوم ہوئے۔ اور ستم یہ کہ سب میری غلطی ہے۔ میں نے تمہیں دربدر کر دیا، میں نے سنبھالا ہی نہیں تمہیں۔ دنیا کی ٹھوکر تمہیں بنانے والا میں

ہوں۔ تمہارے ماں باپ کا قاتل بھی میں ہوں۔بتاو لیزے میں کیا کروں؟ میں پہلے نہیں مرا پر اب مر جاوں گا، میں شرمندہ ہوں۔م۔۔مجھے معاف کر دو۔مجھے ہر وہ سزا دے لو جو تم نے سہی، پتھر بھی مار سکتی ہو"

وہ بلکل ٹوٹ بکھر گیا، لیزے نے اسکی خود اذیتی مشکل سے سہی اور دونوں ہاتھوں کو قریب کرتی ہتھیلوں کو دراب کے رخساروں سے لگا گئی۔

پتھر بہت زور کے لگتے ہیں، وہ نہیں ماروں گی۔معاف نہیں کر سکتی ایک"

"دم، دل بھاری ہے میرا۔دوبارہ آپکی آنکھ میں آنسو نہ آئے

وہ بچہ بنا ہوا تھا لیزے کے سامنے اور لیزے کے آنسو پونچھنے پر ایسا ہی لگا جیسے ان آنکھوں سے اب کبھی آنسو ٹپک ہی نہیں پائیں گے، وہ اسکو کھینچ کر اپنے سینے لگا گیا، لیزے یہ امید نہیں کر رہی تھی۔

"آج کا ہگ تو ہو گیا تھاناں حیدر"

لیزے کی آواز بھیگی۔

کم از کم جب دل چاہے گلے تو لگانے کی اجازت دے دو مجھے۔ رونے کا حق"
"بھی چھین لیا۔ مجھے چھپنے کے لیے ہی تھوڑی لیزے دے دو
وہ اسکو بے حد شدت سے گلے لگائے جان کو آ گیا۔

"پر میرا دم گھٹ رہا ہے"

وہ اسکے گھٹ کر سسکنے اور بولنے پر آزاد کرتے دور ہوا۔

اور میرا گھٹ چکا ہے، بہت بری طرح۔ بٹ میں یہی ڈیزرو کرتا ہوں"

"لیزے۔ مجھے سزا ملنی چاہیے
وہ اسکو دیکھتا آنکھ رگڑے وہاں سے جیسے گیا، لیزے اسے پکارنے کو ہاتھ ہی بڑھاتی رہ گئی۔

وہ کمرے سے یوں گیا جیسے زندگی سے بھی نکل جائے گا۔

"!حیدر"

حیدر کا نام لیزے کے ہونٹوں کی سرگوشی بن کر ڈوبا جبکہ وہ گھٹن، اذیت اور تکلیف کی دلدل میں دھنس گیا، سیدھا دھو کے کمرے کا دروازہ کھولے چپ چاپ انکی گود میں آکر سمٹ گیا، وہ کتاب اک طرف رکھ گئے، دل تھم گیا انکا جب انکی گود میں سر رکھے دراب حیدر جدون جیسا شخص بچوں سا رو پڑا۔

"مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا دھو، وہ میری آنکھوں کے سامنے بھی مر رہی ہے۔ اور میں اسے مرنے دے رہا ہوں۔ ک۔۔ کیوں ہوا میرے ساتھ یہ۔۔۔۔ مجھے لیزے کو تکلیف دیتے موت کیوں نہیں آئی تھی؟ اب بھی بیکار زندہ ہوں۔۔۔۔۔ مجھے نہیں جینا دھو۔ مجھ سے نہیں ہو رہا" وہ اس بچے کی تکلیف پر آنسو گھوٹ رہے تھے، کچھ کہنا ممکن نہ تھا۔

جھک کر دراب کی جبین چومتے گال تھپکائی پر وہ سانس اکھڑے لیتا بس چھپ رہا تھا۔

دکھ بڑے دیے ہوں لاڈلے تو تلافیاں بھی سخت والی کرنی پڑتی ہیں۔نہ"
میرا بچہ، سنبھال خود کو۔تجھے پیار کرتی ہے اب بھی،نہ کرتی ہوتی تو مجال تھی
تیرا سایہ بھی خود پر پڑنے دیتی۔میری جان وہ تو تیرے سائے کے لیے خود
"ترسی ہوئی ہے،اسکی خودراری کو مت للکار بچے۔وقت دے اسے
ددھو کے صرف ایک جملے نے دراب کی حالت ٹھیک کی،پیار کرتی ہے اب
بھی۔
"قسم کھائیں؟پیار کرتی ہے ناں"
وہ یوں کر کے مضبوط براق جدون کو کمزور کر دیتا تھا۔
آھو!قسم نوں چھڈ۔آج ددھو کے پاس سو جا۔ویسے بھی تیری جپھی کو"
"مس کر رہا ہوں
ددھو کے پیار جتانے نے دراب کو پھیکی سی مسکراہٹ دی،وہ اٹھ بیٹھتے ہی
براق صاحب سے لپٹا۔
"وہ کب مس کرے گی؟"

دراب سے دیوداس کی بو آتی پائے براق صاحب لاڈلے کو گھورے۔

"تیری جپھی مجھ سا فولادی ہی سہہ سکتا، تو پپی کا آپشن رکھ۔۔۔۔"

پوتے کے اندر کی بے شرمیاں وبے کیاں دراصل دادا جی کی طرف سے تحفہ تھیں۔

"کر ہی نہ لے وہ۔۔۔۔۔"

دراب نے منہ بگاڑا اور ساتھ ہی تکیہ جمائے لیٹا تو براق بھی ساتھ ہی لیٹے۔

"تو پہل کر لے"

ددھو نے گردن موڑے مشورہ دیا۔

وہ پہل جھٹک گئی تو آئینے میں تھو بڑا نہیں دیکھ پاوں گا۔یو نو ناں ایگو"

"برا بلم۔۔۔

دراب کے اندر کی شرافت ددھو جی سے کچھ ہضم نہ ہوئی۔

جدھر پیار ہو ادھر ایگو کا کوئی کام نہیں لاڈلے، اسے ایسی نظروں سے دیکھ "
"کے وہ خود پہل کرے

ددھو کی بات سنے دراب نے کہنی کے بل کروٹ کرتے اشتیاق سا آنکھوں میں بھرا۔

آنکھوں میں لیزر فٹ کر والوں، چمکارے مارتی آنکھوں سے دیکھوں "
گا۔ پہل ضرور کرے گی پر میری تھنی سیکنے کے لیے۔ ویسے بھی آئی فیل کے وہ کافی بدل گئی ہے۔ میرے لیے پاگل حد تک دیوانی لیزے اس نے اپنے
"اندر ماردی

دراب کی مایوسی تکتے براق بھی ویسے ہی کہنی کے بل لیٹے کروٹ کر گئے۔

جو کچھ تیرے ہوتے ہوئے بھی تیری لیزے کے ساتھ ہو گیا میرے شیر "
اسکے سائیڈ ایفیکٹس ہیں، ویسے نرمین بتا رہی تھی تجھے کل پھر شارجہ نکلنا ہے۔ یہ اچھا موقع ہے، تیری کمی اگر اس نے فیل کی تو سمجھ جانا اسکا دل اب
" بھی تیرا آئینہ ہے

شارجہ جانے والے ذکر پر دراب کے چہرے کے زاویے بگھڑے۔

جی ارجنٹ ہے جانا، پر دل نہیں چاہ رہا۔ تین دن کے لیے جانا ہے۔ پلیز"

"دونوں کا خیال رکھیے گا

یکدم ہی دراب کے فکر مند ہونے پر براق اسکی گال تھپکاتے مشکوک سا مسکرائے اور سیدھا ہو کر لیٹے لحاف مزید گردن تک تان گئے۔

کبھی کبھی قربت بھی وہ نہیں کر پاتی جتنا اثر دوری کرتی ہے میرے"

بچے، سمجھ تین دن بعد تیری تھوڑی عید ضرور ہو گی۔ پر لیزے کو بتائے بنا

"جانا

ددھو کے مشورے پر چل کر وہ پارلگ جاتا ایسا موصوف کو فیل ہو رہا تھا تبھی لحاف میں ہی ددھو سے چپکا وہ اسکی سانس گھوٹتی جھپی پر اٹکتے سانس کا ڈرامہ کرتے نا صرف خود ہنسے بلکے اپنے پوتے کو بھی سینے سے پوری قوت سے لپٹا

لیا، نرمین سونے سے پہلے بابا اور دراب کو دیکھنے آتی تھیں، دادا پوتے کو ہگ کر کے مزے سے سو یا دیکھے وہ بھی ہنس کر واپس پلٹ گئیں۔

S MERWA MIRZA NOVELS

دراب کی فجر سے پہلے شارجہ کی فلائیٹ تھی، جانے سے پہلے لیزے کے سرہانے سرخ گلابوں کا گلدستہ اور اسکی امانت چھوڑنے آیا۔

لیزے اور باران کو ساتھ چپک کر سو یا دیکھے وہ پھولوں کا بکٹ لیزے کی سائیڈ میز پر رکھے وہاں اسکا نیکلس بھی رکھتا وہیں کچھ دیر بیٹھا۔

باران اور لیزے کے چہرے کا سکون اسے مسرت دے گیا۔

"تمہارا نہیں پتا لیکن میں تمہیں ہر لمحہ مس کروں گا لیزے! آئی لو ویو۔ تم کب تک دور رکھنا چاہتی ہو مجھے خود سے یہ بھی نہیں جانتا پر مجھ سے میرے سکون کے ہوتے ہوئے بے سکون رہنا مشکل ہو رہا ہے" عشقم

جھک کر اسکے ہونٹوں کو بہت شدید خواہش کے تحت چھونا چاہا پر خود کو روکتے بروقت چہرہ پیچھے کیے توجہ باران کی طرف پھیری تاکہ دل کو قرار آئے، اسکے بال پیار سے بکھیرے اور ہمت جمع کیے پاس سے اٹھا اور دل پر ہاتھ پھیرے بھاری قدموں سے باہر نکل گیا، آذان پر جب لیزے کی آنکھ کھلی تو گلاب کی بہت قریب سے آتی خوشبو پر آنکھیں کھول کر پھیریں تو مہکتے پھول اسکی صبح حسین کر گئے، وہ پھیکا سا مسکرائے اٹھ بیٹھی۔

پھول اٹھا کر خوشبو دیوانگی سے سونگی اور اس میں رکھا کارڈ نکالا اور پڑھنے لگی۔

"اب تم میری آنکھیں روتی ہوئی نہیں دیکھو گی، اب میں سب برداشت کروں گا، تمہارا ہر کڑوا لفظ اور انتقام۔ بھلے یہ انصاف ہو گا پر میری جان پر تو قہر ہے۔ اپنی امانت واپس لے لو لیزے، اس نیلکس کو تمہاری خوبصورت گردن کی چاہت ہے۔ گڈ بائے، جلد ملوں گا"

وہ کارڈ پڑھ کر لیزے نے پیار سے وہ نیلکس اٹھایا اور اٹھ کر آئینے کے سامنے آ رکی اور اپنی گردن میں سجا لیا۔

لیکن دراب کا "گڈ بائے" اسکی دھڑکنیں روک گیا۔

وہیں سکھی کی بھی بیلجیئم کی فلائیٹ تھی، کچھ ڈائمنڈز کے حوالے سے اہم ٹریڈنگ اور بزنس میٹنگز تھیں۔

قاسم کو امیدوں سے باندھے جبکہ اماں ابا کی امیدیں چکنا چور کیے جمشید بھی واپس دبئ نکل گیا، دو تین دن یونہی پر لگاتے گزر گئے۔

"یہ کیا سن رہا ہوں، جاب سٹارٹ کر لی؟"

واپسی تو دراب کی صبح ہی ہو گئ پر آفس میں کچھ ڈیڈ لائنز کے سبب پھنسنے کے سبب وہ شام تک گھر آیا اور آتے ہی ممی سے لیزے کی جاب کا سنے اندر آیا، وہ

اسے بیڈ پر پر سکون انداز میں ٹیک لگائے بیٹھ کر لیپ ٹاپ پر کام کرتی نظر آئی۔

زنگ آلود نہیں ہونا چاہتی نہ ٹپیکل بیوی کی طرح شوہر کے انتظار میں گھل" کر ضائع ہو سکتی ہوں، میں آرام و سکون کی عادی نہیں سو مجھ پر چوبیس گھنٹے

"بہت مشکل رہے تھے سکون کے

لیزے کے سپاٹ جواب کے باوجود دراب اسکی گردن میں سجے نیکلس کو دیکھتا لیپ ٹاپ اسکی گود سے ایک ہی جھٹکے سے پرے گراتا پاس ہی خوشبوؤں کے سحر جھٹکتا بیٹھے لیزے کی بازو پکڑے اسکو تکیے سے آگے اپنی طرف کھینچ گیا۔

"تم نے نیکلس پہن لیا؟ مس کیا مجھے ؟"

دراب نے اسکی ناراض آنکھوں کو اتنا غور سے دیکھا کہ وہ ناراضگی دیکھانے کے بجائے گھبرائی۔

نہیں کیا، باران اور میں نے بہت انجوائے کیا۔ایک رات ہم حلیمہ اماں کے "
"پاس جا کر رہے، باقی میں بزی بہت رہی

لیزے نے اسکے ہاتھ سے اجنبیت کے سنگ کہتے بازو چھڑوانی چاہی مگر وہ اور کلر کی sage مضبوطی سے جکڑتا اسے اپنے پہلے سے زیادہ نزدیک سرکا گیا، کورئین امپورٹڈ ورک فیبرک شارٹ فراک کے ساتھ کھلا پلازو پینٹ پہن رکھا تھا، اوپر لانگ جیکٹ تھی جس کا پوانٹڈ کالر اور پاکٹس ڈیٹیل بہت جچ رہی تھی، ساتھ ہیڈ بینڈ لگا کر بال کھولے کانوں میں ائیر فونز لگائے وہ جان کو آرہی تھی، اسکی فراک کو فیبرک بیلڈ نے ہولڈ کیا تھا۔

"ڈنر باہر کریں؟"

وہ اسکی تیاری سے جان چکا تھا کہ دراب کے آنے کی پوری خبر تھی اسے۔

نوو، میں نے آج باران کا فیورٹ چکن منچورئین بنایا ہے۔ساتھ گرینش "
"کو فتے۔تو میری محنت ضائع ہو جائے گی

وہ ہاتھ نہ آنے کے پورے ارادے کیے بیٹھی تھی، دراب اس سے پہلے مایوس ہوئے اٹھتا، لیزے نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جس سبب وہ واپس گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

"اتنے دن کیسے رہ لیا میرے بن؟"

وہ لیزے کی آنکھوں میں چمک دیکھے زرد سا مسکرایا۔

"جیسے سات سال رہا"

وہ کہہ کر منہ پھیر گیا۔

"رونے لگے ہیں؟"

لیزے اسے دانستہ سلگانے کو زرا آگے کو ہوئے اسکا چہرہ دیکھتے بولی، دراب نے جب واپس گردن گمائی تو دونوں کے چہرے بے حد قریب تھے۔

"اب نہیں رلا پاو گی"

دراب کے لہجے میں چیلنج تھا۔

"سوچ لیں؟"

لیزے کواپنی اہمیت پر رشک کرتا دیکھے دراب نے اسکی گال پر اپنے ہونٹوں کو ضبط ہارے رکھتے لیزے کے اعتماد کی دھجیاں اڑادیں، وہ دراب کے ہاتھ کو اپنی گال سے سرک کر گردن کی بائیں طرف رکتا محسوس کیے اس سے پہلے وہ ہاتھ ہٹاتی، دراب نے اسکے دونوں ہاتھ بروقت اپنے ہاتھوں میں دبالیے۔

گھبرا کیوں رہی ہو؟ایک کس کی تو اجازت ہے، آج تو پینڈنگ بھی ہیں کافی"

"ساری۔رنگ کیوں اڑ گیا ہے

دراب اسکے اندر مچلتی قیامت سے باخبر اسے سلگانے کو دوسری گال پر بھی محبت بکھیر گیا، وہ پوری قوت سے اسے پرے کرتی لیپ ٹاپ بند کرتی اس سے پہلے دوسری طرف سے اترتی، وہ راہ کی دیوار بنا سامنے تن گیا۔

"دراب جانے دیں"

وہ میٹرس پر کھڑی بکھرتے لہجے وآواز کو سنبھالنے کے چکر میں خود توازن نہ برقرار رکھے گرنے لگی جب دراب نے اسے تھامتے اٹھا کر زمین پر اتارا لیکن

اسکے گرد بازو حائل کرتے لپیٹ لیے،اسی لمحے دراب کی نظر واس پر گئی جہاں اسے دیے پھول اب بھی موجود تھے بس کلیاں کافی مرجھا گئی تھیں،لیزے نے انکو پانی میں ڈبو کر رکھا پر پھر بھی تازگی و مہکار کھو چکے تھے۔

تم میرے دیے پھول سنبھالتی پھرو، میرے گفٹ کو خود پر واپس سجانے"

"لگو، میرے آنے پر اتنی خوبصورت تیار ملو تو میں کیونکر نہ بہکوں؟

اک اک لفظ کی حدت دراب کی سانسوں کی تروتازہ باس سے ملے لیزے کو حرارت بخش گئی، وہ آخری اشارے پر دانستہ آنکھیں چراتی پائی گئی۔

دراب نے اسکے گال پر پھر اپنے ہونٹوں کو جوڑا،لیزے کی آنکھیں مسکرائیں، تمام تر تکلیف کے۔

میں ہمیشہ سے ذمہ دار اور اوگنائزڈ گرل رہی ہوں دراب، آپکے لیے نہیں"

سجی نہ آپ کے ہی تحائف سنبھالے، مجھے تحفوں کی قدر بچپن سے معلوم

ہے کیونکہ بس بابایاماں دیتی تھیں، میرے لیے کسی کا پیار ہو یا نفرت، مجھے

"سب سنبھالنے کی بری عادت آج بھی ہے

وہ یکدم ہی ماضی کا ذکر لے آئی، دراب کے لیے وہ دن بہت خوبصورت اور

یادگار تھا جب وہ لیزے نور سے ملا۔

"ہنہ! اتنی تم مونالیزا، ویسے ہماری پہلی ملاقات یاد ہے تمہیں؟"

دراب کے سوال پر لیزے بھی مسکرادی، زہریلا سا کیونکہ مونالیزا والا طنز

معاف نہیں کر سکتی تھی۔

کیسے بھول سکتی ہوں آپ جیسے گھمنڈی، نک چڑے اور مغرور بدتمیز سے"

"ہوا پہلا سامنا؟

لیزے نے ہر ہر لفظ پر دانستہ زور دیا، وہ دھیرے دھیرے اپنے اصل میں

لوٹ رہی تھی۔

"تم مجھے اتنا سب سمجھتی تھی؟"

دراب جل بھن گیا۔

لیزے نے اسکا حصار جھٹکا اور چلتی ہوئی بالکونی کی سمت بڑھی، دراب بھی خوبصورت افق کے پار اترتی شام دیکھتا لیزے کے ساتھ آرکا۔

پھر جیسے دونوں ماضی کے اس پہلے سامنے میں جا کھوئے۔

یہ سات سال پہلے کا وقت تھا جوان دو کی ایک سی یاد تھا۔

پورے کالج کا ایک ہی واحد گرو تھا، دراب حیدر جدون، جس کی اجازت کے بنا پرندہ بھی پھڑ پھڑانے سے خوف کھاتا تھا، ہر ٹیچر سے دشمنی، ہر پروفیسر سے عزت کروانے کے باوجود وارننگز پانے کے باوجود باپ کے کالج کے وائس پرنسپل ہونے کے ناطے رعایت پالیتا، لیکن باپ کا احسان بھی نہ مانتا۔

ہر سٹوڈنٹ دراب حیدر جدون کو دیکھ کر راستہ بدل لیتا تھا، لڑنے کی ہمت اکا "دکا میں تھی جو "ڈیول آرمی

کے نام سے مشہور تھی۔اس گروپ کے کچھ سانڈ لڑکے ایسے تھے جن میں دراب حیدر سے لڑنے اور سامنا کرنے کی ہمت تھی۔

دراب حیدر جدون کے قریبی دوستوں میں صرف دو لوگ تھے، شائل شمدی، فردوس شمدی، بہت بڑے منسٹر کی بگھڑی اور اکلوتی اولاد، دوسرا یزدان فاروقی، نہایت اچھے اور معزز فاروقی خاندان کا نرم مزاج اور فرمابردار اکلوتا چشم وچراغ لیکن درحقیت ایک نمبر کا پلاننگ ماسٹر، پورے کالج میں وہ تین ہم جان، ہم جسم، ہم جند سمجھے جاتے۔

وہ بھی ایسا ہی اک چمکدار دن تھا، نئے سٹوڈنٹس کیمپس میں آرہے تھے، وہ تھرڈ ئیر کا سب سے برائیٹ سٹوڈنٹ تھا، فسٹ ائیر کے سٹوڈنٹس سے کالج واپس بھرا بھرا لگنے لگا تھا۔

"بڑی پیاری پیاری بچیاں آرہی ہیں، بس تیرے شر سے بچ جائیں"

سکھی، ہمیشہ کی طرح دراب کو کالج بیک یارڈ میں کھڑا سموکنگ کرتا دیکھے کان کے بیچ میں گھسا، دراب نے تنبیہی اونہوں کے ناک بھوں چڑھایا، پھر

پلٹ کر آنکھیں سکیریں،تب دونوں کلین شیوڈ کیوٹ مگرہاٹ سے لڑکے تھے پر باڈی شاڈی تب بھی تھی۔

یہاں آتی ہر بچی کے لیے بس دو ہی آپشن ہیں، یا تو ریجیکٹ کر کے میری" دشمنی قبول کرے یا پھر اتنا ستائی جائے کہ بچاری بھاگ نکلے۔ایکسیپٹ کا "رواج نہیں ہے سکھی

ایٹیٹوڈ بوائے نے تیور دیکھائے یزدان کو گھورتے سگریٹ زمین پر پھینکے بوٹ سے مسلی اور اس سے پہلے کلاس لے کر پروفیسر پر احسان کرتا، کسی صبح بنارس سی لڑکی کے ماہتاب چہرے نے دراب حیدر کی ہارٹ بیٹ مس کیا ندھا دھند پیچھے ہی آتا یزدان، دراب کے رکنے پر پٹخا اور ناک بجنے پر کراہتا پیچھے سے اسے ٹھڈا مار گیا، جبکہ دراب نے جب دیکھا وہ لڑکی متوجہ ہوئی، پلٹ کر یزدان کے منہ پر ایسا پنچ مارا کہ گروانڈ میں اگلے دو منٹ میں میلا لگ گیا، لیزے جو سیکنڈ ییئر کی سنئیر لڑکی سے اپنی کلاس کا پوچھ رہی تھی وہ بھی جانوروں کی طرح کچھ دور لڑتے دو لڑکوں کو دیکھے گھبرا گئی۔

"کیسے درندوں کی طرح لڑ رہے ہیں، جیسے جانی دشمن ہوں۔"

لیزے سورج کے براہ راست ہونے پر ہاتھ کا چہرے پر شیڈ سا بنائے بے ارادہ بڑبڑائی تو ساتھ کھڑی لڑکی ہنس دی، لیزے فوری بوکھلا کر اسے دیکھنے لگی۔

"یہ بیسٹ فرینڈز ہیں ڈیئر لیکن درندوں کی نسل سے ہیں شاید، انکاروز کا ہے، آو میں تمہیں کلاس تک چھوڑ دیتی ہوں"

لیزے کا دماغ اس لڑکی کی بات پر اوٹ ہوا۔

"ویٹ، واقعی یہ بیسٹ فرینڈ ہیں؟"

لیزے کا چہرہ فق ہوا۔

"اوئے کمینے کیوں ماری جا رہا ہے اور مار کھائے جا رہا ہے کچھ بک بھی، تیرا باپ وائس پرنسپل ہے پر میرا کوئی والی وارث نہیں۔ ترس کھا میری اگتی جوانی پر"

لڑتے لڑتے وحشوں کی طرح ایک دوسرے کے منہ زخمی کیے یزدان آخر معاملہ نہ سمجھ پاتے مسکینیت سے منمنایا۔

"تیری اگتی جوانی، جڑ سمیٹ زمین کی ساتویں تہہ میں گاڑ دوں گا چپ کر کے ڈرامہ جاری رکھ"

دراب نے بھی رحم کھانے کو ترک کیا اور دونوں مٹی میں لوٹ پھوٹ، گرد سے اٹے، گالوں کو پھوڑے، جبڑے زخمی کر چکے تھے، پھر یکدم نسوانی چنگاڑتی آواز بلند ہوئی، وہ دو لڑتے سانڈ تھے، مجمعے کو چیرتی لیزے دونوں کے سامنے آئی تو یزدان کی آنکھوں میں لحظہ بھر معاملے کی نزاکت سمجھتے کمینگی چھائی، دوسری طرف سے مجمعہ چیرتی لڑکی شنائل تھی۔

"آپ دونوں، یہ کالج ہے یا جنگ کا میدان۔ کوئی پوچھنے پاگل ہو گئے ہیں والا، انکو پنیش کرنے والا نہیں ہے کیا؟ ابھی میں آپ دو کی شکائیت لگا کر آتی ہوں"

لیزے کی غیض سے اٹی چیخ پر دراب نے یزدان کو ہلکا سا دھکا دے کر مٹی میں گرایا، یزدان بھی منجھے اداکاروں کی طرح یوں آہیں بھر رہا تھا جیسے بچارے کی ہڈیوں کا سرما بن گیا یو۔

شنائیل دوڑ کر زخمی سکھی تک گئی، جبکہ مکرو نظرا سکی دراب اور اس لڑکی پر تھی جواب آمنے سامنے رکے تھے، ایک دوسرے کو کاٹ کھاتے گھور رہے تھے۔

"شکائیت لگاو گی، وہ بھی میری۔ ہو کون تم؟ اسے کسی نے وارن نہیں کہ یہ کس کو للکارنے کی غلطی کرنے لگی ہے؟"

دراب کی آنکھوں کا ہیزل براون کلر دیکھتے لیزے نے انکی خوبصورتی سے توجہ ہٹائی اور دگنی آنکھوں میں خفگی بھر کر اس لڑکے کے منادی بھرے چلانے پر گھوری۔ سب سٹوڈنس سہمے تھے کیونکہ جانتے تھے اب یہاں کیا ہونے والا ہے۔

میں آپکی طرح ہی یہاں کی سٹوڈنٹ ہوں، آپ کون ہیں جو یہ سب گندگی اس قدر مقدس جگہ پر مچا رہے ہیں۔ یہاں پڑھنے آئے ہیں یا کہ نوچنے اور کھال اکھاڑنے۔ مجھے تو یہ حیرت ہے کہ یہاں ایسا کرنے کی آخر جرت بھی کیسے آئی آپ دو میں؟"

لیزے اصول پسند تھی اور اس وقت بھی وہ اصولی غصہ کیے جا رہی تھی، سب ہی منہ کھولے لیزے کی کڑک دار آواز اور غصے کو دیکھنے لگے۔

"لیزے نور! مت الجھو اس سے۔ وہ پاگل لڑکا ہے"

وہی لڑکی آگے لپک کر لیزے کو پکڑ کر لے جانے لگی جب دراب کی خشونت بھری گھوری پر اس لڑکی نے فورا لیزے کی بازو ڈر کر چھوڑی۔

"تم ماں لگتی ہو اسکی؟ گم کرو شکل"

دراب کی دہشت تھی کہ وہ لڑکی فورا بھاگی جبکہ لیزے مزید یہ برداشت نہ کر سکتی تھی۔

کالج کے نام پر آپ جیسے لوگ ہی دھبہ بنتے ہیں، کتنی خوش تھی میں کہ "
پورے گاوں میں واحد لیزے نور ہے جو اتنے بڑے شہر کے کالج میں پڑھے
"گی۔ ساری خوشی مر گئ

لیزے اس سے پہلے کہہ کر مایوس سی جاتی، دراب نے اسکی بازو پکڑ کر کھینچا تو
وہ لہرا کر اسکے روبرو آ رکی، اب کے لیزے کی آنکھوں میں اس لڑکے کی خمار
وطیش بھری آنکھیں سنسنی اتار گئیں۔

کالج میں رہنا ہے تو پہلے کچھ معاملات طے کرو لڑکی، ٹسوے بعد میں "
"بہانا۔ اپنی حفاظت کے لیے کچھ سٹپ اٹھاو

دراب نے اسکا بازو چھوڑا تو لیزے نے درد کے سبب بازو مسلی۔

کیا مطلب؟ آپ اس کالج کے مالک ہیں یا یہاں موجود ہر سٹوڈنٹ آپکا"
ذر خرید غلام ہے، ہیں کون آپ؟۔ مجھے اپنی حفاظت کرنی آتی ہے، اللہ نہ
"کرے دوبارہ آپکی شکل دیکھوں

لیزے نے لب و لہجے پر حاوی ڈر کو ہر ممکنہ دبایا۔

"یہاں کی اک درندہ صفت روائیت ہے، دراب حیدر جدون کے پاگل پن کا پہلا اصول، یا تو میرے ارد گرد میرے شاطر دشمن محفوظ رہتے ہیں یا میری نور نظر"

ہر کسی کو سانپ سونگھا، خود سکھی کے جبڑے سے نکلتے خون کو تشو سے صاف کرتی شنائیل کے چہرے کا رنگ اڑا، لیزے کو تو آگ لگ گئی۔

"کیا مطلب تھا اس سب کا؟"

لیزے نے غصے سے پوچھا۔

دس سیکنڈ دیتا ہوں تمہیں لیزے نور،"

Choose One Option

میری نور نظر یا پھر میری شاطر دشمن؟

"اور شاطر تم ہر گز نہیں ہو سو اپنا انجام سوچ لینا

لیزے کے دماغ پر ہتھوڑا برساتا وہ سر اکڑائے دس سیکنڈ کاونٹ کرنے لگا، ہر سیکنڈ کاونٹ کے ساتھ تمام جمگھٹے کی دھڑکنیں سست پڑیں، زمین پر بیٹھ کر نقلی کراہتے یزدان کی بھی ڈرامہ بازی رک گئی، شنائیل کے تن بدن میں شرارے دوڑے۔

لیزے پہلے آٹھ سیکنڈ ڈری، نویں پر پراعتمادی سے مقابل کو سرد گھوری، دس پر دو قدم دراب حیدر کے قریب ہوئی۔

دشمن، رہی بات شاطر ہونے کی۔اب تو سیکھنا پڑے گا۔"

پسماندہ گاوں کی سہمی اور ڈبو لڑکی مت سمجھیے گا، آپکے شہر کی ان ساری لڑکیوں سے دس ہاتھ آگے ہوں۔ہرن کے پاس درندوں سے بچنے کی تدابیر "کمزور سہی لیکن بہت سی ہوتی ہیں کبھی مت بھولیے گا

دراب حیدر جدون کو پہلی بار کسی لڑکی نے دھتکار کر بے عزت کیا اور ستم یہ کہ وہ جس طرح مجمعہ چیڑ کر آئی ویسے واپس چلی گئی۔

شنائیل کے چہرے کا اڑا رنگ لوٹا، کیونکہ دراب پر اپنی حاکمیت سمجھتی تھی، اسے چھوتی ہوا سے بھی جلتی تھی جبکہ سکھی معمولی لگے زخموں کا بھی درد بھول گیا تھا، دل کر رہا تھا ڈرامہ کر کے مر ہی جائے، جبکہ دھیرے دھیرے مجمعہ چھٹنے لگا، پر دراب حیدر جدون کے جسم کو لگی نادیدہ آگ شدت پکڑتی گئی۔

یہ سب یاد کیے وہ اب بھی مسکرائے، شام بہت خوبصورت ہو چکی تھی۔

"سکھی کو سچ میں مارا تھا ناں آپ نے؟"

لیزے نے یکدم گردن گمائی اشتیاق سے پوچھا تو دراب اسی کو دیکھنے میں محویت سے گم تھا، لیزے کی نظر پڑی تو آنکھیں چرا گیا ورنہ آج اس لڑکی کو کھا جاتا۔

وہ ہماری کچھ خفیہ ٹرکس تھیں، لگتی رئیل تھیں پر زیادہ درد نہیں ہوتا"
تھا، بہت کمینی چیزیں تھے ہم، جیم میں پینچنگ بیگ کے بجائے ایک
"دوسرے کو پنچ کر کے ٹریننگ کرتے ہیں آج تک
دراب کہہ کر لیزے کے ہوش ڈگمگاتے سراپے سے نگاہیں ہٹائے کمرے کی
طرف بڑھا تو لیزے بھی پلٹی، وہ اپنا بلیذر اتارے، شرٹ کے بٹن کھولتا شاید
نہانے کا ارادہ رکھتا تھا، لیزے یکدم دراب کے شرٹ اتارنے کے ارادے پر
ہوش میں آئی، روم کے اندر آتے ہی داخلی دروازے کی طرف بڑھی جب
دراب نے شرٹ اتارنے کے بجائے اسکی کلائی اچک کر سینے کی اور
کھینچا، لیزے نے دونوں ہتھیلیاں اسکے سینے ٹیک کر زرا فاصلہ سمیٹا۔
مجھے صرف تمہاری موجودگی پر صبر نہیں آسکتا۔ میرے لیے میرے چار"
سو خوشبو کی طرح بکھر و لیزے، تاکہ میں انہیل کر سکوں۔ اپنے آپ کو مہکا
سکوں۔ تمہارے لیے موسم سنوار سکوں۔ ہم اب ایک دوسرے کے سوا
"کسی کے نہیں

وہ اسکے پاس، اسکے سامنے موجود ہو کر بھی اسی کو یاد کر رہی تھی، اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوتا اسکا کہ وہ اب بھی صرف دراب حیدر جدون کی تھی۔

"کیا چاہیے اب؟"

وہ بے بس چڑیا کی طرح اسکے بے حد قریب پھڑ پھڑا اٹھی، اسکا ہر انداز دراب کے لیے پسندیدہ تھا، یہاں تک کہ لیزے کا کچھ سانسوں کے بعد زرا گہری سانس کھینچنا، جو دراب کو ہمیشہ پاگل کر دیتا تھا۔

"مجھے ایک کپ سٹرونگ کافی چاہیے"

دراب نے اسکے چہرے کے رنگ دیکھتے بے خود سی فرمائش کی۔

"ا۔۔اوکے، آپ فریش ہو لیں میں بنا دیتی ہوں"

لیزے ہاتھ چھڑواتے مچلی پر دراب نے کمر کے گرد بازو لپیٹے اسکی مچلتی حرکت روک کر لیزے کو اپنی جانب دیکھنے پر مجبور کر دیا۔

فریش مجھے کچھ اور کرے گا،لیزے تین دن بعد آیا ہوں،اس امید پر کہ تم"
I miss" تھوڑا سہی میری طرف آو گی،اور مجھے اور کچھ نہیں پر
ضرور کہو گی۔میری ساری امیدیں اس بری طرح سے ٹوٹنا ڈیزرو"you
"نہیں کرتی عشقم

دراب کے بس میں خود پر ضبط و جبر کرنا دو بھر تھا،لیزے کی پلکیں دلسوز انداز میں حرکت کیں،وہ آنکھیں نہ ملا رہی تھی،لیزے کو ڈر جو لگ رہا تھا۔

"I Miss You,Now Happy?"

لیزے نے پھیکا سا لہجہ لیے جان چھڑوائی۔

دراب نے اسے ناراضگی سے آزاد کر دیا،وہ اندر تک زخمی ہوا تھا۔

"رونے لگے ہیں؟"

دراب کو پیچھے ہٹ کر اذیت سے دو چار دیکھتے پائے لیزے نے پھر سے چنگاری لگائی اور دراب بے ایک ہی جھٹکے سے لیزے کو کھینچ کر واپس سینے کی اور سر کایا۔

دونوں کے چہرے ٹکراتے ٹکراتے بچے۔

تم مجھ سے بے وقت کچھ کروانہ بیٹھنا، باز آجاو، دوبارہ تم نے یہ پوچھا تو"

"میں۔۔۔۔۔

دراب کو سلگا کر وہ بہت سکون محسوس کر رہی تھی پر اتنا ہی ڈری بھی جب دراب نے اسکے ہونٹوں پر نگاہِ لطف جماتے جملہ ادھورا چھوڑا۔

"تو آپ؟"

لیزے بے خوفی سے بولی۔

"تو میں۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ لیزے کی گردن دبوچ کر چہرہ قریب کرتا، وہ پوری قوت سے اسے پرے دھکیل کر تیزی سے کمرے سے بھاگ گئی، جبکہ دراب وہیں میٹرس پر دل پر ہاتھ رکھے گر پڑا اور پھر ساتھ ہی مسکرانے لگا پر دراب حیدر

کی یہ آج سات سالوں بعد وہ مسکراہٹ چہرے پر سجی تھی جو منظروں کو دیوانہ کرنے میں مقبول تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

وہ شام ہی دبئ پہنچی تھی اور رات ایکسپو سینٹر میں شنائل کی ایک ایڈ شوٹنگ کے بعد فوٹو سیشن چلنا تھا، جمشید خود تو نہ گیا لیکن اسکے ماہر لوگ پوری چالاکی اور ہوشیاری سے شنائیل کے گارڈز کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اس لڑکی کا منہ مضبوط کپڑے ٹھوس کر باندھے اٹھا لے گئے، فوٹو شوٹ کے بعد شنائیل نے اپنے چند دوستوں کے ساتھ ایک شمپئین پی تھی جس سبب جمشید کے لوگوں کو یہی لگا تھا کہ وہ آل ریڈی نشے مین ہے پر شنائیل کے حواس اتنے مضبوط تھے کہ اس پر نشے آوار اشیاء دیر سے اور مختصر اثر کرتیں۔

جس بیچ وہ لوگ اسے گاڑی میں ڈالے جمشید کے سٹوڈیو لے کر پہنچے، شنائیل مکمل حواس میں آگئی۔

گاڑی رکتے ہی بیٹھے بیٹھے دونوں ساتھ والے آدمیوں کی مونڈیاں پکڑے ایک دوسرے کو دے مارتے انہی کے سہارے آگے بیٹھے آدمی کے سر میں ہیلز مارے وہ آگے سے نکل کر جیسے ہی بھاگنے لگی، آگے جمشید سے ٹکرائی جو سٹوڈیو کے باہر ہی کھڑا منتظر تھا۔

"ویلکم بی بے گرل"

جمشید نے اسے دونوں بازووں سے پکڑا جس سبب شنائیل چالاکی سے بروقت خود کو نشے میں دھت دیکھاتے اسکے سینے کی اور لہرا گئی جس سبب جمشید بوکھلایا اور اسے بازووں میں اٹھائے اندر لپکا، بوسیدہ سے پرانے کمرے میں رکھی کرسی پر شنائیل کو بیٹھائے وہ جھک کر اسکے پیر میں جھٹکے

سے زنجیر ڈال گیا پر شنائل کو احساس ہی نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی پلاننگ میں مصروف تھی۔

شنائیل نے بے ہوشی کا ڈرامہ ترک کیا اور اندھیرے میں اپنے سامنے اٹھ کر کھڑے اس آدمی کو دیکھا اور پھر تیلے انداز میں اپنی استین کی زیپ کھولے وہاں فٹ انجکشن نکالے جمشید کی گردن میں کھونپ دیا مگر وہ بچاری اس توانا مرد کے بوجھ تلے آتی مر ہی جاتی اگر اسے بروقت پرے کیے زمین کی اور نہ سرکاتی، جمشید اس انجکشن سے ہوش کھو گیا۔

شنائیل جلدی سے اسے رسہ سے پرے کرتی جب اٹھنے لگی تو یکدم ہی اسکی نظر جمشید کے چہرے پر جا ٹھہری، شکل کا وہ اتنا اچھا نہ سہی پر پرکشش اور اٹریکٹیو تھا کہ کوئی بھی لڑکی دوسری بار ضرور دیکھنا چاہتی۔

شنائیل نے مسکرا کر اسکی گال دبائی اور اٹھ کر اپنی ڈریس جھاڑتی واپس اٹھے اس سے پہلے جا پاتی، پیر میں بندھی زنجیر دیکھے شنائیل کا سر گھوم گیا، اک غصے

بھری نظر زمین پر لام لیٹ جمشید پر ڈالے وہ بے بسی سے وہیں کرسی پر ڈھے گئی۔

"اف! کمینہ کہیں کا"

چیخ مارتے شنائیل نے سر پھٹنے پر خود بھی آنکھیں موندے سر پیچھے کو لڑھکا دیا۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ
Ⓝ Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

سلوی نے یہ تین دن سکھی کو بہت مس کیا پر سکھی اپنا نمبر پچھلے تین دن سے بند کیے تھا، دراب تک سے اسکا رابطہ نہ تھا، کل واپسی تھی اور سلوی نے اس دن تو یہ سب ہوا میں اڑا دیا کے وہ ہگ کر کے منا لے گی پر اب اسے بہت ڈر لگ رہا تھا۔

اسے پتا تھا وہ فورن ٹور سے سیدھا جیولز آبشیشن سٹور جاتا ہے تبھی سلوی نے شام بابا کی چائے بناتے ہی ترکیب سوچی کے وہ کل سہیلی کے گھر جانے کا بہانہ کیے سکھی کے سٹور جا کر اسے منائے گی۔

وہیں دراب کی واپسی پر باران کے پاس اتنی باتیں تھیں کے شام فریش ہونے سے ڈنر لگنے تک وہ صرف باران اور دد ھو کے ساتھ ہی رہا، پہلے وہ لوگ اسطبل گئے، دراب نے باران کی گڑ سواری انجوائے کی، وہ براق صاحب کے ساتھ کافی مانوس ہو گیا تھا شاید وہ بزرگ تھے جبکہ لیزے بھی ایزی ہو کر جاب بہ مٹینیو تبھی کر سکی تھی کیونکہ باران کو سکول چھوڑنا اور لانا بھی براق صاحب نے اپنے ذمے لیا، اور یہاں تک کہ وہ اسے پڑھا بھی دیتے۔

واپس وہ لوگ پہنچے تو سب نے ایک ساتھ ہی ڈنر کیا۔

پھر نرمین کچھ اونلائن میٹنگ کے لیے سب کو شب بخیر کیے روم میں چلی گئیں جبکہ باران بھی نیند سے جھٹکے کھاتا وہیں ٹی وی دیکھتا دراب کی بازو سے لگے ہی سو گیا تو فائنلی ددھولاڈلے کو بات کا موقع ملا۔

"ہاتھ نہیں آئی ددھو"

دراب نے براق صاحب کے آنکھوں کا سوال بنا کہے پڑھا، بچارے افسوس میں پوتے کی گال سہلاتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم نے اپنی عقاب سی جسمانی صلاحیتوں پر زنگ لگوالیا لاڈلے، تمہیں لیزے کی قربت کی نہیں، تیزاب سے نہانے کی ضرورت ہے۔ میں چلا سونے، آج کوئی مجھے جپھی ڈالنے کا خیال بھی نہ سوچے۔ آج خواب میں "میری" وردہ" آئے گی تو میری اس کے ساتھ آل نائیٹ ڈیٹ ہے

براق صاحب کہہ کر شان بے نیازی سے گئے تو دراب ہنس کر دادا کو گردن گما کر دیکھنے لگا۔

میرے ٹھر کی ددھو! میری دادو کواب تو بخش دیں۔خواب میں بھی پتا"

"نہیں کیا کیا کرتے ہوں گے میری معصوم دادی جان کے ساتھ

پوتے کی خرافاتی بڑبڑ وہ سن چکے تھے تبھی شانوں پر لپیٹی مردانہ بھاری شال

ہاتھ پر لپیٹ کر گیند بنا کر پیچھے سے گولی کی طرح پھینک کر بھاگ

نکلے،دراب نے ہنس کر نظر باران پر ڈالی جو سویا ہوا لیزے جیسا ہی کیوٹ

لگ رہا تھا۔

تمہاری مموبہت ظالم ہے باران،تب سے نظر بھی نہیں آئی، چلو حملہ "

کرتے ہیں۔تمہارے بہانے شاید مجھے بھی کمرے کے اندر گھسنے کا موقع مل

"جائے

خرافاتی پلین ترتیب دیے باران کو احتیاط سے اٹھائے کندھے سے لگایا اور

لیزے والے روم کی طرف بڑھا۔

لیزے کسی بک کو پڑھنے میں مصروف تھی،لحاف میں آدھی دبکی تھی جب

دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاو بے بی"

لیزے کو لگا شاید باران ہے۔

"بے بی کا باپ ساتھ فری میں آسکتا ہے؟"

دراب کو دیکھتے وہ کرنٹ کھائے انداز میں اٹھی اور لحاف پڑے کیے اٹھ کر قریب آئی۔

"اسے مجھے دیں"

لیزے اس سے باران ہتھیانے لگی جب وہ اسے پرے کرتا بیڈ کی طرف بڑھا۔

"تم سے اٹھایا جائے گا کیا؟ پاگل"

وہ باران کو احتیاط سے لٹائے بڑبڑایا، لیزے سر تا پیر گھبراہٹ میں مبتلا بس کسی طرح دراب کو کمرے سے غائب کرنا چاہتی تھی کیونکہ وہ بہت اٹریکٹیو تھا اور زیادہ دیر لیزے خود کو سنبھال نہ پاتی تھی۔

اب آپ جائیں، ریسٹ کریں کافی تھکے ہوں گے۔مجھے بھی بہت نیند آرہی"
"ہے

لیزے نے جلدی سے اسکی بازو پکڑی اور دروازے سے باہر نکالتے بولی

جب دراب نے اسکی ننھی منھی مزاحمت جھٹکے سے روکتے لیزے کو کمر میں
بازو ڈالے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا۔

"میری تھکن کا اتنا خیال ہے تو خود ہی مٹا کیوں نہیں دیتی"

دراب نے اسکا چہرہ اک ہاتھ سے پکڑے اوپر کیا، وہ ناراضگی سے دیکھنے لگی۔

دراب پلیز، میں جن شرائط پر یہاں آئی تھی ان کو قائم رہنے"
"دیں۔جائیں، پلیز چھوڑیں

وہ اسکے ہاتھ کو کمر سے کھولنے کے بیچ ٹوٹتے لہجے میں منمنائی۔

"اوکے جسٹ ون کس"

لیزے نے اسکی فرمائش پر آنکھیں نکالیں اور اس سے پہلے وہ کچھ اور ہی کرتا، لیزے نے جلدی سے اسکی گال پر پیار دیا اور دراب کی گرفت اس بے خودی میں ڈھیلی پڑی ہی کے لیزے نے اسے باہر کرتے ہانپتے ہوئے دروازہ بند کیے لاک کر لیا۔

دراب اپنی گال پر ہاتھ رکھے اپنے مقدر پر غائبانہ آنسو بہانے لگا، دل یہی کیا دروازے کو ٹکرے کر دے اور لیزے کی عقل ٹھکانے لگائے پر پھر لیزے کا خود موہوم سہی پر یوں بڑھ کر چھونا دراب کے ہر زخم کی دوا ہو گیا، وہ اس ایک لمس پر اچھی نیند سو سکتا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"تم نے اور تمہارے ناکارہ لوگوں نے اسے بیہوش کیوں نہیں کیا تھا؟"

صبح ہو چکی تھی، جمشید جب جاگا تب اسے وہ کرسی پر بیٹھی بیٹھی سوئی ملی، تبھی وہ ناشتہ لینے نکلا اور جب واپس لوٹا تو گرمیل تک ساری خبر نہ صرف پہنچی جبکہ شنائیل جاگتے ہی میز پر پڑی سگریٹ پر بھی حملہ کر چکی تھی۔

"کیا تھا، وہ ڈھیٹ ہڈی نکلی۔ مجھے پتا نہیں کیا کھونپا تھا، وہ تو پیر بندھا تھا کہ بھاگ نہ پائی۔ اور مجھ تک جب پہنچی تو جھٹکے کھا رہی تھی، میں کیا کرتا آخر؟"

اپنے دماغ پر زور ڈالنے کے باوجود جمشید کو کچھ یاد نہ آ رہا تھا، جبکہ مقابل گرمیل کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔

"اب کیا ہوش میں ہے؟"

گرمیل نے کن پٹی کی ابھرتی رگیں انگلیوں سے دباتے پوچھا۔

"ناصرف ہوش میں ہے بلکہ لگ رہا ہے سالم نگل لے گی، ڈھیٹ بتا بھی نہیں رہی کہ رات ہوا کیا"

جمشید نے اپنی کوفت بیاں کرنے کے ساتھ درد کرتے سر کو دباتے گردن گمائی، یہ دوسرا سیگریٹ تھا جو وہ مزاق مزاق میں پھوک گئی تھی۔

اوپر سے شائیل کا اسے زہر خند محظوظ نگاہوں سے گھورنا۔

جو ہوا میرے اور تمہارے بیچ ہوا ناں جیم، ہمت ہے تو مجھ سے اگلوا و۔یوں"

"میری شکائیت کیے کافی بور کر رہے ہو مجھے

شنائیل کی اکسانے کی کوشش رنگ لائی، جمشید نے کال کاٹی، فون میز کی سطح پر رکھا اور اسکی طرف جھکا۔

"تم ڈر کیوں نہیں رہی؟ تم اتنی پر سکون کیسے ہو؟"

جمشید کی سدھ بدھ اس لڑکی کی باغیانہ نظر لے اڑی۔

"ڈر اور شنائیل شمدی دو الگ کیٹیگریز ہیں"

شنائیل نے بہت دنیا دیکھی تھی، ایک نظر میں سامنے والے کو سر سے پیر تک پہچان لیتی تھی، شنائیل کو وہ کرمنل، اغواء کار اور غنڈا کہیں سے نہیں لگا، سالی شرافت تھی کہ بچارے سے ناچاہتے ٹپک رہی تھی۔

تم سوچ بھی نہیں سکتی کے تمہارے ساتھ کیا کیا ہونے والا ہے، کونسا"

"انجکشن لگایا تھا تم نے مجھے؟

جمشید نے غصے سے سرخ بھبھول ہوتے ہنوز جھکے ہی شنائیل کی آنکھوں میں تیزابی نظر گاڑی۔

"شرافت پر ومیکس"

وہ خباثت سے آنکھ دباتی، جمشید کے عتاب و غیض کو ہوا دے گئی۔

"مطلب کچھ نہیں ہواناں؟"

جمشید کی رنگت بدلی، آنکھوں سے شرارے پھوٹے، اعصاب پر بھار تھا جو ہٹا، شنائیل شمدی اس کیوٹ کرمنل پر مرمٹی۔

"ہواناں"

شنائیل کو مزاق سوجھا۔

پھر سے جمشید کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں۔

"کیا؟"

جمشید نے سیدھا ہوتے ترچھی نگاہ ڈالتے استفسار کیا۔

"پیار"

شنائیل کھل کر مسکرائی، جمشید لمحہ بھر حیران ہوا پھر دگنا زہر بھرا ہنسا۔

"ہاں وہی جو تمہیں ہر دوسرے مرد سے ہو جاتا ہے، ویسے جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے ابھی تم کافی انجوائے کرو گی"

جمشید اسکی توھین کرتے جانے لگا، شنائیل نے اسکی چوڑی کمر تکتے آواز لگائی۔

"تم کرو گے کیا میرے ساتھ؟"

شنائیل کے سوال پر وہ جبڑے بھینچتا پلٹا۔

شنائیل کو اسکی آنکھوں میں جو غصہ دیکھائی دیا وہ دنیا ساری خاکستر کر سکتا تھا۔

میں نے سنی سنائی باتوں پر کان نہیں دھرا تھا، مجھے لگا تھا تم عزت نیلام کرتی" ہو یہ صرف افواہیں ہوں گی۔ بڑی بڑی سلیبر ٹیز کے دشمن یا مخالفین یونہی اکثر حسد وانتقام کی آگ میں مبتلا ہو کر پھیلایا کرتے ہیں پر میری اچھی سوچ تم سے ایک ملاقات کی مار نکلی۔ تم اس سے بدتر ہو جیسا دنیا کہتی ہے۔ میں "تمہیں چھونا بھی پسند نہ کروں

روح کو چابک رسید کرتا وہ عام سی شکل کا خاص آدمی شنائیل کو یہ سب بولنے کے بعد بھی برا یا قابل نفرت نہ لگا بلکہ الٹا جمشید اس لڑکی کی آنکھوں میں غالب رحم طلب رنگ دیکھتے بے چین ہو گیا۔

"سنو"

وہ بے اختیار پکاری، وہ غصے سے لب بھینچتا مٹھی کس گیا جو شنائیل نے بغور دیکھی، آخر وہ ضبط کی کونسی شکل تھی، وہ الجھ گئی۔

پیسہ چاہیے تم لوگوں کو تو ویسے مانگ لو، میرے جسم پر جو تھوڑا کپڑا بچہ ہے"
اسے قائم رہنے دو۔اس کے بدلے تم مجھ سے الگ میں جتنی قیمت چاہنا
"وصول کر لینا۔ڈیل ہو گی یہ
شنائیل کا سودا سنے وہ پلٹا۔

اوہ! یہ اچانک کیا ہو گیا تمہیں؟انجوائے نہیں کرنا بے بی گرل؟تم تو ایک"
"رات کے لاکھوں لیتی ہو، کبھی کبھی دے بھی دیتی ہو
وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے خباثت سے ہنسا، شنائیل کو نا جانے کیوں اس
اجنبیت بھرے تعلق کے باوجود بہت برا لگا۔

"شاید وہ واقعی افواہیں ہوں"
شنائیل نے اذیت سے کہہ کر نظر پھیری اور اس بوسیدہ سے کمرے کو دیکھنے
لگی پھر اپنے پیر کو جس میں زنجیر جکڑی تھی۔

نیک بی بی بننے کا ناٹک میرے سامنے مت کرو، اچھے سے جانتا ہوں تم جیسی"
کتنے پانی میں ہوتی ہیں، مجھے تم سے الگ میں کچھ نہیں چاہیے۔ بینک اکاونٹ
"کی تمام ڈیٹیلز دو، جیسے ہی تمہارا اکاونٹ خالی ہو گیا تمہیں چھوڑ دیا جائے گا
جمشید نے ناشتہ اسی ٹیبل پر لگاتے شنائیل کو دیکھے بنا کہا، وہ اسے ہی مستقل
حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔

"ٹھوس لو، مر کر میرے سر نہ آجانا"

اسکے سامنے کسی انگلش سیریل کا بنا بنایا باول کھول کر رکھے سپون دیتا وہ پلٹنے
لگا جب شنائیل کی آواز پر رکا۔

"تمہیں کیسے پتا میں یہ ناشتہ کرتی ہوں"

وہ پھر سے پلٹا، دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ لڑکی اسکا کافی دماغ پکا چکی ہو۔

تم جیسی ممی ڈیڈی یہی ٹھوستی ہے، تم سے پہلے بھی کئی ایٹیوڈ سو اور ٹیلنٹ"
"صفر عورتیں یہاں آکر نزاکتیں دیکھا چکی ہیں

شنائیل کو اسکی مثال پر ہنسی آئی،اور باخدا وہ ہنستی اس قدر پر کشش لگی کے جمشید کو اپنے حواس بحال رکھنے کے لیے نظر سرکانی پڑی،شنائیل کی ٹھوڑی پر ہنستے ایک گڑھا نمودار ہوتا تھا،بے حد حسین۔

پہلا کڈنیپر دیکھا ہے جس نے ہاتھ منہ کے بجائے پیر باندھا ہے،اسی سے پتا" "چلتا ہے تم کتنے شریف ہو

شنائیل نے مزے سے رس بیری اور ہنی ساس کے ساتھ وہ پھیکا سیریل ٹیسٹ کیا جو کافی اچھے برینڈ کا تھا،جمشید نے پھیری نظر واپس جمائی۔

یہ زنجیر جو تمہارے پیر میں ہے،زبان میں بھی پڑ سکتی ہے سو بک بک بند" "کرو۔یہ لو یہاں ڈیٹیلز لکھوا اپنے اکاونٹ کی

جمشید نے پیچھے کو ہوتے شیلف سے نوٹ بک اور پینسل اٹھا کر ٹیبل پر پٹخی،شنائیل اپنا ناشتہ مزے سے کرتی مشکوک سا مسکرائی۔

"میرے اکاونٹ میں صرف دس لاکھ ہیں"

شنائیل نے اپنے تئیں دھماکہ کیا۔

سب اکاونٹس کی کہا ہے، چھ اکاونٹ ہیں تمہارے۔الو سمجھ رکھا ہے"

"مجھے؟

جمشید کھاٹ کھانے کو دوڑا، شنائیل انفارمیشن ایکسیس پر امپریس ہوئی۔

نہیں، الو تو بہت تیز ہوتا ہے۔اوکے چار کی دے دیتی ہوں۔دور ہنے دو"

ورنہ گزر بسر کیسے کروں گی جیم۔میرا باپ مجھے میری حرکتوں پر کب کا

"جائیداد سے عاق کر چکا ہے۔سڑک پر آجاوں گی

شنائیل نے ڈرامائی بیچارگی سے کام لیا پر جمشید کو پتا نہیں کیوں شنائیل پر ترس

نہیں آرہا تھا۔

میرا نقصان ہے یہ، میرا مالک مجھے مار بھی سکتا ہے اس فیور پر۔تم تو نکل لو"

"گی، میری جوانی ضائع ہو جائے گی

جمشید اسکے کھانے کی سپیڈ پر حیران تھا جیسے وہ کب کی بھوکی ہو، اسے افسوس ہوا کے کچھ اور ہیوی بھی لے آتا اس کے لیے، اس انگریزی دلیے سے بچاری کا آخر کیا بن جاتا۔

"میں احسان کا بدلا اتار دوں گی"

شائیل نے ہاتھ روکا اور سر پر کھڑے جمشید کو یقین دلاتے بولی۔

دیکھیں گے، میرا ایک کام کرنا ہو گا تمہیں۔ میرا ایک دوست ہے اسے"

"جاب پر لگوانا ہو گا کسی اچھی جگہ

قاسم کا خیال آتے ہی جمشید نے بروقت تجارتی مطلبی انداز اپنایا۔

"ایک بری لڑکی سے اچھی جاب امید کر رہے ہو، کہا تھا ناں کافی شریف ہو"

وہ بار بار اسے شریف کہہ کر وحشی بنانے پر تلی تھی۔

جمشید ٹیبل پر ہاتھ مارتا اسکی اور غصے سے جھکا۔

"اچھا اچھا میرے ڈیڈ کا یہاں ریسٹورنٹ ہے، وہاں کے مینجر سے میری اب بھی اچھی سلام دعا ہے جبکہ ڈیڈ تو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ میں وہاں کسی پوسٹ پر لگوا سکتی ہوں تمہارے دوست کو مگر پھر میرا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور تم میرے احسان مند ہو جاو گے۔ پھر رٹرن میں تمہیں اگین کچھ کر کے

"لیول برابر کرنا ہو گا

شنائیل کی ساری بکواس سنے وہ کافی کوفت سے گزرا۔

"ٹھیک ہے"

اس وقت قاسم کی جاب ہی اہم لگی کیونکہ بہت سوچنے کے بعد وہ قاسم کو اپنی فیلڈ میں لانے کے بارے مطمئین نہ ہو سکا۔

"گڈ بوائے"

وہ کھل کر مسکرائی۔

"کچھ اور چاہیے"

جمشید جاتے جاتے پلٹا تو وہ اسکے نرم لہجے پر فدائی سا مسکائی۔

"تم مل سکتے ہو؟"

وہ بلکل سنجیدہ نہ تھی، جمشید کے جبڑے تنے۔

"مر کر بھی نہیں"

وہ طوفان کی طرح وہاں سے جب گیا تو شنائیل کے بدحواس چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ رینگ گئی۔

"سادھا، شریف اور بے عرض مرد، پہلی بار دیکھا ہے تو سالا دراب جدون حیدر کے قدموں میں بری طرح روند کر ٹکڑے ہوا دل پھر دھڑک رہا ہے۔ خدا ہی خیر کرے"

اپنے آپ کو کوستی وہ گہرا سانس کھینچے پیٹ بھرنے لگی پر دل تو دروازے کی طرف لگا تھا جہاں سے وہ آندھی کی طرح گزر کر اوجھل ہو گیا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

ٹھیک ہے بچے میں لے چلتا ہوں، تم دونوں سہیلیاں اکیلی کدھر خوار ہوتی"
"رہو گی۔ یا ایسا کرو چاچو کو لے جانا
ابا جی کو مسجد جانے سے روکتی سلوی فجر کے وقت ہی اجازت لے چکی تھی
اور ابا جی کے مشورے پر بچاری کا چہرہ تاریک پڑا۔
ابا جی یہ بازار ہی تو جانا ہے، آپ یا چاچو کیوں زحمت کریں گے بھلا۔ اور پھر"
مجھے اپنا سوٹ بھی لینا ہے، میچنگ لیس، میچنگ جوتے، سو چیزیں ہوں گی
آپ یا چاچو گئے تو بیزار آ جائیں گے۔ نادیہ کی امی بھی تو ہوں گی۔ اسکا رشتہ پکا
"ہوا ہے اور آپکو پتا دو ہفتے بعد شادی ہے۔ ہمیں تو شام لگ جانی ادھر
سلوی کے چہرے کے بکھرتے رنگ رضوان صاحب کو بھینی سی مسکان
دے گئے۔
کہیں کوئی اور بات تو نہیں، دیکھ سلوی پتر تو مجھ سے بلا جھجھک کچھ بھی کہہ"
"سکتی ہے۔ بتا اصل بات

ہمیشہ کی طرح جھوٹ بولنے میں اناڑی محترمہ پکڑی گئیں جبکہ شرمندی سے رونا آگیا تو رضوان کے سینے میں چھپ گئی، پہلے وہ بوکھلائے پھر مسکا دیے۔

ابا جی مجھے شرم آرہی ہے، آپ کیا سوچیں گے کہ آپکی سلوی کتنی بے حیا ہو" "گئی ہے

وہ روتی ہی بولی، رضوان اسے پکڑ کر روبرو لائے تو موصوفہ کی آنکھیں سرخ لال ہو چکی تھیں۔

"ناں میں کیوں یہ بکواس سوچنے لگا، سکھی نے تو نہیں ملنے بلایا تجھے؟"

رضوان کے سوال پر سلوی کی ندامت سے آنکھیں جھکیں پر بابا کے دھیما سا مسکرانے پر وہ شاکڈ ہوئی۔

بابا، انہوں نے مجھے فون دیا تھا پر میں نے انکی ایک کال بھی نہیں اٹھائی۔ وہ" ناراض ہو گئے ہیں۔ اور پہلے تو مجھے لگا سب ٹھیک ہے پر میرا دل بے چین

ہے، میں نے سوچا وہ آج آرہے ہیں تو انکے سٹور جا کر ان سے سوری کر

"لوں۔ایسا نہ ہو وہ مجھے چھوڑ دیں

سلوی نے یہ سب نظر جھکائے مجرم کی طرح بتایا، رضوان صاحب سکھی کے

تیور سوچے سنجیدہ ہوئے اور سلوی کو اپنے ساتھ لگاتے اسکا سر چوما۔

ابھی تجھ پر اسے منانا فرض نہیں ہے، ناں ہلکان ہو پتر۔ پھر بھی میری"

طرف سے اجازت ہے، پر زیادہ دیر مت رکنا اور یاد رکھنا ابھی تیرے آنچل

دے نال تیرے ابا جی کی عزت بندھی ہوئی ہے۔ وہ اچھا ہے پر مجھے اس سے

"پتا نہیں کیوں ہمیشہ اک ڈر لگتا ہے

سلوی حیرت سے بابا کی آخری بات پر انکے سینے سے دور ہوئی۔

"آپکو سکھی سے ڈر لگتا ہے؟ پر کیوں؟"

سلوی کی آنکھیں سوال بنی تھیں پر رضوان دانستہ سوال کو رد کر گئے۔

چھڈ پتر، دیر ہو رہی ہے جماعت کھڑی ہو گئی ہو گی۔ میرے دراز سے پیسے "
نکال لینا۔ اور ایک کے بجائے دو سوٹ لینا۔ چل کنڈی لگا لے دروازے
"پر، یہ سارے تو مردوں کی طرح دس تک ہلنے نہیں والے
ابا جی کے ٹالنے پر سلوی ہوئی تو بے قرار پر انکو روک بھی نہ سکتی تھی تبھی
مسکرا کر انکے پیچھے ہی دروازہ بند کرنے لپکی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

سات سال پہلے کا وہ زمانہ پھر سے حال پر حاوی ہوا تھا، دراب کے لیے رات
پر سکون تھی پر وہ سوئی جاگی کیفیت میں کلسمندی سے لحاف میں ہی دبکا تھا۔
لیزے نور جیسی لڑکی دراب حیدر سے اڑیل گھوڑے کی زندگی میں پہلی بار
آئی، وہ اپنی پہلے دن کی تزلیل نہ بھول سکا، شنائیل اور سکھی نے دراب کی
خاموشی اگلا پورا دن نوٹ کی، سارا دن دراب جب جب لیزے کے سامنے

ہواوہ راستہ بدل کر نکل جاتی، جہاں کہیں وہ دراب کو دیکھتی وہاں سے غائب ہو جاتی، ایسا رہا تھا دونوں کا اگلا دن، جبکہ سکھی اور شنائل دونوں کالج کے بیچ اسکے ارد گرد ہی رہا کرتے تھے تاکہ اگر وہ کوئی پنگاہ کرے تو وہ بروقت امداد یا ریسکیو کا فرض نبھا سکیں۔ لیکن اس دن پورا دن دراب نے کوئی کلاس نہ لی بس پورا دن لیزے جدھر جدھر اپنی کلاسیز کا پوچھنے، اپنے ٹیچرز سے ملنے گئی وہیں مٹر گشت کرتا آوارہ سا پورے کالج میں گھومتا رہا، اور وہ دن بھی کٹا، رات بھی پردہ داری میں بیت کر نئی صبح طلوع ہوئی۔

"یہ کیا تماشا کیا ہے تم نے پرسوں؟ مجھے تو آج خبر ملی۔ کس قسم کے غرور میں مبتلا ہو صاحبزادے؟ زمین پر پیر نہیں لگتے، نظر آسمان پر۔ آخر غرور ہے کس بات کا؟"

اگلی صبح دراب کی پرنسپل آفس پیشی تھی، باپ سے وہ صرف کالج میں ہی ملتا تھا، نرمین اور برہان کے بیچ کچھ کلیش ہمیشہ سے رہا تھا کیونکہ نرمین، برہان

کے لیے ممی بابا کی چوائز تھی پر وہ کسی اور کو پسند کرتے تھے، مجبورا نرمین سے شادی تو کی، دراب بھی دنیا میں آگیا پر برہان اپنی ضد پر ڈٹا رہا اور ایک ہندو لڑکی سے شادی رچالی، اور اب دراب حیدر کے باپ کا شمار مشرکین میں ہوتا تھا، وہ مندر بھی جاتا اور مسجد بھی جس سبب وہ دو دراب کی پیدائش سے اب تک الگ رہتے کیونکہ نافرمان اولاد اور بے وفا شوہر تو قبول کیا جا سکتا تھا پر اللہ کی حدود توڑتا مشرک نہیں، جبکہ براق جدون اپنے بیٹے کی برائیوں اور کم ظرفیوں کے گواہ تھے تبھی ہمیشہ سے وہ نرمین اور دراب کے ساتھ رہے انکی ہمت بن کر اور برہان سے ہمیشہ کے لیے تعلق توڑ دیا۔

برہان جدون کو زیادہ تکلیف اس بات کی بھی تھی کہ دراب اور نرمین نے اس سے اسکا پیارا باپ چھین لیا ہے۔

کم از کم مجھے جو غرور ہے اس میں آپکا کوئی حصہ نہیں مسٹر برہان سو مجھے" بھاشن مت دیں۔ نکالنا ہے تو نکال دیں، یہاں تک اپنی قابلیت کے بل بوتے پہنچا ہوں آگے بھی میری کامیابی کسی باپ کے سائے کی محتاج نہیں ہو گی۔ پر

آپ مجھے نکال نہیں سکتے کیونکہ آپکے اس کالج کا لیول میرے ہی سبب پچھلے دو سال سے سب سے ہائی جا رہا ہے"

دراب کی ٹون سامنے والے کے کلیجے اور دماغ کے پار ہوئی، وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اور لپک کر دراب کے روبرو آرکا، دراب کی آنکھوں میں نفرت تھی، اپنے باپ کے لیے۔

تمہارے اندر میرا ہی باپ، میری ہی پہلی بیوی نفرت اور زہر بھر چکی ہے، میں تم سے کیا شکائیت کروں۔ لیکن ایک بات کان کھول کر سن لو دراب، مجھے اب تم لیول سے نیچے اترنے پر مجبور کر رہے ہو۔ باز رہو، دو سال مزید پورے کرو اور اپنے بل بوتے پر پھر دیکھانا کے کیا کر سکتے ہو تم"

"باپ کے بنا۔ ناو گیٹ اوٹ فرام ہئیر

برہان جدون کے ایسے جوابی کاٹ دار لہجے کی اسے عادت تھی، دراب ہنس کر باپ کو آگ لگائے آفس سے نکلا بھی اور دروازہ پٹخ گیا جس پر برہان مٹھیاں بھینچنا رہ گیا۔

یہی نہیں، پیشی کے فوری بعد باہر ہی اسکے دو دوست ہراساں کھڑے ملے۔

آج میں فسٹ ائیر کی فزکس کلاس لوں گا، ایک ٹاپک سمجھنا ہے پروفیسر"

"شامل سے

وہ دو کلاس کی طرف بڑھے پر دراب نے کٹ مارا، شنائیل کو سکھی نے اشارہ کیا خود دراب کی طرف بڑھا۔

"فسٹ ائیر کی کلاس؟ مطلب؟"

سکھی معصوم بنتے کافی زہریلا لگا، دونوں کے چہروں پر اب بھی سوجن اور نیل تھے۔

دو دن سکھی! دو دن میں اس لڑکی کی ساری توجہ اپنی طرف نہ گھسیٹی تو"""

"میرا نام دراب حیدر جدون نہیں

انا مجروع ہوئی تھی اسکی، پورے کالج کے سامنے وہ چھٹانک بھر کی لڑکی جنگلی دراب کو دھتکار کر گئی تھی۔

ہاں جب مسلسل اسے کھاجاتی نظریں لیے تاڑے گا تو اسکی کیا پورے کالج" انتظامیہ کی توجہ تیری طرف ہی جائے گی۔ابھی پیشی بھگت کر آیا ہے، پھر "سے تیرا گندا دماغ چل پڑا۔ تیرے ٹائپ کی نہیں ہے، باز آجا

سکھی نے ہاتھ میں پکڑا جوس کا ڈبہ شرر رر کر خالی کیے ہوا میں اچھال کر پیر تلے دیے ایسا پٹاکہ پھوڑا کہ ہر طرف سناٹا چھایا۔

وہ سناٹا دراب نے سکھی کی گردن پر چماٹ مار کر توڑا۔

صبح صبح شرر شرر شروع ہو جاتی تیری تبھی کلاس میں دس بار نکالنے جاتا" "ہے، اور اس بیچ لڑکیاں تاڑتا ہے۔ باز آجا

دراب کی آبزرویشن پر سکھی ہنسا تو دراب نے اسے دھکیل کر پرے کیا اور خود پروفیسر شامل کی کلاس کا رخ کیا، سکھی بالوں میں ہاتھ مارتا واپس پلٹا جہاں شنائیل منہ بنائے کھڑی منتظر تھی۔

"یہ کہاں گیا ہے"

شنائیل نے فوری سکھی کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

پروفیسر شامل کو اپنے ولیمے کا انویٹیشن دینے گیا ہے، تم تو چلو، میری"

"اسائنمنٹ بنائی ہے ناں فنائیل

سکھی اسے چیڑاتا کلاس میں داخل ہوا، فنائیل پر شنائیل برا منا گئی۔

"اچھا اچھا سوری، میری پیاری سہیلی"

سکھی کے فورا مکھن لگانے پر شنائیل ہنسی بھی اور فورا اسائنمنٹ نکال کر نکمے کو تھمائی، جس پر سکھی نے اسکی گال بری طرح مڑور ڈالی۔

جبکہ پروفیسر شامل، کلاس شروع کر چکے تھے، دراب کو دروازے میں دیکھے ٹھٹکے۔

"خیریت ہے دراب؟"

شامل سر کے سوال پر دراب کی نظر اپنے ٹارگٹ پوائیٹ پر گئی، وہ لیزے نور کی دوسری کلاس تھی اور وہ آٹپکا تھا اپنی موہنی شکل دیکھانے۔

"جی بس آپ کی آواز مس کر رہا تھا"

دو سال شامل بھی دراب کی حرکتوں پر ناک تک عاجز آچکا تھا پر اب کالج کا برائیٹ سٹوڈنٹ تھا تو سب ہی اسکی کوتاہیاں فراموش کر دیتے تھے۔

"ٹھیک ہے آجاو"

پروفیسر شامل نے اجازت دی اور اپنا لیکچر شروع کیا جبکہ لیزے جہاں بیٹھی تھی اسکے ساتھ ایک بہت ہی پتلی اور انہائی دبلی سی لڑکی بیٹھی تھی، دراب آگے آیا اور اس پتلی لڑکی کو پتا نہیں کیا اشارہ کیا کے وہ دبک کر پینچ کے آخر میں جا گھسی، لیزے کی آنکھوں سے ساتھ بیٹھے دراب کو دیکھے شعلے نکلے پر وہ اسے توجہ دیے بنا لیکچر پر توجہ دینے لگی لیکن دراب کی نظریں پوری کلاس

کے بیچ اسے بے سکون کرتی رہیں، کلاس اوور ہونے سے دو منٹ پہلے وہ چپ چاپ کلاس سے نکل گیا، باہر سٹوڈنٹس کا جمگھٹا لگا تھا، فٹ بال ٹیم سلیکشن کا رولا پڑا تھا۔

سکھی اور شنائیل بھی کلاس لے کر بیک کندھوں پر لٹکائے وہیں آ گئے، وہ بھی شاید ٹیم میں شامل ہونے کے لیے کی گئی آفرز سن رہے تھے جب پروفیسر شامل کے کلاس سے نکلتے ہی سٹوڈنس بھی نکلتے گئے البتہ دراب کی نظر نہ ہونے کے باوجود باہر نکل کر غصے سے اسکی طرف آتی لیزے پر تھی۔

لیزے نے شنائیل کو دراب کے ساتھ دیکھتے پہلے تو کڑوی سی گھوری دی پھر ڈر کو ہر ممکنہ دل میں دباتی بیک کندھے پر اچھے سے جمائے ان سب کی طرف لپکی۔

"سنیں!"

دراب نے جب دیکھا لیزے اسکی طرف آرہی ہے، فوری دوسرے ساتھ کھڑے لڑکے سے رجسٹر لے کر وہاں سائن کرنے لگ گیا۔

لیزے کی پکار پر یوں مغرور ہوئے مڑا جیسے پتا نہیں کونسی زحمت اٹھالی ہو۔

لیزے اسکی ڈرامے بازی اچھے سے سمجھ رہی تھی۔

"کلاس کے دوران آپ مجھے کیوں دیکھ رہے تھے؟"

سوال بہت غصے سے آیا، دراب نے گروپ کے سب سے تگڑے لڑکے کو اپنے اور لیزے کے بیچ سے ہٹایا جسکا کندھا دراب کے لیے لیزے کو بھرپور دیکھنے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔

"تم تو پروفیسر شامل کو دیکھ رہی تھی؟"

دراب کے سوال پر لیزے کا غصہ بڑھا۔

"مطلب"

لیزے جھنجھلائی۔

"مطلب درحقیت مجھ پر نظر تھی تمہاری"

دراب کے غرور میں اترانے اور زہر خند مسکرانے پر لیزے نے اپنی مٹھی میں اپنا بال پوائیٹ پن جکڑا۔

"علاج کروائیں اپنا"

حملے کا ارادہ ترک کیے وہ پلٹی۔

"زیادہ دیر مجھ سے بعث کرنے سے پیار نہیں ہو جائے گا، ڈرپوک۔ جہاں مجھے دیکھ رہی ہو کل سے ڈر کر نکل لیتی ہو"

دراب کے لہجے میں اہانت کی بو محسوس کیے وہ جھٹکے سے مڑی۔

"جی جیسے کسی موذی جانور کو دیکھ کر سیانے راہ بدل لیتے ہیں"

دراب کے پورے وجود کو خاکستر تو اب کیا گیا تھا، ارد گرد کھڑے سٹوڈنس کو ایک بار پھر سانپ سونگھ گیا۔

"تمہاری یہ جرت، جانور لگ رہا ہوں تمہیں"

لیزے کے دونوں بازو پکڑ کر اپنی اور کھینچتے دراب اپنی پوری قوت سے چلایا، لیزے کی اسکی وحشت خیز دھاڑ پر آنکھیں تھر تھرائیں، چہرے کا رنگ پیلا ہوا۔

"ہ۔۔ہٹیں۔اگر دوبارہ مجھے چھوا تو میں ضرور جانور بن جاوں گی"

لیزے نے پوری قوت سے اسے پرے دھکیلا، اور تیزی سے وہاں سے بھاگی۔

دراب نے ارد گرد تماش بین بنے سٹوڈنس کو گھوری نوازی جو فوری ڈر کر ادھر ادھر ہوئے جبکہ شنائیل کی مکرو نفرت خیز نگاہ نے بھاگتی لیزے کا دور تک تعاقب کیا۔

کیوں پنگے لے رہا ہے، لڑکی جنگلی لگ رہی۔کچھ نقصان نہ کروا بیٹھیں"

"یار۔چل مار۔

سکھی نے بہت کوشش کی پر دراب کا لہو اس لمحے چہرے پر چھلکا تھا، لیزے اسے تو للکار آئی پر دوسری خالی کلاس میں جا کر ڈر کے سبب رو پڑی، دو ہیزل براون آنکھوں نے اسکا وہ راز اس دن ہی جانا تھا، دل دھڑکا تھا، لیزے نور کو روتے دیکھ کر اور دراب کا دل پہلی بار فدا ہوا۔

نیند ٹوٹی تو دراب حیدر نے اپنے آپ کو اپنے روم میں پایا اور اس سے پہلے ٹائم دیکھتا، جھمپ مار کر باران اسکے لحاف پر آ بیٹھے جھکا، گویا دراب کی صبح باران نے گال پر پیار دیے حسین کی۔

"میں سکول سے بھی آ گیا اور آپ ابھی اٹھے ہی نہیں، یو آر ویری لیزی بابا"

باران کے مزاق اڑانے پر دراب چونکا، فورا سے سائیڈ میز پر پڑا فون اٹھا کر دیکھا تو سوا بارہ بج رہے تھے جبکہ باران بھی یونیفارم میں تھا۔

"ارے یار مجھے کسی نے جگایا ہی نہیں، بھنگ پی لی تھی شاید تمہارے لیزے ڈیڈی نے۔ تم بتاؤ اتنی جلدی آ گئے؟ کلاسیز بنک تو نہیں کر لیں اپنے ہونہار بابا کی طرح"

دراب کا یکدم مستی بھرا انداز دیکھے باران کیوٹ سا ہنسا۔

جی نہیں میں کوئی کلاس بنک نہیں کرتا بابا، آج فرائے ڈے تھا ناں تو ہاف" چھٹی ہوئی۔ ابھی بڑے دد ھو کے ساتھ آیا ہوں۔ ممو کو بیگ پکڑائے سیدھا ادھر دوڑا۔ ممی مجھے نہلائیں گی جمعہ پڑھنا ناں، مجھے ٹھنڈ لگتی۔ انکو کہیں ناں "آج رہنے دیں

باران کی نہانے سے ڈرنے والی عادت بھی دراب پر تھی تبھی وہ اسے ہگ کیے خود سے لپیٹا تا قہقہہ مار گیا۔

بھئی اس معاملے میں نو کمپرومائز۔ چلو دونوں باپ بیٹا مل کر ہاٹ شاور لیتے" "ہیں

دراب کی آفر پر باران نے فورا اٹھ کر بھاگنے کی کی پر دراب نے اسکی سپیڈ سے دگنی لگا کر پھدکتے باران کو دبوچا اور دونوں ہنس ہی رہے تھے جب لیزے

دروازے میں باران کو بلانے کی نیت سے آتی اس خوبصورت منظر میں کھو گئی۔

"ممو کو بھی شامل کریں؟"

باران نے لیزے کو دیکھتے دراب کو کہا تو وہ معنی خیز سی نگاہ لیزے کے مہکتے سراپے پر ڈالے اسے ہوش میں آنے پر مجبور کر گیا۔

چلو بے بی، شاور ٹائم۔اپنے لیزی اور سست بابا کی طرح تو بلکل نہیں ہے"

"میرا بے بی۔ لٹس گو

لیزے نے باران کا ہاتھ پکڑنا چاہا جب دراب نے مزے سے باران کو سائیڈ کیے خود سینہ تانا۔

اوہ ہیلو! لیزی اور سست ہوں گی آپ میسیز۔ میری پھرتی کا ثبوت میرا بیٹا"

"ہے سمجھی

باران کو تو بات سمجھ نہ آئی جبکہ لیزے کا چہرہ اس مثال پر سرخیاں چھوڑ گیا، بچاری گھور کر رہ گئی جبکہ باران کو تو سرے سے نہانا ہی نہ تھا تبھی اماں ابا

کوایک دوسرے میں الجھادیکھتے ہی ہوشیاری سے کمرے سے دوڑ لگا کر بھاگ گیا جبکہ دونوں ہی ہونق سا مسکرادیے۔

"شرم نہیں آتی کیسی فضول گوئی کی، آگے سے ایسا کیا تو"

باران کو جاتا دیکھتے وہ مسکراہٹ ختم کیے پلٹ کر گھوری پر وہاں تو خمار ہی خمار غالب تھا۔

"تو عشقم؟ کر کیا لو گی تم"

وہ باغیانہ سا ہوا، لیزے کا حلق خشک پڑا۔

"حد میں رہیں"

وہ اسے دھیرے سے اپنے نزدیک کیے بوجھل سانسوں سے بے چین کرنے ہی لگا جب لیزے بیچ میں اعتراض کی دیوار لے آئی۔

اب تم بتاو گی مجھے حد، تمہیں کھڑے کھڑے کھا کر نگل لوں تب بھی تم"

"کچھ نہ کر پاو۔ آئی بڑی

وہ ایک گال کے پیار اور نیند لینے کے بعد اتنا شیر ہو جائے گا لیزے کو اندازہ نہ تھا۔

"ایسا سوچیں بھی تو لوز موشن لگ جائیں آپکو"

لیزے نے دانت نکوسے۔

"ہاہا! کیوٹ لیزے کی کیوٹ بددعا"

وہ آگے سے ہنستا زہر لگا۔

"چھوڑیں، چپکتے کیوں ہیں بار بار"

وہ اس کے حدت چھوڑے جسم کی برقی سی شعاوں سے بھڑکی۔

"اور کیا کروں، سیکوں بھی نہ اب اپنے آپ کو"

دراب کے بیچارے جواب پر لیزے کی آنکھیں مسکرائیں پر وہ چڑا کر اسکا ہاتھ ہٹاتی جانے لگی کہ وہ پھر ہاتھ پکڑ گیا۔

ایسے دامن چھڑوانے نہیں دوں گا، تمہیں ابھی سات سال کے ہر دن اور"
ہر رات کی تلافی بھی کرنی ہے عشقم۔بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے۔جب میرے
"قبضے میں آو گی تو سود سمیت میں تمہیں اتنا اپنا بناوں گا کہ بس۔۔
لیزے نے سب حوصلے سے سنا،پر دراب کے 'بس' پر دھڑکتے دل کی بھی
بس ہوئی۔
"ہاٹ شاور لینے جارہا ہوں اپنے بیٹے کے ساتھ، کوئی جلتا ہے تو جلے"
درب نے ادائے بے نیازی سے کہہ کر اپنا ٹاول اٹھائے گلے میں ڈالا تو مورنی
کی چال چلتا دروازے تک پہنچا،لیزے کی مسکراہٹ بے قابو ہوئی جسے اس
نے دراب کے رکنے پر فوری سنبھالا۔

"جلو گی ناں؟"

دراب کا تاسف سے پوچھا وہ مسکراہٹ بے قابو کر گیا،وہ چلتی ہوئی اس تک
گئی،وہ دراب کو مسکراتی بہت خوبصورت لگی۔

"زرا بھی نہیں"

اسکی گال دونوں ہاتھوں سے کھینچے موصوفہ پھر بھاگ گئیں جبکہ دراب کا دل اب کسی دیوار سے ٹکریں مارنے کا کر رہا تھا، بچارا منہ پھلاتا خود بھی کمرے سے نکل گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"اچھا جب فری ہو گئی مجھے میسج کر دینا، میں اور اماں وہ سامنے والی شاپ پر ہیں۔ لمبی بعث کریں گی اماں، سمجھو آدھا گھنٹہ لگ جانا۔ جاو تم"

نادیہ اس لمحہ بڑی پیاری لگی سلوی کو تبھی اسکی گال سلوی نے چومی، نادیہ ہنس کر اس پگلی کو ہلکی سی چپٹ لگاتے گھوری۔

"میرے انہوں نے کہا ہے کسی سے کس نہیں لینی، سہیلی سے بھی نہیں"

نادیہ کا شرمانا دیکھے سلوی منہ پر ہاتھ رکھے ہنسی، دونوں ہی چادر سر پر لیے خود کو اچھے سے کوور کیے ہوئے تھیں۔

تمہارے انہوں کیا ایلین ہیں، آئی بڑی۔ دے دو واپس میرا پیار، لوگ"

"ترستے سلوی کی نظر کو بیٹا اور فری کی پپی ملی ہے تبھی قدر نہیں

سلوی کی شوخیاں دیکھتے نادیہ اسے مال کے باہر دھکیل گئی۔

"تم لوگوں کو ہی دے دو جا کر، انکا بھلا تو ہو۔۔۔ بائے"

نادیہ ہلکا سا سرگوشی میں بولی تو سلوی بلش کرتی تیزی سے مال سے نکلی، وہاں سے دس منٹ پیدل فاصلہ طے کیا تو سکھی کا آفس نظر آیا، بل بورڈ پر بنے جواہرات دیکھتے سلوی مسکرائی، اور اندر بڑھی۔

سکھی بیلجیئم سے کافی اچھی خبریں لایا تھا اور ایک بہت بڑی ڈیل بھی ڈن ہوئی، اسی خوشی میں سب نے جیولز آبسیشین کا تھرڈ اینورسری کیک کٹنگ کیا۔

"سر اتنی بڑی نیوز ہے، ہمیں فائیو سٹار ہوٹل میں ٹریٹ چاہیے"

یزدان کا سٹاف اس سے کافی فرینک تھا، سب ہی میٹنگ ہال میں کھڑے تھے۔

"مل جائے گی بھئی، یہ بھی کوئی کہنے والی بات ہے"

یزدان نے خوشی خوشی اپنے سٹاف ممبرز کو عیاشی دی اور تبھی سیکورٹی گارڈ نے اجازت مانگی، یزدان کے سر ہلانے پر وہ مودب سا اندر داخل ہوا۔

"سر، کوئی سلوی صاحبہ آئی ہیں"

سب سٹاف کی نظریں یزدان کے خوبصورت چہرے پر رینگتی مسکراہٹ پر مشکوک ہوئیں۔

یہیں لے آیئے انھیں، جی سٹاف ہم پھر ملتے ہیں۔اپنے اپنے کیک لے کر"

"آپ جا سکتے ہیں

یزدان کے کہتے ہی سٹاف اس تین منزلہ کیک سے اپنی اپنی پلیٹ فل کرتے میٹنگ روم سے نکل گئے جبکہ یزدان نے اپنے بند بلیزر کے دونوں بٹن

کھولے، کولر کو جھاڑتے اپروی اک بٹن کھولتے مغرور انداز میں آنے والی کا راہ دیکھنے لگا، سارا اسٹاف سلوی کو جیسے گھوراوہ خاصی گھبرائی اور تیز تیز میٹنگ روم میں آتی اس سے پہلے گلاس ڈور سے ٹکرا کر اپنا منہ توڑ لیتی، سکھی نے بروقت دروازہ آگے کیا تو وہ اس سے ٹکراتی بچی۔

"حد ہے سلوی"

وہ اسکے سینے سے بری طرح پٹخ کر پیچھے ہو کر سر تڑوا لینے پر اپنا ہی سر پیٹ گیا۔

"آہ سکھی میرا سر"

سلوی کے کراہنے پر یزدان نے مسکرا کر ڈور کلوز کیا اور اسکا ہاتھ پکڑتا آفس کے مڈ میں لایا جو سر مسلتی یزدان کے اسکے سر سے چادر اتار کر ہاتھ سے سر اور بالوں میں انگلیاں پھیر کر جائزہ لینے پر درد بھول گئی، وہ فل بلیک میں بے حد پر سحر اور ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

"یہاں لگی؟"

سکھی کا ہاتھ اسکے بالوں میں سرکتا اسے مدہوش کرنے لگا، جو میسی بن تھا وہ یزدان کے یوں بالوں کو سہلانے پر کھل گیا۔

"بال ٹائیٹ باندھا کریں، ہوا سے بھی کھل کھل جاتے ہیں۔ بیٹھیں"

یزدان نے اسکی محویت سے نظر بچائی اور اسکے بال سمیٹ کر کیچر ٹائیٹ کیے سلوی کے بالوں پر لگایا اور کرسی کی طرف اشارہ کیا، سلوی ڈر کر بیٹھی تو یزدان نے پلیٹ میں کیک پیس رکھتے قریب آکر سلوی کو دیا اور خود بھی دوسری کرسی کھینچ کر بلکل ٹانگوں کے ساتھ آ بیٹھا۔

"یہ کس خوشی میں، آپکی برتھ ڈے تو نہیں ہے؟"

سلوی نے کیک دیکھتے نظر اٹھائی، یزدان کی گہری مسکراہٹ اور حسین ہوئی۔

"برتھ ڈے ہوتی تو کیا گفٹ دیتیں اپنے ناراض ہسبنڈ کو؟"

یزدان کے ذو معنی سوال پر سلوی نے حلق تر کیا کیونکہ وہ اتنے قریب تھا کہ وہ ہل نہ سکتی تھی، کیک کھانا تو دور کی بات تھی، وہ بہت یمی اور ٹیمٹنگ کیک لگ رہا تھا۔

آپ مجھے منانے کے لیے یہاں تک آ گئیں؟ میں اس لیول سے بڑے جھٹکے "

"پر پتھرایا ہوا ہوں

سکھی کی شوخیاں، اسکی ناراضی کو دباسا گئیں۔

سلوی نے شکر کا سانس خارج کیا، وہ کرسی بھی گماتے زرا سی پیچھے سرکا چکا تھا۔

"نو نو، مجھے تو یہاں کچھ کام تھا"

فوری مسکراہٹ لبوں میں دبائے بہانہ تراشا۔

"یہ میرا جیولز آبشیشن سٹور ہے، سبزی منڈی نہیں جہاں آپکو کام ہوتا"

یزدان نے موقعے پر چوکا مارے سلوی کو دھڑکا کر رکھ دیا۔

"کتنے منہ پھٹ ہیں۔ اگر کہا کہ ہگ کرنے۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ سوچتی بھی۔

سکھی نے اسکے ہونٹوں پر لگ جاتی کیک آئسنگ کو ٹشو سے صاف کرتے کافی آگے کو سرکتے بغور سلوی کو دیکھ کر سن کر دیا۔

"چھوٹی بچی ہیں کیا؟"

سلوی کی آنکھیں ہی منہ کا بھی کام کر رہی تھیں۔ کیونکہ وہ تو پتا نہیں آئسنگ کے بہانے سلوی کا منہ ہی

جڑ سے مٹانے کے ارادے میں تھا۔

جب ٹشو سے آئسنگ صاف ہو گئی تھی۔ پھر میرے ہونٹوں کو ہاتھ لگا کر"

"کیا یہ فلرٹ کر رہے ہیں؟

سلوی کا سن دماغ اپنی طرف سے ہوشیاری سے چل پڑا۔

اف! شکر ہے انکا مشن میرے منہ کی صفائی ختم ہوا۔"

اب ہگ کومارتی ہوں گولی۔یہ تو روٹھے کہیں سے نہیں لگ رہے۔ایسانہ ہو

"سلوی، لینے کے دینے پڑ جائیں۔شرافت سے کیک ٹھوستے ہی گھر نکل لینا

گھبرائی سی مسکراہٹ کے سنگ سکھی کی وارفتہ

نظر محسوس کیے جلدی سے سلوی نے لائحہ عمل ترتیب دیا۔

"کیاسوچ رہی ہیں؟ منانے آئی ہیں تو منائیں۔میٹھا بھی کھلا دیااب تو"

یزدان کرسی سے ٹیک لگائے مطلبی سالہجہ لیے بولا، جبکہ سلوی کواپنے ارگرد

خطرے کا گھنٹہ بجتاسنائی دے رہا تھا، وہ ملائی سا کریمی کیک تک حلق میں

پھنستا محسوس ہو رہا تھا۔

"وہ دراصل میں اپنی دوست اوراسکی امی کے ساتھ آئی ہوں، آپ ناراض

نہیں ہیں تو میں چلتی ہوں وہ ویٹ کر رہے ہوں گے۔زیادہ میٹھا نہیں

"کھاتی، اسکا فلیور بھی میرا فیورٹ نہیں ہے

کیک پلیٹ بڑے سے میز کے کنارے رکھے وہ چادر سر پر لیتی فوری جانے کو تیار ہوئی، سکھی جو بڑے سکون سے چوڑا ہو کر بیٹھا تھا، ماتھے پر بل ڈالے سلوی کو ایسا گھورا کے وہ سرخ رو ہو کر رہ گئی۔

"اوکے جائیں"

سلوی کو یہی جواب چاہیے تھا پر جب ملا تو وہ مرجھائے گلاب کی طرح ہو گئی، سکھی اس سے نظر ہٹائے میز پر پڑے ڈیکوریشن بال سے کھیلتا دوسرے ہاتھ میں میز پر رکھا فون اٹھا کر سکرول کرنے لگا۔

سلوی کا دل گھٹ کر رہ گیا۔

"جائیں ناں، کھڑی کیوں ہیں، دیر نہیں ہو رہی آپکو؟"

اسے وہیں جماد یکھے یزدان نے برہم نظر اٹھا کر سلوی پر ڈالی، وہ سکھی کے کھردرے لہجے پر آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔

میں ہی چاہتی تھی یہ برے بنیں پر انکا زرا سا اگنور کرنا بھی مجھ سے "

"برداشت نہیں ہو رہا

وہ خود کو کوستی آنسو رگڑتی پلٹ گئی، اک نظر میٹنگ ہال کے ہر سو ڈالی، بہت خوبصورت جگہ تھی، کم از کم سلوی نے تو اتنا پیارا اوال کرافٹ اور فرنیچر پہلے کہیں نہ دیکھا، پھر دیواروں پر لگیں سکھی کی اچیومنٹس، اسکے بہت بڑے بڑے کلائنٹس کے ساتھ فوٹو شوٹس، وہ خود کو اس لمحہ بہت حقیر لگی، حقیر اسے یہ سب چیزیں نہیں بلکہ سکھی کا یوں جانے دینا بنا رہا تھا۔

میں انکے لائق نہیں ہوں، یہ کتنے بڑے جیولری میکر ہیں، شہر کے جانے " مانے ڈرگ سائنٹسٹ ہیں۔اور میں کیا ہوں، اباجی کی گریجویٹ بیوقوف سی سلوی۔ جسے منانے تک کا سلیقہ نہیں۔ میں انکے ساتھ کبھی پرفیکٹ نہیں لگ "سکتی

وہ اتنا سب سوچتی یہ بھول گئی کہ وہ وہیں رکی ہے، یزدان نے فون میز پر کسی غیر ضروری چیز کی طرح رکھتے اٹھ کر سلوی کی طرف قدم بڑھائے، وہ نجانے کہاں کھوئی تھی۔

"جائیں ناں"

کان کے پاس سلوی کو یزدان کی سرگوشی کرنٹ کی طرح جھنجھوڑ گئی، وہ ڈر کر پلٹی، یزدان اسکے آنسو دیکھ کر سنجیدہ ہوا۔

"جا ہی رہی ہوں"

وہ آنکھیں رگڑتی بولی، یزدان نے اسکو دونوں بازو سے ہولڈ کیے اسکی غور سے آنکھیں دیکھیں کہ سلوی کو لگا ابھی وہ آدمی اسکی آنکھیں پھوڑ دے گا، حالانکہ وہ یہ بھی سوچ سکتی تھی کہ چوم لے گا، پر ہماری سلوی میڈم زرا اور ہی مخلوق تھی۔

اسکی امیجینیشن تھوڑی ایگریسیو تھی، سکھی ایسی ہی ٹھنڈی بیوی ڈیزرو کرتا تھا۔

"کیا میں نے آپکی جان لے لی سلوی؟ وائے یو کرائنگ۔ایک تو آپ نے مجھے ناراض کیا،اوپر سے منانے آئیں اور منائے بنا جانے پر بھی خود رونا شروع۔اتنا بورئنگ تو نہیں سمجھا تھا آپکو میں نے؟"

سلوی کی آنکھیں پوری کھل گئیں،اسے یزدان کا بورئنگ کہنا ہرٹ کر گیا۔

"ہمم۔جی بورئنگ ہوں۔آپ کوئی چارمنگ ڈھونڈ لیں"

غصہ چاہ کر بھی پی نہ سکی اور بول پڑی حالانکہ وہ سوچ چکا تھا ایک محبت بھرا میٹ آپ کیے بات ختم کر دے گا پر سلوی نے انا پر وار کر ڈالا۔

"چارمنگ سے چارمنگ عورت میرے آس پاس خود کھینچی چلی آتی ہے بیوٹی، مجھے کبھی ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑی۔دنیا کی ہر عورت کو چھوڑ

کر آپ سے نکاح کیا ہے؟ ویلیو سمجھتی ہیں اس چیز کی۔نوو۔ سمجھتیں تو یہ جملہ نہ کہتیں"

وہ اور ناراض ہوا تو سلوی کی جیسے جان سی آنکھوں میں سمٹ آئی۔

"س۔۔ سکھی"

وہ تاسف سے منمنائی۔

"واٹ سکھی؟ میرا رہنا ہے سلوی تو آپ منانا سیکھ لیں مجھے کیونکہ مجھے تو بہت بری اور گندی روٹھنے کی عادت ہے۔اور آپ سے تو بار بار روٹھوں گا اور بار بار آپکو مجھے منانا ہو گا"

یزدان کے الفاظ سے سلوی کو خوف سا آیا، وہ دہشت زدہ وائبز دے رہا تھا۔

"اوکے ٹائم ملا تو سیکھ لوں گی"

سلوی نے اسکے حصار سے نکلتے جلدی سے جان چھڑوائی مگر وہ اسے پکڑے چہرے کے بے حد قریب لائے سلوی کی سانس ساکن کر گیا۔

میں آپکا ہسبنڈ ہوں، کوئی ناکارہ چیز نہیں جسکے لیے آپکو ٹائم ملنے کا ویٹ کرنا"
"پڑے

سکھی نے ڈانٹا تو وہ پھر سے روہانسی ہوتے سانس ڈرتی کھینچ گئی۔

"منائیں مجھے"

سلوی کو لگا پورے جسم میں جیسے کچھ چبھنے لگا ہو۔

ڈ۔۔رلگ رہا ہے آپ سے، و۔۔ولن والی وائب کیوں دے رہے"
ہیں۔ سکھی میں سچی اداس تھی آپکے ن۔۔ناراض ہونے پر۔ سوچا تھا آپکو
ہگ کر کے سوری کروں گی۔پ۔۔پر آتے ہوئے ٹکرائی ت۔۔ تھی۔۔تو
"تھوڑا سا ہگ ہوا۔۔۔۔م۔۔مجھے جانے دیں، پلیز۔

اٹکتے سانس لیتے، بہت مشکل سے وہ یہ سب بول سکی، سکھی کی
جھنجھلاہٹ، مسکراہٹ میں بدلی، وہ کتنا ڈری اور سہمی لگ رہی تھی۔

تھوڑا سا ہگ؟ یہ کیا چیز ہے سلوی؟ جب تک دل کی دھڑکنیں ایک "
دوسرے کو محسوس نہ ہوں، جب تک ایک خوشبو دو میں نہ بدل جائے، جب
تک ہڈیاں چیخ نہ جائیں، جب تک سرور سے آنکھیں بند اور بازو جکڑنے نہ
"ہوں تب تک میرے نزدیک گلے لگنا ہوا ہی نہیں
سلوی اسی ایسی وحشی ڈیفینیشن پر روح تک کپکپا گئی۔
آپکا تو یہیں دم نکل گیا، جائیں یار۔۔۔ سنبھالتی پھریں اپنی نزاکتیں۔ میں "
"دیوار سے سر پھوڑ لوں گا۔ چلی جائیں گی یا ڈراپ کروں؟
سکھی اسکے ڈراونے تاثر سے خود ہی اپنے ارمانوں پر فاتحہ پڑے دور ہوا جبکہ
سلوی پتا نہیں کھڑی کیسے تھی، اسکی ٹانگیں کانپ سی رہی تھیں۔
"چلی جاوں گی"
سلوی نے پلٹ کر کہا اور حلق تر کرتی وہیں رکھا گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے
لگائے دروازے کی طرف بڑھتے پھر رکی، گھومی تو یزدان سوالیہ چہرہ لے
ہاتھ کھولے "کیا ہے اب" کا پوز بنائے کھڑا تھا۔

"اباجی آپ سے کیوں ڈرتے ہیں سکھی؟"

سلوی کا سوال یزدان کے تاثرات لمحے میں بدل گیا۔

میری جان! یہ بکواس سوال آپ کے چھوٹے سے دماغ میں کس نے ڈال"

"دیا؟

وہ زہریلے لاڈ جتاتا گھبراسا جاتے لپک کر سلوی تک آیا جو بلکل جامد ہو چکی تھی، کبھی اسکے گال چھوئے کبھی گردن کبھی بازو، وہ تب بھی نہ ہلی۔

"کچھ تو غلط ہے، مجھے ورنہ اپنے ہی ہسبنڈ سے کیوں ڈر لگتا"

سلوی کا ڈرا سوال یزدان کی آنکھوں میں عجیب سی تپش لے آیا۔

اف سلوی اف! صبح سے شام ماسیوں کی طرح کام کرنے کے بعد بھی آپ"

کے پاس کتنا وقت ہے ناں یہ سب بک بک سوچنے کے لیے، میرا دماغ اوٹ ہو رہا ہے پلیز اپنے آپ کو مجھ سے فوری بچا کر نکل لیں۔ جائیں شاباش

"ورنہ۔۔

سلوی اسکے بدحواسی سے بڑبڑانے پر ڈر کر سر ہلاتی تیزی سے جملہ کبھی نہ پورا سننے کی خواہش لیے دروازے کی طرف بھاگی اور اس بار اس نے پلٹنے کی غلطی نہ کی جبکہ یزدان اسکے جانے کے بعد اپنا سر جکڑتا وہیں کرسی پر بیٹھا، اپنی کن پٹی پر ہاتھ مارا، زور سے جیسے دماغ میں بہت اذیت اٹھ رہی ہو۔

"ڈر لگتا ہے انھیں واہ؟"

وہ اتنے سرد موسم میں اندر کی کسی تکلیف میں تھا جیسے کوئی کرنٹ گزر رہا ہو، اوپر سے اسکی جگر پاش ہنسی۔

سلوی نے پیچھے مڑنے کی مال واپس پہنچنے تک جرت نہ کی جبکہ یزدان کرسی سے سر ٹیکے آنکھیں بند کیے اپنے میٹنگ ہال میں بے جان سا چھت گھور رہا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

سب لنچ جمعے کی نماز کے بعد کرنے والے تھے تبھی لیزے نے نماز ادا کی اور یونہی بالکونی میں آکر خوبصورت سے سرد موسم میں گھلی دھیمی حدت پہنچاتی دھوپ کا ملاپ محسوس کرنے لگی، بلیک پرل اور کڑھائی کے کام والی بہت خوبصورت کرتی کے ہمراہ پینٹ گرم سٹف باٹم پہنے گرم شال اپنے گرد اچھے سے لپیٹے بال ڈھیلے سے ٹائے کر رکھے تھے، پیروں کے بلاک ہیلز سینڈل کافی کمفرٹیبل تھے۔

اکیلی تھی تبھی اسکا دھیان ماضی میں جا اٹکا۔

شبیر مغل، اور کنیز فاطمہ، یہی دو تو لیزے نور کی کل کائنات تھے، بابا چوہدریوں کی زمین کے چھوٹے سے کسان تھے، اماں کنیز گاوں کے چھوٹے بچوں کو سپارہ پڑھانے کے ساتھ خود بھی کھیتوں میں کام کرتی تھیں۔

چھوٹا سا خوبصورت گھر تھا جہاں وہ حیا والی لیزے نور اپنے اماں ابا کی آنکھوں کا نور بن کر رہتی تھی۔

وہ کالج گئی تھی یہ بات شبیر نے چوہدریوں کو پتا نہ لگنے دی تھی، ورنہ وہ لوگ تو وبال مچادیتے، تبھی وہ ستی سویر ہی منہ اندھیرے لیزے کو خود بس سٹاپ چھوڑ آتے اور بس والا چونکہ شبیر کا دوست تھا تو یہ رازا بھی تک راز رہا، پر زیادہ دیر نہیں کیونکہ گاوں چوہدریوں کی ملکیت تھا اور وہ ہر بندے کو اپنا غلام سمجھتے تھے، شبیر اور کنیز خود غلامی میں زندگی گلا چکے تھے پر نہیں چاہتے تھے انکی اکلوتی بیٹی بھی یہیں گل سڑ جائے، بہت مخالفت کے باوجود وہ لیزے کو میٹرک وہیں گاوں کروائے شہر کے کالج داخل کروا چکے تھے پر شاید اس باپ کو پتا نہیں تھا کہ انکے گھر میں جنم لینے والی وہ گاوں کی سب سے خوبصورت بچی بڑی سیاہ قسمت لے کر آئی ہے، وہ ماں باپ کو کھا جائے گی۔

بڑا چوہدری پھر لحاظ مروت کر کے گاوں والوں سے ہمدردی کرتا پر اگے کے اسکے دونوں بیٹے ایک نمبر کے جابر اور ظالم تھے پر چھوٹا بیٹا شمشیر چوہدری

اس گاوں کی سب سے خوبصورت لیزے پر فدا بھی ہو چکا تھا، لیزے کو اس دن ہفتہ ہو گیا تھا کالج جاتے پر وہ خوش نہیں تھی، کنیز نے دو دن تو لیزے کی چپ سہی پر اپنی بلبل کے یکدم خاموش ہونے پر وہ ماں پریشان ہوئے بول اٹھی۔

کی گل اے پتر، تجھے تو بہت شوق سی وڈے کالج میں جانے کا۔ پر تجھے تو" چپ ہی لگ گئی۔ تو ڈر مت چوہدریوں سے کہ انکو پتا لگے گا۔ جب تک ہم دو ہیں تجھے فکراں نہیں کرنیاں۔ تو بس دل لگا کر پڑھ"

لیزے کے لیے دودھ کا گلاس لیے کنیز اسکے پاس بیٹھیں تو لیزے نے کتاب سے توجہ ہٹا کر اماں پر ڈالی۔

وڈے کالج ہم غریبوں کے لیے نہیں بنے، اس سے چنگا سی آپ اور بابا" میرا ویاہ کر کے اپنے کندھوں کا بوجھ اتار لیتے۔ یہ جو پنگا میں لے بیٹھی، ڈرا رہا ہے"

لیزے کے لفظوں سے کنیز ہراساں ہوئی، فوری لیزے کو اپنے سینے لگایا۔

نامیری پتری، ڈریں تیرے دشمن۔ جو ڈر ہمارا کلیجہ سوا کر چکا ہے ہم اسکی"

"آنچ بھی تجھ تک نہیں آنے دیں گے بتا کیا ہوا ہے۔ کسی نے تنگ کیا تجھے؟

ماں کا گھبرا جانا دیکھے وہ تھوڑی مضبوط ہوئی، ایک ہفتے سے دراب گا ہے بگا ہے لیزے کا جینا اجیرن کر چکا تھا، اب تو لیزے سے پڑھنا بھی دوبھر تھا۔

ایک لڑکا ہے، ستا رہا ہے۔ ہمارے وائس پرنسپل کا بیٹا ہے، جدھر جاتی ہوں" آجاتا ہے۔ پھر بعث کرتا ہے، مجھے چھونے کی کوشش کرتا ہے۔ اسکی شکائیت لگانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں اماں۔ اور میں جتنی مضبوط بن جاوں ہوں تو آپکی کمزور سی لیزے۔ سوچ رہی ہوں کالج چھوڑ دوں، اس سے پہلے میری یہ

"بڑے کالج میں پڑھنے کی ضد آپ دونوں کی یا میری رسوائی بنے

لیزے رو پڑی، کنیز کا تو کلیجہ منہ کو آیا، فور ا لیزے کو اپنے سینے لپٹایا، وہ جیسے روئی تھی، اس ماں کے دل میں بڑے سوال اٹھے تھے۔

دفع مارا سے، کیا کتے بلوں کے ڈر سے تو بھی اپنے اماں ابا کی طرح اپنے حق "
چھوڑ دے گی۔ تو ہماری واحد امید ہے۔ تو پڑھ لکھ کر بڑی افسر بن اور ہم دو کو
بھی اس جہنم سے نجات دلوا۔ اور تو میری کمزور لیزے نہیں ہے، ہم میاں
بیوی نے تیری پرورش میں اپنا سارا صبر، ہمت اور بہادری سی دی ہے۔ ہمت
"نہیں ہارنی تجھے

کنیز نے اسے بہت دلاسا دیا ورنہ لیزے تو ہمت ہار چکی تھی، کنیز اماں سے
بہت سی باتیں کی تھیں اور سوچ لیا تھا اب اپنے حق کے لیے لڑے گی۔
اماں کو یاد کیے لیزے کب پھوٹ پھوٹ کر روئی کہ اسے بھی خبر نہ ہوئی۔

"میری پیاری اماں جان! معاف کر دیں مجھے"

وہ شاید رو رو کر ہلکان ہو جاتی پر مین گیٹ سے چوکیدار سے اجازت لے کر اندر
آتی حلیمہ کو دیکھ کر لیزے کا دل مزید تڑپا۔
فوراً سے کمرے سے نکل کر نیچے پہنچی، وہ تب تک لان عبور کر چکی تھیں۔

"حلیمہ اماں، بہت اچھا سرپرائز دیا"

لیزے نے باہر آتے ہی دوڑ کر انکے گلے لگ کر کہا تو حلیمہ نے اپنی لیزے کو سینے سے لپٹا لیا پر انکو لگا جیسے لیزے رو رہی ہے۔

"میری بیٹی، نہ پتر۔۔۔رو تو مت"

وہ اسے پیار سے رو بر و لائیں، آسودگی سے ماتھا چوما۔

ابھی میں اماں کو ہی یاد کر رہی تھی اور اللہ نے آپکو بھیج دیا میرے"

"پاس۔بہت اچھا کیا آپ آئیں۔باران بہت خوش ہو گا

لیزے نے انکا ہاتھ پیار سے چوما اور اندر لے گئی، مرد حضرات مسجد تھے تو نرمین آفس، اس لیے گھر خالی تھا۔

میں یہاں قریب ہی کسی مریض کو دیکھنے آئی سوچا اپنی دنیا کو بھی دیکھ"

"جاوں

لیزے انکو نرم صوفے پر بٹھائے خود بھی پاس بیٹھی جبکہ انکے کہنے کی دیر تھی کے ڈرائنگ روم انٹرس سے باران خوشی خوشی انکی طرف دوڑا جس پر نانو کی کھلی باہیں فورا اپنے بچے کو اپنے سینے میں بسا گئیں، پیچھے پیچھے دراب اور براق

جدون بھی انٹر ہوئے، سب ہی اماں حلیمہ کو جانتے تھے سوانکا آنا باعث خوشی رہا، لیزے نے دراب کو سفید شلوار سوٹ میں دیکھے چپکے سے نظر اتاری کیونکہ وہ بہت پیارا لگ رہا تھا، کندھوں پر بھوری شال بھی لے رکھی تھی۔

"نانو۔۔۔آپ آئیں میں بہت خوش۔میری نانو آئیں ہیں بابا۔میری سب سے پیاری نانو ہیں یہ بڑے دد ھو"

وہ بچہ اپنی نانی کا یوں سیروں خون بڑھا گیا، دراب بھی سر آگے کیے اماں حلیمہ کی شفقت لینے کے بعد باران کی خوشی پر ہنسا۔

"بہت اچھا کیا آپ نے حلیمہ بہن، دیکھیں رونق لگ گئی"

براق جدون بھی مسکراتے وہیں سامنے براجمان ہوئے جبکہ نانو نواسے کے لاڈ صدقہ اتارنے کے قابل تھے۔

حلیمہ خود بہت وی آئی پی فیل کر رہی تھیں، نرمین اہم میٹنگ سے فری ہوتے ہی انکا سنتے ہی گھر پہنچیں تو پھر تین تک سب نے مل کر لنچ کیا، لیزے کی خوشی بھی بڑھی لگی اور دراب اس پر بہت خوش تھا۔

نرمین کے یوں اہم کام کے باوجود گھر آنے اور حلیمہ اماں کو اتنی عزت دینا ان بزرگ عورت کو نہال کر گیا، پھر وہ واپس چلی گئیں اور دراب کو آج گھر رہنے کا خاص کہہ کر گئیں۔

باران تو سب سے زیادہ خوش تھا، اور سویا بھی نانو کی گود میں جب شرارتیں کیے، کھیل کود کیے تھک گیا اور پھر لیزے انکو اپنا لان دیکھانے باہر لائی کیونکہ وہ اب جانے کی اجازت مانگ رہی تھیں۔

"گھر تو بڑا سوہنا تیرا، اور میرا بچو نگڑا تو یوں گھل مل گیا جیسے یہیں اب تک پلا بڑھا ہو۔ میں تیرے لیے بہت خوش ہوں لیزے"

وہ اماں حلیمہ کے ساتھ لان میں آئی تو وہ انکے لہجے کی تکلیف پر خود بھی دکھی ہوئی۔

"تو خوش نہیں لگ رہی"

حلیمہ نے پیار سے اسکے ہاتھ کو پکڑتے لیزے کی آنکھوں کی نم برت میں ملے دکھ دیکھے۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی حلیمہ اماں۔ میں اسکی محبت کو بہت کوشش کے نہیں" مار سکی تو چھپانا تو اجیرن ہو گا ناں اسکے سامنے۔ جب بھی وہ میرے سامنے آتا ہے، میرا دل ماضی کے سبب کٹنے لگتا ہے۔ وہ پیار کرنا چاہتا ہے لیکن مجھے تو وہ سارے آنسو بہانے ہیں جو میرے اور اس کے بیچ نا عبور کیا جا سکتا سمندر بن چکے ہیں۔ بہت مشکل ہے یہاں رہنا، فیکٹری جوائن کی وہ بھی اس لیے کہ کچھ گھنٹے اسکا سامنا نہیں ہو گا ورنہ آپ جانتی ہیں جاب سے کتنی الجھن ہوتی تھی مجھے"

وہ سمجھی تھیں لیزے سنبھل گئی ہے پر انکی لیزے تو مزید بکھری لگی۔

اللہ تجھے ہمت دے، محبت میں عورت قتل تک بخش دیتی ہے۔ تبھی تو"
سیانے کہتے ہیں عورت کو موت آجائے پر کسی ظالم سے محبت نہ ہو۔ قتل
ایک بار مارتا ہے، ظالم سے دل لگانا ہر گھڑی مارتا ہے۔دل کو اسکی طرف مائل
"کر، شاید گنجائش نکل آئے

اماں کے پیار سے ماتھا چومنے پر وہ کچھ بہتر ہو گئی ورنہ جسم ٹوٹ رہا تھا۔

کوشش کر رہی ہوں، خیر آپ بتائیں طبعیت ٹھیک رہتی ہے؟ اکیلی تو نہیں"
"پڑیں۔اگر آپ چاہیں تو یہاں آجائیں۔مجھے فکر رہتی ہے ہر وقت آپکی
لیزے کو یکدم ہی پریشان دیکھے وہ مسکرا کر اسکی گال تھپکا گئیں۔
دھیوں کے گھر مائیں نہیں رہتیں پتر۔ تیرا گھر بسا رہے یہی خوشی میرے"
چار سو میلا لگائے رکھے گی۔پورا گاوں ہے میرے نال، سردی جب سے
بڑھی ہے رات ساری مریضوں کا تانہ لگا رہتا۔ سمجھ اللہ نے میری یہ ذمہ
"داری ہولی کر کے دو جی بڑھا دی ہے

لیزے کوانکے انداز پر اتنا پیار آیا کے وہ فورا انکے گلے لگی، خود حلیمہ کے سینے میں سکون اترا۔

"آپ میرے لیے بہت قیمتی ہیں حلیمہ اماں، اللہ نے اماں بابا چھین کر ان دونوں کی روح شاید اکھٹی آپ میں ڈال دی تھی۔ آپ نہ ہوتیں تو نہ لیزے ہوتی نہ باران۔۔۔ اور نہ دراب حیدر جدون ہوتا۔ پلیز مجھ سے ملنے آتی رہیے گا اور اپنا خیال رکھیے گا۔ میں اور باران ہر ویک اینڈ آپ کے ساتھ ہی گزاریں گے"

دراب خود انھیں چھوڑنے جانے والا تھا تبھی اسے وہیں آتا دیکھے لیزے نے انکو تاکید اکہتے اپنے آنسو پونچھے، وہ اتنی اہمیت پر نہال ہوئیں۔

"یہ کسی ہیرو سے کم نہیں ہے تیرا حیدر، خوشی دیکھ اسکے چہرے کی۔ جب میرے گھر آیا تھا تب تو لگتا تھا اس کی ابھی جان نکل جائے گی۔ میرے مشورے پر غور کریں پتر۔ وقت نے شاید اس شخص کی بڑی فرصت سے آزمائش لی ہے۔ تو مت لے"

دراب جب قریب آیا تو دونوں لیزیز کی محبت بھری نظر حیرانگی کا باعث بنی۔

"میں تو کہہ رہا ہوں رک جائیں آپ، ہماری مہمان بنیں حلیمہ امی"

دراب کے خلوص پر حلیمہ مشکور ہوتیں اسکی بھی گال تھپکا گئیں۔

آتی رہوں گی، میری کل دنیا تیرے پاس جو ہے پتر۔ مہمان بنتی رہوں"

"گی۔ چل اب مجھے چھوڑ آ میرے مریض میری راہ تک رہے ہوں گے

حلیمہ کے انس و تمہید پر دراب کوئی اعتراض نہ کر سکا اور ہاتھ بڑھایا جسے حلمیہ نے فوری تھامے اسکے شانے پر پیار دیا جو بزرگ تب دیتے ہیں جب کسی بچے کی سعادت مندی انھیں رشک میں مبتلا کر دے۔

لیزے نے مسکراتے ہوئے دونوں کو اوجھل ہونے تک دیکھا۔

وہ شام کی خوبصورتی محسوس کرنا چاہتی تھی، سردی کی شدت سے ٹھٹھرنا چاہتی تھی، دل پر لگے ناسوروں کا مرہم فیل کرنا چاہتی تھی پر ابھی اس کے اندر بہت غبار بھرا تھا۔

وہ ایک گھنٹے تک حلیمہ اماں کو ڈراپ کیے واپس آیا تو لیزے وہیں بیک یارڈ میں بہت بڑے ایریا پر لگے زمینی پھولوں کے پاس ہی کھڑی انھیں دیکھنے میں محو تھی۔

دراب کی اہم میٹنگ تھی، ممی تین بار کال کر چکی تھی پر وہ لیزے کو دیکھنے کی خواہش میں کام اگنور کرتے سارا برڈن ممی پر ڈالے گھر آگیا تھا۔

"ڈنر کریں باہر"

وہ دراب کے عقب سے اپنی شال میں لیزے کو چھپا کر بازو آگے لپیٹے کان میں بولنے پر ڈر کر فوراً پلٹی، وہ گھبرا گیا کیونکہ اسکی لیزے کو ڈرانے کی نیت نہ تھی، شال گردن میں رول کر کے لپیٹتے دراب نے اسکے بازوؤں کو دھیرے

سے ہاتھ بڑھا کر چھوتے سہلایا اور ایسی نظر لیزے کے زرد پڑتے چہرے پر ڈالی جو چہرے کی جلد کے اندر تک آرام پہنچاتی محسوس ہوئی۔

"ہم اکیلے نہیں ہیں، باران کو بھی ساتھ ہونا چاہیے۔ میں نہیں چاہتی وہ زرا بھی اگنور ہو۔ ٹھنڈ بہت ہے، گھر کی حدت جسموں اور ذہنوں کے لیے زیادہ"

"سیو ہے۔ بتادیں کیا کھائیں گے، میں بنا دیتی ہوں

وہ اسکے ہاتھوں سے سرکتی دانستہ زرا سا ئیڈ ہو کر رکی اور دراب کو اسکی حرکت بہت چبھی۔

"بولیں ناں؟"

وہ اسکی چپ میں مچے شور سے گھبرا کر بالوں کی ماتھے تک جھولی لٹ سے الجھتے جھنجھلائی۔

"میں تمہیں چھوتا ہوں تو درد ہوتا ہے؟"

دراب کے سوال پر وہ بے ارادہ اسے دیکھنے لگی، سوال ایسا تھا جو دھڑکتے دل پر بھاری پڑا تھا۔

"ن۔۔ نہیں"

وہ نظر چرا گئی۔

"میں تمہیں دیکھتا ہوں تو کہیں تکلیف محسوس کرتی ہو لیزے؟ آئی مین میرا

"ہونا، ارد گرد کیا برداشت پر بھاری پڑتا ہے؟

وہ اب بھی فاصلے پر تھا، لیکن اس شخص کی وہی جان کو آتی آنکھیں لیزے سے لپٹ رہی تھیں۔

"ا۔۔ایسی کوئی بات نہیں، اندر چلتے ہیں"

وہ دامن چھڑواتی بھاگنے لگی پر وہ راہ کی دیوار بن گیا، ایسی دیوار جو لیزے سے گرانی ناممکن تھی۔

"اب کیا چاہیے؟"""

وارفتگی سے دیکھے وہ اس کے قریب ہوا۔

"تمہیں دیکھنے کی اجازت"

سامنے والی کو مہربان سمجھ کر اسے مانگا۔

"دیکھنے کی تو دے دی، دیکھتے رہنے کی نہیں دے سکتی"

مقابل نے یقین دلایا کہ وہ بے رحم ہے۔

"کیا بہت مجبوری ہے"

اسکے مرمریں ہاتھ تھامے، لیزے کو دل و جان سے جکڑا گیا۔

دل نہیں مانتا" وہ اسے دیکھ کر پھیکا سا مسکرائی۔"

"میں ٹرائے کر کے دیکھوں"

دفعتا، رومانیت میں حیدر کا ٹھرک شامل ہوا اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی، لیکن باخدا ان رونے کو ترسی آنکھوں کی وہ ہنسی دراب کے آر پار ہوئی۔

"!ہے"

وہ لیزے کے یکدم رونے پر آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے میں بسا گیا، وہ سسک پڑی، اس لڑکی کی لرزہ براندام کیفیت نے شام اور سوگوار

کی، پھولوں کے سر اپنے سوز میں سمٹنے لگے، دراب حیدر کے دل کو وہ سینے میں لاوے کی طرح جذب ہوتے آنسو برچھیاں پھیرنے لگے۔

"م۔۔۔میں نے بہت پکارا تھا آپکو"

وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے نم سی سرگوشی سے دراب کا سکون غارت کر گئی، خود سے نفرت از سر نو ہوئی تھی دراب کو۔

"ایک بار پھر نہیں پکار سکتی؟، نہ جواب دوں تو گردن کاٹ دینا"

وہ اسکو اپنے سامنے کیے اسکے آنسو پونچھ رہا تھا، جبکہ دراب کے سوال پر وہ پھر مسکرائی، یہ لڑکی کب روتی کب مسکراتی، دراب تو اسی سے پاگل ہو جاتا۔

"اب کیوں پکاروں؟"

وہ شکوہ کرنے میں بجا تھی، دراب سے وہ شاکی آنکھیں سہنی جان جوکھوں کا کام بنا۔

کیونکہ میں پکارا جانا چاہتا ہوں، ان ہونٹوں سے۔ تم مجھے وہ سب بتاو لیزے" جو تم نے فیل کیا، برداشت کیا۔ میں اف کیے بنا سنوں گا۔ ہر چیز، شاید اسکے

بعد ہی تم مجھے کسی لائق سمجھ پاو۔اتنا ہی سہی کہ میں چند ستارے اور کچھ پھول پالوں۔ تمہارے آنکھوں کے مسکراتے ستارے اور ہونٹوں کے مہکتے پھول۔یہی تو میری کل خواہش ہے"

وہ اسے سننے کی ہامی بھر رہا تھا،وہ حیران ہوئی، حیران ہوتی لیزے کچھ منفرد لگی۔ناقابل تسخیر۔ بھلا عورت ایک رات میں کہاں سمجھی جاسکتی ہے،وہ بھی لیزے نورسی۔

"آپ نہیں سن سکیں گے"

وہ رحم دل بنی،دراب کے بچوں جیسے دل کی تکلیف سے ڈری۔

"پلیز لیزے، مجھ سے کہو سب۔جو نہیں کہنا چاہتی،جو نہیں کہہ سکتی وہ سب کہو عشقم۔ تمہارے کہنے سے پہلے ورنہ میرا دل تمہاری اس چپ پر پھٹ جائے گا"

دراب کے شدت بخشتے اصرار پر وہ روہانسی ہونے لگی۔

"تھوڑا تھوڑا بتاوں گی پر ابھی نہیں۔۔۔کچھ دن تو دیں سنبھلنے کے لیے"

وہ مان تو گئی پر یہ کچھ دن، گویا دراب پر لٹکتی تلوار تھے۔

"تم میری پوری زندگی لے لو، پر ایسے دوبارہ مت رونا۔اوکے؟"

دراب نے پھر سے لیزے کے بہتے آنسو کو ہاتھ کی پور سے روکتے اسکے گالوں کی نمی رگڑی، وہ رسان سے بس سر ہلا گئی۔

"تمہارے لپس"

دراب نے جملہ ادھورا چھوڑا تو لیزے الرٹ ہوئی۔

جبکہ دراب اسکے شیرنی کی طرح گھورنے پر فوری دامن سے گرتی شرافت اٹھا کر واپس خود سے چپکا گیا۔

"میرا مطلب تھا ڈرائے ہو رہے ہیں"

دراب نے کان کھجاتے انفارمیشن دی۔

"ہونے دیں، آپ دھیان نہ دیں۔۔۔میں باران کو دیکھ لوں"

لیزے نے فوراسے اس شخص سے پناہ لی اور گھر کی طرف کی راہ لی جبکہ دراب دانت نکوستے جاتی لیزے کو گھورا۔

"اس اتھڑی گھوڑی کو کون بتائے میرا تو سارا دھیان اسے دیکھتے بس وہیں رہتا ہے، اف دراب حیدر! سمندر ہو کر بھی تم ایک قطرے کے لیے ترس رہے ہو، لعنت ہے تمہاری مردانگی پر جو لیزے کا دل تھوڑا بھی بے ایمان نہ کر سکی"

خود پر بے شمار حرف بھیجتے دراب نے یہاں سڑنے کے بجائے چینج کرتے ہی آفس جانا بہتر سمجھا دوسرا سکھی کی خبر بھی لینی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"اللہ کے گھر چھپنے اور اللہ سے معافی مانگنے میں بہت فرق ہوتا ہے، کوئی گناہ گار اسکے در پر پناہ لے تو وہ دھتکارتا نہیں ہے پر منتظر ضرور رہتا ہے کہ اسکا بندہ توبہ کرے گا۔ میری یہ بات اب تو سمجھ جا رضی، ایک چنگاری سلگنے کی

دیر ہے، سب تباہ ہو جائے گا۔ یہ مت سمجھ کے ماضی ہمیشہ چھپا رہے گا۔ وہ
"کہانی نہیں سنی تو نے، بلبلے حال کہہ دیں گے
عصر کی جماعت کروانے کے بعد کچھ درس وتدریس کا لیکچر دیے رضوان
حجرے میں زرا دیر آرام کرنے آئے تو زبیر جو انکے دوست اور رازدان
تھے، انکی پریشان صورت دیکھتے بولے، رضوان ٹھٹکے پھر پلٹے۔
میرے اور اللہ کے علاوہ اس سب کا کوئی گواہ نہیں، ہاں بس ایک تو رازدان"
ہے زبیر۔ پھر بھلا کیسے آئے گی قیامت۔ میں نے اپنی زندگی کے کئی
خوبصورت سال اس جگہ کو دیے، اپنی بیٹی تک سے لاپرواہی برت دی۔ کیا
میری ریاضت، میری نیت اس اللہ کے در پر اتنی سی بھی قبول نہ ہوئی ہو گی
"کہ وہ میرا مرتے دم تک پردہ رکھے گا
رضی کے لہجے میں اپنی عبادت کو لے کر جب غرور دیکھائی دیا تو زبیر ہاشمی
کھل کر اذیت زدہ مسکرائے۔

تونے الگ ہی دین بنا رکھا ہے اپنا بھولے بادشاہ، لیکن اس کے در کے کچھ "
آداب ہیں۔ نیت پاک کرنی پڑتی ہے اور غرور مارنا پڑتا ہے۔ تیری نیت تواب
بھی پاک نہیں، تو اپنی لالچ، اپنی غرض سے اس مسجد کا امام بنا ہوا ہے، اور
تیرے لہجے میں اپنی گناہوں سے لتھڑی سابقہ زندگی کو لے کر ندامت سے
زیادہ ہڈ دھرمی ہے۔ اب تو تیری سلوی، سکھی کی ہو گئی ہے۔ خدا کے لیے
اس سے پہلے دبی چنگاڑی بھڑکے اور تیری بیٹی کا گھر اجڑے، اپنے گناہوں کا
اعتراف کر لے۔ مت بھول رضی، تو کسی کی موت کا سبب بنا تھا اور وہ مرنے
والا یزدان فاروقی کا سب کچھ تھا"

رضوان اس آئینے میں اپنا بھیانک عکس دیکھ کر ڈر رہے تھے، زبیر اپنا سالوں
سے جو فرض نبھا رہا تھا، آج بھی نبھا گئے پر رضوان اپنے موقف پر پہاڑ سے
ڈٹے تھے۔

میں نے جو کچھ کیا، نور کو حاصل کرنے کے لیے کیا تھا۔ میں بھلا کیوں مارتا"
کسی کو۔ یزدان میری سلوی سے بہت پیار کرتا ہے، اسکی آنکھوں میں دیکھا

ہے۔وہ میرے گناہ کی سزا میری معصوم بچی کو نہیں دے سکتا۔زبیر کا دماغ ہمیشہ سے خراب ہی ہے،میرا دل بھی برا کر گیا"

رضوان نے خود کو بہت سفاکیت سے اپنے گناہوں سے بری الزمہ کیا اور اس لبادے میں چھپ گئے جو اپنے سیاہ وجود کو ڈھانپنے کے لیے خود پر اوڑھ رکھا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

شنائیل کے چاروں اکاونٹس سے کل ملا کر اچھی تگڑی اماونٹ بنی جسے جمشید نے شام تک گرمیل کے اکاونٹ میں بنا کسی ثبوت کو چھوڑے ٹرانسفر کیا،یہاں تک شنائیل کا کام ختم ہو گیا تھا اور جمشید کا اندازہ یہی تھا کہ توقع سے زیادہ پیسہ پاتے ہی گرمیل بھی شنائیل کو چھوڑ دینے پر ہی رضامند ہو گا۔

جمشید کنوینینٹ سٹور آیا تھا تاکہ شائیل کے لیے کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے سکے، جبکہ اسی بیچ گرمیل کی کال موصول ہوئی۔

جمشید نے کچھ رامین نوذلز، سینڈوچ، کچھ فریشن کریم بریڈز، کچھ کیکز اور کچھ جوسیز لیے، اور کاونٹر پر پے منٹ کرتے ہی کال ریسیو کی۔

"تو نے چھوڑا تو نہیں اسے؟"

گرمیل کے سوال پر جمشید کے ماتھے پر بل پڑے۔

"بس جاتے ہی بھیجوا دوں گا اسے اسکے ہوٹل"

جمشید نے کاونٹر سے سامان لیا اور سٹور سے نکلا۔

"نہیں، میرے پاس بھیجوا اسے۔ چاہیے مجھے"

گرمیل کے حکم پر جمشید کے قدم رکے، ناگوار ئیت سے اسے جبڑے تن گئے۔

لیکن ہمارے رولز کے مطابق وہ سب کچھ ادا کر چکی ہے سو آزاد ہے، پلیز"

"گرمیل۔ آپ کے لیے اس سے اچھا پیس بھیج دیتا ہوں

جمشید نے گاڑی کا ڈور کھولے سامان رکھا پر اس جانب تو جیسے جمشید کے زیادہ بولنے پر آگ بھڑک گئی۔

مالک میں ہوں یا تو؟ جو کہا ہے کر۔ لے کر آ اسے۔ ویسے بھی وہ رات "
گزارنے کا پیسہ لیتی ہے۔ مفت میں ہم بھی تو فیض لیں تھوڑا۔ آخر چیز کیا ہے
وہ۔ ہوشیاری کرنے کی کوشش مت کرنا بچے، مجھ سے دھوکہ کرنے والے
"کی لاش بھی نہیں ملتی

گرمیل کے ارادے جان کر جمشید کو عجیب سی تکلیف ہوئی، حالانکہ ایسا پہلے بھی ہوتا رہا تھا پر نا جانے کیوں پہلی بار جمشید کے دل تک جلن پہنچی۔

کال کاٹے وہ پہلے تو سیدھا سٹوڈیو پہنچا، ایک پانی کی بوتل دیے وہ اسکا پیر آزاد کیے کمرہ لاک کر کے آیا تھا، واپس پہنچا تو وہ صوفے پر دھری ہو کر لیٹی تھی جبکہ پانی کی بوتل بھی خالی تھی۔

کھانے کا سامان میز پر رکھے جمشید نے اسکی طرف قدم بڑھائے۔

"شنائیل !اٹھو۔ تمہیں جانا ہو گا یہاں سے"

شنائیل زیادہ گہری نیند میں نہ تھی تبھی اسکے گال تھپکنے پر جاگی، وہ نیچے زمین پر بیٹھا تھا جسے دیکھ کر شنائیل گھبرا گئی۔

"مطلب آزاد ہوں اب؟"

وہ جمائی روکتے بوکھلائے ہوئے اٹھی تو جمشید بھی دل میں اٹھی اذیت دباتا اٹھ کر کھڑا ہوا۔

ہاں مگر ایک گڑبڑ ہو گئی ہے، تم ہوٹل مت جانا۔ کسی اور جگہ جانا اور جتنا" جلدی ممکن ہو سکے دبئی سے نکل جاتا۔ پانچ منٹ ہیں۔ کچھ کھالو تب تک میں " بھی چینج کر کے آیا۔ تمہیں ڈراپ کر دوں گا

جمشید کہہ کر سیڑھیاں چڑھ گیا جبکہ شنائیل کو بہت بھوک لگ رہی تھی تبھی ریڈی میڈ جو تھا سب کھالیا اور جمشید بھی جیکٹ پہنتا سیڑھیاں اترتا دیکھائی دیا تو شنائیل جلدی سے کرسی سے اٹھ کر اسکی طرف آئی۔

"کیاہوا ہے جیم ؟"

شنائیل کا چہرہ اسکی آنکھوں کی غیر معمولی سرخی پر اترا۔

"تھوڑی مشکل آپڑی ہے، بٹ میں سیٹنگ کر دوں گا"

وہ اس یقین سے بولا کہ شنائیل کا گھبرایا دل بھرا۔

"تم میرے لیے اپنی جان مشکل میں پھنساو گے ؟"

وہ رونے کے دہانے پہنچ گئی۔

جان آسانی میں پھنسے، "

"یہ مجھے زیب نہیں دیتا

وہ اسکے چہرے سے نظریں ہٹاتا آگے بڑھا۔

شنائیل نے اسکا ہاتھ پکڑا۔

"مجھے مل سکتے ہو؟"

وہ ایسے سوال کرتے سوچتی نہ تھی۔

"مر کر بھی نہیں"

وہ غصے سے ہاتھ جھٹکتا،

اس سے پہلے ہی وہ کھینچ کر اسے اپنے قریب لائی۔

"مجھے شریف سمجھنے کی غلطی مت کرنا، قریب آنے کا تو سوچنا بھی مت۔ سر پر سوار ہو ہی چکی ہو گلے پڑنے سے گریز برتو۔ سمجھی"

اسے بازو سے پکڑ کر خود سے دور کرتے جمشید اکھڑ گیا جبکہ شنائیل فاصلہ سمیٹے کچھ پیچھے ہوئی۔

"میں بس پوچھنا چاہ رہی تھی"

شنائیل کو اپنے یوں کھینچنے والی حرکت پر افسوس ہوا۔

"کیا پوچھنا ہے تمہیں؟"

ہنوز کھردرے انداز میں سوال آیا۔

"یہی کے کیا تمہارے لیے سب ٹھیک ہے؟"

شنائیل کو وہ پریشان لگا جبکہ جمشید کی نظر جب میز پر پڑی تو اچانک سے چڑاور غصہ کہیں دور جا مفقود ہوا۔اسے تسلی مل گئی کہ وہ بھوک مٹا چکی ہے تبھی شنائیل کا سوال رد کیے داخلی دروازے کی طرف جانے لگا جب شنائیل نے اسکی بازو پکڑے پھر روکا۔

میری وجہ سے تم پر کوئی آنچ تو نہیں آئے گی جیم، بتاو تو کیا گڑ بڑ ہوئی"

"ہے؟

شنائیل کو یہ سب بتا کر وہ خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا تھا، بس اس لڑکی کو گرمیل کے ہاتھ نہ لگنے دینے کی عجیب سی دھن سوار تھی۔

کچھ نہیں ہوا، دوبارہ پوچھ کر دماغ خراب کرنے کی ضرورت نہیں۔جب"

"تک دبئی رہو گی ہوٹل میں ہی رہنا اور اپنے گارڈز بدل لو پہلی فرصت میں

جمشید نے خفگی برقرار رکھے جھاڑا پر شنائیل کی آنکھوں میں مٹھاس سی چلی آئی، وہ سب سمجھ گئی تبھی تو اسکے گلے جا لگی، جبکہ جمشید اس ایک لمحے میں یوں تھا جیسے جسم کا سارا لہو سوکھ گیا ہو، وہ کیسی لڑکی تھی؟ جمشید کا ذہن معاوف ہوا۔

تم مجھے کبھی نہیں بھولو گے جیم، کیا میں تمہارا نمبر لے سکتی ہوں۔ زیادہ" "تنگ نہیں کروں گی بس کبھی کبھی کال کروں گی

وہ الگ ہوئی تو جمشید نے اسی بدحواسی کے سنگ اپنا فون نکال کر اسے تھمایا جس میں شنائیل نے اپنا پرسنل نمبر جو اسکے ہوٹل روم میں تھا، کال کرتے سیو کرتے ہی جمشید کا فون اسے تھمایا۔

"تھینک یو سو مچ"

وہ اسکو دیکھتی مسکرا کر بولی اور چلتے ہوئے لڑکھڑائی تو بے ارادہ ہی جمشید نے اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا، زندگی میں پہلی بار شنائیل شمدی کو کسی کا سہارہ لینے پر رشک آیا، اور تھا جمشید سلمان، جبکہ وہ اسکے ہاتھ کو جکڑے اتنی خوش

تھی کہ جمشید اسی خوشی ہی تکتارہ گیا۔دل پھڑ پھڑایا تھا، نہیں دل دھڑکا تھا، پہلی بار۔

"تم کسی کے بھی گلے لگ جاتی ہو، کسی کا بھی ہاتھ پکڑ لیتی ہو؟"

جمشید نے اسکی مسکراہٹ نوچ لی۔

"پہلے لگ جاتی تھی، ہاتھ پکڑنا تو معمولی ہے۔ لیکن اب نہیں لگوں گی"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے ہی سٹوڈیو سے نکلی، جبکہ آٹو میٹک لاک سے گاڑی کو ان لاک کیے جمشید نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر وہ ہاتھ چھوڑے اندر سوار ہوئی، جمشید بھی دوسری طرف سے آکر بیٹھا، گاڑی پارکنگ سے نکال کر یو ٹرن مارتے باہر روڈ پر نکالی، شام ہو رہی تھی، کچھ ہی دیر میں رات ہونے والی تھی۔

"اب کیا ہوا ہے کہ تم نہیں لگو گی کسی کے گلے؟"

ڈرائیونگ کے بیچ ہی جب جمشید نے اسکی طرف دیکھا تو وہ سیٹ پر ہاتھ رکھے فرصت سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیونکہ تم سے جو معانقہ کر لیا"

وہ سراسر شرارت پر اتری لگی، جمشید نے زہر بھری نگاہ اس چھچھوری پر ڈالی۔

"افواہوں میں کچھ تو سچ ہوتا ہی ہے، زیادہ نہیں پر چند فیصد؟"

شنائیل کسی کو اپنی ذات پر بات کرنے کی اتنی جرت نہ دیتی تھی پر اس آدمی کا معاملہ اسے الگ لگا۔

"ہاں کس وس کر لیتی ہوں بس"

شنائیل نے کندھے اچکائے جبکہ جمشید نے جبڑے بھینچتے سٹیرنگ پر ہاتھ مضبوطی سے جکڑے، اسکے ہاتھ کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔

مجھے ہی پاگل کتے نے کاٹا تھا جو میں اس سے یہ سوال کر بیٹھا، فضول"

"عورت۔ یہ سب ایک جیسی ہیں۔ نہ دین نہ دنیا

اپنے آپ پر لعنت بھیجتے جمشید نے سپیڈ بڑھائی مگر اسے یوں لگا جیسے کوئی اسکا پیچھا کر رہا ہے، سٹوڈیو کے کسی لڑکے نے گرمیل کو مخبری کر دی تھی تبھی وہ اپنے لوگوں کے ساتھ خود پیچھے آ رہا تھا۔

جمشید کے بار بار پیچھے گردن گمانے پر شنائیل بھی مسکراہٹ ترک کرتی فکر مند ہوئے پیچھے گھومی تو کوئی دو گاڑیاں انکا تعاقب کر رہی تھیں۔

"یہ کون ہیں جیم؟"

شنائیل کو ڈر لگا تھا جبکہ جمشید نے ہر ممکنہ گاڑی کی سپیڈ تیز کی۔

"یہ تمہیں تو کچھ نہیں کہیں گے ناں؟"

ایک تو پل پل سر پر پہنچتی موت اوپر سے شنائیل کی بک بک، جمشید غرا کر دھاڑا، شنائیل سہمی۔

"چپ ایک دم، ورنہ چلتی گاڑی سے باہر دھکا دے دوں گا"

اسی چیخنے کے انداز میں جمشید بولا پر شنائیل آنکھوں میں آنسو بھر لائی۔

"پر میں تمہارا پوچھ رہی تھی"

وہ پیچھے دیکھتی سرگوشی کرتی جمشید کو اپنی طرف دیکھنے پر مجبور کر گئی۔

"میرا؟"

وہ حیرت زدہ ہوا۔

"آگے دیکھو"

شنائیل چلائی مگر فائدہ نہ ہوا، گاڑی بری طرح درخت سے جا پٹخی اور فرنٹ شیشہ ٹوٹ کر تیزی کے سنگ جمشید کی بازو پر بھیانک کٹ چھوڑتا شنائیل کی گود میں گرا جو پٹخنے سے سیٹ بلیڈ کے سبب بچ گئی۔

"تم ٹھیک ہو۔ لگی تو نہیں؟"

جمشید نے دھواں دھواں ہوتی گاڑی سے بروقت نکلتے شنائیل کی طرف کا ڈور کھولتے اسے پکڑ کر باہر نکالا جو اسکی بازو سے نکلتے خون پر ہراساں ہوئی۔

"ج۔۔ جیم۔۔۔ تمہارا بازو"

وہ اسکے بازو کو تھامے منمنائی جبکہ جمشید کے چہرے پر زردی چھا گئی، خدا گواہ تھا اسے بازو کا درد اب شنائیل کے بتانے پر محسوس ہوا ورنہ پہلے تو شنائیل کو کچھ ہو نہ گیا ہو اسکا ڈر، درد بن کر حاوی تھا۔

وہ اپنے بکواسیات سوچتے دماغ کو جھٹکتا اپنا ہاتھ زخم پر دباتے پیچھے مڑا تو وہ دو گاڑیاں بھی رکیں، نا صرف رکیں بلکہ گرمیل اور اسکے لوگوں کو دیکھ چکا تھا۔

"شنائیل چلو۔ اور اپنی بک بک بند کرو"

اسکا ہاتھ پکڑے، وہ اسکے لیے سامنے کی طرف بنے کنسٹرکشن ایریا کی طرف دوڑا، شنائیل بھی اسکے ساتھ دوڑتی گئی، پیچھے کی جانب اس بلڈنگ میں وہاں سے فرار ہونے کا راستہ تھا۔

تمہیں یہاں سے جلد از جلد نکلنا ہے، میں کہہ دوں گا تم فرار ہو گئی ہو۔ سمجھ "
گئی۔ پیچھے کی طرف سے تھوڑا دور جاو گی تو تمہیں مین روڈ مل جائے
"گی۔ چلو

وہ اسے ساتھ بھگاتا اس تاریک سی عمارت میں گھسا، وہ لوگ جس طرف
دوڑے، گرمیل اور اسکے لوگ بھی اسی طرف بڑھے۔
کچھ بھاگنے کے بعد بلڈنگ کا بیک حصہ آیا اور وہاں دروازے جتنی جگہ تھی
جو پیچھے راستے سے جڑی تھی۔

"پیچھے مت دیکھنا سمجھی۔ بھاگو"
وہ لوگ دیوار کی اوٹ میں رکے تھے، جمشید نے پیچھے نظر گمائی اور شنائیل کا
دروازے کی طرف دھکیل کر ہاتھ چھڑایا پر وہ بھاگنے کے بجائے واپس پلٹ
آئی۔
میں تمہیں چھوڑ کر نہیں جا رہی، وہ لوگ تمہیں"

"ماردیں گے۔ سمجھ کیوں نہیں رہے

مسلسل اسکے انکار پر وہ پوری طاقت لگا کر چلائی، جمشید کی بازو پر لگا کٹ اسکی پوری شرٹ کو لہو سے تر کر چکا تھا۔

جس قدر تم چلائی ہو، ہم دونوں مریں گے۔ جا رہی ہو یا کوئی اینٹ اٹھا کر"

"ماروں

جمشید کو بھاری قدموں کی آواز بہت قریب سنائی دی۔

وہ چوکنا ہوا، شنائیل کا بازو پکڑے اسے باہر دھکیلا۔

یہیں چھپے ہیں دونوں، مجھے شکار کی بو آ رہی ہے۔ پھیل جاو ہر طرف، ایک"

"کو موت ملے گی اور دوسری کو دردناک اذیت۔ جلدی ڈھونڈو

گرمیل کی آواز کان میں پڑنے کی دیر تھی کہ جس ہاتھ سے جمشید نے اسے باہر دھکیلا، اسی سے پکڑ کر اندر کھینچتے اپنے سینے سے لگاتے خود بروقت گن نکالی۔

شنائیل نے بدحواس ہوتے آنکھیں بند کیے اس شخص کے

پسینے اور کلون کی ملی جلی باس میں اک تیسری

خوشبو دریافت کیے سانس کھینچا۔

محافظوں کے جسم اک الگ باس چھوڑتے ہیں۔وہ خوشبو ایسی قوی ہوتی ہے" کہ ہوا اسے اپنی ہتھیلیوں میں بھر لیتی ہے۔ بکھیرتی ہے،اس تک پہنچاتی ہے جسے محفوظ ہونا ہوتا ہے۔اور تمہارے کیس میں شاید وہ محفوظ کنندہ میں ہوں"

وہ سرگوشی کیے چہرہ اٹھا کر مسکرائی۔

جمشید نے گھور کر اسکو دیکھا جیسے اسکی مسکراہٹ پر برہم ہوا ہو۔

"اتنی خطرناک سچویشن میں تم مسکرا کیسے سکتی ہو"

وہ خفگی سے بڑبڑایا، بلکل سرگوشی کی مانند۔

"یہ میرے لیے معمولی کیس ہے،دونوں بھاگیں؟"

شنائیل کو بھی وہ پیروں کی آہٹیں قریب سنائی دیں۔

"چپ، سانس بھی مت لو"

جیسے ہی دو آدمی اس طرف آئے، جمشید نے شنائیل کو پکڑا اور دوسری اوٹ میں جا چھپا جس سبب شنائیل اس میں چھپ کم دب زیادہ گئی۔

اسکی گردن میں منہ چھپائے سانس بھرتی وہ جمشید کے ہونٹوں پر عجیب سی اجڑی لٹی مسکراہٹ لے آئی۔

وہ لوگ واپس جا کر گرمیل کو دونوں کے نہ ملنے کا بتاتے کچھ دیر میں وہاں سے باہر نکل گئے تبھی جمشید نے بھی پیچھے ہٹ کر شنائیل کو ہوا لگنے دی جو اسے دیکھ کر نظر چرا کر دوسری طرف دیکھنے لگی جہاں وہ لوگ گئے تھے۔

"اب؟"

شنائیل نے ان لوگوں کے جانے کی تسلی کرتے جمشید کی طرف دیکھا۔

آزاد ہو تم اب، لیکن میری ہدایات پر عمل کرنا۔ یہاں سے ہمارے راستے "
"الگ ہیں شائیل

جمشید نے اپنی گن پینٹ میں دبائے اسکو باہر کا راستہ دیکھاتے خود پلٹنا چاہا پر شائیل کی پکار اسے روک گئی۔

"اپنا خیال رکھنا"

وہ جانے لگی مگر جمشید نے نا جانے کیا سوچتے مڑ کر اسکی بازو پکڑے روکا۔

"مجھے ہٹ کرو، میرے منہ پر۔"

شائیل کے چہرے کا رنگ اڑا، وہ آگے ہی زخمی تھا اور اوپر سے اسکی ڈیمانڈ۔

"واٹ؟ پاگل ہو۔ کس کر سکتی ہوں ہٹ نہیں"

شائیل کے بکواس جواب پر جمشید نے اس زور سے بازو جکڑی کے کہ وہ کراہ اٹھی۔

"آہہ۔ جنگلی۔ اوکے کرتی ہوں"

وہ سسک اٹھی جس پر اسکے شرافت سے ماننے پر جمشید نے اسکی بازو چھوڑی، وہ تن کر کھڑا ہوا جس پر شائیل نے پوری ہمت اور قوت سے مکا اسکے جبڑے پر رسید کیا لیکن جمشید اسکی مکے کے بجائے اس بکواس مکی پر خاصا چڑا۔

"خون نکالنا ہے، تم میری ہنسی نکالنے پر تل گئی۔ جان نہیں ہے تم میں، زور سے ہٹ کرو"

جمشید کے ڈانٹنے پر وہ اگلی بار مزید وحشیانہ ہو کر برسی اور تھوڑا جمشید خوش ہوا کیونکہ اسکے نچلے ہونٹ اور شاید دانت سے بلڈ نکلا۔

"کس قسم کے سائیکو ہو تم، بلڈ نکل رہا ہے"

وہ اسکے زخمی ہونٹ اور منہ میں بھرتے خون پر پاس آئی تبھی جمشید نے اسے جانے کا اشارہ کیا۔

وہ قریب آئی تو وہ گھورا اور بازو سے پکڑ کر باہر دھکیلا۔

"آئی ایم سوری پلیز"

شنائیل اسے دیکھتی فوراسے بھاگ گئی جبکہ جمشید نے ہنس کر اسکا بھاگنا دیکھا اور وہیں بنے پلر سے اپنا سر مارا کچھ ایسے کہ اسکا ماتھا بھی زخمی ہوا، گن وہیں پھینکتے جمشید واپس بلڈنگ سے نکلا تو لہولہان تھا تبھی گرمیل کے آدمی کی نظر پڑی اور اس سے پہلے وہ لوگ جمشید کی طرف آتے، وہ اداکاری کا ماہر کمینہ آدمی وہیں لہرا کر گر پڑا۔

وہ لوگ جو جمشید کو مارنے آئے تھے، اسکی لہولہان حالت دیکھے اسے فوری ریسکیو کرنے لگے جبکہ جمشید مزے سے اب کچھ دیر سو بھی جاتا تو یقین تھا اسے کہ زندہ ہی جاگے گا۔

کیا مطلب وہ اس ٹائم سو رہا ہے؟ کہیں آپکے سکھی کو کوئی دکھی روگ تو"

"نہیں لگ گیا بڈی؟

آفس میٹنگ لینے کے بعد دراب جیولز آبشیشن گیا پر وہاں یزدان کے سٹاف سے اسکے جلدی گھر چلے جانے کی خبر پائے وہ فاروقی مینشن ہی چلا آیا، فہمیدہ تو نماز ادا کرنے میں مصروف تھیں پر دراب کو باہر ہی مالی صاحب کی درگت بناتے سجاول دیکھائی دیے، آتے ہی سکھی کا پوچھا تو اسکے سر شام ہی سونے کی خبر دراب کو ہضم نہ ہوئی۔

پتا نہیں یار کہہ رہا تھا سفر سے تھکا ہوں، کبھی کبھی بہت عجیب ہو جاتا"

ہے۔ میں اور اماں جان بھی اسکی چپ اور لاتعلقی پر گھبرا جاتے ہیں۔ تم پوچھو

"اس سے کہ سلوی کی رخصتی تو نہیں چاہتا؟

سجاول فاروقی کی فکروں پر دراب فدا ہی ہو گیا۔

"اچھا آپ ٹینس نہ ہوں، میں دیکھتا ہوں"

دراب نے تسلی دی جبکہ ایک گلاب توڑتے آنکھ ونگ کرتا ہوا سجاول کو مسکراہٹ دیے گھر کے اندرونی حصے کی طرف چلا گیا۔

اک نظر فہمیدہ کے کمرے میں جھانکے انکو دعا میں مشغول دیکھے وہ الٹے پیر سکھی کے کمرے تک پہنچنے کے لیے زینے چڑھا، ہاتھ میں ٹہنی ہنوز جھولاتے دھیرے سے دروازہ کھولا، کمرے میں مکمل روشنی نہ تھی نہ بھرپور اندھیرا، ایک سنہری اور سفید کے ملاپ والی روشنی سے چمکتا فانوس کمرے میں سجا ہوا تھا۔

اسے کونسی خماریاں چڑھی ہیں آتے ساتھ، اور بندہ بتا ہی دیتا ہے کہ میں " "تشریف لے آیا ہوں

دراب اسکی طرف جاتے لحاف میں دبک کر بھاری سانس بھرتے یزدان کو دیکھے برا سا منہ بنائے بغل میں ہی بیٹھا پھر نا جانے کیا سوجھی کے پھول کی ٹہنی پکڑ کر پھول کی پتیاں سکھی کے گال سے ہونٹوں تک لے گیا۔

سکھی، گدگداہٹ پر کسمسایا۔

"ہے ڈرالنگ، سوتے میں کتنے واہیات لگ رہے ہیں آپ، میرا کلیجہ پھڑک کر میرے منہ میں آگیا تو کتنی رومنٹک وائبز آئیں گی۔ باخدا آنکھیں کھول لیجئے، تاکہ میرا سہما دل یہ یقین کر کے بحال ہو کہ آپ اتنے بھی بدصورت نہیں سر تاج"

دراب نے باریک سی آواز نکالتے مزید اسے سرگوشی بنا کر یزدان کے چہرے پر جھکتے اسکے کان میں یہ زہر انڈیلا، سکھی شاید واقعی گہری نیند میں تھا ورنہ اس منحوس یار کا باہر نکلتا کلیجہ بڑے پیار سے واپس پسلیوں میں چھوڑ کر آتا۔

"ہے سکھی، میں سلوی"

دراب نے پھر سے سرگوشی کی جبکہ پیچھے ہی لیٹے جب یزدان سے ہگ کیے چپکا تو یزدان کی نیند سلوی کے اتنا مردانہ ہاتھ اپنے پیٹ پر بندھا محسوس کیے کمزور ہوئی پر اب بھی وہ نیند میں ہی تھا، پھر اپنے پیچھے جڑے اس سانڈ کے

سبب سلوی ٹائپ کی نرم گرم سی فیل بھی تو نہ آ رہی تھی، فوری سوئے سوئے شاطرانہ مسکایا۔

"ویکس نہیں کی آپ نے میری جان، کچھ دن رکیں۔ پونیاں کیجئے گا بازو کے بالوں کی"

سکھی کا بند آنکھوں سے بڑبڑانا، دراب کے چہرے پر خبیث مسکراہٹ بکھیر گیا۔

"کس قدر چالو چیز ہے تو کمینے"

دراب نے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے پھول کو پھر سے سکھی کے منہ پر پھیرا۔۔

"مجھے یقین ہو گیا کہ تو رخصتی کے لیے ہی مر رہا بیٹا، تیرا ٹھرک سوتے میں بھی نکل رہا۔ منحوس مارا"

سکھی کے جاگتے ہی دراب نے اسکی کمر میں چھڈ مامکا دیا، بچارا یزدان کراہ کر رہ گیا، اور پیچھے مڑتے ہی تکیہ اٹھا کر سیدھا دراب کے منہ پر برسایا۔

اور تو بھی اسی پرچم تلے ترسا کھڑا ہے، ابھی میں تجھے چمی کر دیتا تو پھر؟ نیند"

"میں یزدان فاروقی کافی نشیلا ہو جاتا ہے

یزدان نے کمر سہلاتے سیدھا ہوتے لیٹ کر پاس ہی بیٹھ کر پوز بنائے دراب کو موٹی سی گالی تحفتا پیش کی جس کے گویا پرچم پر زخم ہرے ہوئے۔

تکیہ ساتھ ہی رکھے دراب بھی لیٹا۔

"نشیلا نہیں تو شیلا ہو جاتا ہے"

دراب کے قہقہہ مارنے پر یزدان نے برا مناتے اسکا ناک مکے سے سیکا پر ہتھ ہولا رکھا ورنہ دراب کی ربڑ کی ہڈی نہ ٹوٹ جاتی۔

اچھا چھڈ، بتا کیا مسئلہ ہے تیرا۔ سجاول بڈی کہہ رہے ہیں تو الجھا ہوا"
ہے، دیکھ سکھی۔ مجھے نہیں پتا تو سلوی کو اپنی سگنیچر ماڈل کیوں بنانا چاہتا ہے
پر یہ سب ٹھیک نہیں ہے۔ یہ فیلڈ کیسے زندگی برباد کرتی ہے تجھے پتا
ہے۔ فرحین آنی کو یہی فیلڈ تو دیمک سی چاٹ گئی تھی، انھیں انکا وہ شوق نگل
"گیا جس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتی تھیں
دراب کے لہجے میں دفعتا پریشانی اور فکر گھلی، یزدان کا بھی چہرہ سپاٹ ہوا۔
انھیں ورغلایا گیا تھا سمجھا تو، انکو مارا گیا ہے، اور میں تھوڑی سی ہی سہی"
تکلیف دینا چاہتا ہوں، پر اس بار کہانی الگ ہو گی ویرے، ممی کو بچانے کے
لیے بابا ساتھ نہیں تھے لیکن سلوی کے ساتھ میں ہوں، سزا صرف سزاوار
کو ملے گی۔ ممی کو انکی کمزوری پر کیش کیا گیا، ورنہ وہ آج میرے پاس
ہوتیں، میری زندگی میں انکی جگہ انکی قبر نہ ہوتی، میرے اندر اندھیرے نہ
"بھرے ہوتے، میری زندگی ڈر سے پاک ہوتی

یزدان کے ارادے جانے دراب اٹھ کر اسکی طرف جھکا،اسے یزدان دماغی بیمار لگا۔

"واٹ ؟تو پاگل ہو گیا ہے۔یہ میرا سکھی نہیں ہے۔سلوی کو یوز کرے گا؟یوز کرنے کے بعد کہے گا آئیں گلے لگیں تو جوتا مارے گی تیرے تھوبڑے پر۔میری اجڑی پڑی زندگی سے سبق سیکھ یار۔یہ انتقام چھوٹے "لیول کے ہوں یا بڑے،تباہ کر دیتے ہیں

دراب کو تشویش تھی کہ سکھی کیا پاگل پن کر رہا ہے۔

"دراب !میں سلوی کو تکلیف نہیں دوں گا۔محبت ہے مجھے اس بیوقوف بکری سے لیکن میں اسکے ذریعے ایک ایسے مجرم کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں جسکے گناہوں کا میرے پاس کوئی ثبوت نہیں لیکن میں اکلوتا چشم دید گواہ "ہوں۔وہ دونوں میاں بیوی میری ماں کے قاتل ہیں یار

دراب نے اپنے الفاظ پر افسوس کرتے سکھی کی گال پیار سے تھپکی کیونکہ پہلی بار اس ٹیرے آدمی نے انسان بن کر سلوی کے لیے جذبات بیاں کیے۔

بابا اوردی جان کو اس لیے میں یہ کبھی نہیں بتا سکا کہ میری ممی کس اذیت" سے مری ہے کیونکہ وہ کبھی نور پھپھو کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکیں گے اور وہ بھی انکے نزدیک مظلوم سی نور بن کر مری تھیں، الٹا شاید میں ان دو کی محبت سے محروم ہو جاوں، بابا اپنی بہن پر جان چھڑکتے تھے، اب تک وہ انکے دل میں مجھ سے میری ماں سے زیادہ قریبی درجے پر ہے اور یہی حساب دی جان کا ہے۔ بچپن سے تو میرا رازدان ہے تو سمجھ جایا کر بن کہے

"مجھے۔ میں جتنا کمینہ ہو جاوں، اپنی محبت کو رسوا تھوری کروں گا

یزدان کی سرخ آنکھیں، خوبصورت مرجھا جاتا چہرہ دراب سے کہاں برداشت تھا۔

اٹھ میری جان گلے لگ، پتا تھا اتنی بھی گری شے نہیں تو ضرور تیرا کوئی"
"پلین ہو گا

دراب کا پکڑ کر گلے لگانا بھی یزدان کا پارہ چڑھا گیا، ویسا ہی مکا یزدان نے اب دراب کی کمر میں ٹھوکا تھا جس پر دونوں ہی ہنس دیے۔

چل اب آ ہی گیا ہے تو مجھے سٹرونگ کافی بنا کے پلا، سر پھٹ رہا ہے۔ اچھا"
"سن۔۔۔ لیزے پگھلی؟ میرے دوبارہ انکل بننے کے چانس کتنے ہیں؟
سکھی نے لات مار کر اسے بیڈ سے اٹھایا جبکہ دراب نے یزدان کے واپس لیٹ کر پوچھنے پر دراب نے چنگاڑتی نظر اس دل جلاتے خبیث کو کمر سہلاتے سونپی۔

تیرے دوبارہ انکل بننے کے چانس کا تو نہیں پتا پر تیرے عنقریب مرحوم"
ہونے کی پیشن گوئی ضرور کر دیتا ہوں، اٹھ منحوس۔ نحوست پھیلا رکھی۔ مغرب کے وقت شیطان سوتا ہے۔ فورا سے پہلے اٹھ کر آ ورنہ کافی میں جمال گوٹا ملا دینا ہے میں نے اور آ کر مجھے لیزے کو پٹانے کی ٹپس بھی

دے۔کیونکہ تیرا دماغ شیطان کی خالا والا ہے، میں کافی شریف ہو چکا ہوں

"سو مجھے کمینے خیال نہیں سوجھ پا رہے

سکھی نے اس دنیا جہاں کے کمینوں کے استاد کے منہ سے شریف سنے قہقہہ لگایا اور لوٹ پوٹ ہوا، جبکہ دراب مسکراہٹ دباتا فوری کمرے سے کٹا کیونکہ خود کو شریف کہے عادی مجرم والی فیلنگ آ رہی تھی۔

"سارے شریف مر جائیں اگر یہ سن لیں"

یزدان نے ہنستے ہوئے ہی لحاف پرے مارا اور گلاب کی بکھری ٹوٹی کلیاں شرٹ سے جھاڑتا اسی مسکراتے انداز میں بالوں میں ہاتھ پھیرتا واش روم گھس گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"مو! آپ ہیپی ہو"

لیزے کی پوری توجہ باران کو ہوم ورک کروانے کے ساتھ ساتھ اسکا پراجیکٹ بنانے کی طرف تھی جو ایک رئیل ہارٹ کی ڈرائنگ تھی، لیزے اس کے لیے ڈاٹس لگا کر پینسل ریمو کر رہی تھی تاکہ باران خود اس ہارٹ پکچر کو ڈرا کرے۔

باران کے سوال پر لیزے نے اسکی تشنگی بھری آنکھوں کو دیکھا۔

"جی بے بی میں ہر اس لمحے ہیپی ہوں جب تم میرے ساتھ ہوتے ہو"

لیزے نے اسکی ٹھوڑی پکڑ کر گال چومے، باران مطمئین نہ ہوا۔

"اور بابا کے ساتھ؟"

باران کے سوال نے لیزے کی توجہ منتشر کی۔

کوشش کر رہی ہوں، آپ کو اس میٹر میں فکر مند ہونے کی ضرورت"

"نہیں

لیزے نے اسکی گال چھوتے سمجھایا، باران نے مسکا کر سر ہلایا پھر لیزے سے لپٹ گیا۔

ممو، بابا بہت پسند ہیں مجھے۔انکو ہگ کر کے مجھے اچھا لگتا ہے۔ سکول میں "
جب سے میں نے بتایا کے میرے بھی بابا ہیں، مجھے ڈر نہیں لگتا گندے بچوں
"سے۔ ممو آپ کیوں ناراض ہو بابا سے ؟
چند دن میں ہی باران نے سب محسوس کیا، وہ بھلے سوا چھ سال کا تھا پر ذہانت
میں اپنے ممی بابا پر ہی گیا تھا۔

"آپکو پہلے ڈر لگتا تھا؟ مجھے کیوں نہیں بتایا بے بی ؟"
لیزے نے اسکو اپنے سینے سے لگاتے سر چومتے پوچھا جس پر باران نے چہرہ
اٹھا کر اسے دیکھا۔
آپ پریشان ہو جاتی، میں تو سٹرونگ مین ہوں آپکا، سٹرونگ مین ڈریں "
" بھی تو بتاتے نہیں، بابا سے راضی ہو جائیں ممو
باران کی توجہ اپنے سوال پر جمی محسوس کیے لیزے کا دل بھرا۔
"آپ کیا چاہتے ہو؟"

لیزے نے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا وہ ہیزل براون آنکھیں دراب کی حسین آنکھوں سے کئی درجے پیاری تھیں۔

ہم مل کر سویا کریں، آپ بابا کو میری طرح ہگ کریں۔ وہ زیادہ سی باتیں"
"کریں ہم سے۔ اور کبھی کبھی آپ اور بابا مجھے سکول چھوڑ کر آئیں

وہ اداسی سے اپنی خواہش کہتا لیزے کی آنکھیں آبدیدہ کر گیا۔

میری جان! میں پوری کوشش کروں گی۔ آپ کی مموآپکے لیے کچھ بھی"
"کر سکتی ہے۔ کل میں اور دراب تمہیں ڈراپ کر کے آئیں گے

باران یوں تھا جیسے اسے کوئی خزانہ ملا ہو، اتنی زور سے اچھل کر لیزے سے لپٹا کے اسے لگا پتا نہیں کونسا کونسا جوڑ ہل گیا پر مسکرا پڑی۔

یاھوو۔ پھر میں سب فرینڈز کو بتاوں گا کہ مجھے میری مموا ور بابا نے ڈراپ"
"کیا

باران کے اچھل کر واپس بیٹھنے تک لیزے کو اس پر ڈھیروں پیار آچکا تھا اور پھر ممی نے بے بی کو ڈھیر ساری کسیز کیں۔

"آپ بہت پریٹی ہو ممو"

باران کے لیزے کہ گال چومنے پر وہ نا جانے کیا یاد آنے پر ہنس دی، باپ، بیوی سے فلرٹ کر رہا تھا تو بیٹا، حسین اماں سے۔

"اچھا۔ یہ کس نے بتایا آپکو؟"

لیزے مشکوک ہوئی، باران کی بھی شرارت اسکے پیارے سے چہرے پر چھائی۔

"بابا کہہ رہے تھے، تمہاری پریٹی مموانکو بہت پسند"

باران نے فوری راز افشاں کیا، لیزے مانو گلاب ہوئی۔

"اچھا چمٹ چمٹ کر یہ باتین ہوتیں کیا تم دو کے بیچ؟"

لیزے بھی اماں سے فوراہی جاسوس بیوی بنی۔

وہ تو آپکو جان بھی کہہ رہے تھے پر میں غصہ ہو گیا کہ نو و ممو میری جان"

"ہیں

وہ فوری لیزے کی گردن مین بازو ڈالتے چپکا، لیزے کھلکھلائی۔

بلکل ٹھیک کہا، مموصرف اپنے بے بی کی جان ہے۔ چلو بتاو میرا بے بی ڈنر"

"میں کیا کھائے گا؟

لیزے کے لاڈ بھی تو باران مس کر رہا تھا جب سے وہ یہاں آئے تھے۔

"مموميٹھا پراٹھا اور میٹھا انڈا"

فوری جناب نے چیچپی سے فرمائش کیے لیزے کو بدمزہ کیا۔

اف باران۔ تمہارے اندر چینی کی فیکٹری کھل جانی ہے۔ گندا بے"

"بی۔۔۔اوکے میں ابھی بنا کر لاتی ہوں تم یہ ہوم ورک فنش کرو

ممابرہم ہو کر مان جاتی تھی یہ باران کو بہت پسند تھا، موصوف پوری شرافت سے لیزے کے جاتے ہی اپنا بقایا ہوم ورک کرنے لگ گئے۔

شنائیل نے پہلی فرصت میں ہوٹل پہنچ کر سائن اوٹ کیااور دوسرے ہوٹل میں سائن ان کیے کمرے میں پہنچتے ہی پہلے ڈور لاک کیا،رات ہو چکی تھی،وہ توسیو تھی پر دھیان جمشید پر اٹکا تھا،اسے فون بھی نہیں کر سکتی تھی ابھی۔

تبھی پہلا خیال سکھی کا آیا۔

وہ دراب کی بنائی کافی پیتا ساتھ اسے خرافاتی ترکیبیں دے رہا تھا جب فون پر شنائیل کا نام دیکھے دونوں بدمزہ ہوئے۔

تو کرا اپنی سہیلی سے بات،میں چلا۔۔۔ویسے بھی تیرے جتنے آئیڈیاز ہیں وہ"

"میری عزت اتارنے والے ہی ہیں توانکو توہی جیب میں رکھ۔

دراب اٹھ کھڑا ہوا جبکہ سکھی سے پہلے دی جان بول اٹھیں۔

"ڈنر کر کے جاناناں بچے"

وہ انکو پیار سے گلے لگاتا ٹالتا مسکرایا۔

"اگلی بار پکا۔۔۔"

سکھی کو ہاتھ ہلاتے اور دی جان کو بائے کیے دراب نکلا تو یزدان نے کال پک کرتے وہیں چوڑا ہو کر بیٹھتے فون کان سے لگایا۔

"تمہیں پتا ہے میرے ساتھ کیا ہوا سکھی"

شنائیل کی آواز میں ڈر محسوس کیے سکھی ٹیک چھوڑے بیٹھا۔

"کیا مر ور گئی ہو؟"

سکھی سے ایسی بد تہذیبی مقابل نے امید کی تھی۔

"مر گئی ہوتی تو سیدھا بدروح بن کر تمہارا گلا دبانے آتی، بائے"

شنائیل نے تپ کر کال بند کرنی چاہی پر رکی۔

"اچھا ناں بتاو کیا ہوا"

سکھی کے لائن پر آنے کی دیر تھی کہ شنائیل نے ساری روداد حرف بہ حرف گوش گزار کی، سکھی آخر تک قہقہہ لگاتا ہنسا۔

ناکر، واقعی وہ جمشید تھا؟ وہ اماں ابا کا لاڈلو بچہ۔۔۔یار بڑی بہادری دیکھادی"

"اور یہ کن پنگوں میں پھنسا ہے رضوان صاحب کا تربیت یافتہ بھتیجا؟

سکھی کے الفاظ سنے شنائیل بھی ٹھٹکی۔

مطلب یہ وہی تھا جس بارے جھوٹ بلوایا تھا تم نے مجھ سے۔۔جمشید"

"سلمان؟

شنائیل بھی حیران ہوئی۔

یاں ناں، ویسے مجھے بنگالی بابا مان لو تم۔۔میری پیشن گوئی سچی نکل آئی۔کیا"

"پیار ویار بھی ہوا بیچ میں یا بس ایکشن مووی ہی چلی؟

سکھی کے کریدنے پر شنائیل نے زیر لب کچھ تو کہا تھا وہ بھی سکھی کو۔

شروع کر دو تم چسکے لینا۔یہ نہیں کہ دوست کی خیریت پوچھ لوں، خیر آکر"

ملتی ہوں پھر بتاوں گی تفصیل۔وہاں کی کیا اپڈیٹ ہے؟ دراب کیسا

"ہے؟ بہت انسلٹ کی لاسٹ ٹائم اس نے میری

شنائیل کے سوالوں پر سکھی کمینگی سے مسکرایا۔

"اسے اسکی لیزے مل گئی، اب تم یہاں ناہی آو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔اپنا خیال رکھنا پیاری۔ بابائے"

سکھی نے اپنے تئیں شنائل پر دھماکہ کیا اور مزے سے کال کاٹ گیا جبکہ شنائیل کی آنکھوں میں یہ سب سنے نفرت بھی انتہا کی تھی اور ڈر بھی۔

"سلوی کی خبر لوں زرا، میرا ولن روپ دیکھ کر صدمے میں نہ چلی گئی ہوں"

یزدان نے کافی کا مگ اٹھایا اور اٹھ کر باہر نکلا، ٹھنڈی رات نسوں میں خنکی گھساتی محسوس ہو رہی تھی پر اسکے ہاتھ میں گرما گرم کافی تھی جو اسے کافی ورم کر رہی تھی۔

سلوی پورا دن نادیہ کے ساتھ ہی رہی تھی، شام میں ہی گھر آئی تو شاکرہ نے رات کا کھانا بنانے پر لگا دیا، وہ پلاو کو دم ہی لگا رہی تھی جب اسکا بجتا فون اس سے پہلے شاکرہ نے اٹھایا۔

"سلوی؟"

یزدان کی آواز سپیکر سے بلند ہوئی، وہ پہلے ہی اداس تھی، سکھی کا پکارنا جیسے ان دل میں دفن آنسوؤں کو آنکھ میں گھسیٹ لایا۔

سلوی نے کہا ہے چچی جان آپ میرے فون پر ڈرامہ دیکھیں، ویسے بھی"

"بیکار پڑا ہے۔ کوئی کام تھا تمہیں چھ فٹ کے زرافے

شاکرہ کے اندر کافی دھواں جمع تھا، سلوی کا تو منہ کھل گیا جبکہ سکھی کے ماتھے پر بل پڑے صرف اس خیال پر کہ سلوی کی چیز کسی نے چھوئی بھی کیسے۔

ہاں ناں، بہت ضروری کام تھا۔ سلوی اور میں رات گزاریں گے"

"ساتھ۔ سیج سجا دیجئے گا چچی جان

غصے سے کہے یزدان نے کال کاٹی اور مگ وہیں میز پر رکھے سیدھا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا جبکہ شاکرہ کا سرخیاں چھوڑتا چہرہ دیکھے سلوی کا ماتھا خوامخواہ عرق آلود ہوا۔

کس قدر لفنگا ہے یہ، رات گزارے گا، نہ شرم غیرت مر گئی ہے۔ ٹسوے"
مت بہا جلدی ہاتھ چلا بھوک سے پیٹ میں درد اٹھ رہے۔ آلے زرا آج
"یہ۔۔۔اسکی تو میں اچھی کرتی ہوں

شاکرہ کاٹ کھاتی گھوری جبکہ فون بھی سلوی کے ہاتھ میں تھمائے نکلی تو
سلوی بے فورا سے یزدان کو کال بیک کی، فوری فون پک کیا گیا۔

"اگر آپ یہاں آئے تو چھت سے کود جاوں گی"
سکھی کے ڈرائیونگ سپیڈ تیز کرتے ہاتھ تھمے۔

"واٹ؟"

سکھی نے بریک لگاتے گاڑی سڑک کی سائیڈ روکی۔

جی، آپکا سامنا بھی مرنے جیسا ہی ہے۔ ابھی مجھ پر آپکا کوئی حق نہیں سوچیئے"
دیں۔ اور جب تک ابا جی مجھے رخصت نہ کر دیں، مجھ سے کسی بھی طرح بات
"نہیں کریں گے آپ

سلوی کی نم آواز یزدان کا دل بری طرح دکھا گئی۔

"اتنا ڈر گئی ہیں؟ آئی ایم سوری۔ میں آتا ہوں، منالوں گا پیار سے"

یزدان کا لہجہ بکھرا، آواز بھاری ہوئی۔

"نہیں چاہیے آپکا پیار، روٹھ لیں مجھ سے آپ بھی۔ یہی ڈیزرو کرتی ہو"

وہ اسے یوں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

اوکے تھوڑی دیر میرے ساتھ واک پر چل لیجئے گا، باخدا زیادہ تنگ نہیں"

"کروں گا۔ اجازت دیں

یزدان کی جان جاتی محسوس کرنے کے باوجود وہ بہت ہرٹ تھی۔

"نو وسکھی۔ مجھے آپ سے خو۔۔ خوف آرہا ہے۔ مت آیئے گا"

سلوی نے سسک پڑتے منت کی اور فون بند کیے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی

جبکہ یزدان فاروقی نے پوری قوت سے سٹیرنگ پر مکادے مارتے سانس

بھری اور گاڑی واپس گمالی۔

S MERWA MIRZA

NOVELS

کنیز کے سمجھانے کے سبب لیزے میں بہت سی ہمت بھری، اگلا ایک ہفتہ وہ دراب کے ستانے کو صبر سے سہتی رہی، خود اس عجیب و غریب ڈرامے کا کلائمکس سکھی اور شنائیل کی ویٹنگ لسٹ میں تھا پر اس بیچ سکھی اور شنائیل کے اپنے اپنے الگ پلینز تھے، سکھی کے بقول دراب کی حرکتیں فلرٹ سے تجاوز کر چکی تھیں اور سبجید گی سے دراب کی اس عام سی پر بہت خوبصورت لڑکی کی طرف توجہ سوچ رہا تھا جبکہ شنائیل، دراب پر پڑتی ہر نظر کی دشمن تھی پھر ایسا کیسے ممکن تھا کہ اس نے کوئی مکر و خیالات نہ سوچے ہوں۔

آخر ہفتے کے بعد پھر سے لیزے کی برداشت ختم ہوئی، اس دن وہ میتھ کی کلاس میں بیٹھی تھی اور پروفیسر کسی وجہ سے چھٹی پر تھے۔

دراب اکیلا ہی روم میں آیا اور بہت سے سٹوڈنس کی موجودگی کو چنداں اہمیت دیے بنا لیزے کے سامنے بے خطر آرکا، اسے آگ لگی تھی صرف اس بات کی کے پورے کالج میں ایسی کوئی لڑکی نہیں جو دراب کو دیکھ کر ٹھنڈی آہیں نہ بھرتی ہو پر پھر یہ کیسی لڑکی ہے جسکی آنکھوں سے غصہ اور نفرت ٹپکتا ہے اور ستم کے وہ دراب کو اندر ہی اندر نگل رہا ہے۔

تم اتنی ڈر گئی ہو مجھ سے؟ یا تمہیں اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مجھ سے" چھپنا پڑ رہا ہے۔ جانور ہوں ناں اور تم درندگی سے ناڈرنے والی نڈر لڑکی۔ تو "بھئی مقابلہ کرو، یہ منہ میں جو ڈال رکھا ہے نکال دو

دراب کے اکسانے کی کوشش کے ساتھ پوری کلاس بھی دیکھتے ہی دیکھتے دراب حیدر جدون کی طرفدار بنے لیزے پر ہنسنے لگی، آوازیں کسنے لگی۔

لیزے نے اپنے بال پوائیٹ پن پر آج پھر پکڑ مضبوط کی، اسکی آنکھوں میں مار ڈالنے والا غصہ تھا۔

"اپنے دل کے ہاتھوں کیوں مجبور ہوں گی میں؟"

لیزے نے اپنی جگہ سے اٹھتے آخر ہفتے کا ٹارچر سہنے کے بعد خاموشی توڑی۔

"کیونکہ لیزے نور کو حیدر پر کرش آگیا ہے، ہاہا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"

وہ اسکی انسلٹ کرنا نہیں چاہتا تھا پر اسے اپنے جذبے کو نام دینا تھا تبھی یہ حرکتیں کر رہا تھا، پوری کلاس ہوٹنگ کرنے لگی، کسی سٹوڈنٹ نے بھاگ کر سکھی اور شنائیل تک پیغام پہنچایا پر جب تک وہ آئے دیر ہو گئی تھی۔

اہانت کے احساس نے لیزے کی پلکیں نم کیں۔

"بہت غرور ہے خود پر، بہت اکڑ رہے ہیں اپنے حسین ہونے پر، مجھے کمزور بھی سمجھا اسی کی سوغات لیں، اب میرے تو کیا آپ کسی کے بھی کرش نہیں رہیں گے ان شاءاللہ"

لیزے نے پوری قوت سے وہ نوکیلی پینسل دراب کے گال پر دے ماری، اور اتنی زور سے کہ بے اختیار دراب نے اپنا ہاتھ لہو چھوٹتی گال پر رکھا تھا، سکھی

اور شائیل بھی دوڑے پرتب تک لیزے کے کپکپاتے ہاتھ سے دراب کے خون میں ڈوبی پینسل نیچے گر چکی تھی اور دراب کا پورا ہاتھ سرخ ہو گیا۔ پر ستم کہ وہ کراہا تک نہیں، بس لیزے نور کے کپکپاتے وجود کو نفرت سے دیکھ رہا تھا۔

"ی۔۔یہ کیا کیا تم نے بلڈی بچھ"

شنائیل نے آو دیکھا نہ تاو کھینچ کر لیزے کی گال پر تماچا دے مارا، سکھی دراب کو چھوڑے شنائیل کو پکڑ کر پرے دھکیلنے لگا جو لیزے کی جان لینے والی تھی جبکہ لیزے کو بھی تھپڑ کا درد نہ ہوا، دراب کے چہرے کی بھیانک خراش کی تکلیف زیادہ تھی، یہ سب مزید بگھڑتا تبھی ٹیچرز کے ہمراہ برہان جدون اندر داخل ہوا اور جب معلوم پڑا کہ اس لڑکی نے دراب پر حملہ کیا تو اسے بہت ڈانٹا۔

آفس بلا کر لیزے کی انسلٹ کی، وہ چپ چاپ سنتی رہی، پر اسے کچھ محسوس ہونا ہی ختم ہو گیا تھا، وہیں دراب کو سکھی ہوسپٹل لے کر انہی کی گاڑی پر

نکل گیااور شنائیل بھی ساتھ گئی تھی پر دراب پورا سفر اپنے آپ میں نہیں تھا،اسکی سوچیں لیزے کو پڑتے تھپڑ کے گرد تھیں۔

سکھی ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ پیچھے بیٹھی شنائیل نے جیسے ہی دراب کا زخم چھونا چاہا،دراب نے اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر مڑورا،شنائیل کی دلخراش چیخ گاڑی میں ابھری تو سکھی نے بھی بوکھلا کر بریک لگائی۔

دراب کسی وحشی درندے کی طرح شنائیل کے اوپر جھکتا اسکا ہاتھ چھوڑے اسکی گردن دبوچ گیا۔

تمہاری جرت کیسے ہوئی اسے تھپڑ مارنے کی،تم نے چھوا بھی کیسے "

"اسے،تمہارا ہاتھ توڑ دوں گا۔مار دوں گا

یہ جملے اس بدحواس،پاگل اور وحشی سے دراب حیدر کے منہ سے سنتے اس دن سکھی اور شنائیل کا دل تھما تھا۔

اس کمینی نے تمہارے چہرے کا حشر بگاڑ دیا اور تم مجھے ہی مارنے کی بات کر"
"رہے ہو؟
شنائیل نے بہت مشکل سے اسکا گردن سے ہاتھ ہٹایا جبکہ سکھی بھی باہر نکلتا
بروقت شنائیل کو اس سے چھڑواتا پکڑ کر گاڑی سے باہر لایا۔

"دور رہو سب مجھ سے، اسے دوبارہ مت چھونا۔ بھلے وہ مجھے مارے جو
"مرضی کرے۔ سمجھے تم دونوں۔ اکیلا چھوڑ دو
وہ سکھی کی آنکھوں میں ریت جبکہ شنائیل کے حلق میں پھندا ڈال کر وہاں
سے چلا گیا تھا، تکلیف ہوئی تھی۔
بلکل آج کی طرح جیسے شنائیل وہ کرب یاد کرتے سوتے سے اٹھ بیٹھی اور
کپکپانے لگی۔

آج بھی اسے وہ درد یاد تھا جو دراب کے ہاتھ مڑوڑنے پر ہوا، وہ یہی سوچ رہی
تھی کہ ایک تھپڑ پر دراب نے اسے تپ مارنا چاہا تھا جب وہ لیزے اسکی کچھ نہ

لگتی تھی اور اب وہ اسکے ساتھ کیا کرے گا، شائیل کا پورا وجود اس خوف سے بھیگ گیا تھا، اور اسکے لیے راہ نجات نہیں بچی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

دراب جب سے واپس آیا تھا سخت مائگرین کی شکائیت محسوس ہو رہی تھی، اچانک سے یہ جو درد اسے اٹھتا، نڈھال کر دیتا۔

ڈنر کے بیچ بھی وہ کافی چپ رہا، باران کی باتوں کا بس مسکرا کر جواب دیتا رہا، خود لیزے نے اسکی بولتی، تنگ کرتی آنکھوں کو مس کیا۔

"طبعیت ٹھیک ہے بے بی؟"

.نرمین نے دراب کی خاموشی بھانپتے بازو پر ہاتھ پھیرا

یس پر فیکٹلی فائن، صبح جلدی اٹھنا ہے اہم کلائنٹ میٹنگ ہے تو میں کمرے"

"میں جا رہا ہوں اور تم سے بھی کل ملتا ہوں

دراب نے کھانا بھی ادھورا چھوڑا اور باران کا سر چومے ہائے فائے کیے اٹھ کر کمرے کی طرف چلا گیا، باران تو اداس ہوا ہی، لیزے بھی فکر مند تھی۔

"اس درد نے میرے بچے کو نچور کر رکھ دیا، لیزے۔اسے ایک بار سونے سے پہلے دیکھ لینا بچے"

نرمین اسکے چہرے کے زاویوں سے سمجھ گئیں جبکہ لیزے نے فوری سر ہلایا پر دھیان دراب کی طرف ہی تھا، باران چونکہ ڈنر کر چکا تھا تبھی وہ صرف سوئیٹ ڈش کھانے بیٹھا تھا اور فنش کرتے ہی وہ دادو اور ددھو سے پیار لیتا کمرے میں چلا گیا۔

"مجھے ایک کپ سٹرونگ چائے اور بابا جان کو ہاٹ ملک دے دینا صفورا"

لیزے کچن میں ہی باران کے لیے دودھ گرم کر رہی تھی جب نرمین نے آکر ملازمہ کو مخاطب کیا۔

"میں بنا دوں آنٹی؟"

لیزے نے نرمی سے پوچھا تو نرمین مسکرائیں۔

"کیوں نہیں، پر ممی کہو گی تو اچھا لگے گا۔ میرے روم میں دے جانا اور بابا کو بھی ہاٹ ملک دے دو"

نرمین نے شفقت سے تاکید اکہا اور پلٹ گئیں، لیزے نے پہلے تو نرمین کے لیے چائے بنائی پھر براق جدون کے لیے گلاس دودھ کا بھی ٹرے میں رکھا اور کچن سے نکلی۔

نرمین اپنے بستر میں نیم دراز بیٹھیں کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھیں جب لیزے نے دستک دی۔

"آجاو لیزے"

نرمین کے اجازت دینے پر وہ مسکرا کر اندر آئی اور ٹرے میز پر رکھے مگ اٹھا کر نرمین کو دینے پاس رکی۔ نرمین نے چائے لی۔

"تھینک یو سو مچ"

نرمین کے مشکور ہونے پر وہ بس رسمی سا مسکائی۔

"ممی! دراب کو کس چیز کا درد ہے۔آئی مین آپ کیا کہہ رہی تھیں؟"

لیزے کا یوں پوچھنا نرمین کو بہت پیارا لگا۔

"مائگرین، کچھ سال سے وہ اسکا شکار ہے۔حالانکہ مردوں کو مائگرین ہونے کی شرح بہت کم ہے یعنی 9 فیصد بٹ ہی از ون آف دیم۔ایک بار اس سے پوچھ لینا کے اسے کچھ چاہیے تو نہیں۔شاید تمہارا پوچھنا ہی میرے بے بی کے درد کی دوا بن جائے"

نرمین کے لہجے سے چھلکتی تشنگی لیزے کا دل بھاری کر گئی، وہ سر ہلاتی انکو مطمئین کرتی ٹرے اٹھائے کمرے سے چلی گئی، دروازے سے باہر نکل کر اداس نظر آئی پر پھر خود کو سنبھالتے براق جدون کے کمرے کا رخ کیا، جو لیپ ٹاپ کھول کر سٹڈی میں بیٹھے اونلائن ورک دیکھ رہے تھے۔

لیزے کو دیکھ کر انکا چہرہ خوبصورت مسکان سے چمکا۔

"آپ ابھی تک کام کر رہے ہیں، لیجئے"

لیزے نے گلاس انکے پاس ہی میز پر رکھا اور ٹرے ہاتھ میں لیے ہی میز سے لگ کر کھڑی ہوئی۔

"تھینکیو میرے بچے، یہ کام نہ ہوتا تو کب کا ناکارہ ہو کر اپنے بچوں پر بوجھ بن چکا ہوتا۔ یہ جو مصروفیت ہے یہ ہمیں مرنے سے بچاتی ہے"

وہ بھلے مسکرائے تھے پر انکا لہجہ اداس تھا۔

"آپکو اپنا خیال رکھنا چاہیے۔ اس گھر کے سائبان بلکل ٹھیک کہا آپ نے،

"ہیں۔ کوئی ہیلپ چاہیے تو میں کروں؟

وہ انکے لیے اتنا سوچ رہی ہے یہ مسرت خیز تھا، وہ گلاس سے اک ہاٹ ملک کا سیپ لے کر واپس رکھتے وہیں سے چیئر گما گئے، نظر اٹھا کر لیزے پر ڈالی۔

"اگر تم دراب کو دوسرا موقع دو تو بہت بڑی ہلپ ہو گی لیزے جو تم چاہیے، ہم سبکی کرو گی۔ ہمارے دلوں کی کرو گی۔ وہ تمہیں سلامت لگ رہا ہو گا پر میں، نرمین اور اسکا سکھی اسکے زروں میں بکھرے وجود کے گواہ ہیں۔ دوسرا

موقع دینا ہمارے رب کی صفت ہے اور اسکا کہا بھی ہے، اور ہم اسکے بندے اسکی رضا کے لیے دوسرا موقع دینے کی ہمت کرتے ہیں، اس میں یا تو جیت ملتی ہے یا سبق، پھر ڈر کیسا تم اپنے ڈر اس دادا کو دے دو لیزے اور اسے سن لو"

دراب کے لیے تگڑی سفارش تھی کیونکہ جھوٹ کچھ نہیں تھا، لیزے کو پہلے ضرور لگتا تھا کہ تکلیف اور زیادتی صرف اس نے جھیلی پر اب یہاں آکر اسے معلوم پڑا کہ وہ شخص بھی برابر جلا ہے۔

"میں کوشش کر رہی ہوں"

لیزے نے نظریں جھکائیں تو براق جدون اٹھے اور لیزے کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا گئے، شفقت اور آسودگی کا جہاں تھا انکا حصار کے لیزے کا دل بھر آیا۔

میں اپنے بچے کی اس کوشش پر واری جاوں۔خوش رہو،اللہ تمہارے"

"سارے زخموں پر خوبصورت مرہم لگائے۔سٹرونگ گرل

وہ اسکی آنکھیں نم دیکھتے کھل کر امید بھرا مسکرائے تو لیزے بھی جگر پاش سا سہی پر مسکرائی۔

"جلدی سو جایئے گا دودھو"

وہ خوشی خوشی انکو تاکید کرتی کمرے سے گئی تو براق جدون کا دل مانو پنکھ ہوا،اپنے دل کے ٹکڑے جیسے پوتے کے لیے کچھ اچھا کر پائیں یہ انکی حسرت تھی جو شاید پوری ہو گئی۔

لیزے واپس کچن میں آئی اور باران کے لیے دودھ کا گلاس بھرا اور سیدھا روم کی طرف آئی،وہ بستر میں الٹا لیٹا ٹیب میٹرس پر رکھے کارٹون مووی دیکھ رہا تھا۔

ممو،بابا کو درد ہو رہا ہے کیا؟میں پوچھ کر آوں۔آپ کی پرمیشن چاہیے"

"تھی۔ایسا نہ ہو انکو تنگ کر دوں

باران نے فوراسے اٹھ کر کھڑے ہوتے لیزے کے دودھ کا گلاس میز پر رکھ کر سیدھا ہوتے ہی اسکی گردن میں بازو لپیٹے۔

"آپ اپنا دودھ پی لو پھر ہم مل کر چلتے ہیں"

لیزے نے گویا باران کو نہال کر دیا، فوراسے نیچے اترے باران نے منٹ لگاتے گلاس ختم کیا اور لیزے کا دل بھرا کیونکہ دودھ اتنی جلدی باران کبھی نہیں پیتا تھا، یہ اسکی دراب کے لیے تڑپ تھی۔

اچھا سنو، انکے سر میں درد ہے۔ تو آپ پیار کرنا بس، کسیز کرنا۔ زیادہ شور "اور تنگ نہیں کرنا

لیزے نے اسے لے جانے سے پہلے اچھے سے سمجھایا، باران نے فوراسر ہلایا اور پھر لیزے اسکا ہاتھ پکڑے روم سے نکلی، تھوڑی بے قرار تھی پر باران ساتھ تھا تو بہت تسلی ملی۔

دراب نے میڈیسن لی تھی اور سونے کی کوشش کر رہا تھا پر ابھی تک درد میں کمی نہ ہوئی تھی۔

دستک پر دراب اٹھ بیٹھا، نا جانے کیوں دل نے کہا جیسے یہ لیزے ہے۔

پھر جب دروازہ کھلتے ہی باران کو دیکھا تو تھوڑا مایوس ہوا پر جب تک باران دوڑ کر اسکے پاس آیا تب تک لیزے نے بھی اندر قدم رکھے دراب نے چونک کر دروازے میں رکی لیزے کو دیکھا۔

"بابا! میں آپکا سر دبا دوں۔ شور نہیں کروں گا نہ آپکو تنگ کروں گا"

باران پاس رکے فکر سے دراب کے درد میں کمی کے لیے بے چین تھا جسے دراب نے پکڑ کر اوپر ہی کرواتے لحاف میں گھسایا جبکہ لیزے نے بھی ہچکچاتے دروازہ بند کیا اور قریب آ رکی، دراب نے اسکی طرف پیار سے دیکھا جو باران کی طرح ہی پریشان لگ رہی تھی۔

"تم آ گئے ہو، درد ویسے ہی بھاگ گیا۔ اپنی مما کو زبردستی لائے ہو؟"

دراب نے جان بوجھ کر لیزے کو مخاطب نہ کرتے باران سے پوچھا،لیزے اسے گھوری۔

"نوو، مموخود آئی ہیں۔اور مجھے بھی پرمیشن دی تبھی میں آیا"

باران کے کھرے جواب پر لیزے کے چہرے کی ہوائیاں سی اڑیں۔

"اور کیا کہا مموںنے ؟"

دراب کی ذو معنی نظریں لیزے کو کنفوز کر رہی تھیں۔

"یہی کے آپکو بہت سارا پیار کروں، کسیز کروں"

باران رٹو طوطا کی طرح پول کھولتا گیا اور لیزے کا دل چاہا زمین پھٹے اور سما جائے پر باخدا دراب حیدر جدون کا جان لیوا دیکھنا برداشت نہ تھا۔

"تم نے پوچھا مموسے کہ یہ خود بھی پیار اور کسیز کریں گی یا نہیں ؟"

دراب کے اس سوال پر لیزے کی برداشت ٹوٹی۔

میں چلتی ہوں، بے بی آپ دس منٹ تک بابا کو بائے کہہ کر روم میں "
"آجانا

لیزے نے گھبرا کر کہے بنا دراب کو دیکھے دروازے کا رخ کیا۔

مجھے بابا کے پاس سونا ہے ممو، آپ نے کہا تھا ناں ہم سب ساتھ سوئیں "
گے۔اس طرف دیکھیں کتنی جگہ بابا کے۔آجائیں ناں۔مجھے آپ دونوں
"کے ساتھ سونا ہے

دراب کا دل چاہا باران کا منہ چومے اور چوما بھی جبکہ لیزے زمین میں گویا دھنس سی گئی، دل بہت زور سے دھڑکا، پھر پلٹ کر جب دیکھا تو دراب اپنی دوسری بازو پھیلائے اسے ہی پاس بلا رہا تھا، لیزے نے دوبارہ باران کو دیکھا جو دراب سے دور ہونے پر بلکل راضی نہ تھا۔

جی بے بی جیسا آپ چاہو، میں چینج کر کے آتی ہوں۔تب تک آپ بابا کو اتنا "
"پیار کرو کے مزید پیار وصولنے کی گنجائش ہی نہ رہے ان میں

لیزے کے جملے کی تپش پر دراب پھیکا سا مسکرایا جبکہ باران نے فورا عمل درآمد کرتے دراب کی گال چومی تو دراب کو اتنا پیار آیا کے پکڑ کر اس چھوٹے سے طوفان کو خود پر لیٹایا۔

عشاء ادا کیے وہ نائیٹ ٹراوز شرٹ پہنے شال گرد لپیٹے واپس آئی تو باران، دراب کے دائیں طرف بازو پر سر رکھے سو چکا تھا جبکہ دراب کی آنکھیں بھی بند دیکھتے لیزے کا دل کچھ خوف سے نکلا۔

وہ دونوں بہت پیارے لگ رہے تھے، لیزے نے ڈور بند کیا اور کمرے کی مین لائیٹس آف کرتی سنہری سی روشنی میں چلتی ہوئی دوسری طرف آرکی، شال اتار کر سرہانے کی طرف رکھی اور تکیہ ٹھیک کرتی بیٹھتے ہی جیسے ہی لحاف خود پر کرنے لگی، دراب کی آنکھ کھلی۔

گردن گما کر دیکھا تو لیزے سٹیچو بن گئی۔

"سوئے رہیں"

وہ تکیے پر سر رکھنے کے بجائے اٹھنے کا ارادہ کرنے لگی، دراب نے فوراسے پہلے باران کے سر سے بازو نکال کر اسکا سر تکیے پر رکھتے ہی بروقت اٹھ کر لیزے کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ جو بیٹھے سے اٹھ کر ابھی سنبھلی نہ تھی، دراب کے سینے پر آ گری۔

اتنی مشکل سے تو میرے پاس آئی ہو، کوئی کافر ہی ہو گا جو سویا"

"رہے۔لیزے پلیز یہ جملہ مت کہنا کے تمہیں مجھ سے دور جانا ہے

وہ باران کو دیکھتی کوفت سے دراب کو گھوری جسے سوال کر کے لیزے کو بے جان کرنے کی پڑی تھی، وہ اس پر سے ہٹے پرے ہوئی، دراب کی آنکھوں میں ویرانگی سمٹی مگر جب لیزے نے تکیے پر سر رکھے آدھا تکیہ دراب کے لیے چھوڑا تو وہ فوری کروٹ بدلتا سر اسکے تکیے پر رکھے اپنا ہاتھ بڑھا کر لیزے کی ٹھوڑی پر جمائے اسکا چہرہ اپنی طرف پھیر گیا۔

لیزے کی آنکھوں میں تیرتی نمی وہ باآسانی دیکھ سکتا تھا۔

"کب سے سفر کر رہے ہیں اس پین سے؟"

لیزے بھی تھوڑی کروٹ اسکی طرف بدل گئی۔

جب سے تم کھوئی، درد کی بات نہیں کرتے پلیز۔ پھر ہونے لگے گا۔ ہم"

"اپنی بات کرتے ہیں

دراب کی آنکھوں میں جلن تھی، درد تھا پر وہ یوں عیاں کر رہا تھا جیسے لیزے ہی اسکا مرہم ہو۔

"میڈیسن لی؟"

لیزے نے اسکا ٹھوڑی سے گال کی طرف سرکتا ہاتھ اپنے ملائم ہاتھ میں لیتے سوال کیا کیونکہ دراب کی آنکھیں سوجھی لگ رہی تھیں، وہ بس سر ہلا گیا۔

"آرام ہے؟"

لیزے نے پھر سے پوچھا۔

"May be Your kiss give me some relief & relaxation"

دراب کے بنا کسی ہچکچاہٹ کہنے پر لیزے اسکی طرف دیکھے گئی وہ اس وقت ایسا لگ رہا تھا کہ لیزے سے انکار دو بھر ہو اپر وہ ہمت کرتی چہرہ موڑ گئی۔

"یہ سب بکواس ہے، درد میں کمی صرف میڈیسن دیتی ہے۔ جانو مانو کی کسیز نہیں"

وہ سراسر بوکھلائی تھی تبھی سمجھ نہ پائی کیا بولی ہے۔

"تم نے مانا تو سہی کہ تم میری جانو مانو ہو"

وہ ٹھرک جھاڑنے سے اب بھی باز نہ آیا، لیزے نے آنکھیں سختی سے میچ کر کھولیں۔

"اپنا خیال رکھا کریں حیدر، میں جینجر ٹی بنا کر لاتی ہوں۔ اس سے آپکو آرام ملے گا"

لیزے سے یہاں لیٹنا محال تھا پھر دراب کا درد اسے لگا دراب کو کچھ نہ کہے گا بلکہ لیزے کی نسیں پھاڑ دے گا۔

"ایک سیپ بھر لینا"

وہ اسے اٹھتا دیکھے بڑبڑایا تو لیزے پھر گردن موڑے گھوری۔

ہنی ایڈ کروں گی، میرے سیپ بھرنے سے وہ زہر بن جائے گی۔مارنا نہیں"

"چاہتی ہوں

لیزے ٹرخانے والے فرار اور لاجواب کرنے والے جواب دیتی اور ظالم لگی، دراب نے ہنس کر کروٹ سیدھی کی تو باران کو مزے سے سویا دیکھے وہ ہنسی مسکراہٹ میں بدلی۔

تمہاری مموجھے اگر اتنی سی ملی ہے تو وجہ تم ہو باران، تم محسن ہو اپنے باپ" کے اور یقیناتم ہی ہم دو کو پہلے جیسا قریب کروگے۔ تبھی تو میں تمہارے

لیے کوئی بہن بھائی لا سکوں گا۔۔۔میری خوش فہمیاں۔منہ تک تو لگا نہیں

"رہی اور میں ادھر فیملی پلاننگ کر رہا ہوں

دراب کی مسکراہٹ اسکا رشک اختتام تک جلن بن گیا،لیزے نے جنجر ٹی بنا

.کر مگ میں پور کی اور پھر ہنی کی دو سپون ایڈ کیں

اور واپس کمرے میں آئی،دراب اسے دیکھتے ہی سر جکڑتا اٹھ کر بیٹھا تو لیزے

نے سامنے پہلو میں بیٹھتے ہی احتیاط سے اسے مگ تھمایا۔

"بیوی ہو تم میری،اتنی دور رہ کر زندہ کیسے ہو؟"

سر پھٹ رہا تھا پھر بھی مجال ہو جو زبان کو آرام ہو۔

لیزے کے گال سرخیاں چھوڑ گئے۔

"مجھ سے کوئی جلی کٹی مت سن لیجئے گا،چپ کر کے پئیں جنجر ٹی"

لیزے برہم بھی تھی اور ایٹ دا سیم ٹائم اندر ہی اندر بس نہ چلا اس شخص کی

ہر تکلیف کا مرہم بن جائے۔

"زہر لگ رہی ہو"

دراب نے عجیب سے اس قہوے پر گندا سا منہ بنایا۔

"شکرا لحمداللہ"

لیزے کا بس چلتا بنگڑے ڈالتی اس پر کہ اسے زہر تو لگی۔

"اور مجھے آجکل زہر سے عشق ہو رہا ہے، تھوڑا کھالوں؟"

لیزے کی مسکراہٹ اپنے سوال سے ختم کیے وہ مگ سائیڈر رکھتا اسکا ہاتھ پکڑے اپنے سینے تک کھینچ گیا۔

"مر جائیں گے، باز آجائیں"

لیزے نے اسکی گستاخ نظروں سے گھبرائے تنبیہہ کرنے کی کوشش کی پر وہ التجاء سی بن گئی۔

"ہم نہ باز آئیں گے محبت سے۔جان جاتی ہے تو چلی جائے"

وہ اسے دیکھتی حلق تر کرتی مچلی مگر گرفت لیزے کی سوچ سے بھی مضبوط تھی۔

"لیزے، میرا حق دو مجھے"

پُر طلب سرگوشی نے لیزے کے رونگٹے کھڑے کیے، وہ شاکی نگاہوں میں رحم طلب رنگ بھر لائی۔

"کونسا حق؟ میرے پاس آپکا کوئی حق نہیں رکھا ہوا۔ ہم ساتھ ہیں تو اس بچے کے لیے۔ اسکی خوشی کے لیے چھوڑیں مجھے"

وہ اپنے آپ کو چھڑوانے کامیاب ہوئی، واپس اٹھ کر بیٹھی پر دراب اسے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ اگر لیزے دیکھ لیتی تو حدود و جبر پر خود پابندی لگا دیتی۔

"تم اتنی نفرت کرتی ہو مجھ سے؟"

غم سے پھٹتی سرگوشی دراب نے بہت بے بس ہو کر کی جس پر لیزے نے وہ روح جکڑتی آنکھیں دیکھیں اور اٹھ کر دراب کی سوچ سے زیادہ قریب

بیٹھے اسکے چہرے کے عین روبرو چہرہ لائی پر دراب اسکی آنکھوں سے اٹھتے دھوئیں پر دل تک جھلسا۔

مجھے موقع ہی نہیں دیا بروقت کے محبت کر سکتی، ابھی تو بس دل دھڑکا تھا" میرا آپکے لیے، فدا ہونا، مر مٹنا باقی تھا پر آپ نے سارے اختیارات چھین لیے۔ محبت کی اتنی بھیانک شکل دیکھی تھی میں نے کے مجھے نفرت ہی سوٹ ایبل اور بئیر ایبل لگتی ہے اب۔ میں محبت نہیں کر سکتی، سمجھ لیں یہ فنکشن ہمیشہ کے ان انسٹال ہو گیا ہے"

لیزے نے اتنے قریب آنے کے لیے اپنی ساری ہمت جمع کی تھی جبکہ دراب نے گہرا سانس کھینچا جسکی حدت کے سبب لیزے زرا دور ہوئی۔

"میں دوبارہ سے انسٹال کر سکتا ہوں اسے، صرف ایک منٹ میں"

دراب کی نظروں کا مرکز دیکھ کر لیزے کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے یا سر دیوار سے مار دے، وہ بیمار کم نشئی زیادہ لگا۔

"اپنا یہ ایک منٹ اور ایک ہی چہرہ سنبھال لیں ورنہ بہت برا ہو گا"

لیزے عاجز آتی پشت سا چلائی۔

ایک منٹ کم ہے کیا؟اوکے ڈونٹ وری ایک گھنٹہ بھی کم ہے میرے لیے"

"مجھے کوئی ایشو نہیں۔تم سہہ لو گی بس یہ بتا دو

دراب کی لفظی بک بک مزید سننے کا لیزے میں بلکل سٹیمنا نہ تھا۔

"میں آپکی جان لے لوں گی حیدر"

وہ سرخ آنکھوں سے گھوری۔

"لوناں، لے لو جان۔۔۔یوں تڑپنے سے تو اچھا ہے جان چلی جائے"

وہ تھک ہارے واپس تکیے پر گرا، جبکہ لیزے کتنی دیر اسکے الفاظ کی بازگشت پر احساس جرم میں مبتلا رہی پھر اٹھ کر لحاف دراب پر کروایا، دراب نے جھٹکے سے پیچھے دے مارا، لیزے نے پھر سے کروایا اور اس سے پہلے وہ جھٹکتا، لیزے پاس بیٹھے جھک کر اسکی گال پر پیار دیتی دراب کو اپنے بس میں کر گئی۔

"تمہیں پتا ہے تم کتنی بری ہو"

لیزے کا دل دراب کی سرخ آنکھوں پر تڑپا اوپر سے وہ اس نہج پر تھا کہ نہ رونے کا وعدہ بھی توڑ بیٹھا۔

"پلیز حیدر، یہ نہیں"

لیزے نے انگوٹھے کی پور اسکی آنکھ کے کنارے جماتے وہ نکلتا آنسو وہیں روکا پر وہ ضبط سے منہ پھیر گیا۔

"بری ہی ہوں، اچھی ہوتی تو دھتکارے جاتے ہی مر جاتی"

وہ اسکے پھیرے چہرے کے سبب اسکی کن پٹی چومتے بولی، دراب نے خود کو بہت روکا تھا کہ اسے نہ دیکھے گا پر وہ اس پر قادر نہ تھا، واپس اسے دیکھنے لگا۔

کیا چاہتی ہو لیزے؟ اس دھتکار کی تکلیف ویسی ہی شدت سے مجھے دے کر" مارنا ہے؟ یا ویٹ کر رہی ہو میرے دل کے پھٹنے کا۔ منحوس مارا ابھی تک پتا

نہیں کیوں سینے میں پڑا ہے۔میں تمہیں یقین نہیں دلا پا رہا،دل پھٹ جو نہیں رہا۔تم نے پتا نہیں کیسے سہا بٹ مجھ سے نہیں ہو رہا"

وہ اسے دیکھتی غمزدہ ہوئی،وہ حرف بہ حرف سچ تھا پر لیزے کی تکلیف بھی تو مزاق نہیں تھی۔

"کافی ہے؟"

وہ آنسو آنکھوں میں سنبھالے چہرے پر جھکی،نرم گلاب کی پنکھڑیوں کا جان نکال لیتا لمس بس ہوا کے جھونکے سا بنا کر دراب کو سونپتے پیچھے ہٹ کر معصومیت سے پوچھنے لگی،دراب کی آنکھ سے پھر آنسو ٹپکا پر اب لیزے کے ہاتھ کی پور کے بجائے تکیے میں دفن ہوا۔

"نوو"

وہ نفی میں گردن ہلائے لیزے کو خود پر جھکاتا اسکی آسان سانسوں کو چند لمحوں میں اتنا بھاری کر گیا کہ وہ سانس نہ لے پاتے جلد گھٹنے لگی،چاہتا تو تھا

روک ڈالے پر دراب نے اسکی سانس رکنے نہ دی، محبت سے بحال کی، پر وہ دراب کے دور ہوتے ہی اسکے سینے میں سمٹ کر سانس اکھڑنے پر نہیں ہار جانے پر بہت برا رونے لگی، دراب اس سے زیادہ تکلیف میں تھا جب اسے اپنے گلے لگا رہا تھا، اسکے ہونٹوں پر لیزے کے رنگ بکھر گئے تھے، اسکی زبان پر لیزے کے آنسوؤں کی نمکینی گھلی تھی۔

مجھے پیار کرنا تمہارے لیے مشکل بنا دیا گیا ہے، اس سے بڑی اور کیا سزا" ہو گی میری لیزے۔ پلیز مت رو، بس میں سمجھ گیا، اس سبب دوبارہ تمہیں نہیں رلاوں گا۔ میری جان جاتی ہے تو بھلے جائے۔ سٹاپ کرائنگ، "پلیز۔۔۔۔۔ عشقم! لک ایٹ می

دراب کو لگا نہ اسے سکون ملا ہے نہ لیزے کو تبھی وہ اور دکھی ہو گیا، لیزے نے ہچکیاں بھرتے چہرہ اٹھایا تو بہت ترس آیا دراب کو اسکی آنکھوں پر۔

تم سے کوئی شکوہ نہیں ہے مجھے، اتنا سا بھی نہیں۔ یہ سب میرا قصور"
ہے۔ میں نے تمہیں سب سے زیادہ سکون دے کر اذیت دی تھی کہ تم
سکون کا لفظ تک بھول گئی، اٹس ہرٹنگ لیزے فار بوتھ آف اس، پھر بھی
مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں۔ آئی ایم سوری، مین ہونے اور ایسا ڈیمانڈنگ
ہونے کے لیے کہ تم اس حال پر آگئی۔ پلیز رئلکس۔۔۔ میں نہیں دیکھ سکتا
"تمہارے آنسو اب۔۔۔۔۔۔ ششش۔۔۔۔ بس
وہ مسلسل روتی جا رہی تھی، جبکہ دراب سے یوں اسے دیکھنا بہت مشکل
تھا، وہ اسکا ماتھا چومتے اسے اپنے سینے میں بسا گیا تاکہ وہ کچھ پر سکون ہو۔

"حیدر"

وہ اسکے سینے سے نکلنے کو مچلی تو دراب نے بازو ڈھیلے کیے، وہ اسے دیکھنا چاہتی
تھی۔

"آپکا درد؟"

وہ اسکے سوال پر کھل کر مسکرایا۔

ابھی بھی کہو گی محبت نہیں کرتی، جان جا رہی ہے پر میرے درد کی پڑی"

ہے۔ ختم ہو گیا درد، تمہارے چھوتے ہی۔ آئی لائک یور بٹر فلائے کس، اب

"تم بے فکر ہو کر میرے پاس سو سکتی ہو، آئی ایم فائن

دراب کے جواب پر وہ کچھ سنبھلی پھر آنکھیں چرا لیں، دراب نے اسے آگے کو سرکاتے واپس اپنے سینے میں چھپاتے لحاف اچھے سے اس پر اور پیچھے مزے سے سوئے باران پر کروایا اور خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگا پر آنکھوں کے سامنے بس لیزے آئے جا رہی تھی تو آج دراب حیدر کی تکالیف کا اللہ حافظ۔

S MERWA MIRZA NOVELS

وہ خود کو چاہ کر بھی روک نہیں پایا تھا، سینے پر مانو سل دھری ہو۔اور یہی بے خودی اسے سلوی کے گھر کے باہر لے گئی۔

گاڑی وہ کچھ دور محلے کے آغاز میں ہی کھڑی کر آیا تھا،اور اب گھر کی اس سے مقابلے میں تھوڑی اونچی دیوار دیکھ رہا تھا،ایک نج رہا تھا،یقیناسب سوچکے تھے لیکن یزدان کا دماغ، سلوی کی سسکیوں اور رونے سے سن ہو گیا تبھی تو وہ دیوار تک پھلانگنے کا سوچ بیٹھا اور لمبا تر نگاہونے کے سبب زرا سی مشکل کے بعد وہ کامیاب بھی ہوا، گھر کا پورا صحن سناٹے اور خاموشی میں ڈوبا تھا، مری سی صحن کے دریچے میں روشنی تھی اور کمرے سب تاریک، کہ آہٹ تک کی بھی آواز آتی، یزدان نے اترنے میں بھی کافی احتیاط برتی اور دبے پیروں وہ سلوی کے روم کی طرف بڑھا، زرا سا دروازہ دبایا ہی کہ مدھم سا لگا لاک دباوسے نہ صرف کھلا بلکے یزدان دھکے کے انداز میں کمرے میں داخل ہوا، بہت ہلکی سی سنہری روشنی میں ڈوباوہ کمرہ اور نیچے میز کے ساتھ قالین پر بیٹھے بیٹھے سوئی سلوی، سکھی کی آنکھوں میں دھندلاہٹ لائی۔

فون بھی میز پر تھا جیسے وہ سکھی کی کال کا انتظار کرتے کرتے یہیں ٹھنڈ میں بیٹھی سو گئی ہو۔

وہ وہیں اسکے قریب بیٹھا، اپنی جیکٹ اتار کر سلوی کے نازک سے وجود کے گرد پہنائی۔

آپ مجھ سے ڈر گئیں، دل چاہ رہا ہے اپنی جان لے لوں۔ میں اس دنیا میں " واحد ہوں میری جان، جسے آپکے ڈر سمیت آپکو اپنے سینے میں سمیٹ لینے کا "حق ملا ہے

وہ اسکے دیکھنے گہری رات کا سینہ چیرے آتو گیا تھا

پر اب اس سے دور جانے کا حوصلہ کہاں سے لائے، سمجھ سے باہر تھا۔ وہ تو بے خبر سو رہی تھی پر یزدان فاروقی کیا کرتا کہ اسکے تو سارے ارمان جاگ گئے تھے۔

اور کوئی چارہ نہ بچا تھا، یزدان نے اسکا گود میں دھرا ہاتھ جب چھوا تو وہ برف کی طرح تھا، تبھی تو اسے بنا سوچے سنبھال کر بازووں میں اٹھائے وہ بیڈ تک لایا جو لیٹتے ہی چہرہ دوسری طرف کرتی کسمسا کر واپس سو گئی، یزدان نے فورا سے کمفرٹر کھولا اور اچھے سے سلوی کے چار سو کرواتے کمبل میں ہاتھ لے جاتے اسکا وہی سرد ہاتھ واپس اپنے ہاتھ میں لیا جبکہ جیکٹ اٹھا کر سائیڈ کرتے رکھی

سلوی کے آدھے رخسار پر ڈھلک آئے بال انگلیوں کی پوروں کو اسکی گال پر سرکاتے، لب و رخسار کی نرماہٹیں محسوس کر کے سرور و مدہوشی کے احساسات میں مبتلا ہو کر پرے ہٹاتے جھک کر بے بس ہوتے یزدان فاروقی نے اسکی جبین چوم لی، اور بھول گیا اسے سکون پہنچانا ہے نا کہ جان پر بن جاتے ہوئے اس سے نیند کا لطف لیے اپنے قبضے میں کر لینا، وہ جتنی بھی گہری

نیند میں سوئی ہوتی، یزدان کے چھونے میں جو برقی اثر تھا وہ اسے جنجھوڑ سکتا تھا اور یہی ہوا، وہ واپس اسکے چہرے پر نگاہوں کو پھیرے اوپر اٹھا تو سلوی نے دھیرے سے کسی مانوس احساس کے تحت چہرہ اسکی طرف پھیرے ڈرتے ہوئے آنکھیں کھولیں، یہ لمحہ، روبرو بیٹھے اسے خوفزدہ و خفا کر چکے یزدان کے لیے سلوی کے بعد بیٹھے بیٹھے دوسرا عشق بن گیا، وہ نیند کا خمار آنکھوں میں بسائے اسے مائل اور گھائل کر رہی تھی، کہ یزدان کو لگا اسکی اٹھاہے، سلوی کے جسم کے ہر خطے سے انگلیوں کی پوروں میں بہت برادرد چھوئیں گی تبھی آرام پائیں گی۔

"آ۔۔آپ؟"

سلوی کے لب اسکے وارفتہ ہونے پر، ہوش پکڑنے پر پھڑ پھڑائے، وہ یہ خیال سمجھ کر جھٹک بھی دیتی اگر اپنا ہاتھ سکھی کے ہاتھ میں دبتا، کانپتا اور پھر تپ اٹھتا محسوس نہ کر رہی ہوتی۔

جی میں، آج یہ تو کہہ دیا میں نے کہ بار بار روٹھوں گا اور آپکو مجھے منانا پڑے"
گا پر یہ کہنا بھول گیا کہ آپ روٹھیں گی تو جان پر بن جائے گی سو مت روٹھیے
"گا، اپنی مجھ سے نجات چاہیے تو فوری اٹھ کر بیٹھیں

سلوی کے پورے ہوش یزدان کا اسے پکڑ کر بٹھانے پر جاگے، وہ خوفزدہ ہوتی اپنے کمرے میں رات کے اس وقت سکھی کو دیکھتی بس رونے کے دہانے پہنچ گئی تھی، پھر سلوی کو سکھی کے نجات والے جملے کا الگ درد ہوا۔۔

ک۔۔کیوں آئے ہیں آپ۔وقت دیکھا ہے۔جائیں۔کسی نے دیکھ لیا تو"
"میں زمین میں دفن ہو جاوں گی

دفعتاً سلوی کے آنسو پلکیں بھگو کر اسکی آنکھوں سے جیسے گالوں پر ٹپکے، یزدان سے برداشت نہ ہوا۔

کیوں ہوں گی، میری ہیں آپ سمجھیں۔رونا بند کریں، کسی کو پتا نہیں چلے"
"گا

یزدان نے اسکے خوف کو دیکھے مزید پاس سرک کر بیٹھے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے حصار میں لیا، وہ رونے کو تڑپتی آنکھیں چرائے مرجھائی لگ رہی تھی۔

"اب دیکھیں میری طرف، مجھ سے خوف کیوں آرہا تھا، میری آنکھوں میں دیکھ کر بولیں گی آپ سلوی"

جب وہ کچھ سنبھلی تو یزدان نے اسکا چہرہ اوپر کرتے اسکی گیلی پلکوں اور ڈوبی آنکھوں پر نگاہ پھیرتے پوچھا جو نظر چرانے پر ڈانٹ سے اور روہانسی ہوئی۔

"مت ڈریں مجھ سے"

سلوی کی آنکھوں کا ڈر دیکھنا یزدان کے جبر پر وار تھا۔

"آپ ن۔۔ناراض ہیں مجھ سے؟"

وہ اسے دیکھتے نمدیدہ سرگوشی میں بولی۔

"بلکل نہیں، اور اب ڈر رہا ہوں کے کیسے ناراض ہو کر اپنی عادتوں کو تسکین دوں گا۔ آپ تو میری ناراضگی کے لیے نہیں بنیں"

یزدان نے انگوٹھے کی پور سے اسکی آنکھوں تلے آنسوؤں کی نمی پونچھتے بے ارادہ ہی جب سلوی کے نچلے ہونٹ کو چھوتے رگڑا تو وہ اسکا ہاتھ جھٹ سے پکڑ کر پرے کرتی ٹھیک سے بیٹھی، سکھی بھی اس پر جھکا تھا، لب بھینچتے سیدھا ہوا۔

"اس سے پہلے کوئی اٹھے، جائیں"

سلوی نے نظر چراتے یزدان کو دیکھنے کی ناکام کوشش پر بات ختم کی۔

"یہ تو پوچھ لیں کے آپ میرے نزدیک کس لیے بنی ہیں؟"

یزدان کا بولنا اسے پریشان کر رہا تھا، وہ سنبھال نہیں پا رہی تھی خود کو۔

"م۔۔مجھے نہیں جاننا۔ سکھی"

وہ جلدی سے نفی کرتی سکھی پکارنے کے بیچ جب بے اختیار سکھی کی گریبان سے کھلی شرٹ مٹھی میں دبوچے قریب ہوئی تو یزدان نے برداشت کے

سنگ پہلے اپنے گریبان کو دیکھا پھر سلوی کو دیکھ کر اسکی سانسیں حلق میں دبا دیں۔

ہاتھ ہٹانا چاہا پریزدان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر مزید کھینچتے اپنی گردن کی دائیں طرف لگایا۔

"مجھے تو بتانا ہے، آپ جو مرضی کریں سلوی لیکن دوبارہ مجھ سے ڈریں گی نہیں۔ بیوقوف لڑکی! مجھ پر سب سے زیادہ حق رکھتی ہیں آپ۔ ڈراوں تو گردن بھی دبا سکتی ہیں پر رونے یا سہم جانے کی اجازت نہیں دوں گا۔ مجھے کتنی تکلیف ہوئی بتا بھی نہیں سکتا اور ستم کے آپکو احساس بھی نہیں"

نہ کہنے کے باوجود وہ ایسا بہت کچھ کہا گیا جو سلوی کے دل کے تاڑ چھیڑ گیا۔

"کیوں تکلیف ہوئی۔ آپکو تو خوش ہونا چاہیے کہ میں ڈر گئی۔ ڈرا کر تو خوش ہوتی ہے دنیا"

وہ اسکے گریبان سے شرٹ جکڑے شکوہ کرتی بے حد پیاری لگی، روٹھی روٹھی، بکھری سی۔

"دنیا نہیں ہوں، آپکو ڈرا کر خوش تو مر کر۔۔"

وہ جملہ مکمل کرنے نہ دیتی اسکے منہ پر ہتھیلی جما گئی تو اس مرمریں ہتھیلی کی مسحور کن خوشبو یزدان کو جکڑ کر رکھ گئی۔

"جائیں پلیز۔ بابا اٹھ گئے تو میں سر نہیں اٹھا سکوں گی انکے سامنے"

وہ پھر سے رو دی، یزدان نے اسکے آنسو پونچھے اور اٹھ کھڑا ہوا، وہ بھی کمفرٹر پرے کرتی اٹھی۔

"آپ سو جائیں، جیسے آیا ہوں چلا جاوں گا"

یزدان اکھڑ کر دروازے کی طرف بڑھا تو وہ بھاگ کر راہ میں آئی۔

"نہیں میں گیٹ کھول دوں گی آپ آرام سے چلے جانا"

سلوی نے خود ہی سوچتے آگے جانا چاہا جب یزدان نے غصے پر ہر ممکنہ قابو پاتے سلوی کو پکڑ کر روکا۔

"آپکے اس احسان کی ضرورت نہیں، چپ کر کے سوئیں جا کر"

یزدان کا ہارش ہونا سلوی کی آنکھیں پھر نم کر گیا۔

اس سے پہلے وہ پاس جاتا وہ منہ پھیر کر آنکھیں رگڑنے لگی۔

"سلوی! میں ایگریسو ہو جاوں گا اگر آپ اب روئیں"

پکڑ کر اپنے سامنے کھینچتے یزدان نے دھمکی دی۔

آل ر۔۔ریڈی ہیں آپ، میں پسند نہیں تھی تو مت کرتے ناں نکاح۔ایسے " تنگ کریں گے تو مجھ سے نجات نہیں ملے گی۔ جیسے بابا سے سب نے مجھے مانگا تو نجات بھی انہی سے مانگیں۔ب۔۔س آپ مجھے دوبارہ مت ملنا۔میں نہیں ملوں گی۔۔۔آپ اپنا فون بھی لے جائیں۔۔۔۔۔میں پہلے ٹھیک "تھی

وہ پاگلوں کی طرح مچلتی یزدان کا دماغ خراب کر رہی تھی۔

"پسند کی بات کہاں سے آگئی، غصہ مت دلائیں"

یزدان کا برہم ہونا جلتی پر تیل بنا۔

"اور آپ مجھ سے نکاح کر کے ٹھیک نہیں ہیں یہ مطلب ہے آپکا؟"

سلوی کے چہرے کا رنگ بدلا۔

"اوکے فائن"

وہ گہرا سانس بھرتا ہنکارا تبھی وہ ڈر کر اسکے سینے میں چھپی، یزدان کے سارے ارادے خاک کر گئی جب دونوں بازو کھولے اس نے یزدان کے اطراف لپیٹ لیے۔

"ر۔۔روٹھنا نہیں پلیز"

وہ بہت زیادہ سہمی تھی پر وجہ یزدان کی ناراضگی ہے یہ جانے سرور سکھی کے انگ انگ میں گھلا، بازو اس نازک وجود کے ارد گرد لپیٹ کر اپنے سینے میں انتہائی سختی سے محصور کر دیا۔

"فائنلی"

اپنی بے اختیار حرکت کا احساس یزدان کے مدھم سا کان میں جتانے پر ہوا تبھی فوراً سے وہ اس سے دور ہوئی۔

"اب جائیں یہاں سے"

اسکے چہرے ہر واپس ڈر آر کا۔

"ایسے نہیں جاوں گا اب"

مقابل کے لہجے سے ٹپکتا جنون، سلوی سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت لمحہ بھر چھین گیا۔

"س۔۔ سکھی! پریشان تو نہ کریں"

ان آنکھوں میں لمحہ سر کتے آنسوؤں کی سرخی جمع ہوئی۔

"خوفزدہ یا پریشان؟ کیا آپکو مجھ سے سکون نہیں ملتا، کیا اتنا برا ہوں؟"

چڑ جاتے ان پل پل بھگتی آنکھوں کے آنسوؤں کو پونچھتے وہاں کی شکائیت پر برہم ہوئے پوچھا۔

"ملتا ہے"

وہ اسکے ہاتھ کا لمس محسوس کرتی بولی جو گال سے گردن کی اور سر کتے سلوی کو اپنے قریب کھینچ رہا تھا۔

"تو بتا نہیں سکتی تھیں؟"

سکھی کا افسردہ ہونا بھی جان لیوا تھا۔

آپکو میری جامد حسوں سے خبر نہیں ہوتی، یہ صرف آپکے ہی روبرو فارغ"

"ہوتی ہیں اور کسی میں ہمت نہیں

سکھی کو منانے کی کوشش میں وہ کچھ ایسا کہہ بیٹھی جو مقابل کو اپنے حدر کھتے حصار سے نکلنے پر اکسا گیا۔

"میں آپکے حواس خمسہ کا تفصیلی جائزہ لے سکتا ہوں؟"

لہجے سے چھلکتی بے تابی و بے کلی پر سلوی نے گھبرا کر یزدان کو دیکھا جسکی آنکھوں میں صاف صاف و تقاضا لکھا تھا جو اسکے اختیار سے باہر ہو رہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں۔۔ سکھی جائیں خدا کے لیے"

سلوی نے اسکو پرے کرتے دور سرکتے باقاعدہ رونے کے انداز میں منت کی۔

"تو کس سے باتیں کر رہی منحوس"

اچانک سے شاکرہ نے باہر سے ہانک لگائی جبکہ سلوی کے چہرے کا رنگ پیلا پڑا، یزدان نے مسکرا کر دروازہ کھولنا چاہا جب سلوی نے اسے پکڑ کر کمرے سے جڑے سٹور روم کی طرف دھکیلتے چھپ جانے کا اشارہ کیا۔

"کسی سے نہیں، پانی پینے اٹھی تھی"

شاکرہ نے دروازہ کھولا تو پورا کمرہ مہکا تھا تبھی تو سلوی، یزدان کے چھپنے کے باوجود اسکے کلون کا پول کھولنا بھانپے سہمی۔

"یہ خوشبو کس چیز کی ہے؟ سچ بتا۔ نیا پرفیوم لیا ہے؟"

شاکرہ بے تکلفی سے سلوی کے ڈریسنگ پر رکھی چیزیں الٹنے لگی اور اتفاق سے سلوی آج ہی ایک نادیہ کا دلایا برینڈڈ پرفیوم لائی تھی اور شاکرہ نے اسے ہی اٹھائے سونگھا، پر اسے زیادہ فرق نہ لگا تبھی مطمئین ہوتی وہ اٹھائے ہی دم سادھے کھڑی سلوی تک آئی۔

یہ میں لے رہی، تو نے ویسے بھی کیا کرنا۔ جن تو آل ریڈی چمڑ چکا"

"تجھے۔ چل سو جا پھر صبح ناشتہ بناتے موت پڑتی تجھے

شاکرہ نے ڈپٹتے ہوئے سلوی کو جھاڑا اور مزے سے کمرے سے نکلی جبکہ سلوی نے روکا سانس خارج کیے جلدی سے دروازہ لاک کیا، پیچھے مڑی تو سوچ سے قریب کھڑے یزدان کو دیکھے اسکی چیخ نکلتے بچی۔

یہ آپ سے ناشتہ بنوائیں گی چڑیل چچی؟ اور آپ سہم کیوں گئی تھیں۔ آپکا"

نامحرم عاشق نہیں، محرم ہمسفر ہوں تو یہ ڈر ختم کریں سلوی ورنہ میں اٹھا کر لے جاوں گا آپکو اپنے پاس۔ ان مس شاکرہ کو اسی پرفیوم میں نہ نہلایا تو میرا

"نام۔۔۔

یزدان کا بس نہ چلا شاکرہ کی گردن مڑور آئے جبکہ سکھی کو سلوی نے پکڑ کر روکا تو وہ اسکی ننھی سی گرفت پر بھی طوفان بنا ہونے کے باوجود رکا۔

پلیز تماشا نہیں چاہتی۔ خیر وعافیت سے آنا چاہتی ہوں آپ تک۔ چچی سے "
مت الجھیں سکھی، وہ بلکل بھی اچھی نہیں اور یہ پرفیوم ویسے بھی نادیہ نے
"دلائی تھی، میں تو لگاتی ہی نہیں
سلوی کی نرم سی التجاء یزدان کو پگھلا گئی۔

مجھ سے ہگ کر لیا کریں، پرفیوم لگانے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی"
"آپکو۔ اوکے نہیں الجھ رہا پر آپ مجھ سے دل ودماغ الجھا لیں پلیز، اوکے؟
سکھی نے اسکی جبین چومتے پھر سے حصار میں بھرا، وہ اسکے سینے لگی کھڑی
بہت خوشی سے مسکائی۔
"اب پلیز دھیان سے جایئے گا سکھی"
سلوی نے احتیاط کرنے کی تاکید کی اور راستہ چھوڑا، شاکرہ تو خود پر دو تین
سپرے کیے واپس سونے لیٹ چکی تھی۔
"جائیں سوئیں، میں آپکو بے چین ہونے نہیں دوں گا"

سلوی نے اسکی جذبات سے بھری آنکھوں سے نظر چرائی اور اس سے پہلے پاس سے گزرتی، سکھی اسکے چہرے پر جھکتے، سلوی کے آنکھیں سختی سے میچ کر دیوار سے لگ جانے پر بنا کوئی خطاء کیے ہنس کر پیچھے ہٹا۔

اسکی ناک سے ناک مس کرتا کمرے سے نکل گیا جبکہ سلوی بہت دیر بعد آنکھیں کھول پائی تو دل بری طرح مچل رہا تھا۔

سلوی نے جلدی سے دروازہ کھولے باہر جھانکا پر سکھی کہیں نہ نظر آیا، تبھی دروازہ بند کر کے واپس سونے لیٹی جبکہ یزدان نے بڑی رازداری سے شاکرہ کے کمرے کا رخ کیا، وہ سلمان کے بغل میں لیٹی خراٹے واپس بھرنے لگی تھی اور تبھی سکھی نے وہیں سائیڈ رکھی پرفیوم اٹھائی اور اسے کھول کر وہیں شاکرہ کے سرہانے الٹا کر رکھی اور شاطرانہ سا مسکرائے دبے پیر کمرے سے نکلتا واپس دیوار پھلانک کر نکل گیا، جبکہ شاکرہ کو خوشبو میں کون نہلا کر گیا یہ راز راز ہی رہنے والا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

ماضی بہت کربناک تھا،لیزے اس روز نا جانے کیسے گھر پہنچی،پر اسکی حالت بہت خراب تھی،پہلا خدشہ جو شبیر اور کنیز کے دل میں لیزے کی اجڑی حالت دیکھتے آیا وہ یہ تھا کہ خدانخواستہ انکی لیزے کے ساتھ کسی نے بدسلوکی تو نہیں کر دی،وہ بوڑھے ماں باپ سینہ تھامے لیزے کی اجڑی سرخ آنکھوں سے اس روز سہم گئے تھے،لیزے کچھ نہ بولی، جگر پاش نگاہوں سے اپنے ماں باپ کو دیکھتی رہی، پھر بیگ وہیں پھینکے کمرے میں چلی گئی۔

"پوچھ ناں اس سے کیا ہ۔۔ہوا میری رانی کو۔"

شبیر کی بھاری آواز کپکپائی اسی پر کنیز ہوش میں آتی تیزی سے لیزے کے پیچھے دوڑی جو پلنگ کے ساتھ زمین پر بیٹھی اپنے ہاتھ پر دراب کا خشک ہو چکا خون دیکھے پتھرائی ہوئی تھی، کنیز نے جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا، گھبرا کر

لیزے کے پاس ہی زمین پر بیٹھے اسکے گلابی پڑتی ہتھیلوں والے ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام گئیں، سسک اٹھیں، خوف و دہشت تھا وہاں۔

ل۔لیزے۔ی۔۔یہ خون کس کا ہے پتر، لیزے کیوں ہم ماں باپ کا کلیجہ "

"پھاڑنے پر تلی ہے اس چپ سے، بول ناں میری شہزادی

کنیز کی منت بھری سسکاری پر لیزے نے نم آنکھیں اٹھا کر اماں کو دیکھا۔

"ا۔۔اسی کا، جو تنگ کرتا تھا مجھے "

لیزے کی آواز ہوک کی طرح اٹھی، کنیز کے چہرے کا رنگ لٹھا ہوا۔

"ت۔۔تو مار آئی اسے لیزے؟ بول ناں"

اماں نے اسے دونوں بازو سے پکڑے روتے ہوئے جنجھوڑ ڈالا، وہ اس ہوش دلاتے جھٹکے پر پھوٹ پھوٹ کر روئی، کنیز نے گھبرا کر اسے اپنے سینے میں چھپایا۔

اسکے چہرے ک۔۔کو بگاڑ آئی۔اس ن۔۔نے کچھ نہیں کیا بدلے میں پر"

"میری کائنات کا نقشہ بگھڑ گیا

کنیز اور لیزے کی باتیں دروازے میں کھڑے شبیر مغل کی آنکھوں میں بھی سرخی اتار لائے،اپنی پھول سی لیزے کو اس حالت میں دیکھنا اس باپ کے دل کو لا متناہی زروں میں بدل گیا،کنیز کا دل لرز اٹھا۔

ک۔کیا بول رہی ہے پتر،میرا دل ہول رہا ہے۔۔۔۔کیا کر آئی ہے اسکے"

"چہرے کو؟

کنیز نے اسکے آنسو پونچھے ماتھا چوما،گال چومے تاکہ وہ پر سکون ہو کر خود پر ٹوٹی قیامت کا بتا سکے۔

میں نے اسے زخم لگایا تھا،اس نے ایک لمحے میں میرا دل مجسم اک ناسور بنا"

"کر بڑی کڑی سزا دی اماں۔مجھے محبت ہو گئی ہے اس سے

لیزے کے ہچکیوں کی زد میں سسکنے نے شبیر اور کنیز کے پیروں تلے سے اس دن زمین کھینچی تھی۔

یہی نہیں وہ ناجانے کس کس گلی کی خاک چھانے دد ھو کے آفس انکے کیبن پہنچا، براق اسکا چہرہ دیکھ کر روح تک ڈرے، فورا اسے پکڑ کر بٹھاتے ڈاکٹر وہیں آفس بلوایا، پر اس بیچ وہ پتھر ایا بیٹھا تھا، براق پوچھ پوچھ کر تھک گئے پر دراب سے اک لفظ نہ بولا گیا، وہ حواس کھو بیٹھا تھا۔

کچھ بول ناں لاڈلے! یہ قہر کس نے توڑا میرے بچے پر، کس نے تجھے یہ "والی گندی اذیت دی۔ بول میں اسکا کلیجہ چیڑ کر آوں"

براق جدون کی اپنی آنکھیں دراب کے چہرے کا وہ کٹ دیکھ کر سرخ انگارہ ہوئیں۔

"ددھو۔۔۔کچھ ہو گیا ہے مجھے"

وہ بس اتنا ہی کہہ سکا، براق جدون اپنی جگہ سٹیچو سا بن گئے۔

وہ میرے حلق کا پھندا بن رہی ہے، میں مر رہا ہوں کچھ دن سے، مجھے سمجھ" نہیں آرہی کہ کس چیز کا حساب لوں۔ مجھے اسکا دیا زخم درد نہیں دے رہا۔ یہ "نارمل نہیں ہے ناں، کیا میں ابنارمل ہو گیا دد ھو

دراب کی یہ سب باتیں آفس کے باہر کھڑے سکھی اور شنائیل نے سنیں جو اسے ڈھونڈتے پیچھے آئے پر نا جانے کیا ہوا کے سکھی الٹے قدموں مڑا، شنائیل بھی پیچھے ہی لپکی۔

"سکھی"

شنائیل نے اسکی بازو پکڑے آفس بلڈنگ احاطے میں اسے روکا۔

وہ لڑکی ہم سے دراب کو چھین لے گی، کیا تم کچھ نہیں کرو گے۔ وہ پاگل ہو" رہا، یو سی اٹ۔ ہم سب ہیں دراب کے لیے، اسے مرنے نہیں دیں گے اوکے۔ اس گندی بد تمیز لڑکی سے دراب کو بچائیں گے۔ دیکھا تھا ناں تم نے اس نے کس بے دردی اور نفرت سے دراب کے فیس کو خراب کیا۔ تم "بیسٹو ہو ناں اسکے، اسکے لیے کچھ نہیں کرو گے؟

شنائیل کا چہرہ تکتے سکھی کی آنکھیں دھندلاہٹ کا شکار تھیں، اسکا دماغ دراب کی بات سن کر معاوف تھا۔

وہ لڑکی اسکا حساب چکائے گی شنائیل، اس نے دراب کا چہرہ نہیں بلکہ اپنی" دنیا اور آخرت بگاڑی ہے۔ یو آر رائیٹ، دراب کا ابھی یہ حال ہے آگے تو وہ لڑکی اسے مار دے گی۔ اور یو نو ناں دراب کسی سے توجہ کی بھیک مانگنے سے پہلے مر جانا پر فیر کرے گا۔ ہمیں اس ایشو کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے۔ تمہارے پاس کوئی آئیڈیا؟"

سکھی اس وقت دراب کے لیے تڑپ اٹھا تھا اور شنائیل نے موقعے پر چوکا مارا۔

ہے ناں، ہم یہ سب برہان انکل سے ڈسکس کریں گے۔ جیسے بھی ہیں وہ" اپنے اکلوتے وارث کو مرنے تھوڑا دیں گے۔ چلو ہم کالج چلیں"

شنائیل نے ہوشیاری سے سکھی کو قابو کیا جبکہ وہ بھی اس روز چل پڑا۔

اگلے آدھے گھنٹے تک وہ دو، برہان جدون کے آفس موجود تھے۔

کیا عقل سے پیدل ہو گیا ہے، ایسی لڑکی کے لیے مر رہا ہے۔۔۔۔ تم" دونوں نے بروقت مجھے یہ بتا کر اپنے دوست کے لیے بہت اچھی چیز کی ہے۔اور اب یہ معاملہ میں خود دیکھوں گا، تم دونوں اسے اکیلا مت چھوڑنا، اور وہ لڑکی دوبارہ میرے بیٹے کے آس پاس بھی دیکھائی دے تو اسے "اوقات یاد دلانا تم دو کا فرض ہے۔۔۔ سمجھے

یہ سب برہان سے سن کر شنائیل بہت خوش تھی پر سکھی کو وہ سامنے بیٹھا آدمی وحشی لگا، دراب اگر اس شخص سے نفرت کرتا تھا تو سکھی کو اسکی بات پر عمل کرنا ٹھیک نہ لگا، وہ اٹھ کر معذرت کیے وہاں سے چلا گیا پر شنائیل کو برہان نے روکا۔

تمہارے ڈیڈ اور میں بہت اچھے دوست ہیں، اس نے ہمیشہ سے تم دو کے " رشتے کی بات کی اور میں بھی اسی پر متفق ہوں۔ تم میرے بیٹے کے ساتھ سجو گی سو تمہاری ذمہ داری ڈبل ہے۔ وہ کمظرف اور نیچ لڑکی، دراب کے قریب

نہ آئے۔میرا بس نہیں چلا میں لیزے کو نکلوا دیتا پر ہیڈ پرنسپل صاحب نے لاسٹ وارننگ دے کر بچا لیا کیونکہ وہ سکالرشپ پر آئی ہے اور کافی برائیٹ "ہے۔سو تم پر ڈیوٹی ہے کہ اپنی فیوچر ملکیت کو کیسے اس سوکالڈ جاہل سے بچاو برہان نے اپنا زہر یوں پھیلایا کہ شنائیل کو کھل کر سامنے آنے کے لیے بہت ہمت ملی، لیکن وہ کہتے ہیں نہ دو لوگوں کے بیچ دنیا آسکتی ہے، پر دو دلوں کے بیچ نہیں۔ایسا ہی ہوا تھا پھر۔۔۔۔وہ تو دراب کے سینے کی حرارت ملتے ہی ہر غم بھولے سو گئی تھی پر دراب کو نا جانے کیوں ماضی کے کرب یاد دلا رہا تھا اسکے پہلو میں پر سکون سی لیزے کا وجود۔

آہ! محبوب کی قربت میں واقعی رنج و غم بھول جاتے ہیں، دراب رات پوری سو نہ سکا پر باخدا اسکا مائگرین رات ہی کسی پل مدھم ہوتے ختم ہو گیا، وہ ساری رات لیزے کو دیکھتا رہا، اسے لگا جیسے سات سال بعد لیزے آج ہی سکون سے سوئی ہو، جبکہ لیزے کا سکون دیکھنے کے بعد دراب کو خود کسی آرام کی طلب نہ رہی۔

سو صبح کے پانچ بجے خود ہی لیزے کی نیند مکمل ہوئی تو حواس، سانسوں، چہرے اور وجود سے اٹھتی حیدر کی خوشبو پہچان کر بیدار ہونے لگے، اور جب آنکھیں کھولیں تو خود کو دیکھتے دراب نے اسکا دل مٹھی میں بھر لیا، وہ جن نظروں سے لیزے کو دیکھ رہا تھا، وہ دل سینے سے نکال کر اس شخص کی ہتھیلی میں لا دھرتی۔

وہ اسکے ہونٹوں کے نیچرل پینک کلر اور رف سی سلوٹوں کو دیکھتے شعور میں اک شعلہ جلتا محسوس کیے آنکھیں پھیر کر اس کی ہیزل براون آنکھوں تک لائی۔

پھر جب وہ دیکھتا رہا تو گھبرا کر اٹھنے لگی پر دراب نے اسکا سر واپس اپنی بازو پر رکھتے روک کر اسے اپنے گلے لگا لیا، بہت دیر بعد تھوڑا سا فاصلہ بنانے کی گنجائش دی تاکہ وہ سانس لے سکے۔

"تم سکون سے سوئی رہی، کیا خوش فہمی میں جا سکتا ہوں کے یہ نیند میری وجہ سے تم پر مہربان ہوئی؟"

دراب کا لہجہ بے حد تر و تازہ تھا، لیزے کو آنچ دیتا محسوس ہوا جب وہ اسے روبرو کیے اسکے چہرے سے چپکتے بال ہٹاتا پوچھ کم بہکا زیادہ رہا تھا۔

"یہ ہماری ایک ساتھ دوسری رات تھی لیزے"

وہ اس بار لہجہ بھاری ہونے سے روک نہ سکا، وہ آنکھیں میچ جاتی مچلی۔

"مجھے جانے دیں اب"

لیزے نے روہانسے ہوتے پہلو سے نکلنا چاہا پر دراب کی بازوؤں کا پھندا لیزے کے ہر طرف اسے خود کے قریب سرکائے، سمیٹے ہوئے تھا۔

"کہاں جانے دوں، ابھی فجر کو وقت ہے۔ میرے پاس ہی رہو، میرا دل نہیں بھرا۔ دو آنکھیں تھیں، آخر کتنا دیکھ پاتیں، میرے اندر تمہاری کمی کسی بہت بڑے ڈیزاسٹر جیسی ہے عشقم۔ میں اس پہلو کے دوبارہ آباد ہونے کے لیے بہت تڑپا ہوں"

اسکے بال اسکے چہرے سے سمیٹے دکھتی رگ دباتے لیزے کی جبین چومتے اپنی نرم گرم سی گرفت مضبوط کی۔

"سوئے نہیں آپ حیدر"

وہ ہوش میں آئی تو خیال آیا ان جگ رتوں کی غماض آنکھوں کا بھی حال پوچھے، وہ پھیکا سا مسکرایا، بہت قریب ٹھہر کر یونہی مسکرا کر اس نے لیزے سے اسکا اختیار چھینا تھا۔

پہلی رات بھی نہیں سویا تھا، باخدا اک لمحہ بھی نہیں۔ تب بھی سکون سارا" تم سے جڑا تھا، تمہیں دیکھنے سے، اور آج بھی۔ تم میرے پہلو میں ہو اور میں "آنکھ جھپکنے کو بھی خسارہ جانوں

لیزے کے دل میں محبت تو تھی پر گرد آلود اور دراب وہ گرد جھاڑنا جانتا تھا۔

"تیسری رات کبھی نہیں دوں گی اگر یہی کیا آپ نے"

وہ روٹھ گئی۔

"یہی کیا،نہ سونے والا معاملہ یا مین ہونے والا؟"

ڈبل میٹنگ سوال کرے وہ لیزے کو بے چین کر گیا۔

مطلب تیسری رات کے لائق سمجھ رہی ہو، معاف کرنے کا جلد ارادہ لگتا"

"ہے تمہارا؟

دراب کے لفظی ہیر پھیر لیزے کو ستاتے تھے۔

"تیسری رات آخری بھی ہو سکتی ہے"

اس وقت اسکا خمار ہٹانا اہم تھا تبھی لیزے نے لفظی زہر کو بروئے کار لایا۔

اگر تیسری رات آخری ہوئی تو اسی کے کسی آخری پل میری آخری سانس"

"نکلے گی، طے ہوا

دراب نے کلیجہ چیڑا تھا، لیزے کی آنکھیں نم ہوئیں۔

"اپنی آخری سانس کے مالک نہیں ہیں آپ"

وہ منہ پھیرنے لگی، دراب کا ہاتھ جو لیزے کی زیریں کمر پر ہتھیلی کے سنگ

جڑا تھا زور دیتے وہ اسے چہرے سے قریب کرتے دل جلا مسکرایا۔

"سزایافتہ لوگ فقیر ہی سجتے ہیں"

لیزے نے اسکے شانے پر ہاتھ سے ہٹ کیا، وہ ہنسا۔

میں ہر سزا کے باوجود خوش ہوں کیونکہ تمہیں میری طرح نہ کسی نے دیکھا"
نہ چھوا۔ یہ ہانر صرف میرا ہے، آئی مس یور ٹچ لیزے، یوران ہیلنگ
"پاور، یور بٹری فلیور، یور باڈی اٹریکشن یور سموتھ بریتھ
دراب کا لہجہ ہی نہیں آنکھیں بھی تڑپ کا دوسرا نام تھیں، لیزے کے گال
سرخیاں چھوڑ گئے۔

"But i like the palpitation of your heart"

وہ بھی گھبرایا سا مسکرائی، دراب کا دل اش اش کر اٹھا۔

تمہیں دیکھ کر ہی یہ دھڑکن تیز ہوئی تھی پہلی بار اور شاید آخری بار بھی"

"سبب تم بنو

وہ بہت محسوس کن مسرت انگیز نگاہوں سے لیزے کے چہرے کا پور پور چھوتا محسوس ہوا۔

"جا سکتی ہوں"

وہ دانستہ اس موضوع سے خوفزدہ ہوئی۔

"اچھا نہیں لگ رہا؟"

سندرتا بڑھی تھی لیزے کے رخساروں کی اس عام سے سوال پر۔

"ایسے سوال مت کیا کریں"

وہ روٹھنے لگی تو دراب نے بازو پکڑے واپس اپنے سامنے کھینچا۔

"تمہیں جب بھی اچھا لگے، سیوفیل ہو، کمفرٹیبل لگے تم فنریکل ہو سکتی ہو جیسے پہلی بار وہ پہل کی تھی تم نے اور میں تباہی لایا تھا، میں فورس نہیں کروں گا تمہیں لیکن سارے مجھ سے وابستہ لمس صرف تمہارے ہیں"

دراب نے اسے بغور دیکھتے مدھم سی آواز رکھتے یہ سب کہا تو وہ اسے کتنی ہی دیر دیکھتی رہی۔

"میں کیا کہوں اب"

وہ جھنجھلاہٹ میں بڑبڑائی تو دونوں ہی مسکرا دیے، نشیلی آنکھیں چار کیے۔

میں ہی تمہیں تکلیف دیتا ہوں، میں ہی تمہاری تکلیف مٹاتا ہوں۔ کیا یہ""

"جان نکالنے والے فیکٹس نہیں عشقم؟

اسے اپنانے کے لیے بس ایک پہل کافی تھی، وہ گرویدہ

نگاہوں سے دراب حیدر جدون کو دیکھ کر کہیں کانہ چھوڑ رہی تھی۔

سب سے اچھی تکلیف وہی مٹا سکتا ہے جس نے دی ہو یہی قدرت کا اصول"

"ہے حیدر

یہ جملہ وہ اتنے قریب آکر بولی کہ دراب بے بس ہوا، پھر قسم توڑ دی، اسکے

چہرے کے اچھوتے خدوخال چھونے چاہے جب وہ بروقت اسکے حصار سے

نکلتی اپنی شال اٹھائے بنا پیچھے دیکھے کمرے سے بھاگ گئی اور دراب ناچاہتے

ہوئے بھی پہلے سے زیادہ حسین ہنس پڑا، تکیے پر سر سیدھا کیے، کروٹ عمودی کرتے سرور سے آنکھیں بند کر لیں۔

S MERWA MIRZA NOVELS

روم سروس نے آکر شنائیل کو بریک فاسٹ دیا جبکہ وہ ناشتے کے بعد فریش ہوئی اور اپنی فلائیٹ کنفرم کروانے کے بعد کہیں جانے والی تھی جب اسکے دوسرے فون پر جمشید کی کال آئی، شنائیل نے فورا کال پک کی۔

"جیم تم ٹھیک ہو ناں؟"

شنائیل کی آواز میں دنیا جہاں کا کرب تھا، فون لے کر کسی ہوٹل روم کی بالکونی میں نیل والے چہرے کے سنگ مسکرا کر اس لڑکی کی آواز سنے اپنے اندر تسکین اترتی محسوس کی۔

نہیں مر گیا ہوں، یہاں جہنم میں مجھ جیسے پرو جہنمیوں کو فون کی سپیشل آفر"
"دی گئی ہے، آفکورس اگر کال کر رہا ہوں تو سلامت ہی ہوں ناں
شنائیل کی سانس میں گویا سانس آئی اس شخص کی بدخواہ ٹون سے، وہ کپکپاتی ٹانگوں سمیت بیڈ کے کنارے بیٹھی۔

"تم کیسے بچے انکے ہاتھوں؟"
شنائیل کی آواز پھر ڈوبی۔

"ایک جھوٹ بول کر"
جمشید نے بھاپ اڑاتے مگ کو ہونٹوں سے لگائے کروی کافی کی چسکی بھری، میٹھے کے بنا۔

"وہ کیا؟"
شنائیل نے دم سادھے پوچھا۔

یہی کے مجھے پسند آگئی تھی تم،اور میں نے رات گزارلی۔میرا مالک میری" چھوئی عورت کو چھونا اپنی توہین سمجھتے ہوئے مجھے آخری وارننگ دے کر چھوڑ چکا ہے،پر مجھے تین دن میں اسکی ہوس مٹانے کے لیے تم جیسی ڈھونڈ کر دینی ہے"

یہ سب بہت پر سکون انداز میں جمشید نے کسی بمب کی طرح شنائیل پر پھوڑا پر وہ مطمئین و مسرور ہوتی اٹھ کر آئینے کے سامنے آرکی۔

کہو تو چلی جاوں تمہارے مالک کو خوش کرنے؟میرا کونسا نقصان ہو گا"

"تمہارے بقول۔میں تو لاکھوں دیتی ہوں،لاکھوں لیتی ہوں

مقابل ماتھے کی رگیں تنیں،شنائیل نے آزمایا تھا پر جمشید کے گرد نادیدہ آگ سلگ گئی،جبڑے بھینچے جمشید نے کال کاٹی۔

جبکہ شنائیل نے فورا گھبرا کر کال بیک کی،جمشید نے کاٹ دی،کافی مگ وہیں سے نیچے دے مارا۔

پھر کال آئی،اوراس بار اٹھا کراس نے فون سپیکر پر ڈالے میٹرس پر پھینکے خود کبرڈ سے جونیپر شرٹ کھینچ کر نکالی۔

"تمہیں درد ہوا؟"

شائیل کی آوازاس فرنشڈ ائیر کنڈ شنر خوبصورت کمرے میں سرگوشی بنے گونجی، جمشید سلمان پر ہتھوڑے سی برسی۔

"کیوں ہو گا درد؟ میں بس بکواس سننے سے گریز برت رہا ہوں۔ جسے خوش کرنا ہے کرو۔ میں نے بس خیریت بتانی تھی بتادی۔ بائے"

جمشید دامن چھڑوانے لگا پر وہ پھر پکاری۔

"مجھے مل سکتے ہو؟"

وہ آئینے میں دیکھتی غمگیں تھی، آج وہ سوچ میں پڑا تھا یہ جواب دینے میں۔

"کیا چاہتی ہو"

جمشید نے جھک کر فون اٹھا کر سپیکر آف کیے کان سے لگائا، لہجے کی سختی عود آئی۔

آئی نینڈ آفرینڈ، ایسا دوست جس کے سامنے مجھے اپنے گناہوں، کوتاہیوں" اور نادانیوں کا اظہار کرنا ہے۔ وہ بس مجھے سنے، کوئی سزا نہ دے کیونکہ میں اپنے کیے کی کافی سزا بھگت چکی ہوں۔ زیادہ حساب نہیں ہے میری طرف۔ کیا بن سکتے ہو، ایسا مخلص دوست"

ناجانے کیوں پر جمشید کو لگا وہ رو رہی ہے، اور سچ تھا، وہ دراب کے انتقام، سکھی استعمال کرنے کی سزا بھگتنے کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو رہی تھی۔

"مجھے کیا فائدہ دے گا میرا مخلص ہونا؟"

جمشید کے سوال نے جنجر سا کام کیا تھا شائیل کے کپکپاتے دل پر۔

"تم بھی سنا لینا اپنے دکھ"

وہ غم سے نڈھال ہوئی۔

"مجھے کوئی دکھ نہیں"

وہ اترایا تھا، شنائیل کی ہارٹ بیٹ بڑھی، بنا کسی دکھ والے دوست کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتی۔

"مخلص بن جاوں گی تمہاری"

دوسری آفر آئی۔

"خلوص کی کمی نہیں ہے"

وہ پھر اترایا، شنائیل کا چہرہ تاریک ہوا، اسے لگا ادھوری اور محروم تو بس وہی اکلوتی ہے اس دنیا میں۔

"اپنی ہر رات تمہیں دے دوں گی"

اس بار شنائیل نے اسکے کردار کو برچھی ماری، وہ سر اکڑا گیا۔

میری راتیں بہت پر سکون اور پر لطف ہیں، مجھے ان میں زہر اور گندگی"

"گھولنے کا کوئی ارمان نہیں

وہ شنائیل پر غصہ ہوتے غرایا تھا، وہ تڑپ اٹھی تھی، جیسے کسی نے دل کند چھری سے کاٹ دیا ہو۔ تھوڑی مری۔

"میرا خراب دل لے لینا"

اس سے پہلے وہ چیختا، اسکی آفر پر غور کرتے پتھرا گیا۔

"میں کیا کروں گا خراب دل کا؟"

وہ اسی پتھرائی کیفیت میں بڑبڑایا۔

"اچھا کر دینا۔ ایڈریس بھیج رہی ہوں، دل مانا تو آ جانا پلیز"

کہتے ہی شنائیل نے کال بند کی جبکہ جمشید کا دل تو کٹی کال کے ساتھ ہی لٹکارہ گیا۔

"یاھو! آج مجھے مموبابا سکول چھوڑنے جائیں گے"

باران کو جب سے پتا چلا آج وہ دراب اور لیزے کے ساتھ جائے گا پورا گھر خوشی سے چلا چلا کر سر پر اٹھار کھا تھا، خود براق اور نرمین اسکی باولی خوشی پر خوش تو تھے پر اس بچے کی اندرونی حسرت نے آنکھیں بھی نم کیں، وہ ان سکھوں کے لیے ترسا تھا لیکن اب نہیں رہنے والا تھا یہ خیال نرمین اور براق جدون کو مسرت بخش گیا۔

دراب کی بھی آج کچھ میٹنگز تھیں تبھی آج ممی کو ریسٹ دی اور خود کمپنی جانے والا تھا کیونکہ آج براق جدون کا میڈیکل چیک آپ تھا اور نرمین انکے ساتھ جانے والی تھیں۔

لیزے نے بلیک اوٹ فٹ چوز کیا جبکہ باران گرے کلر ہینلے شرٹ کے ہمراہ آج بلو ڈینم کے سنگ لیس آپ بلیک بوٹس پہنے کلاسی لگ رہا تھا جبکہ گرے سے یکسر الگ ڈراک شیڈ میں ڈارک کیرولین بلیذر چوز کیا جو لیزے نے اٹھا کر دراب کو پکڑایا۔

"اچھی لگ رہی ہو، کلر کوئین"

دراب کے چھیڑنے پر لیزے کا گال تپے، کچھ غصے سے کچھ دراب کی بے تکلفی پر، وہ بہت کلاسی پر سنپل جوڑے میں بلیک ہی میچنگ ہر اسیسری کے ہمراہ سوبر لکس دے رہی تھی۔

"اچھا تعریف پسند نہیں آئی، اوکے جان کو آئی لگ رہی ہو کلر کوئین"

دراب نے لیزے کی تنبیہی چپ پر بیان بدلا، وہ گھوری۔

"اس نام سے مت پکاریں"

وہ بیگ میں فون، چارجر اور والٹ رکھتی مرجھایا سا بولی۔

"جان کہہ لوں؟"

دراب کو مستی سوجھ رہی تھی، کان کی اور باقاعدہ جھکا تبھی جب وہ ڈر کر سیدھی ہوئی تو دونوں کی آنکھیں مل کر دلوں کو دھڑکا گئیں۔

"باران خوشی سے پاگل ہو رہا ہے، تھینکیو میرے ساتھ چلنے کے لیے"

لیزے نے اسکی طرف سرسری دیکھتے اسکے سوال کو یکسر نظرانداز کیے آنکھیں جھکائیں کیونکہ ڈر رہی تھی وہ اسے نظر لگا بیٹھے گی۔

ہمیں اسکے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کا بھی سوچنا ہوگا،اوکے ؟تو تھوڑا"

"سوچیں پھر

لیزے کی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر وہ اسے اپنے سینے کے قریب کرتے جذب سے بولا جو اسکے چہرے کو قریب سے اتنا تروتازہ دیکھے مسمرائز ہوئی۔

"کیا ہوا،ہاٹ لگ رہا ہوں"

لیزے کی وارفتہ نظروں سے دراب مائل ہوا،ان گلابی ہونٹوں کی مسکراہٹ کی جانب۔

"نہیں تو"

لیزے نے فورا سے مسکراہٹ کا گلا گھونٹے منہ پھیرا۔

"ہاٹ شوہر ہے تمہارا،اترا ہی لو زرا"

اسکی جالائن پر ہاتھ رکھ کر اپنی اور چہرہ کیا لیکن لیزے کا دل مسکرایا اسکی اس شوخی پر۔

اور اس سے پہلے دراب پھر سے بھٹکتا، لیزے نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا۔

"میں ابھی گھنٹہ لگا کر ریڈی ہوئی ہوں حیدر"

وہ اسے جو سمجھا رہی تھی دراب سمجھنا نہ چاہتا تھا۔

تو کیا کروں؟ اتنا بڑا جو بیگ تیار کیا منہ جتنا۔ کیا اس میں تم ایک لپ ٹینٹ یا"

"لپ گلوز نہیں رکھ سکتی

دراب نے بدلحاضی سے بڑبڑانے پر پہلے تو لیزے گھوری پر مفہوم سمجھ آنے پر دگنا گھوری۔

"آل ریڈی رکھتی ہوں، ہٹیں"

لیزے نے اسکو پرے دھکیلا مگر وہ دونوں ہاتھ اسکے اطراف باندھ کر اپنے ڈھیٹ ہونے پر پکی مہر لگا چکا تھا۔

جب کوئی اسے مٹاتا نہیں تو کیوں رکھتی ہو، آج سے رکھنی چاہیے تھی ناں"

"تمہیں

وہ اسے اس وقت پاگل لگا۔

حیدر! باران آجائے گا کسی بھی وقت۔ چھوڑیں مجھے۔ کچھ کھانے سے اتر"

"جاتی ہے تبھی پاس رکھتی آئی ہوں

وہ اسکی گرفت میں پر کٹی چڑیا بنی پھڑ پھڑائی پر دراب کا خمار بڑھتا گیا۔

تو اچھے لانگ لاسٹنگ برینڈ کی لپ سٹک یوز کیا کرو نہ جو رگڑنے سے بھی نہ"

"اترے، نوچنے سے بھی مدہم نہ ہو، پہلے تو نہیں اب اس پر خاص توجہ دو

دراب کا نشیلا لہجہ لیزے کو کپکپا کر رکھ گیا، آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

"دراب! آپ حد پار کر رہے ہیں"

وہ سلگ گئی۔

"صرف بولا ہوں ابھی تو، کر کے تو نہیں دیکھایا کچھ"

وہ شرافت دیکھا کر کندھے اچکاتا زہر لگا۔

"زبان کے آگے پتھر رکھیں"

لیزے اسکی گرفت میں مچلتی غرائی، دراب اسکے سرخیوں میں ڈھلتے چہرے کو خمار آلود نگاہوں سے دیکھے ہنسا۔

"یہ اب پتھر کیا دیوار کیا تم جیسی قیامت کے بس کی بھی نہیں رہی کے رکے"

"گی، تم رکھو خود کو مجھ سے دور، میں بول کر ہی تباہیاں مچادوں گا

وہ اسے سرعام چیلنج کر رہا تھا کہ اسے بول کر بہکائے گا، لیزے محظوظ مسکرائی۔

"میں آپ سے نظر پھیر کر آپکی مچائی تباہیوں کا بینڈ بجا سکتی ہوں پھر یہ زبان کیا چیز ہے، بند کروں آپکی بولتی؟"

لیزے کی نڈر جوابی کاروائی پر دراب کھل کر ہنسا، اسے بلکل ایسا لگا کہ چوہیا کسی شیر کو دھمکا رہی ہے۔

کر سکتی ہو کر دو، بلکہ ایسا کرو میرے سارے لفظ چھین لو، مجھے لیزے دے"

"دو، پوری

وہ یکدم ہی اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے محبت سے بولا جبکہ لیزے اسکے جواب میں کیا کہے اور کیا کرے خود بھول گئی۔

آپ نے رات ہی تو مانا ہے کہ میرے لیے آپکو پیار کرنا مشکل کر دیا گیا"

"ہے، ایکسیپٹ یور پنیشمنٹ حیدر، بیہیو

وہ اسکے حصار سے نجات بس یونہی پا سکتی تھی، دراب نے اسے آہستگی سے آزاد کر دیا، دو قدم دور ہٹ کر اس دلکش مگر ظالم سراپے پر نگاہ ڈالی۔

"بیہیو تو نہیں ہو گا، کبھی نہیں"

اب بھی وہ ڈھیٹ بنا مسکرایا جبکہ لیزے کچھ اٹھا کر مار دیتی اگر دونوں بیک وقت باران کے پکارنے پر نہ مڑتے۔

"آپ دونوں ہی پریٹی لگ رہے ہو، چلیں۔۔دیر ہو رہی ہے"

باران نے پاس رکتے ایک ہاتھ سے لیزے کا ہاتھ تھاما اور دوسرے سے دراب کا۔

"تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے"

دراب نے اسے اٹھا کر کہا تو وہ شریر سا ہنسا۔

جبکہ لیزے اپنا غصہ دبانے پر مجبور تھی اور اپنا بیگ اور چادر لیے وہ اسکے بعد دراب اور باران کے ہمراہ روانہ ہوئی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"اب پتا نہیں کونسے جرم قبول کرے گی، پھنس کر رہ گیا ہوں۔ مطلب یہ جگہ تھی بلانے والی، سب سے گھٹیا کلب"

گاڑی کا دروازہ پٹخ کر باہر نکلتے جمشید کی نظر نائیٹ بار کے ساتھ ایک فینسی کیفے پر پڑی جہاں زیادہ رش نہ تھا پر وہاں کا ماحول ایمان اور نظر دونوں کے لیے

خطرہ تھا، جبکہ ایک نیولی ویڈ کپل کو باتیں کرتا دیکھتی شنائیل اسے دور سے ہی نظر آئی، جس نے ابھی تک صرف ایک جوس آرڈر کیا تھا، ساتھ میں کچھ عرابک سٹارٹر سنیکس تھے۔

"پتا نہیں وہ آئے گا یا نہیں، میں بہت زیادہ تنگ کر رہی ہوں اسے"

شنائیل نے سیپ بھرتے دوسری طرف نظریں گمانی چاہیں تبھی اسے جمشید نظر آیا۔

"آجاو"

شنائیل نے اسے ہاتھ سے اپنی طرف بلایا جس پر وہ اپنے قدموں کی مٹی چھوڑے شنائیل کی ٹیبل تک پہنچا، شنائیل نے اٹھ کر اسکے لیے چیئر گھسیٹی، غصے اور چڑ کو وہ لڑکی حیرت میں بدل گئی۔

کہیں کومے میں تو نہیں ہو، کسی نے دیکھ لیا کہ شنائیل شمدی ایک غنڈے" موالی کو اتنا وارم ویلکم دے رہی ہے تو رہی سہی جو باقی ہو وہ بھی رسوا ہو جاو گی"

بیٹھ جانے کے باوجود وہ زبان چلانا نہ بھولا جبکہ شائیل کی نظر بس اسکے چہرے کے زخموں پر تھی۔

تمہارے سبب میری بدنامی میں اضافہ نہیں ہو سکتا اسکی گارنٹی دیتی"

"ہوں۔کچھ کھاوگے؟

شائیل کا لاپرواہ لہجہ مقابل کو کچھ خاص نہ بھایا۔

"نہیں، جو کہنا ہے جلدی کہو۔فارغ نہیں ہوں تمہاری طرح"

جمشید نے لٹھ مار لہجے میں کام کی بات پر زور دیا۔

میں بھی نہیں ہوں، تم کچھ تو حاض ہو ہی کہ اپنے اہم شوٹس کینسل کرواکر"

"یہاں بیٹھی ہوں ورنہ اب تک میری فلائیٹ اڑ چکی ہوتی

وہ اسے اہمیت جتاتی بھی زہر لگی۔

"میں کیا اس اہمیت کا اچار ڈالوں۔ویسٹیج ہے میرے نزدیک"

برے نے برا کہا تو شائیل کو ہنسی آگئی۔

"کافی منہ پھٹ ہو، تم نے ڈریسنگ نہیں کروائی؟"

شنائیل نے وہیں اپنے بیگ کو اوپن کرتے چھوٹی سی فسٹ ایڈ کٹ نکال کر جب اٹھ کر اسکے ساتھ بیٹھے پوچھا تو وہ پرے ہوتا خشمگیں نظروں سے گھورا۔

کھانے نہیں لگی تمہیں، بس اپنے لگائے زخم پر مرہم لگانے لگی ہوں۔اور"

"تم منع نہیں کرو گے

اسکے گریز پر شنائیل نے خاصا شرمندہ کیا جس پر جمشید مسلسل اسے مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ایسے مت دیکھو، درد ہو رہا ہے تو اسکاری ایکشن دو، ویسے کافی سخت مار دیا تھا"

"میں۔چاہو تو بدلا لے سکتے ہو

وہ مرہم لگوانا نہیں چاہتا تھا پر وہ خود کو روکنے پر قادر نہ تھی۔

"میں نے بدلا لیا تو کم سے کم سزا، تمہارا سر تن سے جدا کرنے کی دوں گا"

جمشید کے بڑبڑانے پر شنائل نے نظر اسکے زخمی ہونٹ سے وحشی آنکھوں تک سرکائی۔

"مجھ سے کوئی ذاتی مسئلہ ہے تمہیں"

شائیل کو اسکی نفرت زیادہ سنگین لگی۔

"اس سے بڑا مسئلہ کیا ہو گا کہ ہر ایرے غیرے، کو چھونے والی مجھے چھو رہی ہے"

شائیل اسکے بے درد طنز پر مرہم لگانا بھول گئی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے میں کال گرل ہوں؟ یا جنسی تسکین دینے والی پرفیشنل ورکر؟"

شائیل کی آنکھیں اسکے سوال سے زیادہ زخمی لگیں۔

"تم نے امیج تو ایسا ہی بنا رکھا ہے، نامحرم کو کس تو کر سکتی ہو پر پہلی بار میں ہٹ نہیں۔ جس مڈل کلاس سے میں بیلونگ کرتا ہوں وہاں تو بتایا جاتا تھا کہ کسی غیر لڑکی کو دیکھنا بھی گناہ ہے، جب مردوں پر اتنا سب لاگو ہوتا ہے تو سوچو ہماری کلاس کی لڑکیوں پر کتنا کچھ لاگو ہوتا ہو گا، پر تم کیسی لڑکی ہو؟"

جمشید کو اپنے کہے پر ذرا ملال نہ تھا، اسکے نچلے ہونٹ پر سپرٹ لگائے وہ ماتھے کی خراش پر ایک بینڈ تج لگا کر کٹ سمیٹ کر رکھے پھر سے جمشید کی طرف متوجہ ہوئی۔

میری ممی فلم سٹار تھیں یعنی ماڈرن اونلائن طوائف کہہ سکتے ہیں اور کسی " مجبوری سے نہیں اپنی خوشی سے یہ کام کرتی تھیں، ڈیڈ سے ملاقات بھی یونہی ایک کلب میں ہوئی کیونکہ میرے ڈیڈ بہت شوقین مزاج قسم کے تھے۔ وہیں پیار ہوا دونوں میں اور خفیہ انداز میں شادی ہو گئی کیونکہ ممی نہیں چاہتی تھیں انکی عین جوانی میں انکا کیئر ئیر اس وجہ سے ختم ہو، ڈیڈ محبت میں پاگل تھے سو مان گئے، میں پیدا ہوئی پر میری ممی کو ایک شدت پسند اور مخلص مرد کا ہو کر رہنا راس ہی نہ آیا کیونکہ وہ شادی کی وجہ سے اپنے کام کو اگنور کر رہی تھیں سو جلد دونوں میں جھگڑے شروع ہوئے اور ڈائورس ہو گئی، ممی نے میری کسٹڈی، ڈیڈ سے ہتھیائی۔ تب تک میرے ڈیڈ تھوڑے

سدھر گئے۔مجھے مام سے چھیننے کی کوشش جاری رکھی کیونکہ انکی مزید دو تین شادیوں کے باوجود اور کوئی اولاد نہ ہوئی، سو مجھے ممی سے واپس لینے کے لیے بہت جنونی ہو گئے۔ ممی بھی مجھے اپنی سوسائٹی میں رکھنا چاہتی تھیں کیونکہ وہاں اب انکی جگہ نئے چہرے کی ضرورت تھی۔مجھے مذہبی اور دنیاوی تعلیم دلواتی رہیں پر میرے لیے فلم اور میڈیا کی دنیا میں اپنے اثر ورسوخ سے جگہ بناتی رہیں، میں نے جسٹ سولا سال کی عمر میں پہلا ایڈ کیا جو کافی واہیات تھا، میری ممی فلم انڈسٹری آئی کن تھیں، اور جب وہ مجھے اپنی جگہ مارکٹ میں ان کرنے میں کامیاب ہوئیں تو میری کسٹڈی عین انہی دنوں ڈیڈ کو مل گئی لیکن میرے ایڈ کے آنے کے بعد ہوتی بدنامی مجھے میرے ڈیڈ کا ناپسندیدہ بنا گئی۔ ممی اپنی دنیا میں گم ہو گئیں کیونکہ وہ اپنی مختصر شادی کا قصہ ڈائورس تک ڈسکوز بہت پہلے کر چکی تھیں اور انکے فینز زیادہ مایوس نہ ہوئے کیونکہ وہ اگین سنگل ہو چکی تھیں، مجھے اس گند میں پھنسا کر اور میرے ڈیڈ نے مجھے مزید دھنسنے کے لیے پھر اک دن خود سے بھی دور کر دیا"

وہ یہ سب سن کر خاص متاثر نہ ہوا، کافی گھسی پٹی سٹوری تھی۔

"اتنی تم مظلوم"

جمشید کا طنز پھر تیر بنا۔

ایکچولی فلمز میں کام کرنا میرا بھی شوق تھا، کیونکہ ہمیشہ سے ممی کو دیکھتی آئی" تھی۔ انکی طرح دنیا کی نور نظر رہنے کی خواہش نیچرل پیدا ہوئی۔ لیکن میں نے ساری حدیں صرف ایک مرد کے لیے پار کی ہیں اور اسکے سوا میری زندگی سے میرے جسم تک آنے کی کسی میں جرت نہیں ہوئی۔ میری زندگی بس میرے دو دوستوں کے گرد رہی اور اب تک تھی پر شاید اب میں اس "حصار سے خارج ہو گئی

جمشید نے اسکے نظر جھکانے پر گہرا سانس کھینچ کر سی سے ٹیک لگاتے ہاتھ سینے پر باندھے۔

"یہ اتنا بڑا بھاشن صفائی تھی؟"

جمشید کے زہر خند سوال پر وہ اسکی طرف غائب دماغی سے دیکھنے لگی۔

نہیں، تمہیں یہ بتانا چاہ رہی ہوں کے اتنی بھی بری نہیں ہوں۔ میں اس" سے بہت پیار کرتی ہوں، ہم سکول میں ملے تھے۔ تینوں۔ میں نے اس شخص کو پانے کے لیے بہت کچھ کیا، جو تمہاری مڈل کلاس سوسائٹی میں یقینا حرام

"اور ناقابل معافی ہوتا ہے

شنائیل کی آواز بھاری ہوئی تو مقابل کا دل۔

تو مجھ سے کیا چاہتی ہو، دیکھو شنائیل میں دوستی پر یقین نہیں رکھتا اور اب" جب ہمارے ساتھ فٹ ہونے کے بھی سب چانس ختم تو بہتر ہو گا کے تم کسی اور کو اپنے بوجھ ہلکے کرنے کے لیے چن لو۔ ہر چیز کی ایک قیمت ہوتی ہے

" سمجھ لو اس بات کو

وہ بڑے دل کا مالک نہ تھا، اور شنائیل اسکی صاف گوئی پر مر مٹی۔

ساتھ فٹ ہونے کا چانس ساتھ رہ کر بن بھی سکتا ہے کیونکہ وہ مجھ سے" نفرت کرتا ہے، اور جو کچھ میں اسکے اور اسکی بیوی کے ساتھ کر چکی ہوں اسکے

بعد مارنے کی ایک کوشش تو ضرور کرے گا۔یعنی آئی ایم سنگل، تم بڑی سچی حقیقی باتیں کرتے ہو تو تمہیں دل سے کیا سروکار؟ تمہیں میرا جسم مل جائے "گا پورا،ان چھوا۔۔۔۔قیمت وصول

شنائیل اس سے بڑی سوداگر تھی، جمشید اسکی آنکھوں میں دیکھتا الجھا۔

مطلب تمہیں ایک عدد شوہر چاہیے؟جو تم سے رتی برابر پیار نہ کرے بس "

"اپنا مطلب نکال کر چلتا بنے

شنائیل کو اس سے ایسے جواب کی ہرگز توقع نہ تھی تبھی تو شنائیل سپاٹ ہو گئی۔

اپنے دل کے معاملے میں تم اسے منہ بھی نہ لگاو اور وہ تمہارے اس حسین "

"جسم سے ہی بہل جائے؟

اس بار جمشید کا لہجہ دہکا تھا،شنائیل کی پیشانی عرق آلود ہوئی۔

صرف ضرورت، جانور پوری کرتا ہے شنائیل شمدی۔میرے نزدیک "

"جہاں دل نہ لگے وہاں سانس لینا بھی حرام ہے

جمشید نے اٹھ کھڑا ہوتے چابک رسید کی تھی، شنائیل بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرا دل اب اس کی محبت سے زیادہ اسکے خوف کا شکار ہے، ہو سکتا ہے مجھے کل کو تم سے محبت ہو جائے، وہ وقت جب آیا تو میں تمہیں یعنی اپنی پہلی چوائز گی"

"کہاں سے ڈھونڈوں گی؟

شنائیل کا سوال جمشید کو تکلیف دے گیا اور نا برداشت ہوتی تکلیف تھی وہ۔

"یعنی تم مجھے سنبھال کر رکھنا چاہتی ہو صرف اس گماں میں کہ ہو سکتا ہے کل کو تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے؟"

وہ اسکے صحیح سوال کو جب دہرا رہا تھا تو شنائیل مسکرائی، یہی تو کہنا چاہتی تھی۔

"اور محبت نہ ہوئی تمہیں تو تمہارا مجھے سنبھالنے کا کیا فائدہ ہو گا؟"

وہ اپنے معیار کا سوال کیے شنائیل کو مبہوت کر گیا۔

"یہ کہ تب تک تمہیں مجھ سے محبت ہو چکی ہو گی اور اپنی محبت میں پڑے انسان کو چھوڑنے کا حوصلہ نہیں ہو گا مجھ میں۔ڈیل"

شنائیل نے فوراسے اپناہاتھ آگے بڑھایا، جسے دیکھتے جمشید نے سرد نگاہ شنائیل کی خوشی چھوڑتی مسکراہٹ پر ثبت کی۔

"تب تک تم خود کو میرا پابند سمجھنا"

وہ کہہ کر زبردستی ہاتھ ملاتے اسکے سینے سے جا لگی، جمشید نے بروقت ناگواری سے پکڑ کر اسے اپنے آپ سے دور کیا تو وہ شرمندہ سا ہنسی۔

اوکے اوکے، یہ حرام ہے۔ سمجھ گئی۔ تم کہتے ہو تو اگلی بار تمہارے سامنے "
"نقاب پہن کر آجاوں گی

شنائیل نے جان بوجھ کر ہنسانے کی کوشش کی پر وہ اور غصیل گھورا۔

اپنے جسم سے پہلے اپنا برہنہ دل سنبھالو شنائیل شمدی، کیونکہ اسکی بے "
حیائی ہی درحقیقت ہمارے جسم کو بے آبرو کرتی ہے۔ دوبارہ اب ہم فیصلے
"کے دن ملیں گے۔ بائے

وہ اسے پرے دھکے کی صورت کرتا وہاں سے گیا تو وہ اسکے دیے دھکے پر تو سنبھل گئی پر اسکا دل اب کبھی نہیں سنبھلنے والا تھا باخدا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

بیڈ شیٹ دھو کر صحن میں دھوپ میں ڈالتے شاکرہ کی زبان مسلسل سلوی کو کوس رہی تھی پہلے تو سلوی کو سمجھ نہ آئی کے چچی کیا بول رہی ہیں مگر جب صفائی کرنے کمرے میں گئی تو کمرہ پورا خوشبو سے اٹا تھا۔

چچی نے لگتا ہے ساری پرفیوم آج ہی لگالی، میرا تو سانس بند ہو"

"گیا۔۔۔ کھڑکیاں کھول دیتی ہوں

سلوی نے دوپٹے سے ناک ڈھانپا اور جھاڑو وہیں رکھے پہلے کھڑکیاں کھولیں۔

ہاں اگر دینی نہیں تھی تو منہ سے پھوٹتی ناں، یہ بے غیرتی کرنے کی کیا" ضرورت تھی۔ گدے تک میں گھس گئی۔ سلمان صبح کھانس کھانس کر گئے۔ اور اگر ہم رات ہی مرور جاتے، اس زہریلی مہک سے۔ ساری بیڈ "شیٹ پر بھی داغ آگیا، ابھی پچھلے ہفتے لائی تھی

چچی کے بڑبڑانے پر سلوی ڈر کر گھومی۔

"چچی میں نے تو کچھ نہیں کیا، آپ کیا بول رہی ہیں"

سلوی نے پریشانی سے پوچھا تو شاکرہ پاس آرکی۔

"تو نے نہیں پرفیوم کی بوتل الٹائی میرے سرہانے؟"

شاکرہ کے کریدتے سوال پر سلوی کے دماغ میں سکھی کا سراپا لہرایا، اور دل کیا اس آفت کی گردن دبا آئے۔

"م۔۔میں کیوں الٹاوں گی چچی، آپ جانتی تو ہیں مجھے پرفیومز پسند نہیں"

سلوی کو رونا آیا، پر سنبھال گئی آنسو۔

پھر کس بے غیرت نے کیا؟ کہیں وہ زرافہ نہ رات دیوار پھلانگ کر آگیا"

ہو۔ایک نمبر کا منحوس ہے۔پر اتنی جرت نہیں ہے اس میں کے شاکرہ کا گھر

"پھلانگے۔خیر صفائی کر پھر بکرے کا گوشت چڑھا دینا کو کر میں

شاکرہ کام کا پٹارہ دیتی کمرے سے لعن طعن کرتی نکلی تو سلوی نے سانس خارج کرتے اپنے سوئیٹر کی جیب سے فون نکالا اور غصے والے سرخ ایموجیز دس بیس اکھٹے سکھی کو واٹس ایپ کیے۔

یہ جانتے ہوئے کہ چچی کتنی شکی ہیں آپ نے یہ حرکت کی، مجھ سے بات" "مت کیجیئے گا

میسج ٹائپ کرتے وہ ساتھ سکھی کی اس درجہ گندی حرکت پر روہانسی بھی ہوئی۔

رات پھر آکر منا بھی لوں گا اور باتوں کے ساتھ کچھ حرکتیں بھی کرلوں" "گا۔ شوق سے ہوں ناراض

یزدان اپنے لیب میں آج کچھ جیولری فینیشنگ ورک کر رہا تھا اور کچھ دیر میں اسکی ڈرگ ڈیپارٹمنٹ بھی روانگی تھی۔

"اوکے میں ناراض نہیں، خدا کے لیے مت آیئے گا"

سلوی نے فوراسے کانپتے ہاتھوں کے سنگ ٹائپ کیا مباداوہ ابھی نہ ٹپک پڑے۔

دیٹس لائک مابیوٹی۔ خیر دی جان مس کر رہی ہیں آپکو، کہیں تو لے جاوں"

"ایک دن کے لیے؟

فورا میسج آیا پر سلوی نے فورا نفی میں گردن ہلائی۔

نہیں میں ان سے وڈیو کال پر بات کر لوں گی، ماموں سے بھی۔ آپ مت"

"آنا

سلوی نے اپنی طرف سے جلدی بات ختم کی۔

قریب سے کیا اتنا گندا لگتا ہوں جو کل آنکھیں ہی بند کر لی تھیں آپ"

نے؟ میرا موڈ بنانا چاہیے تھا مجھے میری طرح نشیلی آنکھوں سے دیکھ کر پر

"آپ صرف موڈ کا ستیاناس ہی کر رہی ہیں اب تک

یہ سب وہ بلکل کہنا نہ چاہتا تھا پر اندر کا کیڑا چاہ رہا تھا سلوی کو احساس ہو وہ کتنی ٹھنڈی ہے۔

"بے شرمی والی باتیں بند کریں مجھے کام کرنے ہیں بہت"

سلوی نے گھبرا کر لکھا اور اس سے پہلے میسج ریموو کرتی وہ سینڈ ہو گیا اور جب تک وہ ریموو آل کرتی سکھی سین کر چکا تھا۔

"بے شرمی والی باتیں بند کروں، بے شرمی والی حرکتیں سرے سے نہ کروں۔ بس اسی میں خوش ہیں آپ ہے ناں، بے فکر رہیں میری جان آپکو اپنے سے دو ہاتھ آگے کا بے باک نہ بنایا تو میرا نام بھی یزدان فاروقی نہیں۔ اب بن لیں ماسی اور خبردار کوئی کام چھوڑا، بلکہ محلے میں اعلان کریں کے کسی کا کوئی لٹکا، اٹکا اور مشکل کام ہے تو سلوی کی خدمات لیں"

سخت تپا ہوا تھا وہ جبکہ سلوی بے اختیار اسکے چڑ والے ایموجیز پر ہنسی۔

"کام کرنا مجھے پسند ہے، بس بھی کر دیں۔ مجھے چچی سے مار پڑوانی کیا؟"

سلوی کو لگا بس یہ آخری میسج ہو گا پر وہ تو ٹلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

ایک بار رخصت ہو جائیں پھر آپ کو آرام کروا کروا کے مار دینا میں نے یاد"
رکھیے گا۔ کر لیں جی بھر کر اپنی پسند پوری۔ میرے بھی کافی کپڑے گندے
"پڑے، کہیں تو وہ بھی پارسل کروا دوں؟
سکھی کی زبان کی طرح ہاتھ بھی ویسے ہی خرافاتی اور تیز تھے، سلوی کے
چہرے پر اتنے رنگ تھے کہ دھنک شرما جاتی۔
آپ کے کپڑے کیوں دھونے لگی میں، ابھی مجھ پر فرض نہیں۔ آئے"
"بڑے
سلوی نے معصومیت بھرے ایموجی کے سنگ جواب دے کر مقابل کر دل
ساڑ کر رکھا۔
فرض تو آپ پر سانس بھی میرے سانس کے ساتھ لینا ہے سلوی لیکن"
"آپ کو احساس نہیں، بائے
وہ تھوڑا روٹھا لگا جبکہ سلوی ابھی کچھ سوچ ہی پاتی کے شاکرہ کی دھاڑ پر ڈر کر
اچھلی۔

کیا آج میرے کمرے میں ہی فوت ہونے کا ارادہ ہے، نکل آ ماہرانی ابھی"

"بہت کام پڑے ہیں

چچی کی ڈپٹ پر وہ مسکراتی فوراً سے جھاڑو اٹھائے اپنے کام پر لگی جبکہ یزدان نے اپنے ڈیسک پر کچھ نئا ورک شروع کر رکھا تھا اور کسی نیکلس میں وہ بہت مہارت سے سٹونز لگا رہا تھا پر ہونٹوں پر سلوی کے سبب مسکراہٹ رینگ چکی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

ماضی کی سیاہی نے ایک بار پھر حال پر سایہ کر دیا تھا، ایک ہفتہ اس حادثے کو گزر گیا تھا۔ لیزے تین دن چھٹی کے بعد سے ریگولر کالج آ رہی تھی، اپنی کلاس لیتی، اور فری وقت میں بھی وہیں بیٹھی پڑھتی رہتی، کنیز اور شبیر سے اس نے وعدہ کیا تھا کہ اب کچھ نہیں کرے گی، جبکہ دراب ہفتے سے فیور میں

جلنے کے بعد کچھ بہتر ہو گیا، لیکن اسکے گال پر پڑا کٹ اسکے چہرے کا واقعی گرہن بن گیا، نرمین اور براق بھی سارا معاملہ جاننے کے بعد لیزے کے خلاف ہو گئے۔

سکھی نے شائیل ہا برہان کی کسی بات پر عمل نہ کیا بلکہ خود ہفتہ پورا دراب کے ساتھ رہ کر بس اسکی خاموشی کھوجتا رہا۔

دراب کو نہ کھانے کا ہوش رہا تھا نہ پینے کا، دن میں کئی کئی سگریٹ پھونک دیتا اور سکھی میں جرت نہ ہوتی کہ وہ اسے روکتا، نرمین اور براق صاحب الگ دراب کے چہرے کے نشان اور دل کے ناسور کے لیے اذیت میں مبتلا تھے پر دراب کے لیے تو جیسے دنیا ختم ہو گئی ہو۔

اور پھر دراب نے واپس کالج جانے کا فیصلہ لیا، وہ کالج میں آیا ہے یہ بات جنگل کی آگ کی طرح پورے کالج میں پھیلی، یہاں تک کے فسٹ ییئر کی کلاس میں بھی۔

وہ آگیا ہے،اب یہ لڑکی نہیں بچے گی۔وہ وحشی سا اپنے چہرے کے بگھڑنے "
"کا کیا بدلہ لے گا، سوچ ہے تیری

دو لڑکے لیزے کے کچھ فاصلے پر کھڑے آپس میں ڈرامائی ٹون میں بول کم سنسنی زیادہ پھیلا رہے تھے پر انکی جگر نوچتی نظر کتاب میں سر دے کر بیٹھی لیزے پر تھیں۔

"اوپر سے وائس پرنسپل کا اکلوتا بیٹا،اگر اسکے چہرے کا نشان کبھی نہ گیا تو؟"
ساتھ آملتی لڑکی بھی بولی،لیزے کو لگا اسکا سانس خشک ہونے لگا ہو۔

ارے یار چلا جاتا ہے،امیر کبیر لوگ ہیں۔ایک سرجری کی مار ہے۔تم یہ "
سوچو یہ پڑھاکو ویمپائیر اب کیسے بچے گی۔۔۔۔اوہیلو۔۔۔تم تو لگتا ہے کومے
"میں چلی گئی ہو۔یا پھر صدمے میں ہے اب تک بچاری

اس لڑکے کا جملے سنے لیزے کا دل کچھ پر سکون ہوا پر جب وہ سب لیزے پر آوایں کسنے لگے تو لیزے کے ہاتھ کپکپانے لگے۔

تم نہیں بچو گی، وہ تمہاری زندگی ہیل بنادے گا۔یہ جو ہفتہ تھا یہ طوفان سے "
پہلے والی چپ سمجھنا۔وہ اس کالج کا درندہ مشہور ہے دو سالوں سے، کیا پتا
"تمہیں کڈنیپ کروا کے ٹکڑے کر کے سمندر میں پھینکوا دے

وہ لڑکی لیزے سے اسکی کتاب جھپٹ کر اسکو اور ڈراتے بولی، لیزے کو اسکی شکل بگھڑتی محسوس ہوئی۔

"ریپ بھی کر سکتا ہے اسکا انتقام میں"

دوسرا لڑکا جس کے چہرے سے کافی خباثت ٹپک رہی تھی، وہ بھی لقمہ دیے بولا، لیزے کی آنکھیں دفتاہر اس سے نم ہوئیں۔

وہ سب اسکے سر پر کھڑے اسے خوفزدہ کر رہے تھے جب کسی آواز پر سب ڈر کر لیزے سے دور ہوئے اور وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

دروازے میں دراب حیدر جدون کو کھڑا دیکھ کر وہ سارے سٹوڈنٹس گھبرا گئے جبکہ لیزے کے رونے نے دراب کی توجہ منتشر کی۔

تم سب مجھے دوبارہ اسکے پاس نظر آئے تو اس کالج کیا شہر کے کسی کالج میں "
"گھسنے لائق نہ چھوڑوں گا۔ گاٹ اٹ؟

دراب کی مثل نگارہ، کڑکتی دہشت خیز آواز کانوں میں پڑنے کی دیر تھی کہ لیزے کے رونے میں اضافہ ہوا، دراب نے بدمزہ ہوتے اس کو دیکھا جبکہ تینوں کو اشارے سے دفعان ہونے کا کہتا خود سارا آج ہی رونے پر آمادہ اس لڑکی کے سر پر جا رکا۔

"رونا بند کرو"

وہ بولا نہیں چیخا تھا، لیزے نے فوراً سے ہچکیاں گھوٹتے ہاتھ چہرے سے ہٹائے پر اسکے دیکھنے کی ہمت نہ تھی، رو رو کر وہ آنکھیں سرخ اور گال تر کرتی اس لڑکے کے دل میں دھڑکی۔

"لک ایٹ می"

دوبارہ سے وہ چلایا، لیزے نے سر اٹھاتے بہت مشکل سے پہلے اسکے دو بٹن کھلے ڈھیلی ٹائی والے گریبان اور سینے کو دیکھا پھر حلق تر کیے وہ ناراض چہرہ دیکھا، دراب کی دائیں گال پر بنے نشان کو دیکھ کر لیزے کی آنکھیں پھر نم ہوئیں۔

اب سے تم میری گرل فرینڈ ہو، سو دوبارہ کوئی تمہیں تنگ کرتا مجھے نظر نہ "آئے۔ناو سمائیل"

دراب کا چہرہ سپاٹ تھا پر وہ اسکے جملوں پر ہونق رہ گئی۔

"ج۔۔جی"

لیزے کی زبان ہکلائی۔

"یس"

وہ اکھڑا۔

"آ۔۔۔آپکا چہرہ۔۔۔"

لیزے کے پھر آنسو ٹپکے۔

"یہ کہانی پھر سہی"

وہ کہہ کر پلٹا، لیزے نے عجیب سی نظروں سے اسکی پشت گھوری۔

"مجھے آپکی گرل فرینڈ بننے میں کوئی انٹرسٹ نہیں"

لیزے نے مضبوط لہجے میں انکار کرتے دراب کو پلٹنے پر مجبور کیا۔

"پھر کیا بننا ہے کلر کوئین نے؟"

دراب نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جینوں میں دھنسائے ایکشن مار کر کھڑے ہوتے لیزے کا بغور سر تا پیر جائزہ لیا۔

"کچھ نہیں، میں اپنی حرکت پر سوری بھی نہیں کروں گی کیونکہ وہ فسٹریشن آپکی حرکتوں کا نتیجہ تھا۔ آگے سے کچھ برا نہ ہو اس لیے آپ اپنے راستے اور میں اپنے راستے۔ مجھے کسی کا کچھ نہیں بننا، میں یہاں پڑھنے آئی، پھڈے کرنے نہیں"

لیزے نے اپنی بکس سمیٹ کر بیگ میں ٹھونسیں اور پاس سے گزر کر جانے لگی جب دراب راہ میں پیر اٹکا گیا جس سبب وہ گرنے لگی پر دراب کا بڑھا ہاتھ بے ارادہ تھامے سنبھل کر اسے کچا چبانے سا گھوری۔

"پھڈے کا تو نہیں پتا پر فی الحال ابھی یہاں کھڈا ہونے والا تھا تمہارے گرنے سے، سنبھل کر رہو سمجھی۔ سب بدل جائے گا تمہاری زندگی میں، یہ سارے اصول بھی،۔ ہیو آ گڈ ڈے کلر کوئین"

وہ اس روز لیزے کو الجھا کر رکھ گیا اور پھر یونہی رہا، لیزے کو تنگ کرنے کی کسی سٹوڈنٹ میں جرت نہ رہی، لیزے جہاں سے گزرتی سٹوڈنٹس میں اک ڈر نظر آتا، دراب اس سے بات بے بات الجھتا پر اب نوعیت نرم اور مہربان تھی۔

"تو کیا کرتا پھر رہا ہے؟ ایکسپلینیشن دے گا؟ بدلے کے لیے اچھا بن رہا ہے یا واقعی مر مٹا ہے اس پر"

آخر کچھ دن بعد سکھی کا ضبط بھی جواب دے گیا، گراونڈ کے بیچ و بیچ اس نے دراب کا بازو پکڑ کر جنجھوڑ ڈالتے اپنے سامنے پلٹایا تھا۔

"کام کر اپنا سکھی، میرے اس معاملے سے اپنی سہیلی سمیت دور رہ"

دراب کا کھردرا لہجہ سنے سکھی ٹھٹکا۔

"میری سہیلی! ہم دونوں کی ہے۔ تجھ سے پیار بھی کرتی ہے۔ پھر اس وحشی لیزے کی جانب کیوں جھک رہا ہے، دیکھ اگر یہ سچ میں پیار ہے تو میں تیرا ساتھ دوں گا پر مجھے تجھ سے زہریلی وائبز آ رہی ہیں۔ تیرا چہرہ ٹھیک ہو جائے گا یار، چھوڑ دے سب۔ تو سمجھ وہ یہاں پڑھتی ہی نہیں"

سکھی نے اسکو شانوں سے پکڑ کر جنجھوڑ دیا جبکہ دراب نے اس بار اسے خود سے دور دھکیلتے ہاتھ سے وہیں رک جانے کی تنبیہہ کی۔

"سکھی! تو میری زندگی کی سب سے حسین خوشی ہے پر کچھ دن ہماری دوستی کا واسطہ، مجھ سے دور رہ، میں اپنے واحد یار کو کھو کر جی نہیں سکتا۔ میں کیا کر

رہاہوں، کیوں کر رہاہوں۔سب اس سینے کی آگ کا راز جاننے کے لیے ہے۔میں نارمل ہو گیا جس دن واپس پہلی ڈسکشن تجھ سے کروں گا،تب تک اس ٹاپک کے بارے اک حرف نہیں"

سکھی کے چہرے پر تباہ کن تکلیف درج کرتا وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ سکھی کو لگا وہ لڑکی واقعی دراب کو اس سے چھین چکی ہے،اب اک آگ وہ بھی تھی جو یزدان فاروقی کے کلیجے پر بھی بھڑکی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"ڈاکٹر یزدان، سیمپل لیپ سے ایگزامن ہو کر آ گئے ہیں۔آپ،دیکھ لیں"

لیب سپریڈنٹ کے مخاطب کرنے پر یزدان نے مصروف سے انداز میں سر ہلایا، بے شمار ٹیسٹ جارا سکے سامنے میز پر پڑے تھے اور وہ کسی ایکسپیر ئمنٹ میں لگا تھا۔

ہاف وائیٹ سلم فٹ پینٹ کے ہمراہ ڈارک پرپل وولی سٹف شرٹ اور اوپر وائیٹ کوٹ پہنے، نک سک سر سے پیر کے بوٹس تک سج دھج کر ڈرگ سائنٹسٹ صاحب اپنے کمالات اور جوہر دیکھانے میں دھت تھے۔

"آتا ہوں"

یزدان نے سر ہلاتے سیفٹی لینز چشمہ اتار کر میز کی طرف اچھالتے کہا اور دونوں ہاتھوں پر چڑھائے وائیٹ گلوز اتار کر وہیں رکھتا اس سے پہلے اپنی ٹیم کی طرف پڑھتا، اسکے فون کے رنگ کرنے نے قدم زنجیر کیے روک لیا، حسب توقع وہاں جمشید سلمان لکھا جگمگا رہا تھا۔

وہ سکھی سے زیادہ ملا نہ ہو، بات چیت نہ کی ہو پر اچھے سے جانتا بھی تھا اور اپنے پاس سکھی کا نمبر بھی سیور کھا تھا، شاید آج کے دن کے کیے ہی۔

"آہاں! بڑے لوگوں کی کال"

یزدان کمینگی سے آدھے چہرے والی مسکراہٹ ہونٹوں میں مسلتا کال اٹھائے فون کان سے لگاتا وہیں کاوچ پر بیٹھا اور ٹانگ پر ٹانگ جمائے پر سکون ہوتے ٹیک لگائی۔

"کیسے ہیں آپ سکھی بھائی؟"

جمشید اس وقت ایک لوسٹار ہوٹل کے باہر اپنی گاڑی پارک کیے ساتھ لگ کر سپاٹ و سنجیدہ کھڑا تھا۔

"اچھا ہوں، تم بتاو۔۔۔ابھی تک زندہ ہو؟"

جمشید کو ایسے لایعنی اور خفیف سے مشکوک سوال پر حیرت آ چپکی۔

"مطلب، آپکو کیسے پتا موت کے منہ میں گیا تھا؟"

جمشید نے فوری تفتیش کرنی چاہی، یزدان اسکی معصومیت پر کھل کر ہنسا۔

"جس سبب موت کے منہ میں جا چکے ہو وہ بد قسمتی سے میری بری دوست ہے، بتاو خیریت ہے؟ یہ کہاں پھنسے ہو، مجھے تو لگا تھا وہاں کسی میڈیسن کمپنی

میں جاب ملی ہو گی تمہیں، تمہارے ماں باپ اور وہ معزز تایا جان کیا با علم ہیں

"تمہارے کام سے ؟

سکھی کا لہجہ طنزیہ نہ تھا تبھی جمشید سہہ گیا۔

"کوئی کچھ نہیں جانتا اور پلیز اس وقت مجھے ایسے کسی ٹاپک پر بات کرنی بھی

"نہیں، ایک فیور چاہتا ہوں، مدد چاہیے آپکی

جمشید جب مدعے پر اکتایا سا آیا تو سکھی کو بھی اسکی ذاتیات میں زبردستی گھسنا

مناسب نہ لگا، خوبرو چہرے کے زاویے سنبھلے۔

"اچھا! مدد بنا کچھ لیے نہیں کرتا ہوں"

یزدان مطلب سامنے رکھتا سنجیدہ ہوا۔

"جتنے پیسے چاہیں دوں گا"

جمشید کے دوبدو جواب پر سکھی ٹھٹکا پھر ٹھیک سے ٹانگ، ٹانگ پر سے اتار کر

ٹیک چھوڑے بیٹھا۔

"تمہیں چیز چاہیے کوئی یا انفارمیشن؟"

سکھی کاروباری لہجے میں استفہامیہ ہوا۔

"آفکورس انفارمیشن"

جمشید فورا بولا۔

"سو مجھے بھی پیسہ نہیں بدلے میں انفارمیشن ہی چاہیے ہو گی۔ منظور ہے؟"

سکھی کی فوری آفر پر جمشید کچھ دیر سوچنے کے بعد آمادہ ہوا۔

اس نے سکھی کو اپنی ڈیمانڈ بتا کر اس کے مطابق کوئی میڈیسن یا کیمکل مانگا

تھا، یا وہ دبئی سے کیسے ملے گا یہ سب پوچھا۔

سکھی نے کچھ دیر حسب منشاء توقف لیا۔

"دبئی کی ہی ایک فارمالیب ہے، نام اور ایڈریس و دریفرنس تمہیں ای میل کرتا ہوں۔ وہاں سے تمہیں یہ ٹیبلٹس مل جائیں گی پر یاد رہے ان کو رکھنا لیگل نہیں سو احتیاط کرنا۔ میرا ریفرنس دیکھ کر لیب اونر تمہیں دے دے گا۔ وجہ نہیں پوچھوں گا پر سنبھل کر رہو یہ تاکید ضرور کروں گا"

سکھی نے اسے ڈھکے چھپے الفاظ میں بڑے بھائی کی طرح سمجھایا۔

"بہت شکریہ سکھی بھائی، آپکو کیا انفارمیشن چاہیے اب؟"

جمشید بھی فوراً صلہ دینے کو بے قرار ہوا۔

"اپنے تایا جان کے بہت کلوز رہے ہو، امام مسجد صاحب کی اچھائیاں تو یقیناً سبکو پتا ہیں لیکن تم مجھے انکی برائیاں بتاؤ گے۔ کوئی راز ہو تو زیادہ اچھا ہو گا۔ میں بدلے میں یونہی تمہاری مدد کرتا رہوں گا آگے بھی۔۔ یہ تو میں اچھے سے جانتا ہوں تم اپنے سوا کسی سے پیار نہیں کرتے جمشید سو جو جانتے ہو سچ سچ بتانا مجھے"

سکھی نے یہ سب بنا کوئی تمہید باندھے سیدھا سبھاو پوچھ کر جمشید کو پریشان کیا، ماں باپ سے نہ سہی وہ تایا جان سے بہت پیار کرتا تھا اور اب سکھی کا مطالبہ سن کر وہ پھنس کر رہ گیا تھا۔

مجھے ایک دو دن کا وقت دیں اور ساتھ گارنٹی بھی کہ آپ تایا جان کو کوئی" نقصان نہیں دیں گے، کیونکہ جو کچھ آپ نے پوچھا ہے اور جس ٹون میں پوچھا اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ آپ کے دل میں انکے لیے شک و شبہات "اور تلخی ہے

سکھی نے جمشید کو اتنا سمجھدار نہیں سمجھا تھا تبھی تو متاثر لگا، جمشید میں اسے اک سپارک نظر آیا اور تبھی شنائیل جیسی کے جھکنے کی بھی وجہ سمجھ آئی۔

"ہمم اوکے، انتظار کروں گا تمہاری کال کا"

سکھی نے ہنکارہ بھرتے کال کاٹ دی جبکہ جمشید نے پہلے تو سکھی کی بھیجی میل چیک کی پھر وہ مطلوبہ فارمالیب روانہ ہو گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"آپ دونوں مجھے لینے بھی آئیں گے ناں"

سکول گیڈ تک لیزے اور دراب اسے چھوڑنے آئے تو باران نے اپنے دو دوستوں سے بھی مموبابا کو ہائے فائے کروایا اور پھر وہ اندر جاتے جاتے واپس آرکتے اپنے ننھے ہاتھوں سے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اشتیاق سے، جگنو بن جاتی آنکھوں کے سنگ پوچھنے لگا۔

"تمہیں اچھا لگے گا تو کیوں نہیں میری جان"

دراب نے اسکی ٹھوڑی پکڑے مسکرا کر کہا اور اسکا سر چوما تو وہ خوشی خوشی دراب سے لپٹا اور پھر لیزے جھکی اور مموسے گال پر کس لیے وہ خوشی خوشی دونوں کو ہاتھ ہلاتا سکول کے اندر دوڑ گیا۔

لیزے اور دراب نے اسکو ٹیچر کے ساتھ اندر سکول بلڈنگ تک جاتے اور او جھل ہونے تک محبت اور انسیت چھلکاتی آنکھوں سے دیکھا پھر ان دو کو ایک دوسرے کے سراپوں سے اٹھتی مدہوش کرتی مہک نے جنجھوڑ دیا۔

"اسکی خوشی بہت سکون دے رہی ہے، یہ ہم دونوں پر گیا ہے ناں لیزے"

دراب کے نرماہٹ کے غلاف میں لپٹے سوال پر وہ اسے گردن گما کر دیکھتی یہی سوچ رہی تھی کہ زندگی کیا واقعی جنت بن گئی ہے یا صرف لیزے نور کو لگ رہی ہے۔

چلو تمہیں بھی ڈراپ کر دوں، کیا یاد کرو گی کتنا ہاٹ اینڈ چارمنگ ڈرائیور"

"ہے تمہارا

لیزے کا کوئی جواب نہ آیا تو وہ خود ہی گاڑی کی طرف پلٹا، لیزے بے رنگ سا مسکرائی اور خود بھی جا کر بیٹھی، دونوں نے سیٹ بیلڈ باندھے، دراب نے گاڑی مین روڈ پر نکالتے باہر کا ٹھنڈا نم موسم دیکھتے سائیل دی۔

"حیدر"

بہت نرم پکاری وہ، حیدر نے گاڑی کی سپیڈ سلو کرتے چہرہ اسکی طرف گماتے واپس پھیرا کیونکہ دیکھ کر ڈرائیور کرنی ضروری تھی۔

"کچھ کہنا ہے تو کہو نام لے کر ہوش سے فارغ مت کرو۔ بولو کیا ہے؟"

دراب اسکی چپ پر چڑا تو وہ اسکی بازو سے بازو الجھاتی بس اپنا سر اسکے شانے پر ٹکا کر آنکھیں موند لیتی دراب کو نا جانے کتنی خوشی دے گئی کہ درست ترین پیمائش بھی کرتی تو ناکام ہو جاتی۔

"پیار آرہا ہے مجھ پر؟ ہے ناں"

وہ لیزے کے سراپے سے اٹھتی مدھر خوشبو ان ہیل کرتے شوخ ہوا، وہ بند آنکھوں سے مسکرائی۔

"چہرے کا نشان کیسے مٹا آپکا؟"

لیزے نے کچھ دیر بعد چہرہ اٹھائے اسکے چہرے پر نظر پھیری، اب تو اسکی گال پر نشان تک نہ تھا، بلکہ بے داغ چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت تھا، ہلکے ہلکے بالوں کی نیلاہٹ ورواں، چہرے کو اور کشف نگاہ بنا رہی تھی۔

سرجریز ہوئی تھیں، میں تو نہیں کروانا چاہتا تھا۔اسے سنبھال کر رکھنا چاہتا"

"تھا پر ممی، سکھی اور دد ھونے بہت پریشرائز کیا۔تو کروانی پڑیں

دراب نے بتانے کے بیچ دو تین بار اپنی طرف دیکھتی لیزے کو دیکھا۔

"درد ہوا تھا؟نشان کے مٹ جانے پر؟"

وہ سیدھے سوال کہاں کرتی تھی،دراب کیسے بھول گیا،اک بھولی بسری مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر رینگی۔

"بہت،دوبارہ لگادو"

دراب نے اسکے کان کے آویزے کی جگہ چومتے لیزے کو اپنے بس میں کیا پر وہ اسکا چہرہ پکڑ کر سامنے کر گئی۔

"نہیں،یوں زیادہ پیارے ہیں"

وہ بدحواسی سے بولی،دراب نے جھٹکے سے بریک لگائی،اس اچانک افتاد پر لیزے نے گھبرا کر اسکے کاندھے سے سر اٹھایا۔

"آپ نہیں حیدر،آپکے گال"

وہ اسکے دیکھنے پر کنفوز ہوتی بڑبڑائی۔

"تو کیا یہ پیارے گال تمہارے پیار کے مستحق نہیں،دے وانٹ یو"

وہ یوں سڑک کے بیچ وبیچ گاڑی روکے لیزے کے سامنے گال پیش کرتا واقعی بچہ لگا۔

"آفس پہنچائیں، دیر ہو رہی ہے"

وہ بگھڑ کر دور سرکی، دراب نے اسکی کلائی پکڑ کر مڑوری تو وہ واپس قریب جھک آتی کراہی، دراب کی آنکھوں میں جنون ہلکورے رہا تھا، لیزے کا حلق خشک پڑا۔

"یہ جگہ ہے ایسی فرمائش کرنے کی، مت کریں ناں حیدر"

وہ اسکی آنکھوں کے اشارے پر روہانسی ہوئی پر وہ ضد کا بہت برا تھا تبھی لیزے نے آگے سرکتے اسکے ایک رخسار پر ہتھیلی جوڑتے رکھی اور دوسرے کو اپنے ہونٹوں کی نرمی سے چوما، دراب شریر مسکرایا کیونکہ انگ انگ میں یوں کرکے ٹھنڈاتری۔

آگے سے میری یا میری لکس کی تعریف کرنے میں احتیاط کرنا، کیونکہ میں"
پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں اب نہ تمہیں بھاگنے دوں گا۔اور مجھے یہ بھی پتا
ہے میں تمہیں سر سے پیر تک اب بھی پیارا ہوں"

دراب اسے دھمکا بھی رہا تھا اور اکسا بھی رہا تھا، لیزے مسکرانا نہیں چاہتی تھی
پر دراب نے مجبور کیا۔

مسکراتی بھی ہو تم، اوہ میرے خدا۔ میں نے تو اس مسکراہٹ پر بار بار مر"
جانا ہے۔ چھپالو اسے خدارا"

وہ اسکے نچلے ہونٹ کو انگلی کی پور سے چھوتا اسکی گھبراجاتی آنکھوں میں
جھانکا، لیزے نے لرز کر پلکیں جھکائیں اور اسے خود سے پرے کرتی ٹھیک
سے بیٹھی۔

"میں تلافی کر پا رہا ہوں ناں لیزے؟"

واپس گاڑی سٹارٹ کرتے اپنے ہاتھ میں لیزے کی انگلیاں
پھنساتے، ہتھیلیوں کو ملاتے وہ سوال نہیں کر رہا تھا، سحر پھونک رہا تھا۔

"تھوڑی سی"

وہ اسکے ہاتھ کے لمس پر پر سکون ہوئی۔

"کافی ہے"

اسکے ہاتھ کو چومتے اپنے اختراع پر ناز کیے وہ لیزے کو ایک بار پھر اپنی محبت میں مبتلا کر گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"آپ میڈیسن لے رہی ہیں ناں دی جان؟ یہ نہ ہو آپ لاپرواہی برت دیں اور خدانخواستہ طبعیت بگاڑ لیں"

سلوی نے لنچ کے بعد نانو کو کال کی کیونکہ انکی مس کال فون پر دیکھ کر وہ پریشان ہو گئی۔

آھو میرے بچے، بس تجھے یاد کر رہی ہوں۔ آجاناں ایک دن کے لیے، اب"
"کونسا غیر محرم ہے یہاں جو تو گھبرائے، میں تجھے دیکھ کر کھل اٹھوں گی
سلوی چلی تو جاتی پر یزدان کی ذات سے اک عجیب سا خوف تھا جو اسے گھیر چکا
تھا۔

اب تو زیادہ خطرہ ہے وہاں، انہوں نے پکڑ کر کمرے میں بند کر کے کچھ کر"
دیا تو میں کسی کو بتانے لائق بھی نہیں رہوں گی۔ پہلے تو پتا تھا چھوئیں گے بھی
"نہیں پر اب بھلا کون انکو روک سکتا ہے

دل ہی دل میں سلوی سوچنے لگی جبکہ فہمیدہ پریشان ہو گئیں اسکی چپ پر۔

اچھا کچھ گھنٹوں کے لیے ہی آجا، پتا ہے تو ابا جی کی لاڈلی ان کے بنا بھی رہ"
نہیں سکتی پر تیری دی جان تجھ سے مل کر اپنی نور سے ملتی ہے ناں، تبھی رہا
"نہیں جاتا

نانو کے افسردہ لہجے پر وہ ہوش میں آئی۔

ارے نہیں دی جان ! ایسی کوئی بات نہیں۔اوکے میں شام کو آتی ہوں پر"

"رہوں گی نہیں۔آپ سے اور ماموں سے مل کر چلی جاوں گی

سلوی نے گویا انکو نہال کیا۔

"گاڑی بھجواوں؟"

فہمیدہ بے قراری سے بولیں۔

نہیں نادیہ نے اپنی امی کے ساتھ بازار جانا ہے تو اسے کہوں کی جاتے ہوئے"

مجھے ڈراپ کر دے اور واپسی پر پک بھی کر لے۔آپ مجھے زیادہ سا پیار کر لینا

"اوکے ناں

سلوی کی معصومیت پر نانی قربان ہوئی، پس پردہ وہ سلوی کی اختیاط اچھے سے سمجھ رہی تھیں۔

چل ٹھیک ہے جیسا تجھے بہتر لگے، آجا میں انتظار کر رہی ہوں۔سوہن حلوہ"

"بھی بناوں گی تیرے لیے

سوہن حلوے کا سن کر تو ویسے ہی سلوی کے منہ میں پانی آگیا جس پر اس نے کھل اٹھتے نانی کا بوجھل دل بھی پھول کر دیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو، وہ آدمی نوچ ڈالتا ہے۔ سیلی کے ساتھ بھی ایسا ہی" کیا تھا اس با** نے، پتا نہیں مر گئی۔۔ کہاں گئی۔ پلیز میں تمہارے پیر پکڑتی "ہوں۔ مجھے اس کے آگے مت ڈالو

ایک ڈانس کلب کی جونئیر مگر بہت پیاری ماڈل شیزا تھی وہ جسے جمشید پکڑ کر سٹوڈیو پہنچا، جبکہ گرمیل بھی کچھ دیر تک پہنچنے والا تھا، جمشید نے شائیل کے جگہ یہی لڑکی چنی تھی پر وہ چیخ چیخ کر روتی جمشید سے منتیں کر رہی تھی، اس سے بھیک مانگ رہی تھی۔

"بات سنو! چلانا بند کرو"

جمشید اسکی چینخوں سے عاجز آتا دوزانو زمین پر بن پانی مچھلی کی طرح تڑپتی شیزا کے پاس بیٹھا اور اسکے منہ میں زبردستی دو ٹیبلٹ گھساتے وہیں کھڑے اپنے ساتھی سے پانی کی بوتل لے کر شیزا کے زبردستی منہ میں وہ پانی اتارا جس سبب اس نے وہ دونوں ٹیبلٹس نگل لیں پر سسکنے لگی۔

"ی۔۔ئہ کیا کھلایا ہے تم نے مجھے؟"

شیزا اسکی طرف سرخ آنکھوں سے دیکھتی منمنائی۔

"تم پر کچھ دیر میں ایک نقلی موت طاری ہو جائے گی، آئی مین تمہارا جسم مردے کے جسم سا ہو جائے گا، دھڑکن نا محسوس کی جانے کی حد تک آہستہ اور جسم کی حرارت یکدم مر جائے گی۔ یعنی تم گرمیل کے روبرو ایک طرح مر جاو گی، تو تمہیں چھو نہیں سکے گا۔ اسکے لوگ تمہیں جہاں مرا سمجھ کر پھنکوائیں گے وہاں سے میرے لوگ تمہیں بحفاظت اٹھا کر تمہارے ٹھکانے پہنچا دیں گے"

شیزا کی ڈری آنکھیں مشکوری کے آنسوؤں سے بھریں، گرمیل سے خطرناک اسکا یہ ساتھی مشہور تھا تبھی شیزا حیران تھی۔

"ت۔۔تم یہ احسان کیوں کر رہے ہو مجھ پر؟ تم نے مجھ سے پہلی لڑکیوں کو کیوں نہیں بچایا جیم؟"

شیزا کی آواز اب بھی نم تھی، جمشید نے اٹھ کھڑا ہوتے گردن اکرائی۔

"انکو بچانا مجھ پر فرض نہیں تھا، تمہیں بچانا فرض تھا کیونکہ تم جسکی جگہ یہاں لائی گئی ہو یہ سب در حقیقت اسکے سبب کر رہا ہوں۔ مجھے زیادہ نہیں علم پر کسی کا خود کو پابند کرنے کے لیے اتنی مشقت اٹھانا ضروری ہوتی ہے۔ ایک کال کر کے مجھے اپنی خیریت ضرور بتانا شیزا۔ بائے"

وہ غیر واضح وضاحت دیے وہاں سے نکلا تو شیزا نے پھیکی سی مسکراہٹ دیتے سر دیوار سے ٹکا لیا جبکہ دوسری طرف قاسم بھی پہنچ چکا تھا، فلائیٹ تو شنائیل کینسل کروا ہی چکی تھی سو اس نے قاسم کی جاب پکی کروا کر ایک بار پھر

جمشید سلمان کو اپنا مقروض کر دیا، وہیں گرمیل نے ویسا ہی کیا جیسی جمشید کو توقع تھی اور اس لڑکی کے مرنے پر وہ جمشید کی بازپرس بھی نہ کر سکتا تھا۔

جب جمشید واپس ہوٹل پہنچا تبھی اسے قاسم نے خوشی خوشی یہ نیوز سنائی اور رہنے کے لیے جگہ کے انتظام کا بھی بتایا۔

تو تم نے مجھے اپنا قرض دار کر ہی لیا شنائیل شمدی، لٹس سی اس سارے" وقت میں مجھے کون کونسے خسارے تمہارے نام پر سہنے ہوں گے۔آج گندے دھندے سے غداری بھی کر دی، سکھی بھائی کو تایا جان کی برائیاں بتانے کا گناہ بھی سوچ لیا۔ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے۔ابھی میری تباہی لمبی چلے گی"

وہ تھک ہار کر بڑبڑاتا میٹرس پر گرا اور لگ رہا تھا اسکے دل کے ساتھ بہت برا ہاتھ کر گئی ہے وہ دنیا کی منظور نظر۔

ماں باپ کا لاڈلہ اکلوتا، ادھر پردیس میں جہنم جیسی اذیت میں اتر رہا تھا۔ہائے ری بدخواقسمت۔

جبکہ اپنے روم میں اداس سی کھڑی شنائیل، بہت سی سوچوں میں الجھی تھی، جمشید کو اپنے احسان تلے دبانے پر غرور کے بجائے دکھ ہو رہا تھا۔

ایویں فضول شرطیں، سلاخواں کی طرح اسکے چار اطراف چھوڑ آئی" ہوں۔سچ میں دل ہار بیٹھا تو میں اسکے جذبات کس دل سے لگاوں گی؟اس گندے میلے اور ناپاک دل کے ساتھ؟ہر گز نہیں۔پر میں کیا کرتی،اسکو دیکھ کر دل کو آرام سا محسوس ہوا تھا، شاید زندگی میں پہلی بار پرفیکٹ میچ کی فیلنگ آرہی ہے۔اور یہ سب بلکل بکواس ہے جو میں سوچ رہی ہوں۔آئی نو وہ سکھی کی کمزوری کا مزید فائدہ اٹھانا ممکن نہیں نہ دراب کے قہر سے بچ سکوں گی۔تو کیا مجھے ممی کے پاس بھاگ جانا چاہیے، مرنا نہیں چاہتی،اور مرنا ڈیزرو بھی کرتی ہوں"

پچھتاوے کی آگ کی جلن بہت بری ہوتی ہے،دیکھائی نہیں دیتی پر اک آگ نس نس میں بھڑک رہی ہوتی ہے بلکل شنائیل شمدی کی طرح.

S MERWA MIRZA
NOVELS

ماضی کی سفاکیوں نے ایک بار پھر حال پر اپنا رنگ چڑھا دیا، دن گزر رہے تھے، شائیل دن بدن برہان جدون کے ساتھ مل کر کچھ لمبا کرنے کا پلین کر رہی تھی تو سکھی اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا، اسکی زندگی میں کچھ ایسی ناسور سی تکالیف تھیں جنھیں وہ صرف دراب سے شئیر کرتا تھا ورنہ اسکے اندر گھٹن پیدا ہونے لگتی تھی، اور وہ شام بھی ایسی ہی تھی جب سکھی پر پینک اٹیک آیا، سجاول اور اسکی دادی فہمیدہ کی جان ہمیشہ سکھی کی اس حالت پر نکل جاتی، انکے نزدیک یہ تکلیف سکھی پر اسکی ماں کی موت کے بعد سے بس دکھ میں طاری ہوتی ہے پر ایسا نہیں تھا، اسے یہ تکلیف اسکی ممی کی اذیت دیتی تھی۔

جب بھی سکھی پر پینک اٹیک آتا، وہ کسی سے نہ سنبھلتا سوائے دراب کے، اس شام سجاول نے دراب کو بہت کالز کیں پر وہ نیند کی دوا کی ہیوی ڈوز لیے سو رہا تھا تبھی سجاول نے اس روز ایک غلطی کی، شنائیل کو بلا لیا۔

شنائیل نے اس دن پہلی بار ہنستے، مسکراتے، فلرٹی سے خوش باش یزدان فاروقی کو بچوں کی طرح ڈرتے اور کانپتے دیکھا، وہ شاک میں چلی گئی تھی۔ وہ بائیس سالا لڑکا آخر ایسی کس اذیت میں تھا کہ اس پر یہ بھیانک کیفیت طاری تھی، شنائیل کے اندر کی دوست کچھ پل کو حاوی ہوئی تھی، وہ اسکی دادو اور بابا کو مطمئین کیے خود سکھی کے پاس آئی۔

وہ دونوں ہاتھوں کو آپس میں جکڑے بیٹھا فرش گھور رہا تھا جب شنائیل نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکے جکڑے ہاتھ کھولے اور اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

وہ کئی سالوں سے ساتھ تھے پر شائیل اسکے اس خوف سے لاعلم تھی تبھی وقتی پریشان ہوئی اور خفا بھی کہ دراب اور سکھی کی دوست ہونے کے باوجود وہ ان دو کے بارے بہت سی چیزوں کو لے کر انجان ہے۔۔

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی اپنے سکھی کو کبھی یوں دیکھوں گی، تم" دراب کے لیے ٹنشن میں ہو تو آئی پرامسس مر جاوں گی اسے لیزے کا نہیں ہونے دوں گی۔ میں جانتی ہوں تمہاری زندگی میں دراب کتنا اہم ہے پر تھوڑی اہم میں بھی ہوں ناں، سو پلیز خود کو سنبھالو۔ دیکھو کیسے سرخ ہو رہی ہیں تمہاری خوبصورت آنکھیں"

سکھی اسے دیکھتے نفی میں سر ہلاتا اسکے ہاتھ جھٹکے وہیں ہیچھے کو گرتے لیٹا تو وہ اٹھ کر اسکے سائید بیٹھی، ہاتھ بڑھا کر اسکے دل کی جگہ ہتھیلی سہلائی۔

سکھی! میں پریشان ہو رہی ہوں۔ تمہارے بابا اور دادی کی جان نکلی ہوئی" ہے۔ دیکھو دراب اس لیزے کے آتے ہی تمہیں اس حال میں لے آیا، کتنی

بار میں نے اور سجاول انکل نے کال کی پر نہیں اٹھایا اس نے فون۔اب تو سمجھ

"جاو کے یہ معاملہ کتنا پیچیدہ ہے

سکھی کا وہ جتنا برین واش کرتی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ سکھی تو اسے سن ہی نہیں پا رہا تھا۔

دراب نے اسے جس طرح ہرٹ کیا تھا وہ بلکل بکھر گیا تھا اور ستم کے چینخ پانا بھی مشکل تھا۔

"شنائیل جاو یہاں سے، تم دوست ہو میری پر دراب جتنی نہیں ہو کے میری رازدان اور مرہم بھی بن سکو۔وہ نہیں آتا نہ آئے، لیکن اسکا نعم البدل کوئی نہیں ہے"

سکھی نے تکیہ منہ پر رکھا پر شنائیل بنا برا منائے اسکے سو جانے تک بیٹھی رہی اور پھر اسکی جاتے ہوئے نظر سکھی کے ہٹے تکیے تلے پڑی ڈائری پر گئی۔

شنائیل نے پہلے اگنور کر کے جانا چاہا مگر پھر نا جانے کیا سوجھی کے چپکے سے اسکی ڈائری اٹھا کر وہیں کاوچ پر جا بیٹھی اور اس میں کچھ ایسا تھا جو شنائیل کے پیروں سے زمین کھینچ گیا۔

"اوہ مائی گارڈ، سکھی کی زندگی کے اتنے بھیانک راز۔او سکھی۔میری جان"

شنائیل کی آنکھیں بھی وہ پڑھ کر وقتی کرب محسوس کیے بھیگ سی گئیں پر پھر اچانک شنائیل نے سفاکیت سے اپنے آنسو رگڑ کر یزدان کے چہرے سے ہٹتا تکیہ دیکھا اور اس ڈائری کے پنوں کی اپنے فون میں پکچرز لیں اور پھر نا جانے کیا سوجھی کے سکھی کے ساتھ دھیرے سے جا بیٹھے لیٹی اور نازیبا سی چند اسکی گال پر کس کرتے پکچرز بنالیں، تب شاید اسکے اندر کی دوست مر چکی تھی، اور دوا کے گہرے اثر کی وجہ سے سکھی کو علم بھی نہ ہوا کے اسکے ساتھ کیا ہوا، اسکے چہرے سے تکیہ ہٹائے سکھی کی بازو اپنے گرد لپیٹے بہت مہارت سے ایسی پکچرز لیں جو شنائیل کو آگے بہت کام آسکتی تھیں۔

آئی ایم سوری لیکن تم بھی صرف میرے دوست ہو، جان جگر نہیں کے "
میں تمہیں استعمال نہ کروں، دراب کو پانے کے لیے اگر مجھے تمہیں بھی یوز
کرنا پڑا تو اب پیچھے نہیں ہٹوں گی۔ سوری سکھی ڈارلنگ۔۔۔ آئی وش میں
"تمہارے لیے کچھ اچھا کر سکتی

شنائیل ڈرامائی افسوس جھاڑے کمرے سے نکلتی چلی گئی، سکھی کی زندگی کے
وہ سارے کرب وراز جان کر جسکا گواہ یا تو وہ تھا یا اسکا اللہ اور اک دراب
رازدان تھا مگر اسکی آزمائش طویل ہو چکی تھی۔

دراب شام کا سویا اگلی صبح جاگا اور دودھ ونے بہت پیار سے اسکے لیے چوری
بنائی جس سبب وہ ممی اور دادا کے ساتھ تحمل سے ناشتہ کیے کالج کے لیے نکلا
پر سجاول انکل، شنائیل کے علاوہ سکھی کی ایک کال دیکھے اسکے چہرے پر
اضطراب چلا آیا۔

فورا سے پہلے وہ نا جانے کتنی تیز گاڑی چلاتا کالج پہنچا، وہاں پہنچ کر پہلی کلاس
بھی مس کی اور ٹیچر کے سامنے سکھی کو بازو سے پکڑ کر کلاس سے باہر گھسیٹ

کرلایا پروفیسر زیر لب غصے سے بڑبڑاتا واپس لیکچر شروع کر چکا تھا جبکہ سکھی نے باہر آتے جس بے دردی سے اپنی بازو دراب کے ہاتھ سے کھینچی، دراب تھم کر رہ گیا۔

اوئے ادھر دیکھ، قسم سے نیند کی میڈیسن لے کر سویا تھا۔ صبح اٹھا" ہوں۔ سب خیر تھی، بڈی کیوں کال کر رہے تھے۔ تو نے بھی ایک بار کال "کی۔ بول ناں سکھی۔ اب تک ناراض ہے مجھ سے؟

دراب اس کی چپ پر اندر ہی مانو گل رہا تھا پر یزدان نے بھی قسم اٹھائی تھی نہیں بولے گا۔

تو اسی طرح سویا رہ جائے گا اور میری جان نکل جائے گی۔ کچھ نہیں کہنا مجھے" تجھ سے، تو میرا یار رہا ہی نہیں، سب ختم کرتے ہیں۔ تیرا جو دل چاہے "کر، بھاڑ میں بھیج مجھے

یزدان نے اسے پھٹ پڑتے خود سے پرے دھکیلا اور چیخا، دراب نے پھر سے اسکی دونوں بازو پکڑے جنجھوڑتے روکا۔

ایسے تومت کہہ، دیکھ میرا دل بند ہو جائے گا۔بتاتورات ٹھیک تھاناں، بول"
ناں سکھی۔میں نے جو غصہ کیا، تجھے تکلیف دی اسکے لیے معاف کر
دے۔ مجھ سے مت روٹھ"

دراب کا بس نہ چل رہا تھا اس پر اور یزدان اسے دیکھنا بھی نہ چاہتا تھا۔

اس کل کی آئی لڑکی کے لیے تونے بچپن کی دوستی کو گرہن لگایا ہے"
دراب، میں تیرے معاملے میں بولنے والا ہوتا کون ہوں صیح اوقات یاد
دلائی تونے مجھے۔خدا کسی انسان کو کسی انسان کا محتاج نہ کرے۔ ختم سب"
دونوں بازو جھٹک کر وہ دلخراشی سے کہے جانے لگا پر اس بار دراب حلق کے
بل چلایا کے کوریڈور میں راونڈ پر آئے برہان جدون نے ساتھ چلتے دو
پروفیسر کو ہاتھ کے اشارے سے روکا اور خود دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو کر
یزدان اور دراب کو دیکھنے لگے۔

تیری جرت بھی کیسے ہوئی سب ختم کرنے کی، میں تیرا منہ توڑ دوں گا اگر"
تو نے ختم کا لفظ دوبارہ اس زبان پر لایا۔ میری بے بسی کو بن کہے سمجھ سکھی، نہ
میری زبان میرا ساتھ دے رہی ہے نہ دل اور نہ بہکتے قدم۔ مجھ سے جس
دن تو نے خود کو علیحدہ کیا میں خود کو مار دوں گا، اور تو ہو گا میری عین جوانی میں
آئی موت کا سبب۔۔۔ سنبھالتا رہیں پھر اپنے دکھوں کے ساتھ میری ماں اور
"ددھو کو بھی۔۔۔۔ اجیرن کر دوں گا میں تیری زندگی مر کر۔۔۔ سنا تو نے
وہ حلق کے بل ہیجانی ہوتے پاگلوں کی طرح چلا رہا تھا اور اس دن برہان
جدون کے دل پر اپنے اکلوتے بیٹے کی ایسی ابنارمل حالت دیکھ کر چھریاں چلی
تھیں اور یزدان کا دل پھٹا۔

جب تک یہ گند زندہ ہے (اپنے سینے کو ٹھوکا) تب تک تیرے پلے ہی"
ہے۔ سنا تو نے۔ کوئی بھی سزا دے لیا کر، پر ایسا نہ کہنا دوبارہ۔ میرے پاس ہی
نہیں بلکہ اس پوری دنیا میں سکھی صرف ایک ہے۔۔ اور یہ میں کسی کو نہیں
"دوں گا۔ سن رہا ہے ناں

یزدان کی آنکھیں انگارہ ہو گئی تھیں، دراب کے اک اک حرف نے اسکے سینے کا انگ انگ ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔

"ت۔۔تو سچ بتاناں، کیوں پڑا ہے لیزے کے پیچھے"

یزدان نے اس بار اسکی بازو دبوچیں پر دراب کے پاس کوئی جواب نہ تھا، وہ خود کو چھڑوائے اپنی آنکھیں رگڑتا وہاں سے چلا گیا جبکہ سکھی، کسی نے گلا کھنکارنے پر چونکا تو سامنے برہان جدون کھڑے تھے۔

وہ لڑکی میرے بیٹے کے لیے ہی نہیں تمہارے اور شنائیل کے لیے بھی" اذیت بنے گی۔ دیکھو اسکی حالت، زندہ ہو کر مرا لگ رہا ہے۔ تم سے بہت امید ہے مجھے، شنائیل اور تمہیں اسے لیزے سے بچانا ہو گا۔ میری بات کانا سہی یزدان، اسکی حالت کا احساس کرو۔ آئی ہوپ تم دونوں دوست اپنے دوست کو تباہ ہونے نہ دو گے"

برہان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھے مظلومیت کے سنگ کہتے ہی کلاس روم میں بیٹھی شنائیل کو کلاس کے بعد انکے آفس آنے کا اشارہ کیا اور پاس سے گزر گئے جبکہ سکھی جس جگہ کھڑا تھا، لگا اسی جگہ دھنس گیا ہے۔

دراب باہر گراونڈ میں آکر فٹ بال ایریا کی طرف جا کر کھڑا گہرے سانس کھینچے وہاں کھیلتے سٹوڈنٹس کو دیکھ کر بیدار شاید کہیں اور تھا۔

لیزے جو اسکے تنگ کرنے سے کافی دن سے چڑ رہی تھی، اسے صبح صبح پلے گراونڈ کی طرف کھڑا دیکھتی اپنی ساتھیوں کے ساتھ جانے کے بجائے انکو ٹیسٹ رویزن کا کہہ کر گراونڈ نکل آئی۔

اور کب اسے احساس ہی نہ ہوا کے وہ دراب کے کتنے قریب جا رکی ہے، حالانکہ اسکا ایسا ارادہ بھی نہیں تھا۔

وہ اسے اداس لگ رہا تھا، لیزے نے اسکی گال کا نشان دیکھتے خود کو بری طرح کوسا پھر آنکھوں میں امڈتے آنسو رگڑتی واپس چپ چاپ اسکو دیکھنے لگی۔

مجھے خوف آرہا ہے اسکے امن پسند ہونے سے، وہ خود کو پر سکون دیکھا رہا"

"ہے، پر اسکی آنکھیں جہنم لگ رہی ہیں لیزے

وہ سرگوشی میں بڑبڑائی پر وہ یوں پلٹا جیسے وہ چیخ کر بولی ہو اور سننے والا

صرف دراب حیدر جدون ہو، لیزے فوراً سے وہاں سے ڈر کر جانے لگی جب

وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں جن کی طرح اسکی راہ میں آرکا۔

لیزے بوکھلا گئی۔

"گڈ مارننگ، مجھے دیکھ رہی تھی؟"

وہ نارمل سے لہجے میں بولا تو لیزے پر اعتماد ہوئی۔

"ہرگز نہیں"

وہ کہہ کر سائیڈ ہونے لگی تو وہ بھی ہو کر سامنے ہوا، زچ کرتی موجودگی اور

تپش رکھتی آنکھوں کا مالک بنے۔

"بوائے فرینڈ ہوں تمہارا، دیکھ سکتی ہو"

وہ اسکے لہجے کے استحقاق پر بھڑکی۔

اپنی حد میں رہیں، بدلا لینا ہے تو ایسا ہی نشان میرے چہرے پر لگائیں اور یہ "
واہیات سارشتہ سمیٹ کر چلتے بنیں۔ڈرپوک نہیں ہوں کے آپ مجھے ان
"آنکھوں کی جہنمی تپش سے ڈرالیں گے

وہ کھردرے پن سے بولی، لہجہ اجنبیت کے زہر سے اٹا تھا۔

ابھی تم نے دھواں تک نہیں دیکھا، سلگتی جہنم تو بہت آگے کی چیز ہے کلر "
"کوئین

وہ اسکے دھمکانے پر روح کے سب دریچوں تک ہراساں ہوئی۔

"سوچ ہے تمہاری کہ کیا ہونے والا"

وہ سنسنی پھیلاتا سرگوشی میں پھر بولا، لیزے کا دل گھبرانے لگا، پھڑپھڑانے
لگا۔

"ک۔کیا مطلب ہے؟کیا کریں گے میرے ساتھ؟"

وہ بولتے سمے ہکلا سا گئی۔

"وہ جو کبھی کسی نے کسی کے ساتھ نہیں کیا ہو گا۔ گیس واٹ ؟"

لیزے کو ان ہیزل گرے آنکھوں سے سخت وہشت ہوئی۔

"آج کالج کے بعد تھوڑی دیر میرے ساتھ قریب کے کیفے چلو گی؟ بس پانچ منٹ؟ شاید سب ختم کر دوں"

وہ یکدم لہجہ نرم کر گیا جبکہ لیزے کا دل سب ختم پر سینے میں پھڑ پھڑایا۔

"اگر واقعی سب ختم کرنا ہے تو چلوں گی"

لیزے نے جلدی سے کہا اور آنکھوں میں کرچیاں سمیٹے پلٹ گئی، سب ختم ہونے پر اسے رونا آیا تبھی وہاں سے بھاگ گئی جبکہ دراب اسکے بھاگنے پر کھل کر مسکرایا تھا، واقعی کچھ تو ہونے والا تھا۔

حسب توقع، کالج کے بعد لیزے واپسی کی بس پکڑنے کے بجائے کیفے کی طرف بڑھی، کیونکہ آدھا گھنٹہ وہ پہلے نکل آئی تاکہ بس مس نہ ہو اور دل میں جو محبت ہے وہ بھی شان سے اپنی موت مرے۔

کیفے میں قدم رکھنے کی دیر تھی کہ وہاں کی ویٹریس خوبصورت گلاب کے پھولوں کا گلدستہ اسکو پیش کرتی خوش آمید کر کے حیران کر گئی، لیزے کبھی اس ویٹرس کو دیکھتی کبھی ان پھولوں کو۔

"یہ پورا کیفے مسٹر دراب حیدر جدون نے آپکے لیے ریزرو کروایا ہے اور سختی سے کہا تھا آپکا پیارا سا ویلکم کیا جائے"

ویٹرس نے لیزے کی آنکھوں میں تیرتی اجنبیت و حیرانگی تکتے تفصیل دینی مناسب سمجھی، لیزے نے رسما مسکراتے اس سے پھول پکڑ لیے۔

"سب ختم کرنے کے لیے اتنے اہتمام کی بھلا کیا ضرورت تھی"

لیزے نے افسوس کرتے سوچا اور اندر کی جانب ہچکچاتے ہوئے چلنے لگی، پورا کیفے بلکل خالی تھا اور کچھ دور ہی خوبصورتی سے سجی وہ خاص ٹیبل لیزے کو دیکھائی دے کر گھبراہٹ دینے لگی۔

میز کی دبیز سطح پر سفید ٹیبل کور بچھا تھا، اور اس پر ایک خوبصورت جیولری کیس اور ساتھ ایک پرپل روز، لیزے میکانکی طور پر میز کے قریب چلی آتی رکی، وہاں شاید بہت خاص قسم کا ائیر فریشنر بھی چھڑکا گیا تھا کیونکہ اس ٹیبل کی حدود میں آتے ہی لیزے کو اپنی سانسیں تک مہکتی محسوس ہوئیں، پھر اک بھولی بھٹکی سی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر بکھر گئی۔

"تم مسکرا رہی ہو، حالانکہ تمہیں چلا کر میری اس جرت پر بے عزت کرتے ہوئے کیفے کو سر پر اٹھانا چاہیے۔ میں اس مسکراہٹ کو کیا سمجھوں؟"

وہ بوتل کے جن کی مانند لیزے کے سامنے نمودار ہوتا، لیزے کے سارے احساسات سلب کرتا محسوس ہوا، تو وہ خوشبو دراب حیدر کے سراپے کی تھی، لیزے کے محسوسات نے فورا پہچانی۔

بس پھول اچھے لگتے ہیں، یہ مسکراہٹ انکے لیے تھی۔ ختم کریں جو کرنا"
"ہے تاکہ میں جاسکوں

لیزے نے تھوڑا پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوتے جس طرح خود کو دراب سے محفوظ کیا وہ مقابل کی دھڑکنوں میں طغیانی لایا۔

"کچھ شروع ہوا ہی نہیں تھا تو ختم کیسے کروں، اختتام سے پہلے کیا ہمیں آغاز
"نہیں کرنا چاہیے؟

وہ دو قدم اٹھائے لیزے سے واپس پہلے والے فاصلے پر رکا، اسے محسوس کی جاتی نگاہوں میں لیا۔

"جو کہنا ہے صاف کہیں، یہ سب سجاوٹ۔ یہ پھول، کس لیے؟ میری بس
"آنے والی ہے، جلدی سے بات ختم کریں تاکہ میں جاسکوں

لیزے پھر پیچھے ہٹی، لیکن یوں دھیرے سے کہ دراب کو احساس نہ ہو پر وہ اچانک سے اسکے دھیرے سے چلتے سانس تک کو محسوس کرنے لگا تھا تو یہ فاصلہ کیسے نہ بھانپتا۔

"تمہاری بس آ رہی ہے، اور میری بس جا چکی ہے"

وہ غیر واضح ہوتے بولا، لیزے اسکے مستقل دیکھنے پر سٹپٹائی، عجیب بے کلی پورے وجود میں اتر رہی تھی۔

"کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

وہ جھنجھلاہٹ میں زرا تیز لہجے میں بڑبڑائی۔

"وہی جو ان آنکھوں میں لکھا ہے، یعنی تم۔۔۔"

وہ پھر دو قدم اٹھائے قریب ہوا تو لیزے کرسی کی پشت سے جڑتی رک گئی، مزید دور نہیں جا سکتی تھی۔

"پہلی نظر میں محبت ہو گئی؟"

وہ اتنے قریب سے ان ہیزل براون آنکھوں کی چمک پر مبہوت رہ گئی۔

وہ مسکرا کر نفی میں سر ہلاتا نا جانے کیوں لیزے کے ہوش و حواس بھی مٹھی میں جکڑ گیا۔

نہیں، پہلی بار دل دھڑکنے کے سبب کو ہمیشہ کے لیے اپنے جسم، دل، روح"

"اور حواسوں میں قید کرنے کی اجازت چاہیے

وہ جذبات کی دبیز تہہ میں لپٹی آنکھوں سے چھو گیا، لیزے کا دل چاہا اسکے خوبصورت چہرے پر لگائے زخم پر ہونٹ رکھ دے، اسکے درد میں کمی بن جائے، پر وہ خود کو روک گئی کیونکہ بہکنا اسے زیب نہیں دیتا تھا، سوچنا تک گناہ تھا۔

وہ حق دے رہا تھا پر لیزے آنکھوں میں نمی لیے اسے پرے کرتی جانے لگی، وہ لمحہ صرف کیے اسکی راہ میں آیا، روک گیا اس طوفانی لڑکی کو۔

"نکاح کرو گی مجھ سے؟"

وہ رونے والی تھی پر دراب کے یکدم کیے تقاضے پر باخدا بنا سوچے مسکرانے لگی۔

"ن۔۔۔نکاح؟"

وہ مسکراتی سسکی، وہ اس امتزاج ہوش ربا پر مر مٹا۔

ہمم۔۔۔تمہارے پیرنٹس کی مرضی کے ساتھ۔میری خوشی کے ساتھ"

"اور تمہارے اطمئنان کے ساتھ

لیزے کی مسکراہٹ میں سکون اتر آیا۔

"اور آپکے پیرنٹس؟"

وہ اداس ہوئی۔

انھیں چھوڑوا بھی، کوئی میرے ساتھ نہیں ہے سکھی کے علاوہ۔ویسے بھی" ممی اور ددھوون ویک کے لیے نیویارک گئے ہیں، بزنس میٹنگ کے سلسلے

"میں۔آئیں گے تو بتادوں گا، اپنی مرضی کا مالک ہوں

لیزے کو اسکے لہجے سے خوف آیا، وہ پھر آنسو ہوتی جانے لگی تو اس بار دراب کو مجبوراً اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اپنی بصارت کے روبرو ٹھہرانا پڑا۔

"میرا جواب دو لیزے"

وہ اسکے سوال پر ہی آدھی ہو گئی تھی، جواب پر تو کچھ ہو جاتا اسے۔

"ک۔۔کیوں کرنا چاہتے ہیں نکاح؟ بدلا لیں گے۔میں تو غریب سے گھر کی بیٹی ہوں، آپ تو کافی ریچ ہیں۔آپ کے لیے خوبصورت سے خوبصورت لڑکیاں میسر ہیں، شنائیل جیسی، تو میں کیوں؟"

خفیف سی جلن شنائیل کے نام پر جب لیزے کی آنکھوں میں ابھر کر معدوم ہوئی ویسے ہی دراب حیدر کے سینے میں دل بھی ڈوب کر ابھرا۔

"میری روح، میرا ہونا، سب تمہاری جانب سے، بہت سے خوشنما زخموں کے طلب گار ہو گئے لیزے نور"

وہ تھم چکی تھی، سانس سانس گروی رکھ کر، دراب حیدر نے اظہار نہیں کیا تھا، لیزے نور کی کائنات خریدی تھی۔

اس سے پہلے کچھ بولتی، شبیر مغل کی آواز پر نہ صرف دراب نے لیزے کو چھوڑا بلکہ وہ خود گھبرا کر پلٹی اور وہیں سادگی سے مسکرا کر آتے بابا کے سینے جا لپٹی۔

میں شہر اک کام سے آیا تھا، سوچا تجھے بھی لے جاوں گا واپسی پر لیکن میں " اس سے ملا۔ اسکی ساری باتیں سنیں اور دے دی اپنی دھی رانی۔ تجھے اچھا لگتا ہے یہ، تیری اماں نے بتایا تھا۔ یہ نکاح کرنا چاہتا ہے اور مجھ سے بہت پیار اور عاجزی سے تجھے مانگ چکا ہے۔ میرے پاس انکار کی نہ وجہ تھی نہ حوصلہ۔ تو اپنے بابا اور اماں کی طرح گاوں میں غلام نہیں رہے گی، تجھے اڑنے کے لیے پر ملیں گے۔ میں نہیں جانتا رب سوہنے نے تیرے مقدر میں کی لکھا پر وہ نہ لکھا ہو جو ہم نے جھیلا بس اس امید پر میں نے اپنی ساری جمع پونجی داو پر لگا "دی۔ میری اور تیری اماں کی کل میراث تو ہے

بابا کے بنا کچھ کہے اور پوچھے یہ سب بتانے پر لیزے کی آنکھیں سرخ ہو گئیں، وہ مڑی اور کچھ فاصلے پر کھڑے فون پر متوجہ دراب کو دیکھنے لگی جو شاید سکھی کو بلا رہا تھا۔

"یہ رشتہ نہیں لینے آئے گا بابا؟"

لیزے نے شبیر مغل کی طرف حسرت سے دیکھا جس نے اسکا ماتھا آسودگی سے چوما۔

"نہ لینے آئے یہی بہتر ہے پتری، کیونکہ گاوں میں اگر کسی کو بھنک بھی لگی تو
"ہمارے گلے کاٹ دیں گے چوہدری۔۔۔ک۔۔کیونکہ
شبیر کچھ کہتے کہتے رکے اور انکی آواز بھی رندھی تبھی تو لیزے کا دل ہولا۔

"کیونکہ کیا بابا؟"

وہ تڑپ اٹھی۔

اس منحوس چوہدری شمشیر کی نظر ہے تجھ پر،اور میں اور تیری ماں تجھے اس"
وحشی کے سپرد نہیں کر سکتے،اس سے اچھا ہے تیری زندگی خوشیوں کی امید
"پر رسک میں ڈال دیں اس لڑکے کے ساتھ
لیزے کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو ٹپکتے اس باپ کا کلیجہ چیرنے لگے۔
"ب۔۔بابا۔۔اماں کے بنا کر لوں نکاح؟"
وہ پھر سسکی۔
وہ بھی تو یہی چاہتی ہے،بیک وقت میں اور کنیز دونوں غائب ہو گئے تو"
شرطیہ ان منحوسوں کو شک پڑ سکتا ہے اس لیے مجھے ہی اماں سمجھ لے فی
الحال۔اچھا لڑکا لگا ہے مجھے،کم از کم بزدل اور کمظرف تو نہیں ہے ناں۔باقی
تیرا نصیب پتر،باپ کا بس چلے تو آسمان توں تاڑے توڑ کر دھی کا نصیب چمکا
دے۔تو اپنے اماں بابا کی آنکھوں کا نور ہے،ہماری خیر ہے پتر ہم سہہ لیں
"گے پر تجھے ہم دو جیتے جی بجھنے کیسے دے دیں۔تو مسکرا ناں اب

دراب کا دل ان باپ بیٹی کی آپسی گفتگو اور تاثرات پر دکھ رہا تھا، یہاں تک ہر چیز پیور تھی۔

"نکاح؟"

سکھی جب پہنچا تو ہر چیز تیار تھی، دلہن، قاضی اور گواہان بھی۔

"ہاں، کوئی اعتراض"

دراب اکڑا جس پر سکھی کا صدمہ بڑھا۔

"مطلب پیار کرتا ہے اس سے؟ بدلا نہیں ہے ناں"

سکھی نے اسکی بازو پکڑے قریب کھینچ کر غصے سے پوچھا۔

"بعد میں ڈیسائڈ کریں گے یہ، ابھی یہ خوبصورت سرمنی انجوائے کر لیں؟"

دراب کی ٹون زچ کرتی محسوس کیے سکھی نے اس سے دگنے غصے و عتاب سے اسکی بازو جھٹکی اور اسکے بعد جو ہوا چپ چاپ سہہ گیا۔

اچانک سے رازدای کے سنگ ہی چند گواہوں اور لیزے کے سرپرست کی موجودگی میں دونوں کا نکاح ہوا، قاضی روانہ ہوگئے،اصلی نکاح نامہ دراب کے حوالے کیے اور اسکی فوٹو کاپی لیزے کے بابا کو دیے،بس بھی نکل گئ کیونکہ شبیر نے بس ڈرائیور جو انہی کا دوست تھا کہلوادیا کہ وہ لیزے کو آج خود لینے آئے ہیں۔

شنائیل بھی کالج گیڈ سے باہر نکلتی، برہان جدون کی کچھ دیر پہلے والی بات یاد کررہی تھی۔۔

میرے بیٹا پہلے ہی مجھ سے بدزن ہے، یہ لڑکی اسے مزید مجھ سے اور تم" دوستوں سے چھین لے گی۔۔ سو اپنی کوششیں تیز کرو، سکھی کو بھی استعمال "کرو، کہنے کی ضرورت تھوڑی ہے کہ تم کتنی چالاک ہو

برہان کے الفاظ یاد کرتی شنائیل اپنی گاڑی کی طرف بڑھتے ٹھٹکی کیونکہ سکھی کی گاڑی پیچھے سے آتی پاس سے گزری تھی،شنائیل نے فورا اسے اپنا فون نکالا اور لوکیشن کھولتے یزدان کے فون کو ٹریس کیا،اور وہ کچھ دیر پہلے

ایک کیفے میں تھا، جب شائیل نے ویسے ہی دراب کی لوکیشن ٹریس کی تو وہ بھی وہی موجود ملی تبھی اپنے ڈرائیور کو فوری کیفے تک پہنچنے کا کہے گاڑی میں بیٹھی، جب تک شائیل پہنچی، دراب بھی لیزے اور شبیر مغل کے ہمراہ کیفے سے نکل گیا۔

شائیل گاڑی سے اتری اور کیفے کے اندر گئی تو وہاں کی خاص سجاوٹ دیکھتے ہی اسکا ماتھا ٹھنکا۔

"کیا یہاں کچھ سپیشل ہوا ہے؟"

اسے دیکھ کر آرڈر کے لیے پاس آتی ویٹرس سے شائیل نے کھڑے کھڑے پوچھا۔

جی نکاح سر منی ہوئی ہے چھوٹی سی، لیزے ویڈز دراب۔ ریزرویشن تو"

"پورے دن کی تھی پر ان لوگوں کا فنکشن جلد ختم ہو گیا۔ آپ بیٹھیں پلیز

ویٹرس نے پروفیشنل انداز میں نرمی سے بتایا مگر شائیل کے تو دماغ پر ہتھوڑا برسا تھا۔

"واٹ دا ہیل۔۔۔۔"

وہ ویٹرس کو پرے دھکیلتی تیزی سے باہر نکلی، جسم کا پورا لہو آنکھوں میں اتر آیا۔

تم ایسا کیسے کر سکتے ہو دراب، تم کیسے اس بلڈی بچھ سے نکاح کر سکتے ہو؟ کیسے۔اومیرے خدا۔۔۔یہ کیا ہو گیا۔سب تباہ ہو گیا۔میں برہان انکل کو کیا جواب دوں گی"

شائیل کے چہرے کی رنگت زرد تھی، آنکھیں آنسوؤں سے تر جبکہ بس نہ چلا پوری دنیا جلا دے۔

فوری واپس کالج پہنچ کر روتی کراہتی جانے کتنی ٹھوکریں کھائے وہ وائس پرنسپل آفس پہنچی تو برہان بس جانے کی ہی تیاری کر رہے تھے۔

"شائیل۔۔۔خیریت ہے بچے، کیا حالت بنا رکھی۔۔۔کوئی مر گیا ہے کیا؟"

برہان، میز کرسی کے بیچ سے نکلتے شائیل تک پہنچے جو پھوٹ پھوٹ کر روتی کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھی۔

سب خ۔۔ ختم ہو گیا انکل، دراب نے اس لیزے سے نکاح کر لیا۔ چھین" لیا اس ناگن نے مجھ سے میرا سب کچھ۔ وہ لے گئی اسے۔ م۔ میں مر جاوں "گی اسکے بنا، دراب کو کسی نے چھوا بھی تو مر جاوں گی

سماعت میں سیسہ وہ پگھلا ہوا تو برہان کے بھی اترا، جبکہ شائیل کی حالت اس وقت زیادہ ابتر تھی۔

دراب کو اس نافرمانی کی بہت کڑی سزا ملے گی، رونا بند کرو۔ کچھ ختم نہیں" ہوا، وہ تمہاری محبت کو چھو بھی نہیں سکے گی۔ سنبھالو خود کو، میرے پاس "بہت اچھا پلین ہے

برہان کے اندر کا زہر بھی جیسے نکلنے کو بے قرار تھا، شائیل نے دھندلائی سرخ آنکھیں اٹھا کر تاسف سے سسکنے کے بیچ جب انکو دیکھا تو ناجانے دونوں کے

بیچ کیا بات ہوئی کے نا صرف برہان جدون شاطرانہ مسکرائے بلکہ اس جان ہارتی شنائیل کے آنسو بھی تھم کر شرانگیز راحت میں بدل گئے۔

خوش رہو تم دونوں ساتھ، میری بیٹی کا ہمیشہ خیال رکھنا دراب حیدر۔ کنیز " اور شبیر نے تمہیں اپنی اپنی روح نکال کر یکجا کیے تھمائی ہے۔ اجازت دو اب ہمیں "

وہ لوگ گاوں کی طرف جاتے راستے تک آ کر رکے تھے، آگے چوہدریوں کا علاقہ شروع ہونا تھا تبھی شبیر اور لیزے سکھی کی گاڑی سے اترے، دراب اور یزدان بھی باہر نکل کر آئے۔

"دھیان سے جایئے گا، لیزے سے دو منٹ بات کر سکتا ہوں انکل؟"

دراب کو جب سے وہ ملی تھی دیکھ بھی نہیں رہی تھی، شبیر اور یزدان دونوں مسکرائے اور کچھ پاس ہی بنے ڈھابے کی طرف چائے کی نیت سے بڑھے

تبھی تو گاڑی کی اوٹ کی جانب کھڑی لیزے نے اپنی طرف بڑھتے دراب کو دیکھتے دل کی تیز دھڑکنوں کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"میں کل تمہارے ساتھ شام سپینڈ کرنا چاہتا ہوں یعنی کالج کے بعد گھر کے بجائے تم میرے ساتھ چلو گی کہیں بھی، میں نے اپنے حصے کی ساری ہمت دیکھا دی تمہیں اپنا بنا کر وہ بھی شرعی طریقے سے۔اب کل کے لیے اپنے اماں ابا سے اجازت لینا تمہارا فرض ہے، یہ کہنا مت بھولنا کہ اگر رات بھی ہو گئی تو تم اتنی ہی محفوظ ہو گی جتنا اپنے والدین کی آغوش میں۔۔۔اوکے؟"

وہ اس وقت بہت سنجیدہ تھا، جاتی دھوپ کی سرمئی کرنوں کے سبب لیزے کو اسکی آنکھیں مزید چمکتی محسوس ہوئیں، تحفہ وہ اسے کل دینے والا تھا۔

"جی"

لیزے نے سر ہلاتے کہا، تبھی دراب نے پیچھے گردن موڑ کر اک نظر شبیر مغل اور یزدان کو ڈھابے کے پاس کھڑا ہو کر چائے پیتے دیکھا اور لیزے کا

ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا، لیزے نے اسکے دباو دینے پر کراہتے آنکھیں چار کیں۔

"آو ہم بھی چائے پی لیں"

بنا کوئی مزید لفظی یا بصارتی گستاخی کرتا وہ اسکے ہمراہ خود بھی ڈھابے کی طرف بڑھا، چاروں نے چائے پی اور پھر شبیر اور لیزے رخصت ہوئے۔

یزدان نے اک نظر ان دو کو اور اک نظر دراب کو دیکھا۔

"نرمین آنی اور ددھو کو کیا جواب دے گا اس سب کا؟ اور اپنے اس باپ کو؟"

یزدان نے اسکا ہاتھ پکڑتے پاس سے گزرنے سے روکا۔

فی الحال میرا نہ سوال سننے کا موڈ ہے نہ یہ سوچنے کا کے کیا جواب دوں گا، وہ" مجھے چاہیے تھی اور نکل لی ابا حضور کے ساتھ جیسے ساری انہی کی ہو۔ میرے دکھ کا احساس کر سمجھا۔ کل تک کے لیے میرا غم غلط کر"

دراب کی زہریلی مظلومیت پر سکھی نے کھینچ کر اسکی کمر میں مکا ٹھوکا، دراب کراہ اٹھا۔

تیرا غم غلط کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے کپڑے پہن کر بیلی ڈانس "

کرنے سے رہا میں، اتنی چاہیے تھی تو اچک لیتا اسے اسکے ابا جی کے ہاتھ سے۔ آیا بڑا، بیٹا یہ جو تو نے ہیر وپنتی کی ہے، اسکے تنائج تیری سوچ سے بھی بھیانک ہونے والے ہیں۔ پہلے بتا رہا ہوں تجھے، مجھے قیامت کے آنے سے پہلے والا صور سنائی دے رہا ہے"

سکھی نے اسے سہی وارن کیا تھا پر دراب کی نس نس اس وقت خمار وانتظار میں دھت تھی سو اسے سکھی کی تنبیہہ بھی پیار کا اک نغمہ لگی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

ماضی چھٹا تو کہانی پھر سے حال میں جھولنے لگی۔

"ہاں کہاں ہے؟"

دراب نے ٹھیک ٹائم پر لیزے کے آفس کے باہر آکر اسے مس کال دی جبکہ خود سکھی کی خبر گیری کی جو توقع کے بر عکس گھر آچکا تھا اور چینج کے لیے کبرڈ کھولے شرٹ سلیکٹ کر رہا تھا۔

"گھر، کیوں؟"

یزدان نے مصروف انداز میں اپنے اہم کام میں غرق ہوتے ہی جواب دیا، دراب نے فون کان سے ہٹایا تو چڑھے دن کے اس وقت سکھی کو گھر جان کر حیران ہوا۔

"اس ٹائم تو تجھے سٹور ہونا چاہیے"

دراب نے مشکوک ہوتے یار کی دکھتی رگ دبوچی، سکھی لیب سے سیدھا کچھ کام سے گھر آیا تبھی بابا اور دی جان کو سلوی کے آنے کے بارے میں بولتا سنے سٹور جانے کو کینسل کیے زرا تیاری میں لگ گیا۔

تیرے بھوت محبروں نے لگادی شکائیت،ہاں میں شکنجہ بنا کر بیٹھا"

"ہوں۔میری دلبر آرہی سمجھا کر

سکھی نے خباثت سے ہنس کر رازداری اختیار کی۔

کیسے اوچھے کو مل گئی وہ غریبنی، کمینہ۔تجھے اپنی پونڈیوں سے فرصت مل گئی"

"تو مل لینا آکر مجھ سے۔بائے

دراب نے ٹھک سے کال کاٹی جبکہ آفس کے انٹرنس سے شیلا اور لیزے کو نکلتا دیکھے دراب مسکرایا۔

جس قسم کا یہ بے تاب تھا،ایم شیور کے باران کے بہن بھائی کو لانے کی"

"تیاری شروع کر دی ہو گی اس نے

شیلا نے جان بوجھ کر سنجیدہ سی لیزے کے کان میں گھس کر کہا،بچاری کے گال دہک گئے اور ان گالوں کی سرخیاں وہ دور سے ہی دیکھ کر محظوظ ہوا۔

"شیلا،بہت بد تمیز ہو تم"

دل تو لیزے کا اک کھینچ کر مارنے کا تھا پر بچاری ایسی تھی نہیں تبھی گھور ہی سکی۔

"گڈ آفٹر نون لیڈیز"

دراب نے ایکسٹرا پھیلتے دوپہر کا سلام ٹھوکا، شیلا کی سلپ مسکراہٹ اور دراب کی بتیسی پر لیزے کا پارہ ہائی ہوا، بھلے وہ دوست تھی پر دراب اسے سمائیل دیتا زہر لگا۔

"دراب بھائی، آپکی لیزے جل رہی۔ہاہا بائے"

شیلا کو جاتے جاتے بھی آرام نہ تھا جبکہ کہہ کر وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھی جبکہ لیزے کو تپا کر رکھ گئی اوپر سے جب لیزے نے نظریں گما کر دراب پر ڈالیں تو وہ ایکشن مارے کھڑا ذو معنی مسکراتا لیزے کو زہر لگا۔

"جلنے کی تو پرانی عادت ہے لیزے نور کی، میں نے ٹھیک کہا ناں؟"

دراب نے آگے کو جھک کر بے تکلفی دیکھانے کی کوشش کی پر لیزے نے اسے پرے کرتے ناکام کی۔

کیا میرے باڈی گارڈ بن گئے ہیں؟ میں خود چلی جاتی سکول۔آپ نے کیوں"
"قیمتی وقت برباد کیا؟
لیزے آگے چلتی گاڑی کے پاس رکے پلٹی تو دراب نے خشمگیں نظروں سے دیکھتے فاصلہ عبور کیا۔
تمہیں دیکھتے ہوئے، تمہارے ساتھ جیتے ہوئے جو وقت بیتے وہ اور انمول""
ہو جاتا ہے لیزے۔دل جلاتی بھی حسین لگتی ہو، سر آنکھوں پر تمہارا ناز
"نخرا
مقابل کے حد درجہ انس سے لاجواب کرنے پر لیزے کی آنکھیں جھکیں۔
حیدر! جو بھی ہو، آپکی مجھے منانے کی تمام کوششیں بجا سہی پر مجھے معاف"
نہیں کرنا آپکو ابھی۔میرے بابا اور اماں اس دنیا سے چلے گئے، اور لیزے
"بھی انکے ساتھ مر گئی۔مجھے سمجھنے کی کوشش کریں، مجبور مت کیا کریں

دفعتاوہ بہت بکھری ہوئی لگی،دراب نے پہلے تواسکاہاتھ پکڑ کر کارڈوراوپن کیے بٹھایااور خود بھی آکر بیٹھاجبکہ لیزے نے منہ موڑتے بہت مشکل سے اپنے آنسو سنبھالے۔

جانے والوں کے ساتھ مرا تھوڑی جاتاہے،ان دو کی قربانی،ان دو کا جانا" کبھی نہیں بھولوں گا۔وہ بھی تو تمہارے سکون کے متلاشی ہوں گے،اس جہاں بھی اور تمہارا سکون میں ہوں عشقم۔پلیز مت رونا۔باران نے اگر تمہاری سرخ آنکھیں دیکھیں تو مجھ سے خفا ہو جائے گا"

دراب نے اسکاہاتھ پکڑتے چوماساتھ گاڑی کا کنڑول بھی سنبھالاپر وہ یہ اندر سے جگہ جگہ سے کٹی ہوئی تھی اوراس سے اپنی تکلیف سنبھالنایوں ہی مشکل ہو جاتا۔

"مجھے انکی قبروں پر جاناہے حیدر"

لیزے نے سسک اٹھتے اسکی طرف دیکھا۔

"ہم کل ہی چلیں گے، بس رو نہیں۔ یہاں آو"

فوراسے اپنی بازو پھیلائی جس پر لیزے سیٹ بیلڈ کھولتی سرک کر اسکے حصار میں آتی اسکے سینے میں چھپ گئی، دراب نے بازو جکڑے سر چوما جو لیزے کو بہت ہمت دے گیا، اور پھر باران کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہ رہا تھا۔

میرا آج سب سے بیسٹ ڈے تھا، آپ دونوں ولڈ کے بیسٹ مموبابا"

"ہیں۔ میں آپ دونوں سے بہت پیار کرتا ہوں

سکول گیڈ سے نکلتے ہی وہ سامنے کھڑی لیزے اور دراب کو دیکھتے دوڑا، اور دونوں سے باری باری لپٹا، جبکہ دراب حیدر کے لیے شاید جنت اب انہی خوبصورت لمحوں میں قید تھی۔

سلوی جب آئی تو ایمرجنسی سکھی کے ارمانوں پر پانی پھرا اور ایک اہم انٹرنیشنل کلائنٹ میٹنگ آگئی جس سبب اسے سٹور نکلنا پڑا، سلوی کو نادیہ اور اسکی امی رکشے پر ڈراپ کر گئیں اور فہمیدہ تو جیسے اپنی نور کی خوشبو سلوی سے پاتے ہی اچھی ہو گئیں، سجاول بھی زمینی معاملات نمٹاتے جلدی گھر آ گئے تھے پھر سلوی کی فرمائش پر خود فہمیدہ نے خاص سوہن حلوہ بنایا، جو سلوی کا بہت فیورٹ تھا، سلوی کو جب آتے ہی پتا چلا کہ سکھی گھر نہیں تو وہ کافی ریلکس ہوئی، نانو سے بھی بہت سی گپیں مارتی رہی، اور پھر شام کے پانچ بجے تو جانے کی اجازت مانگی۔

اب تو اپنے لیے مجھے یوں تڑپائے گی، رک جاناں پتر۔ وہ کلمومی شاکرہ کھا"

"تھوڑا جائے گی

سلوی کا اپنا دل جانے پر آمادہ نہ تھا پر اسے سکھی کے آنے سے پہلے جانا تھا، دل سے زیادہ وہ دماغ سے اسکی قربت سے سہمی تھی۔

ایسی بات نہیں ہے دی جان! دراصل بابا کو ناں صبح ہلکا سا بخار ہو رہا تھا، میں"
جاوں گی اور رات انکو خود یخنی بنا کر دوں گی۔ رک بھی گئی تو میرا دھیان ان پر
"ہی اٹکا رہے گا، میں پھر دو تین بعد آجاوں گی آپ اداس نہ ہوں
سلوی کے پیار سے ٹالنے پر نانی نے آسودگی سے ماتھا چوما اور مان گئیں، سجاول
بھی دونوں کے لاڈ دیکھ کر مسرور ئیت میں مبتلا تھے۔
"میں چھوڑ آوں اپنے بچے کو"
ماموں کے پوچھنے پر وہ ناں کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

بلکل نہیں ماموں، دس منٹ تک نادیہ آرہی ہے تب تک میں زرا گوچی"
"سے تو ملوں۔ مس کر رہی ہوں اسے
سلوی نے چہک کر بتایا اور دونوں سے ڈھیروں لاڈ وصولتی اٹھ کر یزدان کی
بلی سے ملنے کے لیے گارڈن کا رخ کیا، گوچی بھی لان میں گیند سے کھیل رہی

تھی، سلوی کو دیکھتے ہی دوڑتی اسکے پیروں میں لوٹنے لگی، سلوی نے ہنس کر اسے اٹھا کر پیار کیا۔

تم مجھے مس کر رہی تھی، میں نے بھی کیا۔اچھا ہوا تمہارے وہ ہوشیار سکھی " گھر نہیں، میں چپکے سے آکر نکل لی جب انکو پتا چلے گا کتنا جلیں گے۔۔ہاہا، میں " بھی اب ہاتھ نہیں آنے والی تمہارے سکھی کے بچو

گوچی کو پیار کرتی وہ وہیں سوئمنگ پول میں پیر لٹکائے بیٹھی اور جھک کر پول پر تیرتا فلفی بال بھی اٹھا کر گوچی کے لیے باہر گارڈن میں پھینکا جبکہ سکھی کی گاڑی بنا ہارن ہی باہر رکی تھی کیونکہ اسے دراب کی طرف جانا تھا تبھی وہ گیڈ سے انٹر ہوتے تیزی سے گھر کی طرف بڑھا مگر اسے سلوی سوئمنگ پول کے پاس ہی زرا سی دیکھائی دی، مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیرے وہ مغرورانہ، فتحمندانہ چال چلتا ٹھیک سلوی کے عقب میں جا رکے گوچی کو، ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کیے دونون ہاتھ پتلون کی جیبوں میں گھسائے سلوی کی خود کلامیاں سننے لگا۔

ایسی بات نہیں ہے کہ میں انکو پسند نہیں کرتی یا میرا دل انکے پاس جانے کو" نہیں چاہتا، بس عجیب سی چیز ہے جو مجھے ڈراتی ہے ان سے۔ حالانکہ اتنے ہنڈسم تو ہیں تمہارے سکھی، نظر نہیں ٹھہرتی۔ اور کتنے اچھے بھی تو ہیں، اپنی

"دادو کے فرمابردار پوتے، اپنے بابا کے باہمت بیٹے

گوچی کے بالوں میں بدستور ہاتھ پھیرتی وہ یزدان کو نا جانے کتنی خوشی دے گئی خود بھی نہیں جانتی تھی، گوچی کا سلوی کی گود میں سکھی کو دیکھ کر مچلنا نہ رکا تو سلوی نے جب گھبرا کر پیچھے دیکھا تو تب تک سن وساکت رہی جب تک وہ اسکے ساتھ ہی ٹانگیں لٹکا کر نہ بیٹھا اور گوچی کو سلوی کی گود سے نکالے گارڈن کی طرف دھکیلا جس پر وہ منہ بناتی جا کر اپنے بال کو ٹکریں مارنے لگی۔

"کیا صدمے میں چلی گئی ہیں؟"

یزدان نے دھیرے سے بازو لپیٹے جھٹکا دیا تو وہ اسکے حصار میں سمٹی گھبرائی آنکھیں اٹھا کر اس خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگی۔

"آ۔۔آپ نے کچھ سنا تو نہیں؟"

سلوی اسکے چہرے کو دیکھتی ڈر کر منمنائی، یزدان نے نفی میں سر ہلاتے اسکے چہرے کو نہارا، اس قدر اجلی رنگت اور ملائم خدوخال کے یزدان فاروقی کا دل سینے میں انکو چھونے کو مچل گیا۔

"سننا چاہیے تھا کیا؟ اگر ہاں تو پھر سنا دیں"

یزدان نے اسکی سوندھی سی خوشبو ان ہیل کی، وہ نفی میں سر ہلا گئی، یزدان نے اسکی آنکھیں بغور دیکھیں وہ بہت پرکشش تھیں، بلا کی تراشی مورتی آنکھیں تو انکو چومتے ہوئے اس نے سلوی کے جسم میں کوئی لعزش یا کپکپاہٹ نہ پاتے مسرت محسوس کی، وہ دور ہوا تو سلوی بند آنکھوں سے مسکراتی جان کو آئی۔

ڈرمٹ گیا ہے ناں؟ میں نے اچھے سے مٹایا ہے ناں؟ اب تو نہیں گھبرائیں"

"گی؟ اب تو دور نہیں بھاگیں گی، اب تو نہیں تڑپائیں گی

یزدان کا آنکھوں میں جھانک کر ہر لفظ کہنا بجا پر وہ حیران تھی کے ایسا تو کچھ خاص نہیں ہوا جو وہ ڈرترک کر دے۔

"ایسا تو کچھ نہیں ہوا سکھی"

وہ معصوم بنی، یزدان کو اسکی شریر معصومیت پیاری لگی۔

"میں تھوڑا ایڈوانس ہوں، بعد والے سوال پہلے پوچھ لیے، اب کروں گا"

سلوی کا چہرہ اوپر کو اٹھائے وہ اسکی تیز دھڑکن بآسانی سن رہا تھا اور خود پر قابو مشکل ہو رہا تھا۔

"ک۔۔ کیا سکھی؟"

وہ گھگیا سی گئی۔

"آپکو اپنے جیسا، بننا چاہیں گی؟"

پھر سے اسکی مخملی سانسوں، اسکے رخساروں کی خوشبو میں مست ہوتے

یزدان نے پوچھا۔

"آپ کیسے ہیں؟"

سلوی کا ہاتھ سکھی کے پھر گریبان اور بند بٹنوں کے بیچ انگلیوں کے سنگ الجھا پر وہ دھیان ہی نہ دے سکی۔

"ویسا ہوں جیسا آپ نے سوچا بھی نہیں۔۔جان لیوا"

یزدان اسے اتنے قریب لا کر دور نہیں کر سکتا تھا یہ اسکی آنکھوں کے محور سے سلوی کے اندر تک کرنٹ سا اشارہ گیا۔

پہلے سلوی نے اپنا ہاتھ ان بٹنوں کی الجھن سے آزاد کیا اور پھر سکھی کے ہونٹوں کی ہیش رفت دیکھتے کچھ دور پڑے فون کے بجنے پر نا چاہتے ہوئے بھی اپنے لب ورخسار دور لے گئی، جلدی سے اسکی بازو ہٹاتے اٹھ کر کھڑی ہوتی فون اٹھائے جانے لگی، یزدان نے پکارا تو دل بھی قدموں کے ساتھ تھما۔

"وہ نادیہ آگئی ہے"

سلوی نے بنا پلٹے جلدی سے بتایا، یزدان بھی اٹھا اور پتلون جھاڑی جہاں گھاس چپک گئی اور سلوی کے عقب میں جا رکا۔

"تمیز نہیں ہے آپکو؟"

سکھی کی برہم سرگوشی پر وہ نم آنکھیں کیے بجلی کی سپیڈ سے پلٹی۔

"کونسی بتمیزی کی میں نے"

سکھی اسکے جم کر سوال کرنے پر جبڑے بھینچ گیا۔

جب آپکو اپنی بدتمیزیوں کا احساس ہو گا تب تک بہت دیر ہو چکی ہو گی۔ چلی"

"جائیں، ویسے بھی مجھ سے دور جانا بہت خوشی دیتا ہے آپکو

وہ اندر لگی آگ کا ثبوت ہارش ہوئے دیتا خود آگے بڑھا پر سلوی نے جلدی سے اسکا ہاتھ پکڑا اور اسے پلٹانے کے بجائے خود پھیری آنکھوں کے سامنے جا رکی۔

"سکھی۔۔۔۔"

وہ اسکے پکارنے پر اس سے پہلے پھر سے جاتا، وہ اسے واپس روک گئی، یزدان نے اسے دیکھنا گوارا نہ کیا، جبکہ سلوی نے کچھ دیر اسکی گال کو دھندلائی آنکھوں سے دیکھا اور وہ اسکے گال کو ٹارگٹ پوائیٹ بنا کر دیکھ رہی ہے یہ اس خرافاتی کو اچھے سے محسوس ہوا۔

وہ یزدان کے جیسے ہی قریب ہوئی، زدان نے موڑا چہرہ واپس پھیرا اور سلوی وہیں رکتی اسے گھورتی جبڑے سے اسکا چہرہ پکڑ کر سائڈ کیے گال چومتی مسکاتے یزدان کے شکنجے میں پھنسنے سے پہلے ہی اسے پرے دھکیل کر بھاگ نکلی جبکہ یزدان کے چہرے پر چھائی سختی، سنگین عتاب میں بدل گئی، دل یہی چاہا اس کے پیچھے بھاگ کر پکڑے اور گن گن کر ان ٹارچرز کے بدلے لے۔

"بیوی والا کوئی کام مت کیجئے گا آپ سلوی، بدتمیز لڑکی"

اپنی گال رگڑتا اس سوکھے سڑے لمس کو کسی کھاتے میں نہ رکھتے موصوف بگھڑے موڈ سمیت ہی گھر کی طرف لپک گئے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

بیڈ پر لیٹے ہی کب اسکی آنکھ لگی تھی خبر ہی نہ ہوئی، چنگارتی رنگ ٹون پر جمشید کے سوئے حواس بیدار ہوئے تو بند آنکھوں سے ہی میٹرس پر ہاتھ مارتے فون ہاتھ میں لیتے سکرین سوائپ کرتے کان سے لگایا۔

دوسری طرف وہ ڈنر کے لیے ایک بہت خوبصورت جگہ جانے والی تھی، آج وہ یہیں دبئ تھی تو دل چاہا پھر سے جمشید اسکے ساتھ ہو تو کال کرنے سے خود کو روک نہ سکی۔

"جیم"

شنائیل کی آواز پر وہ آنکھیں کھولے فون کان سے ہٹائے سکرین کو گھورا۔

"اب کیا ہے تمہیں؟"

فون کان سے واپس لگائے نہایت بیزارگی سے پوچھا گیا۔

ایسے بات کرتے ہیں اپنی محسن سے، بھولو مت احسان مند رہنا ہے اور میں "
جب چاہوں صلہ مانگ سکتی ہوں۔ تم نے جو کہا تھا وہ ٹھیک ہے پر میرا دل تم
سے ملنے کو بہت شدت سے چاہ رہا ہے۔ میں ٹچ بھی نہیں کروں گی
تمہیں، کیا مجھے کمپنی دے سکتے ہو۔ بھوک لگ رہی ہے اور اکیلے کھانا نہیں
"کھایا جائے گا۔ تمہارے ماتھے کا بینڈ ج بھی بدل دوں گی
وہ اتنی بے بسی کیوں ہو رہی ہے، نہیں جانتی تھی پر لیٹے سے اٹھ کر بیٹھ جاتے
جمشید کو ساری کہانی صاف سمجھ آ رہی تھی۔

"تھکا ہوا ہوں شنائیل، نہیں آنا چاہتا"
جمشید کی تھکاوٹ تو اسکی آواز سن کر ہی اپنی موت مر گئی تھی پر خود کو مضبوط
بھی تو دیکھانا واجب تھا کہ محبت جیسی وبا سے وہ کوسوں دور اور طمانیت بخش
سطح تک محفوظ ہے۔

پلیز جیم، میں اچھی باتیں کروں گی پکا۔ تمہاری تھکن بھاگ جائے گی۔ آئی"

"وانٹ ٹو سی یو

وہ اسکے واسطے روہانسی ہوئی، جمشید نے گہرا سانس کھینچا، لحاف پیچھے کرتا پیر نیچے اتارتے اٹھ بیٹھا۔

"آتا ہوں"

بے رنگ لب و لہجے میں کہتے ہی کال بند کرتے فون واپس پھینکے وہ چینج کرنے بڑھا جبکہ شنائیل نے ڈبڈبائی آنکھوں سے کٹی کال سکرین پر دیکھتے پھیکی سی مسکراہٹ اپنے ہونٹوں پر بکھرنے دی۔

"کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ"

میسج میں اپنی لوکیشن کا لنک لکھ کر بھیجے اپنے سراپے پر نگاہ دوڑائی، بلیک لوز ٹاپ کے ساتھ نیروفٹ جینز سے میچ بلیک ہیلز میں وہ سنپل مگر پرکشش لگ رہی تھی، چند لئیرز دے کر ٹھیک سے کھولتی بال بکھرے پھر سے خود سے نظر ہٹائی اور میٹرس پر رکھا اپنا بیگ اور فون لیے کمرے سے نکل گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

ماضی کی لہر پھر سے جاگی، وہ رات لیزے کے لیے بہت خوبصورت تھی، جب گھر آکر لیزے اور شبیر نے ساری صورت حال بتائی تو کنیز خوش بھی تھی لیکن خوفزدہ بھی ہوئی، شبیر تو بہت خوش تھے تبھی مزے کی نیند بھی سو گئے پر لیزے کو کل کا سوچ کر نیند نہ آرہی تھی جبکہ کنیز کا دل خوامخواہ ہول رہا تھا۔

اگر یہ سب خدانخواستہ اس نے بدلے کے تحت کیا ہوا؟ یہ کیا کر آئے"

"شبیر۔ میرا تو دل کانپ رہا ہے پتر

لیزے اماں کی گود میں سر رکھے نا جانے کن خوبصورت خیالوں میں محو تھی جب اماں کی پریشان آواز سنے خیالات سے نکلی۔

ایسے نہیں لگتے وہ اماں، اور مجھے بھی تو پسند ہیں وہ۔ میں تو شاک میں "
تھی، سوچا بھی نہیں تھا وہ ہو گیا۔ جیسے پوری کائنات نے مل کر ملا دیا ہو
"ہمیں

وہ اٹھ بیٹھی، کنیز نے اسکا ماتھا چوما اور دونوں ہاتھ آنکھوں سے لگائے
ہتھیلیاں چومیں۔

پتر تو کہے گی میں دل خراب کر رہی ہوں پر مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ "
رہا، ایسے چھپ چھپتے نکاح مٹی میں یار رل جاتے ہیں یار ول دیتے ہیں۔ میں
ڈر رہی ہوں تیرے لیے، تو میری بھولی سی لیزے ہے اور دنیا کے ہیر پھیر
نہیں جانتی۔ کم از کم اسے اپنے گھر والوں سے نہیں چھپانا چاہیے تھا۔ اور سن
خبر دارا گر تو اس کے نیڑے لگی، تب تک دور رہ جب تک وہ اپنے اماں ابا کے
"ساتھ تجھے لینے نہ آئے

اماں کی تمہید سنے لیزے کا چہرہ تاریک ہوا، سمجھ نہ آئی شام تک کے لیے کیسے
ان سے اجازت لے۔

"اماں! وہ کہہ رہے تھے کل میرے ساتھ شام تک رہنا۔ منع کر دوں کیا؟"
لیزے نے ہچکچا کر کنیز کو دیکھا جو خود لمحہ بھر پریشان ہوئیں بھلے ڈر رہی ہو وہ ماں پر کہیں اب یہ بھی خوف تھا کہ وہ لڑکا روٹھ نہ جائے، ان امیر زادوں کا کیا پتا چلتا ہے۔

"اتنی بھی کیا بے صبری، خدا کا خوف بھی نہیں۔ کوئی ضرورت نہیں اسکی ماننے کی۔ منتیں ترلے اس نے ڈالے تیرے بابا کے، اب صبر کرے"
اماں کو خفا دیکھے لیزے کی ہنسی نکلی۔

"ویسے میں تیرے سے بھی دو سال چھوٹی تھی جب تیرے ابا سے بیاہی گئی، کیا خوبصورت دن تھے پتر۔ محرم چنگا ہو تو دنیا جنت بن جاتی ہے، اور ہر جائی ہو تو بندہ جیتے جی مردہ ہو جاتا ہے۔ تو اس پر اعتبار نہ کریں، جیسا بھی ہے مرد ہے۔ کیا پتا اپنا مطلب نکال کر نکل لے"
ماں کی باتوں سے لیزے بھی ڈرنے لگی، مرجھا گئی۔

ایسے نہیں لگتے اماں، سچے لگتے ہیں۔ تھوڑا وقت دینے دیں، ناراض ہو کر"
"مجھے چھوڑ دیا تو۔ میں انکے علاوہ کسی سے شادی نہیں کروں گی
لیزے نے فورا اسے اماں کے سینے میں چھپ کر منمناہٹ دی جو اس ماں کو ڈری مسکراہٹ دے گیا۔

کملی۔۔۔۔وڈی تو ہو لے، ابھی سے اچھی بیوی بننے کی پڑ گئی تجھے۔ ہاں غیر"
ہوتا تو بات الگ تھی، نکاح میں ہے اسکے پر میں نے جو سمجھایا وہ یاد رکھنا؟ ان مردوں کا کچھ نہیں جاتا پتر، ہمیشہ پائمال عورت ہوتی ہے کیونکہ اسکے پاس
"ایک عدد کوکھ ہے
اماں کی فکر میں گندھی باتیں وہ جتنا پلو سے باندھ لیتی، خود بھی کہیں نہ کہیں جانتی تھی بری طرح ناکام ہونے والی ہے، چہرہ دھنک رنگوں سے سجا۔

چل آجا اب سو جا، کوشش کریں شام تک واپس آجانا، ورنہ تیرے ابا کو"
"تیرے رکنے کا بتاتے میں نے پانی پانی ہو جانا ہے شرم سے
کنیز کے منہ پر دوپٹہ رکھ کر ہنسنے پر لیزے بھی شرمگیں مسکرائی۔

"میرے بابا ایسے نہیں ہیں اماں وہ سب سمجھتے"

لیزے کے لاڈ سے منمنانے پر اماں واری قربان ہوئی دونوں باپ بیٹی پر۔

"ابھی تو بچی ہی رہ، پڑھنا ہے تجھے اور ہم دو کو اس جہنم سے نکالنا ہے۔ سمجھی"

اماں کے شرارت سے ڈانٹنے پر لیزے مسکرا کر ان سے لپٹی تو کنیز نے بھی سینے سے لپٹا لیا، اور وہیں وہ رات دراب کی بھی کروٹیں بدلتے گزری تھی، بہت بے قرار بہت بے چین۔۔۔۔

اور پھر اللہ اللہ کر کے وہ خوبصورت آبر آلود ملن کا دن روح زمین پر اترا، وہ حسب توقع تیار ہوئی اور صبح سویرے ہی بابا اسے بس سٹاپ چھوڑ آئے اور ماتھا چومے رخصت کیا، لیزے کالج پہنچی تو اسے دراب، سکھی یا شنائیل میں سے کوئی پورا دن نظر نہ آیا، وہ بہت مایوس ہوئی کہ شاید دراب اسکی شام مانگ کر خود ہی بھول گیا ہے اور تبھی لیزے کا دل ہی نہ لگا، جسم و جان پر اسے کہیں نہ پائے ضربیں لگتی محسوس ہوئیں، برہان جدون بھی اتنی جلدی دونوں کے بیچ

قربت توقع نہیں کر رہے تھے تبھی سب کچھ شنائیل کے حوالے کیے دراب کی نافرمانی پر خاموش نظر آئے۔

سکھی دراصل دراب کے روم کو تھوڑا سپیشل ڈیکورٹ کروانے کے ساتھ لان کی سجاوٹ کے کام میں دھت تھا اور رات دیر تک کروٹیں بدل بدل کر جاگنے کے سبب دراب بھی بھی آنکھ جلد نہ کھل سکی اور دونوں کی کالج سے چھٹی ہو گئی اور عین وقت پر شنائیل کو ایک بہت اہم ممی کی طرف سے تاکید کی گئی پارٹی میں جانا پڑا، اور وہ انکار نہ کر سکی اور اتفاقا وہ بھی کہانی اور دو محبت کرنے والوں کے بیچ سے ہٹ گئی۔

لیزے کی ایکسٹرا کلاسیز تھیں تو بس والے انکل خود ہی چلے گئے کیونکہ انکو لیزے نے بتا دیا کے بابا ہی آئیں گے اور خود وہ تین بجے فری ہوئی، آور ویٹنگ ایریا میں بیٹھ کر بہت مشکل سے اپنے آنسو روک رہی تھی، اماں کو تو اپنے رکنے کا بتا کر آئی تھی تبھی بابا تو لینے نہیں آنے والے تھے اوپر سے سارا کالج خالی ہوتا جا رہا تھا اور اچانک سے بارش کا موسم بھی بن گیا۔

دو بار گارڈ انکل بھی لیزے سے پوچھنے آئے پر وہ کیا بتاتی اور جب بلکل مایوس ہوئی تو ہاتھ چہرے پر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

تبھی اسے احساس ہوا جیسے کوئی اسکے پاس بیٹھا ہے، دراب کی تیز پرفیوم اسکے ناک کے نتھنوں میں گھس گئی، وہ جسم و جان سے چونکی۔

"رو کیوں رہی ہو؟"

دراب کی نرم سرگوشی سننے کی دیر تھی کہ وہ جو ڈر کر آدھی ہو رہی تھی بنا سوچے کانپتی ہوئی ہاتھ چہرے سے ہٹاتے اسکی گردن میں ہار سے پروئے دراب سے لپٹی، دراب اس سے اس درجہ شدت امید نہ کر رہا تھا تبھی خوشگوار سی آدھی مسکراہٹ دیتے اسکو بازوؤں میں بھرا جو مسلسل کانپ رہی تھی۔

"م۔۔مجھے ڈر لگ تھا، سب۔۔۔سب چلے گئے۔آپ کہاں تھے۔۔۔۔مجھے لگا بھول گئے؟"

وہ اسے سنبھالنے کے ساتھ اسکی بات سنے ٹھٹکا، دراب کو زرا بھی امید نہیں تھی کہ لیزے کو اسکے پیرنٹس نے اجازت دی ہو گی بلکہ وہ سکھی کے سجاوٹ کروانے کو بھی فضول بول کر آ گیا تھا۔

ویٹ؟ کیا تمہیں تمہارے اماں ابا نے اجازت دی؟ جو کل کہا"

"تھا۔۔۔ادھر دیکھو

دراب کے حیران ہونے پر وہ آنسو رگڑتی سرخ آنکھوں سے اسکے حصار سے بوکھلا کر نکلے اسے دیکھنے لگی۔

مشکل سے م۔۔ملی۔۔۔پر اگر آپ نہ آتے تو میں یہیں بیٹھی رہ جاتی صبح"

"تک اور صبح ادھر میری لاش ملتی۔۔۔

اسی روتی آواز اور ہچکیاں بھرتے بتاتی وہ دراب کو ہنسنے پر مجبور کر گئی، یہ سچ میں دراب کے لیے ناقابل یقین سرپرائز تھا، اسے اس وقت لیزے سے زیادہ اسکے اماں ابا پر پیار آیا۔

تم سے اچھے تمہارے پیرنٹس ہیں رئیلی، کل جب جاو گی تو دونوں کو میری" "طرف سے تھینکیو بولنا۔آجاو

دراب نے بارش کی ننھی ننھی بوندوں کے باوجود اسکا ہاتھ پکڑے اٹھایا تو وہ اٹھتے اسکے ہاتھ کی گرفت اور ساتھ لے جانے پر سہمی۔

"میں بارش میں نہیں بھیگ سکتی، کپڑے خراب ہو جائیں گے اور ٹھنڈ بھی تو ہے"

لیزے کے ہاتھ کھینچنے پر دراب مسکرایا اور اپنی ٹی شرٹ پر پہنی اوپن لیدر جیکٹ اتار کر لیزے کو قریب ہوتے پہنائی، وہ لیزے کے بارش سے ہوتی خنکی پر سرخ ہوتے رخساروں کو دیکھتے اسکے ہونٹوں پر نظریں پھیرتا اسے کنفوز کر رہا تھا۔

"آپکو ٹھنڈ نہیں لگے گی؟"

لیزے اسکے جیکٹ پہنانے سے زیادہ دیکھنے پر روہانسی ہوئی۔

"آج میرے پہلو میں تم ہو، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ٹھنڈ لگنے کا"

دراب کی لفظی جسارت پر لیزے کی پلکیں حیا سے جھکیں، وہ اسکا ہاتھ پکڑے کالج گیٹ سے نکلا تو قریب ہی اسکی گاڑی کھڑی تھی، لیزے کے لیے فرنٹ ڈور اوپن کر کے بٹھائے دراب نے خود بھی زرا زرا بوندوں سے تر ہوتی شرٹ جھاڑی اور دوسری طرف سے بیٹھتے ہی اک نظر اپنا بیگ خود سے چپکائے اسکی جیکٹ میں چھپی لیزے پر ڈالی اور گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔۔۔۔۔

یہ سفر اب یقینا کچھ خاص ہونے والا تھا۔

یہ سب ماضی سوچتی لیزے کے لبوں پر بھولی بھٹکی مسکراہٹ اتری پر فوری کسی پکار پر وہ ماضی کے جھڑکوں سے نکل کر حال میں واپس لوٹی۔

"ہوم ورک کر لیا بے بی؟"

لیزے کچن میں تھی جب باران وہیں آ گیا، لیزے سبکے لیے شام کی خود چائے بنا رہی تھی۔

"جی ممو، تھوڑا سا کیا باقی کل سنڈے ہے تو کل کروں گا پلیز۔۔۔ ممو۔ بابا

"ہارس کے پاس جا رہے ہیں۔ میں بھی جاوں؟

لیزے نے پاس رکتے لاڈلے کی فرمائش سنی پھر پلٹ کر گھومی۔

"کل تو ہم نانو کی طرف جائیں گے، پھر تم نے ہاتھ ہی نہیں آنا۔ اور

تمہارے بابا ہارس کے پاس کیا کرنے جا رہے ہیں اس وقت، باہر کتنی ٹھنڈ ہو

"رہی ہے

لیزے نے مشکوک ہوتے اپنے موصوف کی خبر اپنے چھٹکے جاسوس سے لی تو

دراب وہیں کچن میں آتا مبہوت ہوئے اندر کی خوبصورتی پر رک گیا اور ماں

بیٹے کی باتیں سننے لگا۔

"کہہ رہے تھے انکا ہارس انکو مس کر رہا، اور سکھی انکل بھی وہیں ہیں۔ ممو

"آپ فکر مت کریں میں دو جیکٹس اور بوٹس اور گلوز اور ٹوپی سب پہنوں گا

گویا باران کو ہر صورت جانا تھا۔

اوکے بھالو بن جاو جا کر پھر اور مستی کر کے دونوں کو تنگ نہیں کرنا۔اور یہ "

"بھی بتادو ڈنر میں کیا کھاو گے چوری کے علاوہ

لیزے نے اسکے گال چھوتے تاکیدیں کیں جبکہ باران نے کچھ سوچتے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"مومجھے چیز میکرونی بنادیں گی؟"

لیزے نے مسکرا کر وہیں اسکے قدموں میں بیٹھے دونوں ہاتھ پکڑے اور چومے۔

"میرا اپنا چیز کا پیس تو تم ہو، تمہیں بھی ڈال دوں؟"

لیزے نے ہنس کر گدگدی کی تو دونوں کی ہنسی دراب کو کسی اور ہی دنیا میں لے گئی۔

"میرا بے بی،اوکے بنادوں گی"

لیزے نے اسکے دونوں گال چومے اور اسکے جاتے ہی دراب کو دروازے میں دیکھتی فوراً اپنے چہرے سے مسکراہٹ ختم کیے چائے کی طرف پلٹی جبکہ باران، دراب کے پاس مسکراتا چہکتا رکا۔

"بابا ابھی مت جانا، میں بھالو بن کر آتا ہوں"

دراب نے سر ہلائے اسکے بال بکھیرے اور خود لیزے کے عقب میں جا رکتا اسکے چائے ابالنے کو دیکھتا اسکے چہرے پر نظر جمائے خاصا بے چین کر گیا۔

یہ ایسے لاڈ مجھے کب ملیں گے؟ میں ابھی اس شدت پر جیلس ہوا ہوں جس"

"سے تم نے باران کے گال چومے

سن وہ اسے رہی تھی پر مکمل لاپرواہی برت کر تین مگ نکال کر شیف پر رکھنے لگی، دراب کو اسکی بے اعتنائی پر غصہ آیا جس پر ایک ہی جھٹکے سے لیزے کو پکڑ کر اپنے سامنے کیا، وہ ہانپتی ہوئی اسے دیکھنے لگی۔

"وہ بے بی ہے میرا"

لیزے نے بازو چھڑوانے کی کوشش میں دراب کو نہ دیکھنے کی بھرپور کوشش میں بتایا۔

"اور میں تمہارے اس بے بی کا باپ ہوں، لیزے مجھے کوئی تو راہ دیکھاو جو بس سیدھی تم تک آتی ہو۔ معاف مت کرو لیکن مجھے اہمیت تو دو، مجھ سے "بھی پوچھو کے آپ کیا کھائیں گے ڈنر میں آپ کو مجھے کس یا ہگ تو نہیں کرنا

وہ جو پر سکون انداز میں اسکا پہلا ارمان سن رہی تھیں یکدم دراب کے ٹریک سے اترنے پر آنکھیں نکالتے گھوری پر دراب ڈرنے والی نہیں ڈرانے والی بلا تھا۔

"میرے لیے سات سال پہلے بھی یونہی بیقرار ہوئے تھے آپ اور پھر کسی دامن کے بدنما داغ کی طرح مجھے دھوڈالا تھا، نہ نظر آسکوں نہ فیل ہو "سکوں۔ کیا بھروسہ پھر سے۔۔۔

وہ اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھے آنکھوں کی قوت سے اسے ہراساں کر گیا، لیزے نے دھیرے سے اسکی انگلی منہ سے پکڑے ہٹائی۔

تمہیں اب بھی لگتا ہے میں نے سات سال پہلے واقعی چھوڑا تھا"

تمہیں؟ سوچ کیسے سکتی ہو ایسا۔ یہ جو دراب حیدر جدون کا ہنس مکھ روپ تم کچھ دن سے دیکھ رہی ہو یہ تمہارے پلو سے بندھا تمہارے ساتھ گیا تھا اور اب واپس ملا ہے۔ بلکل ایسی ہی کہانی میرے سکون، میری خوشی اور میری راحتوں کی بھی ہے۔ مجھے تب بھی تم سے محبت تھی اور اب تو تم دل میں دھڑکتی ہو۔ کب کرو گی میرا یقین؟ جب بوڑھا ہو جاوں گا، سارا جوش و خروش وفات پا جائے گا"

اسے یقین دلاتے وہ رلا دیتا پر لیزے اسکی آخری حسرت و فکر پر نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دی۔

"جیسے آپ خمار کا مسکن ہیں ناں، دو سو سال تک بھی آپکے جوشیلے ٹھرک پر آنچ نہیں آئے گی"

لیزے نے اسکا حصار جھٹکنا چاہا مگر وہ اسے انہی ہاتھوں میں سختی سے ہولڈ کرتا گھورا، لیزے کی پلکیں درد پر لرزیں۔

میں نہیں مان رہا سمجھی۔مجھے جب بھی تم چاہیے ہو گی مجھے آنا ہے تمہارے"

"پاس، سات سال کم تھے کیا لیزے؟

وہ لیزے کو ماتھے سے ماتھا ٹیکے سانسوں میں سانسیں الجھائے، دھڑکنوں تک اپنی بے کلی پہنچائے برا آزما رہا تھا، گرفت بھی لیزے کے سہنے کے لیے بہت شدید تھی۔

کیا میرے لیے بہکنے اور مجھے چھونے کا لائسینس ہے آپکے پاس دراب"

"حیدر جدون؟

لیزے نے ہمت کرتے اسکی گرفت جھٹک کر مطالبہ کیا تو دراب قہقہہ مارے ہنسا اور لیزے کو سلیب سے پن کرے پیچھے سوکھ چکی چائے پر تعزیت پڑھتا ٹھیک لیزے کے کان سے ہونٹوں کو جوڑ گیا۔

میرے پاس صرف نشیلی سی چند حسیں ہیں۔ سننے کی، دیکھنے کی، چھونے "
کی، چکھنے کی اور دل و جان سے محسوس کرنے کی۔ یہ سب تمہیں دیکھ کر ایکٹیو
ہو جاتی ہیں، تمہیں چاہتی ہیں جان لیوا حد تک۔۔۔۔۔ سنو! محبت کی عدالت
میں مجھ جیسے دیوانگی میں دھت عاشقوں کو ایسا لائسنس منہ پر مار کر دیا جاتا
"ہے، جسے آسان زبان میں۔ نکاح نامہ کہتے ہیں
دھڑکن لیزے کی دوسرے کان میں سنائی دی وہ اتنے قریب ہو کر بولا اور وہ
بلکل اس میں قید پھڑ پھڑائی محسوس ہوئی۔

آپکی حسوں کا تو پتا نہیں، میں نے دنیا تاریک کر دینی ہے آپکی اگر دور نہ ہٹے "
"فورا

لیزے کو لگا وہ آدمی جان لے کر دم لے گا، لیزے کے دونوں ہاتھ بھی تو
پیچھے کیے پکڑ رکھے تھے اس نے اور جب وہ سامنے ہوا تو لیزے کا گلابی چہرہ
لطف دیتا، تسکین دیتا محسوس ہوا۔

"کیسے کرو گی دنیا تاریک؟"

دراب نے جان بوجھ کر انفارمیشن میں اضافہ چاہا اور اس سے پہلے لیزے اپنے گٹھنے کا استعمال تاریکی رائج کرنے کو کرتی وہ محتاطاً فوراً پیچھے ہٹ کر نازک حملے سے بچا۔

لیزے نے آگے بڑھ کر دراب کی لوزسی جرسی کا گریبان دبوچا تو وہ آگے سے لیزے کی ہمت پر شرانگیز مسکرایا۔

یعنی تم ایک فائٹر بھی بن چکی ہو، رات ایک زبردست فلائیٹ ہو جائے"

"پھر؟

لیزے نے اسکے زچ کرنے پر خود ہی گریبان چھوڑا اور جب پلٹی تو ساری چائے سوکھ کر کیٹل سے غائب تھی اور اس سے پہلے لیزے بیلن اٹھا کر پلٹی، دراب سچ میں دوڑ گیا کہیں دنیا واقعی نہ تاریک ہو جائے، اسے بھاگتا دیکھے لیزے بھی ہنسی روک نہ سکی۔

جبکہ اسکے بعد باران اور دراب سیدھے اسطبل نکلے۔

تیرے ساتھ ستھری کر گئی وہ شیر کی بچی، ہاہا مجھے پر سنلی سلوی کو شاباش"

"دینی پڑے گی جو رہ رہ کر تیرے سینے میں آگ لگا رہی ہے

سکھی اور دراب زرا اسطبل کی طرف آئے تھے، باران کو گھوڑے کی سواری کرنی تھی اور براق صاحب مصروف تھے تبھی وہ بابا اور یزدان انکل کے ساتھ ہی پہنچ آیا۔

ساتھ یزدان کے اترے چہرے کا سبب جان کر اس کمینگی کے تمام لیول عبور کرتے یار نے نمک کی پوری بوری الٹتے قہقہہ پھوڑا۔

"تجھے تو میری خوشی سے کیڑے کاٹتے وہ بھی ادھر"

یزدان نے کوئی کمی نہ کی، اندر کے اٹھتے دھوئیں کا بھرپور ثبوت دیا۔

تو خود سکھی ہے، تجھے کسی خوشی کی کیا ضرورت سستے ایکٹر۔ اچھا بتا وہ شوٹ"

"رزلٹ آگیا جو تیری پارٹی پر سلوی اور تیرا ہوا تھا

دراب نے فورا سے مزاق اک طرف کیا اور اسی وقت یزدان کا فون بجا، دونوں پر اسرار سا مسکرائے۔

باران مزے سے ہارس ٹریز کے ہمراہ گھوڑے کہ رائیڈ لے رہا تھا۔

اوکے، کل میرے جیولز آبشیشن سٹور آفس آجایئے گا۔ہم مل کر ڈسکس "
"کر لیتے ہیں

فون کال پر موجود آدمی سے مخاطب ہو کر رابطہ منقطع کرتے یزدان نے خود سے زیادہ بے چین دراب کو پایا۔

تباہی مچادی اس نے، سلوی اور میرے فوٹو شوٹ کا بیلجیئم کے ٹاپ "
میگزین میں کوور لگا ہے، یہ خبر سلوی کے ابا جی کا بخار بڑھانہ Trends
"دے

یزدان نے کمینگی کے سنگ کہا تو دراب نے اسکی بازو پکڑے دبوچی۔

یعنی اب ہر لچا ٹچا تیری سلوی کو دیکھے گا؟ غیرت مر گئی ہے تیری۔اور تو اور "
بیلجیئم کے میگزین میں دے دیا؟ سکھی۔۔۔۔ سلوی کا کیا ری ایکشن

"ہو گا، سہہ لے گا؟

اس وقت دراب کا پارہ ہائی تھا، سمجھ نہ آیا یزدان کی کامیابی پر خوش ہو یا اسکی بے حسی پر سر پیٹے۔

"ازمیر کے فیشن میگزین میں بھی پورے چار پیجیز پر آئے ہیں ہم، جیولز آبشیشن کے تمام سوشل اکاونٹس میں چند گھنٹوں میں 30 پرسنٹ فالوررز کا اضافہ ہوا ہے"

یزدان خود اپنے فون میں دھڑا ڈھر آتی ای میلز پر ہونق رہ گیا جبکہ دراب کو صرف افسوس ہوا۔

"اپنی عورت دیکھا کر فیمنس ہونا آجکل کا ٹرینڈ ہے، تو بھی اس منحوس دوڑ میں شامل ہو گیا لعنت ہے تجھ پر۔ تو نے یہ سب کر تو دیا ہے سکھی، یاد رکھنا تجھے تیرا یہ فیصلہ بہت مہنگا پڑے گا"

دراب نے اسے بروقت جنجھوڑا اور خود وہ باران کی طرف چلا گیا جبکہ یزدان نے گھبرا کر فون ہی سوئچ آف کر دیا اور وہیں سر پکڑے کاوچ پر لڑھک گیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

آدھے گھنٹے تک جمشید مطلوبہ بیچ بار اینڈ گرل ریسٹورنٹ پہنچا، پہلے تو اسے گہری تاریک شام میں ہی اس فضول ڈنر پر کوئی خاص خوشی نہ ہوئی، اور کمبخت دونوں کے ملبوسات کا تاریک رنگوں کا مل جانا اعصاب کی تھکن بنا، وہ اب تک بس ساحل سمندر کا ویو وانجوائے کر رہی تھی، چپ چاپ، اور کرسی پکڑ کر پیچھے کو گھسیٹ کر بیٹھتے جمشید نے فون میز پر رکھا اور تسلی سے قدرت کے مناظر میں گم ڈوبتے سورج کو دیکھتی شنائیل کو دیکھنے لگا۔

"اگر وہیں دیکھنا تھا تو مجھے کیوں نیند سے جگایا؟"

نجانے کیوں پر اسکی موجودگی کے باوجود شنائیل کا کہیں اور دیکھنا سہا نہ گیا تو یہ جمشید کی زبان پر شکوے کی صورت مچلا۔

وہ چونکی پھر اسے اپنے سامنے دیکھے منتشر سا مسکائی۔

"تم سو رہے تھے؟ بتایا کیوں نہیں؟"

وہ اتنی سمجھدار چالاک لڑکی، جمشید کے روبرو جان بوجھ کر تو سادہ نہیں بن رہی تھی یہ طے تھا۔

"کافی گندا سینس آف ہیومر ہے تمہارا، سوتا انسان کیسے بتائے گا کہ وہ سو رہا ہے"

خفیف سا چڑ کر بولا، شنائیل کھل کر ہنسی مگر پھر مسکراہٹ پر رکی۔

"کچھ کھایا بھی تھا یا بھوکے پیٹ ہی سو گئے تھے؟"

شنائیل نے اسکے سامنے مینو کارڈ سرکائے فکر سے پوچھا۔

"تمہیں اس سے کیا مسئلہ ہے"

کارڈ اٹھا کر نظر ڈالنے کے بیچ بڑبڑانا نہ بھولا، شنائیل نے آنکھیں اٹھا کر جمشید کو دیکھا، ناک پر ہمہ وقت کا کھنچاؤ نہ ہو تو وہ بے حد پرکشش تھا اسکے بقول۔

خود پر شنائیل کی گہری نظروں کی تپش محسوس کیے جمشید نے کارڈ میز پر رکھے ٹیک لگاتے بازو سینے پر لپیٹے اور گرم نظر میں اس لڑکی کا مشکوک تاثرات والا چہرہ بسایا۔

میرے بغیر رہا نہیں جا رہا کیا؟ اس ڈنر کے پیچھے کا مقصد اگر وہی ہے جو"
"تمہاری آنکھوں میں لکھا ہے تو قسم سے پانی بھی نہیں پیوں گا

منہ پھٹ ہونے کا ثبوت دیتا وہ شنائیل کی خوبصورت مسکراہٹ کا سبب بنا، وہ مسکراہٹ اور اسکی ٹھوڑی پر بنتا گڑھا، غضب تھا۔

بڑے ماہر ہو آنکھیں پڑھنے میں، متاثر ہو گئی ہوں۔ اتنے نیک شریف اور"
"پارسا نہیں ہو پھر بھی مجھے اچھی وائبز کیوں دے رہے ہو؟

مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھیرتی جمشید کو گہری نگاہوں میں لیے بولنے کا دلبرانہ انداز اپنا گئی۔

"شاید یہ تمہاری بد قسمتی ہو؟"

اف اس شخص کی ظالم خاضر جوابی، شنائیل کا دل مچل اٹھا۔

"اگر بد قسمت اتنی خوبصورت ہوتی ہے تو مجھے اچھی قسمت کی قطعاً ضرورت نہیں"

اپنی اختراع پر ناز کرنا ہر کسی کو کہاں آتا تھا، وہ مسمرائز ہوا۔

"دل آگیا ہے تمہارا مجھ پر؟ ایسا کونسا نہ بخشا جاتا گناہ کر بیٹھی ہو شنائیل"

"شمدی؟

جمشید نے اس بار اسکی مسکراہٹ پوری سفاکیت سے کھینچی۔

"کیا پتا اس بار تم میرے گناہوں کی بخشش کا وسیلہ بننے کو میرے دل سے آ لگے ہو؟

شنائیل شمدی کا محبت بھرا جواب اس اچھے بھلے شخص کا دماغ معاوف کر گیا۔

"میرے سر میں درد ہو گیا تم سے زرا سی بات کر کے"

جمشید نے نظریں پیچ کی جانب دوڑاتے اس لڑکی کے بجائے بجھتا سورج دیکھنا مناسب سمجھا۔

"دبادوں؟"

شنائیل کی آفر پر وہ واپس اسے دیکھنے لگا، غصہ نہیں تھا پر کچھ تو تھا۔

میں گرمیل یعنی اپنے باس کے ہتھے اپنے تایا جان کے سبب چڑھا"

شنائیل، ورنہ ایک سیدھا سادھا اور شریف سا لڑکا تھا۔تایا جان کی بھی غلطی نہیں تھی، وہ خود بھی اسکے ہتھے جوانی میں کسی کمزوری کے تحت چڑھ گئے۔

پھر گرمیل نے تایا جان کو دھمکایا، کہ ساتھ پھر کام کرت ورنہ انکی بیٹی کو اٹھوا لے گا، بس میں بھی جاب نہ ملنے کے سبب اور کچھ تعلیمی دھکوں پر دلبرداشتہ تھا تو گرمیل سے رابطہ کیا اور اس نے ساتھ کام کرنے کی آفر جو میں نے اپنے گھر کی عزت کے بچاو کے لیے قبول کی اور یہاں آگیا، تایا جان بھی نہیں جانتے کہ انکا ماضی مجھے نگل گیا ہے۔ پچھلے کئی ماہ سے اسکا کام بڑھا رہا ہوں۔اور مجھے کوئی پچھتاوا یا اذیت بھی نہیں ہوتی کیونکہ ضمیر مردہ۔اس سب کے باوجود اگر تمہیں اپنے دل کو سنبھالنا نہ آیا تو پھر تمہارے مجھ پر گرویدہ ہوتے دل پر افسوس ہی کیا جا سکتا ہے"

سنجیدگی اختیار کیے اپنی مختصر کہانی گوش گزار کی پر شنائیل اٹھ کر اسکے ساتھ والی کرسی پر نا صرف بیٹھی بلکہ پھر بے تکلفی سے اسکے ہاتھ کی ہتھیلی پر اپنی انگلیوں سے گرفت جماتے تھاما۔

"تمہارے تایا جان کیا جوانی میں اتنے برے تھے؟اور کیا عائشہ فرحین یا نور آنٹی کی موت سے انکا کوئی تعلق ہے؟"

شنائیل نے بے ارادہ ہی پوچھا جبکہ جمشید اسکے سوالوں پر ٹھٹک گیا۔

"ویٹ! یہ سب۔۔۔۔"

جمشید کے الفاظ اسکے منہ میں ہی رہے کیونکہ وہ اسکا ہاتھ پوری شدت سے دبا گئی تو وہ چپ ہوا۔

"تمہیں پتا ہے کچھ سالوں پہلے میں نے سکھی کی ڈائری پڑھی تھی،اس میں لکھا تھا کہ اسکی ممی کے قاتل اسکے پھپھا ہیں،یہ بھی کہ وہ چشم دید گواہ ہے پر اسکے پاس ثبوت نہیں ہیں۔پلیز تم یہ بات کسی سے مت کہنا۔میں نے تمہیں

دوست سمجھ کر بتایا ہے،اور میں نے سکھی کی کچھ اپنے ساتھ پکچرز بھی لیں، بعد میں اسے ان سب پر بلیک میل کیا۔دراب کو اسکی لیزے سے دور کرنے کے لیے اسی کے بابا کے ساتھ مل کر بہت گندی گیم کھیلی، سکھی یا

"دراب کوئی بھی آکر مجھے شوٹ کرے تو دونوں برحق ہوں گے

وہ بتاتی ہوئی غم زدہ تھی تو جمشید حیران۔

تبھی سکھی بھائی نے مجھ سے وہ سب کہا،او میرے خدا۔یعنی سکھی بھائی"

"سچائی جانتے ہیں

جمشید نے کرب سے سوچا،دل بیٹھا سا محسوس ہوا۔

"تم کیا سوچ رہے ہو جیم؟"

شنائیل نے اسے ہلایا کیونکہ اسکی چپ سے گھبرا رہی تھی۔

"کچھ نہیں،کافی برا دل ہے تمہارا"

جمشید نے شنائیل سے ہاتھ چھڑواتے افسوس سے کہا تو وہ روہانسی ہوئی۔

ایسے برے دل والی اگر تمہارے معاملے میں اچانک سے خود کو اچھا کرنے"
کا خیال سوچنے لگے تو کیا یہ میرے کیے گناہوں کے اثر کو رتی برابر بھی کم
"نہیں کرے گا؟

جمشید کو اسکا سوال سر سے گزرتا محسوس ہوا۔

ہاں اب جب دراب اور سکھی کی طرف سے جان کے لالے پڑے ہیں"
تمہیں تو چھپنے کو میں ہی نظر آرہا ہوں، ماں باپ تو تمہارے اس جوگے ہیں
"نہیں کہ تمہاری حفاظت کر سکیں

جمشید نے بدلحاضی کے ریکارڈ توڑے تو شنائیل کو اسکے الفاظ بہت چبھے۔

خفاظت کی بھی تو قیمتی چیز کی جاتی ہے، جو میں نہیں ہوں۔اور مجھے چھپالو"
گے تو احسان بھی اتر جائے گا میرا۔میں نے تمہارے دوست کو بہت اچھی
"سیلری پر جاب دلوائی ہے۔احسان فراموشی کرو گے کیا؟

وہ زبردستی پر اتر آئی تھی، جمشید کو لگا دم گھٹ جائے گا۔

کس قسم کی لڑکی ہو تم، تمہارے تو اپنے بیان خود سے نہیں مل"

"رہے۔ تمہیں خود نہیں پتا کے تمہیں کیا چاہیے، دوست چاہیے یا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ مزید خفت سے گھورتا وہ اسکی بات کاٹ گئی۔

"دوسرا آپشن"

شنائیل کے جواب پر جمشید نے جبڑے بھینچے اور کرسی پر سے جھٹکتا فون لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

"پہلے تو تمہیں دوست چاہیے تھا؟"

جمشید آگ بگولہ ہوا۔

"دوسرا آپشن کیا تھا"

وہ اسکے طنز کو اہمیت نہ دیتی خود ہی سوال کر گئی۔

"موت"

جمشید نے لب بھینچ لیے، جبکہ شنائیل کا چہرہ اترا۔

وہ تو میرے کرتوتوں کی سزا میں ویسے ہی مل جائے گی، مجھے لگا شوہر کہو گے"

"دوسرے آپشن میں۔ ٹھیک ہے دوست ہی قبول ہے

شنائیل نے احساس ندامت سے آنکھیں جھکائیں پر جمشید کے بھیجے کا قیمہ تو وہ کر ہی چکی تھی۔

ان دونوں، سکھی اور دراب کے ڈر کے سبب تمہارا دماغی توازن بگھڑ گیا ہے"

"شنائیل شمدی، میرا بگھڑا تو واقعی گردن کاٹ دوں گا تمہاری

سمجھانے کے بجائے الٹا بری طرح شنائیل کو جھاڑ دیا۔

تمہیں شنائیل شمدی جیسی لڑکی چاہ رہی، کس قدر ناشکرے ہو۔ میں نے"

آج تک ایسے کسی کے لیے فیل نہیں کیا۔ تمہیں سچ بتاوں تو اپنے ان دو

دوستوں سے تب سے الجھن ہو رہی جب سے تم سے ملی، شاید مجھے تم سے

"اصلی پیار ہو گیا ہے

وہ بھی دگنا گھورتے بڑبڑائی جبکہ جمشید نے بہت تحمل سے اسکو بازووں سے پکڑتے شانت کیا۔

"اسے پیار نہیں، منافقت کہتے ہیں۔ تم میری طرف ویسے دیکھ کر کیا اٹریکٹ ہوئے جا رہی ہو؟"

جمشید نے جنجھوڑتے واضح کیا ساتھ اچٹتی نگاہوں سے گھورتے سوال دہرایا، مقابل آنکھوں میں تپش نے نرمی کا روپ دھار لیا۔

"کچھ تو ہے میرا تم سے تعلق، آئی ڈونٹ نو۔۔۔ جیسے ہم پہلے بھی کبھی ملے ہوں۔ میں جب ٹوسٹینڈر میں تھی تو میرے ساتھ بھی ایک جیم پڑھتا تھا، تم وہ تو نہیں؟"

اب کی بار جمشید کا دماغ گھوما۔

"جب کسی طرح دال نہیں گلی تو مجھے اپنا بچپن کا پیار بنانے پر تلی ہو، پاگل واگل ہو کیا۔ تب تو میں پیدا بھی نہ ہوا تھا۔ جاو جان چھوڑو، ورنہ آج میرے

ہاتھوں کوئی گناہ ہو جائے گا۔منہ چھپاتی پھرو گی خود سے۔۔میرے بچپن کا "پیار گنگناتی رہ جاو گی۔۔۔۔اور یہ بچپن کا پیار مٹھی میں پیس کر نکل لے گا

جمشید نے پرے دھکیلا اور اپنا سن دماغ لائن پر لائے پلٹ کر جانے لگا جب وہ دوڑ کر راہ میں بازو کھولے جمی۔

"کھانا تو کھالو"

شنائیل کی آواز لرزی۔

"مجھے نہیں کھانا ہٹو"

غصے سے پکڑ کر اسے پرے کیے وہ طوفان بنا ریسٹورنٹ کی حدود سے تیز قدم عبور کرتا نکل گیا،شنائیل نے کھلی بازو سمیٹے ڈوب جاتے سورج کو دیکھے سرد سانس بھری۔

"ایسے کونسی لڑکی کرتی؟فضول عورت"

اپنی گاڑی کا ڈور پٹخ کر بیچ میں سوار ہوتا وہ غائبانہ برہم ہوا اور گاڑی بھگا لے گیا جبکہ شنائیل نے بھی بنا کچھ کھائے پیے ہی اپنا بیگ اور فون لیا اور ریسٹورنٹ سے نکل گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

ZNZ Zubi Novels Zone

"یہ ساری ختم کریں گے آپ اوکے، بخار کی اگر صبح میڈیسن لے لیتے تو"

"طبعیت یوں تھوڑا بگھڑتی۔اباجی آپ خیال نہیں رکھتے اپنا

موسمی بدلاو تھا یا پھر دل کے تڑپنے کا اثر، پچھتاوے کی آگ میں سلگنے کی نشانی کے رضوان احمد کی طبعیت رات تک کافی ناساز ہو گئی، بہت سخت بخار کے ساتھ سر بھی درد میں تھا، بکرے کے گوشت کو اچھے سے ابال کر یخنی بنائے، کالی مرچ اور نمک والی وہ بابا کے لیے لائی اور انکے لیے سوپ باول

سائیڈ پر رکھے احتیاط سے انکا تکیہ ٹھیک کرتے ڈانٹ بھی گئی، رضوان احمد مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے نظر آئے۔

"تو ہے ناں میرا خیال رکھنے کے لیے"

بابا کے شفقت سے کہنے پر وہ روہانسی ہوئی اور بابا کے پاس بیٹھتے ہی انکے سینے سر رکھے بازو لپیٹ لی۔

نور بھی تیرے جیسی ہی تھی، مجھے بخار ہوا نہیں اور اسکے ٹپ ٹپ آنسو"

"رخساروں پر بہے نہیں۔اپنی امی کی یاد دلا رہی ہے اب مجھے

سلوی کے آنسو مزید شدت سے رضوان کے سینے میں جذب ہونے لگے پر وہ انکے سینے لگ کر فوری ہمت بھی کر لیتی تھی۔

"وہ اور آپ کالج میں ملے تھے ناں؟انکو پہلے پیار ہوا یا آپکو؟"

سلوی نے خود ہی رونا روکے سر اٹھایا تو رضوان کے لبوں پر دلسوز مسکراہٹ ہمکی۔

"اسے، دیوانگی کی حد تک چاہتی تھی مجھے"

اباجی کے کسی یاد میں کھو کر بتانے پر سلوی کو تجسس ہوا۔

"آپ بھی چاہتے تھے ناں؟"

سلوی نے جلدی سے پوچھا جس پر وہ سلوی کی گال تھپکاتے سوپ کا باول اٹھا کر پینے لگے اور یہ ایسا سوال تھا جو وہ شخص پچھلے کئی سالوں سے ٹال رہا تھا۔

"سکھی کارو یہ تیرے ساتھ کیسا ہے پتر؟"

وہ بابا کو سوپ پیتا دیکھے پر سکون تھی مگر یہ سوال گھبراہٹ دے گیا۔

"اچھا ہے، دوستوں جیسا۔ نرم اور مہربان"

سلوی نے نظریں جھکاتے سمجھ میں آتے سارے اوصاف گنوائے، اس باپ کے سینے میں آسودگی اتری۔

"اسے ہمیشہ اپنا بنا کر رکھنا کے کچھ بھی ہو جائے وہ تیرے بنا رہنے کا تصور بھی نہ کر سکے، سمجھی۔ انمول انسان ہے، کبھی تجھے اسکی غلطی کے باوجود جھکنا پڑا تو کر گزرنا۔ وہ جیسا بھی ہو دوسرے معاملات میں لیکن تیرے لیے بہت

خالص ہے۔مجھے کچھ ہو گیا کبھی تو میری یہ نصیحت پلو سے باندھ لینا

"سلوی۔ تیری خوشی، حفاظت اور سکون کا تعلق صرف یزدان سے ہے بابا ایک بیمار تھے اوپر سے انکا یہ سب جذبات میں کہنا سلوی کی بڑی بڑی آنکھیں پر نم کر گیا۔

"ایسا نہیں کہتے ابا جی، آپ میرے اچھے بابا ہیں تو یہ نہیں کہیں۔ آپکو کچھ نہیں ہو گا۔ ہمیشہ میرے پاس رہنا ہے آپ نے"

وہ پھر سے روتی ان سے لپٹی تو سوپ کا پیالا چھلکنے پر جلدی سے دور ہوئی تو دونوں ہی سوپ کے کھلارے پر ہنس پڑے۔

"میں پلاتی ہوں، چھوڑیں آپ"

سلوی نے انکی قمیص پر گرا سوپ ٹشو سے صاف کیا اور خود ہی انکو سوپ پلانے لگی جو بس سلوی کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھے اور ڈر رہے تھے کہیں انکے گناہ انکی اس میراث کو آنچ نہ دے دیں۔

جبکہ یزدان گھر تو آ گیا پر اپنے ہی کیے فیصلے نے اسکی جان لینی شروع کر دی۔

خاص کر دراب کی کہی باتیں دماغ میں گڑھی سوئیوں سی تھیں، وہ ڈنر سے بابا اور دی جان کو منع کیے اپنے کمرے میں بند تھا، بہت ٹائم بعد اس پر پھر سے پینک اٹیک آرہا تھا، اس کے دل کی دھڑکن بہت ابنارمل حد تک تیز ہو چکی تھی، پسینے کے ننھے قطرے پورے جسم پر نمودار تھے، یزدان کو سانس لینے میں بہت مشکل ہو رہی تھی، سینے میں ناقابل برداشت درد محسوس ہو رہا تھا جیسے دل کی جگہ کسی نے انگارہ رکھ دیا ہو، ہتھیلوں میں آتی نمی مٹانے کو وہ بیڈ شیٹ مٹھیوں میں جکڑے بیٹھا تھا۔

جبکہ سلوی نے بھی بابا کو میڈیسن دی اور انکے سو جانے تک انکا سر دباتی رہی پھر کچن میں آئی تو رات کے کھانے کے برتنوں کا امبار لگا تھا، شاکرہ تو جا کر سو چکی تھی، چائے بنا کر گئی تھی اور پورے کچن شیلف پر چائے کی پوز پتی اور گری چائے پڑی تھی۔

سلوی نے صبر کا گھونٹ بھرا اور کچن سمیٹ کر کمرے میں گئی، وضو کرنے کا ارادہ کرتے اسکی نظر فون پر پڑی تو دل گھبرانے پر سکھی کو کال ملائی، شاید وہ

اسے جیسے تنگ کر کے آئی تھی، کہیں سلوی کے دل میں ڈر تھا کے وہ خفا نہ ہو گیا ہو۔

یزدان آنکھیں بند کیے میٹرس پر لیٹا تھا، تکلیف ویسی ہی تھی بس اب اسکی برداشت بڑھ گئی، فون بیل بھی اسے دماغ میں کند چھری سی چلتی محسوس ہوئی تبھی ہاتھ بڑھا کر کال بند کرتے نظر سلوی کے نام پر گئی تو آنکھوں میں بہت سا کرب اترا۔

سمجھ نہ آیا اس لڑکی سے کیسے بات کرے پر اسکی کال کاٹنے کی بھی سکھی میں ہمت نہ تھی۔

سکھی ! ناراض تو نہیں ہیں مجھ سے۔پلیز سمجھیں مجھے، میں آپکو آپکی خواہش " جیسا نہیں ٹچ کر سکتی، آپکو پتا تو ہے میں کتنی شائے ہوں۔اس پر تو آپ ناراض نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ تو نیچرل ہے "

سلوی کی پریشانی اور صدمات سنے وہ پھیکا سا مسکرا دیا، یہاں وہ شخص اسکے ساتھ کیا کیا کر بیٹھا تھا اور وہ لڑکی اسے اسکی پسند کا نہ چھو پانے پر فکروں میں گھری تھی۔

یزدان کو خود پر مزید غصہ آیا۔

اگر میں آپکو کہوں کے میں آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتا تو کیا ایسا"

"پرامسس آپ بھی کریں گی مجھ سے؟

سکھی کا سوال وہ سن نہ سکی، اسکی بھاری ڈراتی آواز سے ہی سہم گئی۔

"آ۔۔آپ کی آواز اتنی ڈراونی کیوں ہو رہی ہے"

سلوی نے ٹوٹتی آواز پر قابو پاتے پوچھا۔

"اسے بھاری کہتے ہیں سلوی، ہلکا سا سر درد تھا بس اس سبب"

یزدان نے اپنی تکلیف کا ایک پرسنٹ بتایا تو سلوی کا دل بیٹھ گیا۔

"ک۔کیوں درد ہے؟ میڈیسن لیں کوئی۔ یاد بوا لیں دی جان سے"

سلوی اسکا سوال تو بھول ہی گئی۔

"پہلے پرامسس کریں مجھ سے"

سلوی نے فوری سر ہلایا۔

ٹھیک ہے آئی پرامسس، پر درد کا کچھ کریں۔ میں دی جان کو بتاوں کال کر"

"کے ؟آپ تو نہیں بتائیں گے

سلوی کا بولنا سکون دے رہا تھا، اور یہی یزدان کے لیے بیش قیمتی تھا۔

نہیں، سو رہی ہیں۔ آپ نے آواز سنا دی، پرامسس کر لیا۔ درد فیل ہونا کم"

"ہو گیا کیونکہ یہ خوشی بھاری ہو گئی ہے

ناجانے کیوں پر سکھی کی آواز کا سہما ہوا پن، نڈھال اثر، سلوی کی آنکھیں نم کر رہا تھا کیونکہ اسکا دل دکھا رہی تھی یزدان کی بجھی ہوئی آواز۔

سکھی۔ میں آپ کے ساتھ بہت خوش ہوں۔ مجھ سے نہیں کہا جاتا پر آپ"

"بہت اچھے لگتے ہیں۔ مجھے ہر وقت یاد آتے ہیں

وہ آنسو روک نہ سکی، جبکہ یزدان کا دل مانو دھڑکنے لگا۔

ہر وقت ؟میری نیند اڑانے کا ارادہ ہے کیا۔ہر وقت یاد تو نہ کریں، میں بس"
سوچوں گا اور ابھی آجاوں گا آپکے پاس اس اظہار کو کرتے ہو نٹوں
"کو۔۔۔۔۔

اس سے آگے وہ سن نہ سکتی تھی۔

"س۔۔ سکھی پلیز آگے مت بولیے گا"

وہ اسکی پکار میں بے حد ڈر پھیلا محسوس کر سکتا تھا۔

مجھے اس وقت آپکی بہت ضرورت ہے۔اور میں نہیں، آپ گلے لگا لیں"

"مجھے اس بار۔۔ میری تکلیف ورنہ میرا سانس روک دے گی سلوی

اذیت و تاسف سے چور تھا وہ انیست خیز لہجہ، سلوی نے اپنا ہاتھ گردن پر رکھتے گھٹا دم بحال کیا۔

"م۔۔میں کیسے آسکتی ہوں سکھی، مجھے تو دیوار پھلانگنی بھی نہیں آتی"

ایسی بے بسی کے اسکے رونے اور وہ درد کرتی شریانوں کے باوجود مسرور ہوا۔

"اوسلوی! آپ نے اتنا کہہ دیا سمجھیں آپ آ بھی گئیں اور میرے درد کو دوا بھی مل گی"

وہ بہلا رہا تھا، وہ نہیں بہل سکتی تھی۔

"پکاناں؟"

سلوی کے لب پھڑ پھڑائے۔

"جی، اچھا سنیں مجھے آپکا پاسپورٹ بنوانا ہے، شادی کے بعد آپ میرے ساتھ اوٹ آف کنٹری جایا کریں گی تو وہ بہت ضروری ہے۔ کل کسی ٹائم بھی جب فری ہوئیں مجھے میسج کیجئے گا۔ آدھے گھنٹے کا کام ہے میں آپکو پک کر لوں گا"

سکھی کے بات بدلنے پر سلوی کی تھمی دھڑکن بھی اپنی روانی پر آئی۔

"جی، آپ ٹھیک ہیں ناں سکھی؟"

وہ پھر سے پریشان ہوئی۔

آپ پاس ہوتیں تو آپ سے ہی اپنا آپ ٹھیک کرواتا، ٹنشن نہ لیں"

"بیوٹی۔پر سکون ہوں، میرے لیے سکون کی دعا کر کے سو جائیں

یزدان سے بات کرنا مشکل تھا، سلوی کو بھی محسوس ہوا تبھی فون بند کر گئی

جبکہ یزدان کی تکلیف ویسی ہی شدت میں تھی، رتی برابر کمی نہ ہوئی اور اسے

یونہی ساری رات سکون کی دعاوں کے باوجود جلنا تھا۔

SMERWA MIRZA
NOVELS

ڈنر ہو گیا تھا اور دراب اس وقت ٹی وی لاونج میں ددھو کے سنگ بیٹھا

تھا، باران وہیں نیچے میز کے پاس بیٹھا بقیہ ہوم ورک کرنے کے بعد ڈرائنگ

کر کے دادو اور ممو کو امپریس کر رہا تھا جبکہ نرمین نے کچھ سکھی کی جیولری

آرڈر کی تھی اور اسی پے لیزے سے ڈسکشن کر رہی تھیں۔

تمہیں کونسا اچھا لگ رہا ہے، یہ سکھی کی نیو کلکش پیس ہیں۔ میں تو فدا ہو گئی"

"اسکے ہنر پر

نرمین نے اپنی ہتھیلی میں Tealish Deep Green Tour-maline پینڈٹ لیتے سراہتی نگاہوں سے دیکھتے لیزے سے پوچھا جو چائے پیتی ساتھ ساتھ باران کی ڈرائنگ بھی ٹھیک کروا رہی تھی، وہ پینڈٹ واقعی پیارا تھا۔

"بہت پیارا ہے، کافی خوبصورت فنشنگ ہے۔ آپ پر بہت سوٹ کرے گا"

لیزے کے مسکرانے پر نرمین نے اسے رکھتے کنگن اٹھائے، وہ چنکی گولڈ کفس تھے جن پر فلورل ڈیٹیلنگ ورک تھا اور بہت خوبصورت تھے، اگلی باری خوبصورت ہار کی تھی جو Rhodium_plated brass اور سخت چاندی کا مکچر تھا جبکہ اس پر Ruby, Sapphire اور Emerald جڑے تھے۔

میں لے لے رہی ہوں کسی سپیشل کے لیے، سکھی کو کہنا مجھے اسکے ساتھ "

"کے ائیر رنگز بھی چاہیں

سکھی کے ہی سٹاف کا لڑکا یہ سب کلکشن لایا تھا جبکہ نرمین نے وہ ہار لیتے اپنی ڈیمانڈ اسی سٹاف ممبر کو بتائی۔

"جی میم میں بتادوں گا"

جبکہ باقی وہ لڑکا مسکرا کر سمیٹے سب سے اجازت لیے نکل گیا جبکہ دراب نے بہت گہری نگاہوں سے لیزے کی گردن کو دیکھا، اس نے لیزے کی گردن میں نیکلس تو اسکے بعد دیکھا ہی نہیں تھا، لیزے نے پہنا تھا پر پھر پتا نہیں کیوں اتار کر رکھ دیا تھا، وہ دراب کے ہاتھ سے ہی پہننا چاہتی تھی۔

"کچھ کہانی بڑھی آگے، منہ پر بارہ کیوں بجے ہیں میرے شیر؟"

ددھو کے دوستانہ ہوتے کندھے سے کندھا مس کر کے مخاطب کرنے پر وہ اسی مسحور کن انداز میں انکی طرف دیکھنے لگا۔

شاید آج بڑھ جائے، دد ھواس نے بہت تکلیف جھیلی ہے، ایک دم مجھے" دل سے لگائے گی تواسکا دل مزید دکھے گا۔ میں اسے بہت ستا رہا ہوں پر اسکی ہمت کو داد دیتا ہوں کے مجھے برداشت کر رہی ہے۔ باقی پریشان میں سکھی کے لیے ہوں، نیوز سنی ہے ناں آپ نے۔ اسکی نیو کلکشن اور نیو ماڈل ٹاپ

"ٹرینڈ بنی ہوئی ہے۔ سلوی کاری ایکشن معاملہ بگاڑ سکتا ہے

براق جدون نے سب دلچسپی سے سنا پھر مسکرائے۔

اتنی بڑی بات تو نہیں ہے، وہ خود جیولز آبشیشن کے سبب ماڈل سے کم" فیمس نہیں ہے، ویسے بھی اگر سلوی اسکے ساتھ کام کرے گی تو یہ تو اچھا ہو گا۔ دونوں ایک ساتھ اپنے کام کو دنیا کے مزید ممالک تک لے کر جائیں گے، ہاں سلوی کے والد صاحب کو ایشو ہو سکتا ہے وہ کافی گرم مزاج کے

"مالک ہیں

براق جدون کا خدشہ درست تھا، جبکہ دراب انھیں ساری کہانی نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ وہ سکھی کا سیکرٹ تھی۔

باقی لیزے کے لیے تیری سوچ قابل ستائش ہے بچے،اسکو پیار سے اپنا"
"بنا۔مجھے اپنے پوتے پر پورا بھروسہ ہے
دودھو کی ہمت ملنادراب کو تروتازہ کر دیتا تھا،آج کچھ ایکسر سائز کا موڈ تھا تو اسکے بعد دراب جیم نکل گیا اور لیزے بھی باران کو روم میں لے گئی۔
جو صبح نانو کے پاس جانے کے لیے بہت پر جوش تھا۔
"مموں،بابا یہیں ہمارے پاس سوئیں گے ناں آج بھی؟"
لیزے کے سینے پر سر رکھے اس میں چھپا باران نیند میں ڈوبی آنکھیں ملتا لیزے کو دیکھتے بولا جو کوئی انگلش بک پڑھ رہی تھی۔
ابھی تو وہ گھر نہیں ہیں بے بی،جب آئے تو انکی چوائز ہو گی کے باران کے "
"پاس سونا ہے یا پورے بیڈ پر بازو اور ٹانگیں پھیلا کر اکیلے
لیزے نے شرارت بھری سرگوشی کی،وہ ہنسا کیونکہ باران صاحب یونہی اکیلے سوئے ملتے تھے۔
"بابا کی خوشبو آپ کی طرح پیاری ہے،مجھے اچھی لگتی ہے مموں"

لیزے کی کلائی پر انگلیوں کو پھیر کر کھیلتے باران کے معصومانہ سا اعتراف کرنے نے لیزے کو بہت خوشی بخشی، بک بند کیے سائیڈ رکھے لیزے نے اسکا نرم سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہونٹوں کے پاس لاتے چوما۔

اور ہم دونوں سے زیادہ پیاری خوشبو میرے بے بی کے ان پیارے ہاتھوں" کی ہے، آپ خوش ہو مجھے بہت سکون ملتا ہے۔ میری جان ہو تم، اور سب "سے زیادہ پیار میں اپنے باران حیدر سے کرتی ہوں

ممو کی آغوش اور اسکا پیار، باران کا معصوم دل خوشی سے منور کر دیتا، جیسے اس وقت اس بچے کی آنکھیں ستاروں سی چمک رہی تھیں اور پھر وہ یونہی لیزے سے لپٹ کر بہت جلدی نیند میں گم گیا، اسے سویا دیکھ کر لیزے نے اسکی گال چھوئی پھر ماتھا چوما اور خود سے الگ کیے نرم تکیے پر باران کا سر رکھے اچھے سے لحاف کرواتے ساتھ تکیہ رکھا اور خود سرہانے کی جانب رکھی شال اٹھا کر اچھے سے اپنے اطراف لپیٹے کمرے سے نکلی، ہر طرف خاموشی

تھی، لیزے نے ہر جگہ جا کر دیکھا پر دراب ابھی نہیں آیا تھا اور جب مایوس سی واپس آئی تو دراب اپنے روم سے فریش ہو تا سیدھا لیزے اور باران کے کمرے میں گیا تھا اور باران کو سویا دیکھے وہیں اسکے سرہانے بیٹھ کر اپنی اس ایجاد کو مسکرا کر تکنے لگا۔

لیزے نے ڈور اوپن کیا تو دراب نے نظر اٹھا کر روم میں آتی لیزے پر ڈالی جو چہرے کی ہوائیاں درست کرے چلتی قریب رکی۔

دراب نے اٹھ کر قدم لیزے کی طرف بڑھائے، وہ اسے نم نم خلیے میں بہت گڈ لکنگ لگ رہا تھا پر کہہ نہیں سکتی تھی۔

آج تو یقینا پاس نہیں سلاو گی، کیونکہ ہمارے بیچ نزدیکی بننے والے موصوف"

"تو آج لفٹ کروائے بنا ہی سو گئے

دراب نے ہاتھ بڑھا کر لیزے کے شال میں آدھے دبے بال پکڑ کر اسکے شانوں پر بکھیرے جسکے دیکھنے اور اس دیکھنے کی انسیت میں فرق نہ پڑا۔

مس کرتے ہوئے سویا ہے، سو جائیں اسکے پاس۔۔۔۔میں آپکے روم میں "
"سو جاتی ہوں

لیزے نے بوکھلا کر دور ہٹنا چاہا، دراب نے ہاتھ اسکی کمر میں لپیٹے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے سر کایا۔

میری جان میں تمہارے ساتھ سونے کا کہہ رہا ہوں، یا پھر تم دونوں کے "
"ساتھ۔اور میرے روم میں میرے بنا کیا کرو گی لیزے؟

وہ اسکی قربت سے خوفزدہ لگی، چہرے کے خدوخال میں ناراضگی گھلی آئی اتنے قریب ٹھہرا دینے پر۔

"سو جاوں گی"

گھٹ سے جاتے گلے سے بمشکل سرگوشی گھسیٹ کر نکالی کے آواز، الفاظ سمیت زخمی ہوئی۔

خود کو پر سکون کرو عشقم۔ سب اپنی فکریں، اپنے درد مجھے دے دو۔ ہمت "
کرو اور اندر کا سب غبار نکال دو۔ میں ہمیشہ تمہیں سننے کے لیے بے تاب
رہوں گا۔ تم میری آنکھوں میں چمکتی ہو، دل میں دھڑکتی ہو اور اس جسم میں
مہکتی ہو۔ اتنے سارے رشتے ہیں تم سے۔ کسی ایک کے صدقے رعایت
دے دو، راستہ دیکھا دو اس دل کا جہاں گرد جم گئی ہے، دراب حیدر جدون
" کے لکھے نام پر گرہن لگ گیا ہے

وہ اسکے سینے سے لگی کھڑی اسکے روبرو آنکھوں میں آنسو سمیٹ لائی
تھی پر دراب نے وہ سارے آنسو اپنی لفظی محبت کے سحر میں کہیں محو کر
دیے۔

میرے دل میں آپ سے جڑی کوئی گرد نہیں ہے، بس درد ہے حیدر۔ جو "
کبھی کبھی میری برداشت سے باہر نکل جاتا ہے۔ میں نے دل دیکھا یا آپ
"کا؟

اپنے اندر چلتی جنگ کا وہ ٹھیک سے بتا بھی نہ پا رہی تھی، جبکہ لیزے کے سوال پر دراب نے نفی میں سر ہلاتے لیزے کو اپنے گلے لگا لیا، اس گرم جوشی سے جو دو خوشبوؤں کو آدھا آدھا بانٹ دیتی۔

"نہیں، تم دل دکھا ہی نہیں سکتی۔ تمہیں میری محبت پر یقین ہے؟"

اپنے سینے سے لگائے ہی دراب نے سوال پوچھا، گو مشکل تھا پر لیزے کو جواب دینے کی جلدی محسوس ہوئی۔

"مشکل سوال مت کریں"

لیزے نے منع کیا اور وہ رک گیا۔

تھوڑا آزاد کرتے روبرو کیا اور لیزے کی خوبصورت آنکھیں دیکھیں۔

"Where is your necklace Ishqam?"

دراب کو اسکی گردن دیکھتے پھر یاد آیا۔

"وہ سنبھال کر رکھا ہے"

لیزے نے نظر جھکائی۔

کیا بچے دے گا؟اور وہ پہنو گی۔حد ہے۔لے کر آو جس تجوری میں بھی"
"رکھا ہے

لیزے نے اسکی طرف دیکھا اور مسکراتی آنکھیں چرائے ڈریسنگ ڈرا سے نیکلس نکال لاتی پھر سامنے رکی۔

مجھے نہیں پتا تھا یہ تب آپ کے پاس چھوٹ گیا، مجھے لگا تھا منہ دیکھائی کھو"
"دی

دراب نے جلدی سے اسکی ہتھیلی سے وہ سیاہ نگینے والا بیش قیمتی نیکلس اٹھایا۔

تمہارے کھو جانے کے بعد یہ تمہارے ملنے کی واحد امید رہا، میں پہنا"
"دوں؟

لیزے کی آنکھیں اسے دیکھ کر جگمگا گئیں اور فوری سر ہلائے وہ گھوم کر پلٹی اور بال بھی اکھٹے کر کے پکڑے دائیں طرف کیے، گویا دراب کا ہوش اڑا دیا اپنے جسم کی مہکتی خوشبو کے مچلتے جھونکے سے۔

دراب نے اسکی خوبصورت گردن سے نظریں بڑی دقت سے چرائیں اور ہاتھوں کو ہار کی طرح گردن میں لپیٹے اسے نیکلس پہنایا اور ہک بند کی اور قریب ہوتے اسی ہک کے قریب اپنے گرم ہونٹوں کی محبت رکھی جو لیزے کو گھبرا کر پلٹا گئی، وہ سامنے ہوئی تو دراب اسکی پہلے سے دگنی حسین ہوتی گردن دیکھے دل جلا مسکرایا، پر وہ نہ مسکرا سکی۔

"میں نے چاہا تھا دوبارہ بھی آپ ہی پہنائیں"

پینڈٹ کو دو انگلیوں سے چھوتے سچائی سے بتایا، لیزے اسے جانثاری سے دیکھ رہی تھی جسکی آنکھیں اپنی من پسند لیزے کو آنکھوں میں بسا رہی تھیں اور دراب کی انگلیوں کی پوروں کا لیزے کے رخساروں پر رینگتا لمس اسکے پورے وجود میں سرسراہٹ بیدار کرنے کا موجب بن رہا تھا۔

تمہیں پتا ہے لیزے، میرے یہ ہاتھ بھی تمہیں مس کرتے تھے۔ جدائی" صرف میرے دل نے نہیں کاٹی، میرے انگ انگ نے جھیلی ہے۔ میں

تنگ کر رہا ہوں، تمہیں مجبور کر رہا ہوں لیکن کیا کروں کے میرا چین و آرام

"تمہارا محتاج ہے

سانس کے اتار چڑھاو کی روانی سنوارتے دراب کو گہرا سانس خارج کرنا پڑا

تاکہ جذبات قابو کرے، وہ فاصلہ سمیٹے قریب ہوئی تو دراب نے اسے

بازووں میں بھر لیتے ہوش ڈگمگاتی خوش آمدیدی نگاہ میں سمو لیا۔

مت ہوں میرے محتاج، وقت سب سے بڑا مرہم ہے حیدر، میں بھی"

سنبھل جاوں گی۔پر آپ سے نفرت کا اظہار جب بھی کروں گی تو وہ سب

"سے بڑا جھوٹ ہو گا

یہ دراب کی طرف لیزے کا پہلا قدم تھا، وہ اس پر بھی ٹوٹتا محسوس ہوا۔

"مطلب نفرت نہیں کرتی، زرا بھی نہیں"

لیزے اسکی تڑپ پر اب بھی مر مٹنے پر راضی تھی۔

"م۔۔محبت کرتی ہو؟زرا سی؟"

ایسے جگر پاش سوال پر وہ خلاف توقع ہنسی۔

زراسی نہیں ہوتی محبت حیدر، اسکی ابتدا ہی انتہا ہے اور مجھے آپ سے محبت "

"نہ ہوتی تو میں زندہ نہ ملتی آپکو

اسکے ہونٹوں سے نکلتے ٹوٹے جڑے لفظ ہیرے موتیوں سے قیمتی

تھے، دراب کا مول بڑھا گئے تھے۔

اک آنسو تیزی سے پلکوں کی باڑ پاڑ کرتا دراب کی گال میں جذب ہوتا نمی

چھوڑ گیا جس پر لیزے نے ہتھیلی جوڑی، وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر

جمائے، دوسرے ہاتھ سے لیزے کی بیک ہولڈ کرتا پھر سے بنا اجازت اسکی

کمزور و ناتواں سانسیں بکھیرتا، اختیارات سلب کرتا گیا، بے تحاشا چاہت تھی

پر اسکی پیاس ابھی خود کسی پیمانے میں آنے سے گریزاں تھی تو لیزے کی

منہدم ہمت کتنا ہی سیراب کر پاتی۔۔

میری کوشش یونہی کامیاب کرتی رہی تو میں تمہیں خود سے عشق کرنے پر" مجبور کردوں گا۔لیزے تم سراپا سکون ہو، تم میرا سکون ہو عشقم۔ مجھ سے "دور مت جانا دوبارہ۔ تھوڑی تھوڑی بھی بہت ہو مجھے، یو فیل گڈ؟

لیزے نے اسے دیکھے بنا اسکے سینے میں عافیت جانتے چھپ کر پناہ لی کیونکہ اسے حیدر کا چھونا تکلیف کے بجائے راحت دے چکا تھا اور وہ اس پر نڈھال ہو کر اسی میں چھپ رہی تھی۔

"اوکے کچھ نہیں پوچھتا، سوتے ہیں۔ میں سو سکتا ہوں تم دو کے ساتھ؟" وہ اب کچھ بول نہیں سکتی تھی تبھی دراب نے موضوع ہی بدل دیا۔

"باران کی اس طرف سوئیں"

لیزے اسکا حصار جھٹکتی تیزی سے چہرے کی سرخیاں چھپاتی جا کر لحاف میں گھسی اور شال اتار کر رکھی جبکہ دراب ہنس کر شرافت سے باران کے ساتھ

بیٹھے لیٹا اور تکیہ ہٹا کر اپنے بیٹے کو اپنے سینے سے لپٹاتے اک زچ کرتی نظر بوکھلائی لیزے پر ڈالی۔

"چپکائیں مت اسے خود سے، وہ ڈسٹرب ہو گا"

لیزے نے خفگی سے منع کیا۔

"اوہ، تم پر گیا ہے۔۔۔چپکنے سے الرجک۔۔۔"

دراب نے طنز مارے لیزے کو غصہ دلایا۔

"سو جائیں حیدر"

لیزے نے اپنی طرف کا سائیڈ لیمپ آف کیا۔

"تھینک یو فار یور ریسپانس"

دراب نے پھر سے لیزے کی دھڑکنوں سے الجھتے بولنے کی جسارت کی۔

"دراب پلیز، سٹاپ۔۔۔۔۔"

لیزے نے خفت سے بڑبڑاتے کروٹ ہی بدل لی جبکہ گھبرایا سا مسکرائی تھی اور دراب بھلے وہ مسکراہٹ نہ دیکھ پایا ہو پر جانتا تھا وہ اچھی نیند سوئے گی، اور دراب اسے تو ظاہر ہے جنتی نیند آنے والی تھی۔

مزے جو کروادیے تھے عشقم کے ریسپانس نے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

ماضی کا وہ خوبصورت وقت ایک بار پھر نمودار ہو چکا تھا، لیزے جیسے جیسے شام تاریک ہو رہی تھی، بدستور ڈر رہی تھی، کہیں یہ تاریکی اور سناٹا اسکی زندگی میں نہ گھل جائے۔

"بتاو کیا کھاو گی؟"

دراب نے گاڑی روکی، گردن موڑ کر لیزے کو پکارا جو ڈر کر چونکی، دراب نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جو برف ہو رہا تھا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"گھبرا کیوں رہی ہو لیزے، ہسبنڈ ہوں تمہارا۔بتاو کیا کھاو گی؟"

لیزے نے نفی میں سر ہلایا، دراب کا ہاتھ پکڑنا کافی تھا۔

"م۔۔۔مجھے بھوک نہیں ہے"

لیزے کی سانسوں کے بوکھلائے ساز، بولتے سمے مدھر ہوئے، وہ اسکی گھبراہٹ سمجھ گیا تبھی ہاتھ دباتا آنے کا کہے گاڑی سے نکلا، لیزے نے اسکا اوجھل ہونے تک آنکھوں سے تعاقب کیا اور جب وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں پرپل وائیٹ روزز بکے کے ساتھ ایک میڈیم سائز پیزا تھا، جبکہ دو کین بھی۔

"فاریو"""

دراب نے وہ خوبصورت پھول دینے سے پہلے اسکا بیگ لے کر پچھلی سیٹ پر پھینک کر ٹرانسفر کیا اور اب بیگ کی جگہ لیزے نے وہ گلدستہ خود سے لپٹا لیا تھا، اور خوشبو سونگنے کی کوشش میں خود ہی مسکرائی کیونکہ بہت تیز اور مہکتی ہوئی تھی۔

"پیزا پسند ہے؟"

دراب نے گردن گمائے پوچھا، وہ خفیف سا آمادہ لگی تبھی دراب نے ون پیس نکال کر لیزے کی طرف بڑھایا۔

"یہ خود سے لپٹا کیوں لیے ہیں۔ آج یہ میری جگہ ہے"

دراب نے خفگی سے اس سے بکے لیتے ڈیش بورڈ پر رکھا تو لیزے اسکے جملے پر سٹپٹائی، ہاتھ جو پیزا پیس پکڑ رہا تھا، کانپ گیا۔

"آپ کچھ کریں گے تو نہیں میرے ساتھ؟"

لیزے نے پیس لیتے کھانے سے پہلے تسلی کو پوچھا، دراب نے کین بھی کھولتے اپنی شرٹ کا اس سوال کے سبب حیرت کے جھٹکے پر ستیاناس کروا لیا۔

چھوٹی بچی تو نہیں ہو لیزے نور، ہم ساتھ ہیں، ایک دوسرے کے ہیں۔ فی"
الحال تو میرا کوئی ارادہ نہیں ہے پر میرا دھیان مجھے مسلسل دیکھ کر بھٹکا رہی
"ہو، ٹرائے کرو

دراب کے الفاظ میں جانے کیسی حدت تھی کے لیزے فوراً سے پہلے ڈر کر بھوک مٹانے لگی جو زوروں کی لگی تھی، اوپر سے سیاہ بادل الگ دل کو کپکپا رہے تھے۔

"کیا پسند ہے تمہیں کچھ بتاو، ہیو سم"

دراب نے کولڈ ڈرنک کا سیپ بھرے اپنے والا ہی آفر کیا تو لیزے نے انکار کیا۔

"میں جھوٹا نہیں پیتی حیدر"

لیزے کے ہونٹوں سے حیدر سنے وہ جیسے لمحے میں پاگل ہوا۔

تم مجھے اسی نام سے ہی پکارنا۔ مجھ پر کم یہ نام تمہارے ہونٹوں پر زیادہ سجا"
"ہے، پی لو ابھی بہت کچھ شئیر کرنا ہو گا تمہیں میرے ساتھ

معنی خیزی سے کہے دراب نے گاڑی اسٹارٹ کی تاکہ وقت سے گھر پہنچے،اور سکھی نے لان میں جو ڈنر کے لیے انتظام کیا تھا اسے بارش کے موسم نے اور حسین کر دیا۔

"میں کچھ شئیر نہیں کروں گی"

لیزے نے ایک گھونٹ کین سے کولڈ ڈرنک کا بھرتے گردن گمائی تو دراب ڈرائیونگ کرتا اسکی خوش فہمی پر مسکرایا۔

"لٹس سی"

دراب کی مسکراہٹ لیزے کو کچھ خطرے کی گھنٹی لگی، خیر وہ لوگ کافی دیر لانگ ڈرائیونگ کرنے کے بعد فائنلی گھر پہنچے،لیزے اپنا بیگ اٹھانے لگی تو دراب نے اسکا ہاتھ پکڑتے کار ڈور اوپن کیا،ابھی کچھ کہتا کے سکھی کو دیکھتے دونوں ہی اسکی طرف متوجہ ہوئے جو ویٹ کیے باولا ہو چکا تھا۔

ہیو آسوئیٹ ٹائم، لیزے۔۔اس نے زیادہ تنگ کیا تو مجھے کال کرنا اوکے "
اسکے فون سے۔اسکی آکر بینڈ بجادوں گا اور ڈرنے کی ضرورت نہیں، یہ
منافقت نہیں کر سکتا، جو کرتا ہے دل سے کرتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولنا
" ممکن ہے نہ دل رکھنا۔تو یہ تمہیں جو کہے گا وہ پورے دل سے ہو گا، اوکے
یزدان سے ایسی تقریر پائے دراب بھی حیران تھا جبکہ لیزے کو بہت حوصلہ
ملا، سکھی نے اک جلبلاتی نظر دراب پر ڈالی اور لیزے کو وہیں ویٹ کروائے
خود یزدان، دراب کو بازو سے گھسیٹ کر گیڈ تک لایا۔

" بات سن ! کیا ارادے ہیں تیرے؟"

یزدان کے سوال پر دراب نے خماری سے بازو چھڑوائی۔

"اپنی وائف کے ساتھ ٹائم گزارنے کے، تجھے جلن ہو رہی ہے؟"

دراب کی گردن دبوچتے سکھی نے اسکو اس شگوفے پر برا گھورا۔

بہت ہو رہی ہے کہ تیری زندگی میں سکھی کے لیول کا کوئی خاص آ گیا۔پر"
یاد رکھیں دراب، اگر اس سب کے پیچھے بدلے کی نیت ہوئی تو بہت برا پیٹوں
"گا، تیری مردانگی پاش پاش کر کے رکھ دوں گا۔اسکے ساتھ وقت گزار پر
دراب نے فوراً سے اسکی بات کاٹی۔

"تو جائے گا تو گزاروں گا کمینے"

دراب کو غصے سے دیکھتا سکھی زیر لب گالی بکتا نکل لیا تبھی دراب نے واپس قدم موڑتے لان کا رخ کیا جہاں وہ سامنے بہت خوبصورت کینڈل لائیٹ ڈنر ارینجمنٹس دیکھ کر محویت میں گم تھی۔

یہ بہت خوبصورت ہے۔ڈنر کے بعد آپ مجھے واپس گاوں کے راستے تک"
"چھوڑ آنا، میں گھر چلی جاوں گی اور عجیب بھی نہیں لگے گا

لیزے نے اسکے قریب آتے پلٹ کر دراب کی آنکھوں میں مجسم خود کو دیکھتے دھڑکن کی شدت سے بڑھتی رفتار سنبھالی، اوپر سے ابر آلود موسم رومانیت میں اضافے کا سبب تھا۔

"میں نے صرف شام ساتھ گزارنے کا ارادہ کیا تھا، موسم کی بے ایمانی خود دیکھ لو ہمیں بہکا چکی ہے۔اب میری برداشت کیا گوارا کرے گی کہ اس حسین موسم کو بنا حسین ترکیے تمہیں جانے دوں، تم سے دور ہو سکوں" وہ اسے ڈرانا نہیں چاہتا تھا پر کر بیٹھا، وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ کر دل و جان تک مرجھائی۔

"اسقدر حسن اور بہک جانا، بات بڑھا گیا تو؟"

لیزے کے لہجے میں اندیشے پنہاں تھے۔

"تمہیں یہ ڈر کے بات نہ بڑھے، مجھے یہ فکر کے نہ بڑھی تو کیا ہو گا؟"

لیزے نے اپنے کمر سے جڑتے دراب کے ہاتھ پر جسم میں برقی سی لہر اترتی محسوس کی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ سے؟"

اسکے ہاتھ کا لیزے کی کمر کے اوپر کو سرکنا لیزے کی ٹانگوں میں لعرش کا موجب بنا، آواز بھی بکھری۔

"میں تمہارا ہر ڈر ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا، لیزے نور! مجھ میں دھڑکنے لگو گی اب سے تم"

دراب کی پل پل بڑھتی گرفت، لیزے کا سانس خشک کرنے لگی، لیزے نے اسکی سرگوشی سنی جو وہ ماتھے سے ماتھا ٹیکے لیزے پر سحر بنا کر پھونکتا اپنے بس میں کر گیا۔

"ابھی تو لگ رہا ہے سب بند ہو گیا"

پہلی بار کسی مخالف جنس کو اتنے پاس سے محسوس کرنا اک فطری نشاط تھا دونوں کے لیے، دراب کے لیے ابھی وہ اپنا چہرہ اور دل کی کائنات بگاڑنے

والی مجرم نہیں بس اسکی سانس تھی، دھڑکن تھی، وہ دراب کے سینے پر بھڑکتے آلاو کا ٹھنڈا شافی توڑ تھی۔

لیزے کے لیے وہ آسمان کا چمکتا چاند تھا جو اسکی ہتھیلی میں آگیا تھا، اور اسکی پر نور چمک لیزے سے ہوش و حواس میں رہنا مشکل کر رہی تھی۔

تمہیں چھونا بہت خوبصورت ہے، اچھا کیا نکاح کر لیا تھا، مجھے ایسے اوٹ آف امیجینیشن احساسات زندگی میں بہت کم ملے ہیں۔ یو آر ون آف دیم"

"لیزے

لیزے نے اسکی نگاہوں کا تیر مرکز اپنے ہونٹوں پر ٹکا دیکھتے حلق سے تھوک نگلا، وہ مدھم آواز میں بولا تھا پر لیزے کے رونگٹے یوں کھڑے تھے جیسے لیزے سے جان دینے کا مطالبہ کر رہا ہو۔

تمہارے لیے یہ سب نیا، عجیب اور مشکل ہو گا، سیم میرے لیے بھی ایسا"
ہے پر صرف فزیکل ہونے میں۔ ورنہ لڑکیوں سے زبانی ڈیل کرنا تو میرے
ٹیلنٹس میں شمار ہے، تم نے ان کچھ دنوں میں دیکھ لیا ہو گا کے پورے کالج کی
"لڑکیاں کیسے میرے لیے ٹھنڈی آہیں بھرتی ہیں

وہ یہ لیزے کی گھبراہٹ مٹانے کو بولا مگر وہاں تو بڑھ گئی، سنگل ٹی شرٹ اور
پینٹ پہنے، کف لنکس نکال کر آستینیں فولڈ کیے، الجھے بکھرے بالوں کے
سنگ، کلین شیوڈ خوبصورت چہرہ، اک گال کے نشان کے سوا سلوٹ تک نہ
تھی، گلابی مائیل ہونٹ جو زیادہ تر بھینچے رہتے، وہ اس نوعمری میں بھی مکمل
اور پر کشش لگتا کہ رگ وپے پر اک تسکین اترتی اسکے سحر کے سبب۔

"میں نے آج تک نہیں بھری"

وہ اتراتی ہوئی اچھی لگی، خوبصورتی اسکی میراث تھی تو رشک اس پر بہت سجتا
تھا، خوبصورت بڑی بڑی سرمئی آنکھیں، ان پر گھنی پلکوں کا جال، پھر

خوبصورت اور سنبھال کر رکھی دلکشی وراعنائی جسے آنکھ بھر کر دیکھنے والا

دراب حیدر جدون پہلا تھا۔

"یہ تمہارا برا ذوق بھی ہو سکتا ہے"

دراب کے غرور میں کمی نہ ہوئی، مدھم سا مسکرا کر وہ فضاوں میں باخدا

مدہوشی گھول گئی۔

"یہ میری اچھی قسمت بھی ہو سکتی ہے کہ مجھے ٹھنڈی آہیں بھرنے سے پہلے

"ہی آپ پورے مل گئے

لیزے کو وہ غرور سے مسکراتا بہت پیارا لگا تو اس نے بھی دراب حیدر کو

آسمان پر جا بٹھایا۔

"تم کیسی لگتی میرے لیے ترستی ہوئی، کیوٹ"

دراب نے اسکی گال چھوتے اپنی امیجینیشن میں اسے حصہ دار بنایا، لیزے کا

رخ روشن لمحے میں حجاب آلود ہوا، ٹھنڈی سی ہوا میں بارش کی ننھی ننھی

بوندیں دونوں کے چہروں کو چھو کر تازگی کا الوہا احساس بخش رہی تھیں۔

مجھے پہلے خود سے ڈیل کرنا سیکھائیں، ڈائریکٹ فزیکل مت ہوئیے"
گا۔میری اتنی سی جان ہے، بڑا شاک برداشت کر سکے گی یا نہیں کچھ کہنا
"مشکل ہے

سوکھتے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولتے وہ دراب پر نظریں جھکا جھکا کر بارہا ڈالتی رہی اور وہ سن کر ہنسا۔

"ننھی جان تو نہیں لگی تھی تم حملہ آور ہوتے ہوئے"

دراب کی زبان پر پھر طنزیہ سی کھجلی ہوئی، پھر سے وہ گہرے چشمان بھیگے۔

"اوپس! مجھے ایسی بکواس کرنے ہی کیوں دی تم نے"

دراب نے خود کو کوستے اپنی نظروں کا محور پھر وہی بنایا، لیزے نے جلدی سے آنکھیں ہتھیلوں سے رگڑیں، ایسا کرتی وہ کیوٹ سی بچی لگی، ورنہ تھی نہیں، ایک خوبصورت، راعنائی کی ملکہ اور رنگ روپ پانے والی بھرپور قاتل حسینہ تھی۔

"تم بہت خوبصورت ہو واللہ"

دراب کا دھیان اسکی بیوٹی بون تک بھٹکا، لیزے نے جلدی سے اپنی شرٹ ٹھیک کرتے اپنا دوپٹہ سنبھالا جو دراب کے قریب آنے پر طاری گھبراہٹ کے سبب لیزے کے حسن کا غلاف بننے میں کوتاہی برتتے سر سے اور کاندھے سے سرک گیا تھا۔

"مجھے پتا ہے، اپنی اماں بابا پر گئی ہوں۔ وہ بھی بہت خوبصورت ہیں"

لیزے نے عقل مند ہونے کا ثبوت دیتے دراب کو اش اش کرنے پر مجبور کیا۔

"تھوڑی سی خوبصورتی ٹیس کراوو ناں مجھے بھی اپنی"

دراب نے اپنی مست آنکھوں سے مسکاتے ہونٹوں کی جانب اشارہ کیا، لیزے نے آنکھیں زیرک کرتے ہونٹوں پر مچلتے تبسم کا بڑی دقت سے گلا گھوٹا۔

"شرم کریں"

لیزے کے چہرے تک دراب کی گرم سانسیں پہنچ رہی تھی اور وہ سمجھ نہ پائی کس چیز پر شرمانا ہے، کس چیز پر برہم ہونا ہے۔

"بھوک لگ رہی ہے"

لیزے نے اسے خود سے دور کرتے رخ ڈنر ٹیبل کی طرف موڑا۔

"ابھی تو پیزا کے تین پیس ٹھوس کر آئی ہو"

دراب کو اسکی سمارٹنس کے برعکس بھوک کی پہلوانی شدت پر تعجب نے گھیرا، اصل مسئلہ دراب کی آنکھوں کی بھوک کا تھا جو لیزے چاہ رہی تھیں۔

"گھبراہٹ میں بھوک زیادہ لگتی ہے، کیا میں یہ سب کھالوں؟"

لیزے نے ٹیبل کے قریب پہنچتے وہاں رکھی خوبصورت ڈیشیز دیکھیں، بھلے آدھے تو اسے نام بھی نہ آتے تھے، دراب نے اسکے لیے کرسی پیچھے کی اور لیزے کو بیٹھتے ہوئے کوئین سی فیلنگ آئی۔

لان کے چاروں اطراف بہت خوبصورت پھول لگے تھے، ان کی پتیوں پر گرے بارش کے قطرے عطر کا گماں دے رہے تھے، پھر ہلکی سی نیلی، جامنی

اور سفید بتیوں نے پھولوں کے جمگھٹوں میں الجھ کر سماں باندھ رکھا تھا، ٹیبل بھی بہت خوبصورت تھی، اس کے ساتھ کرسی پر بیٹھتی لیزے بھی۔

تم سب کھالو بس پلیٹس چھوڑ دینا، ممی کا فیورٹ سیر امک ڈنر وئیر سیٹ"

"نکلوایا ہے اپنے سگھڑ سکھی سے جو ممی کو انکی ممی نے جہیز میں دیا تھا

دراب بھی مسکراتا سامنے والی کرسی سنبھالتا تمہید باندھ کر ان خوبصورت پلیٹس کے پیچھے کی کہانی بتاتا اتنا کیوٹ اور ہیارا لگا کے لیزے تمام تر گھبراہٹ کے ہنس پڑی۔

پھر دونوں کے بیچ نگاہوں کے تصادم نے معنی خیزی نمودار کی، جو دل تک آلاو بنی آنچ دیتی محسوس ہوئی۔

"پلیٹس کھا نہیں، مار ضرور سکتی ہوں"

لیزے نے سب سے پہلے پاستہ پلیٹ اٹھائی جبکہ مارنے والی بات پر دراب ٹیسٹ کرنے کے بعد تیزی سے کھاتی لیزے کو خشمگیں سا گھورا۔

مارنے میں توڈ گری یافتہ ہو،ایک معمولی سی پینسل نوک سے تم نے"
میرے منہ کا کیا حال کر دیا۔کوئی جن یا چڑیل گھسی تھی تمہارے اندر جس
"نے اتنی طاقت سے وار کیا

دراب کا مقصد اسے ہرٹ کرنا نہیں تھا پر لیزے کی آنکھوں سے دراب کی
گال دیکھتے آنسو ٹپکنے لگے،وہ بہت مشکل سے زرا دیر بھولی تھی پھر سے
احساس جرم جکڑ گیا۔

میں بہت پریشان اور ہرٹ تھی یہ ایسے جذبات ہیں جو جسم میں بہت قوت"
"بھر دیتے ہیں۔آئی ایم سوری

لیزے کی بھوک یکدم مر گئی،اس نے پلیٹ ویسے ہی چھوڑ دی۔

"اٹس اوکے،ہاتھ کیوں روک دیا۔۔یہ سب کچھ تمہارے لیے ہے"

دراب بے اسکے ہاتھ روکنے پر نرمی سے مخاطب کیا مگر وہ نفی میں سر ہلاتی
رنگ بھرنگی ٹیبل دیکھے افسردہ ہو گئی۔

"میں کھلا دوں؟"

دراب نے اٹھ کر میز کے ساتھ ٹک کر لیزے کی ٹھوڑی پکڑے اسکا آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"مجھے دکھ ہو رہا ہے"

لیزے نے اسکے ہاتھ کو جلدی سے پکڑتے غمگینی لہجے میں ملائی۔

مجھے تو تب بھی نہیں ہوا تھا، تو پھر تمہیں ان خوبصورت لمحوں میں اداس"

"ہونے کی کیا ضرورت ہے

دراب نے فورک اٹھاتے کباب کا اک چھوٹا سا پیس کٹ کرتے لیزے کے ہونٹوں کی طرف بڑھایا جسے وہ منع نہ کر سکی۔

"اتنا پھیکا؟ اتنا پھیکا کھانا کھاتے ہیں آپ؟"

لیزے نے فوری منہ بسورا، دراب کو اسکا ری ایکشن بہت کلک کیا۔

"پھیکا ہے کیا؟ لٹ می ٹرائے"

دراب نے ایک پیس خود بھی لیا جبکہ اس پر بھی دراب کی آنکھیں یوں تھیں جیسے پتا نہیں کتنا تیکھا کھا لیا ہو۔

"اس قدر تیکھا تو ہے، تمہاری زبان سوئی ہے کیا"

دراب نے فوراسے پانی کا گلاس اٹھائے ہونٹوں سے لگایا، لیزے مسکرائی اور براونی کا پیس اٹھا کر دراب کی طرف بڑھایا۔

ہمیں تو جب تک سی سی کی منہ سے آواز نہ آئے تب تک کھانے کا مزہ ہی"
نہیں آتا، یہ سچ میں میرے لیے سارا ٹیسٹ لیس ہے۔ پاستہ میں بھی مٹھاس
"کی بھرمار ہے جو مجھے بلکل پسند نہیں

لیزے نے اتنے فینسی ریسٹورنٹ کے تمام کھانے منٹ میں بیکار قرار دیے جبکہ دراب اسکی باتیں سنتا واپس میز سے ٹکے منہ بھی ہلا رہا تھا۔

میرے ساتھ کیسے گزارا کرو گی، مجھے تو میٹھا پسند ہے گویا دن کی شروعات"
ہی میٹھی چوری سے ہوتی ہے، اور تیکھا چکھ بھی نہیں سکتا مرنے والا ہو جاتا
ہوں۔ اور تم تو مرچ جیسی لگ رہی ہو جیسے جیسے رنگ دیکھا رہی ہو چھپائے
"ہوئے، شیرنی ٹائپ

دراب کی نظریں لیزے کو تنگ کر رہی تھیں اور لہجہ اداس کر رہا تھا، اسے لگا دراب نے پھر سے حملے والا طنز کیا ہے۔

"مر گئی بھوک میری"

وہ اٹھ کر دراب کے پاس سے گزرتی کھڑی ہوئی، ناراض تھی یا شرمندہ، دراب سمجھ نہ سکا۔

"میں نے ماردی کیا؟"

وہ بھی اٹھ کر لیزے کے پاس جا رکا جس نے چہرہ موڑ لیا یہ بتانے کو کہ وہ خفا ہے۔

"اوکے، سب سرونٹس کو آج چھٹی دی ہے چوکیدار انکل کے علاوہ تو ہمیں یہ سب خود ہی سمیٹنا ہوگا۔ مجھے تو بھوک نہیں ہے، چلو آؤ یہ سب اندر رکھتے ہیں۔ بچارے سکھی کی محنت میری اک بکواس سے برباد ہو گئی"

دراب کے تمام جملے سنے وہ بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی جو دو پلیٹس اٹھا کر اندر بڑھ گیا، لیزے نے بھی خود ہی اسکی ہیلپ کروائی اور یوں دس منٹ لگے تمام کھانا کچن میں پہنچا کر سیو کرنے میں۔

جبکہ پلیٹس اس سے پہلے لیزے دھوتی، دراب نے اسکا ہاتھ پکڑے کچن سنک سے یوں پڑے کیا جیسے وہ اچھوت ہو۔

"تم برتن نہیں واش کر سکتی، کل میڈ آ کر کرے گی"

دراب کو بے چین دیکھے لیزے نے فوری فرمابرداری سے سر ہلا دیا، وہ اسکی بازو پکڑے ہنوز ہولڈ کیے ہوئے تھا۔

"تھوڑے سے تھے میں دھو دیتی حیدر"

دراب کی بدلتی نظروں سے گھبرائے لیزے نے بیچارگی سے پلیٹس کو دیکھا۔

"کیا یہ پلیٹس زیادہ اہم ہیں، لک ایٹ می لیزے"

وہ دراب کی قربت سے زیادہ ہر بار اسکی آنکھوں کے بھٹکنے سے ڈر رہی تھی۔

"حیدر! آپ مجھے اب چھوڑ آئیں۔مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے بہت"

لہجے میں ڈر سے زیادہ نقاہت اتری،لیزے کسی طرح اب سب ختم کرنے کی خواہش مند تھی،یہ تنہائی،یہ دراب کے ساتھ اکیلے ہونا،پھر رات بھی تو بہت جلد ہونے کو بیقرار تھی۔

کہاں چھوڑ آوں؟ہر گز نہیں۔آو میرے ساتھ تمہیں کمفرٹیبل فیل"

"ہو گا۔میری دنیا میں

بنا لیزے کی گھبراہٹ کو سمجھتے وہ اسکا ہاتھ پکڑتا کچن سے نکل کر پورا گھر دیکھانے بڑھا۔

اسکا اپنا ہوم جیم،سٹوڈیو،پھر اتنے سارے بیڈ رومز کے لیزے بس اسکے ہمراہ حیرت کدوں میں گری اسکے سنگ گھر کے ہر کونے کھدرے تک گئی،لان تو وہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔

اسکے علاوہ میرا ایک ریسٹ ہاوس ہے جو ممی نے لاسٹ برتھ ڈے پر دیا"

تھا،جب بہت زیادہ اکیلے رہنے کا موڈ ہو تو میں وہاں نکل جاتا ہوں۔باقی اس

گھر کی اینٹ اینٹ ممی نے سجائی اور سنواری ہے۔ تبھی اس گھر سے بہت پیار ہے"

دراب اسے اس خوبصورت گھر کی ہر تفصیل دیکھانے کے بعد اپنا روم بھی دیکھانے لے جا رہا تھا۔

"بابا سے آپکی ممی الگ رہتی ہیں؟"

لیزے کے سوال پر وہ رکا پھر دھیان لیزے پر ڈالا، جو یونیفارم گرل بنی بھی دراب کی تمام حسوں کو سلب کر رہی تھی۔

"یس، بابا بہت خراب نیچر کے مالک ہیں۔ ممی انھیں برداشت نہیں کر سکیں تو الگ ہو گئے، دد ھو تک نے عاق کر دیا بابا کو، جائیداد کے ساتھ دل اور زندگی سے بھی۔ ایکچولی لیزے، میرے بابا بے وفا، مطلبی اور موقع پرست ہیں، اوہ سب سے ایم خوبی خود غرض۔ سچ پوچھو میں انکے بارے بات کرنا بھی پسند نہ کروں۔ تو تم اس کے علاوہ کچھ بھی پوچھ سکتی ہو"

لیزے نے اسکی تکلیف بھانپی تبھی تو اسکا تھاما ہاتھ دباتی فوراً مان گئی۔

"میں بلکل دوبارہ نہیں پوچھوں گی"

لیزے نے مسکراہٹ لیے یقین دلایا جس پر دراب آگے بڑھا، لیزے کو اسکا ہاتھ پکڑ ناڈر سے نکال لایا تبھی وہ دلچسپی سے اسکے ساتھ چلتی گئی، وہ اپنے فنگر ٹچ سے روم ڈور اوپن کرتا لیزے کو بھی اندر گھسیٹ لائے روم ڈور اسی طرح واپس بند کرتے پلٹا تو لیزے دروازے کی لاک بیپ پر گھبرائی۔

"تم چینج کرنا چاہو گی؟"

دراب کے سوال پر لیزے کا چہرہ سفید ہوا۔

"ج۔۔جی"

لیزے کی آواز حیرت سے کانپی، دراب مسکرایا۔

ہاں، میں نے تمہارے لیے کمفی سے اوٹ فٹش بھی لیے ہیں، تم چینج کر لو"

"پھر جب جاو گی تو یہی پہن لینا

دراب نے لہجہ دوستانہ رکھا جس پر لیزے نے کچھ سوچتے دراب کے اشارے پر چینجنگ روم کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ کمرہ بیڈ روم کی طرح ہی وسیع تھا اور لیزے تو دراب کے برینڈ کپڑے دیکھ کر شاک ہوئی، اور پھر اس دیواری کبرڈ میں لٹکے بہت کمفرٹیبل سے جم سوٹس، شرٹس اور پاجامے خاص لیڈیز رینج تھی، لیزے نے ایسے کپڑے کبھی نہیں پہنے تھے تبھی بہت سوچ بچار کے بعد اک مناسب سا کرتی پاجامہ ڈھونڈا اور جلدی سے ڈور لاک کرتے بدلا، لیزے اس شارٹ سے جوڑے میں خود کو پہلی بار بہت پیاری لگی، گہری نیلی کرتی پر وائیٹ شائنی دھاگے کا کام تھا جبکہ پاجامہ سفید تھا۔

دوپٹہ تھا نہیں تبھی لیزے نے بال پھیلا لیے، وہیں رکھے ڈریسنگ کارنر پر پڑے شارٹ سے میک آپ کارنر سے حیرت کے سنک عنابی لپ ٹنٹ اٹھا کر مرج کرتے اپنے خشک پڑتے ہونٹوں پر لگا لیا اور ننگے پیر ہی واپس روم میں آئی۔

دراب نے اسے دیکھتے فوراسے فون رکھااوراٹھ کر حسب توقع جان کو آجاتی لیزے کو دیکھتے اسکاہاتھ پکڑے اپنی طرف کھینچ گیا۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں، آپ تو۔۔۔

اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتی، دراب حیدر جدون نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھتے خاموش کروایا، حالانکہ اس نے طریقہ کوئی اور سوچا تھا پر ابھی اسکے اس مہکتے روپ کے نشے سے آنکھیں نہیں بھری تھیں۔

وہ ناپائیدار دوستی کا رشتہ، تمہیں میری طرف بڑھنے سے روک رہا تھا، پر"
اب میں نے تمہارے ہاتھ میں اختیارات کا جہاں تھمادیا لیزے نور۔استعمال کروانھیں، اور میری طرف آو۔میں اپنے دل میں لگی آگ کو پوری شان

"سے محبت کا نام دیناچاہتاہوں

حیدر کے ہاتھ کی انگلی اسکے ملائم لبوں پر بکھری عنابی رنگینی میں رنگ گئی اور فسوں طاری کر گزری۔وہ مسکرایاتواسکے چہرے کا گرہن چھپ گیا، لیزے

کی آنکھیں لرز اٹھیں، دراب کے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کی سخت حرکت بھی لیزے کو اپنی زیریں کمر پر محسوس ہو کر عجیب درد دے رہی تھیں۔

محبت اور آگ ایک ہی دل اور جسم میں نہیں رہ سکتے، دونوں الگ ہیں"

"حیدر

وہ اسی جیسی ہوش چھین لیتی مسکراہٹ کو اپنے پر کشش ہونٹوں پر بکھیرے حیدر کے حواسوں کا امتحان بنی بولی تھی، اسکی خود سپردگی کا احساس دلاتی سرگوشی قیامت تھی۔

" محبت رہنے دو پھر مجھ میں، آگ کا وجود مٹا دو"

وہ اسے اتنی محبت سے مانگ رہا تھا کہ لیزے بے اختیار پاس آئی، پھر رکی۔

"کیسے مٹاوں؟"

وہ بہت غلط جگہ آ رکی تھی، ستم کے سوال بھی کر بیٹھی، دراب نے اسکے ہونٹوں پر بے خود نگاہ ڈالتے پھر اسکی راضی راضی آنکھوں میں دیکھا، ایک

ہی جھٹکے سے اسکی کمر میں بازو ڈال کر کھینچے لیزے کی دھڑکنیں سینے سے لپٹا گیا۔

کہتے ہیں وصل کے لمحے عورت پہل کرے تو وہ مرد اسکے سحر سے مر کر "

"بھی نہیں نکلتا، مجھے بھی ایسا سحر چاہیے

لیزے ڈر رہی تھی پر باخدا دراب کے یوں کہنے پر سارے ڈر دہلیز سے باہر دھکیلتی اپنے ہاتھوں کو اسکی کمر کے اطراف جماتی گالوں، ہونٹوں اور ناک کی ٹپ تک حرارت دیتی دراب کی سانسوں میں پاگل سی ہوتی محسوس ہوئی۔

اور یہ لمحہ اس شخص کے لیے ہوش چھوڑ دینے والا تھا۔

لیکن میں تو لڑکی ہوں اور آپ لڑکا، مرد اور عورت بننے میں تو ابھی بہت "

"سال لگیں گے

وہ اتنے قریب لاڈ بھری شرارتی سرگوشیاں کرتی خود میں قربت کے نشے میں دھت لگی، جیسے بن پیے ہی اثر ہو گیا ہو۔

"تم چاہو تو اک لمحے میں یہ سالوں کا سفر کٹ سکتا ہے"

معنی خیزی سے لبریز جواب لیزے کی پلکیں پھر فطری خوف سے بھاری کر گیا پر دراب کو بس وہ یاد تھی۔

"آپ مزاق تو نہیں اڑائیں گے ناں؟ پہلے وعدہ کریں"

بے تاب سی سانسوں کو سنبھالتے لیزے نے ہچکچاتے پوچھا، وہ کھل کر ہنسا۔

"دیکھا، ہنس رہے۔۔۔ میں نہیں بولتی"

فوری اسکے ہنسنے پر روٹھی اور مڑنے پر اس سے پہلے گرتی، ہاتھ آتے دراب کی شرٹ سینے سے دبوچے اسے بھی خود پر گراتے میٹرس پر ڈھیر ہوئی، دراب اس جھٹکے پر لمحہ بھر خود نہ سمجھ پایا کے یہ ہوا کیا۔

"س۔۔۔ سوری"

لیزے نے جلدی سے اسکی شرٹ مٹھی سے آزاد کرتے اسے خود پر سے ہٹانے کو کراہتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اسکے سینے پر زور لگایا پر دراب سائیڈ ہوتے میٹرس پر گرا پر لیزے کے دونوں ہاتھوں میں ہاتھ کی انگلیاں

پھنساتے اسکی اٹھنے کی کوشش ناکام بناتے واپس میٹرس سے لگائے زرا جھک آیا۔

لیزے کے گال گلابی جبکہ آنکھیں ساکن تھیں، دراب کو دیکھتے وہ سانس لینا بھول گئی تھی۔

"تمہارا سوری ایکسیپٹیبل نہیں ہے، کچھ اور کرو شاید مان جاوں"

وہ لیزے سے ہر صورت پہل چاہ کر جانے اپنے اندر کونسی تسکین اتارنے کا طلب گار تھا، لیزے بھی تو بے بس تھی۔

"ح۔۔حیدر۔۔پھر مجھے جانے دیں گے ناں؟ پرامس کریں"

گھٹے لہجے میں امید بھری نگاہوں سے دراب کو دیکھا، وہ لیزے کی خوش فہمی پر مسکایا۔

"لٹس سی"

دراب نے موہوم ہی سہی پر تسلی دی جبکہ لیزے نے پہلے خود کو بہت سا سٹرونگ کیا اور پھر چہرہ اور گردن اوپر کو اٹھاتی اک مخملی سی پیش رفت جھکے

دراب کے بھینچے ہونٹوں کی جانب ارسال کرتی واپس میٹرس سے جا لگی اور اپنے چہرے کی سرخیاں بھی سنبھالنے لگی۔

"واٹ ازدس؟"

دراب الٹا گھورا۔

"وہی جو آپ چاہتے تھے"

لیزے نے معصومیت کے ریکارڈ توڑے۔

"یہ میری چاہت نہیں"

دراب نے جھک کر ان سانسوں، ان رخساروں اور اس بیوٹی بون کو جو کافی دیر سے دراب کو کھٹک رہی تھی، انکی شباہت بدل دی، انکی سرد تاثیر گرما دی۔

لیزے کے ہاتھ اسکے ہاتھوں میں جکڑے گئے تھے، وہ آنکھیں موند کر دراب کی چاہت کے نظاروں پر سر کو چکراتا محسوس کر رہی تھی۔

"اب بھی جانا ہے تمہیں"

ناجانے کتنی لمحے ان دونے فسوں خیزی کی فضا میں دھندلا دیے اور جب دراب کو یقین ہو گیا اب وہ اس سے دور جا ہی نہیں سکتی تب اسے اک آخری بار بچ نکلنے کی آفر تھما دی۔

لیزے کا ہاتھ آزاد کیے اسی ہاتھ سے لیزے کے رخسار کی نرماہٹ محسوس کیے، خوبصورت بالائی ہونٹ پر انگوٹھا رب کرتے آنکھوں میں آنکھیں جمائیں۔

"بولو، جانا ہے تمہیں؟"

دراب نے سوال دہرایا مگر لیزے نے اسکے خود پر سے ہٹنے پر یکدم اسکا گریبان جکڑتے خاموشی توڑی۔

"نہیں جانا مجھے"

وہ ہیزل براون آنکھیں، لیزے کے چہرے پر رقم سرخی اور جھنجھلاہٹ بھانپ کر پوری آب وتاب سے چمک اٹھیں۔

"میں جانے دوں گا بھی نہیں"

لیزے کے شفاف گلابی چہرے کو دیکھتے وہ پھر سے اسکے خدوخال کی جامی تاثیر میں دھت اپنی بے خودی و بے قراری کی بوچھار سے لیزے کا پل پل ایمان ڈگمگاتا بہت جلد اسے اپنے سے کئی درجے زیادہ پاگل کر گیا۔

وہ شام، وہ رات، گہری رات اور پھر رات کا جان لیوا پچھلا پہر، اک لمحہ بھی یاداشت سے نہ سرکنے والا، کبھی نہ بھولنے والا حسین تھا کے ان لمحوں میں وہ ہر اس رنگ میں ڈھل گئی جو دراب نے اسکے تن اور من پر دیکھنا چاہا، جبکہ وہ اتنا آگے نکل گئے تھے کہ موسم بھی لاج کھا گیا، سرد پن کو موت آگئی، آتش جذبات سب پر سبقت لے گئی، وہ تو پھر بھی نہ جانے کس لمحے دراب کے پہلو میں بے شمار راحت ملنے پر سو گئی پر دراب اک لمحہ نہ سو سکا، وہ سونے دے ہی نہ سکی تھی۔

وہیں سکھی الگ پریشان تھا کے پتا نہیں دراب کے اس سب کے پیچھے واقعی محبت یا کوئی انتقام، جبکہ کنیز کا دل جیسے جیسے رات قریب آرہی تھی ہول رہا تھا۔

"کنیز! لیزے نہیں آئی؟"

عشاء پڑھ کر گھر آتے شبیر مغل نے چائے کا پیالا لیتے کنیز سے پوچھا۔

"بس چھوڑ کر جاتا ہی ہو گا دراب، لیزے کو کہا تھا رات ہو جائے پھر آئے تاکہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ ویسے بھی سیانی ہے وہ، آپ چائے پیئیں اور بے فکر ہو کر سوئیں میں جاگ رہی ہوں گیٹ کھول دوں گی"

کنیز نے گھبراہٹ پر قابو پایا اور مڑ گئیں جبکہ شبیر بھی کچھ پریشان لگے۔

"اف لیزے! خدا کے لیے پتری واپس آجا۔ تیرے ابا کے آگے شرم سے مرجانا ہے میں نے۔ او میرے ربا! عزت رکھنا ہم غریبوں کی"

کنیز کے ہاتھ پیر پھولے تھے، نماز پڑھ کر وہ بے چینی سے آکر پلنگ پر لیٹ تو گئیں پر نظریں دروازے کو بار بار تکتیں اور اسی انتظار میں کنیز کی بھی آنکھ لگی۔

دیکھتے ہی دیکھتے گہری رات بھی چھٹ گئی۔

لیزے کے کاملیت کے حسن سے گلنار گال، ہونٹ، وہ خوبصورت نشیلی خمار آلود مستی جو سوتے میں بھی لیزے سے چھلک رہی تھی، وہ انجوائے کر رہا تھا اسے اتنے سکون سے سوتا دیکھ کر۔

گھڑی کی سوئی تین پر پہنچی تھی جب لیزے کی آنکھیں لاشعوری طور پر دراب کی نگاہوں کی ملائم تپش پر پھڑ پھڑائیں، وہ دھیرے سے آنکھیں کھولے جاگی، دراب کی شرٹ میں وہ بکھرے خلیے والی اور قیامت لگ رہی تھی۔

خود پر جھکے حیدر کو دیکھتے لیزے نے شرما کر فوراً سے لحاف منہ پر کر لیا، دراب نے مکمل جھکتے اسکے باہر نظر آتے ہاتھوں کی انگلیوں باری باری چومیں۔

"چھپ سکو گی کیا؟"

لیزے کا بس نہ چلا اس لحاف سے ہی کہیں زمین میں دھنس جائے پر دراب کو دیکھنے کی ہمت نہ تھی، پھر یکدم جسم و جان میں چھائی چبھن و تھکاوٹ پر غم زدہ ہوتی رات کے لمحے یاد آنے پر فورا منہ باہر نکالے دراب کو دیکھنے لگی۔

"حیدر ٹائم کیا ہوا ہے؟"

لیزے اسکے دیکھنے کو کسی کھاتے میں نہ لاتی جلدی سے دراب کا بازو خود پر سے ہٹاتی اٹھ کر کھڑی ہوئی، دراب نے گھور کر سر تا پیر جائزہ لیا تو لیزے نے فورا سے اپنے نامناسب خلیے کا یاد آنے اور گزری شب کا منظر سوچے جلدی سے اس پر سے لحاف کھینچ کر خود پر لپیٹ گئی۔

دراب اس بار غصے سے لحاف سمیت اسے کھینچ کر میٹرس پر دے مارتے خود حاوی ہوا۔

لمبی ٹانگوں والی ہرنی، بات سنو۔یہ ٹائم پوچھنے والی نان رومنٹک حرکت "
کرتے شرم نہیں آئی۔میں بتاتا ہوں ٹائم، تمہاری اگین شامت کا وقت ہے
"تیار ہو جاو

دراب نے اس پر لپٹا لحاف نوچا پر وہ بری طرح بلکل اندر ہو کر چھپتی خفیف
سا اریٹیٹ ہوتی چینخی۔

ح۔۔حیدر! پلیز خدا کے لیے میں نے مر جانا ہے اب مجھ میں آپکے ہاتھ لگا"
کر چھونے کی سکت بھی نہیں ہے، مجھے اب جانے دیں۔اپکو میری قسم۔مجھے
بابا اور اماں کے اٹھنے سے پہلے پہنچنا ہے۔پلیز ورنہ نظر نہیں اٹھا پاوں
"گی۔ سمجھیں اس بات کو۔میں نے شرم سے زمین میں دھنس جانا ہے
وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی کیونکہ اب احساس ہوا تھا کہ بہک کر کیا کروا بیٹھی
جبکہ دراب بھی اسکے آنسوؤں سے گھبراتا فوری پیچھے ہٹا، اسکے آنسو پونچھتے
جبین چومی تو لیزے نے رونا بند کیا۔

اتنی خوبصورت رات کے بعد اتنا گندا رو رہی ہو، اوکے جاو حالت درست "
کرو اپنی میں بھی فریش ہوتا ہوں۔ چھوڑ آتا ہوں۔ تمہاری آنکھیں میرے
"سبب شرم سے جھکیں یہ نہیں ہونے دے سکتا۔ جاو
دراب کے مان جانے پر وہ روہانسی ہوئی اور فورا سے اٹھ کر بھاگی، جبکہ دراب
نے بھی اٹھ کر کبرڈ سے شرٹ نکالی اور کمرے سے نکلا۔
جب واپس آیا تو فریش ہوئے چینج بھی کر چکا تھا اور لیزے بھی واپس اپنے
خلیے میں لوٹی اور پر بال گیلے ٹاول سے خشک کرنے یا رگڑنے کے بجائے
یونہی رکھے جو اسکی شرٹ کو کافی تر کر گئے تھے۔

"حیدر! مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ یہ تو ابھی نہیں ہونا چاہیے تھا"
دراب کو دیکھتے ہی وہ دوڑ کر اسکے سینے میں جا چھپی، پوری گیلی ہونے کے
سبب کانپ بھی رہی تھی۔
"ادھر آو، ساری شرٹ گیلی کر دی۔ کچھ غلط نہیں ہوا"

دراب نے ٹاول کھینچتے لیزے کے بال ڈرائے کیے مگر وہ مسلسل ڈر سے آدھی ہو رہی تھی۔

"آریو شیور حیدر، کچھ ہو گا تو نہیں۔ آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دیں گے؟ ب۔۔ بہت رونا آرہا ہے۔ مجھے دیکھیں، جتنے قریب آپ آئے ہیں، میں تو تمہیں اتنی جلدی جانے دینا محال جان رہا ہوں ابھی اور تم نجانے کیا کیا سوچ رہی ہو۔ سٹاپ کرائنگ عشقم!"

لیزے نے ٹھنڈی ہتھیلوں سے دراب کا چہرہ چھوا پر وہ اسکے گیلے بالوں کی خوشبو سے پاگل ہو رہا تھا، کچھ کیسے سن پاتا۔

"ریلکس، کچھ ہوش تمہاری خوشبو اڑا رہی ہے کچھ تمہاری یہ ٹھنڈی ہتھیلوں نے آگ لگا دی اور کچھ تمہارے یہ آنسو تڑپا رہے ہیں، میں تو تمہیں اتنی جلدی جانے دینا محال جان رہا ہوں ابھی اور تم نجانے کیا کیا سوچ رہی ہو۔ سٹاپ کرائنگ عشقم!"

وہ رونا بھول گئی، وہ اسے اتنی محبت سے جو پکارا۔

حیدر! میں آپکے سوااب کسی کی کسی دنیاکے لیے نہیں رہی۔اوکے"

"ناں؟مجھے مت چھوڑیے گا،میں مرجاوں گی

لیزے نے ایک آخری منت کی تھی،بال قدرے ڈرائے ہوئے تودراب نے ٹاول اس سے علیحدہ کرے اسکی خوشبو کسی نشئی کی مانندان ہیل کیے لیزے کو مسکراہٹ بخشی اور پھر وہی مسکراہٹ پورے استحقاق سے لیزے کو بازووں میں بھر کراپنی مرضی ورضاتک چرائی۔

میں بھی،تمہارے سواکسی کا نہیں رہا۔آج وعدہ کرتاہوں لیزے،مجھے" تمہارے علاوہ کوئی دوسری لڑکی چھو بھی نہیں سکے گی۔زندگی میں کچھ بھی ہوگیا،میں مر بھی گیا،یاتم کہیں کھو بھی گئی تومیرا یہ وعدہ نہیں ٹوٹے گا۔آئی "لوویوسوچ

لیزے کے لیے یہ لمحہ زندگی کاسب سے قیمتی تھا،وہ اپنے محرم سے سکون بھی پاچکی تھی،مکمل بھی ہوچکی تھی اوراب محبت کااظہار بھی ملا۔

"آئی لو یو ٹو حیدر"

وہ فوری مسکرا پڑی، جبکہ دراب نے اسے پوری قوت سے اپنے فولادی وجود میں بسایا تھا۔اسکی گردن چومی پھر کچھ یاد آنے پر دور ہٹے ڈریسنگ پر رکھے جیولری کیس کو کھولتے نیکلس نکال کر واپس قریب ہوا اور لیزے کی گردن میں سجا دیا۔

"بھوک لگی ہے؟"

دراب نے اسکی نڈھال حالت دیکھتے پیار سے پوچھا تو وہ روہانسی ہوتی سر ہلا گئی۔

"اوکے کچھ کھالو پھر نکلتے ہیں، تم بیٹھو میں جلدی سے کچھ گرم کر لاتا ہوں"

دراب نے اسے پکڑ کر بیٹھایا اور کمرے سے نکلا جبکہ لیزے خوشی کی زیادتی سے نم آنکھیں کرتی وہیں گرنے کے انداز میں لیٹی۔

مجھ سے ناراض مت ہوئیے گا، میں بہت پیار کرتی ہوں حیدر سے۔پلیز"

"مجھے اماں بابا کے اٹھنے سے پہلے اپنے روم میں پہنچا دیں، پلیز

لیزے کی حالت عجیب تڑپی تھی، وہ اٹھی مگر نیکلس کی ہک وہیں بیڈ شیٹ سے اٹکی اور نیکلس شاید ٹھیک سے بند نہ ہوا تبھی وہیں میٹرس اور لحاف کے نیچے چلا گیا۔

لیزے کے لیے وہ جلدی میں جو سمجھ آیا لایا اور پھر اسے لیے روانہ ہوا، جیسے ہی گاوں کی سرحد آئی تو لیزے نے دراب کو گاڑی روکنے کا کہا۔

چار بج چکے تھے۔

"بس حیدر! مجھے یہیں اتاریں۔ میں اب چلی جاوں گی"

دراب نے گھپ اندھیرے کی سمت دیکھتی خفگی سے بیگ کاندھے پر ڈالتی لیزے کو دیکھا۔

کیا مطلب لیزے! میں تمہیں گھر تک ڈراپ کرتا ہوں۔ اکیلی کیسے جاو گی"

"میری جان

دراب ہر گز اس پر راضی نہ تھا۔

نہیں ناں حیدر، گاڑی گئی تو کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔اور مجھے گھر تک کا راستہ "

"از بر ہے اور ڈر بھی نہیں لگے گا۔پلیز سمجھیں

لیزے کے تاسف سے کہنے پر وہ خفا ہوا۔

"مطلب تم چاہتی ہو مجھے تمہارے گھر کا ایڈریس نہ پتا چلے "

وہ روٹھا سا بہت پیارا لگا، لیزے نے اسکا ہاتھ پکڑے ہونٹوں کے پاس لاتے چوما۔

"جی یہی سمجھ لیں، ایڈریس بتا دیا تو آپ مجھے چرا لے جائیں گے "

وہ بہت خوبصورتی سے ٹال گئی۔

تمہارا سب کچھ چرا لیا ہے، بھلے اب ایڈریس نہ دو اور چاند پر شفٹ ہو جاو "

"مجھ سے بچنے کو۔آئی ڈونٹ کیئر

وہ بھی برہمی جتانے سے نہ چوکا۔

سب بہت خوبصورت تھا حیدر، کل کی شام اور رات یوں تھی جیسے کسی "

خواب کی دنیا سے چرا لی ہو، مجھے امید ہے آپ جلد ممی اور ددھو سے بات کر

کے مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے بیوی کی طرح۔اور اپنی محبت کو مقام دے کر اپنے جذبات ثابت کریں گے۔تب تک میں وعدہ کرتی ہوں اس نکاح اور اس رات کی کسی قیمتی راز کی طرح حفاظت کروں گی"

لیزے نے اسے لاجواب کیا اور اک پیار بھرا حق جتاتی اپنا بیگ لیے دوپٹہ اچھے سے اوڑھتی گاڑی سے نکل گئی اور دراب اسکے الوداعی لمس پر ٹھنڈا سانس بھر کر سینہ سہلانے لگا، کہاں دل بھرا تھا اس سحر زادی سے۔

جبکہ لیزے کی قسمت اچھی تھی، وہ آدھے گھنٹے تک گھر پہنچی، چھوٹی سی دیوار بھی پھلانک لی، اور جیسے ہی کمرے میں پہنچی، کپڑے بدلے اور بستر پر آکر کنیز کے ساتھ لیٹی ہی کہ فجر کی دور پار آزانیں سنائی دیں، کنیز نے کروٹ بدلی تو لیزے صاحبہ یوں تھی جیسے مدتوں کی سوئی ہوں۔

ہیں؟ یہ رات آگئی تھی۔ شکر ہے میں شبیر کے سامنے شرمندہ ہونے سے "
بچ گئی۔ لگتا ہے رات دیر سے آئی ہے، نو بجے تو میں انتظار کر کر سوئی
" تھی۔ اف لیزے، جان نکال دی تو نے اپنی اماں کی کل۔ میری شہزادی
کنیز بھولے پن سے کہے لیزے کا ماتھا چومے پاس سے اٹھ گئیں تبھی لیزے
نے بہت مشکل سے چھپائی مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھرنے دی اور آنکھیں
موندتی پھر سے جیسے دراب کی خود سے آتی خوشبو میں دانستہ گم ہوئی۔

"اٹھ جا لیزے! نماز پڑھ لے"

جان بوجھ کر کنیز نے شبیر کے اٹھنے پر پر اعتمادی سے باہر صحن میں جاتے
لیزے کو ہانک لگائی تو شبیر مغل بھی دھیما سا مطمئین مسکراتے غسل خانے
کی طرف نکل لیے اور کنیز خود مطمئین ہوئیں۔

لیزے بھی نیند میں دھت ہونے کی ایکٹنگ کرتی منجھی کھلاڑی ہی لگ رہی تھی، پر ان خماریوں اور سرخیوں کو کہاں چھپاتی جو اسکے چہرے کو روشن اور آنکھوں کو نشیلا کر چکی تھیں۔

جبکہ واپس آکر دراب کی دنیا تو پھیکی تھی، دل چاہا بس کہیں سے وہ پھر باہوں میں آجائے اور کبھی اسے خود سے دور جانے کی مجبوری نہ دیکھنی پڑے۔

"لیزے! میں تو مر گیا تمہارے نام پر۔ یہ کیسی کیفیت ہے، یہ سکون، یہ انگ انگ میں گھلا قرار تو میری حسرتوں کی فہرست کی پہلی سطر تھا۔ میں کیسے ایک پل بھی اب تم سے دور کاٹ سکوں گا، کیا ہماری اس محبت کو دنیا قبول کر لے گی۔ آہ لیزے نور، یہ تم نے آپنا آپ لٹا کر میرے ساتھ کیا کر دیا، ابھی سے یاد آرہی ہو"

وہ اپنے خالی پہلو میں لیزے تو نہ ڈھونڈ سکا پر اسکی خوشبو کے سنگ ہاتھ میں اس لڑکی کی گردن کو چوم چکے نیکلس کے آنے پر پھیکا سا مسکرا دیا۔

تم اپنی سب قیمتی چیزیں میرے کمرے میں چھوڑ گئی لیزے، مجھ"

"سمیت۔ کلر کوئین

نیکلس کو مٹھی میں دبوچے وہ خود بھی آنکھیں موند گیا جبکہ دوسری طرف

معاملہ کچھ یہ تھا۔

"کب آئی تھی تو؟"

کنیز نماز ادا کیے واپس کمرے میں آئیں تو لیزے نے نماز ادا کرتے سلام پھیرا، اماں جان کے پاس ہی رکنے پر وہ انکی طرف دیکھتے آنکھیں چرا کر اس ماں کا دل مرکز سے ہلا گئی۔

"آپ کے سوتے ہی اماں"

لیزے کے چہرے کی سرخیاں اور رعنائیاں ماں سے کیسے چھپتیں جو لیزے کا ہر بدلتا رنگ بھانپ لیتی تھیں۔

ادھر دیکھ پتر، مجھ سے جھوٹ نہ بول۔ تیرے بابا کی بات الگ ہے۔اس"

دراب سے دور رہ، جب تک اپنے گھر والوں کے بیچ تجھے لے نہ جائے، کچھ الٹا

سیدھا مت کر بیٹھنا پتر۔چوہدریوں کو بھنک بھی لگی ہمارے ٹکڑے کر دیں گے۔ سمجھ رہی ہے ناں"

کنیز کا دل اسکی چمک وخوبصورتی پر سینے میں پھڑ پھڑا رہا تھا جبکہ لیزے نے جائے نماز سمیٹا اور اٹھ کر وہیں پلنگ کی پائنتی کی جانب بیٹھے اماں کے سینے لپٹ گئی۔

"میں خود بھی یہاں سے جلد نکلوں گی اور آپ دو کو بھی اس جہنم سے نجات دوں گی، دراب کی محبت رتی برابر شک کی مستحق نہیں اماں، دنیا ادھر سے ادھر بھی ہو جائے تب بھی مجھے یقین ہے میرے سوا اب انکے دل تک کوئی نہیں پہنچے گی۔لٹا آئی سب کچھ ان پر اماں، یہی میری ہار ہے اور اس پر اپنی ہر جیت قربان کر دی"

لیزے کا دل کانپا تو کنیز یہ سنے جی جان سے لرزیں، پکڑ کر اسے خود سے دور کیا۔

"یہ کیا کر دیا ہے تو نے لیزے منع کیا تھا"

کنیز کی آواز اور دل نم پڑے۔

"معاف کر دیں مجھے اماں اس نافرمانی پر، مار لیں پلیز مجھے"

لیزے کے رو پڑنے پر وہ ماں بھی آبدیدہ ہوئی، ان ماوں کو آنے والے وقت کی بھنک لگ جاتی ہے۔

اگر تیری نافرمانی نے قیامت ڈھا دی پھر، میں اور تیرے بابا تو سانس ہی" تیرے لیے لیتے ہیں، تجھے اس سبب کچھ سہنا پڑے یہ دیکھنے سے پہلے اللہ ہمیں پاس بلا لے۔

۔رو مت، خود کو مکمل اس پر مت وار پتر کے تیری اپنی آتی جاتی سانس اسکی محتاج ہو جائے۔ مرد کی وفاداری بڑی نایاب دولت ہے، تیری اماں اس سے محروم نہیں کی گئی تو دعا ہے تو بھی نہ کی جائے۔ پر اتنی جلدی خود پر بھی بھروسہ نہیں کرتے کملیے"

لیزے کا دل اماں سے یہ سب کہہ کر ہلکا ہوا، پر دونوں ہی مقدر کی سختی سے ڈری تھیں تبھی آنکھیں نم تھیں۔

خود لیزے کو لگا جیسے اس نے بہت بڑی غلطی کر دی ہو۔

اور پھر وہ صبح چڑھی، چمکتی اور روشن۔

لیزے کو تھکاوٹ کے سبب اتنی نیند آ رہی تھی کے اس نے کالج سے چھٹی کی، اٹھنا تک مشکل تھا، شاید جسم و جان پر خمار و مدہوشی کی جگہ پچھتاوے کا غلبہ شدید ہو گیا۔

دراب کا بھی کچھ خاص کالج جانے کا موڈ نہ تھا لیکن سکھی ضرور تیار تھا اور جیسے ہی کمرے سے نکلنے لگا آگے شنائیل کو دیکھے ٹھٹکا۔

شنائیل نے دروازہ بند کیا اور سکھی کے سینے پر ہاتھ رکھتی کمرے میں دھکیل کر دروازہ لاک کر گئی۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟"

یزدان اسکے اس طرح چھونے پر تلملا گیا۔

ارے ! الٹا چور کوتوال پر بھونکے، یہ تو مجھے پوچھا چاہیے کے یہ کیا بکواس"
ہے ؟ تم اور دراب میرے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیسے کر سکتے ہو ؟ میں نے تم دو کو
سچے دل سے دوست مانا تھا، تمہیں تو ہمیشہ سایہ سمجھا تھا اپنا، تمہارے لیے
دن رات اسائنمنٹ بناتی تھی، تمہارے حصے کی ٹیچرز سے ڈانٹ کھاتی کیونکہ
ایسا لگتا تھا مجھے بھائی ملا ہے تمہاری صورت۔ اپنی زندگی کے گندے سے
گندے راز کو میں نے تم دو سے بانٹا، مجھے سکون دیتی تھی تم دو کی
موجودگی۔ اور دراب سے تو سچے دل سے محبت کی تھی، مجھے لگتا تھا پوری دنیا
بھی میرے خلاف ہو گئی تو میرا سکھی دراب کی بازو پکڑ کر میرے حوالے
کرے گا کے لوشنائیل۔۔۔ یہ تمہارا ہوا۔ پر نہیں تم دونوں نے اپنی زندگی
کے ہر بڑے راز کو مجھ سے چھپایا، مجھ سے ایک جبری سا رشتہ رکھا اور جہاں
"موقع ملا میری اوقات مجھے یاد دلائی

سکھی کا غصہ، شنائیل کے پھوٹ پھوٹ کر رونے پر پریشانی بنا، وہ سچ میں بہت تکلیف میں لگی اسے۔

"شنائیل، ہوا کیا ہے۔ڈونٹ کرائے"

سکھی نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے آنسو پونچھے ہی کے وہ اسے نفرت سے پرے دھکیل گئی۔

میرے مقدر میں پہلے ہی آنسو تھے ایک ان وانٹڈ چائلد ہونے کے " سبب، اور تم دونوں نے روگ لکھ دیا۔ تم دونوں نے دوستی کی توہین کی ہے، میرا دل توڑا ہے۔ خدا تم دونوں کو برباد ہونے کے غم سے ضرور ملوائے گا یہ میری بددعا ہے۔ تم نے میرا دراب، اس لیزے کو دیا ہے تو سزا بھی "تمہیں دوں گی یزدان فاروقی

وہ اسکے گریبان کو پکڑ کر سرخ آنکھوں سے تکتی دہشت طاری کر گئی۔

شنائیل، پلیز کام ڈاون۔۔۔وہ پسند کرتا ہے لیزے کو، میں اسے کیسے منع " "کرتا۔وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے

یزادن کی آواز کانپی۔

"اور میں، میں تمہارے جگر کا ٹکڑا نہیں بن سکی ناں، شاید حلق کا کانٹا تھی سکھی جو تم نے جانتے بوجھتے میرا دل اجاڑ دیا۔ تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا میں مر جاوں گی؟ تم میرے بھی تو دوست ہو"

شنائیل کی آواز ہچکیوں سے کٹی، وہ پاگل ہو رہی تھی۔

"رومت، وہ اپنی مرضی کا مالک ہے۔ اسکی زندگی میں اسکے باپ نے بھی تو ہمیشہ زہر گھولا، میں نے ساتھ دیا تاکہ اسکی زندگی میں کچھ سکون آئے۔ یقین کرو تم اسے زبردستی پا بھی لیتی تو کبھی خوش نہ رہ پاتی، وہ بھی گھٹتا۔ پھر میں تم دو کی تکلیف کیسے سہتا۔ آئی ایم سوری"

سکھی اسے روتا برداشت نہ کر رہا تھا کیونکہ روتی شنائیل پر اسے ترس آ رہا تھا۔

"میری تکلیف سے نہ تمہیں فرق پڑتا ہے نہ اس کمینے کو جو کل لیزے کے ساتھ تھا، گئی تھی میں اس سے حساب لینے پر چوکیدار انکل سے کل رات کے

بارے جان کر میری ہمت ہی مر گئی تو سیدھی اصل مجرم سے نمٹنے آ گئی، مجھے کیوں پڑ رہا ہے فرق۔ نہیں پڑے گا اب۔ میں تمہیں معاف نہیں کر سکتی۔ میں تمہیں سزا دوں گی"

شائیل نے یکدم اپنے آنسو رگڑے اور آنکھوں میں نفرت بھر لائی۔

"کیا کرو گی؟"

یزدان کا بھی پارہ چڑھا۔

"تمہیں مجبوری اور بے بسی سے ملواوں گی، تم سانس بھی نہ لے سکو گے۔ تمہیں اس تکلیف سے ملواوں گی جو اس وقت میں محسوس کر رہی ہوں۔ اور اس کمینے کو سانس لینے لائق نہیں چھوڑوں گی"

یزدان کو اسکی آنکھوں سے دھواں اٹھتا محسوس ہوا۔

"تم مجھے دھمکا رہی ہو، کس بل بوتے پر۔ تم اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا کرو گی؟ شرم نہیں آئے گی"

سکھی نے اسکی بازووں پکڑے جھٹکا دیتے جنجھوڑا تو وہ دلخراش ہنسی۔

دوستوں نے بھی تو دشمنوں سے بڑھ کر سلوک کیا ہے تو میں کیوں اچھی"

"اور مظلوم بنوں، شرم تو میری پیدا ہوتے ہی مر گئی تھی اسکی تم فکر مت کرو

شنائیل نے اسے پرے دھکیلا اور اپنے بیگ سے اپنا فون نکالے کچھ ای میل

یزدان کو ٹرانسفر کی، یزدان نے فوری میٹرس پر رکھا فون اٹھایا لیکن آگے جو

کچھ اسکی آنکھوں کے سامنے تھا اس پر یزدان کے پیروں سے زمین سرکی۔

"شنائیل، میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا"

فون پھینکتے اس سے پہلے وہ آگے آتا، شنائیل نے اپنے بیگ سے چاقو نکالتے

اپنے قریب آتے سکھی کی طرف تانا۔

اس سب کے منظر عام پر آنے کے بعد تم کیسے زندہ رہو گے یزدان فاروقی"

یہ سوچو، اب تم صرف وہی کرو گے جو میں کہوں گی ورنہ اس سب کو اشتہار

"بنانے میں مجھے دو لمحے لگیں گے

شنائیل اس وقت یزدان کو جانور لگی اور شاید وہی تھا اسے اس حد تک گرانے

والا۔

"گھٹیا عورت"

یزدان نے ایک ہی داو سے چاقو چھینتے اسکی گردن دبوچتے دیوار سے پن کیا پر وہ بے خوف تھی۔

"مت کرو شائیل، مجھے اسکے معاملے میں بے بس مت کرنا، میں نے تم دونوں کا بھلا سوچا تھا۔ پھر تم پیٹتی میرے پاس ہی دراب کی شکائیت لے کر آتی۔ سلگتی، جلتی۔ بچایا ہے میں نے تمہیں۔ میرے ساتھ یہ مت کرو، منت کرتا ہوں"

یزدان کی آنکھوں میں ڈر اور چٹانی قوت میں لعزش تھی پر شائیل پر خون سوار تھا۔

"سوری، ایسی اور بھی تصویریں ہیں۔ تم اس دن ہوش میں نہیں تھے پتا ہو گا، کچھ ایسی ہیں جو میں تمہیں بھی نہیں دیکھا سکتی کہیں صدمے سے مر ہی نہ جاو۔ سو کوئی منت مت کرنا میرے آگے سکھی۔ اس سب کو ختم کرنے کی

ایک قیمت ہے میری جان، ادا کرو اور سکون پاو۔ دراب جس دن مجھے واپس مل گیا، یہ تصویریں جل جائیں گی اور تمہارا ماضی میرے شعور میں دفن ہو جائے گا۔ اب انتظار کرنا، میں دراب کو لیزے سے دور کرنے کے لیے جو بھی کروں گی تم ٹانگ نہیں اڑاو گے۔ تم دو صرف ایک دوسرے کے دوست ہو، میں تو ایز آ گلیمر ایڈ تھی، لیکن یہ تم دونوں کی بھول تھی کے میں چپ کر کے رو دھو کر صبر کرنے والی بیبی بچی ہوں، اب تم دیکھنا میرا موو۔ بائے سکھی ڈارلنگ۔۔۔۔اب پینک اٹیک آیا تو دیوار سے لپٹ لینا، یہی "تم ڈیزرو کرتے ہو

زہر میں بجھے حکم سناتی وہ اسے پرے دھکیلتی جیسے آئی ویسے ہی تند لہر بنے لاک اوپن کرتی نکل گئی اور یزدان نے صدمے کے سبب دیوار کا سہارا لیا۔

جبکہ اسکے بعد کا ماضی اتنا دردناک تھا کہ سوچا جانا بھی محال ہو جاتا۔

Ⓢ ⓂⒺⓇⓌⒶ ⓂⒾⓇⓏⒶ

??ⓄⓋⒺⓁⓈ

ماضی چھٹا تو حال کی گرمائش نے پھر سے وجودوں کو حصارا، رات بیت گئی۔

فجر کے کچھ وقت پہلے نرمین اٹھ کر آئیں اور دروازہ ہلکے سے کھولا تو

لیزے، دراب اور باران کو ساتھ سویا دیکھے انکی خوبصورت اور انمول سی

مسکراہٹ ہونٹوں پر بکھری۔

نرمین نے اندر آتے اک نظر دور دور لیزے اور دراب کو دیکھا اور احتیاط سے

جھک کر باران کو اٹھالیا۔

دراب کسمسا کر جاگا تو ممی کو دیکھتے فورا گھبرا کر اٹھا۔

"میرا بے بی، میں اسے لے کر جا رہی ہوں۔ تم اپنی لیزے کو ٹائیٹ ہگ کر

کے سو سکتے ہو صبح تک"

دراب خمار آلود سا ممی کی اس نوازش پر مسکرایا اور جمائی لیتے اٹھ کر دونوں

کے لیے ڈور کھولتے کھولتے نرمین کی گال چومی۔

آپ اسے کبھی کبھی پاس سلا لیا کریں، بور نہیں ہونے دے گا۔۔۔ گڈ"

"نائیٹ

نرمین، دراب کی شرارت اور چالاکی پر اس سے دگنی شریر مسکرائیں۔

"روز روز عیاشی نہیں ملے گی، چلو جاو"

نرمین کو باران بلکل بھاری نہ لگا، ویسے بھی دراب کا بیٹا تھا، بھاری ہوتا بھی تو اس دگنی مدر کو نہ لگتا، ویسے بھی وہ بلکل دراب کا بچپن تھا تو نرمین کی آدھی جان اب اس بچے میں تھی۔

دراب واپس آ کر لیٹا تو لیزے کی پر سکون بند آنکھیں نیند کی طلب ختم کر گئیں۔

اسے آج بھی لیزے کے ساتھ گزارے وہ رات کے گنے چنے لمحے یاد تھے، انکا سحر دراب پر سے کبھی مر کر بھی ہٹنے والا نہ تھا۔

اوہ میری جان ! تم اب بھی ویسی ہی بھولی ہو۔ میرے جال میں خوشی خوشی"
پھنسنے والی۔ تمہارے جسم کی یہ مہک میری رگوں میں دوڑتے خون کے
ساتھ دھڑکتی ہے، میں بتا نہیں سکتا تمہیں صرف دیکھنے سے ملتی تسکین کا
"لیول، اس راحت کو ناپنے کا پیمانہ بھی نہیں ہے

دراب کو وہ چاہیے تھی بس اتنی سی ہی اور وہ اب سو نہیں سکتا تھا، بھلے وہ سوئی رہتی۔

اور یہ فطری سی کیفیت تھی کے جب جب لیزے اسکے پہلو میں پر سکون ہوئی، دراب سے اسے دیکھنے کے سوا دوسری کسی راحت کے قریب بھی جانے نہ ہوا۔

"سوتے میں اتنی پیاری لگتی ہو کے بار بار پیار ہو جائے تم سے"

وہ گلابی رخسار چومتے نیکلس کو ہاتھ سے چھوتا اس سے جڑی یادوں میں محو تھا جب لیزے نے نیند میں ہی ڈر کر دراب کی شرٹ سینے سے مٹھی میں لی، وہ یکدم کانپنے لگی، دراب کا دل سکڑا۔

"ن۔۔۔ نہیں، م۔۔ مت مارو مجھے۔۔۔ نہیں۔ می۔۔۔ میرا بے بی۔۔۔۔"

لیزے کی آواز بھی اسی طرح کانپی جبکہ دراب کا دل مانو اس لڑکی پر طاری اس کیفیت پر پھٹ گیا۔

"م۔۔ مت مارو۔۔۔ بہت درد ہو رہا ہے"

وہ پھر سے دراب کا ہاتھ پکڑتی بند آنکھوں سسکنے لگی، دراب نے اسکا ہاتھ پکڑے چوما، اور اٹھ کر بیٹھتے پیچھے کو جھکے لیزے کی گال تھپکاتے اسے پکر کر بٹھاتے اپنے سینے سے لگایا، لیزے گہرے سانس بھرتی اسکے سینے میں چھپی کتنی دیر اسی کیفیت میں مبتلا رہی اور پھر جب جاگ کر خود کو دراب کی سکون پہنچاتی پناہ میں محسوس کیا تو جلدی سے سر اٹھا کر یقین کرنے کو جب دراب کو دیکھا تو وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

میں اس خبیث کے کل ہی ہاتھ بھی توڑ آوں گا دیکھنا تم، جس نے تمہیں"

"مارا۔ کچھ نہیں ہوا میری جان، بس سنبھالو خود کو

وہ یکدم سنبھل نہیں سکتی تھی، ناجانے کتنے لمحے سرک گئے تب جا کر اسکا سانس توازن میں آیا، دراب نے یونہی ٹیک لگا کر بیٹھے لیزے کو خود سے لگا رکھا تھا جو بہت آہستہ آہستہ سانس کھینچ رہی تھی۔

"لیزے! ادھر دیکھو"

وہ اسے پکار کر سر اٹھانے پر مجبور کر گیا پر وہ باران کو نہ دیکھتی اسی خواب کے زیر اثر دراب کی گرفت جھٹک گئی۔

"میرا بے بی کہاں ہے، میرا باران کہاں ہے حیدر"

وہ اسے جھٹکتی اٹھ کر یوں بولی جیسے دل بند ہونے کے دہانے پر ہو۔

"میری جان! ممی لے گئی ہیں اسے اپنے پاس۔ بس ناں، ادھر آو"

کھینچ کر سینے میں بساتے لیزے کی کمر سہلائی تو لیزے نے بھی ہاتھ دراب کی پشت پر باندھے اس شخص کو ناجانے کتنی راحت دی۔

"دوبارہ مت لے جانے دیجئے گا حیدر! میں اسکے بنا نہیں سو پاتی۔ پلیز"

لیزے نے منت کی جبکہ دراب اپنی قسمت کے اس قدر ٹھنڈے ہونے پر فاتحہ پڑھ گیا۔

"کاش تم میرے لیے بھی یہ کہو کے میں حیدر کے بنا سانس بھی نہیں لے سکتی، تم مجھے حسرتوں میں رکھ کر ہی مار دو گی"

وہ بے اختیار بڑبڑا گیا تو لیزے زرا پیچھے سرکتی سامنے ہو کر خفا نظروں سے گھوری۔

"آکسیجن ہیں آپ میری کیا؟"

لیزے نے سوال کیا پر بچارے دراب کو تو تیز دھاری تلوار کا وار لگا۔

"بننا چاہتا ہوں، جسے ان ہیل کیے بنا تمہیں سانس نہ آئے"

دراب نے خفا سا چہرہ لٹکاتے جواب دیا۔

"سوری، اس قابل بننے تک آپ کے بال سفید ہو جائیں گے"

لیزے نے شریر سی مسکراہٹ ہونٹوں پر سمیٹے دراب کی گال تھپکائی۔

"اور تم بڑی آتما بن جاو گی پھر مجھے تم جان نہیں، وبال جان لگو گی"

دراب نے خفگی سے اسکا ہاتھ گال سے جھٹک کر منہ موڑا۔

"میں تب بھی آپکو بہکالوں گی"

لیزے مزے سے کہے خود بھی منہ پھیر گئی، دراب سے تو سہا نہ گیا کہ وہ ساتھ آ چپکنے کے بجائے خود منہ موڑ گئی تبھی بچارا خود ہی پلٹا اور دونوں بازو باندھتے لیزے کو حصار میں لپیٹا اور اسکی گال سے گال سہلائی، کاندھے پر ٹھوڑی ٹیکی۔

"تم نیند سے جاگ کر ڈرنا بند کر دو لیزے، مجھ سے باخدا برداشت نہیں ہوا تمہارا درد۔ پتا نہیں تم نے کیسے سہا، ان فیکٹ کیسے باران کو جنم دیا۔ تم کتنی قسم کی اذیت سے گزری، میں تو سوچوں بھی دماغ سن ہو جائے۔

میں تمہیں بہت سنبھال کر رکھنا چاہتا تھا لیکن میرے اپنے ہی باپ نے میرے بچپن کے بعد میرا دل اور گھر اجاڑ دیا، اگر مجھے ایک قتل کی اجازت ہو

"میں اس شمشیر کو بھی چھوڑ دوں اور اپنے باپ کے سینے میں موت گاڑ دوں

لیزے نے تڑپ کر اسکے حصار میں پلٹ کر دراب کو دیکھا، وہ بہت تکلیف میں تھا۔

کیا مطلب آپ کے بابا نے زہر بھرا آپکے دل میں میرے لیے؟ بولیں"

دراب ایسا کیا کہا تھا انہوں نے کہ آپ نے مجھے ایک طوائف سے بھی نچلے

"درجے تک پہنچا دیا

لیزے نے اسکا گریبان جکڑا، وہ چنگاڑی۔

لمبی کہانی ہے، میرے بے یقین ہونے اور میرے اندر کی کھوکھلی انا کا"

قصہ، تمہیں بھی ضرور بتاوں گا۔ لیکن یہ سچ ہے تب بھی تم محبت تھی اور آج بھی ہو، وہ تم پر سات سال پہلے جو بھونکا تھا وہ بھی یہی دراب تھا، تمہاری محبت میں مرا ہوا شخص ایٹ دا سیم ٹائم بیٹا بھی تھا اور اپنی ماں کی جہنم سے نجات چاہتا تھا، ماں اور بیوی میں سے ایک چننے کی مجبوری تھی یار اپھر نا جانے وہ گندے جھوٹے ثبوت کس نے برہان جدون کو بنا دیے۔۔۔۔کچھ دن پہلے

سکھی عجیب سی باتیں کر کے ڈرا چکا ہے، جیسے اس نے میرے ساتھ کوئی دھوکہ کر دیا ہو، کوئی ظلم کیا ہو"

دراب کی آنکھیں چھلکیں تو لیزے نے گھبرا کر اسے فوری گلے لگایا۔

"او میرے خدا! وہ ثبوت کیا تھے؟ انکی بات کر رہے تھے سکھی؟"

لیزے الجھ کر رہ گئی۔

"وہ تو جان ہیں آپکی، آپکو بے جان نہیں کر سکتے، وہ گندی شنائیل ہی ہو گی بری اسے ہی کرنٹ لگتے تھے۔ڈونٹ کرائے، بھول جائیں۔ میں کچھ نہیں پوچھ رہی، یو لک لائک بے بی ناو، ماں کے آگے کچھ نہیں ہوتا، ماں کے لیے اور اسکے کہے میں اولاد کو مر جانا چاہیے، اور میں بد قسمت اپنے ماں باپ کو نگل گئی"

لیزے سب بھول گئی ان آنسوؤں کے آگے جبکہ اس لڑکی کے پچھتاوے پر دراب نے آنکھیں رگڑ دیں۔

ایسا نہیں کہو، میں ہوں تمہاری ہر تکلیف کی وجہ عشقم، میں نے بہت" گندے لفظ بولے تھے لیزے، آئی ایم سوری۔نہ میں وہ سب کہتا، نہ تم مجھے چھوڑ کر جاتی۔نہ تم پر قیامتیں ٹوٹتیں۔۔یونو میرے پاس تمہارے گھر کا پتا ہی نہیں تھا، اتنے بڑے گاوں کی گلی گلی اس ڈر سے نہیں پھرا کے میرے سبب میری لیزے نور بدنام نہ ہو جائے، مجھے کیا خبر تھی کے میری محبت کو رسوا کر کے پتھر مارے جا رہے ہیں، اسکے ماں باپ کو بری موت دے کر قبر میں گاڑ دیا گیا ہے۔آئی ایم سوری اس لگتے ہر پتھر کے لیے

لیزے۔۔۔۔۔جب تک شبیر مغل کے پتے تک پہنچا، پتا چلا ایسا تو کوئی کسان رہتا ہی نہیں۔۔۔ان چوہدریوں نے اپنے کرتوت چھپانے کے لیے سارا کچھ چھپا لیا، گاوں کے کسی فرد میں جرت نہیں تھی کسی اجنبی سے بات کرنے کی۔۔۔۔میں نے جس سے پوچھا یہی بولا کے وہ لوگ یہاں سے چلے گئے۔۔۔۔۔لیزے"

وہ اسکے ہاتھوں کو پکڑے بچوں کی طرح رو رہا تھا، اور لیزے کو ان پتھروں کا درد محسوس ہو رہا تھا۔

"پلیز ان آنکھوں سے آنسو ٹپکتے مجھ سے برداشت نہیں ہو رہے۔ یہی مقدر تھا حیدر اور ہمیں سہنا ہی تھا"

وہ بلکل ٹوٹ سا گیا تھا، اپنے سچائی بتاتے اسکے اپنے ہونٹ دکھ گئے تھے، حلق بنجر صحرا ہو گیا تھا۔

"بہت سخت مقدر لے کر پیدا ہوا تھا لیزے اور میرے مقدر کی سختی نے تمہیں بھی لپیٹ لیا۔ میرے ساتھ میرے اپنے باپ نے وہ ظلم کیا ہے جو دشمن کرتے کپکپا جائے، میں تمہارے والدین کی موت کبھی نہیں بھلا سکتا، مجھے میرے محسنوں کا احسان اتارنے کی بھی مہلت نہیں ملی۔ لیکن میں انکی بیٹی کو کبھی رونے نہیں دوں گا، شاید ایک فیصد ہی سہی ان دو کا احسان اترے"

مزید لیزے سے نہ اسکی ٹوٹتی آواز برداشت تھی نہ کانپتا ہوا دل۔

"بس حیدر! آج کے لیے کافی ہے۔کچھ ہو جائے گا مجھے"

وہ اسے بہت کرب سے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی جما کر بول پائی۔

"کچھ نہیں ہونے دوں گا تمہیں، میری جان بستی ہے تم میں"

لیزے کا ہاتھ چومے اسے کسی متاع جان کی طرح گلے لگالیا اور اس بار لیزے کی گرفت اس کے مقابلے میں دگنی پیاری تھی۔

ڈونٹ کرائے آگین، یو آلسو سٹرونگ مین لائک مائی بے بی۔ مل کر فجر"

"پڑھیں؟

وہ فورا سے دوست بن گئی، وہ اسکے پیار سے ہاتھ تھامنے پر مر مٹا۔

"میں صرف تمہیں مانگوں گا"

وہ جان تک وارنے والا لگا، وہ ایڑیوں کے بل اٹھی اور مدہوش کرتا لمس دراب کے رخسار پر بخشے دراب کی صبح منور کی۔

"میں آل ریڈی آپکے پاس ہوں حیدر"

کہہ کر وہ اپنی شال اٹھاتی وضو کرنے بڑھ گئی جبکہ دراب کا دل اپنے ساتھ ہی باندھ کر لے گئی ظالم۔

S MERWA MIRZA NOVELS

یہ وکیل کیا کہہ رہا ہے، تم نے مجھے سگنیچر ماڈل رینک سے اوٹ کر دیا۔ وہ" سلوی کیسے میری جگہ لے سکتی ہے، ایسا ظلم مت کرو، سڑک پر آجاوں "گی۔ میرے تو سارے اکاونٹس بھی خالی پڑے ہیں

سلوی اور یزدان کی نیو کلکشن کوور فوٹو نے جو آگ لگائی اسکی خبر صبح صبح شنائیل تک پہنچی پھر جب اس نے یزدان کے لیگل ایڈوائزر کو کال کی تو پتا چلا یزادن نے اسکا کنٹریکٹ نہ صرف ختم کر دیا بلکہ کوئی بھی اچھا برینڈ اب شنائیل کو ماڈلنگ کے لیے اپروو نہیں کرے گا۔

رات وہ سوئی بھی بہت مشکل سے تھی اور جاگتے ہی یہ جان لیوا خبر۔

سکھی، اپنے جیولری لیب میں کچھ پالشنگ ورک کرنے کے ساتھ مارننگ کافی پی رہا تھا جب شنائیل کی کال آئی تو سکھی نے اٹھا کر سپیکر پر ڈال دی۔ ابھی بھی سکھی کی آنکھیں سوجھی تھیں، فیور بھی تھا تبھی آج وہ گھر ہی تھا۔

"اٹس نن آف مائی بزنس، تم سڑک پر آو یا گٹر میں گرو"

یزدان نے بہت سکون سے شنائیل کا دل جھلسایا کے ناچاہتے ہوئے بھی آنکھوں میں آنسو اترنے سے روک نہ سکی۔

"س۔۔ سکھی، میری وجہ سے کتنا کمایا تم نے۔ ایسے مت کرو پلیز، میرے ماں باپ مجھے منہ لگانے کو تیار نہیں، اپنے اتنے ایکسپینسیوز کیسے پورے کروں گی؟ پلیز مجھے اتنی بڑی سزا مت دو۔ تم مت بھولو ابھی بھی وہ تصویریں میرے پاس ہیں، اور تمہارا ماضی بھی"

شنائیل نے سسکتے ہوئے اختتام تک اپنا زہر اگلا تو سکھی نے اپنا کام چھوڑا اور فون واپس سپیکر سے ہٹائے کان سے لگاتا اٹھ کھڑا ہوا۔

بھاڑ میں جاو، جس مرضی کو وہ تصویریں دیکھاو اب، جس مرضی کو میرے" ماضی کی اذیتیں سناو۔ ساری کشتیاں جلادی ہیں میں نے۔ تم نے سات سال مجھے ناکردہ گناہ کی سزا دی شائیل، تمہارے تھوبڑے سے جو میں نے کمایا یہ میرا حق تھا، اور اب مجھے کوئی ڈر نہیں رہا۔ میرا پہلا اور آخری ڈر میرا یار ہے، وہ آباد ہے اب، مجھے کسی کی پرواہ نہیں۔ لیکن مزید تم جیسی بیچ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ دراب جدون نے جو تمہیں یہ سات سال بے عزت کیا، یہی میری واحد تسکین تھی"

آج سکھی کا بھی صبر ٹوٹا پر شائیل ہتھیار کیسے پھینک دیتی، وہ مرنے سے خوفزدہ تھی۔

میں نے جو بدعادی تھی تم دونوں کو، وہ اسے تو لگ چکی ہے، اثر زائل بھی" ہوا لیکن تمہیں لگنی باقی ہے۔ مت بھولو یزدان، تمہاری جان اب سلوی نامی چڑیا میں ہے۔ اگر وہ تصویریں، اور ماضی اسے بتادوں۔ اور یہ کہوں کے یزدان نے تم سے نکاح بدلے کے لیے کیا، تصویریں دیکھا کر جھوٹی کہانی سنا

دوں اس گائے کو کے یزدان تو مجھ سے پیار کرتا ہے۔ تھوکنا بھی پسند نہ کرے گی تم پر۔۔۔۔۔مجھے ہرا کر بھی کمزور سمجھنے کی غلطی مت کرنا، میں "مرتے مرتے بھی تمہیں مار سکتی ہوں سکھی

شنائیل کے الفاظ کوڑوں سے بھی سخت تھے۔

"تو مار کیوں نہیں دیتی تم ڈائن؟"

یزدان نے بہت کرب سے یہ کہا کیونکہ خود بھی نہیں جانتا تھا کے سلوی کس لمحے یار سے بھی اونچی ہو گئی کے اسکی بے رخی کا سوچ کر ہی یزدان کا سانس بھاری پڑا۔

آئی ایم سوری۔۔۔مجھے برا بننے پر مجبور مت کرو سکھی میں پہلے ہی پتا نہیں" کس عجیب سی اذیت میں گرفتار ہوں۔ پلیز مجھے پیسوں کی ضرورت ہے، بہت قرض ہے۔ میرے ایک دن کا خرچہ تمہارے دس دن جتنا "ہے۔ پلیز سکھی مجھ پر سے ہاتھ مت اٹھاو

وہ خود سسک پڑی تو یزدان پہلی بار اسکے ایسے بکھرے لہجے پر ٹھٹکا۔

مگر مچھ کے یہ آنسو میرے سامنے بہانے کی کوشش مت کرنا، ملتی رہے گی"

"تمہیں بھیک۔ یزدان فاروقی بھک منگوں کا بہت خیال کرتا ہے۔

یزدان نے غصے سے کال کاٹی تو شنائیل کو کوئی سبکی یا تضحیک محسوس نہ ہوئی، وہ جو سگریٹ پیتی تھی کم از کم اسی پر شنائیل کے لاکھوں لگ جاتے تھے، یہی نہیں وہ کچھ ڈرگز بھی لیتی تھی، اور جتنے پیسے یزدان اسے دیتا تھا اتنے تو وہ دن رات شوٹس کر کے بھی نہ کما پائی تھی آج تک۔

وہ وہیں فرش پر سر ہاتھوں میں گرائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی، دل میں بہت غبار تھا، پھر جیسے فون اٹھا کر کچھ نہ سمجھ آنے پر پہلا خیال جمشید کا آیا۔

وہ کل ہی وقتی اس لڑکی کو حواسوں سے جھٹکے اپنے کاموں میں واپس لگ گیا تھا پر اس لڑکی کی کال پھر سے جمشید کو جکڑ گئی۔

سٹوڈیو آفس میں انٹر ہوئے رولنگ چیئر پر بیٹھے کال پک کی۔

"ج۔ جیم"

وہ سسکی تو جمشید نے فوراٹیک چھوڑی۔

"رو کیوں رہی ہو؟"

جمشید اپنی فکر چھپا نہ سکا۔

ناراض ہو گئے ہو مجھ سے؟ایک فیصد بھی قابل برداشت نہیں ہوں"

"کیا؟ پلیز سچ بتانا

وہ اس قدر پر سوز آواز تھی کے جمشید کا دل بے تاب کر گئی۔

"پی رکھی ہے کیا؟"

وہ بڑبڑا بیٹھا۔

بی سیریس جیم، کیا زرا بھی کہیں سے بھی قابل قبول نہیں ہوں۔اتنی سی"

"بھی نہیں کے تم ہاتھ نہ سہی کاندھا ہی دے دو

وہ پھر سے اذیت سے دوچار منمنائی۔

"کیوں پریشان کر رہی ہو، بہت کام ہیں مجھے شنائیل"

وہ اسکے لیے دھڑکتے دل کو روکنے پر قادر نہ رہا۔

"میرے پاس میرے لیے پریشان ہونے والے واحد تم ہی بچے ہو، مجھے ہر وقت یاد کیوں آرہے ہو آجکل۔ روتی ہوں تب بھی، تڑپتی ہوں تب بھی۔ بے بس ہوتی ہوں تب بھی۔ تم کیوں آئے میرے زندگی میں، ہر چیز مرکز سے ہل گئی"

وہ اسے اپنے ٹوٹنے کا سبب کھلے عام کہہ رہی تھی جو جمشید کی آنکھوں میں سرخی اتار لایا۔

"رونا بند کرو، تمہارے پاس آوں؟ پھر ان آنکھوں سے دیکھ کر تنگ مت کرنا او کے"

وہ ایسے جواب کے لیے مر رہی تھی، پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، اور پتا نہیں کیوں جمشید سے اسکا رونا برداشت نہ ہوا۔

"کیا کبھی نہ جانے کے لیے نہیں آسکتے؟ پلیز۔ آئی نیڈ یو جیم"

وہ جانے کا ارادہ کیے کرسی سے اٹھا پر ایسے سوال پر اسکے قدم تھمے، آنکھوں میں ویرانگی اتری۔

"کیسی زبردستی ہے یہ شنائیل"

وہ بگھڑا، سارے اختیار چھین جو چکی تھی۔

"شاید تمہارے پیچھے چھپنے کی راحت راس آگئی ہے، مجھے اپنی تکلیف کی واحد نجات تم میں نظر آرہی ہے۔ میں بہت بری ہوں پر اتنی بھی نہیں کے

"تمہاری زندگی کا تھوڑا سا وقت بھی نہ پا سکوں۔ پلیز۔ ول یو میری می؟

جمشید کے چہرے کی رنگت سپید پڑی، وہ اسے پرپوز کر رہی تھی، جس اذیت سے کر رہی تھی اس نے جمشید سلمان کا اندر نگل کر کھوکھلا کر دیا۔

"اتنی بری قسمت ہے کیا میری کے تم پرپوز کر رہی ہو؟"

جمشید کے الفاظ حلق میں دبے۔

بہت بری ہے، آزمالینا۔ وہ رشتہ جسکی کل تک میری زندگی میں ایک فیصد "
جگہ نہیں تھی میں نے بنا کسی خیانت کے تمہارے سامنے پیش کر
"دیا، ایکسیپٹ می پلیز، آئی نیند آفرینڈ لائک یو جیم
وہ اسکے رونے پر دل جلا سا مسکرایا، عجیب سا بیچارا فیل ہوا اپنا آپ۔
آتا ہوں، تمہیں تباہ ہو کر مرنے کا اتنا ہی شوق ہے تو دیا تمہیں اپنا"
آپ، موت آنے تک میرے پیچھے چھپ سکتی ہو۔ ریڈی رہنا، کورٹ جائیں
گے پہلے اور اس سے پہلے خبر دار جو تم روئی یا تم نے میری آنکھوں میں
آنکھیں ڈالیں۔ مئری برداشت کی بے وقت دھجیاں اڑ جائیں گی سو
"!احتیاط
لہجے میں انگارے سلگاتا وہ کہہ کر کال کاٹے جلدی سے سٹوڈیو سے نکلا جبکہ
شنائیل یوں تھی جیسے اسکی زخمی روح کو کسی نے بہت پیار سے تھپکی دے دی
ہو۔

وہ مجھ سے شادی کرے گا، یہ عام سی بات میرے لیے اتنے سکون کا باعث "
کیسے بن سکتی ہے۔سچ میں محبت ہو گئی ہے اس سے کیا؟ وہ کمبخت ہے ہی
"ایسا۔بدزبان کہیں کا
شائیل کی کچھ دیر پہلے کی تکلیف گویا پنکھ لگا کر اسکے پاس سے اڑتی محسوس
ہوئی اور یہ سچ میں بہت خوبصورت تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

میں سوچ رہی ہوں تمہارا اور لیزے کا ریسیپشن کر دیا جائے، آفٹر آل "
برادری اور دوست احباب کو بھی پتا ہونا چاہیے کے میرا بے بی اب آفیشلی بکڈ
"ہے۔کیا خیال ہے تمہارا؟
آج سنڈے تھا تو باران ابھی تک سو رہا تھا، باقی سب ناشتے کی ٹیبل پر خوشگوار
موڈ اور اجلے سراپوں کے ہمراہ سجے دھجے براجمان تھے، لیزے کے گالوں پر

نرمین کی تجویز سنے فطری رونق آئی جونرمین، براق صاحب اور خود دراب نے بہت توجہ سے نوٹ کی اور موصوف ہارٹ بیٹ مس محسوس کرتے نظر آئے۔

"بکڈ تو میں سات سال سے ہوں لیزے نور کے لیے (وارفتگی سے پہلو میں ٹیل بلو خوبصورت جوڑے میں سجتی لیزے کے رخساروں کی چمک سرخی میں بدلی)، اور بلکل آفیشل کرنے کی ویسے بھی بہت ضرورت ہے۔ آپ اور "ددھوڈیسائیڈ کرلیں، لیزے اور مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

دراب نے آمادگی دے کر اک خوشی کی فضا ہمکادی۔

"بس ٹھیک ہے پھر، اگلے ہفتے کسی بھی مبارک دن میں یہ خوبصورت سا جشن رکھ لیتے ہیں۔ میرا تو دل تھا تمہارا اور سکھی کا ریسپشن ساتھ ہو پر آئی تھنک وہاں اس بچارے کے سہرے کے پھول اتنی جلدی نہیں کھلنے کا امکان "تو ہم یہ نیک کام کر لیتے ہیں

سلوی اور یزدان کے فوٹو شوٹ وائرل کی خبر نرمین نے بھی کل ہی پڑھی تھی تبھی وہ اشارتا ذکر کر گئیں، سب ہی دھیما سا مسکراتے نظر آئے۔

اور بنے پنگے باز، اسے بھی سکون راس نہیں ممی۔ اچھا ہے میرا ولیمہ خوب"

"خون ساڑے گا اسکا۔ اسی لائق ہے وہ

دراب کو ابھی بھی کافی غصہ تھا جو اسکے لہجے میں بھی عود ا۔

اس سے مل لینا آج، جتنے پنگے کر لے، سنبھلتا تمہارے ہاتھوں میں ہی"

ہے۔ میں نے دی جان کو انکی خیریت اور سلوی کی رخصتی کے حوالے سے پوچھنے کو کال کی ابھی تو وہی بتا رہی تھیں رخصتی کی کنفرمیشن نہیں تو میں نے یہ تمہارے ولیمے والی تجویز رکھی اور انکو اچھی لگی۔ یہ بھی بتا رہی تھیں سکھی کو فیور ہے، رات سے طبعیت خراب تھی پر کسی کو بتایا نہیں، تبھی آج گھر

ہے"

دراب کے چہرے کی رنگت بدلی، دل گھبرا کر رہ گیا خود لیزے اور براق جدون بھی اپ سیٹ ہوئے۔

ساری غلطی میری ہے، مجھے جانا ہو گا ورنہ طعنے دے دے کر میری زندہ قبر" کھود دے گا۔لیزے تم اور باران ریڈی رہنا میری واپسی تک، پھر ہم حلیمہ امی کی طرف نکلیں گے"

سکھی کا سنتے ہی وہ ناشتہ تک چھوڑے اٹھ کر چلا گیا جبکہ لیزے اسکے یوں بنا لفٹ کروائے چلے جانے پر تھوڑی جیلس ہو گئی۔

"جیلس مت ہو نا میری جان، سکھی تمہاری لائف ٹائم سوتن رہنے والا ہے" نرمین نے فورا سے لیزے کی اداسی فیل کرتے شرارتا کہا تو وہ جبرا اسی مسکرائی پر دل میں آگ سی لگ گئی تھی یہ اس سے چھپائے نہ چھپ سکا۔

"میری تو کوئی اہمیت ہی نہیں دوست کے آگے، ہنہ"

لیزے نے منہ پھلاتے ناشتہ جاری کیا پر باخدا دل تو اس شخص کے دامن سے لپٹتا ساتھ نکل لیا تھا اور لیزے کے پھولے گال دیکھ کر وہ سسر بہو گھنے میسنے بنے منہ ہی منہ میں مسکرا کر یہ انجوائے کرتے دگنے حسین لگ رہے تھے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

جمشید کو ہوٹل پہنچنے میں زیادہ وقت نہ لگا، گاڑی پارکنگ میں روکے وہ باہر تو نکل آیا پر اک بار اسے سینے میں پڑتی ٹیس پر اپنا مضبوط ہاتھ دل پر رکھنا پڑا۔

"کیا کرنے جا رہا ہوں، اسکا غلام کیوں بن رہا ہوں۔ اسکے لیے یہ شادی کھیل ہو گی پر تیرے لیے نہیں جمشید، یا اللہ یہ کس قسم کے احساسات ہیں، سینے میں گڑھ گئی ہے منحوس۔ ٹالا بھی نہیں جا رہا"

خود سے لڑ جھگڑنے کے باوجود فیصلہ اندر جانے کا ہوا، وہ ریڈی تھی، میرون سلک سوبر گاون میں، بلیک ایسیریز کمبینیشن لک کے سنگ۔

جمشید نے جیسے ہی دروازہ کھولا، آگے شنائیل کی آدھی سے زیادہ برہنہ کمر ہی دیکھائی دی، جمشید کو دیکھتے ہی وہ اسکے آئینے میں نظر آتے عکس تک سے نگاہ چراتی بال کمر پر ڈالے پلٹ کر اسکے روبرو آ رکی۔

تم نے کہا تھا آنکھیں نہ ملاوں، پر اب خود ہی ٹکٹکی باندھے دیکھتے جا رہے ہے"
ہو۔ قسم سے یہ تمہارے لیے سجی ہوں، پوری۔ ایک فیصد بھی کسی اور کا
"حصہ نہیں اس روپ میں

اس شخص کو سوچ، سمجھ یہاں تک کہ دل کی دھڑک بھی مری محسوس ہوئی، جمشید نے اسکی آنکھوں سے نظر زیرک کی، تو ہونٹوں پر جا ٹکی، وہ نظروں کو جھٹکا مزید نیچے گیا تو غیر ارادہ ہاتھ بڑھا کر شنائیل کے ریشمی بالوں کی چند لٹیں ڈیپ گاون گلے پر پردے کی طرح سرکائیں، شنائیل کے ہونٹوں پر بکھری سی مسکراہٹ عودی، کاندھوں سے پکڑ کر اپنے گاون کو پیچھے کی اور کھینچتے وہ مقابل کو اطمینان دینے کی بھرپور کوشش کرتی نظر آئی۔

اگر تم مجھ سے پیسے کے لیے شادی کر رہی ہو تو بتا دیتا ہوں چھوٹی کوڑی"
"نہیں دوں گا، سوچ لو۔ ہر چیز کے لیے ترساوں گا

جمشید نے سابقہ لمحے کے سحر میں گرفتار نہ ہوتے پر اعتمادی سے اپنی مانگ سامنے رکھی اور اس بیچ وہ سپاٹ تھا۔

"خود کے لیے بھی؟"

وہ اسے مست مسکاتی نگاہوں سے تاڑتی اور خوبصورت ہونٹوں کو پھیلا کر بولے بری طرح ڈسٹرکٹ کر گئی۔

"شنائل شمدی بکواس نہیں کرو"

وہ گھور کر ڈرانے لگا پر وہ اب ہی تو ڈر سے نکلی تھی۔

اوکے، لیکن پیسے کے لیے شادی نہیں کر رہی۔ کمفرٹ کے لیے کر رہی ہوں۔ کچھ تو ہے تم میں جو مجھے آرام دیتا ہے، بنا چھوئے بھی۔ مسنگ پزل پیس لگتے ہو مجھے"

وہ دھیرے سے اسکے دونوں ہاتھوں کو اپنی لانبی مخروطی انگلیوں کی پوروں سے چھو رہی تھی اور باخدا اس شخص کا دل صندلی رنگوں میں ڈھل رہا تھا۔

"کتابی باتیں ہیں ہے، ہماری منزل کبھی ایک نہیں ہو سکتی یاد رکھنا"

وہ اسکے ہاتھ کی پوروں کے اپنے ہاتھوں کے ہر جانب سرکتے رینگتے لمس محسوس کرتے اندر ہی اندر حیران ہو رہا تھا کہ اس لڑکی کا چھونا کیوں سکون دے رہا ہے۔

"منزل ایک نہ سہی، راستہ تو ایک ہو سکتا ہے۔ میرا مکافات عمل شروع ہو گیا ہے جمشید احمد۔ جیسے کسی موذی مرض کے آخری سٹیج پر کھڑا انسان ہوتا ہے، ختم ہوتے بھی امید سے بھرا، ویسی ہی ہوں۔ ساتھ چل سکتے ہو قبر تک؟"

وہ اسکے ہاتھوں کے انگلیوں میں انگلیاں جکڑتی بات نہیں کر رہی تھی، جادو پھونک رہی تھی۔

"میں چل لوں گا، میرا کیا ہے، مجھے ویسے بھی فضول کام کرنے کا بہت شوق ہے پر عادت مت ڈالنا اپنی"

وہ بے ارادہ ہی اسکے ہاتھوں کو جکڑ بیٹھا، شنائیل کے پورے وجود میں بس اسکے ہاتھ تھامنے پر سرسراہٹ اترتی چلی گئی۔

"ویڈنگ کس کروگے ناں؟"

وہ یکدم پٹڑی سے اترتی کان کی اور آگے ہو کر سرگوشی کرتے روبرو ہوتی شنائیل کو گھورا، ہاتھ جھٹک کر آزاد کرتے اس لڑکی کو غصے سے دیکھنے لگا۔

"فار ہیڈ کس کی بات کی ہے"

شنائیل نے فوراسے بات بدلی تو مقابل کا غضب کچھ سرد پڑا۔

دیکھو ولی کی اجازت کے بنا لڑکی کا نکاح تسلیم نہیں ہوتا، میں اتنا اچھا" مسلمان نہ سہی پر مارل ویلیو کو بہت مانتا ہوں۔ نمبر دو اپنے باپ کا، ادر وائز ہم "کوئی میرج نہیں کریں گے

جمشید نے بچ نکلنے کا بہانہ نکالا پر وہ اس سے دو ہاتھ آگے کی چیز تھی، مسکرائی اور اپنا فون اٹھا کر ڈیڈ کی چیٹ اوپن کر کے دیکھائی۔

جہاں شمدی صاحب کی اجازت کا اجنبیت بھرا میسج جمشید کا منہ چڑا رہا تھا۔

کرو جس مرضی سے شادی کرنی ہے،ماں باپ کے بعد نجانے اب وہ کونسا"
تیسرا ہے جو اپنے پیدا ہونے پر پچھتائے گا۔میری دعائیں اس بد قسمت کے
"ساتھ ہیں جو تمہیں جھیلنے والا ہے

اس میسج میں صرف اذیت تھی،اور اک لمحہ سہی جمشید کو اس لڑکی پر ترس آیا تبھی وہ اپنی پہلی جگہ جاتے اسکے ہاتھ سے فون لے کر میٹرس پر مارتے دونوں ہاتھ اسکی گالوں سے لگائے سنجیدہ ہوا جہاں اس لڑکی کی آنکھوں سے آنسو ٹپک گئے تھے۔

"ایسا کونسا گناہ کر بیٹھی ہو جو ایسا باپ ملا؟"

جمشید کے ہاتھوں کا لمس شنائیل کو محبوب لگا۔

گناہ وہ کر بیٹھے تھے جو مجھ سی بدنام اور شرمندہ کر دینے والی بیٹی ملی،لیو"
دیم۔میں اپنے ماضی کو ڈسکس کر کے کبھی تمہیں بور نہیں کروں
"گی۔چلیں،میرج کرنے۔آئی ایم ایکسائٹڈ فار ویڈنگ کس جیم

پھر سے وہ غصے سے گھورا، ہاتھ بھی پیچھے کھینچے جنکو وہ فوری ہاتھوں میں بھرے خود قریب ہوئی۔

"اوکے مت کرنا پر ایسے تو مت دیکھو"

ابھی شنائیل یوں تھی جیسے بات ملتی اور ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگتے۔

"اسی شرافت پر قائم رہنا"

وہ اسے جتاتا جھٹک کر فوری اپنا ہاتھ بڑھا گیا جسے شنائیل نے کسی ملکہ کی طرح جھپٹ لیتے تھاما، جمشید دل مسوس کر رہ گیا۔

خیر اگلے ایک گھنٹے بعد وہ کورٹ سے ہسبنڈ وائف بنے نکلے، شنائیل اس سارا وقت مسکراتی رہی اور اسکی آنکھوں میں ویسے ہی نمی جھلملاتی رہی۔

لنچ ٹائم تھا تو جمشید نے اسے لنچ بھی کروایا اور جب وہ لوگ ریسٹورنٹ سے باہر آئے تو شنائیل نے اسے پارکنگ کی طرف بڑھتے دیکھ کر راہ میں آرکتے بازو سے پکڑے روکا، پھر ہاتھ پکڑا اور دونوں کے ہاتھ میں سلور سنپل اور سوبر سی ویڈنگ رنگز آچکی تھیں۔

دونوں نے بیک وقت اپنے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

"میں کل شوٹ کے سلسلے میں استنبول جا رہی ہوں، اسکے بعد پاکستان جانے کا سوچا ہے۔اسکے باوجود کے کوئی بھی مار سکتا ہے۔اب تم ہو گے میری موت کا"

"اور میرے بچے

وہ اسے اپنے قریب آنے سے بس ایک طرح روک سکتا تھا۔

"ہاں تاکہ تمہارے حصے کی موت مجھے آئے، تو یہ مقصد تھا شادی کا؟"

جمشید کے لہجے میں کانٹے اگے۔

"پاگل، ڈھال کہہ رہی ہوں تمہیں۔۔۔اب تم ہو ناں وجہ جس سبب میں موت سے لڑوں گی"

جمشید کو اسکی باتیں سر سے گزرتی محسوس ہوئیں۔

"یہ فلسفہ تم اپنی فلموں ڈراموں تک رکھو، سمجھی۔بیٹھو ہوٹل پہنچاتا ہوں"

جمشید نے بدلحاضی کے سارے ریکارڈ توڑے۔

کیا مطلب جیم؟ اتنی پھیکی شادی۔ایک فار ہیڈ کس تک نہیں کی۔کتنے "
"کنجوس ہو۔ تمہارے یہ بڑے ہونٹ گھس نہیں جائیں گے

وہ تب اور بگھڑی جب جمشید نے بازو پکڑ کر زبردستی آگے بٹھاتے خود فوری ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ شائیل نے جان بوجھ کر سیٹ بیلڈ نہ باندھا۔

کیا تم پر اب رنگوں کی برسات کراوں؟ سیٹ بیلڈ باندھو، پٹخ کے منہ نہ تڑوا"
"لینا

جمشید نے اپنا سیٹ بیلڈ باندھتے سیٹرنگ سنبھالا مگر شائیل منہ پھلا گئی، جمشید نے اپنا سیٹ بیلڈ کھولتے مکمل شائیل پر جھکے اسکا سیٹ بیلڈ باندھنا تھا پر دونوں کے چہرے ٹکرانے کے نازک مرحلے تک آ گئے۔

"قریب سے کم وحشی لگتے ہو"

شائیل کا کمپلیمنٹ سنے آئیبرو سکیڑتے جمشید اس بہکی بلا سے گریز برتتا اسکا سیٹ بیلڈ فکس کرتے ہی پیچھے ہٹا۔

"لیکن تم قریب سے بھی خالص زہر لگی ہو"

گاڑی سٹارٹ کرتے اپنی زبان کا بھی ویسا ہی گئیر لگا کر شنائیل کا دل خاک کیا۔

"بچپن سے منہ پھٹ تھے کیا؟"

شنائیل کو بھی کچھ سنے بنا چین نہ تھا۔

ہاں پیدا ہی پھٹے منہ کے ساتھ ہوا ہوں اس لیے مجھ سے سوچ سمجھ کر بولا"
"کرو

ڈرائیونگ بڑے پر سکون انداز میں کیے ساری بے سکونی اپنے جملوں میں ٹرانسفر کر کے شنائیل کو ماری پر وہ بھی نا جانے اس پتھر دل کے معاملے میں بے حس سی ہو گئی تھی، ہنس پڑی۔

میں تو سوچ سمجھ کر نہیں بولوں تم سے، کیونکہ میرے ہسبنڈ ہو تم۔اس"
عیاشی کے لیے تو ترسی ہوں کے کوئی تو ہو جس سے بنا سوچے سمجھے پاگلوں کی
"مانند کچھ بھی کہہ سکوں

شنائیل کے الفاظ میں پھیلی حسرت وہ ناچاہتے بھی جگر کاٹتی محسوس کر اٹھا پر دھیان نہ دیا۔

"تم ایسے ہی رہنا ہمیشہ، آئی مین تب تک جب تک ہم ساتھ ہیں۔یونہی منہ پھٹ اور بد تمیز۔مجھے نشہ ہو گیا ہے تمہاری بدزبانی کا"

شنائیل کے تارنے سے وہ سراسر ڈسٹرب ہو رہا تھا تبھی سپیڈ بھی بڑھادی۔

"تمہارے چکر میں نافرمانی بھی کر چکا ہوں، جن لوگوں نے پیدا کیا، جس نے پالا سب سے۔کسی کو خبر نہیں دی اس سب کی۔پھر تم خود سوچ لو کے تم میرے حق میں کتنی بری ہو، سدھرنے کے بجائے مزید بگھڑ رہا ہوں"

ڈرائیونگ پر دھیان رکھے ہی سیخ پا ہوتے ساتھ بیٹھی ہستی کے سکون کے چیتھڑے اڑائے خود بھڑاس نکال کر ہلکا ہو گیا اور شنائیل کا دل بھاری تھا اور اسے قبول ہوا، اسے دیکھتی مسکرائی۔

مجھے بگھڑتے ہوئے بھی قبول ہو، دھتکارتے ہوئے بھی اور نفرت کرتے "
بھی۔ بس یہ اطمینان سب پر سبقت لے گیا جیم کے کوئی تو ہے اس دنیا میں جو
"صرف میرا ہے اب۔ باقی کچھ نہیں چاہیے
اسکی بازو کی اور سرکتے اپنا سکون عیاں کرتی گئی جبکہ جمشید کو اپنے کاندھے
بھاری ہونے کے بجائے اسکے سر رکھنے پر ہلکے محسوس ہوئے۔

"کافی ترسی ہوئی ہو اندر سے، اندازہ نہیں تھا مجھے "
جمشید اسکی خاموشی وہ بھی مسکراہٹ میں ڈوبی سہہ نہ پایا تو چنگاری لگادی۔
توجہ کے لیے ترسی ہوں، جو تم سے زیادہ تمہاری آنکھوں نے دے کر مجھے "
"میری کمزوری پر مات دی اور میں لٹ گئی۔ قسم سے جھوٹ نہیں بول رہی
وہ دھیان سامنے سے ہٹائے لحظہ بھر شنائیل کو گھورا تو یقین دلانے کو اس نے
سادگی سے قسم اٹھالی۔

قسم کھانے والے سب سے بڑے جھوٹے ہوتے ہیں میرے نزدیک، یا"
"پھر بہت زیادہ معصوم۔دوسرا آپشن تو نا ممکن ہے، باقی سمجھدار ہو تم
ہنوز وہ بے اعتنائی برت رہا تھا اور پل پل شنائیل اسکے ہر انداز کی شیدائی ہو رہی تھی۔

ایک بات پہلی اور آخری بار سن لو جیم، تم سے کبھی جھوٹ نہیں بولوں گی"
"نہ بولا ہے۔دوبارہ تم مجھے جھوٹی مت کہنا، تکلیف ہو گی مجھے
یہ پہلی بار تھا کے شنائیل کی کوئی تمہید بڑی شدت سے جمشید کو تکلیف دے گئی، باقی کا راستہ خاموشی سے کٹا، کار پارک کرتے ہی جب جمشید نے اپنے بازو کے ساتھ لگی سوئی شنائیل کو دیکھا تو بھولی بھٹکی سی زخمی مسکراہٹ اس شخص کے ہونٹوں پر رینگی۔

"میں بھی سب کروں گا، لیکن تم سے جھوٹ نہیں بولوں گا"
اسکے گال کی اور جھول آتی کُھلی بالوں کی لٹیں ہٹائے وہ دھیان اسکے ہاتھ تک لے گیا پھر کلائی اپنے ہاتھ میں لیتے ڈیش بوڈ کیبنٹ کھولے وہاں رکھا بہت ہی

نازک سا بریسلٹ نکال کر شنائیل کی کلائی میں چپکے سے پہنایا، وہ اسکی نازک سی کلائی پر بہت سجا، جس کے مڈ میں وائیٹ رئیل پرل تھا اور باقی گولڈ کی بہت یونیک زگ زیگ چین تھی اور اس پرل کے ساتھ ایک گولڈ پلین ہاف مون لٹک رہا تھا۔

اسکی کلائی سے دھیان ہٹائے واپس شنائیل کے چہرے تک گیا تبھی جمشید نے اسکی گال پکڑ کر کھینچی جس سبب وہ گال پر ہوتے درد پر فوراً سے جاگ کر اٹھی۔

"ایسے کون جگاتا ہے"

اپنی گال پر ہتھیلی ملتے وہ منہ بسور گئی۔

"گیٹ اوٹ"

جمشید کے بدلحاضی سے نکالنے پر وہ پھر اداس ہوئی۔

"ایک کپ کافی تو پی سکتے ہو میرے ساتھ، ایسی بھی کیا بے رخی"

شنائیل نے اپنی کلائی نہیں دیکھی تھی، دیکھ لیتی تو خوشی سے ہی مر جاتی۔

"اوکے صرف کافی، ویسے بھی بہت نیڈ ہے"

وہ کبھی نہ مانتا اگر واقعی اعصاب وذہن تھکے نہ ہوتے، شنائیل خوشی سے کھل گئی، دونوں ساتھ ہوٹل روم میں انٹر ہوئے اور تبھی شنائیل نے فوراً روم سروس کو کال کرتے دو سٹرونگ کافیز منگوائیں اور خود اسے کاوچ پر بیٹھتا دیکھے ڈریسنگ کی طرف بڑھی تاکہ ائیر رنگز اتار سکے۔

"یہ سب بعد میں کرنا"

جمشید نے میز پر پڑا میگزین اٹھاتے بنا دیکھے کہا تو وہ وہیں سے گھومی۔

"کیا؟ ائیر رنگز نہ اتاروں"

شنائیل نے چمکتی آنکھوں سے اس آدم بیزار کو دیکھا۔

"غصہ آرہا ہے مجھے"

جمشید نے میگزین میز پر مارتے خوامخواہ چڑتے جواب دیا تو وہ ہنس دی۔

"کیا ہوا چڑ رہے ہو؟"

شنائیل نے اسکی بے جا جھنجھلاہٹ پر پوچھ ہی لیا۔

نہیں خوشی سے چھلانگیں مارنے کا دل کر رہا ہے، ایسی بیوی ملی ہے جسے دو" چار لوگوں کے بیچ عزت سے لے کر بھی نہیں جا سکتا۔ اچھا تھا سلوی باجی سے "ہی شادی کر لیتا

کاوچ پر بیٹھے جناب انگارے چبا رہے تھے، شنائیل مسکرائی۔

فکر مت کرو، کچھ دن تک وہ بھی میرے جیسی ہو جائے گی تمہاری سلوی" "باجی

شنائیل نے ائیر پیس اتار کر رکھے ہی تھے کہ وہ اٹھ کر تند آندھی بنا ناصرف اسکے عقب میں رکا بلکہ بازو سے پکڑ کر وحشیوں کی طرح اپنی طرف پلٹایا۔

"اس بکواس کا کیا مطلب تھا؟"

جمشید کی غصے سے رنگ بدلتی آنکھوں سے دیکھے ہی شنائیل نے اپنا ڈریسنگ پر رکھا فون اٹھایا۔

"نیوز نہیں سنی تم نے"

شنائیل کے پہلیوں میں بات کرنے پر وہ اور بگھڑا اور تبھی شنائیل نے بیلجیئم کوور میگزین کے آفیشل چینل کی نیوز پوسٹ اوپن کرتے جمشید کے سامنے کی جسے دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹ سی گئیں۔

"یہ۔۔۔"

وہ بوکھلا کر اس سے پہلے جاتا، شنائیل راہ میں آئی۔

"ہٹو پیچھے"

پکڑ کر پرے کرتا جمشید اپنا فون اٹھائے روم سے نکلا اور باہر پارکنگ تک پہنچتے ہی یزدان کا نمبر ملایا، جو جیولز آبشیشن میں موجود اہم میٹنگ کے بعد سلوی کو ہی پک کرنے کی نیت سے آفس روم سے باہر نکلا۔

جمشید کی کال دیکھتے ذہن میں بس یہی تھا کہ اب وہ بیوقوف سا بھتیجا اپنے تایا جان کے سارے راز اگلے گا۔

کس قسم کے گھٹیا انسان نکلے آپ یزدان فاروقی، میرے گھر کی نا سہی اپنی عزت ہونے کے ناطے ہی اس لڑکی کے وقار کا خیال رکھا ہوتا۔ شرم نہیں آئی آپکو اسے ماڈل بناتے، میں یہاں اپنے گھر کی ناموس کی سلامتی کے لیے دلدل میں آدھنسا ہوں، اپنی زندگی برباد کی اور آپ نے اپنی ہی عزت نیلام کردی، اسکا حساب دینا ہوگا آپکو"

بنا سلام دعا جمشید نے گویا یزدان پر لفظی بمباری ہی شروع کردی کہ وہ خود بوکھلا گیا۔

کالم ڈاون! زیادہ ہیرو بننے کی ضرورت نہیں۔ اپنی جان سے زیادہ مجھے سلوی کی عزت پیاری ہے۔ اس معاملے سے دور رہو سمجھے، تم میرا اس کے پیچھے کا مقصد نہیں جانتے سو اپنی چونچ بند رکھو"

اپنی غلطی ماننے کے بجائے سکھی کا ڈٹ جانا، جمشید کا خون کھولا گیا۔

سب مقصد سمجھ گیا ہوں، ایک بات یاد رکھیے گا کہ سلوی لاوارث نہیں"
ہے، اسکا باپ اور یہ چچازاد بھائی زندہ ہے۔اب آپ کو پہلے اس مقصد کو واضح
کرنا ہو گا یزدان فاروقی اس سے پہلے سلوی پر حق جمانے کی جرت بھی کی تو
برے نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہیے گا۔مجھے بے زبان اور لاپرواہ سمجھنے کی
"غلطی مت کیجئے گا

جمشید نے غصے سے کہہ کر کال منہ پر کاٹی جبکہ یزدان کا بس نہ چلا فون ہی
دیوار سے دے مارے، خود کے عتاب کو نا جانے کیسے کنڑول کیے وہ آفس
بلڈنگ کے داخلی انٹرنس کی طرف بڑھا جبکہ جمشید مزید رکنا نہ چاہتا تھا مگر
شنائیل کے ہاتھ تھامنے پر وہ فوری پلٹا۔

وہ جمشید کے غصیل تاثرات پر سہمی۔

تم نے سکھی کو اتنی سنا دیں؟ سلوی سے پیار کرتے ہو؟ بتاو۔۔۔پہلے کیوں"
"نہیں بتایا

جمشید کا غصہ یکدم ہی دلچسپی میں بدلا۔۔

"پہلے بتادیتا تو کیا گلے نہ پڑتی میرے؟"

جمشید کے سلگاتے جواب پر شنائیل کی آنکھیں دھندلائیں۔

"مرجاوں گی اگر تم کسی اور کے پیار میں پڑے"

وہ بے ارادہ اسکے گریبان تک ہاتھ لے جاتی حق جماتی بولی، جمشید ٹھٹکا۔

انتقام تو لینا ہو گا مجھے بھی، تم بھی تو اس دراب جدون کے عشق میں پڑی ہو"

"پھر تمہیں کیا پرواہ میں کس سے پیار کروں یا کس سے نہیں

ناجانے جمشید کا دل کیسی تسکین چاہتا تھا جو اسے بس اس لڑکی کے وجود سے مل رہی تھی۔

"مجھے نہیں ہے پیار اس سے اب، قسم لے لو"

شنائیل نے آنسو گھوٹتے یقین دلایا۔

"موڈ نہیں ہے یقین کرنے کا نہ کچھ ٹائم ارادہ۔ میں جارہا ہوں"

جمشید نے اسکے ہاتھ پکڑ کر خود سے دور کیے، وہ پھر سے روہانسی ہوئے اسے دیکھتی کمزور کرنے لگی۔

"کہاں جارہے ہو مجھے چھوڑ کر ظالم"

آگے کو دو قدم اٹھاتی ہاتھ ٹھیک جمشید کے گریبان پر رکھتے سر کا کر چہرے تک لے گئی، جمشید نے بروقت اسکے رینگتے سانپ سے ہاتھ پکڑ کر کنٹرول میں لائے اور آنکھیں بھی نکالیں۔

"جہاں تمہارے سوا سب ہو"

جھٹکے سے شنائیل کو پرے دھکیلتا وہ پلٹا اور وہاں سے واک اوٹ کر گیا جبکہ شنائیل کے گال غصے سے غبارے کی طرح پھولے۔

کس قسم کا پتھریلہ انسان ہے، بہکنا تو آتا ہی نہیں۔اف کیا ٹھنڈی آہیں"

"بھرتی رہوں گی اسکے لیے۔جا دیکھو کیسے رہا ہے جیسے کرنٹ چھوڑ رہی ہوں کوستی نگاہوں سے شنائیل اسکی سپیڈ دیکھے اپنا خون جلائے پیر پٹخ کر واپس اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

ڈریسنگ کے سامنے رک کر ہار اتارتے اسکی نظر اپنی کلائی پر گئی، فورا سے کلائی اپنی آنکھوں کے سامنے کرتے اس حسین بریسلٹ کو دیکھا جو اپنی چمک اور انفرادیت سے شائیل شمدی جیسی لڑکی کو مبہوت کر گیا۔

اومائی گارڈ، یہ اس سٹریل نے پہنایا؟ لیکن کب۔۔۔جب میں گاڑی میں " سوئی۔اف یہ کتنا خوبصورت ہے، کیا ہو جاتا کے میرے ہوش میں پہناتا۔ تھوڑی خوش ہی ہو جاتی، اس نے یہ مجھے گفٹ کیا ہے تو کچھ تو سپیشل ہو گا۔اسکے دل میں میرے لیے سافٹ کارنر ہے۔کال کروں؟ بلا لیتی "ہوں۔اف یہ میرے ساتھ ہو کیا رہا ہے

شائیل نے لپک کر فون اٹھایا پر کال کرنے سے پہلے اسے لگا وہ پاگل ہو رہی ہے، پھر صبر تھامے میسج ٹائپ کیا۔

"تم بہت برے ہو جیم، میں ناراض ہو گئی ہوں سن لو"

وہیں میٹرس پر بیٹھے بھیگتی دھندلائی آنکھوں سے میسج بھیجااور فوری ڈیلور ہوا پھر اگلے ہی لمحے اس پر بلو ٹکس لگے توشنائیل کے دل کی رفتار تھمی کیونکہ وہ ٹائپ کر رہا تھا۔

"کوئی نیکی کام آگئی کے تم ناراض ہوئی، کچھ دن قائم رہنا ناراضگی پر۔ بائے"

بھلے وہ روڈ ترین میسج تھا پر وہ پاگل اس پر بھی مسکرادی۔

"مجھے اور کچھ نہیں پتا کے کیا ہوا ہے میرے دل کے ساتھ بس تمہیں زندگی سے جانے نہیں دوں گی یہ طے کر لیا ہے، قائم رہ کر دیکھاوں گی تمہیں ناراضگی پر۔ دیکھ لینا"

پھر سے میسج بھیجا جو اسی طرح ڈیلیور ہوا پھر چند سیکنڈ بعد سین، اتنی جلدی اسکے جواب دینے نے اس لڑکی کو بہت تسکین دی۔

"دیکھ لوں گا، اور کچھ ؟ڈرائیونگ کر رہا ہوں، کہیں ٹھک گئی گاڑی تو چینخیں نکل جائیں گی تمہاری"

وہ کمال غرور سے بولا کے وہ کھل کر ہنسی، کمینہ ہر دکھتی رگ پہچان گیا تھا۔

"ہاں محتاجی جو پڑ گئی مجھے تمہاری، ہیو آسیو ڈرائیو۔ بائے"

فوری بات ختم کی اور اٹھ کر اس بریسلٹ کو چومتے چیبج کرنے چلی گئی جبکہ فون تسلی سے سکرین آف کیے سامنے رکھتا جمشید اپنی برباد منزل کے آباد راستے کو دیکھ کر مسکرا دیا، وہ مسکراتا منفرد تھا، اور منفرد مسکراہٹ والے یقیناً مسیحاؤں میں شمار ہوا کرتے ہیں۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

گاڑی محلے کی حدود سے پرے ہی کھڑا کیے وہ اس بوسیدہ محلے سے اور پھیلے بارش کے پانی سے بچ بچاتا فائنلی سلوی کو پک کرنے پہنچا اور جان بوجھ کر شاکرہ کو ستانے کے لیے بیل پر ہاتھ رکھ کر پیچھے نہ کیا۔

سلوی کو شاکرہ نے آج جالے صاف کروانے پر لگا رکھا تھا اور پنکھے بھی صاف کرنے کا کہا تھا جن پر رکے رکے بھی شاکرہ کے بقول گرد جم گئی ہے، بچاری سلوی لگ گئی کرنے۔

کیا ہاتھ رکھ کر مر گئے ہو بیل پر بیٹھے بیٹھے،"

"کون منحوس ہے جیسے آگ لگی ہے

شاکرہ نے بستر سے نکلتے ہانک لگائی اور چپل پیروں میں دباتی باہر نکلی کیونکہ آج کافی ٹھنڈ تھی، بلیک میں زرا نقاہت والے چہرے کے سنگ اور اپنے ازلی سحر میں لپٹا وہ جب شاکرہ کی بڑبڑاہٹ پر مسکرایا تو چلتی ہوا کے ہوش اڑے تھے۔

میں ہوں اور آگ نہیں لگی بلکہ پوری جہنم جیسی تپش ساتھ لیے پھرتا ہوں"

"چچی جان

دروازہ کھلنے کی دیر تھی کہ وہ دروازے سے سر نیچے کر کے اندر گھستا شاکرہ کا خون سلگا گیا۔

تم کیوں آئے ہو دن ریہاڑے، پتا نہیں کہ یہ شریف لوگوں کے کام کاج کا"

"وقت ہوتا ہے

شاکرہ نے آنکھیں نکالتے ہاتھ کمر پر رکھ کر تفتیش کی۔

"شریف لوگوں کے کام کاج کا ہو گا یقینا، سلوی کہاں ہیں؟"

اول جملے کو محظوظ نظر سے ادا کیے وہ بے قراری سے اپنی پرسنل ماسی کو ڈھونڈنے لگا۔

"ماں لگتی ہے تمہاری؟ اتنا ادب کا ہے کا۔۔"

شاکرہ کو اس پر بھی جلن ہوئی، یزدان مزے سے مزید تیل چھڑکے چچی صاحبہ کے قریب ہوا۔

آپکو ایسی عزت نہیں ملی تو اس میں باقیوں کا کیا قصور چچی جان، میرے لیے" تو سلوی عزت، عقیدت اور محبت کا دوسرا نام ہیں۔اور ویسے بھی تمیز و تہذیب سے آپکا کیا لینا دینا"

یزدان کے اندر کی اداسی شاکرہ چچی سے ٹاکرا لگا کر خود ہی مٹ گئی، کافی انٹرٹینگ خاتون جو تھیں۔

زیادہ چوڑا مت ہو، گھر کی صفائی کر رہی ہے۔ جالے اتار رہی ہے۔ کام بتا" "اور نکل، بتادوں گی اسے

شاکرہ نے آنکھیں ماتھے پر رکھتے بدلحاضی کے ریکارڈ توڑے۔

واٹ ؟اسکی تو آپکو زیادہ ضرورت ہے۔ اگر دوبارہ اسے ایسے کام کرنے کو" کہا تو آپکے کانوں کی میل سے لے کر دماغ کے جالے تک اتار دوں گا۔ اور "اسے لاسٹ وارننگ سمجھیے گا

بڑے ادب سے بدتمیزی کا جواب دیے وہ سائیڈ ہوتا اندر بڑھا اور سلوی جو کھڑکی کے پٹ تک اوپر کو چڑھی تھی پنکھے تک پہنچنے کے لیے اس پر چڑھنے کی کوشش میں تھی جب یزدان کے غصے سے پکارنے پر لڑکھڑائی اور اس سے پہلے گرتی، یزدان نے بروقت دوڑ کر اسے سنبھالتے اپنی بازوؤں میں لا

بھرا، سلوی نے فوراسے یزدان کی مہک ان ہیل کرتے سختی سے میچی آنکھیں کھولیں۔

"پاگل ہو گئی ہیں، بندر یاہیں کیا۔ یہ چڑھنے والی جگہ تھی۔ خدانخواستہ کچھ ہو جاتا آپکو سلوی تو، اپنے دماغ کا اچاڑ ڈالیں گی، یوز کیوں نہیں کرتیں۔ جان نکال دی تھی آپ نے میری"

یزدان نے اسکے نازک وجود کو حصار کر سینے سے لگاتے پہلے تو اپنا خوف مٹایا پھر اسے روبرو لایا جو سٹیچو کی طرح سفید پڑ گئی تھی۔

"س۔ سکھی آپ؟"

وہ منمنائی۔

"کیسی بیوقوفی ہے، آپکو آتی آنچ میرے دل کو بند کر دیتی۔ کیا خود کا خیال رکھنے کے لیے یہ بات کافی نہیں سلوی کہ اب آپ خود سے زیادہ میری ہیں"

سخت غصے سے وہ اسکے مرجھائے چہرے کو پورپور تشنگی سے تکتا بولا اور وہ روہانسی ہوئی۔

"کام کر رہی تھی ناں"

سلوی نے آواز مضبوط بناتے بھی سرگوشی ہی کی۔

"بھاڑ میں جائیں ایسے کام جو آپکی جان پر بنیں"

سلوی کی اداسی لحظہ بھر یزدان کے خود کے لیے اتنا جنونی ہونے پر راحت میں بدلی پر وہ ناراض لگ رہا تھا۔

"ناراض تو مت ہوں"

اپنا ہاتھ یزدان کی گال سے جوڑے لاڈ کیا جبکہ وہ جبڑے بھینچ کر چہرہ اسکی ہتھیلی سے پرے کیے پلٹا۔

اسے بازوؤں میں ہی لیے وہ کاوچ سے نیچے اترا پر سلوی کی آنکھیں تو بس چھلکنے کو بیتاب تھیں، شاکرہ کو دروازے میں دیکھتے ہی یزدان نے سلوی کو آہستگی سے نیچے اتارا۔

یہ طوطا مینا کے سین دیکھنے سے پہلے کاش میں آندھی ہو جاتی، جلدی کر"

"اسے چلتا اور میرے کمرے کے بھی اتار آ کر جا لے

شاکرہ نے جل سلگ کر حکم صادر کیا اور پلٹ گئی اور اس سے پہلے یزدان اسکی یہ اکڑ توڑتا، سلوی نے جلدی سے یزدان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑے اپنی طرف موڑتے روک لیا۔

آپ غلام ہیں اس عورت کی؟ میری بیوی ہیں سلوی۔ کیسے کوئی آپ پر حکم" "چلا سکتا ہے۔ اور آنکھیں کیوں سوجھی ہیں، سوئی نہیں ہیں؟

یزدان کو اسکا رونا بے بس کر گیا ورنہ آج شاکرہ کا یقینا آخری دن ہوتا۔

میں کل رات سے بہت پریشان تھی، کال تو کاٹ دی پر مجھے ایک لمحہ بھی" نیند نہیں آئی۔ کسی کام میں دھیان نہیں دے پائی، لڑکھڑا بھی تبھی گئی کیونکہ آپکو دیکھ کر دل کو کچھ ہوا۔ ورنہ کوئی کام مجھے نہیں تھکا سکتا، یہ میرا گھر ہے، مجھے اسکے کام کرنے کے لیے کسی کے حکم کی ضرورت نہیں نہ کوئی کام

کرنا غلامی ہے، میں جو کرتی ہوں اپنی مرضی سے کرتی ہوں۔آپ بس یہ

"بتائیں، آپ ٹھیک ہیں سکھی؟ فیور لگ رہا ہے

وہ لڑکی ہر بار یزدان کو لاجواب کر دیتی تھی، جیسے اس وقت بس زرا سی اہمیت جتا کر اس نے سکھی کے دل کی شریانوں تک سے اداسی کھینچ کر باہر نکال دی۔

تو کال بیک کرتیں، مجھے بلا لیتیں پر خود کو بے سکون نہ کرتیں۔آپکی"

"آنکھوں کا درد بن گیا میں، آئی ایم سوری سلوی

اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ان آنکھوں کو چومتے وہ سلوی کے ہونٹوں تک مسکراہٹ بکھیر گیا۔

سچی دل کیا بھاگ کر چلی جاوں آپکے پاس اور آپکا سر دباوں، ابھی بھی درد"

"ہے کیا؟ دبا دوں

وہ اسکے سر کو پیار سے چھوتی وہاں موجود اب بھی حرارت سے افسردہ ہوئی۔

"اتنی دور آپ کیا صرف سر دبانے آتیں؟"

یزدان نے اسکا ہاتھ اپنے پیشانی سے ہٹاتے ہتھیلی کی جانب جذب سے چوما تو اسکے ہونٹوں کی محبت پاش حرکت، حرارت اور دباو سلوی کے دل تک سنسنی و گداہٹ سرائیت کر گزرے، وہ فوری پلکیں لرزا کر نظریں جھکا گئی، اوپری دانتوں اور ہونٹ میں اپنا زیریں ہونٹ لے کر دباتے اپنی گھبراہٹ مٹائی اور بہت ہی کیوٹ لگی، لیکن یزدان کے اندر باہر تو حشر جگا گئی اسکی یہ ادائے جانم۔

"سمجھ گیا آپکا جواب، چلیں ریڈی ہوں۔ ہمیں پاسپورٹ آفس جانا ہے"

گہرا سانس سلوی کے سراپے سے اٹھتی مدہوش کن خوشبو میں کھینچے دور ہوا، یزدان کی طرف وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی کیونکہ اس نے تو کوئی جواب دیا ہی نہیں تھا۔

ابھی کام کر رہی ہوں سکھی، بہت سارا پڑا ہے اور میں نے تو جواب دیا ہی"

"نہیں تو پھر؟

سلوی اتنی بھولی کیسے تھی یہ سوچ کر یزدان ٹھنڈی آہ بھرتا، اسکے خوبصورت کم سن سے خدوخال کی جانب مائل ہوا، حیرانگی آنکھوں میں بسا کر بھولی بن کر کھڑی وہ اسے کسی قابل ہی تو نہ چھوڑ رہی تھی۔

آپ کے خاموش جواب، بولتے لفظوں سے زیادہ قاتلانہ ہیں یہ آپکو پتا چل جائے تو سر تا پیر دھڑک اٹھیں۔اور کام کو ماریں گولی، شاکرہ چچی کریں گی باقی کام۔۔ چلیں"

یزدان نے اسکے ہاتھ سے ڈسٹنگ کا کپڑا کھینچ کر زمین پر پھینکا اور بندھے بال جھٹکے سے کھولے گندھے بندھے بالوں میں انگلیاں پھیر کر سلجھاتے پکڑ کر کمرے سے باہر کی طرف روانہ کیا تو وہ پھر ڈر کر پلٹی۔

"پلیز سکھی کوئی بد تمیزی نہیں کریں گے"

سلوی نے تاسف کے سنگ یزدان کو دیکھتے گزارش کی۔

"میں بد تمیز لگتا ہوں آپکو"

اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے وجود کی سمت کھینچ کر سینے کے وسط میں لا جوڑتے وہ سلوی کی سانس بھاری کر گیا کیونکہ دونوں کے چہرے بمشکل ٹکرانے سے بچے تھے۔

ن۔۔ نہیں، پر وہ تو ہیں۔۔۔ لیکن بڑی بھی ہیں۔ پرفیوم والی بھی اچھی"
حرکت نہیں تھی سکھی۔ وہ سمجھ رہیں تھیں میں نے کیا۔ چیزوں کی بھوکی
"نہیں ہوں، تکلیف ہوئی تھی انکے الفاظ سے
سلوی کے بولنے کے سنگ آنسو آنسو ہونے پر یزدان بھی ساری خماری جھٹکتا سنجیدہ ہوا۔

اوہ سلوی! آپکی یہ حساسیت آپکو بہت نقصان دے جائے گی۔ اتنی سی بات"
پر ہرٹ ہو گئیں، سینہ تان کر کہتیں جی میں نے کیا، میری چیز تھی ضائع کی
"حق سے۔ کب سمجھیں گی اس بات کو کہ کمزور نہیں ہیں آپ
یزدان کا دماغ ہلا گئی تھی سلوی کی ایسی نازکی، ایسا حساس ہونا، وہ ڈر رہا تھا کہ یہ لڑکی اسکے ساتھ کیسے سروائیو کر پائے گی۔

میں ایسی مضبوط ہو کر کیا کروں گی سکھی جو دوسروں کی دل آزاری کا سبب "
"بنتی پھروں، مجھے کمزور ہی رہنے دیں
وہ دکھی تھی، کھلا گلاب سا چہرہ مرجھا گیا، پلکیں آنکھوں کا پیرہن بن گئیں۔
کون دوسرے میری جان، اپنے آپ کو یاد رکھیں بس۔ یہ دوسرے، کچھ "
بھی نہیں ہوتے۔ اوکے۔ دوبارہ آپ ہرٹ نہیں ہوں گی، میں بھی کروں
"تب بھی نہیں
یزدان اسکی سکت سے بڑا عہد چاہتا تھا، اسکی ٹھوڑی پر نرم سی ہاتھ کی پکڑ بنا کر
چہرہ اٹھائے مان سے وعدہ مانگا۔
"ناممکن، آپ تو چلتے پھرتے ہرٹ کر دیتے ہیں"
وہ شکوہ کرتی ناک کھینچے مقابل کے لٹے دل میں کھب گئی، یزدان تہلکہ خیز
مسکرا دیا اور اسی بے اختیاری میں اسکی شفاف سی گلابی گال رغبت کے غلبے
کے سبب چوم لی، سلوی نے بے ارادہ یزدان کی شرٹ کی آستین مٹھی میں
دبوچی اور اس بیچ سہولت سے سانس روک گئی۔

"سانس لیں،اس سے آگے کچھ نہیں کر رہا"

یزدان نے چہرہ پیچھے کیے بے خود نظران بند آنکھوں والی پر ڈالی تو سلوی نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور چھوئی موئی ہوئے بلش کی۔

میں چلتا پھرتا اٹھتا بیٹھتا، سوتا جاگتا، سانس لیتا یعنی ہر پل آپکا صرف سکون"
بنوں گا ڈونٹ وری، جائیں ریڈی ہو جائیں۔ شاور مت لیجئے گا دیر ہو جائے گی
اور ٹھنڈ بھی ہے، بس چینج کریں اور آجائیں، میک آپ کی بھی ضرورت
"نہیں آپ یونہی پیاری ہیں

سلوی نے اپنی سلامتی پر خیر منائی اور اتنا لمبا لیکچر سن کر ہضم کیے فوراً دوڑ گئی جبکہ یزدان بھی تب تک باہر آیا تو چچی صاحبہ تخت پر ہی براجمان کینو چھیل کم انکو شہید زیادہ کر رہی تھیں اور ٹھوستی چلی جا رہی تھیں جیسے کسی مقابلے میں آئی ہوں۔

یزدان کو دیکھ کر موصوفہ کو کینو بھی زہریلے لگے تبھی منہ کا تاثریوں ہوا جیسے کڑوا بادام کھالیا ہو۔

یزدان پاس بیٹھا اور فورا چچی جان کے سامنے پڑی نمک دانی اچک لی، شاکرہ کاٹ کھاتے گھوری۔

"میرے سے پنگے مت کر"

شاکرہ نے جھپٹنا چاہا تو یزدان نے نمک دانی والا ہاتھ پرے کر لیا، سلگانے کا تو اسے الگ ہی شوق تھا۔

"پنگے تو آپ کر رہی ہیں، کیا مل رہا ہے سلوی کو پریشان کر کے۔ آپ اپنی حسرتوں کے بدلے اس مظلوم سے لیں گی تو کیا دل ٹھنڈا ہو جائے گا۔ نہیں شاکرہ صاحبہ، ہر کوئی اپنے نصیب کا پاتا ہے۔ آئی پرامس آپکو جس چیز کی ضرورت ہو گی میں مہیا کروں گا لیکن سلوی سے دور رہیں"

شاکرہ کی لالچی طبعیت کے پیش نظر یزدان نے بھی وہی پینترا اپنایا، سلوی کا سکون اسکے لیے اپنے سکون سے زیادہ اہم تھا۔

اچھا، نشاط اور گل احمد کے دو دو جوڑے لے کر دے گا؟ لگ بھگ تیس"

"چالیس ہزار کے ہیں چاروں

شاکرہ کی فوری آتی ڈیمانڈ پر یزدان کو شاکرہ پر پہلی بار ترس اور پیار آیا، یعنی عورت ہی نکلیں وہ بچاری، جوڑوں کی فرمائش واقعی کیوٹ ترین تھی۔

"بس؟ اتنا سا۔۔۔۔۔"

یزدان دوستانہ ہنسا۔

یہ صرف ہفتے کی قیمت ہے تیری سلوی کو ناستانے کی اور یاد رکھنا"

"زرافے، جب تک زمین مجھے نہیں ملے گی رخصتی کو بھول جا

شاکرہ کے اندر کی معصوم سی عورت انگڑائی لیتی پھر سے ناگن بنی تو یزدان نے نمک دانی کھولتے سارا نمک جھٹکے سے چھلیے مالٹوں پر انڈیلا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کھا کر دیکھائیں، جوڑے پکے"

یزدان کی شرارت اسکی آنکھوں سے ٹپکی، شاکرہ محظوظ ہوتی اس بچے پر ہنسی۔۔

بیٹا، تیرے جیساڈنگو یا مجھ اینا کونڈا سے مقابلہ نہیں کر سکتا، تو بچہ ہے ابھی"
"سمجھا؟

وہ مزے سے نمک چھانٹ کر مالٹے کا پیس منہ میں ڈالے تکیے سے ادا سے ٹیک لگائے غرور سے سر اکڑائے بولی تو یزدان کا قہقہہ صحن میں گونجا۔

آپ تو گرو ہیں چچی جان، سلوی کو لے کر جا رہا ہوں شام تک واپس چھوڑ"
دوں گا۔ آپکو چار جوڑے دوں گا تو ظاہر ہے میری جان تو بارہ جوڑوں کی مستحق ہے۔ پلیز جیلس مت ہوئیے گا اس سے۔۔۔۔اپنے نصیب پر شکر کرنا
"سکھیں گی تو کیا پتا دو چند زمین آپکو بھی جلد مل ہی جائے

سلوی ریڈی ہو گئی تھی تبھی یزدان نے اسے چادر اوڑھ کر روم سے نکلتا دیکھے چچی کو انفارم کرتے اسکے ہمراہ قدم دروازے کی طرف بڑھائے جبکہ وہ نکلے تب اس بند عقل عورت سمجھی کے کہ وہ چند گز یعنی قبر کا کہہ گیا۔

ستیاناس ہو تیرا خبیث، قبر میں پہنچائے گا تو ناس پٹے۔بیٹار خصتی کے لیے"
تیری چیکیں (چینخیں) نہ نکلوائیں اب تو میرا نام بھی شاکرہ نہیں۔ منحوس
"پتا نہیں کس پر گیا ہے، شیطان کا چیلا
اپنی جوتی پیچھے ہی دروازے کی راہدی پر مارتے شاکرہ بلبلا اٹھی جبکہ باہر نکلتا سکھی مسکراہٹ روکنے میں بلکل ناکام ہوتا بہت پیارا لگ رہا تھا۔
کیوں ستاتے ہیں انکو، اتنی بھی بری نہیں ہیں بس کبھی کبھی محرمیوں اور"
"جلن کی تپش سے دل دھواں ہو جاتا ہے، ایسے مت کیا کریں
گاڑی تک دونوں چپ چاپ پہنچے اور سکھی نے اسکے لیے فرنٹ ڈور ہی اوپن کیا اور وہ بیٹھی اور جیسے ہی سکھی نے بھی آکر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، وہ بولے بنا نہ رہ سکی، سادہ سے گرم جوڑے کے سنگ میچنگ شال اور پلین جوتے میں بس ایک پنک گلوز لگائے وہ کئی حسیناوں کو مات دے رہی تھی، اسکی یہ سادگی یزدان کو زیادہ اٹریکٹ کرتی۔

میں کونسا انکی جان لے لوں گا بیوٹی لیکن جو ناانصافی اور گناہ کرتا ہے اسے "
سزا دینی پڑتی ہے، آج تو میں نے آپکو بروقت کیچ کر لیا، آگے کیا کریں
"گی۔ سیدھی فرش پر سلامی دیں گی؟ فرش سے بھی جیلس ہو جاوں گا
گاڑی اسٹارٹ کر کے یوٹرن لینے کے بیچ بڑبڑاتے جناب سلوی کی مسکراہٹ
کا سبب بنے، تاڑنا بھی ختم کیا۔

"آپ پوزیسیو ہیں میرے لیے؟"

سلوی کے سوال پر وہ کھل کر پر خمار مسکرایا۔

"شکر ہے کوئی تو رومنٹک سوال پوچھا آپ نے"

یزدان کی زبان پر کھجلی ہوئی، سلوی خائف ہوئی۔

"اس میں بھلا کیا رومنٹک؟"

وہ گال پھلاتی نا سمجھی سے بولی تو یزدان نے ایک ہاتھ میں بے ارادہ ہی سلوی کا
ہاتھ لیتے انگلیوں کو انگلیوں میں پیوست کرتے ہتھیلوں کو ملاتے
جکڑا، سلوی کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

یہ رومنٹک ہے کہ آپ سانس بھی لیں تو وہ مجھے محسوس ہو، آپکو آتی آنچ اپنا" درد مجھے ارسال کرے، آپ کے جسم کی تھکاوٹ میرے اعصابوں پر منتقل ہو جائے، آپکا مسکرانا میرے حصے کی خوشی سے تا قیامت کے لیے منور "رہے، آپکے آنسو آپکی آنکھوں کو کچھ نہ کہیں، میری آنکھوں کو جلادیں وہی ہاتھ پکڑ کر چومتے وہ دیکھ بھلے سامنے رہا تھا پر سلوی کو دیوانہ کر گیا، وہ تیزی سے اسکی طرف سرکی جس سبب یزدان کو گھبراہٹ میں سڑک کے بیچ وبیچ بریک لگانی پڑی۔

"یہ کیا کرنے لگی تھیں، کنڑول کھو دیتا میں ابھی تو دونوں جاتے سیدھا اوپر" اپنے بے حد پاس سرک آتی سلوی کی اداسی دیکھے وہ بڑبڑایا جو اس میں کھوئی ہوئی تھی۔

سکھی، آپکی گاڑی کے مرزز سے اندر بیٹھے لوگ تو نہیں دیکھائی دیتے"

"ناں؟

سلوی کے ہچکچا کر کیے سوال پر یزدان نے رخ اس پر اسرار سنو وائٹ کی طرف پھیرتے بلش کرتی نگاہوں سے سلوی کے گھبرائے بوکھلائے تاثرات نہارے۔

"جی نہیں دیکھائی دیتے، کیوں ایسا کیا کرنا ہے آپکو بیوٹی؟"

یزدان کو تو اللہ موقع دے، بیٹھنے کی جگہ پر موصوف پیر پسارنے کے چکر میں تھے۔

"مجھے ہگ کرنا ہے، وہی والا جو آپکو پسند ہے"

سلوی نے بھرپور طریقے سے جناب کی خوش فہمی پھوڑتے معصومیت کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑے۔

"ہڈیاں توڑنے والا؟"

یزدان نے شریر ہوتے پوچھا تو وہ فوری سر ہلا گئی۔

"لیکن آپکی ضرورت صرف ان بازووں اور اس سینے کو نہیں ہے سلوی"

یزدان نے مشکل بات نہیں کی تھی پر سلوی یوں بے چین ہوئی جیسے ہگ سے بھی ڈر گئی ہو جبکہ یزدان نے اسکی پلکوں کی تھرتھراہٹ پر ہتھیار پھینکے اور بس اسکی دہکتی نرم گال چومتا واپس سیدھا ہوا۔

"میرے سٹور چلیں گی تب کروں گا ہگ، یہاں اچھی فیل نہیں آئے گی"

یزدان نے فوری اپنا بھرپور فائدہ سوچتے آفر ریجکٹ کی۔

"بھول جائیں پھر"

سلوی بھی دلرباوں کی ادائیں سیکھ رہی تھی، فوری ٹرخایا۔

بھول تو آپ جائیں کے صرف ہگ پر رکوں گا بیوٹی، پہلے زرا آپکے"

"پاسپورٹ کا کام ہو لے

یزدان نے گویا بچاری کی سانس خشک کر دی، سلوی نے خود کو کوسا کے آخر کیا پڑی تھی اس بہکے جن کو ہگ بھی آفر کرنے کی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"کدھر ہے تو کمینے ؟"

دراب سیدھا فاروقی مینشن ہی آیا مگر پہنچا تو پتا چلا بخار والی سرکار گھر نہیں تبھی تپ کر کال ملائی جو اس وقت سلوی کے ڈاکومنٹس وغیرہ سبمنٹ کروانے کے بعد مین آفس میں سلوی کے ساتھ ہی بیٹھا ویٹ کر رہا تھا، کال اٹھائی تو دراب رعب سے جھاڑ گیا۔

"میں ابھی آیا جان"

یزدان نے سلوی کی گال تھپکی اور آفس سے کچھ دیر باہر نکل کر آیا۔

سلوی کو کسی ٹائم بخش بھی دیا کر، کیا اس سے ٹرٹمنٹ لیا جا رہا بخار کا سکھی"

"صاحب؟

گویا سکھی کا یار کے سامنے سلوی کو جان کہنا دراب کو آگ لگا گیا۔

بک مت، پاسپورٹ آفس آئے ہیں۔بس یہی آپشن ہے آخری کے "
حالات سنگین ہوئے تو اٹھا کر لے جاوں گا سلوی کو اس ملک سے، اور اکیلے
"میں اس سے معافی بھی لے لوں گا اور قابو بھی کر لوں گا
دراب کا سکھی کی عقل کو اکیس توپوں کی سلامی دینے کا دل چاہا، مطلب
مقابلے کے بجائے سکھی صاحب بھاگنے کے چکروں میں تھے۔
کیسا شیطانی دماغ ہے تیرا، وہ سلوی جو چپے پر ابا جی کے ہونے پر بھی رخصتی "
پر آمادہ نہیں تجھ سانڈ کے ساتھ وہ تیرے ساتھ اکیلی ملک سے باہر چلی جائے
گی، مار ڈالے گا تو اسے رلا رلا کر۔چاہتا کیا ہے تو؟ سلوی کو بتایا ہے تو نے اپنا
"کارنامہ؟
دراب نے سوچا تھا اسے ڈانٹے گا نہیں پر سکھی کی یہ فرار والی بات دراب کا
میٹر گما گئی۔
وہ لوگ یہ بڑے میگزین نہیں پڑھتے یار، کون بتائے گا۔نہ سلوی پہچانی جا"
"رہی ہے اس کو ور میں لیکن جمشید کو پتا چل گیا ہے یہ مسئلہ ہو گیا ہے

یزدان نے مرجھائی آواز مین ایک اور منحوس خبر دے کر دراب کا کلیجہ جلایا، اگر سکھی سامنے ہوتا تو ایسی چپیڑ کھا بیٹھتا جو اسے شرطیہ دکھی کرتی۔

اچھا مطلب تو چھپانے کے ارادے میں ہے شاباش سکھی کاش میرے" سامنے ہوتا میں تیری تشریف ہی اکھاڑ دیتا، اور جمشید وہی ہے ناں کزن تم

"لوگوں کا۔ اسے پتا چل بھی جائے تو کیا بگھاڑ لے گا؟

دراب کے دھوپ چھاوں سے تاثرات اور چڑنے پر یزدان بھی مسکراتا نظر آیا۔

جمشید خطرناک ہو سکتا ہے، سادہ شریف نہیں ہے یاد رکھ۔ اور نئی بات" سن، شنائیل نے شادی کر لی ہے۔ کچھ دیر پہلے ہی میسج بھیجا ہے۔ میں تو اس پر

" بھی صدمے میں ہوں، تجھے چھوڑ کر اس پچھل پیری نے شادی کر کیسے لی؟

یہ خبر تھوڑی مزے دار تھی، دراب نے انجوائے کی۔

واہ! شیر کا بچہ ہے پھر ہے جمشید یقینا، میری تو دعا ہے تیرا وہ خطرناک سالا" ہی اب تجھے آری میں دے کر کاٹے منحوس، لنگری میں ڈال کر پیسے، میری تو

کسی بات پر کان نہیں دھرا تو نے۔اور یہ بخار کس خوشی میں چڑھایا ہے تو نے

"اپنے جُسے پر؟ یہ تو بتا

دراب کے آخری جملوں میں دبی فکر یزدان کا کئی کلو خون بڑھا گئی۔

تو نے دل دکھایا تھا، بہت ماہ بعد اگین پینک اٹیک سے گزرا ہوں۔ تو کیا بخار"

"بھی نہ چڑھاتا

سکھی کے مظلوم لہجے پر دراب اسکی بلی گوچی کو پیروں میں آتا دیکھے ٹھڈا

مارتے مارتے وہیں نیچے دو زانو بیٹھے پیار سے بال سہلانے لگا۔

کبھی کبھی لگتا ہے تو سچ میں میری محبوبہ ہے، نہ کیا کر سکھی، میں نے جو کہا"

تھا تیرے بھلے کے لیے کہا تھا، کھو بیٹھے گا اسے، اس جیسی نہیں ملنی

تجھے۔اسے پہلے اعتماد میں لینا چاہیے تھا، مجھے اسکی یا اسکی خاندان کی پرواہ نہیں

سوائے تیری اس اذیت کے جو سلوی کے دور ہونے پر تجھے اٹھانی پڑے

"گی، خدانخواستہ۔ چل پی کر خود کو آس پاس شیشہ دیکھ کر میرے بحاف پر

دراب کی آنکھوں میں تکلیف تھی، گوچی بھی اداس تھی شاید اسے پتا تھا اسکے مالک پر سخت وقت آنے والا ہے۔

شیشہ نہیں ہے میرے پاس، اور ویسے بھی تو اب دے پیپاں لیزے"

کو۔ میری سلوی ہے وہ کمی نہیں ہونے دے گی مجھے وٹامن پپی کی۔ چل کل

"ملتا ہوں آفس آکر، دودھ جلیبی تیار رکھیں

یزدان نے بیوی کا رعب جھاڑتے کال کاٹی تو دراب کی دی گالی بیچ میں ہی رہ گئی۔

جس پر دراب ہنس پڑا۔

"تمہارا سکھی آبا در ہے، دعا کیا کرو گوچی۔۔۔۔۔ جاو کھیلو جا کر"

دراب نے اسکے بال سہلائے اور اٹھ کھڑا ہوا جبکہ یزدان پلٹا تو اسی لمحے سلوی باہر آئی تھی، اک لمحہ تو یزدان کو لگا شاید اس نے سب سن لیا ہے پر ایسا نہیں تھا، سکھی بال بال بچا۔

"وہ بلا رہے ہیں سر آپکو سکھی"

سلوی نے قریب رکتے بتایا تو سکھی نے جبراسی مسکراہٹ دیے ساتھ ہی قدم بڑھائے۔

یہاں ان کو تین بج گئے اور پھر وہ سلوی کو لیے شاپنگ پر نکل گیا، شاکرہ کے چار جوڑے خرید کر اپنے ڈرائیور کے ہاتھ بجھوائے اور اتنی دیر تک اس نے سلوی کے ساتھ لنچ کیا، اور سلوی کو بھی بہت ساری چیزیں دلائیں جن میں لیڈیز چیزیں بھی تھیں اور یہ تو ابھی سلوی صاحبہ کو پتا ہی نہیں تھا کے سکھی نے اسکے لیے کیا کیا خریدا، وہ جان کر بچاری کو ضرور گھر جا کر ہارٹ اٹیک آتا۔

"اب آپ مجھے سیدھا گھر ڈراپ کریں گے"

گاڑی تک آتے سلوی نے ڈرتے ڈرتے تمہید باندھی، یزدان نے تمام شاپنگ بیگ پچھلی طرف ٹرانسفر کیے اور پکڑ کر دھمکانے والی نظروں سے دیکھتی سلوی کو اندر بٹھایا۔

سیدھے راستے اور سیدھے کام دونوں سے الرجک ہوں میری جان، ابھی"
آپ میرے جیولز آبشیشن چلیں گی اور اپنے لیے کوئی ائیر پیس پسند کریں
"گی، آپکے سونے کان اچھے نہیں لگ رہے مجھے

یزدان نے استحقاق جماتے گاڑی سٹارٹ کی تو سلوی کی آنکھوں کے آگے
اندھیرا بس یہ سوچ کر آنے لگا کے وہاں وہ اس جن کے رحم و کرم پر ہو گی۔
پورا جسم اتنی ٹھنڈ میں بھی بچاری کا عرق آلود ہو رہا تھا خدا خیر کرے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

دراب کو واپسی میں ساڑھے تین بج گئے تھے کیونکہ دی جان نے لنچ پر روک
لیا، پرلیزے اور دراب نے شام میں ہی جانے کا پلین کیا تھا، دراب سیدھا
گارڈن ایریا ہی آیا تو تیار ہو کر بھالو بنے باران کو دیکھ کر ہنسا جو دد ھو کے ساتھ
فٹ بال کھیل رہا تھا۔

اوئے میرے چیمپئین۔تم تو بلکل ریڈی شیڈی ہو۔ممو بھی تیار ہوئی ہے یا"
"نہیں؟

دراب نے فٹ بال پیروں میں آتے بوٹ سے اوپر کو اچھالتے کیچ کیا جس پر براق جدون تو تھک ہار کر کاوچ پر لڑھکے البتہ باران مسکراتا ہوا بال کیچ کیے قریب آرکا۔

ہوئی ہیں اور پرنسیز لگ رہی ہیں۔آپ نے اتنی دیر کیوں لگادی بابا۔نانو"
"مس کر رہی ہوں گی مجھے

دراب نے اسکی اداسی گال چوم کر ہگ کرتے دور کی جبکہ پرنسیز والی بات باپ بیٹا مشکوک ہنس کر آنکھوں میں اشارتا دباتے نظر آئے۔

ارے یار میرا ایک عدد دوست ہے جسکی ٹیونگ میرے سوا کوئی نہیں کر"
سکتا بس وہیں دیر ہو گئی۔بس میں چینج کر لوں پھر ہم نکلتے ہیں۔تم تب تک
"ددھو کے کندھے دباو، تمہارے ساتھ کھیل کر تھک گئے ہیں

دراب کی تاکید پر وہ تو دوڑا پر براق جدون اپنے پوتے کو گھورے۔

"تو مجھے بڈھا کہنے کی کوشش کر رہا ہے لاڈلے؟ باز آجا"

براق جدون کے جلنے سلگنے پر دونوں باپ بیٹا شیطانی سا ہنسے۔

"جی میری جان اب آپ بوڑھے ہو گئے، آپکا پر پوتا جوان ہو گیا ہے کچھ تو رحم کریں اب ہم لونڈوں پر اور زرا اپنے جلوے بکھیرنے کے منسب سے

"ریٹائرمنٹ لیں

دراب نے ہنس کر دھوکے گال کو پیچھے کی جانب سے آگے جھک کر چوما اور باران نامی بلا کو دھوکے سپرد کرتا خود اپنی پرنسیز کو بے تابی سے دیکھنے کے لیے گھر میں گھسا، اپنے روم تک تیزی سے قدم بڑھائے اور وہ دوسرے روم میں تھی، دروازہ کھولتے ہی دراب اس براون بہت ہی خوبصورت لانگ ٹاپ اور پلین ٹرٹل پلازو کے ہمراشال شانوں پر سیٹ کرتی لیزے کو دیکھے ادھر ہی ہوش گنوا بیٹھا۔

"رات کو آتے ناں، جلدی نہیں آگئے آپ؟"

لیزے نے پلٹتے ہی خفگی سے طنز مار اپر سنا کس نے تھا، وہ تو مدہوش شرابی کی طرح اسے جام کا پیک سمجھتے قریب آرکا تو لیزے ڈر کر ڈریسنگ سے لگی، ان ہیزل براون آنکھوں کی بہکی بہکی مہک لیزے کے جسم کے ہر انگ نے ان ہیل کی، جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوئیں۔

تم دن بدن قہر بنتی جا رہی ہو، ابھی تو ٹھیک سے تم پر شباب بھی نہیں"

"آیا۔ میں تو انگلیاں کاٹ بیٹھوں ایسی تو بہ شکن کشش ہے تمہاری لیزے نور اک پل کو لیزے تھم ہی تو گئی، وہ جب بھی اظہار کے قریب آیا تھا یونہی انوکھے جذبات ایجاد کرتا تھا، لیکن لیزے ابھی خفا تھی تو آنکھیں گما کر واپس آئینے میں اپنا حسین عکس دیکھنے لگی۔

"چھوٹے بچے ہیں کیا جو انگلیاں کاٹیں گے؟"

لیزے نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں کاجل لگایا اور بہت دن بعد لیکن دراب کی تو وہ سادہ آنکھیں ہوش اڑاتی تھیں اب تو کجراری بن کر سینے میں آگ لگا رہی تھیں، اختیار و قرار بھسم کر رہی تھیں۔

"اوکے انگلیاں چھوڑو، لپس کاٹ بیٹھوں گا"

وہ اسکی معنی خیز سرگوشی پر پلٹی اور آنکھیں چھوٹی کیے اس بے تکلفی اور بے باکی پر گھوری۔

میری جان اپنے، آپ تو پھول ہو میرا۔۔ صرف سونگھ سکتا ہوں کھا نہیں"

"سکتا

لیزے کی گھوری اتنی قوی تھی کے وہ بچارا معصومیت و مظلومیت سے بات ہی بدل گیا۔

"اتنی عزت خیریت ہے؟"

آپ پر لیزے دلچسپ انداز میں سنجیدہ ہوئی، اسکی تفتیشی نگاہ دراب کو گدگدا گئی۔

"مکھن لگایا ہے، ویسے گلاب کا پھول کھایا بھی جا سکتا ہے"

اور اس سے پہلے دراب بنا اجازت اسکے چہرے پر جھکتا، وہ منہ پرے کر گئی، دراب کا نشانہ چوکا اور اس سے پہلے وہ اسکی گال سے اپنی کھردری گال رگڑ کر تنگ کرتا وہ ہاتھ بھی چھڑوا کر پرے سرکی۔

"تم مجھ سے ناراض ہو؟"

گویا بجلی کے جھٹکے جیسا تھا لیزے کا ہاتھ جھٹکنا۔

"جی، ہوں۔ بہت زیادہ ہوں"

اسکے سینے پر ہاتھوں کو رکھتی، ہتھیلوں سے دباو دیتی سرگوشی نما غرائی۔

پر کیوں عشقم؟ ہے! لسن۔ میں قربان جاوں تمہارے اس درجہ نارمل" ردعمل پر۔ بیوی لگ رہی ہو۔ پلیز روٹھی رہنا، میں مناتا ہوں، ابھی مناتا ہوں"

وہ اس قدر خوش، لیزے کے روٹھنے پر نہیں، مان بخشنے پر تھا، پاگل ہو رہا تھا۔

"پوچھ تو لیں وجہ"

لیزے نے دراب کو خود کی جانب لپک کر گلے لگانے سے روکتے جھڑکا۔

"بھاڑ میں گئی روٹھنے کی وجہ، ایک منٹ۔۔۔۔میں کیسے بھول سکتا ہوں کے لیزے نور مجھے چھوتی ہوا تک سے جلتی ہے۔ تم جل گئی۔ کہو ناں جلی ہو، سے سمتھنگ، پلیز"

پہلے خود ہی بے خود ہوا پھر اپنی خوشبو میں لیزے کو نہلائے روبرو کرتے اسکے پھولے گالوں کو ہاتھوں سے چھوتے چمکتی آنکھوں سے مسکایا۔

"بہت زیادہ جلی ہوں"

وہ دلربا، جذب بھرا اقرار کیے دراب حیدر جدون نامی انسیت کے طوفان کا رخ جان بوجھ کر خود کی سمت موڑ بیٹھی، اف!

"مجھے اتنی خوشی دے کر مارنے کا ارادہ ہے کیا؟"

دراب نے نوٹ کیا کے لیزے نے اب تک ہونٹوں پر صرف پنک لائنر لگایا تھا، لپ سٹک ایڈ نہیں کی تھی، اب دراب صاحب تھے ٹھرکی، وہ اپنا مطلب سمجھے جبکہ لیزے کا یہ کرنے کے پیچھے مقصد کچھ اور تھا۔

خوشی سے کوئی نہیں مرتا، اور نہ دکھ سے۔ سب باتیں ہیں حیدر، سب جی"

"جاتے ہیں۔ مرنے کے اسباب تو دکھ اور سکھ سے ماوارا ہوتے ہیں

وہ سنجیدہ نہیں درکار تھی، وہ مسکراتی چاہیے تھی دراب کو، بہکتی ہوئی، بہکاتی ہوئی۔

"یہ ہونٹوں پر لپ سٹک نہیں لگائی، میرا ویٹ تھا ناں؟"

دراب نے بڑی جلدی نوٹس لیا، اسکے بالائی ہونٹ کو انگوٹھے کی پور سے رب کیے دریافت بھی کیا، لیزے نے تھوک نگلتے حلق تر کیا۔

"جی تاکہ آپ شیڈ سیلکٹ کریں، کچھ اور مت سمجھے گا"

لیزے نے اسکے حصار میں مچلتے پیچھے مڑنا چاہا پر دراب نے اسے مزید خود سے لگاتے پیچھے بار بار گردن گمانے سے محروم کیا، لیزے نے دراب کی آنکھوں

میں تیرتی شدت پر اسکی کمر کی دونوں اطراف سے شرٹ مٹھیوں میں جکڑی۔

میں شیڈ سیلکٹ کروں گا تو سب کہیں گے یہ کلر کہاں سے لائی ہو"

"لیزے، اتنا نیچرل ہو گا۔ دنیا جل جائے گی ان پنک لپس کی چمک سے

وہ لیزے کو بڑے پر سکون انداز میں اپنی جنونیت سے ڈرا چکا تھا جو اسکے لہجے سے خطرے کے شدید جھٹکے کی بو محسوس کر رہی تھی۔

ک۔۔ کیسی باتیں کر رہے ہیں، وہاں ڈریسنگ میز پر پڑے ہیں شیڈ"

"سارے۔ ایسے کیسے؟

لیزے کی زبان دراب کی نظروں کا مفہوم سمجھے تھمی اور اسکا ارادہ جانتے وہ بری طرح اسکی گرفت میں مزاحمت کرے خود کو چھڑوانے لگی۔

"ارے ارے لگانے تو دو اپنا فیورٹ شیڈ"

دراب نے معصومیت میں زہریلی شرانگیزی انڈیلتے لیزے کی جان ان ہونٹوں پر لادھری۔

"ن۔نو۔اپنا شیڈ اپنے پاس رکھیں۔ چھوڑیں حیدر ورنہ۔۔۔"

وہ پھڑپھڑاتی چڑیا مزاحمت کرتی دراب کو پاگل کر رہی تھی۔

"ورنہ؟ ورنہ کیا میری جان۔ بولو ناں"

لیزے نے اسکی سنسنی پھیلاتی سرگوشی پر جلدی سے چہرہ دراب کی گردن میں چھپاتے گھسیڑا تو کمرے میں دراب کا چہکتا کھنکتا قہقہہ گونج کر رہ گیا۔

"تمہارا یہ مچلنا، تڑپنا بڑا مس کیا۔۔۔ نہیں کر رہا کچھ میری جان ریلکس"

اپنی گردن کی جلد میں گھلتی لیزے کی بے قراری اور سہم جانے پر امڈ آتی آنسوؤں کی نمی پر وہ اسے اپنے وجود میں گھوٹ سا گیا، وہ تکلیف سے نہیں روئی تھی بس لیزے کا دل ابھی بہت کمزور تھا۔

لیزے نے اپنے ہاتھ دراب کے سر کی پچھلی طرف لے جاتے بالوں میں پھنسائے، دراب کو اسکی سرکتی انگلیوں کے لمس عافیت بخش رہے تھے۔

"آپ نے مجھے جانا ہی کب تھا پورا، ایک رات کافی نہیں تھی حیدر"

وہ غم سے پھٹی آواز میں بولی اور وہ متفق تھا۔

یہی تو میں کہہ رہا ہوں، اس ایک رات تو میں نے بس جی بھر کر دیکھا تھا"

تمہیں کے تم کیوں میرے حواسوں، خیالوں اور حسوں پر حاوی ہو گئی، زائقہ چکھا تھا تمہاری پاگل کر دیتی موجودگی کا۔ اور یہ جانا تھا کے ایک لڑکی کی محبت جسم سے نہیں آنکھوں میں چھائی رضا اور دل و دماغ کی ملکیت سے وابستہ ہوتی ہے، جسم تو ہم مرد گھسیٹ لاتے ہیں، خوشی کے لبادے میں طلب کو لپیٹ کر مانگ بیٹھتے ہیں عورت سے اسے پورے کا پورا، بے وقت۔ میں نے وہی رضا اور ملکیت تمہیں پوری شان سے بخش کر تم سے سات سال "تاوان بھی تو وصول کیا، میں اس گلٹ سے کیسے نکلوں گالیزے؟

لیزے کے سرسراتے ہاتھ تھمے، وہ سامنے ہوئی، دراب کی آنکھیں بنجر لگیں۔

"مجھے مت یاد دلائیں ابھی، ورنہ اماں بابا کی قبر پر نہیں جا پاوں گی"

منت کرا ٹھی تھی وہ، دراب نے فورا سر ہلائے اسکی تکلیف کا بوجھ ماتھا چومتے بانٹا۔

"اوکے نہیں یاد دلا رہا، لپ سٹک لگاوں۔۔آئی سوئیر رئیل والی لگاوں گا"

اسکے ہونٹوں پر نگاہ پڑتے ہی وہ فوری غمگیں سی فضا پرے جھٹکتے بولا، لیزے مسکرا دی اور اجازت دی جس پر کافی سوچ بچار کے بعد دراب نے اسکے پنک لپس سے کافی میچ شیڈ لیا اور آج لپسٹک برش سے لگائی جبکہ جس طرح وہ اپنے ہونٹوں کو مرج کر کے اسے اشارہ کر رہا تھا کیوٹ لگا۔

"اگر اللہ نے مجھے بیٹی دی اسکو فیشن آئی کن میں گھر بیٹھے ہی بنا دوں گا ان شاء اللہ"

لیزے کی مسکراہٹ لمحے میں غائب ہوئی، بلکہ وہ باقاعدہ خوف سے پیلی پڑی۔

"مجھے نہیں دینی بیٹی، خود پیدا کر لینا آپ، میرے سے نہیں ہو گا اب"

لیزے نے گھبرا کر حصار سے نکلتے کہا تو دراب ہنس کر اسے عقب سے دبوچے اپنے سینے لگاتا قید کر گیا۔

"بہت پین ہوا تھا کیا؟"

دراب کو اسکے ڈر پر بھی پیار آیا۔

"بہت زیادہ، پلیز حیدر۔ باران کافی ہے ناں۔ تب مجھے اللہ نے ایکسٹرا آئرن لیڈی بنا دیا تو میں سہہ گئی۔ سوچوں بھی تو جان نکلنے لگتی ہے۔ ہم باران کی شادی کریں گے تو اسکو اللہ بیٹی دے دے گا، آپ دادا بن کر ارمان پورے کر لینا پلیز"

لیزے کی پلاننگ سنے دراب نے اسکی گال آگے سرکتے چومی اور اپنے ہاتھوں میں اسکے کانپتے ہاتھ مضبوطی سے آگے باندھے جکڑے۔

"مجھے تو تم سے بیٹی چاہیے، میری بہن بھی نہیں ہے، تو کیا بیٹی بھی نہیں ہو گی۔ نو و پلیز۔ ایسا ظلم مت کرنا۔ اس بار میں ہوں گا تمہارے ساتھ، تم

اپنی آدھی تکلیف مجھے دے دینا لیکن اسے پیدا تم نے ہی کرنا ہے جان کیونکہ

"میرے پاس وہ فنکشن نہیں ہے

دراب بڑی چالاکی سے لیزے کو پٹا چکا تھا اور جب لیزے نے اپنے اور دراب

کے بیچ یہ سب ٹاپک اتنے فریلی ڈسکس ہوتے فیل کیا تو چہرہ سرخیاں چھوڑ

گیا۔

فوراً سے اسکے حصار سے نکلتی روبرو ہوئی اور خفگی سے گھورنے لگی۔

آپ کتنے چالاک ہیں، بیٹی تو تب ہو گی ناں جب ہمارے بیچ کوئی نزدیکی"

"آئے گی۔ایسا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے

لیزے دور بدکنے لگی جب دراب نے اسکی کلائی پکڑ کر جھٹکے سے واپس کھینچے

دبوچا۔

میری جان ایک مزید رات کی بات ہے، میرے ٹیلنٹ پر بھروسہ ہو جانا"

"چاہیے تمہیں

دراب کا حد سے زیادہ پھیلنا لیزے کی جان پر بنا، خود اس باولی کو سمجھ نہ آیا کیا کہے۔

"دراب۔۔۔ چینج داٹا پک پلیز"

وہ شرم سے ڈوبی آواز میں منمنائی۔

"چلو کل ڈسکس کریں گے"

دراب نے شرارت سے کہا اور جب لیزے گھوری تو ہنس پڑا۔

"میری جان تمہیں ستانے کا اپنا ہی مزہ ہے، کیونکہ ہماری لو وسٹوری ستانے سے ہی شروع ہوئی تھی۔اب چلیں یا یہیں اپنے جلووں سے مجھ عاشق

"ناتواں ترسے شوہر کو ڈھیڑ کرنے کا ارادہ ہے

شرارہ تو اس شخص کے لب و لہجے میں ہمیشہ جل اٹھتا جبکہ لیزے منہ چھپاتی اسے کندھے پر پنچ مارتی کمرے سے بھاگ گئی، اور دراب کے سر چڑھا خمار مزید شدید ہو گیا۔

اوہ یار مجھے تو چینج کرنا تھا، یہ لڑکی بھی ناں۔فارغ کر رہی ہے ہر معاملے"

"میں

موصوف پیچھے لپکتے کچھ یاد آنے پر الٹے پیروں کبرڈ کی طرف بڑھے تاکہ کچھ کلاسی سا سسرال پہن کر جائیں اور ٹور نکلے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"آپ تو ایسے گھبرا رہی ہیں جیسے میرے ساتھ نہیں، کسی گبر سنگ کے ساتھ ہوں۔آپ نے خود سے لپٹائے ڈراتار کر پھینکنے ہیں یا نہیں سلوی؟میرے سٹاف سے پر اعتمادی کے سنگ ملیے گا،انھیں پتا چلنا چاہیے کہ آپ مسیز یزدان فاروقی ہیں"

گاڑی پارک کیے یزدان نے جب قریب آکر سلوی کو جیولز آبشیشن کی بلڈنگ ڈر سے نہارتے دیکھا تو خفت زدہ سا سامنے آرکا، اب بچاری سلوی کیا کہتی کہ کیوں ڈرتی ہے، پھر یہاں آتے ٹکراتے سر کا پچھلا درد، سکھی کا جنونی روپ سب ہی یاد آگیا تو کچھ کچھ ہونے لگا، دل کسی احساس کی گہرائی میں ڈوبتا جارہا تھا۔

"سکھی مجھے آپکے آفس میں نہیں جانا"

ہچکچاتے ہوئے یزدان کے ارمان خاکستر کرتی بھی وہ انتہائی معصوم لگی کہ سکھی صاحب دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا گئے۔

"وجہ بتائیں گی؟"

دو قدم اٹھاتے سلوی سے نزدیکی اختیار کرتے اسکے اوسان خطاء کیے وہ رکا جو آس پاس نظریں گماتی اس سے زرا دور ہوئی کیونکہ وہ کسی کی بھی نظر میں آسکتے تھے۔

"آپ بے قابو ہو جائیں گے"

سلوی نے جاتی دھوپ کی کرنوں میں تمتاتے چہرے پر گھبراہٹ کے اضافی گلابی پھول سجائے آنکھیں پٹپٹاتے وجہ دی۔

تو آپ کس مرض کی دوا ہیں، یہ فریضہ نکاح ہوتے ہی آپ پر عائد "

ہے۔مجھے ہر طرح اپنے بس میں کیے قابو کرنا۔میں سکون آپ سے نہیں

"لوں گا تو کس سے لوں گا بولیں؟

ایسی کھلی ڈھلی سوالیہ خاموشی اور یزادن کا انتظار کرتے سنجیدہ ہونا کے وہ کیا جواب دے، سلوی کو سن وساکت کر گیا۔

"س۔۔ سکھی سمجھیں ناں"

روہانسی ہوتی وہ چڑ سی گئی، ایسی باتیں سننا بھی اسکے وجود پر بھاری پڑا۔

ہمم۔میں ہی سمجھوں سب، آپ یونہی فریز پوائنٹ تک گرتی رہیں۔امید "

بھی یہی ہے۔خیر آئیں تو سہی، اپنے لیے ائیر پیس تو پسند کریں پھر ڈراپ کرتا

"ہوں گھر

یزدان کا بس چلتا تو گھسیٹ کر لے جاتا پر وہ خود ہی شرافت سے اس پہاڑ کے ہمراہ دھیرے سے چلنے لگی، سٹاف سارا ہی دونوں کو دیکھ کر چہ مگیوں میں مصروف تھا کیونکہ یزدان اور سلوی کی جوڑی جیولز فیشن کی دنیا میں آگ لگاتی جا رہی تھی، ٹاپ ٹرینڈ بن رہا تھا جیولز آبشین اور اسکا سکھی۔

یزدان نے اپنی ہی فی میل سٹاف کی ذمہ داری لگائی کے وہ سلوی کو اسکی پسند کے ائیر پیس دیکھانے لگی، سلوی نے بہت ٹائم لگائے بہت چھوٹے سے ائیر سٹڈ چنے جن کے مڈ میں ان شیپڈ کرسٹل سٹون لگا تھا اور کافی چھوٹے اور کمفرٹیبل تھے۔

آپ بہت لکی ہیں سلوی میم، نہ صرف یزدان سر ملے آپکو بلکہ ان سے جڑی "مقبولیت بھی آپکا نصیب بن گئی۔امید ہے آپ دو اس سے بھی ہٹ جائیں" سٹاف کی لڑکی نے خوبصورت سے جیولری کیس میں وہ ائیر سٹڈر رکھ کر وہ سلوی کے حوالے کیا جو مقبولیت پر حیران سی اس سے پہلے اس لڑکی سے کچھ

پوچھتی،وہ سلوی کی نظروں میں آتا میگزین اٹھاتی فوراً کسی دوسرے سٹاف کی طرف لپکی جبکہ سلوی جس نے آفس نہ جانے کا تہیہ کیا تھا،اپنی الجھن مٹانے کو سیدھی سکھی کے آفس انٹر ہوئی،اس بار دروازہ احتیاط سے کھولا، سکھی کسی تھری پیس میں ملبوس درمیانی عمر کے آدمی سے کچھ ڈسکشن کر رہا تھا، سلوی کو دیکھتے ہی اس سے اپنی میٹنگ ختم کی اور وہ آدمی اجازت لیتا پلٹا اور اک گہری نظر سلوی پر ڈالتے آفس سے نکل گیا۔

"یہ مجھے اتنے غور سے کیوں دیکھ کر گئے؟"

سلوی نے یزدان کے پاس آنے پر پوچھا تو یزدان کے ماتھے پر بل پڑے۔

"کیونکہ موت آئی ہے اسکی،اسے چھوڑیں۔آپ نے ائیر پیس پسند کیے؟"

یزدان نے فوراً سے جبڑے بھینچتے بات بدلی۔

"جی"

سلوی نے فوراً مٹھی کھول کر وہ چھوٹی سی مخملی ڈبیہ سکھی کی طرف بڑھائی۔

یزدان نے اسکے ہاتھ سے لی اور وہ یونیک سی چوائز اپنی یونیک حسینہ کے کانوں میں سجادی۔

"یہ اتاریے گا مت، اچھے لگے ہیں"

سلوی اسے دیکھ کر سر ہلا گئی جبکہ یزدان نے اسکے بالوں میں ہنوز انگلیاں پھیرنا جاری رکھا اور اس لڑکی کے خوبصورت چہرے پر چھائے فکر کے جیسے بادل گہرے تھے ویسی خمار کی غالب آتی شدت تھی جو سکھی پر حاوی ہوئی، وہ اسکی گال پر جھکے ابھی آگے پیچھے سرکا ہی تھا کہ وہ ہڑبڑا کر دور ہوئی جیسے کرنٹ لگا ہو۔

"میں، وہ آپکی سٹاف گرل کہہ رہی تھی کہ آپکی مقبولیت مجھے مل گئی۔ سکھی، سمجھی نہیں۔ میں بھلا آپکی مقبولیت کیوں لینا چاہوں گی؟ وہ مزاق کر رہی تھیں کیا؟"

سکھی کو اس وقت غصہ سلوی کے سوا دنیا کی ہر چیز پر آیا، اسکے بالوں میں نرم سی پکڑ جماتے سلوی کا چہرہ واپس اپنے چہرے کے قریب کھینچا تو وہ درد پر نہیں، یزدان کے قریب کرنے کے وحشیانہ طریقے پر کراہ گئی۔

مزاق تو آپ میرے جذبات کا بنا رہی ہیں، کیوں قریب نہیں آنے دیتیں"

"مجھے۔ میں مر رہا ہوں آپکو محسوس کرنے کے لیے

یزدان کے لہجے سے بے کلی چھلکی اور اسکی آواز پر چڑ اور جھنجھلاہٹ سے بھاری ہوئی۔

"م۔۔ میرے سوال کا جواب دیں سکھی پلیز"

وہ اپنے ہاتھ کو اسکے ہاتھ پر لے جاتی آہستگی سے پکڑ کر بالوں کے شکنجے سے آزاد کر کے ہٹائے دلوں میں بھی دوری بنا گئی۔

"پھر کبھی دوں گا، چلیں آپکو گھر ڈراپ کروں"

یزدان نے اپنا فون اور گاڑی کی چابی لی اور آفس سے جانے لگا، سلوی کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"سکھی"

وہ عقب سے پکاری تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی رک گیا۔

لیکن نچلا ہونٹ دانتوں میں دباتے، مٹھی کسے، گہرا سانس کھینچ کر یزدان نے اپنے امڈتے عتاب کو سنبھالا اور نرم تاثرات چہرے پر سجائے پلٹا۔

وہ دوڑ کر آئی اور اسکے سینے سے لپٹ گئی، اس لڑکی کے سراپے سے اٹھتی مخمور خوشبو یزدان کو ایک لمحے میں مدہوش کر گئی کے اسکے بازو سلوی کے اطراف شدت سے کسنے لگے۔

"کچھ چھپا تو نہیں رہے ناں مجھ سے آپ؟"

سلوی نے یونہی دبی آواز میں پوچھا۔

جی، بہت کچھ۔ مثلاً آپ ایسے دوبارہ بنا بنائے گلے مت لگیے گا کچھ ہو جائے" گا مجھے۔ آپ بہت تڑپا رہی ہے خود کے لیے۔ آپ کو علم ہی نہیں آپ میری "کیسی محبت ہیں سلوی

یہ سب سنے سکون، قرار اور تسکین کے جذبات سلوی کی رگ وپے میں اترے اور یزدان کا گھبیر لہجہ اختتام تک اسکی سانسیں بھاری کر گیا۔

"ایسا نہیں، کچھ دوسرا تو نہیں چھپا رہے ناں"

وہ سمجھانے کی ناممکن کوشش کرتی دور ہونے لگی تو وہ بازو پھر سے اسکے مخملی وجود کے اطراف جکڑ گیا، سلوی کے ہونٹوں سے سسکتی سانس نکلی تھی جسکی حرارت یزدان کو اپنی شہ رگ تک محسوس ہوئی۔

کچھ بھی ہو جائے سلوی، اگر آپ نے اب مجھے چھوڑا میں کچھ کر بیٹھوں گا"

"خود کے ساتھ۔ یہی میرا سچ ہے، اور یہی راز ہے

وہ اب بھی سلوی کے مطابق جواب نہ دیتا اسے اپنے سینے میں دھڑکن سا بسانے پر تلا تھا اور سلوی سے برداشت کرنا مشکل ہوا۔

"س۔۔ سکھی سانس بند"

وہ پھڑ پھڑائی تو یزدان نے اسے آہستگی سے رہائی دی۔

"میرے پاس آپکی سانس دوبارہ بند نہیں ہونی چاہیے، سمجھ لیں اس بات کو"

سلوی کا چہرہ اک گلے لگنے پر ہی سرخ ہو گیا، گال دہک گئے، رنگ جلے، رونگٹے کھڑے تھے اس شخص کی شدت پر۔

آپکا یہ دل، جسم، یہ رنگ روپ اور یہ جوبن پر آیا ہوا شباب، سب میری" ستائشی نظروں اور بہکتی حرکتوں کا مستحق ہے میری جان۔ تو گھبرانا کم کریں، میرے ارمان آپکی اک پہل کے طلب گار ہیں۔ مجھے مجبور نہ کریں کے میں آپکو اپنے ساتھ کچھ گھنٹوں کے لیے کسی لاکر میں قید کروادوں اور آپکو سانس لینے تک کے لیے میرا محتاج ہونا پڑے"

سلوی کا دل پھڑ پھڑا گیا، ایسی بے باک گفتگو کے وہ کان کی لو تک سرخ ہوئی، شرم سے آنکھیں جھکیں اور میٹھی میٹھی چبھن جسم کے ہر اس خطے میں ہوئی جہاں سکھی کی بدمزاج و بے باک نظریں سرکتی گئیں۔

"آپ انتہائی منہ پھٹ ہیں"

سلوی نے جانے کو پر تولے الزام لگاڈالا، یزدان نے کلائی پکڑ کر مڑورتے سلوی کی کمر پر باندھتے اپنے ہونٹوں کو اسکے کال اور کان کے بیچ لگایا۔

ہوں اور چاہتا ہوں میرے معاملے میں آپ بھی ہو جائیں۔ وہ دن یقینا" میری زندگی کا سب سے سکھی دن ہو گا، میرے نام جیسا جب آپ نے میرا

"منہ میرے پسندیدہ طریقے سے بند کیا

یزدان کی حد سے بڑھی گرفت اور معنی خیز سرگوشیوں پر وہ کھڑے کھڑے گر پڑتی اگر یزادن نے تھام نہ رکھا ہوتا۔

خدا کے لیے سکھی، آپ مجھے مارنے لائے ہیں کیا۔۔۔ک۔۔کیوں کر" رہے یہ باتیں۔ مجھے چھوڑ کر آئیں۔۔آہہ چھوڑیں میری بازو درد کر رہی ہے"

سلوی کے منمنانے پر وہ اسے آزاد کرتا دور ہٹا، شاید اسے بھی علم نہ تھا وہ کیا کیا کر بیٹھتا ہے۔

آپ مجھے خود وحشی سا بنا رہی ہیں، باز آنے کی ضرورت آپکو ہے سمجھ"

"لیں۔ چلیں

یزدان نے جھاڑ ڈالتے قدم باہر بڑھائے تو سلوی نے سکھ کا سانس لیے اپنے گالوں پر ہتھیلوں کو لگاتے خود کو ہوش سی دلائی اور جلدی سے اس جن کے پیچھے ہی لپک گئی۔

اور سارا راستہ وہ نروٹھے پن سے اجنبیت عیاں کرتا صرف ڈائیونگ کرتا رہا، یوں جیسے ساتھ بیٹھی ہستی سے کوئی ناطہ ہی نہیں۔

اگر میں آپکو اپنے قریب نہ آنے دوں آگے بھی تو مجھے غصے میں یونہی ہرٹ" کریں گے، میری بازو مڑوریں گے؟ بال کھینچیں گے؟ شاید تھپڑ بھی مار "دیں۔ مجھے برے لگنے لگیں گے پھر آپ، ہگ بھی نہیں کیا کروں گی

گھر قریب آیا تو سلوی کو بھی زبان لگی، اسکی یہ دبی دبی لاڈ وادا سی سے لبریز سرگوشیاں سنے یزدان نے اک گرم دھواں چھوڑتی نظر سلوی پر ڈالی۔

نہ تو بازو مڑوری ہے نہ بال کھینچے ہیں، مرنے کے بعد اللہ کو منہ بھی دیکھانا" ہے آپ نے۔ کیسے بہتان لگا رہی ہیں مجھ پر؟ اور یہ قریب نہ آنے دینے کی دھمکیاں اپنے پاس رکھیں، میری شرافت کو میری کمزوری مت سمجھیے

"گا۔ ایسا نہ ہو بیٹھے بیٹھے آپکی بتی گل کر دوں

وہ سمجھ رہی تھی بس گھورے گا پر اس آگ نے شعلوں جیسے جملے اگل کر سلوی کو تھرا کر رکھ دیا۔

"دھمکیوں سے ن۔۔ نہیں ڈرتی"

سلوی نے خود کو پر اعتماد بنانے کی کوشش کرتے مقابل کو زچ کیا اور وہ بھی تو تپا تھا، ایک ہی جھٹکے سے سلوی کو بازو میں دبوچتے قابو کیا جو باقاعدہ دہاسا چیختی اپنی گردن کو اسکی بازو کے شکنجے سے چھڑوانے کو مچلنے لگی، یہ الگ بات تھی کہ سکھی نے بلکل زور نہیں لگا رکھا تھا پر اس نوٹنکی کے کراہنے پر مزید غصہ قائم نہ رکھ سکا اور فوری آزاد کیا۔

"م۔۔ مارنا چاہتے ہیں مجھے؟"

سلوی نے گردن پر ہاتھ سہلاتے آنکھیں نکالتے ڈانٹا۔

"جی لیکن اپنے پیار سے، میرے ہاتھوں مرنے سے احتیاط کریں سمجیں"

یزدان نے گولی دے دی تھی اب سلوی کے باپ دادا کی توبہ کے وہ اک لفظ بولتی، اسے گھر ڈراپ کیے وہ کچھ دیر چائے کے لیے رکا کیونکہ رضوان صاحب نے روک لیا اور یزدان کو بھی اس آدمی کو پرکھنے کا موقع چاہیے تھا تو رک گیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"میرا بچو نگڑا، نانو نے اپنے کلیجے کے ٹکرے کو بڑا یاد کیا"

آخر کار حلیمہ اماں کی منتظر آنکھیں ان تین جگر گوشوں کو دیکھے ٹھنڈی ہوئیں، لگ بھگ پانچ بج گئے تھے جب وہ لوگ حلیمہ صاحبہ کے پاس پہنچے، باران کو ان کے پاس چھوڑ کو دراب نے لیزے کے ہمراہ اسکے گاوں

نکلنا تھا،ان سات سالوں میں لیزے بس سات آٹھ بار ہی انکی قبروں پر گئی وہ بھی آدھی رات تاکہ کسی کو خبر نہ ہوتی۔

باران تو بہت خوش تھا،اس گھر سے اس بچے کو بھی انسیت تھی جو اسکی ماں کی امان گاہ بنی تھی۔

"میں نے بھی کیا، میں تو صبح سے تیار تھا نانو۔بس مموبابا نے لیٹ کروادیا" حلمیہ صاحبہ کی گود میں چڑھ کر بیٹھا باران، بڑے دھڑلے سے شکائیت لگا گیا، جس پر سب کے ہونٹوں کو مسکراہٹ چھو گئی۔

تمہارے مموبابا کو پھینٹی لگنی چاہیے ناں ہم نانی نوا سے کو دیر سے ملانے" "پر؟

حلیمہ بھی موصوف کے ساتھ بچی بنیں پر وہ فوری نفی کرتا نانو سے لپٹا۔

"نہیں نانو آج معاف کردیں"

کب برداشت تھا اس سے کہ اب اسکی مموبابا کو گرم ہوا بھی چھوتی۔

"اوہ میرے کلیجے کا ٹکڑا، معاف کیا۔کیا یاد کریں گے تیرے یہ سگے"

نانی تو صدقے واری گئی البتہ لیزے کا اترا ہوا چہرہ حلیمہ نے بھانپا تبھی اشارے سے دراب کو دیکھنے لگیں جیسے پوچھ رہی ہوں اسے کیا ہوا۔

"لیزے اماں بابا سے ملنا چاہتی ہے، ہم ہو کر آ جائیں؟"

دراب نے ہی خاموشی توڑی پر ابھی تو شام تھی تبھی حلیمہ پریشان ہوئیں، اور لیزے کا تو دل بیٹھا جا رہا تھا۔

"ہاں پر اندھیرے میں جانا، اس وقت ٹھیک نہیں ہو گا"

وہ اپنا خدشہ بنا تکلف کہہ گئیں۔

اندھیروں کے کام اب ختم حلیمہ امی، اب جو ہو گا سویرے اور روشنی سے"

"مشروط ہو گا۔ باران، نانو کو تنگ مت کرنا ہم جلدی آ جائیں گے

دراب کے فیصلے پر لیزے خوفزدہ ہوتی اسے دیکھنے لگی پر وہ اسکی سننے کے موڈ میں نہ تھا، باران نے پراامسس کیا اور یوں دراب اور لیزے واپس باہر گاڑی تک پہنچے۔

ک۔۔کسی نے مجھے پہچان لیا تو، میری اماں بابا کی قبر روندی نہ جائے اس"
سبب آج تک ان قبروں پر تختی نہیں لگائی گئی حیدر۔ ہمارا یوں شام میں جانا
"دبی چنگاری کرید نے جیسا ہو گا۔و۔۔وہ لوگ مجھے زندہ دیکھ کر پھر پتھر۔۔
وہ باہر آتے ہی کانپتی آواز میں بولی پر دراب نے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے
اناب شناب بولنے سے اپنے انداز میں روکا، لیزے کی آنکھوں میں شکوہ
عودا۔
اب کسی نے پتھر برسائے تو اسکا درد سہنے والا دراب حیدر کا سینہ ہو گا میری"
جان تمہارا یہ کومل وجود نہیں، میں تمہارے اماں بابا تو نہیں لوٹا سکتا، میں
تمہاری آبرو ضرور لوٹا سکتا ہوں۔ جن لوگوں نے تم پر اور تمہارے خاندان
پر میرے بچے کے سبب قہر توڑا تھا وہ خود برباد ہو چکے ہیں۔ تم سے وہ شخص
"معافی مانگنے کو تڑپ رہا ہے جس نے اذیت دی، تکلیف دی
لیزے کے کانپتے ہاتھ جذب سے چومے وہ خود تکلیف میں تھا، لیزے اچانک
ہی رو پڑی، یہ سب سننا برداشت نہ ہوا۔

مجھے نہیں چاہیے کسی کا معافی مانگنا۔میں اس شخص کو دیکھنا بھی نہیں"
چاہتی۔میرے اللہ نے مجھے اور میرے بے بی کو سات پردوں کی خفاظت
دی، میں اس اللہ کی شکر گزار ہوں۔مجھے اس گاوں سے اگر کچھ چاہیے تو بس
اماں بابا کی قبر پر جانے کی اجازت۔اور کچھ نہیں، میری ہر تکلیف ہری ہو
"جائے گی حیدر جو آگ وقت کی گرد تلے دب گئے اسے دبی رہنے دیں
وہ منت کرتی پرانی رسوائی کے عفریت سے ڈرتی اسکے سینے کے پاس سرکتی
سسک اٹھی، دراب نے اسے پکڑ کر اپنے سینے لگایا اور گہری سانس خارج کی۔
تم سے زیادتی کرنے والا ہر فرد سزا بھگتے گا، میں نے بھی تو پوری بھگتی۔رو"
مت، تم کمزور لیزے نہیں ہو۔تمہارے گاوں کی فضائیں بھی سوگ میں
ہیں، تمہارے سوگ میں۔لوگ تب ڈرے ہوئے تھے پر شمشر چوہدری کی
عبرت نے اب گاوں والوں کی بھی آنکھیں کھول دی ہیں۔میں کیسے
برداشت کروں کے کسی بھی دل میں میری لیزے کے لیے بد کردار، زانیہ

اور منحوس جیسا خیال بھی آئے۔۔۔۔میری لیزے تو بہت پیاری

"ہے، باکردار ہے، نیک ہے، خوش قسمت ہے، فرمابردار ہے

وہ رونا نہیں روک پائی، پھوٹ پھوٹ کر رو دی، کسی نے سات سال بعد اماں بابا کے بعد اتنے پیار سے یقین دلایا تھا کے وہ بری نہیں ہے۔

"اور اپنے اماں بابا کی قاتل بھی، ان ہستیوں کی موت کا سبب جن کی وجہ سے آپ مجھے ملے۔ حیدر! اگر میرا بس چلے میں اپنی زندگی کے بدلے اللہ سے ان دو کا کچھ پل کا ساتھ مانگوں۔ میں اتنی بد قسمت ہوں کے جب وہ موت کی دہلیز پر تھے تب میں حواسوں میں ہی نہیں تھی، انکی موت کی ایک کے بعد

"دوسری خبر میرے پہلے سے سن دماغ پر بس اک برقی جھٹکے سی تھی

یہ ایسا گلٹ تھا جس سے لیزے مر کر بھی نہ نکلتی اور دراب جانتا تھا کچھ پچھتاوے ہماری موت تک ہمارا ساتھ نبھاتے ہیں۔

اگر تم حواسوں میں ہوتی تو زندہ تھوڑی رہتی، باران کو جنم دینا تھا بس یہ" سب تبھی ہوا۔ تم قاتل نہیں ہو لیزے، یہی مقدر تھا عشقم۔ تم سروائیور ہو، تم ایک بہادر لڑکی ہو۔ تمہارے اماں بابا بھی خوبصورت روحیں تھیں اور اچھے لوگوں کی اس دوسرے جہاں بہت ضرورت ہوتی ہے، بہت اچھے تھے وہ، مجھے لیزے دی۔ ہم ہمیشہ انکے سکون کی دعائیں کریں گے مل کر، تم رونا "مت۔۔۔جب دل چاہا بتانا ہم ملنے جایا کریں گے

لیزے کی تکلیف برداشت کرنا محال تھی اس کے لیے، وہ بھی خود کے لیے پریشان، جان ہارتے دراب کو دیکھ کر کہنے کی حد تک کچھ سنبھل گئی۔

"ایک بات پوچھوں؟"

وہ آنسو پونچھتے بولی۔

"سوپوچھو"

قربان ہوتا لہجہ۔

"کوئی اور لڑکی واقعی آپکی زندگی میں نہیں آئی؟"

اس وقت لیزے کا یہ سوال دراب کی اذیت کم کر گیا، وہ جیلس کوئین بنی ہمیشہ حسین لگتی تھی۔

"تم نے اپنے سوا مجھے کسی لائق چھوڑا تھا؟"

سوال کے بدلے سوال کیے وہ لیزے کو وقتی طور پر رنجیدہ کر گیا۔

پھر بھی یہ بہت طویل وقت تھا حیدر، کھلی چھوٹ تھی بہکنے اور آگے بڑھنے"
"کی

وہ شاید دراب کے دل کی انسیت سے ابھی بھی ناواقف تھی۔

کھلے دروازے کے باوجود تمہارا قیدی فرار نہیں ہوا، یہی میری تم سے بے"
انت محنت کا ثبوت ہے عشقم، میرا بہکنا، آگے بڑھنا صرف تمہارے لیے
"وقف ہے

اسکی جبین چومتے یہ مان بخش کر وہ لیزے میں بہت سی ہمت بھر گیا۔

"اگر بڑھ جاتے تو میں باران کو آپکے حوالے کر کے چپ چاپ پھر کھو جاتی"

وہ پیچھے ہوتے دراب کو پر نم سوز زدہ نظروں سے دیکھتے بولی تو آواز رند گئ۔

اور میں بے مول ہو کر فنا ہو جاتا، اولاد کا سکھ پانے کے باوجود۔ میرے لیے "
پہلے اہم تم ہو، پھر تم سے جڑی خوشیاں اور سکون۔ اب تم سٹرونگ رہو
گی، ہم سینہ تان کر جائیں گے تمہارے گاوں، اور جب وہاں سے واپس آئیں
"گے تو لیزے نور کا دل پنکھ جیسا ہو چکا ہو گا

وہ اسکی گال چھوتے یقین دلا کر شادی مرگ سی کیفیت میں مبتلا کر گیا۔

"س۔۔ سچی؟"

وہ ہکلا گئ۔

"مچئ۔۔۔ چلیں"

وہ اپنا ہاتھ پھیلا گیا اور لیزے نے نم آنکھوں سے مسکراتے اس دنیا جہاں کے
خوبصورت اور مضبوط ہاتھ کو آگے بڑھ کر تھام لیا۔

سارا راستہ لیزے کسی گھلتی ہوئی فکر و پریشانی میں رہی حالانکہ دراب نے اسکا
ہاتھ اک لمحے کو آزاد نہ کیا، ایک گھنٹے کی لانگ ڈرائیو کے بعد آخر کار وہ لوگ

چھ بجے تک گاوں پہنچے،ابتدائی خطے میں ہی کوٹ چرلا کا آبائی قبرستان تھااور یہیں کنیز اور شبیر ابراہیم مغل مدفون تھے اور تب کے حالات کے پیش نظر شبیر کے اسی ڈرائیور دوست نے ہی ان دو کی قبروں پر تختی کے بجائے بس نشانی لگادی اور ایک پتھر گاڑ دیا جس پر 'لیزے نور کی دنیا' لکھوا دیا تا کہ وہ کبھی لوٹے تو اپنے ماں باپ کو ڈھونڈ پائے کیونکہ لیزے پر ٹوٹتے ظلم کے بعد اسکے رات ورات غائب ہونے پر کئی لوگ گاوں چھوڑ گئے، گاڑی رک گئی تو لیزے کی آنکھیں قبرستان کی حدود دیکھتے ہی بھیگ گئیں۔

رونا نہیں ہے لیزے،انکو تکلیف ہو گی۔مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر وہ" برہم ہوں گے یا پر سکون نہیں جانتا پر اتنا ضرور مانیں گے کہ انکی لیزے کے حق میں اب دراب حیدر برا نہیں رہا کیونکہ کہتے ہیں روحیں ہماری سچائی جانتی ہیں کیونکہ وہ اللہ کے پاس چلی جاتی ہیں، پیور ہو جاتی ہیں۔ایسے رو گی "ناں تو تم سے زیادہ کمزور میں پڑ جاوں گا

اسکے آنسو پونچھتے وہ اسے لاکھ سمجھالیتا،اپنے ساتھ کا یقین دلالیتا وہ یونہی روتی رہتی۔

آپکی اور۔۔آ۔۔آپکے دل کی سچائی میں بھی جانتی ہوں، لیکن میں جب"
جب یہاں آئی مجھ سے خود کو سنبھالا نہیں گیا۔رات کی تاریکی ہر بار اماں بابا کے بازو بن کر مجھے تھام گئی۔کچھ کمیاں ہماری سانس کے تسلسل کی طرح موت تک ہمارے دامن کا حصہ رہتی ہیں حیدر،وہ دونوں بھی میری ایسی ہی کمی ہیں"

وہ اب مضبوط تھی پر اسکا بھیگا لہجہ جگر کاٹ رہا تھا۔

"آئی نو ولیزے،میں تمہارے اس درد میں تمہارے ساتھ رہوں گا ہمیشہ"

وہ اسکے جذباتیت بھرے جواب پر مسکرائی۔

"بور تو نہیں ہوں گے کہ یہ کیا ہر وقت اداس رہتی ہے"

وہ اداسی جھٹکنے کی کوشش میں تھی،ناکام ہو گئی۔

"میں تمہیں اداس رہنے دوں گا کیا؟"

اسکی ٹھوڑی پکڑ کر اوپر کیے ان بھیگے چشمان میں جھانک کر مان بھرا سوال کیا، وہ میچنگ شرٹ کے ہمراہ بلیک جینز پہنے جیکٹ چڑھائے لیزے کے ساتھ بہت سج رہا تھا، پرنسیز کا پرنس تھا وہ۔

"ن۔۔ نہیں"

وہ دل سے بولی، پورے وثوق سے۔

تو پھر آپن بور کیوں ہو گا۔۔۔۔ تم ہر پچھتاوے اور گلٹ سے آزاد ہو جاو"

لیزے اب میری اس بیکار زندگی کا صرف یہی مقصد ہے۔اور ہماری خوشی کو برباد کرنے والا ہر فرد جہنم میں جلے گا، تم دیکھنا میں ہمارے مجرم کو موت نہ "سہی پر موت سے کم سزا پر نہیں بخشوں گا

لیزے کو وہ بہت ڈرا گیا، ڈورا وپن کیے نکلا اور دوسری طرف سے آکر اسے بھی باہر لایا، وہ لوگ آس پاس کے لوگوں سے بے نیاز سیدھے قبرستان

داخل ہوئے، چوہدری کا ہی چیلا وہاں سے تیزی کے سنگ بڑی حویلی کی طرف دوڑا تھا۔

لیزے اور دراب ان قبروں پر پہنچے تو لیزے نے سر پر اسکارف اچھے سے لپیٹا، دراب بھی آگے بڑھا، اسے لیزے کی فکر تھی۔

لیزے نے ان قبروں کے سرہانے جا کر دونوں قبروں کے بیچ نسب اس پتھر پر جب "لیزے نور کی دنیا" دیکھا تو ضبط کھو بیٹھی، وہ واقعی ہی تو لیزے نور کی دنیا تھے۔

دراب وہیں رکا کیونکہ چاہتا تھا لیزے کے دل کا غبار نکل جائے۔

وہ نا جانے کتنی دیر ان دو قبروں کی مٹی میں اپنے آنسو جذب کرتی رہی یہاں تک کہ اسکی آنکھوں کو سکون ملنے لگا، جیسے ماں باپ کی قبر کی مٹی آنکھوں کے درد کا علاج بن گئی ہو۔

لیزے کے پاس لفظ نہیں تھے،اسکے دامن میں بس آنسو تھے یا نم سی آنکھیں جنھیں وہ شفاف آسمان کی جانب اٹھا کر اس اللہ کی رضا میں راضی ہو گئی۔

دراب بھی غم زدہ تھا،پر جب لیزے اسے ٹھیک نہ لگی تو آگے بڑھ کر اسے پکڑ کر کھڑا کروائے اپنے سینے میں سمیٹ گیا۔

"بس،اگر مزید روئی تو اماں بابا غائبانہ تھپڑ دے ماریں گے کہ کتنا روتی ہو تم چڑیل۔۔۔۔لک ایٹ یور آئیز لیزے،میرا جگر کاٹ ڈالیں گیں۔رحم کھاو خود پر"

وہ اسکے پیار سے قائل کرے اب یہاں سے لے جانا چاہتا تھا پر لیزے کو اس جگہ بہت سکون مل رہا تھا،جانے پر آمادہ نہیں تھی۔

"کاش تھپڑ ہی مار لیں پر آجائیں کہیں سے،یہ دنیا سے چلے جانے والے کتنا تڑپاتے ہیں ناں حیدر"

وہ رو رو کر نڈھال تھی، اپنے وزن کو بھی دراب پر چھوڑا کیونکہ اسکی تو جان آدھی ہو گئی تھی۔

ہمم۔۔۔میری ممی کے پیرنٹس کی بھی اکھٹے ڈیتھ ہو گئی تھی، اوپر سے وہ" لوگ ممی کو جس بے وفا کے پلے باندھ گئے وہ دگنا دکھ، دد ھو بتاتے ہیں ممی ان دو کی ڈیتھ پر بہت برا روئی تھیں، میں تب انکی ٹمی میں تھا، بابا بے وفائی کیے، ممی کو یوز اور زلیل کر کے دھتکار چکے تھے۔

دد ھو کہتے ہیں ایسا لگتا تھا یہ دوبارہ نہیں رو سکے گی۔ پھر دد ھو نے میری ممی کو اپنی بیٹی بنالیا، ورنہ جس تکلیف میں وہ رہیں مجھے بھی جنم نہ دے پاتیں اور مر جاتیں۔ مجھے میرے دد ھو سے پیار ہی تبھی ہے کیونکہ وہ میری اور ممی کی بھی ماں بنے۔ اپنے اکلوتے بیٹے سے ہمارے لیے دستبردار ہو گئے۔ انکو بھی قبرستان لے کر جاوں تو ایسے ہی جان کو آتی ہیں۔ تم ساس بہو ایک جیسی ایموشنل کوئنز ہو"

دراب اسے باتوں میں لگائے قبرستان کی حدود سے نکال لایا پر اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی، اس کچی روڈ پر اک بڑی گاڑی رکی اور پھر اس کا ڈور کھلنے پر بیسا کھیوں کی مدد اور دو گارڈز کا سہارا لے کر نکلتا شمشیر چوہدری ان دونوں کو دیکھتے غم سے چور ہوا، خود لیزے اور دراب کے چہرے کی رنگت میں اذیت گھل آئی۔

SMERWA MIRZA NOVELS

رات ہو چکی تھی مگر نیند تو شنائیل کی آنکھوں سے روٹھ گئی تھی، اٹھ کر مصروف سے شہر کی اول پہر میں بے حد جاگتی روڈ دیکھے کچھ دل بہلایا پھر پردہ گلاس ونڈو پر ڈالے واپس پلٹی اور خود کو بہت روکنے کے باوجود ہاتھ فون کی جانب جا سرکا۔

جمشید اس وقت گرمیل کے ساتھ ڈنر کر رہا تھا، وہ لوگ بار ریسٹورنٹ آئے تھے، کسی لڑکی کے پیچھے جو دبئی کی نیو ہٹ ماڈل تھی۔

اسی کو اٹھوانا تھا۔

جمشید نے اپنے فون پر کھوپڑی کے سائن والے شنائیل کے نمبر کو دیکھتے نیپکن سے اپنے ہونٹ صاف کیے اور اپنے باس کو آنے کا اشارہ کرتا میز کرسی کے بیچ سے اٹھ کر نکلتا شور شرابے سے نکل کر بار کے اک طرف آیا۔

"میں نے یہ بتانے کے لیے کال کی تھی کہ میں ناراض ہوں"

شنائیل نے جلدی سے اپنی آواز میں روٹھے ہوئے رنگ سجائے۔

"مجھے آل ریڈی بتا چکی ہو، ٹھکانہیں ہوں کہیں کہ یاداشت چلی جاتی"

وہ اب بھی بے رحم بنا بولا، یہ جانتے ہوئے کہ وہ کل چلی جائے گی، پھر ناجانے دونوں کب ملیں۔

"میں نے یہ بھی بتانا تھا کے میں تمہیں بلکل مس نہیں کر رہی"

میٹرس پر ٹانگ بینڈ کر کے بیٹھے شنائیل نے دکھی آواز میں سرگوشی کی۔

آہاں، یہی تو میں چاہتا ہوں۔ تو پھر مسئلہ کیا ہے، کام کر رہا ہوں۔ نئ شکار "

"دبوچنی ہے ہمیں۔ تنگ نہیں کرو

شنائیل کا دل مزید بے تاب کرے وہ محظوظ ہوا۔

"تم اس لڑکی کو ٹچ بھی مت کرنا"

شنائیل کا لہجہ بکھرا۔

"تمہیں کیا تھا کیا؟"

جمشید کے سوال میں طوفانی سناٹا تھا۔

"انسکیور ہو رہی ہوں، پتا نہیں کیوں۔ دیکھنا بھی مت اسے "

شنائیل نے میٹرس کی شیٹ نیل سے کھرچتے آہستہ سی آواز میں رندا حکم دیا۔

"تمہیں اب تک نہیں دیکھا غور سے حالانکہ بیوی بن چکی ہو"

وہ جان لینے کے سارے ہنر جانتا تھا، تبھی تو لمحہ بہ لمحہ شنائیل مر رہی تھی اس

پر۔

آئی مس یوسوچ، تمہارا گفٹ دیکھتے ہی ایمو شنل ہو رہی ہوں تب سے اب "
"تک جب سے گئے ہو

وہ پھر سے اپنی کلائی دیکھنے لگی، وہ سچ میں بہت خوبصورت جیولری پیس تھا، شنائیل کا دل اسکا ہو کر بھی اس سے محروم ہونے پر جل بجھ رہا تھا، وہ ڈر رہی تھی کہیں راکھ نہ بن جائے۔

"اتار کے رکھ دو کہیں جہاں نظر نہ پڑے تمہاری"

وہ مشورہ تھما کر بری الذمہ ہوا، حالانکہ دل اس شخص کا بھی شنائیل کی بے ترتیب سانسوں اور بے کل دھڑکنوں سے الجھا تھا۔

"نہیں اتار سکتی، اب وہ لوگ ہی اتاریں گے جو کفن پہنائیں گے "

شنائیل نے کال کاٹنی چاہی پر پھر دل چاہا اس کا اک اور انوکھا جواب سن لے۔

تو مجھے کیوں گھسیٹا ہے پھر اپنی اس ماتم خانے جیسی زندگی میں شنائیل ؟تاکہ "
تمہارے بعد تمہاری برسیاں منانے کو کوئی پیچھے ہو؟ تو سنو لڑکی مجھ سے فاتحہ
"تک کی توقع مت رکھنا

وہ ہرٹ ہوا تھا اور یہ جان کر نجانے کیوں شنائیل کی ساری بے چینی اپنی موت مر گئی۔

"یاد بھی نہیں کرو گے؟"

بہت آس تھی اسکے سوال میں۔

جمشید نے پاس سے گزرتے ویٹر سے ڈرنک لیتے ایک ہی سیپ میں حلق کے پار وہ زہریلی محلول شے نگلی اور گلاس واپس اسکی ٹرے میں رکھتا اسے وہاں سے غصے سے پھٹنے کا اشارہ کیے شنائیل شمدی کی دم سادھی کیفیت کی طرف متوجہ ہوا۔

"کروں گا"

وعدہ کیا تھا جھوٹ نہیں بولے گا، بولا نہ گیا۔

"مجھے اچھی نیند آئے گی، تم مجھے میرے بعد یاد کرو گے اس کے لیے میں مر سکتی ہوں لیکن تمہارا میری زندگی میں ہونا زیادہ خوبصورت ہے اور اسے میں

جی کر ہی انجوائے کر سکتی ہوں۔ سو کبھی مرتے مرتے تمہیں پکاری تو آ جانا مجھے بچانے کیونکہ مرنا نہیں چاہتی۔ میں پہلی بار اپنے ہی دوستوں سے ڈر رہی ہو، شاید بہت برا ہو گا میرا انجام۔۔۔۔۔ سوچا تمہیں بتا دو میری امید ہو

"تم جمشید احمد۔ گڈ نائیٹ

ٹوٹی جڑتی آواز میں سرگوشیاں سمیٹے وہ بات ختم کر چکی تھی اور رابطہ بھی توڑ دیا پر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑے جمشید کو لگا بات تو بڑھ گئی ہے، ایک لمحے میں۔

محبت ایسی امر بیل تھی جس نے اسکے وجود کو جکڑنا شروع کر دیا، اسکا خون چوس کر وہ محبت دن بدن نشوونما پا رہی تھی خدا خیر کرے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

ماضی کے دردناک پہر کا آغاز تھا وہ دن، لیزے اس روز کالج آئی، حسب توقع گیڈ پر منتظر دراب نے اسکی مرجھائی شکل پر بہار سجائی، وہ سٹوڈنٹس کی نظروں سے بچ بچاتی چادر اتار کر تہہ کیے دراب کے قریب رکی جسکے ہاتھ میں چند گلاب کے پھولوں کی لمبی ٹہنیاں تھیں۔

"اتر گئی تھکن کلر کوئین کی؟"

دراب نے پھول لیزے کی طرف بڑھائے جس نے تھوڑی ہچکچاہٹ کے بعد ارد گرد محتاط ہو کر دیکھتے تھام لیے۔

"جی، مارنے میں کسر نہیں چھوڑی۔ اماں سے نہیں چھپا سکی حیدر۔ ہم نے غلط کر دیا، آپ بس جلدی سے مجھے لے جائیں اپنے پاس۔ تاکہ میری بھی فکر دور ہو"

لیزے نے پھولوں کی خوشبو ان ہیل کی اور اسکے ہمراہ ہی اندر لپکی جو اسے اداس دیکھ کر پھر رکا اور پلٹا۔

"پہلی بار دیکھا ہے پھول کو پھول اٹھاتے ہوئے"

دراب کے شرارتی جملے پر وہ ہر فکر بھولے ہنسی۔

"میں بھی کہوں کانٹوں کی کمی کیوں ہے، آپ نے پوری کر دی"

وہ بھلے چہکی تھی پر اسکی آنکھیں دراب کو بتا چکی تھیں وہ بہت پریشان ہے۔

ان دو پر مکر و اور نفرت سے بھری چار آنکھیں مرکوز تھیں، شنائیل اور برہان جدون کی۔

"میں کانٹا تو نہیں ہوں، چبھا ہوں کیا؟"

وہ فلرٹ کرنے سے باز نہ آیا تو لیزے نے بھاگنے پر پر تولے پر وہ راہ میں آن رکا۔

"اگر مجھے اور آپکو ساتھ آپکے بابا نے دیکھ لیا تو بہت کچھ چبھے گا حیدر، اماں نے سختی سے منع کیا ہے کہ اب دوبارہ ہم قریب نہ آئیں۔ تو پلیز حیدر مجھے دوبارہ

"مت بہکایئے گا اور کالج میں بھی خدارا دور دور رہیے گا

دراب اسکے معصومانہ شکوے پر کھل کر ہنسا۔

سارا ملبہ مجھ پر ڈال کر اچھا نہیں کر رہی عشقم، بہکایا تو تم نے تھا مجھے۔ یور مام" ازرائیٹ، پرسوں جو کچھ ہوا، وہ واقعی بہت اچانک ہوا۔ میں نے ایک بار بھی اسکے تنائج کا نہیں سوچا، آئی ایم سوری۔ میں جلد ممی اور ددھو سے بات کروں "گا اور تمہیں اپنے پاس لے آوں گا۔ گھبرانا مت، اب تم صرف میری ہو

دراب کے لفظوں نے اسے بہت ڈھارس دی اور وہ مسکرا کر پھول چپکے سے بیگ میں چھپاتی اپنی کلاس روم کی طرف لپکی اور تبھی پیون نے آکر دراب کو متوجہ کیا، سکھی ابھی تک نہیں آیا تھا جسکی اسے فکر تھی۔

دراب پلٹا تو وائس پرنسپل کا آفس میں بلاوا تھا، دل تو دراب کا ہر گز نہ تھا پر وہ چلا آیا۔

آفس میں انٹر ہوا تو برہان جدون نے پیون کو اشارے سے جانے کا کہا اور خود اکڑ کر قریب آرکتے دراب کو دیکھنے لگے۔

تمہاری ماں مجھ سے ڈائورس چاہتی ہے لیکن نہ تو میرا دینے کا ارادہ ہے نہ وہ" "جیتے جی میری زوجیت سے نکل سکتی ہے۔ تمہاری رائے جاننا چاہوں گا

دراب کے ماتھے پر بل پڑے، لپک کر قریب آئے دونوں بازو میز پر ہاتھوں کو ٹیک کر اپنے باپ کو بے خوفی اور نفرت سے دیکھ رہا تھا یہ برہان جدون کو ڈرانے کے لیے کافی تھا۔

"آپکی اپنی فیملی سے طلاق تو تبھی ہو گئی تھی جب آپ نے ممی کے سینے پر بے وفائی کا تیر گاڑا اور دودھو کی تربیت پر خاک ڈالے مذہب سے خارج ہوئے۔ کاغذی طور پر آپکا ہم سے رشتہ کسی اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ میں ہوں ممی کے ساتھ، خلع لیں گی وہ آپ سے جلد"

دراب کی تمام بات سنے برہان کھل کر ہنسا اور کرسی سے ٹیک لگائی۔

"میری جان! میں نے نکاح نامے پر یہ صاف صاف درج کروا رکھا ہے کہ وہ کبھی خلع کا دعوی نہیں کر سکتی، یہ مرد کی انا پر وار جیسا ہوتا ہے، اگر میں چاہوں تو تمہاری نرمین کو پھر سے یوز کیے تمہیں بہن بھائی بھی دے سکتا ہوں"

دراب کے چہرے پر کرب چھلکا وہ اٹھ کر وحشی کی مانند برہان جدون کی طرف بڑھا۔

"اپنی اس زبان سے میری ممی کا نام مت لیجئے گا، آپ تو برہان نام کے بھی لائق نہیں۔ شیطان ہونا چاہیے تھا۔ میرا بس چلے تو اپنی رگوں سے آپکا خون نوچ لوں، پھر کیسے کوئی اپنے جیسا دوسرا چاہوں گا۔ ممی کو ڈائیورس دینی پڑے گی آپکو سمجھے"

وہ اس سے پہلے برہان کا گریبان پکڑتا، وہ اپنے جوشیلے جوان کو سہولت سے قابو کر گئے اور اسکی دھمکی پر محظوظ مسکرائے۔

"وہ تو نہیں دوں گا، میں تمہاری ماں سے رشتہ بناوں گا، بھلے وہ اس اذیت پر مر جائے"

دراب کی آنکھوں میں خون اترا۔

"کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے؟"

دراب کو لگا جیسے وہ باپ نہیں اچھوت ہو تبھی خود ہی اپنے بازو چھڑواتے دور ہٹا۔

"چھوٹی سی ڈیمانڈ ہے، تم اس لیزے کو چھوڑو گے اور ایسا بے عزت کر کے کہ تمہیں مڑ کر دیکھنے سے زیادہ مر جانا پسند کرے۔اور شائیل کے لیے سنجیدہ ہو گے۔اس کے بدلے میں تمہاری ماں کو طلاق دے دوں گا۔تم جیسے بھی نافرمان اور بد تمیز ہو لیکن بد قسمتی سے میری واحد اولاد ہو۔میں تمہیں کسی پنچ گھٹیا سی لڑکی کو جدون خاندان کی بہو بنانے نہیں دے سکتا۔ہماری ایک کلاس ہے۔بہت محبت ہے تمہیں اپنی ماں سے، دیکھتا ہوں تم اپنی محبت اسکے لیے وارتے ہو یا نہیں"

دراب نے سب تحمل سے سنا، دل پر تیز ابی اذیت کے باوجود وہ اس باپ کو دیکھ رہا تھا، سلامت کھڑا تھا۔

"اور اگر میں ہماری کلاس آپ نے بھی پنچ کر دی ہے، بھولیں مت۔۔اور اگر میں لیزے کو نہ چھوڑوں تو اپنے گرنے کی حد بتائیں؟"

دراب کی آواز کرچیوں میں بٹی۔

"اگر تم نے یہ نہ کیا تو اپنی ماں کی لائیو چینخیں اور سسکیاں سننے کے لیے ریڈی رہنا، اب تم خود سوچ لو ماں چاہیے یا وہ کل کی آئی منحوس جس نے تمہارے چہرے کی حالت بگاڑی۔ شمدی میرا واحد دوست ہے، اور سیاست میں میرا بڑا سپورٹر، میں اسے ناراض نہیں کر سکتا۔ اور اس کے لیے میں ہر حد سے گزر جاوں گا۔ ناو گیٹ لاسٹ"

دراب نے مٹھی کسے باپ کا اگلا زہر برداشت کیا اور بجلی کی سپیڈ سے اپنے باپ کے دونوں بازو پکڑے دیوار سے لگایا، اک پل برہان بھی سٹپٹایا۔

"آپ کے دل پر سیاہی پھیل گئی ہے، کیونکہ آپ اس اللہ کے ہر معاملے میں نافرمان ہو چکے ہیں۔ ممی بیوی ہیں، ایسی باتیں وہ بھی جوان اولاد سے کرتے شرم نہیں آرہی آپکو اللہ نے مجھے آپ جیسا باپ جانتے ہیں کیوں دیا تاکہ کل کو جب میں باپ بنوں تو مجھے شعور ہو کے کیسا باپ نہیں بننا۔ میں ممی کو آپ کے سائے تک سے بچاوں گا اس کے لیے مجھے خود بھی مرنا پڑا تو منظور

ہے۔ایک بات اپنی اس گندی کھوپڑی میں بٹھالیں، آپکی سیاست گئی تیل
لینے اب۔۔ گیٹ ریڈی فار بینگ بینگ"
ایک ہی جھٹکے سے وہ اس شخص پر آفس کی چھت گراتا اپنی درد کرتی آنکھیں
رگڑتا وہاں سے گیا تو چھپی ہوئی شنائیل فوراً سے اٹیچ سٹڈی سے باہر
نکلی، دونوں کے چہرے پر سفیدی چھائی تھی۔
"یہ لیزے کو چھوڑ دے گاناں انکل؟"
شنائیل نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔
نہیں، کچھ ثبوت بھی چاہیں ہوں گے۔ہم لیزے کو ایک ٹریپ میں"
پھنسائیں گے۔کچھ ایسا کرنا ہو گا جس کے بعد دراب پاگل ہو جائے اور فوری
اس لڑکی کو طلاق دے کر یہ چند روز اتماشہ ہی سمیٹ دے۔پھر تم نرم لوہے
پر اپنا وار کرنا، اس میں سکھی مدد کر سکتا ہے، اس سے دراب کی کوئی کمزوری
پوچھو"

برہان کا ضمیر اب بھی مردہ تھا، شائیل نے چمکتی آنکھوں سے سر ہلایا اور ٹاسک کے لیے آفس سے نکل گئی جبکہ برہان جدون لاکھ سر جھٹکتا پر دراب کی نفرت بھری آنکھیں کہیں دل کاٹ رہی تھیں، جس کی اذیت تسلیم کرنے سے وہ انکار کر رہا تھا۔

دراب کالج سے اس روز چلا گیا، نہیں پتا تھا کہاں جائے اور کیا کرے۔

شائیل نے سکھی کو بہت ڈھونڈا پر سکھی دوسرے دن بھی کالج نہ آیا۔

اور لیزے بھی پورا دن دراب کو نہ دیکھتی مایوس سی گھر لوٹ گئی۔

اگلے دن سکھی آیا لیکن دراب نہ آیا، لیزے بھی بولائی بولائی پھرتی رہی، کسی سے دراب کا پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔

سکھی بھی ایک اہم پراجیکٹ سبمنٹ کروانے آیا اور شائیل نے اسے دبوچ لیا۔

"گھٹیا عورت میرے سامنے سے ہٹو"

سکھی اسکو کاٹ کھاتا غرایا۔

تم کیا چاہتے ہو سکھی، لمیں وہ تصویریں وائرل کروں یا پھر تمہارے ماضی کا"

"اشتہار چھپوادوں۔دیکھو تم میری بات ماننے پر مجبور ہو

شنائیل نے دھمکانے کے بیچ معنی خیز لہجہ اختیار رکھا جبکہ یزدان جبڑے بھینچتا اسے دیکھ رہا تھا۔

"بکو کیا چاہیے ؟"

یزدان نے ہتھیار ڈالے۔

"دراب کو ایسا غصہ کب آتا ہے جب وہ سامنے والے کو مار ڈالنا چاہے ؟"

شنائیل نے سینے پر بازو لپیٹے تجسس سے پوچھا۔

دھوکے پر، دھوکہ برداشت نہیں کرتا۔اور جھوٹ۔۔۔۔کیا کرنے والی ہو" تم۔کونسی گھٹیا چال چلنے والی ہو۔شنائیل دو محبت کرنے والوں کو جدا کر کے

"تم کبھی خوش نہیں رہو گی۔پلیز ابھی بھی موقع ہے۔باز آجاو

سکھی نے ایک آخری بار اسے سمجھانا چاہا پر شنائیل اسکے کسی بھاشن کو سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

میں لیزے کو دراب کی نظروں میں گندا کرنے والی ہوں،اور تم دیکھو گے "
بس چپ چاپ۔ تمہاری بے بسی ہی میری تسکین بنے گی۔ تمہارے ہاتھوں
تمہارے یار کا کوئی نقصان نہیں کرواوں گی لیکن تمہیں تمہارے ہی دوست
"کی بربادی کا تماش بین بنادوں گی سکھی کہ تم پھڑ پھڑا بھی نہ سکو گے
شنائیل نے حقارت سے کہتے ہی سکھی کی طرف مسکراہٹ اچھالی،وہ شخص
سچ میں بے بس کر دیا گیا تھا۔
وہ لیزے کو نہیں چھوڑے گا تم جتنا مرضی اسے گندا کرو، کبھی اس نے "
لیزے کو چھوڑا بھی تو باخدا اندر سے پہلے مرے گا پھر چھوڑے گا اور مرے
ہوئے شخص کو پا کر تم بھی پل پل مرو گی شنائیل شمدی۔ تمہیں سکون راس
"نہ آئے بددعا ہے میری، تم خوامخواہ بھی تڑپتی رہو
سکھی نے اسے اپنی راہ سے دھکیلا اور چلا گیا۔

لیزے نے اگلے تین دن دراب کو نہ دیکھا، وہ کالج نہیں آرہا تھا، نرمین اور براق بھی بزنس ٹور سے واپس آگئے، اور آتے ہی دراب کے اترے چہرے نے ان دو کی سفر کی تھکن اور بڑھادی۔

"آپ برہان جدون کو دوبارہ اپنے قریب آنے دیں گی ممی؟ یو وانٹ ان ادر بے بی؟"

نرمین نے اسکے سوال پر غصے سے اسکو اٹھ کر تھپڑ دے مارا، یہی برہمی براق جدون کے چہرے پر تھی۔

وہ ممی کا تھپڑ پتھر بنے سہہ گیا پر نرمین کو لگا اسکا ہاتھ درد کر گیا۔

"کیسی بکواس تھی یہ لاڈلے؟ پی رکھی ہے کیا؟"

ددھو بھی غصہ ہو گئے پر وہ برا نہ مناتے دونوں کے کچھ مزید قریب آیا۔

"میں اس آدمی کے صرف نام پر پل پل مر رہی ہوں اور اس کا سوال دیکھیں بابا"

نرمین روپڑی،دراب کو شاید بات کرنے کا ڈھنگ ہی نہیں آتا تھا،لپک کر ممی کے قدموں میں بیٹھا۔

یو ہیٹ ہیم ؟ہے ناں۔تو پرامس کریں وہ آپکو ہاتھ بھی نہیں لگا پائیں"

"گے۔پرامس ودمی ممی

نرمین کے آنسو تھمے الٹا وہ دراب کی ذہنی ابتری پر غمزدہ ہوتے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر گئیں۔

آئی پرامس، کیا ہوا ہے میرے بے بی۔کس نے ہرٹ کیا میرے بچے"

"کو۔اس شخص نے کوئی بکواس کی ہے؟

نرمین نے ٹوٹتی آواز میں پوچھا، براق جدون بھی دراب کی آنکھوں کو نم دیکھ کر تڑپ اٹھتے پاس ہی بیٹھے۔

کچھ نہیں ہوا ممی،ڈونٹ کرائے۔دد ھو آپ ممی کا خیال رکھیے مجھے کہیں جانا"

"ہے

وہ بات ادھوری چھوڑے آندھی کی طرح اٹھ کر چلا گیا اور نرمین کا دل ہچکولوں کی زد میں تھا، وہ بابا کے سینے لگتی دراب کی اس کربناک حالت پر سسک پڑی۔

وہ سیدھا اپنے ڈیڈ کے گھر گیا تھا، چوکیدار نے روکنے کی کوشش کی تو دراب نے دو کس کے مکے اس کے منہ پر جڑے اور برہان جدون کا نام چینج کر لیتا اندر بڑھا، سامنا پہلے ڈیڈ کی اسی بیوی سے ہوا، جس کو دیکھ کر دراب کو ہنسی آئی۔

مانگ بھرے، گلے میں منگل سوتر پہنے، شاطرانہ آنکھوں میں گھبراہٹ لیے وہ اسکی ممی کی پیروں کی خاک بھی نہ تھی، وہ ہنسا اس پر کہ اس کے لیے اسکا باپ برباد ہوا۔

"تم کیوں آئے ہو؟"

وہ شانتل تھی، برہان جدون کی محبت، اسکی دوسری مگر بانجھ بیوی۔

وہ بد قسمتی دیکھنے جو میرے باپ کو نگل گئی، تم مسلمان کیوں نہیں"
ہوئی۔اتنا ہی پیار امڈ رہا تھا تو سچے دین میں آتی، قسم سے ہم ایڈجسٹ کر لیتے
کے تم اس شخص کی طلب اور تسکین ہو لیکن تم نے میرے باپ کو نہ دنیا
لائق چھوڑا نہ آخرت میں منہ دیکھانے کے قابل۔وہ انسان بھی نہیں رہے،
مذہب کی بات تو الگ ہے۔۔۔۔۔یہ تم سے شادی کی سزا ہے انکی، اللہ کی
"بنائی حدود کو توڑنے کا نتیجہ ہے
شانتل کو اسکا لہجہ چبھا، وہ حقارت سے دیکھتی پھنکاری۔
میں نے کوئی زبردستی نہیں کی تھی تمہارے فادر کے ساتھ، میں نے تو اسکی"
شادی ہوتے ہی اپنے پریوار والوں کو کہہ دیا تھا کہ وہ میرا بیاہ کر دیں جہاں وہ
چاہیں۔وہ تو میرے مذہب کا بھی نہیں ہے دراب حیدر کے میں کہوں اسے
اپنا ہم مذہب کر لیا۔وہ تو صرف دنیا کا ہے، دین بیچتا ہے۔میں مذہب بدلتی تو
میرا خاندان مجھے زندہ دفنا دیتا، تم میرے مذہب سے نفرت کرو پر مجھ سے

نہیں۔مجھے بیٹے جیسے عزیز ہو اور جب سے بانجھ ہونے کا یقین ہوا ہے مجھے تم سے ملنے اور دیکھنے کا شوق بڑھ گیا تھا"

شانتل کا نرم پڑتا غمزدہ لہجہ دراب کو اداس کر گیا۔

مطلب آپ خوش نہیں؟ آپ مذہب بدلنے کی خواہش مند ہیں۔بابا آپکو بھی اذیت دیتے ہیں"

شانتل نے اسکے نرم لہجے پر بمشکل آنسو سنبھالے اور اپنی ساڑھی کا پلو ہٹا کر اپنی گردن دیکھائی جہاں دردناک نشان، چیرے پڑے دیکھ کر دراب کی آنکھیں دھندلا گئیں۔

ہم نے پریم سچا کیا تھا دراب پر وہ کچھ سالوں سے بدل گئے، نرمین صاحبہ کو ہی نہیں مجھے بھی بے وفائی کا دکھ دے چکے ہیں۔طوائفوں کے ہاں جاتے ہیں اور جب ان جیسا سکون مجھ سے نہیں پاتے تو تشدد کرنے لگتے ہیں، پتنی ہونے کے ناطے مجھے زیب نہیں دیتا کہ انکے عیب گنواوں پر نا جانے کیوں"

تمہاری آنکھوں کی نفرت دیکھ کر میرا دل تڑپ گیا۔میں تمہیں پتر کہہ

"لوں؟

شانتل کی آنکھوں میں جو دکھ تھا وہ اتنا سچا تھا کہ دراب اسکی باتوں میں آگیا۔

ہمم۔۔میں صرف اپنی ممی کا بیٹا ہوں۔یو ڈیزروڈس۔میری ممی کا گھر"

توڑنے کی سزا ہے۔کہاں ہیں وہ؟آپ پر ترس کھانے نہیں آیا بلکہ انکو

"وارننگ دینے آیا ہوں

شانتل نے اترے چہرے کے سنگ قدم ہٹائے ہی کہ باہر کی اور آتے برہان

جدون نے ٹھیک دونوں کے قریب جاتے قدم روکے،سگار کا کش لگاتے

دھواں رعونت سے دراب کے چہرے پر چھوڑا۔

"کیا وارننگ دو گے تم مجھے؟"

برہان اکڑا۔

میری ممی کو چھونے کی کوشش کی تو ہاتھ کاٹ دوں گا آپکے،اور لیزے کو"

بھی نہیں چھوڑوں گا۔دیکھتا ہوں کیا کرتے ہیں آپ،اور اپنی اس بیوی کو

سنبھال لیں، آپکے پنجرے سے نکل کر اڑ گئی تو کہاں جا کر مفت ہوس پوری کریں گے۔ کیونکہ سیاست آپکی تو اب گئی، طوائفوں کو دینے کے لیے پیسہ تو ہو گا نہیں تو اسے سنبھال لیں، کام آئے گی غربت میں"

دراب نے اپنی خاموشی پورے حق سے توڑی جبکہ اس سے پہلے برہان اسکا منہ توڑتا، وہ اپنے باپ کا ہاتھ پوری قوت سے روک گیا پھر بڑے ادب سے پیچھے کو جھٹکا۔

"بکواس کرتا ہے باپ کے ساتھ"

برہان کا لہو سلگا، دراب مسکرایا۔

"باپ نے بھی تو بیٹے کے ساتھ بکواس ہی کی تھی اس دن، یو ڈیزرو دس"

وہ اس روز اپنے تابوت میں آخری کیل گاڑ آیا، وہ گیا تو شانتل نے بڑی مشکل سے برہان کو پکڑ کر پیچھے جانے سے روکا۔

"میرے جال میں بھی نہیں پھنسا حالانکہ کافی مظلوم کہانی سنائی آپکے پتر کو نشان بھی بنائے، پلیز بیری وہ ہمارے ساتھ ہونا ڈیزرو کرتا ہے۔ نرمین کو

طلاق دے کر فارغ کریں پلیز، آپ کیسے اپنے بابا کی ساری جائیداد کھو کر اتنے سالوں سے مطمئین ہیں۔ مت بھولیں دراب ہمارے لیے سونے کے انڈے دینے والی مرغی ہے۔ تمام جائیداد کا اکلوتا وارث ہے اور اس پر دراب سے پہلے آپکا حق تھا بیری۔۔۔۔اور کچھ دن یہ اپنی ماں کے لیے تڑپے گا پھر "ایڈجسٹ ہو جائے گا

شانتل نے بہت سمجھایا بجھایا اور تب جا کر برہان کا غصہ ٹھنڈا ہوا پر دراب کی ہڈ دھرمی برداشت کرنے والی نہ تھی۔

دراب پر سکون تھا اور یہی اسکی سب سے بڑی غلطی تھی۔

ایک ہفتہ پر سکون گزرا، لیزے ایک تو دراب کی غیر موجودگی ہر پریشان رہی دوسرا چوہدری شمشیر گاہے بگاہے اسکا راستہ روک کر تنگ کرتا ملا، وہ بہت اپ سیٹ تھی، ایک دن کالج جاتی دوسرے دن ڈر کر چھٹی کرتی کیونکہ شمشیر کی آنکھوں میں ہوس تھی، جنونیت تھی۔

دراب اس دن دو ہفتے بعد کالج گیا، لیزے بھی جانے کو تیار ہو رہی تھی پر اچانک چکراتے سر پر وہ بیگ اٹھاتے اٹھاتے کراہتی وہیں پلنگ پر لڑھک گئی، پیٹ میں بہت سخت درد تھا، آنکھیں اٹھانے پر سر میں ٹیس اٹھ رہی تھی، وہ بہت خود کو سنبھال رہی تھی پر اس سے اٹھنا محال ہوا۔

"لیزے، آجا بابا انتظار کر رہے"

کنیز نے کمرے میں آتے پکارا تو لیزے پیٹ پکڑے دہری تھی، کنیز دوڑ کر لیزے تک آئیں۔

"کیا ہوا پتر، پیٹ کیوں پکڑا ہے؟"

لیزے کو پکڑ کر سیدھا کیے اماں نے جان نکلتے لہجے میں پوچھا پر وہ درد پر کراہتی بری طرح رونے لگی۔

"بہت دردہ۔۔ہے اماں۔۔۔۔"

لیزے نے سسکتے بتایا، کنیز نے اسے پکڑ کر لٹایا اور ہتھیلی پکڑے چومی۔

کیوں درد ہے، اچھا رومت۔۔۔ بابا پریشان ہوں گے۔ میرا بچہ آج چھٹی کر"
"لے

کنیز کے ہاتھ پیر پھول رہے تھے، جبکہ لیزے درد بھولے عجیب دل خراب ہونے پر جیسے اٹھ کر بھاگی اس پر کنیز نے سہم کر اپنا دل تھاما۔

"میرے خدا! ہم غریبوں کو اس آزمائش میں مت ڈالنا"

کنیز اٹھ کر باہر دوڑیں جہاں شبیر اپنے عمامہ باندھ کر دھلے رنگین کرتے اور دھوتی میں بلکل تیار تھے۔

سنیں! آج پتری کی طبعیت ٹھیک نہیں۔ تھوڑا بخار ہے۔ تو ایسا کریں بخار" کی دوا لے آئیں اور ساتھ ناں یہ ایک چیز لکھی ہے پرچی پر، عورتوں والی "ہے۔ یہ بھی لادیں، دکاندار کو کہیے گا لپیٹ کر دے

کنیز کے پرچی مڑور کر تھمانے پر شبیر پریشان ہوئے، کھولنے لگے تو کنیز نے روکا۔

"آپ کیا کریں گے دیکھ کر، کہا ہے ناں عورتوں والی چیز ہے"

کنیز نے گھبراہٹ پر قابو پاتے شوہر کو ڈپٹا تو وہ منہ بسور گئے۔

بیگم، تمہیں اتنے سالوں سے بھگت رہا ہوں۔ عورتوں والی ہر چیز کا پتا"
ہے۔ بخار زیادہ ہے تو اسے کہو چلے میرے ساتھ، چیک کر کے دوا دے دے
"گی ڈاکٹرنی

شبیر صاحب بھی کافی چالو تھے، کنیز بچاریں سرخ رو ہو کر رہ گئیں۔

"او کہا ہے ناں ہلکا بخار ہے۔ جائیں جو کہا ہے باتیں نہ کریں"
کنیز خفت سے کہہ کر منہ چھپاتی دوڑیں جبکہ شبیر معصومانہ سا منہ لیے نکل
گئے، لیزے کو واٹنگ ہوئے جا رہی تھی اور وہ آدھی ہوئی اماں کے سینے لگی
نڈھال تھی۔

شبیر واپس آئے تو پھل فروٹ اور دوا کے ساتھ کنیز کی کہی چیز پوری
ایمانداری سے بنا دیکھے لپیٹی ہی دروازے کے باہر رکھے خود کام پر نکلے۔
کنیز نے جلدی سے باہر آتے وہ پریگننینسی سٹرپس کا پیکٹ اٹھایا اور اندر
گئیں۔

"یہ کیا ہے اماں؟"

لیزے نے اماں کے ہاتھ میں وہ پیکٹ دیکھتے نقاہت سے پوچھا تو وہ آگے سے ایسا گھوریں کے لیزے کی شرم سے آنکھیں جھکیں۔

اگر تو امید سے ہوئی نہ میں نے تجھے چھوڑنا نہیں لیزے۔جا اس پر جو"

"ہدایت دی گئی اس کے مطابق ٹیسٹ کر اور بتا مجھے۔اٹھ

لیزے کے ہاتھ پیر تو امید کا نام سنے ہی ٹھنڈے پڑے بلکہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

"ا۔۔اماں، مجھے امید سے نہیں ہونا۔بچالو مجھے۔۔۔"

لیزے کی ہچکیاں سنے کنیز نے پاس بیٹھے اسے اپنے سینے لگایا جو بہت ڈری لگی۔

یہ اپنا آپ اس پر وارنے سے پہلے سوچنا تھا، کہا تھا تجھے۔۔۔چل اٹھ کر"

"ٹیسٹ، پتا تو چلے۔اللہ کرے یہ میرا بس شک ہو۔۔اٹھ جا لیزے

لیزے کو باقاعدہ پکڑ کر گھسٹے کنیز نے بھیجا اور وہ ٹیسٹ کرتی مسلسل ہچکیوں سے روتی رہی اور پھر وہاں ایک گہری سرخ لائن کے ساتھ مدھم سی گلابی لکیر دیکھتے رونے میں شدت آئی، اسی طرح ہچکیاں بھرے وہ سٹرپ پکڑے باہر آئی تو کنیز نے دو لکیریں دیکھے اپنا سر پیٹ لیا۔

"چڑھادیاناں چن، یہ کیا کروا بیٹھی لیزے۔۔۔"

کنیز کا پارہ چڑھا اور لیزے یوں جیسے سانس لیتی لیتی مر جائے گی۔

"ا۔۔اماں یہ کیا ہو گیا، اماں مجھے بچالو۔۔۔"

لیزے کے کانپنے رونے پر کنیز غصہ چھوڑے اسے خود سے لپٹا گئیں جو روتی روتی اماں کی آغوش میں لہرا کر رہ گئی۔

وہیں دراب کالج تو آیا پر لیزے نہیں تھی اور یہ اسکے اندر اذیت سی دوڑا رہا تھا، خود کو کوسا کے اسے ایک فون ہی لے دیتا۔

خیر جب لیزے ہوش میں آئی تو کنیز سرہانے بیٹھیں کچھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں، جاگتے ہی لیزے کی آنکھیں بھریں۔

اب اس حیدر کو کہہ جلد تجھے لے جائے، سمجھی ہے۔پتر جتنی جلدی ہو سکے "
اب اسکے پاس پہنچ جا،ورنہ قیامت آتے دیر نہیں لگے گی۔ تیرے بابا کو یہ
بات نہیں پتا چلنی چاہیے سمجھی۔ چل اٹھ،یخنی بنائی ہے تیرے لیے۔۔۔۔۔

"اور رومت، تیرے اندر زندگی بن رہی ہے پتر، میرا بچہ

ماں تھی ناں وہ، زیادہ دیر غصہ نہ رہی، لیکن لیزے کا دل تو اتنی سی عمر میں
امید سے ہو جانے پر ہی کانپ رہا تھا پھر سو وسوسے،اماں بابا کی عزت،اسکا اپنا
وقار،اور ایسے میں یہ ڈر کہ اگر حیدر نے چھوڑ دیا۔
جبکہ دراب اس دن جلدی گھر گیا اور آگے قیامت آچکی تھی۔
برہان جدون نے گھر آکر دن دیہاڑے نرمین کو اٹھانے کی ہمت کی تھی اور
براق جدون کو بس ایک نوٹ تھما گیا۔

تمہاری ماں میرے رحم و کرم پر میرے ساتھ ایک ہوٹل میں ہے بیٹا، تم "
نے میری بات کو مزاق سمجھا تھا،ٹریلر دینا پڑا مجھے۔ تمہاری ماں کی عزت
خطرے میں ہے، چینخیں بھی سنا سکتا ہوں اگر چاہو۔ چچ چچ نیو بہن بھائی آیا تو

تمہیں سب شئیر کرنا پڑے گا۔کل صبح دس بجے تک وقت ہے تمہارے

"پاس،میرا مطالبہ مانو اور اپنی ماں طلاق کے کاغذات سمیت واپس لے جاو

یہ پیغام براق جدون بھی پڑھ چکے تھے اور دراب کے تو پیروں سے زمین سرک گئی تھی۔

"یہ خبیث کونسا مطالبہ کر رہا ہے تجھ سے دراب؟ادھر دیکھ میری طرف؟"

ددھو کے جنجھوڑنے پر وہ غائب دماغی سے ددھو کو دیکھنے لگا۔

"مجھ سے میرا سب کھونے والا ہے ددھو"

وہ وہیں زمین پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔

ساتھ ہی اسکا فون رنگ کیا اور جب دراب نے ڈرتے ڈرتے وہ آڈیو کلپ آن کیا تو نرمین کی چینخیں سنے براق اور دراب دونوں کی آنکھیں لہولہان ہوئیں۔

یہ کیسی اولاد پیدا کی میں نے،مر جاتو،بیٹے کے نام پر میری اتنی"

آزمائش۔۔۔دراب بتا مجھے پتر کیا منوانا چاہتا ہے۔نرمین اسکا چھونا بھی نہیں

سہے گی۔بول ناں شہزادے،جو کہتا ہے مان جا۔طلاق تیری ممی کی آزادی ہے،زندگی ہے۔۔۔سمجھ اس بات کو"

دد ھو بنا کچھ جانے اسے جنجھوڑتے رہے اور وہ سر ہلاتا اٹھ کر اپنے روم میں چلا گیا، مٹھی میں وہ چٹ جکڑے۔

کمرے میں جا کر سکھی کو کال کی۔

جو خود بھی آجکل اذیت میں تھا، فوری کال پک کی۔

"بہت درد ہو رہا ہے سکھی"

دراب کے سسکنے پر یزدان نے گھبرا کر پورچ کی سمت دوڑ لگائی، دراب کے گھر پہنچا اور کمرے میں داخل ہوا، دراب ممی کے کمرے میں انکے میٹرس پر سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔

دراب!ک۔۔لیوں درد ہے بول۔۔۔کچھ ہوا ہے تیرے ساتھ؟آنی"

"کدھر ہیں؟

سکھی اسکے پیروں میں بیٹھا اندر ہی اندر گھٹ رہا تھا، دراب نے سر اٹھایا اور اک جگر کاٹتی نظر سکھی پر ڈالی۔

میں لیزے کو چھوڑ رہا ہوں، نفرت ہے مجھے اس سے۔بدلہ تھا یہ "
سارا۔میرا چہرہ بگاڑنے کی سزا تھی۔یو آر رائیٹ، محبت نہیں تھی۔کل سب
"ختم ہو جائے گا

یزدان نے بے یقین نظروں سے دراب کو دیکھا، دل کیسے پھٹتا ہے یہ آج سکھی نے تسخیر کیا۔

ک۔۔کیا بکواس کر رہا ہے؟رات گزارنا، نکاح۔۔۔۔بدلا تھا؟نہیں "
جھوٹ بول رہا ہے۔بتا مجھے ہوا کیا ہے۔وہ اچھی لڑکی ہے یار، پہلے میں ہی خلاف تھا کہ مجھ سے میرا یار چھین لے گی پر جب تو اسکے ساتھ تھا تو تیرے چہرے پر میں نے وہ خوشی دیکھی جس سے میرا یار محروم تھا۔بدلا نہیں ہو
"سکتی تیری آنکھوں کی وہ چمک۔۔۔محبت کرتا ہے تو اس سے

سکھی نے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے بھیگی آنکھوں سے مسکراتے، حسرتوں سے سسکیاں بھرتے اسے قائل کیا پر دراب اسکے ہاتھ آہستگی سے جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"محبت نہیں ہے، میرے خوانخوار اصول اچھے سے پتا ہیں تجھے یہ بھی ایک کڑی تھی۔ انتقام پورا ہوا میرا، کل گرینڈ سیلبریشن ہو گی، کالج ضرور آنا۔ اب جا تو سکھی۔ درد کم ہو گیا ہے"

دراب نے اسے دروازے کی طرف دھکیلا، سکھی نے دل پر ہاتھ رکھتے دراب کی بے حسی دیکھی، شنائیل نے ایسا کیا کیا تھا کہ دراب اس حال پر آ گیا، سکھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

"ا۔ ایسا نہیں ہے تو، مجھ سے کچھ مت چھپا۔ یہ کیسی ضد ہے۔ کتنا خوش تھا تو لیزے کے ساتھ، ادھر دیکھ مجھے پتا ایسا ہوا کیا ہے، کیسے نفرت ہو گئی تجھے لیزے سے، اس لڑکی سے جسے تو نے اپنا سب بنا لیا۔ تو نے رات گزاری اسکے ساتھ، سویا۔۔۔۔"

سکھی نے اسے جنجھوڑا مگر وہ رات پر اسے غصے سے دروازے سے پٹخ گیا، سکھی کو لگا وہ دراب نہیں کوئی بپھری بلا ہے۔

کچھ بھی نہیں ہوا ایسا جو اینڈ نہ ہو سکے، کہا ہے دفع ہو جا۔آئی ایم سپر ہیپی اینڈ"

"ایکسائٹڈ۔پلیز سکھی چلا جا

وہ دونوں ہی اپنے پھٹے دل ایک دوسرے کو دیکھانے سے قاصر تھے پر آنکھیں تو جہنم کی طرح جل رہی تھیں۔

"درد تھاناں تجھے ؟میرے شیر۔بتاناں کس نے تجھے وحشی بنا دیا۔۔۔۔"

یزدان نے ایک آخری بار اس یار کے دل کا زخم تلاشنا چاہا پر بے سود۔

نہیں ہے درد مجھے، مر گئے میرے سارے درد سکھی۔اب جا ورنہ اس" وحشی کے ہاتھوں تو بھی مرور جائے گا۔جا شاباش مزے کر۔کل بڑا دن ہے"

دراب نے اسکی گال پاگلوں کی طرح تھپکی اور وہاں سے آنکھیں رگڑتا نکل گیا جبکہ سکھی نے گہرے سانس بھرتے دیوار تھامی۔

وہ باہر آیا تو براق جدون بھی نڈھال بیٹھے تھے، سکھی انکے پاس بیٹھا اور انکو دلاسا دیا پر وہ رات قیامت کی رات تھی، اسے گزارنے والے ہر فرد نے اذیت سہی۔

نرمین کا فون برہان نے اپنے قبضے میں کیا اور کہتے ہیں مومن اپنی زبان سے نہیں پھرتا لیکن وہ تو مشرک تھا، نرمین کی نفرت، اسکی دھتکار کے باوجود برہان نے وہ سب کیا جو اسکا دل چاہا۔

وہ رات کٹ گئی اور قیامت خیز دن ابھرا۔

نرمین ساری رات اس شخص کی سونپی اذیت سہتی رہیں، انکی گردن پر سرخ وحشت کی مہریں، جسم پر ہوس پوری کرنے کا درد دوڑ رہا تھا، وہ اٹھ پانے میں ناکام تھیں۔

یہ سزا تھی نرمین، میرے باپ اور میرے وارث کو میرے خلاف کرنے" کی حالانکہ تمہیں نہ چھونے کی اپنی اولاد سے بہت بڑی قیمت لینے والا ہوں۔ تمہارے اس جسم میں زرا دلچسپی نہیں مجھے۔ دراب بھی یونہی پیدا ہوا

تھااوراب اگر تمہیں دوسری اولاد ملی وہ بھی میری صرف وحشت اور نفرت کا نتیجہ ہو گی۔ تم اگر میرے باپ اور بیٹے کو میرے خلاف نہ کرتی تو آج یہی جسم نشانات اور زخموں سے بھرا نہیں مان اور استحقاق سے سجا ہوتا۔اب اگر دراب نے میری ڈیمانڈ پوری کر دی تو تمہیں طلاق دے دوں گا اور تم سے اور بابا سے جلد اس بگھڑی اولاد کو بھی چھین لوں گا۔۔۔۔۔۔تب تک

"سہاگن ہونے کے باوجود اجڑنے کا خوب ماتم مناو

نرمین نے اپنے زخمی جسم کو چھپانے کی بھی زحمت نہ کی کیونکہ مر تو وہ بہت سالوں پہلے گئی تھیں،اس وقت بھی اذیت صرف دراب کا سوچ کر ہوئی کے نجانے اس آدمی نے انکے بچے سے کیا منوایا ہے۔

اور یہ سچ شاید دراب اپنے سائے کو بھی نہ بتا سکتا تھا۔

تم بہت بری موت مرو گے برہان جدون، میں اپنی تکلیف سہہ جاوں گی پر" اپنے بے بی کی نہیں۔وہ تمہاری طرف سے وحشت ہو گا لیکن وہ میرا کل جہان ہے، میرے جینے کی وجہ ہے۔آج تمہارا وقت ہے تو اترا لو، یاد رکھنا

اذیتوں کا صرف مکافات عمل ہوتا ہے۔دعا کرنا میرے جسم کے کسی نشان پر میرے بیٹے کی نظر نہ جائے،ورنہ ٹکرے کر دے گا تمہارے۔میں اسکی تکلیف تمہیں معاف نہیں کروں گی۔یاد رکھنا"

نرمین نے چادر سے خود کو ڈھانپا اور اٹھ کر اٹیچ واش روم لپکیں اور برہان نے پھنکار کر باہر سے لاک کیا جو اندر پہنچتے ہی بچوں کی طرح سسک اٹھیں اور برہان دندناتا ہوا تماشے کو دیکھنے روانہ ہوا۔

اور اس بیچ شنائیل نے کچھ اور بھی ثبوت بنا لیے تھے جو یقیناً دراب کی اذیت کو عفریت بنانے والے تھے۔

لیزے کے لیے وہ رات مشکل تھی،فجر کی آذانیں بلند ہو کر تھم گئیں،وہ نماز پڑھے کچھ پر سکون ہوئی،کنیز بھی ناشتہ بنانے جا چکی تھیں،وہ سر پر چادر لپیٹے کھڑکی سے جھانکتا سویرا دیکھ رہی تھی،پھر بے اختیار اپنا ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھ کر اس احساس کو محسوس کیا جو لیزے میں دھیرے دھیرے ہمت

بھرنے لگا، وہ رو رو کر نڈھال تھی پر پھر مسکرا اٹھی، اسے سکیچنگ کا بہت شوق تھا، کبھی کبھی جب سمجھ نہ پاتی کہ خوش ہے یا اداس تو کچھ ڈرا کرتی، اس صبح بھی اس نے یہی کیا، اس نے اپنے دل میں جذب ہوئے اس شخص کو سوچ کر بنانا شروع کیا، اسکی تکلیف کم ہوئی پر لیزے نے دراب کی آنکھیں بنائیں پر آگے کچھ سمجھ نہ آیا۔

"کیا کر رہی ہے؟ کتنی سوہنی آنکھیں بنائیں"

کنیز کمرے میں آئیں تو لیزے گھبرا کر انکی طرف دیکھنے لگی۔

"آگے نہیں بن رہا کچھ"

وہ روہانسی ہوئی۔

تو نے اسے ابھی دیکھا ہی کتنا ہے جو اسکی تصویر بنانے لگی، تجھے تو اسکے ساتھ" لمبا جینا ہے۔ میں بہت پریشان ہوں لیزے۔ جتنا جلدی ہو سکتے حیدر کو اس بچے کا بتا دے پتر، وہ مرد ہے، اپنی عزت کی حفاظت جانتا ہی ہو گا، چل سمیٹ اسے اور تیار ہو جا۔ تیرے بابا تجھے بس سٹاپ چھوڑ آتے ہیں"

ماں کے سرچوم کرتا کید کرنے پر وہ سرخ ہو کر رہ گئی، سمجھ نہ آیا یہ سب دراب کو کیسے بتائے گی۔

"آپکو اپنی آنکھیں پسند آئیں گی حیدر"

لیزے نے وہ سکیچ، سکیچ بک سے نکالتے اپنی بک میں رکھ کر بیگ میں ڈالی اور کالج کے لیے تیار ہونے اٹھی۔

وہیں دوسری طرف کالج ٹائمنگ سے پہلے ہی شنائیل، برہان کے آفس میں موجود اپنے بنائے کچھ ثبوت دیکھا رہی تھی۔

"واو تم تو بڑی ماہر نکلی شنائیل شمدی، ثابت کر دیا کے شمدی کا خون ہو۔ یہ واٸس آرٹسٹ تو کمال ہے۔ بلکل لیزے کی آواز نکال رہی ہے"

وہ ہڈ فون کانوں سے لگاتا اش اش کر اٹھا، اس آڈیو میں برہان لیزے کو دراب کی زندگی سے نکلنے کی آفر دے رہا تھا اور جواباً ایک جھوٹی لیزے کی آواز میں اسے تھوڑے اعتراض کے بعد قبول کرتا سنائی دیا جا رہا تھا، بھلے یہ اتنا پاور فل

ثبوت نہ ہو پر برہان کے بقول جیسی دراب کی اس وقت پاگل حالت ہے یہ چھوٹی سی سازش بھی بہت بڑی ثابت ہو گی۔

دراب کو جلدی بلوایا گیا اور وہ سیدھا برہان کے آفس آیا۔

"مجھ جیسا باپ قسمت والوں کو ملتا ہے دراب، تمہیں لیزے کو چھوڑ کر کسی قسم کا پچھتاوا نہ ہو اس کے لیے میں تمہیں لیزے کی اصلیت دیکھاتا ہوں۔ ہوپ سو تم اپنے باپ کے شکر گزار ہو گے"

دراب ہنسنا مسکرانا مار آیا تھا، اسکے چہرے پر بس اک اذیت تھی، اک سناٹا تھا۔

"اچھا، دیکھائیں"

دراب نے پر سکون ہو کر پوچھا تبھی برہان نے وہ آڈیو پلے کی۔

"دیکھو میں نے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے لیزے نور، مجھے پتا ہے تم جیسی نچلے طبقے کی لڑکیاں ایسے امیر لڑکوں کو کیوں پھنساتی ہو۔ پیسہ۔۔۔ہے وجہ۔ تو جتنا تم نے دراب سے ہتھانے کی امید رکھی ہے میں اس سے ڈبل دینے پر تیار ہوں۔ تم دراب کو چھوڑ دو"

یہ برہان کی آواز تھی، دراب کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔

"محبت کرتی ہوں میں، نہیں چھوڑ سکتی"

وہ خوبخولیزے کی آواز تھی، دراب نے اپنا ہاتھ دل پر جکڑا، برہان کی آنکھوں میں بچے کے شکنجے میں پھنسنے پر شیطانی چمک ابھری۔

"اوہ کم اون، محبت کا بھلا وا تم اسے دے سکتی ہو اسکے باپ کو نہیں۔انسان کو دیکھ کر اسکی نیت بتا سکتا ہوں۔ چلو یہ محبت سمیٹو اور اپنے فیوچر کا سوچو، اس جیسا تمہیں راہوں میں پڑا ملے گا۔بتاو بلینک چیک لو گی یا میری طرف سے"

"میری پسند کی بہت بڑی اماونٹ؟

یہ پھر سے برہان کی آواز ابھری، دراب کا دم گھٹا۔

"ہمم۔۔وہ برداشت نہیں کرے گا میرا دھوکہ۔بٹ یس مجھے اپنی اماں بابا کو غلامی سے نجات دلوانی ہے۔مجھے بلینک چیک دیں پھر سوچوں گی"

لیزے کی آواز میں یہ وہی وائس آرٹس بولی جس پر دراب نے قہقہہ لگاتے اپنے شاطر باپ کو دیکھا جو مسرور ہونے کے بجائے دراب کے ہنسنے پر ڈرا۔

بہت اچھی کوشش تھی مجھے درندگی ڈھانے کے بعد گلٹ سے نکالنے کے لیے برہان جدون، یہ وہ ہے بھی تو گڈ، دل آیا تھا اس لڑکی پر میرا، اور دیکھیں آج جان بھی اسی پر اٹک گئی ہے۔اس جھوٹے ثبوت کو بنانے والا ایک دن میرے ہاتھوں مرے گا کیونکہ آپ اتنے انٹیلجنٹ نہیں کہ اتنا ٹیکنکل سوچ سکیں۔ میں لیزے کو زلیل خوار کرنے کے لیے تیار ہوں اور ابھی کروں گا بھی لیکن میری ماں اگر مجھے ویسی نہ ملی جیسی آپ لے کر گئے تو قسم کھاتا ہوں اسی ماں کی، آپ اپنے پیدا ہونے پر پچھتائیں گے۔ہاتھ نہیں اٹھاوں گا، دنیا سے اٹھاوں گا، آپ باپ تھے، مجھے دنیا میں لانے کا سبب تھے پر آج مجھے مار کر آپ اس احسان سے بری ہو کر ہمیشہ کے لیے باپ کے رتبے سے ہٹ جائیں گے۔ پھر ہمارا سامنا دشمنوں کی طرح ہو گا۔ یاد رکھیے گا"

وہ اپنے باپ کو چیلنج کرتا آفس سے نکل گیا، دراب کے ضبط پر ہوائیں بھی سوگوار ہو گئیں۔

سکھی بھی اٹھا، بے دلی سے کالج کے لیے ریڈی ہوا پر آنکھیں سوجی تھیں۔

جو مرضی کرے وہ گھٹیا عورت، میں لیزے اور تجھے الگ نہیں ہونے "

دوں گا دراب۔ اگر تم دو جدا ہوئے تو لعنت ہے مجھ ہر، خدا مجھ سے میری ساری خوشیاں چھین لے، مجھے معاف کر دے، میں تیرے دل کا مرہم نہیں

"بن پا رہا یار۔۔۔۔۔

یزدان نے ہمت تو کی پر وہ ہمت والا تب تھا ہی نہیں، وہ ایک ڈرا سہما سا سکھی تھا، جسکی ذات میں سکھ کی ایک ہی کڑی تھی، اسکا یار۔

خیر کالج سب پہنچ گئے، قیامت کا دن تھا۔

لیزے بھی آئی پر دروازے میں آج بھی دراب کو نہ دیکھے رنجیدہ ہوئی، نا جانے کتنے دن ہو گئے تھے اسے دراب کو دیکھے، اسکی مسکراہٹ دیکھے۔

بہت مشکل سے لیزے نے اپنی آنکھوں کے آنسو سنبھالے اور اندر بڑھی، وہ بیگ کلاس روم میں رکھے بس ایک ہی بک جس میں وہ سکیچ تھا لیے

کلاس روم سے نکل کر تھرڈ ائیر کی کلاس کی طرف بڑھی کیونکہ دراب کو اب بھی نہ دیکھتی تو دل کو کچھ ہو جاتا۔

وہ کلاس روم کے باہر آئی مگر وہاں سٹوڈنس تو بہت تھے پر دراب نہ تھا۔

یہ کیوں نہیں آرہے کالج؟ کس سے پوچھوں۔ سکھی بھائی سے پوچھتی"

"ہوں

لیزے نے گھبرا کر پلٹے سوچا تبھی اسے یزدان کلاس کی طرف آتا دیکھائی دیا، لیزے کو دیکھتا آنکھیں چراتا پاس سے گزرا تو وہ روہانسی ہوئی۔

"وئیر از دراب؟"

ابھی وہ جا ہی رہی تھی جب کسی سٹوڈنٹ کے سوال پر اس امید پر پلٹی کے دراب کی خیر خبر پتا چلے گی۔

"میں نے اسے کمسٹری لیب میں جاتے دیکھا ہے"

وہ دوسرا اسٹوڈنٹ جواب دیتے ہی اپنے کام لگا تو لیزے نے فوری لیب کی طرف دوڑ لگائی، اس ٹائم لیب میں کوئی نہ تھا اور تبھی وہ بہت جلدی دوڑ کر

پہنچی، دروازے سے اندر جھانکی ہی کہ اسے دراب کھڑکی کے پاس کھڑا سموکنگ کرتا نظر آیا، وہ اندر گئی پیچھے ہی برہان جدون دروازے کے باہر آرکا۔

لیزے کی آنکھیں اسے اتنے دنوں بعد دیکھے چھلک سی گئیں۔

"ح۔۔حیدر! آپ کہاں تھے اتنے دن؟"

وہ رجسٹر لیب ٹیبل پر رکھے دوڑ کر اسکے عقب میں رکی اور وہ آدھے سگریٹ کی طرح جلا ہوا تھا، جنبیش تک نہ کی جس پر لیزے کو اپنا دل بیٹھتا محسوس ہوا۔

"اپنی قبر کھود رہا تھا"

وہ کہہ نہ سکا، کہنا بڑا مشکل تھا۔

وہ عقب میں کھڑی تھی، اسکی جان جا رہی تھی دراب کے منہ موڑنے پر۔

"حیدر! س۔۔سب ٹھیک ہے؟ مجھ سے ناراض ہیں کیا؟"

لیزے نے کپکپاتے ہاتھ کو بڑھاتے اسکی بازو چھوئی جس پر دراب نے وہ سگریٹ وہیں دیوار سے مسلا اور پلٹا، وہ ان ہیزل آنکھوں کی اذیت پر سہم گئی جو دروازے میں باپ کو کھڑا دیکھے گہری ہوئی۔

میں نے قریب آنے سے منع کیا؟اس پر ناراض ہیں؟ مجھے ایسے کیوں دیکھ" رہے ہیں۔بولیں اتنے ہفتے کہاں تھے۔میں نے کتنا مس کیا۔کچھ ہوا ہے

"آپکو؟ بتائیں ناں حیدر

وہ اسکی چپ پر اندر ہی اندر گھل رہی تھی اور وہ بھی ختم ہو رہا تھا۔

اوکے جو بھی ناراضگی ہے ابھی ختم ہو جائے گی، آپ کے لیے کچھ بنایا"

"ہے۔یو لائک اٹ

وہ خود ہی اسکی نظروں سے ڈرے گھومی اور فوراً سے سکیچ نکال کر لائی اور نم پڑنے کی بھرپور کوشش کرتی آنکھوں کو سنبھالے مسکرائی اور وہ دراب کی آنکھوں کا سکیچ اسکے سامنے لہرایا، دراب نے اک نظر اپنی خوبصورت آنکھوں کے سکیچ پر ڈالی۔

یہی سوچ رہا تھا اسکی یہ آنکھیں اب ایسی خوبصورت کبھی نہیں رہیں گی پھر نظریں لیزے کی آنکھوں پر ڈالیں جسکے چہرے پر اذیت و خوشی میں ڈھیڑ سارا ڈر گھلا تھا۔

وہ لیزے کو اپنے لیے ڈرا دیکھ کر سارا جل گیا۔

اسکے ہاتھ سے وہ سکیچ لیا۔

"آپکو اپنا گفٹ پسند آیا ہے ناں حیدر؟"

وہ اسکی اب بھی چپ پر تاسف سے سسکی، برہان اب بھی وہیں تھا۔

"میری آنکھوں پر آر کی ہو یہ پسند کیسے آسکتا ہے"

وہ چپ توڑ گیا تو لیزے کرب کے باوجود کچھ تسلی پا گئی۔

"مجھے اپنے پاس لے آئیں میں بنالوں گی چہرہ بھی"

وہ اسکے چہرے کو پیار سے تکتی مانو اپنے شعور میں درج کر رہی ہو، دراب کو لگا یا تو آج قیامت آئے گی یا وہ مر جائے گا۔

"نہیں لا سکتا لیزے نور، بس یہیں تک تھا سب"

ایک لمحے میں وہ سکیچ دو ٹکرے کر کے اس بے رحم نے اپنی آنکھیں چیڑ دیں۔

لیزے دم سادھ کر اسے دیکھنے لگی۔

"ک۔۔کیا مطلب؟"

لیزے کو لگا جس قیامت سے وہ ڈر رہی تھی وہ اتر آئی ہے۔

"its Time For Winding Up Our Tale Of Love"

لیزے کو لگا کسی نے پگھلا سیسہ اسکی سماعت میں اتارا ہو۔

"ح۔۔حیدر!ی۔۔یہ کیا کہہ رہے ہیں۔س۔۔سب ختم؟یعنی سب ختم؟"

وہ اسکا گریبان پکڑے رو دی اور دراب نے اسکی اکھڑتی سانسیں جکڑتے الوداع کیا،دراب کے چھونے پر لیزے کا سانس رکا جیسے ان ہونٹوں کو آگ

لگا کر سانسیں جلانے کی کوشش کی گئی ہو، وہ محبت بھرا لمس تو ہر گز نہیں تھا، برہان وہاں سے ہٹ گیا۔

"! تمہیں اپنی زندگی میں لایا تو چپ چاپ تھا، نکالوں گا شور مچا کر لیزے"

وہ اس لڑکی پر ساتوں آسمان گراتا اسکا ہاتھ پکڑے فیصلے کے میدان میں لیے جب بڑھا تو لیزے نے اک نظر پلٹ کر زمین پر دو ٹکرے ہوئے سکیچ کو دیکھا پھر اپنے ہاتھ کو جو دراب کے ہاتھ میں تھا۔

وہ اسے لیے گراونڈ میں ہاتھ پکڑے جب آیا تو تماشہ خود بخود سچ گیا، سکھی، شنائیل اور خود برہان جدون تماشے کا اہم حصہ تھے۔

"بہت وقت سے مجھے اور اس لڑکی کو لے کر کالج میں بہت گوسیپس ہو رہے تھے، میں نے سوچا آج اس تماشے کا دی اینڈ کیا جائے۔ بہت تجسس تھا تم سبکو کے میں اپنا چہرہ بگاڑنے والی کو اپنے خون خوار اصولوں کی بھینٹ کیوں نہیں چڑھا رہا"

دراب نے اب بھی اسکا ہاتھ پکڑا تھا، پورے کالج کے سٹوڈنٹس، ٹیچرز سب جمع ہوتے گئے، کچھ کی آنکھوں میں ڈر تھا، کچھ چمک رہی تھیں، کچھ جل رہی تھیں۔

لیزے کے دل کو "اس لڑکی "پر ہی موت آگئی، وہ سرخ آنکھوں سے پہلو میں کھڑے شخص کو دیکھ کر اپنی عبرت کا قریب آتا وقت دیکھ رہی تھی۔

"کیا کر رہا ہے، کچھ غلط مت کرنا دراب"

سکھی مجمعہ چیرتا اسکے سامنے رکا، دراب نے اسے پکڑ کر پرے کیا۔

میں ہمیشہ ٹھیک کرتا ہوں، ہر فرد یہ جانتا ہے۔اور سکھی صاحب! میرے"

"اصولوں کی پہلی کڑی مجرم کو ہر صورت سزا دینا ہے

یزدان نے اسکے دھکے کو سہا تو شائیل فورا آگے آتی سکھی کا ہاتھ کھینچ کر واپس لے گئی۔

"اگر تم نے اسے مزید کچھ کہا تو تباہ کر دوں گی تمہیں"

شائیل نے اسے پکڑ کر دھکا دیتے انگلی اٹھاتے وارن کیا جبکہ خود وہ تماشہ دیکھنے واپس گئی۔

"م۔۔میں مجرم ہوں؟"

لیزے کی سرگوشی پر وہ اسے دیکھے بنا اس پر ہنسا، وہ اس پر کیسے ہنس سکتا تھا۔

بہت بڑی مجرم، بہت بڑا گناہ کیا ہے (مجھ پر دل ہار کر، مجھ پر جسکا مقدر بھی" صرف رسوائی ہے، تمہیں مار کر میں آج مروں گا۔وہ جیسے غربت سے تنگ آکر سنتے ہیں ناں کہ ماں نے بچوں کو زہر دے کر خود بھی نگل لیا۔ محبت کے جہاں میں بھی ایسی غریبی ایگزیسٹ کرتی ہے، میں نے فیل کی عشقم۔اللہ مجھے معاف نہ کرے، میں تمہارے ساتھ یہ سب کرنے کے بعد خدا کرے "دوسرا سانس نہ لے سکوں)

اول جملہ کہہ کر باقی دل کی قبر میں گاڑ دیا، لیزے کے آنسو اسے کچھ نہ کہہ سکے، ان آنکھوں کی سفید پوش تڑپ دراب کے پیر پکڑنے میں ناکام ہوئی۔

ح۔۔حیدرم۔۔میرا چہرہ بھی بگاڑ لیں پر وہ م۔۔مت کیجئے گا جو میری اور"
میرے ماں باپ کی موت بن جائے۔۔۔۔خدا کے لیے حیدر، میرے پاس
"کچھ نہیں رہے گا، میں بے موت مر جاوں گی
وہ بھی نہ کہہ سکی، اس نے بھی دل بر وقت قبر بنالیا۔

برہان جدون کا ضمیر اسے جنجھوڑ رہا تھا پر اسے فرق ہی نہ پڑا، وہ جیتے جی اپنی
اولاد کا قتل کرے مطمئین تھا۔

خدا کا قہر بھی نہ ٹوٹا۔

"م۔۔میں بیوی ہوں آپکی، ایسے مت دیکھیں جیسے اچھوت ہوں"
وہ اسکی بازو سے لگی سسکی تو وہ پھر ہنسا، لیزے نے اسکی ہنسی برداشت کی جو
کرنے والی نہ تھی۔

"اچھا۔۔۔سچ میں؟"
دراب کے تضحیک بھرے سوال پر لیزے نے آنسو رگڑے۔

نہ صرف نکاح، تم نے میرے ساتھ رات بھی گزاری تھی دراب، للہ کے"
"قہر سے ڈرو، رسوامت کرو مجھے

کالج کے مین گراونڈ کے وسط میں لگے اس تماشے کا کلائمکس دراب حیدر جدون کی خبیث مسکراہٹ سے ہوا، لیزے کی سسکیاں گھٹ نہ سکیں مزید کیونکہ وہ بے رحم سوداگر اسے بے دردی سے پکڑ کر کسی اچھوت شے کی مانند خود سے دور دھکیل گیا۔

"میں تم جیسی تھرڈ کلاس، مغرور اور بد تمیز کو دوسری بار دیکھنا پسند نہ کروں، نکاح اور رات گزارنا تو بہت دور کی بات ہے۔ میرے معیار کی طوائف بھی تم سے سو گنا اچھی ہو گی، غرور توڑا تھا ناں تم نے میرا، میرے چہرے کو گرہن لگایا۔ میں تمہاری پوری زندگی داغ بنا دوں گا"

کئی سٹوڈنٹس کے سامنے وہ حلق کے بل یوں چلایا جیسے اس پر سچ میں ناحق بہتان لگا ہو جبکہ لیزے نور کو اس لمحے مر جانا چاہیے تھا، اختتامی جملے وہ اسکو پکڑ کر دبوچتے کان کے پاس غراتے بولا۔

ایک دن تم ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت مانگو گے دراب حیدر، اسکا حساب تم"
سے اللہ لے گا، تمہارے چہرے کا یہ نشان ہی تمہیں مکافات سے ملوائے
گا۔جتنے لوگوں کے سامنے تم نے میری عزت نیلام کی، اس سے ہزار گنا زیادہ
"لوگوں کے سامنے تم آسمان سے زمین پر گرو گے

لیزے کی آنکھیں سرخ تھیں تو آواز میں ایسی ہوک کہ لگا ابھی ساتویں تہہ
تک پہنچنے کے ساتھ فلک کے دریچوں کو کاٹتی عرش پر پہنچ جائے گی، وہ جو
مشکل سے درندا بنا پر سکون تھا، اسکے پر سکون ہونے کو غارت کر دیا گیا، پر
لیزے کیا جانتی کہ مرے ہوؤں کو، بد عا جیسے لوگوں کو بد عائیں چھو بھی نہیں
پاتیں۔

تمہیں اس کالج سے تو کیا اس شہر تک سے نکلوا دوں گا، اپنی ناکارہ بد عاؤں کا"
پٹارہ سمیٹو اور منہ چھپا کر نکل جاو یہاں سے۔ تمہارے چیخنے چلانے سے
تمہاری معصومیت ثابت نہ ہو گی۔ دراب حیدر خود کے ساتھ برا کرنے
"والے کو زمین میں گاڑتا ہے، جان بخشی کو میری خیرات سمجھنا

سب دراب حیدر کے اس تماشے کو کسی دلچسپ فلم کی طرح دیکھ رہے تھے سوائے یزدان کے جو اس نکاح کا چشم دید گواہ ہوتے بھی بے بس تھا، دراب کے ڈھائے ظلم سے صدمے کی سی کیفیت میں سن، سرخ آنکھیں کیے بت بنا تھا، اپنے جسم کی قبر میں زندہ دھنس گیا تھا۔

تم اپنے آج کہے ہر لفظ کے بدلے لاکھوں بار اپنا سانس بند ہوتا محسوس کیے" تڑپو گے دراب، جا رہی ہوں۔ تمہیں یہ کالج اور شہر مبارک۔ لیکن اس رات "کا کوئی تیسرا گواہ بھی ہے کبھی مت بھولنا۔ اللہ

دو قدم اس شخص سے دور سرکے وہ ٹوٹتی آواز اور بھیگے لہجے میں کہہ کر پلٹی تو لیزے کے لیے یہ چمکدار صبح کسی مہیب سناٹے میں بدلی، آنکھیں دھندلا گئیں، جسم سے جان نکلی، وہ ہمت کرتی اس نجس سائے سے دور چلی گئی، اسکا تعاقب چند خباثت بھرے قہقہوں کے ساتھ کچھ سرخ آنکھوں نے دیر تک کیا۔

برہان جدون اور شائیل نے یوں ایک دوسرے کو دیکھا جیسے پلین سکسیسفل ہونے پر خوشی سے پھول گئے ہوں۔

لیزے اوجھل ہو گئی تھی، دراب کا دل اسے گیڈ سے نکلتا دیکھے اک بار چاہا اسکے پیچھے جائے پر سکھی نے اسے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

"یہ ک۔۔کیا کیا ہے تو نے کمینے۔ گولی مار دیتا ناں، یہ کیا کیا ہے دراب اسے ختم کر دیا؟"

سکھی کیا بول رہا ہے دراب کو کچھ سنائی نہ دیا۔

"سکھی! مجھے لگتا ہے سننے کی قوت مر گئی۔ ہٹ بہت کچھ باقی ہے۔ ہٹ پرے"

دراب نے برہان کو آفس جاتے دیکھ کر سکھی کو پرے دھکیلا اور باپ کے پیچھے دوڑا جبکہ سکھی گیڈ کی طرف، باہر نکلا تو لیزے کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔

"او میرے خدا! وہ کہاں گئی۔۔۔۔یا اللہ لیزے کی حفاظت کریں"

سکھی بھی باہر نکلا، فوراسے ٹیکسی پکڑی اوراسے لیزے کے گاوں کے راستے دوڑایا۔

جبکہ دراب آفس آیاتو برہان نے اسکے سامنے فائل پھینکی۔

دراب کی آنکھیں دھندلا گئیں، جب اس فائیل کواوپن کیاتوڈائورس پیپرز تھے جن پر برہان نے سائن کر دیا تھا۔

طلاق دے دی تمہاری ماں کو، اسکاسائن لے کرر جسٹر کروادینا۔اب تم"

"صرف شنائیل کے ہو۔یہ ہوٹل روم کی کی ہے، لے لواپنی ماں

برہان کی طرف دیکھتے دراب نے جلدی سے وہ کی اٹھائی اوراک نفرت بھری نظراپنے باپ پرڈالے آفس سے نکلا، تماشہ ختم ہو گیاپر مجمعہ وہیں جما تھا، دراب باہر جانے کے بجائے واپس آیا۔

یہ جوابھی ہواتھاایک ڈرامہ تھا، لیزے نورمیری بیوی"

ہے،۔۔۔۔۔۔۔ایکچولی اس فن فئیر پر ہم ایساہی ڈرامہ کرکے آپ سبکو

رلانے والے ہیں۔ سو کوئی دل پر نہ لے۔۔ چل کریں آپ سب۔۔۔اور

"دفع ہو جائیں، مجھے کوئی یہاں کھڑا نظر نہ آئے

دراب کے چلانے پر شنائیل نے جب یہ سنا تو دراب کی طرف آئی اور اس سے پہلے کچھ پوچھتی، دراب نے کھینچ کر اسکے منہ پر ایسا تھپڑ مارا کے اسکی گونج پورے کالج گراونڈ میں گونجی۔

"ہوپ سو مجھ سے نفرت کرنے میں تمہیں یہ تھپڑ مدد دے، ہیو آ گڈ ڈے"

دراب نے اسے حقارت سے پرے کیا اور جلدی سے اپنی ممی کو لینے نکلا، سکھی کو بہت تلاشا مگر اسے وہ کہیں نہ ملا تبھی پہلے ممی والا معاملہ نمٹانے کا سوچے وہ نکل گیا جبکہ شنائیل روتی ہچکیاں بھرتی آفس آ کر جب یہ سب بولی تو برہان کرنٹ لگے انسان کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا سچ میں ڈرامہ تھا یہ؟ مجھے تو ڈرامہ نہیں لگا۔ لعنت ہو تجھ پر دراب"

ان دو کو لگا یہ ڈرامہ ہے پر یہ شاید تاریخ کا سب سے فلاپ کھیل تھا۔

انکل اس نے مجھے تھپڑ مارا سبکے سامنے اور سب کے سامنے لیزے کو بیوی"
"کہا۔ہم ناکام نہیں ہو سکتے، میں مر جاوں گی اس کے بنا
شنائیل رو رو کر آدھی تھی اور اب برہان کو اپنی فکر پڑ گئی کیونکہ جو وہ نرمین
کے ساتھ کر چکا تھا اگر دراب کو پتا چلتا تو اصل قیامت تب آتی۔
دراب پورا راستہ سکھی کو کال کرتا رہا پر وہ لیزے کو ڈھونڈنے میں لگا
تھا، سائلنٹ فون دیکھ نہ سکا۔
سکھی نے گاوں کے راستے تک لیزے کو دیکھا پر نا جانے وہ کہاں گم گئی تھی
کے اسے دیکھائی نہ دی۔
جبکہ دراب ہوٹل پہنچا اور جب مطلوبہ روم کو انلاک کیا تو نرمین کھلی کھڑکی
کے پاس سوگوار سی کھڑی تھیں، شال لپیٹے، بال کھولے اور یہیں سے دراب
کا دل بیٹھا کیونکہ ممی کبھی بال نہیں کھولتی تھیں۔
"ممی، آپکی آزادی حاصل کر لی میں نے۔انہوں نے سائن کر دیے"
وہ لپک کر قریب آیا تو نرمین نے اسکو پاس آرکتے دیکھ کر بمشکل سانس لی۔

وہ ممی کی آنکھیں دیکھ کر تھما، وہ اس کی آنکھوں سے زیادہ بری حالت میں تھیں۔

"بہت اچھی نیوز ہے، لیکن مجھے بتاو اس کے بدلے کیا قیمت ادا کی تم نے۔ مجھ سے جھوٹ مت بھولنا دراب"

نرمین نے وہ پیپرز اس سے لے کر میٹرس پر رکھے اور دراب کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔

"زیادہ بڑی قیمت نہیں ہے اٹس مائی پرسنل میٹر، میں یہ ادا کی گئی قیمت انکے حلق سے ہاتھ گھسیڑ کر واپس نکال لوں گا۔ سب ٹھیک کر دوں گا۔ آپ جلدی سے سائن کریں تاکہ اس عذاب سے آپکو نجات ملے"

دراب نے پکڑ کر ممی کو بٹھایا اور پیپرز کھولے سائن کے لیے کچھ ڈھونڈتا ادھر ادھر دیکھنے لگا تبھی نرمین کے پھوٹ پھوٹ کر رونے پر وہ گھبرا کر انکے قدموں میں بیٹھا، نرمین کے دونوں ہاتھ پکڑ کر چومے۔

آپ ڈائورس پر دکھی مت ہوں، وہ آپکو ڈیزرو نہیں کرتے۔ میں ہوں ناں"
آپکا دراب، دد ھو ہیں۔ ہم آپکی دنیا ہیں۔ میں آپکا خیال رکھوں گا، آپکو رونے نہیں دوں گا۔ اور کبھی آپکے لیے کوئی پرفیکٹ انسان ملا اسے بھی آپکے لیے لاوں گا ممی۔ پلیز کوئی پین ہے آپکے پاس، ابھی کرنا ہو گا سائن۔ وقت کی

"بہت کمی ہے ممی

وہ کچھ سنے سمجھے بنا بس بول رہا تھا اور نرمین کے پاس ایسے لفظ ہی نہیں تھے کہ وہ اپنی تکلیف بتا پاتیں۔

"دراب، ابھی سائن نہیں کر سکتی"

وہ ممی کے جواب پر غمزدہ ہوا، جیسے اک پل میں ساری ریاضت خاک ہو گئی ہو۔

ک۔۔ کیوں، آپ تو نفرت کرتی ہیں ان سے۔ پلیز سائن کریں ممی تاکہ" میں اس قیامت کو روک سکوں جو میں نے خود اپنے دل پر ڈھا دی۔ سمجھیں ناں یہ زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ مما ڈواٹ، وہ بہت برے اور ظالم

ہیں۔میں آپکی قید سے گھٹتا آیا ہوں،مجھے کھل کر سانس لینے کا حق

"دیں۔سائن کریں

دراب لاکھ سمجھاتا،نرمین بے بسی سے اسے بس دیکھتی رہی۔

پہلے بتاواس قیمت کا،اسی وقت سائن کردوں گی۔بولو بے بی،اتنی آسانی"

"سے تو وہ مجھے طلاق نہیں دے سکتا تھا۔بتاوناں میری جان

ماں کے سسک اٹھنے پر وہ کچھ نہ بولا اور انکے قدموں سے اٹھا۔

میرے چہرے کو جس نے بگھاڑا مجھے اس سے محبت ہو گئی،آپ اور ددھو"

جب نیو یارک تھے ہم نے نکاح کر لیا،اور برہان جدون نے آپکو طلاق دینے

کے لیے یہ شرط رکھی کے کہ میں لیزے نور کو بے عزت کیے اپنی زندگی

سے ایسے نکالوں کے وہ میری شکل دیکھنے کی رودار نہ رہے۔اور میں نے کر دیا

پاگل پن میں،میں نے جو لیزے کے ساتھ کیا وہ دل سے نہیں کیا یہ اسے

"بتانے میں دیر ہو رہی ہے ممی،پلیز سائن کر دیں

وہ رو پڑا تھا،نرمین دل جکڑے اٹھ کر کھڑی ہوئیں۔

تم اگر ایسا نہ کرتے تو کیا کرتا وہ؟ طلاق نہ دیتا، سو واٹ بے بی؟ تم نے میری" آزادی کے لیے اپنا دل اجاڑنے کی کوشش کی۔ او میرے خدا، یہ کیا کر دیا تم نے دراب؟"

نرمین کو لگا انکا سر چکرا جائے گا، وہ ابھی ہوش کھو دیں گی۔

"م۔۔ ممی میں لیزے کو سب بتا دوں گا، وہ میرے دل سے جڑی ہے، میرے منحوس الفاظ پر یقین تھوڑا کرے گی۔ آپ کچھ مت سوچیں۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا، نرمین سر چکرانے پر اسکی بازوؤں میں لہرائیں، دراب نے بمشکل ممی کو سنبھالے جب لٹایا تو دراب کی نظر ممی کی گردن کے نشانات پر گئی، لمحہ لگا تھا دراب کا دماغی توازن بگھڑنے میں۔

وہ ممی کی گردن سے لپٹی شال ہٹائے وہاں درندگی کے نشانات دیکھتا ضبط ہار سا گیا۔

"بے ایمان شخص۔۔۔۔۔"

دراب نے ممی کا ماتھا کرب سے چومتے وہ پیپر زاور ممی کو بھی بازووں میں اٹھایااور کمرے سے نکلا۔

نرمین کانروس بریک ڈاون ہوایہ ہو سپٹل جانے کے کچھ دیر بعد جب دراب کو پتا چلاتو جیسے زمین پیروں سے اور آسمان سر سے سرک گیا ہو۔

سکھی بھی واپس لوٹا، دراب کے کھیل کی کہانی سنے اسکے گھر دوڑا پر وہاں براق جدون سے نرمین آنی کے ہو سپٹل ہونے کا سنے وہ انکو ساتھ لیے فوری پہنچا۔

دراب دیوار سے لگا کھڑا تھا، سکھی اور براق صاحب اسکے پاس آئے تو وہ دونوں کو دیکھتا اپنی مٹھی میں وہ پیپر زدبوچے دیوار سے ٹیک ہٹائے آگے بڑھا۔

"ممی آپ دو کی حفاظت میں دیتا ہوں، مجھے کچھ حساب چکانے ہیں جانا ہو گا"

دراب کی حالت ٹھیک نہیں تھی، براق جدون نے سکھی کو اسکے پیچھے دوڑایا اور پورا راستہ سکھی نے اسے مخاطب نہ کیا، وہ بھی ایسے تھا جیسے سانس نہ لے رہا ہو۔

پہلے گھر لے کر چل، یہ پیپرز سنبھالنے ہیں لاکر میں۔ پھر مجھے ڈیڈ کی طرف"

"اتار کر اپنے گھر چلا جائیں

وہ ربورٹ کی طرح بولا جبکہ دراب گھر کے پورچ میں گاڑی رکتے ہی اس سے پہلے نکلتا، سکھی نے اسکی بازو دبوچی۔

"لیزے کے پیچھے گیا تھا، نہیں ملی کہیں"

سکھی کے منہ سے لیزے کا نام سنے وہ فوری اسے دیکھنے لگا۔

"میں ڈھونڈوں گا تو مل جائے گی"

دراب نے جو کہہ کر بازو جھٹکا وہ سکھی کا دماغ گما گیا، جتنا غصہ تھا سارا بے قابو ہونے دیے سکھی باہر نکلا اور دوڑ کر گھر میں گھستے دراب کے پیچھے لپکا۔

خود کو بہت بڑا کھلاڑی سمجھ رہا ہے تو؟ پہلے اسے بے عزت کیا دھتکارا پھر "
پورے کالج کے سامنے بیوی کہا، تو میرے ہاتھوں مر جائے گا آج۔ بتا کیوں
"کیا ہے یہ تو نے منحوس انسان
سکھی نے اسکے گردن دے دبوچے اپنے سامنے کیا، دراب کو اسکی پکڑ نے
زرا درد نہ دیا۔
"مجبوری سکھی"
دراب کا سر گوشیانہ جواب سکھی کو مزید وحشی کر گیا۔
خدا کرے اب وہ تجھے کبھی نہ ملے دراب، میں تو بچپن سے بے بسی کی "
مورت ہوں، تجھے کس ماں کے لال نے مجبور کیا؟ تو تو مجبوری کی بینڈ بجانے
والا تھا۔ کیسی مجبوری تھی یہ؟ لیزے کو پتا ہے یہ ڈرامہ تھا تیرا؟ بول ناں
"خبیث؟
سکھی نے اسکے گریبان سے پکڑے دبوچا پر یہی تو اذیت تھی دراب کی۔

سوچ سمجھ کر بد دعا دے، لگ گئی تو تو بھی میری اذیت ہر مرے گا مت"
بھول۔اور تب وہ کھیل نہیں تھا، وہ گیڈ سے او جھل ہوئی تو سب کھیل بن
گیا"

دراب کے سوختہ جگر غرانے نے سکھی سے قوت گویائی سلب کی۔

"تو کیوں کیا اسکے ساتھ یہ؟"

سکھی سے بولا نہ گیا، آواز گھٹ گئی۔

میں پہلے کچھ حساب پورے کر لوں پھر بتاوں گا تجھے، اور لیزے کو بھی منا"
لوں گا۔ سمجھ جائے گی میری تکلیف"

دراب نے سینہ سہلاتے اسے پرے جھٹک کر چیختے کہا۔

گیم نہیں تھی، زہر اگلا ہے تو نے۔اسکو تباہ کیا ہے۔ نہیں مانے گی۔ تھوکے"
گی تجھ پر۔لعنت بھیجے گی۔مزاق اور کھیل میں بھی اتنی گندگی اگلنے سے گریز
برتا جاتا ہے دراب۔۔۔۔۔مجھے بتا کس نے کیا کہہ کر اس پر مجبور کیا تھا؟"

سکھی کو لگ رہا تھا اسکا دماغ پھٹ جائے گا۔

دوررہ مجھ سے اوراس معاملے سے سمجھا، جامیں خود چلا جاوں گا اپنے باپ"
کے گھر۔کچھ دن مجھ سے دوررہ۔۔میں اس وقت خود نہیں جانتا کیا کر
"گزروں گا

دراب نے اسے پرے دھکیلا، اوراپنے کمرے کی طرف بڑھا جبکہ دوسری طرف لیزے دوپہر اپنے گاوں پہنچی، ناجانے کتنی جگہ گری، کتنا غبار، کتنی مٹی دامن پر سمیٹ بیٹھی، اور گھر کے پاس ہی وہ شمشیر کی گاڑی سے جب ٹکراتے بچی تو وہ بروقت بریک لگائے فورا سے باہر نکلا، لیزے کے گرد سے اٹے چہرے اور کپڑے دیکھتا شمشیر لپک کر قریب آیا اور اسکو پکڑ کر اپنی اور کرتے اسکی گرد سے اٹی گالیں جھاڑیں۔

لیزے اسے دیکھ رہی تھی پر سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ مر گئی ہے یا جیتے جی ایسا عذاب سہہ رہی ہے کہ وہ درندہ اسے چھوڑ رہا ہے اور وہ مزاحمت نہیں کر پا رہی۔

تو کالج جاتی ہے ؟اوہ تیرے باپ نے اتنی بڑی بات چھپائی، غدار کہیں"
کا۔پسند ہے تو یہ معاف کر دوں گا پر ایسی روتی ہوئی کلیجے کو کاٹ رہی ہے۔کیا
"کسی استانی نے مارا ہے ؟ گرد کیوں ہے تیرے کپڑوں پر ؟
شمشیر نے بہکے بہکے لہجے میں اس سے اس اجڑے حال کی روداد جاننی چاہی پر
وہ کچھ کہنے کے بجائے شمشیر کی بازووں میں جھول سی گئی، وہ خود بوکھلا کر
اپنے گامے کو آواز لگاتا لیزے کو اٹھائے گاڑی میں ڈالے اسکے گھر کی طرف
بڑھا۔
شبیر تو کام پر تھا البتہ چوہدری شمشیر کی بازووں میں بے ہوش لیزے کو دیکھ
کر کنیز کا کلیجہ ضرور منہ کو آیا۔
وہ اندر آیا اور آہستگی سے لیزے کو لٹاتا پرے ہو کر کنیز کو سرد نظروں سے
گھورا جو سہم گئی تھیں۔
لیزے نور کالج جاتی ہے، اسکا جواب دونوں میاں بیوی حویلی آ کر دو۔اور"
"ہاں دوبارہ یہ گھر سے باہر نظر نہ آئے

شمشیر نے گھن گرجی لہجے میں کنیز کی روح فنا کی اور اپنے لوگوں کے ہمراہ جیسے آیا ویسے نکل گیا، کنیز نے پہلے جا کر گیٹ بند کیا پھر لیزے کی گال پاس بیٹھے کپکپاتے ہاتھ سے سہلائی۔

"پ۔۔پتر، ہوش میں آ"

کنیز نے سسک اٹھتے گلاس میں رکھے پانی سے ہتھیلی تر کیے لیزے کے چہرے سے لگائی تو وہ کراہتے ہوئے کسمسائی۔

تو اتنی جلدی گھر کیسے آ گئی پتر، اور یہ گرد۔۔۔ شمشیر نے یونیفارم میں دیکھ"

"لیا ہے تجھے۔ ہماری خیر نہیں، لیزے بول نہ کچھ پتر؟

اس ماں کی بولتے جان جا رہی تھی، لیزے نے ہاتھ بڑھا کر اماں کی آنکھ سے آنسو پونچھا حالانکہ اسے خود اسکی زیادہ ضرورت تھی۔

مجھے زندہ دفنا دیں اماں، خدا کے لیے۔۔۔۔ورنہ میں آپ اور بابا کو نگل"

"جاوں گی۔ یہیں صحن میں قبر کھود کر ڈال دیں۔ منت کرتی ہوں اماں

لیزے کے دفتار وپڑنے پر کنیز کے چہرے پر سفیدی کھنڈی۔

"کیا بول رہی ہے پتر۔۔۔۔مریں تیرے دشمن"

کنیز نے اسے پکڑ کر اٹھاتے اپنے سینے لگایا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"ا۔۔اماں میں نگل جاوں گی آپ د۔۔دونوں کو۔۔اچھا ہے مار دیں، اس نے

"ب۔۔بدلا لے لیا

وہ پیچھے ہوتی منت کیے سسکی تو کنیز آبدیدہ ہوئیں۔

"کیا؟ کیا بول رہی ہے"

کنیز نے اسکی گال تھپکی کیونکہ انھیں لگا لیزے ہوش میں نہیں تبھی اول فول بک رہی۔

"اماں۔۔مجھے نافرمانی کی سزا ملی ہے، میں اسی کے لائق تھی۔اس نے پورے کالج کے سامنے مجھے رسوا کیا۔ کہا کہ اسکے معیار کی طوائف سے بھی نچلا درجہ ہے میرا۔اماں م۔مجھے مر جانا چاہیے تھا پر نہیں مری۔آپ مار دیں۔۔۔میں کیا کروں گی؟ اس بچے کے ساتھ میں دھتکاری ہوئی لیزے نور آپکی بھی رسوائی بنوں گی۔۔۔گلا گھونٹ دیں ناں اماں۔۔۔۔خدا کے لیے مجھے مار

دیں۔۔بابا کو کہیے گا خود ہی مر گئی، بخار سر چڑھ گیا۔۔۔۔ٹھیک ہے ناں؟ یہ "ہمارا راز رہے گا۔۔۔اماں میں آہ بھی نہیں کروں گی۔۔۔

لیزے کو سینے لگائے یہ سوہان روح گزارشات سنے کنیز کے آنسو بھی رواں تھے، وہ اسکے منہ پر ہاتھ رکھے اسے خاموش کرواتی رہیں پر حواس کھو بیٹھی لیزے کی بس ایک ہی خواہش تھی کہ اسے مرنا تھا۔

گامے نے جب یہ خبر شبیر کو دی تو وہ گرتے پڑتے راہ میں آتی چیزوں سے ٹکراتے گھر پہنچے اور کنیز کے دروازہ کھولنے پر اندر آئے۔

"ک۔۔کیا ہوا ہے میری لیزے کو کنیز؟"

شبیر مغل کی آنکھوں میں نمی تھی تو لہجہ جیسے ابھی دل پھٹ جائے گا۔

ا۔۔اس حیدر نے کہیں کا نہیں چھوڑا ہماری لیزے کو۔ کہا تھا آپکو شبیر مجھے " یقین نہیں ہے اس پر۔ چھوڑ دیا ہے اس نے ہماری لیزے کو، کالج کے آگے "زلیل کیا۔اورت۔۔تو اور چوہدری نے لیزے کو یونیفارم میں دیکھ لیا

کنیز تڑپ اٹھتیں پھوٹ پھوٹ کر انکے سینے منہ چھپائے رو دیں جبکہ شبیر مغل یہ ماننے پر ہر گز آمادہ نہ تھے، جس نے اتنے مان سے انکی لیزے مانگی وہ کیسے دھتکار سکتا ہے۔

ن۔۔ نہیں تجھے غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ وہ لیزے کو ایسے رسوا ہونے نہیں" دے سکتا۔ تو مت رو، میں ابھی جاوں گا۔ اسکا گریبان پکڑ کر پوچھوں گا کہ میری بیٹی کے ساتھ ایسا کرنے کی جرت کیسے ہوئی۔ اور تو رو مت چوہدری کو میں دیکھ لوں گا۔ ہم غلام ہوں گے کرماں آلیے پر ہماری لیزے نہیں۔ تو کنڈی لگا میں جاتا ہوں کالج، دراب ایسے میری دھی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ ایسا نہیں ہے، اسکی آنکھوں میں بدلے جیسا کچھ نہیں تھا۔ مت رو، میں جاتا ہوں۔ لیزے کو بھی کہہ اسکے بابا ہیں، اسے رونے کی ضرورت نہیں" شبیر نے ان دو کی تسلی بڑھادی اور الٹے پیروں شہر نکلے، اور راستے میں اس شخص کے آنسوؤں سے زمین تر ہوتی گئی، کالج گیڈ کے باہر تانگے پر رکتے وہ اسے روانہ کیے خود گیڈ کی طرف دوڑے، چوکیدار باہر ہی کھڑا تھا۔

"جی بزرگو! کیا ہے؟"

شبیر اس سے پہلے آنکھیں رگڑتے اندر گھستے، چوکیدار نے بدتہذیبی سے بازو دبوچے پرے کیا۔

"مم۔۔۔مجھے دراب حیدر سے ملنا تھا۔ کیا اسکے گھر کا پتہ مل سکتا ہے مجھے"

"بھائی؟"

شبیر بہت کوشش کر رہے تھے ضبط نہ ہاریں پر آواز پھٹ رہی تھی۔

"ہم کیوں دے گا کسی کے بھی گھر کا پتا، کیا پتا تم دہشت گرد ہو اور حملہ کرنے والے ہو۔ جاو دماغ مت چاٹو، ویسے بھی کالج ٹائم ختم ہو گیا ہے۔"

چوکیدار نے اسے دھکے دیتے چلتا کرنا چاہا تبھی ان دو کی بعث پر شنائیل اور برہان باہر نکلے، شنائیل کا دکھ کم کرنے کی کوشش کرتے برہان اسے روک چکے تھے تاکہ خود گھر ڈراپ کریں پر چوکیدار کے ساتھ شبیر احمد کو دیکھ کر وہ دونوں ہی ٹھٹکے۔

"صاحب جی یہ دراب بابا کے گھر کا ایڈریس مانگ رہا ہے"

چوکیدار نے فوری برہان کی طرف دیکھتے بتایا جس پر شنائیل اور برہان کی آنکھوں میں شیطانی چمک اٹھی۔

"م۔۔میں شبیر مغل ہوں، لیزے کا بابا۔۔۔۔م۔۔مجھے دراب سے ملنا تھا، وہ میری دھی کو کیسے چھوڑ سکتا ہے۔ ہم رسوا ہو جائیں گے وہ نکاح میں ہے اسکے، اسے کہیں ہمارے ساتھ ایسا نہ کرے۔۔۔بدلہ لینا ہے ناں تو ہم

"میاں بیوی سے لے پر ہماری لیزے معصوم ہے

شبیر کے سسک اٹھنے پر بھی ان دو کو زرا رحم نہ آیا۔

"لیکن اب بہت دیر ہو گئی انکل، دراب نے تو اسے طلاق دے دی۔ یہ بس اسکے چہرہ بگاڑنے کی سزا تھی، اب آپ اپنی بیٹی کو سینے سے چپکا کر رکھیں اور کالج بھی مت بھیجئے گا کیونکہ پورا کالج تھو تھو کرے گا"

شنائیل نے جلدی سے اپنے منہ پر پڑے تماچے کا سود سمیت بدلہ چکاتے شبیر مغل کے سینے کو کاٹ دیا جبکہ برہان نے موقعے پر چوکا مارتی اپنی فیوچر کی ہونہار بہو کو یوں دیکھا جیسے اتنی سمارٹنس کی امید نہ ہو۔

اب برہان کو لگا جیسے انکا پلین فلاپ ہونے سے بچ گیا۔

"ط۔۔طلاق"

شبیر نے صدمے سے اپنا دل جکڑا،اس سادہ لوح کی تو سانس اٹک گئی۔

"ہاں،دیکھو ہر گناہ کی ایک سزا ہوتی ہے شبیر۔میرا بیٹا یونہی عیاش طبعیت کا مالک ہے،اور سزا بھی بہت بری دیتا ہے،یہ لڑکی اسکی اصل بیوی بنے گی۔لیزے نے میرے بیٹے کے چہرے کا ستیاناس کر دیا،یہ بس ایک سزا تھی،اب بہتر ہو گا اپنی بیٹی کو اپنے سینے سے لگا کر چھپالو کیونکہ اگر یہ سب تمہارے گاوں والوں کو پتا چلا تو اصل بدنامی اور رسوائی کیا ہوتی ہے پھر تم لوگوں کو پتا چلے گا۔اس لیے دراب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو بہت برا ہو گا،اب دفع ہو جاو"

برہان نے اس ضعیف بے کس باپ کی اپنی دھمکیوں سے جان لی جو پہلے ہی طلاق نامی جھوٹ کا تیر سینے پر روکے چٹان بنا کھڑا تھا پر پھر اپنی آنکھیں کندھے کے حجاب سے رگڑے وہ شخص وہاں سے اپنی لیزے کی بربادی کا

بوجھ اٹھائے مرے قدموں سے لوٹا، اک لمحہ شنائیل کا دل اسے کوسا، پر تب وہ انا کی ماری تھی اور سمجھ نہ سکی کہ اسکا ایک جھوٹ کتنے لوگوں کی موت بنے گا۔

وہ اور برہان جیت گیے تھے اور لیزے نور کو بری ہار دے دی گئی۔

شبیر لٹے پٹے غم سے بے حال گھر پہنچ آئے، آکر صحن کے تخت پر گرے تو کنیز دوڑ کر انکے قدموں میں بیٹھیں۔

اپنے جان سے پیارے شوہر کی انگارہ آنکھیں، کیسے برداشت کیں یہ وہی جانتی تھیں۔

"ک۔۔کیا ہوا؟ دراب سے ملے آپ؟"

کنیز نے اپنے کانپتے ہاتھ سے شبیر کی گال سے دھاڑی میں دفن ہوتے آنسو کو چھونا چاہا اور اس سے پہلے وہ صبر وہمت کا پیکر کچھ بولتا، دروازے پر وحشیوں سی دستک پر دونوں گھبرا کر اٹھے۔

"دونوں کو چوہدری بلا رہے ہیں، نکلو باہر ورنہ دروازہ توڑ دوں گا"

گاما اپنی فوج لیے پہنچ چکا تھا، لیزے بھی شور سنے باہر بھاگی مگر تب تک وہ لوگ کنیز اور شبیر کو گھسیٹ کر بڑی حویلی لے جا چکے تھے، لیزے بھی پیچھے ہی دوڑی۔

وہیں دوسری جانب دراب حیدر کا اگلا ٹھکانہ اپنے باپ کا گھر تھا، سکھی نے اسے ڈراپ کیا اور دراب کے سختی سے دھاڑنے پر وہ واپس ہو سیٹل نکل گیا۔

گارڈز یا چوکیدار کسی کے روکنے سے وہ بدماغ شخص نہ رکا، جبکہ اسکے ہاتھ میں گن دیکھ کر گارڈز نے بھی گن تانی۔

"دراب تم گن میرے حوالے کرو، وہ والد ہیں تمہارے"

یہ سانول تھا، برہان جدون کا باڈی گارڈ، اسے دراب کے تیور کچھ ٹھیک نہ لگے تو آگے بڑھ کر اس سے گن چھیننی چاہی۔

ہٹ جاو تم، والد بیٹے کا رشتہ موت پا چکا ہے۔ تم سے لڑنا نہیں چاہتا سانول"

"قریشی

دراب نے اسے پرے دھکیلنا چاہا مگر اس بھاری بھر کم شخص نے دراب کی بازو پکڑ کر روکا۔

میں تمہیں کچھ غلط کرنے نہیں دوں گا، ایک مشرک کی موت اتنی آسان" "نہیں ہونی چاہیے کہ گولی لگے اور بات ختم

دراب ٹھٹک کر رکا، پھر سانول کو دیکھتے اذیت سے قہقہہ مار گیا۔

اس انسان کی بد قسمتی دیکھو سانول، باڈی گارڈ بھی وفادار نہیں۔ مجھے انکے" مشرک ہونے سے زیادہ مجرم ہونے سے سروکار ہے، وہ اللہ کا معاملہ ہے، اسے وہ انسانوں کے ہاتھ نہیں دیتا لیکن جو میرے ہاتھ میں ہے وہ میں کروں گا۔ تم اچھے آدمی ہو، ددھو تمہیں پسند کرتے ہیں اسکا یہ مطلب نہیں تم مجھ پر حکم چلاو، جدون خاندان کے وارث پر۔۔۔۔ سمجھے۔ سٹے آوے "فرام می

دراب نے اسے پوری قوت سے دھکیلنا چاہا مگر سانول نے پھر سے جب اسکا گن والا جکڑ کر کھینچا تو دراب نے جو گن لوڈ کی تھی وہ چلی اور کسی کے کراہنے

کی آواز پر وہ دونوں بوکھلائے، گولی سیدھی شور شرابہ سن کر باہر آتے برہان جدون کے سینے میں جا کھبی تھی، دراب اور سانول دونوں کے چہرے اس سانحے پر سفید پڑے۔

یکدم ہی وہ گرتے برہان کی طرف دوڑے، جبکہ گن بروقت سانول نے اپنے ہاتھ میں جھپٹ لی تھی، دراب جب تک پہنچا برہان بن پانی کی مچھلی سا پھڑ پھڑاتا بے ہوش ہوا، زمین پر خون ہی خون پھیلا، چیختی چلاتی شانتل نے الگ دراب کو مکے برسانے شروع کر دیے کہ اس نے اپنے باپ کو مار دیا، جبکہ دراب خدا گواہ تھا مارنے کی ہمت تو رکھتا ہی نہ تھا، وہ تو بس چیخ چلا کر چلا جاتا پر اپنے باپ کو اس حال میں دیکھے اسکا دل بہت بری طرح کٹ گیا پھر جیسے ہر طرف سے اسے حالات نے لیزے سے دور کر دیا، کیونکہ وہ اس آزمائش کے لیے چنا جا چکا تھا۔

بروقت برہان جدون کو اسکے لوگ ہوسپٹل لے کر روانہ ہوئے تو دوسری طرف پولیس نے دراب کو مڈر اٹیمنٹ پر ہوسپٹل آتے ہی اریسٹ کر لیا، سانول ہوسپٹل سے پیچھے ہی پولیس اسٹیشن دوڑے۔

بنا ثبوت تم لوگ اس بچے کو جیل میں کیسے ڈال سکتے ہو، اسکے ماں باپ" ہسپتال ہیں۔ خدا کا خوف نہیں تم لوگوں کو۔ ثبوت دیکھاو کے اس نے مارا ہے برہان جدون کو"

سانول تھانے کے مین آفس میں شیر کی طرح دھاڑا تھے، جبکہ انسپکٹر خداداد نخوت سے سر جھٹکتا اٹھا اور اس باڈی بلڈر کے روبرو آرکا۔

شمدی صاحب کے خاص آرڈرز ہیں کے مجرم کو پھڑ پھڑانے نہ دیا جائے" بھلے اولاد ہی کیوں نہ ہو، اور برہان صاحب کی بیوی، انکے گارڈز چشم دید گواہ ہیں کے دراب آیا ہی گن لے کر اپنے باپ کو مارنے تھا۔ جب تک برہان صاحب خود نہ کہہ دیں کے دراب بے قصور ہے، ہم اسے نہیں چھوڑیں گے "سانول صاحب

تھانیدار کی ہٹ دھرمی پر سانول نے اسکا گریبان دبوچے ایک ہی جھٹکے سے دیوار سے پٹخا۔

"میں نے مارا ہے برہان جدون کو، لکھ ایف آئی آر اور خبر دار اگر تم لوگوں نے دراب کا بال بھی بیکا کرنے کی کوشش کی۔ چھوڑا سی وقت اس بچے کو، ورنہ تیرے ہوتے سوتے تیری لاش پر ماتم بھی نہیں کر پائیں گے"

سانول کی دہشت پر تھانیدار نے خوفزدہ ہوتے سر ہلایا اور چھوٹتے ہی ایف آئی آر بدلی۔

"دیکھیں سانول صاحب قانونی کاروائی ہو گی باقاعدہ، گن پر ملے فنگر پرنٹس کی جانچ ہو گی پھر ہی ہم اسے چھوڑیں گے۔ مجھے مجبور مت کریں مجھ پر بہت پریشر ہے"

جہاں داد نے ایف آئی آر تو لکھی پر منمنایا تو سانول نے گن اسکے سامنے پھینکی۔

یہ گن تھی، میرے ہی فنگر پرنٹ ہوں گے۔ جلدی ثابت کرو اعدالت میں"
"اور چھوڑا سے۔ ورنہ تجھے اس کرسی پر بیٹھنے لائق نہیں چھوڑوں گا
سانول نے اسکے اچھے سے باور کروایا اور دراب سے ملنے بڑھے جو سر ہاتھوں
میں گرائے بیٹھا یہ سمجھنے کی کوشش میں تھا کے اسکے ساتھ زندگی اتنی سوتیلا
سلوک کس گناہ پر کر رہی ہے۔

"دراب"

مانوس پکار پر وہ فوری اٹھ کھڑا ہوا۔

سانول بھائی، مجھے یہاں سے نکالیں۔۔۔ ممی ہو سپٹل ہیں۔۔ مجھے کچھ اور"
"بھی اہم معاملہ نمٹانا ہے۔ پلیز مجھے یہاں نہیں رہنا
دراب کو دیکھتے ہی سانول نے پیار سے ہاتھ بڑھا کر اسکی گال تھپکی۔
فکر مت کرو، میں جلد سے جلد تمہیں نکلواتا ہوں، بی بریو۔ اور کچھ نہیں"
ہو گا برہان سر کو۔ ٹنشن مت لو تمہاری ممی اب ٹھیک ہیں، براق سر سے بات
"ہوئی ہے

سانول نے اسے تسلی دی پر دراب کا دل تو لیزے سے لپٹا ہوا تھا اور وہ بتا بھی نہیں سکتا تھا۔

"سانول بھائی مجھے یہاں سے آج ہی نکلوا دیں زندگی اور موت کا مسئلہ سمجھیں"

دراب نے ایک آخری التجا کی اور سانول نے اسے جھوٹی امید دلا دی کیونکہ جانتا تھا دراب کو قید رکھے رکھنے کی یہ جو شمدی زور آزمائی کر رہا تھا یہ بلاوجہ نہیں۔

جبکہ وہیں دوسری طرف شمدی صاحب پر تو جیسے قہر ٹوٹا، ایک اکلوتے یار پر اسی کی اولاد کی طرف حملہ دوسرا شنائیل کا ایڈ منظر عام پر اسی دن آنے پر جو رسوائی ملی وہ الگ۔

"بڑے بد قسمت نکلے ہم دونوں، اسکے بیٹے نے اسے قبر تک پہنچانے میں کسر نہیں چھوڑی اور تم نے مجھے قبر میں گاڑنے کا پورا پلین کر رکھا تھا، تمہاری

منحوس ماں نے تمہیں بھی بنادیاناں طوائف۔کب کیا تم نے یہ ایڈ؟کس کی

"اجازت سے

شنائیل نے یہ ایڈ کچھ سالوں پہلے کیا تھا پر کچھ ایشوز کے سبب وہ اب ریلیز ہوا اور شنائیل کو خود بھی پتا نہ تھا تبھی وہ بابا کے برسنے گرجنے پر رات جو خوشی منارہی تھی سب غارت ہوئی۔

"ب۔۔بابا"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتی شمدی نے کھینچ کر پہلے سے لال گال پر ایک اور تھپڑ دے مارا۔

اپنی اس گندی زبان سے بابامت کہنا، تھو تھو کر رہے ہیں لوگ تمہارے" آدھے سے زیادہ ننگے جسم کو دیکھ کر مجھ پر۔میں برہان کے مشرک ہونے پر کتنا تکلیف میں ہوں، دوست ہے اسے بیچ راہ چھوڑ نہیں سکتا، کوشش کرتا رہتا ہوں کے وہ اس منحوس شانتل کو چھوڑے اور توبہ کرے، مجھے لگا تھا میں نے تمہیں تمہاری ماں سے چھین کر اپنے پروں میں چھپائے محفوظ کر لیا پر

دیکھو تم بھی اسی گندی نالی کا کیڑا پھدکتی ہوئی اسی گٹر میں گری۔ تم نے مجھے کہیں منہ دیکھانے لائق نہیں چھوڑا، میری زندگی میں تین ہی اہم لوگ تھے، تینوں سے دکھ ہی پایا۔ تمہاری ماں، برہان اور تم۔۔۔ بولو شنائیل یہ "کالک کیوں ملی تم نے میرے منہ پر؟

بابا کے جگر کاٹتے الفاظ، انکی آنکھوں اور کہجے کی اذیت سنے وہ کچھ بول ہی نہ پائی، دل بند ہو رہا تھا۔

نہیں بولنا، ٹھیک ہے دفع ہو جاو اپنا منہ اٹھا کر۔ اسی گٹر میں۔ آج سے میرا" تم سے باپ بیٹی کا رشتہ ختم۔ کل ہی کانفرنس کر کے یہ اناؤنسمنٹ کروں گا کہ شنائیل شمدی سے میرا کوئی تعلق نہیں، اور اس دراب کو بھی ناکوں چنے "چبواوں گا۔ تم لوگوں نے باپ کو مزاق سمجھ رکھا ہے۔ گیٹ لاسٹ

شمدی صاحب اپنا کرچیوں میں بٹا دل سنبھالے وہاں سے چلے گئے اور شنائیل کے کیے کا صلہ اللہ نے فوری اسے تھمایا کیونکہ اسکی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔

شنائیل کو کچھ نہ یاد رہا سوائے شبیر مغل کی ان آنکھوں کے جس میں لکھی بد عا

اس دن شنائیل نے خود کو لگتی محسوس کی اور وہیں گھٹنوں کے بل گر پڑی۔

گولی برہان جدون کو بہت بری جگہ گولی لگ چکی تھی اور ڈاکٹرز کے بقول

اسکے بچنے کے چانس بلکل صفر تھے، دراب کا دماغ بلکل سوچنے سمجھنے سے

فارغ ہو گیا۔

وہیں دوسری جانب ایک اور ستم ڈھایا گیا۔

"کس کی اجازت سے تو نے اسے کالج ڈالا؟ بول شبیر۔ تجھے نہیں علم تیرے

باپ دادا ہم سے قرض لے کر چکا نہ پائے تھے اور اپنی اولاد گروی رکھ گئے

تھے۔ اس ناطے تم سب ہمارے غلام ہو۔ پھر کیسے ہمت کی تو نے؟"

بڑا چوہدری مختار تھا جو خاصا رحم دل مشہور تھا پر آگے سے اسکے دونوں بیٹے

ایک نمبر کے جابر اور ظالم۔

کنیز تو شاید آدھے حواس اسی پر کھو چکی تھی کہ انکی زندگی تھم گئی جبکہ شبیر کی

آنکھوں میں خوف نہیں تھا، سب کھو دینے والے بے خوف ہو جاتے ہیں۔

اسے پڑھنے کا بہت شوق تھا اور تبھی اسکی خواہش پوری کی، ہم نے اپنی" لیزے گروی نہیں رکھی آپ کے پاس کہ اسکے بارے سوال جواب کا کسی کو حق دیں۔ ہم غلام ہیں آپ ہم پر حکم چلا سکتے ہیں لیکن میری بیٹی جو چاہے گی "وہ کرے گی

شبیر بے خوفی سے بولے تو شمشیر نے آگے بڑھ کر زوردار تماشا اس شخص کے منہ پر اس بے باکی پر مارا، کنیز نے آگے لپک کر اس وحشی کی گردن دبوچی تو اک لمحہ شمشیر بھی بوکھلایا، جبکہ شبیر مغل کو تکلیف ہی نہ ہوئی، وہ اس سے کئی گنا سہہ بیٹھے تھے۔

خبردار اگر تو نے میرے شبیر کو ہاتھ لگایا، تیری ناسیں چیر دوں گی۔ ہم نے" اور ہمارے باپ دادا نے تھوڑی غلامی کی تیری اور تیرے سگوں گی کہ تو اب "ہماری اولاد کے پیچھے پڑا ہے۔ اللہ کے عذاب سے ڈر مردود

کنیز کی لہو آنکھیں اوران میں تیرتی نفرت پر شمشیر کی مردانگی پر چوٹ پڑی تبھی ایک تماچااس نے کنیز کے منہ پر بھی مارا جس سبب وہ نمانی اس سے پہلے گرتی، لیزے نے اپنی اماں کو بروقت سنبھالا۔

میرے ماں باپ کو چھونا بھی مت چوہدری شمشیر، مجھے دوجو سزادینی"

"ہے۔انکو نہیں۔انکی سزایہی کافی ہے کہ انہوں نے مجھ سی بیٹی پیدا کی

لیزے کو دیکھ کر کنیز اور شبیر کا دل دہلا، وہ دوپٹے سے بے نیاز اسی یونیفارم میں تھی، چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان یوں تھے جیسے چہرے کا حصہ بن گئے ہوں۔

"لیزے توک۔۔کیوں آئی ہے؟"

کنیز نے اسکی بازو کھینچ کر اپنی طرف کیا تو لیزے نے نم آنکھوں سے اماں کی گال پر پڑے سرخ نشان کو دیکھے اپنی ہتھیلی پیار سے رکھی تو آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسو ٹوٹ گرے جب ایسا ہی کرب بابا کے چہرے پر دیکھا۔۔

"کہا تھا مار دیں، ورنہ نگل جاوں گی"

لیزے نے سرگوشی کی جسے سن کر کنیز بھی رو دی جبکہ شبیر دونوں کی ڈھال بنا سامنے آ رکے۔

تم دو میاں بیوی اب اپنی اولاد گروی رکھو گے، ورنہ ابھی تم دو کی گردنیں"

"کٹوا دوں گا

شمشیر کی خباثت سے بھری نظریں لیزے کے سراپے پر تھیں جو شبیر سے برداشت نہ ہوئیں، وہ بچارے لاعلم تھے کہ اس گھٹیا شخص نے پہلے ہی شبیر کو لگام ڈالنے کی پوری تیاری کر رکھی تھی۔

"اس سے پہلے تمہیں میری لاش سے گزرنا ہو گا سمجھے تم زلیل"

شبیر نے لپک کر جب چوہدری کا گریبان دبوچا تو شمشیر نے اس بوڑھے شخص کا گریبان دبوچتے اسے پرے مارا اور تبھی چوہدری کا گاما دوڑتا آیا۔

چوہدری جی اس شبیر نے آپکی کٹی گندم کی فصل میں آگ لگوادی، یہ چشم"

"دید گواہ ہے۔اسی کو شبیر مغل نے آگ لگانے کے لیے کہا

گامے نے کسی مریل مسکین کی گردن دبوچ رکھی تھی اور وہ بچارا مار کٹائی سے بس مرنے کے دہانے پر تھا، جبکہ شبیر، کنیز اور لیزے تینوں کے چہروں پر سچ میں حراس چھایا۔

"کیوں بھئی، اسی نے کہا آگ لگانے کو؟"

شمشیر آگے بڑھا اور گریبان سے اس لہولہان آدمی کو پکڑا جس نے جھوٹی گواہی دی اور اقرار کرتے ہی جان ہارا اور شمشیر نے اسے فرش پر گرتے دیکھ کر پلٹ کر شبیر مغل کو دیکھا۔

"اب گروی نہیں، سیدھا ونی ہو گی تیری یہ چھوری۔۔۔ہاہا"

شمشیر کی خباثت بھری ہنسی پر وہ شاید تینوں ہی اس روز مر گئے، شبیر نے لپک کر جیسے ہی شمشیر پر حملہ کرنا چاہا، دو آدمی شبیر کو دبوچتے اسکے پیٹ میں ٹھڈے اور گھونسے مارتے اسے بے حال کرتے اٹھا کر لے گئے، کنیز چینختی چیخے دوڑی، پر لیزے سرخ آنکھوں سے اپنے قریب آرکتے شمشیر کو دیکھ رہی تھی۔

ایسے مت دیکھ، نکاح کا انتظار بھی نہیں کروں گا۔ تیری یہ توبہ شکن"
خوبصورتی مجھ جیسے شیر کے ہاتھوں سراہی جانی چاہیے۔ تیرے باپ کو جتنا
مارا ہے تو مجھے مار لینا، دوسرے والا (معنی خیزی سے آنکھ دبائی)۔ جب یہ
دونوں تجھے میرے اس محل میں عیش کرتا دیکھیں گے تو انکا رونا پیٹنا بھی مک
"جانا۔ کل باقاعدہ فیصلہ ہو گا، تب تک تو میری حویلی کی مہمان رہے گی
لیزے اسکی آواز تو سن ہی نہ سکی پر بس ایک چیز محسوس ہوئی، جب شمشیر
نے اسکی گردن کو چھوتے ہاتھ نیچے لے جانا چاہا تبھی لیزے نے اسکا ہاتھ پکڑ
کر مڑورتے اسکے منہ پر تھوکا، شمشیر کراہ اٹھتا دو قدم دور ہوا اور اپنے چہرے
سے آستین سے تھوک پونچھتے لیزے کی طرف بڑھا تو وہ دو قدم دور ہٹی۔
تیری یہ اکڑ اچھی لگی، پر دوبارہ مت تھوکنا ورنہ تیرے سامنے تیرے ماں"
باپ کے اتنے ٹکڑے کروں گے کہ گن نہیں پائے گی۔ لے کر جاوا سے اور
اسکا منہ اچھے سے بند کرنا تا کہ مجھے اسکی چیخیں نہ سنائی دیں، میں اب کل
"بس اسکے منہ سے اپنی پسند کی سسکیاں سنوں گا

شمشیر کے حکم پر دو عورتیں چینختی غراتی لیزے کو دبوچتی وہاں سے لے گئیں جبکہ اسے کمرے میں لے جاتے رسی سے نا صرف باندھا بلکہ لیزے کا منہ کپڑے سے کس کر بند کر دیا کہ وہ تڑپ بھی نہ سکے۔

جبکہ کنیز کے سامنے وہ لوگ شبیر کو پیٹ پیٹ کر بے جان کر چکے تھے اور وہ وہیں زندان کے پاس گرنے کے اندر میں بیٹھی سسکیاں گھوٹتی رہ گئیں۔

دراب اریسٹ ہوا تو جیسے ہر طرف ایک اور قیامت آگئی، کالج مین پرنسپل کو جب کالج میں ہوتے تماشے کا علم ہوا تو اس تماشے سے جڑے کئی ٹیچرز کو کالج سے سسپینڈ کر دیا گیا، یہاں تک کہ وائس پرسنپل کو بھی وارننگ کا نوٹس جاری ہوا، دراب کو کالج سے اوٹ کر دیا گیا۔

برہان جدون اگلے دن تک یونہی موت اور زندگی کے بیچ لٹکا رہا اور دراب بھی لاکر میں بے بس تھا، سانول نے الزام خود پر لیا مگر گن پر اسکے فنگر پرنٹ ثابت ہونے پر کچھ دن لگتے اور تب دراب کی ضمانت ہونا بھی مشکل تھی۔

کم از کم ہفتہ سڑنا چاہیے وہ ناہنجار، تاکہ پتا چلے باپ پر گولی چلانے کی کیا سزا"

"ہے پھر اس باڈی گارڈ کو لمبا اندر کرنا جسے بڑا رحمدلی کا بھوت چڑھا

شمدی نے سختی سے پولیس کے پورے محکمے کو جکڑ لیا تھا۔ وہیں دوسری طرف قیامت ڈھلی، چوہدری مختار کے بس میں اسکے دونوں بیٹے نہ تھے تبھی وہ پنچائیت کو روکنے پر قادر نہ رہا، شبیر مغل کے خلاف سارے ثبوت اتنے پکے تھے کہ پنچائتی لوگوں نے اسکی مانگ کے مطابق فیصلہ دیتے لیزے کو شمشیر چوہدری کے گھر ونی کر ڈالا۔

شبیر یہ صدمہ برداشت نہ کرتے دل کا دوڑا پڑنے پر اسی قید خانے میں پڑا ہی دم ہار گئے اور کنیز چینختی رہی، چلاتی رہیں پر لیزے کے حواس ہی جا چکے تھے کہ اسے نہ بابا کی موت رلا سکی نہ چینخ چلا کر مرتی ماں کی، پورے گاوں کے لوگوں میں دو دو موتوں نے دہشت طاری کر دی پھر لیزے کا جیتے جی خاموش ہونا ہر فرد کو رلا گیا، وہ رو ہی نہ سکی، اسے سنائی دینا، دیکھائی دینا، اور محسوس ہونا بند ہو گیا جب ماں باپ کا جنازہ اٹھا۔

ونی کا بیکار نکاح ہو گیا، وہ کچھ نہ بولی، اسے پتا ہی نہ تھا کہ اسکے دھتکارے گرد آلود وجود کو کیوں غسل دیا جارہا ہے، کیوں عطر اور گلاب سے نکھارا جارہا ہے، بس یہ پتا تھا کہ سر پر جو لال آنچل ہے وہ اسکے ماں باپ کے خون سے رنگا گیا ہے۔

وہ شمشیر کے کمرے میں پہنچادی گئی، وہ اٹھ کر کھڑکی میں آئی، اپنے سر سے آنچل اتار کر پھینکا اور وہیں گر پڑتی ماں باپ کا چہرہ یاد آنے پر سسکنے لگی۔

"کہا تھام۔۔مار دیں، خود چلے گئے مجھے اس جہنم میں چھوڑ گئے۔م۔۔مجھے بھی لے جاتے ناں۔مجھے لے جائیں۔۔۔۔"

وہ اس قدر دردناک روئی کے وہیں کھڑی دروازے میں عورتیں اسکی سسکیوں پر اندر دوڑیں، لیزے سانس کی جگہ بھی رو رہی تھی، شمشیر اطلاع ملنے پر اندر آیا تو لیزے کو روتا دیکھے وہیں زمین پر دوزانو بیٹھا۔

"مت رو لیزے، دیکھ مرنے والے کے ساتھ مرا تھوڑی جاتا ہے۔۔۔تیرے ماں باپ ضدی اور ہٹ دھرم تھے، کیا ضرورت تھی اتنا

صدمہ لینے کی،انکو تو شکر کرنا چاہیے تھا کہ انکی بیٹی کسی کی ملازم نہیں بلکہ

"چوہدری شمشیر کے دل کی ملکہ بن گئی۔۔۔۔۔

شمشیر کے چھونے پر لیزے نے اسکے ہاتھ کو اچھوت کی طرح اپنے وجود سے پیچھے کیا۔

چ۔۔ چھونا مت،مار دے مجھے بھی،مار دے،ان دو کی طرح قبر بنا دے"

"میری

لیزے نے پیچھے سرک کر دیوار سے لگتے خود کو شمشیر کے سائے سے بچاتے خونخوار آنکھوں سے دیکھتے کہا۔

میں تجھے تب تک نہیں چھوؤں گا جب تک تو اس دکھ سے نکل نہیں"

آتی،تاکہ تجھے مجھ پر بھی پھر میرے جیسا پیار آئے۔میں تجھے رانی کی طرح

"رکھوں گا قسمے وعدہ کرتا ہوں

لیزے نے اسکی طرف سے منہ موڑا اور سر دیوار سے ٹیک کر گہرے سانس بھرنے لگی،سارے آنسو تو بہا چکی تھی۔

"اماں۔۔۔م۔۔مجھے لے جائیں"

وہ دیوار سے لگی ہچکیاں بھرتی سوگوار کر رہی تھی سبکو۔

"اسکا خیال رکھو دونوں"

شمشیر دونوں عورتوں کو کہے اسکے کمرے سے نکلا تو ہفتہ واپس نہ آیا اور لیزے نے اس پورے ہفتے پانی کے چند گھونٹ اور ان عورتوں کے زبردستی ٹھسوائے چند نوالوں کے سوا صرف آنسو بہائے تھے، ایک ہفتہ بڑا کربناک تھا، دراب لاکر میں قید تھا، برہان جدون کو مہ میں جا چکا تھا، نرمین نجانے کس کس پچھتاوے کی زد میں رہیں کے سکھی اور براق تو انھیں ہی سنبھالتے رہے جبکہ دو دن کے بجائے پولیس والوں نے ہفتہ لگا دیا، اور فائنلی گن پر دراب کے نہیں، سانول قریشی کے فنگر پرنٹس ثابت ہوئے تو کیس میں ہلچل مچی۔

ہفتے بعد بھی شام تک دراب کو لاکر میں بند رکھا گیا اور پھر اچانک دو پولیس کے اہل کار آئے۔

تیری ضمانت ہو گئی ہے، تیرا الزام تیرے باپ کے گارڈ نے اپنے سر لے"
لیا اور ثابت بھی ہوا پر سچائی ہم جانتے ہیں۔ برہان جدون کی حالت کرٹیکل
"ہے، ایسا کیا ہوا کے تو نے اپنے باپ کو مار ڈالا؟

دراب اس اہل کار کی بکواس سنے بنا مین آفس میں آیا جہاں سانول قریشی کے ہاتھ ہتھ کڑی لگی دیکھے دراب کی آنکھوں میں نمی آئی۔

انسپکٹر جہاں داد بھی وہیں بیٹھا تھا، اوپر سے سخت آرڈرز تھے کیونکہ برہان جدون ایک سیاسی کارکن تھا اور شمدی جیسے ایم این اے کی پاور اسکے سر تھی اور اسی نے پولیس کے محکمے کو گھن چکر بنا کر سختی کرنے کا حکم دیا۔

"آپ نے ایسا کیوں کیا سانول؟"

دراب کی آنکھوں میں بہت سے سوال تھے، اسکا دل پھٹ رہا تھا۔

تمہاری باہر زیادہ ضرورت ہے، تمہاری ممی کو، ددھو کو۔ اور اسے"
بھی، ویسے بھی غلطی میری تھی دراب، نہ میں گن چھینتا نہ یہ حادثہ ہوتا۔ کسی
گلٹ میں مت رہنا، جاو ممی کے پاس۔ برہان جدون زندہ بچ بھی گئے تو مجھے

کچھ نہیں کہیں گے، میری وفاداری پر بہت بھروسہ ہے انکو۔ سمجھ جائیں گے

"کہ یہ حادثہ ہے اور مجھے نکلوالیں گے۔ ٹھیک ہے؟

سانول قریشی کے نرم مسکرانے پر دراب اور زمین میں گڑھا۔

آئی ایم سوری سانول، میں نے آپکو مشکل میں ڈال دیا، واقعی ممی کو میری"

"بہت ضرورت ہے، اسکا کیسے پتا؟

دراب نے کرب سے پوچھا۔

بات کرتے سنا تھا برہان سر کو شانتل سے کہ دراب نے نکاح کر لیا ہے اپنا"

چہرہ بگاڑنے والی سے، اور سوری مت کرو۔ جاو تم نے جو بگاڑا ہے اسے

"درست کرو

سانول نے قربانی دی تھی پر دیر ہو گئی تھی، دراب چھ دن کی قید سے نکل کر سیدھا گھر گیا، یزدان، براق صاحب سے ملنے کے بعد سیدھا ممی کے بیڈ روم پہنچا جو ایک ہفتے میں ہی بلکل بیمار اور نڈھال ہو گئیں، یہاں تک کہ نرمین کے خوبصورت چہرے کی چمک مر گئی، ڈراک سرکل آ گئے۔

"دراب۔۔۔۔بے بی؟"

نرمین کے تھمے آنسو اسے دیکھتے ہی بے قابو ہوئے، وہ پاس بیٹھے ہی ممی کے سینے لگے رو پڑا تھا، یہ ایک ہفتہ اس نے جیتے جی موت گزاری تھی اور تبھی ماں کا دامن ملتے ہی ضبط ہار گیا۔

"ممی آپ دعا کرنا دیر نہ ہوئی ہو، میں ایک لمحے کی دیر سے بچ رہا تھا اور یہاں ہفتہ بیت گیا۔لیزے کی بہت فکر ہو رہی ہے۔میں اسے ڈھونڈنے جاتا"

"ہوں، وہ مل جائے گی ناں؟

دراب کے چہرے کو چومتی نرمین بول نہ پائی بس سر ہلایا اور دراب کا ہاتھ پکڑے چوما اور اپنے بے قابو آنسو سنبھالنے لگیں۔

"ابھی تو شام ہو گئی ہے، اور تمہیں کچھ دیر آرام کی ضرورت ہے بے بی، صبح جانا۔جا کر فریش ہو اور اپنی حالت درست کرو اور کچھ دیر نیند لو۔وہ تمہیں"

"کل ضرور ملے گی، اور یہ بتاو تمہاری ضمانت کیسے ہوئی؟

نرمین کا بس آخری سوال سن سکا کیونکہ اب کوئی بھی چیز اسے لیزے تک پہنچنے سے روکتی تو وہ اذیت محسوس کرتا، یہ تو پھر پیاری ماں کا حکم تھا۔

سانول بھائی نے الزام اپنے سر لے کر ثابت کروایا کے گن پر میرے فنگر " پرنٹس کی جگہ انکے ہیں۔ میں لیزے کو منالوں پھر سانول بھائی کا یہ احسان بھی چکادوں گا۔ آپ کو کیا ہو گیا ممی، ایسے نہیں دیکھ سکتا آپکو۔ آپکی آنکھوں تلے یہ ڈراک سرکل میرا اگلا گھونٹ دیں گے۔ پلیز خود کو سنبھالیں، یو آر بریو "لیڈی

دراب سے بات کرنا، سمجھانا اور سانس بھرنا بیک وقت مشکل تھا، سانول کا نام سنتے ہی نرمین کی پلکیں عجیب اذیت سے جھکیں۔

تمہاری لیزے مان جائے میں سنبھال لوں گی، ابھی بہت گلٹی ہوں۔ تم جاو" "خود کو سنبھالو۔ آئی ایم اوکے

نرمین نے اسکی تھکی تھکی آنکھوں کو پیار سے چوما،اور گال تھپکا کر کمرے میں بھیجا کیونکہ دراب کی حالت بلکل ٹھیک نہ تھی،خود نرمین نے بھی اپنی آنکھیں موندیں۔

جب تک دراب فریش ہوا،یزدان اسکے روم میں ہی اسکے لیے کھانا لے گیا جبکہ دونوں کے پاس فی الحال کہنے کو کچھ نہ تھا بس سوجھی ہوئی متورم آنکھیں تھیں جو کسی بھی وقت پھٹ جاتیں۔

"تونے پتا کروایا گاوں میں؟"

دراب نے نوالہ لیتے ہی واپس رکھے سامنے بیٹھے یزدان کو دیکھا،یار کی حسرت بھری نگاہیں برداشت نہ ہوئیں۔

"بھیس بدل کر گیا پر جس سے بھی شبیر مغل کا پوچھا وہ کترا کے گزر گیا"

یزدان نے نظریں جھکاتے وہی رکھا نوالا اٹھا کر دراب کی طرف بڑھایا۔

"م۔مجھے کیسے ملے گی پھر؟کیا کالج دوبارہ نہیں آئی؟"

دراب نے اسکا ہاتھ پرے کرتے گھٹی سی آواز میں پوچھا۔

"نہیں،اور تجھے بھی کالج سے نکال دیا گیا ہے"

یزدان نے اسی اذیت سے جواب دیا جس پر دراب قہقہہ مار گیا۔

یہ نہ ہوتا تو کیسے ثابت ہوتا کے دراب حیدر جدون کی آزمائش آچکی"

"ہے،ایک آڈیو کا پتا کروانا ہے کہ سچ ہے یا جھوٹ؟

سکھی اسکے سوال پر شاکی نظروں سے دراب کو دیکھنے لگا۔

"تجھے کیا لگتا ہے؟"

یزدان کے سوال نے اسے بیقرار کیا۔

"میرا دل جانتا ہے لیزے ایسی نہیں ہے"

دراب نے نظریں نیچی کیں۔

تیرا دل تب کہاں تھا جب تو اس پر زہر اگل کر دھتکار اور مار رہا تھا؟ بول یار"

کس مجبوری نے تجھے اس حال پر پہنچایا۔ کیا برہان جدون نے دھمکایا؟ بول

"ناں دراب ورنہ میرا دل پھٹ جائے گا،تو گن لے کر کیوں گیا تھا

کھانے کی ٹرے پیچھے کھسکائے یزدان آگے سرکتا اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے پوچھنے لگا جبکہ دراب کے پاس کوئی جواب تھا ہی نہیں۔

"یہ بہت ذاتی معاملہ ہے سکھی، بتا نہیں سکتا کیونکہ ایسا حوصلہ نہیں ہے"

دراب کی آواز غم سے ٹوٹ گئی۔

"تو محبت واقعی نہیں کرتا لیزے سے؟"

یزدان کو محبت سے بڑا جذبہ دیکھائی دیا۔

"ب۔۔بہت کرتا ہوں، اپنی جان سے بڑھ کر سکھی۔۔۔۔م۔۔مجھے لادے لیزے۔ میں نے بہت بڑی غلطی کی، لگتا ہے اس نے میرے منحوس لفظوں پر یقین کر لیا۔ روٹھ گئی ہے ورنہ وہ ضرور آتی، وہ میری ہے ناں سکھی؟ میری بیوی ہے۔۔۔کوئی اسے مجھ سے چھینے گا تو نہیں؟"

یزدان کو لگا اسکا دماغ توازن جیل کی ہوا کھائے بگھڑ گیا ہے۔

"تو نے جو کیا ہے دراب حیدر، وہ اب تیری نہیں رہی۔ سوچ کیا کیا تھا، اسے اعتماد میں نہیں لے سکا مجھے بتاتا۔ میں سمجھا لیتا اسے۔ اب اتنے بڑے گاوں

میں اسے کہاں ڈھونڈوں؟ پھر بھی تیری تسلی کو کل تیرے ساتھ چلوں
"گا۔اس کے لیے کھانا کھااور میڈیسن لے کر آرام کرنا ہو گا
یزدان نے اسکے آنسو صاف کیے کیونکہ ان آنکھوں سے زیادہ دردناک اس
لمحے کچھ نہ رہا۔

و۔وعدہ کر مجھ سے، تو جتنا مرضی کوس لے مجھے پر مجھے لادے"
لیزے۔م۔۔۔میرا دل بہت تکلیف میں ہے، وہ کس حال میں ہے؟ اس نے
یہ اماں بابا کو بتایا نہ ہو دعا کرو ورنہ وہ لوگ مجھ سے میری لیزے واپس لے لیں
"گے
دراب کا رونا یزدان کے لیے برداشت کرنا بہت مشکل تھا، دراب کی ایسی
حالت یزدان نے پہلی بار دیکھی۔

کہا ہے ناں دونوں چلیں گے، اب کچھ کھالے۔آنکھوں کا ستیاناس مار دیا تو"
نے، اجڑا کھنڈر لگ رہا ہے تو۔ایسے نہیں ہوتا یار، گناہوں کی سزا بھگتنی پڑتی
"ہے۔چل شاباش منہ کھول

یزدان نے جیسے تیسے زبردستی اسے چند نوالے کھلائے اور دراب کو فیور کے ساتھ نیند کی دوا دی اور اسکے سونے پر وہ کمرے سے نکلا تو براق جدون کی بھیگی آنکھیں دیکھتا انھیں گلے لگا گیا، اس شخص کے صبر و ہمت پر یزدان کا دل دکھا۔

مجھے بھی نہیں بتایا تھا اس نے کہ اس بدبخت نے کیا شرط رکھی، سکھی۔ میرا"
"تنکا تنکا جوڑ کر سنبھالا آشیانہ بکھر رہا ہے

ددھو کے بچوں کی طرح رونے پر سکھی انکو تھامے باہر لایا۔

آپ اس آشیانے کا سپورٹ سسٹم ہیں ددھو، سنبھالیں خود کو۔ سب ٹھیک"
ہو جائے گا۔ آپ آنی کا دھیان رکھیں مجھے اب کہیں جانا ہے اور اللہ نے چاہا تو
"کل دراب بہتر ہو جائے گا اور آپکا بیٹا بھی تندرستی پالے گا

سکھی کے آخری جملے پر براق جدون اس کے حوالے پر ہی نفرت سے بھر گئے۔

میری طرف سے وہ جیے یا مرے، پرواہ نہیں۔مجھے میرا دراب اور میری"

"بچی نرمین کی مسکراہٹ واپس چاہیے

سکھی انکے ضبط پر انکو گلے لگا گیا اور وہاں سے سیدھا شائیل کا دی اینڈ کرنے نکلا۔

جبکہ دوسری جانب لیزے کو کھانا دینے والی عورت جب اسے جگانے آئی تو لیزے بلکل جامد فرش پر گری تھی، وہ چیخ کر باہر دوڑی، شمیشر فورا کمرے میں آیا تو لیزے کے نیم جان وجود کو بازووں میں اٹھا کر بستر پر ڈالا اور حلق کے بل طبیبہ کو بلانے کا کہا۔

دس منٹ تک گاوں کی ہی طبیبہ خاضر ہوئی، شمشیر کمرے سے نکلا پر دروازے میں ہی چکر کاٹ رہا تھا، لیزے کو ہوش تھا پر وہ ایک طرح ختم ہو چکی تھی۔

طبیبہ کے چہرے پر زردی کھنڈی، شمشیر سے مزید صبر نہ ہوا تو وہ خود ہی اندر دندناتا گھسا۔

"کیاہواہے میری لیزے کو؟"

شمشیر کے طبیبہ سے سوال دہی پر لیزے پاگلوں کی طرح ہنسی، جسکی تھی وہ دھتکار گیااور جسکی زرا نہیں تھی وہ اپنی کہتا مضحکہ خیز لگا کے اس کرب کی ماری کو ہنسی آگئی، طبیبہ اور شمشیر دونوں نے پلٹ کر لیزے کو دیکھا تو خوف سا آیا۔

"س۔۔سرکار،غ۔۔غضب ہو گیاہے۔ی۔یہ امید سے ہے"

طبیبہ نے کپکپاتے لہجے پر قابو پایااور جیسے شمشیر کی رگوں تک انگارے دہکے۔

ک۔۔کیا۔تیری موت آئی ہے طبیبہ جو تونے یہ بکواس اگلی۔امید سے"

"کیسے ہو سکتی ہے؟

شمشیر کی دھاڑ پر طبیبہ ڈر کر بدکی۔

"س۔۔سائیں خدا کی قسم یہ امید سے ہے، جھوٹ نہیں ہے"

طبیبہ پھوٹ پھوٹ کر روئی جبکہ لیزے اٹھ کر چکراتے سر کو سنبھالتی وحشیوں کی طرح ہنستی چوہدری شمشیر کے سامنے رک گئی، کوئی اور ہوتا تو شمشیر کی ایسی وحشی حالت پر سہم کر ہی مر جاتا پر لیزے کے سب خوف ماں باپ کی قبروں میں دھنس گئے تھے۔

"اب چھوناں مجھے ؟اب بنارانی۔بناناں۔اب کیا کرے گا تو، لیزے نور سے من پسند سسکیاں کیسے سن پائے گا تو، میرے تھوکنے پر بڑی آگ لگی تھی "تجھے، تجھ پر تو تیرے مقدر نے تھوک دیا۔چچ چچ

لیزے کا ہنسنا گویا اس شخص کو درندہ بنا گیا، لپک کر اس نے لیزے کے بال مٹھی میں جکڑے۔

"حرام زادی! کس کے ساتھ منہ کالا کیا۔بول۔۔۔بکی کیوں نہیں"

اسے بال جکڑ سے اکھڑنے پر بھی درد نہ ہوا، شمشیر کو لگی آگ لیزے کو سکون دے رہی تھی، اور ویسے بھی وہ اب مرنے پر بلکل تیار تھی، اسی لیے اسے کوئی پرواہ نہ رہی کے یوں بولنے کا انجام کیا ہے۔

یہ میرا اور میرے اللہ کا معاملہ ہے، وہاں حساب دے گا تو شمشیر۔ میں تو"
نہیں بتاوں گی۔ اسے اور خود کو بھی دنیا سے لے جاوں گی۔ اب مار دے
"مجھے، اتنی سی بھی غیرت ہے تو مار دے، زندہ مت چھوڑ
لیزے نے اسکا دوسرا ہاتھ اپنی گردن پر رکھا اور حلق کے بل چلائی۔
بدکردار! بدچلن، گھٹیا عورت! میں صرف ماروں گا نہیں، سنگسار کروں
"گا۔ میں نے چھوا تک نہیں تو کس کے بچے کی ماں بنی تو
وہ درندہ لیزے کو جانوروں کی طرح پیٹنے لگا، جو نہ رو رہی تھی نہ سسک پائی
کیونکہ مسلسل پڑتے زناٹے دار تماچوں سے اس کا سانس لڑکھڑا گیا تھا۔
پورے گاوں کے سامنے میں تجھے آگ لگاوں گا، تو نے شمشیر چوہدری کی"
عزت خراب کی ہے۔ تو نے ہمارے معزز خاندان پر اپنی نحوست کی کالک
"تھوپی ہے مردود
وہ بھاری بھرکم خوفناک آدمی کسی جن زاد کی طرح لیزے کو بالوں سے
پکڑے کھردرے فرش پر گھسیٹتا ہوا کمرے سے باہر لایا، ٹھڈے لاتیں مار کر

اسکے پیٹ میں موجود اسکے بقول جمع گند کو ختم کرنے کی کوئی کسر نہ چھوڑی پر اللہ نے اس لڑکی کی کوکھ میں موجود جائز ننھی جان کو سات پردے عطا کر کے خفاظت دینے کا فیصلہ کیا تھا، اس تشدد کا درد اسے نہیں ہوا بھلے وہ اسے باہر تک گھسیٹ کر لاتے مسلسل پیٹ رہا ہے، اسکی روح اسکے لاغر جسم سے کسی بھی لمحے کھینچ کر نکال لے گا پر لیزے سب سہہ رہی تھی، خود کو اور اس بچے کو اس نے دنیا سے لے کر جانا تھا، دنیا اس پر تنگ تھی۔

رات ورات یہ خبر جنگل کی آگ بنی، لیزے اپنی کوکھ میں موجود جان کا راز نہ کھول سکتی تھی نہ اسے پیٹ پیٹ کر اس لائق چھوڑا گیا تھا۔

اور رات ورات ہنگامی جرگہ سجا، مشعلیں جلا کر روشنی کی گئی، اسے بیچ سنگساری کے میدان میں لائے ہر کسی کے ہاتھ میں پتھر تھما دیا گیا، گاوں والوں کی آنکھیں اشک بار تھیں پر وہ پتھر مارنے پر مجبور تھے۔

تم نے مار دیا مجھے حیدر، ۔ب۔۔بہت ماہر نکلے انتقام لینے میں، میرے اماں" بابا اگر عزت کی موت نہیں مرے تو میں بھی اچھی موت کی مستحق نہیں۔ تم

ساری زندگی اپنے کیے کو سوچتے رہ جانا کے تم نے کیا کر دیا۔ میں نے محبت کرنی تھی ابھی تم سے، تمہارے ساتھ جینا تھا، پر تم نے سچ میں میری زندگی داغ بنا کر اپنے چہرے کے زخم کا سود سمیت بدلا لیا۔ تم جلدی نہ مرو، تم بڑھاپے تک مجھے ڈھونڈتے رہو۔ تمہیں ایک دن ضرور اللہ جنجھوڑنے گا، تمہیں ہر رات ان پتھروں کا درد محسوس ہو گا۔ میرا صبر دیکھو حیدر، اس پورے ہفتے میں ایک بار بھی تمہیں نہیں پکارا، کیونکہ لیزے، دھتکارنے والے کو پکار ہی نہیں پائی۔

کہانی ختم ہوئی اور ایسی ختم ہوئی

"سب رو پڑے ہیں پتھر برساتے ہوئے

وہ اپنے سامنے جہنم دیکھ رہی تھی، پتھر مارنے والے پتھر مارنے پر رضامند نہ تھے تبھی لیزے کو وہ پتھر مارنے والی آنکھوں کے کرب کے آگے اپنے زخمی ہوتا وجود بھول گیا، پنچائیت تو سرخرو تھی، شمشیر چوہدری کا سر اکڑا تھا، لیزے نور مر رہی تھی، اسکے گر جانے تک پتھر برستے رہے اور وہ بھی

آخری حد تک ڈٹی رہی لیکن پھر کمبخت سر چکرا گیا اور چادر میں لپٹی لیزے وہیں مٹی میں گر پڑی۔

پتھر رک گئے، لوگ آنکھیں رگڑتے پلٹنے لگے اور مجمعہ چھٹنے لگا، لیزے نے وہ میدان خالی ہوتا محسوس کیا پر جسم سے جان نکلتی محسوس نہ کی، کسی نے اسکی بازو کو پیر مارا، وہ بھی محسوس کیا اور پھر مشعلیں بجھ گئیں، کچھ ہی وقت سرکا کے لیزے کو لگا کسی نے اسکے زخم وجود کو سہارا دے کر اپنے سینے لگایا اور اسکے بعد لیزے ہوش سے بیگانی ہو گئی، کوئی ضعیف مگر توانا سایہ تھا وہ جو اس بچی کو اٹھا کر اپنے سینے سے لپٹا کر گھسیٹ کر چلاتا اس ویرانے سے نکل گیا، شمشیر نے گاوں کے ہر فرد کو دھمکایا کے اس بارے اب نہ کسی کی زبان بولے نہ دل تڑپے، اور لوگ آنکھوں دیکھی قیامت بھولنے کے بجائے رات ورات گاوں سے چلے گئے۔

وہیں سکھی شنائیل سے ملنے کلب پہنچا کیونکہ پچھلے ایک ہفتے سے وہ لڑکی ہوٹل میں تھی، ایڈ سکھی بھی دیکھ چکا تھا اور اسکے باپ نے کانفرنس کر کے جو شنائیل کا عاق کیا وہ بھی جانتا تھا۔

سکھی کلب پہنچا اور چلا کر شنائیل کو پکارنے لگا، انٹرنس گارڈز کو دھکیل کر اندر گھسا اور ڈانس کرتی نشے میں دھت شنائیل کو بازو سے گھسیٹے باہر گاڑی تک لایا۔

"ک۔ کیوں لے آئے سکھی، مجھے ڈانس کرنا ہے۔ کیا مسئلہ ہے"

وہ سکھی کی گردن میں بازو ڈالے جھولی تو یزدان نے اسے کمر سے دبوچتے اٹھا کر گاڑی میں زبردستی بٹھایا اور سیدھا گھر نکلا، دی جان اور بابا کو اس نے اشارے میں سمجھا دیا جبکہ شنائیل کو وہ گیسٹ روم میں لایا، وہ بہت زیادہ ڈرنک تھی۔

سکھی نے اسے کاوچ پر بٹھایا اور جگ سے گلاس میں پانی انڈیل کر بھرا گلاس شنائیل کے منہ پر مارا اور اسکا جبڑا دبوچے سامنے ہی میز پر بیٹھا۔

مجھے بتاو شنائیل ! برہان جدون نے کیا کہہ کر دھمکایا تھا دراب کو، اگر تم نے "
"سچ نہ بتایا تو میں تمہیں مار دوں گا
وہ گلا گھٹنے پر ہوش میں آتی پھڑ پھڑائی اور رو دی جس پر سکی نے اسکی گردن آزاد کی۔

س۔۔ سکھی مجھ سے گناہ ہو گیا، م۔۔ میں نے لیزے کے بابا کو کہا دراب "
نے طلاق دے دی۔ وہ ر۔۔ رو رہے تھے، انکی آنکھوں میں بد دعا تھی، دیکھو مجھے لگ گئی۔ بابا نے ر۔۔ رشتہ توڑ دیا، ممی کتنے دنوں سے اوٹ آف کنٹری ہیں۔ م۔۔ میری کسی کو پرواہ نہیں۔ سکھی ک۔۔ کیا محبت کرنا اتنا بڑا گناہ
"ہے، م۔۔ میں جانور بن گئی
شنائیل یہ سب نشے میں ہونے کے سبب کہہ گئی جبکہ یزدان نے اسکی گردن دبوچی قہر آلود نظر ڈالی۔

"کب کہا تم نے، کیا شبیر صاحب کالج آئے تھے۔ بولو شنائیل "
وہ غرایا تو شنائیل سسکنے لگی، ہاتھ مارتی سکھی کا ہاتھ ڈھیلا کرنے لگی۔

ہ۔۔ہاں اسی دن، مت بتانا دراب کو وہ مجھے مار ڈالے گا۔ت۔۔تم تو"
میرے اچھے دوست ہو۔تم اس کے بدلے جو مانگو گے دوں گی پر میرا یہ گناہ
"چھپالو سکھی؟
وہ منت کرتی گڑگڑائی تو یزدان نے اسکی گردن آزاد کی۔
ٹھیک ہے وہ تصویریں حوالے کرو اپنی اور میری، میں تمہارا یہ گناہ چھپالوں"
گا، دیکھنا میں لیزے اور دراب کو ایک کروں گا اور تم ساری زندگی یونہی تڑپو
"گی
یزدان نے تصویریں مانگیں تو وہ اٹھ کر ٹھیک سے بیٹھی۔
ناں، تصویریں نہیں۔اسکے علاوہ جو کہو گے دوں گی۔ڈرنک ہوں پر پاگل"
نہیں، تم میرا یہ راز چھپاو میں میڈیا میں تو ویسے ہی آچکی ہوں، تمہارے جیولز
کے شوق میں فائدہ دے سکتا ہے میرا چہرہ، بہت بڑے بڑے برینڈز آفرز کر
رہے ہیں۔دراب نے میرے منہ پر سبکے سامنے تھپڑ مارا، بس اس لیے غصے
"میں طلاق والا جھوٹ بول گئی لیزے کے بابا سے۔سکھی پلیز ہیلپ می

وہ اسکا گریبان جکڑتی یزدان کو بے بس کر گئی، یزدان نے یہ چھپالیا کیونکہ جانتا تھا اگر دراب کو یہ بتایا تو اسے اور تکلیف ہو گی اور یوں اگلے دن وہ دراب کے ساتھ کوٹ چرلا گیا، گاوں کی فضا سوگوار تھی۔

دونوں نے بہت سے لوگوں سے شبیر مغل کا پوچھا لیکن وہی ہوا، لوگ ان دو کو گھورتے اور یوں پاس سے گزر جاتے جیسے گونگے بہرے ہوں۔

صبح سے شام بیٹ گئی، وہ لوگ شبیر مغل کا پتا نہ پا سکے۔

"م۔۔ میری لیزے کیسے ملے گی سکھی اب؟ دیکھ کوئی بول ہی نہیں رہا۔ سکھی م۔ میں مر رہا ہوں"

دراب کا ضبط ختم ہوا، ڈھے جانے کے قریب تھا تبھی پاس سے گزرتا آدمی رکا اور ان شہری بابوں کی طرف بڑھا۔

"شبیر مغل کو ڈھونڈ رہے ہو تم لوگ؟"

دراب اور یزدان بیک وقت پلٹے۔

"جی۔۔ کہاں رہتے ہیں وہ؟"

دراب نے اس آدمی سے پوچھا۔

لیزے مر گئی ہے اور اسکے ماں باپ، وہ لوگ کل ہی گاوں چھوڑ کر چلے "
گئے۔ کہاں گئے کدھر گئے کچھ پتا نہیں ہے۔ اس لیے سب سے باری باری
"پوچھنا بند کرو

وہ آدمی جھوٹ بولتا وہاں سے چلا گیا تو دراب نے سکھی کا کندھا تھاما ورنہ شاید
گر پڑتا۔

خود یزدان یوں تھا جیسے سسکتے میں چلا گیا ہو۔

و۔۔ وہ مر گئی؟ سکھی تو نے بھی یہی سنا؟ یہ کیا کہہ کر گیا ہے۔ وہ ایک ہفتے "
"میں ہی مر گئی؟

دراب اسے جنجھوڑ رہا تھا جسکی اپنی آنکھیں چھلک گئیں۔

حوصلہ کر، تو نے اسکے لیے چوائز ہی کہاں چھوڑی تھی۔ سنبھال خدا کے "
"لیے

یزدان نے تسلی ایسی دی جو دراب کا کلیجہ کاٹ گئی۔

ن۔۔۔ نہیں، میں نے اسے اپنے دل سے لگایا تھا سکھی، وہ میرا دل ساتھ "
لائی تھی خدا کی قسم۔اسے کچھ ہوتا تو میں بھی مر جاتا۔ نہیں ہوا اسے
"کچھ۔ سکھی بول کچھ

یزدان اسے سینے سے لگائے قابو کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور دراب کے
لیے لیزے کی موت ماننا جان نکلنے سا تھا۔

اور اسکے بعد اذیت کا اک طویل سلسلہ تھا جو چل پڑا۔

S MERWA ??IRZA
NOVELS

وہ لوگ حویلی آئے تھے، یہاں آتے ہی لیزے کا دل تکلیف سے اٹ گیا
کیونکہ ان دیواروں سے اسے اماں بابا کے ناحق بہے خون کے نشان دیکھائی
دے رہے تھے، جبکہ شمشیر کی مصنوعی ٹانگیں ہٹیں تو اسکی کٹی ٹانگیں دیکھ کر

لیزے کو زرا رحم نہ آیا، پر وہ شخص اپنے کیے کو کاٹ چکا تھا، لیزے کے پیروں میں گرنے کا طلب گار تھا پر وہ حیدر سے لگی اس میں چھپی اس مجرم شخص کو اسکے بھی لائق نہ سمجھ رہی تھی کے اسے دیکھتی۔

لیزے اور اسکے ماں باپ کے ساتھ اس کمینے نے کیا ظلم یہ کہانی اپنی زبانی سنا کر وہ دراب کا بھی مجرم بنا۔

"م۔۔میں بڑا پچھتایا، بہت۔ جتنا ان تینوں کو تڑپایا اللہ نے دگنی اذیت سے گزارا۔ میں اسکے ماں باپ کا قاتل ہوں دراب حیدر، میں اسکا بھی قاتل ہوں۔ میرے اعمال اس لائق نہیں کہ بخشے جائیں پر ایک بار اسے کہو مجھے اسکے پیر پکڑنے کی اجازت دے، اسکا حق ہے یہ ناک بھی رگڑوا سکتی ہے۔ مجھے سات سالوں سے موت نہیں آرہی، میری جان میرے حلق میں دھنسی ہے"

شمشیر کی نظریں جھکی تھیں اور دراب سے لیزے کی سسکیاں برداشت کرنا بھاری پڑا۔

پورے گاوں کے سامنے اپنے جرائم کااعتراف کرو چوہدری شمشیر، بتاو سبکو"
کہ میری لیزے بدکردار نہیں تھی۔بتاو سبکو کے تم شبیر مغل اور کنیز صاحبہ
کے قاتل ہو۔شاید موت کو تم پر رحم آجائے، نہ آیا تو فکر مت کرو۔گن لایا
"ہوں، تمہیں زندگی سے نجات دے کر جاوں گا

دراب نے نفرت سے اس وحشی درندے کو دیکھتے حکم سنایا، لیزے نے چہرہ
اٹھا کر دراب کو دیکھا جو اسکے دیکھتے نرمی سے اسکے آنسو پونچھ گیا۔

"مجھے منظور ہے، پنچائیت بلواو جا کر"

شمشیر حلق کے بل دھاڑا اور یوں رات کو پھر سات سال پہلے کی طرح ہنگامی
جرگہ سجا جس میں اس کٹی ٹانگوں والے فرعون نے اپنے جرائم کااعتراف
کیا، آج بھی لوگ سسک اٹھے۔

دراب نے اس بار فیصلہ پنچائتی لوگوں کے سپرد نہ رہنے دیا بلکہ شمشر
چوہدری کو شبیر اور کنیز کی موت کی پاداش قاتل ثابت کروائے گن اسکے
سینے پر رکھی۔

چوہدری مختار نے اپنے لاغر اور بیمار بیٹے کے لیے دراب اور لیزے کے آگے ہاتھ جوڑے۔

"وہ پہلے ہی موت کے دہانے پر کھڑا ہے، لیزے سے معافی مانگ لی شاید اب خود ہی اسکی جان نکل جائے۔ میرے بیٹے کو مارو مت۔ اس نے بھی اپنے کیے کا صلہ پالیا ہے، جیتے جی عبرت بن گیا"

دراب نے اس بوڑھے باپ کی گزارش سننے کے بعد فیصلے کا اختیار لیزے نور پر چھوڑا۔

"اللہ ہر زیادتی کا بدلہ لیتا ہے، میں بھی یہی چاہتی ہوں کے میرے اماں بابا کی موت بننے والا ہر فرد بھلے موت نہ پائے پر اپنے کیے کا پورا انجام ضرور پائے۔ گناہ گار کہیں نہ کہیں میں بھی تھی تو سزا میں نے سات سال سہی، اور باخدا مجرموں کو سزائیں سنانے کا اختیار نہیں ہوتا۔ مجھے بس اماں بابا کی قبر پر کبھی بھی آنے کی اجازت کے سوا جو چاہیے تھا وہ میرے محرم نے لوٹا دیا مجھے"

لیزے نے اپنا فیصلہ سنایا تو ہر فرد رنجیدہ ہو گیا، سب لوگ اللہ کے انصاف پر راضی تھے۔ پر آج سبکے ہاتھوں میں پتھر نہیں پھول تھے، کسی کے ہاتھ میں سفید، کسی کے ہاتھ میں سرخ، اور کسی نے بے نام پھول لیزے کو پیش کر دیے۔

سب مرد خضرات نے مل کر ایک بار پھر قبرستان کی حدود میں رکے فاتحہ ادا کی اور دراب نے اس بیچ اپنی کہانی بھی لیزے کو سنادی، لیزے کے ہاتھ میں بیس کے لگ بھگ رنگوں کے پھول تھے اور وہ دراب کی بازو کے حصار میں کھڑی روتی ہوئی دراب کی طرف دیکھ رہی تھی، قبرستان کا احاطہ خالی ہو چکا تھا۔

"حیدر! ان پتھروں کو پھول بنادیا آپ نے"

ایک سفید پھولوں کا تاج بھی ایک گاوں کی بچی اسے پہنا گئی، وہ خوبصورتیؔ سے لیزے کے بالوں میں سجا۔

"یہ بھی نہ کرتا تو تمہیں کھو دیتا۔ اب بھی تمہارا کرب زیادہ ہے"

اب بھی بہت بھاری تھا دل اسکا۔

"بہت زیادہ"

لیزے نے اعتراف کیا، آنکھوں سے شفق اتر کر گالوں پر سمٹی۔

تمہارے لیے ایک شیر مرد سات سال رویا ہے۔مجھے خود سے زیادہ"

"تمہارے دکھ نے نگلا ہے

وہ پچھتاوے کی زد میں کھڑا اب بھی تکلیف میں مبتلا تھا، لیزے نے اسکی آنکھ سے ٹپکتا آنسو پونچھتے مسکرانے پر اکسایا۔

"پتھروں کو پھول بنانے کے لیے تھینکیو حیدر"

وہ ان پھولوں کو دیکھے کانپتی آواز میں بھولی تو وہ کھل کر مسکرایا، آخر کو سات سال لگے تھے پتھروں کو پھول بننے میں۔

کاش ان پتھروں کا درد بھی مٹا سکتا، تم نے اتنی تکلیف سہی لیزے، تم سچ"

"میں بہت بہادر نکلی کلر کوئین

وہ اسکے اس نیم سے بلانے پر بھیگی آنکھوں سے ہی ہنس دی۔

آپ بھی، نرمین ممی لکی ہیں کہ آپ جیسا بیٹا ملا انھیں، بابا زندہ ہیں"

"کیا؟ کومے سے نکلے پھر؟

لیزے آگے جاننا چاہتی تھی پر اب انکو واپس جانا تھا، باران منتظر تھا۔

"آج کے لیے کافی تھا، پھر کبھی"

وہ اپنی آنکھ کا آنسو مسکرا کر پونچھ گیا۔

"دل پنکھ ہوا ہے ناں عشقم"

لیزے کی اپنی گال سے جڑی ہتھیلی چومتے دراب نے اس پھول چہرے والی کو دیکھتے پوچھا۔

بہت، یہ بلکل ایسا ہے جیسے سب ٹھیک ہو گیا ہو حیدر، جیسے کوئی قیامت"
نہیں ٹوٹی، جیسے ہم کبھی نہیں بچھڑے۔ جیسے آج بھی ہماری محبت ویسے ہی

"سلامت ہو

وہ آج سچ میں اماں بابا کی روحوں کو سکون پاتا محسوس کیے خوش تھی۔

"تم سلامت ہو اور میرے پاس ہو۔ تو سب ٹھیک ہے لیزے نور"

دراب نے محبت بھرا لمس اسکی جبین پر رکھتے عافیت بخشی لیکن وہ دراب کے کرب جھٹلا نہ سکتی پھر رو پڑی۔

"آئی ایم سوری حیدر"

پیچھے پلٹ کر نہ دیکھنے کی معافی قرض تھی لیزے پر، کیونکہ دونوں نے ایک جیسی سزا بھگتی تھی۔

"کہو آئی لو ویو حیدر، اچھا ہو جاوں گا لمحے میں"

لیزے اس سے ایسا جواب سنے اسکے سینے سے جا لگی۔

پھولوں والا ہاتھ اسکے گرد لپیٹا۔

"یہ کہنے کے لیے میری دھڑکنیں ہیں ناں، میرے الفاظ میرا ساتھ کچھ دن مزید نہیں دیں گے"

لیزے کے لہجے میں ٹوٹ پھوٹ تھی، دراب نے اسے آہستگی سے پکڑ کر خود سے علیحدہ کیا۔

مجھے ان ہونٹوں سے سننا ہے،اب تو تم جان چکی ہو کہ میں نے بھی اپنی"
غلطیوں کی پاداش پوری اذیت سہی۔تو کہہ دو ناں،میں یہ سننے کے لیے مر رہا
"ہوں کے آج بھی تمہاری محبت ہوں

یوں رات کے پل قبرستان کے پاس وہ اس سے ایسی ڈیمانڈ کر رہا تھا کہ لیزے
بوکھلایا سا مسکادی۔

"سوتے وقت پکا"

وہ بہانہ بناتی اتنی پیاری لگی کے وہ خوشی خوشی مان گیا۔

"پھر سونے نہیں دوں گا"

دراب نے اسکی گال چومی اور پکڑ کر پرے کیے محترمہ کے لیے کار ڈور اوپن
کیا جس پر وہ فوری جا بیٹھی اور دراب بھی گہرا سانس اس سوگوار فضا میں
خارج کرتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے سوار ہوا اور گاڑی اپنی منزل کی طرف
خراٹے بھرتی گامزن ہوئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

سکھی کو ڈنر تک کے لیے رضوان نے روک لیا، وہ ویسے بھی کچھ آگ لگانے کے موڈ میں تھا تبھی ماحول بنانے خود بھی بیٹھ گیا۔

سلوی اسکے سامنے شام سے رات تک کچن میں گھسی بریانی اور شامی کباب بناتی رہی اور وہ اس لڑکی کے ماسیوں کی طرح کام کرنے پر اندر ہی اندر سلگتا بھی رہا۔

جبکہ شاکرہ کا مسکراتا چہرہ جو سوٹ ملنے پر تمتما رہا تھا، سکھی سے برداشت نہ ہوا۔

ڈنر لگنے کو بس تھوڑا ہی وقت تھا۔

آپکے پیارے بھتیجے نے تو نکاح کر لیا، تو اب میری سلوی بھی مجھے دے"

دیں"

یزدان نے یہ جو بمب پھوڑا اس پر شاکرہ، سلمان، رضوان یہاں تک کے کچن میں کھڑی سلوی بھی صدمے میں گئ۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے، میرا بیٹا ہماری اجازت کے بنا اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا" سکتا۔ بھائی صاحب اپنے اس چالو داماد کو سمجھا لیں کے ایسی افواہیں پھیلانے

"سے گریز کرے

سلمان تو گویا گرم توے پر بیٹھے تھے، البتہ شاکرہ کی مسکراہٹ تباہ کر کے یزدان کو انر پیس میسر آیا۔

مجھے افواہیں پھیلانے کی کیا ضرورت ہے سلمان بھائی، اور کافی فیمس" ایکٹرس اور ماڈل سے کی اس نے شادی۔ ماشاءاللہ سے کافی فرمابردار ہے آپ

"لوگوں کا جمشید

یزدان کو انکا سکون تباہ کرتے سرور آیا جبکہ کچن میں کھڑی سلوی اچھے سے یزدان کی دبی دبی خوشی محسوس کر رہی تھی۔

اف ماچس تو یونہی بدنام ہے، اصل آگ لگانے والا آلہ تو آپ ہیں"

سکھی۔اب پتا نہیں اس پر کیا وبال آئے گا۔ جمشید نے کس ماڈل سے شادی کر

"لی؟اور یہ سکھی کو کیسے پتا۔بہت چالاک ہیں یہ

سلوی من ہی من میں سوچتی باہر بیٹھے سکھی کو گھوری جو آگے سے مست

سے مسکرا کر سلوی کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا۔

اس کنجر کی تشریف تو میں سیکتی۔ کس ماڈل منحوس کے ہتھے لگ گیا میرا"

کماو پتر؟ضرور وہ موئی میرے بچے کا پیسہ ہڑپ کرنے کو پیچھے پڑی ہو گی۔اوہ

"میرے اللہ

شاکرہ نے اپنا سینہ پیٹ لیا جبکہ رضوان صاحب کی برہم نظر یزدان پر تھی

جیسے کہنا چاہ رہے ہوں یوں فساد ڈلوانے کی کیا ضرورت تھی۔

تم دونوں شانت ہو جاو، مجھے نہیں لگتا ایسا کچھ ہو گا۔ یزدان میاں کو غلط فہمی"

"ہوئی ہے۔ابھی کال کرتا ہوں

رضوان صاحب سرے سے سکھی کی بات رد کر گئے اور یہی موقع تھا یزدان کے پاس بگھڑنے کے لیے۔

کیا مطلب؟ میں جھوٹا ہوں۔ نہیں کہنا کیا چاہتے ہیں کے میں ہوا میں تیر" "چلاتا ہوں

یزدان کے ڈرامائی غضبناک ہو کر اٹھ کر کھڑا ہونے پر رضوان صاحب کا گھبراہٹ میں دل بیٹھا، کال ملاتے ہاتھ تھمے جبکہ کچن میں کھڑی سلوی کا دل چاہا دیوار سے سر مار ڈالے۔

البتہ شاکرہ اور سلمان کے منہ پر نحوست چھائی کیونکہ رضوان سکھی کو پکڑ کر معذرت زدہ انداز میں روک رہے تھے۔

ایسی بات تو نہیں کی یزدان، اتنا برا کیوں منا رہے ہو۔ بیٹھو کھانا لگنے والا" "ہے

رضوان کے تاسف سے منمنانے پر سکھی نے گردن اکڑاتے دیکھ کر احسان جتاتے انداز میں سر کو جنبش دی۔

اکڑ چیک کرا سکی شاکرہ،اور بھائی صاحب کا بس نہیں چل رہا داماد کے "

"پیروں میں لیٹ جائیں۔زمین بھول ہی جاب۔۔۔۔

سلمان نے شاکرہ کے کان میں گھستے اس کا اور دل جلایا۔

زمین تو میں اس یزدان کے حلق سے بھی گھسیٹ لوں گی پہلے اس جمشید کی "

لتر پریڈ کرنی ہے۔اگر اس نے واقعی مجھے بتائے بنا شادی کی ہے تو بس،اولاد

"نہیں بچنی تمہاری پھر میرے ہاتھوں

شاکرہ کا تو خون کھولا۔

تیری بھی برابر پراڈکٹ ہے وہ کھوتی کا بچہ،مجھے تو اس بیغیرت کے لچھن "

"پہلے ہی خراب لگ رہے تھے

سلمان بھی منہ ہی منہ میں بڑبڑایا پر جو کھوتی کہہ بیٹھا اس پر شاکرہ کے

گھورنے پر مسکین بن گیا ورنہ شاکرہ ابھی اسکا جبڑا چیڑ ڈالتی۔

وہیں جمشید جو ابھی آکر ہوٹل سویا تھا،کال پر بری طرح بدمزہ ہوئے فون تک

ہاتھ لے جاتے کال اٹھائی۔

"جی تایا جان"

جمشید نے نیند کے خمار میں ڈوبی آواز میں پوچھا۔

تم نے ہمیں بتائے بنا، پوچھے بنا نکاح کر لیا جمشید؟ کیا ہم سب سے کوئی"

"غلطی ہو گئی کے تم نے ہمیں ایسے پرایا کیا

تایا جان کی غمزدہ آواز سنتے ہی وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔

"واٹ؟ آپکو کس نے بتایا تایا جان؟"

جمشید کی بے قراری پر وہ اور افسردہ ہوئے، جمشید کا شک یزدان پر ہی گیا۔

"جس نے بھی بتایا ہو، کیا یہ سچ ہے؟"

رضوان صاحب ہنوز برہمی برقرار رکھے ہوئے تھے۔

جمشید واپس تکیے پر گر کر لیٹے گہرا سانس بھر گیا۔

جی آپکے داماد نے ہی بتایا ہو گا، میں ایک دو ہفتے تک آتا ہوں پاکستان پھر"
تفصیلی معاملہ بتاوں گا۔اماں بابا کو گولی کرا دیجئے گا کیونکہ انکی چک چک مجھ
سے نہ سہی جائے گی۔اور آپ مجھے اس بد تہذیبی کے لیے معاف کر

دیں، میرے آنے سے پہلے سلوی کو رخصت مت کیجئے گا کیونکہ کچھ ایسا ہے

"جو آپکے لیے جاننا بہت اہم ہے

جمشید نے اداس ہوتے ریکوسٹ کی جبکہ وہ رخصتی نہ کرنے کی تمہید باندھے

رضوان احمد کو پریشان کر گیا۔

"معاف نہیں کروں گا جمشید، اللہ حافظ"

رضوان نے کال بند کی اور یزدان کی طرف دیکھنے لگے۔

"سچ ہے"

رضوان صاحب کے کہنے کی دیر تھی کہ شاکرہ اونچا اونچا کو کنے لگی، سلمان

بچاری کو سنبھالنے میں دبے دبے مکے بھی کھاتا گیا البتہ رضوان احمد کو یزدان

کی آنکھوں میں تیرتی چمک سے خوف آیا۔

"تو پھر رخصتی کے بارے کیا خیال ہے رضوان صاحب؟"

یزدان نے زچ کرنے کو سوال دہرایا، وہیں بریانی کو دم اتارتی سلوی بھی دم سادھ گئی کیونکہ اسکے دل کی دھڑکنوں کی ولاسٹی اباجی کے انکار یا اقرار سے جڑی تھی۔

"ابھی رخصتی مناسب نہیں"

یزدان نے مٹھی کستے اس شخص کا جواب برداشت کیا جبکہ کچن کی اوٹ سے مسکرا کر سلگاتی سلوی نے زیادہ لہو گرمایا۔

خیر بڑی مشکل سے وہ ڈنر کرنے تک بیٹھا اور جب سلوی کی چھپائی نہ جاتی خوشی برداشت نہ ہوئی تو بریانی کی آخری بائیٹ لیتے رائتے سے بھری چمچ جان بوجھ کر اپنی جیکٹ پر گرادی۔

سلوی فوراً سے قریب آئی۔

"اوہ کوئی بات نہیں، پتر یزدان کی جیکٹ دھودے بیٹا"

رضوان صاحب کے مشورے پر سکھی نے دانت پیسے۔

"اباجی یہ خراب نہ ہو جائے"

سلوی ہچکچائی۔

"میرا مقدر، موڈ سب خراب کر تو چکی ہیں۔ پھر جیکٹ بھی کر دیں"

یزدان نے جبڑے بھینچتے سلوی کے پاس جھکنے پر سرگوشی کی تو وہ یزدان کی جیکٹ اتارتے ہی لے کر بھاگ نکلی جبکہ یزدان کچھ فلمی سین سوچ رہا تھا پر یہاں تو پورا ٹبر ہی انہی کو دیدے پھاڑے دیکھ رہا تھا۔

یزدان نے پانی اٹھائے گلاس ہی ہونٹوں سے جوڑا اور پھر جب تھوڑی دیر گزری تو اٹھ کھڑا ہو۔

"آپ بیٹھیں میں جیکٹ خود لے لیتا ہوں"

اس سے پہلے رضوان صاحب اٹھتے، سکھی نے تکلف سے روکا اور اندر گھر کی طرف بڑھا جہاں وہ ہونہار لڑکی گیلے کپڑے سے اسکی جیکٹ کا میس صاف کرتی یزدان کو خوشگوار حیرت دے گئی۔

"..آپ یہاں کیوں آ گئے، میں لے کر آ"

سلوی کے باقی لفظ منہ میں ہی رہے کیونکہ یزدان اس کے ہاتھ سے جیکٹ جھپٹتا اسکی بازو مٹھی میں لیے دیوار سے پن کر کے لفظ چھین گیا۔

"س۔۔سکھی کوئی دیکھ لے گا"

وہ یزدان کے خود پر انتہائی جھکنے پر کراہی۔

"آپ سب سے کہیں کے آپکو میرے ساتھ رخصت ہونا ہے"

سلوی کو لگا یزدان کا دماغی توازن بگھڑ گیا ہے تبھی تو پھٹی آنکھوں سے وہ اسکو گھور رہی تھی۔

"آ۔۔آپ پاگل ہو گئے ہیں سکھی؟م۔۔میں کیسے کہہ سکتی ہوں"

ٹوٹتی جڑتی آواز سنبھالے سلوی نے دبی سی سرگوشی کی۔

اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں پاگل پن کا کوئی مظاہرہ نہ کروں تو کہیں سلوی"

ورنہ آپکو سبکے سامنے اٹھا لے جاوں گا اور پھر رسم ورواج کی دھجیاں بکھیرنے پر مجھ سے شکائیت مت کیجئے گا"

یزدان کا جنوبی رویہ سلوی کے حلق کی پھانس بنتا جارہا تھا اور اس وقت بھی اسے یزدان سے صرف وہشت محسوس ہوئی۔

"م۔۔مجھے نہیں رخصت ہونا آپکے ساتھ۔خوش"

وہ پوری قوت سے اسکے سینے پر دباو دیتی یزدان کے اعصابوں پر بجلی گرا گئی۔

"واٹ؟تو کس کے ساتھ ہونا ہے؟"

یزدان کا جملہ سلوی کی آنکھوں میں آنسو اتار لایا۔

انسلٹ کر رہے ہیں آپ میری، آپکی جائیداد نہیں ہوں، جیتی جاگتی سانس" لیتی انسان ہوں۔رخصتی تو تب خوشی دے مجھے جب کسی انسان کا ساتھ مل رہا ہو۔اور آپ مجھے دیکھتے ہی وحشی بن جاتے ہیں۔جب تک اباجی راضی نہیں ہوتے، میں آپکے پاس نہیں آوں گی"

وہ اتنے بڑے الفاظ کیسے کہہ سکتی ہے، یزدان کا ہاتھ دل پر گیا تھا جبکہ سلوی کو فوری احساس ہوا جیسے اس نے کچھ برا کیا ہو۔

"س۔۔سکھی"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے واپس کھینچ گئی تو دونوں کا چہرہ ٹکراتے بچا۔

یو ہرٹ می سلوی، اور آپ کسی وحشی کو ڈیزرو نہیں کرتیں، میں اب آپکو"
"رخصتی کے لیے تڑپا کر رکھ دوں گا

وہ جانے لگا تو سلوی نے اس سے لپٹ جاتے رونا شروع کرے یزدان کا فرار ناکام کیا، دل یہی کیا کے اس عجیب شے کو آج کھینچ کر دو لگائے۔

س۔۔ سکھی آئی ایم سوری، پتا نہیں کیا بک بک کر گئی، مجھ سے ناراض مت"
"ہوییئے گا۔ میں خود کے ساتھ کچھ کر لوں گی

سلوی نے اسے ہلنے لائق نہ چھوڑا تھا ورنہ وہ اسکی شکل بھی نہ دیکھتا۔

ٹھیک ہے تو کہیں سبکو کے آپ میرے پاس آنا چاہتی ہیں ورنہ باخدا میری"
"شکل تک دیکھنے کو ترسیں گی

یزدان نے اپنی پشت پر بندے وہ مرمریں ہاتھ جھٹکے سے کھولے اپنی شرط ڈھٹائی کا اعلی نمونہ بنتے پیش کی تو وہ روہانسی ہوئی۔

آپ اتنے جنونی کیوں ہو رہے ہیں سکھی، آپ سے سلوی کوئی نہیں چھینے"
"گا۔ میں آپکے نکاح میں ہوں، اب کون لے گا سلوی آپ سے؟
وہ پہلی بار سکھی کے ٹھیک ڈر تک پہنچی تھی جو اسکی گردن چھوتے اب
ہتھیلوں کو اسکی گالوں تک سرکا چکا تھا۔
آپ خود لے سکتی ہیں، اگر جان ہی چکی ہیں میری بے قراری تو آ کیوں نہیں"
"جاتیں میرے پاس
ناجانے سلوی کو سکھی کے لہجے میں ایسا کیا محسوس ہوا کے وہ اپنے رخساروں
سے لگے اس شخص کے دونوں ہاتھ پکڑ کر چومے یزدان فاروقی کو کسی لائق
نہ چھوڑ سکی۔
سب کہیں گے کتنی بے شرم ہے، کسی کو ایسا کچھ مت کہنے دیجئے گا جو مجھے مار"
"کے رکھ دے۔ میں یہ بولنے کے لیے تیار ہوں
سلوی نے ہتھیار پھینکے، درحقیت وہ اپنے اختیارات اس ظالم کے سپرد کر چکی
تھی جو اسے اب در دبدر خوار کرنے والا تھا۔

"تھینکیو سو مچ"

گال پر جھکتے نرم سی جسارت کرتے ہی وہ جیکٹ اٹھائے دوسرے سے سلوی کا ہاتھ پکڑتا واپس باہر صحن تک لایا جہاں رضوان صاحب نے اب لکڑیاں جلا کر آگ دھکادی تھی۔

یزدان کے ہاتھ میں سلوی کا ہاتھ دیکھے جہاں شاکرہ اور سلمان برہم لگے وہیں خفگی بھرے تاثرات رضوان صاحب کے چہرے کے خدوخال میں بھی تھے۔

"سکھی چاہ رہے ہیں یہ کل ڈنر پر جائیں، تو مجھے آپ سے اجازت چاہیے تھی" سلوی کے بیان بدلنے پر یزدان نے اسکا ہاتھ چھوڑا، سلوی نے اس سے نظر نہ ملائی۔

"ہاں ٹھیک ہے چلی جانا، یزدان گڑ والی چائے پیو گے؟"

رضوان صاحب نے مسکرا کر آفر کی تو یزدان نہیں کہے پاس سے گزرا اور بنا کچھ کہے لمبے لمبے ڈگ بھرتا رہداری پار کرے گھر سے نکل گیا۔

سلوی کو لگ رہا تھا ابھی وہ زمین میں دھنس جائے گی پر یہ حقیقت تھی وہ رخصتی نہیں چاہتی تھی۔

یزدان نے گھر سے نکلتے ہی پوری قوت سے اپنا ہاتھ دیوار پر دے مارا۔

"اچھا نہیں کیا آپ نے سلوی، پچھتائیں گی آپ"

پھنکارتا ہوا وہ وہاں سے بھی نکل لیا جبکہ رضوان صاحب اب شاکرہ اور سلمان کا غصہ ٹھنڈا کرنے پر لگے تھے اور سلوی سب کے لیے گڑ والی چائے بنانے کچن گھسی۔

"اللہ جی مجھے ان سے بچالیں۔ تھوڑی دیر کا ملنا برداشت نہیں ہوتا اور پھر تو ہر وقت۔۔۔۔ نہیں نہیں۔ مر جانا میں نے ڈر کر ہی۔ وہ بہت برے ناراض ہوئے ہوں گے پر اب کل ڈنر تو کروانا پڑے گا انکو، منالوں گی۔ اور سمجھا بھی لوں گی۔ ہگ کرنے پر فوراً مان جاتے ہیں یہی ٹرک آزماؤں گی"

سلوی نے جلدی سے چائے بنانی شروع کرتے لائحہ عمل ترتیب دیا پر اسے علم نہیں تھا اب بات سچ میں بگھڑ چکی ہے۔

S MERWA MIRZA

NOVELS

لیزے اور دراب واپس پہنچے تو نانی نواسہ دونوں کا ڈنر کے لیے انتظار کیے ملے، باران نے نانو سے سنی کہانی کھانے کے بیچ پوری مموبابا کو سنادی، جبکہ حلیمہ نے اپنے بچوں کی آنکھوں کا سکھ دیکھ کر ہی جان لیا تھا کہ سات سال کی سزا ختم ہو گئی۔

ویسے تو انکی واپسی تھی، صبح ورکنگ ڈے تھے پر حلیمہ اماں کا دل نہ کیا انھیں جانے دیں تو دراب خوشی خوشی رک گیا، لیزے بھی باران کو سلانے لے گئی اور دراب نے حلیمہ اماں کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں بھرے ساری روداد سنائی جو اس بزرگ مہربان ہستی کی بھی آنکھیں بھیگو گئی۔

"میں ہی تھی وہ پتر، مجھے وہ بچی پتا نہیں کیوں بڑی پیاری لگی تھی۔ میں بھی ان پتھر مارنے والوں میں تھی پر مارا نہیں، میں نے سنگسار ہوتی اس بچی کی

آخری روح چھلنی کرتی مسکراہٹ میں اسے پہچانا۔میں اسے اپنے ساتھ یہاں لائی،اسکے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جہاں زخم نہ ہو۔اور تجھے پتا ہے بھوک اور پیاس کے سبب اسکے پیٹ کی نالیاں بھی سکڑ رہی تھیں،پر اس کے ہر درد کے باوجود اسکی کوکھ میں وہ جان بلکل محفوظ رہی۔یہی اس بچی کی "پاکیزگی اور بے گناہی کا ثبوت تھا

دراب کی آنکھوں میں اذیت تھی،وہ لیزے کے ایک ایک زخم کو امیجن کر رہا تھا۔

"پھر وہ زندگی کی طرف کیسے آئی حلیمہ امی؟"

دراب کے سوال پر حلیمہ نے اسکا ہاتھ تھپکایا اور دراب کی گال تھپکائی۔

کچھ ماہ لگے اسے،وہ بولتی نہیں تھی،روتی نہیں تھی، مسکراتی نہیں" تھی، خلاوں کو گھورتی تھی۔ان آٹھ ماہ میں مجھے اس بچی سے والہانہ انس ہو گیا،پھر میں نے لیزے کی آواز پہلی بار تب سنی جب اس نے اپنے بچے کو جنم دیا،میرے ہاتھوں میں پیدا ہوا وہ۔اتنا صحت مند کے تم دیکھتے تو حیران رہ

جاتے کے لیزے نے اسے کہاں چھپا رکھا تھا۔لیزے پہلا جملہ میرا بے بی بولی، وہ آٹھ ماہ بعد پھر مسکرائی بھی، روئی بھی، اسے درد بھی ہوا، اسے میری آغوش بھی درکار ہوئی۔ بس وہ دن تھا، میں نے ان دونوں کو اپنے زخمی کلیجے "کا مرہم بنالیا۔ آج تک اس بوڑھی عورت کا مرہم ہیں یہ دونوں

ماضی یاد کیے وہ دونوں ہی آبدیدہ تھے، جبکہ دراب کے لیے حلیمہ صاحبہ پہلے سے بڑھ کر پیاری ہو چکی تھیں۔

وہ جھکا اور انکا ماتھا چومتے پیچھے ہوا پھر اس ماں کے دونوں جھریوں والے ہاتھ چومے۔

آپ میری محسن ہیں حلیمہ امی، میری لیزے اور میرا باران اللہ کے حکم کے " بعد آپکے وسیلے سے زندہ بھی رہے اور مجھے بھی ملے۔ آپ کی جگہ میرے دل میں ممی جیسی ہے اب۔ آپ واقعی فرشتہ صفت ہیں، میں آپکا احسان کبھی "نہیں اتار سکتا

وہ آج بچہ بنا تھا، آج دل کے کئی زخم ادھڑے تھے۔

اور تو بھی اس ماں کا کلیجہ ہے اب پتر، میری لیزے، میرا باران تیرے حصے "
ہیں۔ میں نے کوئی احسان نہیں کیا، مجھے توان دو کی صورت میرے شوہر اور
بیٹے کی جدائی کا مرہم ملا تھا۔ اس دنیا میں جینے کے لیے کسی نہ کسی کا مرہم بننا
"ہی پڑتا ہے، میں انکا بنی تو وہ بھی تو اس ماں کی اکھیوں کی ٹھنڈک بنے
دراب کے لیے آنسو بہانہ صرف ممی، سکھی، ددھو اور لیزے کے سامنے
آسان تھا پر اب اس فہرست میں حلیمہ بھی شامل ہو گئیں، وہ جانتی تھیں
دراب کا دل بڑا دکھا ہوا ہے تبھی اسے رونے سے نہ روکا۔
اپنی گود دی تاکہ وہ سر رکھ سکے، اپنے دل کا غبار بانٹ سکے۔
جب لیزے کو میری سب سے زیادہ ضرورت تھی تب میں اسکے پاس نہیں "
تھا حلیمہ امی۔ اسکے ہر زخم، اسکے ہر آنسو کی وجہ میں بنا۔ میں نے سمجھا تھا
وقت بھی میرا ہے اور حالات بھی اور میں جو چاہوں گا کروں گا، لیکن اسی
وقت نے میرا غرور ریزہ ریزہ کر دیا۔ ان سات سالوں میں ایسا کوئی لمحہ نہیں
گزرا جب میں اس سے غافل ہوا، اسکی موت کا یقین تو کبھی مجھے آ ہی نہ سکا پھر

بھی کبھی ڈر جاتا تھا کے اگر وہ واقعی مر گئی ہے تو کیا ہو گا، مجھے بتائیں ناں میں "لیزے کو دی تکلیف کا مکمل ازالہ کیسے کروں؟

حلیمہ نے اسے سنا اور آختام تک حسین طرز سے دراب کی تڑپ پر جی اٹھیں۔

اگر لیزے سن لیتی تو شاید اسکے دل اور وجود کے سارے خلاء پر ہو جاتے۔

بس اسے اپنا ساتھ دے کر ہی ازالہ ممکن ہے میرے بچے، وقت اسکے شوق" اور ارمان مار چکا ہے۔ تجھے اسکی چمک لوٹانی ہے، وہ اپنے ماں باپ کا دکھ کبھی نہیں بھول سکتی، ماں باپ کے آگے کچھ نہیں ہوندا پتر، اور لیزے کے ماں باپ تو بڑے پیارے تھے۔ اس نے اکھٹے کھو دیا انھیں، تو اندازہ لگا آپ کے "وہ کتنی صابر اور شاکر ہے کہ اس نے آج تک اللہ سے شکوہ نہیں کیا

دراب اٹھ بیٹھا، لیزے کو دیکھنے کا دل چاہ رہا تھا اور حلیمہ اماں بنا کہے اسکی تڑپ سمجھ گئیں۔

تبھی تو مجھے اس سے بے پناہ محبت ہو گئی، شاید جس نقطے پر ہم جدا ہوئے"
تب بھی میں پیور نہیں تھا۔ وہ تھی اور اس کے لائق پیور حیدر تھا، مجھے بننا
پڑا۔ میرے لیے وہ بہت بڑی راحت ہے۔ اگین تھینکیو، آپ بھی بہت
"پیاری ہیں مجھے

وہ بار بار دراب کے جذباتی کرنے پر خود پر کب سے روئے جا رہی تھیں۔

"خوش رہو تم تینیوں، جا آرام کر تو بھی"

حلیمہ صاحبہ کو خود نیند آ رہی تھی کیونکہ کافی رات ہو چکی تھی، دراب
فرمابرداری سے اٹھا اور ڈھیڑوں دعائیں لیے اپنی دنیا کے پاس گیا، روم کا
دروازہ کھولا تو لیزے کو بھی باران کے ساتھ ہی سویا دیکھے دراب کو قطعا
اسکے سونے پر برا نہ لگا۔

بلکہ شاید لیزے نو رمدتوں بعد ایسی نیند سوئی تھی۔

وہ دونوں کے قریب آیا، وہ ایک خوبصورت منظر اپنی آنکھوں میں بسا کر
وہاں ٹھہرے درد کی دوا کر رہا تھا۔

مجھے بہت پیاری ہو تم لیزے، تم سے جڑی وہ ساری دنیا خوبصورت ہے جو"
میری مٹھی میں آگئی۔ میں نے پتا نہیں کونسی نیکی کی کے تم مجھے واپس مل گئی
حالانکہ اب بھی تمہارے لائق نہیں ہوں۔اوہ لیزے! یہ محبت ہمارے حق
"میں کیوں سرخ گلاب نہ بن سکی

وہ چلتا ہوا اسکے پہلو میں ٹکا جہاں باران اسکی بازو پر سر رکھے لیزے سے چپک کر آسودہ نیند میں گم تھا جبکہ لیزے، محبوبہ اور بیوی تو بہت پیاری تھی پر ماں کے رتبے میں اسکا تقدس بڑھ گیا تھا۔

تم جتنا روئی، اب اتنی بار مسکراو گی۔ میں وجہ بنوں گا تمہاری مسکراہٹ"
کی۔ کیسے کیسے ظلم ٹوٹے تم پر میری جان، اور تم نے اس بدبخت کو واپس دل
سے لگانے میں کوئی آزمائش نہیں لی میری۔ شاید تم خود تھک چکی تھی، میرا
"ساتھ تمہاری تھکن مٹا دے گا، دیکھنا تم

دراب نے تکیے ہر ہاتھ رکھتے جھک کر لیزے کی جبین چومی پھر اسکے گال کو ہونٹوں سے چھوئے واپس اٹھا، وہ واقعی بہت پر سکون نیند میں تھی۔

تم دوبارہ کبھی مت ڈرنا، ہوپ سو وہ ڈراونے خواب اب تمہیں چھو بھی"
"نہیں پائیں گے

خدا گواہ تھا کے دراب اک پل لیزے سے نظر ہٹانا مشکل جان رہا تھا پر سکھی کی کال اپنے سائلنٹ فون پر دیکھے اسے جانا پڑا، سکھی بھی تو سکھ سکون اپنے ہاتھوں غارت کر چکا تھا۔

دراب باہر نکلا تو دھند چھائی تھی، سردی کی شدت میں پل پل اضافہ ہو رہا تھا۔

بہت خوب! سلوی تو میرے حصے کے بھی بدلے لے رہی تجھ سے۔ بیٹا"
ابھی اسے فوٹو شوٹ وائرل کا نہیں پتا، جب وہ پتا لگے گا تجھے نانی یاد دلائے
"گی

سکھی کی وحشی روداد سنے دراب نے اور تیل چھڑکا، یزدان آج سچ میں ہرٹ تھا۔

اسے مجھ سے محبت نہیں ہے، کس سفاکی سے مکر گئی وہ۔ کیا واقعی اتنا برا"
ہوں دراب؟ وہ مجھ سے ڈرتی ہے تو دل کٹتا ہے، اسے اندازہ ہی نہیں اس نے
"کس قدر ہرٹ کیا ہے
سکھی کی بھاری آواز نے دراب کی ہنسی بھی نگل لی۔

یار، سینٹی مت ہو۔ وہ لاڈلی سی ہے، تیرے جیسے جنگلی کو سمجھنے میں اسے"
وقت لگے گا۔ جب وہ میرے سکھی کا شفاف اور خوبصورت دل تسخیر کرے
گی تو اسے اپنے انتخاب سے عشق ہو گا۔ دل پر مت لے، اٹھا لے لاڈ۔ کل کو
"جب پاس آئی تو تو اٹھوا لینا
دراب نے بھی یکدم دل جوئی کی، جسکی سکھی کو ضرورت تھی، شلوار سوٹ
پہنے شال کاندھوں پر لپیٹے وہ بھی لان میں دیوداس بنا ٹہل رہا تھا۔

"دل میلا ہو چکا ہے میرا، تو لیزے کے گاوں گیا۔ اسے بتایا تو نے سب؟"
یزدان نے موضوع بدلا جس پر دراب نے اسے بھی تمام احوال سنایا جبکہ
یزدان اس پر خوش تھا کہ لیزے اور دراب میں اب دوریاں نہیں ہیں۔

اچھااداس مت ہو، وہ تجھے ایک بار جان گئی تو جان دینے پر تیار ہو جائے گی۔ بھول مت کہ تیرا اسے چاہنا اس سے ہر صورت شدید اور دگنا ہے۔ وہ اس شدت سے ابھی اچانک تجھے نہیں چاہ سکتی۔ ایڈجیسٹ کر میری جان" دراب نے پھر تسلی دی پریزدان کا دل بری طرح ٹکڑے ہوا تھا، دراب سے بات کیے وہ اس لائق ہو گیا کے سو سکے جبکہ دراب کچھ دیر ٹہلنے کے بعد خود بھی لیزے اور باران کے ساتھ ہی جا کر انہی کے لحاف میں ایڈجسٹ ہوا اور فوری نیند بھی جناب پر مہربان ہوئی۔

Zubi Novels Zone

S M E R W A M I R Z A
N O V E L S

رات ساری عجیب کشمکش میں رہنے کے بعد وہ پانچ بجے ہی شنائیل کے ہوٹل نکلا، شاید نیت بس اسے گڈ بائے کہنے کی تھی پر جب وہ ہوٹل پہنچا تو پتا چلا وہ آدھے گھنٹے پہلے ہی سائن اوٹ کر گئی۔

کچھ دل میں چبھا تھا،اور ہوٹل سے نکل کر نظر کیفے پر گئی تو جمشید نے کال ملاتے ہی قدم بڑھائے، فوری فون پک کر لیا گیا۔

"کہاں ہو شنائیل؟"

خاصے روڈانداز میں پوچھا گیا۔

"ائیر پورٹ، بس انٹرنس پے کھڑی ہوں۔ کیوں؟"

شنائیل کو خوشگوار حیرت نے گھیرا۔

"اچھا، بڑی بد قسمت ہو"

موصوف دل کی آگ پر قابو پاتے زبان پر قابو کھو بیٹھے۔

"ہیں؟ وہ کیوں۔ کہاں ہو تم؟"

شنائیل نے بے قراری سے پوچھا۔

"تمہارے ہوٹل کے باہر، دل دینے آیا تھا۔ پر تمہاری پھوٹی قسمت"

یہ سچ میں شنائیل کے لیے زندگی کا بڑا صدمہ تھا، وہ فورا باہر واپس آئی۔

"میں ابھی آجاوں، دل لینے کے لیے میری سپیڈ چیک کرنا"

ائیرپورٹ کی حدود سے نکلتی وہ باہر چلی آئی مگر یکدم چمکتا چہرہ تاریک پڑا۔

"سوری! یہ آفر محدود مدت کے لیے تھی"

جمشید نے کرسی پر چوڑا ہو کر بیٹھے اطلاع دی۔

"ظالم، سفاک، درندے۔ایسے ستاتے شرم نہیں آتی"

وہ پھٹ پڑی۔

"سکون مل رہا ہے، جیسے مجھے تمہاری سزا بنا کر ہی دنیا میں بھیجا گیا ہے"

جبکہ جمشید کو زرا ترس نہ آیا۔

"خدا پوچھے تمہیں"

ٹھک سے روہانسی آواز میں کہے شنائیل نے کال بند کی، جمشید کی مسکراہٹ بھی لمحے میں غائب ہوئی۔

بھاڑ میں گئی فلائیٹ، اگر تم مجھے وہاں نہ ملے تو خود کے ساتھ کچھ کر بیٹھوں"

"گی

شنائیل اس شخص کے لیے اپنا بہت بڑا اور ڈریمی شوٹ پیروں تلے روند بیٹھی اور ٹیکسی والے کو فوراً واپس ہوٹل کا کہے سوار ہوئی۔

جمشید کو ایک پرسنٹ بھی امید نہ تھی کہ وہ آئے گی تبھی وہ اپنے لیے بریک فاسٹ آرڈر کیے خوبصورت سی صبح کو چڑھتے انجوائے کرنے لگا اور ٹھیک بیس منٹ گزرے اور وہ گاڑی سے باہر نکلتی ہوٹل کی طرف دوڑی۔

ہوٹل کے سامنے والے کیفے کا وہ آجکا پہلا گاہک تھا، ناشتہ کیے بنا آیا تو سوچا تھا کچھ کھا پی لے۔

صبح دھیرے دھیرے نمودار ہو رہی تھی، یہاں کا موسم قدرے گرم تھا، ہاں راتیں خوبصورت ہونے لگی تھیں۔

جمشید کسی گہرے خیال میں ڈوبا اپنی مارننگ کافی ہی انجوائے کر رہا تھا جب اچانک خوبصورت سی ہتھیلی اپنے سامنے پھیلی دیکھے فوراً چہرہ اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"دودل"

وہ سچ میں آگئی تھی، جمشید کو لگا یا وہ لڑکی پاگل ہے یا اسے وہم ہو رہے ہیں۔

"یہ تو سچ میں فقیر بن گئی"

جمشید نے اسکے سراپے کو ہنوز اک خیال سمجھتے سوچا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟ تمہارے کیس میں میری قسمت بری نہیں"

ہے۔اب دل دینے سے مکر نا مت۔ تمہارے لیے رزق کو لات مار کر آئی

"ہوں، تم مت مارنا

وہ اب بھی حیران تھا، وہ لڑکی اسکے لیے واقعی آگئی تھی اور جمشید کے پاس دل دینے کے سوا آپشن بھی تو نہیں تھا۔

"میں بھی مار دوں لات تو کیا کہیں کہ نہیں رہو گی"

وہ بنا دبے اٹھ کھڑا ہوا، دونوں کے چہرے بے حد روشن اور تر و تازہ لگ رہے تھے اور اک دل جلاتی مسکراہٹ ہونٹوں پر رقص بھی کر رہی تھی۔

کتنا ارمان ہے تمہیں مجھے کہیں کا نہ چھوڑنے کا، تو سنو تم آل ریڈی یہ کر"

چکے ہو۔جب دراب میرے ذہن و دل پر سوار تھا تو میں ایسے اس پر بھی

نہیں مری جیسی تم پر، تمہاری بات الگ ہے۔میں تمہارے لیے کچھ بھی

کرنے پر تیار ہو رہی ہوں۔ یہ برا سائن ہے ناں؟ تم مجھے اپنے لیے ان فیوچر مارتے دیکھائی دے رہے ہو"

وہ بہت اچھی لگ رہی تھی، پرپل کلر کی ٹاپ کے ساتھ بلیک میچنگ سٹف لیے، جمشید کو بھی اچھی لگ رہی تھی تبھی تو وہ بس اسے چپ چاپ سنتا گیا۔

"جاؤ واپس ائیر پورٹ، میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں سوائے جل کٹی" کے

وہ اسے دھکیل گیا اور چلا بھی گیا، شنائیل نے خود کو لائق ہی نہ سمجھا کے وہ اپنے لیے اسے روکتی، پر پھر میز پر جمشید کا فون دیکھے آواز لگا بیٹھی، وہ بھی جیسے صدا کا ہی منتظر تھا۔

"اپنی ایک اہم چیز بھول رہے ہو جیم"

وہ دوڑنے کے انداز میں اسکے فون کو اٹھائے اسکے پیچھے ہی کیفے سے باہر نکلی۔

"کیا تم؟"

وہ مغرور ہوئے پلٹا تو شنائیل نے نفی میں سر ہلاتے اسکے ہاتھ کو تھامے اسکا فون پکڑایا، وہ اسکے ہاتھ جکڑنے پر بے چین ہوا۔

"غیر اہم انسان کے بجائے اگر تم مجھے اہم چیز سمجھتے ہو تو بھی اوکے ہے، چیز بننے کو تیار ہوں۔ بٹ میں عجیب سچویشن میں ہوں۔ میں ہر وقت تمہیں مس کر رہی ہوں، اٹھتے بیٹھتے۔ ایسا کیا کر دیا ہے تم نے میرے ساتھ؟"

وہ اسکا پھیرا چہرہ اپنی طرف موڑ رہی تھی جو خود کو ظالموں کے قبیلے کا ثابت کرتا چلا جا رہا تھا۔

"یہ پیار ہر گز نہیں ہے، باقی جو ڈیفینیشن دینی ہے دیتی رہو"

وہ ہنوز اکھڑا، شنائیل کو اسکی بے اعتنائی دکھ دیتی تھی پر وہ کچھ کرنے پر بھی آمادہ نہ تھی۔

"نیکسٹ فلائیٹ آج رات کی ملی ہے، کیا تب تک میں سارا وقت تمہارے آس پاس رہ سکتی ہوں؟"

شنائیل اسکے حلق کا پھندا بن رہی تھی اور یہ بات وہ خود بھی جانتی تھی۔

"کیا کرو گی میرے آس پاس؟"

گہری نگاہ شنائیل کے چہرے پر ٹکاتے جمشید نے اسکی تڑپ کا جواز سنجیدگی سے مانگا۔

"جی بھر کر دیکھوں گی"

وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولی، اسکے ہلتے لبوں نے جمشید کی توجہ ڈسٹرکٹ کی۔

"دل بھرتے ہی نظریں ہٹالو گی؟"

شنائیل کی آنکھیں اس سوال پر ہی جھک گئیں۔

"یہ تمہاری برداشت اور میری مرضی پر منحصر ہے"

وہ سہولت سے لاجواب کر گئی۔

"یعنی میری مرضی کی کوئی اہمیت نہیں"

اس لڑکی سے بات کرنا بے سکونی کو بڑھائے گا، یہ جانتے ہوئے بھی وہ بازی کھیل رہا تھا۔

تمہاری اور تمہارے جذبات کی ہی اہمیت بچی ہے اب۔"

"میں بس دیکھوں گی، بات نہیں بڑھے گی وعدہ

جمشید نے اسکے عہد کا مان رکھتے چہرہ شنائیل کے نزدیک سرکایا۔

"اور اگر نظر لگ گئی مجھے؟"

وہ اب بھی شنائیل کے ہاتھ نہ آنے کی پوری کوشش میں تھا۔

"اتنے پرنس چارمنگ نہیں ہو ڈونٹ وری"

شنائیل کے گھبرا کر نظریں چرانے پر وہ مسکرایا۔اس لڑکی پر اپنا حاوی سحر عجب سا سرور دے گیا۔

"پرنس چارمنگ ہونا ہی کسے ہے، اگر اس نارمل شکل کے ساتھ تم جیسی نک چڑھی مغرور بے لگام گھوڑی کے ہوش اڑا سکتا ہوں تو یقین کرو اس سے زیادہ ہائٹنس مجھے چاہیے بھی نہیں"

اپنے خوبصورت فگر اور اچھی پرکشش شکل پر اترانا بنتا تھا، شنائیل کھل کر مسکرائی۔

تم پر آل ریڈی تمہارے منہ پھٹ ہونے کا حسن چڑھا ہے، اس سے زیادہ"
ہاٹ ہوئے تو سامنے والے کا قتل کر ڈالو گے۔ تمہاری طرف جو ڈور مجھے کھینچ
رہی ہے جمشید احمد وہ تمہاری میری جیسی دکھی ہوئی ذات ہے، میں نے تم
"جیسا انسان پہلے نہیں دیکھا۔ تبھی مر مٹی ہوں

وہ جمشید کے روبرو بہت سچی ہو جاتی تھی، ہر عیب سے نکل آتی، تبھی تو جمشید
کے اختیار بھی ہاتھوں سے پھسل رہے تھے۔

"ایسی باتیں کرو گی تو زہریلی لگو گی"

وہ اسے منہ پر پھر سے کہہ گیا جو سراسر جھوٹ تھا۔

"پہلی میٹھی لگتی ہوں کیا؟"

شنائیل نے دونوں بازووں اور ہاتھوں کا ہار اسکی گردن میں ڈالتے جمشید کو
بغور دیکھا جو اتنا کانفیڈنٹ ہونے کے باوجود شنائیل کے اتنے قریب وہ بھی
یوں پبلکلی آنے پر بوکھلایا دیکھائی دیا۔

"بیہویور سلیف، دوبارہ اتنے قریب آنے کی جرت مت کرنا"

اسکے ہاتھ پکڑ کر خود سے دور جھٹکتے تنبیہی لہجے میں وارن کیا،اور سامنے ڈھیٹ مٹی تھی، کھل کر کھلکھلائی۔

"شرما گئے کیا؟"

محظوظ ہوئے وہ جمشید کے اڑے رنگ والا چہرہ ہی دلچسپی سے تاڑ رہی تھی جو خفیف سا برہم ہوئے جیسے ہی ساتھ سے گزرا،شنائیل اسکا ہاتھ پکڑتی ساتھ ہی لپکتی گئی جبکہ اس لڑکی نے دل،دھیان اور ہاتھ بڑی شدت سے تھاما تھا کے جمشید کے پاس فرار کا راستہ ہی نہ بچا۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

صبح کے سات بج چکے تھے،ساڑھے آٹھ تک باران کا سکول تھا جبکہ لیزے نے اسے یہاں موجود دوسرا یونیفارم پہنا کر بلکل ریڈی کر دیا اور چوری بھی بنا کر حلیمہ اماں کو دے آئی تاکہ وہ باران کو کھلا دیں،اور خود بھی ریڈی ہوئے

کمرے میں آئی تو ابھی تک دراب کو سویا دیکھے اسکے چمکتے چہرے پر مزید بہار سمٹی۔

"کتنا سوتا ہے یہ آدمی"

لیزے نے پاس آکر بیٹھے سوئے دراب کو دیکھا جواب بھی بہت پر کشش لگ رہا تھا، نیند کا سکون دراب جدون کے چہرے کے ہر نقش میں جذب تھا، وہ اسے فرصت سے دیکھ رہی تھی، وہ اسکی محبت تھا، اسکی ایسی محبت جو آج بھی زندہ وجاوید تھی۔

لیزے نے اسکے سینے سے لگے تکیے کو دھیرے سے دراب کی بازوؤں سے نکالا اور آہستگی سے اسکی بازو کھولے سر رکھتی ساتھ ہی لیٹی۔

دراب اس ملائم سے احساس پر اور لیزے کی خوشبو محسوس کیے فوری کسمسا کر جاگا تو لیزے کو پہلو میں دیکھے دراب حیدر کی صبح خوبصورت ہو گئی۔

"اٹھ جائیں اب، باران کو پہلے سکول ڈراپ کرنا ہے۔ چھٹی نہیں کروا سکتی، اسکے ایگزامز قریب ہیں۔ سات بج گئے، نیند پوری ہو گئی ہو گی یقینا

وہ اسے جاگتا دیکھتے ہی بولنے لگی پر پھر دراب کی آنکھوں میں پھیلی بے انتہا چاہت پر خود ہی چپ ہوئی۔

"تم نے میرے پاس آکر مجھے اک نیا خمار بخش دیا ہے، یہ میری زندگی کی خوبصورت صبحوں میں شمار ہے، آنکھیں کھلتے ہی تم پاس ہو"

محبوبیت سے تکتا وہ لیزے کے بکھرے بال، سرخیاں چھوڑتے رخسار اور آنکھیں دیکھے اسکے گال پر ہاتھ رکھے پھیرتا گردن تک لے جائے رکا، وہ حیا زادی پلکیں جھکا گئی۔

"اب ممکن ہے آپکی ہر صبح ایسی ہی ہو"

وہ ہچکچاہٹ کا شکار تھی، دراب نے حیرانگی بھری نظروں میں تشنگی بھری۔

"سچ میں؟"

وہ بے یقین سا بہت پیارا لگا۔

"مجھے لگتا تھا میری تکلیف نے آپکو کچھ نہیں کیا، متاثر نہیں کیا پر آپ اتنا ہی جلے جتنا میں تڑپی۔ یہ اس لیے کہ ہمارے دل جڑے تھے حیدر۔ میں آپکو

کبھی ناراض یارو ٹھی نظروں سے دوبارہ نہیں دیکھوں گی، آپ میرے سر

"کی چھاوں بن چکے ہیں اب

یہ لیزے ہی ہے اسکا یقین کرنا اس شخص کے لیے لحظہ بھر مشکل ہوا۔

"یو سٹل لووی؟"

دراب نے اسکے گلوسی سے ہونٹوں کو تکتے اپنی خواہش کی تکمیل سے پہلے اجازت بھرا سوال کیا۔

"یس"

لیزے نے اسے اسکی سانسیں بحال کرتا اظہار بخشا تو وہ لیزے کی گردن پر دباو دیتا خود پر جھکائے ایک ہی جھٹکے سے لیزے کو میٹرس پر گراتے اسکی رضا و مرضی کے سنگ اسکی دھڑکنیں بڑھاتا گیا، اسکے خوبصورت ہونٹوں کا زائقہ صبح کے امرتی زائقے کو مات دے رہا تھا جس سبب دراب سے خود پر جبر ممکن نہ رہا۔

وہ اسکے سینے پر دباو دیتی اسے بروقت دور کیے خفگی سے گھوری۔

"اتنا بھی فری ہونے کا نہیں کہا، وی آر ناٹ ایٹ ہوم"

لیزے نے اسے ہوش دلانی چاہی تو وہ اپنے سینے میں محل لیزے کا ہاتھ سہولت سے پکڑ کر تکیے سے لگا گیا۔

"یو آر مائی ہوم، اسکے علاوہ کچھ یاد نہیں"

جھک کر استحقاق سے بھری پر زور جسارت کیے وہ اتنی دیوانگی کے باوجود لیزے کو مسکراہٹ بخش گیا۔

"تم بہت قیمتی ہو لیزے، بہت زیادہ"

دراب نے پیار سے اسکے دونوں گال چومے، نرمی پر لیزے کا دل خوشی سے بھرا۔

"آئی نو"

وہ بھیگا سا مسکائے اترائی تو دراب نے اسکی جبین پر محبت کا پھول دھرا اپنی امان بخشی۔

بس حیدر، باران کو لیٹ ہو جائے گا۔آپکے لیے چوری بناتی ہوں فوراسے"
"فریش ہو کر آجائیں۔پانی بھی گرم ہے،شاور بھی لینا ہے تو لے سکتے ہیں
لیزے نے اسکی کمر پر لپٹی بازو کھولتے تاکیدوں کی بکٹ خالی کی،دراب اسکی
بازو کھینچ کر پھر سے خود پر جھکا گیا۔

چوری سے زیادہ مزے دار بریک فاسٹ کر لیا ہے،اور آج تو ٹھنڈا پانی"
زیادہ بہتر ہے کیونکہ ہاٹ تو میں تمہاری مہربانیوں کے سبب ویسے ہی بہت ہو
"چکا ہوں
لیزے اسکی سرگوشیوں پر کان کی لو تک سرخ پڑی اور چہرہ ان بے ادب
آنکھوں سے چھپائے ہنستی ہوئی گرفت سے مچل کر نکلی بنا پیچھے دیکھے اس جن
سے بھاگ گئی اور دراب کے انگ انگ میں اس وقت صرف سکون دوڑتا
محسوس ہوا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"آپ نے مجھے بہت ہلکا لے لیا سکھی صاحب، جو میں کہیں سے نہیں ہوں"

کچھ دیر شنائیل سے نظر بچائے جمشید نے میگزین کے فرنٹ سائیڈ کی پکچر تایا جان کو ارسال کی ساتھ میں ایک وائس آڈیو بھی اور چونکہ رضوان صاحب آج کسی درس میں مشغول تھے تبھی فون نہ دیکھ سکے۔

جبکہ اتنا تو شاید شنائیل نے زندگی پوری انجوائے نہ کیا جتنا یہ دن سے ڈھلتی شام میں جمشید کا ساتھ، وہ لوگ ساتھ ایک ایونٹ میں گئے، وہاں بہت فیمس سنگرز کا کانسرٹ تھا، جہاں شنائیل کی انٹری نے مزید آگ لگائی۔

وہ لوگ وہیں کے گیسٹ بنے، اور اس بیچ وہ ارد گرد کی خوبصورتی سے زیادہ اپنے آس پاس جمشید کو محسوس کیے وہ لمحے اپنی یاداشت میں قید کرتی رہی۔

پھر ایک سٹریٹ ڈانسنگ ایونٹ میں شامل ہوئے، وہاں ایک کینسر سے لڑتی بچی کے لیے امداد جمع کی جارہی تھی، اور اس ہیلپ باکس میں شنائیل اور جمشید نے اپنی اپنی گولڈ کی ویڈنگ رنگ ڈونیٹ کی۔

اس بچی سے بھی ملے جو یہ میلا اور رونق دیکھ کر اپنی تکلیف بھول چکی تھی۔

زندگی تو یہ تھی جو شنائیل نے ان چند گھنٹوں میں جمشید کے ساتھ جی تھی، وہ اسکا ہاتھ تھامتی تو وہ کوئی نہ کوئی گریز برت کر ہاتھ چھڑوا کر آگے بڑھ جاتا، شام تک وہ دونوں ہی واپس لوٹے، وہ اسے ہوٹل کے باہر ڈراپ کرنے گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

دراب نے صبح پہلے باران کو ڈراپ کیا پھر لیزے کو جبکہ اسکی نئے کلائنٹس کے ساتھ لانگ میٹنگ تھی تو وہ بہت بزی رہا، اتنا کے لیزے اور باران کو سکول اور فیکٹری آفس سے بھی براق جدون نے پک کیا۔

اسکے بعد باران کچھ دیر دد ھو کے ساتھ پارک کے بعد اسطبل گھومنے نکلا جبکہ ممی سے چیز میکرونی کی فرمائش کر گیا تو لیزے نے میڈ کے ڈنر بنانے کی تیاری سے پہلے ہی تھوڑی دیر اجازت لی۔

تمام ویجیز اس نے ہمیشہ کی طرح بہت ہی چھوٹے چھوٹے کیوبز میں کاٹیں، اور کارن تو ایکسٹرا فیورٹ تھا باران کا، اور ڈھیر ساری چیز۔

چار بجے تک دراب اور نرمین بھی واپس آئے۔

تم لیزے کے ساتھ ہمیشہ پر سکون رہو، تم نے مجھے جو بتایا اسکے بعد یہی "

"کہوں گی بے بی کہ تمہاری لیزے تمہاری ممی سے بھی بہادر ہے

ممی کی جانب کا کارڈور اوپن کیے وہ مسکرا کر انکا ہاتھ تھامے باہر لایا، وائیٹ پینٹ کے ہمراہ گہری نیلی شرٹ میں دراب کلاسی وائبز دے رہا تھا، جبکہ

سنیکرز بھی وائیٹ البتہ آج دھوپ اچھی تھی تو بلیزر اتار کر بازو پر رکھا تھا اور آستینیں بھی چڑھا کر کف فولڈ کر رکھے تھے۔

"نوو، آپ دونوں ایک جیسی بہادر ہیں۔ میں گواہ ہوں آپکی تکلیف کا۔ آپ دونوں ہی رول ماڈل بن سکتی ہیں آجکل کی لڑکیوں کی۔ بس ابھی بھی دل پر اترجائے گا بے بی، ہم نیکسٹ ویک دھوم دھام سے ریسیپشن کرتے ہیں۔ اسے بھی دلہن بن کر تمہارے لیے سجنے کا حق ہے۔ اور ہاں فرصت نکال کر ڈیڈ سے مل آو، زیادہ وقت نہیں ہے انکے پاس"

"بہت بوجھ ہیں

سارا راستہ وہ ممی کو کل کا احوال ہی سناتا آیا تھا جبکہ دراب کے دل کی کیفیت سے نرمین اچھے سے واقف تھیں۔

نرمین نے اول مسکراہٹ دے کر آخری تاکید سے چھین بھی لی۔

"ممی، میرے پاس اتنا ظرف نہیں۔ آپ انھیں چھوڑیں، آج وکیل کی کال آئی تھی۔ سانول بھائی کی سزا ختم ہونے میں بس دو ہفتے رہ گئے"

دراب نے جان بوجھ کر موضوع بدلا جس پر نرمین اسے خفگی سے گھوری۔

تمہارے چکر میں وہ بچارا سات سال سے سزا بھگت رہا ہے۔اور جس کے "
لیے وہ جیل گیا،اسے موت نے بھی منہ لگانے کے لائق نہیں سمجھا۔یہ سب
بہت کمپلیکیٹڈ ہے۔اگر سانول باہر آیا اور ساتھ ہی برہان نے ٹکٹ کاٹ لی
"اوپر کی تو کہیں دوبارہ اسے جیل میں تو نہیں ڈالیں گے ناں؟

ممی کا پہلا جملہ ہی ایسا تھا کہ دراب شرارت پر اترے مسکرا کر ممی کو بلش کروا
گیا۔

میرے لیے نہیں سوئیٹ ہارٹ،آپکے لیے۔اور اب برہان جدون مریں یا"
"جئیں اس سے سانول بھائی پر کوئی مشکل نہیں آئے گی

نرمین نے خفت سے دراب کی گال پر ہلکا سا چانٹا لگا کر بچے کو حیران وپریشان
کر دیا۔

"بہت بگھڑی چیز ہو،لیزے ہی درست کرے گی تمہیں"

نرمین اپنے چہرے کے رنگ چھپائے جلدی سے بھاگیں کہیں بیٹا پکڑ ہی نہ لے جبکہ دراب کے چہرے پر تلخی سمٹ آئی۔

ڈائیورس تو وہ ممی اور بابا کی چھ سال پہلے ہی کروا چکا تھا، اس دن جب نرمین نے اپنی دوسری اولاد کو جنم دیا لیکن وہ جی نہ سکی، ابیہہ جدون، چند سانسیں لے کر دنیا سے چلی گئی اور اس تکلیف کا خاتمہ دراب نے ممی سے ان ڈائیورس پیپرز پر سائن کروا کر کیا۔

دراب ابھی ماضی سوچنا بھی نہ چاہتا تھا تبھی اپنی نور نظر کا دیدار کرنے خود بھی گھر کی روش پار کر گیا، لیزے اسے کچن میں ملی تو موصوف سیدھے گریبان کے دو اوپری بٹن کھولتے وہیں چلے آئے، لیزے میکرونی بوائل کرنے کے بعد انکو ڈرین کر رہی تھی، ساس بنا چکی تھی اور ویجیز بھی ساتے کر لی تھیں۔

"کیا بنا رہی ہو میری حسینہ؟"

دراب نے چپکے سے اسکے عقب سے ہاتھ آگے کو سرکا کر لیزے کے پیٹ پر باندھے اسے مہلت دیے بنا گال لبوں میں دباتے چومی۔

"باران کی فرمائش پر چیز میکرونی، آپ کھائیں گے؟"

لیزے نے چہرہ گماتے اشتیاق سے پوچھا۔

میں پہلے چیز میکرونی کھاوں گا پھر اسکو بنانے والی بھی ہڑپ کر جاوں گا"

"کیونکہ نیوٹریشیز اور یمی تو میرے لیے تم ہو

ایسی چیزی لائنز سنے لیزے کو سامنے سلیب پر پڑی چیز کم لگی، ہنس کر مچلنے لگی جب دراب نے بازو جکڑ لیے، لیزے نے پھر سے چہرہ گما کر دراب کو دیکھا۔

میں نے اپنے قریب اس لیے نہیں آنے دیا تھا صبح کے آپ ہر وقت فلرٹ" کرتے رہیں حیدر، میڈ یہیں ہے باہر۔ ابھی باران آتا ہو گا۔ ایسے چپکا لیں گے

"تو آکورڈ فیل کروں گی

دراب کو لگا جیسے موصوفہ تقریر جھاڑنے لگی ہیں پر اسکی بات سنے وہ اور مست و مدہوش ہوا۔

تم دل اور جان سے جڑی ہو ناں تبھی خود سے چپکا لینا چاہتا ہوں، میرا بس"
چلے تو اب تمہیں خود سے دور ہونے نہ دوں۔اپنا ہر لمحہ تم سے حسین
کروں۔ چھوڑو نہ کچھ دیر یہ کام، میرے ساتھ باتیں کرو ابھی ڈنر میں بہت
"وقت

لیزے کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچے کچن سے نکلا۔

"حیدر! کیا کر رہے ہیں۔ میکرونی ساس جل جائے گی۔ فہمیدہ آپا۔۔یہ کچن
"میں آیئے گا پلیز میں ابھی آتی ہوں

دراب تو سننے کے موڈ میں نہ تھا تبھی بچاری لیزے نے میڈ کو آواز لگائی جبکہ
خود دراب کے وہاں سے لے جانے کی سپیڈ پر مسکرائی۔

"حیدر! روم میں مت لے کر جائیں۔۔۔۔بہت کام ہیں"

روم کی طرف بڑھتے لیزے کو گھبراہٹ ہوئی مگر وہ تو جیسے کچھ سننے کے موڈ
میں نہ تھا، پکڑ کر کھینچے کمرے میں کیے دروازہ بند کرے لیزے کو ڈور سے
لگایا جو سچ میں ہانپتی ہوئی مقابل کو گھور بھی رہی تھی۔

"حیدر! یہ کیا بچپنا ہے۔ چھوٹے بچے ہیں کیا"

ڈانٹ کر بولتے وہ ابھی سانس ہی لے پائی تھی کے دراب نے اسکو پکڑ کر اپنے گلے لگایا، یوں کے لیزے کے تمام تر شکوے حیدر کی گرم جوشی میں دب گئے۔

تمہارے لیے بچہ ہی ہوں، عشثم آج پہلی بار ایسا ہوا کے آفس دل نہیں" لگا۔ لمحے گن رہا تھا کب میٹنگز ختم ہوں اور میں تمہارے پاس آوں۔ تم نے

"جو صبح جادو پھونکا ہے، اگین پلیز

اپنی کیفیت کو نام دیتے ہوئے وہ پگلا رہا تھا جس نے لیزے کے ہونٹوں پر ہنسی رقم کی تو گالوں پر گلاب رکھ دیے۔

"تم ہنس رہی ہو؟ میں یہاں تم میں جکڑا ہوا ہوں اور تمہیں مزہ آرہا ہے"

محترمہ کی ہنسنے والی چھنک سننے کی دیر تھی کے پکڑ کر روبرو لاتے حصار میں بھرا تو لیزے نے بھی زرا ہچکچاتے دراب کی گردن میں بازو حائل کیے۔

"نہیں ہنستی"

محبت سے دراب کے چہرے کی تازگی ٹٹولے وہ ہار مان گئی۔

"نیسکٹ ویک ریسیپشن ہے، تم دلہن بنو گی میرے لیے؟"

دراب نے اسکی جبین بے حد شدت سے چومتے مان سے پوچھا اور دلہن بننے سے جڑی یادیں اک لمحہ لیزے کی آنکھیں انگارہ کر گئیں۔

"آئی نو اس سے بہت درد بھری یادیں جڑی ہیں لیکن اب تم حیدر کی دلہن بنو گی، یہ بات تمہارے سکون کے لیے کافی ہو گی یا کچھ اور کرنا پڑے گا مجھے؟"

وہ لیزے کی خاموش شکائیت فوری سمجھا، لیزے نے لحظہ بھر نظریں زیرک کیں۔

"میرے لیے سپیشل کچھ مت کریں حیدر، میں بلکل بھی ناراض نہیں اب۔ میں آپکے لیے سجوں، یہ خواہش تو میری محدود خواہشوں میں سر فہرست ہے"

وہ اقرار کے سنگ درد بھرا مسکرائی۔

"محدود خواہشیں کیوں لیزے؟"

وہ اسکی گال، گال سے سہلاتا پیچھے سر کے ان بڑی بڑی آنکھوں میں جھانکا۔

زندگی نے موقع نہیں دیا خواہش کرنے کا تبھی، لیکن جتنی بھی کیں ان کا"

"تعلق کہیں نہ کہیں آپ سے جڑا نکلے گا حیدر

وہ ہر جتن کر رہی تھی کہ دراب کو مسکراہٹ دے، اور وہ لیزے کی ہر

کوشش پر لٹ رہا تھا، فدا ہو رہا تھا۔

"اب سے تم ہر دن ایک نئی خواہش کرنا، میں پوری کروں گا"

دراب کے لہجے کی جان نثاری پر لیزے کو یقین بھی آیا اور پیار بھی۔

"تھک نہیں جائیں گے؟"

لیزے نے اپنی ناک دراب کی ناک سے مس کرتے مسکراتے سرگوشی کی پر

دراب اسکی نم آنکھیں دیکھ چکا تھا۔

"تھک سکتا ہوں کیا؟ دل سے پوچھو"

وہ گہری نگاہوں سے لیزے کے دل کے تاڑ چھیڑ گیا۔

"اب تک نہیں تھکے تو یقینا کبھی نہیں"

دل میں رکھنے والی بات لیزے نے کہہ دی۔

محبت تھکنے نہیں دیتی لیزے، گر بھی پڑیں تو اپنا ہاتھ پھیلا دیتی ہے۔ نیا"
راستہ دیکھا دیتی ہے کہ یہاں منزل ضرور ملے گی اور دیکھو مجھے میری منزل
"مل گئی

وہ دراب حیدر کی منزل ہے یہ ان ہیزل براون آنکھوں نے بھی بیک وقت کہا، لیزے نے دراب کی گال سے ہونٹوں کو زور سے جوڑا کہ اسکے گلوز کا ٹھپہ دراب کی گال پر چھپ گیا تبھی تو وہ دراب کو مدہوش کرے خود ہنسی۔

ہنس کیوں رہی؟ ثبوت آگیا کیا۔۔۔ تم نے لپ سٹک بدلنی ہیں یا نہیں؟ کل"
"ہی تمہارے لیے لانگ لاسٹنگ برینڈ لاتا ہوں

دراب کا خمار ان مسکراتی آنکھوں کو دیکھے چھٹا۔

"اگر میں کہوں مجھے ثبوت چھوڑنا پسند ہے تو؟"

لیزے کی حجاب آلود سی پلکیں آنکھوں میں تیرتی شرارت کو چھپا نہ سکیں، دراب بھی سرور بھرا مسکرایا۔

"تو میں کہوں گا ونس مور ڈارلنگ"

دراب نے فورا اپنی دوسری گال بھی عنایت کی، لیزے نے ہنس کر وہاں بھی نشان لگایا اور اب یوں تھا کہ لیزے کے ہونٹوں کا شائنی والا حصہ تو دراب کی گالوں پر منتقل ہو گیا اور اب دراب کے لیے سیو مومنٹ تھا اور تبھی وہ بے قابو جن بنا اور توازن برقرار نہ رکھے دونوں ہی سیدھے میٹرس پر جا گرے۔

بہت ہی چھچھورے ہیں آپ۔ جائیں منہ دھوئیں گال پر لگ رہا لالی لگائی" ہے"

لیزے اس کی گرفت سے نکلنے کو پھڑ پھڑائی ہی کہ دراب نے اسے کمر پر بازو لپیٹے خود پر جھکایا۔

"میرا دل تو بھرنے دیا کرو، ہاتھ لگتے ہی بھاگ جاتی ہو"

دراب کی نظریں ابھی بھی اپنے سکون اور قرار کی جانب تھیں اور لیزے اسکی اپنے ہونٹوں اور گالوں پر نقل و حمل کرتی نظر پر سہمی ہوئی۔

"دل بھرنے تک پیار کرنے والے ظالم ہوتے ہیں"

وہ سہولت سے دراب کو لاجواب کر گئی، وہ بھی تو دل بھر کر پیار دیے ظالم بنا تھا۔

"میں اب بھی ظالم ہوں؟"

لیزے اسکے جواب پر نفی میں سر ہلاتی اسکے وجود میں چھپ گئی، دراب نے بھی بازو اسکے اطراف جکڑے۔

اب ہم دونوں مہربان ہیں اور یقیناً وقت بھی۔ آپ میرا سب کچھ ہیں"

"حیدر

وہ روبرو ہوئی اور دراب کی گال سے ہتھیلی لگائے اسکا ماتھا چوم گئی، دراب کو بے حد راحت ملی۔

اب جانے دیں، باران آتے ہی شور مچائے گا کہ بھوک لگی ہے۔ آپ بھی"

"فریش ہو کر آجائیں

لیزے نے اسکے حصار سے نکلنا چاہا تو دراب نے واپس کھینچے اپنے چہرے پر جھکا لیا اور لیزے کی دہائیاں اور فرار کچھ دیر کسی نے نوٹس نہ لینے کی قسم کھالی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

میں نے بہت انجوائے کیا، میں اس بچی کے لیے کچھ اور بھی ڈونیٹ کرنا" چاہوں گی۔ میں تمہیں استنبول جا کر کچھ پیمنٹ بھیج دوں گی، تم پلیز ڈیلیور کر "دینا

وہ اسکی بات سنے سنجیدگی سے سر ہلا گیا، جبکہ منتظر تھا وہ کب اسکی گاڑی سے نکلے۔

"جیم، مجھے دیکھ بھی نہیں سکتے کیا؟"

اسکی بے اعتنائی پر وہ گردن پھیرے دیکھنے لگا اور یوں آئبرو اچکائے جیسے اسے شنائیل کے جملے کی سمجھ نہ آئی ہو۔

"صبح سے شام تک تمہاری ہی شکل دیکھی ہے، مزید کتنا دیکھوں؟ اتنا تو کبھی آئینہ نہیں دیکھا"

وہ بدلحاضی کی حد کر گیا، شنائیل نے اسکے سٹرینگ پر جمے ہاتھ پر اپنا ملائم ہاتھ رکھے ہتھیلی جکڑی تو جمشید کی نظریں بھی اپنے ہاتھ تک جا ٹھہریں۔

"سنو! آئینے میں تمہیں یہ والا جمشید احمد دیکھائی نہیں دے گا، یہ صرف میری آنکھوں کو نظر آسکتا ہے"

وہ اسکی اور سرکی، چہروں میں بہت غیر مناسب فاصلہ تھا، اتنا کے وہ بولی تو اسکی سانسوں میں گھلی ملائم خوشبو جمشید کو اپنے اندر اترتی محسوس ہوئی۔

"ایسا کیا ہے اس جمشید احمد میں؟ اور تم کون ہو میری"

وہ بھی بات بڑھا گیا، شنائیل نے دوسرا ہاتھ آہستگی سے اسکی گال پر جمایا۔

میں پتا نہیں کون ہوں لیکن اس جمشید احمد میں وہ سب ہے جو میرے لیے "
حسرت کا دوسرا نام رہا ہے۔ سمجھا نہیں سکتی تمہیں، لیکن تمہارے لیے جو
فیلنگز ہیں وہ ہر ملاوٹ سے پاک ہیں اس کے لیے قسم بھی اٹھا سکتی ہوں۔ تم
"بھلے جھوٹی ہی کیوں نہ سمجھو

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کا چھونا فیل کر رہا تھا، وہ لڑکی کم از کم اسکے معاملے میں
جھوٹی نہیں تھی۔

مجھے تمہاری فیلنگز میں رتی برابر دلچسپی نہیں شنائیل، وقت ضائع مت "
"کرو

وہ منہ پھیرنے لگا پر وہ اسے واپس موڑے اپنے قریب کر گئی۔

"آئی نو میں تمہارا وقت ضائع۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بات مکمل کرتی وہ خود ہی بولا۔

"تمہارا وقت ضائع ہو رہا ہے یہ بکواس کی ہے میں نے "

وہ غصے سے شنائیل کو ڈرا گیا۔

"تمہارے ساتھ گزرا وقت قیمتی ہو رہا ہے، ضائع نہیں"

شنائیل نے آگے سرکتے اسکی ٹھوڑی چومتے ہونٹوں کے کنارے تک سفر کیا ہی تھا کہ اس پر وہ بوکھلا کر اسکا ہاتھ جھٹکتا منہ پھیر گیا، لمحہ لگا تھا جمشید کا خون کھولنے میں۔

"نکل جاو گاڑی سے"

جبڑے بھینچتے دھاڑا، شنائیل کا چہرہ مرجھا گیا۔

تم گاڑی سے تو کیا، جب چاہو زندگی سے بھی نکال سکتے ہو مجھے۔ یہ اختیار"

"میں نے اپنے پاس رکھا ہی نہیں، سب تمہارے پاس ہے

وہ اسکے گریز کو اچھی طرح سمجھ گئی اور عہد کیا دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گی۔

لیکن تم پر میرے بہت سے حق ہیں، میں اپنے حق چھوڑنے کی عادی نہیں"

"ہوں

وہ اپنے لہجے کو مضبوط کر کے جتا گئی۔

لیکن میرے معاملے میں تمہیں عادتیں بدلنی ہوں گی،اپنے سارے حق"
"چھوڑنے ہوں گے۔یہ سب کرکے تم میرے دل میں جگہ نہیں پاسکتی
جمشید نے ہنوز گرجتے وارن کیا۔
تمہارا دل مجھ جیسی کو برداشت نہیں کرے گا،مریض بن جائے گا تبھی"
میں تمہارے دل میں اترنے کی کوئی کوشش نہیں کروں گی۔میں اکاد کا حق
"سمیٹوں گی اور جب کہو گے تمہاری زندگی سے نکل جاوں گی
وہ حدیں تجاوز کر رہی تھی،اس نے منہ پھیر کر بیٹھے جمشید کو اک الوداعی نظر
دیکھا اور اس سے پہلے اٹھ کر نکلتی،اپنی کلائی جمشید کے ہاتھ میں مقید دیکھے
جھٹکنے پر اسکی بازو سے جا لگی۔
وہ اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے نگل لے گا۔
زندگی سے تو اب تم میری مر کر ہی نکلو گی،نکاح نہیں کیا تم نے،عذاب"
"سوار کیا ہے خود پر۔اسکا اندازہ جلد ہو گا تمہیں
وہ اسے دھمکاتا بھی پیار الگا تبھی شائیل نے اسکی گال پوری شدت سے چومی۔

"یہ کیا بیہودگی ہے شائیل"

وہ شائیل کی بے باک حرکت پر بگھڑا۔

حق سمیٹا ہے اپنا، خود کو بچالو مجھ سے ورنہ تم پر اپنی حاکمیت کے جھنڈے گاڑ"

"دوں گی

جمشید کی برہمی کی کوئی پرواہ نہ کیے وہ آگے سرکی تو جمشید بروقت جبڑے بھینچتے چہرہ پیچھے کر گیا۔

وہ معنی خیز ہنسی۔

"بکواس بند کرو، اور نکلو میری گاڑی سے"

وہ اسکے گردن کی اور رینگتے ہاتھ پکڑ کر اس پر چینخا تو وہ اور مسکرائی۔

"میں اس شریف سے جیم کو بگاڑ کر ہی مروں گی اب، پرامسس"

وہ اسکی آنکھوں میں جھانکے چہرہ قریب سرکائے

سنسنی خیز انداز میں وارن کر گئی۔

میں بگھڑا تو موت بھی حرام ہو جائے گی تم پر، اس لیے آگے سے اپنی حد"
"سے نکلنے کا سوچنا بھی مت شنائیل

اسکی بازو پر سخت گرفت جماتے جمشید نے اسے باور کروایا جبکہ اپنا حق چھوڑنا
شنائیل نے کہاں سیکھا تھا۔

"کیا کر لو گے تم؟ بولو۔ کیسے کرو گے میری موت مجھ پر حرام؟"
شنائیل نے ڈھیٹائی کے سنگ مقابل کے ماتھے کی رگیں پھلا ڈالیں۔

"بتاوں گا نہیں، میں کرنے پر یقین رکھتا ہوں"
جھٹکے سے اسکی بازو چھوڑتے نکلنے کا اشارہ کیا گیا۔

اپنی بیوی سے ایسا سلوک کون کرتا ہے۔ تمہیں کسی نے تمیز نہیں"
"سیکھائی۔ تمہیں نظر نہیں آ رہا کے میں جانا نہیں چاہتی
وہ گردن موڑے گھورا۔

ناجانے کیا تھا اس نظر میں کے شنائیل کے دل میں ٹیس سی اٹھی۔

"جاو گی یا تمہیں پھینک کر آوں؟"

دانت پیس کر خدمات آفر کی گئیں جبکہ وہ تب بوکھلا کر رہ گیا جب وہ سرک کر اسکے چہرے کے قریب آ ٹھہری۔

"کیا تمہارے لیے کسی کو پھینک دینا اتنا آسان ہے جیم؟"

وہ اپنے ہاتھ قابو میں نہ رکھ پائے ایک ہاتھ اسکی گردن میں لپیٹے، دوسرا چوڑے شانے پر ہتھیلی سے لگائے یہی جاننے کی کوشش میں تھی کے وہ واقعی اتنا پتھر دل ہے یا شنائیل کے لیے سپیشل آفر ہے۔

"شنائیل! آخری وارننگ دے رہا ہوں میرے سر پر سوار ہونے کی کوشش مت کرو۔ ہٹاو ہاتھ ورنہ توڑ دوں گا"

جمشید نے اسکے دونوں ہاتھ خود سے دور کیے اور اس بیچ درد سا کلائیوں میں اٹھنے ہر وہ درد بھرا مسکرائی تو جمشید کو مزاحمت ترک کرنی پڑی۔

"لو۔۔ توڑ دو۔۔۔ بنا ہاتھوں والی شنائیل بھی تمہیں ہی سنبھالنی پڑے گی۔ میرے سارے پرسنل کام بھی تم کرنا پھر۔ مجھے کوئی ایشو نہیں، چلو توڑو"

وہ کسی صورت بازنہ آرہی تھی اور جمشید کا پارہ بلکل آخری سٹیج پر تھا۔

کس قسم کی عورت ہو تم؟ میں تمہیں دھتکار رہا ہوں اور تمہیں کوئی فرق"

"ہی نہیں پڑ رہا؟

شنائیل نے یکدم ہی اپنے ہاتھ ڈھیلے چھوڑتے اسکے ہاتھوں میں دبائے تو جمشید کی توجہ اس دباو نے کھینچی۔

دھتکار سہنے کی ٹرینگ لی ہے میں نے، تبھی اثر نہیں ہو رہا۔ دراب پر حق"

"نہیں تھا پر تم پر ہے، تمہاری دھتکار کی ایسی کی تیسی سمجھے

جمشید کو لگا وہ باز آئے گی پر وہ بری طرح اس خونخوار بلا کے ہتھے چڑھ چکا تھا۔

میں تم سے کچھ مانگ تو نہیں رہی جیم، بس جو اچھا لگ رہا ہے اسکا اظہار کر"

رہی ہوں۔ ایسی بھی کیا بے حسی، مردوں کی حسین تو عورت کے دیکھنے سے ہی ایکٹیو ہو جاتی ہیں پھر تم اتنے کولڈ کیوں ہو۔ شرطیہ کسی اور سے پیار کرتے

"ہو، ہے ناں

جمشید کا دماغ اگر وہ مزید رکتی تو پھٹ جاتا۔

"ہاں کرتا ہوں، اس لیے اب نکلو اپنے ٹھرک کا پلندہ اٹھائے"

جمشید نے جان چھڑوائی جبکہ شنائیل مان ہی نہ جاتی اسکے جھوٹ کو، بے شرمی کی حد کرتی وہ جلدی سے بنا جمشید کو سنبھلنے کا موقع دیے اسکی نیک سائیڈ پر پیار کرتی پرے ہوئی اور کار ڈور اوپن کرتے ہی باہر نکل گئی جبکہ اپنی گردن پر بے اختیار ہتھیلی جماتے جمشید کا پارہ حد کراس کر گیا تھا کہ اگر وہ رکتی تو جمشید کے ہاتھوں ضائع ہو جاتی۔

مجھے تمہاری طرف نہیں آنا، تم اک سراب کے سوا کچھ نہیں ہو"

شنائیل۔ میں اپنے دل کو بند کر دوں گا پر تمہارے لیے دھڑکنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ دیکھنا تم"

جمشید نے خود سے عہد لیا اور گاڑی سٹارٹ کی جبکہ شنائیل کے دل کا سارا بوجھ جمشید کے ساتھ منہ ماری کیے اتر چکا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

"اوہ! وہ ابھی تک سو رہے ہیں دی جان؟"

ابھی کچھ دیر پہلے ہی سلوی آئی تھی، آج وہ ابا جی سے رہنے کی اجازت لائی تھی اور مہم سکھی کو منانا بھی تھا۔

ہاں، کہہ رہا تھا سر درد ہے تو میں نے کہا گھر ٹک کر آرام کر۔ ناشتہ بھی" سجاول دے کر گیا تھا اسے بس وہی کیا، اب تک سو رہا ہے۔ تو جا کر پوچھ اس "سے کیا کھائے گا، پھر ہم مل کر بناتے ہیں۔ میں تب تک مغرب ادا کر لوں نانو کے اٹھ کر جانے پر سلوی کا چہرہ اترا، وہ جانتی تھی سکھی خفا ہو گا پر ایسا تو اس نے کبھی نہیں چاہا تھا۔

"یہ پھول؟"

سلوی کی نظر مالی بابا پر پڑی تو وہ مسکراتے پھولوں کا بنڈل اٹھاتے سلوی کے پاس رکے۔

"یہ پھول لگا دیں بٹیا"

وہ پھولوں کی ڈالیاں سلوی کو پکڑاتے اسکے سر پر ہاتھ رکھے الٹے قدموں پلٹے تو سلوی نے گھر کے چار پانچ واسیز بھرنے کے بعد پانچ ٹہنیاں مٹھی میں گلدستے سی بنائیں اور گہرا سانس یوں بھرے سکھی کے کمرے کی طرف بڑھی جیسے بارڈر کی جانب رواں ہو۔

نجانے کیوں یزدان فاروقی کا سوچ کر ہی سلوی کو اپنے ارد گرد نادیکھائی دیتی حرارت محسوس ہونے لگتی تھی، وہ ڈورناب گمائی سر اندر کرتی سکھی کو تلاشے اسکو دیکھ کر پوری اندر آئی جو چار تکیوں کو کچھ عجیب طرح اپنے ادھر ادھر نیچے اوت لحاف کو ٹانگ پر لپیٹے کافی بے ترتیب ہو کر سینے کے بل سو رہا تھا۔

خوبصورت سی مسکراہٹ سلوی کے لبوں کو چھو گئی، وہ اسکی پشت پر آنکھیں جمائے بیڈ کے پاس آئی اور وہاں رکھے گلاس واس میں سے سفید للی کی خشک ڈالیاں نکال کر دوسرے گلاب کے سجائے سوکھی ٹہنیاں ڈسٹ بن میں

پھینکے سکھی کی جانب آگے کو ہوئے اسکا چہرہ دیکھنے کی کوشش کرنے لگی پر وہ تکیے میں منہ دیے ہوئے تھا۔

"کیسے مناوں گی؟ میں نے انکو بہت ہرٹ کیا ہے۔مان جائیں"

سلوی نے ابھی ہاتھ بڑھایا ہی کے وہ نیند میں کروٹ بدلے سلوی کے سامنے ہوا اور تکیہ پھر کسمساتے جکڑا، سلوی اسکے کسمسانے پر کچھ دور دیوار کے ساتھ جا لگی مگر جب یزدان واپس سویا تو وہ پھر سے آگے آتی بنا آہٹ اسکے پاس ہی ٹک کر بیٹھی اور تبھی اس نے یزدان کا زخمی ہاتھ دیکھا جہاں پر خراشیں تھیں اور بلڈ بھی سوکھا تھا۔

اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے سلوی نے اپنے ہونٹوں کے پاس لائے چوما اور پھر دوسرے ہاتھ سے یزدان کے ماتھے پر بکھرے بال سمیٹ کر جھکی اور اسکی کن پٹی چومتے واپس اٹھی ہی کہ یزدان کی کھلتی آنکھیں دیکھے سلوی کے ہوش اڑے۔

"کس حق سے چھوا آپ نے مجھے، ہمت کیسے ہوئی آپکی؟"

وہ یکدم ہی اپنا ہاتھ سلوی سے چھڑوائے اٹھے دھاڑا، سلوی ڈر کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ میرے ہیں اس لیے"

وہ ڈرے بنا بولی تو وہ وحشیوں کی طرح تکیے اٹھا کر فرش پر مارے لمحے کے ہزارویں حصے بیڈ سے چھلانگ مار کر اترا تا سلوی کے قریب جا رکا جویوں تھی جیسے محترمہ کی روح نکل گئی ہو۔

"یہ خوش فہمی کس نے ڈال دی کے میں آپکا ہوں، نہیں ہوں آپکا۔ نکل جائیں میرے کمرے سے، اور مہربانی فرما کر میری نظروں کے سامنے آنے سے گریز برتیے گا"

وہ بت بنی یزدان کے گھن گرج رکھتے الفاظ سنے وہیں جمی تھی اور جب یزدان نے اسکا ہلنے کا کوئی موڈ نہ محسوس کیا تو اسکا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتا ہوا دروازے تک لایا مگر وہ دروازے کے ساتھ جا لگی۔

سکھی۔م۔۔میں وہ سب زبان سے کیسے کہتی۔پھر سب سے نظریں کیسے "
"ملاتی؟

وہ اسکے ارادے کمزور کرتی دروازے سے ٹیک چھوڑتی یزدان کے سینے سے سر جوڑ گئی،وہ ہنوز سخت ناراض تھا کے سلوی کے اطراف بازو لپیٹنے کا بھی دل نہ چاہا۔

ویسے ہی جیسے مجھ سے ملانے آگئی ہیں،میری ہی غلطی تھی کہ آپ سے "
"امیدیں جور بیٹھا تھا،دوبارہ گلے پڑنے کی جرت مت کیجئے گا

اسے پکڑ کر دور دھکیلے یزدان نے سفاکی کی بھرپور حد کی جبکہ اسکے منہ موڑ لینے نے سلوی کو بہت تکلیف دی۔

"مطلب واپس چلی جاوں؟ڈنر پر نہیں لے کر جائیں گے؟"

سرگوشی کرتی وہ سکھی کے عقب میں ہی دو قدم آگے ہوئی،جو پلٹ کر ایسا گھورا کے سلوی سے دو لمحے خوف پر سانس نہ کھینچا جا سکا۔

لے کر جاوں گا پر کسی ایسی کو جسے مجھ سے ڈر نہ لگے اور جو میرے ساتھ "
رہنے کا حوصلہ رکھتی ہو۔آپ تو کسی لائق نہیں سمجھتیں۔الو بناتی ہیں
مجھے، میری بے بسی کا تماشا دیکھتی ہیں۔ مجھ سے ڈرتی ہیں، مجھے خود پر ممنوع
کر رکھا ہے تو کیوں لے کر جاوں ڈنر پر؟ کوئی ایک وجہ بتائیں اپنے ڈیزرونگ
"ہونے کی؟
پھاڑ کھاتے انداز میں وہ مقابل کا معصوم سا دل جلا کر راکھ کر گیا اور تب بھی
سوال پر ہی خاتمہ کیا۔
"میں آپ سے ب۔۔بہت پیار کرتی ہوں"
نظریں جھکائے وہ بولی تو آواز اور لہجے میں سلوٹیں پڑیں، سکھی نے برہمی
ترک کرتے ان برسات کی مانند برستے چشمان سے گھبرا کر اسکی ہتھیلی
پکڑتے اپنی اور سرکایا۔
وہ اسکے قریب کرنے پر روتی ہوئی سکھی کی آنکھوں میں جھانکی، سلوی کی
آنکھوں میں ٹکی شبنم، کسی طوفانی سمندر سی تاثیر رکھتی تھی۔

میں اگلی بار ایسے نہیں مانوں گا سلوی، مجھے آپکا پیار دیکھائی نہیں دیا تو آپکے" کہے پر یقین نہیں کروں گا۔ صرف پیار نہیں چاہیے مجھے، اس پیار میں شدت اور جنون بھی درکار ہے۔ آپ سے نہیں ہو سکتا تو بتا دیں میں چپ چاپ آپکی زندگی سے نکل۔۔۔۔"

وہ اسکے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی رکھے اسے فضول بولنے سے روک گئی۔

" کبھی نہیں، میری زندگی سے مت نکلیے گا۔ کچھ نہیں بچے گا سکھی پیچھے"

وہ سسک اٹھی، اسکا رونا کئی شفاف سچ لیے ہوئے تھا۔

تو پھر کیوں ہرٹ کر رہی ہیں مجھے، میرے پاس آجائیں سلوی۔ ہم اپنی" خوبصورت زندگی شروع کرتے ہیں۔ یہاں سے دور چلے جائیں گے۔ میں اور آپ"

وہ اسکے آنسو پونچھتا دیوانگی سے بولا، آواز اتنی بھاری تھی کہ سلوی کی سانس گھوٹنے لگی۔

"م۔۔میں سچ بتاوں کیوں ڈر لگتا ہے۔ ہنسیں گے تو نہیں؟"

سلوی نے جلدی سے بولتے آنکھیں رگڑیں، یزدان بھی سنجیدہ ہوا۔

"بتائیں"

سلوی کو اسکا توجہ دینا ہمت دے گیا۔

"آ۔۔آپ کے فزیکل ہونے سے۔۔۔۔۔ڈرتی ہوں"

روتی سی کان کے پاس ہوئے سرگوشی کیے وہ فوری چہرے کے رنگ سنبھالتی پیچھے ہوئی۔

واٹ؟ کیا میں آپکو کھا جاوں گا؟ میری جان شادی کے بعد مجھے ہی نہیں"

"آپکو بھی مجھ سے فزیکل ہونا ہو گا۔ تو کیا تب مجھے بھی ڈرنا ہو گا آپ سے؟

یزدان نے اسکی نیچی نظریں ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر کروانے کے سنگ خود پر جمائیں تو وہ مسکراتی نظر آئی۔

"مسکرائیں مت، آنسرمی"

وہ گھورا۔

"آ۔۔آپ تو ڈرنے والی چیز نہیں ہیں"

سلوی کی کھوئی چمک شکوہ کرتے لوٹی۔

"آپ ڈرانے والی چیز بنیں گی تو میں ڈروں گا۔آپ اس اندھیرے کی طرف آہی نہیں رہیں، تو اس تاریکی کو کون اجالے گا۔"

یزدان کا خود کو اندھیرا کہنا نا جانے کیوں اس سے سہانہ گیا۔

"آپ اندھیرا نہیں ہیں"

سلوی نے گھبرا کر دونوں گرم ہتھیلیاں یزدان کے رخساروں سے لگائیں۔

"تو پھر مجھ سے ڈریں مت پلیز، میں سب برداشت کر سکتا ہوں پر آپکا خود سے ڈرنا نہیں۔آپ ہی نہیں میں بھی پیار کرتا ہوں آپ سے سلوی"

وہ اچانک ہی اسکے ہاتھوں کو چومتا سلوی میں خوشی کی لہر دوڑا گیا، اس نے بھلے بہت عام سا اظہار کیا ہو پر سلوی کی تو دھڑکنیں ساکن کر گیا تھا۔

وہ یزدان کے ہونٹوں کو ہونق بنی دیکھنے لگی، پھر نظر اوپر کو کیے اسکی آنکھوں کو، وہ اپنی کمر پر رینگتی یزدان کی انگلیوں کا بھاری لمس محسوس کرتی اسکے ہاتھوں کے دباو کو اپنے جسم کی جلد میں اترتا محسوس کرے مبہوت سی ہوئی۔

"ک۔۔کتنا"

وہ عام ری ایکشن دینے کے بجائے اس شخص کی محبت کی حد جاننے پر بے قرار ہوئی، یزدان نے اسکے اطراف بازووں کی طرف اوپر کو ہاتھ

سرکائے، کاندھوں تک لائے پھر گردن سے جوڑے، اسکے بالوں کی مہک سانس بھر کر ان ہیل کی اور گال پر ہونٹوں کو رکھے آگے بڑھ کر اسکے کان کی لو چومی تو وہ اسکی شرٹ مٹھیوں میں بھرے مچل سی گئی۔

"آپ برداشت نہ کر پائیں اتنا"

یزدان نے گھنبیر سرگوشی کرتے ہی سلوی کی گردن پر جا بجا بھاری محبت بھرے لمس کی شدتیں تحریر کیے سلوی کی سانسیں اکھاڑ دیں جو اسے روکتی رحم طلب نظر سے یزدان کو دیکھتی مہلت ملتے ہی چہرہ پیچھے لے گئی۔

آتا ہوں ریڈی ہو کر، چلتے ہیں لیکن یہ ہماری فسٹ ڈیٹ ہو گی۔ میں آپکو "
بھی تھوڑا سا ایز آسوئیٹ ڈش کھانا چاہوں گا۔اب اعتراض کریں گی تھوڑا
"سا" سارا" میں بدل جائے گا۔ سمجھ گئیں۔اپنی گردن بچا لیجئے گا
زرا سی محبت نامی بوچھاڑ کیے وہ سلوی کا حال تہس نہس کرے لفظی بے
باکیاں اتارتا رہا سہا دم بھی نکال گیا جبکہ سلوی کو لگا اسکی گردن کی وہ ساری
جلد آگ کی طرح تپ اٹھی ہے جہاں اس شخص نے بے خودی بکھیری ہے۔
م۔۔مجھے ہی مرنے کا شوق آیا تھا۔اب بگھت سلوی۔نہ ناراض کر کے "
چین نہ منا کر۔دونوں صورتوں میں مجھے ہی نگلتے ہیں۔روٹھ کر آنکھوں سے
"تومان کر ان بے شرم حرکتوں سے۔اللہ جی مجھے بچا لیں ان سے
سلوی تیزی سے تپے گال ہتھیلوں سے دباتی بھاگ گئی جبکہ یزدان کا غصہ تو
اتر گیا تھا اب باری تھی یزدان کے تڑپنے کی کیونکہ سکھی اور سلوی کا شوٹ
جس میگزین میں تھا وہ فاروقی مینشن کے لاونج میں بلکل سامنے فرنٹ پیج
کے ہمراہ پڑا تھا اور لگ رہا تھا پہلی ڈیٹ بری طرح برباد ہونے والی ہے۔

سلوی باہر آئی تو اپنے چہرے کے رنگ چھپانے کے جتن کر رہی تھی، دی جان کو کچن میں میڈ کے ساتھ کھڑا دیکھے وہ بھی پیچھے لپکی مگر نظر اسی میز پر رکھے میگزین پر گئی، سلوی کے پیرز نجیر ہوئے اور آنکھیں فرنٹ کوور پر جا ٹکیں۔

"ی۔۔یہ؟"

سلوی نے حیرت کے سنگ ہاتھ بڑھاتے زرا جھک کر میگزین اٹھایا اور اس پر سلوی اور یزدان کی کپل فوٹو تھی، بھلے اس دن سلوی پہچان میں آنی مشکل تھی پر وہ خود کو اچھے سے جانتی تھی پھر یزدان کے ساتھ اپنے آپ کو سجا دیکھ کر اسکے ذہن میں جھماکہ ہوا، یزدان کے سٹاف کی لڑکی کی باتیں دماغ میں گھومیں۔

مطلب وہ لڑکی اس کے بارے بول رہی تھی، مطلب میں سکھی کے ساتھ" میگزین میں آئی ہوں، تبھی وہ کہہ رہی تھی فینس ہونے کے بارے۔اوہ میرے اللہ!"

سلوی وہیں میگزین تھامے بیٹھی تو رونگٹے کھڑے تھے، ناجانے کتنی دیر وہ اپنی تصویر ہی دیکھتی رہی اور دوسری جانب رضوان صاحب نے جب جمشید کی بھیجی آڈیو پلے کرنے کے ساتھ وہ پکچر دیکھی، انکے تو تن بدن میں مانو آگ لگ گئی۔

"سکھی نے مجھے کہا تھا آپکا کوئی راز یا برائی انکو بتاوں، اور یہ سب، سلوی کو یوں فیشن میڈیا فلیڈ میں لانا۔ اس سے یہی بات ثابت ہو رہی ہے تایا جان کے وہ جانتے ہیں آپ نے اور نورتائی جان نے انکی ماں کو کیسے مرنے کے دہانے پہنچادیا، مجھے نہیں لگتا وہ سلوی سے کوئی انتقام لے رہے ہیں پر ہاں آپکو اس اذیت سے گزارنے کی ناکام کوشش ضرور کر رہے ہیں جس سے انکی ماں گزری اور شاید وہ بھی۔ سلوی کو اس چکا چوند میں گم ہونے سے بچالیں، ورنہ وہ آپکو نہیں ملے گی۔ سکھی کو بدلہ لینا بھی نہیں آرہا، اس سے یہی ثابت ہے کہ وہ سلوی سے بہت مخلص ہیں"

جمشید نے یہ سب کہااور شاید مقصد تایاجان کو ہوش دلانا تھا،رضوان بہت تکلیف کے سنگ اپنے فون پر وہ کوور فوٹو دیکھ رہے تھے،انکی آنکھوں میں ماضی کی داستان کے بدھے ٹکرے جل رہے تھے۔

"کیاہوا؟"

زبیر ہاشمی کی پکار پر رضوان چونکے،زبیر انکی آنکھوں میں ہلکورے لیتی اذیت پر فکر سے پاس آرکے۔

"یہ دیکھ"

رضوان نے فون سکرین زبیر کی سمت بڑھائی،دونوں کی زخمی نظریں ملیں۔

مطلب بلبلوں نے حال کہہ دیا، تیری بیٹی اب تجھ سے زیادہ سکھی کی"

ہے۔یہ تواس زیادتی اور گناہ کاایک فیصد بھی نہیں جو سکھی نے لوٹایا تجھے۔جا کر معافی مانگ لے اس سے،وہ سلوی سے محبت کے صدقے تجھے ماں کاخون بخش دے گارضی"

زبیر نے زرا نرم اور مہربان لہجے میں رضوان کو سمجھایا اور کندھا تھپکائے پاس سے گزر گئے البتہ رضوان احمد میں ابھی یزدان کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"ایک بات پوچھوں آپ سے حیدر؟"

لیزے کو تمہید باندھتا دیکھے دراب خاصے تجسس کے سنگ مرر کے سامنے کھڑی لیزے کو دیکھنے لگا جو اپنے چہرے کے بگاڑ کو سنوارے، بکھرے بال برش کرتی کچھ یاد آنے پر برش تھامے ہی دراب کی طرف آئی جو مزے سے ٹیک لگا کر اپنے فون پر ہی کچھ ای میلز چیک کر رہا تھا۔

"ہاں پوچھو، لیکن میرے پاس آ کر"

اسکا ہاتھ پکڑ کر موصوف کے جھٹکا دینے پر وہ اسکے شانوں پر ہاتھ رکھے چہرے پر جھک آئی۔

"حیدر! آپ نے پہلے ہی بے وقت میرا خلیہ تباہ کیا ہے، اب میرا یہی برش والا ہاتھ آپکے فیس پر چل جائے گا وارن کر رہی ہوں"

لیزے کی قہر آلود گھوری کی پرواہ کیے بنا دراب نے اس سے برش لے کر میٹرس کی جانب اچھالا اور کمر سے کھینچے اپنے پہلو میں ہی لا بٹھایا۔

"تمہارے چلتے ہاتھ کی ایسی کی تیسی، چلو بولو تمہاری تیاری خراب نہیں کر رہا"

شرافت ادھار مانگے دراب نے فورا سنجیدہ ہوتے توجہ لیزے کو دی جو خفگی اک طرف کیے دراب کی سمت آگے سرک کر بیٹھی۔

"آپکے بابا کیسے مشرک ہوئے؟ آئی مین کیا صرف شانتل سے شادی کرنے پر یا انہوں نے مذہب بھی بدلا؟ مجھے تھوڑی کنفوژن تھی۔ اب یہ مت کہیے گا ابھی مت پوچھو، مجھے جاننا ہے"

لیزے کا سوال رد کرنے والا تھا ہی نہیں، دراب نے گہرا سانس بھرتے لیزے کی طرف دیکھا جو جواب جاننے کے لیے منتظر تھی۔

انہوں نے شانتل سے شادی کی، اور خود بھی مسلمان ہونے کے باوجود" شانتل کا مذہب اپنایا۔ پوجا کرتے تھے۔ان آنکھوں سے دیکھا تھا۔جب یہ بات ہماری ابائی مسجد کے قاری صاحب کو بتائی گئی تو انہوں نے بابا کو مسجد بلایا، اور تفصیل پوچھی۔تب میں اور ددھو بابا سے سنبھلنے کی آخری امید "تھامے ہوئے وہیں حجرے کے باہر کھڑے تھے

دراب لمحہ بھر رکا۔

"پھر؟ وہ تو مرتد ہوئے ناں مشرک نہیں"

لیزے بے قرار ہوئی۔

یہی کنفوژن دور کرنی تھی ہمیں، مرتد سے مراد ایسا شخص ہے جو دین سے" پھر جائے، مذہب کی نفی کرے یا نعوذ باللہ ایسا کہے کہ یہ جھوٹا دین ہے، بے حرمتی کرے۔ کلمہ کفر کہے، جبکہ مشرک ایسا فرد ہے جو اللہ کی عبادت کے

ساتھ ساتھ کسی غیر اللہ کو بھی ماننے والا ہو۔یعنی باباخود کو مسلمان بھی سمجھتے ہیں اور ہندووں کی تعلیمات اور عبادت بھی فالو کرتے ہیں اور اپنے اس موقف پر ڈٹے ہوئے بھی ہیں۔یوں اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرنا شرک میں آئے گا اور شرک کرنے والے مشرک ہیں"

دراب نے جس تفصیل سے یہ بتایا، لیزے حیران تھی کہ وہ مذہب کے بارے اچھی نالج رکھتا ہے ورنہ لیزے نے اسے نماز پڑھتے ابھی تک نہیں دیکھا تھا۔

"تم حیران ہو کہ اتنی مذہبی نالج مجھ سے بندے کے پاس کیسے ہے؟"

لیزے کے چہرے کی حیرانگی لمحے میں محسوس کیے دراب مسکرایا۔

"نہیں۔۔۔میرا مطلب جی۔آئی مین آپ کو کبھی مذہبی ٹائپ دیکھا جو نہیں۔"

"نہیں۔کیا آپ نماز پڑھتے ہیں؟

لیزے کے ڈگمگاتے لہجے کو ٹھہراو آخری سوال نے دیا۔

کوشش اور نیت کا باہمی ساتھ جڑے تو بھرپور فرض ادا کر لیتا ہوں۔ تم اتنا"

"جان لو کے یہ اللہ اور بندے کے آپسی معاملات ہیں

دراب کے غیر واضح جواب پر لیزے خفا ہوئی۔

"مجھے تو بتا سکتے ہیں، میں غیر ہوں کیا؟"

وہ معصومیت کی انتہا کرتی ناراض ہوئی۔

"جان کر کیا کرو گی؟"

دراب نے مزید سسپینس پھیلایا۔

تسلی ملے گی کہ میرا ہمسفر بھی اللہ کے قریب ہے، مجھے تو اللہ کے قریب ہو"

کر ہی جینا آیا تھا۔ تمام تر تکلیفوں کے باوجود۔ جس جگہ لگتا تھا اگلا سانس

موت بنے گا وہیں سجدے نے ہمیشہ دل اور روح پر تھپکی دے کر مجھے

سانسیں بھرنے کی ہمت دی ہے۔ ورنہ اماں مجھے جگاتی تھک جاتی تھیں، فجر

"نہیں پڑھ پاتی تھی اور عشاء تو ہمیشہ لمبی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا کرتی تھی

اٹک اٹک کر بتائے وہ ماں باپ کے ذکر پر ہی اداس و غمگیں ہو گئی تو دراب نے اسکی ہتھیلی ہاتھ میں جکڑتے ہونٹوں کے پاس لائے چومی۔

"تم آگئی ہو پاس، مجھے بھی ہدایت مل جائے گی اب"

دراب نے پھر سے لیزے کو طمانیت بھرا جواب نہ دیتے ٹالا جس پر وہ اسکی گال کھینچے اٹھی اور جھک کر برش اٹھا کر واپس مرر کے سامنے جا رکی۔

"ان شاءاللہ، اور عقل بھی آجائے آپکو تاکہ مجھے تنگ کرنا بند کریں"

لیزے نے بالوں کے لئیر ز ٹھیک کیے اور جتاتی ہوئی گزرنے لگی جب موصوف اٹھ کر راہ میں حائل ہوئے۔

"میں تمہیں ہر لمحہ زیادہ تنگ کروں گا، کم کے بارے سوچا بھی تو۔۔۔۔"

دراب کی بات منہ میں رہی۔

"تو کیا جان لے لیں گے؟"

لیزے کے واپس آتے اعتماد پر دراب کی ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

"نہیں عشقم! جان دے دوں گا"

ویک پوائیٹ جان گیا تھا تبھی ترسے عاشقوں کی طرح مظلومیت

جھاڑی،لیزے نے اسکے سینے میں سمٹتے اپنے ڈر کا اظہار کیے دراب کو مسرور

ہونے پر مجبور کیا۔

"ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی"

مان اور یقین دلائے وہ اسکا چہرہ تکتی پاس سے مڑے کمرے سے باہر نکل گئ

جبکہ دراب نے گہرا سانس اس لڑکی کی بکھری خوشبو میں کھینچے مسکراتے خود

بھی قدم پیچھے ہی رواں کر دیے۔

Zubi Novels Zone

S ??ERWA MIRZA

NOVELS

دو ہفتے میں، ٹھیک ہے آنے دو اسے باہر۔کافی سزا جھیل لی اس نے۔اب"

"برہان کی قسمت

اپنے لگژری سٹنگ ہال میں رکھے شاہانہ نئے دمکے صوفہ سیٹ کے سنگل کاوچ پر بیٹھے فردوس شمدی نخوت کے سنگ فون پار مخاطب تھے، شاید سانول کے رہاہونے کی خبر انکو بھی موصول ہوگئی جو کافی بدمزہ کرنے کا باعث بنی۔

"شمدی سر، آپ سے ملنے کوئی آیا ہے"

ملازم نے آکر مودب ہوئے اطلاع دی جس پر فردوس شمدی حیرت زدہ ہوئے کہ ڈنر کے وقت کون آگیا۔

"ٹھیک ہے بٹھاوا سے میں آتا ہوں"

شمدی نے نرم لہجے میں فکر کی چاشنی گھولے کہا اور کچھ دیر تک خود بھی باہر نکلے، مطلوبہ گیسٹ ہال میں انٹر ہی ہوئے کہ نظر توانا، لمبے چوڑے سراپے پر گئی جو بڑی دلچسپی سے دیوار پر لگی پینٹنگ دیکھنے میں محو تھا۔

"ایکسکیوزمی، کہیے۔ میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں؟"

شمدی نے بھاری آواز میں اس پشت پھیر کر کھڑے نوجوان کو مخاطب کیا جس پر جمشید گردن گما کر ان پر نگاہ ڈالتے مکمل پلٹا۔

شمدی اس نوجوان کو جانتے نہیں تھے تبھی اجنبیت بھری حیرانگی میں مبتلا نظر آئے۔

"مدد تو تب ہوتی جب آپ شنائیل کو پیدا ہی نہ کرتے، بہت بڑی مدد ہوتی میرے لیے یقین کریں۔ کیسے ہیں سسر جی؟"

وہ اپنی اولاد کو جتنا برا کہتے زلیل کرتے وہ الگ تھا پر یوں شنائیل کے لیے جمشید کا لہجہ انکی پدرانہ محبت کو للکار گیا۔

"اوہ! تو تم ہو وہ بد قسمت جسے میری اس بے حیا اور نافرمان بیٹی نے شوہر رکھا ہوا آجکل۔ امپریسیو۔ میرا یہاں دبئی کا پتا کس نے دیا تمہیں؟ اس کا تو شنائیل کو بھی علم نہیں"

شمدی کا ایسا لہجہ جمشید کا خون گرما گیا، گویا وہ شوہر نہیں کتا کہنا چاہ رہے تھے۔

کسی شوہر کے سامنے اسکی بیوی کی تذلیل شریف لوگوں کا شیوا نہیں،اور "
جہاں تک میرے ذرائع ہیں، آپ کافی مذہبی اور اصول پرست آدمی
ہیں، شریف بھی۔رہی بات آپ کے اس محل کے پتے کی تو کچھ لمبے ہاتھ
آپکے اس اکلوتے داماد کے بھی ہیں۔ لفظی طنز کو چھوڑ کر کیا ہم کچھ سنجیدہ
"بات کر سکتے ہیں؟
زرادیر میں ہی شمدی کو جمشید کے کڑک لہجے نے باور کروادیا تھا کہ وہ عام چیز
نہیں۔
"بیٹھو"
شمدی نے اشارے سے بیٹھنے کی پیشکش کیے خود بھی مقابل براجمانی اختیار
کرتے تمام تر توجہ جمشید کی طرف مبذول کی
"کہو، کیا چاہیے تمہیں مجھ سے؟ جہیز؟"
شمدی کی ٹون مسلسل زچ کرنے والی تھی جبکہ جمشید اس آدمی کی سوچ پر
زہر خند مسکرادیا۔

جب مجھے آپکی بیٹی ہی نہیں چاہیے تو جہیز کو گلے میں ڈالوں گا؟ مجھے کچھ جاننا"
ہے۔اگر آپ دونوں میاں بیوی سے اولاد سنبھالی نہیں جانی تھی تو پیدا کیوں
"کی، کیا پیدا کرنے کے بعد ماں باپ پر کچھ ذمہ داریاں عائد نہیں ہوتیں؟

جمشید کے سوال پر فردوس شمدی کے ماتھے پر بل پڑے۔

"تم اسکے وکیل بن کر آئے ہو؟"

برہمی بدستور برقرار تھی۔

نہیں ایک ڈیل لے کر آیا ہوں، اگر میں شنائیل کو اس میڈیا فلیڈ سے واپس"
نکال لوں، تو کیا آپ اسے پھر سے بیٹی ڈکلئیر کرنے پر آمادہ ہوں گے دنیا کے
سامنے؟ اسے سنبھال سکیں گے۔آپکی جو عزت خراب ہوئی وہ تو نہیں لوٹ
"سکتی لیکن توبہ کرنے سے تو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے

یہ سب بلکل جھٹکے سا تھا، جمشید کی بات سمجھ کر بھی وہ سمجھ نہ سکے تھے۔

اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا؟ شنائیل کو میری جائیداد کا دوبارہ وارث بنا کر"
"تم یہ امید تو نہیں لگائے ہوئے کہ تمہیں وہ سب مل جائے گا؟

فردوس کا ایسا سوال ہی جمشید نے امید کیا تھا۔

"میں چھوڑ دوں گا اسی دن شائیل کو جس دن آپ اسے دنیا کے سامنے واپس بیٹی کہیں گے"

جمشید نے بازی کھیلی اور ایسی کہ وہ اتنا ماہر فطین اور نامور منسٹر، کچھ پل کے لیے پتھر کی مورت بن گیا۔

"محبت کرتے ہو اس سے؟"

کچھ دیر بعد فردوس شمدی کی خاموشی اک اصولی سوال پر ٹوٹی اور جمشید اس سے زیادہ کسی سوال کا جواب دینا ضروری نہ سمجھتا تھا تبھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپکے جواب کا منتظر رہوں گا، یہ میرا کارڈ ہے۔ آپ اپنی بیٹی کو اپنا واپس تسلیم کریں۔ پھر سنبھال لیجئے گا۔ ممکن ہے اسے پھر کسی اور کی ضرورت ہی نہ رہے، گڈ نائیٹ"

جمشید نے اپنا کارڈ حیرت کدے میں اترے شمدی کی طرف بڑھایا اور خود پر اعتماد چال لیے وہ اجازت طلب ہوتا وہاں سے چلا گیا جبکہ کارڈ پر نظریں

جمائے فردوس صاحب سچ میں سوچ بھی غرق تھے، گردن موڑ کر اس جانب دیکھا جہاں وہ نوجوان گیا تھا۔

"گڈ چوائز شنائیل۔ پہلی بار تم نے اچھا کام کیا اسے چن کر کہ میری تم سے نفرت اس بندے کا دل دیکھتے ہی کہیں دور جا بسی۔ جمشید احمد! میں تمہیں اپنی بیٹی کو چھوڑنے نہیں دوں گا۔ اس کے لیے مجھے شنائیل سے آخری دم تک لاتعلق رہنا پڑا تو بھی منظور ہے"

دل پر کھا گیا تھا اور دلوں کی پرکھ پر ہی مہربان فیصلے کیے جاتے ہیں۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ

Ⓝ Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

ڈنر کے دوران سلوی نے نہ تو یزدان کو دیکھا نہ کوئی بات کی، یزدان نے بڑی مشکل سے پبلک میں خود کو عتاب زدہ ہونے سے روکا مگر جیسے ہی گاڑی رات نو بجے تک واپس فاروقی مینشن آ کر رکی، یزدان باہر نکلا اور تند لہر بنا دوسری طرف سے آ کر ڈور اوپن کیے سلوی کی بازو پکڑے باہر لایا۔

کیا چاہتی ہیں آپ سلوی کے میں اپنی یا آپکی جان لے لوں؟ کس قسم کا رویہ"
تھا۔نہ آپ نے میری طرف دیکھا،نہ بات کی نہ میری کسی بات کا جواب
"دیا۔آپ کو یہ سب مزاق لگ رہا ہے،بولیں
یزدان کی آواز اس قدر خشونت خیز تھی کہ سلوی سہم سی گئی، حق پر ہونے
کے باوجود ڈر گئی۔
مزاق تو آپ کر سکتے ہیں بس سکھی، بھلے وہ کسی کی زندگی اور جذبات کے"
"ساتھ ہی کیوں نہ کیا جائے
سلوی نے جواباً سکھی کا گریبان پکڑا جس سبب سکھی کی اسکے بازووں پر جمی
گرفت ڈھیلی پڑی۔
آوازیں اتنی تیز تھیں کہ فہمیدہ اور سجاول بھی ہانپتے ہوئے باہر پورچ کی سمت
دوڑے اور آگے ان دو کو لڑتے دیکھ کر وہ دونوں ہی پریشان ہوئے۔
کیا کیا ہے میں نے ایسا؟ایسی کونسی خطاء کر دی جو آپ مجھے اس طرح ستانے"
"پر تُل گئیں

یزدان باقاعدہ غرایا، جبکہ سلوی نے ڈرے بنا اک نظر ماموں اور نانو پر ڈالی اور نم آنکھوں سے یزدان کو دیکھنے لگی۔

"کبھی کسی کے سامنے سر سے رداسر کنے نہ دی میں نے، بابا نے کہا یہ تمہاری حیا کا جز ہے۔ لیکن افسوس میرے شوہر کے نزدیک حیا اور ردا کا مطلب ہی کچھ اور ہے۔ پارٹی میں، میں نے آپکے لیے آپکی چوائز کا تیار ہو کر پہلی غلطی کر دی، مجھے لگا تھا یہ سب صرف آپکے لیے ہو گا پر آپ نے تو مجھے میگرین کے لیے سجوایا تھا۔ اس میگزین کے فرنٹ کوور پر کس کس نے مجھے نہیں دیکھا ہو گا، اور کیسی کیسی نظروں سے نہیں دیکھا ہو گا۔ یہ ڈھانپا ہے آپ نے مجھے، یہ حفاظت دی ہے؟"

سلوی کی نم سرگوشیوں پر فہمیدہ اور سجاول بھی ویسے ہی دکھی ہوئے جیسا درد یزدان کے سینے میں اٹھا۔

"دنیا بہت آگے نکل چکی ہے میرے بچے، یزدان نے تمہیں اپنے پروفیشن میں ان کیا ہے۔ اسے غلط مت سمجھو، تم دو ساتھ تھے اس کوور میں، اور

ویسے بھی تم دو کا کپل بہت ٹرینڈ نگ پر جا رہا ہے۔ایک بھی نیگیٹو کمنٹ نہیں۔ہر کسی کی نظر میں رشک ہے"

سجاول آگے بڑھے تا کہ یزدان کو ڈیفینڈ کریں پر سلوی انکو بھی ناراضگی سے دیکھنے لگی۔

"یہاں کی مقبولیت کے لیے کیا اللہ کی بنائی حدود توڑنا جائز ہے؟ مجھ سے جڑے سائے تک سے ویسے انکو مسائل اور اب کوئی ان سے پوچھے کہ کیسے مجھے دنیا کے سامنے لا کھڑا کیا کہ لو دیکھو میری بیوی کو"

سلوی کے ہارش ہونے پر یزدان نے اسکو بازو سے پکڑے اپنے سامنے کیا۔

"بکواس بند کریں ورنہ میرا ہاتھ اٹھ جائے گا"

معاملہ بگھڑتا دیکھے فہمیدہ نے سجاول کو دراب کو بلانے کا کہا جبکہ سلوی، پوری قوت سے اپنی بازو یزدان کے ہاتھ سے جھٹک گئی۔

"اٹھائیں ہاتھ، سبکو یہ بھی بتائیں کہ آپ نے یہ سب مجھ سے جان چھڑوانے کو کیا"

سلوی نے اسے بھرپور اکسایا جبکہ جان چھڑوانے پر تو سجاول اور فہمیدہ بھی گنگ رہ گئے۔

آپکے وہ معصوم ابا جان میری ماں کے قاتل ہیں، میں نے یہ کر کے انتقام لیا" پر ناکام ہو گیا کیونکہ مجھے آپ سے محبت ہو گئی تھی۔ سن رہی ہیں آپ؟ آپ نے مجھے ناکام کر دیا، میں آپکی وجہ سے آپکے باپ کو جان سے مار نہیں سکا آج تک۔ آپ میری زندگی کی سب سے بڑی بے بسی ہیں سلوی۔ یہ دی

"جان، بابا سب میرے پیروں کی زنجیر ہیں

سلوی کی آنکھ سے چند آنسو ٹوٹ گرے جبکہ ویسے ہی فہیمدہ اور سجاول کا دل پھٹا، وہ وہاں سے چلا گیا، اس گھر سے وہشت ہو رہی تھی تبھی گھر سے پیدل ہی نکل گیا۔

اور اس سے پہلے سلوی لڑکھرا کر گرتی، فہمیدہ اور سجاول نے اسے بروقت سنبھالا۔

میں انکی بے بسی ہوں؟اباجی نے کیاسچ میں عائشہ آنی کومارا ہے؟پلیز بتائیں"

"مجھے آپ دونوں

سلوی کے سوال پر وہ دونفوس بھی غم کی تصویر بن گئے۔

"بابا کدھر جارہے ہیں؟"

دراب کواجلت کے سنگ روانہ دیکھتے باران نے فوراسے سامنے آکر رکتے روکا۔

یزدان کے پاس،اسے دوست کی ضرورت ہے۔جیسے تم ممو کو ہگ کرکے" سٹرونگ کرتے تھے ویسے ہی مجھے بھی سکھی کو کرنا ہے۔انتظار مت کرنا۔تم "سے صبح ملتاہوں

دراب نے اسکی گال چومتے سمجھایا جس پر وہ فرمابرداری سے بھاگ نکلاالبتہ موصوف پاس آکر رکتی لیزے کے اٹھ کے روبروہوئے۔

"گڈنائیٹ"

لیزے کی چمکتی آنکھیں دیکھے دراب زرا اسکے چہرے کی جانب جھکا تو وہ پیچھے ہوئی۔

منالو مجھ سے جان چھوٹنے کی خوشی، ایسی آزادی تمہیں اب ترس ترس کر"
"ہی ملا کرے گی عشقم۔انجوائے کرنی بنتی ہے

الودعی بوسہ اسکی گال پر دیے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گاڑی کی طرف بڑھا تو لیزے نے مسکرا کر ہاتھ ہلاتے خود بھی پلٹ کر گھر کی طرف کا رخ کر لیا۔

جبکہ یزدان کے فون کی لوکیشن ٹریس کیے دراب تیس منٹ تک پہنچا تو وہ روڈ سائیڈ بنے سیمنٹ کے سٹاپر بلاک پر بیٹھا تاحد نگاہ پھیلی رات میں گم تھا، کاندھے پر جمے مضبوط ہاتھ نے یزدان کی سوچیں منتشر کیں۔

سمجھایا تھا تجھے، اب یوں دیوداس بنا زہر ہی لگے گا نا، کیوں بیٹھا ہے"
یہاں۔جو انتقام کی پھل جھڑی چھوڑ کر آیا ہے اسے کلئیر بھی کرنا ں۔کیونکہ
"اس سے بڑی اوردی جان بھی واقف نہیں تو وہ سلوی کو کیا بتائیں گے؟

یار کی دل جوئی کرتا دراب آتے ہوئے سجاول صاحب سے بات کر کے آیا تھا اور تمام معاملے سے بھی تبھی باعلم تھا۔

میں نے جو سمجھ آیا کیا دراب، لیکن یہ بھول گیا تھا کہ سلوی سے جڑی محبت" اب مجھے کسی قابل نہیں چھوڑے گی۔تو جانتا ہے ناں ممی کس اذیت سے مریں؟ میں کیسا بیٹا ہوں، محبت نامی خود عرضی پر اپنی ماں کی موت کا انتقام "وار دیا

یزدان کا گلٹ بہت بڑا تھا جتنی شاید عائشہ کی تکلیف۔

انتقام تو لے لیا تو نے، ٹوٹا پھوٹا ہی سہی۔دیکھ سکھی، اگر تجھے مما کا بدلہ لینا" ہے تو اس مجرم کا گریبان سے پکڑ کر جنجھوڑ اور حساب لے۔سلوی صرف تیری محبت اور امان ہی سہہ سکتی ہے۔تو اس سگنیچر ماڈل رکھنا چاہتا ہے تو رکھ پر اسکی مرضی کے بعد، اور جس انداز سے وہ تیرے ساتھ جینا چاہے وہی "بیسٹ ہو گا

دراب کی باتیں اسے فی الحال سمجھ آنی مشکل تھیں۔

وہیں سلوی، نانو کے سینے لگی تھی اور پوچھ پوچھ کر تھک چکی تھی۔

اس سوال کا جواب ہمارے پاس بھی نہیں، پر عائشہ کی موت کے بعد سکھی" بہت بیمار رہا۔ کتنے دن اس نے کسی سے بات نہیں کی تھی۔ یہ سب ہمارے لیے بھی ویسا ہی صدمہ ہے جیسا تیرے لیے۔ تو رضوان سے پوچھ وہی تجھے

"جواب دے گا

سلوی کا ماتھا چومے دی جان نے اسے روشنی کی امید دلائی اور ساتھ ہی ابا جی کی کال پر سلوی کی آنکھیں نم پڑیں۔

فورا سے سیدھی ہو کر بیٹھے کال پک کی۔

"سلوی! سکھی کچھ بھی کرے اس سے خفامت ہونا، سمجھی پتر"

ابا جی کی تمہید اور رلا گئی۔

"آپ نے عائشہ آنی کو سچ میں م۔۔مارا ہے ابا جی؟"

سلوی کے بھیگے لہجے پر وہ بھی چھت پر بے آرامی سے ٹہلتے کرسی پر جا بیٹھے۔

نہیں پتر، لیکن وہ میری اور نور کی غلطی اور خود غرضی کی بھینٹ چڑھ" گئی۔اسے ماڈل بننے کا شوق تھا اور پہلے اسکے والدین نے اسکے خواب جھٹلائے پھر سسرال بھی ایسا ہی ملا، سجاول تو اسے گھر سے نکلنے نہ دیتے تھے۔نور پر بھی ایسی ہی پابندیاں تھیں اور اسے میں پسند آ گیا۔ہم کالج میں اکھٹے پڑھتے تھے۔محبت ہماری بہت بڑھ گئی، پڑھائی کے ساتھ ساتھ میں ایک چھوٹا موٹا پروڈیوسر تھا، اب نور کو میرے ساتھ شادی کے لیے گھر والوں کو منانا تھا پر مجھ مڈل کلاس اور ایویں سے لڑکے کے ہاتھ سجاول اپنی بہن نہیں دے سکتا تھا۔نہ نور کی ماں راضی تھی۔لیکن عائشہ سجاول اور دی جان کی بہت لاڈلی تھی، وہ اسکے ماڈلینگ والے شوق کے علاوہ اسے بہت پیار کرتے تھے۔بس پھر نور نے عائشہ کو ماڈلنگ کی آفر دے کر ہمارے رشتے کی بات منوانے کا کہا۔اور عائشہ اپنے شوق کے لیے مر بھی سکتی تھی۔اس نے ان تھک کو نور اور میری شادی کے لیے منایا اور کوشش کی اور سجاول اور دی جان جس دن ہمارا نکاح ہوا اسی دن عائشہ کا شوٹ بھی تھا، ہم اسے نکاح کے بعد

ٹریٹ دینے کا بہانہ کر کے لے گئے اور اسکا شوٹ ہوا۔ میرے ساتھ والا جو لڑکا تھا وہ بد قسمتی سے غلیظ اور کمینہ تھا، عائشہ پر دل آگیا اور اسکی فوٹوز کے ساتھ گڑ بڑ کیے اسے بلیک میل کرنے لگا، کہ وہ اسکے ساتھ ایک رات گزارے۔ یہاں تک کہ وہ گرمیل نامی آدمی فاروقی مینشن کے باہر پہروں کھڑا رہتا، عائشہ نے یہ مجھے بھی نہیں بتایا تب اور گرمیل نے اسے تصویروں کے ساتھ سجاول، سکھی کو مارنے کی دھمکی دے کر مجبورا ایک دن ریسٹورنٹ بلا لیا۔

اور پھر کڈنیپ کر لیا۔ مجھے تب پتا چلا جب گرمیل کے ہی ایک دوست سے پتا چلا کہ گرمیل آج ایک لڑکی کے ساتھ رات گزارنے والا ہے، مجھے نہیں تھا پتا وہ عائشہ ہو گی میں پھر بھی گرمیل کے فلیٹ دوڑا۔ وہ عائشہ کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش میں تھا، اسکے کپڑے۔۔۔۔ میں وہ حالت بیان کی تو دل بند ہو جائے گا۔ میں نے گرمیل کو بہت پیٹا، اتنا کہ وہ لہولہان ہو گیا۔ عائشہ ہوش کھو چکی تھی پر اسکے ساتھ زیادتی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے

اسے گھر پہنچا تو دیا، یقین بھی دلایا کہ وہ ٹھیک ہے پر اسکے بعد وہ بمشکل ایک ماہ جی سکی اور پھر اسی اذیت نے اسکی جان لے لی۔ مجھے لگتا ہے اس ایک ماہ اس نے اپنی تکلیف یزدان کو کھل نہ سہی تھوڑی بتائی ہو گی تبھی اسے لگتا ہے میں اور نورا اسکی ماں کے قاتل ہیں۔ میں جانتا ہوں وہ میری وجہ سے بے موت مری پر میں نے جو کیا نور کو پانے کے لیے کیا۔ اور آج تک میں اپنے کیے کی سزا بھگت رہا ہوں۔ گرمیل اب تک میرے پیچھے ہے، میرا دشمن ہے۔ پتا نہیں کیسے جان بخشی اس نے میری اور تمہاری پر وہ ایک درندہ نکلا، بھلے میرا اچھا دوست تھا۔ اسکے باوجود اگر تجھے بھی اپنے ابا جی قصوروار لگتے ہیں تو میں ہر سزا بھگتنے پر تیار ہوں۔ پر وہ جو مرضی کرے، تو روٹھنا مت اس سے۔ اس نے اپنی ماں کھوئی تھی"

سلوی کی آنکھیں یہ سنے سوجھ چکی تھیں اور فہمیدہ تو بس دم سادھے ہوئے سلوی کے آنسو پونچھ رہی تھیں۔

سلوی نے کال بند کی اور نانو کی طرف مڑ کر بیٹھی۔

امی اور ابا جی دونوں ہی قصور وار ہیں دی جان، آپ نے کبھی سکھی کا دل"
"کھولنے کی کوشش کیوں نہیں کی، بولیں

سلوی کو اب دکھ ان لوگوں پر تھا جو کہنے کو عائشہ اور یزدان کے اپنے تھے پر
ان کی تکلیفوں سے یکسر بے خبر۔

اس نے ہر بات کی مجھ سے سوائے اپنے دل میں دبے قہر کے، تو بھی تو اسکے"
"دل میں تھی۔ یہ تک نہیں بتایا آج تک اس نے

نانو کا جواب سلوی کو اور رلا گیا، وہ سکھی کو کال ملانے لگی پر دوسری جانب
سکھی کا فون دراب کے پاس تھا اور وہ اندھیرے میں گم چپ چاپ بیٹھا تھا۔

"سلوی، میں دراب حیدر۔ سکھی کا فون میرے پاس ہے"

سلوی نے بے قراری کے سنگ سانس بھری۔

وہ کہاں ہیں؟ انھیں کہیں ابھی کے ابھی واپس آئیں۔ مجھے بہت ضروری"
"بات کرنی ہے۔ نا آئیں تو انکو گھسیٹ کر لے آیئے گا پلیز

سلوی نے آواز پر بھرپور قابو پاتے غم سے بکھرے لہجے میں التجاء کی۔

"!میں آتا ہوں اسے لے کر۔ سلوی"

دراب کے پکارنے پر وہ کال کاٹتے رکی۔

"بہت پیاری ہو تم اسے، اسکے دکھ کو بڑھانے کے بجائے پلیز بانٹ لینا"

دراب نے کہہ کر کال بند کی جبکہ آدھے گھنٹے تک دراب اسے واپس زبردستی لایا تو سلوی وہیں لان میں ہی ٹہل کر اسکا انتظار کر رہی تھی۔

دراب نے اسے بھی لان کی طرف جانے کا کہا اور خود اندر سجاول اور دی جان کے پاس چلا گیا۔

رات کا ایک بج چکا تھا پر آج یہاں کسی فرد کی آنکھوں میں نیند نہ تھی۔

"کیا بات کرنی ہے آپکو اب مجھ سے؟"

یزدان نے مناسب فاصلہ رکھتے سلوی کی آنکھوں کی سرخی اگنور کرتے اکھڑا سا سوال سامنے رکھا۔

"فیصلہ کرنا ہے"

وہ دو قدم اٹھاتی لان اور راہداری کے بیچ رکھے گملوں کی باڑ پھلانگے سکھی کے قریب جا رکی۔

کیا فیصلہ لیں گی؟ مجھ سے تعلق یا مجھے چھوڑ کر ہر کسی کا ساتھ؟ فیصلہ آپکا"

"ہو گا سلوی لیکن اسے ماننے نہ ماننے کا اختیار اب بھی میرے پاس ہے

یزدان کو پتا تھا وہ سب کا ساتھ ہی چنے گی تبھی سیدھا سبھاو پوچھ گیا۔

بات فیصلے کی نہیں رہی سکھی، آپ نے محبت کا مزاق"

بنایا ہے۔ بہت طریقے تھے بدلے کے۔ پر آپ نے بدترین چنا، جانتے ہیں

"اب کیا ہو گا

وہ ڈرا سکتی تھی، بس روٹھ کر اور اب تو اس نے آر پار ہونے کا عندیہ تھما کر

یزدان پر ایک اور قیامت ڈھائی تھی۔

جانتا ہوں، آپ اپنے اباجی کو معصوم مان کر بنا تحقیق مجھے مجرم ثابت کریں"

"گی اور مجھ سے تعلق توڑ دیں گی۔ میں ہر چیز کے لیے تیار ہوں

وہ اتنے سے وقت میں اتنے سارے وہم پال آیا، سلوی کو حیرت اور دکھ ساتھ ہوا، وہ آنکھیں چرا چکا تھا جیسے سلوی یہاں ہے ہی نہیں۔

اور اگر میں کہوں مجھے آپکی سگنیچر ماڈل بن کر"

"بہت خوشی ہو رہی ہے پھر؟ اور مجھے پتا ہے ابا جی قصوروار ہیں یزدان نے یکدم ہی نظریں پھیرتے سلوی کے چہرے پر لا روکیں، اسے لگا جیسے اس سے سننے میں کوتاہی ہوئی ہے۔

"کیا؟ سلوی آپ ہوش میں تو ہیں؟ آپ خوش اور باعلم نہیں ہو سکتیں"

یزدان نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر سینے کے بے حد نزدیک کھڑا کروائے بے چینی سے یقین چاہتے ڈانٹا۔

جی، ابا جی اور امی قصوروار ہیں پر آپکی مما کے قاتل نہیں ہیں۔ پورا سچ تو آپ" بھی نہیں جانتے۔ کاش اتنے سالوں سے یہ غبار دل میں رکھنے کے بجائے آپ نے ابا جی کو جنجھوڑ کر ساری حقیقت جان لی ہوتی تو آج آپکی ممی کا اصل مجرم عبرت پا چکا ہوتا سکھی"

وہ اسکے ہاتھوں کو دبا ودے کر تھامے یہ سب انکشافات کر کے سکھی کی آنکھوں میں تیر گی بھر گئی، خود بھی تو پور پور بکھری ہوئی تھی۔

"کیا مطلب؟ کیا ہے ساری سچائی۔ ٹیل می سلوی۔ کون ہے اصل مجرم؟ یزدان نے بے یقینی والے سخت لہجے میں استفسار کیا تو سلوی نے تمام سچائی ویسی ہی یزدان کے روبرو کہہ دی جیسی اباجی نے بتائی۔

"وہ آدمی اباجی کو کچھ وقت پہلے میرے لیے بھی دھمکا تا رہا ہے پھر اچانک اس نے دھمکانا بند کر دیا۔ آپکی مما اسی گلٹ میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ اباجی نے انکو بچایا تھا۔ نہ کہ خود اس وحشی کے آگے ڈالا۔ اباجی تو بس محبت میں خود غرض بن گئے۔ عائشہ آنی کے شوق کو انکی ایک غلطی نے انکی موت بنا دیا۔ اباجی آپکی ہر سزا کے لیے تیار ہیں۔ مجھے بھی دے لیں کیونکہ میں ان سفاک لوگوں کی بیٹی ہوں جنہوں نے صرف اپنا سوچا۔ اپنے بابا اور

دادو کو بھی دے لیں کیونکہ وہ عائشہ آنی کے کرب سے بے خبر رہے اور آپکے دل کی اذیت تک نہ پہنچ سکے۔سب کو سزا دے لیں لیکن میں آپکو کسی حال میں نہیں چھوڑوں گی یہ فیصلہ ہے میرا"

اپنے دونوں ہاتھ ہنوز جکڑے وہ سکھی کے سینے لگتی اس شخص کے جہنم بنے سینے کو ایک لمحے میں منجمد کر کے رکھ گئی۔

مجھے ماڈل بنا کر آپ اباجی کو کوئی سزا نہیں دیں گے بلکہ مجھے اور خود کو دیں گے۔وہ تو پہلے ہی اپنے گناہ کے سبب شرمندہ ہیں،احساس جرم میں مبتلا ہیں۔اگر آپکو مجھے دنیا کے سامنے رکھنے میں خوشی ملے تو میں آپکی خوشی کے ساتھ راضی ہوں۔کل کو اللہ نے پوچھا ناں تو کہوں گی انکو پکڑیں مجھے نہیں" وہ بولتی گئی اور اس بار لاڈ سے جیسے سارا لہجہ یزدان پر ڈالا،وہ مزید تکلیف میں نہ رہ سکا۔

پکڑ کر سلوی کو کھینچتے اپنے سامنے کیا،وہ ہنوز راضی تھی،نہ اداس لگی نہ برہم۔

میں نے اپنے پیچھے پڑی حسیناوں کو جلانا تھا اور انھیں وارن کرنا تھا میری"
طرف آنے کا سوچیں بھی مت کیونکہ میں اس آپسراہ کا ہو گیا، اب آپ
ایونٹس میں میرے ساتھ ضرور جائیں گی پر میرے لیے ماڈل نہیں بنیں
گی۔ مجھے ایک ترکش ماڈل نے ساتھ کام کرنے کی آفر کی ہے، میں ایکسیپٹ
کرلوں گا۔ اور اب آپکو رخصت میں تبھی کرواوں گا جب اس آدمی کا انجام
"کروں گا جس نے میری مما کو نگل لیا

سلوی کی آنکھوں میں الوہی سی چمک بیدار تھی، یہ ٹھنڈی رات یکدم اتنی
حسین لگی کہ اسے لگا موسموں کے دامن میں رنگ جل اٹھے ہوں۔

یہ ہوئی ناں بات، اور پلیز ایک کام آپکو میرا ابھی کرنا ہے اس گندے"
گرمیل سے یہ بھی اگلوانا ہے کہ اس نے یکدم ابا جی کا پیچھا کیوں چھوڑا، ایسا
"کیا ملا اسے نعم البدل۔ مجھے اسکی بھی ٹنشن ہے

سلوی اتنی سمجھداری کا ثبوت دے گی یہ یزدان کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا جبکہ یزدان سمجھ چکا تھا وہ قیمت اور تبھی اپنی حرکت پر ملال بھی ہوا جو اس نے جمشید کے نکاح کو ڈسکلوز کر کے کی۔

"شاید میں جانتا ہوں اس نعم البدل کو، مجھے یہ سب اب خود روکنا ہو گا۔ تھینکیو سلوی، میری اس طرف توجہ دلوانے کے لیے۔ اور مجھے اتنا سٹرونگ کرنے کے لیے۔ جو بھی ہے آپکے والدین بہر حال قصوروار ہیں، وہ مما کو قائل کر سکتے تھے، مکر جاتے۔ مما کی غلطی بھی ہے یقینا۔ لیکن کوئی ایک سمجھداری کا ثبوت دیتا تو آج وہ میرے ساتھ ہوتیں۔ اس گرمیل کو تو میں زمین کی ساتویں تہہ میں گاڑ کر رکھ دوں گا تاکہ آئیندہ کسی لڑکی کے ساتھ ایسا نہ ہو جو مما نے فیس کیا"

یزدان کی ناراضگی بجا تھی پر اب تک سلوی نے جو اسے جانا تھا وہ کافی جذباتی اور حساس لگا تھا، سلوی کو وہ یوں بھی بہت عزیز تھا۔

"مرنے والے کام تو ویسے ہی بڑے پسند ہیں آپکو"

سلوی نے جان بوجھ کر جتاتے تنگ کرنے کی کوشش کی، یزدان کے ماتھے پر پڑے بل بھی زائل ہوئے۔

"آپ مجھ سے ناراض نہیں ہوئیں، ہو جاتیں تو یقیناً آج آپ نہ بچتیں یا میں" نرم سا بازوؤں کا حصار بنائے یزدان نے اسکی ناک کی ٹپ چومتے ڈرایا اور وہ ڈر بھی گئی، لمبی خم دار پلکیں آنکھوں پر جھکتے تھرتھرائیں۔

"کس سے کہا نہیں ہوئی سکھی؟ آپ نے مجھے جب اپنی بے بسی کہا تب بہت تکلیف ہوئی مجھے"

وہ دل میں رکھنے کے بجائے شکوے کو ہونٹوں پر شان سے مچلتا چھوڑے برہم ہوئی۔

"تو جھوٹ تھا کیا؟ میرا اسپورٹ سسٹم تو اب بنی ہیں پہلے تو بے بسی ہی بنی رہیں۔ غراتی سلوی دیکھ کر میں بھی صدمے میں چلا گیا تھا۔ یہ آپکی نیچر کے برعکس تھا۔ تو کیا میں امید رکھ سکتا ہوں کہ ان فیوچر آپ مجھ سے محبت کا ہر طرح اظہار بھی یونہی شیرنی بن کر کریں گی"

یزدان کو پھر سے اپنے مطلب کے گرد جکڑتے دیکھ کر سلوی نے اسکا حصار جھٹکا۔

"بہت رلایا آپ نے، میری آنکھیں درد کر رہیں مجھے سونا ہے۔"

سلوی نے فرار چنا جو یزدان نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر واپس کھینچتے ناکام کیا۔

"آنسر می ورنہ باخدا یہاں سے آپکو ملنے لائق نہیں چھوڑوں گا"

اس بندے کے لہجے سے پھر جنونیت ٹپکی تو سلوی کا حلق سوکھا۔

"کیا اٹھا کر منہ میں ڈال لیں گے جو میں ہل نہیں سکوں گی سکھی؟"

آنکھیں پٹپٹائے اپنے ڈر پر قابو پاتی وہ سراسر سکھی کی برداشت سے کھیل گئی۔

چند گھنٹوں میں اتنی بہادر ہو گئیں کہ مجھ سے پنگے لے رہی ہیں، انجام جانتی ہیں؟"

وہ آنکھیں نکالتا ڈرانے کی اک اور بھونڈی کوشش کرے سلوی کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

چند گھنٹوں میں آپکو بہت اندر تک جان گئی ہوں، آپ گرجتے بادل"

"ہیں، آپکو برستا ساون بننے میں وقت لگے گا۔

سلوی کی مسکراتی آنکھیں، ہلتے مدہوش کرتے پھیلتے ہونٹوں کی یہ مخمور سرگوشیاں یزدان کا ہر درد ساتھ بہالے گئیں۔

وہ اسکا ماتھا چومتا محبت سے سلوی کی بند سے کھلتی آنکھیں دیکھے پیچھے ہٹا۔

"ان اور ورڈز آپ مجھے شریف کہنے کی کوشش میں ہیں ناں؟"

اس بار یزدان بھی شرارت پر اترا جبکہ سلوی تو بھول ہی چکی تھی کہ وہ لان کے وسط میں کھڑے ہیں۔

میری زبان جلے، پاگل نہیں جو میں ایسی غلط فہمی دماغ میں بھی"

"لاوں، شریف کاش بھی آپ کو نہیں جانتا ہو گا

سلوی کی ہنسی بے قابو ہوئی اور اس سے پہلے شریف لفظ کی باقاعدہ دھجیاں بکھیر نے اسکے چہرے کے خدوخال میں گم ہوتا، سلوی نے ہتھیلی یزدان کے ہونٹوں پر بروقت جماتے اسے پیچھے کیا پر اپنی اس ڈھال نما حرکت نے خود سلوی کے پورے جسم میں برق دوڑائی، اس نے پہلی بار جو یزدان کے ہونٹوں کی حدت یوں خود سے اپنی انگلیوں کی پوروں پر محسوس کی تھی۔

"سکھی! اسی سے ڈرتی ہوں میں۔ پلیز۔۔ گڈ نائیٹ"

وہ اسے منت بھری نگاہوں سے دیکھ کر کہے آنکھیں چراتی فورا سے بھاگ گئی اور یزدان اسے ہی دیکھتا رہا یہاں تک کہ سلوی کے اوجھل ہونے کے بعد اسے بھی پیچھے ہی اندر لپکنا پڑا۔

تمام سچائیاں کھل کر سامنے آئیں تو سجاول اور فہمیدہ کی بھی پشیمانی سے نظریں جھک گئیں۔

سجاول الگ احساس جرم کا شکار لگے، دراب کے لیے بھی مکمل سچائی اک طرح کا ہائی وولٹیج جھٹکا ثابت ہوئی۔

میں اس سے پوچھ پوچھ کر تھک گیا، لیکن اس نے مجھے نہیں بتایا۔ آہ"

"عائشہ۔ یہ کیا کر لیا تم نے اپنے ساتھ

سجاول کی آنکھوں میں آنسو گھلے تھے تو خود فہمیدہ بڑی غمگیں

تھیں، سلوی، یزدان اور دراب بھی اداس ہی تھے۔

میں اس سب کا اینڈ اب خود کروں گا، آپ لوگ پریشان نہ ہوں۔ جو ہونا"

تھا ہو گیا۔ مما واپس نہیں آ سکتیں مگر کم از کم ہم ان کے ساتھ بیتی اذیت تو

"جان گئے اور اب سزاوار کو سزا دینا میرے لیے مشکل نہیں رہا۔

یزدان کے فیصلے نے بھی گویا سبکو ہمت دی۔

دراب نے جب معاملہ سیٹل دیکھا تو سب کے سونے کے بعد وہ بھی دو تک

سکھی سے اجازت لیے اٹھ کھڑا ہوا، یزدان نے اسے ترچھی گھوری سے

نوازا۔

ایک دن میرے پاس رک جائے گا تو تیری شان میں کمی نہیں آئے"
گی۔اس بچاری کو بھی سکون لینے دے۔آجا شاباش خبردار جو تو نے نکلنے کا
"سوچا
سکھی نے اٹھ کر بازو سے پکڑے دراب کو میٹرس کی جانب دھکیلا تو دراب
نے فوراً سے اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔
پلیز میری عزت مت لوٹنا صاحب جی، میں کنیا کنواری۔کیا منہ دیکھاوں گی"
"سماج میں
دراب کے ڈرامائی خبیث پن پر یزدان نے ادھر ادھر کچھ اٹھا کر مارنے کے
لیے تلاشا ہی کہ دراب کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔
تیرے جیسے خرافاتی کولیزے ہی سہہ سکتی تھی تبھی آجا کے اللہ نے واپس"
"لوٹا دی ورنہ تو نے تو جھنڈے گاڑنے تھے۔پیچھے ہٹ سانڈ

یزدان بھی تکیہ درست کرتا ساتھ ہی گرا، جس پر دراب کا قہقہہ کچھ تھما، دونوں ہی ایک تکیے پر سر رکھے فانوس کی جانب متوجہ ایک جیسے مطمئین دیکھائی دیے۔

تو پھر اک عمر کی جلن رائگاں گئی، کبھی کبھی لگتا ہے تو واقعی بہت معصوم" ہے سکھی۔ چل اب لگے ہاتھوں شنائیل کو دی قیمت بھی بتادے۔ تیری قسم "خفا نہیں ہوں گا

دراب نے زرا سی گردن یزدان کی طرف پھیری تو اسکے چہرے کا اطمئینان ہوا ہو گیا۔

"تو مار ڈالے گا مجھے اور شنائیل کو"

یزدان کی زبان یہ بولتے نہ کانپی پر دراب کا دل لرز گیا۔

"مطلب وہ آڈیو ریکارڈنگ تم دو کی کارستانی تھی؟"

دراب نے جلدی سے اندازہ لگایا۔

وہ وائس آرٹس میری جاننے والی تھی، میں نے بس اسے شنائیل تک "
پہنچایا۔ آگے جو کیا شنائیل نے کیا۔ اسکے علاوہ میں نے شنائیل کا تھو بڑا اسکا
ایک گناہ چھپانے پر گین کیا۔ وہ گناہ جو شاید تیرے اور لیزے کے جدا ہونے
"کی اہم کڑی تھا

یزدان نے یہ سب کہتے نظر واپس پھیری تھی، چرالی تھی جبکہ دراب کی آنکھوں میں لہو گھل رہا تھا۔

"بول دے وہ بھی، تاکہ ایک ہی بار میں تم دو کی قبریں کھود سکوں۔ بول"

دراب نے اٹھ کر پیر زمین پر لگائے اور دوسری طرف سے آکر سکھی کو گریبان سے پکڑ کر اٹھایا۔

"کہا تھا ناں تو مار ڈالے گا ہمیں"

یزدان اسکی چٹانی گرفت ہٹانے کی کوئی کوشش کیے بنا فوری اٹھ کھڑا ہوا۔

"بھونک سکھی"

دراب قہر آلود ہوئے دھاڑا، سکھی رحم طلب ہوا۔

جس دن تو نے لیزے کو بے عزت کیا تھا اسی شام کو شبیر مغل کالج "
آئے، تیرا پتا پوچھتے۔ انکا سامنا شنائیل اور برہان جدون سے ہوا۔ وہ اپنی
لیزے کے ساتھ کی گئی زیادتی کا حساب لینے آئے تھے پر ان دونے جیتے جی
مار ڈالا۔ شنائیل نے جھوٹ بولا کہ تونے اسے طلاق دے دی۔ اور کہا کہ
دوبارہ یہاں آنے کی کوشش مت کیجئے گا۔ تو شبیر مغل روتے ہوئے اپنی
"لیزے کی جھوٹی بربادی کا بوجھ اٹھائے لوٹ گئے۔
سکھی اس وقت دراب کو دشمن لگا، تبھی تو اس نے گریبان مزید قوت سے
جکڑا کہ سکھی کو گردن تک دبتی محسوس ہوئی۔
"لعنت ہو تجھ پر سکھی، تو یہ بات جانتا تھا؟ تو نے مجھے کیوں نہیں بتایا"
دراب کی آنکھوں میں گلا گھوٹنے سی اذیت تھی۔
مجھے بھی بعد میں شاید ہفتے بعد پتا چلا تھا، شنائیل نے نشہ کر رکھا تھا پر وہ یہ "
بتاتے پچھتا رہی تھی۔ اس نے کہا اسے اس شخص کی بددعا لگ گئی۔ تو خود دیکھ
آج تک شنائیل کو اسی بددعا نے رسوا کر رکھا ہے۔ اور میں نے بھی اسکی آفر

قبول کی کہ وہ میرے جیولز بزنس میں مجھے فائدہ دے گی، تجھ سے چھپایا کیونکہ تجھے یہ سب تکلیف دیتا۔اب میں یہ بوجھ اٹھا کر بہت تھک گیا ہوں۔تو مار لے،شنائیل تو ویسے ہی اپنے کیے کی سزا بھگت چکی ہے۔اسے بھی دے لے سزا پر یاد رکھنا اس سے میری اور تیری یاری پر فرق آیا ناں تو میں

"سہہ نہیں پاوں گا

دراب کو یقین نہیں آرہا تھا کہ کیا یہ اسکا سکھی ہے،یہ تو دشمنوں سے بھی دو ہاتھ آگے نکلا تھا۔

تو پھر اپنی برداشت بڑھالے اب کیونکہ شبیر مغل کے اصل قاتل تم"

دونوں ہو۔وہ باپ اسی دکھ سے مرا ہو گا۔کہ جس نے اتنے مان سے بیٹی مانگی وہ کیسے چھوڑ سکتا ہے۔میں بدبخت،ایسے ہی برے دوست اور حالات ذیزرو کرتا تھا۔یہاں میں مر رہا تھا اور تم دونوں آپسی ڈیلز کر رہے تھے۔مرجا سکھی،تجھے اور اس منحوس عورت کو دوست کہتے شرم آرہی ہے۔تجھے تو

"شاید بخش دوں پر اس کو اب مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا

دراب نے نفرت سے سکھی کو پرے واپس میٹرس کی جانب دھکیلا اور خود آنکھیں رگڑتا ہوا کمرے سے نکلا۔

"دراب۔۔۔۔"

سکھی پیچھے دوڑا، پورچ تک مگر دراب نے اسکو سننے یا دیکھنے کی زحمت نہ کی اور جب تک یزدان پہنچا وہ گاڑی بھگا لے گیا۔

"اف یزدان اف"

یزدان کا بس نہ چلا اپنا سر اس بیوقوفی پر کسی دیوار سے دے مارتا۔

وہیں دراب واپس آگیا ہے اسکی لیزے کو خبر نہ تھی، یہ تو وہ پانی پینے اٹھی تو بوتل خالی دیکھے کمرے سے نکل کر کچن چلی آئی تو وہاں ونڈو کے پار نظر لان میں اتنی رات ٹہلتے دراب پر گئی تو لیزے نے بوتل وہیں چھوڑی اور تیزی سے کچن سے نکلتی خود بھی شال اچھے سے گرد لپیٹے باہر لان میں نکل آئی۔

"آپ رکے نہیں حیدر! اور اتنی ٹھنڈ میں۔۔"

لیزے نے عقب میں رکتے اسکو پکڑ کر روبرو کیا مگر دراب کے تکلیف بھرے چہرے کو دیکھتے لیزے نے دونوں ہتھیلوں میں فوراسے وہ اترا چہرہ بھرا۔

"واٹ ہیپن ؟ سکھی بھائی ٹھیک ہیں ناں۔آپ پریشان لگ رہے ہیں۔حیدر"

"بتائیں میرا دل بیٹھا جارہا ہے

وہ فوراسے سمجھ گئی کہ اس شخص کا دل جل رہا اور دراب نے بھی اسے پکڑ کر گلے لگاتے مزید دہلایا،اسکی چپ چاپ ایسی غمگینی نے لیزے کا دل سینے میں لرزادیا۔

"سب ٹھیک ہے،بس مجھے گلے لگنا تھا"

دراب کی گرفت مضبوط ہوئی تولیزے اسکی کان میں کی سرگوشی پر ہاتھ اسکی پشت پر باندھے پھیکا سا مسکرائی۔

"اوکے !لیکن جب دل بھر جائے تو اتنے سنٹی طریقے سے گلے لگنے کا سبب بھی بتادیجئے گا"

لیزے نے اسے بلکل مجبور نہ کیا، خود ہی وہ رو برو ہوا تو چہرے کے شکست خوردہ تاثرات قدرے بدل چکے تھے۔

"تمہارے بابا اس دن آئے تھے کالج، شنائیل اور بابا نے زلیل وخوار کیا، اور شنائیل نے جھوٹ کہا کہ میں نے تمہیں ڈائورس دے دی اور وہ کس تکلیف میں مبتلا ہو کر لوٹے ہوں گے یہ سوچا بھی نہیں جا رہا مجھ سے۔ شنائیل نے یہ گناہ کیا اور سکھی نے پردہ ڈالا، میرے دوستوں نے میرے ساتھ دیکھو کیا کیا لیزے"

لیزے کی آنکھوں میں دفتنمی اتری، وہ بے یقینی سے دراب کو دیکھ رہی تھی، جیسے اس پر یقین کرنا بہت مشکل ہو۔

"تم دیکھنا اس شنائیل کا کیا حشر کرتا ہوں۔ میں چھوڑوں گا نہیں اسے۔ اگر اس دن وہ انھیں میرے پاس لے آتی تو کچھ برا نہ ہونے دیتا لیزے۔ نہ تمہارے پیرنس مرتے نہ ہم بچھرتے۔ نہ تمہیں سنگساری کی اذیت سہنی پڑتی۔ میں اس سے اسکا حساب لوں گا یہ وعدہ ہے میرا تم سے"

لیزے سے تو کچھ بولنا محال تھا، بہت مشکل سے وہ انکی موت بھولتی تھی اور پھر سے کچھ ایسا ہوتا جو لیزے کو اسی جگہ لا کھڑا کرتا جہاں اس پر پتھر برسے۔ جہاں وہ جیتے جی مری۔

بابا اور اماں تو چلے گئے حیدر، آپ مزید کسی کے خون سے ہاتھ رنگ بیٹھے تو" میری تکلیف پر مرہم نہیں لگے گا بلکہ جو زخم پر مندمل ہوتا اثر ہے وہ بھی زائل ہو جائے گا۔ زخم پر لگے ٹانکے ادھڑ جائیں گے، اسے سزا ضرور دیں پر موت کی نہیں۔ میرا یقین ہے اس بات پر کہ اللہ مظلوموں پر ڈھائے ظلم کا خود بدلا لیتا ہے۔ شمشیر کی کٹی ٹانگیں دیکھی تھیں ناں آپ نے؟ کیا پتا اللہ نے شنائیل کو بھی سزا دے دی ہو"

وہ لیزے کے ظرف کا قائل تھا پر یہ بہت زیادہ تھا کہ دراب کا دل کند چھری سے کٹنے لگا۔

شنائیل کو سزا تو ملی ہے، اور چھوٹی چھوٹی بہت ملی ہیں۔ کبھی کبھار میں سوچتا" تھا لیزے کہ ایسا اس لڑکی نے کیا کر دیا کہ اللہ نے اس سے سکون چھین

لیا۔آج جب پتا چلا ہے کہ اسے شبیر مغل کی وہ روتی آنکھیں لگی تھیں تو اللہ کے انصاف پر مجھے بھی یقین آیا ہے۔ لیکن اس کی غلطی نے ہماری زندگی کے سات سال نگل لیے۔ یہ بہت تکلیف دہ ہے عشقم، یہ قابل برداشت نہیں ہے"

دراب کسی صورت ظرف بڑا کرنے پر آمادہ نہ تھا، لیزے نے اپنے گرم ہاتھوں کا لمس پھر سے دراب کے چہرے پر بخشتے یقین دلاتی، پر سکون کرتی نظروں سے دیکھا۔

"ہم سب کی غلطیاں تھیں، وقت اگر ہمیں موقع دے سکتا ہے تو ہم شنائیل کو کیوں نہیں۔ اگر وہ پچھتاوے کا احساس دل میں رکھتی ہے تو اسکا دل زندہ ہے۔ ورنہ ہم سب کی غلطیاں اپنی نوعیت میں بہت بڑی ہیں۔ اس سے حساب لیں، میں بھی لوں گی پر ڈونٹ ہرٹ ہر۔ اللہ سب سے بہترین منصف ہے۔ میں نے سب اس پر چھوڑا تھا اور دیکھیں اس نے سب بہتر کی طرف گامزن کر دیا۔ سکھی سے خفامت ہوں، اس دنیا میں اگر کوئی آپ سے

سب سے زیادہ مخلص ہے تو اس فہرست میں یقیناوہ شامل ہیں۔معافی دے کر،در گزر کیے،دل بڑا کر کے ہی اس فانی دنیا میں جیا جاتا ہے۔اپنے دل کو

"پر سکون کریں حیدر

وہ اتنی مضبوط شاید کبھی نہ ہوتی اگر اس پر زندگی کی تنگی نہ کھلتی اور کہتے ہیں زندگی اور موت کی حقیقت اکثر حدوں یا دہانوں پر جا کر کھلتی ہے،موت کی زندگی کے دہانے پر اور زندگی کی موت کے دہانے پر۔

"تمہیں شائیل اور سکھی سے زرا بھی نفرت محسوس نہیں ہو رہی؟"

دراب نے اسکے دونوں ہاتھ،ہاتھوں میں تھامے پکڑ کر ہٹائے زخمی سے لب ولہجے میں پوچھا۔

آپ سے بھی نہیں ہوئی،ورنہ سات سال پہلے شروع ہوتی میری اصل" بربادی کا آغاز آپ نے کیا تھا۔شاید اماں بابا دنیا سے چلے گئے پر اپنے صرف محبت اور رحم دلی کے عادی دلوں کی روح میرے مرے دل میں پھونک

گئے۔میں خود کبھی کبھی اپنے اب تک زندہ ہونے پر حیران رہ جاتی تھی۔سچ میں"

وہ روتی روتی ہنس پڑی تورات کی سوگواری نے سرد ترین فضا کا دامن جھٹک کر خلاوں کا رخ کر لیا۔

"تم مجھے واپس ملنے کے لیے زندہ رہی تھی لیزے نور"

وہ ایسا جان لیوا اعتراف ایسے موسم میں کرتا خوبصورت لگا جب درختوں کے ہاتھوں میں دھند لکا تھا، جب فضاوں کی جھولی ٹھٹھرتے موسمی لمحوں سے لبالب تھی۔

جب لیزے نور کے ہونٹوں تک پہنچتے نمکین آنسوؤں نے وہاں کھل اٹھے مسکراہٹ کے پھولوں پر اپنا آپ وار دیا۔

"آپ سے اپنے حصے کی ڈھیروں محبت جو لینی تھی"

وہ اسکے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ میں محو سا لیزے کی اس اتراہٹ پر اسکی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔

"اپنا حق کہاں چھوڑتی ہے یہ لڑکی"

وہ ہر غم کو اپنے ارد گرد سے جھٹک کر لیزے میں گم مدہوش سا مسکرا دیا، آسمان پر چمکتے آدھے پہر جاگتے ان گنت ستارے اپنی آغوش میں سموئے ان دو کے سحر کے چشم دید گواہ تھے۔

"آپ سے جڑے لوگ اپنا حق چھوڑنے کا حوصلہ رکھ ہی نہیں سکتے، تمام تر خطاؤں اور غلطیوں کے آپ قابل محبت ہیں دراب حیدر جدون"

وہ کھل کر دل کے جذبات زبان کرتی اتنی پیاری لگی کے دراب نے اسے اپنے سینے میں سمو کر جذب سا کرتے بازو اسکے اطراف لپیٹ لیتے خوشی سے بھری سانس آسمان کی جانب تکتے خارج کی۔

"اور تم اس قابل محبت شخص کو دل بھر کر چاہنے کی پہلی اور آخری حق دار۔ میں تمہیں کبھی نہیں بتا سکوں گا لیزے کہ کتنی محبت کرتا ہوں، اتنا جان لو تمہارے لیے دنیا جہاں کی فرصتیں لوٹ کر لے کر آیا ہوں"

دراب کے خلاوت خیز اظہار نے کچھ دل پنکھ کیا کچھ اس شخص کی بولتی موجودگی نے جسم وجان کی تھکاوٹ کا توڑ کر دیا۔

ایک اور رات بیت گئی تو خوبصورت سی صبح نتھری ہوئی نمودار ہوئے نئی امیدوں کے تھال تھامے چلی آئی، لیزے نے فجر کے وقت اٹھ کر پہلو میں جب صرف باران کو دیکھا تو فکر مندی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

اسے اچھے سے یاد تھا رات دراب ان دو کے ساتھ ہی سویا تھا۔

"یہ کہاں چلے گئے؟"

لیزے نے نیند کو جھٹکا اور اسی فکر میں مبتلا اٹھ کر کمرے سے نکلی مگر اسکے قدم تلاوت کی آواز پر تھمے، وہ اس خوبصورت آواز کا تعاقب کرتی جب براق جدون کے کمرے میں پہنچی تو مسکرا دی۔

ددھو تلاوت کر رہے تھے اور دراب انکے کندھے پر سر رکھے بڑی توجہ سے انکی تلاوت اور خوش الحان آواز کی شیرنی پر آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

لیزے کو دروازے میں دیکھتے براق اسے اندر آنے کا اشارہ کرتے مسکرائے تو وہ بھی سر ڈھانپتی اندر آئی اور ددھو کی دوسری جانب بیٹھے اپنا سر بھی انکے کندھے پر ٹکا لیا۔

"اب نماز پڑھ کر سونا"

ددھو کے تاکید کرنے پر دراب نے آنکھیں کھولیں تو نظریں لیزے سے ملیں، اسکی آنکھوں میں ڈھیر ساری محبت تھی۔

"بہت نیند آرہی ہے ددھو، گڈ نائیٹ"

وہ اٹھا اور آنکھیں سی چراتا کمرے سے گیا جبکہ ددھو اور لیزے کی نظریں اسکا اوجھل ہونے تک تعاقب کرتی رہیں۔

عبادت میں شائے بندے ایکسٹرا معصوم ہوتے ہیں، تمہیں پتا ہے" لیزے۔ نماز نہ پڑھنے پر اسکا باپ بھی مجھ سے پٹا تھا اور یہ بھی۔ وہ تو ہدایت نہ پاسکا، اسکو پالینی چاہیے۔ تم آگئی ہو ناں، اسے سنبھال لو گی۔ آخر کو اکیلے جنت جانا کب منظور ہو گا تمہیں؟"

ددھو کے پس لب ریکوسٹ کرنے پر وہ ہامی بھرتی مسکرائی اور خود بھی اٹھ کر پیچھے ہی دراب کو دیکھنے نکلی جو جا کر باران کے ساتھ ہی لیٹ گیا تھا۔

لیزے کمرے میں آئی اور چلتی ہوئی پاس آ رکی۔

"میں چاہتی ہوں چھپ کے ہی سہی آپ کم از کم اللہ کو پکارنا شروع"

"کریں، میرا ہاتھ پکڑ لیں۔ یہ آفر محدود مدت کے لیے ہے

لیزے جانتی تھی وہ سو نہیں رہا تبھی اپنا ہاتھ بڑھایا، جسے کم از کم دراب جھٹک نہیں سکتا تھا۔

"کل سے لیزے، پکا۔"

دراب نے آنکھیں کھولتے منت سی کی۔

"مشکل ہے کیا؟"

لیزے پاس ہی بیٹھی، ہاتھ بڑھا کر اسکا ماتھا چھوا۔

"بہت"

وہ عجیب اذیت سے دوچار تھا، اللہ کو شاید ناراض کیے بیٹھا تھا۔

"اوکے، آج نیت کی ہے تو کل عمل لازمی کرنا ہے"

جھک کر لیزے نے اسکا ماتھا چوما اور اٹھ کر چلی گئی جبکہ دراب نے گہری سانس کھینچتے کروٹ واپس باران کی طرف بدل لی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"بڑے لوگوں کی کال آرہی وہ بھی صبح صبح"

شنائیل شوٹ لوکیشن پر پہنچ چکی تھی، شوٹ کینسل نہیں ہوا تھا کیونکہ کچھ ٹیکنکل ایشوز کے سبب شوٹنگ ہی لیٹ ہو گئی، استبول کا وقت دبئی سے ایک دو گھنٹے پیچھے تھا۔

Moda Pier

لوکیشن بہت خوبصورت تھی تبھی شنائیل ہوٹل سے سیدھی یہیں آگئی تاکہ شوٹ سے پہلے کچھ سیر سپاٹے کر لے، پر ڈیڈ کی ڈائریکٹ کال یا تو انسلٹ

کرنے کے لیے آتی تھی یا یہ یاد دہانی کروانے کے کہ وہ انکی کچھ نہیں لگتی تبھی شنائیل متجسس ہوئے فون رنگ کرنے پر بڑبڑائی۔

"جی میرے نام نہاد ڈیڈ؟اب کیا کر دیا ایسا جو آپکو ڈائریکٹ مجھے کال کرنی پڑی؟"

فردوس شمدی کے مطمئین چہرے کا سکون لمحہ بھر زائل ہوا، بریک فاسٹ ٹیبل کے روبرو بیٹھے وہ ساتھ نیوز پیپر پر نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔

"شادی کرلی تم نے؟"

لہجہ بے انتہا سرد تھا۔

کو دیکھتے سانس کھینچ کر Kadıköy's sea شنائیل نے تاحد نگاہ پھیلے سرد لہر خود میں اتاری۔

"جی بنا دیا میں نے ایک اور دنیا کے فرد کو بد قسمت، آپ نے یقین دلا دیا مجھے کہ میں آپ کی اور ممی کو بیٹی نہیں۔انکا جواب جانتے ہیں کیا تھا، سٹے ہیپی

چائلڈ۔اور آپکا تو خیر بہت ہی پیارا جواب تھا کہ میری خوشی سے آنکھیں نم کر گیا"

شنائیل نے بنا اداس ہوتے جواب دیا جبکہ فردوس نے سر اٹھائے غیر مرئی نقطے پر نگاہیں جمائیں۔

"کیا پلین ہے تمہارا اس بارے میں، کیا واقعی سنجیدہ ہو اس کے لیے یا تمہارا ایگین ٹائم پاس ہے۔ تمہاری فطرت سے واقف ہوں تبھی پوچھ رہا ہوں، کیا کروں تمہاری رگوں میں بہتے اپنے خون کو نکال نہیں سکتا"

کئی سالوں بعد باپ نامی انسان سے ایسی فکر وصولنا شنائیل کی آنکھوں میں اذیت بھر گیا، ماحول کی خوبصورتی اس لڑکی پر اثر کرنا چھوڑ گئی۔

"آپکو میری فکر کرنے کی ضرورت نہیں، ٹائم پاس اس سے پہلے بھی میں کسی کو نہیں بنایا۔ یہ الگ بات ہے مجھ سے بار بار صفائیاں نہ دی گئیں۔ آپ اور ممی میرے لیے اب اہم نہیں رہے، اور غیر اہم لوگوں کو میں اپنی زندگی میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں دوں گی"

وہ اپنے لہجے میں اترتی ناراضگی چھپا نہ سکی۔

"تم اب بھی اگر یہ فیلڈ چھوڑ دو میں تمہیں اپنا سکتا ہوں"

فردوس شمدی کی آفر پر وہ کھل کر ہنسی۔

"آپ کے لیے تو اب مسکراوں بھی نہ، یہ گندگی چھوڑنا تو بہت دور کی بات ہے۔ دور رہیں مجھ سے، میری بدنامی کا سایہ کہیں آپکی نیک نامی نہ نگل لے"

غصے سے زیادہ وہ تکلیف کا شکار تھی اور تبھی فون بند کیا تو سر میں ٹھیسیں اٹھتی محسوس ہوئیں، اسکے سکون کو غارت کر کے فردوس شمدی بھی سوچ میں گم ہوا۔

جبکہ شائیل کو اس وقت صرف جمشید یاد تھا تبھی بنا سوچے اسے کال کی جو اس وقت جم تھا۔

کچھ دیر تک وہ لوگ اس ماڈل کو اٹھانے نکلنے والے تھے، جم ٹرینر جمشد کا دوست تھا تبھی اسکا بجتا فون ایکسر سائز کے باوجود وہ لیے جیم مین ہال چلا آیا۔

"کال شاید اہم ہو سن لو"

جمشید نے آہٹ پر پلٹ کر ایک ہاتھ سے ٹاول کھینچ کر دوسرے ہاتھ سے فون پکڑا اور چلتا ہوا وال گلاس کی طرف لپکا۔

"اب کس نے ستادیا تمہیں جو میری یاد آگئی صبح صبح؟"

جمشید نے مزاق اڑانے کی بھرپور کوشش کی تھی پر جب شنائیل کی نم سانسیں محسوس کن حد تک سنائی دیں تو سنجیدہ ہوا۔

"بس تمہاری آواز سننی تھی۔ بائے"

اس سے پہلے وہ کال کاٹتی، جمشید نے روکا۔

"ایک دو جلی کٹی بھی سن لو، دن اچھا گزرے گا۔ بتاو کیا ہوا ہے؟"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی کال بند نہ کر سکی۔

"بس تمہاری یاد آئی تو کال کر لی، کچھ نہیں ہوا جیم۔ آئی آیم اوکے"

وہ نظریں تاحد نگاہ گماتی تھکے سے لہجے میں بولی۔

"آس پاس کے منظروں سے دوستی کر لو پر بار بار مجھے مت پکارا کرو، اپنے ماحول سے بات کرنا سیکھو۔ وہ جلی کٹی نہیں سناتے، حقارت سے نہیں

دیکھتے۔بس آپکی ہر اداسی پوری ایمانداری سے فیل کرتے ہیں۔میں تو رحم دل نہیں ہوں شائیل شمدی، مجھ سے رحم کی توقع رکھ کر بار بار پکارو گی تو تکلیف تمہیں ہی ہو گی"

وہ پہلی بار نرم لہجے میں بنا کسی طنز کے بولا، سمجھانے کی کوشش کی، شائیل پھیکا سا مسکائی۔

"مجھے ایسی تکلیف عزیز ہے جو تمہیں پکارنے سے ملے، کل ایوننگ کے لیے سوری۔میں نے حد توڑی، بکواس کیے۔پتا نہیں اتنا زہر کہاں سے آجاتا ہے مجھ میں۔جو بھی ہے تم ایک پل کے لیے بھی میرے دل و دماغ سے نہیں نکل رہے۔جمشید! رحم دل بن جاو میرے لیے، میں تمہارے لیے اس دنیا کی سب سے اچھی لڑکی بن جاوں گی"

وہ اداس تھی اور یقیناً روئی بھی تھی تبھی وہ کچھ سخت بولنے کے بجائے خود بھی کہیں دل سے اسکے لیے افسردہ ہوا۔

"اچھی لڑکی بن گئی تو تمہارے لیے کسی اچھے کو تلاش کرنا پڑے گا"

وہ نرم سے انداز میں شنائیل کی جان لے گیا۔

پر اس نے نہ پوچھا کہ وہ چھوڑنا چاہتا ہے کیونکہ شنائیل جانتی تھی کوئی اسکو پسند نہیں کر سکتا تو کیوں وہ زبردستی مسلط ہو۔

"تم اچھے نہیں ہو"

وہ روہانسی ہوئی، وہ کھل کر ہنسا۔

"یہ چیز! چلو آنسو صاف کرو اور اپنا شوٹ کمپلیٹ کرو۔ پھر تم سے اسی ویک ملنے کا پلین بناتا ہوں۔ ایک بات منوانی ہے تم سے"

شنائیل نے فوراً سے اپنے آنسو صاف کیے۔

"اسی ویک ملو گے، لیکن پرسوں پاکستان جا رہی ہوں۔ تم وہاں آو گے؟"

شنائیل کی بے قراری دیکھتے وہ سر ہلاتے مسکرایا۔

"آجاوں گا، یہاں تھوڑا کام ہے۔ ائزی ہو کر اپنے شوٹس نمٹاو"

وہ دوستانہ لہجہ لیے بہت پیار الگ رہا تھا، وہ دیوانی نہ ہوتی تو کیا کرتی۔

"تم جو کہو گے آنکھیں بند کر کے مان لوں گی"

شنائیل مسکرائی، وہ بھی مسکرایا۔

"آنکھیں بند کر کے تمہارا مان جانا ہی چاہیے، بائے"

جمشید نے کہہ کر کال کاٹ دی اور شنائیل کا بگھڑا موڈ درست ہوا بلکہ وہ فدا سا مسکرائی۔

"یہ بندہ، اس سے بات کرتے ہی میں پر سکون ہو جاتی ہوں، پلیز مجھ سے میرے گناہوں پر سب لے لیں پر اسے پورا مجھے دے دیں۔

I cant live without Him"

آسمان کی جانب نگاہ اٹھانے کی اجازت تو ہر خاص و عام کے پاس تھی اور یونہی دعا کا حق بھی اللہ گناہ گاروں اور پرہیز گاروں کو یکساں دیتا ہے، اور قبولیت صرف نصیب سے ملا کرتی ہے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"کہاں؟"

لیزے کمرے میں بیگ لینے آئی تو دراب کو لیپ ٹاپ پیک کرتے دیکھ کر قریب ہی آرکی، باران کو براق صاحب نے ڈراپ کر دیا سکول جبکہ لیزے، دراب کے ساتھ ہی جانے والی تھی۔

"اہم میٹنگز ہیں، کراچی نکلنا ہو گا۔ تین دن رکوں گا۔ نیو پراجیکٹ کی فائنلائزیشن ہے"

اتنے دن پھر سے دراب کی دوری لیزے کو ہر گز پسند نہ آئی، اسکا ہاتھ پکڑے اپنی طرف کھینچ کر دراب کو حیران و پریشان کر بیٹھی۔ شوگر کوکی کلر کے ڈریس میں لیزے بہت سو بروائبز دے رہی تھی، جبکہ شال بلیک کڑھائی والی ایک شانے پر ڈال کر بال ہیر ٹائے میں باندھ رکھے تھے۔

پینٹ کے ہمراہ وائیٹ شرٹ پہن رکھی تھی pebble جبکہ دراب نے اور بے ترتیب لکس کے سنگ کافی ہاٹ لگ رہا تھا۔

"مجھے آپکی نیت کا عمل چاہیے اور ساتھ میں یہ پرامسس کے آپ مجھے جب دل چاہے گا کال کریں گے، مجھے یہ لانگ ڈسٹنس ریلیشنشپ بلکل پسند نہیں حیدر"

بازووں کا دراب کی گردن میں ہار پروئے لیزے نے اپنے دل جیسا مہربان وعدہ مانگا۔

"میں تمہیں بہت مس کروں گا لہذا اپنا فون ہاتھ میں رکھنا، ممی خود چلی جاتیں پر وہ تھک جاتی ہیں اوٹ آف سٹی یا کنٹری ڈیلنگز سے، ورنہ مجھے کہاں تم سے ڈسٹنس بنانا پسند ہے۔ ویسے بھی کچھ دن دور جا کر سکھی سے خفگی کا اظہار بھی کرنا ہے مجھے۔ تاکہ وہ اس بات کا احساس کرے کہ مجھ سے کتنی بڑی زیادتی کی اس نے۔ شنائیل کو پروٹیکٹ کر کے۔ باران کو بور مت ہونے

دینا، ہو سکے تو حلیمہ اماں کو بلوا لینا۔اور ایک دو دن پاس رکھ بھی لینا۔میں آتا ہوں پھر ہم ولیمے کی شاپنگ مل کر سٹارٹ کریں گے"

لیزے نے سب باتیں سنے مسکراہٹ دی جس پر دراب نے اسکے رخساروں کو بے حد چاہت سے چومنے کے بعد دھڑکنیں سن کرتی گستاخی کر کے

لیزے کو اپنے ہار بنے ہاتھ ہٹانے پر مجبور کر دیا۔

"رہی بات نیت اور عمل کی، پوری کوشش کروں گا آئی پرامسس"

وہ خود ہی لیزے کی گھبراہٹ اپنے حسین وعدے سے کم کرتا اسے حصار میں بھر گیا۔

"میں پوچھوں گی واپسی پر"

لیزے نے رعب ڈالا۔

تم پوچھنا اور اگر میں نے بات نہ مانی ہوئی تو جی بھر کر پھینٹی بھی لگا لینا۔اپنا خیال رکھنا"

گلے لگاتے گرفت اچھے سے مضبوط کرتے لیزے کو پناہ مانگنے پر مجبور کیے وہ اسے ساتھ ہی لیے کمرے سے نکلا پر پھر بھی لیزے اداس تھی۔

وہیں فاروقی مینشن میں بھی گزشتہ شب چھایا جمود قدرے ہٹ چکا تھا۔

"اگلے تین دن تو میں بہت بزی ہوں دی جان، نادیہ کی شادی ہے۔ میں نے ابھی چوڑیاں اور مہندی منگوانی ہے جا کر ابا جی سے۔ آپ کہیں ماموں کو کے مجھے اب چھوڑ آئیں"

سلوی نے ناشتے کی میز پر آتی نانو کو دیکھتے ہی گھر جانے کی ضد کی، وہ اسکی گال تھپکاتیں خود بھی سجاول کے کرسی پیچھے کو سرکا کر بیٹھانے پر بیٹھیں۔

"سکھی اٹھ گیا ہے، وہ تمہیں ڈراپ کر دے گا۔ ناشتہ کر لو میرا بچہ"

سجاول بھی بیٹھتے ہوئے بولے تو سلوی نے جلدی سے اپنا ناشتہ کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بس کر لیا دی جان، میں چادر اور بیگ لے کر آتی ہوں"

سلوی نے پلٹ کر کمرے کا رخ کیا تو یزدان کو وہیں آتا دیکھے وہ رکی، اس شخص کی آنکھوں میں غیر معمولی سوجن تھی۔

"آجائیں باہر، میں ویٹ کر رہا ہوں"

سکھی اسے کوئی سوال کی مہلت دیے داخلی دروازے کی طرف بڑھا تو سلوی بھی سر ہلاتی بیگ اور چادر لیے جب تک نانو اور ماموں کے ساتھ ساتھ یزدان کی بلی گوچی کو بائے کہے دالان تک آئی، جو فاروقی مینشن کے سنگ باہر سے منسلک تھا تو اسے یزدان کھڑا نظر آیا۔

"آپ نے سمجھا تھا میں رضوان احمد کی تربیت ہوں تو ضرور غلط نکلوں گا، میرا مقصد آپکی یہ سوچ رد کرنا تھا کیونکہ غلط حالات ہوتے ہیں پر لوگ نہیں۔ گر میل دے دوں گا آپکو، بدلے میں سلوی کو اس فیشن فلیڈ سے دور رکھنا ہو گا آپکو۔ سنپل ڈیل۔ جب پاسیبل ہو ابتدا کیجئے گا، آپکے مجرم کو آپ تک پہنچانا میرا کام۔ رہی بات شنائیل اور میرے نکاح کو ڈسکلوز کرنے کی تو

تھینکیو۔میرے واپس پاکستان آنے تک ممکن ہے میرے گھر میں مچاو بال تھم چکا ہو"

بڑے بھاری لہجے میں یزدان کا دل ہلکا کیے جمشید نے رابطہ منقطع کیا وہیں یزدان آہٹ پر پلٹا تو سورج کی چمکدار کرنوں کے حصار میں کھڑی سلوی، بھاری دل کو ہلکا کر گئی۔

"کیا میرے علاوہ بھی کسی کو ناراض کیا ہوا آپ نے سکھی؟"

وہ دو قدم اٹھاتی چھت والے حصے تلے آ رکی جہاں خوبصورت سے منی پلانٹ کی شاخیں پورے داخلی حصے پر پھیلی تھیں۔

نقصان کی نوعیت کے حساب سے ناراضگی کی شدت طے ہوتی ہے، آپ تو" خفا نہیں ہیں ناں؟"

ہاتھ بڑھا کر اسکی چادر سے نکلے اکا دکا بال سمیٹتا یزدان بس منتظر تھا تو سلوی کے انکار کا۔

"مجھے مہندی اور چوڑیاں دلا دیں، ناراضگی ختم کر دوں گی"

اتنی معصومانہ ڈیمانڈ سنے یزدان مسکرا دیا۔

جھکتے آگے کو سرکتے سلوی کی گال چوم لی، وہ چھوئی موئی سی یزدان کے یوں کرنے پر بوکھلائی۔

"چلیں، جو کہیں گی دلاوں گا۔آجائیں"

یزدان نے اسے نا صرف ہر چیز دلائی بلکہ گھر بھی ڈراپ کر کے آیا، اور پھر دراب کو کالز ملائیں لیکن جب اس سے ملنے گھر پہنچا تو پتا چلا وہ ناشتے کے فوری بعد ارجنٹ میٹنگ کے لیے کراچی روانہ ہوا ہے۔

یزدان کی تین دن تک میٹنگز تھیں اور دراب تین دن تک شہر میں نہ تھا تبھی یزدان اسے منائے بنا کہیں جانے پر آمادہ نہ ہوا اور اسکی واپسی کا انتظار کیا۔

اگلے تین دن سلوی، نادیہ کی شادی میں بزی رہی اور چونکہ ہمسائے کا فنکشن تھا تو گھر سلوی لوگوں کا بھی سجا تھا کیونکہ خواتین انہی کے گھر بیٹھی تھیں، تین دن میں شنائیل کا بھی شوٹ ختم ہوا اور وہ پاکستان آگئی، ہوٹل میں ہی رکی اور اپنے آنے کا ابھی تک اس نے کسی کو بتایا بھی نہیں تھا۔

سکھی ان تین دنوں مسلسل دراب سے ملنے اسے کال کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر دراب کی ناراضگی عام نہیں ہے نہ آسانی سے اترے گی یہ سکھی بھی جانتا تھا۔

دراب تین دن بعد واپس آیا تو آفس میں پہلے ہی مما کے کیبن میں یزدان بیٹھا تھا۔

تم سکھی سے کیوں ناراض ہو بے بی؟ دیکھو زندگی میں جتنا مشکل وقت آیا" اس نے تمہیں سپورٹ کی۔ایسے چھوٹی چھوٹی باتوں پر اچھے دوستوں سے "ناراض نہیں ہوتے۔تم دو کا جو بھی مسئلہ ہے اسے حل کرو فورا

نرمین نے اپنا بیگ اور فون کے ساتھ گاڑی کی چابی اٹھائی اور نیام میں ان تیز دھاری دو تلواروں کو چھوڑے دراب کی گال تھپکائے نکل گئیں جبکہ یزدان اٹھ کر دراب کے سامنے آرکا۔

دونوں ہی دو مختلف نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

تو سزا دے مجھے، بے اعتنائی مت برت۔ میں اپنی ہر غلطی مان چکا" ہوں۔ یار ہونے کے ناطے تھوڑی تو رعایت دے۔ سر توڑ دے، پر اپنی چپ سے میرا دماغی توازن مت بگاڑ، تجھے پتا ہے تیری خاموشی میں کسی کی بھی "جان لے لینے کی قوت پوشیدہ ہے

دراب ہنوز برہمی سے یزدان کو بنا کسی حرکت دیکھ رہا تھا، یزدان کا دل اس سے پہلے گھٹتا، دراب نے ہوں کیے چپ توڑی۔

میں تجھے بتا بھی دیتا تو کیا کر لیتا تو؟ میں تو خود تب تک تیری لیزے کو ڈھونڈ" کر تھک چکا تھا۔ شنائیل کو مار دیتا جذبات میں آکر؟ اتنی کم سزا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اس نے مجھے بہت ستایا تھا دراب۔ اس سے سود سمیت ہر زیادتی کا

بدلہ لینا تھا۔تجھے بتادیتا تو ایک گولی چلتی اور شائیل کا دی اینڈ ہو جاتا۔میں نے تجھے نہ کبھی دھوکہ دیا نہ ایسی نیت کی۔تو میرا پہلا اور آخری یار ہے، یاری تجھ پر ختم کی ہے میں نے۔مجھے یوں مت ستا۔پچھلے تین دن سے تیری چپ نے مجھے سولی پر ٹانگ رکھا ہے"

دراب کا دل اس بار سچ میں پگھلا کیونکہ یزدان کی آنکھوں کی دھندلی کیفیت اسے تمام تر غصے کے بھی منظور نہ تھی۔

"شائیل نے اسکے علاوہ بھی تجھے تکلیف دی تھی؟ بتا مجھے؟"

دراب نے اسکی بازو پوری قوت سے جکڑے استفسار کیا جس پر یزدان نے اپنی بے بسی کی داستان پوری سچائی سے سنائی اور اب تو دراب کے دل میں شائیل کے لیے جو رتی برابر رحم تھا وہ بھی چلا گیا۔

کیسی عورت ہے یہ؟اسکا انجام بدترین کر کے چھوڑوں گا۔ہٹ گھر جانا"ہے"

دراب نے غصہ ضبط کرتے جانا چاہا تو اب کی بار اسکی بازو یزدان نے جکڑی۔

"معاف کر دیا ناں مجھے ؟"

یزدان کی آنکھوں میں تاسف امڈا۔

"پہلے شائیل سے حساب لے لوں پھر تجھے بھی جگہ جگہ سے سیکنے کے بعد معاف کروں گا۔دوبارہ ایسی مظلوم شکل بنائی تو تیری سلوی کو اٹھا کر کسی دوسرے سیارے چھوڑ آوں گا اور تو ساری عمر ترستا رہیں۔کمینہ۔"

دراب کے مان جانے کا یہی انداز تھا تبھی تو یزدان کا بھاری دل ہلکا ہوا مانو سینے پر رکھی سل ہٹ گئی۔

جبکہ یزدان کی کچھ دیر میں دبئی کی فلائیٹ تھی۔

دراب گھر پہنچا تو حسب توقع باران کو لان میں ددھو کے ساتھ جم کر فٹ بال کھلیتا دیکھے اپنی ساری تھکاوٹ اترتی محسوس کیے وہیں آیا تو باران کی جیسے ہی نظر پڑی دوڑ کر دراب سے جا لپٹا،وہ بھی تو ساری محبت لٹائے اپنے جنٹل مین کو اٹھاتا ددھو کے پاس ہی جا رکا جنکی آنکھوں میں پوتے اور پر پوتے کو ساتھ دیکھ کر فطری چمک اتر آتی تھی۔

بابا میں نے بہت مس کیا، آپکو پتا ہے نانو و بھی آئی تھیں۔ ہم نے بہت"
"انجوائے کیا تھا۔ آئی وش آپ بھی ہوتے۔

باران نے اسے یاد کیا یہ سب سے فرخت بخش تھا، دراب نے اسکی گال چومی۔

بس کیا کروں یہ ددھو ہیں ناں جو تمہارے انہوں نے اور تمہاری دادو نے"
مل کر سارے کام کا برڈن مجھ پر ڈال دیا۔ لیکن اب ہم بہت مستی کریں
"گے

دراب کی بات سنے باران بھی کھکھلایا، مستی پر تو جناب کو ایکسٹرا خوشی گھیر لیتی تھی۔

"یاھوو! ڈن"

وہ خوشی سے چلاتا دونوں کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

دراب نے اسے اتارا جس پر باران واپس فٹ بال ہٹ کرنے لگا۔

"کیسا رہا سب؟ تھکا لگ رہا ہے میرا کاکا"

ددھو کے لاڈ پر دراب ہنسا۔

"اب آپ ایک کمنگ سون کا کے کا کی کا سوچیں کیونکہ میں اب کا کا نہیں پٹاکہ بننے والا ہوں میرے ددھو جان، یونو واٹ آئی مین۔ باقی بہت تھک گیا ہوں زرا اپنی انرجی ڈوز لے لوں"

خرافاتی اشارے اور ذو معنی نظروں سے ددھو تک کو بلش کروا گیا تو براق جدون اڈتا قہقہہ روک نہ پاتے یوں سر ہلا گئے جیسے کہہ رہے ہوں اسکا کچھ نہیں ہو سکتا۔

لیزے، نرمین کے ساتھ بیٹھی کوئی فیشن ویک ریمپ واک دیکھ رہی تھی جس میں نرمین اسے سکھی کے ڈیزائر جیولز دیکھا رہی تھیں، اور ساتھ اپنے بزنس کا بھی بتا رہی تھیں کہ وہ فیکٹری جاب چھوڑ کر ان کے ساتھ کام کرے اور لیزے کو انھیں انکار کرنا مناسب بھی نہ لگ رہا تھا۔

"ہیلو گارجئیس لیڈیز! بہت مس کیا میں نے آپ دو کو"

دراب کی خوشگوار انٹری پر وہ دونوں مسکرائیں کیونکہ وہ کاوچ کے عقب سے ہی جھک کر نرمین کی گال چومتا اس سے پہلے لیزے کی طرف جھکتا، لیزے بدک کر دور ہٹے گھوری کیونکہ دراب صاحب تو شرم کب کی نیلام کر چکے تھے۔

"ہم نے بھی بہت مس کیا، میرا بے بی"

وہ خود ہی گھوم کر آتا نرمین کے ساتھ ہی بیٹھا تو مما کا لاڈ بھی جھولی بھرے وصول کیا البتہ لیزے کو گہری شرارتی نظروں سے تاڑ کر ہی گھبراہٹ دے رہا تھا اور نرمین اچھے سے دراب کی آنکھوں کے اشارے سمجھ رہی تھیں۔

"تو پھر شاپنگ سٹارٹ کی آپ دونوں نے ریسیپشن کی؟ چلیں کوئی نہیں کل سے ہی شروع کرتے ہیں۔ مما پلیز اب ایک منتھ تک میں کہیں نہیں جانے والا۔ سو اگر آپ چاہتی ہیں جلدی سے آپکو پھر دادی بناوں تو مجھے ٹک کر اپنی دنیا کے پاس رہنے دیں اور تھکن کو خود پر سے ہٹالیں کیونکہ نیکسٹ ٹور آپکو کرنا ہے"

دراب کی بے لگام زبان پر لیزے سرخیوں میں گھلا چہرہ لیتی معذرت کرے اٹھ کر نکل لی جبکہ دراب کا کان نرمین کے ہاتھ میں تھا تبھی موصوف آنکھوں سے جاتی لیزے کو تاڑ نا روکے مما کو معصومانہ سا دیکھنے لگے۔

شرم کیا کرو دراب،اور بلکل بھی اکیلی میں کسی ٹور پر نہیں جانے والی سن"

"لو

نرمین بھی فوری لیزے کی سائیڈ لیتیں ولن بنیں،دراب معنی خیز سا مسکرایا تو نرمین کو خطرے کا گھنٹہ سنائی دیا۔

اکیلے جائیں آپکے دشمن،آرہے ہیں ناں سانول بھائی۔انکو باڈی گارڈ بنا کر"

" بھیجوں گا آپکا۔پرسنل باڈی گارڈ

دراب نے اس بار نرمین کو بھی چھیڑا جس پر اس سے پہلے پھر وہ چانٹا ہیش کرتیں،دراب نے مما کا ہاتھ پکڑ کر چومے نرمین کو بھی مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"تم پٹ جاوگے مجھ سے دراب"

نرمین نے نظریں پھیریں، دراب نے ممی کی گال چومتے خود میں گھوٹ لیا۔

مجھے منظور ہے، آپ بس دل و دماغ کو بہت بڑے جھٹکے کے لیے تیار کر"

لیں۔ آتا ہوں، اپنی جان من کو تھوڑا سرخ رو کر کے۔ اچھا سا کھانا بنوائیں یار

"بہت بھوک لگ رہی ہے

دراب نے سرگوشی کرتے بے شرمی کے ریکارڈ توڑے اور بھاگ نکلا کیونکہ جانتا تھا ممی کچھ اٹھا کر دے ماریں گی، نرمین نے سر کو فضولیات سوچنے سے فوری جھٹکا اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھیں۔

دراب نے کمرے میں پہنچے ارگرد نظریں گمائیں مگر لیزے کو کہیں نہ پائے وہ بالکونی کی جانب نکلا جہاں وہ ٹیرس جیسے کمرے سے ملحقہ حصے میں سینے پر ہاتھ باندھے گھوریاں دیتی کھڑی تھی۔

"اف ایسے مت دیکھو، پھر پیار ہو جائے گا"

لپک کر لیزے کی کمر میں ہاتھ لپیٹے محترمہ کی خفگی کو چنداں اہمیت نہ دیتے یوں گلے لگایا کہ وہ ہاتھ بے اختیار کھولے اسکے گرد حائل کر گئی۔

شرم کیا کریں حیدر! ممی نہ ہو گئیں آپکی بچپن کی سہیلی ہو گئیں۔یہ کیا کہہ "
رہے تھے آپ پھر سے دادی والا۔کوئی بے بی نہیں آنے والا سن لیں۔اگر
آپ نے دوبارہ کہا تو جو تھوڑی بہت لفٹ کرواتی ہوں اس سے بھی محروم ہو
"جائیں گے

دراب نے حیرت و خفگی سے روبرو ہوتے لیزے کے تیور دیکھے دانت
نکالے جس پر وہ اور برہمی سے گھوری۔
ممی میری سہیلی ہی ہیں اور کیا تم میں ہٹلر کی روح گھس گئی؟اتنی ظالم نہ بنا"
"کرو اور جان لیوا لگتی ہو۔

ڈھیٹ ہونے میں تو وہ ڈگری یافتہ تھا جسکا گاہے بگاہے اظہار کیے لیزے کو خود
میں ہی سمیٹ کر رکھ دیتا۔

دھیان سے کہیں جان ہی نہ لے بیٹھوں،غصے اور چڑچڑاہٹ کی کتنی بری"
"ہوں اس سے آپ اچھے سے واقف ہیں۔

اپنے ظالم ورژن کی دھمکی دیتی ہوئی وہ قطعا ظالم نہ لگ رہی تھی یہی تو سارا مسئلہ تھا۔

مقابل ہیزل براون آنکھوں میں پھیلا خمار پل پل بڑھا۔

"مجھے بس یہ پتا ہے محبت جتانے میں بہت اچھی ہو، چلو تین دن کی کسر پوری کرو۔ میں نے کی تو کل صبح سے پہلے روم سے نکلنا ممنوع کر دوں گا تمہارا۔ پھر دیتی رہنا سبکو صفائیاں کیونکہ میں تو انتہائی بے شرم ہوں۔ مجھے تو بلکل کوئی فرق نہیں پڑے گا"

ڈرامائی لب و لہجے میں لیزے کو ستانے کی بھرپور کوشش کی گئی جبکہ دھمکی کی نوعیت لیزے کے چہرے پر ہزاروں رنگ سمیٹ گئی، کیا نہیں تھا ان گہری بڑی آنکھوں میں، غصے کے رنگ میں ڈوبی بے بسی، جس نے اول لمحے ہی دراب کو مائل سا کیا۔

"حیدر! بیہیو"

کچھ سمجھ نہ آنے پر وہ اپنا چہرہ حیدر کے چہرے کے دائیں جانب آگے کو بچا کر کرتی منمنائی جبکہ دراب کو تو ہر صورت اپنی من مانیاں سرانجام دینی تھیں۔

کہہ کر کیا مجھ سے بیہیو کروالو گی عشقم، جب تم چڑتی ہو میرا دل مزید مچلتا"

"ہے۔ کھٹے میٹھے ظلم کرنے کا جی چاہتا ہے

وہ کسی صورت باز نہ آیا تو لیزے کو بہت اچھا آئیڈیا آیا اس جن سے بچنے کا۔

"اوکے ویٹ۔ روم میں"

لیزے کے سرگوشی میں مزاحمت کرنے پر دراب اور معنی خیز ہنسے لیزے کی دھڑکنیں اسے بازوؤں میں بنا وارن بھر کر بڑھا گیا۔

میری جان کو پرائیویسی چاہیے، اوکے چلتے ہیں روم میں ویسے بھی یہاں"

مسٹر سورج ہمیں تاڑ رہے ہیں۔ لیزے نور کا پیار جتانا اس سے برداشت نہ ہوا تو ایویں بادلوں میں چھپ کر زمین زادوں کو دھوپ سے محروم کر دے

"گا۔ ٹھنڈ بہت ہے، یہ ظلم نہیں ڈھانا چاہیے

لیزے نے لب بھینچتے اس آفت کے پرکالے کی روم تک جاتے یہ سب شوخیاں سنیں اور جب روم کا وسط آیا تو مچلی جس سبب دراب کو اسے زمین پر اتارنا پڑا۔

"حیدر! وہ دیکھیں پہلے؟"

لیزے نے بڑے پیار سے قریب آتے دراب کی توجہ دوسری طرف کی اور جیسے ہی اس نے دیکھا، لیزے پوری سپیڈ لگائے کمرے سے بھاگ گئی۔

دراب نے فورا گردن گمائی اور ہنس پڑا۔

اوہ میرے دوسرے بے بی! لگتا ہے تمہیں دنیا میں لانے کے لیے مجھے"

"بہت پاپر بیلنے ہوں گے

اسی پراسرار مسکراہٹ کے سنگ دراب چینج کے لیے کپڑے نکالنے دل کے ارمان سوچتا کبرڈ کی طرف بڑھ گیا۔

پچھلے تین دن سے وہ نیو ماڈل، گرمیل کے قبضے میں تھی، تمام اسکے اکاونٹس صاف کر دیے گئے تھے اور گرمیل نے جمشید کو اک خواہش کہے حیران کیا۔

"کیا؟ آپ شادی کرنا چاہتے ہیں اس سے۔ سچ میں؟"

جمشید اور وہ سٹوڈیو میں ہی تھے، جمشید کی چار بجے تک پاکستان کی فلائیٹ تھی مگر وہ یزدان کا منتظر تھا تاکہ اسکا مجرم اسکے حوالے کر کے اپنا اہم وعدہ نبھانے پاکستان روانہ ہو۔

ہاں، پسند آگئی ہے۔ اس سے پہلے بھی جوانی میں ایک لڑکی پر بڑا سنجیدہ دل" آیا تھا"

گرمیل نے وائن گلاس ہوا میں لہراتے جمشید کی طرف چیئرز کے لیے سر کا یا جس نے اپنا کافی کا مگ اسکے گلاس سے ٹچ کرتے گہری نگاہوں سے اس درندہ صفت آدمی کا جائزہ لیا۔

یہ زرناب میرڈ ہے،ایک تین سالا بیٹا بھی ہے اسکا۔اس نے ہمیں تمام"
اکاونٹس کا پیسہ دے دیا ہے۔آئی تھنک آپکو اپنا دل سنبھال لینا چاہیے۔کوئی
"اور ڈھونڈ دوں؟

جمشید اس شخص کے اندر موجود زہر سے واقف تھا، پچھلے کئی ماہ سے وہ
گرمیل کی رگ رگ سے واقفیت پا چکا تھا۔

تم نے شنائیل کو مجھ سے چھین کر اچھا نہیں کیا تھا جیم، پھر جو لڑکی لائے وہ"
بھی میرے چھونے سے پہلے مر گئی۔یقیناً اب تم مصر کی ممی ہی لاو گے
میرے لیے۔مہربانی تمہاری۔یہ میرڈ ہے تو کیا ہوا بڈی، میں جب چھولوں گا
تو وہ میری ہو جائے گی۔ویسے شنائیل سے مسلسل تعلق ہے تمہارا؟ کیونکہ وہ
تو مزے سے شوٹس میں بزی رہی پچھلے دنوں۔محبت کا سین تو نہیں آن ہو
"گیا

نشہ ویسے تو گرمیل پر نہیں چڑھتا تھا مگر آج اسکے ڈرنک میں جمشید نے کچھ
خاص ملایا تھا۔

شنائیل کا نام بھی گرمیل کی زبان پر برداشت نہ تھا پر وہ سہہ گیا۔

"آپ نے ہی کہا تھا اس سے خود کو بچانا، میں نہیں بچا سکا اب وہ حاکم اور میں غلام۔ ویسے جوانی میں جس لڑکی پر آپکا دل آیا تھا کیا وہ بھی میرڈ تھی؟"

جمشید نے بہت ہوشیاری سے جال پھینکا، گرمیل سرور بھرا ہنسا۔

"ہاں، آٹھ سال کا بیٹا بھی تھا اسکا۔ لیکن بہت معصوم تھی۔ بہت مشکل سے اسے قابو کیا تھا پر رضی۔۔۔۔"

رضی کہتے ہی گرمیل دانستہ چپ ہوا، کیونکہ ابھی بھی اسے اتنا ہوش ضرور تھا کہ یہ نام جمشید کے آگے لینے میں احتیاط برتنی ہے جبکہ جمشید کے چہرے پر اذیت سی نمودار ہو کر زائل ہوئی۔

"سوسیڈ؟ بچ گئیں آپ سے؟"

جمشید نے مزید کریدا، وہ نیم جان کرتی دوا اپنا اثر کر رہی تھی۔

"مجھ سے بچ گئی پر مر گئی۔ چھوڑو بس تم یہ سٹوڈیو آج اچھے سے سجوا دو۔ میں زرناب کو شادی کے لیے اپنے سٹائیل سے مناوں گا۔ یونو واٹ آئی مین

گرمیل نے اپنے غلیظ ارادوں سے خبر دار کرتے خباثت سے آنکھ دبائی اور وہیں گلاس میز کی سطح پر رکھے ہی ہوش کھو گیا جبکہ جمشید نے مگ میز پر رکھا اور اک نظر اس گندگی کے ڈھیر پر ڈالتا جنیز سے اپنا فون نکالے آفس سے باہر نکلا اور یزدان کا نمبر ڈائل کیا۔

"آپکا شکار تیار ہے، میں نکل رہا ہوں۔ یہ رات تک ہوش میں نہیں آئے گا۔ گڈ لک"

جمشید کے اس احسان کو شاید یزدان کبھی نہیں اتار سکتا تھا۔

"تھینکیو جمشید! تم نے قرض دار کر لیا ہے اپنا۔ کبھی بھی میری ضرورت پڑی بلا جھجک پکارنا۔"

یزدان نے نرمی سے کہے رابطہ توڑا جبکہ جمشید وہاں سے نکلتا تہہ خانے کی طرف بڑھا جس کے باہر گرمیل کے دو وفادار لوگ پہرے پر کھڑے تھے۔

جمشید کو ان دونے اندر جانے دیا جہاں وہ خوبصورت سی لڑکی رو رو کر نڈھال تھی۔

"مجھ سے میرا سب چھین لیا اب اور کیا چاہتے ہو تم گھٹیا لوگ؟"

جمشید کو دیکھتے ہی وہ چینختی ہوئی اسکا اٹھ کر گریبان نوچ گئی۔

"میرے لوگ کل تمہیں بحفاظت تمہارے گھر چھوڑ دیں گے"

ایک اور رات کا سوچے وہ لڑکی خوفزدہ ہوئی، تین راتیں تو اسکی عزت محفوظ رہی پر ایک اور رات کا بوجھ اسکے آنسوؤں کو رواں کر گیا۔

"ک۔۔کیوں۔آج کیا کرو گے میرے ساتھ؟ دیکھو میں اپنی جیولری بھی دے دوں گی پر مجھے بحفاظت یہاں سے جانے دو۔میں ساری زندگی تمہارا احسان نہیں بھولوں گی"

وہ لڑکی سسکیاں بھرنے لگی جبکہ جمشید نے اسکے ہاتھوں پر نظر ڈالی ہی ایسی کے اس نے فورا جمشید کا گریبان چھوڑ دیا۔

تین راتیں محفوظ رہی ہو تو چوتھی بھی پر امن ہے، بھروسہ رکھو۔ جاو"

"انتظار کرو پر سکون ہو کر کل کی پر امید صبح کا

جمشید نے اپنی بات مکمل کی اور ویسے ہی چلا گیا جیسے آیا پر اس لڑکی کو بہت بڑی ڈھارس ضرور تھما گیا جس سے اس کے آنسو اب تھم گئے۔

یہاں سکھی دبئی پہنچا وہیں اسکے سپرد اسکی امانت کیے جمشید بھی اسلامہ آباد کی فلائیٹ لیے نکل گیا۔

وہیں رات تک شنائیل اپنے لاکر سے اپنا فون اور کچھ کیش واپس لے کر ہوٹل آئی تو پہلے اپنا دوسرا نمبر آن کیا جہاں کچھ مس کالز کے ساتھ دراب حیدر کا ایک وائس نوٹ تھا۔

تمہیں ہر چیز کا حساب دینا ہو گا شنائیل، اپنے آخری لمحے گننے شروع کر"
دو۔ تم نے مجھ سمیت میری زندگی کے سب سے خاص دو افراد کو اذیت دی

"اسکا بدلہ صرف تمہاری موت ہے، انتظار شروع کر دو

جس قدر وہ چیخ سکتا تھا پوری قوت سے بولا جبکہ شائیل کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر میٹرس پر جا گرا، وہ وہیں ڈر کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتی گئی، یہ آڈیو میسج دراب نے جانے سے پہلے بھیجا تھا۔

"ن۔۔ نہیں۔ مجھے نہیں مرنا"

وہ اپنا سر ہاتھوں میں دیے سسکنے لگی، دراب کی نفرت سے اسکا دل کٹ گیا، اسے لگا جیسے اس چار اطرافی دیوار دھیرے دھیرے اسے گھوٹ رہی ہے۔

"اس لڑکی کا کیا کوئی ٹھکانہ نہیں جو ہوٹلوں میں پڑی ملتی ہے"

وہیں ہوٹل کے ریسپشن پر آتے جمشید نے خفگی سے سوچا اور وہاں کھڑی ریسپشنست سے ڈیٹیل لیے کمرے کی طرف لپکا، موصوف سیدھے ائیر پورٹ سے اس لڑکی کے پاس آئے۔

رات کے دس بجے سوا تین گھنٹے کی نان سٹاپ فلائیٹ لے کر پہنچتا جمشید پہلے ہی کافی تھکا ہوا تھا اوپر سے دل نامی قہر نے بھی آتے ہی شنائیل کو دیکھنے کی ضد کر دی۔

کال وہ اٹھا نہ رہی تھی تبھی اسکی لوکیشن دیکھتا وہ مطلوبہ فائیو سٹار ہوٹل پہنچ چکا تھا۔

وہ مطلوبہ کمرے کے باہر پہنچے رکا اور ایک بار لوکیشن ایپ کھولتے موجودگی کنفرم کی اور ڈور ناب گمایا ہی کہ نظر زمین پر بیٹھی سر گھٹنوں پر رکھ کر بازو گرد لپیٹ کر بیٹھی شنائیل پر جا کر زخمی سی ہوئی۔

پھر نظر اس لگژری سے روم کے چاروں اطراف ڈالی، رات کے باوجود بالکونی سائیڈ پر لگی بے انتہا روشنیاں بہت خوبصورتی سے کمرے کی تاریکی نگل رہی تھیں، وہ چند قدم اٹھائے اسکے قریب گیا، نظر شنائیل کے بکھرے کھلے بالوں سے سرکتی بیڈ پر گئی جہاں اسکا فون، بیگ، اور لانگ کوٹ یونہی بے ترتیبی سے رکھا گیا تھا۔

کمرے کی فضا میں یکدم گھلتے جمشید کے کلون نے شنائیل کی حسیں جنجھوڑیں،اسے محسوس ہوا جیسے کوئی بہت قریب ہے۔

"اب کسکا ماتم منا رہی ہو؟اور کس کے ساتھ بزی تھی جو میری کال نہیں اٹھا رہی تھی۔فون بند کیوں تھا؟"

جمشید نے سر پر کھڑے ہوتے ڈرامائی غصے سے پوچھا،شنائیل نے پہلے تو اسے اپنا وہم سمجھا مگر پھر خود ہی سر اٹھاتے ہی جمشید کو دیکھنے لگی،لمحہ لگا تھا اسکے ڈر اور بے سکونی کو آرام آنے میں،نہ صرف جھٹکے سے اٹھی بلکہ بازو جمشید کی گردن میں لپیٹے ساتھ جا لپٹی،بنا اسکی اجازت کے۔

جمشید اس طرح کاری ایکشن امید نہ کر رہا تھا تبھی بوکھلاہٹ کا شکار لگا،یوں اتنی نزدیکی اسکے لیے سراسر زہر جو تھی۔

"جیم،وہ مجھے مار دے گا۔اسے کہو مجھے کچھ دن تمہارے ساتھ جینے دے پھر بھلے مار دے۔مجھے نہیں مرنا ابھی"

شنائیل کے آنسو اسکی گالوں کو بھیگو رہے تھے جبکہ جمشید نے آہستگی سے ہاتھ اسکے کپکپاتے وجود کی لعزش سنبھالنے کو اسکے اطراف لپیٹے تاکہ وہ رونا کسی طرح بند کرے۔

کون مارے گا، دراب؟ اسے پتا چل گیا کہ تم نے اسکی بیوی کے ساتھ کیا" "کیا؟

جمشید نے دل کو اب بھی دھڑکنے کی اجازت نہ دیتے تجسس کے سنگ شنائیل کو پیچھے ہٹنے کی کوشش میں مخاطب کیا جو اس سے دور ہوتی اپنے آنسو رگڑ کر فوری سر ہلا گئی۔

سب پتا چل گیا۔ اسے حق ہے مجھے مارنے کا پر تم کہو ناں اسے میری موت" ڈیلے کر دے۔ کچھ دن کے لیے۔ تم نے کچھ منوانا تھا۔ کچھ ایسا کہنا جس پر بہت سے دن لگیں۔ تاکہ اس طرح میں دراب سے کچھ مہلت پالوں۔ بولو "تمہیں کیا منوانا ہے مجھ سے؟

وہ دماغی دباو کا شکار تھی اور نارمل نہیں لگ رہی تھی، جمشید نے اپنے چہرے سے لگے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر ہٹائے اور نیچے اسکے پہلو میں گراتے اس بیچ مسلسل شنائیل کی سرخائی میں گھلی آنکھیں محور نگاہ رکھیں۔

"اتنی جلدی کیا ہے؟پہلے کچھ خاطر مدارت کرو۔اتنی ارجنٹ فلائیٹ لے کر پہنچا ہوں تمہارے لیے"

وہ وقت ضائع کرنے پر بضد تھا پر شنائیل کے پاس اب رہ ہی گنے چنے لمحے گئے تھے،وہ غمگیں ہوئی۔

"گھر نہیں ہے میرے پاس،گھر ہوتا تو شاید تمہیں کچھ بنا کر کھلا دیتی۔ہوٹل والی پاشندی سے خاطر مدارت کی توقع کرنے والا بیوقوف ہے۔کچھ آرڈر کر دیتی ہوں"

شنائیل نے جلدی سے حل نکالا مگر جمشید نے اطراف بازو حائل کر رکھے تھے کہ وہ جا ہی نہ پائی۔

"گھر کیوں نہیں ہے؟اتنا کماتی ہو۔گھر تو ہونا چاہیے تھا؟"

جمشید کو نا جانے کیوں اس بے گھر لڑکی پر ترس جیسا کوئی اور جذبہ امڈتا محسوس ہوا۔

"مجھ سی لڑکیوں گھر لوگوں سے بنتا ہے، اکیلا فرد گھر ڈیزرو نہیں کرتا جیم۔ کے لیے گھر بنے ہی نہیں۔ تبھی نہیں لیا"

وہ سادگی سے بولی، لہجے میں بے انتہا اذیت تھی۔

"میرے گھر چلو گی؟ کچھ دن کے لیے۔ اس بیچ میں اپنی بات بھی منوالوں گا"

اس پیشکش پر مقابل آنکھیں حسرت خانہ بنیں۔ جمشید احمد کو اپنے دل میں اٹھتی ٹیس دبانے کے جتن کرنے پڑے۔

"مجھ سے کچرے کو اپنے گھر لے کر جاوگے؟"

وہ جمشید کے سینے میں تیر گاڑ گئی یہ اس شخص کے چہرے پر نمودار ہوتی تکلیف سے عیاں تھا۔

دراب سے بچنا ہے ناں تمہیں، مجھے ڈھال بنانا ہے تمہیں۔ یہ اسی صورت" پاسیبل ہے جب تم ایسی جگہ ہو گی جو میری ملکیت ہے۔ سوچ لو، زبردستی "نہیں ہے کوئی

وہ صلح جو انداز میں اصرار کرتا شنائیل کو مبہوت کر گیا۔

"تمہارے پیرنٹس، تایا جان۔۔ سلوی باجی۔۔ سب کو ایشو نہیں ہو گا؟"

وہ اس سے جڑے ہر فرد کو یاد رکھے ہوئے ہے یہ جان کر جمشید بھی کھل کر حسین مسکرایا۔

ہونا نہیں چاہیے، تم کونسا مستقل انکے سر پر مسلط ہو رہی ہو۔ چند دنوں کی" "بات ہے۔ عجیب و غریب مہمان سمجھ کر قبول کر لیں گے

وہ اب بھی اسے ستانے سے باز نہ آیا تو وہ بھی اسکے منہ پھٹ ہونے پر از سر نو مر مٹی۔

"اوکے، میں نے بہت مس کیا تمہیں۔ تم نے کیا؟"

شنائیل نے اسکو اتنے قریب دیکھتے جلدی سے اپنے دل کی بات کہی جو یقینا جمشید کو پسند نہ آئی تھی۔

"میں نے نہیں کیا، نہ میری تم سے کوئی ایسی دلی وابستگی ہے"

وہ سچ سیدھا سبھاو بولے اسے آزاد کرتے دو قدم دور ہٹا تو شنائیل نے اسکی طرف بڑھتے اپنے قدم جبرا روکے۔

آج یہیں رک جاو، صبح بریک فاسٹ کر کے چلیں گے۔کاوچ بھی ہے"

"یہاں۔تم ایزیلی سو سکتے ہو

شنائیل نے اسے دیکھتے نظر چرا کر کاوچ کی طرف اشارہ کیا جس پر جمشید نے اسے ہی گہری نگاہوں سے دیکھتے بوکھلاہٹ میں مبتلا کیا۔

تھک تو بہت گیا ہوں، نیند بھی بہت آرہی ہے۔آریو شیور تمہیں کوئی ایشو" نہیں ہو گا؟

وہ یکدم ہی اسکی طرف دیکھنے لگی جسکا لہجہ بہت کچھ جتانے سا ہو کر بھی سادہ تھا، بھلا اسے کیا مسئلہ ہو سکتا ہے جمشید کے پاس رہنے سے، وہ تو حسرت زادی تھی۔

لیکن پھر جمشید کے جملے کا مفہوم سمجھنے کی کوشش میں اسے دیکھنے لگی جو رف سے خلیے میں جب کسی زی روح کو چار منگ نہ لگ سکتا تھا، شنائیل کو لگ رہا تھا بلکہ کہتے ہیں محبت ہونے کے بعد آنکھیں شاعرانہ ہو جاتی ہیں، وہ بگاڑ کو الجھن مانتی ہیں، اور بد صورتی کو زرا سی بے ترتیبی۔

پر یہاں تو وہ دیکھائی دینے اور چاہنے دونوں میں پیار اثابت ہوا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے میں تم سے زبردستی کر سکتی ہوں کیا؟"

وہ سچ میں بہت سیانی تھی، جمشید نے نا سمجھی سے کندھے اچکائے کیونکہ کہنے کا مطلب یہی تھا پر اس نے ڈائریکٹ ایسا کچھ کہا نہ تھا۔

"تم پر ابھی بھروسہ جو نہیں آیا، کچھ کہہ نہیں سکتا"

اپنے جبر اَرو کے قدم بڑھائے وہ جمشید کے پاس جا رکی، دونوں بہت قریب سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں لکھی ہر تحریر پڑھ سکتے تھے۔

"جب تمہیں مجھ پر بھروسہ آگیا تو کیسے معلوم ہو گا؟ کوئی ہنٹ دو"

یونہی اسکے چہرے پر نظریں پھیرتے شنائیل نے سوال کیا۔

"تب تم دسترس سے نکل جاو گی، یہ ہنٹ ہے"

وہ اتنی درد بھری بات مسکرا کر بول گیا کہ کچھ لمحے شنائیل صدمے کی سی کیفیت میں ڈوبی رہی۔

"مطلب جب تک ہمارا رشتہ قائم ہے، تم بے یقین ہی رہو گے مجھ سے؟"

وہ اب بھی سوال پوچھنے سے باز نہ آئی۔

"ہاں، میں جلدی یقین کرنے کا عادی نہیں۔ میرا بھروسہ جیتنے کے لیے تم نے بھی تو ابھی تک کچھ نہیں کیا"

وہ شنائیل کو مورد الزام ٹھہراتا بھی برا نہ لگا۔

"کیا کروں بتاو؟"

وہ بے تاب و بے قرار ہوئی۔

"اپنے کھلے بال باندھ لو"

جمشید نے نظریں پھیرتے فاصلہ سمیٹا اور خوبصورت سے اٹیچ جگمگاتے روم کارنر کی طرف بڑھا تو شنائیل نے جلدی سے بال باندھے اور جمشید کے پیچھے ہی ان روشنیوں کی طرف بڑھی، دونوں اب پہلے سے زیادہ روشن لگ رہے تھے، سرد ہوا کے جھونکے تیزی سے ان دو کے چہروں کو چھو رہے تھے۔

"سی! باندھ لیے۔ بھروسہ جیت لیا کیا تمہارا؟ اب تو سو سکتے ہو یہیں"

وہ اسکے سامنے آرکی، تو بندھے بالوں کے ساتھ بہت پیاری لگی، جسکے چہرے پر مرجھائے پھول کی سی تڑپ تھی۔

تھوڑا سا، اور ہاں نیند میں مجھے چھونے کی کوشش کرو گی تو بہت زور کا تھپڑ"

"ماروں گا۔ اور یہ اٹو میٹک ہو گا

جمشید نے جس طرح ڈرایا، وہ ڈرنے کے بجائے گھبرایا سا مسکرائی، یعنی وہ اس امید میں تھا کہ شنائیل ایسا کچھ کرے گی۔

تم میرے ساتھ ایک روم میں کئی گھنٹے گزارنے پر آمادہ ہو جیم میرے لیے"

"یہی بہت ہے

وہ اسکے اس طرح کے عہد کسی صورت ماننے پر آمادہ نہ تھا۔

"جیسے میں تمہیں جانتا نہیں"

اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتے جمشید نے اسکے نازک وجود کو اپنے مضبوط سینے کی اور سر کا یا تو شنائیل کی آنکھوں میں تیر گی اتری۔

ایسا کرو گے تو کیسے سنبھال پاوں گی خود کو، جانتے ہو ناں میرا دل تم پر بہت"

"بری طرح آیا ہوا ہے

وہ اتنی بدل گئی تھی کہ ایک مرد کی قربت سے بوکھلا رہی تھی، نا جانے کیوں پر جمشید کو ایسی شنائیل قرار دے رہی تھی۔

اچھی طرح اگر تمہارا دل مجھ پر آتا تو شاید میں تمہیں خود کو سنبھالنے کا نہ"

کہتا، یہ فرض خوشی خوشی خود ادا کرتا۔ پر ہماری کہانی کافی پیچیدہ اور بے ڈھنگی

ہے، میں اپنی پہلے سے بگھڑی زندگی کو مزید بے ترتیب نہیں چاہتا۔ تبھی دور رہنا مجھ سے، سمجھ گئی؟"

شنائیل کی گال پر اترتا آنسو اپنی داڑھی والے رخسار سے رگڑتا وہ اسے چھوڑے پلٹ کر کمرے کا رخ کر گیا، شنائیل نے جلدی سے اپنے آنسو پونچھے۔

"تم آرام کر لو میں ایک دو کالز کر کے آتی ہوں۔ جب تم سو کر اٹھ گئے پھر کچھ ڈنر آرڈر کر لیں گے۔ ایزی ہو کر سو جاو بہت دور رہوں گی تم سے" شنائیل نے جلدی سے روم میں آتے جھک کر میٹرس پر گرا فون اٹھایا اور بنا جمشید پر نظر ڈالتی وہ روم سے باہر چلی گئی، دروازہ بند ہونے پر جمشید اپنی جیکٹ اتار کر صوفے پر پھینکتا میٹرس پر ترچھا گرا، نا جانے کیوں دل دھڑک رہا تھا، شنائیل کے جسم کی خوشبو سر پر سوار ہو رہی تھی تبھی اسے اپنے تمام خیالات جھٹکنے میں مشکل پیش آئی۔

مجھے یہ اتنی معصوم کیوں لگتی ہے سمجھنے سے قاصر ہوں، حالانکہ حقیقت یہ "
"ہے کہ سو چڑیلیں مری ہوں گی تو اسکا جنم ہوا ہو گا۔

اپنے فضول خیالات کو جھٹکے نیند حاوی کرنے کی کوشش میں جمشید نے آنکھیں بند کیں۔

تھکن واقعی اتنی تھی کہ وہ کچھ ہی دیر میں نیند حاوی ہونے پر سو گیا، شنائیل بیس منٹ تک لوٹی تو لمحہ بھر دروازے کے باہر رکے اپنا تیز ہوتا سانس ان ہیل کرتے درست کیا اور ڈور اوپن کرتی اندر آئی، جمشید کو اتنی جلدی سو جاتا دیکھے وہ مسکرا کر اسکے پاس آ رکی۔

"تم میرے پاس ہو، دل چاہ رہا ہے یہ وقت یہیں ٹھہر جائے۔"

وہیں اسکے پاس بیٹھے فون سائیڈ میز پر رکھے شنائیل نے گردن گماتے ہاتھ بڑھا کر جمشید کے بے ترتیب ماتھے پر آئے بال نرمی سے ہٹائے جھک کر اپنے ہونٹوں کو اسکے ماتھے پر رکھا اور کہنی کا سہارا لیے وہیں سر کو ہاتھ پر ٹیکے ویسے ہی جھک کر اس کو محبوبیت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی جو سچ میں قریب سے

بھی دور جیسا ہی لگ رہا تھا، پر دل جس پر اٹکتا ہے وہ دل و جان کے لیے خاص بن جاتا ہے۔

مجھے تمہارے تھپڑ کا انتظار ہے، میں ٹھہری وعدہ فراموش اور بے"

"ایمان۔ مجھ سے ایسی امانتیں نہیں سنبھالی جاتیں

شنائیل نے وہ خواہش پوری کر ہی لی جو حسرت بن کر کچھ دن سے اسکی جان پر بنی تھی، جمشید احمد نے تھپڑ نہ مارا بس اسکی مضبوط گردن کی جامنی رگیں شنائیل کے قریب آکر اپنا حق وصول لینے پر یوں حرکت کی تھیں جیسے حلق تر کیا جاتا ہے، جیسے دل رک جاتا ہے، جیسے سانس بھرنا محال ہو جاتا ہے۔

شنائیل نے واپس اٹھے اسکا سینے پر رکھا ہاتھ کھولا اور اسکی بازو پر سر رکھے خود بھی ایک ہاتھ جمشید کے اطراف لپیٹ گئی۔

جمشید نے آنکھیں کھولتے اپنے جسم سے لگے اس بے کار دل کی دھڑکن محسوس کی، باخدا دل درد میں جھونک گئی تھی وہ اپنے ہر لمس سمیٹ۔

تم وہ واحد ہو جو پورے میرے ہو، ہاولکی آئی ایم۔ ورنہ بہت سے لوگ تو"
اسکی حسرت میں ہی مر جاتے ہیں کہ کوئی ایک توانکا پورا اپنا ہو۔ میں کسی
حسرت میں مبتلا نہیں مروں گی۔ میں تمہیں جی لوں گی۔ تھوڑا ہی سہی۔ تم
پورے اچھے ہو اور میں پوری بری۔ کتنی پرفیکٹ جوڑی ہے ناں۔ میں اس
تکلیف میں ہوں کہ میرا سانس لینا تک تم سے جوڑا جا چکا ہے۔ اللہ کی مخلوق کو
ستایا ہے میں نے، وہ بھی مجھے اس درد کا احساس دلانا چاہتا ہے۔ تبھی تمہیں
"میری زندگی میں لایا

وہ اسکی سرگوشیاں سن رہا تھا، سینے پر درد بڑھا رہی تھیں ایک مکافات عمل
سے لڑتی گناہ گار لڑکی کی سسکیاں، شائیل کے لمس کی چاہت وحدت اب
تک جمشید کی آتی جاتی سانس پر برقرار تھی۔

"گڈ نائیٹ"

شنائیل نے چہرہ اٹھایا تو ایک بار پھر جمشید نے آنکھیں بند کر لیں جسکو دیکھنے کے بعد رو کر دل ہلکا کرتی شنائیل بھی سکون سے آنکھیں موند گئی پر اب جمشید کیسے سو سکتا تھا خدا جانے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

پچھلے دو گھنٹے یونہی بیت گئے تھے، دوا کا ایسا گہرا اثر تھا کے گرمیل کسمسایا تک نہ تھا جبکہ اس شخص کی شکل سے یزدان کو صرف نفرت محسوس ہو رہی تھی، وہ چاہتا تو بنا گرمیل کو سنبھلنے کا موقع دیے بنا قبر میں گاڑ دیتا پر وہ ممی کے مجرم کو ہر اس اذیت اور تکلیف کی سزا دینا چاہتا تھا جو اسکی ماں نے سہی۔

یزدان کے ہاتھ میں گن تھی، گرمیل کے تمام لوگ بھی اسی نشہ آور سپرے کے سبب کھڑے کھڑے گر پڑے تھے اور یزدان کے ساتھ صرف جمشید کے دو وفادار لوگ تھے جو باہر نگرانی پر فائز تھے۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایک تو فلائیٹ اوپر سے پچھلے دو گھنٹوں کا انتظار، یزدان کے اندر ہلکورے لیتی نفرت کو بہت حد تک بڑھا چکا تھا۔

تو نے ان ہاتھوں سے میری ماں کو چھوا تھا گرمیل، آج تیرے یہی ہاتھ"
کاٹوں گا۔ پھر تیری یہ آنکھیں پھوڑوں گا جن سے تو نے ممی اور ان جیسی
بہت سی لڑکیوں پر گندی نظریں ڈالیں۔ جاگ جا منحوس ورنہ تجھے سوئے
"سوئے مار ڈالوں گا

یزدان کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا، اٹھ کر گرمیل کا گریبان پکڑے اسکی گردن دبوچی ہی کہ نشہ ٹوٹنے پر وہ ہوش میں آتے ہی گھٹن پر کراہتے اس اجنبی کو ہراساں ہوئے دیکھنے لگا۔

"یقینا اپنی زندگی کی آخری نیند لے لی ہو گی تو نے خبیث"

گرمیل نے یزدان کی کینہ توز نظروں پر جب اپنے ہاتھ ہلائے تو وہ رسیوں میں بری طرح قید تھے۔

"ک۔۔کون ہو تم؟ ج۔۔جمشید۔۔۔۔"

گرمیل کے حواس بیدار ہوئے تو اسے سمجھ آیا کہ وہ جکڑا گیا ہے تبھی گھبرا کر پکارا جس پر یزدان نے پوری قوت سے گن کی پچھلی سائیڈ اس بری طرح گرمیل کی گردن کے دائیں طرف ماری کے دلخراش سسکتا ہوا وہ درد پر بلبلا اٹھا۔

"جمشید کہہ کر گیا ہے اسکے اس باس کی دل بھر کر خاطر داری کروں"

یزدان نے کرسی گھسیٹی اور ٹھیک گرمیل کے سامنے بیٹھا جسکی آنکھوں کے آگے موت تھی اور اسکا اسے بخوبی احساس بھی تھا۔

"ک۔۔کیا مطلب۔ہے کون توسالے۔۔۔۔"

گرمیل حلق کے بل مزاحمت کرتا دھاڑا مگر رسیاں اس بری طرح اسکی کلائیوں میں بندھی تھیں کہ مزاحمت پر بھی درد کی لہریں اس آدمی کے اندر اتر رہی تھیں۔

"عائشہ فاروقی کا وہی آٹھ سالا بیٹا، سرپرائز"

یزدان نے مسکرا کر بمب پھوڑا جبکہ یزدان کی مسکراہٹ میں ایسی وہشت تھی کہ گرمیل کے جسم کارواں رواں لرزا۔

"دے۔۔دیکھ میں نے اسکے ساتھ کچھ نہیں کیا تھا۔مجھے چھوڑ دے۔معاف کر دے۔تو جتنا پیسہ کہے گا میں دوں گا۔پر مجھے مار نا مت"

گرمیل کے سسکنے پر یزدان نے گہرا سانس بھرے ٹیک لگائی اور اپنا بوٹ اٹھا کر میز پر گرمیل کے سامنے رکھا۔

"منتیں کر،تب تک کر جب تک میرے دل میں لگی آگ سرد نہ پر جائے"

یزدان کے بوٹ کو پکڑے گرمیل دس منٹ لگتار منتیں کرتا رہا، سسکتا رہا، بلکتا رہا اور اس ایک لمحے نے یزدان کو بتایا کہ گناہ کرنے والے اللہ کی سزا سے کسی صورت نہیں بچتے، ممی اس گلٹ میں مر گئی کہ کچھ ہو جاتا تو وہ کیا کرتی لیکن ماں تو یزدان نے کھو دی تھی۔

معافی تلافی سے کوئی واپس نہیں آتا،اسکی ماں نے بھی نہیں آنا تھا پر گرمیل کو چھوڑنا، ممی کے ساتھ ساتھ انسانیت سے بھی ناانصافی تھی۔

گرمیل اپنی زلالت سے بھری زندگی کے لیے بھیک مانگ رہا تھا، یزدان کو ناجانے کیا سوجھی کے بوٹ نیچے کرتے کرسی سے اٹھ کھڑا ہوتے اس نے گرمیل کے ہاتھ کھول دیے۔

"بھاگ جا، اگر دس سیکنڈ تک تو اس سٹوڈیو سے باہر نہ نکلا تو تجھے گولی مار دوں گا"

یزدان نے گن تانی اور تبھی گرمیل نے دوڑ لگائی، راہ میں اپنے ہی تمام گرے بندھے لوگ دیکھتا، ان سے ٹکراتا ہوا جب تک وہ سٹوڈیو کے گیڈ سے نکلا، یزدان گن لیے ٹیرس پر پہنچ گیا تھا۔

گن کا نشانہ ٹھیک سڑک پر وحشیوں کی طرح دوڑتے، ٹھڈے کھا کر گرتے سنبھلتے گرمیل پر تھا اور وہ بار بار اوپر کو دیکھتا رفتار بڑھا دیتا اور اس سے پہلے یزدان ٹریگر دباتا، تیز رفتار ٹرک نے موڑ سے آگے آتے چند لمحوں میں گرمیل کے چیتھڑے اڑا دیے، اور اس شخص کی بازو کٹ کر سڑک کے پار جا گری جبکہ لمحے میں وہاں ٹرک رکتے ہی آس پاس کے لوگوں کی بگھدڑ مچی۔

سڑک پر گر میل کا گنداخون بکھرا تھااور یزدان نے مسکرا کر سر اٹھائے اپنے ہاتھ سے گناہ نہ ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

آپ بہتر جانتے ہیں، کسے کب سزا دینی ہے اور کسے کب پچھتاوے اور "

"اذیت سے نکالنا ہے۔ مما آپکا مجرم ایسی ہی موت ڈیزرو کرتا تھا

سکھی ٹیرس سے نیچے اتر آیا، جمشید کے دونوں ساتھیوں کے کندھے تھپکائے اور ان سے ہاتھ ملاتا ہوا سٹوڈیو سے نکلا، باہر مچی بھگدڑ سے بچ بچاتا اک آخری بار اس عبرت زدہ شخص پر نظر ڈالے دوسری جانب نکل گیا۔

وہ دو لوگ بھی گر میل کی مسخ باڈی دیکھ کر ایک دوسرے کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتے گہرا سانس بھرتے مجمعے کی طرف دوڑے کیونکہ پولیس یقیناان سے بھی اس حادثے کے لیے تفتیش ضرور کرنے والی تھی۔

S MERWA MIRZA

NOVELS

باران نے ددھو اور بابا کے ساتھ گیارہ تک خوب مستی کی، لیزے اور نرمین کی تو بس ہو گئی تبھی وہ دونوں پہلے ہی چلی گئیں جبکہ باران کو بھی نیند آئی تو وہ بھی چلا گیا مگر لیزے اسے ایک بار پھر کل کا ٹیسٹ ریوائز کروانے اپنے روم میں لے گئی، در حقیقت دراب سے بچنے کا حربہ تھا یہ۔

وہیں گرمیل کے اینڈ کی خبر میسج کی صورت یزدان نے ہوٹل پہنچتے ہی بھیجی تو دراب نے کال بیک کی۔

"سکون ملا تجھے؟"

بھلے سزاوار اتنی جلدی نمٹ گیا پر دراب جانتا تھا اس وقت یزدان پر کس قدر بھاری لمحے تھے۔

دل اسکی ایسی موت پر ہراساں سا ہے ویرے۔ پھر بھی میں بہتر ہوں، کل" صبح فلائیٹ ہے واپسی کی۔ تو بتا، شنائیل سے ملنے گیا؟ وہ اسلامہ آباد میں ہی "کسی ہوٹل میں رکی ہے

یزدان نے صوفے پر نیم دراز ہوتے پوچھا۔

جلد ٹھوکنے جاوں گا اسے، تو اگر زیادہ ڈاون فیل کر رہا ہے تو وڈیو کال"

"کروں؟

دراب جانتا نہیں تھا کس خرافاتی کو یہ آفر کر دی۔

"بیلی ڈانس کر کے دیکھائے گا؟"

یزدان کافرمائشی پروا گرام دراب کو ہنسا گیا۔

"بکواسیات کی ڈگری کا گند میرے سامنے ابھی مت کھول، فون میں گھس کر

"تیری تشریف سیک دوں گا۔ سلوی کو کال کر لے، ریلف ملے گا تجھے

دراب نے مشورہ منہ پر مارے ٹھک سے کال کاٹ دی جبکہ یزدان کا تھکن سے براحال تھا کہ سلوی کو کال کرنا بھی بہت مشکل لگا سوجا کر کاوچ پر منہ کے بل ہی لیٹ گیا البتہ دوسری جانب موڈ کچھ خراب خراب دیکھائی دے رہا تھا۔

دراب روم میں آیا تو لیزے نے جان بوجھ کر دراب سے بچنے کو باران کو ناصرف جگا رکھا تھا بلکہ ٹیسٹ کی تیاری بھی اس وقت کروا رہی تھی۔

"آج سونے کا پلین نہیں میرے ہنڈسم سے بیٹے کا؟"

ایک سنگدلانہ گھوری لیزے کو نوازتے دراب مسکرا کر باران کو بازو میں دبوچے بیٹھا، باران نے معصومانہ سا شکایتی چہرہ بناتے دراب کی طرف دیکھا۔

"ممو مجھے ٹیسٹ کی اگین تیاری کروا رہیں، کہہ بھی رہا ہوں کے مجھے سب یاد ہے پر مان ہی نہیں رہیں"

مظلومیت کا شہکار بنے باران نے اپنا دکھ بیاں کیا، لیزے نے فوراً سے باران کی گال چھوتے اپنی طرف کیا۔

"میں چاہتی ہوں آپ کے فائنلز تک سب ٹیسٹ بہت اچھے ہوں۔ ویسے بھی شام سے اب تک کتنی مستی کی۔ اگین رویزن ضروری ہے بے بی"

لیزے نے اسکے آگے بک کی جبکہ دراب نے ہاتھ پیچھے لے جاتے لیزے کے بالوں کی چند لٹیں پکڑ کر کھینچیں۔

"آہہ!"

لیزے، دراب کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے کراہ اٹھی جس پر باران فوراسے گردن گمائے پلٹا۔

"کیاہوا ممو، درد ہوا ہے؟"

باران نے فوراسے لیزے کے بال چھوتے فکر سے پوچھا تو دونوں کتنے کی لمحے باران کو ہی دیکھتے رہ گئے۔

نہیں بے بی، اب آپکی ممو کو درد نہیں ہوتا۔ایسے ہی کیڑا کاٹ گیا"

"مجھے۔آپ فوکس کرواپنی بک پر

لیزے نے دراب کی گھوری کو رتی برابر اہمیت نہ دیتے کیڑا تک کہہ دیا۔

"ہیلو چھوٹے لاڈلے، آجاو پیزا آرڈر کیا ہے مل کر پارٹی کرتے ہیں"

دروازے پر براق جدون نے دستک دیتے ہی اندر جھانکے جب آفر کی تو لیزے کے چہرے کی باران کے اٹھ کر دوڑنے پر ہوائیاں اڑیں جبکہ دراب کا دل چاہا دھوکے گال چوم لے جاکر۔

"تم دونے بھی اگر کھانا ہے تو آجاو، ورنہ ہم دو چٹ کر جائیں گے"

باران نے فوراسے براق صاحب کاہاتھ پکڑااور اندر پھیلی فسوں خیز سی چپ دیکھ کر بولتے چلے گئے۔

"مجھے بھی کھانا ہے"

اس سے پہلے لیزے بھی بھاگتی، دراب نے لمحہ لگاتے اٹھ کر راہ میں آتے ہنس کر لیزے کے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجائیں، دراب نے ڈور آگے کیا تو لیزے کو لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں بھر لیا ہو۔

مجھ سے واقعی بھاگ رہی ہو یا مجھے ستا کر دلی تسکین مل رہی ہے، بائے دے"

"وے مجھے بھی کھانا ہے۔لیزے نور نامی نوٹر ئششیش میل۔

دراب نے اسکی کمر جکڑتے چہرے سے چہرہ ملاتے لیزے کی دھڑکنیں تیز کیں۔

"چھوڑیں ناں پلیز"

کمر میں دھنستی دراب کی بھاری انگلیوں کے درد پر لیزے کی آنکھوں میں شکوہ گھل آیا۔

"امم۔میری ڈیمانڈ پوری کرو گی تو سوچوں گا"

والہانہ محبت آنکھوں میں بھرے دراب نے شرط رکھی۔

آپکی ڈیمانڈ نہیں،ڈیمانڈ نگ فرمائشی لسٹ ہے جو مجھ سے سننی بھی بہت"

"مشکل ہے۔پہلے مجھے بتائیں عمل کیا تھانیت پر؟

وہ خود پر فریفتہ، محبت کی آتش سے گلابی مائیل آنکھوں کو یکسر نظر انداز کر کے اپنا سوال کر گئی۔

کوشش کی تھی، کامیاب بھی ہو جاوں گا۔رہی بات میری ڈیمانڈ نگ" فرمائشی لسٹ کی تو جتنا بھاگو گی طویل ہوتی جائے گی۔میں مس کر رہا ہوں "تمہیں

وہ ہیزل براون آنکھیں اتنے قریب تھیں کہ وہ ان سے دراب کے دل کی ہر بے کلی تک جھانک سکتی تھی۔

"تو پاس ہوں ناں"

استحقاق بھرے بھاری لہجے میں بولتی لیزے کی آواز سرگوشی بنی۔

"اسے پاس ہونا کہتے ہیں کیا؟"

دھیرے سے لیزے کے بالوں میں پچھلی جانب سے بھاری ہاتھ پھنساتے، جھکا ہوا چہرہ اوپر اٹھائے، سپید گردن سے نظریں بمشکل بچاتے پوچھا گیا اور انداز اس لڑکی کے اندر تک سنسنی اتار گیا۔

بند ہو گئی بولتی، ناحق میرے حقوق سلب کرو گی تو تمہاری زبان تمہارا" ساتھ کیسے دے گی عشقم۔ مجھے میری بہت زیادہ دیوانی ٹائپ لیزے "چاہیے۔ جو مجھے بھاگنے پر مجبور کر دے۔ یو نو واٹ آئی مین؟

اس لمحہ وہ دنیا کی ہر ریاکاری سے پاک، ہر بناوٹ سے ماورا، ہر جھوٹ سے پرے اک بھولا سا معصوم بچہ لگا جیسے اپنی خواہش کہنے کا طریقہ ہی سمجھ نہ آیا۔

"آپ بھاگنے کا وعدہ کریں پہلے"

وہ سرمئی آنکھیں مقابل کے ڈر پر پوری آب و تاب سے چمکیں۔

"میری جان یہ ایک مثال تھی کہ تم تاریخ بدل دو"

ہنستا ہوا وہ لیزے کو مبہوت کر گیا۔

"مجھے تاریخ بدلنے کا کوئی ارمان نہیں، ہٹیں"

تھوڑی ہمت کرتی وہ اسکا حصار جھٹک کر آئینے کے سامنے جا رکی جس پر کچھ ہی لمحوں میں اسے اپنا آپ دراب کے واپس حصار میں جاتا محسوس ہوا اور اب نزدیکی اور گرفت ایسی تھی کہ دونوں کے دل کی دھڑکن مانو ایک محسوس ہونے لگی، قیامت تھا اتنا قریب و میسر ہونا، جذبات بھڑکا رہی تھی دراب کی صندلی موجودگی، ارمان دہکا رہی تھی اس فریفتہ شخص کی ادائیں تمہارے دل کو واپس ارمانوں سے بھروں گا، میرے بنا سانس بھی نہیں" "لے سکو گی

لیزے کو اپنی پشت پر دھڑکتے دراب کے دل پر پیار آیا، جو شکوے اس شخص نے زبان پر دبا لیے وہ سب دل کر رہا تھا۔

"کیا ابھی لے سکتی ہوں آپکے بنا سانس؟ کیا لگتا ہے؟"

وہ آئینے میں دیکھائی دیتے دراب سے مخاطب تھی، لیزے نے اپنے ہلکے سے کیچر میں مقید بال بھی کھول دیے۔

"اف! تمہارے بال لیزے۔انھیں باندھ کر تم دنیا کی آدھی خوبصورتی قید کر دیتی ہو۔مجھے لگتا ہے ابھی تم میرے بنا سانس لینے کی بھرپور کوششیں کر رہی ہو، خود کے ساتھ اتنا ظلم۔۔۔۔۔ناٹ فئیر"

وہ پل پل اسے خود میں بسائے اکسانے کی بھرپور کوششوں میں تھا کہ لیزے فوراً اسکے حصار میں پلٹی تو اسے کھلے لمبے بال بھی جھٹکے گئے، خوشبوؤں کا جھونکا دراب کو سرور بخش گیا۔

"اکسانے کی کوشش کر رہے ہیں؟"

لیزے نے مسکراتے ہوئے سوال کیا، یہ موہنی مسکراہٹ دے کر دنیا کے کئی لطف خریدے جا سکتے تھے۔

"تمہارے دل کے ارمان جگانے کی کوشش کر رہا ہوں، یہ میرا فرض ہے"

سنجیدہ ہونٹوں کے کنارے مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"اوکے مجھے ریڈی ہونے نہیں دیں گے؟"

جب ہر طرف سے شکنجہ مضبوط ہوا تو لیزے کا دماغ سن ہونے سے پہلے آخری بار کام دیکھا گیا، دراب اچھے سے سمجھ رہا تھا یہ بھی فرار کی اک کوشش ہو گی۔

"ریڈی؟ کیوں ہم کہیں جا تو نہیں رہے"

دراب کے چڑنے پر لیزے کی گھبراہٹ بھی شرارت بنی۔

"آ تو رہے ہیں ناں آپ"

لیزے نے پھر سے بازوؤں کا ہار دراب کے گلے میں پرویا۔

"کہاں؟"

دراب جھنجھلاہٹ کا شکار ہوا۔

"مجھ سے ملنے"

لیزے نے پلکیں جھکاتے دراب کی گردن کے پاس سرکتے مخمور سرگوشی کی، دراب کا قہقہہ کمرے میں گونجا۔

ہاہاہا۔لیزے! تم کیا چیز ہو۔اتنی کیوٹنس کس سے ادھار لائی ہو زرا بتانا"

"سامنے ہو کر

ایک تو وہ اتنا پیارا تھا اوپر سے جب ہنستا تو قہر ڈھا دیتا،لیزے بھول ہی گئی کہ خفا ہونا ہے۔

"اوہیلو! میں پیدا ہی کیوٹ ہوئی تھی، ہنسیں مت حیدر۔روٹھ جاوں گی"

چہرہ چھپاتے ہی لاڈ جتاتی وہ دراب کی بازووں میں قید آنکھیں موند گئی کیونکہ اسے دراب کا گلے لگانا بہت پسند تھا۔

میں نہیں ہنستا، تم روٹھنے کا سوچنا بھی مت۔پیزا پارٹی جوائن کرنی ہے یا"

"حیدر چاہیے، جو تم کہو گی وہی کروں گا

دراب نے اس لڑکی کے جسم سے اٹھتی مہک و آسودگی اپنے اندر اتارتے نرمی سے پکڑ کر شرمیلی کوئین کو سامنے کیا جسکی آنکھوں میں صاف لکھا تھا کے اسے حیدر چاہیے پر اب وہ تھوڑی سنگدل محبوب بھی تو تھی۔

"مجھے پیزا نہیں پسند"

لیزے کے سیاسی جواب پر دراب پھر ہنسا۔

"اللہ نے وکھرا پیس دیا ہے مجھے، بہت مس کیا تمہیں۔ تم نے کیا؟"

دراب نے اسے یونہی حصار میں بھرے محبت سے تاڑتے پوچھا اور لیزے اسکی نظروں کا محور دیکھ کر اتنا تو سمجھ گئی تھی اگر اس نے ہاں کی، وہ طوفان بن جائے گا اور پھر لیزے میں اسے روکنے کی بلکل سکت نہ بچے گی۔

"بلکل مس نہیں کیا"

لیزے اس بار خود گلے لگی، اور انداز ایسا تھا جیسے اب حیدر سے دور ہونا نہ چاہتی ہو۔

"ون کس پلیز"

دراب کی سرگوشی پر وہ بازو جکڑتی مچلی۔

"نو۔ کس اچھی نہیں ہوتی۔ گلے لگانا سب سے پیارا ہے"

لیزے کا یہ لاڈ بھرا موڈ بہت مشکلوں سے دراب کو میسر آتا تھا، اور وہ آئینے سی نازک لیزے کے ہاتھوں میں اب من مرضیوں کا اختیار دے چکا تھا۔

جب وہ کچھ نہ بولا تو لیزے خود ہی روبرو ہوئی اور فاصلہ سمیٹ کر دراب کی سانسوں میں سانس لیتی اسے کچھ دیر محسوس کرنے کی اجازت آنکھوں سے دیتی دراب کو مسرور ہونے پر مجبور کر گئی۔

"یہ جو پہلے بات رد کر کے اگلے ہی لمحے مان جاتی ہو ناں، میں مر جاوں گا اسی چکر میں"

دراب نے زیادہ دیر لیزے کو نہ ستاتے زرا پیچھے ہوتے بھاری سرگوشی کی تو وہ اپنی بکھرتی سانسیں سنبھالنے کے بیچ ہی گھوری۔

"میں بھی ساتھ ہی ٹکٹ کٹواوں گی۔ سنا آپ نے۔ باران ہمارے بنا نہیں رہ سکتا سو دوبارہ ایسی بات آپکی زبان پر نہ آئے حیدر"

لیزے نے اسکی گال سے ہونٹوں کو جوڑے ڈانٹا، ایسی ڈانٹ پر کوئی کیسے ہوش میں رہے اور اس سے پہلے دراب اسے پھر سے قابو کرتا، دروازے پر ہوتی دستک پر موصوف اپنے جذبات پر قابو پاتے لیزے سے دور ہوئے تو

باران صاحب پلیٹ میں پیزا کے دو بڑے سلائس لیے اندر انٹری مارتے مما بابا کے پاس آ رکے۔

"فاریو۔اور اب مجھے نہیں پڑھنا مما۔مجھے آپ دونوں کے ساتھ سونا ہے"

باران کا ساتھ سونے کا پلین سن کر دراب کا دل چاہا اب دیوار سے ٹکریں مار لے،لیزے تو شکر بجالائی البتہ دراب کا دماغ اب کچھ بڑا کرنے پر ہی آمادہ تھا کیونکہ باران صاحب بھی ولن کے فرائض نبھانے میدان میں آ چکے تھے۔

Ⓢ ⓂⒺ??ⓌⒶ ⓂⒾⓇⓏⒶ
ⓃⓄⓋⒺⓁⓈ

"اباجی کیا یہ سجاوٹ یونہی رہے گی؟اب تو نادیہ کی شادی بھی ختم ہو گئی"

رات کا کھانا آج بھی سبکا نادیہ لوگوں کی طرف تھا کیونکہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ میکے آئی تھی تو چونکہ سلوی سہیلی تھی تو ان سبکو بھی رات کی تقریب

میں مدعو کیا گیا تھا، سلوی نے ابھی تک چینج نہ کیا تھا، پہلے اباجی کی چائے بنا کر انکے کمرے میں دینے آئی۔

نادیہ کی شادی ختم ہو گئی تو کیا ہوا، اس گھر کے دو لاڈلوں کی شادی ہو گی"

"سجاوٹ تو بنتی ہے

اپنے گناہوں کا اعتراف کیے، سزا کے منتظر رضوان احمد دل ہلکا کر چکے تھے، جبکہ اباجی کے یوں شادی کے نام پر مسکرانے نے سلوی کی گالیں بھی سرخ کیں۔

کیا مطلب، جمشید کی شادی ہو گی؟ دھوم دھام سے۔ وہ ماڈل اس خستہ حال"

"گھر میں آجائے گی؟ ماڈلوں کے تو بہت نخرے ہوتے ہیں اباجی

اپنی شادی کی بات نظر انداز کیے وہ رضوان صاحب کے پاس ہی بیٹھے حیرت و پریشانی میں ڈوبی پوچھنے لگی اور رضوان صاحب کی مسکراہٹ، گروالی چائے کی چسکی کا مزہ محسوس کرتے دوبالا ہوئی۔

میں نے جمشید کی تربیت ایسی کی ہے کہ وہ عزت کرنا بھی جانتا ہے کروانا" بھی، میں اسے اس گستاخی پر صرف اسی شرط پر معاف کروں گا اگر وہ اپنی بیوی کو اس گھر رہنے پر رضامند کرے گا۔ اگر تو اس لڑکی میں احساس اور محبت کے جذبات ہوئے تو وہ جمشید کا ساتھ ضرور دے گی۔ شاکرہ اور سلمان بھی خوش ہو جائیں گے۔ اپنی سگی اولاد سے زیادہ دیر روٹھا رہنا ناممکن ہے۔ اور ایک بار سکھی کے منہ سے معافی پالوں تو تجھے بھی تیرے سسرال کا کر دوں گا۔ میرے کندھوں پر لدے پچھتاوے کا بوجھ اب قدرے کم ہو چکا ہے"

سکھی کے نام پر سلوی بلش کی، اسے اب خود یزدان کے پاس جانے میں کوئی اعتراض نہ تھا۔

"ابا جی پر شاکرہ چچی کو آپ میرے والی زمین دے دیں، پھر وہ اچھی ہو جائیں گی۔ سب خوشی خوشی رہیں گے۔ مجھے کیا کرنی ہے زمین۔ سکھی کو بھی نہیں

چاہیے ہو گی۔ میں نہیں چاہتی ایک یہیں دنیا میں رہ جانے والی چیز کے لیے وہ
"کسی کا برا کر بیٹھیں۔

سلوی کے یکدم اداسی میں مبتلا ہونے پر رضوان نے اسکی گال تھپکی۔

"میں تم دو کو شادی پر تحفہ دوں گا، آگے تم دو کی جو مرضی کر لینا۔ خوش"
سلوی نے فوری بابا سے لپٹے ہنس کر اس باپ کا دل بھی نہال کیا۔

آپ میرے سپر ابا جی ہیں۔ چلیں آپ چائے پیئیں میں بھی نماز پڑھ"
"لوں

سلوی نے مسکراتے اجازت مانگی تو رضوان اسکی خوشی پر زخمی سا مسکرائے
کیونکہ دل کے معاملے میں انکی سلوی نجانے کس درویش پر چلی گئی تھی۔

تین دن سے کوئی اتا پتا نہیں، گڈ مارننگ بیوٹی۔ گڈ نائیٹ جان۔ بس یہی"
پیار ہے انکا۔ ویسے میرے بغیر ایسے لگتا کوچ کر جائیں گے اور اب یوں
"لاتعلق ہیں جیسے میں کچھ نہیں۔ خود ہی کال کرتی ہوں

سلوی کمرے میں آئی تو مسلسل کئی دن سے یزدان کا یاد کرنا مس کرتی الٹا خفا ہوئی کیونکہ وہ تو پھر میسج کرتا رہا تھا، سلوی صاحبہ کو تو اسکی بھی توفیق نہ ہوئی تھی۔

"واٹس ایپ کال کرتی ہوں، ساتھ پکچرز بھی بھیج دیتی ہوں شادی کی" پہلے تو تینوں دن کی پکچرز میں سے سب سے اچھی والی یزدان کو بھیجیں پھر فوری کال ملاتے فون کان سے لگایا، سکھی ابھی نیند میں اترا کے بجتے فون نے بڑی طرح نیند سے جنجھوڑ کر نکالا۔

"تین دن سے منہ نہیں لگایا اور اب آگئی ہے میری نیند اڑانے۔" کال کاٹی تو آگے ظالم نے تصویریں ارسال کر کے ظلم کبیرہ کر دیا، بچارا ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا۔

میری کال کاٹی؟ ناراض ہو گئے کیا۔ایک بار میں پاس آئی ناں تو آپکی" ناراضگی والی نس ہی اکھاڑ دوں گی۔ سچی تین دن سر کھجانے کی بھی فرصت "نہیں تھی۔ یہ سمجھیں ہم بھی شادی والے گھر کے لوگ تھے۔

سلوی نے کال کے بجائے وائس میسج بھیجا، یزدان نے احسان جتاتے انداز میں سنا۔

آپکو یہ نس اکھاڑنے کا بھرپور موقع دوں گا لیکن واپس آکر۔بہت تھکا ہوں" سلوی۔آپ نے یہ جو پکچرز اور وائس میسج بھیج کر میرے جذبات کو اکسایا ہے

"اسکا تو ریوتج بنتا ہے۔بچ کے رہیے گا مجھ سے

ریپلائے ٹائپ کیے موصوف فون سائیلٹ کر کے سائیڈ رکھے کشن منہ پر دبا گئے جبکہ سلوی کے ہونٹوں پر رسیلی مسکراہٹ جبکہ چہرے پر گلال رنگ بکھر گیے۔

صرف باتیں کرتے ہیں آپ مسٹر سکھی،اب سلوی آپ سے بلکل نہیں" "ڈرتی۔

اتراہٹ کے سنگ خوش فہمی پر ہی خوش ہوئے وہ فون سائیڈ میز پر رکھے واش روم گھس گئی جبکہ بچاری کو پتا نہیں تھا کس بلا کو ہلکا لے رہی ہے۔

S MERWA MIRZA

NOVELS

جمشید کی نیند تو رات ہی ٹوٹ گئی تھی پھر اس سے سویا نہ گیا، لیکن ہلنے سے احتیاط برتی تاکہ وہ جو مدت بعد شاید سکون سے سوئی ہے، جاگ نہ جائے، محبت ہو جائے تو لکھ کر دینی کہاں پڑتی ہے، نہ لفظی اعتراف کی محتاج ہوا کرتی ہے، محبت تو بس محسوس ہوتی ہے، دو الگ جسموں کے ایک جیسے تڑپے ہوئے دل، بھٹکی ہوئی روحیں کشش ثقل کی طرح اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

وہ بھلے شنائیل کا بھلا چاہتا تھا پر آج کی پوری رات سوچ بچار کے بعد اسے اس سبب کا نام پتا چلا جس وجہ سے وہ شنائیل کے لیے سوچ رہا تھا۔

اس دنیا میں کوئی انسان پرفیکٹ نہیں، ذات کی تلخیاں، خواہشوں کا ادھورا پن اور ہوس، صرف جسم کی نہیں، کبھی کبھی محبت کی بھی ہوس جاگتی ہے۔

وہ اسے دیکھتے، ساری رات کاٹ گیا، نیندیں جب کسی پر قربان کی جائیں تو بات بڑھ جاتی ہے۔

وہ بھی شنائیل کے ساتھ کچھ دن جینے کی خواہش کر رہا تھا، اس لیے نہیں کہ اسے وہ چاہیے تھی، اس لیے کیونکہ اسے شنائیل کو راستہ دیکھانا تھا، اسکا ہادی بننا تھا۔

وہ تھکن سی حاوی محسوس ہونے پر اٹھنے لگا تو زنجیر سی اس لڑکی کی بازو اور ہاتھ لمحہ بھر ہلنے نہ دے سکا۔

"مجھے ایک لمحہ سونے نہیں دیا تم نے شنائیل، ابھی ایک رات کی نیند واری ہے۔ تمہارے یہ التفات بھرے اقدامات بتا رہے ہیں کہ زندگی بھر کا سکون مجھے تم پر لٹانا پڑے گا"

آہستگی سے اسکا اپنی بازو سے لپٹا ہاتھ پکڑ کر ہٹائے کروٹ سیدھی کروائے اپنی بازو جو شنائیل کے سر تلے تھی اسے بھی نکالا اور اسکے سر تلے کھینچ کر تکیہ رکھا، وہ بھی ترچھی ٹانگیں سمیٹے لیٹی تھی، کروٹ سیدھی ہونے پر

شنائیل کے پیر بیڈ کی حدود سے نکلے تو جمشید نے شرٹ کی سلوٹیں ٹھیک کرتے اسے اسی نرمی سے سیدھا کیا اور لحاف کھول کر کرواتے واش روم گھسا، دس منٹ تک ہاتھ منہ دھوئے نکلا اور اک نظر سوئی شنائیل پر ڈالے اپنی صوفے پر پڑی جیکٹ اٹھائے کمرے سے نکل گیا، ساڑھے چار بجے تھے، قریبی مسجد میں فجر باجماعت ادا کرنے کے بعد وہ آدھا گھنٹہ ٹہل کر بہت سی سوچیں جھٹکے لوٹا تو کمرے میں داخل ہونے پر شنائیل کو ویسا ہی سویا دیکھے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ کو مچلنے سے روک نہ سکا۔

ڈور بند کیا تو ساتھ ہی جیکٹ کی جیب میں پڑا فون وائبریٹ کیا، کال جمشید کے اہم آدمی کی ہی تھی۔

"ہاں کہو کیا حالات ہیں"

جمشید، چمکتی روشنیوں سے سجی بالکونی میں آرکا اور دوسری جانب سے گرمیل کے اینڈ کے ساتھ زرناب کی خیریت سے اسکے گھر واپسی کی خبر ملی، اعصاب یکدم ہشاش بشاش ہوئے۔

یہ خبر سنا کر تم نے میری صبح حسین کر دی، اب سٹوڈیو کا مالک میں"
ہوں۔ گرمیل کے تمام لوگوں کو اپنے ساتھ ملاو، جو انکار کرے حساب
کتاب کر کے چلتا کرو۔ ہم اب کچھ نیا کریں گے۔ گندے دھندے کا گرمیل
"نامی گندگی کے ساتھ ہی خاتمہ ہوا

جمشید نے کڑک لہجے میں مقابل کو ہدایات دیں اور کال کاٹی ہی کہ یزدان کی کال پر جمشید فخریہ مسکرایا، یزدان بھی بس ائیر پورٹ کے لیے ہی نکل رہا تھا۔

تھینکیو سو مچ جمشید، تم وسیلہ بنے میری تمام اذیت کے خاتمے کا۔ کبھی"
"تمہارا احسان نہیں اتار سکتا

جمشید نے مسکراہٹ ہنوز لبوں پر سجائے رکھی، سکھی مشکور ہوتا بھلا نہ لگا اسے۔

احسان ٹرک والے کا مانیں سکھی بھائی، میں تو اپنے انتقام کے لیے لڑ رہا تھا"
"یہ جنگ۔ میرے تایا جان کی لڑائی تھی، میرے گھر کی حفاظت کا معاملہ تھا

یزدان کا دل بھی بہت ہلکا ہوا پر اک چیز بڑی ڈسٹربنگ تھی جو وہ کہنا بھی چاہتا تھا۔

تم ہیر اہو جمشید، پھر شنائیل جیسی کے ہاتھ کیوں لگ گئے۔ وہ تمہیں ڈیزرو" نہیں کرتی۔ وہ ایک سفاک لڑکی ہے، پہلے تو مجھے لگتا تھا شاید تم دونوں ایک سے ہو تبھی ساتھ ہو پر نہیں، تم ہر طرح بہترین ہو اور وہ بدترین۔ میری مانو تو اس سے بچاو اپنا آپ۔ وہ وقت پڑنے پر گدھے کو بھی باپ بنا لیتی

"ہے۔ بچپن سے جانتا ہوں اسے

جمشید کے چہرے کی مسکراہٹ یزدان کی باتوں نے نگل لی۔

ضروری نہیں ساتھ رہنے والے، بچپن سے جاننے والے ہمیں پورا سمجھے" ہوں۔ کبھی کبھی تو ماں باپ بھی ہم سے انجان ہوتے ہیں جنہوں نے جنم دیا ہوتا ہے۔ آپ اسکے بارے یہ کہنے میں برحق ہیں، لیکن میرا اس نے ابھی تک کوئی نقصان نہیں کیا۔ کرنے دیں پھر میں بھی آپکی طرح اسکی برائی

"کروں گا

جمشید کے دل میں وہ لڑکی بس گئی ہے اسکا یزدان کو احساس بھی ہوا اور تھوڑا افسوس بھی۔

"جیسا تم چاہو، ٹیک کیئر"

یزدان کو مزید کچھ کہنا مناسب نہ لگا اور باخدا جمشید کچھ سن بھی نہ پاتا۔

ابھی اس نے فون بند کیے سامنے دیکھا ہی کہ آہٹ پر پلٹنے پر مجبور ہوا، بال میسی بن میں باندھے نیند سے بھاری آنکھیں لیے گم صم شنائیل سامنے کھڑی تھی اور اسکا چہرہ اتنی اچھی نیند لینے کے باوجود مرجھایا تھا۔

"اٹھ گئی؟ فریش ہو جاو۔ گھر چلتے ہیں۔"

اس سے پہلے وہ تاکید کر کے کمرے میں جاتا، شنائیل نے اسکی بازو پکڑے روک کر اپنے سامنے کیا۔

"تھپڑ مار لو مجھے"

شنائیل کی آنکھوں میں دفعتاً آنسو آئے جبکہ تھپڑ کی خواہش کیوں کر رہی ہے یہ جمشید جانتے ہوئے بھی انجان بن گیا۔

"اچھا۔لیکن وہ کیوں؟"

نہایت دلچسپی سے اپنی بازو پر رکھا شنائیل کا ہاتھ ہٹاتے دو قدم نزدیک سرک کر پوچھا گیا۔

"کیونکہ میں بے ایمان لڑکی ہوں، آئی مین میں نے تمہیں تمہاری اجازت کے بنا چھوا۔تو تم پینڈنگ تھپڑ مار لو"

شنائیل نے اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے پکڑے گال تک لایا، جمشید کے چہرے پر تناو بھری خفگی اتری۔

"میرا موڈ نہیں تھپڑ مارنے کا، مزید پینڈنگ کر رہا ہوں"

اسکی گال سے ہاتھ جوڑے وہ شنائیل کو اتنا دکھی کر گیا کہ اسکی آنکھوں میں اٹکی شبنم رخسار پر ڈھلک آئی۔

"تمہیں غصہ نہیں آیا؟"

بھیگی سرگوشی کیے اپنا ہاتھ ہنوز جمشید کے ہاتھ پر رکھے بولتی وہ بھی نزدیک ہوئی۔

میں سو نہیں رہا تھا کیا؟ جب انسان سو رہا ہو اسے کچھ فیل ہوتا ہے کیا؟ وہ تو"
ایک طرح مرے انسان سا ہوتا ہے۔ تو جب کچھ فیل نہ ہو، تو جھوٹ موٹ کا
"غصہ کیسے کیا جاتا ہے، مجھے علم نہیں

وہ آج بھی اپنے وعدے پر قائم تھا، اس لڑکی سے جھوٹ نہ بولنے والا، جبکہ
شنائیل اسکے ہر سوال پر سر ہلاتی گئی اور اختتام تک مسکرائی۔

"تم اتنے پیور کیسے ہو؟ مجھے بھی سیکھا دو"

اپنے ہاتھ اسکے اطراف لپیٹے وہ اسکے سینے سے جا لگتی اپنی فرمائش سے کسی کے
دل کی دنیا ہلا گئی۔

پیورٹی سیکھائی نہیں جاتی، یہ اللہ کی عطا ہے اور ویسے بھی میں پیور نہیں"

"ہوں ہر گز

اسے اپنے سینے لگنے کی اجازت دیے بس اپنا ہاتھ شنائیل کی زیریں کمر پر رکھتا
اسے جواب دیتے بولا تو وہ فوراً سامنے ہوئی۔

"ہو۔ بہت زیادہ ہو۔ میں مر گئی تو کیا تم دوسری شادی کرو گے؟"

شنائیل اس نیک گھڑی ایسی فضول گوئی کر گئی کہ جمشید جبڑے بھینچ کر رہ گیا۔

"پہلی شادی کب ہوئی میری؟"

وہ جان بوجھ کر برہم ہوا تو شنائیل نے چمکتی آنکھوں سے اسکے جان لیوا غصیل تیور دیکھتے اسکی گال چومی۔

"مجھ سے ہوئی ناں، تبھی تو میں تمہیں پورے حق سے چھو سکتی ہوں۔ یاد آیا؟"

جمشید اسکی حرکت پر دل مسوس کر رہ گیا اوپر سے شنائیل کی یاد دہانی۔

"اس معاملے میں یاداشت ہی چلی جائے تو شکرانے کے نفل ادا کروں گا۔"

برہمی جتائی گئی، وہ کھل کر ہنسی۔

"کیا سچ میں مجھے بھولنے کی اتنی شدید خواہش رکھتے ہو جیم؟"

ہنسنے کے فورا بعد وہ درد میں اتر گئی۔

"تو ایسا ہے کیا تم میں جو یاد رکھنے پر خوشی ہو؟"

اسکے درد میں لا متناہی اضافہ کرے جمشید نے ثابت کر دیا کہ وہ دل کے آگے پتھر رکھنے میں کامیاب ہے۔

"ہے ناں، مجھے تم سے ایسا پیار ہو چکا ہے جو شاید اس دنیا میں ابھی تک تسخیر نہیں ہوا۔ تم میرے بعد میرے پیار کو یاد کرو گے تو آئی سوئیر تکلیف نہیں ہو گی۔ خوشی ہو گی۔"

وہ بہت پر یقین تھی، جبکہ شنائیل کے مرنے کی بات جمشید کو تکلیف پہنچا رہی تھی۔

"مرنا نہیں ہے تمہیں، اپنی زندگی چھیننی ہے۔ یہ بکواسیات میرے سامنے دوبارہ مت کرنا کہ جیسے تم دنیا کی سب سے مظلوم لڑکی ہو۔ ان چند دنوں میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہو چکا ہوں"

وہ غصے پر قابو نہ رکھ پایا جبکہ شنائیل نے اپنے دونوں ہاتھ اسکے رخساروں سے جوڑے تو وہ یکدم شانت ہوا۔

"اوکے دوبارہ نہیں کہوں گی"

وہ ڈر گئی تھی، جمشید نے اسکے دونوں ہاتھ بے دردی سے پرے جھٹکے۔

"چلنا ہے یا نہیں؟"

حتمی استفسار کیا گیا۔

"ہاں۔میں آتی ہوں"

شنائیل فوراسے واش روم جابند ہوئی جبکہ جمشید کو سمجھ نہ آرہی تھی وہ کیوں اسکے مرنے کے بارے سوچ بھی نہیں پارہا،شنائیل نے اپنا خلیہ درست کیا اور جب روم میں آئی،دونوں ہی نظریں چراتے پائے گئے۔

"ویٹ کررہاہوں باہر"

بناشنائیل پر نگاہ ڈالتا جمشید روم ڈوراوپن کرتے ہی نکل گیا جبکہ شنائیل نے اپنا کوٹ پہنااور بیگ میں فون ڈالے خود بھی کمرے سے باہر نکل گئی۔

پارکنگ میں تواسے جمشید کہیں نظرنہ آیا تبھی وہ ہوٹل انٹرنس سے باہر نکلی تو ہیوی بائیک دیکھے ہنستی ہوئی قریب آرکی۔

"ہم اس پر جائیں گے،ہاورومنٹک"

پہلی بار اس سواری پر سوار ہونے کی خوشی شنائیل کو کھلا گلاب کر گئی، جمشید نے اک سرسری نظر ڈالتے ہیلمٹ شنائیل کے ہاتھ میں تھمایا۔

"اسے رومنٹک نہیں، تھرلنگ کہتے ہیں۔ ویسے بھی یہ میری محبوبہ ہے تو زیادہ فری مت ہوا سکے سامنے مجھ سے"

ایک بے جان بائیک کو محبوبہ کہتے جمشید کا زرا دل نہ کانپا، شنائیل آگے آتی اسے گھورنے لگی۔

"کیوں کھائی میں گرادے گی مجھے؟"

غصہ کرتی وہ اچھی لگی، کیونکہ اسکے غصے میں مخملی سی جلن تھی۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ گرا بھی سکتی ہے۔ اسے تم پسند آونا ممکن ہے۔ جو اسکے مالک کو چبھتا ہے وہ اسے بھی قبول نہیں"

جمشید نے جلا کر خاکستر کرنے کا فرض بھرپور نبھایا۔

"میں چبھتی ہوں تمہیں؟"

وہ اسکے بے حد قریب رکے دکھ سے بولی، جمشید نے بغور اسکا میک آپ سے بے نیاز چہرہ دیکھا۔

بہت۔دل میں۔بچارا جگہ جگہ سے زخمی ہو گیا ہے۔اب یہ تھانیدارنی کی"

"طرح سوال جواب بند کرو گی یا میں اکیلا ہی چلا جاوں؟

بدلحاضی سے آگ اگلتا بھی وہ رتی برابر شنائیل کو برا نہ لگا۔

بہت برے ہو تم۔ گرانا مت پلیز منت کرتی ہوں۔اور سپیڈ آئستہ رکھنا"

"ورنہ میں تمہیں بیک ہگ کر لوں گی پھر مجھے مت کہنا

شنائیل بھی بڑی ضدی اور ڈھیٹ بنی ہیلمٹ پہنے جلدی سے سوار ہوئی جبکہ جمشید خفیف سا تب مسکرایا جب وہ بیٹھتے ہی اسے ٹائٹ انداز میں جکڑ گئی۔

ابھی تو میں نے سٹارٹ بھی نہیں کی۔ کتنی چھچھوری ہو ناں تم۔ مجھ سے"

"چپکنے کے بہانے چاہیں بس

بڑبڑاتا ہوا وہ چابی لگاتے گئیر ڈالے جھٹکے پر شنائیل کا خود کو ہولڈ کرنا محسوس کیے بگھڑا۔

یہ رومنٹک بائیک تم لائے ہو جیم۔ سو اصل میں تمہیں ارمان ہے مجھ سے"
چپکنے کا۔ مجھ سے دوری کا اتنا ارمان تھا تو کرائے کی گدھا گاڑی بھی لا سکتے تھے
پر نہیں۔۔ پھر تم یہ مومنٹ کیسے انجوائے کرتے کہ ایک حسین لڑکی تمہیں
"ہولڈ کیے ہوئے تمہارے بہت قریب ہے

مزے سے سارا ملبہ جمشید احمد پر ڈالے وہ ڈر ہٹاتی تیز رفتار اس سواری سے
جلد لطف محسوس کرنے لگی، ابھی صبح بھرپور نہیں تھی تبھی سڑکیں سنسان
تھیں، سیاہ بادلوں سے آسمان ڈھکا تھا، فضا میں بے حد ٹھنڈ گھلی تھی۔

"تم۔۔۔ تم منہ بندر رکھو اپنا۔۔"

چوری پکڑی جانے پر جمشید غرایا جس پر شنائیل کا شرارتی کھنکتا قہقہہ ٹھنڈا فضا
کی دوش پر بکھر کر موسم کو حسین کر گیا۔

SMERWA MIRZA
NOVELS

دراب کی آنکھ کھلی تو سینے پر چڑھے باران کی بھاری سانسیں فیل کرتے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی۔

"میرا قبضہ مافیہ بچہ۔"

دراب نے آہستگی سے باران کو تکیے پر شفٹ کیا اور اٹھ کر بیٹھا تو نظر فجر ادا کرتی لیزے نور پر گئی، نماز پڑھنے کے بعد وہ ہاتھ پھیلائے سر جھکائے خاموشی کے سنگ بیٹھی تھی۔

"پتا نہیں یہ کیا مانگ رہی ہے کب کی۔یقینا میرا سدھرنا جو اس صدی میں تو ممکن نہیں۔"

دراب نے لحاف پرے کیا اور بکھرے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ننگے پیر ہی لیزے کے پاس جا رکا، وہ آنکھیں بند کیے دعا میں مشغول تھی۔

دراب پاس ہی بیٹھا اور اپنا سر لیزے کی گود میں رکھے لیٹ گیا۔

لیزے نے ہاتھ چہرے پر پھیرے اور آنکھیں کھول کر خود کو دیکھتے دراب کو دیکھتے خوشی سے مسکائی۔

"کیا مانگ رہی تھی تم؟ سچی بتاو"

اسکا ہاتھ پکڑ کر چومتے ہتھیلی کھینچ کر اپنے سینے پر رکھے وہ لیزے کو خود پر بینڈ کر واگیا۔

"میں آپ کو"

جھک کر دراب کا ماتھا چوما، اس شخص نے دعا کرتے ہونٹوں کا یہ بے انتہا حسین لمس رگ وپے پر راحت اتارتا محسوس کیا۔

"کتنا مانگو گی لیزے، میں بہت زیادہ تمہارے پاس ہوں۔"

شکائیت سی دراب کے ہونٹوں پر مچلی۔

بہت زیادہ پاس ہونے والے جب دور ہوں تو پیچھے کچھ نہیں بچتا۔ میں بس" اس وقت سے پناہ مانگ رہی تھی۔ ہر زی روح کے لیے ایسے درد سے نجات چاہ رہی تھی۔ اور آپ ہمیشہ پر سکون رہیں یہ تقاضا میری ہر دعا کا حصہ ہے۔ان سات سالوں بھی حصہ بنا رہا"

وہ اس وقت سفید دوپٹے میں بہت ہی پیاری لگ رہی تھی، جیسے کسی بادل کے ٹکرے میں کسی نے گلال چھڑک دیا ہو۔

جانتا ہوں۔پر جو خود بے سکون رہنا چاہیں۔ان پر دعائیں اثر نہیں"

کرتیں۔سات سال تک نہیں کیں پر اب ہر سانس کے ساتھ تمہاری دعائیں

"مجھے متاثر کر رہی ہیں۔میں بہت اچھا محسوس کر رہا ہوں

وہ خوش ہے، پر سکون ہے یہی لیزے کی کل دولت تھی۔

آپ اللہ کو یاد کیا کریں، اس خوشی اور سکون میں اضافہ ہو گا۔مجھے بتائیں"

"آپکو کیوں مشکل پیش آتی ہے عبادت میں؟ شاید میں کوئی مدد بنوں

لیزے نے سنجیدہ ہوتے پوچھا تو وہ زخمی سا مسکرایا۔

میں جب بچپن میں نماز پڑھنے مسجد جاتا تھا تو وہاں ایک بہت پرہیز گار، نیک"

آدمی تھا، وہ مجھے دیکھ کر غصے سے چلانے لگتا تھا۔مشرک کی

اولاد، بزدل۔بے حیا۔بے شرم۔۔۔یہ کہتا تھا۔مجھے تب سمجھ نہیں آتی تھی

اسکی نفرت کی۔میں گھر آکر دد ھو اور ممی کو نہیں بتاتا تھا۔بس سوچتا رہتا

تھا۔ پھر یونہی کچھ سال تک وہ آدمی غائب ہو گیا۔ میں نے اس آدمی کی وجہ سے مسجد جانا چھوڑا، ددھو سے مار کھائی۔ بہت مشکلوں سے واپس گیا پر اس آدمی نے اس روز مجھے اور ددھو دونوں کو بہت برا کہا"

لیزے کے دل میں یہ سب سنے درد سا جگا۔

"لیکن پرہیز گار اور نیک لوگ کسی کو برا تھوڑی کہتے ہیں۔ آپ نے وجہ نہیں پوچھی؟"

لیزے کو شدید بے قراری محسوس ہوئی، دراب زخمی سا مسکرایا۔

"پوچھی۔ امام صاحب نے اسے سامنے بٹھایا اور وجہ پوچھی تو اس نے کہا جب تک یہ دونوں اس مشرک آدمی کا سر قلم نہ کروادیں، اس کے گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ عجیب مذہب تھا اسکا۔ جو دین مجھے ممی اور ددھو نے سیکھایا وہ تو بہت آسان تھا پر بابا نے ہم پر دنیا کیا مسجد بھی تنگ کر دی۔ ددھو نے انکو بتایا کہ ہم نے اس آدمی سے قطع تعلق کر لیا ہے پر اس کے نزدیک ہم بھی گناہ گار ہیں۔ بابا کو نہ ددھو سزا دے سکتے تھے نہ میں، انکا بیٹا تھا اور میرا

باپ۔ہم نے تو قطع تعلق کر کے بابا کو بہت بڑی سزا دی تھی پر وہ نہ دنیا کے لیے قبول ہے نہ اس دنیا کے مالک کے سامنے۔سو مجھ میں ہمت ہی نہیں ہوئی پھر۔میں ایسے باپ پر شرمندہ رہ کر بڑا ہوا ہوں۔میرے اندر باپ کو لے کر فخر نہیں ہے،اور یہ میری سب سے بڑی کمزوری ہے"

دراب خود ہی بات مکمل کیے اٹھ بیٹھا،لیزے نے ہاتھ بڑھا کر دراب کی گال سہلائی۔

"اللہ کے معاملے میں لوگوں کی نہیں سنتے حیدر،لوگ اتنا ہی سوچ سکتے ہیں جتنا انھیں عقل استعمال کرنے کی قوت نصیب ہے۔اللہ ہمیں کسی اور کے گناہوں کی نہ سزا دیتا ہے نہ کسی اور کے حصے کی جزا۔وہ رشتوں کے تقدس کو سمجھتا ہے اور ان سے جڑی مجبوریاں بھی۔اوکے"

لیزے نے اٹھ کر اسکا ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑے اٹھایا اور دوسرے سے جائے نماز اٹھا کر دہرا کرتے کاوچ کی بازو پر رکھا۔

تم اچھی سکالر بھی بن سکتی ہو۔اتنی سیانی کیسے ہوئی؟تمہاری یہ سائیڈ تو آج"

"دیکھی ہے میں نے۔ لفظوں سے سکون دینے والی لیزے

وہ اسکے دلاسوں کا معترف ہوا، خوبصورتی سے لیزے کو سراہا۔

"سیانی تو کبھی نہیں ہو سکتی اور سکالر بنوں گی آپکی پرسنل۔"

لیزے کے مسکرانے نے دراب کی ساری اداسی سمیٹ لی۔

میرا سب سے پرسنل میٹر ہی تم ہو میری جان، آج شاپنگ پر چلیں"

"گے۔ پھر شام میں ایک ڈیٹ ڈنر پلین کرتے ہیں۔ صرف میں اور تم

دراب نے لمحہ لگاتے لیزے کو بازووں کے مضبوط سے حصار میں بھرا، جبکہ

لیزے نے سر اسکے سینے سے لگاتے بازو دائیں بائیں لے جاتے ہاتھ لپیٹے۔

مجھے لگتا ہے آپ میرے چکر میں عنقریب کسی اور کام کے لائق نہیں رہیں"

گے، اتنی کیوں چاہیں ہوں آپکو۔ہر وقت پاس ہوتی ہوں۔ تھکتے نہیں ہیں

"مجھ سے؟

لیزے کا دل اپنی اہمیت جاننے پر مچل رہا تھا اور دراب کا دل اسے بتانے کو تڑپ رہا تھا کہ وہ کتنی قیمتی ہے۔

"میرا بس نہیں چلتا ورنہ تمہیں سالم نگل جاوں۔ تھکنے کی بات ہی مت کرنا۔ میری تھکن تمہیں دیکھ کر اترتی ہے عشقم۔ میرے انگ انگ میں اک سکون دوڑتا ہے۔ مجھے خوشی کے لفظ کا مفہوم ہی تمہیں دیکھ کر سمجھ آتا ہے۔ تمہارا آہستہ آہستہ واپس شوخ ہونا، شرارتیں کرنا۔ حق جمانا مجھے کس قدر خوشی دے رہا ہے۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی"

وہ محبت سے بھرا، اسکی سانس سانس لیزے سے محبت کا اعتراف کر رہی تھی۔

"میں شرارتیں کر رہی ہوں، شوخ ہو رہی ہوں۔ حق جما رہی ہوں تو وجہ آپ ہیں حیدر"

لیزے نے سر اٹھاتے محبت سے دراب کو دیکھتے کریڈٹ دیا تو وہ کھل اٹھا۔

خوش قسمتی ہے میری۔سانول بھائی کی واپسی کی وجہ سے ریسیپشن نیسکٹ "
ویک رکھی ہے۔تب تک میں تمہیں بقیہ کہانی بھی سنادوں گا۔یقیناتم جاننا
"چاہتی ہو گی کہ یہ سات سال میں کیسے جیااور بابا آجکل کہاں ہیں
لیزے نے فوراسے سر ہلایا کیونکہ یہ سچ تھاوہ دراب کے ہر لمحے کو جاننا چاہتی
تھی۔

"مجھے انتظار رہے گا۔"

لیزے نے مسکراتے ہوئے دراب کو دیکھا۔

"روم میں چلیں کچھ دیر؟"

دراب نے یکدم ہی موڈ بدلنے پر لہجہ بھی بدلا۔

"یہ روم ہی ہے حیدر"

وہ گھگھیا سی گئی۔

"جان،میرے روم میں۔کچھ یادیں تازہ کرتے ہیں"

دراب کا مطلبی لہجہ دھواں چھوڑ رہا تھا جبکہ لیزے کا دل چاہا زمین میں دھنس جائے۔

زیادہ تنگ نہیں کروں گا۔چند دن مزید ویٹ تو کر ہی سکتا ہوں۔پر بلکل" لفٹ نہ کرواوایسا برداشت نہیں کروں گا۔ٹھیک آٹھ بجے تمہیں روم سے "جانے کی پرمیشن دے دوں گا

دراب کا انداز اٹل تھا کہ لیزے اسکا ہاتھ تھام کر لے جانے پر بنا کوئی اعتراض چلی گئی۔

آٹھ بجے جانے کی پرمیشن والی اور زیادہ تنگ نہ کرنے کی بات پر قائم رہیں" "گے ناں؟

روم میں آتی وہ دراب سے بچوں کی طرح ڈر کر وعدہ مانگنے لگی۔

امم۔۔۔لٹس سی۔اس وقت تم مجھے بہت یمی میل لگ رہی ہو اور میں ٹھہرا" "بھوکا شیر۔کچھ کہہ نہیں سکتا۔بھول چوک معاف کر دینا بیوی

جھٹکے سے لیزے کو بازووں میں بھرا اور لیزے یوں ڈر کر اسے جکڑ گئی جیسے وہ اسے کسی کھائی میں جھونکنے چلا ہو۔

"۔ح۔۔۔حیدرن۔نہیں ک۔۔"

لیزے کی تاسف بھری التجاء بھی اگلے ہی لمحے دراب نے مکمل ہونے سے پہلے اپنے استحقاق سے گھوٹ دی۔

SMERWA MIRZA NOVELS

فائنلی وہ لوگ گھر پہنچے تو ہلکی ہلکی روشنی ہو چکی تھی، گھر کی سجاوٹ اور چمک دیکھتی شنائیل بائیک سے جھمپ مارے اتری۔

میرے لیے تم نے گھر سجا دیا۔اف میں مر جاوں تمہاری اس ادا پر نک"

"چڑھے

شنائیل اچھل ہی تو پڑی۔

تمہارے لیے میں اپنا منہ تک نہ دھووں، گھر سجانا تو بہت دور کی"

بات۔ خوابوں کی دنیا سے نکل آو۔ اور احتیاط کرنا اماں کے ہاتھ کی جوتی نہ کھا

"بیٹھنا

بائیک گیراج میں پارک کر کے کھڑی کرتا وہ بچاری کے ارمان چکنا چور کر

گیا۔

"تمہیں منہ دھونے کی ضرورت بھی نہیں، میں ایسے ہی پیار کر لوں گی"

ہم قدم چلتی وہ وارفتگی سے بھرپور نگاہ اس شیر جواں پر ڈالتی جمشید کو برا

زچ کر گئی۔

دونوں دروازے تک آ کے اور دستک سے پہلے ہی دروازہ کھلا کیونکہ جمشید

نے تایا جان کو میسج کیا تھا کہ وہ نماز پڑھا کر جلدی گھر آئیں۔

"اسلام و علیکم تایا جان"

جمشید نے مودب ہوتے آگے بڑھنا چاہا پر رضوان نے برہمی سے

روکا، شنائیل بھی پیچھے ہی گھر میں داخل ہوئی۔

سلوی کچن میں تھی وہ بھی باہر نکل آئی البتہ شاکرہ اور سلمان سو رہے تھے۔

"وعلیکم السلام"

انکی ناراضگی جمشید سے زیادہ شنائیل نے محسوس کی جبکہ سلوی قریب آرکتے فوری شنائیل کی طرف ہاتھ پھیلا گئی۔

"اسلام وعلیکم۔ میں سلوی ہوں۔ کیسی ہیں آپ؟"

سلوی کے شوخ لہجے نے کچھ سرد مہر ماحول بہتر کیا۔

"وعلیکم السلام، میں ٹھیک ہوں۔ تھینکیو"

سلوی نے مسکراتے اسکا جواب سنا جبکہ جمشید نے سلوی کو اشارہ کیا جس پر وہ شنائیل کو اسکے کمرے میں لے کر چلی گئی۔

"مجھے گلے تو لگنے دیں، جرم تھوڑی کیا ہے تایا جان"

جمشید کی تڑپ پر رضوان کا دل پسیج گیا، لپک کر فوری اسے گلے لگایا۔

پھر بھی نافرمانی کی، تمہارے ماں باپ اس کے مستحق نہیں تھے پتر۔ابھی"
وہ اٹھیں گے پھر دیکھنا کیا وبال مچے گا۔امید ہے سب سہنے کی ہمت جمع کر لی
"ہو گی تم نے

آنے والے وقت سے وہ اسے باخبر کر رہے تھے جبکہ وہ گلے لگا بس اس وقت
کچھ سوچنا نہ چاہتا تھا۔

وہیں جمشید کا اتنا خوبصورت اور آرگنائز کمرہ اس خستہ حال گھر میں شنائیل نے
امید نہ کیا تھا۔

ناشتہ کیا کریں گی آپ؟ چچی چچا کے اٹھنے سے پہلے کچھ کھا لیں کیونکہ پھر تو"
"جنگ چلنی جنگ

سلوی خود ہی آخر تک ہنسی جس پر شنائیل کے چہرے پر بھی مسکراہٹ عود کر
آئی۔

تم جو کھلاو گی کھالوں گی خوشی خوشی۔اور میں کسی جنگ سے نہیں ڈرتی"
"سلوی۔

سلوی کو اسکا نرم لہجہ بہت اچھا لگا، زرا غرور نہ تھا اس ماڈل میں۔

"اچھی بات ہے پھر تو۔ رات کا سالن پڑا ہے قورمہ۔ ساتھ روٹی بناوں آپکے لیے یا پراٹھا؟ اور چائے لیں گی یا کافی۔ یا گرم دودھ؟"

سلوی نے مہمان نوازی بھرپور کی جبکہ پراٹھا اس نے کبھی نہیں کھایا تھا پر آج دل چاہا کھائے۔

"پراٹھا کھاوں گی۔ تم چائے بنا لینا جو سبکے لیے بناو گی۔ زیادہ تھکنے کی ضرورت نہیں۔ چھوٹا سا پراٹھا بھی کافی ہو گا"

سلوی اسکی تاکید پر مسکرائی۔

"چھوٹا ہو یا بڑا، پراٹھا ایک سا ٹائم لیتا ہے۔ چلیں آپ کپڑے وغیرہ بدل لیں۔ اپنا کوئی نیا جوڑا دوں یا اسی مغربی لباس میں کمفرٹیبل ہیں؟"

سلوی جاتے جاتے پھر رکی۔

"سادہ سا جوڑا دے دو جو چبھنے والا نہ ہو"

شنائیل نے فوری کہا جس پر سلوی سر ہلاتی کمرے سے نکلی اور دو منٹ تک اپنی ہی ایک میرون کرتی شلوار جو اس نے ابھی تک نہیں پہنی تھی، شال کے ساتھ اٹھائے شنائیل کو دے گئی۔

کتنی پیاری ہے ناں یہ سکھی کی سلوی۔اور میں کمظرف اسکے نام پر سکھی کو"

"دھمکا بیٹھی۔شرم سے مر جاو شنائیل

آنکھیں نمکیں پانی سے لبالب ہوئیں تو شنائیل نے جلدی سے اٹیچ واش روم جا کر اپنے کپڑے بدلے، سلوی کے کپڑے ایک دم اچھی فٹنگ کے ساتھ شنائیل کو پورے آئے پر وہ یوں کُرتی شلوار میں یکسر بدل چکی تھی۔

روم میں آکر شال اٹھا کر گرد اوڑھی ہی کہ نظر آئینے پر جا ٹھہری، وہ بلکل بدل گئی تھی، سادہ سی بہت پیاری لگ رہی تھی اوپر سے اسکے فئیر سکن ٹون کے ساتھ یہ سجتا ہوا میرون رنگ۔

"ناشتہ کر لو۔۔۔۔"

جمشید اسے بلانے آیا پر لوٹنا بھول گیا، شنائیل آئینے سے پیچھے ہٹی تو جمشید کو پاس آتا دیکھے خود بھی چند قدم اٹھاتی قریب گئی۔

"مائی لگ رہی ہوں ناں؟"

جمشید کی خود پر جمی کچھ الگ نظر سے خفیف سا گھبرائے شنائیل نے اپنے کھلے بال کی لٹیں اسی بوکھلاہٹ میں کان کے پیچھے ارسائیں۔

مائی لگنے میں کوئی برائی نہیں۔ پہننے اوڑھنے کی ترتیب ہمیں بدل دیتی"

"ہے۔ اچھی لگ رہی ہو

وہ جو سوچ رہا تھا کہنے میں دیر نہ لگائی تو شنائیل کتنے ہی لمحے اسے تکتی چلی گئی۔

"قسم کھاو میری کہ تمہیں اچھی لگ رہی ہوں"

شنائیل نے اسکے نزدیک سرکتے اسکے ہونٹوں سے چند انچ تک اپنی سانس خارج کرنے کے بیچ سرگوشی کی۔

"میری بات پر یقین نہیں جو قسم اٹھوانا چاہتی ہو؟"

جمشید کا ہاتھ بے اختیار شائیل کی گردن کے گرد لپٹا تو اسکی سانس سی اکھڑی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تمہیں ہمیشہ اچھی لگوں جیم۔آخری سانس تک؟"

اپنی گردن سے لپٹے جمشید ہاتھ سے انگلیوں کو مس کرتے بولی کہ اسکی بھاری پلکوں نے جمشید کا دل بھی بھاری کیا۔

"ایک طریقہ ہے۔دیکھوں گا تم عمل کرتی ہو یا نہیں۔ناشتہ کر لو۔بھوک لگی ہو گی یقینا۔رات میں اپنی وہ بات بتاوں گا جو مجھے منوانی ہے"

جمشید نے فاصلہ سمیٹا تو وہ پھر سے آگے بڑھ کر سابقہ نزدیکی تک چلی آئی۔

"ہم اگین ساتھ سوئیں گے؟آئی مین اس روم میں۔اتنا بتا دو پہلے"

شائیل نے جلدی سے استفسار کیا۔

"کیوں؟چھونا چاہتی ہو پھر سے"

وہ بھی تو رگ رگ جھلسانے میں ماہر تھا۔

"یس،بہت بری طرح۔۔۔۔۔"

وہ اپنا جمشید کے چہرے پر بکھرتا دھیان سنبھالنے کے بیچ بولی۔

"میرے سو جانے کا بھرپور یقین کر لینا پہلے۔۔کل میں جاگ رہا تھا۔"

شنائیل کے اسکے کاندھے کے گرد پکڑ جماتے ہاتھ کانپ سے گئے۔

وہ کس سفاکی سے سچ اگل گیا تھا۔

"و۔۔واٹ۔۔۔۔تم کتنے بڑے چیٹر ہو۔تم بہت برے ہو۔تم جھوٹے ہو"

وہ روتی ہوئی اسکے سینے پر مکے برسانے لگی پر جمشید نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر پشت پر لے جاتے باندھے۔

یہ اس لیے بتایا ہے کیونکہ میں تمہیں تھپڑ نہیں مارنا چاہتا۔پلیز دور رہو مجھ"

"سے شنائیل۔اوکے؟آجاو ناشتہ کریں

یہ جانے بنا کہ شنائیل کتنی تکلیف میں ہے وہ حکم صادر کیے اسکی آنکھیں پونچھتا ہاتھ پکڑ کر ساتھ لیے کمرے سے نکل گیا،سلوی اور رضوان صاحب کے سبب شنائیل کو اپنے آنسو گھوٹنے پڑے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"آپ سے ملنے مس نرمین آئی ہیں"

سپاہی کی سنجیدہ آواز زمین پر بیٹھے دیوار پر کوئلے اور چاک کی مدد سے بہت خوبصورت تصویر بناتے سانول کے کانوں میں پڑی تو قید سلاسل کا مکین کھل اٹھا۔

"شکریہ بتانے کا"

سانول نے ہاتھ جھاڑتے اٹھ کر سپاہی کے لا کر کھولتے ہی اپنے قدم باہر بڑھائے، چند قدموں کے فاصلے پر ملاقاتی کمرہ تھا جہاں وہ صبح صبح یونہی سانول کی خیریت دریافت کرنے اور آزادی کی مبارک کے ساتھ چند تاکیدیں کرنے اسکے خوابوں کی ملکہ چلی آئی تھیں۔

"پانچ منٹ ہیں آپکے پاس"

سپاہی، کندھے پر لٹکی ڈھلک آتی گن درست کرتا دونوں پر نگاہ ڈالتے کمرے سے باہر نکل کر کھڑا ہوا جبکہ سانول کی جھکی آنکھیں نرمین کو اداس کر گئیں۔

"کہیے کیا حکم ہے۔کیسے آنا ہوا آپکا؟"

نرمین کے لیے کرسی پیچھے کو کھسکائے سانول نے سادہ سا سوال کیا، نرمین بیٹھنے کے بیچ سانول کو ہی تکتی رہیں جب تک وہ بھی میز کے پار آکر نہ بیٹھ گیا۔

"میرے بے بی کے حصے کی سزا کاٹنے پر میں تمہارا کبھی شکریہ ادا نہیں کر سکتی کیونکہ یہ تم نے خود پر ظلم ڈھایا تھا۔تم نے اگر یہ میرے لیے کیا ہے تو تمہاری محبت پھر بھی لاحاصل ہی رہنے والی ہے سانول"

ہر بار کی طرح آج بھی نرمین کو سانول کی لاحاصلی نے دکھ بخشا پر آہ وہ نڈھال تھکے ماندہ شخص کا ہر بات ٹال دینے جیسا مسکرانا۔

"محبت یہ نہیں کہ جسے چاہا جائے اسے پا بھی لیں، محبت تو عمر بھر کسی کے نام لگے رہنا ہے۔اور میں نے بہت پہلے ہی اپنا دل اپنی زندگی آپکے نام کر دی تھی نرمین"

وہ مسکراتی آنکھیں اپنے گوشوں تک لال پڑنے لگیں۔

"بیوقوفی کی حد ہے"

نرمین برہم ہوئیں۔

"آپکے نزدیک، میرے نزدیک یہی میری زندگی کا مقصد ہے"

وہ اپنی ہار پر راضی تھا، اس نے نرمین سے تب محبت کی تھی جب وہ برہان کی قید سے آزاد ایک من چلی سی لڑکی ہوا کرتی تھی، جو چلتی ہوا سے اٹکیلیوں کی شوقین تھی۔

"میں اک جوان بیٹے کی ماں ہوں سانول"

وہ اسے جو سمجھانا چاہتی تھیں، سانول سمجھنا ہی نہ چاہتا تھا۔

"بہت پیارا ہے مجھے آپکا دراب حیدر"

ٹالنے میں سانول کا کوئی ثانی ہی نہ تھا۔

وہ شکوہ سا آنکھوں میں بھرے کتنی دیر اسے تکتی چلی گئیں، جس کے سر اور دھاڑی کے بالوں میں بنا شادی کیے کوئی سکھ پائے ہی سفیدی اترنے لگی تھی۔

"بوڑھے ہو گئے ہو تم"

نمکین سی خلش تھی نرمین کی آنکھوں میں، سانول یوں مسکرایا جیسے یہ فخریہ ستائش ہو۔

"آپکے لیے"

وہ لاجواب کرتا شخص دیکھنے میں بھی اتنی اختتاط برتتا تھا کہ کہیں اسکی آنکھیں کسی مطلبی رنگ سے اس عورت کو نہ دیکھ لیں جو اسکے نزدیک محبت کی دیوی ہے۔

مجھ سے کئی سال چھوٹے ہو لیکن دیکھو میں تم سے چھوٹی لگ رہی"
ہوں۔ باہر نکلتے ہی پہلے بال ڈائے کرنا اور پھر کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر گھر
"بسا لینا اور

نرمین نے اسکے ہاتھ پر نظر ڈالی جو میز کی سطح کو نیلز سے کھرچ رہا تھا، نرمین
کی تاکیدیں مقابل کے دل میں برپا قیامت پر وہیں رک گئیں۔
دونوں کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں، بلاشبہ محبت سے بھری آنکھوں کا
حسن آج تک شاعروں سے بھی نہ لکھا گیا۔
"جو حکم آپکا، ڈائے تک بات مان لوں گا"
نظریں جھکاتے سادگی سے اپنی بے بسی کہتے وہ نرمین کو اداس کر بیٹھا۔
سانول! دراب جذباتی ہے۔ وہ ہم دونوں کو ملانے کی کوشش کرے گا۔ تم"
اسے اپنے طریقے سے سمجھا دینا۔ میری زندگی میں مزید کسی رشتے کی گنجائش
نہیں۔ دراب مجھے ڈرا رہا ہے لیکن میں جانتی ہوں تم میرے ڈر کو حقیقت
"نہیں بناو گے۔ خیال رکھنا اپنا

نرمین زیادہ دیر بات کبھی کر نہ پاتی تھیں، ابھی بھی اپنی ریکوسٹ پہنچائے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

سانول بھی فوراً کرسی سے اٹھ کر مناسب فاصلے پر آرکا۔

"میں اسکی بات نہیں ٹال سکتا۔ مجھے معاف کر دیجئے گا نرمین۔"

سانول نے زندگی میں پہلی بار نرمین کو انکار کیا، وہ کتنی دیر اس شیر آدمی کی جھکی آنکھیں ہی تکتیں رہ گئیں۔

"میری ٹال دو گے؟"

نرمین کے درد بھرے جملے نے سانول کو نظریں اٹھانے پر مجبور کیا۔

آپکو خوش دیکھنے کی بہت خواہش ہے، مجھے ٹالنا پڑے گا آپکو۔ آئی ایم"

سوری۔ میں دل کی ہر خواہش رد کر سکتا ہوں۔ آپ سے جڑے کسی معاملے

"کو نہیں نرمین

اپنا فیصلہ مضبوط آواز میں سنائے وہ اک بھرپور نگاہ بے بی پنک لیڈیز آفس

ماڈرن جم سوٹ میں ملبوس نرمین پر ڈالتے پاس سے گزرتا باہر چلا گیا اور

نرمین نے پیچھے لپکتے دیوار کا سہارا لیا اسے پکارنا چاہا پر وہ سپاہی کے ہمراہ واپس اپنے لاکر جا چکا تھا۔

نرمین کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی پھیلتی چلی گئی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"لگتا ہے آج میرا شیر، لمبے شکار کے موڈ میں ہے۔ چلو دودھ ہونے کے ناطے فیور دیتے ہیں اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو"

باران کو کسی نے جگایا نہیں تھا تو وہ بھی مست ملنگ بنا سویا تھا، براق صاحب گھر میں چھائی خاموشی پر خود ہی جب روم میں آئے تو موقعے سے دو لو و برڈز کو فرار پائے فوری اپنے پوتے کی خرافاتی کاروائی سمجھ گئے۔

"باران۔۔۔اٹھ جا۔ سکول نہیں جانا میرے بچے نے"

براق صاحب لحاف میں گھسے باران کو اٹھا کر واش روم لے کر گئے اور جب اسے سنک کے پاس کھڑا کیا تب سوئے چھٹکے شیر جاگے۔

"ددھو۔۔ممو ک۔۔کدھر ہیں؟"

باران نے آنکھیں ملتے لیزے کو نہ پاتے بیقراری سے پوچھا۔

بتاتا ہوں پہلے جلدی سے فریش ہو جائے میرا شیر۔دانت بھی صاف کرو"

"تب تک تمہارا یونیفارم پریس کرواتا ہوں۔جلدی کرو شاباش

براق صاحب نے صفورہ کو کہلوائے یونفارم پریس کروایا تب تک باران فریش ہو کر کمرے میں آگیا،اسے یونیفارم پہنا کر ریڈی کروائے جب تک وہ باہر آئے،نرمین پہلے ہی اداس سی ڈائننگ ہال بیٹھیں نیوز پیپر کا جائزہ لینے کے بیچ مارننگ ٹی انجوائے کر رہی تھیں۔

"لیزے دراب نہیں اٹھے؟"

نرمین نے پاس آتے باران کو خود سے لپٹاتے پوچھا تو وہ بچارا نا سمجھی سے کندھے اچکا گیا البتہ براق صاحب نے کوئی مسکراتا اشارہ بہورانی کو کیا جس پر نرمین کا مرجھایا چہرہ واپس گلاب ہوا۔

"آج آپ نے مجھے ریڈی بھی کیا، اب ناشتہ بھی کروا رہے ہیں۔ مموبابا کیا اپنے اپنے آفس جلدی چلے گئے ہیں؟ رات تو میرے ساتھ سوئے تھے"

"بڑے ددھو؟

نرمین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور خود براق جدون دبا دبا مسکرا دیے۔

"ایکچولی وہ تھوڑے بزی ہیں، تو ہم انکو ڈسٹرب نہیں کرتے۔ تم فکر کیوں کرتے ہو، تمہارے بڑے ددھو کسی کی کمی نہیں ہونے دیں گے۔ چلو نکلتے ہیں سکول کے لیے۔ آجاو نرمین بچے تم کو بھی ڈراپ کر دوں"

نرمین تھوڑی اداس تھیں پر یہ سچویشن ہی اتنی پیاری تھی کہ انکا جو سانول سے مل کر دل رنجیدہ تھا وہ بحال ہوا۔

باران کو گاڑی میں باہر لا کر خود بٹھاتے براق صاحب نے ساتھ دراب کو ایک مسیج بھیجا اور خود نرمین اور باران کو انکے ٹھکانوں پر پہنچانے نکل گئے۔

سائیڈ میز تک اپنی کسرتی توانا بازو سرکاتے دراب نے لیٹے لیٹے مسکراتی آنکھوں سے فون سکرین اوپن کی۔

میں نے باران کو گولی کرادی میرے شیر، اب تم کھل کر جنگل پر حکمرانی" "کرو۔ کیونکہ شرم تو تم نے کب کی نیلام کر دی ہے۔ بائے

دد ھوکا میسج پڑتے ہی دراب کی نشیلی آنکھیں مسکرائیں اور جب نظریں زیرک کیں تو اپنے برہنہ سینے پر موصوف کی ہاتھ نہ آتی عشقم صاحبہ نیند میں فرصت سے غرق تھیں اور وہ آج بھی سو نہ سکا تھا، تمام تر خماری اور بے خودی و سرور کے، لیزے کو دیکھنے سے بڑی تسکین نہ تھی۔

وہ خود ہی کسمسائی مگر جب آنکھیں کھلتے ہی دراب کی ہیزل براون آنکھوں سے ملیں تو پوری جان تک لرزی۔

"ٹائم کیا ہوا ہے حیدر؟"

لیزے نے تاریخ دہرائی، بھلا اب کیا تک بنتی تھی اس درجہ نان رومنٹک سوال کی۔ دراب نے اسکے اطراف لپٹی بازو جکڑتے لیزے کو اپنے چہرے تک آگے سرکایا۔

"تمہاری یہ ٹائم پوچھنے والی حرکت تب تو تمہیں مہنگی نہ پڑ سکی پر اب پڑے گی۔ ٹائم ہوا ہے پھر سے تمہیں تم سے لوٹ لینے کا"

بنا اس بچاری کو سنبھلنے کا موقع دیے دراب نے اسکی پھول سی سانسیں، حلق میں دھنسانے کی مانند بھاری کیں جو ہاتھ اسکے تنے سخت سینے پر مارتی اسکی قید میں پھڑ پھڑائے اٹھ بیٹھی۔

"اف! میری شرٹ کتنی سوٹ کر رہی ہے تمہیں۔"

اٹھ بیٹھنے پر لیزے کا نازک سا تراشا وجود جب دراب نے اپنی شرٹ میں چھپا دیکھا تو ازسرنو بہکا اور لیزے نے پاس ہی پڑا تکیہ اٹھائے دراب کے منہ پر برسایا۔

میں جان لے لوں گی اگر مجھ پر پھر سے ایسی ویسی نظر بھی ڈالی،اف میرے"

"خدا!ٹائم۔۔۔باران لیٹ ہو گیا

زخمی شیرنی کی طرح غرانے کے بعد لیزے کی نظر جب دراب کے فون پر گئی تو جان ہوا سی ہوئی اور وہ اسکے بھاگتا دیکھے اٹھ کر ہاتھ پکڑے کھینچتا واپس خود پر گرا کر لیزے کے انگ انگ تک لرزش اتارنے کا سبب بنا۔

ددھوا سے لے کر نکل گئے۔آج ہمارا دن ہے میری جان ان فکروں سے" نکل کر مجھے میسر رہو۔مجھ میں تاکہ تمہاری جو کمی ہے اسکا ازالہ ہو۔لک ایٹ

"یو۔یو آر بلشنگ

دراب کے یکدم محبت سے اسکے پھولے رخسار کو چومنا لیزے کی خفگی پر گرد ڈال گیا،اسکی گردن میں بازو لپیٹے وہ لاڈ سے چہرہ دراب کی گردن میں چھپا گئی۔

شاید رو بھی رہی تھی کیونکہ دراب نے گردن پر آنسوؤں کی گرمائش فیل کی۔

ح۔۔حیدر! جان نکالنے کے اور بھی طریقے ہیں۔بہت برے ہیں"

آپ۔نرمین ممی اور براق ددھو کے سامنے نظر نہیں اٹھے گی میری۔آپ

"بے شرم ہوں گے، میں نہیں ہوں۔ڈونٹ ڈودس اگین

وہ روتی ہوئی دراب کے دل کو مرکز سے ہلا گئی جو اسکے دائیں بائیں سے بازو لپیٹے بس اسے فیل کرتا اسکی صندلی خوشبو اور مخملی وجود میں دھت تھا۔

رو نہیں میری جان۔تم کہہ دینا ٹیڑا ہے حیدر پر میرا ہے۔اور جب چاہے" مجھے قید کر سکتا ہے۔قید ہی تو کیا ہے، تاکہ تم دور نہ رہ سکو۔تم حیدر سے دور کہاں سج سکتی تھی، تم میری ہو۔تم میری آتی جاتی سانس کی مہک ہو لیزے نور"

وہ رو ہی نہ سکی مزید، دراب نے اسکا دل مسرت خانہ جو بنا دیا، پیچھے ہوتی وہ تکیے پر سر رکھ کر لیٹے خود کو چاہ سے تکتے دراب کی خوشی پر قربان ہوئی۔

اب سمجھی ہوں ہم کیوں الگ کیے گئے۔میں آپ سے نہ چھینی جاتی تو"
کرکٹ ٹیم بن چکی ہوتی ہماری۔اور لیزے نور مرحومین میں شمار
"ہوتی۔سات سال کی کسر نکال لی ناں اب خوش ہیں
لیزے کے شکوے بھی اسکی طرح خمار میں مبتلا کر کے بہکا رہے تھے تو وہ
معصوم سا حیدر کیا ہی کر لیتا۔
میرے ٹیلنٹ پر بھروسہ کرو، میں ابھی بھی کرکٹ ٹیم بنا دوں گا۔تمہارا"
"ارمان پورا کروں گا
دراب نے ان پھولی گالوں کو پھر چھونا چاہا پر وہ فوری پہنچ سے دور ہوئی۔
"!ح۔۔حیدر"
وہ چڑ کر بولتی ساتھ ہی رو پڑی، دراب نے ہنس کر واپس اپنے سینے کی ردا
دیتے بازو جکڑے۔
مرنے نہیں دوں گا تمہیں، تم میری زندگی ہو۔تم خوش نہیں تو میں بھی"
"نہیں لیزے

دراب کے کہنے کی دیر تھی کہ وہ روئی روئی آنکھیں واپس سر اٹھا کر گھوری۔

"م۔۔میں خوش ہوں۔۔۔۔"

وہ رو کر بولی، دراب کو اسکی بھیگی سرخ گوشوں والی آنکھوں پر جی بھر کر پیار آیا۔

"رو کے کون کہتا ہے یہ؟ خوش ہو تو دنیا کو سائید کر دو کچھ وقت۔ ہم اچھے سے ایک دوسرے کو جاننے کے بعد ٹھیک سے تو اب ایک دوسرے کو ملے ہیں ناں۔ تو سیلبریشن بنتی ہے۔ آنسو نہیں"

دراب نے اسکی آنکھیں خود پر اسے جھکا کر باری باری چومیں، وہ کیا بتاتی کے اس سے حالات نے خوش ہونے کا سلیقہ بھی چھین لیا ہے۔

"باران کو کیا کہیں گے؟ حیدر یہ بہت اکورڈ ہے۔ میرا بے بی سو سوال کرے گا۔ مجھ سے جواب نہیں دیے جائیں گے، سب کام الٹے کیوں ہیں آپکے۔ محبت بھی طوفان اور نفرت بھی۔۔۔۔۔میں ڈر گئی ہوں آپکی شدت پسندی، بے صبری اور پاگل پن سے"

لیزے کو ہلکان کر کے وہ بڑے مزے لے رہا تھا، اس لڑکی کی اک اک ادا پر مر رہا تھا۔

سات سال انتظار کیا ہے کہ لیزے مجھے میری مرضی کی طرح ملے"

گی۔ جب تک چاہوں گا پاس رہے گی۔ میرے صبر پر بات مت کرنا۔ مجھ سا صابر کوئی ہے تو ڈھونڈ کر لاو عشقم۔ باقی تمہارے لیے پاگل بھی ہوں اور

"شدت پسند بھی۔ کیا کر لو گی۔۔۔؟

وہ اکڑا، اپنے حق کے لیے ایسا ہی باولا تھا۔

"حیدر! ہم پیرنس ہیں"

وہ منمنائی۔

سو واٹ؟ پیرنٹس کی اپنی لائف اپنی فیلنگز نہیں ہوتیں؟ باران کو جو کہنا"

ہے اسکا باپ ہے کہنے کے لیے۔ تم مجھ پر فدا نہیں ہونا چاہتی تو ٹھیک ہے، ٹچ

" بھی مت کرنا مجھے تاکہ بہکنے کا کوئی چانس نہ ہو۔

وہ اسے خود پر سے پرے کرتا اٹھ گیا، لیزے ہونق بنی کتنی دیر یونہی سن بت بنی اسکی پشت گھورتی رہی اور اس سے پہلے دراب کبرڈ کھولے دوسری شرٹ نکالتا، لیزے اٹھتی اسکی راہ میں حائل ہوئی، اسکی رعنائی اور خوشبو دراب کو پاگل کر رہی تھی۔

میں آپکو ٹچ کیے بنا کیسے رہ سکتی ہوں؟ سوری کان پکڑ کر۔ ایسے روٹھیں تو"

"مت۔ اللہ خفا ہو گا مجھ سے

وہ اس سے شرٹ کھینچ کر صوفے پر دے مارتی اسکے سینے سے جا لگی۔

"میں ناراض ہوں"

دراب نے اسکے مخملی وجود کو پکڑ کر سہولت سے پرے کیا۔

"حیدر! کچھ ہو جائے گا روٹھیں مت"

وہ پھر سے ٹھنڈے گرم ہاتھوں سے اسکو جکڑتی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی، دراب کی خفگی زائل ہوئی۔

دوبارہ کرو گی ایسا؟ میں جب چاہوں گا تمہیں اپنے قریب کروں گا اور تم"
نے اگر سانس بھی اس کے خلاف بھری تو تم سے روٹھ جاوں گا۔ مناتی رہنا
"پھر

دراب نے اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اوپر کرے تیور دیکھاتے وعدہ مانگا اور وہ
مرتی کیا نہ کرتی کے مترداف فوری ہامی بھر گئی۔

اور ایک بات۔ کرکٹ ٹیم سنبھالنے کے لیے ددھو اور ممی"
ہیں۔ اوکے۔ دوبارہ اگر تم نے فضول سے خیال سوچے تو میں وحشی بنتے دیر
نہیں لگاوں گا۔ بیٹی تو مجھے تم نے ہر صورت دینی ہو گی۔ پھر بھلے اس چکر میں
"کتنے باران مزید آجائیں

دراب کی جان لیوا نظر الگ اوپر سے یہ جملے لیزے کے کانوں سے دھواں اٹھا
گئے۔

"خدا کا خوف کریں حیدر"

دہل اٹھتی لیزے تو سیدھی سیدھی بہکا گئی۔

بہت خوف ہے۔ تبھی اب تمہارے سارے حق ادا کروں گا میری"

"جان۔ میں فریش ہو کر آتا ہوں، آج کا سارا دن تم صرف میری ہو

خوف سے زرد پڑی لیزے کی گال تھپکائے وہ اپنی بکھرتی بھٹکتی نظریں

سنبھالتا شرٹ اٹھائے واش روم بند ہوا اور لیزے کانپتی ٹانگوں سے وہیں بیڈ

کی پائنتی پر جا بیٹھی۔

گلا بلکل خشک ہو رہا تھا۔

"اف۔۔۔ریلکس لیزے۔ یہ بندہ اور اسکی بے شرمی سات سال کی جدائی کا

انعام ہے۔ کھلے دل سے قبول کرو۔ کیونکہ اور کوئی چارہ جو نہیں۔ محبت جو

"ہے وہ تمہاری۔ یا اللہ کرکٹ ٹیم نہیں چاہیے مجھے۔۔۔۔۔۔پلیز

لیزے کو رہ رہ کر خوف آ رہا تھا، یہاں تک کہ کرکٹ ٹیم تک بچاری نے

امیجن کر لی اور اپنے خیالات پر خود ہی جھرجھری لیتی واپس جا کر لحاف میں

جا گھسی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

آگئی یہ ہمارے دل جلانے۔میں پوچھتی ہمت کیسے ہوئی تیری اس گھر قدم"
رکھنے کی خبیث،بے غیرت۔یہ صلہ دیا تو نے ہماری محبتوں کا۔ہمارے
"لاڈوں گا

ناشتہ سکون سے ہوتے ہی شاکرہ اور سلمان کے اٹھنے پر حقیقی جنگ
چھڑی،شاکرہ کا تو رو رو کر اور جمشید کو کوس کوس کر برا حال تھا،سلمان بھی
شاکرہ کے ساتھ ہی کاٹ کھاتی آنکھوں سے بھائی صاحب کے ساتھ بیٹھے
جمشید کو دیکھ رہا تھا جسے اپنے کیے پر زرا نہ افسوس تھا نہ ندامت۔البتہ
سلوی،اور شائیل بھی سامنے ہی گھبرائی بیٹھی تھیں۔

شائیل کو ایسے ری ایکشن کی امید تھی پر یہ دیکھنے میں کافی ہرٹنگ لگا۔

اس میں صلے کی کیا بات ہوئی شاکرہ،اس نے کوئی جرم نہیں کیا جو معاف نہ"
"ہو۔اور دیکھو یہ شرمندہ ہے اپنے کیے پر۔تم دو کو دکھی کرنے پر

رضوان خود ہی معاملہ ٹھنڈا کرنے کو صلح جوئی کے سنگ بولے پر شاکرہ نخوت سے سر جھٹکتی پھنکاری۔

"اسکے منہ پر تو لکھا ہے میں ڈھیٹ ہوں وہ بھی مطئین قسم کا"

شاکرہ نے جبڑے بھینچتے لقمہ دیا جس پر سب کے ہلکے ہلکے دانت نکلے پر رضوان صاحب نے شاکرہ کی سائیڈ لیتے سب کو بیک وقت آنکھیں نکالیں۔

"جمشید، چل مناماں باپ کو پتر۔اٹھ"

تایا جان نے کہا تھا ورنہ تو جمشید جھکنے والا نہ تھا، جبکہ شائیل کو تجسس تھا کہ آخر وہ اکڑو کیسے کسی روٹھے کو مناتا ہو گا۔

جمشید جا کر صوفے پر اماں ابا کے بیچ بیٹھا اور دونوں ہاتھ دونوں کے اطراف پھیلائے۔

دونوں ہی سخت خفا اور ناراض تھے۔

"محبت ہے یہ میری، اب بھی نہیں قبول کریں گے؟"

جمشید نے سامنے بیٹھی شنائیل کو آنکھ ونگ کرتے روٹھے والدین کو پٹایا، شنائیل کو پتا تھا وہ جھوٹ بول رہا ہے پر وہ اس جھوٹ پر بھی مر مٹی۔

"اچانک محبت کہاں سے بن گئی یہ طوائف تیری؟"

شاکرہ نے لفظوں کا سفاک استعمال کیے اک لمحہ سب افراد کے دل میں جلتی سلاخ گاڑی، جمشید نے فوری شنائیل کو دیکھا جسکی آنکھیں 'طوائف' پر اذیت سے مسکرائی تھیں۔

"اماں، سوچ سمجھ کر لفظ بولیں۔ بہو ہے آپکی۔ میری بیوی۔ یہ برداشت نہیں ہو گا مجھ سے۔ ناراضگی جتانی ہے آپ دونے، میں خاضر۔ چیڑ پھاڑ دیں پر اس سب میں اس لڑکی کو کٹھہرے کا مجرم مت بنائیں"

جمشید کا شنائیل کے لیے بولنا، سلوی، رضوان اور شنائیل کے ہونٹوں پر عجیب درد بھری مسکراہٹ سمیٹ لایا۔

"ابھی سے زن مرید بن جا کھوتے، یہی امید تھی تیرے جیسی گندی اولاد سے۔ ہٹ منحوس۔ جا اسی کے تلووے چاٹ۔ میری مان اسی نیک پروین

کے پلو سے لگ جا۔میری تو اوقات ہی نہیں اب تیرے آگے۔دفع

"مر۔۔۔۔۔۔

شاکرہ نے کوئی رحم نہ کھایا اور روتی پیٹتی اٹھ کر چلی گئی جبکہ سلمان بھی اٹھا،اک غصے بھری نظر ڈالتا شاکرہ کے پیچھے دوڑا جبکہ جمشید نے معصومانہ سی نظر تایا جان پر ڈالی جو اسے برہمی سے گھور رہے تھے۔

"ایسے مناتے ہیں،ایسے اپنے پھیلے رائتے سمیٹتے ہیں جمشید احمد؟"

رضوان اٹھ کر پاس آئے تو وہ بھی کھڑا ہوا،سلوی اور شائیل بھی فوری اٹھیں۔

اور کیا پیر پکڑتا؟مجھ سے اتنا ہی جھکنے ہوتا ہے جتنی میری غلطی ہوتا یا"

"جان۔

جمشید کا اصول پسند ہونا پہلی بار رضوان کو لگا سنگدلانہ ہے۔

ماں باپ کے آگے جھکنا پڑتا ہے۔انکا دل عام لوگوں سے چھوٹا ہوتا ہے اولاد"

کے لیے۔اس بات کو سمجھ پتر۔خیر گھر کے اس ماحول کو بہتر کرنے کا ایک

طریقہ ہے۔ہم شام میں نکاح کی خوشی میں چھوٹی سی دعوت رکھتے ہیں۔محلے والے۔خاندان برداری کے لوگ آئیں گے تو ممکن ہے وہ دو بھی اپنے ڈنگے منہ سیدھے کر لیں۔میں تیاری کے لیے ضروری سامان لے آتا ہوں۔شنائیل بچے کو بھی ویلکم والے احساسات محسوس ہوں گے۔"

رضوان صاحب کی تجویز سلوی اور جمشید دونوں کو اچھی لگی جبکہ شنائیل بس گم صم سی تھی۔

جمشید نے بے دلی سے ہی سب کاموں کی ہامی بھری جبکہ سلوی بھی دی جان کو رات کے لیے انوائیٹ کرنے کمرے میں گئی۔

"ہیلو دی جان"

فون تو لگا پر اس جانب دی جان کا لاڈلہ تھا جو ابھی پہنچا تھا اور دادی سرکار لان میں اپنی جیسی سہیلوں کے سنگ گواسپس کر رہی تھیں۔

"آپ انکو دی جان کیوں کہتی ہیں۔نانو کہا کریں"

یزدان کی بھاری آواز سنے سلوی کا چہرہ دھنک رنگوں سے سجا۔

"آپ بھی تو دی جان بولتے ہیں، بچپن سے آپکی نقل کر رہی ہوں"

چہکتی آواز میں اتراہٹ ملائے سرگوشی کی۔

اور کسی کام میں تو نقل کرنے کی جرت نہ ہوئی آپکی۔ فضول کام فوری کروا"

"لو۔ فرمائیں کس لیے میری دی جان کو کال کی آپ نے؟

یزدان ابھی بھی سلوی کے تین دن اگنور کرنے پر سخت تپا تھا پھر سفر کی تھکن بھی حاوی تھی۔

"جمشید اور شنائیل کی نکاح سلیبریشن دعوت ہے، آپ سب آیئے گا ڈنر پر"

فوری مدعے پر آئی جبکہ یزدان حیرت زدہ ہوا۔

"واٹ۔ آگئی وہ چڑیل؟"

یزدان کے لہجے کی تپش پر سلوی اداس سی ہوئی۔

بہت اچھی لگی مجھے، چڑیل مت کہیں۔ آپکا پرس چھین کر بھاگی ہے"

کیا؟ آپکی تو بچپن کی دوست ہے ناں۔ مجھے تو لگتا تھا آپکی گرل فرینڈ بھی ہو گی

"پر جب آپ نے مجھ سے نکاح کیا میں نے یہ بات ذہن سے نکال دی

ایسی خلش سلوی کے دل میں آئی بھی کیسے یہ سوچ کر یزدان کا دل برا ہوا۔

اوہ! تو آپ بچپن سے جل رہیں یہ سوچ سوچ کر۔ مجھ سے ایک بار کہا تو"
ہوتا۔ میں سچ کر دیکھاتا۔ کم از کم وہ مجھے اتنا تو نہ ستاتی جتنا آپ ناک میں دم کر
"چکی ہیں

یزدان نے بھی قسم اٹھا رکھی تھی، طعنے مار مار کر ہی جان لے گا۔

ٹھیک ہے، دم کر رکھا ہے ناں میں نے آپکے ناک میں تو رہیں ساری عمر"
ترستے ہوئے۔ آنے کی ضرورت نہیں آپکو۔ نانو اور ماموں کو بھیج دیجئے
"گا۔ بائے

غصے سے فون بند کرتی وہ کتنی دیر منہ پھلائے رہی جبکہ یزدان نے من ہی من میں مسکراتے باہر کا رخ کیا اور دی جان کو یہ خبر دی جبکہ خود وہ پہلے جانے والا تھا، آخر کو شنائیل کا نیا روپ دیکھنے کو سکھی صاحب بہت بیقرار تھے۔

لیزے اور دراب نے ناشتہ ساتھ کیا اور اس بیچ بھی دراب کی بھٹکتی بے ادب نظریں لیزے کا امتحان بنیں پھر وہ براق صاحب کے واپس آنے سے پہلے کچھ شاپنگ کے لیے نکل گئے اور وہ لیزے کے ساتھ ڈنر کر کے ہی واپس لوٹنے والا تھا، دد ھو کو باران کو سنبھالنے کا میسج کر دیا تھا۔

وہیں رضوان صاحب اور جمشید نے ارجنٹ طور پر اس شام کی تقریب کی تیاری کی، رضوان صاحب خود شائیل کے لیے بہت پیارا جوڑا اور باقی چیزیں لائے۔

شاکرہ اور سلمان نے پورا دن منہ پھلائے رکھا جس پر اور کوئی پریشان ہوتا یا نہ ہوتا، شائیل ضرور تھی۔

"آپ صبح سے کمرے میں کیوں بند ہیں؟"

سلوی کے ہاتھ میں ڈھیروں شاپنگ بیگز دیکھتی شائیل کھڑکی سے ہٹ کر پلٹی۔

بس ایسے ہی، جیم کی امی بہت زیادہ ہرٹ ہیں۔میں یونہی آگئی۔انکو تکلیف"
ہورہی ہے میرے یہاں ہونے سے جیسے میں جمشید احمد کو ان سے چھین لوں
"گی۔تم کہو انکو وہ مجھ جیسی کا ایک فیصد بھی نہیں سمجھتا خود کو
شنائیل کے ٹوٹے بکھرے لہجے اور الفاظ دونوں نے سلوی کو دکھی کیا۔

ایسا تو مت کہیں، جمشید بہت اچھا ہے۔اور پیار بھی کرتا ہے۔ صبح سب کے"
سامنے کہا تو تھا اس نے،اور چھوڑیں چچی کو، آپ یہ پہن کر ریڈی ہوں ہم
آپ دو کی نکاح سیلبریشن کرتے ہیں۔اور یہ جوڑا سپیشل آپکے لیے لائے ہیں
اباجی، اگر کہیں تو میں محلے کی پیوٹیشن بلا لیتی ہوں۔ باقاعدہ چھوٹی سی
"تقریب ہے تو آپکو تیار کر دے گی
سلوی نے بھاری ساکامداری میکسی فراک احتیاط سے بیڈ پر رکھے شنائیل کی
ساری فکر و پریشانی رفو چکر کی اور ڈریس جسکے موس کلر پر تو دیکھتے ہی شنائیل کا
دل آگیا تھا،اوپر سے سلوی کی دل موہ لیتی میٹھی باتیں۔

مجھے بس لائنر، مسکارہ اور لپ گلوز دے دو میں لائیٹ سا تیار ہو لیتی "

ہوں۔ ہیوی میک آپ بلکل پسند نہیں۔ اور جوڑا بہت پیارا ہے۔ اپنے ابا جی کو

"میری طرف سے شکریہ کہنا

شنائیل نے کوئی اعتراض نہ کرتے وہ فراک ان زیپ کی جو فل والیوم اور لینتھ کے ساتھ بنی تھی اور ساتھ پلازو تھا جس نے بلکل چھپ جانا تھا اور بھاری لیس والے کنارے سے سجا دوپٹہ۔

اوکے کہہ دوں گی، آپ چینج کر لیں پھر میرے روم میں چل کر آپ "

"ریڈی ہو لینا

سلوی نے جیولری اٹھائی اور مسکراتی ہوئی کمرے سے چلی گئی، شنائیل نے جوڑا بمشکل اٹھایا اور مسکراتی ہوئی بدلنے گئی، دلہن نہ سہی پر دلہن سے کم بھی نہ لگ رہی تھی، اوپر سے آنکھوں میں جمشید کے نام پر سجنے کی الگ ہی الو ہی چمک بیدار تھی۔

میں تمہارے لیے پہلی بار سج کر ہی خوبصورت ہو گئی جیم، بار بار سجی تو"

"میری خوبصورتی سے چاند بھی جل جائے گا۔ہاہا

اپنے آپ کو بے حد حسین دیکھتی وہ اتنی ہیاری ہنسی جیسے اسکے ہاتھ کو وہ نور آگیا ہو۔

دونوں ہاتھوں میں مٹھی کی صورت اپنا فل والیوم فراک تھامے ہی وہ باہر آئی جہاں سیم گولڈ ٹچ کی ہیلز بھی سلوی ان باکس کر کے رکھ گئی تھی۔

وہ پہن کر تو شنائیل اور بانکی سجیلی لگنے لگی۔

"مجھے بھی تیار ہونا ہے؟اوہ یار یہ کونسا نیا پنگاہ ہے۔"

بڑبڑاتا ہوا جمشید صبح کا گیا اب کمرے میں لوٹا اور آگے شنائیل کا توبہ شکن روپ اک لمحہ سانس لینا ثانوی کر کے رکھ گیا۔

وہ ابھی بس جوڑا پہنے بال کھولے کھڑی تھی تب بھی جمشید سے نظریں ہٹانا دوبھر ہوا۔

"یہ مجھ پر مرمٹے،اللہ جی پلیز"

شنائیل نے جلدی سے جمشید کی ٹھہری آنکھوں کو دیکھتے دعا کی،اور جب وہ اسکی طرف بڑھتا نزدیک آیا تو شنائیل کی آنکھوں میں جمشید کی محبت کا خمار سا تجسس کی صورت گھلنے لگا۔

کیا چاہتی ہو میں کام کی ہر بات بھول جاوں؟ تمہیں کسی نے بتایا نہیں کہ "

"اچھے بھلے انسان کا یوں دماغ خراب کر دینا کتنا بڑا جرم ہے

وہ شنائیل کے پاس رکتے اسکی پسند کی قربت اختیار کرنے کے بیچ بولا تو آواز دب سی گئی جبکہ شنائیل کو اسکا مضبوط ہاتھ اپنی کمر پر رینگ کر اپنی طرف کھینچتا محسوس ہوا۔

جسکی وجہ سے دماغ خراب ہوا ہے،اسے سخت سی سزا دے کر معاملہ رفع "

دفع کر دو۔وہی سزا جو مجھے سزا نہ لگے پر تمہیں اطمئینان ملے کہ واقعی سزا

ہے"

وہ اتنی آسانی سے ہاتھ کیسے آتا، نظر فوراً شنائیل کے چہرے سے ہٹائے اپنے دوسرے ہاتھ پر ڈالی جس سے وہ شنائیل کا ہاتھ بے اختیار پکڑ چکا تھا، اسکا دیا بریسلٹ شنائیل کی کلائی پر بے انتہا جچ رہا تھا۔

"فائدہ پھر سزا دینے کا جب تمہیں سزا جیسی فیلنگ نہ آئے۔"

وہ پھر سے نظریں ملا گیا جبکہ ہاتھ چھڑواتے شنائیل نے اسکی گردن سے ہتھیلی لپیٹ کر جوڑتے اسکے کمر میں بازو حائل کرنے پر قریب ہوتے مشکل سی سانس بھری جسکی حرارت جمشید کی آنکھوں تک کبھی۔

"اچھی لگ رہی ہوں ناں تمہیں، ورنہ خود مجھے اپنے پاس تھوڑا لاتے۔ مجھے یہاں سے واپس نہیں جانا۔ یہ جگہ میرے نزدیک اس دنیا کی خوبصورت ترین جگہوں میں شامل ہے۔

تمہاری بازوؤں کے حصار میں آتے ہی، میں ہر دوسرے حصار سے نکل گئی۔ تمہاری آنکھوں کا مجھے چھونا، میرے جسم کی ہر لایعنی طلب پر بھاری

ہے۔ تم مجھے اسطرح دیکھتے رہو بس، میں کچھ اور چاہوں تو خدا کرے میری جان چلی جائے"

اپنے پھرسے کرچیوں میں بٹتے دھیان کو یکجا کرتی شنائیل اسکی سانسوں کی خوشبو میں ہی امان ڈھونڈ رہی تھی، وہ یوں تھا جیسے سب محسوس کرنے کے باوجود بے حس ہو۔

"یہ تجسس ہے، جیسے ہر چمکتی چیز کو اٹھا کر قریب کر کے دیکھا جاتا ہے۔اور پھر جب مطلب کی نہ ہو تو پھینک۔۔۔۔"

وہ اسے دور ہونے نہ دے سکی، وہ اسے جھٹک نہ سکا کیونکہ اپنے اطراف سے چھوٹنے کے انداز میں سرکتے جمشید کے ہاتھ کو بروقت واپس اپنے گرد لپٹائے وہ اسے اپنے نزدیک کھینچ گئی۔

"شاید کبھی کام آجاوں، پھینکنے میں جلدی مت کرو۔اچھے سے یقین کرلو کے واقعی بیکار ہوں۔مجھے سچ میں محبت ہو گئی ہے، دیکھو کیا بن گئی ہوں۔ کیا تھی۔ محبت جمشید! عام والی نہیں۔بہت پیور۔میں جانتی ہوں بہت ناپسند

ہوں تمہیں، پر مجھ سے میرے حق مت چھینو ناں۔ جو تھوڑے مجھے دیے ہیں، میرے پاس رہنے دو۔ میں اور کچھ نہیں مانگوں گی، پر امسس" اپنے ہاتھوں کی سرکتی خواہشات وہ جمشید کے رخساروں کو چھوتے، آنکھوں کی حسرت میں گھولے بولی۔ وہ اب بھی پتھر دل تھا، بناوٹ تھی۔

یہ بھی مت مانگو۔ دیکھنے کا حق دیا ہے، اسے کافی سمجھو۔ تمہیں دیا خود کو" چھونے کے حق، خود میرے حق میں بہتر نہیں۔ جسے پسند نہ کیا جائے، اسکے چھونے سے ہر گز خوشی نہیں مل سکتی۔ اتنا تو سمجھتی ہو؟ بچی تو نہیں ہو" جمشید نے بنا تردد دل توڑ دیا اور وہ سینے میں چبھتی دل کی کرچیاں سنبھالے خوش دلی سے مسکرائی، کم از کم وہ جھوٹ نہیں بولتا تھا، چھوٹی امید دلا کر زخمی نہیں کرتا تھا۔

ہمم۔ میں سمجھ گئی۔ بلکل بہت برا لگتا ہے جب کوئی ناپسند انسان ہمیں ہاتھ" بھی لگائے۔ میں تمہارے حق میں ہوں۔ ڈونٹ وری۔ میں بس ایسے ہی

فضول کے تقاضے کر گئی۔آئی ایم سوری۔ تمہیں دیکھنا بھی میرے لیے بہت زیادہ ہے۔میں اسی پر خوش"

آنکھیں چرائے شنائیل نے پیچھے ہوتے جمشید کی بازو کے حصار سے خود کو ایمانداری سے محروم کیا پر تب گھبرائی جب وہ اسے قریب آتا عقب میں کبرڈ سے جوڑ گیا۔

شنائیل نے اسی بوکھلاہٹ میں جمشید کی شرٹ مٹھی میں بھری اور یوں شکائیت سی آنکھوں میں بھرے رونے سے بھرپور خود کو روکتی محسوس ہوئی جیسے کوئی خواہش اسکے اندر تڑپ تڑپ کر جان دے رہی ہو۔

دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے،بہت سی فیلنگز تھیں جو آنکھوں کے کناروں پر سوز کے رنگوں میں لتھری ہوئی تھیں۔

"ا۔۔اب اس کو کیا سمجھوں۔خوش فہمی یا غلط فہمی"

شنائیل سے اسکا اتنے قریب ٹھہرنا کیسے برداشت ہوتا تبھی نم ٹوٹی سرگوشی میں شکائیت کر بیٹھی۔

"میری بدقسمتی۔"

وہ پہلا لمحہ تھا جب سپاٹ کے بجائے کرب زدہ لگا۔

"اتنی بری نہیں ہوں جیم کے مجھ سے کوئی جذباتی تعلق بنانے کے بعد تم پچھتاو، تمہاری بیوی ہوں۔ تم جو چاہتے ہو کرو شاید کسی طرح تمہارے دل

"میں یونہی جگہ پالوں۔اتووسی

جمشید کی تکلیف پل میں غرور بنا گئی وہ لڑکی۔

"اتووسی جگہ کے بعد تم کہو گی اپنا سارا دل مجھے دے دو جمشید احمد۔ پھر کیسے رد کروں گا؟

سفاکیت سے سوال کرتا وہ بس شنائیل کی آنکھوں میں گم تھا۔

"الجھاتے بہت ہو، یا دور ہو جاو یا یہ دوری ختم کرو۔ بیچ میں مت لٹکاو۔ میں یہ اذیت نہیں سہہ سکتی جیم۔ میری تم سے محبت کے ساتھ کچھ جذباتی نیڈز بھی جڑ رہی ہیں۔ بچے تم بھی نہیں ہو"

وہ اسے مزید نہ دیکھے یہ چاہتی تھی وہ اور جمشید نے ایسا ہی کیا۔

"دیکھا۔لالچی عورت"

سلگتے ہوئے وہ دور ہٹا توشنائیل کی آنکھوں میں نمی اتر آئی، موقع دیکھے بناستا جو گیا تھا۔

"ہاں۔تمہاری محبت بھری اک نظر کی لالچ مجھے یہاں لے آئی۔تم نہیں سمجھو گے۔تمہیں ایسی والی محبت نہ ہو کبھی دعا کروں گی۔شاید قبول ہو جائے۔تم نہیں سہہ سکو گے۔اور جو چیز تم نہیں سہہ سکتے۔میں جب تک زندہ ہوں تمہیں اس سے بچاوں گی۔آئی لو ویو،سنا تم نے۔۔۔۔میرے جذبات کو تم دو نمبر کہو،ناکارہ کہو یا ویسٹیج۔میرے لیے اب تم سے آگے کوئی نہیں جمشید احمد۔میں مر مٹی تم پر۔"

آنکھوں میں موتیوں کی طرح چلے آتے آنسو رگڑتی وہ کمرے سے نکلتی چلی گئی جبکہ جمشید کو لگا اسکے سر میں یکے بعد دیگرے دھماکے کر گئی ہے۔

وہ دفتا پلٹا پر تب تک وہ جا چکی تھی۔

یہ محبت کا اظہار اتنی زور سے کون مارتا ہے۔ نکمی پھوہڑ عورت۔۔۔۔جو" سوئے میں کیا، جاگتے میں کرتی پھر تمہیں بتاتا مجھ سے محبت کرنے کی ایکچول "کیا سزا ہے۔۔۔۔جذبات جھڑ والو بس اس سے۔۔۔۔۔

اپنے سر کو بری طرح جکڑتا جمشید اب تک سن سماعت سے پریشان تھا کہ دل میں کیا پورے جسم میں آگ لگا گئی تھی، موصوف کبرڈ کی طرف لپکے تا کے کوئی ڈھنگ کا لباس نکال کر اس عجیب و غریب تقریب کا اہم رکن بن سکے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

دراب اور لیزے سارا دن کافی جگہیں گھومے، آدھی سے زیادہ ولیمے کی تقریب کی شاپنگ بھی کر لی جو دراب نے ڈرائیور کو بلوا کر تمام گھر بھجوا دی اور اب وہ لوگ ایک فینسی ریسٹورنٹ ڈنر کے لیے آئے تھے، یزدان کی کال

پر دراب زرا ٹیبل سائیڈ سے اٹھ کر اک طرف کارنر پر بنے پول کی سمت آکر کھڑا تھا پر نظریں تو دل کی دھڑکنیں بڑھاتی لیزے کی طرف جمی تھیں۔

وائیٹ فل سلیوز شرٹ کے ہمراہ سلم فٹ ڈینم جینز کے ساتھ وائیٹ شوز جبکہ دائیں کلائی میں ایپل واچ پہنے، بال کافی بے ترتیب مگر اچھے سے سیٹ کیے وہ وجیہ، سمارٹ اور پر کشش ایک ساتھ لگ رہا تھا، جیکٹ وہیں اتار کر چیئر بیک پر لٹکا رکھی تھی جہاں ٹیبل تھی انکی۔

جبکہ فلیمینگو کلر کے لئیر ڈ شارٹ فراک کے ساتھ وائیٹ ٹائیٹ کے ہمراہ، سر پر میچنگ اسٹالر ڈھیلا سا لیے لیزے قاتل حسینہ لگ رہی تھی، لمبے گھنے بال آچھے سے ٹائے کر کے فرنچ پونی بنا کر قید کر رکھے تھے اور گلابی ٹنٹ کے سوا چہرے پر بس موسچرائزاور مسکارہ لگائا تھا، آج وہ اپنے گلنار چہرے پر کچھ لگائے بنا بھی دمک رہی تھی اور پھر ڈارک پنک ہیلز جو اس نے چھوٹے چھوٹے پرل ائیر رنگز اور لپ سٹک سے میچ کی تھی اس میں اسکے سفید چھکلتے پیر بھی اسکے اُور آل لک کو چار چاند لگا رہے تھے۔

ہنہ ! کر لینے دے اسے آخری چند خوشیاں پوری۔ مرے گی تو میرے ہی"
"ہاتھوں

دراب کو اخیر غصہ چڑھ رہا تھا کہ اسکی مجرم کے ایسے چاؤ اٹھائے جا رہے ہیں۔ جبکہ سکھی صاحب بھی دو تین کرتے اپنے شاندار وجود سے جوڑ کر باری باری لگائے ڈنر کے لیے مناسب رنگ چوز کرتے ہوئے دراب کی چڑ سے زخمی کی مسکراہٹ دیتے محظوظ ہوا۔

"میں جا کر دیکھوں گا کے کیا صورت حال ہے، جمشید کی صحبت کا اگر اثر ہو گیا
شنائیل پر تو امید واثق ہے سنور جائے گی۔ تو پھر مارنے کا پلین کینسل کر
دینا۔ تُو بس لیزے اور باران میں بزی رہ یار۔ شنائیل والا معاملہ مجھ پر چھوڑ
دے"

سکھی نے فائنلی اپنے لیے taupe کلر کا شلوار کرتا چنا جو کافی اچھی فٹنگ اور بین کڑھائی فنشنگ کے سنگ خوبصورت بھی تھا اور جانی مانی بوتیک کا بھی۔

جمشید کے بارے جتنا تو نے بتایا، ملنا پڑے گا۔ چل جا تو پھر۔ جسکے لے جا"

"کر۔ یہی تیرا پسندیدہ کام ہے

دراب نے بھی جل سلگ کر جواب دیا، یزدان کھل کر ہنسا۔

براق دد ھو اور نرمین آنٹی کو بھی بلایا ہے رضوان صاحب نے، آئی تھنک"

"باران بھی تیار ہے۔ تو کدھر ہے؟ لیزے کے ساتھ؟

یزدان نے اپنا جوڑا بیڈ پر رکھتے ڈریسنگ سے فون اٹھا کر سپیکر سے ہٹائے کان سے لگایا۔

ہاں میں اپنی جان کے ساتھ ہوں، اچھا ہے باران کو بور مت ہونے دینا تم"

"لوگ۔ چل رات بتانا پھر مجھے کتنے جسکے لیے تو نے

دراب نے جان چھڑوانی چاہی کیونکہ لیزے اکیلی بیٹھی بھی قبول نہ ہو رہی تھی۔

اہمم اہمم۔ لگتا ہے لیزے نے تجھے گرین سگنل دے دیا۔ جلدی سے مجھے"

"پھر سے بنا دے انکل۔ چل جا جان کھا لیزے کی۔ میرا پیچھا چھوڑ۔ بائے

یزدان نے ہنس کر تپاتے ہی بڑی سی گالی سننے سے پہلے ہی کال کاٹ دی اور کپڑے اٹھاتا نہانے گھسا۔

جبکہ دراب جب واپس آیا تو لیزے ڈنر سے پہلے سٹاٹر میں کافی ساری رینج ٹرائے کر رہی تھی جس میں ڈیزرٹ بھی تھے اور کچھ سٹیک۔

شنائیل اور جمشید کی نکاح سیلبریشن ہو رہی ہے۔ مطلب حد ہی ہو گئی۔ اتنا" کچھ کرنے کے بعد اس منحوس لڑکی کی قسمت دیکھو لیزے، کتنا مزہ آئے گا

"اب اسے مار کر

دراب کے اول جملے کی اداسی آخری پر ڈر بنی تو لیزے سہم کر دراب کو دیکھنے لگی۔

آپ ایسا کچھ نہیں کریں گے حیدر، اگر وہ سدھر رہی ہے تو یہ معاملہ اللہ پر"

"چھوڑ دیں۔ آپ کا دھیان خبر دار اگر مجھ پر سے ہٹا

اسے باز رکھنے کی خاطر لیزے نے جن کو پھر اپنے پیچھے لگا دیا، دراب کی آنکھوں میں خمار کا غالب آنا لیزے کا گلا خشک کر گیا۔

بچاری کو گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگانا پڑا۔

"اب تم چاہو گی بھی تو دھیان کی جرت نہیں تم پر سے سر کے۔بہت پیاری لگ رہی ہو اس فلیمینگو کلر میں"

دراب کی نظروں کا حصار لیزے کا سرخیاں چھوڑتا چہرہ تھا،لیزے نے اسکا ٹکٹکی باندھنا دیکھے گھبرا کر نظریں ارد گرد پھیریں۔

"حیدر ایسے مت دیکھیں۔میرے دل کی رفتار بڑھ رہی ہے"

فورک سے گرل بیف کا پیس کٹ کرتی وہ منمنائی،دراب نے ویٹر کو آتا دیکھے نظریں ہٹائیں جو مین رینج پلیٹر لیے پاس رک کر دونوں کو انکا ڈنر سرو کیے اسی طرح مسکراہٹ اچھالتا لوٹ گیا۔

"میری بھی"

دراب نے مڈ میں رکھے فریش روز زواس سے لمبی سرخ ٹہنی والا گلاب نکال کر اس خوشبو کے میخانے کی جانب بڑھایا،لیزے کی مسکراہٹ دراب کی نظروں میں اتنا سپیشل ہونے پر گہری ہوئی۔

فوراسے پھول تھامے اسکی پیٹلز ہونٹوں سے لگاتے خوشبو بھی ان ہیل کی۔

اب ایسے ہوش گنوانے منظر کیسے دراب کو پاگل نہ کرتے۔

اب اسکے بعد سیدھا گھر چلیں گے۔میں بہت تھک گئی ہوں۔پورا دن"

"باران کو نہیں دیکھا تو اداس بھی ہوں۔

دراب کیسے بھول گیا تھا کہ وہ موصوفہ اب محبوبہ اور بیوی کے ساتھ ایک ذمہ دار سی ممی بھی ہے۔

"تھک کیوں گئی۔ایسا کیا کر دیا جان"

دراب کی معنی خیزی پر لیزے بلش کی۔

پلیز نظریں ہٹالیں۔آرام سے کھانا کھانے دیں۔بہت بھوک لگ رہی"

"ہے

لیزے اسے دیکھ بھی نہ پا رہی تھی اور دراب ہنس کر خود بھی ڈنر کیے لیزے کی مسکراہٹ کی اگلے ہی پل سب سے پیاری وجہ بن گیا۔

"ابھی رات باقی ہے میری جان"

اپنا ڈنر شروع کرنے سے پہلے لیزے کے جسم سے جھٹکے سے ساری لاپرواہی کھینچ کر رکھتے دراب نے مقابل کی معصومانہ گھوری پر کھل کر خود کو ہنسنے دیا۔

اف وہ ہنستا تھا تو منظر ساکن کر دیتا تھا۔

لیزے چھینپ کر ہی تو رہ گئی پر اگلے ہی لمحے وہ ہنسی دیکھ کر مبہوت ہو گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

جیسی اچانک تقریب رکھی گئی، تیاری اس حساب سے سب نے مل کر اچھی خاصی کر لی۔ جمشید نے سیاہ قمیص شلوار چنا اور اسکے گندمی نکھرے رنگ پر سیاہی نے الگ ہی شان براجمان کی، خود شنائیل بھی ریڈی ہو کر دوپٹہ سر پر لپیٹ کر لیے کیوٹ لگی، سلوی نے گرین کلر کا جوڑا پہنا جو اسے سکھی نے ہی دلایا جبکہ دوپٹہ اسکا بھی سر پر تھا، باہر صحن میں ہی سب مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام تھا، کھانا وغیرہ محلے کے خاص نائی سے بنوایا گیا اور بہت ہی مزیدار

تھا، عمدہ بکرے کا گوشت، ساتھ روغنی نان، مٹر اچاری پلاو اور میٹھے میں کھوئے والا حلوہ رکھا گیا تھا۔

مہمان بھی سب آئے، اور یوں گھر پہلے ہی سجا تھا، سبکی آمد نے گویا چار چاند لگائے، باران بھی داد واور بڑے دد ھوکے سنگ آیا اور کافی جنٹل مین لکس میں سبکی توجہ کا مرکز بھی تھا، نرمین تو سب سے اسے ملوا رہی تھیں۔

جبکہ یزدان کی نظریں تو بس سبز ہرنی پر تھیں جو سر پر دوپٹہ اوڑھے ادھر ادھر پھرکی کی طرح بھاگتی دوڑتی اسی طرح یزدان کے دل کو سپیڈیں لگا رہی تھی۔

"باران! ایک کام تو کر دے میری جان۔ یہ چاکلیٹ زرا ادھر لگا تھوڑی سی" باران، یزدان کے پاس ہی بیٹھا سلوی کی دی چاکلیٹ ہی کھا رہا تھا جب سکھی کی فرمائش سنے وہ عجیب سا مشکوک گھورا۔

"پر ایسے تو آپکے کپڑے گندے ہو جائیں گے یزدان انکل"

باران نے معصومیت کے تمام تر ریکارڈ توڑے۔

"میرے پاس بہت اچھا کلئیز ہے۔تو لگاناں۔"

سکھی کے پکڑ کر دبوچنے پر بچارے باران نے اس سنکی انکل کی مانی اور منہ ہی سیدھا سکھی کے کندھے سے جا صاف کیا۔

اک لمحہ تو چراغوں میں روشنی نہ رہی۔

بچارا یزدان، شیطانی مسکراتے باران کو کچھ کہہ بھی نہ سکا۔

ٹھیک دراب حیدر کی اولاد ہے تو بچے، آہستہ آہستہ اسکے شیطانی جراثیم" جاگ رہے تجھ میں بھی۔کوئی نہیں یزدان۔برداشت۔۔۔۔۔بچے اجکل ایسے ہی آرہے ہیں مارکٹ میں"

یزدان نے بظاہر پیار سے مسکراتے باران کی گال چومی جو فورا دھو کے پاس بھاگا جبکہ اندر تو یزدان کے آگ لگ گئی۔

بچارا اٹھ کر بچ بچاتا سلوی کے کمرے میں گھسا اور پھر ساتھ ہی اٹیچ واش روم میں۔

سلوی۔ یہاں آئیں زرا اس باران کے بچے نے چاکلیٹ ٹھیک میرے"
"کندھے پر لپی ہے۔ پلیز اسے صاف کر دیں
یزدان نے فورا سے پلین پر عمل درامد کرتے اپنی ماسی کو میسج ارسال کیا جبکہ خود وہ ٹشو سے صاف کرنے کے چکر میں اور قمیص گندی کر بیٹھا۔

"واہ واہ۔ اب زیادہ دیر لگے گی سلوی کو"
معنی خیز سرور کے سنگ آئینے میں خود کو شاباشی دیتے ویٹ کیا، سلوی نے میسج پڑھ لیا پر چونکہ ناراض تھی تبھی روم میں پہنچ کر گلا کھنکایا۔
یزدان روم میں جھانکا۔
میری جان ادھر آئیں ناں۔ لک میری شرٹ کا ستیاناس کر دیا لیزے"
"دراب کی ایجاد نے۔ پلیز اسے صاف کر دیں
یزدان نے لپک کر ہاتھ پکڑ کر کھینچا پر وہاں تو چہرے پر صاف لکھا تھا ہمیں چھیڑنے والے اپنے پیدا ہونے پر پچھتائیں گے۔

آپ نے ہی کہا ہو گا باران کو یہ کرنے کو تاکہ مجھ سے ملنے کا بہانہ بنا"

"سکیں۔ جیسے میں آپکو جانتی نہیں۔ادھر کھڑے ہوں۔

روٹھے لہجے میں پکڑ کر یزدان کو ڈریسنگ سے جوڑے سلوی جھکی اور ٹشو کو سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس میں ڈپ کیے تھوڑا گیلا کیا، چاکلیٹ کا دھبہ ٹھیک یزدان کے دائیں شانے پر لگا تھا اور سلوی ہیلز کے سبب باآسانی اس چھ فٹ پلس کے موصوف تک پہنچ رہی تھی۔

"آپ مجھے جانتی ہیں؟ آریو شیور"

اپنے صفائی مشن میں منہمک سلوی کو یزدان نے سرگوشی کیے ہاتھ دائیں بائیں سرکا کر باندھتے متوجہ کیا، سلوی نے آنکھیں اٹھا کر یزدان کو دیکھا، کاجل سے بھری آنکھوں میں ڈھیڑ ساری خفگی سمٹی تھی۔

ناراض ہوں۔فری ہونے کی ضرورت نہیں۔ناک میں دم کر دیا ہے ناں"

"میں نے آپکی۔تو دیکھیں بھی مت مجھے

ٹشو سے بہت سلیقے کے سنگ چاکلیٹ کا داغ رگڑتی سلوی ساتھ ساتھ
ناراضگی بھی جتا رہی تھی۔
لیکن اس کے ساتھ یزدان کے سرکتے ہاتھ بھی اسے اپنی کمر پر محسوس ہو کر
گھبراہٹ بخش رہے تھے۔

جی کر دیا ہے، ہر وقت دل چاہتا ہے آپ پاس ہوں میرے۔ آپکی یہ خوشبو"
سانسوں میں گھلی رہے۔ بہت مس کیا آپکو۔ اتنا پیارا سج سنور کر کوئی ایسے
روٹھے تو زمین تو کانپتی ہو گی یقینا۔ آپکے ہاتھ پر لگی مہندی، آپ سے زیادہ
"پیاری ہے
بس یہ محبت بھرے بہکے جملے تھے اور سلوی کی آنکھوں کا مسکرانا۔
پھر اسکا وہی ہاتھ پکڑ کر ہتھیلی چومتا یزدان از سر نو سلوی کو اسکی محبت میں
ڈال گیا۔
"میں بلکل نہیں پگھل رہی"

سلوی نے ہتھیلی چھڑوائی اور دوسرا ٹشو نکال کر واپس پاس آئی، یزدان نے اس بار زرا سینے سے لگاتے حصار بنایا۔

لیکن مجھے تو آپ پگھل کر موم کا ڈھیڑ ہوتا محسوس ہو رہی ہیں۔ چلیں گی"

میرے ساتھ، تفصیلا آپکی ناراضگی مٹاوں گا۔آپ بھول ہی جائیں گی کے خفا

"ہوں

وہ گویا اسم محبت پھونک گیا، سلوی سے اسکا اختیار چھین لینے میں یزدان کو اب محنت درکار نہ تھی۔

وہ اتنا خوبصورت مرد تھا کہ سلوی جیسی پیاری اور پر کشش لڑکی بھی اتنے نزدیک دیکھنے کے سوا ہر کام اور دنیا بھول جاتی تھی۔

"نوو۔۔ابھی نہیں جانا مجھے۔آپکو بہت ترسانا ہے"

سلوی نے واپس اسکے شانے پر نگاہ ڈالی تو یزدان نے اسکی پینڈٹ سے سجے گلے کو دیکھتے چہرہ جھکاتے اسکی بیوٹی بون پر ہونٹوں کی جاندار مہر لگاتے سلوی کی دھڑکنوں میں ارتعاش نمودار کیا۔

میں ترس نہیں سکتا، آپ نہ ہو کر بھی میرے پاس ہوتی ہیں بیوٹی۔ بس" جلد لینے آرہا ہوں آپکو سلوی۔ بہت جلد آپ میرے سوا کسی کی نہیں رہیں گی"

وہ بول رہا تھا تو اسکے حرکت کرتے ہونٹوں نے سلوی کی گال دیوانگی سے چومی، سلوی نے آنکھیں بند کرتے خود کو یزدان کے سہارے چھوڑتے دونوں ہاتھ اسکی گردن میں لپیٹے، ٹشو چھوٹ کر نیچے جا گرا۔

"آئی مس یو ٹو"

وہ اسکے گلے لگی یزدان کو اک نئے نشاط سے ملوا گئی، اسکی ننھی منھی گرفت، مخملی شدت، اور لبوں کی معطر سرگوشی سبھی یزدان فاروقی کی دنیا تہہ و بالا کر گئی۔

"الگ مت ہوئیے گا ابھی"

یزدان نے اسکے کھلے بالوں میں ہاتھ پھیرتے گرفت میں بے حد جنون سا ملا یا پر سلوی کو آج زرا گھٹن نہ ہوئی، دھیرے دھیرے وہ یزدان کی ہو رہی تھی، اسکی محبت کی شدتوں کو پہچان اور مان رہی تھی۔

"اب کوئی ناراض تو نہیں ہے ناں؟"

یزدان نے اسکے نازک وجود کو سنبھالتے پوچھا تو وہ فوراً چہرہ اسکی پناہوں سے الگ کرتی روبرو ہوئی تو دونوں کے چہرے بے انتہا قریب آ ٹھہرے۔

"نہیں"

وہ جو ہاں کہنے روبرو ہوئی تھی، یزدان کو دیکھتے ہی بدل گئی، وہ مسکرایا، اسکے خوبصورت ہونٹوں کی اور جھکتے وہ میٹھی سی جسارت کی جسکا سوچ کر ہی سلوی کا دل منجمد ہوتا تھا پر اب وہ یوں تھی جیسے نجانے کتنی بڑی خوشی پا بیٹھی ہو۔

اس سے پہلے وہ سلوی کی آنکھوں میں غالب آتے خمار پر اپنی اصل فارم میں لوٹ کر اسکی مٹھاس تک پہنچتا، وہ بروقت چہرہ پھیرتی اسکی گردن میں چھپا گئی۔

"سلوی۔۔۔ایسامت کریں"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے بالوں میں چہرہ چھپائے شکوہ کر گیا۔

"یہ نہیں س۔۔ سکھی۔"

بھاری سی آواز میں سلوی نے منت کی۔

کیوں ڈرتی ہیں مجھ سے۔ یہاں دیکھیں۔ میں پیار کر رہا ہوں ناں۔ آپکو اچھا"
"لگے گا

سلوی اسکی کسی چال میں نہ پھنستی فوراسے دروازے کی طرف پلٹ کر بھاگی، یزدان نے بروقت کلائی اچکتے اس لڑکی کو دبوچا۔

"ستانا چاہتی ہیں؟"

سلوی مکمل اسکی بازووں کی قید میں تھی، دم سادھ گئی جب وہ اپنی کھردری گال اسکی گال سے رگڑتا سلوی کو اچھا خاصا زچ کر گیا۔

چبھ رہی ہے آپکی داڑھی۔ سکریچیز آجائیں گے میری گال پر۔ مت کریں"
"سکھی۔

سلوی نے اسکا چہرہ پیچھے کرتے مچلتے ہوئے منع کیا۔

"ہاہاگال ہے یا گاڑی کا بونٹ۔ مطلب کچھ بھی۔اور یہ داڑھی ہے یا لوہے کی تاروں والا برش۔۔۔۔اب تو سکریچز ڈالنے پڑیں گے وہ بھی اپکی اس چلتی زبان پر"

یزدان کے تیور دیکھتی سلوی پھر سے پھڑ پھڑائی۔

"س۔۔ سکھی۔ماردوں گی میں آپکو چھوڑیں۔"

آخر کو مزاحمت کرتی وہ گرفت میں روبرو آ پھنسی،دونوں کی آنکھیں ملیں تو دل سے دھڑکے۔

"اس وقت کا سوچیں جب آپکے پاس بھاگنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہو گی،میں ہی ملوں گا ہر طرف۔پھر کیا ہو گا آپکی اس ننھی جان کا۔میں ابھی صرف اس لیے خود پر قابو رکھے ہوں کے کہیں مجھ تک آنے سے پہلے ہی آپ صدمے سے لڑھک نہ جائیں۔ورنہ باخدا آپکو دیکھ کر کیسے خود کو اور اپنے ہوش کو سنبھالتا ہوں،یہ میں جانتا ہوں یا میرا اللہ"

بھاری، سرور سے بھری گھمبیر سرگوشی سلوی کو اپنے کان میں اترتی، جسم کو لرزہ براندام کرتی محسوس ہوئی، سلوی نے جھٹ سے اسکے ہونٹوں پر ہتھیلی رکھی۔

مزید کچھ مت بولیے گا سکھی، ایسا لگ رہا ہے پیروں تلے زمین نہیں"

"رہی۔ جانے دیں۔ مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ مجھے بہت رونا آرہا ہے۔ پلیز

سلوی کی آنکھیں چھلکنے کو بیقرار تھیں، یزدان نے اس پھدکتی لڑکی کو کھینچ کر اپنی طرف دھکیلا اور ان منت کی ماری آنکھوں کو باری باری چوم کر وہ نمی، ان میں جذب کر دی۔

دل چاہ رہا ہے گردن دبا دوں آپکی۔ یہ داغ مٹائیں پھر جایئے گا۔ بس اللہ"

موقع دے آپکو مجھ سے فرار کرنے کا۔ خبردار اگر آپ کی آنکھوں میں آنسو

"آیا

ڈانٹ بھی پیار سے رہا تھا، سلوی نے فوری سر ہلایا جیسے انکار کرتی تو وہ واقعی گردن دبا دے گا۔

اپنے دوپٹے کا پلو اس بار گیلا کیا کیونکہ ٹشو کے سفید زرے یزدان کی قمیص پر چپک گئے تھے۔

داغ اترا نہیں پر ہلکا ضرور ہو گیا۔

"اس سے زیادہ نہیں ہو گا سکھی"

سلوی کا ہاتھ تھک گیا تو رونی صورت بنائے سسکی۔

"اب مسکرائیں"

یزدان نے وہ تھکی انگلیاں لبوں سے جوڑے چومیں تو ویسے ہی یزدان کے ہونٹوں کی گدگداہٹ پر وہ بلش کرتی مسکائی۔

اتنا پیارا کون مسکراتا ہے، چلیں جائیں ورنہ آپکی مسکراہٹ پر مر مٹوں" گا۔ پھر پتا نہیں آپکو کہاں کہاں سکریچیز آجائیں۔ میں ٹھہرا بہکا آدمی۔ خود کو بچا کر نکل لیں شاباش"

یزدان چاہتا تھا پہلے وہ نکلے پھر وہ پیچھے کمرے سے باہر جائے جبکہ سلوی اسکی یہ باتیں سنے کان کی لو تک لال ہوئی۔

مکا اسکے کندھے پر برسائے چہرے کے رنگ چھپائے بھاگ گئی۔

"آگ لگالی میں نے خود اپنے آپ کو۔ در فٹے منہ تیرا سکھی"

آئینے میں دیکھ کر یزدان کا دل چاہا سر ہی شیشے سے دے مارے پر پھر اگلے ہی لمحے اس ایک لمحے کا نشہ سا یزدان کی ساری بے کلی پر بھاری پڑا۔

موصوف خود بھی باہر پہنچے، باران صاحب تو پہلی باریوں کسی تقریب پر آکر کچھ زیادہ ہی خوش تھے۔

اسکے بعد یزدان نے اپنا آپ بچایا کیونکہ سلوی کے قریب جانا اب بچارے کو خود خطرہ لگا کیونکہ دل تو بڑے الٹے خیالات سوچ رہا تھا جبکہ تقریب پر نہ یزدان نے کوئی بات چھیڑی نہ رضوان صاحب نے کیونکہ دونوں کے خیال سے معافی تلافی یا ماضی کو دہرانے کا یہ مناسب وقت ہر گز نہ تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

ہنہ۔آئے بڑے ہمارے منہ سیدھے کرنے والے۔میں بتا رہی ہوں"
سلمان۔اس لڑکی کو ٹکنے نہیں دوں گی۔میں جیسی بھی ہوں، بری ہوں
لالچی ہوں پر اپنی اکلوتی اولاد کو ایک آوارہ لڑکی کے ہاتھ نہیں دوں گی۔تم
کس خوشی میں دانت نکال رہے تھے کھانے پر۔دل کر رہا تھا وہیں سے

"چھڈواں مکاماروں

جو زیور پہنے وہ نوچ کر ڈریسنگ میز پر پٹخے شاکرہ نے پلٹ کر بیڈ پر نیم دراز ہو
کر ٹی وی آن کر کے تکتے سلمان کو دیکھتے دل ٹھنڈا کیا پر الٹا سلمان کی سب
کے ساتھ باتیں یاد کرتی سلگی۔

بچارے سلمان کے ہاتھ سے ریموٹ ہی چھوٹ گیا۔

یزدان نے لطیفہ ہی ایسا سنایا شاکرہ کے میرا ہاسا نکل گیا۔اب کیا ہو سکتا"
ہے۔ہمارا سکہ ہی کھوٹا ہے تو کیا احتجاج کریں، ایسا نہ ہو وہ لڑکی ہمارا پتر ہی
لے کر اڑ جائے۔پھر چنگی رہے گی تو؟ایک ہی ایکسٹرا سپیڈی اولاد ملی ہے تو
"کیا چاہتی ہے اس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں؟

سلمان کی عقل مت کچھ کام کی کیونکہ رضوان صاحب کے ساتھ ساتھ براق صاحب نے بھی کھانے کی میز پر سلمان کو سمجھایا تھا، سمجھایا تو فہمیدہ صاحبہ اور نرمین نے شاکرہ کو بھی بہت تھا پر یہ موصوفہ ابھی ٹیڑھی کھیر تھی۔

"جہیز بھی نہیں ملا، ایسے تھوڑی شادی ہوتی ہیں۔"

شاکرہ کی اصل الجھن اب کھلی، سلمان نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"تو گنوا کر رہے گی اپنا پتر شاکرہ۔ بس کر دے یہ لالچ، میرے خیال سے اب ہماری حکمرانی ختم ہو گئی ہے۔ اللہ اللہ کر اور جین دے بچوں کو۔ جہیز چاہیے اسے۔ خود جیسے ہیرے کے ہار لائی تھی"

آخری جملہ بچارے سلمان کی حسرت تھی اور شاکرہ اب رہا سہا غصہ فٹ بال کی طرح بچارے بے ضرر شوہر کو گما کر نکالنے والی تھی۔

"کیا کہا تو نے؟ جہیز کا طعنہ دیا۔ ناں میں کسی کو وہ نور سے کم تھی جین جو گیا۔"

شاکرہ نے آو دیکھا نہ تاو، اٹھا کر تکیہ چوڑے ہوتے سلمان پر برسایا۔

ہاں لیٹری سے نکلا پاسٹک کا کوہ نور۔اچھا تکیوں کی لڑائی کرنی آج"

"تجھے۔رومنٹک موڈ ہو رہا جوانی کی طرح۔چل آجا میدان میں

سلمان بھی شاید سدھر رہا تھا،اسے شاید سمجھ آگئی تھی کے سب کچھ پیسہ نہیں،شاکرہ کو اکسا کر وہ بھی گدھوں کی طرح عمر کا لحاظ چھوڑے بیڈ پر اٹھ کھڑا ہوا،جبکہ شاکرہ نے بھی تکیہ اٹھا کر اوپر چڑھتے دل کھول کر سلمان پر برسایا۔

اور وہ تکیے بھی روئی والے تھوڑے تھے،وہ تو یوں تھے جیسے پتھر بھرے ہوں۔

آہ۔۔۔میرا جوڑ ہل گیا۔کہاں سے لگتا ہے کہ تو جوان مرد کا باپ ہے"

"جو کر۔آئی۔۔۔اب دبا میرا کاندھا چھچھورے۔اف اماں میں مر گئی

شاکرہ کو زرا سخت لگ گئی تو وہیں بیٹھ کر کوکنے لگی،سلمان ہنستا ہوا پاس ہی بیٹھے مسکرا کر شاکرہ کا بازو پکڑے دوسرے ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی پکڑے اپنے روبرو کر گیا۔

تو جیسی بھی ہے، سلمان کے دل کی ملکہ ہے۔ کوئی اور ہوتا اب تک تیرے" سو قتل کر ڈالتا۔ پر یہاں ہم ہی قاتل ہم ہی بسمل۔ ان آنکھوں سے ہی مار ڈالتی ہے تو۔ میری چھمک چھلو۔ چل چھڈ دے غصہ۔ دیکھ مسکراتی کنی سوہنی "لگدی این۔۔۔۔۔ میں قربان جاواں

شاکرہ کا سارا غصہ سلمان نے پل میں بھگا دیا، وہ بھی غصیلا غصیلا مسکرا ہی دی۔

" چھچھورا انسان۔ بیٹا بھی سہی تیرے نقش قدم پر چل رہا ہے"

شاکرہ کے منہ سے سچ نکلا تو سلمان احمد نے کھل کر قہقہہ مارا۔

یہی تو المیہ ہے۔ عورت چاہتی ہے اسکا شوہر اسکے لاڈ اٹھائے پر یہی جب پتر " کرے تو ولن ساس بن جاتی ہے۔ جب تیرے مظالم پر سلمان احمد نے اتنے سال اف نہیں کی تو تھوڑا بڑا دل اپنے پتر کا بھی برداشت کر۔ وہ تو پھر بھائی صاحب کی تربیت ہے۔ ستھرا اور کھرا۔ تو مجھ سے لڑ لیا کر، پر اب یہ اپنا کھورا

پن چھڈ دے۔تو اپنی محرمیوں کا بدلہ ان معصوم بچوں سے نہ لے۔میں نے
"تیرے ارمان پورے نہیں کیے۔مجھے دے سزا
سلمان کی آنکھوں میں شاکرہ نے مدت ہو گئی تھی دیکھنا چھوڑ دیا تھا،بس اپنی خواہشات کے پیچھے بھاگ رہی تھی لیکن آج مدت بعد سلمان کی باتیں اسے جنجھوڑ رہی تھیں۔

"تو جان ہے میری سلمان"
شاکرہ نے نم آنکھوں سے کہتے ہی چہرہ سلمان کے سینے میں چھپایا تو بڑی مدت بعد اس محبوبہ کے ستائے دیوانے کو بھی قرار آیا۔
لگ رہا تھا شاکرہ کا بھٹکا ہوا راستہ اب جلد سنورنے والا ہے۔
وہیں سب مہمان رخصت ہوئے تو سلوی اور رضوان صاحب دونوں نے خوشی خوشی اکھٹے چائے پی،شنائیل بھی ساتھ بیٹھی پھر سلوی کے ساتھ شنائیل نے کچن سمیٹوایا اور آج نہ اسے اپنے نیلز کی پرواہ تھی نہ خوبصورت

ہاتھوں کی کے وہ خراب ہوں گے، سلوی منع بھی کرتی رہی پر شنائیل نے سلوی کے اپنے پن کا پورا اصلہ لوٹایا۔

پھر سلوی نے اسے زبردستی روم میں بھیجا اور خود بھی چینج کرنے اور وضو کرنے چلی گئی۔

جبکہ شنائیل روم میں آئی تو جمشید بنا چینج کیے ہی بیڈ پر عجیب بے ڈھنگے طریقے سے اوندھا لیٹا تھا۔

شنائیل کی آنکھوں کی چمک اور صورت کی تازگی ماند پڑی، اسے لگا تھا وہ اسکی تعریف کرے گا، کوئی بات کرے گا۔

"تم سو گئے کیا جیم۔ ابھی تو نو بجے ہیں"

شنائیل کو اسے مخاطب کرنے کے لیے لفظ ڈھونڈنے پڑے پھر بھی آواز میں ڈر ہلکورے لے رہا تھا۔

"ہمارے یہاں یہی سونے کا وقت ہے۔ جاو چینج کرو اور تم بھی سو جاو"

منہ تکیے میں دیے ہی حکم دیا، شنائیل کی آنکھوں میں نمی جمع ہونے لگی۔

"میں واقعی چینج کرلوں؟"

بیڈ پر اوندھا پڑا اجمشید، سوالیہ سر گوشی پر زرا سا پلٹ کر گھوما تو وہ دماغ خراب کرتی لڑکی ہتھیاروں سے لیس سر پر کھڑی تھی۔

آفکورس۔ کیا سلامی کا ویٹ ہے۔ جا وبدلو اور سانس لو۔ پھندانما کپڑے"

"پہن کیسے لیتی ہو تم لڑکیاں

اکتاہٹ بھرے انداز میں کہے واپس تکیے میں منہ دیے بھی وہ شنائیل کو مسکراہٹ دے گیا۔

وہ جا کر چینج کر آئی، سلوی کا وہی میرون جوڑا پہنا اور جو میک آپ تھا وہ بھی اتار آئی۔

تم نے کچھ منوانا تھا۔ اٹھو ناں۔ بات کرنی ہے مجھے۔ کیا گدھے کی طرح سو"

"رہے ہو

کچھ دیر تو شنائیل نے اسے سونے کی ایکٹنگ کرتے برداشت کیا مگر جب صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو قریب آ رکتی جھک کر اسکی بازو سے پکڑے ہلایا۔

"بلکل گدھا ہی ہوں جو تمہیں اٹھا کر گھر لے آیا"

وہ ایسا کہنا نہ چاہتا تھا پر زبان جیسے بے قابو ہو گئی تھی، شنائیل نے اپنا ہاتھ فوری ہٹا لیا اور اداس ہو جاتی چپ چاپ جا کر کاوچ پر بیٹھ گئی۔

"میں صبح ہوتے ہی چلی جاوں گی۔ تم پر سکون رہو"

اپنی آنکھ سے ٹپکتا آنسو پونچھے وہ بھرپور مضبوط آواز میں بولی پر جمشید نے کروٹ بدلی اور اگلے ہی لمحے اٹھ کر شنائیل کے سر پر آ رکا۔

وہ اپنی آنکھیں چرا گئی۔

"آئی ایم سوری۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا"

معافی مانگتا ہوا وہ اسکے پاس بیٹھا تو شنائیل نے چہرہ دوسری طرف کرتے آنکھیں مسلیں۔

اٹس اوکے جیم۔ تم جو منوانا چاہتے تھے مجھے بتا دو۔ میں سچ میں تمہارے"

"جاگنے سے پہلے چلی جاوں گی۔ لیکن تم خود کو کوئی برا لفظ نہیں کہو گے

فوراسے رخ جمشید کی طرف پھیر کر بیٹھتی وہ ہاتھ بڑھا کر اسکا گال سہلانے لگی، جمشید نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ہاتھ کو اپنے چہرے سے ہٹا کر نیچے کیا۔

"یہ فیلڈ، فلم انڈسٹری، اور فیشن کی دنیا چھوڑ دو۔"

وہ سیدھا سبھاو مدعے پر آیا، شنائیل کے لیے یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی تبھی اسکی رنگت سپید پڑی۔

"کیسے چھوڑ سکتی ہوں جیم۔ کئی فلمز، کئی ایڈز۔ کئی پراجکٹ سائن کر رکھے ہیں۔ پھر یہ سب چھوڑ دیا تو اپنا علاج۔۔۔۔۔"

شنائیل نے کچھ کہتے کہتے زبان روکی جبکہ جمشید نے اسکی بازو دبوچ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ اسکے سینے سے جا ٹکرائی۔

"علاج؟ کیسا علاج۔ کیا ہوا ہے تمہیں؟"

شنائیل تو اسکی تڑپ پر ہی ساکن ہو گئی، دم سادھ گئی۔

"ایکچولی میں نے کچھ ڈرگز لی تھیں، کچھ سال پہلے۔ انہوں نے میرے امیون سسٹم کو برباد کر دیا تھا۔ سو اس کے ٹریٹمنٹ کے لیے مجھے چند سال

کچھ انجکشن لینے ہیں جو بہت مہنگے ہیں۔میں جتنا بھی کماتی ہوں۔اسی پر سنٹ اسی پر لگتا ہے۔اگر یہ سب میں نے چھوڑ دیا تو میں وقت سے پہلے مر جاوں گی"

شنائیل نے سچ سچ بتا دیا کیونکہ جھوٹ وہ سننے کا مستحق نہیں تھا۔

"ڈر گزاب بھی لیتی ہو؟"

وہ ہنوز اسکی بازو دبوچے بولا۔

"امم۔۔زیادہ نہیں۔مہینے میں اک بار۔۔۔۔"

شنائیل نے نظریں جھکائیں تو جمشید اسکی بازو جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔

تو ٹریٹمنٹ کیوں لے رہی ہو؟مر جاوناں۔احسان کرو سب پر اپنی موت" سے۔جب تم نے ڈر گز سے باز نہیں آنا تو ٹرئٹمنٹ کے نام پر خود کو کیوں بہلا رہی ہو۔بولو۔کیا زندگی تمہارے نزدیک کباڑ کا مال ہے؟ان بیمار لوگوں سے پوچھو جا کر جو ایک آسان سانس کے لیے تڑپتے ہیں۔"

وہ بھی بوکھلائی سی اٹھی، وہ اسے ڈانٹ رہا تھا اور آجکل شنائیل یوں تھی جیسے بات ملے اور رو پڑے۔

مر جاوں گی۔اپنے حصے کی سانسیں تو لینے دو۔مجھے مت ڈانٹو۔میں سب " جانتی ہوں۔پہلے تو پیاری نہیں تھی پر اب زندگی بہت انمول ہے تبھی جب سے تم ملے میں نے صرف ٹرٹمنٹ لیا ہے۔میں اگر یہ فیلڈ چھوڑتی ہوں تو "بدلے میں مجھے کیا دو گے تم جیم؟

وہ اسکی تکلیف سے بھری آنکھیں نظر انداز کرتی اپنی موت کے لیے آمادہ ہو گئی، جمشید کو لگا اسکا دماغ کام کرنا بند کر گیا ہے۔

"بدلے میں تمہیں زندگی، سکون اور خوشی ملے گی"

وہ کرب سے جبڑے بھینچتا یہ راز ہی رکھ گیا۔

"مطلب تم ملو گے؟"

وہ اسکے حصار تک آرکی، نا جانے کیسی تڑپ تھی اس لڑکی کی آنکھوں میں کہ جمشید کو چہرہ اس سے موڑنا پڑا۔

تم جو مرضی سمجھو، تمہیں بہت کچھ واپس دلاوں گا، تمہارے ٹرٹمنٹ کی"

"ذمہ داری میری۔اس کے لیے اپناسب کچھ بیچ دوں گا

وہ اسکے مضبوط لہجے اور سچی آنکھوں پر فدا تھی، پتا نہیں کیوں آنسو آنکھوں تک چلے آئے۔

"ا۔۔اپنی محبوبہ بھی؟"

شنائیل کی آواز بکھری۔

"ہاں۔شاید۔کل شام تک کا وقت ہے تمہارے پاس۔"

جمشید نے حتمی فیصلہ سنایا۔

ہمم۔۔ تھوڑا وقت ہے پر کافی ہے۔میں کل تک جواب دیتی ہوں۔تم سچ" میں ملو گے مجھے؟ دھوکہ تو نہیں دو گے؟ آئی مین ایسا نہ ہو میں کہیں کی نہ

"رہوں جمشید

وہ بول بھی بہت مشکل سے رہی تھی، بار بار آواز حلق میں دب جاتی اور وہ اسی مشکل سے اس لڑکی کی بکھرتی ذات سہہ رہا تھا۔

تم خسارے میں نہیں رہو گی، تمہیں کسی کی ضرورت نہیں رہے گی۔اسکی"
"گارنٹی ہے۔

وہ نم آنکھوں سے مسکائی، گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا اٹک رہا تھا۔

"تم پر بند آنکھوں یقین ہے مجھے"

وہ اسے خود کے لیے تڑپتا محسوس کر رہا تھا پر جانے کیسی قید تھی کے وہ خود کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔

"اب سو جاو۔رات کافی ہو گئی"

وہ کہہ کر پلٹا ہی کے شنائیل نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑا۔

"آئی لو ویو۔"

وہ اسکے ہلتے ہونٹوں کی بس جنبش دیکھ سکا، سنائی تو جیسے کچھ دینا ہی بند ہو رہا تھا، کہ وہ اسے پاس آکر اسکی گال کو چوم کر برق سا اثر جمشید میں سرائیت کرتی پیچھے بھی ہٹ گئی۔

"گڈ نائیٹ"

جبکہ شنائیل کے جانے پر جمشید نے گہرا سانس بھرتے رخ موڑا،اور آنکھوں میں عجیب تیرگی اتر آئی تھی، مٹھی ضبط سے کستا ہوا وہ واپس پلٹا تو شنائیل لحاف میں جا کر آرام سے دائیں کنارے لیٹ چکی تھی۔

وہ کتنے لمحے وہیں کھڑا اسے دیکھتا رہا، پھر جب گردن کے گرد نادیدہ دباو محسوس ہوا تو الٹے قدموں کمرے کی حدود پار کرتا باہر نکل گیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

Zubi Novels Zone

"مموآپ کدھر تھیں۔آپکو پتا ہے کتنا مس کیا۔میں نے آج پورا دن آپکو اتنا سا بھی نہیں دیکھا"

جب سے باران گھر لوٹا تھا پہلے سے موجود مموکو دیکھتے ہی کب سے اس سے چپکا تھا،لیزے کی تو بولتی ہی بند تھی بس باران کے سوال اور سرخ رو کر رہے تھے۔

تمہاری ممی کو میں پرستان لے کر گیا تھا۔وہاں بہت سی پریاں تھیں۔ہم" نے کہاایک باران کے لیے لیتے چلیں۔بس اب تم دعا کرنا جلدی سے وہ پری "تمہارے پاس آجائے

دراب نے چینج کرتے قدم روم رکھتے ہی جب باران کی تسلی کروائی تو جہاں وہ لیزے سے الگ ہوا وہیں لیزے نے کھاجاتی نظروں سے دراب کو گھوری دی۔

ممو، بابا کونسی پری کا بول رہے جو میرے دوست کے پاس بھی ہے بے بی" "والی پری؟ ممو بتائیں ناں۔بہنا پری؟

باران کی بے تابی دیکھتے لیزے نے اسے اپنے سینے سے واپس لپٹایا۔

باران، بابا مزاق کر رہے ہیں۔ہم کچھ کام کے سلسلے میں بزی تھے۔پر دیکھو" مموا پنے بے بی کے پاس ہیں ناں تو بھول جاو کے تم نے مجھے مس کیا۔میں "نے خود اپنی جان کو اتنا سارا یاد کیا۔

لیزے نے خود ہی باران کی گال چومتے بہلایا اور وہ بہل گیا یہ دیکھ کر دراب کو خاصی حیرت ہوئی، اسکی اولاد اتنی شریف نہیں ہونی چاہیے بلکہ وہ چاہتا تھا باران، لیزے کے ناک میں دم کرے۔

"تمہاری ممو کو بہلانا بھی نہیں آرہا چیمپئین۔"

دراب نے آئینے کے سامنے ایکشن مار کر رکتے بال سیٹ کیے تو لیزے نے کشن ہی اٹھا کر دراب کی کمر میں مارا۔

جبکہ باران کے بھی بابا کی پٹائی پر دانت سے نکلے۔

"بابا لگی تو نہیں ناں؟"

باران نے دانت دیکھاتے پوچھا جس پر وہ پلٹ کر دونوں کو ڈرامائی خفگی سے گھورا۔

"تم میری سائیڈ ہو یا اپنی ممو کے؟"

دراب بھی پاس بیٹھے جان کر لیزے کے کاندھے سے کاندھا ٹکراتے بولا، باران آدھا لیزے پر جھکا تھا اور ممو کے لاڈ وصول رہا تھا۔

"میں آپ دونوں کی سائیڈ"

باران نے آگے ہوتے دراب کی گال چومی پھر لیزے کی گردن میں بازو لپیٹے ساتھ جالگا۔

لیزے نے گردن موڑتے دراب کو آنکھیں نکالیں جو لیزے کی رخسار چومتا اسے اور چڑا گیا، یہ تو باران نے نہیں دیکھا ورنہ لیزے کا چہرہ سرخیاں چھوڑ دیتا۔

آپکو پتا ہے مموبہت مزہ آیا ادھر، سلوی آپی بھی تھیں بہت پیاری۔انہوں" نے مجھے چاکلیٹ بھی دی۔ہی ہی جو میں نے سکھی انکل کے کہنے پر انکے کپڑوں سے صاف کی۔ بڑا مزہ آیا۔انکل اپ سیٹ ہو گئے تھے۔پر میں ہاتھ نہ آتے بھاگ گیا"

اپنی کارستانی سناتا باران، خود بھی ہنسا اور دراب لیزے کے چہروں پر بھی مسکراہٹ دوڑی۔

"مطلب تم نے سکھی کا بہت بھلا کیا آج۔واہ میرے چھٹکے عقل مند۔"

دراب کو سمجھ آگئی کے چاکلیٹ کس نے پھر صاف کی ہو گی تبھی اپنی ایجاد پر جی بھر کر پیار آیا۔

"غلط بات ہے بے بی، کسی کے کپڑوں کے ساتھ منہ نہیں صاف کرتے۔ آپ تو مموکا گڈ بوائے ہو۔ یہ شرارتیں کس سے سیکھ رہے ہو"

لیزے نے فوراً سے زرا روٹھتے ہوئے سمجھایا۔

"میری جان بھولو مت یہ دراب حیدر جدون کی اولاد ہے، اس میں شراتوں کا سافٹ وئیر تمہارے اندر پہلی سانس بھرتے ہی ابڈیٹ ہو گیا تھا۔ تم نے ہی بچارے کو ایکسٹرا شریف بچہ بنا کر رکھا ہوا تنے سالوں سے"

دراب نے لیزے کے کان میں گھستے ارشادات کیے جبکہ لیزے نے ٹھوکہ رسید کرتے اسے چپکنے سے روکا۔

"مموانہوں نے خود کہا تھا میرے کپڑوں پر چاکلیٹ لگاو۔ ورنہ میں کوئی گندا بچہ تھوڑی ہوں۔ مموآپ ٹھیک ہیں ناں، آپکو بابا نے تنگ تو نہیں کیا؟"

باران کی فکریں لیزے کے لیے اتنی پیاری تھیں کہ دراب کو بے انتہا پیار آیا جب باران لیزے کے گال سے اپنا گال جوڑتا ممی کی زرا گرم گال چھوتا تسلی مانگ رہا تھا، تھک جانے کے سبب لیزے تھوڑی نڈھال لگ رہی تھی۔

نہیں میری جان، آپکے بابا بھی اچھے بچے ہیں۔آپکی مو بلکل فٹ ہیں بس"

"نیند پوری نہیں ہوئی تو تھک گئی

لیزے نے اسکا ہاتھ چوما تو وہ دوسرا ہاتھ بڑھا کر دراب کو چھو رہا تھا، دراب نے بھی اسکا ہاتھ پکڑے شرارت سے چوما۔

اوکے ممو تو آپ سو جاوناں۔آنکھیں بند کر لیں۔میں آپکو زیادہ سارا پیار"

"کروں گا تو آپ ٹھیک ہو جائیں گی

باران ہنوز اسکی گال تک ہتھیلی لاتا معصومیت سے منمنایا۔

دیکھو لیزے، تم سے جڑے افراد کم پیار پر صبر کر ہی نہیں سکتے۔اسے بھی"

"تم سے بہت سا پیار ہی کرنا ہے۔تم ہو ہی ایسی

دراب نے اس بار اسکے کان کی لو کو چومتے یہ مہکتے اعترافات کیے، باران نے لیزے کے سینے پر سر رکھتے خود بھی آنکھیں بند کر لیں، مستی ادھم مچا کر اور ممو کو یاد کر کر کے وہ بھی بہت تھک گیا تھا۔

یہ پری والا کیا قصہ سنا رہے تھے آپ اسے، دل چاہ رہا تھا سر توڑ"

"دوں۔دوبارہ آپکے ہاتھ نہیں آوں گی

اسکے پیار بھرے اعترافات رد کرتی لیزے سرگوشیانہ ڈانٹنے لگی جس پر دراب نے ہاتھ اسکی گردن کی پچھلی طرف سے گزارتے خود ٹیک چھوڑ کر سامنے ہوتے جھک کر لیزے کی خوبصورت جبین چومی۔

رگ رگ میں اس شخص کی شدت بھری پیش رفت سکون سرائیت کر گئی۔

"تم اب مجھ سے دور نہیں رہ سکتی، اسکا یقین ہے"

وہ جانے کس رو میں تھا کہ نرم گداز سانس در سانس گستاخیاں کرتے بھی لیزے کو زرا بے آرام ہونے نہ دیا۔

"ح۔۔حیدر! یہ جاگ جائے گا"

لیزے نے پناہ سی مانگنی چاہی۔

اسکی نیند دد ھوپر گئی ہے۔وہ بھی ٹن ہو کر سوتے ہیں۔دد ھوسے یاد آیا،انکا"
تھنکیو کر کے آتا ہوں۔اور سکھی سے بھی زرا پوچھوں مشن صفائی کیسا

"رہا۔تب تک تم اسے سلا کر روم میں پہنچو۔اوکے ؟

دراب کے ارادے لیزے کو خوفزدہ کر گئے،بے اختیار ایک ہاتھ سے وہ
دراب کی شرٹ کا گریبان دبوچ گئی،وہ واپس اسکے چہرے کی اور جھک
آیا،ہاتھ کا پنجا سا بناتے بیڈ بیک پر پکڑ جمائی۔

"حیدر!مجھے بخش دیں خدا کے لیے۔نیند سے برا حال ہے میرا"
لیزے نے آنکھوں میں آنسو بھر لاتے گزارش کی۔

کمرے میں جانے کا مطلب صرف وہی نہیں جو آپ سمجھیں عشقم،مجھے لاڈ"
"اٹھانے والا ہسبنڈ بھی سمجھ لیا کرو کبھی۔ہر وقت ڈرتی ہو تبھی بہکتا ہوں۔
گال چھوتے ڈھیر سی تسلی دیتا دراب مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور لیزے کے
دیکھتے ہی دیکھتے کمرے سے چلا گیا۔

لاڈ جیسے مجھے آپکے پتا نہیں ہیں۔او میری جان، آپ ممو کو بابا سے بچا ہی"

"نہیں رہے۔اف

لیزے کے پاس انکار کی نہ وجہ تھی نہ ہمت تبھی باران کو آہستگی سے میٹرس پر منتقل کرتے تکیہ اسکے سر کے نیچے رکھا اور اپنا دوپٹہ اٹھاتی اٹھ کر واش روم گھس گئی۔

براق جدون مزے سے لحاف میں دبک کر انگلش سٹوری بک میں منہمک تھے جب لاڈلے صاحب دروازہ زرا وا کیے اندر جھانکے۔

"آگیا میرا شیطانی پوتا"

براق صاحب کی مسکراہٹ گہری ہوئی، دراب ہنستا ہوا پاس نہ صرف بیٹھا بلکہ جھٹ سے سر دادھو کے گود میں رکھتے اپنے اب بھی ہنڈسم اور فٹ دادھو کو پیار اور انسیت سے دیکھنے لگا۔

پھر انکا ہاتھ پکڑ کر چوما۔

"تو کس پر چلا گیا ہے؟"

براق صاحب اسکے مشکور مشکور تیور بھانپ چکے تھے تبھی آ بیر واچکا گئے۔

"آپ پر، سچی بتائیں ایسے ہی تھے ناں آپ؟"

دراب کی شرارت پر آمادہ ہیزل براون آنکھیں ددھو کہ جان تھیں۔

"ہاں یار، تیری دادی پناہ مانگتی مانگتی اگلے جہاں نکل لی۔پر مجھے کیا پتا تھا کل کو تجھ جیسی شے بھی ملے گی۔اپنا کیا آگے آگیا مجھ مسکین کے"

ددھو کے ایڈمٹ کرنے پر دراب کھل کر ہنسا۔

اوپر کو اٹھ بیٹھے ددد ھو سے چپک ہی تو گیا جو اسکی چٹانی قوت پر دب سے گئے۔

"اور مجھے آپ جیسا ہونے پر فخر ہے، میری لیزے مجھے ملی ہے تو میں آپ سبکو ملا ہوں ددھو۔میرا سپورٹ سسٹم بننے کے لیے تھینکیو۔آپ نہ ہوتے تو میں اور ممی شاید جی ہی نہ پاتے۔آپ نے ہمارے لیے بہت قربانیاں دی ہیں۔"

سنٹی ہونے کے موڈ میں نہ تھا پر پتا نہیں ددھو سے وہ کبھی بھی کچھ بھی کہہ لیتا تھا بنا ہچکچائے۔

یہ قربانیاں رائگاں نہیں گئیں میرے شیر، کہ مجھے پچھتاوا ہوتا۔ مجھے تجھ"
جیسا پوتا ملا یہ میرے بڑے غموں کا علاج ہے۔ تجھ میں اور نرمین میں میری
"جان بستی ہے میرے دل کے ٹکرے اور اب لیزے باران میں بھی
براق جدون نے پیار سے دراب کی گال تھپکاتے اسکا دل مزید مسرور کیا۔
ممی اور سانول بھائی کے لیے میرا فیصلہ ٹھیک ہے ناں؟ قسم سے اگر آپکو اتنا"
"سا بھی اعتراض ہے تو میں اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹ جاوں گا
دراب کی بے چینی یہ ہے براق اچھے سے جانتے تھے، لحظہ بھر انکے
خوبصورت چہرے پر اذیت نمودار ہوئی پر پھر زائل ہو گئی۔
چودہ سال کا تھا سانول جب اسکے بابا رمضان قریشی نے اسے برہان کے لیے"
میرے سر پرد کیا تھا۔ پوری ایمانداری سے اس بچے نے اپنی تعلیم کے ساتھ
اپنے بابا کے حصے کے فرائض نبھائے۔ نرمین کے لیے اگر میرے نزدیک
کوئی بہترین ہے تو باخدا سانول ہی ہے۔ پر اس سب سے پہلے میں چاہتا ہوں
کے تو ایک بار برہان سے مل آ، وہ ترس رہا ہے تجھ سے ایک بار ملنے کو۔ شاید

وقت آخر وہ توبہ کر لے پتر۔ میں کیا کروں کے چاہ کے بھی اسے گناہ گار ہی

"مرتا نہیں دیکھ پا رہا۔

ددھو کے درخواست کرنے نے دراب کی آنکھوں میں سرخائی بھر دی۔

ممی کو انکی وجہ سے اپنی بیٹی کھونی پڑی، کیسے بھول جاوں اپنی بہن کی "

موت۔ پھر اس باپ نامی شخص نے میری زندگی کے ساتھ کیا کر دیا آپ بہتر

"جانتے ہیں۔ میں کیسے جاوں؟ دل پگھل جائے گا۔ پلیز ددھو

وہ درخواست کرتا اٹھا اور آنکھیں چراتا کمرے سے چلا گیا جبکہ براق جدون کو

لگا جیسے اپنے پوتے سے اسکی بساط سے بڑھ کر مانگ بیٹھے ہیں۔

سکھی کو بھی دراب نے کال نہ کی کیونکہ موڈ عجیب ہو گیا تبھی سیدھا کمرے

میں آیا، لیزے کو موجود پائے وہ اسکی طرف بڑھا جو لحاف درست کر رہی

تھی، دراب کے پکڑ کر گلے لگانے پر بوکھلا کر رہ گئی۔

"کیا ہوا حیدر؟ آر یو او کے؟"

لیزے سے جب بھی وہ یوں لپیٹا، وہ دل کے سارے جذبوں سے دہل جاتی۔

"تم میرے روم میں آگئی ہر ڈر کے باوجود، پیار آرہا ہے مجھے تم پر"

وہ مہارت سے دل کا کرب چھپا گیا پر یہ اسکی خام خیالی تھی کے لیزے سے کچھ چھپا سکتا ہے۔

بتائیں مجھے کیا ہوا ہے؟ آپکی آنکھیں پیار سے زیادہ درد کے اثر میں ڈوبی"

"ہیں۔ بابا کی کوئی بات ہوئی؟

لیزے نے اسے چھپنے نہ دیا مزید اور دراب نے بس سر ہلا کر بات ختم کی۔

"کہاں ہیں بابا آپکے؟"

لیزے نے دونوں ہاتھوں میں دراب کا چہرہ بھرا۔

"پاگل خانے"

لیزے کے ہاتھ اک لمحہ اس انکشاف پر لرزے۔

"واٹ؟"

لیزے کی آنکھوں میں خفیف سی سرخائی گھلی۔

"کل بات کریں اس پر لیزے؟"

وہ اسے اس وقت اپنی تکلیفوں سے اداس نہیں کرنا چاہتا تھا اور لیزے جانتی تھی اسکا دل بھاری ہے، مزید نہ کر سکی۔

"جیسا آپ چاہیں۔ سوئیں؟"

لیزے نے رخساروں پر انگلیوں کی پوریں پھیرتے جبراً اسی مسکراہٹ لیے مقابل کی آمادگی چاہی، لمحہ بھر دراب کی آنکھوں میں سرور اتر آیا۔

"سونا ہے تمہیں؟ کیا تم مجھ سے باتیں نہیں کر سکتی؟"

اسکو حصار کر اپنی طرف کھینچے سادہ پر حشر و ہنگامہ پرور سا استفسار کیے لیزے کی دھڑکنیں منتشر کیں۔

"اکیلے باتیں کرتے بھی ڈر لگے گا آپ سے"

وہ سراسر شرارت پر آمادہ الزام سارا دراب حیدر جدون پر ڈالے کندھے اچکاتی بڑی پیاری لگی۔

"اب تو بڑی ہو جاو"

بھٹکی سی نگاہیں لیزے کے بلش رخساروں سے ہونٹوں تک سرکاتے دل کی دھڑکنیں ملاتے مشورہ تھمایا گیا۔

لیزے کے ہاتھ دھیرے سے سرک کر دراب کی گردن کے اطراف جا ٹھہرے۔

"آپ نے کہا تھا لاڈ اٹھانے والے ہسبنڈ بنیں گے"

لیزے نے اسکی سانس میں سانس بھرتے یاد دہانی کروائی۔

تم بھی تو لاڈ کرنے والے موڈ میں نہیں ہو عشقم، پھر پابندیاں صرف"

"میرے حصے کیوں

وہ شکوہ کرے لیزے کو گدگدا گیا۔

"اف حیدر"

وہ بازو لپیٹ کر اسکے سینے جا لگی۔

"اف لیزے"

دراب نے اسی کی نقل اتاری تو وہ جھٹ سے سامنے ہوتی گھوری تو دونوں بیک وقت مدہوش سا ہنس پڑے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"بات کر سکتا ہوں کچھ دیر؟"

دروازے پر دستک دیتے ہوئے وہ اندر جھانکا جہاں سلوی نماز ادا کرنے کے بعد دعا مانگ رہی تھی، جمشید کی پکار پر دعا ختم کیے بیٹھے بیٹھے گردن گمائے گھوری۔

"مجھ سے بات کرنی ہے تمہیں؟"

سلوی کی حیرت دیدنی تھی۔

ہاں اب میری سگی بہن نہیں ہے تو تم سے ہی کروں گا ناں سلوی باجی۔ آو"

"باہر

کٹھور لب و لہجے میں کہے وہ وہیں سے لوٹا تو سلوی خوشگوار سی حیرت کے سنگ اٹھی اور دو تین منٹ تک باہر صحن میں آئی جہاں وہ تخت پر بیٹھا یونہی آسمان پر نکلے چاند کو سر اٹھائے دیکھنے میں محو تھا، سلوی ویسے ہی چادر لپیٹے ہی پاس رکی اور بیٹھی۔

"اچھا بتاو کیا بات ہے، تمہارے پاس تو ایک عدد بیوی بھی ہے، میرا خیال ہے اس سے باتیں کرنی چاہیں تمہیں"

جمشید نے نظر سلوی پر ڈالی تو وہ اسکی گھوری پر شرارت بھرا مسکرائی۔

"سلوی کچھ الجھن میں ہوں، مجھے مدد چاہیے تمہاری۔ تم ایک لڑکی ہو تم یہ اچھے سے سمجھ سکتی ہو۔"

جمشید کے سنجیدہ ہونے پر اس بار فکر کی پرچھائیاں سلوی کے چہرے پر بھی براجمان ہوئیں۔

"اچھا ٹھیک ہے بتاو کیا پریشانی ہے، شائیل کے حوالے سے ہے کچھ؟"

فوراً سلوی نے بھی سنجیدگی اختیار کی۔

ہاں، میں اسے جلد چھوڑ دوں گا۔وہ بری ہے یا اچھی مجھے اس سے کوئی لینا" دینا نہیں لیکن میں اسکا برا نہیں چاہتا، میں اسے ایک اچھی زندگی گزارتا دیکھنا چاہتا ہوں۔اسے اسکی تمام کھوئی خوشیاں واپس کر دوں گا۔تو کیا یہ اسکے لیے "ساری زندگی گزارنے کو کافی ہو گا؟

جمشید کے سوال، اسکی حرف حرف سے ٹپکتی فکر نے سلوی کو الوہا سا مسرت بھرا احساس عطا کیا۔

"وہ تمہیں پسند کرتی ہے؟"

سلوی کے سوال پر جمشید نے لحظہ بھر سلوی سے نظر چرائی۔

لگتا تو ہے۔پر مجھے نہیں چاہیے اسکی پسندیدگی۔مجھے کوئی ایسا طریقہ بتاو جس" سے وہ مجھ سے بیزار ہو جائے۔آئی مین لڑکیاں کن وجوہات پر چڑتی ہیں، کن پر ناراض ہوتی ہیں۔اور کیسے انکا وہ والا دل ٹوٹتا ہے جسکے بعد وہ اس آدمی کی "شکل بھی نہ دیکھنا چاہیں۔مجھے سب بتاو پلیز

سلوی کی مسکراہٹ جمشید کے ایسے پیارے سے بچگانہ سوالوں پر گہری ہوتی گئی، وہ رخ جمشید کی طرف گما کر اسے جن مسکراتی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی وہ جمشید میں سنسنی اتار رہی تھیں۔

"اگر وہ تم سے پیار کرتی ہے تو تم اسے خود سے کبھی بیزار نہیں کر سکتے۔ عورت جس مرد کا سایہ اپنے لیے چنتی ہے بچھڑ جائے تو اسی مرد کے قدموں میں اسکے دل کی قبر بن جاتی ہے۔ ہاں اسکے باوجود اسے خود سے دور کرنے کے لیے اسکا دل توڑو گے تو اپنا بھی زخمی کر بیٹھو گے۔ وہ بہت اچھی لگیں مجھے، پہلے کا علم نہیں پر اب انکا دل نازک سا ہے۔ تم فضول کی اسے ستانے کی حرکتیں مت کرنا۔ چچی چچا جلد مان جائیں گے۔ تم انکی سگی اولاد ہو، تمہارے لیے ان دو کے دل سمندر کے سے وسیع ہیں"

وہ دل ہلکا کرنا چاہتا تھا پر سلوی نے تو صدیوں کی تھکن اور لاد دی۔

"تم سے بات کر کے پچھتا رہا ہوں"

جمشید نے بڑی بھاری سانس بھرتے خفگی سے منہ پھیرا تھا۔

اس سے کر لو بات، نہیں پچھتاو گے۔ چلو جاو ٹھنڈ میں مت بیٹھے رہنا۔ میں "

" بھی سونے جا رہی ہوں

سلوی نے اسکے بھاری دل کو ہلکا کرنے کی آسان تجویز تھمائی اور اٹھ کر چلی گئی۔

جمشید وہیں سر گراتے لیٹ گیا، ٹھنڈ کی بڑھتی شدت اندر لگی آگ پر حاوی نہیں ہو سکتی تھی یہ طے تھا۔

وہ وہیں سو گیا، سحر کے وقت چڑیوں کی چہچہاہٹ اور فجر کی یکے بعد دیگرے بہت سی آذانوں کی آخری صداوں پر جمشید نے اپنی آنکھیں کھولتے آسمان کی وسعت تک نظریں گمائیں۔

آہٹ پر لیٹے لیٹے سر گمایا تو تایا جان وضو کر کے سر پر ٹوپی لیتے سلوی سے گرم سوئیٹر لے کر پہنتے باہر نکل رہے تھے، جمشید کو باہر لیٹا دیکھ کر جاتے جاتے ٹھٹکے۔

"تم ادھر سو رہے پتر، دیکھ کیسا قہر اتر رہا۔ آجا میرے ساتھ مسجد چلیں"

تایاجان کے پاس آرکنے اور ہاتھ بڑھانے پر وہ فوری رسان سے مسکراتا اٹھ بیٹھا، وہ اسکے لیے پانچ منٹ رکے جب تک جمشید وہیں باہر ہی سنک تک جائے ہاتھ منہ دھوتا بالوں میں ہاتھ پھیر کر بٹھائے انکے ساتھ ہی نکل گیا۔

سلوی نے ناشتہ بنایا، بس چائے رہ گئی جب کچن کے دروازے میں کھڑی شنائیل کو دیکھے مسکرائی۔

"بھوک لگی ہے آپکو؟"

سلوی نے چائے کے لیے دودھ نکال کر صلیب پر رکھا۔

ہاں ساری رات کروٹیں بدل بدل کر تھک گئی، چلو ہٹو چائے میں بناتی ہوں۔ اتنا تو آتا ہی ہے۔ تم تھکتی نہیں ہو اتنا کام کر کے۔ سکھی کچھ نہیں کہتا تمہیں"

شنائیل نے اتنے مان سے کہا کے سلوی نے فورا اسکے لیے جگہ چھوڑی جبکہ شنائیل کے سوالات سلوی کو رات کے شریر لمحوں سے الجھا گئے۔

بہت کہتے ہیں پر میں ہی باز نہیں آتی،اور یہ کام تو ہم خواتین کے خمیر میں "
رچے ہیں۔مجھے تھکن نہیں ہوتی۔پہلے زمانے میں تو عورتیں آٹا تک اپنے
ہاتھ سے پیستی تھیں،ہاتھوں پر کپڑے دھوتی تھیں۔تندور تپا کر روٹی
بنانا۔پھر پانی بھرنا،اب تو ٹیکنالوجی نے کتنی سہولیات دے دیں۔سو اب تو
مشکل رہا ہی نہیں کچھ۔پھر اپنوں کے لیے زرا سی محنت کرنا دل کو خوشی بھی
"تو دیتا ہے

سلوی کی باتیں شنائیل کو ابھی تک صرف مسکراہٹ دینے کا سبب بنی تھیں۔

جب تمہیں پاس لے کر جائے گا تو دیکھنا تمہارے پیر بھی میلے نہیں ہونے "
دے گا۔اتنا ٹچی ہے تمہارے لیے۔وہ میرا بیسٹ فرینڈ رہا کبھی پر میں نے
بہت سی غلطیاں کیں کے اسکی وہ پر خلوص محبت،فکر اور دوستی کھو دی۔لیکن
سچ کہوں وہ بہت اچھا ہے۔وہ تم سے بہت پیار کرتا ہے۔اسکی مان لیا کرو،اسکے
"دماغ کا ایک سکریو ڈھیلا ہے۔۔۔۔

شنائیل کی باتوں سے حسرت ٹپکتی سلوی نے محسوس کی پر بس مسکرا دی۔

"آئی نو وہ بہت اچھے ہیں، میں کہوں انکو کے آپ سے پھر دوستی کر لیں؟"
سلوی نے اسے چائے بناتا دیکھے فکر سے کہا، شنائیل ہنس کر اسکی گال تھپک گئی۔

"دوستی اور محبت ایسی چیزیں ہیں جنکے لیے کہنا نہیں پڑتا سلوی۔ اگر مجھے کبھی اللہ نے موقع دیا میں اپنی ہر غلطی کی تلافی ضرور کروں گی۔ تم اداس مت ہو"

شنائیل نے دودھ ایڈ کرتے فیلم بڑھائی، جبکہ سلوی نے بس سر ہلا دیا۔

"جمشید پسند ہے آپکو؟"
سلوی کے سوال پر شنائیل اذیت سے مسکرائی۔

"چند دن میں وہ میرے لیے میری اپنی ذات سے بھی افضل ہو گیا سلوی۔ یہ جاننے کے باوجود کے میں کسی اچھائی کے لائق نہیں، امید کر رہی ہوں کے میرے ساتھ اچھا ہو۔ میں بہت خود غرض ہوں۔ بہت زیادہ بری۔"

شنائیل کی آواز دب سی گئی، شاکرہ ان دو کی باتوں کو سن کر ہی دروازے میں آرکتی دونوں کو گھور رہی تھی۔

"اسے میرے کچن میں کیوں گھسایا تو نے سلوی؟"

شاکرہ دیکھ سلوی کو رہی تھی پر اسکے لہجے کی نفرت شنائیل کے لیے تھی۔

"آپکی بہو ہیں ناں چچی۔ آپکو پتا چائے بھی انہوں نے بنائی۔ ڈال کر دوں آپکو"

سلوی نے پر جوش ہوتے بتایا، شنائیل بس گم صم سی تھی۔

"اسے کہہ میرے بیٹے کو اپنے شکنجے میں پھنسانے پر ہی توجہ دے، ہمیں فیض دینے کی کوشش نہ کرے۔ ایسی حرکتیں کر کے یہ صاف ستھری نہیں ہو گی"

شاکرہ نے زہر خندی سے کہہ کر باہر کی راہ لی جبکہ سلوی نے جاتی شنائیل کی بازو پکڑی۔

"جانے دیں ناں۔ یہ ایسی ہی ہیں"

سلوی نے شائیل کی دل جوئی کرنی چاہی۔

"جانے دیا۔مجھے بھوک نہیں ہے سلوی تو مجھے ناشتے کے لیے بلانے نہ

"آنا۔رات بھر سو نہیں سکی پر ابھی نیند آرہی ہے۔

شائیل نے گلوگیری سے کہااور سلوی کے بازو چھوڑتے ہی باہر چلی گئی جبکہ سلوی نے باہر تخت پر چوڑی ہو کر کمبل لپیٹ کر لیٹی چچی کو دیکھے افسوس سے سر جھٹکا۔

وہیں جمشید مسجد کے دروازے تک تایا جان کے ہمراہ آیا تو انہوں نے اسے پکڑ کر روکتے اپنے سامنے کیا۔

"کوئی پریشانی ہے میرے پتر کو؟"

باپ سے زیادہ وہ تایا جان کا بیٹا تھا تبھی اسکی تکلیف بھی وہی سمجھے تھے۔

"کوئی پریشانی ہی نہیں ہوتی تایا جان، یہی تو سارا مسئلہ ہے۔"

جمشید کے لہجے میں نیم سی اکتاہٹ در آئی۔

دل میں جھانک ناں پھر، پوچھ کیا مسائل ہیں اسے۔ کیوں تیرا دل تجھے "
"ابنارمل بنا رہا ہے

رضوان صاحب کے مشورے پر جمشید بے ارادہ مسکرایا۔

دل پر دھیان دینے کی سزا مل رہی ہے۔ پریشان نہ ہوں۔ آج شام تک "
" بلکل پر سکون ہونے والا ہوں میں۔ چلتا ہوں

تایا جان کو الجھا ہی چھوڑے وہ مسجد کے داخلی دروازے سے نکل گیا، کچھ دیر واک کرنے کے بعد جیم نکل گیا، وہاں چند دوست احباب جمع تھے تو تھوڑی ایکسرسائز کی تھوڑی گھپ شپ اور واپس گھر پہنچا۔

"ناشتہ لگاوں؟"

سلوی نے اسے کمرے کی طرف جاتے دیکھ کر کچن سے باہر جھانکتے پوچھا۔

"نہیں۔ میں خود لے لوں گا باجی سلوی"

جمشید نے دوستانہ مگر چڑے انداز میں کہتے کمرے میں داخل ہوتے نظر شائیل پر ڈالی جو کاوچ پر ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھے بیٹھے سوئی تھی، آدھے شانے پر باریک بلینکٹ اوڑھا تھا جو تھوڑا نیچے سرک کر فرش پر سلامی دے رہا تھا۔ جمشید نے پاس رکتے وہ سرکتا کمبل سمیٹ کر اس پر اوڑھایا ہی کے شائیل کی آنکھ کھل گئی۔

"کیا نیند میں چلنے کی عادت ہے، رات تو تم وہاں سوئی تھی"

جمشید نے خفت مٹاتے جلدی سے لہجہ کھردرا کیا۔

ایکٹنگ کی تھی رات، سوئی تو ابھی کچھ دیر پہلے تھی۔ تم کہاں سوئے"

"رات۔ادھر آو، بیٹھو میرے پاس

وہ کمبل ہٹا کر اٹھ بیٹھتی اسکا ہاتھ پکڑے بے تکلفی سے پہلو میں نہ صرف اسے بسا گئی بلکہ آدھا بلنکٹ بھی جمشید کو اوڑھنے دیا، وہ اس لڑکی کی ان حرکتوں سے بری طرح زچ ہو کر رہ گیا۔

"باہر سویا تھا، گٹھن ہو رہی تھی یہاں"

جمشید کا لٹھ مار لہجہ شنائیل کو چبھا۔

"میری وجہ سے؟ تو کہہ دیتے میں باہر چلی جاتی"

خفیف سی آنکھوں میں سرخائی گھلی، جمشید نے اسکے چہرے کو بغور آنکھوں سمیت دیکھا۔

"مہمان ہو تم"

وہ اسے یاد دہانی کروا کے اذیت میں جھونک گیا حالانکہ اسکی نیت نہ تھی۔

جانتی ہوں جانتی ہوں۔اس مکان کے مکین کی مہمان۔اس کے علاوہ اسکی"

"کچھ نہیں۔ تم اداس ہو؟

اداس کر کے پوچھ رہی تھی ظالم۔

"نہیں، میں اداس نہیں ہوتا"

بلا کا مغرور انداز لیے شنائیل کو مبہوت کیا گیا۔

تم اتنے پیارے کیوں لگ رہے ہو مجھے، حالانکہ تم نے ٹھیک سے اپنی بیرڈ"

بھی ارینج نہیں کر رکھی۔ تمہاری آنکھوں کے نیچے مدھم مدھم حلقے

ہیں۔ تمہاری سکن کافی سموتھ ہونے کے باوجود ان شیو کے نکلے بالوں سے رف ہو رہی۔ تمہارے چہرے پر میرے ہٹ کرنے کے ایک دو نشان ابھی بھی غور کرنے پر نظر آرہے ہیں۔ تمہارے اس چہرے پر گریز کا بہت بڑا سائن لگا ہے، تمہارے ہونٹ مسکراہٹ کے لمس سے محروم ہیں۔ پھر بھی

"اتنے اچھے؟ وائے

وہ پل پل اسکے قریب سرک آئی تھی، جمشید کی اکتاہٹ دھیرے سے غضب بنی۔

"تمہارا دماغ چل گیا ہے، وہی کرو جو کر رہی تھی۔ سو جاو"

جمشید نے اسکے بہکے تیوروں سے گھبرا کر اٹھنا چاہا پر وہ اسکی اور سرک کر حاوی ہوئے اسے روک گئی۔

"مجھے سوچنے کے بیچ تم چاہیے ہو"

وہ آگے کو سرک کر اسکی خوشبو کے حصار میں آبسی۔

اسقدر بے تکلفی سے کہ جمشید کا اسے دور کرنے، جھٹکنے کو اٹھا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔

مجھے دیکھتے ہوئے تم سے سانس نہیں لیا جانا، سوچنا تو دور کی بات ہے۔ باز رہو"

اپنے قرب کی تباہ کاریاں بتاتے جمشید نے اسکے ہاتھ کی پوروں کے فدائی لمس کو بڑی مشکل سے جھٹکا۔

"میں نے زندگی میں یقینا صرف ایک نیکی کی ہے جمشید احمد"

وہ اسکے گریز کے باوجود اسے محبت سے تکتی بولی۔

"وہ کیسے پتا تمہیں؟"

جمشید نے اسکی گہری چشمان میں جھانکا۔

"تم اسی کے بدلے ملے"

وہ اپنی اختراع پر نازاں تھی۔

"میں تمہیں کبھی دیکھنے سے زیادہ نہیں ملوں گا"

وہ اسے صاف صاف خود سے جھٹک کر رکھ گیا۔

"میں بھی اب صرف تمہارے دیکھنے، چھونے کے لائق بچی ہوں"

اک پل میں اس لڑکی نے جمشید احمد کے دل کو مٹھی میں بھر لیا۔

شنائیل! تمہیں سمجھ نہیں آتا، کہ میں تمہارے چھونے سے اذیت فیل کرتا"

"ہوں۔

اسکی گردن دبوچتے جمشید نے اپنے غضب میں للکارتے اسے اپنے چہرے کے قریب لا ٹھہرایا۔

"کتنی؟"

وہ بلاخوف اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے لمس کی طلب گار ہوئی تھی جو ناممکنات میں سے تھا۔

"بہت زیادہ"

وہ یوں تھا جیسے اسکے غصے پر اوس گر گئی ہو۔

"کیا بہت ہی زیادہ جیم؟"

وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتی اپنی خواہشوں کے منہ زور طوفان کے آگے ہار رہی تھی۔

"تم یہ سب کر کے مطمئین کیسے ہو شنائیل۔ تم نے کتنی اذیت بانٹی ہے اللہ کی مخلوق میں۔ تم مجھے بھی ان مظلوموں میں شامل کرنا چاہتی ہو جو تمہارے ظلم کے ڈسے ہیں۔ تم اپنا حق لو گی پر آئینہ کیسے دیکھو گی۔ کیسے خود کو ان حقوق کے لائق مانو گی۔ تم نے میرا برا نہیں کیا، پر تم نے بہت سے اچھوں کا برا کیا ہے۔ میں ایسی لڑکی کو دل سے نہیں لگا سکتا جس کو دل جلانے میں تسکین ملتی ہو، میرا دل بہت چھوٹا ہے۔ تم مجھ میں چھپ کر اپنی تسکین پالو گی، لیکن میرا کیا؟ میں جلتا رہ جاوں گا۔ تم چلی جاو گی۔ میں اپنی زندگی کے اسی دور میں اٹک جاوں گا۔"

وہ اسکے ہونٹوں کی جانب پیش رفت کرتی ان سے نکلتی سرگوشیوں پر فوری پیچھے ہٹی اور اس نے جمشید کی آنکھوں میں اپنے لیے صرف تکلیف دیکھی، وہ اسکے لیے جل رہا تھا۔

میں مر جاوں تو مجھ سے محبت کرنے کا وعدہ کرو گے جمشید؟ میں نے"
لیزے، سکھی اور دراب کے ساتھ واقعی بہت برا کیا جسکی سزا یہ ہونی چاہیے
کہ میں محبت اور شفقت بھرے ہر لمس سے تا قیامت کے لیے محروم کر دی
جاوں۔ تو دیکھو ایسا ہی کئی سالوں سے ہو رہا ہے میرے ساتھ۔ تمہارا برا
نہیں کیا، تو تم سزا کیوں دے رہے ہو؟ تم پر فرض نہیں کیا میری حسرتوں کا
"پردہ بننا؟

وہ اپنی ہر خطاء تسلیم کرنے کے باوجود خود غرض تھی، پر جمشید احمد نہیں تھا۔

"تم میرے قریب آکر میرا برا ہی کرو گی، سمجھ لو اس بات کو"
جمشید نے اسکی ہر پیش رفت بے دردی سے رد کی۔

"ایک آخری بار بھی نہیں؟"
شنائیل کی آنکھ سے اک آنسو ٹپک کر رخسار پر رینگا تھا۔

آخری بار کہہ کہہ کر کتنی بار آو گی قریب۔ پہلے یہ کنفرم کرو۔ تم پر یقین جو"
"نہیں مجھے

اسکی کمر میں بازو لپیٹے اپنے سینے کی اور کھینچتے جمشید نے ان آنکھوں میں درد کی گہرائی بڑھادی۔

"آخری سانس تک یہ بے ایمانی کرنے پر تیار ہوں،"

وہ اسکے لیے سچ میں اک نئی شنائیل میں بدل رہی تھی

اور جمشید کے لیے کڑے فیصلے لینے مشکل ہو رہے تھے۔

"تم آخر چاہتی کیا ہو شنائیل شمدی؟"

انتہائی کرب کے مقام پر جمشید نے سوال کیا۔

لہجہ کہہ رہا تھا ہار ہو گئی ہے۔

"شنائیل جمشید احمد تمہارے سوا کیا چاہے گی بھلا؟"

اپنا نام اسکے نام سے جوڑ کر اس نے یہ بتایا تھا وہ ایسے

ہی اپنا دل بھی اسکے دل سے جوڑ کر چھوڑے گی۔

"کتنی بے ایمان ہو تم۔۔۔۔۔لیول ہی الگ"

وہ طنز مارتا بھی پیار الگا پر شنائیل نے جیسے دل کے ہاتھوں بے بس ہوتے اسکی گردن میں بازو حائل کرتے ان سانسوں میں سانس بھرتے اس شخص کی ہر زیادتی کا بدلا نرم ہونٹوں کی مخملی شدتوں سے چکایا۔

جمشید جیسا مضبوط اعصاب کا مالک بھی حیرت زدہ تھا کے ایسی لڑکی نہ سنی نہ دیکھی، وہ اسکے چہرے کے اک اک نقش کو محبت سے چھو کر آرام دے رہی تھی تبھی تو جمشید کا دل بغاوت کر رہا تھا۔

"سٹاپ اٹ شنائیل"

جمشید کو اپنے آپ پر قابو کرنے کے لیے چلانا پڑا، وہ سہم کر دور ہوئی۔

"بس۔ میں نے اپنی اوقات سے زیادہ چھین لیا تم سے۔ اب میرے کچھ دن سکھ سے کٹیں گے۔ شام کو جواب دیتی ہوں۔ جواب اچھا لگا تم کو تو مجھ سے ان بدتمیزوں کا پورے حق سے بدلا لے لینا۔ اجازت دے رہی ہوں وہ بھی کھلے عام"

اس پر سے ہٹے وہ نا صرف ٹھیک سے بیٹھی بلکہ کمبل پورا جمشید کے سپرد کرتی خود بھوک محسوس ہونے پر کمرے سے نکل گئی جبکہ جمشید نے غصے سے کمبل زمین پر مارا اور اپنے غصے کو بھاری سانس بھر تا کنٹرول کرنے لگا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

باران کو لیزے نے ہی آج جگایا کیونکہ وہ فجر کے بعد ہی دراب سے بچ بچاتی باران کے پاس آگئی۔ناشتہ بھی سب نے مل کر کیا اور پھر براق جدون روز کی طرح نرمین اور باران کو لیے نکل گئے جبکہ لیزے نے بھی ان کو سی آف کرتے دراب والے روم کا رخ کیا۔

پیڈڈ کیمی وائیٹ پلس پرپل فلورل پرنٹ لیلن گاون شرٹ کے ساتھ سنپل ٹائیٹ پہنے، گردن کے گرد گرم اسکارف لپیٹے بال کس کر ہائی پونی میں جکڑے وہ کافی کیوٹی لگ رہی تھی۔

"رات انکار نہیں کیا کسی نے"

دراب بھی بلکل تیار خود پر پرفیوم چھڑکتے آنے والی کے جلووں سے دبے بولا تو وہ مہکتی آپسر اسانسوں کے پاس آرکی۔

"سب خوبصورت ہو تو انکار کرنا مشکل ہوتا ہے دراب حیدر جدون"

وہ کھلے گلاب کی طرح مہکتی ہوئی تروتازہ لگ رہی تھی پھر اسکے ہونٹوں سے نکلتا اعتراف سب سے حسین تھا۔

اسکا اثر دراب نے گستاخانہ تیوروں سے اپنی زبان پر منتقل کرنے کے بیچ بازووں کے ہالے میں مقید کیا۔

"سامنے تم ہو تو انکار سہنے کا حوصلہ بھی تو نہیں رہتا لیزے نور۔"

وہ اس اقرار پر دل بن کر دھڑکی۔

آپکو سکھی سے ملنے جانا تھا، مجھے بھی اپنے سحر سے نکلنے دیں۔ کل کا ایک"

ایک لمحہ جو میں نے آپکے ساتھ گزارا حیدر وہ میرے لیے کل اثاثے کی مانند ہے۔ آپ اپنے دکھوں میں مجھے شریک پائیں گے تو سکون میں ہاتھ تھامے

سائے کی طرح محسوس کریں گے۔میں نے آپ سے ان چند دنوں میں پھر سے محبت کی ہے۔ہر تھکن اور بوسیدگی سے پاک، آپ جیسی خوبصورت محبت"

دونوں ٹھنڈے ہاتھ دراب کے رخساروں سے جوڑے وہ ہیلز کے سبب باآسانی اس صبیح پیشانی تک پہنچ کر اسے چومتی زرا پیچھے ہوئی، دراب کے بازو محبت سے جکڑے گئے۔

"تم مجھ سے زیادہ خوبصورت ہو کیونکہ تم لیزے ہو"

وہ اسکے جواب پر محبت پاش ہنسی۔

"آپکی تعریفوں میں کہے ہر جملے پر نثار، میں لیزے ہوں کیونکہ آپ حیدر ہیں۔ چلیں اب جائیں۔ ممی کہہ کر گئی ہیں کہ آج اہم میٹنگ ہے حیدر کو کمرے سے دھکیل کر باہر نکال کر آفس بھیجنا۔تو پلیز میرے چکر میں کام ادھورا چھوڑ کر گھر مت آیئے گا، میں کچھ دن گھر رہ کر ریسٹ کرنا چاہتی ہوں۔پھر ممی کے ساتھ انکی ہیلپ کا سوچا ہے"

لیزے نے اس جان کو آتے جلوے بکھیرے شوہر نامدار کو ہدایت کا بنڈل تھمایا پر گڈ بائے کس تو بھول ہی گئی جو دراب نے اسکی چھوٹی کمر واپس دبوچ کر فرض نبھاتے لیزے کے رخساروں میں حدت جگائی۔

لیٹ آوں گا، بارہ بجا کر۔تاکہ آتے ہی تم مجھ سے چمٹ جاو کے حیدر آئی"

"مس یوسوچ

دور ہوتے دراب نے اپنے نیک ارادوں سے آگاہ کیا۔وہ پھر گھبراہٹ ترک کرتی گھوری۔

"آپ دس منٹ بعد بھی آگئے تو میں یہی کروں گی"

لیزے نے آنکھیں جھکائیں، دراب کا دل اپنی اہمیت پر دھڑک کر رہ گیا۔

"پھر میں ہر دس منٹ بعد آجاوں کیا؟"

لیزے کی گلاب گال چھوتے دراب نے شرارت پر آمادہ ہوتے چھیڑا۔

"!حیدر"

وہ روہانسی ہوتی اسکے سینے میں سمٹی۔

تمہاری یہ ادائیں حشر جگا رہی ہیں میرے اندر، چلو جانے دو۔ مزے "

"کرنا۔ بور ہوئی تو ایک کال۔ آجاوں گا فلرٹ کرنے

دراب نے اپنی خوشبووں میں جی کھول کر بساتے فائنلی دروازے کا رخ کیا تو لیزے نے سکھ کا سانس بھرا پر وہ تند ہوا کی طرح واپس آیا اور پھر سے اسے اپنی اور کھینچ کر اک حق وصولتے آنکھوں میں مستی سی بھر کر دیکھتے لیزے کو سرخ گلاب کر دیا۔

"آپ کا دل نہیں بھر سکتا حیدر اف"

ابھی رات پوری تو وہ اسے میسر رہ چکی تھی تب بھی دراب کی ہر شدت ایسی ہوتی جیسے وہ کب سے محروم تھا۔

سوچنا بھی مت، ایسا دل رکھا ہی نہیں جو لیزے نور سے بھر سکے۔ اور " سنو! جلدی سے میرا اسکیچ مکمل کر لینا، مجھے ولیمے پر تمہاری طرف سے وہی گفٹ چاہیے۔ بائے عشقم۔ قہر ہے تم سے دو لمحے دور ہونا۔۔۔ دعا کرنا مجھے صبر ملے"

بے قراریوں، بے تابیوں اور بے کلیوں کی داستان سمیٹے وہ گیا تو سکیچ کی فرمائش پر لیزے کا دل مسکرا دیا۔

جبکہ اپنا فون دراب بھول گیا، لیزے اس سے پہلے روم سے نکلتی، فون بجنے پر واپس پلٹی تو دراب کا فون دیکھتے ہنسی لیکن قریب آنے پر وہاں لکھا ویچ نام دیکھے وہ ہنسی کر ب بنی۔

"دراب"

لیزے نے کال پک کی تو شنائیل جو ابھی چھت پر آئی تھی آخر کار ہمت جمع کیے کال کرنے کے بعد پکار بھی گئی۔

"میں لیزے ہوں، وہ اپنا فون گھر بھول گئے"

لیزے کی آواز سنتے ہی شنائیل کی آنکھوں میں سرخائی گھلی۔

ل۔۔لیزے! پلیز فون مت بند کرنا۔میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔ منع"

"مت کرنا۔ایک بار مل لو مجھ سے

جانے کیسی تڑپ تھی اس لڑکی کے منت بھرے لہجے میں کہ لیزے تمام ناراضگی کے باوجود منع نہ کر سکی۔

"کہاں ملنا ہے؟"

لیزے کی آواز دب گئی۔

اسی ریسٹورنٹ میں جہاں تمہارا اور دراب کا نکاح ہوا تھا۔ کل شام پانچ "بجے۔ تم آو گی ناں؟ پلیز

شنائیل کے اصرار پر لیزے نے گہرا سانس کھینچا۔

"آجاوں گی۔ اللہ حافظ"

لیزے نے کہہ کر کال کاٹ دی اور فون لیے ہی کمرے سے نکلی پر دراب تب تک جا چکا تھا سو لیزے نے اسکا فون ڈرائیور کے سپرد کرتے سکھی کی طرف بھیجوا دیا۔

جبکہ شنائیل چھت پر کھڑی نیچے جھانکی جہاں جمشید، تایا جان کے ہمراہ صحن کے درختوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا، وہ کلہاڑے سے لکڑیاں کاٹتا رہا اور

شنائیل اسے ٹکٹکی باندھے یہ سب کام کرتے دیکھتی رہی اور وقت کا اسے کوئی احساس نہ رہا۔

جبکہ دراب سیدھا سکھی کی طرف ہی آیا تو وہ بھی بس جیولز آبشیشن ہی نکلنے کے لیے ریڈی ہو رہا تھا۔

"شکر ہے نشے اتر گئے بروقت کل کے ورنہ مجھے تو لگا تھا تو آج بھی بستر خمار میں پڑا ملے گا مجھے"

دراب نے دندناتے ہوئے قدم کمرے میں رکھے جہاں سکھی شرٹ کے سٹڈ جماتے حیرت سے پلٹا۔

اسے کیسے پتا رات کے نشے کا۔

"تجھے کیسے پتا کمینے؟ سلوی کے کمرے میں کیمرہ تو نہیں لگوا رکھا"

یزدان نے بازو سے اس مسٹنڈے کو دبوچے آنکھیں نکالیں، دراب کمینگی سے ہنسا۔

بیٹا تو بھول رہا میری ایک مجھ پر گئی اولاد بھی ہے، سچ بتا کچھ ہوا تم دو کے "
بیچ؟ وہ تیری قمیص کی چاکلیٹ صاف کرے اور تو اس پر لائن نہ مارے یہ تو
" ممکن نہیں۔

یزدان کی اپنی مسکراہٹ بے قابو ہوئی۔

جسکے لینے آیا ہے۔ چل ناچ کے دیکھا پھر بتاوں گا کل رات کی راز والی "
" بات

یزدان نے اسے پڑے کرتے یوں نگاہ ڈالی جیسے سامنے باوقار سا دراب
نہیں، بسنتی ہو۔

ناچے گا تو تُو خبیث جب میں تیرے پچھوارے پر ڈنگ مارنے والے "
" کیڑے چھوڑوں گا۔ غنڈوں میں پھنسی رضیہ سمجھ لیا تو نے مجھے۔ تیری تو

دراب نے رکھ کے یزدان کی کمر سیکی جبکہ یزدان ہنس کر دہرا ہوتے بروقت
داو ڈالتا اٹھا کر دراب کو میٹرس پر مارے اپنے گریبان کو ڈھیلا کرے پھونک

مارنے لگا کیونکہ دراب کو اٹھانے کے سبب یزدان کی بازو میں سخت درد اٹھا تھا۔

"سانڈ کہیں کے۔"

یزدان نے اپنا ہاتھ دبایا تو شوز سمیت چوڑا دراب ہنسا۔

اور اٹھا کے پٹخ مجھے۔ پھلن دیوی سمجھ لیا کیا، بیٹا دراب حیدر جدون ہوں"

تیری نازک کلی سلوی نہیں، اچھا بتا دے ناں کیا ہوا؟ دیکھ تجسس ہو رہا۔ مجھے

"امیجن کرنا ہے ناں۔۔۔۔

دراب نے ہنوز ڈھیٹائی کا ثبوت دیتے اٹھ بیٹھتے مانگیں دہرائیں جس پر یزدان خفیف سا بلش کیا تو دراب اوئے ہوئے کر کے چھیڑتا چھلانگ مارے بیڈ سے اٹھ کر سامنے آیا۔

"انکل بن جاوں گا یعنی میں؟"

دراب نے سوال پر یزدان نے یکدم مسکراہٹ روکتے پکڑ کر دراب کی گردن اپنے بغل میں دبوچی۔

کمینے کیوں زخموں پر نمک چھڑک رہا ہے۔تو آیا کیوں ہے ادھر۔نکل یہاں "

"سے۔

دراب کا ہنسنا جاری تھا پر بچارا یزدان اخیر تپ گیا تھا۔

"اوئے ظالم۔۔۔بدبو آ رہی ہے چھوڑ"

دراب کے مچلنے پر یزدان نے فوری چھوڑ کر اپنے آپ کو سونگھا پر خوشبووں کے جھونکوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

"کہاں سے آ رہی ہے۔ابھی نہایا ہوں یار"

یزدان کے فکر مند ہونے پر دراب پھر قہقہہ مارے پیٹ پکڑے دہرا ہوا۔

"تیرے جھلسے دل سے۔۔۔ہاہا۔"

دراب نے دروازے کی طرف دوڑ لگانے سے پہلے ہانک لگائی اور اس سے پہلے یزدان پلٹ کر سائیڈ میز پر پڑا ڈیوکوریکشن لیمپ ہی اٹھاتا،دراب اپنا کام کیے بھاگ گیا۔

سو کمینگی کے سردار مرے ہوں گے تو اس کا ظہور ہوا ہو گا۔دل جلا کر تو"
"واقعی گیا ہے۔بیٹا اسکے ریونج کے لیے تیار رہنا۔
حلق پھاڑ کر وارننگ پہنچائی گئی پر دراب کی سپیڈ لان کی جانب دھوپ میں بیٹھ کر سجاول فاروقی سے بات کرتیں دی جان کے پاس بریک لگائے مدھم ہوئی۔
"لگتا ہے اس تپی مکھی کو چھیڑ کر آئے ہو"
سجاول، فروٹ ٹرے میں رکھے ایپل پیس کو اٹھا کر اماں جان کی سمت بڑھاتے ساتھ ہی کرسی سنبھال کر بیٹھتے دراب سے مخاطب ہوئے۔
مکھی کی توہین کیوں کر رہے ہیں بڑی، مکھی اور سکھی میں بھلے زیادہ فرق نہ"
"ہو پر جُسوں میں زمین آسمان کا فرق ہے
یزدان بھی پھاڑ کھاتے تیور لیے پیچھے ہی آیا اور اس سے پہلے یزدان مکے کی سوغات بخشتا، دراب پیر میں آتی گوچی کو اٹھائے لان میں دوڑا۔

اگر تو نے مجھے چھوا تو تیری یہ گوچی موچی گئی، روسٹ کر کے کسی آوارہ کتے "
"کو ڈنر کروادوں گا

دراب کا یہ روپ تو خود سجاول اور فہمیدہ کے لیے مدتوں بعد کی خوشی تھا اور خود یزدان کے لیے بھی۔

بے رحم درندے! چھوڑا سے۔ آپ دونوں اسے سمجھالیں مجھ سے نازک "
"پنگے نہ لیا کرے۔ چھڈا سے، دراب۔۔۔۔

یزدان نے کوٹ وہیں کرسی پر رکھا پر دراب نے میاوں میاوں کر کے چلاتی گوچی کو فٹ بال کی طرح ہوا میں اچھالا تو یزدان نے بڑی مشکل سے بچاری کو جھپ مارے کیچ کیا، سجاول اور فہمیدہ صاحبہ ان دو بندروں کے کرتب پر ہنس ہنس کر دہرے ہوئے جا رہے تھے۔

"واٹ آ کیچ سکھی صاحب"

دراب نے بتیسی دیکھائی جبکہ اب گوچی اور یزدان دونوں ہی دراب کو سانڈ سا گھور رہے تھے۔

خالص ڈیش آدمی۔دیکھ بچاری کا دم گھٹ گیا۔تولیزے کے ساتھ کیا کرتا"
"ہو گا۔بچو میں اپنے موکل لگاتا ہوں تیرے پیچھے۔
وہ دونوں لان کے آخری کنارے کھڑے تھے، گوچی بچاری سہم کر سکھی سے لپٹی تھی۔

تو اپنے موکل اپنے الو سیدھے کرنے پر لگا۔اچھا کیا سچ میں سلوی ہاتھ نہیں"
"آئی تیرے؟ ٹپس دوں تجھے کچھ مزیدار سی؟
دراب نے سکھی کے رستے زخموں کی بھی پرواہ نہ کی، یزدان بھی مقابل کی ڈھیٹائی پر عاجز آئے ہنس پڑا۔
اپنی ٹپس وہیں دبا لے جہاں سے نکالے گا۔تجھے یزدان کے ٹیلنٹ پر"
بھروسہ نہیں کیا۔بس تھوڑے دن ہیں۔تجھے منہ نہیں لگاوں گا دیکھنا
"پتر۔سلوی کو ہی پیار کیا کروں گا

یزدان نے پیار سے سہمی گوچی کا سر چوما اور آہستگی سے اسے نیچے اتارا جب سیدھا ہوا تو دراب کی کلر مسکراہٹ اور اس میں رچی شیطانیت اک لمحہ یزدان کو اتنی پیاری لگی کے نظر اتار لی۔

"ہاں میں تو مرا جا رہا ہوں تیرے پیار کے لیے، اچھا بتا رخصتی کا کیا پلین ہے۔ یار اکھٹا کر لیتے ہیں ریسیپشن۔ مزہ آئے گا۔ چل آ تیری سفارش کروں"

دراب نے خود ہی احسان کرنے کا عہد لیتے ہاتھ پکڑا اور گھر کے بزرگوں کے سامنے جا کھڑا کیا۔

"بڑی؟ دی جان۔ کیا اسکے بڈھے ہونے کا انتظار کر رہے آپ دو۔ مجھ سے پورے چھ ماہ بڑا ہے۔ اب تو بچارے کو اسکی سلوی دے دیں"

دراب رعب کم درخواست زیادہ کر رہا تھا، سکھی نے ٹھوکا دے مارا۔

"یہ تو میری سائیڈ لے رہا ہے یا کسی مسکین کے لیے بھیک مانگ رہا ہے"

سکھی کی کان مین گھس کر کی گرم سرگوشی پر دراب نے ہنس کر اسکی پھولی گال تھپکی۔

"تو مسکین ہی سمجھ خود کو"

دراب نے اسے شٹ آپ کیا جبکہ سجاول اور فہمیدہ دونوں ہی راضی راضی والا مسکرائے۔

"ہم ابھی یہی باتیں کر رہے تھے، میرے خیال میں اگلے ہفتے سلوی کی رخصتی بھی لے آتے ہیں پھر ولیمہ اکھٹا رکھ لیں گے تم دو کا۔ کل ڈنر رکھتے ہیں گرینڈ۔ مل بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کے رضوان کو اعتراض ہو گا"

سجاول نے ہی فیصلہ سنا کر خوشی کی فضا ہموار کادی۔

یزدان کے تمتماتے چہرے کو تینوں نے جاسوسوں کی طرح بیک وقت دیکھا تو وہ مسکراہٹ دباتا اپنا کوٹ اٹھائے بھاگ گیا۔

"لیں جی۔۔ سکھی سے سکھیہ بن گیا آپکا سپوت۔ شرما گیا میرا شیر"

دراب نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا پر یزدان نے پلٹ کر لعنت والا اشارہ کرتے آتی سلوی کی کال پک کرتے اپنی گاڑی کی طرف قدم بڑھائے۔

"شکر ہے آپکو بھی کال کرنے کی توفیق ملی، کیا ہوا میں یاد تو نہیں آرہا؟"

یزدان نے گاڑی میں بیٹھے ڈور بند کیے سیٹ بیلڈ باندھا اور فون سپیکر پر ڈالے ڈیش بورڈ پر رکھا اور گاڑی فاروقی مینشن کے گیڈ سے نکالی جبکہ دراب کو دونوں نے روک لیا تاکہ سکھی اور سلوی کے لیے ہنی مون کا سرپرائز پلین کر سکیں۔

"یاد تو ہمیشہ آتے ہیں، بس دل چاہا تو کال کرلی۔ کچھ پوچھنا تھا"

سلوی نے روم میں آتے ہی کاوچ پر بیٹھے کشن گود میں لیے پیر اوپر سمیٹ کر دہرے کیے۔

"پوچھیں میری جان! آپکو تمہید باندھنے کی کوئی ضرورت نہیں"

یزدان بھی سنجیدہ ہوا۔

شنائیل سے دوبارہ دوستی نہیں کر سکتے آپ؟ مجھے لگتا ہے وہ بہت اکیلی ہے۔ایسا کیا ہوا کے وہ آپکی دوستی کے مدار سے خارج ہوئی۔ کیا بہت برا کیا اس نے آپکے ساتھ"

یزدان کے چہرے پر شنائیل کا ذکر تناولایا، وہ ڈرائیونگ اسی رفتار سے کر رہا تھا۔

"جی ہم سب نے اپنی اپنی جگہ بہت برا کیا ہے، جلد تفصیلی بتاوں گا فی الحال تو آپ اگلے ہفتے میرے پاس آنے کی تیاری پکڑیں۔ رخصتی کا پلین بن رہا ہے۔ آپ بتادیں نیکسٹ ویک ٹھیک ہے، کوئی مسئلہ تو نہیں۔ تاکہ میں بھی ڈن کروں"

سلوی جو کافی پر سکون تھی، رخصتی کا حوالہ دل تک کپکپاہٹ اتار گیا۔

"سکھی! اتنی جلدی کیا ہے آپکو؟"

سلوی کی آواز خوف سے دب کر گونجی، یزدان کے لب مدھر مسکان میں ڈھلے۔

بہت جلدی ہے میری جان، خاص کر کل جو ہوا اسکے بعد میری حالتِ دل"

"کافی ناساز ہے۔ سمجھ جائیں۔ڈن کر دوں؟

یزدان کے جواب نے سلوی کے اندر تک سنسنی اتاری۔

"س۔۔ سکھی۔"

وہ اخیر گھبرائی بولی، وہ تو جیسے مر ہی مٹا۔

ایسے پکاریں گی تو گاڑی ٹھوک دوں گا کہیں۔ میں ڈن کر رہا ہوں۔ سات"

آٹھ دن ہیں ابھی جان۔ تب تک خود کو تیار کر لیں مسیز یزدان فاروقی کی

آفیشل سیٹ سنبھالنے کے لیے۔ چلیں بزی ہوں بہت رات جلدی فری ہوا

"تو کال کروں گا ورنہ کل۔ ٹیک کیئر

سلوی نے کچھ کہنا تھا پر وہ جان لیوا حکم صادر کرتا کال کاٹ گیا، سلوی نے حلق

ساسوکھنے پر گردن سہلائی، اسی لمحے شنائیل نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

میں آجاوں؟ بھوک لگ رہی ہے۔ میرے ساتھ ناشتے میں کمپنی دو گی"

"سلوی۔ چھت پر گھوم پھر لیا پر بھوک نہیں دب رہی۔ کچھ کھانا ہی پڑے گا

سلوی نے فوراسے اپنے چہرے کے پیلے سفید رنگ چھپائے اوراٹھ کھڑی ہوئی۔

"کیوں نہیں، آجائیں یہیں میں لے کر آتی ہوں"

سلوی نے فوراسے مسکراکر کہااور کمرے سے نکل گئی توشنائیل وہیں کاوچ پر بیٹھی اور سلوی کافون اٹھایاجہاں سکھی کو کی جاتی کال کانوٹیفکیشن تھا۔

"شکرہے یہ شرمیلی کال پر توبات کرتی ہے۔"

شنائیل نے ہنس کر فون واپس رکھااور ناشتے کاٹیک لگاکر ویٹ کرنے لگی۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ
Ⓝ Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

لیزے گھر میں اکیلی رہی اور آج اس نے دراب کا سکیچ مکمل کرنا تھا، دراب بہت بزی تھا تبھی باران کو پک بھی براق جدون نے کیا، لیزے پھر سکیچنگ کام چھوڑے باران کے ساتھ بزی ہوگئی۔، ڈنر بھی لیزے نے صفورہ کے

ساتھ مل کر بنایااور پھر چونکہ دراب اور نرمین آج لیٹ تھے توان لوگوں نے ڈنر کر لیا۔

جبکہ شنائیل کو دیا جمشید کا وقت بھی شام بیتتے ہی ختم ہو گیا، جمشید صبح سے گھر کے کسی نہ کسی کام کے ساتھ روٹھی اماں کو گاہے بگاہے کچھ نہ کچھ کہتے چھیڑتا رہا،ایک دو الیکٹرک کی اپلائنسیس خراب تھیں وہ بھی ٹھیک کیں اور گیزر بھی مسئلہ کر رہااسے بھی ٹھیک کروایا آدمی بلا کر مگر پورا دن شنائیل سے گریز برتا، لیکن وہ پورا دن اسے دیکھ کر ہی گزار سکی تھی۔

اور پھر کھانا بھی سات بجے سب کھا چکے تھے، سلوی کے ساتھ شنائیل نے رات بھی کچن سمیٹا،اس سے گڑ والی چائے بھی بنانا سیکھی اور پھر روم میں چلی گئی۔

"جواب نہیں لینا؟اتنا کترا و گے تو اور پیار ہو جائے گا تم سے"

بیڈ پر آکر لحاف میں لیٹے شنائیل نے، جمشید کو میسج بھیجا جو سب کے کمروں میں جانے کے باوجود وہیں صحن میں جلائی آگ کے پاس بیٹھا اپنی آگ سے اسکا موازنہ کرنے میں مصروف تھا۔

"جواب دینا ہے تو یہیں دو آکر، روم میں نہیں آوں گا"

اٹل جواب پر ڈٹا تھا وہ، شنائیل نے مسکرا کر دوبارہ میسج ٹائپ کیا۔

ڈر گئے ہو کہیں عزت نہ لوٹ لوں، جواب تو تمہیں روم میں ہی ملے"

"گا۔ نہیں چاہیے تو اوکے سو رہی ہوں۔ برداشت کرنا ایک اور دن مجھے

شنائیل نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دباتے میسج ٹائپ کیا اور فون سائیڈ میز پر رکھے لحاف اوپر کرتی کروٹ بدل گئی۔

"یہ سمجھتی کیا ہے خود کو؟"

جمشید کی انا مجروع ہوئی تھی تبھی صبح سے کمرہ بدر رہنے کا جو فیصلہ لیا وہ آخر ترک کرتے روم میں پہنچا۔

"آگیا ہوں۔ اٹھ کر بیٹھو"

پاس آتے لحاف کھینچ کر شائیل پر سے اتارے بازو پکڑ کر بٹھایا، وہ مسکراتی آنکھوں کو قابو کرتی ڈرامائی سی تکلیف سے دیکھنے لگی۔

"اگر تم نے صبح جیسی کوئی حرکت کی تو گلا دبا دوں گا تمہارا۔ جواب دو مجھے۔"

پاس ہی بیٹھے مناسب فاصلہ سمیٹے جمشید مدعے پر آیا جبکہ شائیل کی آنکھوں میں پھیلی محبوبیت اچھے بھلے کا دماغ خراب کر سکتی تھی۔

"میں سب چھوڑنے پر تیار ہوں۔ ان فیکٹ کل خود میڈیا ہاؤس جا کر ریزائن دوں گی۔ تمام شوٹس کینسل کر دوں گی۔ تمام سوشل ایپس ڈیلیٹ کر دوں گی۔ صرف نرمین آنٹی کی سگنیچر پرفیوم کی برینڈ ایمبیسڈر کے طور پر کام کروں گی کیونکہ وہ میرا شوق ہے۔ اب دو مجھے میری خوشی"

وہ اسکا مضبوط ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبائے اٹھ کر آگے سرک آئی، دوسرا ہاتھ اٹھا کر جمشید کی جالائن پر ہتھیلی کے سنگ رکھا۔

"کل جب یہ سب کر کے ثبوت فراہم کرو گی، اسے لمحے تمہیں تمہاری خوشیاں اور راحت لوٹا دوں گا"

اسکا ہاتھ گال کی اور بھٹکنے سے پہلے ہی جمشید نے پکڑ کر ہاتھ میں لیتے نیچے کیا، وہ جب بھی اسکے چہرے کو چھوتی تھی، جمشید کے اندر ہلچل برپا ہو جاتی۔

"انتظار کروں گی، یہ بتاو میرا جواب پسند آیا یا نہیں"

وہ اسکے ہاتھ کے لمس کو ہنوز انگلیوں کے ارد گرد الجھتا محسوس کر رہا تھا اوپر سے شنائیل کے سوال۔

"ٹھیک تھا بس، کل تم میرے ساتھ چلو گی جہاں جانا ہے۔تاکہ مجھے یقین آئے کہ تم نے واقعی سب چھوڑا ہے۔اس میں بے ایمانی برداشت نہیں کروں گا شنائیل"

وہ اسے ڈرا رہا تھا پر وہ مسکرا دی۔

"میں بھی اس معاملے میں بے ایمانی برداشت نہیں کروں گی، اگر تم نے مجھے خود سے دور کیا۔۔۔۔"

اس سے پہلے وہ بولتی، وہ انگوٹھے کی پور سے اسکے ہونٹوں کو مسلتا اسے چپ کروا گیا۔

"ہم قریب کبھی تھے ہی نہیں، سو جاو"

اپنی بات کا اختتام کیے وہ اٹھنے لگا تو شنائیل نے اسکا گریبان پکڑے جھکٹا دیے خود پر گرایا اور خود بھی میٹرس پر جا گری۔

"آ تو سکتے ہیں۔"

وہ سراسر شر بنی تھی۔

"کیا بیہودگی ہے یہ۔ تمہیں وارن کیا تھا مزید ایسی گھٹیا حرکت۔۔۔۔"

شنائیل نے اس بار جس طریقے سے اسے چپ کروایا، جمشید نے اسکے گریبان کو جکڑے دونوں ہاتھ پکڑ کر انگلیوں میں بری طرح پھنساتے میٹرس سے جوڑے جبکہ شنائیل کو ہاتھوں کی ہڈیاں چٹختی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"گھٹیا حرکت نامحرم رشتوں میں گردانی جاتی ہے، ہم دونوں کا ایک"

"دوسرے کے قریب آنا۔ چھونا، جائز ہے۔ ناجائز تو بیکار کی دوریاں ہیں جیم

وہ کسی صورت آج جمشید کو جانے دینا نہیں چاہتی تھی۔

جائزاور ناجائز کی بات تو تم کرو ہی مت۔کافی مزاحیہ لگ رہی ہو یہ "
کہتے۔میرے منہ مت لگو شائیل تمہارے حلق تک تمہارے ارمانوں کا لہو
بھر دوں گا۔پھر مجھے مت کہنا یہ کیسا وحشی پن ہے۔کیونکہ تم مجھے جانور بننے
"پر کافی اکسا چکی ہو

درد تو شائیل کو ہاتھوں کے گھٹنے سے زیادہ دل میں بھرتی خبس کا تھا جو جمشید
کی آنکھوں سے چھوٹ کر شائیل کے وجود میں دھنس رہی تھی۔

"یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟"

بولنے کے بیچ کرچیوں میں بٹتی آواز پر قابو پائے شائیل نے اس سے آنکھیں
ملائی تھیں۔

حتمی اور آخری۔اگر تم اپنے کہے سے مکری تو اچھا نہیں ہو گا۔کل تم میرے "
"ساتھ چل کر سب ختم کرو گی

وہ اسکے حکم کی دہشت سے ڈری۔

"میں ہمارا رشتہ ختم نہیں کروں گی"

وہ ہاتھوں میں اٹھتے درد پر کراہتی بولی تو جمشید نے فوراسے ہاتھ آزاد کیے اور سنبھلتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ دونوں ہاتھ ایک دوسرے میں لیے اٹھ بیٹھتی دبانے لگی۔

"میں نے تمہارے میڈیا پراجیکٹس کے ختم ہونے کی بات کی ہے"

وہ صفائی نہ بھی دیتا تو چلتا پر پتا نہیں جمشید کا دل کیوں اس لڑکی کی تکلیف پر تڑپ رہا تھا کہ صفائیاں اور معافی بے ارادہ زبان سے پھسل رہی تھی۔

وہ تم کل دیکھ لینا۔ کل آخری بار اجازت دوں گی تمہیں اپنے قریب آنے" کی۔ پھر خود ہی اوقات میں آجاوں گی۔ تم نے میرے ہاتھ توڑ تو نہیں

"دیے۔ بہت درد ہو رہا ہے

وہ بیٹھے بیٹھے رو پڑی تو جمشید گھبرا کر واپس بیٹھا، اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے جب نظر اٹھائی تو وہ آنکھیں بھگوئے بہت کرب کا شکار لگی تھی پر پھر بھی اسکے چہرے پر جمشید کے ہاتھ تھامنے نے اک رشک آن رکھا تھا۔

"کیا اتیج ہے تمہاری؟ آئی مین اتنی طاقت ہے تو نئی نئی جوانی ہو گی"

وہ جانتی تھی وہ شرمندہ ہے تبھی رونا روک دیتی مسکرا کر اسکی جھکی آنکھوں کو دیکھنے لگی۔

"چوبیس"

جمشید نے سپاٹ ہوتے جواب دیا جبکہ اس بیچ وہ اسکے ہاتھوں کو آہستگی سے دبا رہا تھا۔

"تین سال ہی بڑی ہوں تم سے، ویسے اگر ہم ٹھیک والے ہسبنڈ وائف بن گئے تو بہت لاڈ اٹھاوں گی تمہارے۔ بڑے ہونے کے ناطے بھی اور دیوانی ہونے کی وجہ سے بھی"

شائیل کے ہاتھوں میں اٹھتے درد میں کمی آئی کیونکہ اسے تو صرف جمشید کے ہاتھوں کی حرارت محسوس ہو رہی تھی، سارے دل کے غم کو اس شخص کی نرمیوں نے لپیٹ کر رکھ دیا تھا۔

"تم گردن بھی دبا سکتے ہو، وہاں بھی درد دو پھر یونہی آرام دینا۔ شاید گلے میں جمع تکلیف بھی کم ہو جائے"

جمشید نے نظر اٹھا کر شنائیل کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑیں، تو وہ اسکی تاب نہ لاتی اذیت سے مسکرا کر نظر ان چار ہاتھوں کے سنگم پر جھکا گئی۔

"بھروسہ کرو مجھ پر، کل تمہاری ساری تکلیف دور ہو جائے گی"

جمشید کی بات پر نا جانے کیوں شنائیل کو اور تکلیف ہوئی، اسکا دل شاید اسے بتا چکا تھا کہ جمشید اس سے خود کو چھیننے والا ہے ورنہ اب تک دور نہ ہوتا۔

ہمم۔۔جب تکلیف دور ہونی ضروری ہو اور نہ ہو سکے تو بعد میں جتنے" مرضی مرہم لگیں۔کام نہیں کرتے۔مرہم لگنے میں دیر ہو جائے تو زخم ناسور بن جاتے ہیں۔پھر فرق نہیں پڑتا۔میرا دل کہہ رہا ہے کل سب بدل جائے گا،(تم مجھے کہیں نہیں ملو گے)

آخری جملہ اسکی زبان ادا کر ہی نہ سکی جبکہ جمشید خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا، وہ ریزہ ریزہ بکھر رہی تھی اور وہ تماشہ دیکھ رہا تھا۔

"ہاں کل سب بدل جائے گا، درد ہے کیا؟"

پوچھ وہ اسکے ہاتھوں کا رہا تھا پر نظر اس درد سے لبریز چہرے اور آنکھوں پر رکھی تھی۔

"نہیں"

درد کہاں کہاں کس شدت کے اٹھے ہیں یہ سمجھنے سے قاصر تھی وہ تبھی رسان سے جھوٹ بول گئی۔

وہ جانتا تھا جھوٹ بول رہی ہے تب بھی مان گیا۔

"پر تم دباتے رہو میرے ہاتھ"

وہ اسکے اگلے جملے پر آزردہ ہو گیا، اسکے ہاتھوں کو چھوڑنے لگا تھا واپس تھام لیے، اتنا تو شاید وہ حق رکھتی تھی۔

تم سچ میں کسی سے پیار کرتے ہو؟ کون ہے وہ۔ مجھے بتاو پلیز تاکہ تھوڑا"

"سکون ملے مجھے کہ میری جانب تمہارا گریز بلاوجہ نہیں

وہ اسکی آواز سننا نہیں چاہتا تھا لیکن وہ چپ نہیں رہ سکتی تھی، جمشید کو لگا جیسے وعدہ توڑنے کا وقت آگیا ہے۔

"ہاں"

جھوٹ بولتے ہی نظر چرائی گئی، وہ ہنس دی اور آگے سرک کر جمشید کی گال پر پیار دیتی فوری پیچھے ہٹی۔

تم جھوٹ بولتے اور پیارے لگتے ہو۔جب تک میں زندہ ہوں تمہیں کوئی"
"دوسری دیکھ بھی نہیں سکتی۔ چھونا دور کی بات ہے۔

وہ مقابل کی ناپسندیدگی کے باوجود حق جما کر کھلکھلا رہی تھی، جمشید یوں تھا جیسے ضبط کر کر کے اسکا اندر محشر خانہ بن گیا ہو۔

"تمہارا چھونا تکلیف دیتا ہے کس زبان میں سمجھو گی؟"

ہاتھ چھوڑے وہ اسکی بازو دبوچتا اپنی طرف کھینچ گیا کہ دونوں کی ناک کی ٹپ ٹکراتے ٹکراتے رہ گئی۔

قسم سے میری سمجھ مر جاتی ہے جب تم یہ جملہ کہتے ہو، جب جب کہو گے"
"ایسا ہی ہو گا

وہ اس سے دگنی بے بس لگی۔

کیوں آئی تم میری زندگی میں شائیل؟(اپنے لیے تمہیں تڑپتا دیکھنا میرے"
"لیے آسان نہیں ہے)

وہ بھی آخری جملہ کہہ نہ سکا پر اسے علم ہی کب تھا کہ شائیل میں اسکی چھپائی ہر بات سننے کی قوت آچکی ہے۔

کیونکہ وہ زندگی میں پہلی بار مخلص ہوئی تھی، پہلی بار کسی کی سچی محبت میں مبتلا ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری"

وہ اسکے سینے سے جا لگی کیونکہ یہ نہ کرتی تو شاید اسکا دماغ پھٹ جاتا، جمشید نے اسکے اطراف بازو لپیٹے اور یہ خود بخود ہوا۔

میرے پاس یہ آخری تعلق بچا ہے، اسکے بعد میری کہانی ختم ہو جائے گی یاد"
رکھنا جمشید احمد۔ میں ہوٹل جا رہی ہو۔ مارننگ میں مجھے پک کر لینا۔ تم
"پر سکون ہو کر اپنے روم میں سو جانا۔

وہ کہہ کر دور ہوئی اور لحاف پڑے کرتی اٹھی، اپنے کپڑے پہننے کے لیے واش روم جا گھسی، جمشید کی آنکھ سے اک آنسو اتر کر اسکی بیرڈ میں دفن ہوا تو نمی محسوس کرنے پر اس نے اپنی آنکھ رگڑی۔

پانچ منٹ تک وہ جینز ٹاپ کے ساتھ وولی شال گرد لپیٹے بال اچھے سے ٹائے کرتی اپنی بلاک ہیلز پہنے کمرے میں نکلی تو آگے وہ جم کر کھڑا تھا۔

"کہاں جا رہی ہو؟"

جمشید نے اسکے ہاتھ سے فون اور بیگ لے کر میٹرس پر مارا۔

"ہوٹل۔ تمہارے گھر میں منحوسیت چھائی ہوئی ہے میری وجہ سے۔ تمہیں گھٹن ہو رہی ہے۔"

وہ اسکی بات سنتے ہی اسکو بازو سے دبوچے قریب کھینچتا غصے گھورا۔

"اب اگر تم مجھے کسی ہوٹل میں رہتی نظر آئی تو اس ہوٹل پورے کو جلا کر اسکے نقصان کی بھرپائی کے لیے نام تمہارا لکھوا آوں گا۔ سمجھی"

وہ اسکی دھمکی پر چکرائی، تو کیا وہ اسے ہمیشہ یہیں رکھنا چاہتا ہے، ڈوبا دل ابھرا تھا۔

"تو کہاں رہوں میں؟"

آواز میں نمی گھل آئی۔

آج یہیں۔ کل ممکن ہے تمہیں کچھ ایسا مل جائے جسکے بعد تمہاری ہوٹلز"

"میں رہنے کی مجبوری ہی اپنی موت مر جائے۔ سوجا کر چینج کرو فورا

جمشید نے اسے پکڑ کر دھکیلا۔

مجھ سے نہیں ہوتا چینج بار بار۔ اتنی ٹھنڈ اوپر سے۔ پتا نہیں کیا پہیلیاں ہیں"

"یہ۔ مار ڈالو گے تجسس سے

وہ پہلی بار زرا بگھڑی تو جمشید نے اٹیچ باتھ روم کا دروازہ پکڑے شنائیل کو اندر دھکیلا اور بچاری کو منہ پر ٹھک سے بند ہوتے دروازے پر چینج کرنا ہی پڑا۔

باہر آئی تو وہ میٹرس پر لیٹا تھا، شنائیل نے حسرت سے جمشید کے پہلو کی جگہ دیکھی پھر اپنی اوقات سوچے کاوچ کی طرف لپکی۔

"یہاں آو۔میرے پاس"

شائیل کو لگا جیسے اس نے غلط سنا، فورا بھاگ کر اسکے سر پر آ رکی۔

"یہاں۔سچ میں؟تمہارے پاس سو جاوں؟"

شائیل کی حسرت کند چھری کی طرح جمشید کے سینے کے پار ہوئی۔

"پاس نہیں ساتھ"

وہ درستگی کرتا پرے سرکا جس سبب شائیل کے لیے کافی مناسب اور اچھی جگہ بن گئی۔

"گھٹن نہیں ہو گی؟"

وہ لحاف میں گھسے تکیے پر سر رکھے فکر سے بولی۔

"اگر ایک لفظ بھی بولی مزید، اٹھ کر باہر ٹھنڈ میں چلا جاوں گا"

جمشید کے پاس یہی آخری حربہ تھا اور کامیاب بھی ہوا، وہ سہم سی گئی، نفی میں اشارہ کرتے آنکھیں بند کرے کروٹ بھی بدل گئی جبکہ جمشید نے اسکے

آدھے تکیے پر کھل کر بکھر جاتے بالوں میں چہرہ چھپاتے انکو چوما تھا اسکی گواہ یہ رات تھی اور جمشید احمد کی تڑپتی ہوئی ذات۔۔۔۔اور اسکا اللہ۔

S MERWA MIRZA NOVELS

جب تک نرمین اور حیدر آئے، براق جدون اور باران سو چکے تھے، آج وہ بڑے دد ھو کے پاس ہی سو گیا اور جب لیزے لینے آئی تو انہوں نے اسے آج یہیں رہنے دینے پر آمادہ کر لیا۔

نرمین اور دراب نے میٹنگ کے بیچ ہی ڈنر کر لیا۔

"تم سانول سے ملنے گئے تھے؟"

نرمین نے گاڑی سے اترتے ہی دراب کے مسلسل تنگ کرنے پر آخر تپ کر پوچھ ہی لیا۔

جی اور پتا چلا آپ معصوم سے بندے کو دھمکا کر آئی تھیں۔ ممی آپ سے یہ "
"امید نہ تھی

دراب نے بھی گاڑی کا ڈور بند کیا جبکہ نرمین اسکے بلاوجہ کے روٹھنے پر خفت زدہ ہو کر رہ گئیں۔

کس قدر چالاک ہے یہ سانول قریشی، میں نے کب دھمکایا، بس اسے کہا" کے میرے آسرے نہ رہے۔ تم دونوں ہی بہت پہنچی چیزیں ہو۔ میں نہیں "بول رہی تم سے

نرمین نے گھبراہٹ چھپانے کو الٹا ناراضگی جتائی تو دراب نے ممی کو چھپٹ کر باہوں میں بھر لیا۔

بال ڈائے کیے ہیں انہوں نے وہ بھی فرمائشی۔ جیل سے نکلنے کی پوری تیاری" کے ساتھ آپکو امپریس کرنے کی امید لیے ہوئے آرہے ہیں۔ مجھ سے کچھ نہیں چھپاتے۔ انکا واحد دوست میں ہوں، حالانکہ آپ کی جگہ ہے دوست "والی بھی۔

دراب نے یہ سب تاسف سے کہے نرمین کی آنکھوں میں دنیا جہاں کی تکلیف سمیٹ دی۔

"یہ جانتے ہوئے کہ میں نے برہان پر ساری محبت لٹادی، تم ایسا سوچ رہے ہو۔سانول اسکا مستحق نہیں بے بی"

نرمین کے لہجے میں منت در آئی، دراب نے ممی کا ماتھا چومتے الگ کرتے انکا چہرہ ہاتھوں میں بھرا، آسودگی جیسا کچھ نہ تھا ابھی جو نرمین محسوس کر پاتیں بس سانول کو بٹے دل سے میسر آنے کا غم کھائے جا رہا تھا۔

"جس قدر بابا نے آپکی بے قدری کی ہے، نفرت ہو جانی چاہیے آپکو۔میں جلد ان سے ملنے جاوں گا۔بات کروں گا وعدہ کرتا ہوں لیکن آپ میری خواہشوں کے بیچ نہیں آئیں گی۔سات سال پہلے انکی وعدہ فراموشی آپکی "محبت میں سہہ گیا پر سات سال بعد آپکی نہیں سہوں گا۔آجائیں

دراب اس معاملے میں اپنی کھائی قسم توڑ رہا تھا تو نرمین نے بھی کوئی ضد نہ کی اور ہتھیار ڈال دیے۔

وہ ممی کو کمرے میں چھوڑتا انکے بھٹکے ہوئے آنسو بھی پونجھ گیا پر نرمین پر یہ رات بہت بھاری تھی۔

وہ روم میں آیا تو لیزے آئس بلو کلر کے سادہ جوڑے میں بال باندھے دوپٹے کے بنا ہی کھڑی کبرڈ درست کر رہی تھی، دراب کو روم میں آتے دیکھ کر اسکی طرف آئی اور بازو گردن میں لپیٹے گلے لگ جاتے ہی دراب حیدر کی تمام تھکن اتار گئی، دل کی دھڑکنوں کا سنگم آرام بن کر رہ گیا۔

دراب نے مسکرا کر اسکے مخملی وجود کو بازوؤں میں بھینچ کر قرار انگ انگ کو ارسال کیا۔

"آئی مس یو سو مچ حیدر"

وہ اپنے کہے پر پورا اتری تبھی تو دراب کی روح تک سرور اور شادمانی سرائیت کر گئی۔

آئی مس یو ٹو۔میری جان۔جب تم خود اس بندے کو ایسے سمیٹ لیتی ہو" میں بہت خوشی محسوس کرتا ہو۔بائے داوے یہ بیڈ خالی کیوں ہے۔ہمارے "مسٹر ولن کدھر؟

دراب نے شوخ سا ہوتے یہ تنہائی وہ بھی غیر متوقع پائے راز دریافت کیا تو لیزے اسکے سینے میں سمٹے بازو کس کر باندھے ہنسی۔

"ددھو کے پاس ہی سو گیا"

لیزے نے بتایا مگر دراب کے پکڑ کر سامنے کرنے پر بوکھلائی۔

مطلب آج بھی تم صرف میری۔اوہ میرے خدا میں اس خوشی پر مر ہی نہ" "جاوں

وہ جو گھبرا رہی تھی،ایسی فضول گوئی پر اسکے ہونٹوں پر دھیرے سے ہتھیلی رکھتی گھورنے لگی۔

مریں آپکے دشمن۔مجھے آج اپنا باقی پاسٹ سنائیں گے۔ایسے ٹائم بہت کم" ملے گا آگے بھی۔آپ فریش ہو لیں تب تک میں ریفریشنگ کافی بنالاتی ہوں"

لیزے کو بہت تجسس تھا خاص کر برہان جدون کے بارے میں جبکہ دراب نے فرمانبرداری دیکھاتے سر ہلایا اور لیزے کو جاتے جاتے روک کر چہرے کے قریب لا روکا۔

مجھے ریفریشنگ کچھ اور کرتا ہے عشقم۔خود بھی خیال کر لیا کرو اگر میں" شرافت دیکھا دوں تو"

دراب کی شکائیت سنے وہ ہونٹوں کو حصارنے والی مسکراہٹ سمیت ان ہونٹوں کے افق کو چھو گئی جن کے کناروں پر ابھی ابھی شکوہ مچل کر تھما تھا۔

ایسی شرافت پر قربان جاوں۔میں خود اس لیے نہیں چھیڑتی آپکو کیونکہ پھر" آپ میری ہستی دہلا دیتے ہیں۔کیوٹ ہسبنڈ بنے رہیں آج۔اوکے ناں۔آتی ہوں"

لیزے کی شوخیاں دیکھتا وہ مسکرا دیا جو پاس سے خوشبو کے جھونکے سی گزر گئی اور جب کافی کے دو گرما گرم کپس کے ساتھ فریشلی بیکڈ کوکیز لائی تب تک دراب چینج کیے بلیک ٹراوز شرٹ پہنے ٹاول سے بال رگڑنے کے بعد اپنے فیس پر ہوتی ڈرائنیس کے لیے مین موسچرائزر اپلائے کر رہا تھا، لیزے نے ٹانگ سے ڈور ساتھ لگاتے بند کیا اور میز پر ٹرے رکھے صوفے پر ہی بلینکٹ لے آئی اور خود ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا اور پہلے سے سلیکٹ کی رومنٹک لو وسٹوری پلے کر دی۔

"آجائیں میرے پاس"

لیزے نے پاس آرکتے دراب کو دیکھتے ہاتھ بڑھایا جسے تھامے وہ ساتھ ہی بلینکٹ میں آکر بیٹھا تو لیزے نے جلدی سے بلنکٹ اس پر کروایا مگر پیچھے نہ ہٹ سکی، دراب نے اسکو بازو میں بھرتے اپنے سر پیچھے لگاتے خود لیزے کو اپنے چہرے پر جھکا دیا۔

یہ جو تمہارے ساتھ کے لمحے ہیں یہ ماضی کی حسرت کو اک اک کر کے "
"ڈھانپ رہے ہیں لیزے، تم واپس میری زندگی کا نور بن رہی ہو
اسکے ہونٹوں کی نرمی کا لطف لینے کے بعد وہ لیزے کی آنکھوں کے نثار
رنگوں کو سیر ہونے کی حد تک چکھنے کے بیچ اسکی گردن پر ہاتھ کی پوریں
پھیرتا اسکے ہونے کو بھاری سرگوشیوں میں سراہ رہا تھا۔
حیدر! رومنٹک مت ہوں ناں۔ پھر کہانی، مووی اور کافی بیچ میں رہ جائے "
"گی۔
لیزے نے گھبراتے ہوئے رحم کرنے کی ترغیب دی، وہ خمار جھٹک کر ہنسا۔
تم پاس ہوتی ہو تو جذبات کا مسکن بن جاتا ہوں۔ کیا کروں تم ہوش میں "
چھوڑتی ہی نہیں۔ نہیں ہوتا رومنٹک۔ بھول گیا تھا تمہیں تو کرنٹ لگتے
"ہیں۔
وہ بھلے مان گیا ہو پر طنز کرنا بھول جاتا تو اسے دراب حیدر جدون کون کہتا۔

کل پورا دن آپ کی کسی خواہش کو رد نہیں کیا، تو مان لیں مجھے کوئی کرنٹ"
نہیں لگتا۔ میں آپکے جسم کی تھکاوٹ کے ساتھ اس دل کی اداسی بھی بانٹنا
"چاہتی ہوں۔ بتائیں ناں میرے کھو جانے کے بعد کیا ہوا پھر؟
لیزے کی تڑپ کے آگے دراب نے بھی دل ہلکا کرنے کی فورا ہامی بھری۔
تم کھو گئی تو سب کھو گیا لیزے۔ میں بھی اور میرے سارے سکھ قرار"
بھی۔ بابا نے اپنے لفظوں کا پاس نہ رکھا۔ ممی ڈائورس پیپرز پر سائن کرنے کو
ٹالتی رہیں۔ سانول بھائی کو سزا ہو گئی۔ سات سالوں کی سزا۔ پر اسی دن بابا
کومے سے باہر آ گئے پر سانول پر نا جانے کونسی نفرت کا کیچڑ اچھالا کے ٹھیک
ہونے کے باوجود انکی سزا رد نہ ہونے دی، میں ابھی اس تکلیف میں ہی تھا کہ
پتا چلا ممی امید سے ہیں۔ انہوں نے چار ماہ تک اس بات کو مجھ سے اور دد ھو
سے چھپایا، تم سوچ بھی نہیں سکتی مجھے اس روز کتنی تکلیف پہنچی۔ میرا دل چاہا
بابا کا گریبان نوچ آوں پر پھر سوچا میرا یہ کرنا نہیں بنتا۔ یہ ممی بابا کا بہت

پرسنل میٹر تھا۔ لیکن مجھے تکلیف اس بات کی تھی کہ میرے بابا نے مجھے

"میری کمزوریوں پر بارہا مارنے کی کوشش کی پر میں نہ مر سکا

وہ رکا تو لیزے کو لگا چلتی کائنات رک گئی ہو۔

ممی امید سے تھیں تبھی میں نے خود کو سنبھالا، تمہاری تلاش، نئی یونیورسٹی"

میں ایڈمیشن کے بعد پڑھائی اور ممی کا خیال رکھنا۔ بس تین فرض بچے

تھے۔ ممی لیکن ٹھیک نہیں تھیں، بہت سی کمپلیکیشن تھیں بے بی کے

حوالے سے، وہ بہت درد میں تھیں پھر پتا نہیں بابا نے کیسے ہوسپٹل سے یہ

خبر نکلوائی اور ممی کو پھر سے اٹھا کر لے گئے۔ شانتل کبھی ماں نہیں بن سکتی

تھی ناں تو ممی کے دوبارہ امید سے ہونے پر بابا کی مردانگی جاگی۔ وہ ممی کے

ساتھ اپنا تعلق درست کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ایسا مرد جو طلاق کی نیت کر چکا

ہو، ممی کے نزدیک انکا نہیں رہا۔ وہ انھیں چھونے بھی نہ دیتی تھیں۔ میں ممی

کو لینے گیا پر بابا نے مجھے گھر سے نکلوا دیا۔ ممی سے یہ برداشت نہ ہوا تو وہ خود

قید سے نکلنے کو پھڑ پھڑانے لگیں اور اسی بیچ بعث میں بابا کے دھکا دینے پر ممی

سیڑھیوں سے گر گئیں۔آخری ماہ چل رہا تھا۔ابیہہ پیدا ہوئی پر بچ نہ سکی۔میں اور ددھو ممما کو لے آئے پر اس روز دھوونے بابا کو کئی تھپڑ مارے تھے،انھیں کہا تھا کے وہ اسے پیدا کرنے پر پچھتا رہے ہیں اور میں بھی بابا سے نفرت جتا کر آیا تھا،وہ ساری گھٹن لیزے جو بچپن سے میرے سینے پر جمع تھی، ممی کو ہم نے ابیہہ کی موت کے غم سے مل کر نکال لیا پر بابا بہت جلد اس گلٹ میں دماغی مریض بن گئے۔شانتل چھوڑ گئی انکو جب اسے لگا وہ بندہ اب اسکے لیے کچھ نہیں رہا۔بہت کچھ لوٹ چکی تھی بابا سے۔بس اپنی بیٹی کو مار دینے کے غم میں انکو بہت سی دماغی بیماریاں لگ گئیں۔اور پھر اس پر ستم کے ممی نے عین ابیہہ کے غم سے نکلتے ہی طلاق نامے پر سائن کر کے برہان جدون کی دائمی سزا سنادی۔اور پچھلے چھ سال سے بابا ہوسپٹلائز ہیں،ڈاکٹرز کے بقول وہ عام لوگوں کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں۔ایسے اٹیک آتے ہیں ان پر کے وہ خود کو نقصان دینے لگتے ہیں،اپنا لباس پھاڑ دیتے ہیں۔چیختے ہیں۔چلاتے ہیں۔ان چھ سالوں میں ممی اور ددھو نے کہیں نہ کہیں انکی

حالت پر ترس کھا کر انھیں معاف کر دیا لیکن میں نہیں کر سکا۔ چھ سال سے انکی شکل نہیں دیکھی۔ جہاں تک مشرک ہونے کی بات ہے تو انکو اب اپنا نام بھی یاد نہیں تو توبہ کرنے کے لیے وہ ہوش کہاں سے لا سکتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ انکی اللہ کو ناراض کرنے کی سزا ہے لیزے ورنہ اسکی مخلوق کو منانا تو بے حد آسان ہے۔۔۔۔ وہ جب سخت ترین روٹھتا ہے تو منانے کی قوت چھین لیتا ہے۔۔۔ جیسے بابا سے چھین لی، کیونکہ اللہ کو اب انکی توبہ نہیں چاہیے۔۔۔۔۔ تم سوچ بھی نہیں سکتی لیزے کہ بابا نے مجھے کتنی اذیت دی ہے۔ انہوں نے آج تک مجھے گلے نہیں لگایا۔ مجھے پیار سے نہیں دیکھا۔ پھر بھی بیٹا کہنے کا حق نہیں چھینا ان سے۔۔۔۔ لیکن ایک حد ہوتی ہے"۔۔۔۔ انہوں نے ساری پار کر دیں۔۔۔۔۔

دراب کی آنکھیں یہ سب بتاتے بھیگ گئی تھیں اور لیزے تک رو دی تھی، یہ سب سننے میں جتنا تکلیف دہ تھا اتنا نا قابل برداشت۔

اللہ اپنے بندوں کی توبہ کا ہمیشہ منتظر رہتا ہے حیدر! کون اسکی بارگاہ میں" افضل ہے اور کون کمتر۔ ہم نہیں جان سکتے۔ آپ انکو معاف کر دیں۔ بہت مشکل ہو گا پر پھر بھی کر دیں۔ اسکا اجر آپکو اللہ دے گا۔ آپکے سینے میں برپا کئی بے کار قیامتیں تھم جائیں گی میری جان۔ اپنی اذیت معاف کر دیں۔ وہ جیسے بھی ہیں بابا تو ہیں ناں۔ باقی ہر گناہ کا حساب دینا ہے ہر کسی کو۔ اللہ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔ آپ جلد جا کر ملیں ان سے، ہو سکتا ہے آپکا گلے لگانا ان میں توبہ کی قوت لوٹا دے۔ آپ وسیلہ بن جائیں انکی ہدایت "کا۔ دیکھا جائے تو سزا انہوں نے بھی چھ سال کاٹی ہے۔

لیزے کا دل بہت بڑا تھا پر دراب میں یہ ہمت چھ سالوں کی کوشش کے باوجود نہیں آئی تھی۔

"تم شائیل کو معاف کر سکتی ہو؟"

دراب نے تلخی سے پوچھا کیونکہ اسے پتا تھا جواب ناں ہو گا پر وہ جیسے رضامند مسکرائی، دراب پتھرا گیا۔

کل ملنے جارہی ہوں۔ ممکن ہے معاف کر کے لوٹوں۔میں نے اپنی زندگی"
کی اذیتوں اور تکلیفوں سے صرف معاف کرنا ہی تو سیکھا ہے حیدر۔جب
ہمیں خوشی اور دکھ سے ملانے والا اللہ ہے تو ہم لوگوں کو کیوں وجہ ٹھہراتے
ہیں۔اللہ ہی ہمیں خوشی اور دکھ دے کر مضبوط کرتا ہے۔ہمیں عطا کر
کے، ہم سے ہماری پیاری چیز واپس لے کر در حقیقت ہمیں قوت، ہمت اور
"استقامت بخشتا ہے۔

دراب نے سیدھا ہوتے گھورا، لیزے کا چہرہ سا اترا۔

تم اسے معاف نہیں کرو گی۔اس نے تمہارا بہت نقصان کیا"
ہے۔میرا۔ سکھی کا۔میں اسے کل مار کر قصہ ہی ختم کر دوں گا۔بہت چھپ
"لی وہ

دراب کی نفرت بے سبب نہ تھی پر لیزے نے اسکا چہرہ واپس ہاتھوں میں
بھرا۔

ایسا کچھ نہیں کریں گے۔میں اس سے سارا حساب لوں گی۔پرامسس کریں"

"حیدر۔ایسا سوچنا بھی نہیں۔میری قسم ہے آپکو

لیزے نے اسکے اختیاریات کو زنجیر کیے دراب کو سخت اذیت سے گزارا۔

لیزے!بے بس مت کرو۔میں سخت نفرت کرتا ہوں اس سے۔مجھے اسے"

"مارے بنا سکون نہیں آئے گا۔

دراب نے اسکے ہاتھ ہٹاتے منت کی۔

"مجھے ملنے دیں اس سے ایک بار۔پلیز حیدر"

لیزے کی آنکھیں اصرار کر کے تھکتے ہی بھیگیں تو دراب نے اپنی خفگی

ضبط کرتے پکڑ کر لیزے کو اپنے سینے لگایا۔

میں بھی ساتھ جاوں گا تمہارے۔اور اگر میری برداشت دم توڑی تو تم"

"مجھے انتہائی قدم اٹھانے سے نہیں روکو گی لیزے

وہ مان تو گیا پر لیزے کو اسکے غصے سے ہنوز بہت ڈر لگا۔

"حیدر"

وہ سسک اٹھی، جبکہ اسکا سسکنا برداشت نہ کرتے دراب نے روبرو کرتے اسکی جبین چومتے قرار سا لیزے میں اتارا۔

اب کلوز کرو یہ سب ٹاپکس۔ تمہیں روتا نہ دیکھوں۔ تمہارا دل بہت بڑا"

"ہوگا ہر میرا نہیں۔ بس ایک دم چپ

وہ دراب سے خاموش التجائیں کرتی روپڑی تھی پر دراب نے اسے خود سے لگاتے گویا لفظوں کے گلے ہی کاٹ دیے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

اک نئی صبح فضاؤں کے دامن سے آلگی تھی، سرد، نتھری، شفاف پر بھیگی بھیگی۔

نیند کا خمار چھٹا تو شائیل نے چہرے کو چھوتی گرم سانسوں پر دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو وہ اسکے بہت قریب آنکھیں بند کیے سو رہا تھا، نیند سے

بھری آنکھوں سے وہ پہلے یہ سوچ کے مسکرائی کے وہ قریب آیا پر جب سوئے احساسات بیدار ہوئے تو اس نے جانا کے وہ اسکے پاس آئی ہے، اسکے تکیے پر۔

"تم مجھ سے ٹھیک چڑتے ہو جیم، میں تم جیسے خوبصورت دل سے لگنے لائق نہیں۔ ائسا ہی جنون اور دیوانگی تو مجھے دراب کے لیے بھی تھی ناں۔ پر محبت تو سب کہتے ہیں ایک بار ہوتی ہے۔ مجھے دوسری بار کیسے ہو گئی؟ عورت تو محبت کی دیوی مانی جاتی ہے، پر شاید میری جیسی عورتیں اس منسب پر پورا نہیں اترتیں۔ تم کیسے میری طرف بڑھ سکتے ہو جب تمہیں میرا تمام ماضی معلوم ہے۔ تمہیں میرے قریب آنے سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ برحق ہے۔ میں اگر تمہارے لیے ہی بنی تھی تو سیدھی تم تک کیوں نہیں آئی، اس بات سے جل رہے ہو تم۔ جانتی ہو۔ تمہاری آنکھوں میں لکھا ہے۔"

شنائیل نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکی گال سے لگاتے حرکت دیتے اس بیچ جمشید کے چہرے کا ہر نقش تفصیلی دیکھا، وہ اسے دنیا جہاں کا خوبصورت اور اچھا شخص لگ رہا تھا۔

"تم مجھے میرے باقی، اللہ کی مخلوق پر ڈھائے مظالم کی سزا نہ دے سکتے ہو نہ دینا چاہتے ہو۔ میں تمہارے دل کی ہر ہر دھڑکن محسوس کر رہی ہوں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی، مجھے ایسا پہلے کبھی محسوس نہیں ہوا جیسا تمہارے لیے سوچتی ہوں۔ تم مجھے کبھی محبت کی دیوی نہیں پکاروگے، میں تو منافق ہوں۔ یہ بہت بڑی تکلیف ہے"

وہ اسکے چہرے سے ہنوز ہاتھ جوڑے تب ہٹا گئی جب وہ نیند کی گہرائی کے باوجود شنائیل کے ہاتھ کی حرکت سے بے چین ہوتے کروٹ بدلتے ہی جاگا تو شنائیل کی کھلی آنکھیں ہی صبح کا پہلا منظر تھیں۔

"گڈ مارننگ"

شنائیل کی مسکراہٹ دوسرا منظر تھا۔

تمہارے ساتھ کچھ گڈ کیسے ہو سکتا ہے۔میرے بعد ایزیلی محبت کر لو گی"

"ناں؟

اٹھتے ساتھ ہی شنائیل کی مسکراہٹ نوچ لی تھی اس نے۔

"ہرٹ ہوا ہے مجھے"

وہ کربناک ہوئی، آنسو سنبھال لیے، رخساروں پر بہنے نہ دیے۔

"ہمم۔ہونا نہیں چاہیے۔ویسے مجھ میں دیکھا کیا ہے تم نے؟"

وہ ہنوز سفاکیت پر اترا دلچسپی سے شنائیل کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا، زرا بھی ڈرے بنا۔

تمہارا مجھے باقی مردوں کی طرح نہ دیکھنا۔"

تمہارا میری طرف آنے سے زیادہ دور جانے کا اصرار

تمہاری مسکراہٹ سے زیادہ ناراضگی۔

تمہارا بہکنے سے زیادہ سنبھلنا۔

تمہارا پیار بھری باتوں کے بجائے منہ پھٹ ہونا۔

تمہارا روح کے ہر احساس تک سچا ہونا۔

"بس اتنا سا دیکھا ہے تم میں

اب باری تھی جمشید کی مسکراہٹ ختم کرنے کی، شنائیل کے چہرے پر لکھی کرب کی داستان جھٹلائے، اسکے ہلتے مسکاتے ہونٹوں کے مائل کرتے رنگ نظر انداز کیے وہ کروٹ سیدھی کر گیا ورنہ ان ہونٹوں کو چومنے کی خواہش ایسے اعتراف کے بعد ہر گز اضافی نہ تھی، ضروری سی تھی۔

پر وہ کھرا اور صبر والا تھا۔

آج کے بعد تم صرف مسکراو گی۔ رونا نہیں پڑے گا۔ اب اٹھ جاو۔ بریک"

"فاسٹ باہر ہی کریں گے

جمشید نے لحاف پرے دے مارتے دوسری طرف سے اٹھتے قدم واش روم کی طرف بڑھائے تو وہ بھی اٹھ کر بکھرے الجھے خلیے میں سامنے آ رکی۔

جمشید! ایسا کیا کرنے والے ہو میری مسکراہٹ اور خوشی کے لیے؟ بتاو"

"پلیز

وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دباتی آس سے بولی۔

"کچھ زیادہ نہیں ہے۔ تم پہلے اپنے کہے پر عمل کرو پھر بتاتا ہوں۔"

نرمی سے ہاتھ چھڑوائے وہ چلا گیا جبکہ شنائیل اسی حسرت سے اسے جاتا تکتی رہی۔

وہ اپنے کپڑوں کو پہنے خود بھی تیار ہوئی، جمشید بھی ریڈی ہوا تو دونوں ساتھ ہی کمرے سے نکلے۔

"تم دونوں ناشتہ کر لو"

سلوی نے ہی چچا چچی کو ناشتہ سرو کرتے ان دو کو بھی کہا پر وہ دو جلدی میں تھے، جمشید نے ماں باپ کی طرف حسرت بھری نظر ڈالی پر وہ دو بری طرح منہ پھیر گئے، کچھ ٹوٹا تھا جمشید احمد کے سینے میں۔

"کچھ کام ہیں۔ ناشتہ نہیں کریں گے۔ اللہ حافظ"

جمشید نے روٹھے روٹھے والدین کو چھیڑنا مناسب نہ سمجھا اور سلوی کو نرم سا جواب دیت شنائیل کے ہمراہ گھر سے نکلتا چلا گیا۔

"دیکھ لے اڑی وہ ڈائن میرا بچہ۔دیکھا تم نے سلمان۔"

شاکرہ کے حلق سے پراٹھا اترنا انکاری ہوا تو وہ ہانسی ہوئی جبکہ سلمان نے سر جھٹکے لاڈ سے اسکی گال تھپکائی۔

کچھ نہیں ہو گا ایسا۔ناشتہ کر۔پھر چل تجھے تیری پسند کے جوتے دلاتا"

"ہوں۔اور جو جو کہے گی سب۔۔۔

سلمان نے فورا بیوی کی کمزوری کے بل بوتے بہلایا تو شاکرہ کے بھیگی بھیگی آنکھوں سے مسکرانے پر جہاں سلمان شکر کا سانس بھر گیا وہیں کچن میں کھڑی سلوی بھی چاچو کی چالاکی پر ہنس دی۔

دن ایک بجے تک شنائیل نے تمام تر کام مکمل کیے،ایک چینل کے آفس بھی گئی جہاں شنائیل کے باقاعدہ فلم انڈسٹری چھوڑنے کی نیوز چلوانی تھی چونکہ وہ کافی بڑا چینل تھا تو وہاں کی اتھنٹک نیوز پر ویسے ہی باقی میڈیا تک بھی یہ خبر پہنچ ہی جاتی۔

دو بجے تک وہ اس سب سے فری ہو کر جمشید کے ساتھ کھانا کھانے ڈھابے پر گئی اور وہیں ٹیبل پر فون رکھے جمشید کی آنکھوں کے سامنے اپنے تمام شوشل اکاونٹس ڈیلیٹ کیے۔

"چیک کر سکتے ہو۔ کوئی بیک آپ نہیں رہا"

شنائیل نے اپنا فون جمشید کی طرف بڑھایا، جمشید نے اسکے ہاتھ سے فون لیے میز کی سطح پر رکھ دیا، اس بیچ ان دو کے ہاتھ کی انگلیاں مس ہوئیں، وہ پر اثر تھا۔

"پرامسس می، کے تم اب اس فیلڈ میں کچھ بھی ہو جائے دوبارہ نہیں آو گی"

جمشید نے اپنا ہاتھ بڑھایا جسے شنائیل نے خوشی خوشی مصافحے کی صورت تھاما، وہ اسے آخری بار چھونا چاہتا تھا۔

"آئی پرامسس"

شنائیل نے بھرپور چہک کر وعدہ لیا۔

"پرامسس می کے تم مرتے دم تک ڈرگز کو ہاتھ نہیں لگاو گی"

اس وعدے پر لمحہ بھر شنائیل کے چہرے پر اذیت ابھر کر معدوم ہوئی۔

"پرامسس"

وہ مان گئی تو جمشید کو اسکی فرمانبرداری پر جی بھر کر پیار آیا۔

"پرامسس می کے تم اپنی زندگی کے آنے والے تمام بدلاو قبول کرو گی"

اب کی بار شنائیل کا جمشید کے ہاتھ کی گرفت میں دبا ہاتھ کانپا۔

"جمشید"

وہ تڑپ اٹھی، ہاتھ چھڑوانا چاہا۔

"پرامس می شنائیل"

وہ اسکا ہاتھ مضبوطی سے جکڑ کر تنبیہی بولا۔

"پ۔۔پرامس"

اک آنسو ٹوٹ کر شنائیل کی گال پر بکھرا۔

تم کسی کے سامنے نہیں رو گی۔یہ سب سے مشکل ہے پر تمہیں کرنا"

"ہو گا۔چوائز نہیں ہے

جمشید نے اسکا ہاتھ مزید جکڑا تو وہ اٹھ کر ہاتھ تھامے ہی اسکے پاس چارپائی پر آ بیٹھی۔

"میں پہلے بھی کسی کے سامنے نہیں روئی، سوائے تمہارے۔ایسے وعدے"

"کیوں لے رہے ہو مجھ سے ؟مجھے ڈر رہا ہے جیم

جمشید نے اسکی آنکھوں میں جھانکتے ہی اسکا ہاتھ چھڑوایا اور ہاتھ بڑھا کر شنائیل کے چہرے پر جھولتے بال سمیٹے، آگے سرک کر اسکی جبین بہت پیار سے چومی۔

"لاسٹ !تم ڈرو گی نہیں۔میرے لیے بھی نہیں۔پرامس می"

پہلی بار جمشید نے اپنی خوشی سے اسکو اپنا لمس دیا پر وہ قرار نہ پا سکی پر سر ہلا بیٹھی تبھی کسی آہٹ پر دونوں ہی سامنے متوجہ ہوئے جہاں فردوس شمدی اپنے گارڈ اور ڈرائیور کے سنگ کھڑے تھے۔

شنائیل نے گھبرا کر جمشید کو دیکھا جو فورا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

آپکی بیٹی آپکے حوالے مسٹر فردوس شمدی،اسے تکلیف ہوئی تو حساب" آپ دیں گے۔بائے شنائیل۔ڈائورس کے پیپرز تمہیں پہنچ جائیں "گے(آخری باراک جھوٹ گڑھا)

شنائیل یوں تھی جیسے کسی نے اسکے دل پر خنجر گاڑ دیا ہو،فردوس سر ہلا گئے جس پر جمشید پلٹ گیا اور اس سے پہلے شنائیل پیچھے دوڑتی، بابا کے بازو دبوچ کر روکنے پر چینخی۔

ن۔۔ نہیں ڈائورس نہیں چاہیے۔آپ نے کیا کہا ہے اس سے۔یہ سب" آپکی سازش تھی۔مجھ سے میری رہی سہی خوشی کیسے چھین سکتے ہیں آپ۔۔۔جمشید۔۔۔پلیز مت جانا۔میں مر جاوں گی تمہارے بنا۔چھوڑیں "مجھے

شنائیل کی چینخ و پکار پر بنا کوئی اثر لیے فردوس نے اسکی بازو پکڑے زبردستی وہاں سے باہر لے جاتے گاڑی کی طرف بڑھے پر شنائیل کی روتی آنکھیں جمشید کے اوجھل ہونے کی طرف جمی تھیں۔

کام ڈاون شنائیل، بابا ہیں ناں۔ کسی کی کمی نہیں ہو گی۔ تم نے سب چھوڑ" دیا۔ تم اب میری بیٹی ہو۔ ڈونٹ کرائے۔ گھر چل رہے ہیں ہم"

شنائیل کی سسکیاں انکو دکھی کر گئیں تبھی اسے ڈور اوپن کر کے اندر بٹھاتے وہ جب بیٹی بولے تو شنائیل کتنے ہی لمحے پتھرائی رہی یہاں تک کے وہ خود بھی دوسری طرف آ بیٹھے۔

ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کر دی پر شنائیل اذیت سے گردن موڑے بابا کو دیکھ رہی تھی جنہوں نے اسکا ہاتھ تھاما پھر چوما۔

مجھے معاف کر دو۔ میں نے ہی تمہیں اس درجہ حسرت زدہ بنا دیا کے تم در" در سکون کے لیے بھٹکتی چلی گئی۔ آئی ایم سوری پر میں مجبور تھا۔ تم نے اپنے بابا کا بہت دل دکھایا تھا۔ ورنہ کون باپ اپنی اکلوتی اولاد کو خود سے دور کرتا ہے۔ ڈونٹ کرائے۔ اب ہم ساتھ رہیں گے۔ تمہیں رونے تک نہیں دوں گا۔"

وہ یہ سب سن رہی تھی پر اسکی تکلیف بڑھ رہی تھی، دماغ اور دل کو جمشید سے دور ہونا گلا رہا تھا۔

جمشید نے اگر مجھے ڈائورس دی میں خود کو مار دوں گی۔ پھر آپ میری قبر" سے پیار کر لیجئے گا۔ یہ کر کے مجھے کوئی خوشی نہیں دی آپ دونوں نے۔ نہ آپ کی محبت چاہیے مجھے اب نہ اس کی دوری۔ مجبور کیا ہے ناں آپ نے "اسے؟

شنائیل کی آنکھیں مسلسل بھیگ رہی تھیں، حلق گھٹ رہا تھا۔

ہر گز نہیں۔ بلکہ وہ خود آیا تھا میرے پاس۔ کہ تمہیں چھوڑ دے گا بس" اسے اپنا لیں۔ اس نے کہا تھا میں شنائیل کا پروفیش چھڑوا دوں گا تو آپ اسے بیٹی بنا کر سنبھال لیجئے گا۔ میں بھی نہیں چاہتا وہ تمہیں ڈائورس دے پر ابھی کچھ کہا تو اسکی انا مجروع ہو گی۔ اس لیے کچھ دن اسے اپنے دل کو پرکھ لینے دو۔ یقینا محبت کرتا ہے میری بیٹی سے، رو نہیں میرا بچہ۔ ڈائورس نہیں دینے "دوں گا

بابا کے پیار سے پاس لا کر خود سے لگانے پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"وعدہ کریں۔ میں بہت پیار کرتی ہوں اس سے۔ اگر وہ نہیں تو مجھے آپ کا پیار لے کر کیا کرنا ہے۔ میں تو آپکے غصے، لاتعلقی اور نفرت کی بری طرح عادی ہوں۔ مجھے اگر کوئی اپنا لگا ہے تو بس جمشید۔ میں بتا رہی ہوں، اس نے مجھے چھوڑا ناں تو میں آپکو اور ممی کو کبھی نہیں ملوں گی"

وہ ہچکیوں کی زد میں آتی باقاعدہ کانپ رہی تھی اور اس بیٹی کی تکلیف آج پہلی بار فردوس شمدی کی آنکھوں میں آنسو لائی، آج انکو احساس ہوا کے انہوں نے اپنے واحد اولاد کو خود برباد کیا ہے۔

"بھروسہ رکھو میری جان۔ بس رونا بند کرو۔ اپنے گھر جا رہی ہو۔"

وہ بابا کے سینے لگی اور بری طرح روئی جبکہ بائیک سڑک کنارے کھڑی کر کے ٹیک لگائے کھڑا جمشید تاحد نگاہ پھیلی خاموشی سے ہمکلام تھا۔

دھوپ کی بوسیدہ کرنیں اسکے چہرے پر پھیلی آنکھوں کی سرخائی پر مرکوز تھیں، وہاں کے خالی اور زرد پن کو چمکیلا کرنے میں مصروف تھیں۔

سامنے والے کا بھلا کرنا فرض تھا مجھ پر، وہ میں نے کر دیا۔ مجھے محبت عاشقی"
میں نہیں پڑنا۔ اسے دراب حیدر سے محبت ہونے کے بعد مجھ سے ہو سکتی
ہے تو میرے بعد بھی کسی سے کر لے گی۔ فائنلی چیپٹر کلوز۔ کم از کم میرے
ضمیر پر کوئی بوجھ تو نہیں ہو گا کے میں نے بھی اسے دنیا کی طرح صرف
سزائیں دیں ہیں، میں نے اسے یقیناً ناحق سزا سے بچنے کا طریقہ سیکھا دیا
"ہے۔ اب اپنے آپ میں واپس لوٹ آ جمشید احمد
اپنے آپ کو ٹھیک سمجھنے والے انہی لمحوں میں غلط بھی ہو سکتے ہیں، جیسے
جمشید احمد تھا، جسے شنائیل کو اس لیے چھوڑنا تھا کے اسے محبت نہیں
کرنی۔ لیکن اگر اسے چھوڑ دینے کے بعد اگر محبت ہو گئی، اس بارے سوچنا
بھول گیا۔
کسی کال پر اسکے بھٹکے خیالات واپس ہوش میں لائے۔

پولیس، گرمیل کی موت کے حوالے سے آپکا بھی بیان چاہتی ہے۔آجائیں"
سر واپس۔میں مزید یہ سب ہنڈل نہیں کر پارہا۔کچھ اچھی خبریں بھی
"ہیں۔آپکو سن کر اچھا لگے گا
خاص آدمی کی کال تھی، جمشید نے باخدا اچھی خبر پر مان لیا کے اب کچھ اسکی زندگی میں اچھا بھی ہو سکتا ہے۔
"پہلی فلائیٹ ملتے ہی آتا ہوں، میرا یہاں کوئی کام نہیں رہا۔"
اپنا فیصلہ سنائے وہ فون بند کیے اس میں سے سیم نکال کر ہاتھوں کی قوت سے دو ٹکرے کرتا وہیں سڑک کنارے پھینک کر واپس بائیک پر سوار ہوا۔
جب تک گھر پہنچا چار بج چکے تھے۔
"میری شرٹ پریس کر دو گی سلوی؟"
سلوی، رات ڈنر پر جانے کے لیے سبکے کپڑے ہی پریس کر رہی تھی جب جمشید نے اندر جھانکے اپنی شرٹ پکڑے پاس آتے قدم روکے۔
"ہاں کیوں نہیں۔پر شنائیل کہاں ہیں؟"

سلوی نے شرٹ لیتے فکر سے پوچھا۔

"چلی گئی ہے اپنے گھر، نہیں آئے گی یہاں۔ میری سات بجے واپسی کی فلائیٹ ہے۔ میں اماں بابا کو منائے بنا جا رہا ہوں کیونکہ میرے پاس کہنے کو کچھ نہیں۔ جب چلا گیا تو تم سبکو بتا دینا میری واپسی اب کچھ وقت نہیں ہو گی۔"

سلوی کی آنکھوں میں اسکے بکھرے درد بھرے لہجے کو محسوس کیے نمی جاگی۔

"تم میری شادی کے لیے بھی نہیں رکو گے؟ بھائی ہو ناں میرے۔ مجھے کمی محسوس ہونے دو گے اپنی؟۔ اور سب ختم کیوں کیا، وہ پیار کرتی ہیں تم سے" سلوی نے شرٹ لینے کے بیچ روٹھی بکھری ٹون میں شکوہ کیا جو جمشید کو مسکراہٹ دے گیا۔

"بھائی ہوتا تو تمہارے لیے کوئی سٹینڈ لیتا، میں تو اس ماحول میں اک بے حس کی طرح بڑا ہوا۔ جس کے سپرد میری پرورش کا ذمہ تھا وہ بھی دل اور

خواہشات تک پورے نہ پہنچ سکے۔ لیکن ایک بات کا گواہ ہوں، اماں نے تمہیں بہت پیار سے پالا ہے۔ ہو سکے تو اس گھر سے رخصت ہونے سے پہلے انکی تمام زیادتیوں کی یاد کو اسی دہلیز پر چھوڑ جانا۔ میں کال کروں گا تمہیں رخصتی والے دن۔ لیکن اب مجھے جانا ہی ہے۔ اپنے ماں باپ کی ہر حسرت

"اور خواہش پوری کروں گا

سلوی نے اسکی ہر بات سنے بے رنگ سی سمائیل دی۔

تم بہت اچھے ہو جمشید۔ تم سے کوئی شکوہ نہیں نہ چچی سے۔ شنائیل کی بات"

"اگنور کر دی تم نے؟

سلوی نے جان بوجھ کر اس دکھے دل کو کریدا۔

میں نہیں جانتا کسی شنائل کو۔ میری شرٹ جلدی پریس کر دو مجھے نکلنا"

ہے۔ اور اپنی شادی مزے سے انجوائے کرنا۔ کوئی کمی نہیں ہونے دیں گے

"میں اور تایا جان تمہیں۔ جو چاہیے ہو بس ایک کال کرنا۔

جمشید اس سے زیادہ کہہ نہ سکا اور وہاں سے چلا گیا پر سلوی کو بہت سامان بخش گیا، ایک بھائی کا چند لمحوں میں فرض نبھا گیا۔

اللہ جی اسکی محبت اس سے جدا نہ ہونے دیں پلیز۔ میں پورے سو نفل"

"پڑھوں گی جس دن یہ اور شائیل ایک دوسرے کے راضی و خوشی ہوئے باقی کپڑے سائیڈ کرے سلوی نے پہلے جمشید کی شرٹ پریس کی اور بہنوں کا فرض نبھاتے نفل بھی مان لیے۔

اور اب بات زمینی رہی بھی نہ تھی۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

اس گھر میں سات سال بعد وہ واپس لوٹی تھی پر جتنا اسکا دل یہاں سے در بدر ہوتے دکھا ہوا تھا آج بھی ویسا تھا، فرق بس اتنا تھا کے اب شدت اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"صرف میرے سب چھوڑ دینے سے تو آپ نہیں پگھلے بابا"

وہ اندر جاتے جاتے رکی تو فردوس شمدی بھی اسکے سوال پر رک گئے۔

ہاں۔ جمشید کی آنکھوں میں اپنی بیٹی کے لیے تڑپ دیکھ کر پگھلا۔اس روز" جب وہ تمہاری ڈھال بن کر آیا تھا تو میرے ضمیر نے مجھے بری طرح جنجھوڑا شنائیل۔ کے جب وہ کوئی نہ ہو کر تمہارا بن سکتا ہے تو میں نے باپ ہو کر یہ کیسی سزا دے دی تمہیں۔"

شنائیل کی تکلیف پر مرہم سا لگا، بس اس خیال پر کے وہ بھی اس کے لیے کسی کو تڑپتا نظر آیا۔

وہ سب کچھ ہے میرا بابا، ایسا سن بھی نہیں سکتی کے وہ کوئی نہیں۔آپ اسے" روک لیتے ناں۔ دیکھیں اسکا فون بند ہے۔ جب سے اس سے ملی ہوں ایک

بار بھی اسکا فون بند نہیں ملا۔ یہ اس کے تکلیف میں ہونے کا ثبوت ہے۔ وہ جو اتنے دن میرے ساتھ رہا، مجھے پتا ہے میری کال کا انتظار کرتا تھا۔ دیکھیں

"ناں بابا اسکا فون بند ہو گیا ہے۔ میری سانس بند ہو رہی ہے

وہ پھر سے فون کی سکرین دیکھاتی رو دی، جبکہ فردوس نے نرمئ سے اسے خود سے لگایا اور گھر میں بڑھے، جانتے تھے شنائیل کی تکلیف میں کمی نہیں کر سکتے۔

ابھی مجھے میری بیٹی سے تو ملنے دو بچے، اس کے لیے روئے جا رہی ہو۔ بابا کا"

"دل کون ہلکا کرے گا

وہ اسے گھر کے اندر لائے تو شنائیل نے ان دیواروں کو اجنبیت سے دیکھا، اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ اسے صرف وہی منظر درکار تھا جس میں جمشید ہوتا، وہ موسم چاہیے تھے جن میں اس منہ پھٹ شخص کی سانسیں گھلی تھیں۔

م۔۔مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔وہ بہت پاگل ہے۔وہ مجھے خوار کرے گا"

"اپنے پیچھے بابا۔مجھے اس وقت زرا سا سکون میسر نہیں ہے

اس وقت وہ چپ چاپ اسے گلے لگا گئے کیونکہ یہی مرہم تھا۔

جبکہ دوسری طرف لیزے نے شنائیل کی درخواست مان لی تھی۔

آپ اندر نہیں جائیں گے اوکے ؟ باہر ویٹ کیجئے گا۔میں اس سے خود بات"

"کروں گی۔مجھے یقین ہے آپ میرا کہا نہیں ٹالیں گے۔اوکے میری جان؟

دراب آج آفس سے جلدی آیا تھا کیونکہ لیزے نے کالج کے اسی ریسٹورنٹ

کیفے شنائیل سے ملنے جانا تھا، تیار تو وہ سنپل سی ہو چکی تھی مگر اسے دراب

سے ڈر لگ رہا تھا۔

لیزے ! مجھے جو ٹھیک لگا وہی کروں گا۔گن لے کر جا رہا ہوں۔ کبھی بھی"

دماغ خراب ہو سکتا ہے۔ایک تو میں تمہارے کل رات سے اس فضول لڑکی

کے لیے فکر مند ہونے پر پہلے ہی غصہ ہوں۔یہ تمہیدیں باندھ کر مجھے مزید

"غضبناک مت کرو۔

دراب نے اپنی گن جیکٹ میں دبائی تو لیزے نے لپک کر دراب کا ہاتھ جکڑا اور یوں آنکھوں میں تکلیف بھر لائی کے دراب کے سارے ارادے پگھلنے لگے۔

میں اسکے لیے فکر مند کیوں ہونے لگی حیدر، میری فکر اور محبت آپ سے "
جڑی ہے۔ادھر دیں گن۔ حیدر گن دیں۔ ورنہ میں آپکو نہیں لے کر جا رہی۔پہلے بھی ایک بار گن لے کر گئے تھے ناں، نیت نہیں تھی پھر بھی برا "ہو گیا تھا ناں۔

لیزے نے اسکی جیکٹ سے خود گن نکالی چاہی تو دراب نے اسکی کلائی بروقت گن کی پہنچ سے دور ہی اچک لی۔

تب والے حیدر اور اب والے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پلیز "

"لیزے، گن نہیں لو گی تم۔ بھروسہ رکھو

وہ اسے یقین دلا رہا تھا پر لیزے کا دل ہر گز مطمئین نہ تھا۔

اس معاملے میں کیسے کروں بھروسہ۔آپ کا دل اس لڑکی کی نفرت سے"
"بھرا ہے۔مان لیں ناں بات۔

وہ دونوں ہاتھوں کی پوروں سے دراب کا چہرہ چھو کر منت کر رہی تھی پر حیدر سخت چڑ رہا تھا۔

بس لیزے بس! میں ڈانٹ دوں گا تمہیں مزید ایک بار بھی گن مانگی۔ چلو"
نکلتے ہیں۔ پھر فاروقی مینشن سپیشل ڈنر پر بھی جانا ہے۔ وہیں سے چلے جائیں
"گے۔ باران، ممی اور ددھو کے ساتھ چلا جائے گا

دراب نے بلیک میں بہت جاذب دیکھائی دیتی حسینہ کو بری طرح جھاڑا بھی اور ہاتھ پکڑے کمرے سے لیے نکلا، لیزے جانتی تھی اسکا مزید ایک بار کہنا بھی بیکار ہے تبھی منہ پھلا کر اسکے گاڑی میں بٹھانے پر بیٹھ گئی۔

وہیں شائیل بابا کے بہت بڑے بنگلے میں تھی پر دل تو اسکا جمشید کی چھوٹی سی مٹھی میں دبا تھا، چینج کیے وہ سادہ اور سوگوار خلیے میں آگئی۔

اسکا نمبر بھی نہیں لگ رہا بابا، سلوی سے پوچھتی ہوں۔مجھے کہیں جانا بھی"

"ہے بابا کیا مجھے گاڑی مل سکتی ہے آپکی؟

شنائیل نے کافی بار جمشید کا نمبر ملایا پر کال جا ہی نہ رہی تھی، پھر سلوی کا خیال آتے ہی جب نظر ٹائم پر پڑی تو شنائیل کو لیزے سے ملنا یاد آیا۔

ہاں ڈرائیور لے جائے گا پر ابھی احتیاط کرنا۔یہ ڈائریکٹر اور پروڈیوسر جنکے " شوٹس کینسل کر آئی ہو۔نقصان دے سکتے ہیں تمہیں۔میرے دو گارڈز "ساتھ رہیں گے۔اور باہر کھڑی کوئی سی بھی گاڑی لے لو۔سب تمہاری ہیں بابا کی اجازت ملتے ہی وہ فورا سلوی کا نمبر ملاتی باہر نکلی جہاں دو گارڈز پہلے ہی چوکس کھڑے تھے۔

سب فاروقی مینشن جانے کے لیے ہی تیار ہو رہے تھے تبھی سلوی کمرے میں فون لینے آئی تو شنائیل کا نام دیکھتے ہی اداس ہوئی۔

پر فوری کال پک کر لی۔

"سلوی! جمشید سے بات کروا سکتی ہو میری؟"

شنائیل کی آواز باقاعدہ کانپ رہی تھی، کیا بتاتی سلوی کے وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی چلا گیا ہے۔

نہیں شنائیل۔ وہ کسی ارجنٹ کام کی وجہ سے واپس دبئ چلا گیا ہے۔ میری"

"شادی پر نہیں آئے گا، میں خود بہت اداس ہوں

سلوی کی جانب سے یہ سن کر شنائیل نے گاڑی کے پاس رکتے سہارہ لیا ورنہ شاید جتنی ذہنی اذیت میں تھی، چکرا کر گر پڑتی۔

اسکا نمب۔۔ نمبر ہے؟ یہ والا نہیں لگ رہا۔ ہے تو بھیج دو میں بس بات کرنا"

"چاہتی ہوں سلوی

بہت تکلیف کے سنگ وہ بولی پر آواز سرگوشیوں میں ڈھل گئ۔

نہیں وہ کہہ رہا تھا رخصتی والے دن کال کروں گا۔ یعنی اگلے ہفتے۔ تبھی نمبر"

دے پاؤں گی تمہیں اسکا۔ پریشان مت ہو، آجائے گا۔ میں خاص دعا کروں

"گی تم دونوں کے لیے

سلوی کو لگا تسلی نہ دی تو اس پار جو بھاری سانسیں ہیں وہ رک ہی نہ جائیں، بڑی مشکل سے شائیل نے اپنے آنسو روکے، کمبخت وعدے بڑے ظالم جو لے کر گیا تھا۔

سب سے پہلے اسکا نمبر مجھے دینا۔جب بھی کال کرے۔اور تمہاری دعاوں " "کی بہت ضرورت ہے مجھے۔اللہ حافظ

آواز گھٹ گئی تھی پر اسے سنبھالے شائیل نے بات مکمل کرتے ہی رابطہ توڑا اور اپنی آنکھیں رگڑیں جو گیلی ہوئے جا رہی تھیں۔

تو تم مجھ سے ڈر کر بھاگ گئے، دھوکہ دیا تم نے مجھے۔کل ہی لگ رہا تھا تم " ایسا ہی کرو گے۔ایسے کون کرتا ہے بھلا۔تمہارا مجھے چھوڑنا تو اس سب کے بیچ نہیں بنتا تھا۔بابا نے کہا ہے تمہیں مجھ سے محبت ہے، انکو کیا پتا انہوں نے بیٹی نہیں جنم دی۔سیاہی کو پیدا کیا ہے جس سے ہر کوئی اپنا دامن چھڑوا کر بھاگ نکلتا ہے۔پر تمہیں بھاگنے والا نہیں سمجھا تھا۔میں پھر بھی تمہیں ڈھونڈ لوں

گی پہلے اپنی زیادتیوں کی تلافی کرلوں پھر فرصت سے تمہارا حساب لوں گی

"جمشید احمد

وہ روتی روتی یکدم آنسو پونچھے گاڑی میں سوار ہوئی اور گارڈز بھی اسکے ہمراہ پیچھے سوار ہوئے اور جلد ہی گاڑی بنگلے کے پورچ سے نکل کر سڑک پر فراٹے بھرنے لگی۔

SMERWA MIRZA NOVELS

"میں جانتا ہوں ماضی دردناک ہے پر ہم اس پر بات نہیں کرتے، نہ میں آپ سے ناراض ہوتا ہوں نہ آپ مجھ سے شرمندہ۔ میں سلوی کی خاطر آپکو اور نور پھپھو کو معاف کر چکا ہوں۔ اس لیے میرے سامنے نظریں مت جھکائیں"

اس وقت وہ لان میں ہی رضوان احمد کے ہمراہ ٹہل رہا تھا جو سلوی کو چھوڑنے آئے تھے، اور اب جا کر سلمان اور شاکرہ کو لانے والے تھے پر یزدان کو لان میں اکیلا دیکھتے ہی اس کے پاس چلے آئے جبکہ سلوی اندر نانو اور ماموں کے پاس چلی گئی۔

میں نے عائشہ کو اس دلدل میں اتارا، مجھے اسکا انجام پتا ہوتا تو میں نور سے" دستبردار ہو جاتا یزدان۔ پر یہ محبت جو ہے، دماغ خراب کر دیتی ہے۔ تمہارا دکھ بڑا ہے بچے، میری اور نور کی غلطی بھی پر تمہارا ظرف اس سے کہیں وسیع ہے۔ سلوی کو کبھی کوئی سی بھی سزا نہ دینا پتر، وہ بہت معصوم سی "ہے۔ وہ ہر طرح تمہارے لائق ہے

پھپھا جان کی آنکھوں میں تیرتی تکلیف کا حساب چکایا جا چکا تھا تبھی یزدان کو بھلی نہ لگی۔

آپ نے جمشید کی بہترین تربیت کر کے اپنے بہت سے گناہ بخشوا لیے، اس کا" مقروض ہوں میں۔ کس طرح یہ آپ خود پوچھیے گا ضرور۔ رہی بات سلوی

کی، یقین کریں محبت کا لفظ سنتے ہی میرے دل میں وہی دھڑکی تھیں، ان پر تو یزدان کا قتل تک معاف ہے۔ ممی کی بھی غلطی تھی یقینا۔ سب بھول جائیں۔ دل بھاری مت کریں۔ شاکرہ صاحبہ کو لائیں بھئی تاکہ ایونٹ میں تھوڑا تڑکہ شامل ہو۔"

یزدان نے جان بوجھ کر آخر میں جو شگفتگی بھری شرارت کی، رضوان صاحب بھی کھل کر مسکرائے۔

"ہاہا خوب کہی یزدان میاں، میں لاتا ہوں دونوں روٹھے خضرات کو۔ خوش رہو، میری سلوی خوش قسمت ہے کہ تمہارے دل میں دھڑکتی ہے۔ عزت وکامیابی پاو۔ آتا ہوں"

وہ ڈھیروں دعائیں دیتے اجازت لیتے گئے تو بابا کے جاتے ہی سلوی باہر آئی، اپنی ہی رخصتی کی بات والے دن اسکا آنا بنتا نہ تھا پر اکیلی رہ نہ سکتی تھی تو آگئی۔

کالے سادہ سے قمیص شلوار جس پر سنہری گوٹے کی بوٹیاں گڑھی تھیں، پیروں میں کرسٹل سیاہ موتیوں سے سجا کھسہ پہنے، بس ہونٹوں پر گلابی لپ سٹک اور کاجل سے آنکھیں بھرے چوٹی گوندھے سر پر دوپٹہ سمیٹ کر اسکا پلو کمر پر پھینکے وہ جب یزدان کے سامنے آر کی تو اس موصوف کے ہوش و حواس گل ہو گئے۔

اس حسین شام سے کہیں درجے وہ کالے کپڑوں والی تھی پھر ستم کے یزدان بھی اس وقت سیاہ میں ہی ملبوس تھا۔

مجھے ناں کہیں چھپا دیں سکھی، اپنی رخصتی کی ڈیٹ سننا مجھ سے برداشت "

"نہیں ہو گا

وہ بولی تو یزدان ہوش میں آیا، ورنہ ان مسکاتے ہونٹوں کا نشہ سر چڑھا ہوا تھا۔

"آئیں دل میں چھپالوں"

سکھی نے اپنے بازو کھولے، سلوی سے انکار نہ ہوا، آہستگی سے اسکی بازووں میں آبسی، یزدان کے انگ انگ میں قرار اتر کر رہ گیا۔

"سکھی۔ عجیب تو نہیں لگ رہا ناں؟"

سلوی کو ہنوز وہی فکر تھی، یزدان نے اسکے مخملی سے وجود کو فیل کرتے بے دھیانی میں سر سا جھکایا تو سلوی فورا سے روبرو ہوئی۔

"کیا گلے لگنا؟"

وہ اسکے مدہوش ہونے پر گھبرایا سا ہنسی۔

"ارے نہیں، میرا آج آنا۔ آئی مین۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی نرم پھول سی یزدان کی جانب سے پیش رفت پر وہ بری طرح سہمی، جلد اس پھول شدت کی جان لیوا گرفت پر سلوی کے ہاتھوں نے مٹھیوں کی صورت یزدان کی شرٹ بھینچ لی۔

"آپ نہ آتیں آج تو میں آجاتا، صرف یہ کرنے نہیں بلکہ آپ سے آپ کو بھی چرا لیتا۔ اتنا بے صبرا ہو چکا ہوں۔ اور آپ کن وسوسوں میں گری

ہیں۔مجھے آپ سے دور سانس لینا بیکار لگتا ہے اور آپ کو یہ پڑی کے عجیب لگے گا۔میں لمحے گن رہا ہوں آپ کو اپنا بنانے کے لیے اور آپ اک رخصتی "کی ڈیٹ کے فکس ہونے سے ڈر رہی ہیں

سلوی کی آتی جاتی سانس وہ اسکے ہونٹوں کے افق پر منجمد کرنے کے بعد اسے سینے سے لگائے اسکی سانسوں اور دھڑکنوں کو توازن دینے کو کان میں اسم محبت پھونک رہا تھا، سلوی کے جسم میں ہلنے کی قوت نہ بچی تھی۔

"کیا ہوا، کومے میں چلی گئی ہیں؟"

یزدان نے اسکے بے جان وجود کو محسوس کرتے خیریت جاننی چاہی پر وہ چہرہ اسکے شانے میں دبائے ساتھ لپٹی کھڑی اپنی دھڑکنوں کے بے ہنگم شور سے بدحواس ہو رہی تھی۔

"سلوی"

یزدان کو اسکی سانسوں کی بے ترتیب دمک پر فکر ہوئی۔

"پلیز نہیں"

وہ یوں تھی جیسے الگ ہوئی تو صدمے سے گر پڑے گی۔

"اگر یونہی میرے گلے پری رہیں تو اٹھا کر سیدھا بیڈ روم میں لے جاوں گا"

سلوی کرنٹ کھاتے پیچھے ہٹی، یزدان نے اسکے ڈرنے پر ہنس کر اسکے دونوں مرمریں ملائم ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے اپنے قریب کھڑا کیا، سلوی کا چہرہ سرخیوں میں گرا تھا۔

"آپکو اچھا لگا؟"

یزدان نے پھر سے فلرٹی ہوتے اپنی آنکھوں کو ٹارگٹ پر پوائنٹ کیا تو وہ نظر چرا گئی۔

سچ کہا تو بھی بیڈ روم میں اٹھا کر لے جائیں گے اس لیے جھوٹ بول دیتی"

"ہوں کے بلکل اچھا نہیں تھا

سلوی نے اپنے ہاتھوں کو یزدان کے بے حد خوبصورت ہاتھوں میں مقید دیکھتے سرور کی سی کیفیت میں کہہ تو دیا پر فوری اپنی بدزبانی پر یزدان کی طرف سہم کر دیکھنے لگی۔

آپ نے اپنی سختی پر مہر لگادی، یہ اچھائی میں آپکے ساتھ اٹھتے بیٹھتے چلتے"
"پھرتے کروں گا۔بس جلدی سے آجائیں میرے پاس۔

سلوی مبہوت رہ گئی جب وہ کچھ دیر پہلے سانسوں کے سنگم سے محبت کے زائقوں میں ڈھلتے ہونٹ اسکی جبین پر خفاظت و طلب کا شدت بھرا لمس بکھرتے چلے گئے۔

س۔۔ سکھی۔سب خوبصورت ہے تو نظر تو نہیں لگے گی ناں۔اچانک سے"
پتا نہیں کیا ہوا کے میرے آپکے کو لے کر خود کے لیے ڈر تو ختم ہو گئے پر آپ کے لیے بے چین ہو گئی ہوں۔سب ٹھیک رہے گا ناں۔میں آجاوں گی ناں
"آپکے پاس؟

وہ اتنی پر اعتماد تھی کے کچھ دیر پہلے لمحے کو بھی قبول کر گئی الٹا اپنے دل کی بات بھی کہہ کر یزدان کو شادمانی و نشاط عطا کر بیٹھی۔

اس میں سے سب سے خوبصورت بات تھی کہ آپکو مجھ سے ڈر نہیں لگتا"
اب۔ باقی باتیں چھوڑیں۔اس بات پر آپ بے پناہ پیار کی مستحق ہیں، آئیں
"میرے پاس، آئی کانٹ ویٹ اینی مور
یزدان نے اپنی گال سلوی کی گال سے رگڑتے ہی ان سانسوں کی خوشبو کسی
ڈرگ سی ان ہیل کی پر سلوی جھٹ سے دور ہوئی۔۔
ہم لان میں ہیں۔ گوچی بھی ہے دیکھیں۔آپ کو شمو نہیں آرہی۔ میری تو"
"گھر رہ گئی پر آپکو تو خیال کرنا چاہیے
سلوی نے دور ہوتے شکوہ کیا جس پر یزدان ہنسا۔
آہ میری بہادر سلوی! سنیں رخصتی پر بھی شرم اپنی چچی شاکرہ کے سرہانے"
چھوڑ کر آیئے گا۔مجھے دیکھائی دی تو گلا دبا دوں گا۔اب آجائیں شرافت سے
میرے پاس ورنہ میں گوچی کو وہ ساری کسیز کر دوں گا جو مجھے آپکے لیے بہت
"زور کی آرہی ہیں
یزدان نے رقیب بھی ایسی چنی جو سلوی کی جان تھی۔

"کر دیں ناں۔مجھے بلکل جیلسی نہیں ہو گی۔ہے ناں گوچی"

سلوی نے بھی ہاتھ نہ آتے بھاگنے کے انداز میں پیروں میں پھدکتی گوچی کو جھٹ سے اٹھایا جو اتنی فلفی تھی کے دیکھتے ہی پیار پر مچل جانا طے ہوتا۔

"میں واقعی کر دوں۔لائیں دیں اسے"

یزدان نے لڑاکا انداز میں گوچی اسکے ہاتھ سے جھپٹتی۔

آپ کو اریٹیشن نہیں ہو گی۔مطلب اس نے تو دانت بھی برش نہیں"

"کیے

سلوی نے فکر مندی سے گوچی کے اکاد کا اسکے منہ کھولنے پر دانت دیکھتے کہا تو یزدان نے اسے گھوری نوازی۔

کیسی نان رومنٹک بیوی ہیں؟ مطلب شوہر بلی کو منہ لگالے پر آپ نے اپنی"

یہ زہریلی معصومیت نہیں چھوڑتی۔بھاگیں یہاں سے ورنہ آپکے یہ گلابی گال غصے میں چبا جاوں گا۔جائیں اپنی دی جان کی گود میں بیٹھیں"

یزدان نے خفگی سے گوچی کو بھی اتارا جبکہ سلوی آنکھیں پٹپٹاتی زرا قریب رکی پر ابھی بھی اتنی دور تھی کے یزدان جھپٹنے کی کوشش بھی کرتا تو وہ باآسانی بھاگ پاتی۔

"اگر میں کہوں، آپکی گود میں بیٹھنا ہے"

یزدان نے پلٹ کر ایسے دیکھا جیسے کھا جائے گا۔

تو پھر آپکے بچنے کی گارنٹی نہیں رہے گی۔ جائیں سلوی میرا صبر ختم ہو رہا ہے"

"دوبارہ اگر آپ نے بلیک کلر پہنا، چھوڑوں گا نہیں آپکو۔

یزدان کو تپائے وہ کھلکھلاتی ہنسی، موسم کی حدت یزدان کے چار سو آسمٹی۔

میں نہیں چاہتی آپ مجھے چھوڑیں۔ اچھا سنیں ویڈنگ نائیٹ جب ہو گی تو"

آپکی گود میں بیٹھ کر آپکا میک آپ کروں گی۔ میں نے ایک ریل میں دیکھا

"تھا۔ کیوٹ وائفی نے ایسا ہی کیا۔ اور میں بہت کیوٹ ناں

سلوی کی بات سنے اب ہنسنے کی باری اس خرافاتی کی تھی۔

آگے نہیں دیکھی ریل، کے کیسے ہسبنڈ نے کیوٹ وائفی کا یہ پاگل پن"

"ٹھیک کیا تھا۔ پھر وہ کیوٹ ہونا ہی بھول گئی۔

یزدان کے معنی خیزی سے پاس آکر جھکتے سرگوشی کرنے پر سلوی نے ڈر کر اسے دیکھا جو قہقہہ مار گیا اور سلوی کو لگا حلق تر کرنے کو شاید پانی کا پورا جگ پی جائے گی۔

"اتنی ہی دیکھی تھی۔۔۔ایویں بول رہے آپ مجھے ڈرانے کو"

سلوی نے بہادری کا مظاہرہ کیے اسے خود سے دور کیا۔

نہیں تو۔ پوری فلم میں آپکو دیکھاوں گا۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔ اب جائیں"

"اندر اور اکیلی میرے پاس آنے سے احتیاط برتیں رخصتی تک

یزدان اس بچاری کا سانس خشک کر گیا۔

"ک۔۔۔کیوں نہ آوں۔ کیا کر لیں گے آپ؟"

سلوی نے ڈرتے ڈرتے رعب ڈالنے کی بھونڈی کوشش کی۔

وہی جسکے بعد آپکو صرف چہرہ ہی نہیں، اپنے آپ کو بھی چھپانا پڑ جائے"
"گا۔ سمجھ گئیں یا تفصیلی بتاوں

یزدان کے ہونٹوں سے نکلتی یہ فتنہ خیزیاں سلوی نے انگلیوں کی پوریں
اسکے خوبصورت بہکے ہونٹوں پر جماتے روکیں اور سخت برہم گھوری۔

"آپ۔۔۔آپ بہت خطرناک ہیں۔ نہیں آوں گی اکیلی۔"
سلوی کہہ کر جانے لگی پر ہونٹوں سے ہٹتی پوروں والے ہاتھ کی کلائی یزدان
کے ہاتھ نے اچک کر جھٹکے سے واپس سینے سے پٹخا۔

میری ماننی ضروری نہیں۔ آجایئے گا۔ میری گارنٹی نہیں پر آپ جتنی نان"
"رومنٹک ہیں۔ کچھ خطرناک نہیں ہونے والا
سلوی کی آنکھیں طنز پر ناچاہتے ہوئے بھی چمکنے لگیں۔

"میں رومنٹک ہوں تو"
سلوی نے اس الزام سے خود کو بری الزمہ کیا۔

"یہ جو تھوڑی بہت ہوئی ہیں یہ بھی میری کوشش کا نتیجہ ہے، ورنہ آپ نے تو مجھے تڑپا کر رکھ دیا ہوتا۔"

یزدان کے بھاری لہجے میں چاہت کا ہر پھول کھلا تھا جسکی خوشبو سلوی کے دل تک اتر رہی تھی۔

"اتنا پیار کرتے ہیں مجھ سے؟"

سلوی کی آنکھوں میں خفیف سی سرخائی گھلی۔

"بات پیار سے آگے تو مدت ہو گئی بڑھ چکی ہے، اب تو آپ مجھے میرا حصہ لگتی ہیں"

وہ محبوبیت سے اسے سن رہی تھی، وہ بولتا ہوا کسی کو بھی اپنے عشق میں ڈال سکتا تھا کہ اسکا لفظ لفظ محبت کے زائقے عطا کرتا۔

"میں بلیک کلر واقعی دوبارہ نہ پہنوں؟"

وہ کھوئی ہوئی بولی، شاید اسے یزدان سے بات کرنا الگ ہی خوشی بخش رہا تھا۔

"پہنیں پر تب جب مجھے خود کو سنبھالنے کی ضرورت نہ ہو۔ سمجھ گئیں"

یزدان نے اسکی گردن کی دائیں طرف چہرہ گھسیڑتے محبت بھری شدت بخش کر سلوی کی سانسیں لڑکھڑا دیں۔

آپ بہت زیادہ رومنٹک ہیں سکھی۔بات بات پر ایسے ٹچ کریں گے تو میں "بیہوش ہو کر گر پڑوں گی"

سلوی نے یوں منت کی جیسے وہ اسکی عملی محبت سہہ نہ پائی ہو۔

تبھی رسک نہیں لے رہا، یہ فرئضہ تب نبھاوں گا جب آپ ہوش کھوتی" ہوئی بھی میرا سکون بنیں گی۔اب جائیں اندر۔بہت خوبصورت اور ذاتی اس "لڑکی کے لیے دل بے ایمان ہو گیا تو مشکل کھڑی ہو جائے گی

یزدان نے اسکی گال کی نرمی انگلیوں کی پوروں سے محسوس کی تو وہ شرماتی ہوئی اسکے حصار سے نکلتے ہی پلٹ کر بھاگ گئی جبکہ سکھی یہی سوچ کر ٹھنڈی سانس بھر گیا کے یہ لڑکی ایکسٹرا فرمابردار کیوں ہے۔

SMERWA MIRZA NOVELS

میں نے اسے ملنے بلا تو لیا پر کہوں گی کیا؟اف شائیل۔معافی مانگنا اتنا مشکل "

"نہیں جتنا ایسے لوگوں کا سامنا کرنا جنھیں جیتے جی مار دیا ہو۔تمہیں کرنا ہو گا

وہ ساڑھے پانچ بجے پہنچ آئی تھی،یہ وہی کیفے تھا جو سات سال میں

ریسٹورنٹ میں بدل چکا تھا۔

ایک چار رکنی ٹیبل چن کر شنائیل بیٹھی،ہاتھ میں بس فون تھا جس سے وہ بس جمشید کا نمبر ملا رہی تھی،اسکا واٹس ایپ موجود تھا جو شاید جمشید کے ذہن میں نہ رہا تھا ہٹانا،وہاں اسکا لاسٹ سین بھی مارننگ کا تھا،یہ دیکھ کر تو شنائیل اور بجھ گئی۔

"آپ گاڑی میں ٹک کر رہیں،میں مل کر آتی ہوں حیدر۔پلیز"

دراب نے گاڑی ریسٹورنٹ کے باہر روکی،لیزے نے سیٹ بیلڈ کھولنے کے بیچ کئی بار کی دہرائی تاکید کیے دراب کو خفگی سے گھورنے پر مجبور کیا۔

"اوکے جاو"

دراب کے مان جانے پر بھی لیزے کو ڈر ہی لگا پر پھر یقین کے سوا چارہ نہ تھا تبھی ڈور اوپن کرے اسکارف اپنے سر پر لیتی وہ گاڑی سے نکلتے ہی ریسٹورنٹ کی جانب بڑھ گئی جبکہ دراب نے اپنے عتاب کو ہر ممکنہ سنبھالا۔

لیزے کو ویٹرس نے ویلکم کیا اور جیسے ہی وہ انٹر ہوئی، اسے سب سے لاسٹ ٹیبل پر شنائیل دیکھائی دی۔

شنائیل نے بھی جب لیزے کو دیکھا تو فون میز کی سطح پر رکھتے ہی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا کے تم آگئی۔ پلیز بیٹھو"

شنائیل نے زخمی سا مسکراتے اسے بیٹھنے کو کہا جو بنا کوئی نفرت کی نگاہ ڈالے رسان سے مسکرادی اور اپنا بیگ نیچے رکھتے ہی شنائیل کے ہمراہ ہی بیٹھی۔

دونوں سات سال بعد آمنے سامنے تھیں، پر اب پلڑا یقینا لیزے کا بھاری تھا۔

"کافی بدل گئی ہو"

لیزے نے اسکی ڈریسنگ دیکھتے تعریف کی کیونکہ شائیل کا نہ تو آج گلا ڈیپ تھا نہ اس نے ٹاپ جینز پہن رکھی تھی بلکہ سادہ سے فلورل پرنٹ والی ہاف وائیٹ کرتی اور ٹائیٹ پہنے بال بھی باندھے بلکل میک آپ سے نیاز اداس سی لگ رہی تھی۔

بدل تو سات سال پہلے ہی گئی تھی پر سب کو یہی دیکھاتی رہی کے بدلنا میری" موت ہے۔ تمہارے بابا سے جھوٹ بولا تھا کے دراب نے تمہیں طلاق دے دی۔ وہ بہت تکلیف میں تھے، انکی آنکھوں کی اس اذیت نے میرے بھی سات سال نگل لیے۔ میں نے ہمیشہ سچ بولنے کے پیچ قسم اٹھائی کیونکہ کسی کو میرا یقین نہیں تھا۔ آج تمہارے سامنے بھی اٹھا لیتی ہوں۔ میں بہت پچھتائی اس جھوٹ پر لیکن میرا یہ عمل اللہ کو اتنا ناپسند آیا کے مجھ سے سب سنوارنے کی توفیق ہی لے لی۔ اسکے فورا بعد بابا نے مجھے عاق کر دیا، میری ممی مجھے اجنبی کی طرح ٹریٹ کرتیں، انکے پاس میرے لیے وقت نہ رہا۔ در در کی ٹھوکروں پر آ گئی۔ یہی نہیں دراب حیدر جدون سے جڑی دیوانگی بھی

میرے گناہوں کی سزا تھی۔ میرے اپنے دوست مجھے یوز کر رہے تھے، میں جانتی تھی پر خود کو بہلاتی تھی۔ میں نے یہ سات سال بہت تکلیف سے گزارے ہیں۔ دراب کا تو اتنا برا کیا بھی نہیں تھا جتنی اس نے میری انسلٹ کی۔ میں تمہارے بابا کی وہ تکلیف آج بھی نہیں بھولی، پلیز مجھے معاف کر دو لیزے"

شائیل نے بنا کوئی تمہید بس معافی مانگ لی، کیونکہ شائد اسے لگتا تھا وہ ہر پل موت کے قریب ہو رہی ہے، وقت کم تھا اور حساب بہت باقی تھے۔

لیزے کی آنکھوں میں بابا کے ذکر پر آنسو جمع تھے جو جب رخسار پر رینگے تو لیزے نے جلدی سے آنکھیں پونچھ لیں۔

"کیا اتنا آسان ہے معافی پانا تمہارا منحوس عورت۔"

دراب کے چلانے پر دونوں ہی سہم کر پلٹیں تو وہ تند آندھی کی طرح انہی کی طرف آ رہا تھا۔

لیزے اور شنائیل نے انہی سرخ آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر قریب آرکتے دراب کو۔

"!حیدر"

وہ شنائیل کی گردن ہی دبا دیتا اگر بروقت لیزے اسکو قابو کرتے نہ روکتی۔

شنائیل بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"چھوڑو مجھے لیزے !اس سے پوچھنے دو مجھے کے یہ کس منہ سے معافی مانگ رہی ہے تم سے"

دراب نے خود کو جھٹکا جبکہ شنائیل بھی بناڈرے قریب آئی۔

"اسی منہ سے جس سے تم نے مانگی۔ کیا تم نے اس کے ساتھ اچھا کیا تھا؟ بولو دراب۔ تم نے اسکی جان تو پہلے ہی لے لی تھی۔ پھر اگر تمہیں معافی مل سکتی ہے تو مجھے کیوں نہیں۔ کیا معافی پانے کا حق صرف تمہارا اور سکھی کا ہے۔ میرے سارے حق کہاں گئے بولو"

وہ پہلی بار چینخی تھی،اور دراب کے پاس کوئی جواب نہ رہا، لیکن تینوں کی آنکھوں میں ایک سی تکلیف کا ہونا بہت کچھ بتا رہا تھا۔

تم نے لیزے تک جاتے میرے ہر راستے کو بند کیا، تمہارا گناہ بڑا ہے سمجھی"

تم۔اور یہ حق کی بات تم کیسے کر سکتی ہو بے حس عورت۔ تم اپنے گناہوں کا ہمارے گناہوں سے کیسے موازنہ کر سکتی ہو۔ تم نے اپنی محرومیوں کا بدلہ ہماری زندگیاں اجیرن کر کے لیا۔اگر تم مجھ سے محبت نامی بکواس نہ کرتی تو میں اور سکھی تمہیں دربدر نہ ہونے دیتے۔اور وہ جو تم نے مجھ سے کیا؟ محبت کہلانے کے لائق بھی نہیں۔اگر تمہیں مجھ سے محبت ہوتی تو میری بے بسی کو ڈھانپ لیتی۔ شبیر مغل کو میرے پاس لاتی۔ پھر مانتا محبت کی ہے مجھ سے۔اور شاید تمہارے اس احسان پر میں تاعمر تمہارا ہمدرد بن جاتا، کسی کی جرت نہ ہوتی تمہیں کچھ کہنے کی، تم پر کیچڑ اچھالنے کی، تم کبھی کسی محبت کے لیے نہ ترستی۔ لیکن یہ تب ہوتا جب تم نے میرے لیے یہ نیکی کی ہوتی۔

مجھے سچ اب پتا چلا لیکن پھر بھی تم سے عجیب سی نفرت ہو گئی تھی مجھے۔شاید میرے دل کو پتا تھا یہ جو ہمدرد بن رہی ہے یہی میرے درد کا سبب ہے۔اب بھی کہو گی کے تمہاری غلطی چھوٹی ہے شنائیل"

وہ پھٹ پڑا تھا،لیزے کے لیے ان دو کی بعث سننا بہت کٹھن ہوا پر وہ سہہ گئی۔

شنائیل سسک اٹھی تھی،اپنی ہر خود غرضی پر۔

"م۔۔میں کیا کرتی۔ تھپڑ مارا تھا تم نے مجھے دراب۔پورے کالج کے سامنے۔مجھے بھی تکلیف ہوئی تھی۔تمہارے علاوہ تب کوئی دیکھائی نہیں دیتا تھا۔یہ لڑکی تو چبھتی تھی تبھی تو اس لمحے میں نے صرف اپنا سوچا تھا۔کے یہ کر کے میں تمہیں پالوں گی"

وہ روتے روتے بولی،پچھتاوے کی گھٹن نے اسکی سانسیں اسی پر تنگ کر دیں۔

"تو کیا پالیا تم نے مجھے؟"

درد بھرا استفسار دراب نے ایسے کیا جیسے اسکا دل کاٹ دینا چاہتا ہو۔

نہیں۔ میں ایک پھول کے لیے ضد لگا کر بیٹھی تھی دراب حیدر، اور اس" ضد میں بہت سوں کو تباہ کر کے خود کو بھی ختم کر دیا۔ اسقدر ختم کر دیا خود کو کے میرے نصیب میں جو پھولوں کا گلدستہ لکھا گیا تھا وہ بھی واپس لے لیا گیا۔ میری ناشکری اور خود غرضی کی مجھے کتنی سزا ملی ہے تم دونوں یا سکھی کبھی نہیں جان سکتے۔ تم دو کے بھی بہت سے دکھ ایسے ہوں گے جو تم دو خود کو بھی نہیں بتا سکتے۔ پر میرا تو ہر دکھ ہی ایسا ہے جو کسی کو بتانے لائق نہیں۔ تم مارنا چاہتے ہو مجھے تو مار دو۔ لیزے اور سکھی کے ساتھ اپنی تکلیف کا بدلا لے لو پر مجھے معاف کر دو۔ اسکی، سکھی کی معافی دلا دو۔ خود کی بھی۔ میں تم سبکی زندگی سے اپنا نام تک لے کر ہمیشہ کے لیے چلی جاوں گی۔"

وہ اذیت کی آخری حد پر کھڑی تھی، چپ چاپ وہ ہتھیار ڈال گئی کیونکہ اسے لگا اسکے قصور واقعی بہت بڑے ہیں۔

میں نے تمہیں معاف کر دیا شنائیل۔اب اپنے دوستوں سے خود لے لو"
معافی۔اور میں تمہاری موت پر خوش نہیں ہونے والی نہ تمہارے مرنے سے میرے بابا لوٹیں گے۔انکی سادگی تھی کے وہ تمہاری بات مان کر چلے گئے۔انکو چاہیے تھا حیدر کے منہ سے طلاق کا اعتراف سنتے۔سو قصور انکے ڈرے دل کا تھا جو تمہارے جھوٹ سے دکھی ہو کر ساری امیدیں چھوڑ بیٹھا۔میرے بابا اب سکون میں ہیں،مجھے محسوس ہوتا ہے۔تو میں نہیں چاہتی میں انکی تکلیف بننے والی کو مزید بے سکون چھوڑوں۔تم نے توبہ کر لی،اللہ نے معاف کر دیا۔پھر انسان کیا چیز ہیں۔میرے بابا نے یقینا آخری سانس بھرنے سے پہلے سبکو معاف کر دیا ہو گا۔اتنا یقین ہے مجھے میرے بابا پر۔خوش رہو ہمیشہ۔میں گاڑی میں ویٹ کر رہی ہوں حیدر"

لیزے نے اپنے آنسو سنبھالتے جو کہا وہ دراب اور شنائیل دونوں کو پتھرا گیا،وہ دوا سے جاتا دیکھ کر صدمے کی سی کیفیت میں تھے۔

زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے،اسے روٹھنا نہیں آتا۔لیکن میں "
"تمہیں معاف نہیں کروں گا

دراب نے پلٹ کر غراتے ہوئے تنبیہہ کی تو وہ فون اٹھائے دل جلا سا مسکرائی۔

"ایک تھپڑ مار کر بھی نہیں؟"

شنائیل نے اسے دیکھا جواب بھی اسے خوبصورت لگ رہا تھا پر باخدا اب محبت نہیں لگا۔

"تمہیں کیا ہوا ہے شنائیل؟"

دراب کے نرم سوال پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی آنکھیں جھکاتی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی،اتنا غصہ تھا کے وہ اسکے آنسو پونچھتا پونچھتا رک گیا۔

"میرا دل پھٹ گیا ہے دراب۔۔۔آئی ایم سوری۔"

وہ مزید رک نہ پائی اور اپنے آنسو سنبھالتی بھاگ گئی۔

جبکہ دراب کو لگا سر بری طرح درد کرا اٹھا ہے۔

وہ جب تک باہر پہنچا، لیزے گاڑی میں بیٹھی اسکی منتظر ملی، دراب آکر بیٹھا اور دونوں میں دس منٹ تک کوئی بات نہ ہوئی، پھر لیزے کے آنسو برداشت نہ کرتے دراب نے گاڑی سنسنان روڈ سائیڈ روکی اور پکڑ کر لیزے کو باہر نکالا مگر گرفت نرم رکھی کیونکہ اس سے لیزے کے بلاوجہ سے آنسو برداشت کرنا مشکل تھا۔

کس لیے رو رہی ہو۔ معاف کر کے۔ یا بہت جلدی بابا کی تکلیف بھولنے "پر؟"

دراب کا سوال بہت ہارش تھا، لیزے جانتی تھی وہ غصے میں ہے۔ دراب نے اک سوالیہ نظر لیزے پر ڈالی جو مرجھا سی گئی تھی۔

حیدر! میں نے شنائیل کی آنکھوں میں اک بہت گہرا روگ دیکھا"
ہے۔معافی مانگنے والوں پر چلایا نہیں کرتے۔آپ کیسے اس پر سارے بوجھ
"ڈال رہے تھے۔میرے بابا کی تکلیف ختم ہو چکی ہے بتایا تو ہے
لیزے نے گردن اٹھائی اور ڈانٹ گئی،دراب خود افسردہ تھا کیونکہ وہ روگ
ابھی وہ خود بھی دیکھ آیا تھا۔
"تو اور کیا کرتا؟اسکی غلطی کیا معافی لائق تھی"
دراب کا لہجہ تیز ہوا تو لیزے نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں بھرے۔
باخدا آپکی اور میری غلطی بھی معافی لائق نہیں تھی حیدر۔میں نے اپنے"
والدین کی قبر کھودی اور آپ نے میری۔۔۔۔شنائیل نے تو بس دل کے
ہاتھوں مجبور ہو کر اک جھوٹ بولا۔اور دوستی میں لین دین کہاں ہوتا
ہے،اس نے نیکی نہیں کی تو آپ دونوں دوستوں نے اس کے ساتھ کونسا اچھا
کیا ہے۔کیا پتا اسکا دل کتنی بار دکھا ہے۔مجھے آج شنائیل قصوروار نہیں لگی
حیدر،یہ وہ شنائیل نہیں تھی۔آپکو پتا ہے ناں معافی کی حسرت کتنی بری ہوتی

ہے، ہمارا جسم جھلس جاتا ہے، پھر آپ کو چاہیے تھا اس پر ترس کھاتے۔ جھلسنے نہ دیتے اسے۔ آپ اور سکھی ایک دوسرے کے اچھے دوست ہوں گے پر اسکے نہیں بن سکے۔ ہاں اس نے غلط کیا پر غلط ہم سب نے اپنی "اپنی جگہ اپنی پوری قوت تک کیا ہے یہ مت بھولیں

لیزے کے خیالات، اسکی سوچنے سمجھنے کی قوت عام انسان سے زیادہ تھی کیونکہ وہ ہر طرح کی تکلیف جھیل چکی تھی، دراب کی آنکھوں میں شکوہ امڈا، اسے لیزے کا پگھلنا ہرٹ کر رہا تھا۔

تم ساری زندگی مجھے میری غلطی یاد دلاو گی؟ بولو لیزے۔ میں کس قدر" مجبور تھا تمہیں سب بتا تو چکا ہوں۔ میں نے تمہیں اعتماد میں نہ لینے کی اک خطاء کی بس، شنائیل سب ٹھیک کر سکتی تھی لیزے۔ لیکن اس نے بابا کے ساتھ مل کر اس ایک تھپڑ کا بدلا لینا زیادہ ضروری سمجھا۔ تو بتاو کیسے میرا دل "اسکے لیے نرم پڑ سکتا ہے

دراب نے اسکے ہاتھوں کو جھٹک کر چھڑواتے فاصلہ بنایا تولیزے نے آگے سرک کر وہ چھڑوائے ہاتھ پھر سے تھام لیے۔

ویسے ہی جیسے سکھی کے لیے پڑا، انہوں نے بھی توشنائیل کی یہ غلطی چھپا کر" خطاء کی۔ وجہ اس پیچھے جو بھی رہی ہو۔ لیکن آپ سکھی کے لیے تو بہت بڑے دل کے مالک ہیں۔ پھر شنائیل کے لیے آپکے دل کا راستہ اتنا تنگ کیوں ہے کہ اسکی سچی تکلیف جو مجھے تک دہلا گئی، آپ پر اثر انداز ہی نہیں ہوئی۔"

وہ شکوہ کرنا نہیں چاہتی تھی پر ہونٹوں پر حسرت کی طرح مچل گیا۔

کیونکہ میرے دل میں ممی اور تمہارے سوا کسی عورت کی کسی بھی طرح کی" جگہ نہیں رکھی اللہ نے۔ میرا دل تم دو کے سوا سبکے لیے تنگ ہی رہنے والا ہے"

وہ ایسا جواب ہی امید کر رہی تھی۔

اچھا۔اپنی بیٹی کے لیے جگہ کیسے بنائیں گے پھر؟میں نے سوچا تھا آپکی بات"
مانوں گی پراب پلین کینسل۔آپکے دل میں تواس بچاری کی جگہ ہی نہیں
"ہو گی تو میں بھی نہیں دینے والی آپکو یہ خوشی
لیزے نے ہاتھ چھڑواتے روٹھ کر منہ پھیرا،دراب کا دماغ سا چکرایا کیونکہ یہ سب بہت زیادہ ان ایکسپیکٹڈ تھا۔
یہ کیسا یوٹرن مارا تم نے،ادھر دیکھو۔بات بدلنے کی کوشش مت کرو"
لیزے۔تم سمجھتی ہو میں نے سب بگھاڑا،ہر غلطی میری ہے۔،کہہ کیا رہی
"ہو تم
وہ اسے کھینچ کر سامنے کرنے پر پھیکا سا مسکرائی،ان ہیزل براون آنکھوں میں بس الجھن تھی۔
میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ آپکو رحم دل بننے کی ضرورت ہے۔چند"
لوگوں کے لیے نہیں۔ساری مخلوق کے لیے۔ہم دنیا میں یہی کچھ بانٹ سکتے ہیں حیدر۔کچھ دن لیں پرشنائیل کو معاف کر دیں۔خود کو ریلکس کریں۔اللہ

ہے ناں، وہ کب کس کو ہدایت دے کب پتا چلتا ہے۔اور مجھے لگتا ہے شنائیل بھی ہدایت یافتہ ہو چکی ہے۔اسے دوست بنالیں۔ سکھی کی جیسے غلطیاں فراموش کرتے ہیں، یہ حق شنائیل کو بھی دیں، باقی آپکی اس سپیشل محبت کی حق دار ہونے پر مجھے اتنا غرور ہے کہ میں پچھلا سب برا بھولتی جارہی

"ہوں۔ میں وعدہ کرتی ہوں آج کے بعد پچھلا کچھ نہیں دہراوں گی

دراب کے عتاب، الجھن اور غصے پر پھوار پڑی کیونکہ لیزے کا ساتھ تک محبت و سکون نچھاور کرتا تھا۔

تم سے نہیں ہوگا۔ تم ہر دوسرے دن کسی نہ کسی کے لیے مجھے میری"

"زیادتیاں یاد کروانے بیٹھ جاو گی۔

دراب نے اسکے ہاتھ جھٹکے اور روٹھ کر رخ موڑ گیا، سڑک نہ ہوتی تو وہ عقب سے لپٹ جاتی پر ابھی مجبوری تھی کے سامنے آرکتی محبت سے اس روٹھے روٹھے حسین کو تکنے لگی۔

خداجب حسن دیتاہے نزاکت آہی جاتی ہے، آپ کے اندر یہ جو تھوڑا سا"
"غرور ہے یہ کبھی نہیں جاسکتا کیوں کے آپ اس غرور کے مستحق ہیں
لیزے نے ان ہیزل براون آنکھوں کی رعنائی پیار بھرے اعتراف سے
لوٹائی۔

"اب تم مکھن لگا کر مجھے منا نہیں سکتی"

وہ ہنوز نروٹھے پن سے بولا، وہ مزید قریب آرکی۔

"اچھا ہے ناں، کوئی روٹھا رہے گا تو مجھے بھی نہیں ستائے گا"

لیزے نے پھر سے وہ ہاتھ تھام لیے، دراب اسکی حرکت چپ چاپ بناتاثر
دیکھتے سنجیدہ تھا۔

"میں تمہیں ستاتا ہوں لیزے؟"

وہ دکھ سے بولا۔

"ہاں جب بہت پیارے لگتے ہیں"

وہ ہونٹوں پر پھیلتی مسکراہٹ سمیت سرگوشی میں بول کر ان دنیا جہاں کی خوبصورت آنکھوں کو اتراہٹ و گدگداہٹ سے بھر گئی۔

"تم مجھے ہرٹ کرتی ہو لیزے"

وہ اسکے دونوں ہاتھوں کو باری باری چومے شکائیت کر گیا۔

"اب نہیں کروں گی"

وہ اسکے ہاتھوں میں مقید اپنے ہاتھوں کی بڑھتی حرارت پر نازاں تھی کے انھیں دراب کے بے انتہا حسین لمس میسر ہیں۔

"تم میرے پاس نہیں آتی"

وہ اور پھیلتے بولا، لیزے نے آنکھیں نکالیں۔

آپ آجاتے ہیں ناں، وہ مجھے زیادہ پسند ہے۔ناوسمائیل۔آپکی مسکراہٹ" اس کرہ ارض کی نایاب ترین خوبصورتیوں میں سر فہرست ہے۔میں بہت پیار کرتی ہوں، اور میں چاہتی ہوں آپ کسی آنکھ سے ٹپکتے آنسو کا سبب نہ بنیں۔میں چاہتی ہوں جو کوئی آپکا نام لے کر یاد کرے اسکے ہونٹوں پر بس

مسکراہٹ اتر آئے کہ ہاں دراب حیدر جدون، واقعی اس مسکراہٹ کا مستحق ہے"

وہ اسکے اظہارت پر ہوا میں اڑ رہا ہو پر تھا تو نخریلہ۔

"اتنا اچھا نہیں بننا، معاف کرو۔ تم ہی جذبات کی دیوی ایک ہی کافی ہو۔ میں جیسا بھی ہوں۔ برداشت کرنا پڑے گا تمہیں آخری سانس تک اور ہاں بے بی گرل والی بات کی فکر نہ کرو۔ دل میں گنجائش نکال لوں گا۔ تمہیں اور ممی کو سائیڈ لگا کر سارے دل پر اپنی بیٹی کو رکھوں گا۔ دیکھنا تم"

وہ روٹھے روٹھے اپنے پلین بتاتا لیزے کی کھوئی ہنسی لوٹا گیا، وہ اسکے سینے سے جا لگتی کتنی دیر ہنستی گئی اور دراب میں سکون اترتا گیا۔

"آپ کے اس دل پر قربان ہو جاوں جس میں ہماری بیٹی کی سب سے زیادہ جگہ ہونے والی ہے۔ اب چلیں آپکے پیارے سکھی کی رخصتی ڈیٹ فکس ہونے کے ایونٹ پر؟"

لیزے نے جان بوجھ کر سکھی کے ساتھ پیار الگایا تو وہ گھور اپر لیزے کی مسکراہٹ پر موصوف نے اگلے ہی پل اپنی ساری ناراضگی قربان کر دی۔

ڈنر پر سب پہنچے تو رونقیں سجی تھیں۔

آئے ھائے بڑی چمک رہی ہیں۔پر گھور کیوں رہی ہیں۔میں تو اچھا بچہ "

"ہوں دیکھیں آج آپ سے لڑ بھی نہیں رہا

سکھی صاحب مزے سے شاکرہ کے پاس بیٹھے جو سچ میں آج پیاری اور کیوٹ لگ رہی تھی تبھی تویزدان نے بھی چھڑیاں کانٹے سائڈ کیے تعریف کر دی۔

"تو اچھا بچہ اسی لیے بنا ہے زرا فے کیونکہ سلوی ملنے والی ہے تجھے۔"

شاکرہ نے منہ بسورتے ابھی کہا ہی کے سکھی ٹوکتے بولا۔

اور آپ گھور اس لیے رہی ہیں کے آپکی ماسی چلی جائے گی۔میں تو سلوی"

"کے ہاتھ پیروں پر گرد تک لگنے نہیں دوں گا۔جل تو نہیں رہیں آپ؟

شاکرہ کے کندھے سے لگے بیٹھا وہ مکا کھانے والے کام کر رہا تھا،شاکرہ نے گردن گمائی۔

"میں بتاوں سلوی کو کے تو مجھ پر لائن مار رہا ہے،"

یزدان ہنسا کیونکہ چچی صاحبہ تو ناگن کے ساتھ آل راونڈر پلر ئیر نکلی تھیں۔

ایسی پھوٹی قسمت صرف بچارے سلمان احمد کی ہی تھی چچی جان۔ میری تو"
ساری لائنیں میری سلوی کے لیے محفوظ ہیں۔ اچھا بتائیں آپکی ناراضگی کیسے

"دور ہو گی کے شادی امن وامان سے ہو جائے۔ سوٹ چاہییں ؟

یزدان نے معاملہ رفع دفع کرتے دوستانہ سا سوال کیا۔

جمشید کی زندگی سے اپنی اس منحوس سہیلی کو نکالنے کا وعدہ کر، میں تیری"
اور سلوی کی جان ہمیشہ کے چھوڑ دوں گی۔ حتی کے زمین بھی۔ مجھے پتا چلا ہے

"وہ شنائیل تیری دوست ہے۔ کر کے دیکھا۔ یہ قیمت ہے اب میری
شاکرہ کی مانگ سنے اک لمحہ سچ میں یزدان کی سٹی گم گئی۔

پر اس سے آپکو کیا ملے گا۔ اپنے ہی بیٹے کا گھر اجاڑ کر۔ اتنی پیاری جوڑی ہے"
"انکی۔ ویسے بھی شنائیل بدل چکی ہے۔

یزدان طرفداری کرے معاملہ نمٹانا چاہا تو شاکرہ پاس سے تنتناتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

نالی کا کیڑا، جتنا دھل کر صاف ہو لے۔ کہلائے گا نالی کا ہی۔ مجھے لگا تھا وہ" کسی امیر کبیر مگر شریف لڑکی سے شادی کرے گا پر اس نے ایک گھٹیا لڑکی چنی، میں نے سنا ہے اسکے آگے پیچھے بھی کوئی نہیں۔ ماں باپ پوچھتے ہی نہیں۔ ایسی لڑکی میرے پتر کے لیے تباہی ہے۔ باقی تُو خود سمجھدار ہے۔ سلوی تیری ہو جائے گی پر یاد رکھ اسکے ابا جی اس گھر میں رہیں گے۔ اور سلوی کی جان اسکے ابا جی میں بستی ہے۔ تجھے سلوی کے ساتھ سکھ کی گھڑی نصیب نہ ہو گی۔ بس یہ آخری ڈیل ہو گی پھر تو اپنے راستے اور میں اپنے راستے"

شاکرہ کہہ کر وہاں سے دوسری خواتین کی طرف بڑھ گئی پر یزدان کا اچھا بھلا دماغ خراب کر گئی۔

"ہاں جی۔۔ڈیٹ شیٹ فکس ہو گئی دس دن کی۔۔۔کیسا فیل ہو رہا ہے ترسے عاشق"

دراب اسے اکیلا مگر فکر میں غرق دیکھتے پاس ہی بیٹھا تو یزدان خیالات سے چونک کر نکلا۔

"مجھے لگتا ہے یہ شنائیل پھر سے میرا امتحان بننے والی ہے یار۔شاکرہ ناگن چچی کو ابھی بھی فساد ڈالنے کی پڑی ہے۔یار کیسی عورت ہے۔اور کیا میں دنیا میں صرف زدوکوب ہونے آیا ہوں۔ہر آتا جاتا مجھ مسکین کو دھمکا کر نکل لیتا ہے"

یزدان کی بڑبڑائٹ پر پہلے تو دراب نے قہقہہ روکا اور پھر بہلا پھسلا کر جب ساری بات اگلوائی تو پھر سے ہنسا۔

"میری جان تیری شکل پر ہی لکھا ہے کہ آو پلیز مجھے دھمکاو۔چچی سے کون ڈرتا ہے یار"

دراب نے بھر بھر کر بچارے کے زخموں پر نمک چھڑکا۔

تو جانتا نہیں کتنی دہشت گردانہ خصوصیات ہیں ان چچی صاحبہ میں۔ شکر "
ہے جمشید ان پر نہیں گیا۔ تجھے پتا ہے مجھے کیا لگا اس دن جمشید سے بات
کرتے، کے اسے شنائیل سے بڑی گوڑی محبت ہو گئی ہے۔ میں نے کہا اسے
کے وہ تجھے ڈیزرو نہیں کرتی۔ وہ سہہ نہیں پایا تھا۔ شنائیل نے جتنا برا میرے
"ساتھ کیا ہے میں اس پر کبھی خوش نہ ہوتا لیکن ہوا۔ پتا نہیں کیوں
سکھی کی بات سنے دراب زخمی سا مسکرایا، کیونکہ سکھی اور لیزے کے دل
کہیں نہ کہیں بہت زیادہ حساس تھے، بلکہ دراب حیدر کے ارد گرد بستا ہر دل
مہربان تھا۔
شنائیل نے لیزے کو اسی کیفے بلایا۔ معافی مانگی اس نے۔ وہیں سے آ رہے "
ہیں۔ شی ازان پین۔ میں نے پوچھا کیا ہوا، شی سیڈ دل پھٹ گیا ہے۔ پھر
لیزے کو بھی یہی لگتا کے وہ بدل گئی ہے۔ وہ واقعی تکلیف میں تھی۔ مجھے کہا
"کے میں اپنی، سکھی کی اور لیزے کی معافی دلواوں

یزدان نے یہ سب حیرت سے سنتے دراب کی طرف دیکھا،دونوں کی آنکھوں میں ایک سی ویرانگی سمٹ آئی۔

"کہیں پیار تو نہیں کر بیٹھے یہ حادثاتی میاں بیوی؟"

یزدان کے سوال پر دراب کندھے اچکا گیا۔

"چل کوئی نہیں۔دیکھتے ہیں پٹاری سے کیا نکلتا ہے۔شائیل کے لیے میرے دل میں اب بھی نرمی ہے یار میں اسے نکال نہیں سکا۔اللہ سے دعا ہے وہ اسکے حق میں اس ہدایت کو بہترین کرے۔تو اداس نہ ہو۔میں شاکرہ چچی کی

"جی میں جی ملاوں گا پر کچھ نہیں کروں گا جیسا وہ چاہتی ہیں

یزدان نے بڑے پن کا ثبوت دیا تو دراب اسکا تھائے تھپکتے مسکرا دیا۔

"تجھ جیسی اللہ لوگ چیز پتا نہیں کدھر سے میرے پلے پڑی۔اللہ کرے جو کسر رہ گئی وہ شادی کے بعد پوری ہو اور سلوی تجھے اٹھتے بیٹھے ذدوکوب کرے"

اب جگری یار کی ایسی منحوس دعا کے بنا یہ نیک ایونٹ کیسے مکمل ہوتا، یزدان آمین کہتے کمینگی سے ہنسا۔

"اب تاریخ بدلے گی میری جان۔اب حاکمیت کا سکہ یزدان فاروقی کے ہاتھ میں ہے"

یزدان نے خمار آلود سی سرگوشی کرتے جو کہا اس پر درا ب نے اسکا شانہ مکے سے سیک کر یوں قہقہہ مارا جیسے کہہ رہا ہو تیرے جیسی ڈھیٹ شے کبھی نہیں سدھرے گی اور یہ بلکل سچ تھا۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

After 10 days....

"شنائیل۔کب تک کمرے میں بند رہو گی بچے۔تمہاری ممی آرہی ہے آج شام کی فلائیٹ سے۔اٹھو۔خلیہ درست کرو اور میرے ساتھ لنچ پارٹی پر

چلو۔جب سے میں نے تمہیں واپس بیٹی اناونس کیا ہے،لوگ تمہیں میرے ساتھ سوشلائزدیکھنا چاہتے ہیں"

جم ایکسپائر کر کے واپس آتے فردوس شمدی نے جب ملازمہ سے ہیر کے آنے کی خبر سنی تو ساری نفرت ایک طرف کیے وہ مطمئین ہوئے کہ اسکی ماں ہی شائد اب شنائیل کو سنبھال سکتی ہے، جبکہ خود ووجوس کا گلاس فنش کے گلاس واپس تھماتے سیدھے شنائیل کے روم میں انٹر ہوئے جو قبر سا اندھیرا کیے دو بجنے کے باوجود سو رہی تھی۔

فردوس صاحب نے تمام پردے ہٹائے تو کمرہ روشن ہوا پر پچھلے کئی دنوں سے شنائیل کا کسی روشنی،امید اور تسلی سے واسطہ نہ رہا تھا۔

بابا مجھے کہیں نہیں جانا نہ ممی سے ملنا ہے۔میں ٹھیک ہوں یونہی۔آپ" میرے لیے اپ سیٹ نہ ہوں۔"

وہ اٹھ بیٹھتے پھیکے لب ولہجے میں بولی تو فردوس کھڑکیوں سے ہٹتے پاس آکر بیٹھے،اپنا ہاتھ بڑھایا جس پر شنائیل نے فورا اپنا ہاتھ تھمایا۔

مجھ سے زیادہ تم ہیر سے اٹیچ ہو تبھی ممکن ہے اسکا گلے لگانا عافیت "
بنے۔ ویسے بھی اسے اپنے نئے نویلے شوہر سے بڑی مشکل سے فرصت ملی
"ہے، بے حس عورت۔ یہ بتاو جمشید کی کال آئی؟
بابا کے پوچھنے پر شنائیل نے فون اٹھا کر خالی اداس سکرین بابا کے سامنے کی۔
اسکی کال کا انتظار کرتے کرتے مر جانا ہے میں نے۔ ابھی تک اس نے پیپرز "
نہیں بھیجے بس اسی امید پر جی رہی ہوں۔ سکھی کی شادی ہو لے میں اسے خود
اسکے سٹوڈیو ملنے جاوں گی اس منحوس ویزے کو بھی ابھی ایکسپائر ہونا تھا۔ بابا
آپکے دبئ والے ریسٹورنٹ کے مینجر کا نمبر ہے؟ وہاں میں نے جمشید کے
دوست قاسم کو جاب دلوائی تھی۔ ہو سکتا ہے قاسم سے مجھے جمشید کا نمبر مل
"جائے
اتنے دن اسکا دماغ معاوف تھا پر آج اچانک اس خیال پر وہ پھر سے جی اٹھی۔
"ہاں ہے میرے پاس اسکا نمبر۔ لٹ می چیک "

فردوس شمدی نے فوراسے ٹراوزر کی جیب سے فون نکالااور ساتھ ہی نمبر ڈائل کیا۔

اوراتفاق سے اس وقت جمشید وہیں تھااور قاسم کے ساتھ ہی بیٹھالنچ کر رہا تھا۔

یار جاب بہت اچھی ہے، سب سے مزے کی بات ہے کہ میرا کام"
کمپیوٹرائزڈ ہے۔پہلے لگا تھا یہ ظالم مجھ سے برتن نہ دھوائیں پر عزت والا کام ہے شکر اللہ کااور تنخوا بھی بہت اچھی ہے۔تجھے تو پتا ہے درہم کی ویلیو کتنی بڑھ گئی ہے۔پہلی تنخواہ آتے ہی پہلے میں نے تجھے پارٹی کروانی ہے میری جان"

قاسم کی خوشی دیکھتے وہ نخریلہ کھل کر مسکرایا تھاورنہ دس دن سے مسکراہٹ کیا ہے یہ تک بھول چکا تھا۔

مجھے تیری خوشی سے آگے نہیں چاہیے کچھ۔اپنے گھر والوں کا سہارہ بن گیا"
ہے بس کافی ہے۔پارٹی تو تجھ سے لوں گا فکر نہ کر"

جمشید نے بھی پانی کا سیپ بھرتے چوڑے ہوتے کہا۔

"ہاہامیرا جگرو۔اچھا سن تو بھی یہ دھندا چھوڑ کر کوئی ایسی ہی نوکری کر"

"لے۔مجھے تیری بڑی فکر ہے یار

قاسم نے فوراسے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے گزارش کی، جمشید کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"کب کا چھوڑ دیا ہے، میں بھی عزت کا کام کر رہا ہوں پریشان مت ہو"

جمشید نے اسکی فکر مسکراہٹ میں بدلی پر اس سے پہلے قاسم کچھ کہتا، مینجر کی طرف سے ویٹر کے پیغام پر آنے کا کہتا اٹھ کر گیا تو اسکی کوئی کال تھی۔

قاسم نے ریسور اٹھا کر کان سے لگایا۔

"قاسم؟"

فردوس شمدی کی بھاری آواز ابھری جبکہ شنائیل نے دم سادھ لیا۔

"جی سر، کہیے"

قاسم نے مودب ہوتے کہا۔

"مجھے تمہارے دوست جمشید احمد کا دبئ کا نمبر چاہیے۔اسے بتائے بنا لکھواو"

فردوس شمدی نے پوچھا ہی اس پراسراری سے کہ قاسم گھبرا گیا۔

"پر آپ ہیں کون؟ کیوں دوں اسکا نمبر"

قاسم منمنایا جبکہ ساتھ کھڑے مینجر نے اشارے سے جب ریسٹورنٹ کے باس کا کہا تو قاسم اور بوکھلاہٹ کا شکار ہوا۔

"میں جو بھی ہوں اسکا خیر خواہ ہوں، چلو شاباش لکھواو نمبر"

فردوس شمدی کے نرم لہجے پر قاسم نے گھبراہٹ ترک کرتے اپنا فون نکال کر جمشید کا نمبر لکھوایا تو ساتھ ہی کال بند ہو گئ۔

قاسم پریشانی سے واپس جمشید کی طرف آیا جو بس پیمنٹ کیے جانے کو تیار اٹھ کھڑا تھا۔

"جمشید۔۔"

قاسم پکارتا رہا پر جمشید نے شاید سنا نہیں تھا تبھی ریسٹورنٹ سے نکل گیا، جب تک پارکنگ میں پہنچا، اسکا فون بجا، ان نان وہ بھی پاکستانی نمبر دیکھ کر جمشید کے ماتھے پر بل پڑے۔

"اگر تم ہوئی ناں تو بلاک کر دوں گا"

خفگی سے بڑبڑاتے کال پک کی گئی جبکہ فردوس شمدی اپنا فون شائیل کو دیے اسے جلدی سے کال کر کے نیچے آنے کا اشارہ کیے روم سے نکل گئے۔

شائیل نے آنسو بمشکل سنبھالے کیونکہ وہ اسکی آواز کے لیے ترس چکی تھی۔

"یس"

جمشید نے خود ہی خاموشی محسوس کرتے استفسار کیا۔

یس کے بچے، کہاں دفع ہو گئے ہو ظالم درندے۔ اگر تم نے کال کاٹی تو اپنی"

"نس کاٹ دوں گی۔

سوچا تھا اس سے بات نہیں کرے گی پر یہ بلکل بے اختیار ہوا کے وہ غصے اور تکلیف کی حدوں کو چھوتی پھٹ پڑی۔

میرا نمبر کس نے دیا تمہیں؟ جرت کیسے کی اسکے بعد کال کرنے کی۔ سب "

"ختم ہو گیا ہے پھر کیا چاہتی ہو اب

گاڑی میں بیٹھنے کے بجائے وہیں رک کر پلٹے جھاڑا جو اپنی بھیگی آنکھیں رگڑتی کتنی دیر دوسری سانس نہ لے سکی۔

"تم نے پیپرز تو بھیجے ہی نہیں۔ پھر کیا ختم ہوا؟"

وہ بولی پر آواز ٹوٹ کر رہ گئی جبکہ جمشید کے چہرے پر تکلیف چھا گئی۔

"ذہن سے نکل گیا تھا، آج ہی بھیجتا ہوں"

وہ انتہائی سفاک تھا، وہ سہما سا مسکرائی۔

خود آجاو میرے پاس کیونکہ میں آئی ناں تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں "

گی۔ میں نے کیا بگھاڑا تھا تمہارا جو تم نے خود کو مجھ سے یوں چھین لیا

جمشید۔ تمہیں ایک بار بھی یہ کرتے ترس نہیں آیا مجھ پر۔ تم مجھ سے محبت

نہیں کرتے پر تم مجھ سے نفرت بھی تو نہیں کرتے پھر نفرت جتا کر کیوں

گئے۔یہ دس دن نہیں تھے، یہ دس صدیاں تھیں۔ایک بار بھی تمہیں میرا خیال نہیں آیا، میں کوئی راہ چلتی تو نہیں تھی، بیوی تھی تمہاری"

وہ ہچکیوں کی زد میں روتی جمشید کا حلق بھی گھوٹ رہی تھی جوان دس دنوں اک لمحہ شنائیل کے خیال سے غافل نہیں ہوا تھا۔

"مجھے نہیں چاہیے بیوی۔نہ تمہاری محبت۔میں واپس نہیں آوں گا۔تم ڈھونڈنا چاہتی ہو تو شوق سے ڈھونڈ لو۔میں یہاں سے بھی جلد جانے والا ہوں"

وہ آنکھوں میں سرخائی بھرے بولا تو شنائیل سسک اٹھی، وہ اتنا ظالم تو نہیں تھا پھر پتا نہیں یہ سب کیوں کر رہا تھا۔

"میں تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگاوں گی۔تکلیف نہیں ہونے دوں گی تمہیں پلیز آجاوناں؟"

وہ ٹوٹتی سانسوں کے بیچ سسکتی بولی۔

شنائیل، آگے بڑھو۔مجھے بھول جاو۔جب کہو گی پیپرز بھیج دوں گا۔میں"

"تمہیں نہیں مل سکتا اب۔اٹس ناٹ پاسیبل۔

وہ بھی بھرپور غصے سے بولا پر اسکی آواز کانپتی ہوئی شنائیل کا دل کاٹ گئی۔

ٹھیک ہے، تم چاہتے ہو میں ضد پر اتروں جیم۔ٹھیک ہے۔جہاں جا کر چھپنا"

چاہتے ہو چھپ لو۔میں تمہیں ڈھونڈ لوں گی۔لیکن ڈھونڈنے کے بعد تم پر

"تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔تم میرے علاوہ کسی کے نہیں رہو گے

وہ روتی ہوئی اسے چینلج کر رہی تھی جبکہ وہ زخمی سا مسکرا دیا، اسکی آنکھ سے

کئی دنوں بعد پھر اک آنسو ٹپک کر بڑھی بیرڈ میں جا دھنسا۔

"بیوقوف ہو تم۔۔۔۔ٹھیک ہو؟"

وہ پہلی بات مسکرا کر کہے جب آخری دو لفظ بولا تو پھر رو پڑی، ایسا لگا اک لفظ

نہیں کہہ سکے گی۔

ن۔۔نہیں۔میں بہت مس کر رہی ہوں۔مجھ سے سانس نہیں لیا جا رہا۔وہ"

زندگی جو ہمیشہ میں نے سٹرونگ رہ کر سہی وہ تمہارے بنا بوجھ لگ رہی

ہے۔جب تک میں تمہیں ڈھونڈ نہیں لیتی۔مجھے چھوڑنے کا سوچنا بھی مت جیم۔میں تب تک تمہیں ڈھونڈوں گی جب تک میرے اندر ہمت باقی ہے۔پرامس می۔"

وہ اتنے وعدے لے کر گیا تھا تو ایک پرشنائیل کا بھی پورا حق تھا،وہ آنکھ بے دردی سے رگڑ گیا۔

"پرامس کرلیتا ہوں،تم نے کونسا ایک بھی وعدہ نبھایا ہے جو میں لے کر نبھاوں گا۔تم سے بڑا بے ایمان ہوں اب۔"

وعدے کے نام کی دھجیاں کسی نے یوں نہ بکھیری ہوں گی جیسے جمشید احمد نے،وہ ہچکیوں کی زد میں بڑی اذیت سے سانس کھینچ رہی تھی۔

"تم میری زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری ایماندار شخص نہیں۔تم میری زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری ایماندار شخص ہو۔جس سے ایسی جان لیوا محبت ہوئی ہے کہ میں ہر سانس کے ساتھ مر رہی ہوں پھر بھی مجھے رشک ہے اپنی اس محبت پر۔تم پر، تمہیں جی بھر کر دیکھنے

والے ان سب لمحوں پر جو مجھے تھوڑی تھوڑی زندگی دے کر بیک وقت جوڑ رہے ہیں"

وہ اترا رہی تھی، بھلے یہ رشک جلد اسکی جان ہی کیوں نہ لے لیتا، جمشید ہنستا ہنستا سینے میں اٹھتے درد پر گاڑی کا سہارا لیتے لڑکھڑایا تو نا جانے کیوں بنا جمشید کے کچھ بتائے وہ اسکی بھاری سانس کھینچنے پر تڑپ اٹھی۔

"تم ٹھیک ہو۔ایسا لگا تم نے بھاری سانس لی ہے؟ جیم قسم اٹھاو تم ٹھیک ہو ناں پلیز؟"

وہ اسکے سوال پر اپنا سینہ سہلانا بھول گیا۔

"مجھے دوبارہ کال مت کرنا شائیل۔میں ٹھیک نہیں رہوں گا۔اللہ حافظ"

وہ اسکے کال بند کرنے پر بے جان ہوتی وہیں دہری ہوتے فون کو دیکھتے رو دی کہ اسکی سسکیاں پورے کمرے میں آہیں بن کر گونجنے لگیں جبکہ جمشید نے خود کو سنبھال لیا پر فون پھر بجا اور اسے کال لینی پڑی جس پر پلمونولوجسٹ سمیر کا نام لکھا تھا۔

"فرمایئے"

سخت بیزار گی سے کال پک کی گئی تھی۔

آواز کیوں بھاری ہو رہی ہے، تمہیں صرف آدھے گھنٹے کی چھٹی دی" تھی۔چالیس منٹ ہو رہے ہیں۔فورا پہنچو۔اس قدر لاپرواہی کرنے پر

"تمہیں الٹا لٹکا دوں گا جمشید

وہ برہم آواز فکر و پریشانی سے اٹی تھی پر جمشید کو زہر سے بھی بری لگتی تھی،اب سے نہیں پچھلے دو ماہ سے۔

کبھی کبھی لگتا ہے آپکا مریض نہیں، مسکین فوجی ہوں جس پر آپ سا آفیسر" تھوپا گیا ہے۔مجھے کھل کر سانس کچھ یہ بیماری نہیں لینے دیتی کچھ آپ۔فی الحال کوئی تکلیف نہیں ہے یار،ابھی مجھے ہوسپٹل کی وہ گندی بدبو سونگنے کا

"ہرگز شوق نہیں

جمشید نے گہرے سانس فضا میں چھوڑتے گاڑی میں سوار ہوتے سخت اکتائے لہجے میں ٹکا سا جواب دیا، سمیر خان نے غصے سے اونہوں کی پرپرواہ کسے تھی۔

ابھی تمہارا لنگز کینسر ابتدائی سٹیج پر ہے، لکی ہو تمہاری کم عمری اور اچھی صحت ایڈوانٹیج بن رہی ہے۔ لیکن جب تک تمہارا ڈپریشن کنٹرول نہیں ہو گا ہم سرجری نہیں کر سکتے جمشید تم سمجھتے کیوں نہیں میری بات۔ یہ ٹیومر زدو سرجریز کی مار ہیں لیکن تمہارا ڈپریشن اسقدر خطرناک سٹیج ہر ہے کہ مجھے لگتا ہے تم ہوش میں واپس نہیں آو گے۔ اوپر سے یہ جو ایک ہفتے سے تمہارا جیسٹ پین شروع ہے اس نے مجھے الگ پریشان کر رکھا ہے۔ فورا پہنچو ورنہ اپنے لوگ بھیجوا کر اٹھوالوں گا۔ اور اسے سمیر خان کی خالی دھمکی مت سمجھنا"

وہ اپنی بات مکمل کرتے بنا جمشید کی سنے ٹھک سے کال کاٹ گئے اور جمشید کچھ کہہ ہی نہ سکا، کٹی کال تاسف سے دیکھتے فون ڈیش بورڈ کی جانب پھینکا۔

"پتا نہیں وہ کونسی منحوس گھڑی تھی جب میں اس ڈاکٹر کے پاس گیا تھا"

گاڑی سٹارٹ کیے جمشید نے اخیر زچ ہوتے سوچا تھا، لیکن اور کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ چیسٹ پین گہرے سانس لینے سے ٹھیک ہوتا اب ممکن نہیں رہا تھا۔

"شنائیل"

وہیں کافی دیر شنائیل کے نیچے نہ آنے پر فردوس شمدی واپس آئے تو وہ اس قدر کربناک رو رہی تھی کے فردوس باقاعدہ بھاگ کر اسکے پاس آئے۔

"میرا بچہ۔شنائیل۔کیا ہوا؟"

بابا کے پکارنے پر وہ اٹھتے ہی انکے سینے لگے سسکنے لگی کہ جیسے دس دن کا اکھٹا رو کر ہی سکون پائے گی۔

"م۔۔مجھے بہت یاد آرہا ہے وہ بابا۔بہت زیادہ"

وہ بھیگی سانسیں کھینچتی روبرو ہوئی تو فردوس دلخراش ہو گئے۔

"بات نہیں ہوئی کیا؟"

فردوس صاحب نے اسکو تھپکتے پوچھا۔

بات کرنے سے تو میری تکلیف بڑھ گئی۔ بابا وہ مجھ سے کیوں بھاگ ر۔۔رہا" ہے۔میں اتنی بری تو نہیں ہوں۔اس سے پیار بھی کرتی ہوں۔پ۔۔پھر

"اسکا دل کیوں نہیں پگھل رہا؟

جانے کیسی حسرت تھی جو شائیل کو آدھا نگل چکی تھی۔

بس۔رونا بند کرو۔دو تین دن تک تمہارا پاسپورٹ آئے گا۔چلی جانا۔دو" کھینچ کر لگانا،ایک میری طرف سے بھی۔اٹھ کر فریش ہو۔ہم آجکا پورا دن انجوائے کریں گے پھر رات میں سکھی کی مہندی بھی تو ہے۔میرا بچہ سنبھالو "خود کو

بابا کے سنبھالنے کے باوجود وہ پور پور بکھری ہوئی تھی کے جو بھی اسے چھوتا مزید ہی بکھیرتا،وہ مان تو گئی پر کیا بتاتی اسکا دھیان تو جمشید کی بھاری کھینچی سانس سے الجھا ہے۔

سکھی سے معافی مانگنی ہے مجھے، میں ضرور جاوں گی۔وہ میرا اچھا دوست " بن جائے گا۔وہ بہت اچھا ہے۔اسکا دل بہت بڑا ہے۔وہ دراب کی طرح ظالم "نہیں ہے

شنائیل نے خود کو سنبھالا اور اٹھ کر فریش ہونے چلی گئی جبکہ جمشید نے ہوسپٹل پہنچ کر پہلے تو سمیر صاحب کی کلاس ڈھیٹوں کی طرح چپ چاپ لی اور پھر انجکشن کے لیے اپنی بازو موصوف کو دیتے خود سلوی کا نمبر ڈائل کیا، جو اس وقت بس نہا کر نکلی تھی اور نادیہ اور انکی ایک اور بیوٹیشن دوست سعدیہ اسکے رات والے شرارے کو میٹرس پر پھیلا کر سب چیزیں وغیرہ سیٹ کر رہی تھیں۔

"اسلام و علیکم"

سلوی نے ان نان نمبر دیکھتے فورا پریشانی کے سنگ پوچھا۔

"کیسی ہو سلوی باجی"

جمشید کا باجی کہہ کر چھیڑنا ہمیشہ سلوی کو ہنساتا،اس لمحے بھی وہ بھیگی آنکھوں سے ہنسی۔

"اف کہاں تھے تم بد تمیز،اباجی کل اتنا سارا یاد کر رہے تھے تمہیں۔اور تمہیں پتا ہے چچی اور چاچو بھی تمہیں مس کر رہے تھے۔پلیز آجاو ناں۔تمہاری شنائیل دن میں تین بار کال کرتی ہے مجھے۔کہ تم نے کال کی یا نہیں۔بھائی ہو ناں۔پلیز دو تین دن کے لیے ہی آجاو"

سلوی کی بھیگی سرگوشیوں میں پیار بھی تھا اور لاڈ بھی،انجکشن کے درد پر جمشید نے فون کان سے ہٹائے نرس کو گھوری دی جو معذرت زدہ سا مسکرا کر کندھے اچکا گئی۔

"میں کالز کرتا ہوں سبکو۔ڈونٹ وری۔آنہیں سکتا اہم کام ہیں یہاں۔اماں کو کہنا مجھے معاف کریں پھر کال کروں گا انکو۔تم بتاو کچھ چاہیے تمہیں؟"

جمشید نے ہر سوال رد کر دیا جبکہ سلوی آخری پر نفی میں گردن ہلا گئی۔

"تم آجاتے تو یہ بہت زیادہ بڑا گفٹ ہو جاتا۔"

سلوی کی آواز میں نمی گھلی۔

"ایسے نہیں سوچو۔میں اتنا بھی اہم نہیں سلوی۔کچھ پیسے بھیجے ہیں میں نے،تایا جان تمہیں دیں گے۔اپنی پسند کا کچھ لے لینا۔میں کل بھی کال کروں گا،دلہن بنو گی ناں تو دیکھنا چاہوں گا۔سب کو بتانا میں بلکل ٹھیک ہوں۔انجوائے کرنا آجکا فنکشن اچھے سے"

وہ مختصر بات کیے کال کاٹ گیا جبکہ سلوی اداس سا مسکراتی دل میں اسکے لیے ڈھیروں دعائیں کرتی واپس سہیلیوں کی طرف پلٹ گئی جبکہ انجکشن کے سبب جمشید نے فون سائیڈ رکھتے سر پیچھے ٹیک دیا جبکہ جلد ہی وہ نیند میں جا چکا تھا،اسکے آس پاس سمیر خان،انکے جونیئر ڈاکٹر اور دو نرسیز کھڑی تھیں۔

"گفٹس پیک ہو گئے لیزے؟"

نرمین نے اپنے روم سے باہر سٹنگ ایریا کی طرف قدم بڑھانے کے بیچ وہیں دیوار پر نسب آئینے میں اپنے سراپے پر اک سرسری نگاہ ڈالی تو لیزے باران نے بیک وقت گردن گمائی جو مل کر گفٹ پیکنگ کرنے میں مصروف تھے۔

"جی ممی بس یہ بکٹ رہ گئی۔اسے آئی تھنک ایسے ہی رہنے دیتے ہیں۔"

لیزے نے مصروف انداز میں جواب دیا تو نرمین پاس رکیں جس پر باران نے فوراسے بکٹ میں رکھے پھولوں کے گلدستے سے ریڈ روز نکال کر دادو کی طرف بڑھایا۔

"یہ آپکے لیے دادو"

باران نے دونوں لیڈیز کے چہروں پر بہار رائج کر دی۔

تھنکیو دادو کی جان۔میرا بے بی۔تم ابھی تک ریڈی نہیں ہوئے، سکھی"

"انکل کے ساتھ چھوٹا دلہا بننا ہے تمہیں۔

نرمین نے پاس ہی صوفے پر بیٹھے اسے خود سے لپٹا ہی لیا جبکہ لیزے اب تجسس میں تھی کے چھوٹے دلہے پر بیٹے کا کیا رد عمل ہو گا۔

"داد و پر میری دلہن تو ہے ہی نہیں۔ میں دلہا بن کر کیا کروں گا۔ اگر آپ مجھے سلوی آپی دے دیں پھر مجھے اچھا لگے گا"

دونوں خواتین اس چھٹانگ بھر کے بچے کی خواہش سنے دنگ رہ گئیں، نرمین تو ہنسی روک نہ سکیں البتہ لیزے ضرور ضبط کر گئی۔

"تمہیں سلوی آپی پسند آئی ہے؟"

نرمین نے اسکے دونوں ہاتھ تھامے پیار سے پوچھا تو باران صاحب فوراً سر ہلاتے سر عام سکھی صاحب کی سلوی کو پسند کرنے کا اعلان فرما گئے۔

"وہ بہت زیادہ کیوٹ ہیں۔ میری ممو کی طرح"

باران نے فوراً سے جواب دیا۔

آہاں۔تو پھر ایک ڈیل کرتے ہیں۔جب تم سکھی انکل یا اپنے بابا جتنے ہو جاو" گے تو میں خود تمہارے لیے سلوی جیسی دلہن لاوں گی۔اسکے لیے تمہیں بابا "اور سکھی انکل کی طرح بہت سی پڑھائی کرنی ہو گی۔ سمجھ گئے۔

دادو کے لاڈ اور سمجھانے پر باران فورا راضی ہوا،لیزے بھی مسکرادی۔

ڈیل ڈن دادو۔ لیکن آپ بھولیے گا مت بلکل سلوی آپی جیسی دلہن چاہیے " "مجھے۔

باران نے یقین دہانی کی تو نرمین اسکے دونوں بھرے گال چومے ہنس پڑیں۔ بلکل نہیں بھولوں گی۔اب جاو فریش ہو جاو پھر مموتمہیں ریڈی کر دیں" "گی۔بھاگو میرا بچہ

نرمین نے اسے روانہ کیا اور خود لیزے اور وہ حسین ہنس پڑیں۔

"یہ بہت شریف تھا ممی۔اب دیکھیں اسکے پر" لیزے نے بھی شرارت بھری سرگوشی کی۔

ہاہااپنے بابااور انکل کے ساتھ اسے زیادہ صحبت باباجان کی نصیب ہے"

"میری جان۔اب دیکھنا اسکے پروں کی تعداد

نرمین بھی ہنسیں جبکہ براق صاحب سامنے سے آتے جب دونوں کو معصومانہ گھورے تو دونوں ہی ہنس پڑیں۔

"لو یہ بات ہے اب تو باران کے پروں پر بیٹھ کر ہم بھی اڑیں گے بھئی۔"

براق جدون بھی شرارت سے کہتے پاس ہی آبیٹھے۔

"اڑنا بھی چاہیے ددھو۔آپ ابھی بھی بہت ہنڈسم ہیں۔ہے ناں ممی"

لیزے نے یہ مکھن بلکل نہ لگایا تھا پر جناب کے لیے مکھن بھی دل وجان سے قبول تھا،نرمین نے بھی فوری ہنستے ہاں میں ہاں ملائی۔

بس ایک عدد بیٹی کو اسکے گھر کا کرلوں پھر خود بھی کوئی گرل فرینڈ ڈھونڈتا"

"ہوں۔لیزے تم ڈھونڈنا کوئی پیاری سی ددھیا۔۔۔۔۔

براق صاحب کم تھے کیا،فوری نرمین کو چھیڑا جو آگے سے رحم طلب ہوتے دیکھنے لگیں جبکہ لیزے مسکرا کر فوری ددھیا ڈھونڈنے کا وعدہ کر گئی۔

میں بھی زرافریش ہولوں۔مجھے اچھی سے سٹرونگ چائے چاہیے تم دو میں "
"سے کسی کے ہاتھ کی۔

براق جدون صاحب دونوں کو کہتے اٹھ کر گئے تو اس سے پہلے نرمین
جاتیں،لیزے نے روکا۔

"میرا کام ختم ہو گیا، میں بنا دیتی ہوں۔آپ یہ دیکھ لیں ٹھیک کی ناں۔"
لیزے نے جلدی سے اٹھ کر گود میں رکھی ٹیپ اور سیزر میز پر رکھی۔

"یہ دراب کہاں ہے لیزے؟"
نرمین کے پوچھنے پر لیزے جاتے جاتے پلٹی۔

"وہ سانول بھائی کو لینے گئے ہیں۔یہیں آئیں گے۔"

لیزے نے جواب دیا تو نرمین اس اولاد پر غائبانہ برہم ہوئیں۔

کیا مطلب یہاں۔اف دراب۔۔۔کیا کروں میں اس آفت کا۔یہاں رہا"
ناں تو سانول ترسے عاشقوں کی طرح دیکھتا رہے گا اور مجھ معصوم کو خوامخواہ

ترس آتا رہے گا۔ تم کال کرو اور کہو کے سانول کو اسکے ٹھکانے
"پہنچائے۔ یہاں آئے تو دونوں کی ٹانگیں سلامت نہیں رہیں گی
ممی کی خفت پر لیزے قریب رکتے بازو گرد حصار گئی تو نرمین کے غصے بلکہ
پریشانی پر گرد سی پڑی۔

مجھے حیدر نے بتایا کے وہ آپکو پسند کرتے ہیں، آپ اتنی ینگ اور چارمنگ"
لیڈی ہیں ابھی بھی۔ پھر سے گھر بسانے میں کوئی برائی نہیں ممی۔ یہاں
دیکھیں۔ یہ مت سوچیں کے لوگ کیا کہیں گے، لوگوں کے منہ کبھی نہیں
بند ہو سکتے۔ جتنی ٹف لائف آپ نے جی ہے، آپ بھی محبت اور سکون کے
"بے شمار لمحوں کی مستحق ہیں

لیزے کا نرمی سے سمجھانا نرمین کے لیے بہت قیمتی تھا پر وہ ایسے جذبات اس
عمر میں صرف پچپنا سمجھتی تھیں۔

لیزے! وہ صرف محبت نہیں کرتا، وہ عشق کرتا ہے۔ اور میں اسکے جذبات"
کے کسی صورت لائق نہیں۔ بھلے برہان نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہو پر

آج تک نفرت نہیں ہو سکی۔ میں نے پورے دل سے چاہا تھا اس ہر جائی کو۔ میں سانول کو کیا دے سکتی ہوں لیزے تم خود سوچو۔ یہ بڑھا پا دوں اسے جب میری ہر خواہش مر گئی۔ وہ تو پاگل ہے، میں اسکے پاگل پن میں حصہ دار نہیں بن سکتی"

نرمین سخت تکلیف کا شکار ہوئے دل کھول گئیں۔

لیزے نے انکا ہاتھ پکڑے ہاتھوں میں لیتے دبایا۔

"جنھیں ہم سے سچی محبت ہو جائے انکے لیے نہ ہمارے چہرے کی جھریاں مسئلہ ہیں نہ جسم کے داغ۔ اگر سانول بھائی آپ سے عشق کرتے ہیں تو یقین کریں آپ ان کے لیے آج بھی اس دنیا کی سب سے دلربا عورت ہیں۔ لک ایٹ یو، کس قدر حسین لگتی ہیں اوپر سے اتنی رحم دل، نازک، پیار کرنے والی۔ حیدر کی ممی کم بہن زیادہ۔ چھ سات سال ہی تو چھوٹے ہیں وہ آپ سے، ناٹ آبگ ڈیل۔ انہوں نے ساری محبت آپکے لیے جو سنبھالی ہے جب آپکو ملے گی تو آپکے اندر مری ہوئی ساری خواہش زندہ ہو کر انگڑائی لے

اٹھیں گی۔رہی بات برہان انکل کی۔وہ چلے گئے آپکی زندگی سے،دل سے
" بھی رخصت کردیں تاکہ سانول بھائی کی ریاضت کا انھیں بھی صلہ مل سکے
لیزے کے پیار بھرے جملے ہوں یا اسکا ہاتھ دبا کر نرمین کو امید دلانا،سب ہی
خوبصورت تھا۔

میری جان! تم بہت پیاری ہو خود تبھی تمہیں سبکی فکر رہتی ہے۔میں "
"کوشش کروں گی پر تمہارا حیدر پٹ کر رہے گا اس کارنامے پر
نرمین کی آخری بات پر لیزے تو ہنسی،وہ بھی ہنس پڑیں۔
آپ انکی پٹائی کر سکتی ہیں ممی،پورا حق بنتا ہے۔میں آپکی طرف۔بہت تنگ "
کرتے ہیں لگنی چاہیے کلاس۔بس آپ اداس نہ ہوں بلکل۔محبت کرنے
والے دیر کی پریشانی نہیں بنتے۔جائیں آپ بھی ریڈی ہوں۔میں دودھو کو
"چائے دے کر خود بھی باران کو تیار کر کے ریڈی ہوتی ہوں۔

لیزے نے نرمی سے نرمین کو گلے لگایا اور اپنا فون میز پر سے اٹھاتی کچن کی طرف بڑھی تو خود نرمین بھی گہرا سانس بھرے ریڈی ہونے کی نیت سے بیڈ روم کی طرف چلی گئیں۔

S MERWA MIRZA NOVELS

سن ! آج پتلون شرٹ پہنی تو تیری ناک پھوڑ دوں گا۔ تیرا مہندی کا" شریفانہ اوٹ فٹ بھیجا ہے۔ وہی پہننا۔ اور ہاں خبردار جو سلوی کو دیکھ کر بہکا۔ بیٹا آج تجھے وہ سیکنے کو بھی میسر نہیں ہونے دینی میں نے۔ تیار ہو کر پہلی "سلیفی مجھے ملنی چاہیے۔ اگر مجھ سے پہلے سلوی تک گئی تو آج تیرا اینڈ سانول کی رہائی کا پراسیس فائنلائز ہو چکا تھا بس وکیل کی کچھ جج سے میٹنگ تھی تو سانول بھی ہمراہ تھا جبکہ دراب نے کورٹ ہال سے باہر نکلتے یزدان کو کال ملائی جو شرٹ لیس کھڑا آئینے میں اپنے خوبصورت پر کشش فگر پر

سرسری نگاہ ڈالے داڑھی پر ہاتھ پھیرے اسے زرا چھوٹا کرنے کا سوچ رہا تھا، سلوی کی گال پر پڑتی سکریچیز سوچتے بھینا بھینا مسکرا بھی رہا تھا کہ دراب کی دھمکی پر وہ مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"میری پہلی محبوبہ تو ہے۔کہے تو پہلی کس بھی تجھے کر دوں گا۔"

یزدان نے ابھی سے بہکتے لہجے میں کہا تو دراب خفیف سا مسکرایا۔

اتنا تو شریف کے ابھی تک پہلا وار نہ کیا ہو اس معصوم لڑکی پر، بیٹا تیرے"

"اندر کے کیڑوں سے اچھی دعا سلام ہے میری۔

دراب نے بچارے کی چوری پکڑی تو یزدان صاحب اس وار کے خمار میں جا ڈوبے۔

مت یاد دلا یار۔میں نے ان دنیا کی رسموں کو ٹھکرا کر ابھی لے آنا اسے"

"پاس

سکھی کی ترسی ڈرامے بازی پر دراب کا دل ادھر سے ہی لعنت کا بنڈل ارسال کرنے کا چاہا۔

یااللہ۔ سلوی تو گئی کام سے۔اچھا سن اپنا صدقہ اتار لینا یاد سے مجھے آنے میں " تھوڑی دیر ہو جائے گی۔بنا صدقہ اتارے کمرے سے قدم باہر نہ نکالنا۔میں سانول بھائی کو لینے آیا ہوں۔ادھر سے انکو گھر لے کر جاوں گا۔پھر تیاری "میں شام ہو جانی۔

دراب نے آہٹ پر گردن گمائی جہاں وکیل، دو پولیس اہل کاروں کے ہمراہ سانول اسی طرف آرہے تھے۔

ٹھیک ہے میری جان، تیرا بھیجا جوڑا پہنچ گیا۔ بھیجتا ہوں تجھے آگ لگاتی "

"سلیفی۔ چل آجا میرے پاس

یزدان نے ڈورناک پر بابا کے ہاتھ میں جوڑا دیکھتے پلٹ کر کہا تو دراب ہنسا۔

"کمینہ۔۔۔آتا ہوں"

دراب فون بند کرتا ان سب کی طرف لپکا جبکہ سجاول فاروقی کو دیکھتے ہی یزدان نے ٹاول گردن میں لپیٹے بابا کے پاس رکتے انکے ہاتھ سے کلاتھ بیگ لیتے میڑس پر رکھا۔

آج عائشہ فرحین زندہ ہوتی تو کتنی خوش ہوتی، تیری زندگی کے اس"
خوبصورت وقت کو ممتا بھرے سائے سے محروم کرنے میں کچھ قصور میرا
بھی ہے یزدان۔ میں نے ہمیشہ عائشہ پر اپنی ماں اور بہن کو اہمیت دی۔ اس
سے محبت کا دعوی کیا پر اسکے جلنے سلگنے کی خبر نہ ہوئی۔ آئی ایم سوری
"بچے۔ اپنے بابا کو معاف کر دے
سجاول کے پچھتاوے اب کسی کام کے نہ تھے پر یزدان کو کم از کم اتنا اطمئینان
مل گیا کے سب اپنی غلطیوں کا اعتراف سیکھ رہے ہیں۔
کس نے کہا بابا یار کے میں انکے سائے سے محروم ہوں۔ وہ اب بھی میرے"
پاس ہیں، میرے دل میں۔ آپ کو غلطی کا احساس ہوا کافی ہے۔ مجھے آپ
سے اور دی جان سے اتنا سا بھی شکوہ نہیں۔ ویسے بھی سلوی نے میری زندگی
کے ہر دکھ کا مرہم عطا کر دیا مجھے۔ اور اب میں اس دنیا کا سب سے مسرور
"شخص ہوں۔ سو چل بڈی۔ آپکے اکلوتے سپوت کی مہندی ہے۔

سجاول فاروقی کی مسکراہٹ پلوں میں لوٹا تاوہ اتنا خوش تھا کے سجاول اسکی خوشی کی کامیلت پر ڈر کر فورا گلے لگا گئے کہ خود یزدان خفیف سا فکر مند ہوا۔ ہمیشہ مسرور اور محفوظ رہو میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔یہ تمہارے یار نے" بھیجا ہے۔اوپر چٹ بھی تھی ٹانگوں والی دھمکی کے ساتھ۔۔۔چلو ریڈی ہو جاو جلوے بکھرنے کے لیے۔میں نے فردوس صاحب اور شنائیل کو بھی بلایا ہے۔ہوپ سو سب ٹھیک ہے"

بابا کے سینہ تھپک کر جانے پر یزدان بظاہر مسکرایا پر شنائیل کے ذکر پر فکر سی گھیر گئی۔

فوری پلٹ کر فون اٹھائے سلوی کو کال ملائی جو پیلے ہرے شرارے کی کرتی اور شرارہ پہنے اپنا پارٹی سنپل میک کروانے میں بزی تھی۔

"یار رکنا۔فون آرہا ہے"

سلوی نے بے قراری سے آنکھیں کھولیں جس پر دونوں سہیلیوں نے سکرین پر سکھی دیکھتے اوپے ہوئے کیے چھیڑا تو وہ دونوں کو گھورتی فون اٹھائے اک طرف کونے میں آئی۔

"سکھی سب ٹھیک ہے، کال کیوں کی؟"

سلوی کے گھبرانے نے بھی سکھی صاحب پر خمار کی بارش کر دی۔

"یہ پوچھنے کے لیے کہ داڑھی ہٹادوں یا سکریچیز برداشت کر لیں گی؟"

سلوی فورا بلش کرتی نچلا لب دانوں میں دبا گئی۔

بلکل مت ہٹائیں۔ عادت ڈال لوں گی۔ آپ کلین شیوڈ زیادہ پیارے لگیں"

"گے تو مجھ سے دیکھنا افورڈ نہیں ہو گا۔ چلیں بائے

سلوی نے باقاعدہ منہ میں دب کر سرگوشی کی، جناب سمجھ گئے کے سلوی، سہیلوں میں پھنسی ہے۔

بائے کی بچی۔ بات سنیں۔ یہ سکریچیز صرف آپکی گالوں پر نہیں پڑیں گے"

"اب۔۔۔۔۔

یزدان نے بات ادھوری چھوڑی جبکہ سلوی کا فون ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا کیونکہ اب معصوم بچی تھوڑی تیز ہو چکی تھی۔

سکھی خدا کے لیے۔آپ بولنے سے پہلے اجازت لیا کریں۔۔میرا فون گرتا"

"ناں تو آپکو بھی ایسے ہی گراتی وہ بھی ویڈنگ نائیٹ ٹیرس سے نیچے

سلوی نے گردن موڑے دونوں سلہیوں کے کان ادھر نہ پائے جلدی سے ڈانٹا، یزدان کھل کر ہنسا۔

"ایسی ہی بہادر بیوی چاہیے جو پکڑ کر مجھے کہیں بھی گرادے۔"

یزدان کی معنی خیز جسارت پر سلوی کے گال دھواں چھوڑا ٹھے۔

کہیں بھی کی بات کس نے کی؟میں ٹیرس سے نیچے کا بولا صرف۔اور اتنے"

"آپ میرے گرانے سے گرنے والے۔

سلوی کی دور ہونے کے سبب زبان بھی چل رہی تھی ورنہ اتنی جرت کہاں اس میں۔

آپ ایک کس کر کے کہیں بھی گرا سکتی ہیں مجھے۔آج ٹرائیل کر سکتی ہیں"

"اجازت دے رہا ہوں

یزدان نے قسم کھا رکھی تھی بنا بلش سلوی کو گلابی کر کے چھوڑے گا۔

اف اف سکھی، ٹچ بھی مت کریے گا ورنہ چلا دوں گی۔۔میرا فیس شرطیہ"

ریڈ ہو گیا ہو گا۔اب ان دو چڑیلوں نے تنگ کر کر کے میرا خون خشک کر دینا

"ہے

سلوی بھاگنے کے باوجود یزدان کی پکار پر رک گئی۔

"آپ کہیے گا میرے وہ ویڈ نگ نائیٹ پلین بتا رہے تھے"

سلوی کا چہرہ مسکایا پر اسی لمحے ڈری بھی۔

"سر توڑ دوں گی آپ کا۔گندے بچے"

سلوی نے خفیف سے گھورتے ڈانٹا۔

اچھا بچہ ہوں، آپ سر توڑنے کے بجائے بس غصے میں منہ چوم لیجئے گا۔آپکا"

"سارا خشک خون بحال نہ کر دیا تو نام بدل دیجئے گا میرا بیوٹی

یزدان کی بے باک گفتگو مزید سنتی تو شاید بچاری کی روح پرواز کر جاتی۔

"اف سکھی۔ بائے"

بچاری سنسناہٹ سی فیل کرنے پر فورا فون بند کر گئی کیونکہ پورا جسم دہک اٹھا تھا۔

اور رہی سہی کسر سہیلیوں نے پوری کی کیونکہ دونوں شادی شدہ تھیں تو سمجھ گئیں کے سلوی کے گال سرخ اور گرم کس وجہ سے ہوئے جبکہ سلوی، بچاری سہتی رہی پر یزدان پر جی بھر کر تپ چکی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"یار مجھے یہاں کیوں لائے تم؟ نرمین صاحبہ سے جوتے پڑوانے ہیں کیا۔ نا بابا"

"میں اندر نہیں جا رہا

گاڑی گھر کے پورچ میں انٹر ہوئی اسی سپیڈ سے سانول کا ڈر، احتجاج کی صورت ابھرا، دراب نے ہنس کر ہراساں سانول قریشی کو دیکھتے ڈور اوپن کیا

اور جھمپ مارے باہر اترا جبکہ سانول کا دل یہی کیا گاڑی سمیت بھاگ نکلیں پر دراب حیدر جدون نے قسم اٹھا رکھی تھی کے اس صدی میں تو نہیں سدھرے گا۔

اب آپ نے صرف گھر کے اندر ہی نہیں، ممی کے دل میں بھی انٹری مارنی" ہے۔چپ کر کے باہر نکلیں ورنہ آج بھی دال چاول کھلا کر جیل کی یاد دلاوں "گا۔اگر آپ چاہتے ہیں آپکی شاندار ضیافت کا اہتمام ہو تو نکلیں شاباش دراب نے انکی جانب کا ڈور کھولے جب سر جھکایا تو سانول ڈرے سہمے بچے کی مانند دوسری طرف چپکا تھا، جو بھی تھا پر اس دال چاول کی دھمکی پر بلبلاتے ہوئے باہر نکلا۔

تم مجھے دال چاول کھلا کر تو دیکھو برخوردار، اپنے سن ہاتھ پیر تمہیں ہی" پنجنگ بیگ بنا کر بحال کروں گا۔سن ہاتھ پیر سے یاد آیا یار سات سالوں میں "زنگ لگ گیا میرے مسلز کو۔کسی اچھی سی جم میں میرا اندارج تو کروادو

سانول یکدم ہی مظلوم بنے باہر نکلے تو دراب نے ہنس کر انکی طرف دیکھتے زچ کیا۔

"یہ مسلز کو زنگ نہیں لگا، آپ بڈھے ہو گئے ہیں"

دراب نے بھئ ڈور واپس بند کرتے سلگایا۔

"بوڑھے ہو گے تم۔ میں جوان ہوں"

سانول کی اتراہٹ پر دراب مسکراتا زرا قریب رکا۔

"تو جوانوں کی طرح نڈر ہو کر اندر چل کر ثبوت دیں کے آپ اب بھئ شیر کی للکار رکھتے سانول قریشی ہیں۔ رہی بات جم کی سمجھیں اسلامہ آباد کے سارے فٹنس کلب اپنے ہیں"

دراب نے بھی جی بھر کر اکسایا جبکہ سانول بھی اس بار مسکراہٹ کو ہونٹوں پر پھیلنے سے روک نہ سکے۔

"ممی کو بتایا کے میں آرہا ہوں؟"

وہ دونوں ایک ساتھ گھر کی مین بلڈنگ کی جانب پیش قدمی کر رہے تھے، سانول نے بے قراری سے گردن گما کر استفسار کیا۔

"اپنی ڈارلنگ کی ڈیوٹی لگا آیا تھا، آپ لیزے کے ٹیلنٹ کو انڈر اسٹیمیٹ نہ کریں وہ کسی کو بھی کسی بھی چیز کے لیے منا سکتی ہے۔"

دراب نے اپنے کرائم پارٹنر کا ذکر کیا ہی کچھ یوں رشک ولاڈسے کے سانول کو اسکی شوخے پن پر پیار آ گیا۔

"ہاں وہ تمہیں سات سال تڑپا سکتی ہے تو کچھ بھی کر سکتی ہے۔ چلو ملتے ہیں تمہاری عشقم سے"

سانول اور دراب ساتھ ہی گھر میں داخل ہوئے جبکہ پہلا سامنا ہی براق جدون اور باران سے ہوا جبکہ لیزے روم میں ابھی گئی تھی، البتہ نرمین، کھانے کا انتظام دیکھ رہی تھیں کیونکہ خود وہ لوگ مہندی پر انوائٹڈ تھے پر سانول کی پسند کی ہر چیز بنوائی گئی تھی۔

سانول، میرے بیٹے۔آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں تمہیں دیکھ کر بچے۔گلے "
"لگو

براق جدون نے جس خوشی سے اسے گلے لگایا، سانول کی رہی سہی گھبراہٹ بھئ ختم کر گیا یہ حلاوت خیز بغل گیر ہونا۔

"کیسے ہیں آپ انکل۔ابھی بھی فٹ اینڈ چارمنگ۔۔۔"
وہ بھی بھرپور محبت سے روبرو ہوئے انکا احوال دریافت کرنے لگا جبکہ باران صاحب کی ہنڈسم لکس دیکھتے دراب نے اپنے ایجاد کو اٹھا کر پیار کیا۔
بھئ دیکھ لو۔میں پیدا ہی فٹ اینڈ چارمنگ جو ہوا تھا۔خوشی ہوئی تمہیں "
"آزاد دیکھ کر۔ محسن ہو تم میرے سانول۔خوش رہو، جیتے رہو
ددھو کی دعا میں جھٹ سے دراب بولا۔
"اور جلدی سے سہاگن ہو جاو"
دراب کی آڑی ترچھی دعا پر سانول اور براق کے ساتھ باران بھئ اسے حیرت سے گھورا۔

"کچھ نہیں میری جان تمہیں سمجھ نہیں آئے گی، ملو اپنے ایک اور دادا سے"

دراب کی زبان سانول کا دل چاہا کاٹ دے پر دانت پیس کر رہ گیا بچارا جبکہ اتنے ینگ دادا کو دیکھ کر باران نے نیچے اترتے ہی اپنا ہاتھ آگے کیا۔

"کتنے پیارے یو تم مسٹر باران حیدر جدون، لیکن اپنے بابا کی طرح شرارتی"

"مت بننا او کے"

سانول نے اسکا بڑھایا ہاتھ چومتے تاکید اسے کی اس بیچ دیکھا گھور کر دراب کو جو دادھو کے کندھے پر بازو حمائل کیے ایکشن مارے کھڑا تھا۔

"میرے بابا شرارتی تو نہیں ہیں دادو۔ ہے ناں بابا"

باران کو اب کہاں منظور تھی اپنے ہنڈسم فادر کی برائی، تینوں ہی ہنس پڑے جبکہ نرمین کے کچن سے نکل کر وہیں آنے پر سب سے پہلے دراب وہاں سے بچ بچا کر کمرے کی طرف بھاگا کیونکہ جانتا تھا ممی کے ہاتھ لگا تو کان ساتھ سے اتار ہی دیں گی۔

"خوش آمدید سانول"

نرمین کے پھیکے سے ویلکم پر ماحول سنجیدہ سا ہو گیا۔

"شکریہ اور یہاں آکر آپکو زحمت دینے کے لیے معذرت"

سانول نے شرمندہ سا ہوتے جواب دیا تو نرمین جن شکوہ کناں نظروں سے جواباد یکھ رہی تھیں اسکی تابنا کی کم باران اور براق صاحب نے کی کے سانول کو اسکا روم دیکھانے بڑھ گئے۔

جبکہ کمرے میں پہنچ کر دراب نے ڈریسنگ کے مقابل کھڑی بال ڈرائے کرتی لیزے کو دیکھا اور قریب آتے ہی بازو اطراف لپیٹے لیزے کو اپنے سینے سے لگایا۔

اوئے سجنا بعد میں پہلے بتاو ممی سے بات کی۔ مجھے مار تو نہیں پڑے گی"

"ناں۔ادھر دیکھو۔ سمجھایا تم نے ممی کو؟

لیزے کے ہاتھ سے ڈرائیر لے کر سامنے رکھتے دراب نے اسے اپنے سامنے پلٹایا جو جھٹ سے بازو گردن میں ہار سے پروتی پراسرار سا مسکرائی۔

"ہاں پر مار تو کھانی پڑے گی۔ ممی سے پٹتا انکا بے بی کتنا کیوٹ لگے گا ناں"

دراب کی ایکسائٹمنٹ لمحے میں غصیلا سا سرور بنی۔

میری محبت کی شدتوں کی زیادتی پر سانس چھوڑتی لیزے بھی بڑی کیوٹ "
"لگے گی

دراب کا معنی خیز جواب، مقابل مسکراتے شرارتی ہونٹوں پر رقص کرتی مسکراہٹ اچک گیا۔

"فلرٹی کہیں کے "

لیزے نے گال پھلائے جنکو دراب نے بے حد محبت سے باری باری چوما۔

"یس آئی ایم۔اس فلرٹی کے فلرٹ کے بناب جی کر دیکھاو زرا"

وہ اسکی تازہ خوشبو میں مست ہوتے خود پر اترایا، پھولے گال سمٹ گئے، آنکھیں پھیلیں۔

"آپ فلرٹ کرتے ہیں؟ مجھے تو لگ رہا تھا پیار کرتے ہیں"

معصومانہ سی شکل پر ڈھیروں مظلومیت سجائے لیزے نے دراب کی دھڑکنوں کا تال میل بگھاڑا۔

بس تمہاری یہی سر تا پیر گمانے کی عادت چھوٹ جائے ناں تو ایکسٹرا ایمی ہو"
جاو تم۔ میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں اس ننھی جان کو بہت اچھے سے پتا
ہے۔ بھول گئی ہو تو ٹریلر دوں عشقم"

وہ اسکے بہکنے سے ڈرتی دیکھائی دی کیونکہ مناسب وقت نہیں تھا ورنہ بلاشبہ اگر وہ بہک جائے تو لیزے کے لیے موسم حسین کر دیتا تھا۔

جی نہیں۔ سکھی بھائی کا ایونٹ ہے اپنے خمار سنبھال لیں۔ جائیں فریش"
ہوں ہم لیٹ ہو جائیں گے۔ میں جا کر سانول بھائی سے مل کر آتی ہوں"

لیزے نے گیلے بال ہی سمیٹتے اسکی بازوؤں سے نکل کر بھاگنا چاہا جب دراب نے پیٹ پر ہاتھ رکھتے جکڑ کر اپنے ساتھ لگایا۔

"مجھ سے کون ملے گا؟"

دراب کی پر خمار سرگوشی پر لیزے زرا چہرہ گماتی مسکائی۔

"ممی، وہ بھی جوتے کے ساتھ"

کہہ کر وہ ایسی مہارت دیکھا کر بھاگی کے دراب دانت ہی کچکچاتا رہ گیا، دروازے کے پاس رک کر ٹھہرتی وہ فلائنگ کس کرے پھر بھاگ گئی پر ترسے موصوف اک اڑتی ہوئی کس کیچ کرتے منہ بسور کر سینہ تھپکتے رہ گئے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

میں نے تمہارا نمبر سیو کر لیا ہے، میسج کر کے پورے حق سے تنگ کروں" گی۔ عین ٹائم پر ویزے نے بے وفائی کی ورنہ اب تک تمہاری سانسوں میں "آ کر گھس چکی ہوتی۔ اچھا بتاو کیا کر رہے ہو

ڈارک گرین لیر ڈپر بہت خوبصورت ڈریس پہنے شائیل آج بہت الگ وائبز دے رہی تھی، گولڈ کے مون شیپ ائیر رنگز پہنے جو ڈریس کے زنجیری بیلٹ اور جمشید کے دیے بریسلٹ سے میچ کر رہے تھے جبکہ میک آپ بہت

ہی لائیٹ پر پیار اکیا، ہیلز نکال کر رکھے شنائیل نے پہلے جمشید کو واٹس ایپ کیا۔

"تمہیں بلاک کرنے لگا ہوں"

انتہائی جلدی جواب آنے نے شنائیل کی دھڑکنیں تیز کیں پھر جواب جو بھی ہوتا، وہ ہوسپٹل کے لان میں ایک وئیل چیئر پر بیٹھی ابنارمل بچی کے پاس بیٹھا تھا جو بار بار بال پھینکتی اور جمشید اسے اٹھا کر پکڑاتا اور اس بیچ اسکا اپنا سانس پھول رہا تھا۔

"بلاک نہیں کرنا۔ میں شوٹ کر دوں گی خود کو"

فوری ریپلائے کیا، جمشید نے میسج دیکھتے بیزار ہوتے سانس کھینچا جبکہ بال نرس کی طرف پھینکا جو اب خود اس بچی کو پاس کرنے لگی۔

"کیا تکلیف ہے؟ کیسے جان چھوڑو گی؟"

اس جواب پر شنائیل کو سوچنا نہ پڑا۔

کس والا ایموجی بھیجے ساتھ فوری "مرنے کے بعد بھی نہیں" لکھ کر ارسال کیا، جمشید نے زندگی میں بڑے ڈھیٹ دیکھے تھے پر یہ تو سب سے اوپر آچکی تھی۔

"اوکے بتاو کیسی لگ رہی ہوں؟"

فوراسے سلیفی لیے شنائیل نے بھیجی اور ساتھ سوال کیا، جمشید نے اسکی پکچر سرسری دیکھے سوائپ کی۔

"نہیں دیکھ سکتا"

تین لفظی جواب، شنائیل اداس ہوئی۔

"تمہارے لیے بھی ہو جاوں گی تیار۔ پھر تو دیکھو گے ناں؟"

پیار اور مان سے پوچھا گیا، ساتھ مرہم لگے دل کا ایموجی تھا جو یہ بتا رہا تھا کے اگر تم ہاں کر دو تو میرا ٹوٹا دل ایسے ہی جڑ جائے گا۔

نہیں۔ میں تمہیں کبھی نہیں دیکھوں گا۔ تب تک نہیں دیکھوں گا جب"

"تک تم مجھے دیکھنا چھوڑ نہ دو

بنا کسی ایموجی کے سپاٹ سا جواب آیا۔

"میں نہیں چھوڑ سکتی۔ پکچر بھیجو پلیز۔ میرے پاس ایک بھی نہیں ہے، مجھے تمہاری آنکھیں دیکھنی ہیں۔"

شنائیل کے سوال پر جمشید نے آگے سے پھیکی سمائیل والا ایموجی بھیجا۔

"میری آنکھیں دیکھنے کی چیز نہیں آجکل۔ بات سنو شنائیل۔ یہاں آنے کا سوچنا بھی مت۔ تمہیں یہاں میں نہیں ملوں گا۔اس لیے اپنا ڈھیٹ پن چھوڑو اور وہیں ٹک کر بیٹھو۔اپنے پیرنٹس کے ساتھ وقت گزارو۔ بخش دو

"میری جان، تمہیں سوچتا ہوں تو سر درد سے پھٹنے لگتا ہے

یہ سب ٹائپ کرنے میں اسے بہت وقت لگا پر وہ صبر سے پیغام ملنے تک انتظار کرتی رہی اور پھر کرب زدہ ہو گئی۔

"تم مجھے مت سوچو، تم سوچنے چاہنے اور خیال رکھنے کے سارے حق میرے منہ پر مار دو۔اور تمہارے سر میں درد ہونے نہیں دوں گی، ایک بار اپنا

طبیب چن لو۔ تم نے جو دنکو بھاری سانس لی میرا دل اب بھی اس تلے دبا ہے۔

"میں بہت جلد آرہی ہوں، مت بھاگنا مجھ سے

وہ بھی محبت کے سارے جذبے سمیٹ کر جمشید احمد کی راہوں میں بیٹھی تھی بھلے وہ پائمال ہی کرے پر اس راہ سے گزر جائے۔

شنائیل۔۔(جمشید کا ہاتھ اسکا نام لکھتے کانپا) سمجھ جاو میری بات۔مت" میرے پیچھے خود کو خوار کرو۔میں چلا جاوں گا یہاں سے۔مجھے مجبور نہ کرو کیونکہ میں اب کے گیا تو میرے اگلے ٹھکانے کی خبر تمہیں مرتے دم تک نہیں ملے گی"

وہ لکھتے ہوئے تکلیف میں تھا تو یہ پڑھتے ہوئے شنائیل کا دل سو ٹکروں میں بٹا۔

ایسا کوئی ٹھکانہ مت چننا جمشید، میں کہیں کی نہیں رہوں گی۔ بھیج دوناں"
پکچر۔کتنے دن ہو گئے تمہیں دیکھے ہوئے۔دیکھ کر ڈیلیٹ کر دوں گی۔ نہیں
"نظر لگاوں گی

وہ ناچاہتے ہوئے بھی شنائیل کی آخری بات پر مسکرایا۔

"اچھی تصویر بنادو جس میں بیمار نہ لگوں"

جمشید نے پاس ہی کھڑی نرس کو کہا جو مسکراتی فون لیے زرا دور ہوئی۔

آپ بری تصویر میں بھی بیمار نہیں لگیں گے مسٹر جمشید۔اتنی گارنٹی دیتی"
"ہوں

وہ پیاری اور چھوٹی سی عمر کی نرس تھی جس نے بڑے یقین سے جمشید کی تصویر کھینچی، وہ ہوسپٹل کے کپڑے نہیں پہنتا تھا تبھی ہوسپٹل کا مریض نہیں لگتا تھا، اپنے ازلی بدرنگ سے ٹی شرٹ کے ساتھ گھٹنوں سے پھٹی جینز میں، بے ترتیب سا خلیہ لیے وہ اچھا لگ رہا تھا۔

"دیکھیے؟"

نرس قریب آتی فون پکڑاتے بولی، جمشید نے سر اٹھاتے سراہتی نظر ڈالی۔

"امپریسیو۔یہ میری اب تک کی پہلی ڈھنگ کی تصویر ہے چھوٹی بہنا"

نرس کی التفات بھری نظروں پر جمشید نے فوراسے بہن کہہ کر بچاری کا دل ہی چکنا چور کیا۔

"شکریہ بڑے بھائی"

نرس منہ پھلاتی واپس اس بچی کی طرف لپک گئی جبکہ جمشید نے پھیکا سا ہنستے شنائیل کو پکچر بھیجی۔

"دیکھ کر ڈیلیٹ کرو فورا"

پکچر کے ساتھ لکھ کر ساتھ کھوپڑی کا کرنٹ چھوڑتا سائن بھیجا جیسے نہ ڈیلیٹ کی تو وہی کرنٹ لگ جائے گا۔

شنائیل نے زوم کیے وہ جھوٹی مسکراتی آنکھیں دیکھیں، وہ اسکے چہرے کا ہر نقش، ہر زاویہ پرکھنے کے بعد بیک پر نظر آتے ہوسپٹل کے تھوڑے سے سائن بورڈ پر ٹھٹکی۔

تم کہاں ہو؟ پکچر کس نے لی۔ تمہیں فیور کیوں ہے۔آنکھیں ریڈ ہیں"

"تھوڑی سی مطلب بخار ہو گا

وہ جو تعریف بھرے جملے امید کر رہا تھا،شنائیل کی تفتیش پر گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

پکچر گرل فرینڈ نے لی،اسے میرا ہگ کرنا ایفیکٹ کر گیا تو ہم ہو سپٹل آئے"

"ہیں۔

جمشید نے سلگتے جو سمجھ آیا ٹائپ کیا جبکہ شنائیل نے واپس پکچر اوپن کی پھر کلوز کیے چیٹ میں آئی۔

تم میرے علاوہ کسی کو دیکھ بھی نہیں سکتے اس لیے اپنے جھوٹ اپنے پاس"

"رکھو۔ہو سپٹل کیوں ہو؟جواب دو مجھے

شنائیل کے سوال جمشید کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہے تھے۔

تم اپنی موت اگر میرے ہاتھوں نہیں چاہتی تو بند کرو میسج کرنا۔ سمجھ نہیں"

آرہی تمہیں بات نہیں کرنا چاہتا۔کیا میرے چینخے چلانے کا ویٹ ہے۔خدا

کے لیے شنائل مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔پلیز۔میں تمہیں سوچنا بھی نہیں چاہتا۔سنا تم نے۔"

وہ الٹا کال کرتے ہی بہت کرب سے بولا،حالانکہ اسکا یوں بولنا نرس اور اس بچی کو چلانا ہی لگا تبھی وہ دونوں پریشانی سے بگھڑتے جمشید کو دیکھنے لگیں۔

"میں اپنی موت تمہارے ہاتھوں سے ہی چاہتی ہوں۔آتی ہوں۔اب بات آمنے سامنے ہی ہو گی"

شنائیل نے غصے سے کال بند کر دی جبکہ جمشید اس سے پہلے فون گارڈن کے وسط میں اٹھ کر دے مارتا،نرس اور اس بچی کو سہما دیکھے ارادہ ترک کرتا سر جھٹکے ہوسپٹل کی بلڈنگ کی طرف چلا گیا۔

شنائیل نے ویزا آفس والوں کو ساتھ ہی کال ملائی۔

"کتنے دن مزید لگیں گے آخر،زندگی اور موت کا سوال بھی ہو سکتا ہے ناں۔آپ لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی۔اتنا لٹکایا کیوں جا رہا ہے ایک چھوٹا سا کام"

وہ کانٹر بوائے پر برس ہی گئی۔

"میم کام ڈاون، میں آپکو ہی کال کرنے والا تھا۔اپنا ویزا اور پاسپورٹ پک کر لیں صبح آکر۔ری نیو ہو گیا ہے"

شنائیل کی آنکھوں میں دفعتاً آنسو اتر آئے، شکریہ کہے فوراً سے کال بند کی اور آنسو رگڑتی اپنی ہیلز پہننے لگی۔

"تم بچ کر دیکھانا اب مجھ سے جیم کے بچے۔ تمہارے کس بل تو میں نکالتی ہوں کل۔"

تکلیف اور دکھ میں چڑ لیے وہ رو بھی رہی تھی اور غصہ بھی اتار رہی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

بہت نام سناسات سال تمہارالیزے، جیساسوچاتھاتم کئی گنابڑھ کر"

"ہو۔جیتی رہو

سانول فریش ہوئے واپس باہر آیاتوسب ہی روانگی کے لیے تیار تھے،اس نے لنچ کیاتوبراق جدون اور باران نے کمپنی دی،لیزے سے ملاقات نے سانول کوبہت خوشی بخشی۔

"بہت شکریہ۔آپ ٹھیک ہیں۔؟"

لیزے نے انکے چہرے کے خدوخال میں گھلی تھکن دیکھتے سٹرونگ سی چائے سروکی۔

الحمداللہ۔اچھافیل کررہاہوں۔آپ جائیں سب ایونٹ پر میں ویسے بھی"

"نیندلوں گا۔اہم تقریب پر گھر والے دیر سے پہنچیں گے تواچھانہیں لگے گا

سانول کوتھوڑی شرمندگی سی ہوئی کیونکہ اسے لگاسب اسکی وجہ سے رکے ہیں۔

آئی تھنک سانول ٹھیک کہہ رہا ہے۔لیزے دراب تم لوگ نکلو۔ہم تین"
"بھی آتے ہیں پیچھے

چونکہ دراب اور لیزے بلکل ریڈی تھے تو دونوں ہی پانچ منٹ تک نکل گئے جبکہ براق جدون بھی باران کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے، باران نے چائے پیتے نئے داد ھو کو ہائے فائے کیا اور براق جدون کے ہمراہ بیرونی طرف بڑھا۔

"نرمین، بچے ہم گاڑی میں ویٹ کر رہے ہیں آجاو۔"

نرمین جو اپنا بیگ لینے روم میں گئی تھیں، واپس آئیں تو نظر ٹی وی پر نظریں جما کر بیٹھ کر چائے کا سیپ بھرتے سانول پر گئی۔

اس سے پہلے وہ کترا کر جاتیں، سانول نے مگ میز پر رکھا اور اٹھ کر ہوا کی تیزی سے نرمین کی راہ میں آرکا، اس اچانک افتاد پر انکا ناک سانول کے شانے سے لگا جسے پیچھے ہو کر سہلاتیں وہ اسے آنکھیں نکالے گھوریں۔

"آئی ایم سوری۔لگی تو نہیں"

وہ بوکھلاہٹ میں بولا۔

"اتنے بڑے پہاڑ کے ٹیلے ہو، لگے گی کیوں نہیں۔ میں واپس آوں تو لاونچ"

"میں بیٹھے نظر نہ آو۔ بلکہ تم میرے سامنے آنے سے گریز کرنا

اول نرمین کی جھنجھلاہٹ پر اس سے پہلے سانول مسکرا کر انھیں مسمرائز کرتا

وہ فوری اگلے جملوں سے ڈانٹ ڈپٹ کر رکھ گئیں۔

"مجھے سلیمانی ٹوپی دے دیں، اسی سے یہ پاسیبل ہو گا۔ سات سال ایک جگہ

"رہ کر اتنا تھک گیا ہوں کے اب ہوا کی طرح آپکے چار سو گھومتا ہی ملوں گا

بنا مقابل کی خفگی سے خائف وہ ستا گیا تو نرمین نے شاکی نظروں سے اس

تر و تازہ اور مسرور لگتے شخص کو دیکھا۔

"فلرٹ کر رہے ہو میرے ساتھ؟"

نرمین خشمگیں نظروں سے دیکھے بگھڑیں۔

"آپکے بیٹے اور بابا کی باہمی اجازت کے ساتھ فلرٹ کر رہا ہوں"

اب بھی سانول قریشی کا سکون جوں کا توں تھا گویا وہ ساری کشتیاں یا تو جلا چکا تھا یا دراب کی تاکید کا دماغ پر گہرا اثر لیا گیا۔

"تھپڑ کھالو گے"

سخت کوفت سے ڈانٹتیں وہ راہ سے ہٹے جانے لگیں جب وہ پھر راستے میں آیا اور نرمین پھر سے ٹکراو سے بڑی مشکل سے خود کو بچا سکیں۔

جی کھالوں گا، ویسے بھی بھوک مکمل نہیں مٹائی تھی۔ جانتا تھا آپ بھی"

"تھپڑوں کا حصہ ڈالیں گی

بری طرح زچ کرتا اس سے پہلے وہ تھپڑ کھا ہی لیتا، بہت پیار سے وہ ہوا میں معلق ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کر گیا جسکے بارے سانول کو یقین تھا وہ کبھی اسکے لیے تھپڑ نہیں بن سکتا۔

"اب کھاوناں، روکا کیوں؟"

وہ اسکے ہاتھ تھامنے پر گھبرا کر بولیں۔

حق فرض والا رشتہ بنائیں پھر صبح دوپہر شام حسب ہمت کھالوں گا آپکے"
تھپڑ۔ابھی اگر آپ مجھے ماریں گی تو میرے چہرے سے زیادہ تکلیف اس ہاتھ
"کی پوروں میں اترے گی۔اور میں انھیں چوم نہیں پاوں گا
وہ مقابل کی اس درجہ کھلی ڈھلی گفتگو پر سٹپٹا تیں فوراہاتھ کھینچ گئیں مبادلہ وہ
یہ گستاخی کرنے کے پورے موڈ میں تھا۔
"اتنے بے شرم تو نہیں تھے تم۔"
وہ برا مناتے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں دباتیں گھوریں۔
جی تبھی تیس سال پہلے چپ چاپ آپکو برہان جدون کا ہوتے دیکھا"
تھا،حالانکہ پہلی محبت آپ میری تھیں۔بے شرم ہونا چاہیے تھا مجھے تاکہ منہ
پھاڑ کر اپنی محبت کا اعتراف کرتا کہ یہ لڑکی میرے دل میں دھڑکتی ہے،اس
پر سارے حق میرے ہونے چاہیں۔آپکو پانے کی کوشش کرتا،روتا
"چلاتا۔نہیں تھا بے شرم تبھی آپ تک پہنچنے میں بال سفید ہو گئے میرے۔

اذیت کی حد تھی جس پر وہ تہہ دامن شخص کھڑا آج پھٹ پڑا تھا، نرمین نے بے اختیار اسکے ہاتھ کو تھاما، وہ ہر اذیت بھول کر نظر جھکائے نرمین کے ہاتھ کو دیکھنے لگا۔

"جب تک برہان کی سانسیں چل رہی ہیں میں تم سے شادی نہیں کر سکتی"

"سانول۔ پلیز

وہ سمجھا تھا دل رکھیں گی، پر اس عورت نے تو دل پیروں تلے ایک بار پھر روند دیا، اس شخص کی آنکھوں میں سرخائی گھل گئی۔

"اب سچ میں مار آوں گا اس شخص کو۔ پھر آپ مرتے دم تک میری شکل دوبارہ نہیں دیکھیں گی۔ یہی چاہتی ہیں ہیں تو ٹھیک ہے۔۔۔۔ ختم ہو اسب" وہ کہہ کر وہاں سے جانے لگا جب وہ بھاگ کر اسکی راہ میں آئیں۔

"میں تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہوں پر۔۔۔"

وہ انکے ہونٹوں پر ہاتھ کی انگلیوں کی پوریں رکھ گیا کیونکہ آگے سننے کا حوصلہ نہیں تھا۔

پلیز نرمین۔ یا اقرار کریں یا انکار۔ ابھی اسی وقت آپکی زندگی سے چلا جاوں"
گا۔ بولیں۔ بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے، ہے بھی تو اس کا آخری کنارہ میری موت
"ہے تبھی صرف دو آپشن ہیں

وہ ایسا کبھی نہیں تھا جیسا آج تڑپ اٹھا۔

"ک۔۔ کل بتاوں؟"

وہ سانول کی جنونیت سے خوفزدہ ہوئیں تو وہ لب بھینچ کر رہ گئے۔

ٹھیک ہے۔ تیس سال انتظار کیا ہے تو تیس گھنٹے اور کر لوں گا۔ جایئے"
"بائے

وہ ناراضگی سے کہہ کر تیزی سے واک آوٹ کر گئے جبکہ نرمین بھاری دل
سنبھالے خود بھی گھر سے نکل گئیں۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

ہاف وائیٹ شلوار سوٹ پر مہندی کی تھیم سے میچنگ اوچر کلر کا ویس کوٹ پہنے سکھی جلوے بکھرتا تیار تھا، چونکہ مہندی کا بڑا فنکشن فاروقی مینشن میں تھا تبھی سلوی بھی یہیں آنے والی تھی، فاروقی مینشن دلہن کی طرح سجا دھجا تھا کیونکہ اکلوتے لاڈلے کی خوشی تھی، نہ تو فہمیدہ صاحبہ کے پیر زمین پر لگ رہے تھے نہ سجاول کے، پھر مہمان بھی تو رج کر بلائے گئے تھے۔

سکھی کے دوست، آفس ورکرز، ڈرگ ڈیپارٹمنٹ گولیگز تک اپنی فیملی کے ساتھ انوائیٹڈ تھے، دراب اور لیزے نے راستے میں بکے اور مہندی کا خود آرڈر کیا کیک بھی پک کر لیا، دونوں بلیک اینڈ گولڈ کنٹراسٹ میں بہت پیارے لگ رہے تھے، لیزے کا ڈریس چارمنگ ٹین تھا جس پر بلیک کام تھا جبکہ دراب کا شلوار سوٹ سیم یزدان جیسا تھا پر ٹین کلر تھا اور برونز کلر کا ویس کوٹ۔

دونوں کو سجاول نے ہی ریسو کیا اور لیزے سب خواتین کی طرف گئی تو دراب بھی اپنے فون پر ریسو ہوتی سلیفی پر مسکراتا گھر کی طرف بڑھا۔

یزدان آئینے کے سامنے کھڑا ایکشن مارے مزید سلیفی ہی لے رہا تھا تبھی دروازہ کھولے دراب اندر وارد ہوا۔

"ادھر دیکھا فون۔ پہلی سیلفی مجھے ہی بھیجی ناں؟"

دراب نے تعریف اور دعا کو بعد میں رکھے پہلے اس سے فون جھپٹا اور جب تسلی ہوئی تب واپس کیا۔

"تجھے ہی بھیجی ہے، کہا تو تھا تو ہی میری پہلی محبوبہ ہے۔ دلہے والے ٹشن تو تیرے ہیں یار۔۔۔"

یزدان نے فون پکڑتے ہی تعریف کی تو دراب اسکا سینہ تھپکتا شانوں سے تھامے قریب سرکا۔

"سر نیچے کر ڈائنوسار کے بچے تیرا ماتھا چوموں"

یزدان ہنس کر زرا جھکا جس پر دراب نے پٹاکے والا پیار کرتے لاڈ بھی جتایا۔

"بہت پیار الگ رہا ہے، نظر نہ لگے تجھے اس بدخواد نیا کی۔ تجھے پتا ہے سکھی۔ تو میری زندگی کی رونق ہے۔ تیرا بسا دل اور گھر میرا سکون۔ کبھی کہہ نہیں پاتا

تجھ سے پر اس سینے میں یاری نام کے سارے لفظ اور جذبات تیرے نام

"ہیں

آج سچ میں دن ایسا تھا کے یزدان ایسا اعتراف پاتا، دونوں گلے لگے تو سینوں تک قرار اترا۔

"تیرے ہوتے ہوئے نظر نہیں لگ سکتی"

وہ بھی جان نثاری سے بولا اور تبھی مانوس سی دستک پر وہ دونوں چونکے تو دروازے کے پار شنائیل کو دیکھ کر دونوں کے چہرے سپید پڑے۔

وہ لان میں جانے کے بجائے ان دو کو موجود نہ پاتی سیدھا وہیں چلی آئی کیونکہ اسکے لیے آج یہاں آنے کی وجہ بس سکھی تھا، حالانکہ ہیر آچکی تھی پر شنائیل ممی سے ملنے سے انکار کر آئی تھی۔

میرے دونوں ہنڈسم سے دوست تو تباہی لگ رہے ہیں، نظر اتارنی پڑے"

"گی مجھے

شنائیل نے بہت خوبصورت سامیرون شارٹ فراک اور پلازو پہنا تھا اور سیاہ بال سٹریٹ کیے کھول کر کانوں میں بس ہیرے کے آویزے پہنے تھے، ہیلز پہنے وہ دونوں کے برابر لگ رہی تھی۔

"تم نظر اتارنے والی چیز تو نہیں تھی"

یزدان دو قدم اٹھائے اس لڑکی کی آنکھوں میں دیکھتا قریب آیا۔

جب سے نظر لگی ہے، نظر اتارنے والی بن گئی۔ مجھے نہیں پتا میں کیسے " مانگوں پر پھر بھی آئی ایم سوری سکھی۔ تمہیں بہت ہرٹ کیا، میں نے رلایا بھی ہے۔ اس خوبصورت چہرے پر درد تھا میرے سبب۔ مجھے معاف کر دو۔ میں نے تمہاری اور اپنی تصویریں جلا دیں۔ تم مجھ پر سے بھلے اپنا سایہ بھی اٹھا لو پر ایک بار کہہ دو کے معاف کر دیا۔ تمہاری سلوی بہت پیاری "ہے۔ اسی کے واسطے۔۔۔۔۔

وہ اسے اونہوں کرے ٹوک گیا۔

"اسکے نام پر کوئی جان بھی مانگے دے دوں گا۔"

یزدان نے اسے معافی مانگنے سے روکا تھا پر وہ دکھی ہوئی۔

"دراب کے واسطے۔۔۔"

وہ پھر گھورا، دراب مزے سے آئینے کے سامنے رک کر بال سیٹ کرنے لگا کیونکہ معافی تلافی کا سین اسے بلکل پسند نہ تھا۔

"ششش! اسکے واسطے کیا کیا لوٹا دوں گا۔ سوچ ہے تمہاری۔ یہ سچ ہے میں نے تمہیں کبھی کوئی بددعا نہیں دی۔ ہمیشہ ہدایت کی دعا دی۔ ویسے بھی تمہارا شوہر میرا محسن ہے، اسکے واسطے میں تمہیں معاف کر سکتا ہوں"

شنائیل نے اسکا ہاتھ پکڑے مشکور ہوتے دیکھا۔

"تم اسے بھی کہو مجھے معاف کر دے۔ اور خود بھی کر دو تا کے میں اسکے پاس چلی جاوں"

شنائیل کی گزارش پر دراب اور سکھی ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ایک ساتھ ان روتی آنکھوں کو دیکھنے لگے۔

دراب آگے آیا۔

"محبت کرلی؟"

دراب نے دل جوئی بھرے لہجے میں پوچھا تو وہ دونوں کو باری باری آنسو سنبھالے تکتی سر ہلا گئی۔

"معاف کیا ہم دونوں نے تمہیں"

دراب نے مسکرا کر اسکا آنسو پونچھا تو وہ بے یقینی سے اسے تکتی ہنسی تو یزدان نے بھی اس مسکراہٹ میں حصہ ڈالا اور ابھی وہ تین مسکرائے ہی کے سلوی اور لیزے کی روم میں انٹری پر وہ تینوں پلٹے۔

آپکی دلہن آگئی ہے سکھی بھائی، سب کہہ رہے ہیں آپ دونوں ایک ساتھ"

"روم سے نکل کر باہر آئیں۔

لیزے نے تو ہوش دلایا جو یزدان کا سلوی کو کسی پریستان کی پری کی طرح سجا دیکھے اڑ چکا تھا۔

خود شنائیل لپک کر سلوی کے گلے لگی کیونکہ سلوی سے شنائیل کو دو دن میں ہی پیار ہوا تھا۔

"کتنی پیاری پری لگ رہی ہو۔ سکھی سنبھال لو خود کو بھئی"

شنائیل نے لیزے سے بھی گلے لگ کر ملتے ساتھ ہی کھڑا ہوتے کہا جہاں اس خرافاتی نے بیہوش ہو کر خوامخواہ گرنے کی کوشش کی پر دراب تھا ناں، بروقت یزدان کو تھام گیا جبکہ سب ہی کھلکھلاتے ہنس دیے۔

وہ تینوں ہی دونوں سپیشل ونز کو باہر لائے اور پھر اصل رونق جمی۔

باران صاحب تو پورا افنکشن ہی سلوی اور یزدان کے ساتھ چپکا رہا جس میں کچھ اسکی سلوی آپی سے محبت تھی کچھ بابا کی تاکید کے ان دو دلہا دلہن کو بات کا موقع نہ ملے لیکن پھر سلوی، سکھی کی وارفتہ نگاہوں کا جام پیے پورا وقت مدہوش و مسرور ہی نظر آئی۔

سب بہت پیارے لگ رہے تھے، خوش اور ایک ساتھ مکمل، نرمین کا تو دھیان سانول سے الجھا رہا کیونکہ شاید انکے دل میں بھی اب سانول ہی تھا لیکن اسے ماننے میں وقت درکار تھا۔

لیزے اور دراب رسموں میں آگے رہے جبکہ شائیل کا دل پنکھ ہوا، وہ سب سے ملی اور پھر بابا کے پاس آکر رکی جو براق جدون اور سجاول کے پاس ہی بیٹھے تھے۔

بابا میں جا رہی ہوں۔ ویزا ری نیو ہو گیا ہے اسے ابھی کلکٹ کرنے جانا ہے۔ جلد سے جلد جو فلائیٹ ملی لے لوں گی۔ ممی سے ابھی ملنے کا بلکل "سٹیمنا نہیں ہے۔ میں آپکو پہنچ کر کال کر دوں گی

شائیل کی بے تابی کے باعث فردوس اسے روک نہ سکے اور ماتھا چومے رخصت کر دیا۔

جبکہ مہندی کا فنکشن مستیوں شوخیوں اور دھمال کے سنگ آج تو خیریت سے گزر رہا تھا لیکن دو مشکوک آنکھیں دوربین کی مدد سے یزدان فاروقی پر ٹارگٹ کیے ہوئے رہیں، جن میں نفرت ابل رہی تھی۔

خدا خیر کرے۔

?? MERWA MIRZA

NOVELS

سب مہمان رخصت ہوئے تو سلوی کو واپس چھوڑنے کا اصرار یزدان نے کیا، سب نے تھوڑا چھیڑا پر اجازت دے دی، ویسے بھی پورے مہندی کے فنکشن کے نیچ دراب نے یزدان کو سلوی سے زرا بھی کلوز ہونے نہ دیا تھا۔

شاکرہ، سلمان اور رضوان صاحب پہلے نکل گئے تھے۔

"تھک گئی ہیں؟"

یزدان نے گاڑی گھر سے کچھ فاصلے پر روکے جمائی لیتی سلوی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما تو وہ گھبرا کر سکھی کو دیکھنے لگی۔

"نیند آرہی ہے بس۔آپ بھی جائیں اور اچھی سی نیند لیں"

وہ چاہتی تھی کل سے پہلے اسے یزدان کے ساتھ تنہائی نہ ملے پر وہ تو چاہتا تھا اب سلوی کو اوجھل نہ ہونے دے۔

"آپ نے ٹرائیل آفر تو اویل ہی نہیں کی، میں منتظر ہی رہ گیا۔"

سلوی کا یزدان کے ہاتھ میں دبا ہاتھ دہک اٹھا کیونکہ وہ اسے دونوں پہلوؤں سے تھامے اپنے چہرے کے بلکل پاس لائے روک چکا تھا۔

"س۔۔۔ سکھی کل مل جاوں گی ناں۔"

وہ ہچکچاتی دور ہونے لگی تو یزدان نے مزید کھینچا جس سبب بنا کوشش کے کچھ ایسا ہوا کے دونوں معنی خیز مسکرا دیے، فوری سے وہ سکھی کی گردن میں بازو جکڑے شرم سے ساتھ جا لپٹی۔

بہت پیار کرتی ہوں آپ سے سکھی، بہت زیادہ۔۔ میرے ہاتھ "
دیکھیں۔۔۔ آپکا نام بھی چھپا کر لکھا ہے۔ کل جب تک ڈھونڈیں گے نہیں "اتنا سا پاس بھی آنے نہیں دوں گی

وہ لاڈ جتاتی دھڑکنوں سے کھیل گئی اور یزدان نے اسکی دونوں ہتھیلیوں کو باری باری ہونٹوں سے لگایا۔

میں ڈھونڈ لوں گا۔ چلیں آپکو گھر چھوڑوں۔دل جانتی ہیں کیا کر رہا"

ہے۔آپکو چرا کر کہیں لے جاوں۔خوب سارے حق وصول کروں صبح تک

"قید کر لوں

یزدان کی بے کلی پر وہ کھلکھلاتی ہنسی۔

"کل کر لیجئے گا۔ چلیں"

وہ شرارت سے کہے گاڑی سے نکلی تو یزدان بھی باہر نکلا اور گھر تک چھوڑ کر

آیا جبکہ دراب بھی چینج کرے روم میں انٹر ہوا تو لیزے اور باران کو ایک

دوسرے سے چمٹ کر لیٹا دیکھے جل بھن گیا۔

"لیزے! مجھے بھی سلاوناں بیچ میں"

دراب نے جان بوجھ کر بیچ میں گھسنے کی کوشش کی جس سبب لیزے اٹھ کر

اسکے لیٹتے ہی دراب کے پہلو میں بسے اس سے لپٹی تب جا کر دراب کے اندر

کے کیڑے سکون پا سکے۔

"تم سو رہی ہو۔ تھوڑی سا پیار بھرا ہائے تو کر لو"

لیزے نے سخت نیند میں گم بمشکل آنکھیں کھولتے گال چومی اور واپس ٹن ہوئی۔

"یہ پیار بھرا بائے تھا یا میرے اندر کی آگ پر پٹرول چھڑکا تھا؟"

دراب کے کان میں گھس کر دانت پیسنے پر وہ سوئے سوئے ہنسی۔

"حیدر! سر بری طرح گھوم رہا ہے۔آنکھیں نہیں کھل رہیں۔آپ نے جتنا پیار بھرا بائے کہنا ہے کہہ لیں مجھے سونے دیں"

لیزے نے اپنی طرف سے جان چھڑوائی مگر جب دراب نے اسکی کمر دبوچتے سینے سے لگایا تو وہ پوری آنکھیں کھولے گھوری۔

"ہے! مت سوناں۔"

دراب کے اسکی گردن میں گھس کر منمنانے پر لیزے ہنسی روکے اسے تھپکنے لگی جس پر وہ اور سلگا۔

"سو جائیں ناں حیدر! تھک گئی ہوں"

وہ اسکے چہرہ سامنے کرنے پر تاسف سے بولی۔

"تمہارا یہ اجکل تھکنا اچھا سائن ہے"

دراب کے شوخ سرگوشی پر لیزے الرٹ ہوئی۔

"وہ کیسے؟"

لیزے نے منہ پیچھے کرتے فکر سے استفسار کیا۔

"ہماری بے بی گرل کے آنے کا سائن ہو سکتی ہے تھکاوٹ"

دراب کے جواب پر لیزے کے چہرے کا رنگ اڑا، پچھلے دو تین دن سے وہ چکراتے سر کے ساتھ باڈی میں تھکن تو واقعی فیل کر رہی تھی۔

"اف حیدر! چپ کر کے سوئیں ورنہ بری گدگدی کروں گی۔"

لیزے ڈر کر کروٹ ہی بدل گئی پر دراب کے حصار سے نہ نکل پائی۔

"تمہارے ساتھ سونا بھی کڑی آزمائش ہے میری، گڈ نائیٹ"

دراب کی سرگوشی پر وہ زرا سا پلٹی اور دراب کی مہکتی سانسوں میں سانس بھرے تادیر اسے میسر رہی جب تک وہ خود دھڑکنوں کی روانی کے منجمد ہونے پر نہ سنبھلا۔

"میری بھی۔ نیند ایک لمحے میں اڑ جاتی ہے۔ گڈ نائیٹ۔"

لیزے نے چہرہ اسکے شانے میں چھپایا اور آنکھیں موند گئی کیونکہ جانتی تھی اب وہ بے صبرا سکون پا گیا ہے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

وہ فجر سے پہلے پہنچ آئی تھی کیونکہ دل نے اجازت ہی نہ دی دیری کی، وہ سیدھی سٹوڈیو آئی کیونکہ اسے لگتا تھا وہیں سے جیم کی خبر ملے گی مگر وہاں کا تو پورا نقشہ بدل چکا تھا، وہ سٹوڈیو ایک آرٹ ہاوس گیلری میں بدل چکا تھا جہاں گزشتہ شب ہوئی گرینڈ ایگزیبیشن ابھی بھی آویزاں تھی۔

وہ کافی حیران ہوئی، کاونٹر پر جا کر وہاں کھڑے لڑکے کو مخاطب کیا جس نے متوجہ ہوتے بلیک جینز اور پینٹ کے ہمراہ گلے میں بلیک ہی اسٹالر رول کر کے کھڑی لڑکی کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔

"یہ سٹوڈیو تھاناں، جمشید احمد ہوتا تھا۔مجھے انکا بتا سکتے ہو؟"

شنائیل کے سوال پر وہ سر ہلاتے کاونٹر کے قریب آیا۔

"یہ اب آرٹ گیلری ہے اور انہی کی ملکیت ہے، یہاں بہت بڑے بڑے آرٹسٹس کا کام ڈسپلے ہوا کرے گا اور ملنے والا منافع آدھا انکے پاس جائے گا اور آدھا اولڈ ہاوس میں۔انکا نہیں پر انکے ڈاکٹر سمیر خان کا نمبر دے سکتا ہوں"

شنائیل نے ڈاکٹر کے سنتے ہی کاونٹر پر کرب سے لڑکھڑاتے ہاتھ رکھا۔

"ڈاکٹر؟اسے کیا ہوا ہے؟"

شنائیل کی آنکھوں میں سرخی سی گھلی۔

"لنگز کینسر، پچھلے دو ماہ سے وہ ٹرٹمنٹ لے رہے ہیں۔یہ ڈاکٹر سمیر کا کارڈ"

شنائیل نے بمشکل رونے پر قابو پائے وہ کارڈ لیا اور سر ہلا کر شکریہ کہتی وہ جب تک سٹوڈیو کے گیڈ تک آئی، ضبط قائم نہ رکھتے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

ت۔۔تو یہ وجہ تھی تمہارے بھاگنے کی، بابا نے سچ کہا تھا کے تم بھی مجھ سے "
محبت کرتے ہو۔مجھے تکلیف نہ ہو تبھی چھوڑ آئے مجھے۔ تمہاری ہر تکلیف خود
"پر لے لوں گی جمشید وعدہ کرتی ہوں

وہ جلد آنسو پونچھ گئی اور سیدھی ہو سیٹل روانہ ہوئی، اور پہلے جا کر سیدھی
سمیر خان سے ملنے پہنچی، جنکو جب نرس نے بتایا کے جمشید کی وائف آئی وہ
اپنے راونڈ کو چھوڑ کر آفس پہنچے جہاں وہ پھولوں کا گلدستہ سائیڈ پر بیگ کے
ساتھ رکھتی آہٹ پر اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ اندر داخل ہوتے خوش دلی سے شنائیل کو دیکھتے مسکرائے اور خود بیٹھنے کے
ساتھ اسے بھی بیٹھنے کو کہا۔

تھینک گارڈ اسکی بھی کوئی ایمو شنل سپورٹ ملی مجھے، یو آر ہیز وائف؟ تو"
"اب تک کہاں تھیں آپ؟

سمیر خان شکوہ کر گئے تو وہ اذیت سے مسکرائی۔

مجبوریوں میں بندھی تھی ڈاکٹر سمیر۔مجھے بتائیں یہ سب کیسے ہوا؟وہ کب"

"سے اسکا شکار ہے۔وہ ٹھیک ہو جائے گا۔یہ بہت تکلیف دہ ہے

شنائیل اپنے دکھ رونے نہیں آئی تھی تبھی بس جمشید کی کنڈیشن جاننی چاہی۔

ابھی تو فسٹ سٹیج ہے پر اسکا ڈپریشن سیکنڈ کی طرف لے کر جا رہا ہے جس"

سبب سوئیری ایکشن شروع ہو رہے ہیں جیسے کاف،جیسٹ پین، بریتھ

بلاکج۔۔۔اگر آپ کر سکتی ہیں تو اسکے دل اور دماغ کو سکون دیں تاکہ ہم اسکے

لیے نیکسٹ سٹیپ اٹھائیں۔ایک سرجری فوری بہت ضروری ہے شنائیل

ورنہ اسکو آکسیجن کے سہارے آنا پڑے گا۔پھیپھروں کا ٹیومور عام ٹیومرز کی

"نسبت زیادہ جلدی گرو کرتا ہے،مجھے خود اسکی بہت ٹنشن ہے

ڈاکٹر سمیر نے کچھ بھی نہ چھپایا کیونکہ وہ شنائیل کی آنکھوں کی تڑپ سے جان

چکے تھے یہ لڑکی ہی اسکا سکون ہے۔

میں وعدہ کرتی ہوں اسکے ڈپریشن کو ختم کر دوں گی چند دنوں میں،آپ بھی"

"کریں کے اسے بچائیں گے۔پلیز

وہ بہت ضبط تھامے بیٹھی تھی۔

پوری کوشش کروں گا۔آپ اپنا وعدہ نبھائیں۔یہ پھول اور آپ کی"

"ملاقات ممکن ہے اچھا اثر کرے

سمیر خان کی امید افزاء نگاہوں کو وصولے وہ صبر وہمت کا پیکر بنی وہ پھول اور بیگ لیتی آفس سے نکلی اور تبھی فون نکال کر واٹس ایپ اوپن کیا۔

"کیسے ہو تم؟"

وہ جاننا چاہ رہی تھی کے وہ جاگ رہا ہے یا نہیں۔

"تم باز نہیں آو گی؟"

وہ کھڑکی کھولے نومولود سحر کو پھیلا اور پروان چڑھتا دیکھ رہا تھا جب شنائیل کے میسج پر سیخ پا ہوئے ٹائپ کر گیا۔

"نہیں۔تمہیں کونسے پھول پسند ہیں؟"

اگلا میسج پڑھنے کے بعد جمشید نے کھانستے ہوئے سینہ مسلا،اس وقت اسے اپنا آپ زہر لگ رہا تھا لیکن باخدا یہ سوال کرتی شنائیل نہ لگی۔

"وہ جن کی کوئی خوشبو نہ ہو"

ٹائپ کیے ناراض ہونا یکسر بھلائے وہ اسکے جواب کا منتظر تھا۔

مطلب تمہیں پلاسٹک یا کاغذ کے پھول چاہیں۔کتنے پیارے ہو ناں"

"تم۔مجھے پھول ڈھونڈنے کی زحمت سے بچالیا

ہوسپٹل پورچ عبور کیے وہ کوریڈوز کی طرف بڑھ رہی تھی،اس نے سفید گلاب کے بہت ہی مدھم خوشبو والے پھول پہلے ہی چن کر لائے تھے۔

"تم نے پھول کیوں ڈھونڈنے ہیں؟"

وہ کھڑکی سے ہٹے پلٹا ہی کے دروازے کا ناب گھوما اور ساتھ ہی وہ ہاتھوں میں سفید گلدستہ لیے سیاہ میں لپٹی سوگوار لڑکی کمرے میں انٹر ہوتی زخمی سا مسکرائی۔

"تمہارے پاس جو آرہی تھی جمشید احمد"

وہ پھولوں کا گدستہ لیے قریب آتی رکی کیونکہ جمشید کے چہرے ہر غصے اور عتاب کی سرخی چھلک چکی تھی تو اسے بنا اجازت جمشید کے اک حد سے قریب جانا مناسب نہ لگا۔

"تم کس قسم کی ڈھیٹ لڑکی ہو شنائیل"

وہ فون میٹرس پر پھینکتا دو قدم آگے بڑھے چلایا، مقابل آنکھوں میں زخمی پن میں نمی گھلنے لگی، بیگ وہیں ابتدائی کاوچ پر رکھتی، فون وہیں پھیکتی وہ رخ سیدھا کیے واپس اسے دیکھنے لگی۔

ڈھیٹ ہی سہی۔ تم سے دور مرنے سے بہتر ہے تمہیں دیکھ کر سانسیں بند"

"ہوں۔ فاریو

وہ جانتی تھی اس وقت اس بپھرے شخص کو پھول دینے کا کیا مطلب ہے پر پھر بھی بڑھائے جنھیں لے کر جمشید نے بے دردی سے میٹرس پر دے مارا۔

چلی جاو یہاں سے، آسان زبان سمجھ نہیں آتی تمہیں۔ تمہاری شکل بھی"

"نہیں دیکھنی مجھے۔ جاو فورا۔ جن قدموں پر آئی ہو انہی پر لوٹ جاو

اس بار اس غصے کے اظہار میں جی بھر کر اذیت سمٹی تھی، وہ دو قدم قریب ہوئی تو جمشید نے ہاتھ بڑھاتے اسے خود سے دور رہنے کی تنبیہہ کی۔

"تم مجھ سے چھپ رہے تھے، کوئی اپنے آپ سے چھپتا ہے بھلا۔ مجھے اپنی موت کی دشمن سمجھ کر پاس آنے دو۔ حیران کر دوں گی اپنی مسیحائی سے"

وہ اسکے ہوا میں اٹھے ہاتھ کو حسرت سے دیکھتے ان ناراض آنکھوں میں جھانکی۔

"تم حیران کر چکی ہو اپنی ڈھیٹائی سے۔ اگر تمہیں اپنی مسیحائی پر اتنا یقین ہے تو بنا مجھے ہاتھ لگائے تکلیف دور کرو میری۔ نہ کر سکی تو تم سے چھپنا، تم سے دور جانا میرا حق ہو گا اور تم بنا اعتراض دو گی"

وہ بھی جیسے رحم کھا بیٹھا کیونکہ دل چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کے اسے شنائیل کی ضرورت ہے۔

"میں تمہیں ہاتھ لگانے آئی بھی نہیں، میں تو تمہیں دیکھنے کو ترسی ہوئی ہوں۔ میں نے تمہیں اپنی زندگی کی ساری کمزوریاں بتائیں، کیونکہ مجھے یقین

تھا تم جیسے بھی ہو انھیں خود سے ڈھانپ لو گے۔ تم بھی بتا دیتے ناں، اتنا اچھا نہیں پر ٹوٹا پھوٹا ہی ڈھانپ لیتی۔"

وہ اسکے بکھرے لہجے سے متاثر ہوا اور منہ تک پھیر لیا کیونکہ گھٹن بڑھ گئی تھی، شنائیل نے مشکل سانسیں بھی آکر تنگ کر دی تھیں۔

"مجھے اپنی تکلیف کہنی پسند نہیں۔ میں ٹھیک ہوں۔ تم واپس چلی جاو"

وہ اسکے کھردرے جواب پر لپک کر سامنے آ رکی۔

"تمہارا ڈپریشن دور کروں گی یہ وعدہ کیا ہے سمیر خان سے، جیسے ہی تم ٹھیک ہو گئے اپنا علاج اسی دن بند کر دوں گی۔ پھر تم سے ہی نہیں تمہاری پوری دنیا سے دور چلی جاوں گی۔۔۔ڈیل کریں؟"

وہ اپنا ہاتھ بڑھا گئی جو کانپ رہا تھا، جمشید نے ڈوبی ڈوبی سرخ آنکھوں سے اسکے ہاتھ کو دیکھا پھر ان رونے کو تڑپتی آنکھوں کو۔

"ایک ڈپریشن کی مریض، میرا ڈپریشن کیسے دور کرے گی؟ مجھے ٹھیک کر کے تم مر گئی تو میں ٹھیک ہو کر بھی گلٹ میں رہ جاوں گا کے تم میری وجہ

سے مر گئی۔بہت برا سہی پر اتنا گھٹیا نہیں ہوں شائیل۔(بری طرح سینے میں اٹھتے درد کے سنگ وہ کھانستے دبتی سانس جیسے بحال کر رہا تھا شائیل کا "حلق گھٹ گیا) جاو کسی اور کے سر چڑھو۔معاف کرو مجھے

وہ لڑکھڑاتا ہوا میٹرس پر بیٹھا تو وہ لپک کر اسکے پاس ہی بیٹھی،اسکا گرم آگ کی طرح تپتا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔

"اتنی تکلیف میں کب سے ہو؟میرے ساتھ تو بلکل ٹھیک تھے تم۔نہ تمہاری سانس اٹکتی تھی نہ سینے میں درد اٹھتا تھا۔مجھ سے دور آ کر ہوا یہ سب یا میرے ساتھ بھی درد میں تھے۔۔۔بس اتنا بتا دو مجھے؟"

وہ اسکا موڑا چہرہ پکڑ کر اپنی طرف کرتی روتے ہوئے بولی کے سانس بھیگ گئی اور اس لڑکی کے رخسار بھی۔

"تمہارے ساتھ اور بہت درد جاگ گئے تھے کہ یہ سب بیماری کا اثر کہیں دب گیا۔سن لی اپنی اہمیت۔اب جاو۔ورنہ چلا چلا کر پورا ہوسپٹل سر پر اٹھا لوں گا"

وہ اسکی آنکھوں کی اذیت دیکھنے کے باوجود گھٹے سانس سمیت بولا نہیں زہر اگلتے غرایا پر آفرین تھی وہ لڑکی جو ہنس پڑتے اختتام تک اسکا ہاتھ ہونٹوں سے لگا کر چومتی سسک پڑی۔

"جھوٹ کیوں بول رہے ہو جیم؟"

وہ سرگوشی میں بولی جو جمشید کو اسکے ہونٹوں کی حرکت سے سنائی دیا۔

"ابھی بھی بہت تکلیف محسوس کر رہا ہوں صرف تمہارے پاس بیٹھنے پر۔"

وہ اسکو پاس برداشت نہ کرنے والا کیسے مسیحائی کرنے دے گا، یہ سوچ کر شنائیل کی جان جا رہی تھی۔

"تمہاری آنکھیں جب کہیں گی کے شنائیل میں تم سے نفرت کرتا ہوں، میں تم سے کبھی محبت نہیں کر سکتا۔ پھر مانوں گی۔ کہو ان سے مجھے یہ سب کہیں"

وہ اٹھ کر سامنے ہوتی اسکے سر پر کھڑی اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے اوپر کو اٹھائے بولی تو جمشید نے اسکے دونوں ہاتھ تھامے تو ہٹانے کے لیے پر ہٹا نہ سکا۔

"نجانے کونسا ایسا گناہ کیا ہے جو تم میرے سر پر تھوپی گئی ہو۔"

وہ اسے دیکھتے تپ کر بولا پر ہاتھ اب بھی نہ ہٹائے۔

"کسی نیکی کا صلہ بھی ہو سکتی ہوں، ورنہ کوئی کسی سے اس دنیا میں اتنا پیار کہاں کرتا ہے۔ تم بلکل مرجھا گئے ہو جیم۔ جب تک تم ٹھیک نہیں ہوتے، خود کو آئینے میں نہیں دیکھوں گی"

وہ اسکے رخساروں پر ہتھیلوں کو سہلاتے نم آواز میں بولی۔

"کیوں نہیں دیکھو گی؟"

وہ اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر ہٹائے اٹھ کر کھڑا ہوا تو شنائیل نے اسکے دونوں ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں کی انگلیاں جکڑیں۔

تمہاری آنکھیں بتادیں گی مجھے کے میں کیسی لگ رہی ہوں۔مجھے آئینے کی"
کوئی ضرورت نہیں۔مجھے اپنے پاس تھوڑی سی جگہ دوگے ناں؟اس پوری
دنیامیں اب مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔میری ساری توجہ تم پراٹکی ہے۔جتنا برا
بھلا کہوگے سہوں گی پر جب تک ٹھیک نہیں ہوتے،مجھے جانے کامت
کہنا۔تم بیمار ہو تو دیکھو میں کونسا اچھی ہوں۔ تمہیں مجھ سے چھپنا نہیں
"چاہیے
وہ آنسوؤں کو جتنا روک رہی تھی وہ اتنے اسکی گالوں پر بے قابو ہو کر پھیل
رہے تھے،اور جمشید احمد کا دل گواہی دے رہا تھا کے یہ لڑکی اسکی یقیناً کسی
نیکی کا صلہ ہے۔
"میں مس کر رہا تھا تمہیں"
وہ بہت بے بس ہوئے بولا تو وہ روتی روتی مسکرا کر اسکے سینے سے جا لپٹی،ایسا
لگا جیسے دس دن کی ساری تکلیف جمشید احمد کے یاد کرنے نے نگل لی ہو۔

میں تو مس کر کر کے پاگل ہو گئی تھی۔ بیٹھو جیم تمہارا دل بہت تیز دھڑک" رہا ہے۔ مجھے بتاو کہاں درد ہے۔ ڈاکٹر سمیر بہت پر امید ہیں کے تم بلکل ٹھیک "ہو جاو گے۔

وہ اسی انداز میں اسے پکڑ کر بیٹھا گئی جو سینے پر ہاتھ رکھتا کراہ اٹھا شاید درد کی بری ٹھیس اسکے مضبوط وجود میں سرائیت کی تھی۔

"آئی ایم سوری۔ یہاں درد ہے؟"

وہ اسکے سینے پر اسکے رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرتی ہچکی سی بھرے بولی تو جمشید کتنی ہی دیر اسے ہی دیکھتا رہا۔

"آئی ایم سوری شنائیل"

جمشید نے اسکی ٹھوڑی ہاتھ بڑھا کر پکڑے وہ روتا درد بھرا چہرہ اوپر اٹھایا تو وہ مسکرا دی۔

"فار واٹ؟"

وہ اسکا ٹھوڑی کو چھوتا ہاتھ پکڑ کر چومے اسے خاموش سی آنکھوں سے دیکھتے بولی۔

"پتا نہیں۔ لیکن سوری لے لو۔۔۔"

وہ اذیت سے شنائیل کی آنکھوں میں جھانکے اسکا ہاتھ مضبوطی سے ہاتھ میں دبائے اصرار کر رہا تھا تو شنائیل نے یہ پہلی بار کی عنایت کو رد نہ کیا، وہ دنیا پر کھ چکی لڑکی کیسے نہ سمجھتی کے جمشید کی آنکھوں میں چھایا نرم تاثر در حقیت شنائیل کے نصیب کی محبت کا اثر ہے۔

"لے لیا جیم۔ تم دل پر کوئی بوجھ مت رکھو۔ یہاں سب ایزی ہو گا تبھی سکون پاو گے۔ پچھلا سب بھول جاو۔"

وہ اسکے دل کی جانب اشارہ کر رہی تھی جہاں کچھ ہلکا ہونا ابھی تو نا ممکن تھا۔

"لیکچر نہیں چاہیے"

وہ تپ کر منہ پھیرے غرایا تو شائیل کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔

مجھے اتنا رلا کر بھی جان سے پیارے کیوں لگ رہے ہو، ادھر دیکھو۔ میری"

"وجہ سے واقعی تکلیف میں ہو؟

وہ کیسے اگے بڑھے جب اسے یہ کہا گیا تھا کے وہ سراپا درد ہے تبھی بار بار

حسرت سے پوچھ رہی تھی۔

"اگر کہوں کے ہاں"

وہ اکڑا۔

"تو کہوں گی کے جس سے تسکین ملے تمہیں وہ کرو"

وہ اسکی آنکھوں میں بے خوفی سے جھانکی جو آگے سے گھورنے لگا۔

"ہو گیا تمہارا ٹھرک پن اسٹارٹ"

وہ ابھی بھی منہ پھٹ ہے اسکی تو دل خوشی ملی تھی شنائیل کو۔

ہسبنڈ وائف میں کچھ بھی ٹھرک نہیں ہے۔ تمہیں پتا ہے پارٹنر کی ایک"

"کس کتنا سٹریس ریلیز کرتی ہے؟

وہ اسکے سوال پر سپاٹ ہوا۔

"تمہیں بڑا پتا ہے۔کتنے پارٹنر ڈیل کر چکی ہو تجربہ کار عورت؟"

وہ بے رحم حد تک سفاکی کر گیا پر وہ سہہ گئی۔

"تم پہلے اور آخری پارٹنر ہو میرے،۔تم آرام کرو میں باہر ہی ہوں"

وہ ہرٹ ہوئی تھی تبھی گلوگیر سرگوشی کیے اٹھ کر جانے لگی جب جمشید نے بے ارادہ اسکی کلائی پکڑے اپنی اور کھینچتے تھائی پر لا بٹھایا جو اس اچانک افتاد پر اسکی گردن میں باہیں پروئے جمشید کے چہرے سے ٹکرانے پر نم آنکھیں لیے تھوڑا فطری بوکھلائی، کیا نہیں تھا دونوں کی نظروں

میں، تشنگی، جنون، طلب اور کسی پیمانے سے ناپی نہ جا سکتی انسیت خیزی۔

پارٹنرز وہ ہوتے ہیں جن کا ایک دوسرے کی زندگی میں بہت خاص حصہ "

"ہوتا ہے شنائیل۔ہمارے کیس میں ایسا کہاں ہے؟

وہ نرم پڑا تو شنائیل کا دل پھر بھرنے لگا، وہ اسکے چہرے کی خوبصورتی پر چھائی تاریکی سے ہرٹ ہوئی، اسکے نقش نقش کو چھو کر آرام دینا چاہتی تھی۔

ہ۔۔ہے ناں۔میری جانب سے تو ہے۔میری اپنی تو کوئی زندگی نہیں"
رہی۔طوفان کی طرح تم آئے اور مجھے تہس نہس کر دیا۔ستم یہ کے میری
"خود کو یکجا کرنے کی کوششوں میں ساتھ دینے سے بھی انکاری ہو
وہ پہلا شکوہ کر رہی تھی جو شنائیل سمیت بے حد خوبصورت تھا، جمشید کو لگا
جیسے وہ ایک ہی لمحے میں بہت کچھ چاہ رہا ہو، وہ اتنے قریب تھی کے وہ اسکی
آنکھوں کے ستارے اور ہونٹوں کے ان کہے راز پرکھ رہا تھا
"میں ساتھ کیسے دوں تمہارا، اٹس ناٹ پاسیبل"
وہ الجھا تبھی شنائیل نے اسکی سانسوں میں سانس بھرتے ساتھ نبھانے کا
طریقہ بتاتے ان ہونٹوں کی جانب اک طویل تر مگر دلفریب استحقاق لٹا دیا جو
تمام تر نرمی و خوبصورتی کے باوجود جمشید احمد کے لیے بہت بھاری پڑا، کیونکہ
اسے شنائیل کی قربت سکون دے رہی تھی، اسکے درد میں لا متناہی کمی بس
اک لمس نے کر دیا تھا، وہ اسکے قبول کرتے انداز پر مر مٹتی بڑی مشکل سے زرا

چہرہ دور کر سکی، دونوں ہی ایک دوسرے پر فدا لگ رہے تھے، وہ آنکھیں کھولتا شائیل کی محبت پاش نظروں پر سنجیدہ ہوا۔

بس یونہی تھوڑا سانس بھاری ہو گا، پر ممکن ہے دل کی گھٹن کم ہو"

جائے۔ بہت قیمتی ہو تم میرے لیے، میں تمہیں اتنے سے درد میں بھی نہیں دیکھ سکتی۔ (اسکی گال پھر سے آگے سرک کر چومی) تم بس مجھے آس پاس

"برداشت کر لینا۔ میں تمہاری دی ہر تہمت، تکلیف اور پریشانی سہہ لوں گی

وہ اسکے تھائے سے اٹھی جو ابھی تک صدمے کی سی کیفیت میں تھا، وہ جھک کر اسکا ماتھا چومتے پھر سے واپس سیدھی ہوئی۔

"کہاں جا رہی ہو دماغ خراب کر کے؟"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکا ہاتھ دبوچ گیا۔

"تمہاری آنکھوں سے کچھ دیر دور"

وہ اسکا جواب سنے پکڑ کر بٹھائے فورا سے اپنا سر اسکی گود میں رکھے الٹا ہی پیر سرہانے کی طرف کرتا لیٹ گیا۔

"میں بند کر رہا ہوں آنکھیں"

وہ اسکے آنکھیں موندنے پر بلش کرتی اسکی گال کھینچ گئی جس پر وہ ایک آنکھ کھولتا خشمگیں گھورا تو شائیل نے مسکراتے اسکی آنکھ ہاتھ سے بند کر دی۔

"آئی لو ویو"

وہ اسکے چہرے کی اور جھکتے سرگوشی میں بولی۔

"آئی ہیٹ یو اینڈ یور ایوری ٹچ"

غصے سے بند آنکھیں بڑبڑاتے کہا تو شائیل اس بندے کے جھوٹ پر بھی مر مٹتے ہنس دی کیونکہ جانتی تھی سچ اس سے برعکس ہے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

گہری نیند فون بجنے پر ٹوٹی تو سکھی نے ہاتھ بڑھا کر فون ٹٹولتے ہی اٹھا کر بنا دیکھے کال پک کی اور دوسری طرف چوڑیوں کی چھنک پر وہ بند آنکھوں سے ہی مسکرایا۔

"میری جان! کیوں تڑپا رہی ہیں۔ابھی کئی گھنٹے باقی ہیں آپ تک پہنچنے میں" سلوی جو ابھی شاور لے کر نکلی تھی، ایسی بر خمار شکائیت پر ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں اپنے عکس کو دیکھے لجا سی گئی۔

"بیچ میں رات کی جدائی نہیں رہی سکھی، نیند آگئی تھی رات کو؟"

سلوی نے اسی شرماتے مگر مسرور لب و لہجے میں سوال کیا۔

"ابھی سویا ہوں کچھ دیر پہلے۔آپ کی خوشبو کا نشہ ایسا سانسوں میں گھلا تھا کے ہر سمت آپ ہی محسوس ہو رہی تھیں۔آپ سو گئی ہوں گی یقینا سکون سے"

وہ جاگ گیا، تکیہ سینے میں دبوچتے دائیں جانب کروٹ لیتے روٹھے لہجے میں کہا تو وہ مسکرائی۔

"نہیں۔میں نہیں سو سکی۔آپ آجاتے ناں دیوار پھلانگ کر"

سلوی کے محبت کی شدت سے دبے لہجے پر وہ مکمل بیدار ہوئے حیران ہوا۔

"اوہ مائی گارڈ! یہ آپ کہہ رہی ہیں۔ابھی آجاوں؟"

یزدان کی بے کلی ایسی ہی امید کی تھی سلوی نے تبھی چہرہ حجاب آلود ہوا۔

سب جاگ گئے ہیں،اباجی آج خود ناشتہ بنا رہے ہیں۔مجھے الودعی پروٹوکول" "دینے کو۔میں نے سوچا آپکی رات نہ سہی صبح حسین کر دوں۔

سلوی کے لہجے میں بے شمار پیار امڈا۔

رات بھی کر دی تھی اظہار کر کے،الوداعی پروٹوکول مزے سے لیں یہ آپکا" حق ہے۔پر مجھے آج جب ملیں گی تو کسی اور چیز کو یاد مت رکھیے گا۔میں آرہا "ہوں آپکو لینے

سلوی کے دل کی دھڑکنیں آخری جملے پر سینے سے لپٹنے لگیں،دھڑکنوں کی دبی دبی جلترنگ کانوں میں سراسراہٹ جگا گئی۔

آپ نے خود تک لانے سے پہلے ہی مجھے خود جیسا بنا دیا، اور یہ آپکی جیت "
"ہے۔ سیلبریشن تو بنتی ہے۔ وہ بھی کھل کر

یہ سب سلوی کہہ رہی ہے، یزدان کے لیے اس حیران کن بات پر یقین کرنا بھی باعث نشاط تھا۔

تو پھر تیار ہو جائیں سیلبریشن کے لیے۔ زیادہ پیاری مت لگیے گا۔ میں سب "
"کے سامنے ہی ہوش کھو دوں گا۔ سی یو سون

دھڑکنوں کے سنگم پر لفظی اٹکیلیاں کرے وہ رابطہ توڑ گیا پر اب ان دو کے دلوں میں جو کنکشن تھا وہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا تھا۔

وہیں دوسری جانب نرمین، صبح کی خوبصورتی سے لطف لیے لان میں کھڑیں، گارڈن میں لگتے کچھ نئے پھولوں کو ہی دیکھ رہی تھیں جب عقب کی جانب پھیلتی مانوس خوشبو پر جب بے ارادہ پلٹیں تو سامنے بلیک میں کافی وجیہہ لگتا سانول جما کھڑا تھا، نرمین کے گھبرانے پر آدھے چہرے کی مسکراہٹ لیے اور پیار الگا۔

"تم مجھے ڈرانا بند کروگے"

پیچھے ہو کر ڈانٹ گئیں۔

"آپ مجھے اچھی لگنا بند ہو سکتی ہیں؟"

وہ تیاری سے لگ رہا تھا ابھی کہیں سے ہو کر آیا ہے اور تھا بھی اچھے موڈ میں ورنہ رات سے تو نرمین اسی پریشانی میں تھیں کے وہ روٹھ چکا ہے۔

"یہ کیسا سوال تھا؟"

نظریں سانول پر سے ہٹائے اسکے سوا کسی بے کار سے نقطے پر نگاہیں جماتے سوال کیا گیا، اپنے روم سے جڑے ٹیرس پر کھڑا کافی کا مگ پکڑے دراب اپنی مسکراتی نظر ٹارگٹ پر جمائے مست سی سنجیدگی میں مبتلا تھا۔

"یہ تو میرے دھکا دینے سے پہلے ہی چل پڑے، لیجنڈ"

دراب نے حیرت و خوشی سے سوچا۔

جیسے آپکے جواب ہوتے ہیں، اب سے میں بھی ویسے ہی سر گماتے سوال"

"کروں گا۔ مجھے آنسر چاہیے

نرمین نے واپس نظر سانول پر مرکوز کی۔

"تیس گھنٹے نہیں ہوئے ابھی۔شام میں دوں گی"

نرمین کہہ کر پاس سے گزرنے لگیں جب سانول نے انکی کلائی پکڑتے روکا،دراب کے اندر کا خون کھولا پر یہ سوچ کر مسکرا دیا کے یہ ہمت سانول کو اسی نے دی ہے۔

ہاں تھوڑی بے شرم والی فیلنگ آئی جناب کو پر فورا نظریں اس پیارے کپل سے ہٹا کر ارد گرد کا نظارہ کرنے لگا۔

"ہاتھ کیوں پکڑتے ہو؟"

نرمین نے جھٹ سے کلائی چھڑوائی۔

"اپ نے بھی پکڑا کل"

سانول کے لب و لہجے سے ڈھٹیائی چھلکی۔

"غلطی ہو گئی مجھ سے سانول"

وہ زچ ہوتے منمنائیں۔

"میں نے آپکا ہاتھ تھام کر سدھار لی غلطی"

وہ اب بھی باز نہ آیا۔

"اف! تم کس مٹی کے بنے ہو۔ کوئی جواب نہیں ملے گا اب تمہیں"

وہ روٹھ کر جانے لگیں تو وہ بنا ہاتھ لگائے اس بار انکے سامنے پہاڑ سا آ رکا، نرمین کا غصیلا تاثر اسے اور مسمرائز کر رہا تھا۔

جواب ملے گا نہیں بلکہ آپ سے جواب دیا نہیں جائے گا سو ہم گیم کھیلتے "

ہیں"

اب کی بار نرمین کو بھی تجسس نے گھیرا۔

"کونسی گیم۔ چھوٹے بچے ہیں ہم؟"

نرمین نے سینے پر بازو لپیٹے برہم برہم انداز میں پوچھا، اف وہ تیر سی نظر کا سانول کی مسکراہٹ تھمنے پر نرم پڑ نا دلنشین تھا۔

جی، دل کبھی بڑا نہیں ہوتا۔ سو دل کی عمر کے لحاظ سے ہم بچے ہیں۔ تو گیم یہ "

ہے کہ آپکے روم میں آپکے لیے ایک گفٹ ہے۔ اگر آپ نے اسے آج

ایونٹ پر پہنا تو میں سمجھ لوں گا آپ پچیس فیصد راضی ہیں۔چار دن، چار گفٹ۔پانچویں دن فیصلہ ہو گا اور میں یہاں سے اور آپکی زندگی سے ہمیشہ کے لیے چلا جاوں گا۔یاد رہے، مکمل ہاں چاروں تخائف کی قبولیت پر ہو گی"

یہ بلکل بچگانہ سہی پر نرمین کے ہونٹوں پر بکھری سی مسکراہٹ کا آنا انکا اقرار تھا، دراب کو کب سے نیچے لان میں جھانکتا دیکھے لیزے پیچھے ہی باہر آئی تو جب لان میں دولوو برڈز پر نظر پڑی تو دراب کے کندھے سے لگتی ساتھ ہی ٹیک لگائے رکی۔

آپ کی ممی کو آپکے سامنے وہ چھیڑ رہے ہیں اور آپ مزے سے دیکھ"
"رہے۔تھوڑی شرم کر لیں حیدر

لیزے کی سرگوشی پر دراب نے مگ سامنے رکھتے ایک ہی جھٹکے سے بازو لیزے کے گرد گماتے اپنے ساتھ لپٹایا۔

میری جان! اگر میں شرم کرنے لگا تو ہر معاملہ بگھڑ جائے گا۔اگر میں ولن"
بن کر ان کے بیچ کودا تو وہ سانول بھائی سے کیسے پٹیں گی الٹا مجھے پیٹ ڈالیں

گی۔ سمجھا کرو۔یہ جو آج سے گفٹ شفت والا کھیل چلنے والا ہے یہ مجھ ذہن و فطین کا آئیڈیا ہے، سوبر کپل، سوبر رومینس۔تم نے اپنے ہسبنڈ کو بس دیوانہ سمجھ رکھا ہے کیا۔بہت کام کا بندہ ہوں عشقم"

شوخیوں میں تو دراب حیدر جدون کا کوئی ثانی نہ تھا، ہلکی ہلکی دھوپ کی سرمئی کرنوں کے بیچ وہ شرارت کا ترجمان حیدر کا چہرہ، لیزے کے لیے آنکھوں کی راحت تھا۔

آپ بہت کام کے ہیں لیکن مجھے کسی کام کا نہیں چھوڑا، اسکی سزا ملے گی"

"آپکو

لیزے بھی فوراً حساب چکانے پر آئی، جبکہ اسے لگا تھا وہ ڈر جائے گا پر بچاری خود ڈری جب دراب نے اسے بازوؤں میں اٹھائے لان کے کپل کو پرائیویسی دیتے کمرے کا رخ کیا۔

"سوچ کیا رہی ہیں؟جواب دیں۔اتنی دیر سانس نہیں روک سکتا نہ مین"

سانول نے انکو بازووں سے نرم سا ہولڈ کیے جنجھوڑا تو وہ خیالات سے چونکیں۔

"تم سانس روک کے کھڑے تھے؟"

نرمین کو لگا یہ بندہ سچ میں منٹل ہو گیا۔

"آپکے سامنے خود بخود رک جاتی ہے۔بتائیں ناں کھیلیں گی گیم؟"

وہ کیا کہتیں کے اقرار کے سوا اس بندے نے باقی ہر کیفیت سن کر دی۔

"اوکے اوکے۔۔ہٹو ابھی تو۔۔۔"

نرمین مزید رکتیں تو شاید کھیل کی نوبت ہی نہ چھوڑتیں تبھی بھاگ نکلیں اور سانول کتنی دیر مسکراتا رہا۔

جبکہ دراب نے ابھی کمرے میں قدم رکھ کر سزا کا موڈ بنایا ہی تھا کے دروازہ کھول کر بنا ٹکٹ اندر گھستے باران کو دیکھتے ہی دراب نے گھبرا کر لیزے کو چھوڑا تو بچاری سیدھی میٹرس پر جا گری۔

آپ نے ممو کو کیوں گرایا بابا۔ ممو لگی کیا۔ آئیں ہم مل کر بابا کو بھی اٹھا کر "
"گراتے

لیزے تو سمجھ ہی نہ پائی ہوا کیا پر جب حیدر کا چہرہ دیکھا جسکی ہوائیاں اڑی تھیں، ہنس دی اوپر سے باران کا پاس آکر گالوں کو چھونا، لیزے نے اسے جلدی سے ہگ کرے مسکرا کر دراب کو دیکھا جو بچارا سینے پر ہاتھ پھیرے خود کو تسلی دیتا بہت ہی پیارا لگ رہا تھا۔

پہلے تو تُو نے جو میرے ارمانوں پے بمب گرایا ہے اسکی سزا پالے "
ٹڈے۔ آجا آج تیری یہ آگ ٹھنڈے پانی سے نہلا کر نکالتا ہوں جو تو ہر دو
"منٹ بعد میری لیزے سے چمٹ جاتا ہے

دراب نے آو دیکھا نہ تاو، ٹانگوں سے پکڑ کر باران کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا جبکہ وہ بچارا بابا کے خوامخواہ دبوچنے پر ممو ممو کرتا چلایا، یہ تو لیزے نے تکیہ ہی اٹھا کر دراب کے پیچھے برسایا کے موصوف رکے اور پلٹ کر ہنس ہنس کر بے حال ہوتی لیزے کو گھورے۔

"م۔۔مو۔۔۔مجھے بچالیں۔بابامیں جن آگیا۔۔۔ممو"

باران کی کان میں بجتی چینخوں پر لیزے نے آگے بڑھے دراب کی گال پر پیار دیے رحم طلب نظروں سے دیکھتے ہاتھ بڑھائے تب جا کر حیدر نے اپنی ایجاد کو بخش کر لیزے کے حوالے کیا جو فورا لیزے سے لپٹے سر پیچھے کرتا مسکراتی آنکھوں سے دیکھ کر دراب کا پارہ اور چڑھا گیا۔

"دیکھو لیزے یہ ہنس رہا ہے"

دراب نے تکیہ اٹھایا ہی کے وہ ہنستا واپس لیزے میں چھپا۔

ہاں جب اسکے باباڈریکولا والی حرکتیں کریں گے تو ہنسے گا ہی۔بے بی ادھر"

"دیکھو۔بابا کو کس کرو ورنہ روٹھ جائیں گے

لیزے نے جلدی سے معاملہ سلجھایا تو باران فورا سے بازو دراب کی طرف پھیلا گیا،دراب نے بھی فورا سے اسے اٹھائے پیار کرتے اسکی گال چبائی تو پورے کمرے میں باران کی ہنسی گونجی، گویا یہ لمحہ لیزے کے لیے حسین ترین بنا۔

"بابا آپ ڈریکولا بن کر بہت پریٹی لگ رہے تھے، ہے ناں ممو"

باران صاحب کا تنگ کرنا جاری تھا جبکہ اب کی بار دراب نے اسکی گردن میں چہرے سمیت گھستے ایسی گدگدی کرتے میٹرس پر گرایا کے دو منٹ بعد دونوں باپ بیٹا یوں تھے جیسے ریسلنگ رنگ میں ہوں، لیزے کی تو ہنسی نہ رک رہی تھی، جو تکیہ نیچے گرتا لیزے اٹھا کر دے رہی تھی اور جب وہ دولاڈ والی فائیٹ سے باز نہ آئے تو ہنستی ہوئی فریش ہونے چلی گئی۔

جب تک واپس آئی دونوں باپ بیٹا میٹرس کی تباہ حد تک اکھٹی ہوئی چادر میں الجھے پھنسے تکیے پر سر رکھے فون پر کچھ دیکھ رہے تھے، لیزے پر جیسے ہی دراب کی نظر پڑی، دھیرے سے باران کو آنے کا کہے چھلانگ مارے اٹھا اور بجلی کی تیزی سے لیزے کو پکڑے دیوار کی اوٹ میں کیا جہاں سے باران انکو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

"تھینکیو"

دراب نے اسکے ہونٹوں پر لفظ محبت لکھتے جب شکریہ کہا وہ خفیف سا بلش کرتی مسکرائی۔

"فار واٹ مسٹر حیدر"

سرگوشی کرتی وہ بازوؤں کا ہار دراب کی گردن میں پرو گئی۔

مجھے اتنی پیاری اولاد نامی خوشی دینے کے لیے، اس سے تمہاری ایسی"

"سٹرونگ خوشبو آتی ہے کہ میں تمہیں دو لمحے بھول بھی سکتا ہوں

دراب نے اسکے ٹھنڈے گال چومے اور شدت اور جنون ایسا تھا کے وہ سہمی، جیلس ہوتی گھوری۔

"میں جیلس ہو گئی تو؟"

لیزے نے ڈرامائی اداسی اختیار کی، وہ اسکی جبین پر پیار بھری مہر لگاتا لیزے کے وجود سے اٹھتی ٹھنڈک کا احساس دلاتی خوشبو میں سانس کھینچے مسکرایا۔

تو فورا میرے پاس آکر میری گال پر کس کر دینا، میں تمہاری جیلسی کی دو"

"منٹ میں ایکٹیویٹ ہو کر بینڈ بجا دوں گا

دراب کا اشارہ بہکنے کی طرف تھا پر وہ شرارت پر آمادہ ہوئی۔

"میں کہیں اور کس کروں گی"

لیزے نے تجسس پھیلایا، دراب کچھ اور سمجھا تبھی بہکا بہکا مسکرایا۔

"آپکی ناک پر وہ بھی درد دینے والی"

لیزے نے لمحے میں اسکی نوز ٹپ پر دانت گاڑے اور مسکرا کر بھاگ نکلی جبکہ دراب اسکے کمرے سے نکلنے تک سینے پر ہاتھ رکھے تاڑتا رہا کیونکہ وہ جیلس ہوئی تھی اور بتا کر بھاگ گئی تھی اور اب جب تک وہ اسے اپنے طریقے سے فیل نہ کر لیتا، پر سکون ہونے والا نہیں تھا۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ

Ⓝ Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

"آج بھی پہلی سلیفی تجھے بھیجنی ہے؟"

یزدان کے میسج پر دراب جو بلیک ٹیکسیڈو میں بہت ہی کلاسی لگ رہا تھا، بالوں میں ہاتھ پھیرتے میسج پڑھتا مسکرایا۔

آفکورس میری جان۔ تیار ہو گیا ہے تو آجاوں لینے تجھے؟ تو نے یقیناعائشہ "

"آنی کی قبر ہر جانا ہو گا

دراب نے تکلیف کے سنگ ٹائپ کیا تو اس جانب دلہے صاحب جلوے بکھرتے اداس ہوئے تو منظر تھم گئے۔

"تجھے کیسے پتا دراب؟"

یزدان نے جس کرب سے کال بیک کر کے پوچھا یہ دراب کو آزردہ کر گیا۔

تو میرے دل کا ٹکرا جو ہے۔ ریڈی رہ میں آرہا ہوں۔ وہیں سے سیدھا ہال "

"نکل لیں گے

دراب نے کہتے ہی کال بند کی جبکہ یزدان نے جیسے ہی کال بند کی، کسی ان نان نمبر سے اسے میسج ملا۔

تمہیں کیا لگتا ہے یزدان فاروقی، مرنے والے لاوارث ہیں۔ نہیں اس دنیا"
"میں ہر کسی کا کوئی نہ کوئی وارث ہے۔اپنی شادی کے گرینڈ تحفے کا انتظار کرو
وہ میسج پڑھتے یزدان کچھ پریشان ہوا مگر پھر سر جھٹک گیا۔

"کیا بکواس ہے یہ"

یزدان نے میسج اگنور کیا اور اپنی گاڑی کی چابی لیے کمرے سے نکل گیا اور وہیں دوسری جانب لیزے نے باران کو ریڈی کر دیا تھا اور خود بھی بلیک ساڑھی میں انتہائی جاذب لگ رہی تھی، نرمین سے کوئی میچنگ ائیر پیس لینے آئی تھی پر ممی کو بھی بلیک اینڈ گولڈن ساڑھی میں دیکھے مبہوت رہ گئی اوپر سے نرمین کے بانکے خوبصورت فگر پر وہ ساڑھی غضب لگ رہی تھی۔

"اوہ مائی گارڈ؟ ممی یو لک سٹنگ"

لیزے تو فدا ہی ہوئی جبکہ نرمین تو چینج کا سوچ رہی تھیں، لیزے کے باولے ری ایکشن پر بلش کر گئیں۔

سانول کا گفٹ ہے۔مجھے باہر جاتے خوف آرہا ہے لیزے۔ایسا لگ رہا ہے"

"وہ دیکھے گا تو میں گر پڑوں گی

ممی کا بچوں کی طرح گھبرانا اتنا کیوٹ تھا کے لیزے نے فورا سے انکے گلے لگتے سٹرونگ سا کیا۔

"آپ آج انکو گرادیں گی حسینہ۔میں ہوں ناں۔آپکا ہاتھ پکڑ کر لے جاوں گی۔آپ مجھے میری ساڑھی سے میچ کوئی ائیر پیس دیں ناں پھر ہم مل کر باہر جاتے ہیں اور اپنے اپنے صاحب جان پر بجلیاں گراتے ہیں"

لیزے کا حوصلہ بڑھانا کچھ کام آیا تو وہ مسکائیں ورنہ سچ میں کمرے سے باہر جانے کا سوچ کر ہی نرمین کے ہاتھ پیر کانپ رہے تھے۔

اور پھر وہ لمحے آگئے جو مقدر نے خوبصورتی کے جہانوں سے چرا کر سلوی کی آنکھوں میں ستاروں سے بھر دیے،اسکا لہنگا گہرے عنابی رنگ میں بے پناہ پھیلاو والا تھا جس پر چھوٹا چھوٹا ستارے موتیوں، گوٹے،اور کڑھائی کا ایک نفیس کام تھا کے دیکھتے ہی اسکے فرش بوس لباس پر کسی کا بھی دل آجاتا اوپر

سے آج وہ پارلر سے تیار ہوئی تھی، سلوی تو لگ نہیں رہی تھی، پریستان کی ملکہ لگ رہی تھی، سلمان اسے پارلر سے پک کیے سیدھا ہال لے کر گیا تھا کیونکہ بارات وہیں آنی تھی، سلوی کی دونوں سلہیوں کے سپرد سلمان اسے کرتے خود بارات کے استقبال کے لیے واپس پلٹے جبکہ بارات آنے تک دلہن کے لیے سٹے روم بھی تھا، سلوی اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ دونوں سلہیاں اسے چھو بھی احتیاط سے رہی تھیں کے کہیں وہ آئینے سی دلہن چٹخ نہ جائے۔

دونوں نے سلوی کے ساتھ خوب پکس لیں اور پھر دروازے پر ہوتی دستک پر نادیہ نے ڈور اوپن کیا تبھی رضوان احمد اندر آئے۔

"ہم دیکھتے ہیں بارات آئی یا نہیں"

دونواں نے سلوی کو اسکے ابا جی کے پاس چھوڑا اور خود اپنے ڈریس سنبھالتیں کمرے سے نکل گئیں، سلوی اٹھ کر قریب آئی اور بابا کے سینے جا لگی۔

میری سلوی! کتنی سوہنی دلہن بنی ہے تو۔مجھے دیکھنے تو دے۔ماشاء"

"اللہ۔نور سے کئی گنا حسین لگ رہی ہے۔ نظر نہ لگے تیری خوشیوں کو

سلوی نے انکے روبرو کرنے پر اداس سا مسکراتے بابا کا ہاتھ پکڑے چوما۔

تیرے لیے جمشید نے کچھ اماونٹ بھیجی ہے، میں نے تیرے اکاونٹ میں"

"ٹرانسفر کر دیے۔اس نے کال کی تھی۔دیکھ کتنی لمبی عمر ہے، کال آگئی

ابھی بھائی کا تحفہ پہنچا ہی کے کال آئی وہ بھی وڈیو، وہ مسکرا کر پلٹی اور کال ریسو

کی جو شنائیل کے واش روم جاتے ہی روم سے نکل کر باہر لان میں آگیا۔

کال لگتے ہی سلوی اور تایا جان کے مسکراتے چہرے جمشید کو بے انتہا مسرور

کر گئے۔

یہ تم ہو سلوی باجی؟ اتنی پیاری کیسے ہو گئی۔تایا جان میری طرف سے بھی"

"نظر اتار لیں اسکی

وہ ہمیشہ کی طرح ہنسانا نہ بھولا، وہ مسکرا رہا تھا تبھی وہ دو اسکی آنکھوں کا ڈوبا

پن محسوس نہ کر سکے۔

"تم نہیں آئے، تھوڑی ناراض ہوں سن لو۔ ٹھیک ہو؟ طبعیت ٹھیک ہے؟" اپنے بارے اس نے تایا جان تک کو لاعلم رکھا تھا پھر سلوی کو کیسے شک ہونے دیتا۔

"ہاں میں ایک دم ہٹا کٹا۔ ناراضگی ہٹالو۔ اور ہاں اماں کی ہر زیادتی معاف کر کے جانا۔ سکھی بھائی ایسی ہی پیاری سلوی ڈیزرو کرتے ہیں۔ یقینا بارات آنے والی ہو گی اس لیے میں اپنا لیکچر ختم کرتا ہوں۔ سدا سہاگن رہو اور سکھی کی زندگی میں سراپا حفاظت و محبت کا احساس بن کر شامل ہو۔"

وہ دعائیں دیتا شاید سانس گھٹنے پر جلد بات ختم کر رہا تھا کیونکہ اسے اپنی حالت کی خبر عیاں نہیں کرنی تھی، وہ مسکراتے چہرے جلد جمشید کے فون سکرین سے غائب ہوئے تو ساتھ ہی اس نے بابا کو کال ملائی اور سلمان کا فون شاکرہ کے پاس تھا۔

"آ گئی ہماری یاد تجھے"

شاکرہ نے کال لیتے ہی شکوہ کیا، وہ مسکرایا، اماں کی خفگی بھری آنکھیں کہیں نہ کہیں اسے دیکھ کر چمکی تھیں۔

"ناراض لوگوں سے زرا گریز برتتا ہوں، جانتی نہیں ہیں اپنی بے حس اولاد کو۔ چلیں خوشی کا موقع ہے۔ایک پیار بھرا جملہ اس پردیسی کے نام بھی کر دیں"

وہ اماں کو سلگا کر بھی آج سلگا نہ سکا، شاکرہ تھوڑی سنجیدہ ہوئی۔

"شنائیل کو طلاق دے ورنہ گھر میں گھسنے نہیں دوں گی، اتنا پیار کافی ہے؟"

وہ اماں کے حکم پر لمحے میں سپاٹ ہوا، پھر سلگاتا مسکرایا۔

"یہ تو آپکے پیار کی اور ڈوز ہو گئی اماں۔ناگن سیریل اب بھی دیکھتی ہے۔لگ گیا پتا۔میں یہیں ٹھیک ہوں۔بائے بائے"

شاکرہ نے اسکے کال کاٹنے پر اپنے غصے کو بڑی مشکل سے قابو کیا پر جمشید قدرے بجھ گیا۔

آج اسکی کیموتھراپی تھی شام میں، جب تک سرجری کے لیے اسکی کنڈیسن سٹیبل نہ ہو جاتی تب تک کیموتھراپی سے ہی اسکی کنڈیسن سٹیبل کی جارہی تھی۔

اور درد تکلیف اسے بیزار کرتے تھے۔

شنائیل نے جب روم خالی دیکھا تو پیچھے ہی باہر دوڑی تو وہ اسے لان میں کھڑا دیکھائی دیا۔

ابر آلود دوپہر کی واک کتنی خوبصورت ہوتی ہے، وہ دیکھو سورج بادلوں "

"میں ڈوب گیا ہے

وہ اسکے عقب میں آرکتی بولی تو جمشید نے گہری سانس بھری۔

"کچھ بھی خوبصورت نہیں"

وہ سامنے ہی سیاہ بادلوں میں ڈوبے سورج کو دیکھتے سپاٹ ہوئے بولا۔

"مجھے دیکھو۔ دنیا کہتی تھی میں کافی خوبصورت ہوں۔ غور کرنا زرا"

وہ شرارت سے سامنے آرکی، سینے پر ہاتھ لپیٹے چاہتی تھی وہ کچھ جلتا سلگتا ہی کہے پر چپ نہ رہے۔

"سچ بک دوں گا"

وہ دھمکی جسے دے رہا تھا وہ اسکی رگ رگ جان چکی تھی۔

ہاں یہی کہو گے کہ نہایت بری ہو تم۔۔ تمہارے سچ ایسے ہی ہوتے" ہیں۔ رات ڈنر پر چلیں۔ ہیلتھی سا کھلاوں گی کچھ جو تمہیں اچھا بھی لگے اور نقصان بھی نہ دے۔ اچھا سنو ابھی تم جیم نہیں جانا۔ تمہارے لیے اجکل "صرف بریتھ ایکسر سائز ضروری ہے

وہ اسکے ہاتھ ناچاہتے ہوئے بھی تھامے کھڑی تاکیدیں کر رہی تھی اور بہت پیاری لگ رہی تھی، اپنی سی۔

افف۔۔ اسی سب سے بیزار تھا۔ دیکھو شائیل مجھے ایسی تاکیدوں سے تنگ" مت کرو۔ جینے دو جیسے جی رہا ہوں۔ تم کچھ دیر کے لیے چلی جاو مجھے نہیں "دیکھنا تمہیں

وہ بدلحاظی سے لب و لہجے میں بے انتہا ناراضگی بھرے بولا تو وہ فوری پلٹ کر دو قدم ہی اٹھا سکی کے وہ بازو پکڑ کر روکے اپنے سامنے کیے گھورا۔

"جانے دوناں، کیوں روکا؟"

وہ رونے کے دہانے پہنچ کر بولی۔

"میں تمہیں جاتا ہوا نہیں دیکھ سکتا"

آنکھیں چراتے جمشید نے اسکے ہاتھ کی پشت انگوٹھے سے سہلاتے ہار مانی۔

میں بھی پر تم نے مجھے اس سے گزارا۔ میں تمہارے اوجھل ہونے تک "
وہیں دیکھتی رہی جہاں تم گئے۔ایک بار بھی پلٹ کر نہیں دیکھا۔یہ تو میں واقعی ڈھیٹ ہوں کے زندہ بچ گئی کوئی حساس رو تو لڑکی ہوتی تو مر جاتی، ماتھا

"چوم کر کوئی کتنا بھی چاہے جدا نہیں ہوتا پاگل

وہ اسکے درد کرتے سینے میں چہرہ چھپا گئی، وہ اب بھی اسکی گرفت میں سکون پا گئی۔

"ہاں وہ فار ہیڈ کس میری بہت بڑی غلطی تھی"

وہ اسکے اطراف ہاتھ لپیٹے بھی ہونٹوں سے انگارے سا پچھتاوا اگل گیا۔

"تم اگر دوبارہ کرو تو میں تمہیں غلطی دہرانے کا طعنہ نہیں دوں گی"

وہ چہرہ پیچھے کرے اسکے ہونٹوں کے آگے جھکی تھی جبکہ جمشید نے گہرا سانس بھرا تو اسکی تپش شنائیل کور خساروں اور کن پٹی کی جلد تک اترتی محسوس ہوئی۔

"موڈ نہیں ہے"

وہ چپ چاپ دور ہو گئی، مجبور کر کے جمشید کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی۔

"تمہارے موڈ کی ایسی کی تیسی۔اتنے کیوٹ کیوں ہو؟"

وہ بنا برا منائے اسکے گال پکڑ کر کھینچ گئی جبکہ جمشید سمجھ نہ پایا یہ لڑکی چیز کیا ہے۔

"تمیز نہیں ہے تمہیں، درد ہوا ہے مجھے"

جمشید نے اسکے ہاتھوں کو پرے کرتے دونوں ہتھیلوں سے اپنی گالیں سہلاتے برا سا منہ بنایا، شنائیل کا کھنکتا قہقہہ اس بوجھل دوپہر کے سارے رنگ لوٹا گیا۔

"اتنے بھی زور سے نہیں کیا، ویسے ان فیوچر اگر ہم ساتھ رہے ناں تو سارا رومنٹک تو مجھے ہونا پڑے گا۔ تم تو اوئی آئی درد ہوا یہی کرتے رہو گے"

بنا کوئی اثر لیے وہ سینے پر بازو لپیٹے بڑبڑائی اور اسکی یہ شوخ سی بڑبڑاہٹ اس بیمار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ سمیٹ لائی، شنائیل نے کن اکھیوں سے اسکے پھیلے ہونٹوں کو دیکھتے آنکھوں میں امڈتے آنسوؤں کو بڑی مشکل سے ضبط کیا اور اسکا ہاتھ جکڑے کندھے سے جا لگی۔

"تم رومنٹک مت ہونا، میں ایسا سینسیٹیو کچھ نہیں کروں گا"

وہ سر اٹھائے اسے دیکھنے لگی جو ہر تکلیف سے نکلا ہوا لگا۔

"لیکن میرے پلین تو کچھ اور ہیں، ابھی تمہیں جتنے یہ برے برے درد ہیں یہ چھین کر میٹھے میٹھے پیارے درد دوں گی۔ جنکی میڈیسن بھی تمہیں مجھ سے

ملے گی۔پر تم اتنے سر پھرے ہو کے مجھے ڈر لگتا ہے کے تم انکی دوا کے لیے

"کوئی اور مریم نہ ڈھونڈ لو مجھ سے بچنے کو

وہ اسکے کندھے سے لگی جمشید کی سائیڈ سے لپٹی بازو کا انوکھا سا اپنا پن محسوس کرے خود بھی بازو اسکے اطراف باندھ گئی۔

"جو درد دیتا ہے، مرہم صرف وہی لگا سکتا ہے"

وہ اسکے اپنی طرف دیکھنے پر مسکائی۔

"مطلب میں مرہم ہوں تمہارا؟"

وہ تڑپ سا اٹھی۔

"نہیں تم پہلے درد ہو میرا"

وہ انکار نہ کر سکا پر فرار کر گیا۔

"یعنی مرہم میرے سوا کوئی نہیں۔ہے ناں"

وہ اسے کرید کر اسکا دل کھولنے پر بضد تھی۔

"شاید"

وہ اسکے سامنے ہو کر کھڑے ہونے پر اسکے بالوں پر جمع بکھیرتی ہوا کے بکھراو سمیٹتا اس وقت شنائیل کی موجودگی کو کنسیڈر کر رہا تھا پھر وہ لڑکی دیکھ ہی ایسے رہی تھی کے جی چاہا وہ دل نکال کر اسکی ہتھیلی پر رکھ دے۔

جھک کر اسکی جبین بے حد محبت سے چومی ان ہونٹوں نے جن پر شکوے اٹڈتے تھے پر محبت نہیں ٹھہرتی تھی۔

شنائیل کی آنکھیں خو بخود بند ہوئیں، وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے اسکو جکڑ گئی کیونکہ وہ اسکے درد بھلانا چاہتی تھی۔

"میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی"

وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے جہاں دسترس ملی وہاں ہونٹوں کی محبت بھری مہر لگاتے روبرو ہوتے اس یقین سے بولی کے وہ زخمی سا مسکراتا اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے خود سے دور کرتا خود لان کے اگلے حصے کی طرف چلا گیا جبکہ وہ وہیں کھڑی اپنی پوری دنیا کو آنکھوں میں بھر کر دیکھتی چلی گئی۔

S MERWA MIRZA

NOVELS

"میں کیا کروں گا جا کر براق انکل، مجھے تو بہت نیند آئی ہے"

براق جدون کا اصرار تھا کے سانول بھی چلے پر وہ فیملی ایونٹ میں ابھی جانا مناسب نہ سمجھ رہا تھا۔

دراب بھی ریڈی ہوئے وہیں آیا تو ددھو اور سانول بھائی دونوں نے موصوف کے دمکتے سراپے کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے سراہا۔

انکو نیند پوری کرنے دیں ددھو کیونکہ جلد ہی ہاں ہوئی تو موصوف کی خوشی "سے ہی اڑ جانی ہے"

دراب اب بھی باز نہ آیا جبکہ براق قہقہہ مارتے ہنسے البتہ سانول نے دانت نکوستے دراب کو گھوری نوازی۔

"تم منہ میں ببل وغیرہ رکھا کرو تاکہ کم بولو"

سانول، منہ بسورتے ریمورٹ سے چینل بدل گئے تو براق اور دراب دونوں نے شرارت سے بلش سانول قریشی کو دیکھا۔

"سوری مجھے منہ بند رکھنے والی چیزیں پسند نہیں سانول بھائی"

دراب نے فون نکالتے لیزے کو میسج کیا کیونکہ پہلے دراب کو سکھی کی طرف جانا تھا اور بعد میں وہ لیزے کو پک کرتا۔

"بیٹا تمہارے کھانے میں ایلفی ملانی پڑے گی"

سانول منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے کیوٹ لگے تبھی بلیک مختلف پرنٹ اور ڈئزائن والی ساڑھیاں پہن کر سٹینگ ایریا کی طرف آتیں حسیناوں پر پہلی نظر دراب کی گئی تو وہ میسج ٹائپ کرنا بھول گیا، باران صاحب بھی چمکے دھمکے داد واور ممی کا ہاتھ تھامے بیچ میں چلتا قریب آرکا تو لیزے، وارفتگی سے خود کو دیکھتے دراب کے پاس رک کر کھڑی ہوتی اسکی کمر میں چٹکی کاٹ گئی۔

آہہہ۔ظالم۔۔۔یہ تم نے آج اپنی شامت بلوالی ہے ساڑھی پہن کر۔بچ کر"

"دیکھانا سمو کی آئیز والی ہرنی

دراب نے کان میں گھستے ہی جب لیزے کو وارننگ دینے کے بعد سامنے دیکھا تو سانول صاحب کی بھی ویسی ہی سٹی گم تھی، نرمین بہت کمفرٹیبل بھی تھیں اور پر اعتماد بھی، بابا سے تعریف وصولتے وہ جب پلٹ کر سانول کی سمت ہوئیں تو وہ اٹھ کھڑا ہوا، اک لمحہ بھی نظر نرمین سے نہ ہٹی۔

وہ پچیس فیصد راضی تھیں تبھی تو سانول کا دیا تحفہ قبول کیا، ہر کوئی مسکراتا ہوا نرمین اور سانول کو دیکھ رہا تھا جو ایک دوسرے کے روبرو ابھی سے کھڑے سج رہے تھے۔

"آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں نرمین"

وہ مزید چپ نہ رہ سکا تو نرمین کا اعتماد لمحے میں اسکے بولنے پر گھٹا، فورا سے رخ موڑے وہ باران کا ہاتھ پکڑ کر گھبرایا سا مسکرائیں۔

"ہم چلتے ہیں، دیر ہو جائے گی۔۔ چلیں بابا"

نرمین، باران اور براق صاحب کے جانے پر دراب آگے آتے سانول بھائی کے کندھے کے گرد بازو حائل کر گیا تو وہ چونکا۔

"یہ جملہ اکیلے میں کہتے ہیں پگلو"

دراب کے سرگوشی کرنے کی دیر تھی کے سانول نے اسے اپنی توانا بازو میں گردن سمیت دبوچا، خود لیزے ہنس کر زرا پرے ہوئی۔

"لیزے! تمہارا یہ حیدر آج ضائع ہو جائے گا۔ بولو کروں اسکی ٹیونگ؟"

سانول نے گردن ترچھی کیے لیزے سے پوچھا۔

"جی سانول بھائی کر دیں، بہت تنگ کرتے ہیں۔"

لیزے نے بھی گویا چراغوں سے روشنی بجھادی جس پر سانول نے خود ترس کھائے دراب کو چھوڑا۔

"رہنے دو لیزے! آج معاف کیا۔ ایویں بچارے کی تیاری خراب ہو جائے گی۔ دو گھنٹے لگا کر تو تیار ہوا ہو گا"

دراب گویا اس الزام پر بلبلا اٹھا۔

"اوہیلو، دو منٹ میں تیار ہو جاتا ہوں کیونکہ میں آل ریڈی بنا کسی تیاری کے ہنڈسم ہوں"

دراب نے فخریہ کالر جھاڑتے اپنے بال ٹھیک کیے جبکہ وہ ایسے شوخا ہوتا ان دونوں کو بہت پیار الگ رہا تھا۔

لیزے اپنے ہنڈسم کو سنبھالو، اسکی خوبصورتی یہیں بکھیر دی تو بچارے کو دو "گھنٹے کے بجائے چار لگانے پڑیں گے دوبارہ سجنے میں"

سانول بھی چھریاں ٹوکے تیز کیے ننھی جان کے پیچھے ہی پڑ گیا۔

ہنہ ! آئے بڑے۔ اچھا لیزے ریڈی رہنا تم میں بس آدھے گھنٹے میں واپس" "آتا ہوں۔

دراب کو سکھی کا میسج آیا تبھی وہ مزید مقابلہ نہ کرے نکل گیا جبکہ لیزے نے مسکرا کر واپس کچن کی طرف قدم بڑھائے ہی کے سانول کی آواز پر رکی۔

"تمہارے ہاتھ کی چائے ملے گی اس بڈھے کو؟"

سانول نے لان کا رخ کرنے کا ارادہ باندھتے قدم موڑ کر پوچھا۔

"بڈھے تو آپ کہیں سے نہیں بھائی، ابھی بھیجواتی ہوں چائے"

لیزے نے کہہ کر کچن کا رخ کیا البتہ سانول کا کافی خون بڑھ گیا تو وہ بھی لان میں نکل آئے۔

فون نکال کر واٹس ایپ اوپن کرتے ہی نرمین کا نمبر کھولا۔

"گرتے گرتے بچا ہوں"

نرمین جو باران کے ساتھ بیک سیٹ پر بیٹھیں اسکے ٹیب پر اسکے ساتھ گیم کھیل رہی تھیں، میسج ٹون پر فوری الرٹ ہوئے میسج اوپن کیا۔

"جب مجھے سب کے سامنے تاڑ رہے تھے، دل چاہ رہا تھا سب کے سامنے دھکا دوں تمہیں۔ میرے سامنے آنے سے گریز کرنا ورنہ تھپڑ کی پرموشن ہو کر وہ پنچ بن جائے گا۔"

بھلے پیغام کافی غصیل تھا پر نرمین کے ہونٹوں پر تبسم مچلا تھا جو فرنٹ مرر کی جانب سے براق جدون با آسانی بھانپ رہے تھے، وہ نرمین کے لیے ہمیشہ احساس جرم میں مبتلا رہے، بہت چاو سے برہان کے لیے وہ اپنے جگری یار کی اکلوتی بیٹی بیاہ کر لائے پر ایک دن بھی نرمین کے چہرے پر مسکراہٹ نہ دیکھ

سکے،اور کبھی کبھی نرمین کی اذیت پر وہ اسکا قصور وار خود کو مانتے تھے کیونکہ برہان کبھی اس رشتے کے لیے راضی نہ تھا، یہ براق جدون اور دمیر ریاض کی خواہش جس نے یہ ان فٹ بندھن بنا دیا۔

لیکن آج نرمین کے چہرے کی خوشی اور چمک دیکھ کر وہ اپنے احساس جرم سے نکل آئے،اپنے دوست کی بیٹی کو سچی خوشیاں دینے کا وعدہ کیا تھا اور اللہ نے انکی زندگی میں ہی نرمین کے نصیب کی خوشیاں اسے عطا کرنی شروع کر دیں۔

آپ پنچ مارتی ہوئیں مجھے ایک بار پھر اپنا دیوانہ کر بیٹھیں گی بتا رہا ہوں، تو" بہتر ہے پلین کینسل کریں۔ پچیس فیصد راضی ہیں آپ بھولیں مت اس " لیے اب میں کھلے عام آپکو تاڑ بھی سکتا ہوں اور فلرٹ بھی کر سکتا ہوں

کچھ دیر بعد نرمین کا فون پھر رنگ کیا تو وہ خفیف سا بے تاب ہوتے جلدی سے میسج پڑھنے لگیں، براق جدون نے نظر ہٹالی کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے اب انکی بیٹی کی خوشی پر آنچ آئے۔

"تم دیکھنا آخری گفٹ ریجیکٹ کر کے تمہیں جھٹکا دوں گی"

اس جواب پر سانول کو وہ چھوٹی بچی لگیں۔

"دھیان سے، کہیں جھٹکا آپکو ہی نہ لگ جائے"

سانول کو یقین تھا کم از کم چوتھا گفٹ وہ ریجکٹ نہیں کر سکتیں، کیونکہ وہ بہت خاص تھا۔

"بند کرو میسج کرنا، مجھے مشکوک بنا کر چھوڑو گے تم۔ بائے"

نرمین کو فکر تھی کے اسکے بجتے فون پر بابا کیا سوچیں گے پر وہ کیا جانتی براق جدون خوشی سے بھرے بیٹھے ہیں۔

وہ تو آپ بن چکی ہیں، اچھا سلیفی تو بھیج دیں۔ ٹھیک سے خود کو دیکھنے بھی"

"نہیں دیا آپ نے مجھے

سانول بھی عمر کا لحاظ ترک کرتا الڑ جوان بنا چھچھوری حرکتوں پر اترے سارے ادھورے ارمان پورے کر رہا تھا۔

"تمہارا مجھ پر کوئی حق نہیں ابھی"

نرمین نے ڈانٹنے جیسا جواب دے کر سانول کو ناامید کرنا چاہا۔

"مجھ پر تو صرف آپکا حق ہے ناں، یہی کافی ہے۔مت بھیجیں میری یاداشت

ابھی اتنی بری نہیں ہوئی کے آپکا چہرہ بھول جاوں۔بائے"

ناجانے کیوں پر سانول کا روٹھنا نرمین میں انتشار برپا کرتا تھا، نرمین نے ایک نظر مزے سے ائیر فون لگا کر ڈرائیونگ کرتے بابا کو دیکھا اور اک نظر ٹیب میں دھت باران کو اور آہستگی سے فلیش بند کیے اپنی پکچر لی، اور پھر دو تین منٹ سوچ بچار کے بعد بھیج دی اور ساتھ ہی انٹرنیٹ آف کر کے فون تک سائیڈر کھ دیا۔

سانول نے تصویر دیکھتے ہی قہقہہ لگایا جو اس خوبصورت دن کو اور حسین کر گیا۔

Zubi Novels Zone

جمشید کی کیموتھراپی سٹارٹ ہو چکی تھی تبھی اس بیچ شائیل بابا کے گھر گئی کیونکہ فردوس شمدی نے اسے سپیشل کہا تھا کے وہ جمشید کے ساتھ انکے ہی گھر رہے، جبکہ شائیل پہلے گھر دیکھنا چاہتی تھی، گھر بہت بڑا نہیں تھا تبھی شائیل کو اچھا لگا، راستے میں اس نے کچھ اپنے سنپل سے کیجول وئیر لیے اور کچھ جمشید کے لیے بھی اسکی ٹائپ کی جینز اور ٹی شرٹس بھی لیں اور گھر پہنچ کر سب سے پیارے والے روم کی وارڈب سیٹ کی، کچھ فریش فروٹس اور ویجیز بھی لا کر کچن میں رکھیں، دو تین گھنٹے اسے یہ سب کرنے میں لگے اور جب وہ واپس ہوسپٹل پہنچی تو جمشید کی کیموتھپراپی ہو چکی تھی۔

میں آج اسے گھر لے جاوں؟ آئی پرامسس ڈاکٹر سمیر میں اپنی جان سے "
زیادہ خیال رکھوں گی۔ وہ ہوسپٹل میں بلکل خوش نہیں ہے، پلیز پرمیشن
"دے دیں

ڈاکٹر سمیر کی مسکراتی نظر گہری ہوئی کیونکہ جمشید کے لیے وہ ایسی ہی فکر کرنے والی ہستی چاہتے تھے۔

"اگر کیمو کے سائیڈ ایفیکٹس آپ سے کنٹرول نہ ہوئے تو اسے ارجنٹ ہوسپٹل لائیے گا، باقی آپ اسے لے کر جا سکتی ہو ویسے بھی وہ ہوسپٹل مستقل ٹکنے والی چیز ہے ہی نہیں۔"

شائیل کو زرا امید نہ تھی کے اسے اتنی آسانی سے اجازت ملے گی تبھی تو آنکھوں میں نمی لیے مشکور ہوتی مسکرائی۔

"تھینکیو سو مچ، سرجری کے حوالے سے بھی کچھ بتائیں۔ کنڈیشن کیسی ہے اسکی؟"

شائیل کے استفسار پر ڈاکٹر سمیر بھی سنجیدہ ہوئے۔

"میں پرسوں اسکی فسٹ سرجری ریکمنڈ کر چکا ہوں اپنی ٹیم کو، اسکی کنڈیسن آج کافی سٹیبل تھی۔ سیانے لوگ کہتے ہیں محبت سے ہاتھ تھامنے والے، دل بھی سنبھال لیتے ہیں۔ ایک پرسنل سوال پوچھوں؟"

ڈاکٹر سمیر کی تمہید پر شنائیل تھوڑا ہچکچائی کیونکہ تمہید کا مطلب یہی تھا کے کچھ بہت ذاتی ہو گا۔

"جی"

شنائیل نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"آپ دونوں کی میر ڈلائف نارمل ہے؟"

ڈاکٹر سمیر کے سوال پر شنائیل نے گھبراہٹ میں نظریں سی چرائیں۔

"ایکچولی ہم ایک دوسرے کو سمجھ رہے ہیں ابھی"

شنائیل نے بہت سوچنے کے بعد جواب دیا تو سمیر دھیما سا مسکرائے۔

"ڈیٹس ویری گڈ، اگر وہ ایز آ ہسبنڈ آپکو ابھی سیٹسفائے نہ کر سکے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ کیمو کا ایک بہت بڑا سائیڈ ایفیکٹ ہے۔ ہوپ سو آپ سمجھ گئی ہوں گی"

شنائیل نے ہونق ہوتے ڈاکٹر سمیر کو دیکھا جواب بھی دھیما سا مسکرا رہے تھے جبکہ شنائیل کو لگا اسکا دل بہت تیزی سے دھڑک اٹھا ہو۔

"مطلب وہ فزیکل ہونا اس لیے پسند نہیں کرتا؟"

شنائیل نے زرا ہمت کرے پوچھ ہی لیا۔

جی بلکل، جیسے ہی ہیلتھ گروتھ کرنا شروع ہو گی اسکے موڈ سوئنگز، باڈی"

ہارمونز بھی نارمل ہوتے جائیں گے۔آپ کوشش کریں مینٹلی زیادہ مقدار میں ہیل کرنے کی کوشش کریں۔اس سے بات چیت کریں۔اسکی پسند میں خود کو ڈھالیں،اس نے بتایا تھا گرمیل کے ساتھ کچھ ٹائم رہ کر اس نے جو کچھ کیا وہ بہت غلط تھا اور اسی چیز نے اسے ڈپریشن کا مریض بنا دیا۔پہلے بھی جاب لیس رہا، کافی چیزیں اسے مینٹلی سک کرتی رہیں۔اس سے یہ سب

" سنیں۔مجھے یقین ہے وہ آپکو واپس مل جائے گا شنائیل

ڈاکٹر سمیر نے بہت جامع انداز میں شنائیل کو جمشید کی کنڈیشن بتائی تو کہیں دل ہلکا ہوا یہ سوچ کر کے جمشید کا اب تک فرار اسکی اپنی خواہش نہیں بلکہ اس بیماری کا اثر تھا۔

وہ تھینکیو کہے اٹھ کر اسے دیکھنے گئی پر وہ ابھی دواوں کے زیر اثر سو رہا تھا تبھی وہ اندر نہ گئی، کیونکہ اس وقت اسے جمشید احمد پر بہت پیار آرہا تھا تبھی خود کو اس سے دور رکھنا ہی شنائیل کو مناسب لگا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

دراب نے پہلے سکھی کو پک کیا پھر وہ لوگ قبرستان گئے، وہاں فاتحہ پڑھنے کے بعد دراب کچھ دیر اسکے ساتھ رہا اور پھر دلہا صاحب کو چیئر آپ کرنے کے بعد ہال پہنچانے گیا اور راستے میں اپنی کرائم پارٹنر کو بھی پک کیا کیونکہ بارات کے لیے سب منتظر تھے۔

اور پھر رونق ہی تو لگ گئی، یزدان نے میسج والی بات فی الحال دماغ سے نکال دی کیونکہ وہ اپنا سپیشل دن سپائیل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

سلوی کو نادیہ نے آکر جب بارات کا بتایا تب وہ تھوڑی سرخ رو ضرور ہوئی کیونکہ آج تو اسکی خواہشات کی تکمیل کا دن تھا پھر وہ اپنے دلہنا پے کے سبب سکھی کی آنکھوں میں جمع ہوتے خمار کی سرخیاں دیکھنے کو بے تاب تھی۔

اور وہ لمحہ جلد آگیا جب وہ دلہن بنی یزدان کے روبرو آئی، لمحے تھم گئے کے اسقدر خوبصورتی اور وارفتگی پر آتے جاتے سانس رک سے گئے، سب آج بھی بے حد حسین لگ رہے تھے پھر سٹیج پر سلوی اور یزدان کی دلفریب حکمرانی نے مزید منظروں میں مدہوش امرت گھول دیا تھا۔

ہال میں سب ٹھیک رہا پر فاروقی مینشن میں ایک مشکوک آدمی چوکیدار کی آنکھ سے بچ بچاتا اندر داخل ہوا تھا جسکے ہاتھ میں گن تھی اور وہ تیزی سے اندر گھسا تھا، اور اندر جا کر گم ہوا۔

جبکہ ہال میں سب امن رہا تو یزدان کو یقین ہو گیا کے وہ میسج ضرور کسی دوست کا پرینک ہو گا۔

سلوی پاس بیٹھی تھی تب بھی وہ پریشانی کے سبب اسکی موجودگی فیل نہ کر پایا تھا اور خود سلوی کے ہاتھ پیر پھولے تھے کہ وہ شکر کا سانس لے رہی تھی کے وہ بات نہ ہی کرے تو بہتر ہے۔

باران تو سلوی کے پاس ہی رہا، اسے سلوی آپی دلہن بنی اور پیاری لگ رہی تھی، جبکہ رات آٹھ تک ایونٹ خوب ہلے گلے کے سنگ چلا اور پھر فائنلی رخصتی کا لمحہ آیا، اور سلوی، اپنے ابا جی کو چھوڑے، چچی کی تمام زیادتیاں بھولے یزدان کے ساتھ رخصت ہو گئی۔

سب ہی سیدھے فاروقی مینشن ہی روانہ ہوئے کیونکہ باقی کی رسمیں اب گھر ہونی تھیں۔

نو بجے تک سب فیملی کے لوگ فاروقی مینشن پہنچ آئے تھے، سلوی اور یزدان کو سب نے لاونج میں ہی بٹھایا مگر دونوں ہی بیٹھ بیٹھ کر بیزار آ چکے تھے۔

"سکھی۔ میری کمر درد کر رہی ہے"

سلوی بولنے کی کبھی غلطی نہ کرتی پر ایک تو جوڑا ہیوی تھا دوسرا اس سے بیٹھا جانا محال ہوا۔

"اوکے میری جان۔ بھیجواتا ہوں روم میں"

سکھی نے اسکا ہاتھ پکڑ کر دباتے اٹھ کر وہیں باران کے پیچھے لگی لیزے کو پکارا تو وہ مڑی۔

"لیزے! سلوی کو روم میں لے جاو بیچاری بیہوش ہونے والی ہے۔"

یزدان کے مسکنیت سے کہنے پر لیزے نے مسکرا کر سر ہلایا اور خواتین کے جھرمٹ سے نکالے روم کی طرف لے گئی، باقی سب بھی دھیرے دھیرے اب چائے کے سیشن کے بعد رخصت ہونے کا ہی سوچ رہے تھے۔

لیزے نے سکھی کے روم میں سلوی کے ساتھ انٹر ہوتے سمائیل پاس کی کیونکہ پورا کمرہ سرخ گلابوں کی بھاری سجاوٹ میں گرا تھا۔

"اف لیزے آپیا، تھینکیو ورنہ میں وہیں سو جاتی"

سلوی نے فوری وسط کی جانب قدم بڑھائے تولیزے بھی مسکراتی پاس آئی۔

"آج سکھی تمہیں سونے دے ہی نہ دے، چلو جب تک وہ آتا ہے کمر سیدھی کرلو۔ کچھ چاہیے ہو تو کال کرنا۔ ابھی یہیں ہوں"

لیزے نے اسکی گال تھپکائی اور پلٹ گئی جبکہ سلوی جو لیٹنے کا سوچ رہی تھی، گھٹن سی ہونے پر تیزی سے روم کے دائیں جانب بنے ٹیرس کے گلاس ڈور کو کھولتی باہر ٹھنڈی فضا میں گہرے سانس بھرتی ٹیرس کے آخری کنارے چلی گئی، سکھی کی قربت اس وقت اسکے پورے جسم سے جان کھینچ رہی تھی، نیچے لان میں ہوئی سجاوٹ، پیچھے پلٹی تو کمرہ خوشبوؤں سے اٹا، نا جانے کتنی دیر وہ ٹھنڈ میں کھڑی رہی۔

"آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں۔ ٹھنڈ دیکھی ہے؟"

یزدان ابھی گیسٹس سے فری نہیں ہوا تھا بس دراب سے دو منٹ اجازت لیے سلوی کو دیکھنے آیا، کمرے میں نہ دیکھائی دی تو لپک کر ٹیرس کی سمت آیا، وہ گھبرا کر سکھی کو دیکھتے پلٹی۔

"گ۔۔ گرمی لگ رہی تھی سکھی"

وہ یزدان کے قریب آنے پر دو قدم پیچھے سرکی ہی کے یزدان نے اسکی بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تو وہ سینے سے جا لگی، انگ انگ میں سرور گھلا۔

ابھی سے لگنے لگی گرمی۔ ابھی تو دیکھا بھی نہیں میں نے آپکو ان خاص ترین شب زفافی نظروں سے۔ مجھے ڈری سہمی اور تھکی سلوی نہیں چاہیے

"آج۔ اوکے؟ چینج کر کے آپ دو تین گھنٹے سو لیں۔ جائیں

یزدان کا اتنے آرام سے جانے دینا سلوی کے لیے جھٹکا ہی تھا پر وہ ایسے کافی پر سکون ہو گئی۔

"پکا؟"

وہ اسی ڈرے لہجے میں بولی تو سکھی نے اسکی نوزپن کی بالی میں لٹکے دو پرلز کو کوفت سے دیکھا جوان ہونٹوں تک پہنچنے میں رکاوٹ تھے ورنہ وہ اسے یقین دلانے کے لیے کچھ اور کرتا۔

جی۔آپکے وجود پر تھکن اب صرف میری محبت کی شدتوں کی برداشت "

"ہے مجھے۔جائیں شاباش

وہ اسکے کان میں مدہوشی سے بولا تو اس سے پہلے وہ بلش کرتی حصار سے نکلتے جاتی، روم اور ٹیرس کے دروازے میں کھڑا نقاب پوش آدمی جسکے ہاتھ میں گن تھی، دیکھتے ہی سلوی نے چیخ کر پلٹے سکھی کو پیچھے دھکینا چاہا مگر وہ جو بلکل ٹیرس کے کنارے کھڑا تھا، بچارا کھڑے کھڑے ہی نیچے گر گیا۔

سلوی کی چیخ دوبارہ ابھری، وہ ٹیرس کے کنارے دوڑی ادھر دوسری طرف دراب بروقت گولی چلنے پر بروقت کمرے میں پہنچتے ہی اس نقاب پوش کو پیچھے سے جکڑتا ایک ہی مکا مارے گن کھینچ کر زمین پر گرا گیا جبکہ سکھی نیچے گرا پڑا اپنی بازو پکڑے کراہ اٹھا، دراصل وہ جہاں گرا وہاں پھولوں

کی گھنی کیاریاں تھیں تبھی بچارا ڈائریکٹ لان میں گرنے کے بجائے پہلے تو ان پر گرا پھر نیچے اور لگ یہی رہا تھا کے بازو ٹوٹ گئی کیونکہ اسکا پورا وزن اسکی بازو پر پڑا تھا۔

دراب نے دو زوردار مکے مارتے اس نقاب پوش کو بے سدھ کیا اور خود ٹیرس کی طرف بھاگ کر سلوی کو پیچھے کھینچا جو خود بھی بلکل گرنے والی تھی۔

"مم۔۔میں نے دھکا جان کر نہیں دیا۔۔۔وہ۔۔۔گ۔۔ گر گئے بھائی" سلوی کا رو رو کر برا حال تھا جبکہ دراب نے جب آگے ہو کر نیچے دیکھا تو کچھ پر سکون ہوا کیونکہ وہاں سب گرے پڑے سکھی صاحب کو ریسکیو کر کے ہوسپٹل لے کر روانہ ہو چکے تھے۔

کالم ڈاون۔رونا بند کرو۔۔۔لیزے۔۔۔سنبھالو اسے۔میں اس منحوس" "کو دیکھتا ہوں کون تھا۔

لیزے بھی پیچھے ہی ڈورتی آئی تو دراب کے کہنے پر اس نے روتی سلوی کو ساتھ لگایا جبکہ مکوں کے اثر سے باہر نکلا وہ آدمی تب دلخراش چلایا جب دراب نے اسکی گردن دبوچے پکڑ کر اٹھایا اور روم سے گھسیٹے ہوئے گھر سے نکل کر لان میں لایا اور اسے پورچ کی کھردری زمین پر پٹخے گن تانی اور ساتھ سجاول بڈی کو کال ملائی جو سکھی کو ہوسپٹل لے کر نکلے تھے۔

"بڈی، یزدان ٹھیک ہے؟ جلدی بتائیں"

دراب نے پریشانی سے پوچھا۔

"ہاں بازو نہیں ہلا پا رہا۔ ہوسپٹل پہنچ کر بتاتا ہوں"

دراب نے تسلی ملتے ہی کال بند کی اور گن سیدھی اس آدمی پر تانی جواب یہاں ہونے کے مقصد کے بارے بتا رہا تھا اور دراب کے ماتھے پر غصے سے لکیریں بڑھتی گئیں۔

وہیں سلوی کی ہچکیاں بند ہونے پر نہ آ رہی تھیں، جبکہ لیزے اسے جتنی تسلی دیتی ابھی بے سود تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

جمشید کسی صورت شنائیل کے ساتھ آنے پر آمادہ نہ تھا پر وہ ضد کر کے لے ہی آئی۔

تم ٹنشن نہیں لو۔ سکھی بلکل ٹھیک ہے اور وہ آدمی بھی پکڑا جا چکا ہے۔ بس" بازو فریکچر ہونے سے اسکی نائیٹ سپائل ہو گئی۔ تم بیٹھو میں تمہارے لیے "فریش جوس لاتی ہوں

شنائیل نے کہہ کر کچن کا رخ کیا تو وہ بھی سلوی کو کال ملانے لگا پر سلوی شاید سکھی کے پاس تھی تبھی فون اٹھا نہ سکی۔

جمشید اٹھ کر کچن کی طرف ہی بڑھا جہاں وہ ایپل اور رسبیری شیک میں تازہ بلوبیری جوس بھی ایڈ کر رہی تھی۔

تم یہاں کیوں آئے، میں آرہی تھی۔ یہ لو۔۔۔ یہ جوس ڈاکٹر سمیر نے ہی"
"ریکمنڈ کیا ہے۔ تمہیں انرجی دے گا

شائیل سے گلاس لیے جمشید نے اک سیپ لیا تو کافی اچھا اور ریفریشنگ تھا۔

"ممی بابا سے صلح ہو گئی تمہاری؟ بابا نے کوئی تکلیف تو نہیں دی"

گلاس، صلیب پر رکھے جمشید نے سنجیدہ ہوتے پوچھا جو بے حد پاس رکے
آسکے ہاتھوں کو ہاتھوں میں جکڑے مسکرائی۔

نہیں۔ سب مل گیا ہے کھویا ہوا۔ گھر، بابا کا پیار۔ ممی آئی تھیں پاکستان پر"
"ملے بنا آگئی کیونکہ موڈ نہیں تھا۔

وہ اسکی آخری بات پر خفگی سے آبرو اچکائے گھورا۔

"کال کرلی تھی گھورو مت۔ اسے پیوناں"

شائیل نے جلدی سے ہاتھ چھڑواتے گلاس اٹھا کر اسکی طرف بڑھایا جسے
جمشید نے پکڑ کر واپس صلیب پر رکھا۔

"ایسے توجہ دے کر مت دیکھو، میں غلط فہمی میں ماری جاوں گی"

وہ اسکا چہرہ پکڑ کر پرے کرے شانے سے جا لپٹی تو جمشید نے کچھ دیر اسے وہیں رہنے دیا اور جب وہ خاموشی سے گھبرا کر سامنے ہوئی تو وہ اسکے چہرے پر جھکتا شنائیل کا ہر اختیار سلب کر گیا، وہ یوں تھی جیسے اب کبھی دوسرا سانس نہیں لے گی، وہ دیوانگی کی حدوں کو چھوتا ہوا اسکے احساسات سے روح تک کے دھاگے اپنی من مرضی سے چھو گیا۔

"ی۔۔یہ کیا تھا؟"

وہ پیچھے ہٹا تو اپنی بکھرتی سانسوں کے بیچ وہ منمنائی۔

"سٹریس ہو رہا تھا، اسے ریلیز کیا ہے۔ خوش ہونے کی ضرورت نہیں۔"

وہ گلاس اٹھاتا اپنی خواہش پر پردے ڈالے باہر گیا تو شنائیل نے صلیب تھامے خود کو گرنے سے بچایا تھا اور پھر بھاگنے کے انداز میں پیچھے ہی دوڑی جو پھر سے بھاری سانسیں لیتا کاوچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تھا، گلاس بھی سامنے رکھا۔

وہ تیزی سے پاس آتی اسکے ساتھ بیٹھے اسکے سینے پر ہتھیلی رکھے نم آنکھوں سے تب تک اسکی گردن گال اور سینہ سہلاتی رہی جب تک جمشید کا سانس بحال نہ ہوا۔

ایسے سٹریس ریلز کا کیا فائدہ جو دگنا جان پر بنے۔لک ایٹ می، میں یہ تک "ہنڈل نہیں کر سکتا۔"

وہ دبی دبی سانس کھینچتے بولا تو شنائیل نے اسکے ہونٹوں کے کنارے جا لگتے پیار کیا اور اس بیچ اسکی گردن کی دوسری جانب ہتھیلی سہلاتی رہی۔

"تم نے مجھے تو ہینڈل اچھے سے کر لیا، تمہیں میں کر لوں گی ڈونٹ وری"

وہ اسکے حصار میں سمٹی نم سی سرگوشی کیے جمشید کے ہونٹوں پر مسکان بکھیر گئی۔

"کیسے کرو گی؟"

جمشید پیچھے ہٹے اسکا رسیلا چہرہ بغور دیکھتے بولا۔

کرلوں گی۔اب تمہارے بھاگنے کی سمجھ آئی مجھے۔تم مجھ سے پیار نہیں کر" پاتے تبھی آگئے۔لیکن تمہیں ڈر تھا میرے پاس رہے تو میری خوشی میں خود "کوراضی کر بیٹھو گے۔تم جانتے ہو مجھے کتنی خوشی ملی یہ سوچ کر

وہ اسکی بات پر ہنس پڑا،یہ لڑکی سچ میں انٹیک تھی۔

"کتنی خوش فہمی ہے تمہیں؟"

وہ طنزیہ مسکرایا۔

"ابھی کچھ دیر پہلے کسی نے میری خوش فہمی کو خوش قسمتی میں بدلا ہے۔"

وہ اسکے اپنی طرف آنے پر پاگل ہو رہی ہے یہ جمشید محسوس کر رہا تھا۔

خود کی حدود تک قید کرو گی تو میں قید کی تکلیف کسی طرح تو اگلوں گا"

"ہی۔اب میرا تمہیں وہ طریقہ خوشی دے گیا تو میرا کوئی عمل دخل نہیں

وہ منہ پھیر تا انتہا کا پیار الگا کے شنائیل کو اس سے ایک بار پھر پیار ہو گیا۔

"تم ہمیشہ یہی طریقہ اختیار کرنا۔"

شنائیل نے اسکے ہاتھ پر دباو بڑھاتے اسکی سانس میں سانس بھرتے گزارش کی۔

"کتنی ترسی چیز ہو تم"

جمشید نے بوکھلاہٹ میں شکوہ کیا تو وہ معنی خیز سا مسکائی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے تو ترساپن کسی اور نے دیکھا یا تھا،"

وہ آنکھیں گماتی اخیر شرارت پر اتری لگی تبھی تو جمشید نے اسکی کمر میں حائل بازو لپیٹے خود پر منتقل کیا، وہ اسکی سلگتی نگاہوں کی تپش سے دہکی۔

"تم یہ تو نہیں سوچ رہی کے مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے"

جمشید کو اس لڑکی کے ارادے بہکتے محسوس ہو کر ڈرا رہے تھے۔

نہ ہو محبت۔ میں تمہاری روز کی ایک وحشی عنایت پر بھی خوشی خوشی زندہ"

"رہ سکتی ہوں

وہ خمار سے بھری بولی تھی، انتہائی شر انگیز لگی پر اسی لمحے بے انتہا

خوبصورت۔

"ایک سے زیادہ عنایتوں پر کیا کرو گی؟"

جمشید نے اسکے مدہوش ہونے کو محسوس کرتے ویسے ہی لہجے میں سوال کیا۔

"بھاگ جاوں گی"

شرم سے پلکیں بھاری کرتی وہ جمشید کے دل میں دھڑک اٹھی۔

"تم شرماتی بھی ہو؟"

وہ اسکے گلاب رخساروں کو دیکھے حیرت سے مسکرایا۔

"ہاں جب سامنے بے قابو جمشید احمد ہو"

لبوں پر بکھری رنگیں مسکراہٹ سمیٹ وہ سرگوشی میں بولی۔

"تم نے مجھے مسکراہٹ دے دی، تھینکیو۔اچھی لگی ہو شرماتے ہوئے"

وہ اسے آزاد کرتا ساتھ آباد کیے جب اپنا بازو کھول گیا تو وہ خوشی خوشی اسکے سینے سے جا لگی۔

"آئی لو ویو"

وہ اسکے سینے پر پیار دیتی بولی، جمشید نے مسکرا کر آنکھیں موند لیں۔

"تمہیں درد ہے؟ کیا محسوس کر رہے ہو"

وہ فوراسے اٹھ بیٹھی۔

"ہاں، زبان کڑوی ہو رہی ہے، ہاتھوں کے مسلز کھینچے ہوئے ہیں۔ سمیل فیل ہونی ختم ہو گئی ہے اور ہر وین میں کھنچاو ہے۔اور ایسا فیل ہو رہا ہے جیسے

"پوری باڈی جل رہی ہے۔بس اتنا سا

وہ بے ارادہ بولا، شنائیل نے ہاتھ بڑھا کر اسکی گردن سے ہتھیلی جوڑی۔

کیموتھراپی تمہیں یونہی تکلیف دے گی، سرجری از بیسٹ آپشن"

جمشید۔ مجھ سے اپنی تکلیف بانٹ لو تاکہ یہ ڈپریشن کم ہو تمہارا، تم نہیں

"چاہتے کے تمہاری زندگی تکلیف سے پاک ہو؟

وہ اسکے کسی درد کو کم نہیں کر سکتی تھی تبھی بس وہ آپشن دیا اسکے بس میں

تھا، جمشید نے مشکل طریقے سے سانس لیا ہی کے شنائیل نے اسکے ناک سے

نکلتے بلڈ کو دیکھتے اسکا چہرہ اوپر کیا۔

"جمشید اٹس بلڈنگ۔۔۔اٹھو شاباش۔۔"

وہ اسکا ہاتھ پکڑے اٹھاتے بولی جو اٹھ کر میز پر رکھے ٹشو باکس سے ٹشو کھینچ کر نکالے ناک پر رکھ گیا۔

"یہ معمولی ہے کیمو کے بعد، ڈونٹ وری۔ تم جا کر کچھ دیر سو جاو ورنہ مجھ سے پہلے مر جاو گی"

وہ یہ سب اتنے آرام سے بول گیا کے شنائیل کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔

ٹشو پورے اسکے خون سے تر تھے اور وہ شخص اسے معمولی سمجھ رہا تھا۔

"مرنے دو۔ تم آو میرے ساتھ۔ سر میں پانی ڈالو گے ناں تو دیکھنا بلڈ رکے گا"۔ بات مان لو میری جیم۔

وہ اسکی ڈوبی سرگوشی پر بنا کوئی اعتراض اٹھ کھڑا ہوا اور وہ اسکے ہاتھ سے وہ ٹشو لے کر ڈسٹ بن میں پھینکے خود روم کے اٹیچ شاور پینل تک لائی اور جمشید مدھم سی مسکراہٹ کے سنگ ان پھولے ہاتھ پیروں والی لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"تم مسکرا کیوں رہے ہو؟"

شنائیل نے شاور آن کیا جس سبب پہلا پانی کا جھٹکا شنائیل کو بھیگو گیا پھر جا کر شاور پریشر کھل کر جمشید تک پہنچا۔

"اس لیے مسکرا رہا تھا"

وہ فوری مکمل بھیگتے ہوئے شرارت سے بولا تو شنائیل منہ پھلاتی اسکے سینے سے جا لپٹی، سر میں گرتے ٹھنڈے پانی اور سینے سے لگتی اس پر سکون کرتی لڑکی نے جمشید کے درد کرتے وجود میں اک لطف سا سرائیت کیا کے وہ اسکے اطراف بازو لپیٹ گیا۔

"ناک دیکھاو۔رکا بلڈ؟"

وہ سینے سے الگ ہوتی شاور بند کر گئی اور ہاتھ ٹشو لمبا سا کھینچا گھول مول کرتے آدھے سے پہلا جمشید کا چہرہ ڈرائے کیا پھر اسکے ناک کو ٹشو سے چھوا تو بلڈ نہیں تھا۔

"تم سے ڈر گیا بلڈ"

وہ شنائیل کے پر سکون ہونے پر واپس اسکے اطراف بازو باندھتا مزے سے جتا گیا جس سبب وہ اسکی جانب دیکھنے پر مجبور ہو گئی کیونکہ سکون جیسی بھی قسم کا ہو، وہ جمشید کے چہرے پر اسے اچھا لگتا تھا۔

میں تمہاری آتی جاتی سانس سے ڈر رہی ہوں جیم، اور تمہیں مزاق سوجھ رہا"
"ہے؟

آنکھوں میں آنسو بھرے وہ اس سے اس ستم کا جواز مانگتی محسوس ہوئی۔

جو ڈرتے ہیں، انھیں اور ڈرایا جاتا ہے۔ تم ویسے تو بلکل اچھی نہیں لگتی پر"
"ڈری ہوئی شنائیل کے بارے سوچ سکتا ہوں

شنائیل کی آنکھوں میں تیرتی نمی، کہیں آنکھوں کے کناروں میں جذب ہو گئی، مسکراہٹ اسکی خوبصورت ہوئی۔

"کیا سوچو گے؟"

وہ اسکی شرٹ کے گریبان تک ہاتھ سرکاتی بہکے بہکے لہجے میں بولی، جمشد نے اسکے دونوں بے قابو ہاتھ پکڑ کر ایک ہی جھٹکا دیتے اسکی پشت پر باندھے۔

"یہی کے تھوڑی دل میں جگہ دے دیتا ہوں"

وہ بلکل اسکے بازووں میں دبی قید تھی پھر بھی جمشید کے بدلے بدلے خیالات سنے یوں تھی جیسے بہت مدت بعد سانس لے پائی ہو۔

تھوڑی میں فٹ نہیں آوں گی، پوری چاہیے ادھر وائز اپنا دل اپنے پاس" "رکھو۔ چینج کر لو ہات لگ رہے ہو بھیگی زلفوں اور جسم کے ساتھ۔

پوری قوت لگاتی وہ اسے پرے دھکیلے تیزی سے باہر بھاگ گئی جبکہ جمشید اسکے بھاگنے پر گہرا مسکرایا، وہ ڈرانے والی چیز اسکے حصار میں کچھ دیر پہلے کانپ رہی تھی، بس تبھی جمشید احمد نے اسے جانے دیا تھا ورنہ دل میں تھوڑی کیا، وہ پوری براجمان ہو چکی تھی اور اسکا اعتراف جمشید احمد کی آتی جاتی سانس کر رہی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

سکھی کی دائیں بازو کی ہڈی، اسکے اپنے پڑتے دباو سے کریک ہوئی تھی جبکہ اور جسم پر کسی قسم کی چوٹ کا کوئی نہ درد تھا نہ نشان جیسے وہ ٹیرس سے نہیں، بیڈ سے گرا ہو۔ شاید ملائم ملائم پتوں کی کیاریوں پر گرنے کے سبب جھٹکا لگا پر بچت ہو گئی جبکہ پھر بھی اسے پین کلر انجکشن دیا گیا جبکہ بازو فریکچر تھا تو پٹی چڑھا کر نرس ہولڈر چڑھا گئی تھی، سجاول، براق جدون دونوں ہوسٹل آئے تھے، نرس کے آکر بتانے پر فورا سکھی کو دیکھنے لپکے جو آنکھیں بند کیے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے ایک پیر نیچے لٹکائے بیٹھا تھا۔

"لگوالی ناں نظر خود کو شوخے"

بابا کے لپک کر اندر آنے پر وہ درد کرتے سر کے سبب بمشکل آنکھیں کھولتا پھیکا سا مسکرایا، جبکہ براق بھی باپ بیٹے کی جپھی دیکھتے فورا سے دراب کو سکھی کی خیریت کا بتانے کال ملاتے پاس ہی آئے اور اسکی گال تھپکائی جو کافی نڈھال لگ رہا تھا۔

"کیسے گرے تم۔ گولی لگ جاتی تو دل بند ہو جاتا میرا۔ درد ہے بابا کی جان؟"
سجاول کی تو جان حلق میں اٹکی تھی۔

"سلوی مجھے گولی سے بچا رہی تھیں پر آپکو پتا ہے ٹیرس کی دیوار کتنی معمولی سی ہے، بس اچانک دھکیلے جانے پر میں توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ وہ آدمی

"کون تھا بابا؟ دراب کو کال کریں۔ سلوی کا پوچھیں پلیز پھر اس آدمی کا
سجاول خفیف سا برہمی سے گھورے کیونکہ سلوی کی حرکت انھیں بہت بری لگی جبکہ براق جدون نے اشارے سے کال پر دراب کا بتایا تو یزدان انکی طرف دیکھنے لگا۔

"بیوقوف لڑکی۔ دماغ نام کی چیز نہیں تھی کیا اس میں۔ خدانخواستہ تمہاری جان بھی جا سکتی تھی یزدان۔"

بابا کے صدمے اور غصے کی ملی جلی کیفیت کے سنگ کہنے پر یزدان نے بابا کا ہاتھ مضبوطی سے جکڑا۔

گئی تو نہیں۔پلیز سلوی کو کوئی کچھ نہیں کہے گا بابا۔ریکویسٹ کرتا ہوں آپ"

"سے

یزدان نے تاسف کے سنگ بابا کو دیکھتے کہا مگر وہ سر جھٹک گئے،اکلوتی اولاد پر آنچ کوئی باپ برداشت نہیں کرتا۔

گرمیل کا چھوٹا بھائی،اس روز وہ سٹوڈیو میں ہی چھپا تھا۔اسے لگتا ہے تم" قاتل ہو گرمیل کے بس انتقام لینے آیا۔دراب نے اریسٹ کروادیا ہے۔لمبا پھنسے گا کیونکہ اسکا اعتراف جرم بھی دراب نے ریکارڈ کرلیا ہے۔سلوی نے "رو رو کر طبعیت بگھاڑلی ہے

براق جدون کال لیتے واپس آئے تو یزدان نے جس بے دردی سے کھینچ کر ڈرپ نیڈل اپنے ہاتھ سے اتاری،لمحہ بھر سجاول اور براق صاحب ساکت رہ گئے،وہ اٹھ کر اپنا بلیڈرز اٹھاتا جانے کو بے تاب تھا جب دونوں کی گھوری پر تھما۔

دیکھ رہے ہیں آپ اسے ؟اس کو اپنی جان کی زرا پرواہ نہیں۔ تم پٹ جاو"
گے۔آرام سے ٹک کر بیٹھو۔ بازو توڑ دی اس نے،اور اسی کے لیے مرا جارہا
"ہے بے شرم
سجاول گویا غصے سے گرجے جبکہ بنا دونوں کی سنے وہ روم سے نکلا تو سجاول
پیچھے جانے لگے جب براق نے انھیں بازو سے پکڑے روکا۔
اتنی سنگدلی اچھی نہیں سجاول بچے، مت بھولو اگر وہ اسے نہ دھکیلتی تو شاید"
یزدان دوسری سانس نہ لے پاتا۔کالم ڈاون۔اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا
میرے بچے۔آجاو۔ویسے بھی سکھی بلکل ٹھیک ہے۔ بازو بھی جلد ٹھیک ہو
"جائے۔ شکر ادا کرو اللہ کا کے بڑے نقصان سے بچے ہیں، آجاو۔ ٹھنڈ رکھو
سجاول کے غصے پر اوس گرتی محسوس ہوئی جبکہ دونوں ہی پریشان حال کچھ
مطمئین ہوئے اور سکھی کے پیچھے لپکے۔
وہیں سلوی کی سسکیاں،اسکے آنسو ماحول افسردہ کر رہے تھے۔

مہمان تو جا چکے تھے بس چند اپنے لوگ ہی موجود تھے، باران سلوی کے رونے پر کافی اداس ہو رہا تھا تبھی دراب نے ممی اور باران کو گھر ڈراپ کر دیا جبکہ رضوان شاکرہ اور سلمان بھی حادثے سے پہلے ہی جا چکے تھے۔

جبکہ خود لیزے اور دراب وہیں فہمیدہ صاحبہ کے روم میں تھے جہاں وہ نانو کے سینے لگی تب سے روئے جا رہی تھی۔

"سلوی! بس کرو رونا۔ ٹھیک ہے سکھی۔ اس نے تمہیں ایسے دیکھا ناں ہم سبکی گردنیں گھوٹ دے گا۔ یار آپ دونوں چپ کروائیں اسے"

دراب جو کمرے کے وسط میں ٹہل رہا تھا، آخر اخیر تنگ آتے بولا تو لیزے نے گھوری سے نوازا، سلوی کی سسکیاں اور بڑھیں تو دراب نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"دے۔۔دی جان۔ اس آدمی نے سکھی کے سر کا نشانہ بنا رکھا تھا۔۔۔م۔۔میں کیا کرتی۔م۔۔میں نے اچانک کر دیا۔ دی جان وہ غصہ ہوں گے۔ وہ مجھے چھوڑ دیں گے کیا؟"

سلوی نے آنسو تکتیں فہمیدہ اسکا ماتھا چوم کر خود سے لگا گئیں۔

کیسی فضول باتیں سوچ رہی ہے، تو جند جان ہے میرے سکھی کی۔ابھی"

"آئے گا دیکھنا بلکل ٹھیک۔بس میرا بچہ خود کو الزام نہ دے

دی جان کے سمجھانے کے باوجود وہ قرار نہ پا سکی، ہارن کی آواز پر سلوی دم سادھ گئی جبکہ دراب فورا کمرے سے نکلے پورچ کی سمت بھاگا جہاں سجاول تو سنجیدہ سے تھے پر دد ھونے یزدان کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

"میرے کلیجے کا ٹکڑا۔میرا سپائڈر مین"

دراب نے فورا سے دوڑ کر سکھی کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے جس انداز سے ماتھا چومے شوخی ماری، وہ پھیکا سا مسکرا دیا۔

"بکواس نہ کر، سلوی کدھر ہے؟"

یزدان کا ہاتھ دراب نے تھاما تو باقی دونوں اندر لپک گئے، لیزے بھی دروازے میں ہی آگئی تھی۔

آدھی ہو گئی رو کر۔ ویسے ٹارزن کی بچی نکلی۔ پھینک دیا تیرے جیسے چھ" فٹے ڈائناسار کو ٹیرس سے۔ اپنے بچوں کو چسکے لے لے کر سنانا یہ کہانی۔۔ پر "بچے کیسے آئیں گے ابھی۔۔۔۔۔ ہاہا

دراب نے قہقہہ مارے سلگایا جبکہ لیزے اور سکھی دونوں ایسے گھورے جیسے دراب کا قیمہ بنا دینا چاہتے ہوں۔

"لیزے! میں نے تمہارے حیدر کو کھائی میں جھونک آنا۔ اسے کہو میرے زخموں پر نمک نہ چھڑکے۔ ہٹ پرے۔ اندر تو تیرے میری بربادی پر لڈو پھوٹ رہے سب پتا"

یزدان بچارا کراہتا آگے نکلا جبکہ لیزے نے دراب کو چٹکی کاٹی جسے موصوف تحمل سے سہہ گئے کیونکہ وہ چڑیل آج بچنے والی ہر گز نہ تھی۔

سکھی کو دیکھتے ہی فہمیدہ اٹھ کر اسکو نرمی سے گلے لگا تیں نم سا مسکرائے ماتھا چوم گئیں جبکہ سکھی کی بازو دیکھتے سلوی کے آنسو پھر بے قابو ہوئے، اس

سے پہلے سکھی اسکی طرف بڑھتا وہ روتی ہوئی اٹھ کر اپنا لہنگا سنبھالتے کمرے سے بھاگ گئی۔

اک لمحہ تو سکوت سا چھا گیا، پھر براق صاحب نے ہی دراب کو اشارہ کیا کے وہ سکھی کو کمرے میں پہنچائے جبکہ اسکے ساتھ ہی فی الحال کوئی شکوہ شکائیت نہ کرنے کی ریکوسٹ بھی کی گئی، خود براق صاحب بھی لیزے اور دراب کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

جبکہ سکھی نے کاوچ پر بیٹھے ہی سلوی کو پکارا جو رونے کا سیشن کرتے ہی کمرے میں چلی آئی۔

"آپ روئیں گی تو میں انتقام پر اتر آوں گا سلوی۔ پہلے ہی ٹوٹا پھوٹا ہوں۔"

درد کو اک طرف کرتے اس بار غصے سے اس دلہنا پے کے قہر ڈھاتی حسینہ کو وارن کیا گیا جسکے بھاگ آنے پر وہ پہلے ہی تپا تھا۔

ل۔۔لیں ناں انتقام۔مجھے بھی توڑ پھوڑ دیں۔میں سلامت کیوں"
ہوں۔مجھے بھی گرائیں۔میں کتنی بڑی بیوقوف ہوں ناں کیا کر دیا۔آپ
"مجھے بلکل پیار مت کرنا۔

رونے کے بیچ ہی وہ کاجل سے بھری آنکھیں رگڑتے

کیوٹ چڑیل بنی، یزدان فاروقی کے درد میں لازوال کمی کر گئی، بازو سے پکڑ کر کھینچتے اپنے سینے پر گرایا۔

سوچیئے گا بھی مت کے پیار میں کمی ہو گی۔ہاں زیادہ سیریس پیار پینڈنگ"
ہے پر آپکی جان کیسے لینی ہے یہ میں ٹوٹی بازو کے ساتھ بھی اچھے سے جانتا
"ہوں

یزدان کی معنی خیز سرگوشی، سلوی کو اور رلا گئی۔

"خود پر غصہ۔آرہا ہے مجھے"

وہ سسک اٹھی۔

مجھے آپ جان سے پیاری ہو گئی ہیں، آپ پر میرا خون معاف ہے بیوٹی۔ یہ"
تو پھر بس بازو ٹوٹی ہے۔ اگر اب ایک آنسو بھی بہایا تو میں اسکا لمس مٹانے کی
"خاطر اپنا ہر درد بھول کر آپ کو کھا جاوں گا

جانے کیسی برقی کشش تھی یزدان کے ماتھا چومنے میں
کے وہ رونے کو ترک کرتی محبت نچھاور کرنے والی بن گئی۔

"آپ کھا لیں مجھے۔ بہت بری ہوں۔ آپکے سٹمک میں قید ہو جاوں گی"
بھیگی سانس حلق میں کھینچتے اکساتی ہوئی بھی وہ معصوم لگی تھی، یزدان کی
نظروں کے بدلتے رنگ لمحے میں سلوی کے ہوش اڑا گئے، ضرورت سے
زیادہ بھاری دل، سرخ آنکھیں، منتشر سانسیں، وہ اپنی کمزوری یزدان کے
ہاتھوں میں تھما چکی تھی۔

مجھے اپنے ساتھ رکھنا ہے آپکو، یہ کھانا الگ طرح کا ہے۔ بھلا آپ پوری"
"چبائی جا سکتی ہیں مجھ سے

وہ اسکے چہرے پر نگاہیں پھیر تا سرگوشی میں بولا جسکے چہرے پر مٹے مٹے آنسوؤں کے نشانات نے واٹر پروف میک تک کو بگاڑنا شروع کر دیا تھا۔

"چینج کرنا ہے آپکو؟"

یزدان نے اسکے بھاری جوڑے اور سلوی کی ہلکان جان دیکھتے نرمی سے پوچھا۔

"جی"

آنکھیں بند کرے وہ جلدی سے بولی، یزدان کی تیز پر تپش مہکتی سانسیں مزید سلوی کے لیے اتنے قریب ٹھہرے رہنا دشوار کر رہی تھیں۔

"جائیں چینج کر کے ریلکس ہوں"

وہ سر ہلائے آنکھیں کھولتی جاتے جاتے رکی اور سر جھکاتے اپنے عنابی لب یزدان کے ماتھے پر رکھے جنکا ملائم لمس یزدان کو اتنا اچھا لگا کے اس نے ہاتھ، سلوی کی زیریں کمر پر رکھتے اپنی طرف کھینچا تو دونوں کے چہرے ٹکرائے۔

"پیار آرہا ہے؟"

وہ دھیرے سے سیدھی ہوئی تو یزدان کے سوال پر آنکھوں میں جمع نمی سمیت سرہلاتی مسکائی۔

"توزرا گہرائی سے کریں ناں؟"

یزدان نے اسکی ناک کی بالی میں لٹکے دو پرل کو ناک سے چھوتے گدگداہٹ سی سلوی کے اندر تک سرائیت کی۔

"کیا آپکا فار ہیڈ چیڑ کر اسکے اندر کروں کس؟"

سلوی کی وحشیانہ جوابی کاروائی پر یزدان کا موڈ لمحے میں بگھڑا۔

واٹ؟ کس قسم کی نان رومنٹک بیوی ہیں۔ بازو توڑ کر دل نہیں بھرا کے"

"میرا سر کھولنے کا سوچ رہیں

یزدان کے تپنے پر وہ فورا سے اٹھ بیٹھی پر باخدا وہ مسکراتی آنکھیں سنبھالتی سلوی، یزدان کے غصے پر گرد ڈال گئی۔

"خود ہی تو کہا گہرائی"

سلوی نے پیچھے ہٹتے منمنانے کی جسارت کی، یزدان نے اپنے اڈتے عتاب پر بندھ باندھاہی کے وہ تیزی سے آگے سرکتی اسکی ناراضگی پر اپنے حق جتانے کاسایہ کرتی چہرے پر آجھکی،اس نے یزدان کو بولنے لائق ہی نہ چھوڑا،نہ یہ سمجھنے لائق کے وہ کسی درد میں مبتلاہے یانہیں،اپنی سلامت بازو سلوی کے گرد جکڑتے وہ سلوی کے عنابی ہونٹوں کونئے رنگ دیتا بڑی مشکل سے پیچھے ہٹ سکا،وہ چہرہ دیکھانے کے بجائے لمحے میں چہرہ موڑتی اٹھی اور سنبھل کر چینج کرنے بھاگ گئی البتہ یزدان فاروقی پر پن پیے نشہ چھاچکا تھا،خدا خیر کرے۔

بیس منٹ لگ گئے تھے سلوی کو جوڑے،میک آپ اور آدھے بقیہ زیورات کے تشدد سے نجات میں،اور جب وہ نائٹ گاون کے بناہی صرف شرٹ اور ٹراوز پہنے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی تو باہر جانااور مشکل لگا،اس وقت کبرڈ میں اسکے جتنے ڈریس تھے وہ پہن کر سوناتو ممکن نہ تھااور بس یہی

مناسب نائیٹ سوٹ تھا اسکا ایک مسئلہ تھا کے بٹن تمام بند ہونے کے باوجود گلا ڈیپ تھا باقی پاجامہ اور شرٹ سلک میں ڈیزائن تھی۔

اپنے بڑھتی کم ہوتی دھڑکنوں کو لمبے لمبے سانس کھینچ کر ترتیب دیے وہ بالوں کو اچھے سے شانوں پر بکھیرنے لگی، میک آپ کے گہرے اثرات نے چہرہ گلابی کر دیا تھا تو عنابی واٹر پروف سٹکی لپ سٹک نے اب تک ہونٹوں کو مکمل رنگ سے آزاد نہ ہونے دیا پھر ان سے سرزد ہوئی بے خودی اب سلوی کی جان لیے جا رہی تھی۔

میں آئی لو ویو کہہ کر کہوں گی کے آپ ریسٹ کریں۔ٹوٹی بازو کے ساتھ" بہکتے ہوئے وہ پیارے تو لگ رہے تھے پر یہ بلکل میرے حق میں اچھا نہیں ہے۔"

سلوی نے خود کو چند تاکیدیں کیں اور نکلی تو روم میں پر اعتماد پریزدان پر نظر پڑتے ہی اعتماد کی دھجیاں بکھر گئیں، حالانکہ وہ ابھی تک وہیں کاوچ پر لیٹنے کے انداز میں بیٹھا فون سکرین سکرول کر رہا تھا۔

"سکھی۔یہیں آکر سولیں ناں۔پین ہو جائے گا بیٹھنے سے"

سلوی نے وہیں رک کر ہانک لگائی۔

"ہو رہا ہے پین،ادھر آکر پین بھلائیں مجھے شاباش"

یزدان کے ہاتھ کے اشارے پر وہ چلتی ہوئی روبرو آئی تو یزدان نے اپنا مضبوط پہنا تھا جس سبب Arm brace ہاتھ اسکی طرف بڑھایا،ایک بازو میں اسکی بازو ایک جگہ سٹک تھی اور سلوی نے پہلی بار کسی پر یہ اتنا سجتا دیکھا۔

"سکھی۔اس سے زیادہ نہیں کر سکتی"

وہ روہانسی ہوئی ہی کے سکھی نے بازو پکڑ کر اپنے پہلو میں لا بٹھایا۔

"اس سے زیادہ میں کروں گا وقت پر،آپ یہی کریں۔"

یزدان نے اسکی گردن پر ہاتھ پھیرتے دھیرے سے اپنے قریب کیا،سلوی نے نفی میں گردن ہلاتے بچ نکلنے کی کوشش کی۔

"آپکو دیکھ کر ہی کچھ دل کو ہو رہا ہے،م۔۔میں اچھا فیل نہیں کر رہی۔"

وہ اسکے سینے پر ہاتھ رکھے فاصلہ بنائے ٹوٹی آواز میں بولی۔

"میں بھی۔آپ کے تھوڑے اور ظلم درکار ہیں اچھا ہونے کو"

یزدان نے اسکی جالائن چومتے نچلے ہونٹ کے کنارے سرکتے سلوی کا چہرہ اپنی طرف گماتے اسکی گردن کی اطراف پر ہونٹوں کو لگایا تو وہ سمٹ کر سکھی کی گردن میں چہرہ چھپا گئی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"حیدر! بس کریں مسکرانا۔بہت بری بات ہے۔ادھر سکھی بھائی کی نائیٹ برباد ہو گئی اور اوپر سے انکو کتنا تنگ کیا آپ نے۔انسان دل جوئی کر دیتا ہے پر نہیں۔اپنی لو ولائف تو آپکی مست ہے ناں تبھی آپکو یہ نازک صورت حال "مزاق لگ رہی تھی

ائیر رنگز اتارنے کے بیچ حیدر کی شریر مسکراہٹ تکے وہ باقاعدہ غصے سے پلٹ کر ڈانٹ گئی، باران تو سوچکا تھا اور اب لیزے نے کچھ ایسا کہہ دیا کے

بچاری شکنجے میں پھنسنے والی تھی، جس طرح وہ فون پھینک کر اٹھا، لیزے ڈر کر سنگار میز سے جا جڑی۔

میری لو ولائف مست ہے؟ آر یو شیور۔ مجھے تو یاد نہیں کونسی مستی کروائی"

"تم نے میری عشقم۔ پلیز یاد دلانا مجھے

بہکے انداز لیزے کی جان پر بنے تبھی تو وہ مچلی۔

"م۔ میرا مطلب تھا"

وہ بولتے ہکلاتی اس قدر حسین لگی کے وہ جسارت میں بے حد تشنگی ملاتے لیزے کی زبان، دھڑکن اور ہکلانا تینوں بیک وقت روک کے دھیرے سے پیچھے ہٹا۔

تمہارا مطلب جو بھی ہو، میرا ہر مطلب تم سے شروع ہو کر تم پر ختم ہوتا" ہے۔ رہی بات سکھی کو تنگ کرنے کی، یہ تھوڑا تھوڑا اس سزا کا حصہ ہے جو میں اسے جگر ہونے کے سبب اکھٹی نہیں دے سکا۔ جیسے تم مجھے نہیں دے سکی پر اپنے لیے زرا زرا تڑپاتی بھی ہو"

دراب نے ہاتھ بڑھا کر شہادت کی انگلی لیزے کی گلاب رخسار پر پھیرتے ٹھوڑی پھر گردن تک لائی تو وہ گدگداہٹ پر خفا سا ہوئے اسے پکڑ گئی۔

"اف حیدر کب تڑپایا ہے میں نے آپکو؟"

ایسے بے بنیاد الزام پر کون نہ تڑپ اٹھتا، جبکہ دراب تو بھول ہی گیا اس نے کوئی الزام تھوپا ہے، اسے تو لیزے کے وجود سے لپٹی خوشبو، دھڑکنوں اور سانسوں تک مدھم کرنے پر تلی تھی۔

"ہمیشہ، اتنی پیاری لگ کر کے میں کچھ کر ہی نہیں پایا۔ جیسے یہ ساڑھی پہن کر تم پہلے مجھے دیکھاتی ناں، پر تم نے سوچا ہو گا نگل نہ جائے تمہیں حیدر تو اچھا ہے بھاگ نکلوں"

وہ جو سچ میں فکر مند تھی، حیدر کے اتنے سارے سنگین شکووں پر چہرے کے رنگ پھیکے ہونے سے روک نہ سکی۔

"آپ کو لگتا ہے کیا کے آپکے نگلنے کا خوف ہے مجھے؟"

وہ ہاتھوں کو اسکی گردن سے سرکاتی جالائنز تک ہتھیلوں کو روکتے بولی، جو آنکھیں گماتا ہر گز بھی منہ سیدھا رکھنے پر آمادہ نہ تھا۔

"تبھی بھاگ جاتی ہو"

وہ شکوہ کرتا لیزے کو اخیر تنگ کر گیا۔

میں بھاگتی ہوں؟اف حیدر۔آپ مجھ سے پٹ جائیں گے۔ادھر" دیکھیں۔اگر بے بی گرل آگئی تو میں آپکو دیکھنے کو بھی نہیں ملوں گی سن لیں۔جیسے میں باران کی فیورٹ تھی،اسکی بھی ہوں گی۔پھر آپ کیسے برداشت کریں گے۔اب مجھے یہ فکر نہیں ہے کہ میں پھر سے وہ تکلیف کیسے سہوں گی،یہ فکر ہے کے میرے حیدر کا کیا ہو گا"

وہ جو برہم و ناراض تھا،لیزے کی بوکھلائی کیفیت دیکھے مبہم مسکایا۔

"پھر میں خود تمہیں منہ نہیں لگاوں گا"

اخیر حد تک زچ کرتے وہ ڈھیٹ ہونے پر مہر لگا چکا تھا۔

"اتنے آپ صبر والے"

وہ پلوں میں فریفتہ نگاہوں سے دراب حیدر جدون کو تکتی گردن کے گرد بازو حمائل کر گئی۔

"تم مجھے کبھی اپنے لیے صبر کرنے پر مجبور ہونے ہی مت دینا۔ جلد پھر سکیچ ملے رہا ہے ناں مجھے؟"

کمر پر ہاتھوں کو سہلاتے وہ آخری سوال سے لیزے کی آنکھوں میں چمک بھر گیا۔

"سکیچ کیوں چاہیے؟ سات سال پہلے تو بے دردی سے میری محنت پھاڑ دی تھی۔ اب بھی پسند نہ آیا تو ٹکڑے کر دیں گے کیا؟"

لیزے کا بھاری سوز بھرا لہجہ، جذبات، دراب کے حواس پر بھاری پڑنے لگے۔

"وہ ٹکڑے اب بھی محفوظ ہیں، دیکھاوں گا کل تمہیں۔ اب اگر کارٹون بھی بناو گی تو خوشی خوشی قبول کروں گا۔ پر صرف آنکھیں ہوئیں تو سزا دوں گا۔ تمہیں کڈنیپ کر کے کسی گمنام جزیزے پر ہفتہ دس دن کے لیے لے کر

چلا جاوں گا جہاں تمہیں بھی میرے سوا کچھ یاد نہیں رہے گا۔ پھر تمہیں اپنا چہرہ ایسا ازبر کراوں گا کے تم بیٹھے بیٹھے میرا چہرہ بنا لینے میں ماہر ہو جاو گی" سانس میں سانس ملاتے وہ بولتا ہوا لیزے کی الوہی مسکان کا سبب بنتا حسین لگ رہا تھا۔

"اب دل چاہ رہا ہے آنکھوں کے سوا جتنا چہرہ بنایا ہے وہ مٹا آوں"

لیزے کے ارادے سننے کی دیر تھی کے ان بہکے ہونٹوں پر رسیلی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"سیدھے سے کیوں نہیں کہتی، کے حیدر پورا چاہتی ہو"

بھاری لہجہ جان جوکھم میں ڈالتے سوالیہ ہوا تو وہ نچلا لب دانتوں میں لیتی شرما سا جاتی دراب کے گلے جا لگی۔

"فائنلی جلد تم میری دلہن بنو گی۔ آئی ایم سپر ایکسائٹڈ"

دراب نے گرفت مضبوط کی تو لیزے کے کراہنے پر فوری روبرو کھینچ گیا۔

"تم اتنی نازک کیوں ہو۔ اف لیزے اف"

دراب کے منہ بسورنے پر وہ ہنس کر اسکی گال کھینچ گئی۔

"آپ ہیں ناں آئرن مین۔ چلیں چینج کرنے دیں"

لیزے نے باتوں میں لگاتے نکلنا چاہا جب دراب نے کمر سے دبوچتے ایک ہی جھٹکے سے لیزے کو میٹرس پر گرایا۔

"کرنے دیتا ہوں"

معنی خیزی سے کہے وہ جس طرح شرٹ کے دو بٹن اکھارتے قریب آتے جھکا، لیزے ہنس کر اس سے پہلے بھاگتی، دراب کے ٹانگ کھینچ کر دبوچنے پر ہنسی چھوڑے الٹا ڈری جبکہ اسکی اڑتی ہوائیوں پر دراب کا قہقہہ کمرے میں گونج کر مزید آگ لگا گیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"تمہیں میری پسند کیسے پتا؟"

شائیل چینج کر چکی تھی اور جمشید کے لیے بیڈ ہی لگا رہی تھی جب وہ کمرے میں جھانکتے اپنی شرٹ کے پرفیکٹ بلیک کلر کی جانب اشارہ کیے بولا۔

"میں نے تمہیں ہمیشہ گرے، بلیک اور مرے بجھے رنگوں میں ہی دیکھا تھا تو انداز الیں شرٹس۔ آجاو ریسٹ کرو۔ بہت ہو گئی مستی"

وہ باریک سا لحاف کھولے، ریموٹ سے اے سی کی کولنگ سلو کرتی گھومی ہی کے وہ بلکل پاس بوتل کے جن کی طرح کھڑا پوری جان آنکھوں میں لیے کھڑا تھا، شائیل نے ڈر کر دل پر ہاتھ رکھا، چہرے کے رنگ نچڑ سے گئے اور وہ اتنے پاس دھنک کے بکھرنے کا منظر محسوس کرے مبہوت رہ گیا۔

"میں سو نہیں سکتا، درد کے سبب۔ باتیں کر لو تم۔"

شائیل نے اسکی آنکھوں میں دور دور کہیں بھی نیند نہ پاتے آمادگی دینے سے اک لمحہ پہلے نفی میں سر ہلایا۔

م۔مجھے نہیں آرہیں ابھی باتیں۔شاید تھک گئی ہوں۔تم سونے کی کوشش کرو۔میں تمہارے بالوں میں انگلیاں پھیرتی ہوں،اس سے نیند آجاتی ہے"

وہ اس سے کتراتی ہوئی نظریں چرا رہی تھی جبکہ جمشید نے اسکی ٹھوڑی پکڑے چہرہ اوپر اپنے سامنے کیا تو دونوں کی آنکھیں ملیں، ٹیس اٹھے اگر آنکھوں کے ملنے پر تو سمجھو دونوں طرف دل زخموں سے لبریز ہیں اور مرہم چاہتے ہیں۔

ویسے تو چپکی رہتی ہو مجھ سے،جب میں کہہ رہا ہوں تو لفٹ نہیں کروا رہی۔سوچ لو،بدلے میں اگنور کر کے جان بھی لے سکتا ہوں تمہاری" جمشید کے لب و لہجے میں اک کشش تھی اور ابھی شنائیل کے لیے ایسی کسی کشش میں پناہ نہ تھی کیونکہ وہ اپنے جذبات،اپنی خواہشات سب کے ہاتھوں لمحہ بہ لمحہ بے بس ہو رہی تھی۔

"وہ تو تم قریب آکر بھی لیتے ہو اور دور رہ کر بھی۔ بول کر بھی اور چپ رہ کر بھی"

شنائیل کی پلکیں لرز سی گئیں، وہ آبرو اچکا گیا۔

"اتنا برا ہوں کیا؟"

وہ ڈرامائی انداز میں گال پھلا گیا تو وہ ساری تکرار بھلائے اسکے چہرے کو ہاتھوں کی لانبی انگلیوں سے چھوتے ہی سہلانے لگی۔

"تم جان ہو میری"

شنائیل نے جلدی سے گلے لگتے اپنے بے تاب آنسو بہا دیے جنکی گرمائش جمشید کو اپنی گردن میں گھستی محسوس ہوئی۔

"چلو باتیں کرو پھر مجھ سے، جو پوچھو گی بتاوں گا"

وہ فورا روبرو ہوتی بے یقین نظروں سے دیکھتی مسکائی۔

"پکا؟ یہ بھی کے مجھ سے پیار کر سکو گے کبھی؟"

وہ اسکے سوال پر خفیف سے درد میں کھانسا تو شنائیل نے اسے فورا سے پکڑ کر بٹھاتے خود دائیں جانب بیٹھے ہاتھ جکڑ لیا؛ بہت بری طرح سینے میں اٹھتے درد پر جب وہ کھانستا تو کتنی دیر تک اسکا سانس بحال نہ ہو پاتا تھا۔

"تم درد میں بلکل اچھے نہیں لگتے، دل چاہتا ہے اپنی ہر اچھی سانس تمہیں دے دوں۔ اور تم سے ہر مشکل سانس خود پر لے لوں، تم اوپر ہو کر اچھے سے بیٹھو، ایسے تم کمفرٹیبل ہو گے۔ میں یہیں بیٹھتی پاس"

وہ اسکے لیے تکیے لگاتی رونے کو بیقرار آنکھیں رگڑتی جمشید کے ٹیک لگانے پر وہیں اسکے قریب ہوئے بیٹھی تو اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑنا نہ بھولی۔

"اپنی اچھی سانسیں اپنے پاس سنبھال کر رکھو، مجھے جب ضرورت ہو گی میں تم سے لے لوں گا"

وہ اسکے ہاتھوں کی انگلیوں میں ہاتھ جکڑتا ہوا پل بھر میں نظروں کی بدلتی روش سے شنائیل کی دھڑکنیں تیز کر چکا تھا۔

"پلیز ضرور لینا، تمہیں پتا ہے میں نے سب سے معافی مانگ لی جیم"

اپنا پہلا جملہ مکمل کرتے ہی وہ آنکھوں میں بے انتہا خوشی بھرے بولی، ویسی ہی خوشی جمشید کو محسوس ہوئی۔

تبھی تمہاری مسکراہٹ خوبصورت اور آنسو جان لیوا ہو گئے ہیں، جب ہم "
اللہ کی مخلوق کو راضی کر لیں تو ہمارے احساسات اور جذبات ملاوٹ سے
"پاک کر دیے جاتے ہیں

کتنی دیر وہ جمشید کو ہی دیکھتی رہی، وہ اسکے اک اک حرف پر ایمان لائی تھی، لیکن مسکرائی صرف اس بات پر کے جمشید کو اسکی مسکراہٹ خوبصورت لگی۔

"میں نے کہا تھا ناں تم میرے گناہوں کی بخشش کا وسیلہ ہو"

وہ مزید قریب ہوئے دونوں ہتھیلوں کو اسکے گالوں سے جوڑے اس یقین سے بولی کے ان آنکھوں کی سرخائی جمشید کی آنکھوں تک منتقل ہوئی۔

"نہیں۔ یہ تمہاری اپنی خود کی جزا ہے"

وہ کریڈٹ لینے والوں میں کبھی تھا ہی نہیں۔

شنائیل کے ہونٹ متبسم کیفیت میں پھیلے۔

تم مجھے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے تبھی تم نے میری بگھڑی زندگی کو" ایک ترتیب بخشی۔بنا محبت کوئی کسی کے لیے اتنا سب نہیں کرتا۔ تمہیں مجھ سے محبت ہے ناں؟"

وہ پچھتا اٹھا کے کیوں اس لڑکی کو باتوں کی اجازت دے بیٹھا ہے کیونکہ وہ تو سب اگلوانے کے موڈ میں تھی۔

"نہیں،انسانیت کے ناطے کیا"

وہ آنکھیں چراتا بولا، پھر وعدہ توڑا کے جھوٹ نہیں بولے گا۔

میرا جانا بھی تو نہیں دیکھا جاتا تم سے،انسانیت ہوتی تو اتنی بے بسی والا" معاملہ نہ ہوتا۔مجھے دیکھو۔ تم کیسی شنائیل سے پیار کرو گے؟ مجھے بتاو میں بلکل ویسی بن جاوں گی۔پر تمہارے منہ سے اک بار سننا چاہتی ہوں کے کچھ ہوں تمہارے لیے۔میں تمہاری محبت بنے بنام۔۔مرنا نہیں چاہتی۔۔۔۔۔"

بہت خود کو سنبھالا پر یہ معاملہ ایسا تھا جو شائیل کو اندر ہی اندر کھا رہا تھا، وہ خود پریشان ہوا، وہ یوں روتی تڑپتی نہ آج برداشت تھی نہ پہلی ملاقات پر اس لڑکی کی تکلیف پر جمشید کو کسی قسم کا سکون ملا تھا۔ الٹا دگنی اذیت ہوئی تھی۔

بلکل نہیں مرو گی تم، چڑیلیں اتنی جلدی کسی کی جان نہیں چھوڑتیں۔ نیند"

"آ رہی ہے مجھے

وہ اسے پکڑ کر پرے کرتا وہیں نیم دراز ہوتے ہی کروٹ بدل گیا جبکہ وہ جو پہلے ہی تکلیف میں تھی، منہ پھیرتی چپ چاپ رو پڑی۔

"تم ایسے رو گی تو میرا ڈپریشن کم نہیں ہو گا بلکہ بڑھے گا۔"

وہ چونک کر پلٹی تو وہ کروٹ سیدھی کیے اپنے بازو کھولے اسکا منتظر تھا جو دم دیتی اذیت سے گزر رہی تھی، آہستگی سے اسکے بازوؤں میں سماتی اسکے سینے پر جا لیٹے سسک اٹھی، جبکہ جمشید کے چہرے پر تھکی سی مسکراہٹ رقص کر گئی جب اس نے اپنے بازو شائیل کے دائیں بائیں باندھے۔۔

کسی کے لیے خود کو بدلنا بہت آسان ہوتا ہے شائیل اور جذبات کے مارے "
ہم انسان یہ آئے دن کرتے رہتے ہیں، اصل جیت تو تب ہے جب آپ بلکل
نہ بدلیں پھر بھی سامنے والے کے دل میں دھڑک اٹھیں، تب محبت جنم لیتی
ہے۔ وہ جو خامیوں اور کمیوں کو ڈھانپتی ہے نہ کے تقاضا کرے کے پہلے ان کو
"دور کرو
وہ اسکی باتوں کو سنے نم آنکھیں اٹھائے جمشید کو دیکھنے لگی جو اتنی تکلیف کے
باوجود پر سکون تھا کیونکہ اس کے پاس چاہے جانے کا غرور تھا۔
میں اپنی کمیوں اور خامیوں سمیت جب تک تمہیں پسند آوں گی تب تک "
"بہت دیر ہو جائے گی ناں
وہ اب بھی گلے میں پھندے بنے آنسوؤں کو گھوٹے ہی منمنائی، وہ ہنس کر
اس کے آنسوؤں کی شدت تکنے لگا۔

تم اپنی کمیوں اور خامیوں سمیت مجھے اول لمحے ہی پسند آگئی تھی، میں"
تمہیں بتانا چاہتا ہوں پر اگر مجھے کچھ ہو گیا تو تم دہری اذیت میں گرفتار ہو جاو
"گی۔ اگر میں ٹھیک ہو گیا تو پہلا اقرار تم سے محبت کا ہی کروں گا
وہ اسکی خاموشی پر گھبرائی، پر وہ مسکرایا۔

"تم چپ مت ہوا کرو جیم"
وہ روہانسی ہوتی اسکے چہرے پر جھکتے بولی تو اسکے بے قابو آنسو جمشید نے برہم
ہوتے دیکھے۔
"تم رویا مت کرو"
وہ اسکے آنسو بہت پیار سے پونچھ کر بھی محبت سے انکاری تھا تو وہ کیسے پر سکون
ہوتی، محبت کا اقرار جمشید کی زبان کے سوا ہر حس اور قوت نے کر دیا تھا پر وہ
اپنے آپ کے جذبات کی تسکین کے لیے بری طرح اندر ہی اندر تڑپ رہی
تھی۔
"کوشش کروں گی۔"

آواز میں اتار چڑھاو تھا جو جمشید کے دل کو بھی دہلا گیا۔

"کیا محسوس کیا مجھ میں جو اچھا لگا"

جانے وہ کس رو میں تھا کے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے پوچھ بیٹھا۔

تمہاری دھڑکتی ہوئی سانسیں، اپنے دل میں اترتی محسوس کیں۔ شروعات" بس اک سماعت کی طلب سے ہوئی، اختتام تم سے تمہیں پورے کا پورا چھین "لینے پر ہو گی۔

ایسے جواب پر محبوباوں کے ماتھے چومے جاتے ہیں، وہ بھی چاہتا تھا پر ایسا کرتا تو وہ عادی ہو جاتی اور جمشید اچھے سے جانتا تھا اسکا ایک ایک لمس شنائیل پر کس قدر قوی اثر رکھتا ہے۔

تم جیسے مجھے دیکھتے ہو، ایسے کسی نے آج تک نہیں دیکھا۔ کیا ملاتے ہو"

"آنکھوں میں؟

وہ اسکے سوال پر نظریں چراتا بے حد کرب زدہ لگا۔

"کرچیاں"

وہ اسکے جواب پر پھیکا سا مسکائی۔

"تبھی میرا بکھرا ہوا وجود، تمہیں پورا نظر آتا ہے"

دوا کے اثر پر جمشید کی آنکھیں لال پڑ رہی تھیں۔

"اب بھی بکھرا ہوا ہے کیا؟"

وہ اسکے خود پر جھکے ہونے کے سبب اسکے چہرے کی بناوٹ بہت نزدیک سے دیکھ کر ان آنکھوں سے بات کر رہا تھا۔

ہاں۔ چلو اب تم سو جاو۔ میں تمہارے سونے کے بعد آنکھیں بند کروں"

"گی۔ مجھے نیچے اترنے دو۔ تمہیں ہرٹ نہ ہو

وہ اسکے مضبوط سینے پر جھکی تھی پر ہٹنے پر آمادہ تھی تو جیم نے بخوشی اجازت دی جس سبب وہ اسکی بازو پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر گیا، کچھ لمحے ہی گزرے کے اسے اپنے ماتھے پر شائیل کے ہونٹوں کا لمس محسوس ہوا پر وہ اس قدر پر سکون تھا کے آنکھیں بھی نہ کھول پایا، وہ ہاتھ بڑھا کر اسکے بالوں میں

انگلیاں گزارتے اسکے چہرے کے ہر ہر نقش پر اپنے لاڈ نچھاور کرتی رہی اور جلد ہی وہ نیند کی آغوش میں مبتلا ہو گیا۔

"کوئی اتنا پیارا کیسے لگ سکتا ہے، آہ جمشید احمد آہ۔ تم نے لوٹ لیا میرا سب کچھ۔ پلیز اللہ اسکی ہر تکلیف دور کر دیں۔ اسے تکلیف سے آزاد کریں اور شنائیل بھی دے دیں۔ ویسی کر کے جیسی اسے راس آئے۔ میری پوری دنیا درد میں ہے اک فقط تمہارے درد میں مبتلا ہونے سے"

وہ اسکی نیند کا احترام کرے اپنے لاڈ روک گئی بس یہ سوچ کر کے ابھی اس شخص کو نیند بہت کم نصیب ہے پر دل تو اسکا جمشید کے دل کے ساتھ دھڑک رہا تھا، اس میں کوئی شک نہ تھا.

S MERWA MIRZA NOVELS

"درد ہے؟"

سکھی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑا محسوس کیے وہ بہت ہمت سے نظر ملا پاتے بولی، لہجے میں بے پناہ درد ہلکورے لے اٹھا۔

"آپ نے کسی درد کا احساس میرے آس پاس چھوڑا ہی نہیں"

گزشتہ لمحے یاد دلانے کی دیر تھی بے اختیار سلوی کے گلابی ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

مجھے معاف کر دیں اس تکلیف کے لیے، آپکو گرانے کا گلٹ ساری عمر" میرے دل سے نہیں جائے گا۔ آپ چھوٹے بچے ہیں جو میرے ننھے منھے "دھکے سے گر گئے۔ ویسے تو ٹارزن بنے پھرتے ہیں

وہ پیار کے غلبے میں دھت سرگوشیاں کرتے اختتام تک ڈانٹنے لگی تو سکھی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رقص کی جو دل و جان سے سلوی کی طرف متوجہ تھا۔

بس آپ جب سامنے یا ساتھ ہوں تو بہت ہلکا پڑ جاتا ہوں۔ میں اس گلٹ کو" زیادہ دیر آپکے دل میں رہنے نہیں دوں گا، ویسے جو بھی ہے۔ ہماری ویڈنگ "نائیٹ ایکسٹرا یادگار اور سپیشل ہو گئی۔ درد تو ہوا پر، مزہ بھی آیا

شوخ گھمبیر لہجہ لیے اختتام تک جیسے وہ خفیف سا کراہتے ہنسا، سلوی کے رخساروں میں بھی گلاب اتر آئے۔

ہنسیں مت، آپکو کہیں اور بھی لگی ہے سکھی؟ اتنے دور سے گرے۔ کیا درد "ہے کہیں"

یکدم ہی ہوش واپس دھیرے دھیرے لوٹنے پر اسے سکھی کے گرنے کی پھر فکر ستائی تو اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر جائزہ لیتی بولی۔

"کیا لگ رہا ہے آپکو؟ میں ایویں ہنس رہا ہوں؟"

وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھے انگلیوں سے ہتھیلی جکڑتے محبت پاش لہجے میں سوال کرتا محبت سے تکتا سلوی کو قدرے پریشانی سے نکال لایا۔

آپ شاید میرا دل رکھنے کو کر رہے ہوں ایسا، پر در حقیقت آپ سے بیٹھا "تک نہ جا رہا ہو

وہ پریشانی سے اسکی گردن پر ہاتھ پھیرے، مضطرب نگاہ اسکے کشادہ شانوں، کسرتی سینے اور پھر زخمی بازو پر پھیرتی ان آنکھوں تک آر کی جو جی جان سے سلوی پر مرکوز تھیں۔

"بس کر پگھلی رلائے گی کیا"

وہ سلوی کی گال نزدیک سرک کر چومتا شوخی سے بولا، سلوی نے کانپتی پلکوں کی جھالر فوراً سے آنکھوں پر جھکاتے دوسری گال بھی سامنے کی۔

"آج تو بڑی بہادر ہو رہی ہیں سلوی، تھوڑا رحم کریں"

وہ درد کچھ سلوی کے بدلے بے باک رویے سے بھی بھول چکا تھا۔

"اس لیے کے مجھے پتا ہے کچھ سیریس نہیں کر سکتے آپ، شاید یہ اللہ نے مجھے مزید سٹرونگ ہونے کی مہلت دی ہو۔ تاکہ میں آپکے ہر طرح کے جذبات اور شدت اپنانے کے قابل ہو جاوں۔ لیکن اس کے برعکس مجھے آپکی تکلیف سے کبھی بھی خوشی نہیں ہو سکتی سکھی"

وہ مسکراتے مسکراتے سنجیدہ ہوئی تو یزدان نے اسکی گردن میں دمکتے نیکلس پر ہونٹوں کو رکھتے پیچھے ہٹے سلوی کی بیش قیمتی مسکراہٹ پائی۔

"آئی نو وسلوی، آپ نے اور آپکی پھول جیسی ذات نے مجھے کبھی کوئی تکلیف نہیں دی۔ان فیکٹ ختم ضرور کی ہیں۔آئی پرامسس آپکو ہر خوشی اور سکون دوں گا۔جو کوتاہیاں کیں آپکو لے کر انکی بھرپور تلافی بھی کروں گا"

وہ اسے سن کر دل سے مسکرائی پھر یزدان کی خوشبو نا محسوس طور پر سلوی کی دھیرے دھیرے دھڑکنیں بڑھا رہی تھی، دونوں اپنے بھرپور سحر سمیت ایک دوسرے پر غالب محسوس ہو رہے تھے۔

"وہ تو ابا جی سے راضی ہو کر آپ نے کب کی کر دی، پھر مجھے ڈھانپ کر رکھنے کا جو فیصلہ لیا اس پر مجھے آپ سے پھر پیار ہو گیا۔آئی مین۔۔۔۔"

اپنی ترنگ میں کہتے وہ اظہار کر گئی پر پھر یزدان نے مکرنے نہ دیا، اور خود کی جانب جھکا لیا۔

"پیار نہیں، عشق چاہیے مجھے آپکا"

وہ دونوں بے حد قریب، ایک دوسرے کی دھڑکنوں کی تھاپ، سانسوں کی حدت، آنکھوں کی مخمور تپش، سب تفصیلی محسوس کر سکتے تھے۔

"پیار اور عشق میں فرق ہے کیا سکھی؟"

وہ معصومیت سے پوچھنے لگی۔

"ہاں۔ پیار میں نرمی ہے، قربانی ہے اور بے انتہا مہربانی ہے۔ جبکہ عشق میں شدت ہے، جنون ہے اور بے شمار طغیانی ہے"

وہ ایسی تعریف پہلی بار سن رہی تھی تبھی مسمرائز سا مسکائی۔

"غلط مسٹر سکھی۔ محبت اور پیار جب ہر طلب و تقاضے سے ماورا ہو جائے تو عشق بن جاتا ہے۔ پھر دوسرے کا دل آپکی مٹھی میں نہیں، سینے میں چلا آتا ہے۔ آپکے دل کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ تو دیکھیں میرا دل نا جانے کب سے آپکے دل کے ساتھ دھڑک رہا ہے۔ یہ میری محبت کی شدت، جنون اور طغیانی ہی تھی کے میں نے بنا کوئی حساب لیے آپکو آپکی غلطی پر ایسے معاف کر دیا جیسے خوشبو کا کوئی جھونکا گزرتا ہے۔"

اب کی بار لاجواب ہونے کی باری یزدان فاروقی کی تھی، اسے لگا اب تک جو محبت و پیار کی تشریح اسکا دل کر رہا تھا سب غلط نکلی ہے، سچ تو وہ ہے جو سلوی کے ہونٹوں سے نکلا ہے۔

آپ تو بیوقوف اور کم عقل لگتی تھیں مجھے، اتنی گہری باتیں۔ اتنا گہرا"

"تجربہ؟ میں حیران ہوں

یزدان کی ستائشی حیرانگی پر بلش کر گئی۔

ابھی تو پارٹی شروع ہوئی ہے مسٹر سکھی، ابھی آپکو ہر پل حیران کرے گی"

سلوی۔ کیونکہ میں نے اپنی ہر بہار، اپنا ہر رنگ، اپنے دل کی ہر بات آپکے لیے سنبھال کر رکھی ہوئی تھی۔ میرے نزدیک محبت کسی کے لیے خود کو اپنے تمام رنگوں سمیت سنبھال کر رکھنا ہے۔ اور اس روح شناس کے ملتے ہی

"اپنے ہر رنگ سمیت اس پر محبت کی طرح نچاور ہونا عشق کہلاتا ہے

یزدان نے اسکی جبین بے حد پیار سے چومتے اعتراف کیا کے وہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔

"آپ جو کہہ رہی ہیں وہی ٹھیک ہے باخدا"

یزدان نے گہرا سانس بھرے وہ خوبصورت آنکھیں چومیں جن میں یزدان کا عکس دھڑک رہا تھا۔

"میں نے سنا ہے آپکو اندھیرے سے ڈر لگتا ہے؟ایک بار دی جان کو کہتے سنا تھا کے آپ روم کی لائٹس اس لیے آن کر کے سوتے ہیں۔ ممی کی ڈیتھ کے بعد ہوا یہ؟"

سلوی کے زرا پیچھے ہٹ کر پوچھنے پر وہ اذیت سے سر ہلا گیا۔

"ایکچولی ممی کی ڈیتھ کے بعد دی جان کو میرے ساتھ ساتھ بابا کو بھی سنبھالنا پڑا۔ بابا ممی کی موت کتنے سال تک برداشت نہ کر پاتے تھے۔ شاید سوچ سے بڑا نقصان ہو گیا تھا تو یقین کرنا دوبھر تھا۔ وہ بابا کو سنبھالتی رہیں اور میں اکیلا تنہائی میں پروان چڑھتا رہا۔ میرے دن دراب حیدر جدون کی سنگت میں چمکدار رہتے پر میری راتیں اکیلے پن اور تکلیف سے تاریک پڑنے لگیں۔ اللہ کے بھی قریب نہیں تھا اتنا کے اس سے راتوں میں تھپکیاں مانگتا۔ بس روتا

رہتا تھا، کمرے میں موجود اچھی چیزوں کے برے سائے تک ڈراتے تھے۔یہی وجہ ہے آج تک ان اکیلی راتوں کا خوف میرے اندر جما بیٹھا ہے۔"

اپنے تاریک بچپن کی دبی کہانی سنائے وہ سنجیدہ کم، دکھی زیادہ تھا۔

"اب آپ اندھیرے سے نہیں ڈرنا، میں ہوں گی ہر رات آپکا ہاتھ تھامنے کے لیے۔آپکو ٹائیٹ والا ہگ کر کے سویا کروں گی اس سے آپکو ڈر نہیں لگے گا بس سکون ملے گا"

سلوی کی پلاننگ سنے وہ سنسنی خیز مسکرایا۔

"سوئے گا کون کمبخت جب آپ نے ہگ کر لیا۔ٹوٹی بازو ہے تبھی شریف لگ رہا ہوں۔ادر وائز زرا نہیں ہوں۔"

وہ کیسے بھول گئی تھی کے سامنے آفت کا پرکالہ ہے، ہنس دی پر اسکی ہنسی میں بے پناہ رشک و حیا کا عنصر تھا جس نے یزدان کے دل کو جکڑ لیا۔

"میں کیسے بھول گئی تھی۔اف۔۔"

وہ شریر سا مسکائی۔

"بیوٹی"

سلوی نے جھکی آنکھیں فوراً اٹھائیں تو دونوں کی والہانہ نگاہیں چار ہوئیں۔

"جب بیوٹی کہتے ہیں، دل و جان سے کانپ جاتی ہوں"

سلوی نے ان پُر تقاضا نظروں سے سہم کر جتایا۔

"کیونکہ میں یہ تب کہتا ہوں جب آپ جان کو آجاتی ہیں۔ کم ہیر"

وہ اسکے قریب سرکانے پر ان دھڑکنوں سے سجے سینے سے جا لگی، یزدان کی بے تاب سانسوں میں سانس بھرے سوز بھرا مسکائی پھر طویل تر حساب کتاب چکانے کے بعد اپنی اکھڑتی سانسیں استوار کرنے کے بیچ تھوڑی دور ہوئی۔

بس سکھی۔ سوتے ہیں۔ میری ہارٹ بیٹ بہت تیز ہو گئی ہے۔ دل رک"

"جائے گا

نرمی سے کپکپاتے لہجے میں اپنی حالت کہے وہ مزید دوریوئی تو یزدان بھی ٹیک چھوڑے بیٹھا۔

اوکے مجھے بھی نیند آرہی ہے۔ کبرڈ سے میری ہاف سلیوز ٹی شرٹ نکال"

"دیں، یہ بہت ٹائیٹ ہورہی ہے۔

یزدان بھی اٹھ کر گہرا سانس بھرے بولا تو سلوی نے فوراسے بلیک ٹی شرٹ نکال لائی جبکہ یزدان آئینے کے سامنے کھڑا اپنا آرم ہولڈر کھول رہا تھا جب سلوی قریب آرکی۔

"خود کیسے کریں گے چینج۔ میں ماموں کو بلاوں؟"

سلوی نے اسکی ہولڈر کلپ کھولنے میں مدد کرتے کہا تو یزدان کو دیکھے تھمی۔

"آپ کس مرض کی دعا ہیں؟"

یزدان خفگی سے گھورا تو سلوی کے گال سرخیاں چھوڑ گئے۔

"آپکو بنا شرٹ نہیں دیکھ سکتی۔ شرم آئے گی مجھے"

سلوی نے اسکی شرٹ کی بوٹائے ہٹائی اور اس سے پہلے بٹن کھولتی، بڑبڑا بیٹھی۔

ابھی بنا شرٹ آپکو اپنا آپ دیکھانا بھی نہیں مجھے، آپ پاگل ہی نہ ہو"

"جائیں۔ ویسٹ پہنی ہے ڈونٹ وری۔ بس تھوڑی سی ہلیپ کروادیں

یزدان نے آنکھ ونگ کی تو سلوی لب دباتی مسکرائی اور بہت احتیاط سے شرٹ اتار کر جب دوسری کا گلا یزدان کے سر سے گزارنے کو ایڑیوں کے بل اٹھی تو وہ مسکرا کر اسکی رسیلی خوشبوان ہیل کرتا سلوی کو مبہوت کر گیا۔

"میں پھول نہیں جو ایسے سونگھ رہے ہیں"

سلوی نے پہلے زخمی بازو پہنائی پھر دوسری اور شرٹ نیچے کرتی شکوہ کر کے مقابل کو بہکا سا گئی۔

آپکو کیا پتا آپکی خوشبو کس قدر نشہ آور ہے، سانسوں تک کو سکون بخشتی"

ہے"

یزدان نے شرٹ پہننے کے بعد ہولڈر بھی فکسد کروایااور کافی حد تک ریلکس ہوا۔

"مجھے میرا ٹراوزر بھی نکال دیں۔"

یزدان کی سرگوشی پر سلوی کرنٹ کھاتی دور ہٹی۔

"اب میں ماموں کو بلا کر لاتی ہوں"

سلوی نے بھاگتے ہوئے کہاپر یزدان نے ہاتھ پکڑے واپس کھینچا۔

ایک ہاتھ سلامت ہے میرا،اب اتنا ظالم بھی نہیں ہوں۔آپکی تو جان ہی"

"نکل گئی بیوٹی۔

وہ اسکے سفید چہرے کو دیکھتے ہنسا تو وہ سلامت کندھے پر مکا جڑے فورا سے جا کر گرم بلیک ہی ٹراوزر نکال لائی اور بنا نظریں ملائے یزدان کو تھمایا۔

"جائیں ناں۔اگر ہیلپ چاہیے ہوئی تو۔۔۔۔"

سلوی اسکی نظروں کی بے ادبی پر بوکھلائی۔

"تو آپکو بلالوں کیا؟"

یزدان کے بات کاٹنے پر وہ منہ موڑ گئی۔

"سکھی۔۔۔۔میں رونے لگوں گی"

آنکھوں میں آنسو بھرے وہ منمنائی تو یزدان نے عقب سے حصارتے گال چوم لی۔

"مت روئیں۔آتا ہوں۔"

یزدان گیا تب جا کر سلوی نے روکی سانس خارج کی۔

اور جب تک وہ نہ آیا، ٹہلتی رہی۔

بلیک میں مکمل لپٹا وہ روم میں انٹر ہوا تو سلوی نے لپک کر اسکی طرف قدم لائے روکے۔

"ساکس بھی نکال دیں، پیر برف ہو رہے ہیں۔پلیز پہنا بھی دیجئے گا۔یہ ایک ہاتھ سے زرا مشکل ہو گا"

یزدان نے میٹرس پر بیٹھتے ہی آرام دہ انداز میں ٹیک لگائی تو سلوی نے فورا ڈریسنگ روم میں جاتے یزدان کے پرسنل ڈراکو اوپن کیے بلیک ہی ساکس اٹھائے وہاں موجود باقی چیزوں کو بنا نظر بھر کر دیکھے باہر دوڑ لگائی۔

وہ اسکے پاس ہی بیٹھی اور یزدان کے یخ ٹھنڈے پیروں کو ہاتھوں سے دبا کر حرارت دینے لگی، یزدان کی چاہت خیز نظریں سلوی پر ہی جمی تھیں۔

"ایسے میرے پیروں کو مت چھوئیں یار۔ساکس پہنادیں خود ہی گرم ہو جائیں گے"

یزدان اسکے ہاتھوں کے گرم لمس پر بری طرح بہک سکتا تھا تبھی روکا اور وہ رکی بھی اور اسکے پیروں پر موزے چڑھا کر لحاف کھول کر اچھے سے یزدان پر کروائے خود بھی پاس آئی تو یزدان نے بازو کھولے جگہ بنائی، سلوی اسکے پہلو میں آ بیٹھی، پر نروس لگ رہی تھی۔

"تھینکیو۔مجھے فیل کروانے کے لیے کے میری زندگی میں کبھی نہ ختم ہونے والا سکون آچکا ہے۔آپکے یہ ہاتھ، قربان جاوں ان پر"

سلوی کا ہاتھ پکڑ کر چومے یزدان جن محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ سلوی کے اندر بھی سکون سرائیت کر رہی تھیں۔

"اب سو جائیں ناں۔ صبح ملتے ہیں۔"

وہ ٹھیک سے اسکی جانب جھکی اور تکیے نیچے کیے جس سبب یزدان کمفرٹیبل ہوئے لیٹا، وہ پیچھے ہو ہی رہی تھی جب یزدان کے پکارنے پر رکی۔

"جب تک نیند آنکھوں کے کناروں تک آتی ہے، آپکو فیل کر لوں؟"

یزدان کے دھڑکنیں تیز کرتے سوال پر وہ سہما سا مسکرائی،

پھر دل اس شاہ من کی ہتھیلی میں لا دھڑنے کے خیال پر سر ہلا دیا۔

مجھے محسوس کرتے رہے تو یہ سرور آپکی نیند کو آنکھوں کے کناروں تک"

"آنے نہیں دے گا

وہ دسترس میں آنے سے قبل اسے وارن کر رہی تھی۔

"مجھے بھی سرور سے سروکار ہے، آج نیند کس کافر کو پیاری ہے میری جان"

سلوی اسکے جواب پر خود ہی میسر و موجود ہو گئی

کیونکہ اپنا دل بھی یزدان پر واری جانے پر مچل گیا تھا۔

S MERWA MIRZA

N??VELS

نتھری شفاف صبح جاگی، دبئ میں ٹھنڈ کا تو سوال ہی نہ تھا پر صبحیں جب سورج اپنی دھرتی پر اگانہ ہو، سرد سے احساس میں لپٹی ملتی تھیں، وہ جلد جاگنے کا عادی آج بھی فرصت سے باغیچے کی سمت کھڑا اٹراوزر کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے صبح کی فضا اپنے اندر اتار رہا تھا، پھر نا جانے کیا خیال من میں گدگدایا کے مسکرا دیا۔

اف محبوب بن جانے کا غرور، اچھے اچھوں کو پاگل بنا دیتا ہے۔

"پاگل لڑکی"

جب لبوں پر شنائیل سے جڑی یاد جگمگا کر سرگوشی بنی تو وہ مسکرادیا تبھی عقب سے نازک باہیں آکر چوڑے سینے پر جکڑی گئیں، وہ اب بھی نیند کے خمار میں تھی پر جمشید سے لپٹتے ہی ہوش آور سکون پا گئی۔

"ٹھیک ہو ناں جیم؟"

وہ عقب سے ہی بولی، جمشید نے اسکا ہاتھ کھولتے پکڑ کر روبرو کیا، نیند کا خمار آنکھوں میں بسائے وہ دل میں اتر رہی تھی۔

"میں بہتر ہوں، تم کیوں جاگ گئی۔ ساری رات میرے لیے بار بار اٹھی ہو۔ تھوڑا اور سو لیتی"

جمشید اسکے جاگنے کا گواہ تھا کے وہ کتنی بار اٹھی، جمشید کا ماتھا چوما۔ اسکی رواں سانسوں کی تسلی کی، اسکا ہاتھ اپنے رخسار سے جوڑا، اسکا سینہ چوما۔

تبھی تو وہ بھیگی آنکھوں سمیت مسکرادی۔

"تمہیں کیسے پتا؟ تم بھی جاگ رہے تھے۔ پر مجھے تو نیند میں ڈوبے لگے جب بھی جاگی"

وہ اسکے حصار میں کھڑی معصومیت سے شکوے کرتی پیاری لگی۔

"نہیں، محسوس ہو جاتا ہے جب کوئی خود سے زیادہ آپکا دھیان کرے۔ یہ سب مت کرو شنائیل۔ تم اگر یہ سب جان بوجھ کر خود کو تکلیف میں ڈال کر کر رہی ہو تو پلیز رک جاو۔"

وہ اسکے ہونٹوں پر انگلیوں کی اگلی پوریں جما کر اسے روک گئی۔

"تمہیں لگتا ہے کیا کے میں تمہارے معاملے میں تکلف برت سکتی ہیں، کبھی نہیں۔ میرا دل جب جب تیز دھڑکا میں جاگ کر اپنے پہلو میں آباد اپنی دنیا کی طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے جبرا کچھ نہیں کیا، نہ تمہاری طرف مجبورا بڑھی نہ محبت کی نہ اب خیال رکھ رہی ہوں۔ یہ سب میرا دل کر رہا ہے۔ تمہاری محبت نے مجھے خالص کر دیا ہے، ہر ملاوٹ سے پاک۔ اس خوبصورت صبح کی طرح"

وہ اسکے دونوں رخساروں سے ہاتھوں کو جوڑتے اسم محبت وانس پھونک رہی تھی اور وہ لاجواب کھڑا تھا۔

"تھینکیو"

وہ مشکور ہوا تو وہ ایڑیوں کے بل اٹھے اسکے گال کو چھو گئی، بے حد پیار سے۔

"تم مجھے کس کر دیا کرو، تھینکیو کے بجائے"

وہ پیچھے ہٹے شرارت سے مسکرائی۔

"تمہیں عادت ہو جائے گی"

وہ صاف گوئی سے شنائیل کے خوبصورت چہرے کا نقش نقش دیکھتے بولا۔

"میں اس عادت کی طلب گار ہوں۔ سٹریس مجھے بھی تو ہو سکتا ہے"

وہ ہنوز شرارت پر آمادہ تھی تبھی تو جمشید نے آبرو اچکائے۔

"تمہیں کس چیز کا سٹریس ہے؟"

وہ گھورا۔

"اس چیز کا کے تم اتنے پیارے کیوں لگتے ہو"

وہ نظریں چار کرتی محبت و شوخی سے سرگوشی میں بولی، جمشید نظریں پھیرتا مسکرایا، وہ خوش لگ رہا تھا تبھی تو شنائیل کی خوشیاں چمکی ہوئی تھیں۔

"اگر تم بدل گئی تو؟"

وہ پھر سے زرا اکھڑ کر بولا،اس بیچ جمشید کی نگاہوں کا تپتا گہرا اثر شنائیل کو تن من میں حرارت برپا کرتا محسوس ہوا۔

"مر کر ہی بدلوں گی۔جب رنگ سفید یا پیلا پڑے گا"

وہ اسکے مزاق پر بازو بے ارادہ جکڑتا اسے اپنے قریب کھینچ کر جب غصے سے بپھرا تو شنائیل نے اسکے ہونٹوں کے پاس گہری سانس کھینچی۔

میں تمہیں دور جانے کے ساتھ ساتھ مرتا بھی نہیں دیکھ سکتا۔دوبارہ کہو"

"گی یہ

جمشید کا ہاتھ اسکی گردن کو ہولڈ کیے تھا پر وہ اسکی سانس اٹکنے بھی نہ دے رہا تھا۔

"کہوں گی تو کیا کرو گے،پیار کا اظہار منہ پر مار دو گے؟"

وہ ضدی لہجے میں مچلی،جمشید نے گردن پر ہاتھ کی گرفت ڈھیلی کی۔

"تمہاری طرح نہیں ہوں"

وہ بگھڑ کر رخ موڑ گیا۔

"مطلب اپنے پیار کا اظہار منہ پر مارنے کے بجائے میرے جسم و جان میں اتارو گے؟"

وہ پھر سامنے آتی دماغ خراب کر کے رکھ گئی۔

"کیا بولے جا رہی ہو"

وہ خفیف سا چڑ گیا۔

"رومنٹک ٹاک کر رہی ہوں۔ ہسبنڈ ہوناں میرے۔ لفظی اشاروں کو سمجھ جاو"

وہ باہیں جمشید کی گردن میں ڈالے معصومیت کے پیکر سے قہر کا جہاں بن گئی۔

"مجھے کوئی ضرورت نہیں سمجھنے کی، ہٹو"

وہ سخت مشکل سے دو چار اسے جھٹکنے لگا۔

"ہٹا لو ہٹا سکتے ہو تو"

وہ مزید مضبوطی سے اسکی گردن کی پچھلی طرف ہاتھ باندھ گئی، جمشید نے غصے سے شنائیل کی آنکھیں دیکھیں۔

"شنائیل"

وہ سخت اکتایا غرایا۔

"تمہیں سمجھ جانا چاہیے کے میں یہ کیوں کر رہی ہوں"

وہ یکدم کرب زدہ ہوئی۔

"ہر چیز کا ایک طریقہ ہوتا ہے"

وہ ہنوز روٹھے پن سے چہرہ اسکی دسترس سے دور کرتے بولا۔

"محبت کا کوئی طریقہ سلیقہ نہیں ہوتا، وہ بس کر گزرنے کو مانتی ہے"

وہ ہر جواب لیے پھرتی تھی۔

"کیا چاہتی ہو تم، دم گھٹ رہا ہے میرا شنائیل"

جمشید نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر کھولتے پوری قوت سے دور کیا۔

"آئی ایم سوری غصہ مت کرنا"

وہ ہاتھ ہٹاتے ڈر گئی تھی۔

"تم پاگل کر دو گی ان حرکتوں سے"

وہ گہرے سانس لیتا اسے جھٹک گیا تو وہ دو قدم دور ہوتی پھولی گالوں کے سنگ آنکھوں میں آنسو بھرے جمشید کو دیکھنے لگی۔

"کاش میرے پاس ڈرگ انجکشن ہوتا"

وہ کہہ کر پلٹی ہی جب جمشید نے لپک کر بازو سے دبوچتے اپنے سامنے پلٹاتے قہر آلود نظروں سے دیکھا۔

"کیا بکواس کی ہے تم نے؟"

جمشید کی آواز نگارے سے گونجی۔

اس سے میں تمہیں چھونے کی، چاہنے کی ہر طلب کچھ دیر کے لیے مار لیتی"

"ناں

وہ روہانسی ہوئی جبکہ جمشید کا دل چاہا کوئی اچھی دیوار دیکھے سر ٹھوک لے۔

پھر کچھ دیر بعد کیا ہوتا؟ تمہارے اندر وہ زندگی جو پہلے ہی کھوکھلی ہے۔اور"
"گھٹ جاتی۔اگر تم نے یہی سب حرکتیں کرنی ہیں تو جا رہا ہوں
وہ اسکی راہ میں آتی اسکو روک گئی۔

"جاتے نہیں ہیں ان موقعوں پر، پیار لٹاتے ہیں"

وہ نم آنکھوں سے تکتی راہ کا پتھر بنی کھڑی تھی۔

شنائیل۔۔۔۔۔دل دکھا رہی ہو یہ سب کر کے۔تمہارا مجھ پر بہت سا حق"
"ہے

وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر ہٹائے دگنی اذیت سے بولا۔

"دوناں پھر حق"

وہ اٹکتے سانس بھرتی بولی۔

آئی تھنک زندگی بھر کے لاڈ تمہیں مجھ سے کرنے یاد آ رہے۔کیا بنے گا"
"تمہارا۔تم مجھے مرنے بھی نہیں دو گی۔

وہ اسکی رضا کے عین مطابق اسکی سانسیں اپنی سمجھتے ہونٹوں کے درپچوں میں بھرتے دور ہوا تو وہ شرارت واپس آنکھوں میں سمیٹ لائی۔

"تم سا لاڈ اٹھانے والا کوئی ملا بھی تو نہیں"

اب کی بار وہ خود ہی مقابل سے اپنے حق وصول گئی، جبکہ جمشید کے لیے یہ سب قربتوں کے لمحے سہنا جان لیوا ہوتا تھا۔

اب آجاو ناشتہ کرتے ہیں پھر پورا دن گھومیں گے اور شام پھر سے تمہیں"

"ایڈمٹ ہونا ہے کیونکہ کل فجر میں تمہاری پہلی سرجری ہے

بہت سی خوشبو، نرمی اور حق لٹاتی وہ اپنے تقاضوں پر ملتی جوابی شدت پر سرخ ہوئے شرمائے جب بھاگی تو جمشید کو اس لڑکی کے اس بہروپ پر مسکرانا ہی پڑا جو بنا ملاوٹ بس جمشید احمد کے لیے وقف تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

دراب کی ایک اہم میٹنگ تھی تبھی وہ لیزے کو بھی ساتھ لے گیا تاکہ وہاں سے فری ہو کر وہ فاروقی مینشن چلیں، باران کو دونوں نے پہلے سکول ڈراپ کیا پھر وہ لیزے کو اپنا آفس دیکھانے گیا اور مقصد اپنے سٹاف سے بھی اپنی مسیز کا انٹرو کروانا تھا، ولیمہ چونکہ ایک دن بعد تھا سو آج سب کے کام معمول کے مطابق ہونے والے تھے، رضوان صاحب، شاکرہ کے ہمراہ ناشتہ بھی لا چکے تھے مگر جب رات کے حادثے کا علم ہوا تو جہاں رضوان پریشانی میں مبتلا لگے وہیں شاکرہ کو دلی قرار آیا، ویسے بھی وہ یزدان کو پسند تو کرتی نہیں تھی کے اسکے لیے فکر کرتی۔

جبکہ براق جدون آج مینٹل اسائلم جانے والے تھے، شاید برہان کو دیکھنے کی خواہش لیے کیونکہ اسکے ڈاکٹر نے اسکی زبدگی کو بے یقین قرار دے دیا تھا اور اسکی خبر صرف براق جدون تک ارسال ہوئی تھی۔

نرمین بھی لیٹ ہی اپنے سٹور جانے والی تھیں تبھی کافی بنائے جب باہر آئیں تو بابا کو اجلت میں کمرے سے نکلتا دیکھے فکر مندی سے قریب آئیں۔

"بابا جان کہاں جارہے ہیں؟"

نرمین کے پوچھنے پر ان کے چہرے کی بزرگی میں اک کرب گھلا۔

برہان سے ملنے، میں نہیں چاہتا اسے اس وقت موت کی آسانی کی دعاوں" سے محروم رکھوں۔ وہ اندر سے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کے سبب ختم ہو گیا ہے۔ یہ سمجھو کے باپ ہونے کے فرائض نے مجبور کر دیا مجھے۔ تم دل بھاری "مت کرنا۔ اسکی تباہی میں تمہارا یا میرا کوئی قصور نہیں

نرمین نے بابا کا اپنے رخسار کو چھوتا ہاتھ پکڑے پشت محبت سے چومی۔

میں آپکے احسانات مر کر بھی نہیں چکا سکتی بابا، آپ نے میرے اور" میرے بے بی کی خاطر جو قربانیاں دی ہیں وہ میرے دل پر ہمیشہ درج رہیں گی۔ آپ نے زرا سا بھی مل کرا داس نہیں ہونا۔ وعدہ کریں۔ اگر آپکا دل اس "شخص کو دیکھ کر دکھا ناں تو اسکا گناہ مجھے جائے گا

نم آنکھیں چھپکتی نرمین نا جانے دل پر اتنے بوجھ کہاں سے لے آئی کے

براق جدون نے اسے پکڑ کر اپنے سینے لگایا، وہ سسک اٹھیں۔

پگلی۔اولاد صرف وہی نہیں ہوتی جسے جنم دیا جائے۔اولاد وہ بھی ہوتی ہے"
بچے جسکے لیے وہ ستر ماوں سے بڑھ کر پیار کرنے والا اللہ بے انتہا پر خلوص
محبت بھر دے۔میری کھوکھلی زندگی اولاد کی نافرمانی اور محبوب بیوی کی
جدائی کے صدمات سے بھری تھی۔کیا تھا میرے پاس۔تم نے اور دراب
نے میری زندگی کو رنگ دیے، مقصد دیا۔ورنہ کب کا اپنی حسینہ کے پاس
"نکل لیتا

وہ دانستہ اختتام تک شریر ہوئے تو نرمین بھی بھیگی آنکھوں سمیت مسکرا
دیں۔

"آپ ہم دونوں سے زیادہ جئیں باباجان۔آپ ہمت ہیں ہماری"
وہ آنسو روک نہ پائیں تو براق جدون اسکی گال پکڑے کھینچ کر ہنسا گئے۔

مجھے تم دونوں سے زیادہ نہیں جینا، ویسے بھی اب سانول بھی ہے تم دو کی"
ہمت۔سو مزید سٹرونگ ہو جاو۔چلو ہو کر آتا ہوں۔بلکل وہ کمبخت میرا دل
"نہیں دکھا سکتا۔بے فکر رہو

وہ بھلے بہلا کر پاس سے گزر گئے ہوں پر یہ نرمین جانتی تھیں اس باپ کا دل بیٹے کو دیکھ کر پھٹ جاتا ہے، نا جانے کتنی دیر نرمین اپنے بکھرے ضبط کو ہی سنبھالتی رہیں، قسمت نے بہت بری جگہ لا کھڑا کیا تھا، جب دل اس مرتے ہوئے ہر جائی پر اٹکا تھا تو دھیان اپنی محبت میں سفر کرتے اس مہربان سے الجھا تھا جسکی موجودگی نرمین کے زخموں کو مندمل کر رہی تھی۔

اب کے جو آنسو انکی آنکھوں سے ٹپکے وہ اس بے بسی پر تھے۔

"رویا نہ کریں، دل چاہتا ہے جان لے لوں اپنی"

اسی مہربان نے چپکے سے آنسو پونچھے تو وہ گھبرا کر پلٹیں، وہ سامنے کھڑا تھا، بے حد تکلیف میں مبتلا۔

"نہیں رو رہی"

وہ اپنے نادیدہ آنسو رگڑتے آنکھیں چرا گئیں تو سانول مسکرایا کیونکہ آنسو تو اسکے ہاتھ کی پوروں میں جذب ہو چکے تھے، پکے ثبوت کے طور پر۔

"مان لیا۔ آپکا دوسرا گفٹ"

وہ فورا مسکرا کر اپنے ہاتھ میں پکڑا ایک انویٹیشن کارڈ نرمین کی طرف بڑھا گیا، جسے نرمین نے چونک کر دیکھا۔

"یہ کیا ہے؟"

وہ اسے تھامے حیرت سے بولیں۔

"کھولیں ناں"

سانول کے پیار بھرے جواب پر نرمین کوفت سے سر جھٹک کر اس کارڈ کو کھولتے ہی تھم گئیں۔

وہ رائل فلورا نامی بہت بڑے فریگنس برینڈ کی ایوارڈ سرمنی کا ایک ایوننگ وی آئی پی کپل انویٹیشن تھا، کسی زمانے میں یہاں جانا نرمین کی خواہشات کی فہرست کا پہلا خواب تھا۔

وہ حیرت بھری نم آنکھوں سے سانول کو دیکھنے لگی۔

یہ تو وہ کبھی رد نہیں کر سکتی تھیں۔

ت۔ تمہیں کیسے پتا یہاں جانا میرا خواب ہے۔ت۔۔تم نے میری ڈائری"
"پڑھی تھی؟اس میں لکھا تھا بس
وہ کپکپاتے لہجے میں سانول کی آنکھوں کی محبوبیت نظر انداز کرتے بولیں۔
میں نے آپکی آنکھیں پڑھی تھیں بس،اور آپ صرف یہاں جا نہیں"
رہیں۔آپ ایورڈ کے لیے نامینیٹ کی گئی ہیں۔یہ پاس کپل سپیشل ہے۔تو
"اگر آپ مجھے ساتھ چلنے کا کہیں گی تو سمجھ لوں گا آپ آدھی راضی ہو گئیں
وہ اسکی بات سنے ہنس پڑیں، کتنا ترسا تھا وہ شخص نرمین کی ایسی ہنسی کے لیے
جو کوہ نور سے بھی قیمتی تھی۔
تم ضرور چلنا۔تم چلو گے ناں؟مجھے یہ گفٹ بہت پسند آیا۔تیسرا یا چوتھا رد"
"کر دوں گی۔پر اسے نہیں۔آج چلنا ہے؟بتاو ناں پلیز
وہ بچوں کی طرح مچل گئیں،سانول مسکرایا، فتحمندانہ کیونکہ اسکا دیا ہر تحفہ
نرمین کی سر آنکھوں پر ہونے والا تھا اور ابھی بھی سانول انھیں ایسے دیکھ رہا
تھا جیسے وہ پوری اسکی ہو گئیں۔

جی آج شام پانچ بجے۔باقی تیسرے اور چوتھے گفٹ کورد کرنا بھی یو نہی"
حرام کرنے والا ہوں آپکے لیے۔کیا آپ جانتی ہیں کے آپکے سو فیصد راضی
"ہوتے ہی سانول قریشی کیا کرے گا؟
اس بار نرمین سہم سی گئیں،وہ لہجہ اور آنکھیں محبت و دیوانگی میں ڈبوئے بول
کم ڈرا زیادہ رہا تھا۔
"ک۔۔کیا کرو گے ؟"
لہجہ کمزور ہونے سے روکے وہ ڈرے ڈرے بولیں تو سانول بے خود سا
ہوتے انکے کان کے پاس جھکا۔
"اسی لمحے آپ سے نکاح۔ریڈی رہیے گا"
وہ کہہ کر نرمین کے دل کو بہت تیز دھڑکائے پاس سے گزر گیا جبکہ نرمین
نے صوفے کی پشت پر ہاتھ کا پنجا سا بناتے خود کو لڑکھڑانے سے بچایا اور
گردن موڑ کر سانول کے تعاقب میں آنکھیں گمائیں جو جاتے جاتے گھوم کر
پلٹے آنکھ ونگ کرتے ہی گھر کی حدود پار کر گیا۔

یہ آدمی اور اسکا قریب آنا۔یقینا جادو پھونکتا ہے۔۔۔اف۔نرمین کالم "
ڈاون۔ چھوٹی بچی نہیں ہو جو ایسے کنواری لڑکیوں کی طرح تمہارا حال بگھڑ رہا
"ہے۔

نرمین نے خود کو ڈپٹا پر پھر وہ انویٹیشن دیکھے جی جان سے کھلکھلا دیں۔

"نہ کریں۔دل کر رہا ہے آپکا ماتھا چوم لوں۔ گڈ لک فار ایوننگ پارٹنر "
میٹنگ اٹینڈ کیے دراب واپس اپنے آفس آیا تو لیزے جو میگزین کھولے ٹائم
پاس کر رہی تھی، دراب کے ایکسائٹڈ ہونے پر گردن گمائے اسے دیکھنے لگی
جسکے چہرے پر رونق ایکسٹرا تھی کیونکہ سانول صاحب نے نرمین کے آدھا
مان جانے کی خبر جو دے دی تھی۔

تھینکیو میری جان۔ تمہارے مشورے نہ ملتے تو میں تو آہیں ہی بھر رہا"
ہوتا۔اچھا سنو مجھے ایسے سوشل ایونٹس میں ڈریسنگ کا علم نہیں تو تھوڑی
"ٹپس بھیج دو۔ تمہاری لکس ہوں یا فیشن سینس سب کمال ہے شہزادے

سانول کے تعریف کرنے پر اب تو وہ شرطیہ چوڑا ہوتا، اوپر سے بریلنٹ روز کلر کے شارک فراک پاجامے میں کڑھائی سے میچ گرے اسکارف سر پر کھلا ڈھلا اڑا اڑا اپیٹے لیزے بھی انتہائی جچتی موصوف کو روم میں انٹر ہوتے ہی بہکا گئی۔

"کال بند کریں، ابھی بھیجتا ہوں۔ کہیں تو سوٹ شوٹ بھیج دوں خود پسند کر کے۔ آپ کہاں اس عمر میں مالز میں دھکے کھائیں گے"

دراب نے عمر کی بات کرے سانول کا خون کھولا دیا، البتہ لیزے یوں مسکرائی کے دراب کے موسم حسین ہو گئے۔

"چانٹے کے مستحق ہو تم اس پر۔ بس آئیڈیا بھیج دو۔ ابھی سانول قریشی کے فولادی جسم میں بہت دھکے کھانے کی قوت ہے۔ شوخا"

سانول نے کیوٹ سا منہ بناتے ٹھک سے کال بند کی اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھے جبکہ دراب ہنس کر لیزے کی مسکراتی نظریں دیکھے جھک کر گال پر شرارت کرتے ہی بیٹھا اور لیزے کی کرسی سرکا کر اپنے قریب کھینچتے اسکی

ٹانگیں اپنی ٹانگوں کے بیچ قید کر لیں، لیزے نے آنکھیں نکالیں پر دراب اسکے دونوں ہاتھ تھامتے اسکی ہتھیلیوں کو چومے لیزے کی خفگی کہیں دور روانہ کر گیا۔

"آپ نہ ہوتے تو ہم سبکی دنیا کا نظام بگھڑ جاتا۔ ہے ناں مسٹر حیدر۔۔۔ کتنے قیمتی ہیں ناں آپ"

یہ شرارت لیزے نے سراسر دراب حیدر کا وہ خمار اتارنے کو کی جو رات سے لیزے کے جی بھر کر ملنے کی خوشی میں سر چڑھا تھا۔

"اس میں شک ہے کیا عشقم؟"

دراب حیدر کی جانب سے پر خمار لہجے میں شوخی کی مقدر و بھر آمیزیشن کیے ان مخملی، من پسند ہونٹوں سے ہاں سننے کی طلب کی گئی۔

"نہیں تو۔ میں نے ایسا کب کہا؟"

اب تک وہ شرارت میں مبتلا تھی، ہاں دونوں کا ایک دوسرے کو دیکھنا مدہوشی لفظ کی انتہا تھا۔

پھر اچانک دراب کی کیفیت بدل سی گئی۔

یونو واٹ؟ ممی آہستہ آہستہ اپنی اصل خوشی کی طرف جا رہی ہیں۔ آئی ایم سپر ایکسائٹڈ۔ جن آنکھوں میں ہمیشہ حسرت، تکلیف، ڈر اور انتظار دیکھا ہے میں نے لیزے اب ان میں شوخی اور شادمانی دیکھوں گا۔ اف تم میری خوشی کا لیول سوچ بھی نہیں سکتی"

وہ یکدم ہی شادی مرگ کی حد تک کرب زدہ ہوا، خود لیزے کا دل ان ہیزل براون آنکھوں کی نمی پر گہرائی تک کانپ سا گیا۔

سوچ سکتی ہوں۔ لیزے نور ہوں۔ میں آپکو خوشی دیتے ہر احساس کو بہت" گہرائی سے محسوس کر سکتی ہوں۔ میری جان، آپ اپنی ممی کو اس سے کئی گنا خوش اور مسرور دیکھیں گے جیسا سوچ رہے ہیں۔ پلیز ایموشنل نہیں ہونا۔ مجھے کچھ ہوتا ہے"

دونوں ہاتھ اسکے ہاتھوں سے چھڑوائے وہ دراب کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے جیسے لاڈ سے ماتھا چوم رہی تھی، ایک ہی جھٹکے سے دراب نے اسے کمر سے دبوچتے کرسی کو پیر سے کک مارے لیزے کو اپنی گود میں منتقل کیا۔

وہ جو لاڈ کر رہی تھی، دراب کی حرکت پر اسکے دونوں گال مڑور کر رکھ گئی۔

"آہہ۔ ظالم عورت"

دراب کراہتا بڑبڑایا تو لیزے کی کھنکتی ہنسی کمرے میں گونج کر فسوں برپا کرنے کے ساتھ دراب حیدر جدون کو دم سادھنے پر مجبور کر گئی۔

میں عورت نہیں، لڑکی ہوں۔ اور یہ ہر لمحہ مجھ پر جھپٹنے سے کیا ملتا ہے"

"آپکو۔ جگہ اور ماحول تو دیکھ لیں۔ اٹس یور آفس حیدر

وہ تھائے پر بیٹھی ناز و ادا سے بازو گرد باندھ لیتی ڈانٹ رہی تھی اور وہ موصوف یوں تھے جیسے رومانوی راگ گا رہی ہو۔

تمہارا جادو سر پر چڑھا ہی نہیں، اندر تک گھس گیا ہے لیزے۔ کیا کروں تم" ہرنی لگتی ہو تو اندر کا شیر اٹھ کر باہر نکل آتا ہے تمہیں دبوچنے کو۔ یہ ساری

خوشیاں، ساری شوخیاں، سارے سکھ تمہارے ساتھ نے عطا کیے ہیں۔مجھے

"ہر وقت پیار آتا ہے تم پر۔ابھی بھی آرہا ہے

ہنوز خمار میں دھت وہ لیزے کے چہرے سے چہرہ جوڑے بچاری کا ہوش اڑا رہا تھا، وہ بھی تو مدہوش ہونے میں لمحہ نہ لگاتی تھی پر ابھی بری طرح جھٹک کر گھوری۔

زیادہ کیوٹ بننے کی ضرورت نہیں، ہمیں سکھی بھائی کی طرف جانا تھا اگر"

"آپکو یاد ہو تو۔ چلیں اٹھیں فورا

اگر وہ مزید یوں بیٹھی رہتی تو دراب کے اندر کے ٹھرک کے کیڑے انگڑائی لے اٹھتے تبھی فورا سے اٹھ گئی۔

ایک نمبر کی چڑیل ہو تم۔ہاں جانا ہے ناں۔پوچھوں تو سہی بچارے کی"

"رات کا احوال

موصوف بھی اٹھ کر آخر تک شیطانی ہنس کر لیزے کو اپنی بات سے چونکا گیا۔

جیسے وہ اپنی رات کا احوال ہی سنانے بیٹھے ہوں گے آپکی راہ میں۔۔۔ہنہ "

"خوش فہمی

لیزے نے منہ بسورتے اپنی طرف مڑتے دراب کا سہی مزاق اڑایا۔

اوہیلو۔وہ سانس بھی لیتا ہے تو مجھے میرے مخبر خبر دیتے ہیں۔ناں"

بتائے، میری امیجینیشن بہت پاور فل ہے۔اسکی پوری نائیٹ فلم کی طرح

"سوچ لوں گا

دراب کے جملے سنے لیزے سرخ ہو کر رہ گئی۔

"چھی چھی۔کتنے وہ ہیں ناں آپ۔کیا کیا سوچتے رہتے ہیں"

لیزے نے ناک چڑھایا تو دراب نے پھر سے اس حسینہ کی کمر دبوچی۔

سوچ ہے تمہاری کے کیا کیا سوچتا ہوں۔بچ جاو مجھ سے لمبی ٹانگوں"

والی۔کھڑے کھڑے کھا جاوں گا رس گلے کی دکان۔ملائی کی پرات، آئس

"کریم باول۔

دراب کا یہ روپ بچاری لیزے کے لیے صدمے سے کم نہ تھا اوپر سے وہ جیسے اپنی کھردری گال لیزے کی نرم گالوں سے رگڑ کر اسے چڑا رہا تھا، لیزے کا ہی حوصلہ تھا کے اس بے قابو جن کو سہہ رہی تھی۔

"یہ میری گال ہے، میلا دیگچا نہیں۔ کیوں اپنی کوچی جیسی گال سے مانجھ رہے ہیں"

لیزے نے پکڑ کر اس جونک کو پرے کیا، اگر وہ پیارانہ ہوتا تو لیزے بیچ کر پتیسہ لے آتی۔

دراب نے اسکی چڑ پر قہقہہ مارے اور آگ بھڑکائی۔

"شکر کرو ابھی صرف گال مانجھی ہے، ورنہ ارادہ تو پورا دبوچنے کا تھا۔ میری اتنی ملائم حسین گال کو کوچی کہتے دل تو نہیں کانپا ہو گا تمہارا۔ اسکا الگ ریونج لوں گا دیکھنا"

دراب نے بھی چھریاں ٹوکے تیز کرے لڑمڑ جاتے وار ن کیا پر لیزے ہنستی ہوئی پاس آئے جھٹ سے گلے جا لگی۔

"آپ ایسے اور پیارے لگے۔ مجھ سے بھی لڑا کریں ناں حیدر"

وہ پر شوق ہوتی روبرو ہوئی تو دراب کو اتنا پیار آیا کے حصار کر اسکا ماتھا چوم بیٹھا۔

تم سے پیار کرنے میں ہی زندگی گزر جائے گی۔ لڑنے کی مہلت کس کو ملنی"

"ہے۔ آئی لو ویو

محبت سے اسکی مسکراہٹ چومے وہ ایسے محبت سے بھرا لیزے کو بے حد پیار الگا۔

"می ٹو۔ اب چلیں کوچی جیسی گال والے"

لیزے نے جان بوجھ کر اپنا بیگ اٹھاتے سلگایا۔

"لیزے کی بچی"

دراب نے بھی پیچھے ہی لپک کر کہا جبکہ دونوں آفس سے نکلتے ہی جیسے شریف بن کر ساتھ چلنے لگے، خود ہی اپنی مستیوں پر مسکرا دیے۔ اف ان دو کی یہ دلکش مسکراہٹ، موسموں کو پاگل کر سکتی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"کسی نے کچھ کہا تو نہیں تجھے ؟"

رضوان صاحب اور شاکرہ واپسی کا ارادہ کر رہے تھے جب یزدان اور سلوی دونوں کو پورچ تک سی آف کرنے آئے، یزدان اور شاکرہ آگے تھے جبکہ رضوان صاحب نے رک کر سرخ سادہ سے جوڑے میں گلاب بن کر دمکتی سلوی کی گال سہلاتے سر چومتے پوچھا تو وہ پیچھے ہوتی طمانیت بخش مسکرائی۔

نہیں اباجی، میں نے سب سے سوری کر لیا تھا صبح ہی۔ماموں تھوڑے خفا" تھے پر وہ بھی ٹھیک ہو گئے۔آپ پریشان نہ ہوں

سلوی کے منہ سے سنے انکو سکون ملا ورنہ تو وہ جانتے ہی تھے اس گھر میں انکی سلوی کو آنچ بھی نہیں آسکتی۔

جیتی رہ میرا بچہ۔کوئی بھی پریشانی ہو۔تیرے اباجی تیرے ساتھ"

ہیں۔ویسے تو مجھے سکھی پر پورا یقین ہے پھر بھی بیٹیوں کو میکے سے بڑی امید

ہوتی ہے۔جب تک زندہ ہوں تیرے سر کا سایہ اور میکہ سلامت ہے میری شہزادی"

بابا کے ماتھا چومنے پر سلوی کھلکھلادی، یہ مان ایک بیٹی کے لیے سچ میں بہت بڑا ہوتا ہے۔

"کیا سوچا پھر تو نے زرافے ؟فائنل جواب دے۔ہاں یا نہیں۔آدھے ارمان تیری ٹوٹی بازو نے برباد کیے، آدھے یہ پیاری چچی کرے گی۔شنائیل کو کہہ میرے بیٹے کا پیچھا چھوڑے۔ سمجھ رہا ہے میری بات؟"

شاکرہ کے اب تک اسی ضد پر ویسا ڈٹے ہونے نے یزدان کو حیرت و پریشانی میں مبتلا کیا کیونکہ شاکرہ جیسی عورت کا دماغ گھومتے وقت نہ لگتا تھا۔

"اگر رضوان احمد کو آپ نے کوئی نقصان دے کر سلوی کو پریشان کیا تو میں جمشید کی صرف شنائیل سے جان نہیں چھڑواوں گا،اسکی دنیا سے بھی جان چھڑوادوں گا۔بیٹا دور ہے، لیکن یاد رکھیں نافرمان اور بے حس نہیں ہے۔اگر وہ دنیا میں ہی نہ رہا؟تو سوچا ہے کیا ہو گا آپکے ارمانوں کا؟"

یزدان کے الٹا دھمکانے پر شاکرہ تڑپ ہی تو گئی، گردن گما کر کافی فاصلے پر کھڑی سلوی اور رضوان کو دیکھا جو گوچی سے بابا کا تعارف اچھے سے کرواتی ہنس رہی تھی پھر ڈر کر یزدان کے کڑے تیور دیکھتے حلق تر کیا۔

میں تجھے جان سے مار دوں گی اگر تو نے جمشید کے ساتھ کچھ کیا۔اپنی اس" "منحوس سہیلی کو مار سمجھا۔میرے گٹے گوڈوں میں بیٹھ گئے ہو تم سب۔

شاکرہ کے اندر ابھی بھی ممتا کا احساس ہے یہ سوچ کر یزدان نرم پڑا۔

جہاں تک مجھے پتا ہے، شنائیل آپکے بیٹے کی زندگی بن چکی ہے شاکرہ" صاحبہ۔میں نے نہ بھی مارا، شنائیل سے الگ ہو کر وہ زندوں میں نہیں رہے گا۔ چھوڑ دیں یہ ضد۔پیار سے سمجھا رہا ہوں، ورنہ اگر زندگی کے تھپڑ نے یہ بات اپنے طریقے سے سمجھائی تو آپ سے برداشت نہیں ہو گی۔اور میری "مانیں تو ان دو کو اپنا لیں ورنہ خالی ہاتھ رہ جائیں گی صاحب اولاد ہوتے بھی

بہت تفصیل کے سنگ سکھی نے شاکرہ کو تنبیہہ دے دی جسکے بعد شاکرہ پھر کچھ بول نہ سکی، سلوی اور رضوان صاحب کے وہیں چلے آنے پر ویسے بھی سکھی کو سنجیدگی زائل کرنی پڑی اور شاکرہ کو ڈر۔

پھر رضوان صاحب نے دونوں سے اجازت لی اور روانہ ہو گئے۔

"آپکے ابا جی اچھے ہو گئے ہیں، بہت فکر مند اور پریشان ہو گئے تھے۔آپ جانتی ہیں سلوی مجھے ہمیشہ لگتا تھا وہ آپکو پیدا کر کے بھول گئے۔ لیکن یہ صرف میری سوچ تھی۔ماں باپ کے ہر عمل میں مصلحت ہوتی ہے۔آپ سبکے لیے پیاری اور قیمتی ہوں، یہ خواہش تھی میری"

یزدان نے ساتھ ہی کھڑی سلوی کی جانب مڑتے اس چمکتے رخساروں والی کو دیکھ کر کہا تو وہ نظریں جھکائے مسکرا دی، پھر بھرپور نگاہ یزدان فاروقی پر ڈالی جو بہت فریش اور پیارا لگ رہا تھا۔

"ابا جی کبھی نہیں بھولے، ہر رات اٹھ کر میرے سونے کا یقین کرنے کی عادت تھی انھیں۔حالات نے انکو اپنے احساس جرم میں قید کر دیا تھا۔اور

میں آپکا ہوتے ہی سبکے ساتھ ساتھ خود کے لیے بھی قیمتی ترین ہو گئی

" تھی۔آپ کا ساتھ بہت خوبصورت ہے

وہ اسکے ہاتھ کو تھامے ایسے اعتراف کر کے یزدان کی صبح اور حسین کر گئی۔

آپ کی تو ہر چیز حسین ہے، بولنا، دیکھنا۔سانس بھرنا۔اور دھڑکنا۔رات "

"کیسی رہی آپکی؟

یزدان کے شریر سوال پر وہ قریب ہوتی اسکی شانے میں چہرہ چھپا گئی تو یزدان نے اسکے بال سمیٹے گردہاتھ لپیٹا۔

بہت پیاری تھی، آپ سو گئے تھے سکھی۔میری نیند چھین کر۔اسکا الگ "

"حساب ہو گا

سلوی کی سرگوشی میں بے پناہ لاڈ پنہاں تھا۔

کیا کروں میری جان، میڈیسن کا اثر تھا۔ورنہ ماحول سونے والا کہاں "

تھا۔خیر اب ساری زندگی یہ راتیں ایسی ہی ہوں گی۔جی بھر کر حساب لیجئے

"گا۔

یزدان اسے لیے گھر کی طرف بڑھا تو وہ بھی حصار سے زرا نکلتی اسکا ہاتھ پکڑ کر مسکرائی۔

دونوں اندر گئے تو سجاول اور فہمیدہ صاحبہ نے دونوں کی ساتھ نظر اتاری۔

سجاول بھی قدرے اچھے موڈ میں تھے۔

"ولیمہ آگے کروانا ہے یا کل ٹھیک ہے۔ مطلب ایسے دلہا بنو گے تو فوٹو شوٹ خراب نہ ہو جائے"

سجاول نے اٹھ کھڑا ہوتے لاڈلے کی بازو پر نگاہ پھیرتے سرگوشی میں شرارت ملائی تو سلوی فورا سے جا کر دی جان کے پاس بیٹھے انکی بازو کے حصار میں سمٹ گئی۔

"یونیکنس بابا، کل بلکل پرفیکٹ ہے۔اب آگے کروایا تو اس وحشی حیدر نے میری دوسری بازو بھی مڑور دینی ہے۔بچارا سات سال سے لیزے کو دلہن بنا دیکھنے کو ترس رہا ہے، آج آرام کروں گا۔ کل تک مزید فریش ہو جاوں گا بلکل"

یزدان نے شرارت سے کہا توسب ہی ہنس دیے۔

"سہی کہا بھئی"

سجاول خود قہقہہ لگا گئے جبکہ ماحول ہنس مکھ سا بہت پیار الگ رہا تھا۔

چلو پھر لنچ پر لیزے دراب آرہے ہیں۔تب تک ریسٹ کرو دونوں۔میں"

"بھی زرادی جان کا ہو سپٹل چکر لگوا آوں۔ریگولر چیک آپ ہے انکا

سجاول اور فہمیدہ صاحبہ پہلے ہی تیار تھے،بس گیسٹس کے سبب رکے

تھے،یزدان نے سر ہلایا اور سلوی نے بھی دی جان کی گال پر پیار کرتے انکو

رخصت کیا۔

آجائیں اب آپ آرام کریں۔میں بھی کچن جاوں گی پھر۔دیکھوں اگر میڈ"

"کو کسی کام کی ہلپ چاہیے ہوئی تو کرتی ہوں

سلوی نے پاس رکتے سکھی کا ہاتھ پکڑے جو کہا،آخر تک خود ڈر کر چپ ہوئی

کیونکہ یزدان گھورتا پایا گیا۔

"خبردار اگر آپ نے کسی کام کو چھوا بھی۔میرے ساتھ چلیں"

یزدان نے بنا کوئی بات سنے ہاتھ پکڑ کر کمرے کا رخ کیا۔

"سکھی ایسے تو زنگ لگ جائے گا مجھے"

روم میں پہنچتے ہی وہ مچلتی ہوئی سامنے رکی۔

"میں اتار دوں گا آپکے زنگ، آپ میرے لیے ہیں سلوی۔ صرف میرے لیے"

وہ اسکی گردن میں ہاتھ گھساتا اسکو پکڑ کر چہرے کے پاس سرکاتے حتمی برہم لہجے میں بولا۔

"میں آپکے لیے ہوں۔ لیکن۔۔۔"

سلوی نے سہمے ہوئے بولنا چاہا جب وہ اسکے الفاظ لی جاتی سانس میں ہی گھوٹ گیا۔

جب آپ میرے لیے ہیں، تو لیکن نہیں کہیں گی کبھی۔ یہ ایک ساتھ کا" وقت کس قدر انتظار کے بعد آیا ہے۔ اور آپ سوچ رہی ہیں میں آپکی ایک

لمحہ بھی جان چھوڑوں گا کیا؟ سوچیئے گا بھی مت۔ماسی بننے کا تو خیال اس گھر سے باہر نکال دیں پہلی فرصت میں"

یزدان کے اس قدر سنگین ری ایکشن پر خود سلوی گھبرا گئی اوپر سے اسکا چپ کرنے کا جو طریقہ تھا اس نے سلوی کی جان ہونٹوں تک سرکا دی تھی۔

"ہر وقت پیا۔۔پیار تو نہیں ہو سکتا ناں سکھی"

وہ چہرہ اسکی گال سے لگاتے ڈر کر منمنائی۔

پیار نہ سہی، ہر وقت باتیں تو ہو سکتی ہیں۔اگر آپ نے مجھے اس معاملے میں" اب تڑپایا تو میں بہت برا روٹھ جاوں گا۔ویسے بھی چڑچڑا ہو رہا ہوں بازو کے

"سبب سو مجھ سے دور جانے کا سوچیئے گا بھی مت

یزدان کے بچوں کی طرح ضد کرنے نے سلوی کی بکھرتی سانسوں کو ہنسی بھرا توازن بخشا تو وہ دونوں ہاتھ گردن کے اطراف لے جاتی سر کے پیچھے باندھے چمکتی آنکھوں سے یزدان کی آنکھوں میں جھانکی۔

میں آپ سے دور جانے کا سوچوں تو میری سوچیں بھی حواس کھو"
دیں۔ویسے اگر آپ زخمی نہ ہوتے تو میں اتنی ایکسپریسو نہ ہوتی بلکہ شرماشرما
"کر گری پڑی ملتی

اتنے قریب وہ اک نئی سلوی کو تسخیر کیے پاگل ہو رہا تھا، وہ بلکل اسکی پسند
جیسی تھی، اس سے ڈرنے کے بجائے اس کا ساتھ دیتی تھی، یہ یزدان فاروقی
کی مدت کی ریاضت کا صلہ تھا۔

مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔یعنی میں اس حادثے کو اپنی زندگی کا بہترین حادثہ"
"کہہ سکتا ہوں ناں؟

ناک سے ناک مس کیے وہ بلکل سرگوشی میں بولا، اسکی خوبصورت
مسکراہٹ سلوی کو بے حد مرغوب لگی۔

"بنا سوچے کہہ سکتے ہیں، آپ کو درد تو نہیں۔میڈیسن لے لیں پلیز"

یکدم ہی وہ ہاتھ کھولتے پیچھے سرکنے لگی پر اسکی فکر میں ڈوبی موجودگی کو کیسے وہ زائل ہونے دیتا، بے حد محبت سے اسکے ہونٹوں میں دبی سرگوشیاں ارسال کرتے اپنی دوالی اور خود کو آرام بھی دے دیا۔

"لے لی"

اک بے خود نرم لمس بہم تحریر کرتے پیچھے چہرہ کرے اس گلال زادی کو نہارا، سلوی کے روم روم میں جلے چراغوں کی روشنی اسکے چہرے تک آ لپکی۔

"ی۔یہ نہیں۔۔۔۔رئیل والی"

وہ منمنائی تو وہ اس سے پہلے پھر سے اپنی خماری بڑھاتا، روم ڈور پر دستک نے سلوی کو ضائع ہونے سے بچالیا۔

"یس؟"

یزدان نے سلوی کو خود سے جبرا زرا دور کرتے ہانک لگائی تو ملازم مودب ہوئے اندر داخل ہوا۔

"یزدان بھا، دراب بھائی اور لیزے باجی آچکی ہیں"

ملازم پیغام دیے یزدان کے سر ہلانے پر کمرے سے چلا گیا جبکہ سلوی ہنس کر یزدان کو اور تپا گئی جسکے ارمان اپنا ہی یار پورے نہ ہونے دینے کی قسم اٹھا کر پیدا ہوا تھا۔

یہ آج مجھ سے پٹنے والا ہے، جا کر ریسیو کریں انکو نئی نیولی دلہن۔ میں"

"میڈیسن لے کر آتا ہوں

یزدان نے اسکی گال جم کر چومتے ہی چھوڑا تو وہ بلش رخساروں پر ہاتھ رکھے فورا سے تعمیل میں دوڑی البتہ یزدان نے بھئ میڈیسن لی۔

سلوی نے دونوں کو ریسو کرتے ہی چائے کا بھی کہا، لیزے تو گلے ملی جبکہ دراب اسکے رات رونے کا مزاق بناتا ماحول حسین کرے یزدان کے روم کی طرف نکل لیا۔

لیزے بھی اس سے باتیں کرتی مسکرا رہی تھی۔

یزدان نے جیسے ہی باہر کا رخ کرنا چاہا، ایکشن مار کر اندر آتے دراب کو دیکھتے ہی اسکی زچ کرتی مسکراہٹ پر دور سے ہی خشمگیں گھورا۔

اوئے ھوئے۔ٹوٹی بازو کے باوجود اتنا روپ آگیا۔میں صدقے جاوں اپنے"

"یار کے چہرے کے گلوکے۔۔۔۔۔۔

دراب نے کمینگی سے ہنستے پاس رک کر شانوں سے پکڑے دل پر تیل چھڑک کر آگ بھی بھڑکائی، اب ایسا نہ کرتا تو یاری کیسے نبھائی جاتی۔

"مر جائے گا میرے ہاتھوں"

یزدان نے تپ کر وارن کیا۔

ہاہا چچ چچ لگتا ہے کسی کو سی بھی نہیں ملی تجھے، تبھی کاٹ کھانے کو دوڑ رہا"

"ہے

دراب نے گال چومتے ساتھ جو کمنٹ دیا، اس پر یزدان بھی خفیف سا مسکراتا نظر آیا۔

خود تو لیزے کو جونک بن کر چمٹا ہے۔میرے کیس میں تیرا زلیل پنا ہی"

"نہیں ختم ہو رہا۔یہ نہیں کے یار کے لیے دعا کرے،الٹا خون جلا رہا ہے میرا

یزدان کے مظلوم شکوے پر دراب نے ہنس کر ماتھا بھی چوم لیا۔

قسم سے تیرے لیے ساری رات دل سے دعائیں نکلی ہیں کے اللہ تجھے"

"ہمت و صبر دے

دراب نے اپنے بھائی چارے کی داستان سناتے دانت دیکھائے۔

"کمینے یہ دعا نہیں کرنی تھی۔خبیث"

یزدان نے رکھ کر کمر میں مکا ٹھوک کر دراب کو دہرا کیا۔

اف۔۔ظالم۔۔۔۔یہ ساری انرجی تیری اب مجھے پیٹ کر ہی نکلے گی"

ناں۔کہیں تو نکالنی ہو گی نہ تجھے۔اندر جو آگ لگی بھانپڑ جل رہے،کافی اکھٹی

"ہو گئی تھی

دراب کی زبان کو اب بھی قرار نہ تھا ورنہ ایسے مکے پر کچھ دیر زبان بھی سن پڑ

جاتی ہے۔

سو خبیث مرے ہوں گے تو تیرا جنم ہوا ہوا۔ایچھاداری ناگن یے"

"تو۔۔۔۔۔ہٹ پرے

یزدان نے روٹھنے پر دراب نے مزاق چھوڑے اس بار یارانہ دیکھاتے دونوں ہاتھوں سے یزدان کو تھاما۔

مزاق کر رہا تھا ناں ٹچی مین۔ تیری تکلیف میری تکلیف ہے میری"

"جان۔اچھا بتا میرے لائق کوئی خدمت۔ جس سے تیرا زخمی دل قرار پائے

دراب کی آفر سنے اس بار کمینگی سے یزدان مسکرایا۔

"بیلی ڈانس کرناں"

یزدان کے ہنس کر کہنے پر دراب نے نرمی سے دلہے کی گال پر چانٹا دیا۔

دیکھ یہ مجھے نور افتح سمجھنا چھوڑ دے، کہاں سے تجھے میں ویسا لگتا ہوں۔اپنی" گندی نظر اب مجھ پر سے ہٹا کر اسے اچھا شریف اور پیارا کر کے سلوی پر

"ڈال

آخری جملے پر دراب خود ہنسا کیونکہ شریفانہ بات تک بچاروں سے نہ کہی ہضم تھی نہ سنی۔

"یہاں سے"

یزدں نے ٹانگ اٹھا کر اسکی تشریف پر مارتے زرا پیچھے ہٹے فاصلہ بنایا اور بچارا دراب منہ پھلاتا کیوٹ لگا۔

"تیری تو۔۔۔۔"

دراب نے تکیہ اٹھایا ہی کے یزدان نے سہم کر پناہ چاہنے کو ہاتھ اٹھایا تو دراب نے ہنس کر تکیہ واپس بیڈ پر پھینکا تو دونوں ہی ہنسے، دراب نے گال تھپکتے پیار و احتیاط سے گلے لگایا۔

ہمیشہ خوش رہ، تو مت بتا پر میں جانتا ہوں سلوی تیرے ہر درد کا درماں" ہے۔بہت خوش ہوں کے تجھے وہ پوری مل گئی۔ہمیشہ کے لیے

شرارت چھٹی تو یاری کا پلڑا سوچ سے بھاری پڑا۔

تو بھی میری بہت سی تکلیفوں کا مرہم ہے، تیرے بنا کچھ نہیں۔اس"
افلاطون حیدر کے لئے بہت ترساہوں۔تجھے اور تیری پونڈوں کو نظر نہ لگے
اس بدخواہ زمانے کی۔چل لیڈیز کو جوائن کرتے ہیں۔جل ہی نہ جائیں

"ہمارے پیارے

اور پھر محبت ہو یا یاری، یزدان فاروقی بھی کم نہ تھا اعترافات میں۔
دونوں آفت ناک ہنستے ہوئے ساتھ ہی کمرے سے نکلے۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ
Ⓝ Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

کنڈیشن بہت بگھڑ رہی ہے، سمجھ سے باہر ہے ایسی کیا چیز ہے جو اسکے اندر کو"
"نگل رہی ہے شاید نرمین۔میں نے بہت مجبور ہو کر تجھے کال کی ہے براق
اس وقت بستر مرگ پر پڑا وہ کوئی گناہ گار نہیں تھا، براق جدون کا اکلوتا بیٹا تھا
جوان سے بھی بوڑھا لگ رہا تھا، جسے گہرا روگ نگل گیا تھا۔

شارق صاحب، براق کے اچھے دوست اور اس مینٹل اسائلم کے اونر تھے، شارق سے ہی انھیں برہان کی حالت پتا لگتی رہتی تھی۔

"میں مانتا ہوں اسے یہی دکھ ہے شارق، اسے نرمین نامی خسارے نے نگل لیا۔ اگر اسکی آخری دوا بھی وہ رہ گئی تب بھی میں اسے نرمین کو اک نظر دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دوں گا"

براق جدون کی آنکھوں میں سرخی کے سنگ غضب بھی چمکا، شارق نے اس صبر و ہمت کے پیکر کو دیکھا۔

"اولاد کے لیے تو جان بھی دے دی جاتی ہے، تو اک نرمین نہیں لا سکتا اپنے بیٹے کے لیے۔ سنگدل باپ ہے تو"

شارق کے الزام تراشنے پر براق، آئی سی یو روم کے بستر پر پڑے برہان کو دیکھتے اذیت سے مسکرائے۔

"سنگدل ہوتا تو ایسی اولاد کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفنا دیتا، اس نے نرمین کو ایک لمحے کی خوشی نہیں دی۔ وہ بچی پوری زندگی تڑپتی رہی۔ اور جب اس معصوم

کو اس جلاد سے آزادی ملی تو اسے نرمین سے محبت ہو گئی۔ تو سن شارق مرزا، ایسی محبت پھر دفنانے لائق بچتی ہے۔ اسکی بھی اسی لائق ہے۔ اسکی قبر میں دفن ہو گی"

کرب نے براق جدون کی کڑکتی مضبوط آواز کرچیوں میں بدل دی۔

"تو اصول پسند ہو گا، کل تو اللہ کے سامنے اپنے انصاف میں سرخرو بھی ہو گا پر کہیں نہ کہیں اولاد کی تکلیف دور نہ کرنے کا تیر تیرے سینے میں کھبا رہے گا۔ برہان کی زندگی اب صرف نرمین کا ساتھ بچا سکتا ہے۔ میری مان اسکی سانول سے شادی کروا اور پھر سانول کو حکم دے طلاق کا۔ اپنے بیٹے کو واپس کر دے اسکی نرمین"

شارق نے یہ سب کہہ تو دیا پر براق جدون کا خون کھول گیا، یہ پرواہ کیے بنا کے وہ یار ہے اسکا گریبان دبوچتے غرا اٹھے۔

"تو نے ایسا سوچا بھی کیسے شارق کے میں اس قدر گر جاوں گا۔ نرمین کو پھر سے جہنم میں جھونک دوں۔ اور اس میں جو سانول قریشی کی جان جائے

گی؟ پھر اسکا حساب کیسے چکاوں گا؟اس ناہنجار کی تکلیف ایک تیر بنے گی۔ان دو کے ساتھ یہ ظلم بہت سے حلق کے کانٹے بن جائیں گے۔آج تو یہ بات کہہ دی تو نے۔دوبارہ کہی تو تیری جان لے لوں گا۔نرمین اب صرف سانول کی رہے گی۔اس جہاں بھی اور اس جہاں بھی۔۔۔"

پہلی بار کسی باپ کا ایسا ضبط دیکھا تھا شارق مرزا نے، کے اسکی آنکھیں بھی سرخائی میں ڈوب گئیں۔

"ٹھیک ہے، پھر سہہ چپ چاپ برہان کی آخری سانسیں۔میرا کام تھا تجھے سمجھانا۔آگے تیری مرضی ہے براق"

شارق اپنے گریبان پر اس بے بس باپ کے مضبوط ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑے ہی دلخراشی سے کہہ کر چلا گیا پر براق جدون پر آتی جاتی سانس تنگ ہو گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

پورا دن شنائیل نے اسے بہت سیر سپاٹے کروائے، وہ لوگ ایک کانسرٹ بھی گئے، پھر اس کینسر کی شکار بچی سے بھی مل کر آئے، اسکی مسکراہٹ میں ان دو کی امید چھپی تھی، پھر جذبات بہت تھے اور لفظ کم پڑے۔

پانچ بجنے میں وقت تھا جب وہ اسے واپس ہوسپٹل لائی، وہ بلکل آنے پر رضا مند نہ تھا پر شنائیل کی بات ٹال بھی نہ سکا۔

"تم بلکل اچھی بیوی نہیں ہو۔ پھر وہاں لے آئی ہو جو جگہ مجھے پسند نہیں۔ جاو میں بات نہیں کرتا"

شنائیل نے اسکی کمر کے پیچھے تکیے رکھے پر رو برو ہوتی اسکے شکوے پر جی جان سے مسکرائی جھکی۔

"آئی نو تمہارے لیے اچھی جگہ صرف میری باہیں ہیں۔ لیکن تم ہر وقت وہاں بھی تو نہیں رہ سکتے۔"

جھک کر اپنے لب اسکی تیوریوں والی پیشانی پر رکھے ناز سے روبرو ہوئے اس شخص کا دل دھڑکا گئی۔

میری اچھی جگہ تمہارے باہیں ہیں۔یہ خوش فہمی کس نے ڈال دی"

"تمہیں

وہ اپنے چہرے پر اس لڑکی کی پر حدت سانس کا لمس محسوس کرتے قدرے بیگانگی سے بولا۔

تمہارے دل کی دھڑکن نے جو میرے گلے لگاتے ہی آرام پا جاتی"

"ہے۔مان لو مسیحائی میں کامیاب ہو گئی

سابقہ اتراہٹ میں لپٹی وہ جمشید کی سانسوں میں سانس

بھرے دور ہوئی ہی کے وہ کلائی کھینچ کر خود پر جھکا گیا۔

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں ایک دوسرے کی پسند کا منظر دیکھتے ساکن تھے، پھر وہ ساکت اثر سانسوں تک آ ٹھہرا۔

"پھر سٹریس ہو رہا ہے کیا؟"

وہ اسکے پہلو میں ہی بیٹھی کیونکہ جھکی رہتی تو تودے کی طرح موصوف پر گر پڑتی۔

تمہیں اور کچھ نہیں سوجھتا۔ہر بار سٹریس ریلیز کرنے کا ایک طریقہ "

"تھوڑی اپناوں گا

وہ بے حد قریب بیٹھی پوری کی پوری جمشید کے حصار میں تھی، پھر اسکے جملے کا مفہوم سمجھ کر شائیل کی گالیں دھواں چھوڑنے لگیں۔

"ٹھیک ہے پر ہر نیا طریقہ پہلے سے زیادہ شدید ہونا چاہیے "

وہ دل تک سہمی تھی پر مجال ہو جو خود کو ڈرا ثابت ہونے دیتی۔

"میرا تمہیں دیکھنا تک بہت شدید ہوتا ہے "

وہ جن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ اہل دل کے لیے قہر کا دوسرا نام کہلاتی تھیں، جیسے اسکے چہرے کے دیکھ کر ہی رنگ بگھاڑ دے گا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہے ہو جیسے جام کا گلاس ہوں "

وہ پہلی بار جمشید کی خمار آلود نظروں کے روبرو سہم کر رہ گئی۔

"زہر کا پیالہ تو ہوناں"

وہ دانت پیس گیا، شنائیل ہنس دی، سمٹا اور کھنکھتا۔

"جام کا گلاس بھی زہر ہی ہوتا ہے، تم نے ڈرنک کیا کبھی؟"

وہ جان بوجھ کر بات بدل گئی۔

"کافی بار"

وہ ایک دو بار کو جان بوجھ کر بڑھا چڑھا گیا۔

"دوبارہ مت پینا۔ مجھے یوز کر لینا"

وہ اسکا دھیان ہٹائے دگنی شدت سے اپنی طرف کھینچ گئی۔

"تمہیں یوز کیوں کرنے لگا؟"

وہ بگھڑا، شنائیل نے اسکے دونوں گال پکڑ کر کھینچے۔

"یوز کر کے پھنکنا مت، دل سے لگا لینا"

وہ ترغیب دیے اسے دنیا بھلا گئی۔

"ال ریڈی لگی ہو"

وہ بے ارادہ بولا تو شائیل کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"آئی مین لک۔یو ٹچ می"

وہ فوراہوش تھامے بات بدل گیا تو شائیل نے اسکے سینے سے لگے ہونے پر بازو اطراف لپیٹ کر رہی سہی دوری بھی ختم کر دی۔

وہ چپ چاپ اسکے گلے لگی رہی، ایسے جیسے سانس بھی نہ لے رہی ہو۔

"تمہیں یہ لوگ ابھی بیہوش کر دیں گے۔یعنی اب تم سرجری کے بعد یعنی کل ہوش میں آو گے۔اگر تم نے زرا بھی سٹریس لیا تو نقصان ہو گا۔کچھ ایسا کہو کے کل تک میں بھی سٹرونگ رہ سکوں، اور اس امید پر سانس لے پاوں کے تم جاگتے ہی اپنا سارا اسٹریس مجھے سے ریلیز کرو گے"

وہ روبرو ہوئی تو عجیب تڑپی ہوئی تھی، جمشید نے اسکے دونوں ہاتھوں کی طرف دیکھا جو اسکے ہاتھوں میں بہت خوبصورتی سے جکڑے تھے۔

"دیکھنا کافی نہیں کیا؟ کہنا ضروری ہے کیا؟"

وہ اسکے سوال پر مزید نزدیک ہوئی۔

"کہہ دوناں، کونسا تمہارے یہ بڑے ہونٹ گھس جائیں گے"

ڈبڈبائی آنکھوں میں چھلکتے دکھ بھرے وہ اسکے ہونٹوں کے پاس سرگوشی کرتی ان آنکھوں سے لگی بولی۔

"تم جیسی بیوی ملی ہے ناں تو انکے گھسنے کے لیے میرا بولنا ضروری نہیں"

شنائیل بے اختیار اسکے جان لیوا طنز پر ہنسی، باخدا جمشید کا دل اس لڑکی کی مہکتی مخملی مسکراہٹ نے لے لیا۔

کل تک خوشی خوشی جی لوں گی اب، تمہارے منہ پھٹ ہونے پر ایک بار"

"پھر عاشق ہو گئی میں

وہ اتنے سے جملے پر گلاب سی کھلتی جمشید کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سن کر گئی۔

"شنائیل"

وہ جس طرح دلبرانہ پکارا، شنائیل کے دھیان، دل اور جان سب نے زہے نصیب کہتے اسکی آنکھوں میں جھانکے جی کراں کہا۔

تم ایسے پکارتے ہو تو دل کرتا ہے تمہیں کھا جاوں۔ کہو ناں کیا کہنا ہے۔ میں"

"سن رہی ہوں

وہ اسکی محبت کی شدت پر کہیں دل سے خوفزدہ تھا۔

"پریشان مت ہونا۔ میں بلکل سٹریس نہیں لوں گا"

شنائیل کی آنکھیں دفعتا نم پڑیں۔

ایسے کرتے ہو ناں جب، جان بن کر مجھ میں سرائیت کر جاتے ہو۔ آئی لو و"

یو سو مچ جیم۔ میرا بس چلتا تمہیں ایک انجکشن جتنی تکلیف بھی ہونے نہ

دیتی۔ پر تمہیں میرے ساتھ بہت سا جینا ہے، سو یہ تکلیف سہہ لینا۔ میں

"تمہارے بہت پاس رہوں گی۔ او کے

وہ اسکے رخساروں کو باری باری چومتی، جمشید کو حیران و پریشان ہی تو کر

گئی، ایسی محبت اس شخص نے تو کبھی سوچی تک نہ تھی۔

"تم پاگل ہو شنائیل"

وہ جذباتیت سے دب جاتی سرگوشی کر کے شنائیل کی جان لے گیا۔

"صرف تمہارے لیے۔"

تین حرفی سکون دیے وہ اسکے ہونٹوں کے بقیہ تمام شکوے اور اعتراض اپنے دامن میں سمیٹے آج جمشید کے جواب محبت اور گرفت سے چھونے پر مسرور ہوئی۔

وہ اپنی محبت سے اسے مہکاتا ہوا شنائیل کو بار بار اپنے لیے پاگل کر سکتا تھا۔ وہ بہت مشکل سے دور ہو سکے، کیونکہ ابھی دونوں طرف دل کمزور پڑ رہے تھے، آنکھیں ملانی مشکل تھیں، دور ہونا محال تھا۔

"اب جاو تم۔۔۔"

وہ اسے دیکھے بنا نظر پھیرے سر تکیے سے لگا کر گردن موڑ گیا۔

نظریں ملانا بھی سیکھا دوں گی تمہیں، ڈنکے کی چوٹ پر اپنے حق چھینا تو"

"تمہیں آہی گیا۔ آرام کرو میرے دل کی ٹھنڈک

جھک کر اسکی کن پٹی چومے وہ اسکا ہاتھ ہونٹوں سے جوڑے پیار کرتی اٹھ کر روم سے چلی گئی تو جمشید فورا گردن گما کر اسکے اوجھل ہونے کے باوجود اسکی موجودگی کو اپنے چار سو زندہ دیکھ کر مشکل سے سانس کھینچ سکا۔

اب وہ میرے کہنے سے پہلے ہی سمجھ جائے گی کے پیار کرتا ہوں اس"

"سے۔یہ کیا کر رہا ہوں میں آخر

سخت کرب سے جمشید نے سوچا،اس محبت کا افشاں ہوتا راز ابھی موصوف کی جان پر بن رہا تھا

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

نرمین،ڈارک روز وڈ کلر کے پارٹی ویئر میں ہسئی ہیلز کے سنگ بہت سوبر لگ رہی تھیں،جبکہ بلکل میچنگ شرٹ کے ہمراہ بلیک پینٹ اور بلیزر میں

سانول قریشی بہت چار منگ وائبر زدے رہا تھا، وہ لوگ ٹھیک ساڑھے پانچ تک ایونٹ سر منی پہنچے جہاں پاکستان کے ساتھ ساتھ انٹر نیشنل فریگنس برینڈ مدعو تھے جن میں ایک نامینیشن نرمین ریاض کے نام بھی تھی۔

وہ وی آئی پی ایوننگ نرمین کے لیے ایک خوبصورت شام پہلو میں بیٹھے شخص نے بنائی جسے نرمین سے زیادہ انکی کامیابی کا یقین تھا اور پھر جب انکا نام ایورڈ کے لیے پکارا گیا تو پہلی تالی بجانے والا سانول قریشی تھا۔

بہت بڑا خواب چھٹکیوں میں پورا ہونے کی خوشی نے نرمین کی آنکھیں نم کر دیں، وہ ایک کامیاب فریگنس برینڈ کی اونر تھیں اور آج انکے برینڈ کو پہلا ایوارڈ ملا تو انکے ہمراہ سانول قریشی تھا۔

بہت خوبصورت تقریب تھی، جہاں گلیمر تھا، جہاں چمک تھی، جہاں خواب کی تعبیر تھی، جہاں نرمین کے کیئریئر کا انٹر نیشنل آغاز ہوا تھا۔

ڈنر کے بعد وہ لوگ جب باہر گاڑی تک آئے تو من چاہا کچھ دیر آسمان پر دیکھائی دیتے چاند کو مل کر دیکھیں تو گاڑی سے لگ کر کھڑے ہوئے، وہ خوش تھا کیونکہ نرمین خوش تھیں۔

کبھی کبھی کچھ چیزیں اتنی دیر سے ملتی ہیں کے ہم"

"انکے ملنے پر حواس باختہ رہ جاتے ہیں۔

وہ سامنے خوبصورت چمکتی رات کی طرف متوجہ تھیں تو سانول اپنی تاریک رات کے اس چاند کی جانب جو پہلو میں آبسا تھا۔

"آپ میری بات کر رہی ہیں ناں"

نرمین کو اپنے کان کی لو تک سانول کی گرم سانس اور سرگوشی محسوس ہوئی پر وہ اس وقت پر سرور سا مسکراتیں گردن گما کر اس شخص کو دیکھنے لگیں جو ایک ہی رات میں خاص ہو گیا تھا۔

"نہیں، اس ایوارڈ کی"

نرمین نے دانستہ ہاتھ اٹھا کر جتایا، وہ پاگل ہنس دیا۔

مجھے خوش فہمی تھی یعنی کے آپکو حواس باختہ کرنا صرف میرے ہاتھ میں"
"ہے۔آہا۔سانول قریشی تم تو ناکارہ نکلے

وہ مظلومیت اختیار کیے بڑبڑایا تو نرمین نے گاڑی سے ٹیک چھوڑی اور اسکے سامنے آرکیں، لمحہ بھر تو اس قدر حسین منظر نے سانول کو دوسری سانس نہ لینے دی۔

وہ حسین منظر نرمین کی آنکھوں میں نرمی اور مہربانی کے غلاف میں لپٹی انسیت تھی۔

تم ناکارہ نہیں ہو۔آج ہی تو میں نے تمہیں اپنا پہلا اور آخری دوست چنا"
"ہے۔نبھا پاو گے دوستی

وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر نرمی سے بولیں، سانول نے وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہتھیلی کے سنگ اپنے جلتے سینے پر لا دھرا، نرمین دہل ہی تو اٹھیں تھیں۔

دوستی، محبت، دیوانگی اور بے اختیاری سب آپ سے ہی جڑی ہے۔کیوں"
"نہیں نبھاوں گا، آپ کچھ کہیں اور میں رد کروں۔ایسے تو حالات نہیں

نرمین کواپنی ہتھیلی میں دھڑکتے دل کااحساس گھیر گیا، گویاانکے پورے وجود پر وہ بے تاب دھڑکنیں قابض ہو گئیں، جن جذبات وخواہشات کی نرمین کے بقول انکی زندگی میں اب جگہ نہ تھی، دھیرے سے بننے لگی۔

"ہ۔۔ہاتھ چھوڑو میرا"

سر ہلائے وہ اپنے ہاتھ کو چھڑوانے لگیں جو سانول کے مضبوط ہاتھ اور سینے کے بیچ دبا بے جان پڑ چکا تھا۔

ہاتھ تھماتی ہی کیوں ہیں پھر جب چھوڑنے کا حکم دینا ہوتا ہے۔ برداشت "

"نہیں ہوتا مجھ سے یہ

سانول نے اپنا ہاتھ ہٹائے وہ خوبصورت ہاتھ اپنے سینے سے جدا کرتے نرمین کی پہلو میں لاتے چھوڑ دیا، پر دونوں کے بیچ فاصلہ کم ہی تھا۔

تم ایسے بے صبرے، جذباتی اور دیوانے ٹائپ تو نہیں تھے۔ ہمیشہ تمہاری" نظر میرے سامنے جھکی رہی ان تیس سالوں میں۔ پھر یہ سب کیا ہے

"اچانک؟

کچھ لمحے دونوں ہی چپ رہے، ایواڈاندر ڈیش بورڈ پر رکھے وہ پھر ساتھ آ کھڑی ہوئیں، نرمین کو اپنا ہاتھ اب بھی کسی نادیدہ گرفت میں محسوس ہو رہا تھا، اور یہ احساس جان لے رہا تھا، نرمین کے شکوے پر وہ سوز زدہ ہوتے مسکرایا، اسکی نظریں بہت گہرائی سے نرمین کے دل تک آنچ پہنچا رہی تھیں۔

میں ہمیشہ سے ایسا ہی تھا، لیکن جب آپ میرے ہی مالک کی بیوی بن گئیں" تو سارے بے صبرے، جذباتی اور پاگل پن کے سمندر کو احترام و ادب کے کوزے میں بند کرنا پڑا۔ اس لیے نہیں دیکھتا تھا کہیں میری کسی نظر سے آپ پر آنچ نہ آجائے۔ آپ اجلا پیکر، میری نظروں کی طلب سے تاریک پڑ سکتی تھیں۔ یہی تھی میری کہانی۔ اگر آپکو اب بھی مجھ پر یہ سب طاری ہوتا قبول "نہیں تو چھوڑیں اگلے دونوں گفٹس۔ انکار کریں۔ ابھی چلا جاوں گا

وہ گردن موڑے یہ سب کہتا بہت جذبات کی رو میں بہکا کیونکہ اسکے حرف حرف سے ناامیدی چھلک رہی تھی۔

نرمین پھر سے روبرو آئیں۔

نہیں کروں گی انکار۔دونوں گفٹس چاہیں مجھے۔اور خبر دار تم گیم چھوڑ کر" گئے۔اختیار میرے ہاتھ میں دیا ہے ناں تو ڈر کیوں رہے ہو۔ محبوب ہوں ناں میں، جو فیصلہ لوں گی تمہاری تیس سال کی ریاضت کو مد نظر رکھنا نہیں "بھولوں گی

سانول کے لیے یہ سب نا قابل یقین تھا، تبھی تو اس سے اب اپنے جذبات سنبھالنا مشکل تھا کیونکہ اب شاید معاملہ ایک طرفہ نہیں تھا۔

"پرامس"

وہ آس میں مبتلا تھا،اور ایسی آس توڑنے والے بہت ظالم ہوتے ہیں۔

"آئی پرامس"

شاید روح زمین پر اتنی خوشی تسخیر ہی نہیں کی گئی تھی جتنی اس وقت اس شخص کے دل میں مقید تھی۔

آپ ایسی نہیں تھیں کے آپکی بے قدری کی جاتی نرمین، یہ بات آپکو ہر "
طریقے سے بتانے کا ارمان ہے مجھے۔ پورا ہو گیا تو مجھے ان تیس سالوں کے تنہا
"وکرب زدہ گزرنے کا غم بھول جائے گا۔ خیال رکھیے گا میرا
نرمین کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے سانول نے اک گزارش کی جو بنا
تردد نرمین کے دل نے مان لی۔
"ہمم۔۔ہاتھ مت پکڑا کرو"
وہ فورا سے ہاتھ چھڑوا گئیں تو سانول کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی۔
کچھ دیر وہ لوگ رکے پھر واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

براق جدون کو واپسی میں رات ہو گئی تھی، وہ بہت تکلیف کا شکار تھے، برہان کی زبان پر صرف نرمین اور دراب کا ورد تھا، وہ جانتے تھے یہ انکے بیٹے کی سزا ہے پھر بھی دل کا کیا کرتے جو برہان سے مل کر کٹ سا گیا۔

لیزے اور دراب نے باران کو سکول سے دنکو پک کیا پھر وہ لوگ حلیمہ اماں کی طرف گئے، رات کا کھانا تینوں نے انکے ساتھ کھایا، باران بھی ممی بابا کے اتنے ٹائم دینے اور نانو سے مل کر کافی خوش ہو گیا اور تبھی گھومنے پھرنے کے بعد حسب توقع لیزے سے باتیں کرتے ہی سو گیا۔

ڈنر تو کسی نے نہیں کیا پر چائے سب نے پی، براق جدون سب کے بیچ بیٹھے آج چپ تھے اور سب نے انکی چپ محسوس کی، سبکے کمروں میں جانے کے بعد دراب بھی روم میں آیا تو لیزے بھی گھوم پھر کا سلیپی ہو رہی تھی۔

"دد ھو تھوڑے ڈسٹرب لگے مجھے۔ میں انکے پاس جا رہا ہوں۔ انکے پاس رہوں گا۔ میٹھا سا پیار دو مجھے پھر سو جانا عشقم"

وہ اسکے پاس بیٹھا تو لیزے نے کھلتی بند آنکھیں باران پر سے ہٹا کر اپنے ہنڈسم حیدر پر ڈالیں۔

وہ آپکے بابا سے ملنے گئے تھے، ممی نے بتایا ہے مجھے۔ جا کر اداسی دور کریں" انکی۔ مجھے بھی سخت نیند آرہی ہے۔ کل بھی تھکا دینے والا دن ہے تو سونے "دیں مجھے ورنہ آپکی دلہن پر گلو نہیں آئے گا

لیزے نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کر چومتے نیند میں دھت ہوئے کہا تو وہ پہلے جملے پر ہی اذیت میں ڈوبا اور جھک کر اپنا حق وصول کرے خود کی اذیت کم کی۔

"چلو دل پر پتھر رکھ کر سونے دے رہا ہوں تمہیں۔ گڈ نائیٹ۔"

دراب نے اسکی گالیں اندر کو دباتے مسکرا کر جبین چومی اور اٹھ کر فلائنگ کس کرے کمرے سے نکل کر دروازہ بھی آگے کر گیا جبکہ لیزے نے باران کے ساتھ لپٹنے پر خود بھی بازو اپنے بے بی کے اطراف لپیٹ لی۔

دراب سیدھا دھو کے کمرے میں گیا، گردن اندر کر کے جھانکا تو وہ کسی کتاب کی گہری ورق گردانی میں ڈوبے تھے۔

"میری دنیا اداس ہے ناں۔آگیا ہوں رنگ بکھیرنے۔"

وہ اسے دیکھ کر ہی کھل گئے تبھی تو جب تک دراب آکر گود میں سر رکھے لیٹا، براق جدون نے کتاب غیر ضروری شے کی طرح سائیڈ ٹیبل رکھ دی۔

"ہاں تیری ضرورت تھی تیرے دادا کو۔دل ہلکا کرنے کی نیت سے جاتا ہوں"

"اس سے ملنے، کمبخت کاندھے بھاری کر کے بھیجتا ہے

براق جدون کے اذیت بھرے لہجے میں بے بسی تھی۔

"بات کی انہوں نے آپ سے؟"

دراب نے آنکھیں سی چراتے پوچھا تو وہ کرب سے سر جھٹک گئے۔

"نہ کرتا تو بہتر تھا۔چھڈ یار۔تیری جپھی چاہیے تیرے ددھو کو۔کل بات کریں گے۔آج دل ڈوبا ہوا ہے"

وہ فوراً سے اٹھ کر ددھو کو اپنے گلے لگاتا بھینچ گیا اور شاید یہ تکلیف ہی ایسی تھی کے لفظ چھین لیتی تھی۔

آپکے پاس سور ہا ہے یہ سو پونڈ کا کا کا۔ آپکی اداسی کی بینڈ نہ بجی تو میرا نام "
دراب حیدر جدون نہیں۔ چلیں بازو دیں اپنی۔ اپنے اس پیارے کاکے کو
"قبول کریں

اداسی کا تو ابھی ہی وجود مٹ گیا اور اب یقیناوہ دد ھو کی بازو پر سر رکھے انکو صرف ہنسانے والا تھا، کیونکہ جب جب براق جدون اداس ہوتے، دراب کا دل دہل جاتا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

یزدان اور سلوی کا دن بہت اچھا رہا تھا، شام میں وہ لوگ مل کر ریسٹورنٹ گئے تھے جہاں سب نے ہی اچھے ماحول میں ڈنر کیا، پھر واپسی پر سجاول اور دی جان سیدھے مینشن چلے گئے مگر یزدان پین کلر چینج کروانے ہوسپٹل گیا تو سلوی بھی ساتھ گئی، واپسی میں گیارہ بج گئے تھے۔

سلوی نے عشاء ادا کی اور دی جان کو میڈیسن دیے روم میں آئی تو

یزدان، لیپ ٹاپ کھولے کچھ کام کر رہا تھا۔

"اب بس کریں۔ سو جائیں سکھی۔ صبح ایونٹ ہے ولیمے کا، نیند لیں۔ پہلے ہی

آپ نے زرا آرام نہیں کیا پورا دن"

سلوی نے قریب رکتے اسکا لیپ ٹاپ چھینا اور جا کر کاوچ سیٹ کے اٹیچ ٹیبل

پر بند کر کے رکھتی پلٹ کر آئی تو یزدان کے بڑھے ہاتھ پر حیا نشین مسکائے

اسکے ہاتھ میں ہاتھ تھماتی پاس ہی بیٹھی۔

"آپکے ساتھ میں چلتے پھرتے بھی آرام و سکون پاتا ہوں۔"

وہ دیکھنے میں ہی محبت انڈیل لایا جبکہ سلوی بلش کرتی اوپر ہو کر بیٹھتے ہی

سکھی کے سینے سے جا لگتی اسکے فولڈ بازو پر ہتھیلی سہلانے لگی۔

سکھی، آپ مجھے پرمیشن دیں کے میں آپکے سارے کام خود کروں۔ میز"

آپکی شرٹس پریس کرنا۔ آپکے لیے فرمائشی کھانا بنانا۔ آپکی وارڈب سیٹ

کرنا۔پکاپرامسس خود کو بلکل نہیں تھکاوں گی لیکن میں نہیں چاہتی آپکی کسی

"چیز کواب سے ملازمین ہاتھ بھی لگائیں

سلوی نے چہرہ اوپر کرتے اپنی فرمائشیں شروع کیں جنکے اختتام میں یزدان

نے مسکرا کر دیکھتے ان رخساروں پر سرخی سمیٹی۔

"کپڑے دھونے کا نہیں کہا آپ نے"

یزدان کی شریر سرگوشی پر سلوی نے پلکیں گرائیں۔

مجھ سے یہ پینٹس نہیں دھوئی جاتیں سکھی، میرے ہاتھ تھک جاتے"

"ہیں۔

معصومیت سے بتایا گیا جس پر یزدان نے اسکی ہتھیلی پکڑے چومی۔

میری جان! آپکو اس گھر میں گرم ہوا بھی نہ لگے گی۔مزاق کر رہا"

ہوں۔کسی کام کی ضرورت نہیں ہاں میری ہر چیز مجھے ہینڈ اور ضرور آپ کیا

کریں گی۔جب آپکا دل کوکنگ پر کرے آپ ضرور کریں۔کوکنگ سے

بلکل منع نہیں کروں گا۔آپکے ساتھ آپکے بنائے کھانے بھی چٹ کرنا مجھے

خوشی دے گا۔ باقی آپکا پاسپورٹ آلے تو ہم اوٹنگ پر نکلتے ہیں جلد۔ یہ

"ساری فکریں مجھے دے دیں۔ آپ صرف مجھ سے پیار کرنے پر توجہ دیں

ماتھا چومتے سلوی میں ڈھیر سی آسودگی اتارتا وہ روبرو ہوا، وہ جذباتی ہوتی نم

آنکھوں سے مسکرائی کیونکہ یہ سب بہت زیادہ تھا، یہ آرام و سکون شاید

مشکل زندگی کے بعد خوبصورت صلے جیسا تھا۔

"آپ تو بہت کول ہو گئے سکھی"

وہ کھلکھلائی، وہ اسے بہت پیار سے جو اپنے جیسا بنا رہا تھا۔

ہمیشہ سے تھا، آپکے لیے ایکسٹرا جنونی بازو کے ٹھیک ہونے کے بعد بنوں"

گا۔ تب تک یزدان فاروقی کے سارے لاڈ سمیٹ لیں کیونکہ بعد میں صرف

"آپ میری سنیں گی

پیار سے بولتا وہ اختتام تک دھمکانے سے جان سی دہلا گیا۔ وہ سہم کر یزدان کی

آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"ب۔۔ بعد میں لاڈ نہیں کریں گے؟"

وہ ہچکچاتی منمنائی۔

"کروں گا پر پرولیول والے۔ سمجھی ہیں ناں؟"

سلوی نے جھٹ سے آنکھیں چراتے ہونٹوں کو حصارنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا۔

"کر کے دیکھایئے گا۔ابھی میں کچھ نہیں سمجھ سکتی۔"

سلوی کے جواب پر یزدان خمار آلود سا ہنسا، دونوں کے بیچ کا نرم گرم سا طلسم دلوں کی دھڑکن تک پر اثر انداز تھا۔

"دل تو ابھی چاہ رہا ہے"

یزدان نے اسکی گردن میں چہرہ گھسیڑا تو وہ اسکے جاندار گردن کے گرد گرفت جکڑتے بوسوں پر مچل کر رہ گئی۔

"سکھی۔منہ دیکھائی کا گفٹ نہیں دیا؟"

وہ اسکا دھیان بھٹکائے جلدی سے بولی، یزدان نے چہرہ سامنے کرتے نشیلی سی نظر ان رس بھرے لب ور خسار پر پھیر کر سلوی میں سنسنی اتاری۔

"کل دوں گاناں"

وہ اسکی نظروں کی تپش پر گھبرانے لگی۔

"سکھی سوئیں؟"

وہ اسکے قریب سرکتی گال سے گال جوڑے رحم طلب نظروں سے تکنے لگی۔

"نیند آگئی آپکو؟"

یزدان نے بازو جکڑ کر اسے اپنے چہرے کے پاس جھکایا۔

"جی۔آجانی چاہیے۔"

وہ بدحواس ہوئی کیونکہ یزدان کے ہونٹ اسکے گالوں سے سرکتے نشہ سا طاری کر رہے تھے۔

"کتنی جلدی ہوتی ہے آپکو مجھ سے بھاگنے کی۔حالانکہ لڑکیاں تو ایسے ہسبنڈز کی دعائیں مانگتی ہیں"

وہ شکوہ کرے مسلسل اسکے چہرے کو تک کر سلوی کو ہوش سے بیگانہ کر رہا تھا۔

"م۔میں نے بھی مانگی تھی"

وہ آنکھیں میچتی ڈر کر سرگوشی میں بولی اس سبب کے وہ اس سے بولنے کا حق کب چھین لے گا کچھ خبر نہیں۔

"تو آنکھیں کھول کر اپنی دعا کی قبولیت کو پیار سے دیکھیں ناں"

یزدان کے جواباً سرگوشی پر وہ دھیرے سے آنکھیں کھولتی لب پھیلائے مسکائی۔

"بیوٹی۔اپنے یہ ہونٹ مسکراہٹ سمیت مجھے دے دیں۔"

وہ دیوانگی سے بڑبڑایا کیونکہ وہ مسکرا کر سب لوٹ لیتی تھی۔

لے لیں۔مگر مجھے آپ اب کسی حسرت کا شکار نہ دیکھائی دیں۔میں آپکی"

"ہوں سکھی

وہ محبتوں میں انتہائیں نچھاور کرتی سکھی کے بخت کو ستاروں سا روشن کر گئی۔

"اور میں آپکا"

وہ اسکی سانسوں میں گم اسکے احساسات میں ڈوبتا ہوا اک الگ ہی سکھی بن جاتا تھا۔

رات کٹ گئی، سب کی پرشنائیل نے آنکھوں میں کاٹی تھی، جمشید کو رات آخری بار اس نے آکسیجن ماسک میں دیکھا پھر اسے بعد نہ اسے اجازت ملی نہ ہمت ہوئی۔

فجر کی اذانیں دور پار بلند ہو کر تھم رہی تھیں۔

سکھی کی بازو سر سے نکالے سلوی نے اسکے سکون سے سونے پر اٹھ کر گال پر پیار کیا ہی کے سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون وائبریٹ ہوا، سلوی نے احتیاط سے سکھی کے پاس سے اٹھتے پیر نیچے اتارتے جب فون سکرین دیکھی تو اس پر شنائیل کا نام لکھا تھا، سلوی نے پانچ بجے کا ٹائم دیکھا اور جلدی سے فون لیتی شال اٹھائے ٹیرس کی طرف نکلی جہاں خوبصورت سی مدھم سحر دھیرے دھیرے طلوع ہو رہی تھی۔

"جی شنائیل۔ سب ٹھیک ہے ناں۔ اس وقت کال کی آپ نے؟"

وہ جو کوریڈور میں نیچے زمین پر بیٹھی تھی، کسی مانوس آواز پر دبے حلق کو آرام سا ملا۔

"ہاں بس کسی بہت قریبی سے بات کرنے کا دل چاہ رہا تھا، میں نے ڈسٹرب تو نہیں کیا ناں سلوی؟"

سلوی کو اسکی آواز میں ڈھیروں تکلیف محسوس ہوئی۔

"ہر گز نہیں، ویسے بھی فجر کے لیے جاگنا ہی تھا۔ بتائیں کیا ہوا؟ آپ جمشید کے پاس گئی ہیں سکھی نے بتایا مجھے۔ وہ ٹھیک ہے۔ آپ دو کا رشتہ شنائیل؟"

سلوی کی فکر پر شنائیل تھکا سا مسکائی۔

"ہاں اسکے پاس ہوں، سو رہا ہے۔ ٹھیک ہے وہ اور ہمارا رشتہ بھی۔ اس وقت نہ بابا نہ اپنے دونوں دوست یاد آئے۔ تم آئی۔ وہ دو تین دن تم نے بہت خیال رکھا۔ انسیت سی ہو گئی تم سے"

سلوی ہولے سے ٹھنڈک میں سانس کھینچے مسکرائی۔

ہم کسی کو مسکراہٹ کے سوادے ہی کیا سکتے ہیں۔آپ جب چاہے مجھے "
کال کر سکتی ہیں۔آفٹر آل میری اکلوتی بھابھی ہیں۔جمشید کو کیسے منایا؟وہ کافی
موڈی ہے۔اظہار نہیں کر سکتا۔ہمیشہ سے اسے لاپرواہ ہی دیکھا ہے اور
پریشانی کو مزاق میں اڑا دینے والا۔لیکن اسکے باوجود وہ بہت اچھے دل کا مالک
ہے کیونکہ کبھی کسی کی دل آزاری نہیں کی۔چچی کی فکر مت کریے گا۔وہ جلد
"یا بدیر آپ دو کا ساتھ قبول کر لیں گی
اپنی جانب سے سلوی نے اسکے اداس دل کی یہی وجہ مانیٔ بہت سی تسلی دی اور
شنائیل کو ملی بھی۔
"ان شاءاللہ۔ایک سیکرٹ بتاوں تو سنبھال لو گی سلوی؟"
شنائیل کی تمہید پر سلوی پریشان ہوئی۔
"جی کہیے ناں"
سلوی نے بے تابی سے کہا۔

جمشید تھوڑا بیمار ہے، زیادہ نہیں بس تھوڑی طبعیت ناساز ہے۔ تم بہن ہو" ناں۔ میں نے سنا ہے بہن کی دعا بہت پاور فل ہوتی ہے۔ اس کے لیے دعا کر "دو۔ بہت ساری

شنائیل نے ڈھلی آواز پر بھرپور قابو پاتے اس جانب گزارش ارسال کی۔

مجھے وہ شادی والے دن بھی ٹھیک نہیں لگا تھا جب اس نے کال کی اور فورا" بند بھی کر دی۔ میں ضرور دعا کروں گی۔ صرف اسکے لیے نہیں۔ آپ دونوں کے دائمی ساتھ کے لیے۔ اسکے پاس آپ ہیں تو مجھے اسکی کوئی فکر "نہیں

سلوی کے جواب نے شنائیل کو الگ ہی سکون دیا۔

تھینکیو سو مچ سلوی، میں بہت گناہ گار ہوں۔ پتا نہیں میری دعا اسکے لیے" قبول ہو نہ ہو تبھی تمہاری دعائیں مانگیں ہیں۔ تھینکیو اگین۔ چلو تم نماز پڑھ "لو۔ میں تمہیں شام میں کال کروں گی

ضبط سا بکھرنے پر اس نے سلوی سے اجازت مانگی اور سلوی نے بھی رسان سے مسکراتے بائے کہہ دیا۔

شنائیل کی نظریں آپریشن تھیٹر کے دروازے پر جمی تھیں۔

اور ہاتھ دل پر جسکی رفتار اندر موجود اس شخص کی سست دھڑکنوں کے ساتھ مربوط تھی۔

سلوی نے قدم واپس روم میں موڑے اور تب تک آذان بھی ہو گئی تبھی پہلے فجر ادا کیے جمشید کے حصے کی بے شمار دعائیں اسکے حوالے کیں۔

جمشید کا آجکا سیشن یہ چونکہ مائنر تھا تبھی کامیاب رہا تھا اور اسی سرجری سے مین ٹرٹمنٹ اور ٹیومرز ریمول سرجری کے کامیاب ہونے کے چانسیز جڑے تھے۔

"ڈاکٹر سمیر۔پلیز مجھے بتائیں وہ کیسا ہے؟"

شنائیل کی رات سے دھڑکن تھمی تھی، تبھی ڈاکٹر سمیر کو دیکھتے ہی وہ انکی طرف لپکی۔

وہ ٹھیک ہے، یہ جسٹ لیزر ریڈی ایشن وارم آپ ٹرئٹمنٹ تھا۔اسکی باڈی"
مین سرجری کے لیے بلکل تیار ہے اس لیے ہم اسی ویک اسکی مین سرجری
کرنے والے ہیں۔ یعنی Lobectomy

Lobectomy is the removal (resection) of the lobe of the lung affected by lung cancer."

شائیل یہ سب سنے پریشان تھی، یہ سننے میں ہی ہیبت ناک سا تھا۔

کیا وہ پین فل ہو گی ڈاکٹر سمیر؟اسکے ٹھیک ہونے کے چانس کتنے ہیں۔پلیز"

"مجھ سے کچھ مت چھپایئے گا

شائیل سے اب تک انہوں نے ویسے بھی کچھ نہیں چھپایا تھا۔

جمشید دراصل نان سمال سیل لنگ کینسر کا شکار ہے،اس میں بہترین حل"
سرجری سے اس ایفیکٹ ٹشو کو ریموو کرنا ہوتا ہے اور اس میں اسی فیصد

ریکوری کے چانس ہیں۔ سو آپ بلکل پریشان مت ہوں۔اینڈ یس اٹس ویری پین فل، تین ماہ تک اس سرجری کے اثرات رہیں گے اس پر" وہ جہاں تین دن برداشت نہیں کر پائی تھی، نووے دن اس پیارے شخص کی اذیت کیسے سہے گی ابھی سوچ کر ہی دل بند ہو رہا تھا۔

لیکن پین ریلیز کرنے والی میڈیسن اسے زیادہ تکلیف میں رہنے نہیں دیں" گی۔اور پھر آپ بھی تو ہیں شنائیل۔وہ آج پہلی بار مجھے اتنا پر سکون لگا کے میں نے اسکے سکون کی بار بار نظر اتاری۔آپ وجہ ہیں اسکے ذہنی سکون کی۔تو "پریشان نہیں ہونا

شنائیل نے جبر اسمائیل دی پر اس سے ہو نہ سکا۔

م۔۔میں مل لوں اس سے، بہت مس کر رہی ہوں اسے۔آپ نے رات" "سے مجھے اسے دیکھنے نہیں دیا

آنکھیں چھپکتی وہ رونے کو روکے منمنائی تو سمیر مسکرا کر اسکی گال تھپکا گئے۔

بلکل مل سکتی ہیں۔ہم کون ہوتے ہیں جمشید کا سکون اس سے دور کرنے"
والے۔وہ ہوش میں ہے پر غنودگی میں ہو گا تو دھیان رکھیے گا۔ابھی اسے پانی
وغیرہ نہیں دینا۔مانگے تب بھی نہیں۔ڈرپ لگادی ہے۔لیکن پیاس کا
"احساس ہونا فطری ہو گا

سمیر خان نے سمجھاتے ہوئے شنائیل کو اجازت دے کر اچھا کر دیا جو فورا
نرس کے ہمراہ سپیشل کیئر روم کی طرف گئی۔
نرس نے اسکا آکسیجن ماسک اتار کر سمیٹا اور ڈرپ بھی اتاری اور شنائیل کو
اسکے پاس چھوڑے کمرے سے نکلی۔
وہ لپک کر پاس آکر بیٹھے اسکے ماتھے پر جھک کر پیار دیتی آنکھیں موند گئی۔

"You Smell like Home"

پھر آنسو سنبھالتے اٹھ کر اسکے گال کو چوما،تو اس کے بے قابو آنسو نے جمشید
کی آنکھ پر گر کر وہاں کے سکون میں ہلچل مچائی۔
"تم رونا کب چھوڑو گی؟"

وہ بند آنکھوں سے ہی بولا تو وہ آنسو رگڑتی ہنس دی۔

"جب تم جان لینا بند کرو گے۔درد ہے؟ان ریڈی ایشن کا۔۔۔بتاو کہاں درد ہے میں پیار کروں"

شنائیل نے اٹھ کر بیٹھتے اسکے جسم پر چڑھے ہوسپٹل گاون سے چھلکتے سینے پر ہاتھ پھیرا تو وہ بے رنگ ہو کر اسکے ہاتھ پھیرنے پر اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھے کراہا۔

"حکیم لقمان سمجھ رکھا ہے تم نے خود کو۔کے پیار کرو گی اور درد نگل جاو گی"

وہ اب بھی منہ پھٹ ہے یہ دیکھتے وہ منہ پھلا گئی۔

"کر بھی سکتی ہوں۔ہلکا مت لینا مجھے۔مس کیا مجھے؟"

صبح کے سات بجنے والے تھے،شنائیل تو آدھی ہو گئی تھی پر جمشید کے لیے یہ سب ایسا تھا جیسے ابھی سو کر جاگ گیا ہو، گردن پھیرے کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے اس نے شنائیل کی آنکھیں دیکھیں جہاں آنسو، شبنم بنے اٹکے تھے۔

"کرنا تھا کیا؟"

وہ اسے ستا کر بتا رہا ہے کے وہ ٹھیک ہے، پر شنائیل اتنی مضبوط نہیں تھی۔

"میں اتنی لکی کہاں۔ چھوڑو"

وہ اداس تھی تبھی ہتھیار پھینک دیے۔

"میرے پاس آو"

جمشید کے یکدم اپنے تکیے پر جگہ بنانے پر وہ آنکھیں چراتی وہیں اسکی بازو پر سر رکھے جمشید کے سینے پر ہاتھ رکھے ساتھ ہی لیٹی تو اپنے سر تلے جو بازو تھی اسکا ہاتھ شنائیل کو حصار میں بھر گیا۔

"پوری باڈی جل رہی ہے یار۔ تم مجھے بھگا کر لے جاو"

وہ اسکے سخت اکتاہٹ سے سانس لینے پر نم آنکھوں سے

مسکرانا روکے اسکا چہرہ ہاتھ بڑھا کر اپنی طرف کرے

فوراوہ مسکراہٹ روک کر اسکے درد میں شریک ہوئی۔

"ساری جلن ختم ہو جائے گی۔ کوئی سٹریس مت لو"

اپنی گردن اور پھر جلتے سینے تک شنائیل کی ٹھنڈی ہتھیلی حرکت کرے اس شخص کو قرار دے رہی تھی۔

سٹریس تو ہے۔اس بات کا کے تم ان جلن بھرے دنوں میں ٹھنڈک کا"

"احساس لگ رہی ہو۔بہت زیادہ پریشانی ہے مجھے اس بات کی

شنائیل کو لگا وہ غنودگی میں ہے تبھی اول فول بول رہا ہے پر وہ تو سچ اگل رہا تھا۔

زیادہ مت بولو، بے رحمی سرزد ہو جائے گی مجھ سے۔آرام کرو۔، میں"

"تمہاری جلن کم کرنے کی کوشش کرتی ہوں

وہ اسکے سینے پیٹ اور گردن۔شانے سب کو دھیرے دھیرے دباتی بولی جبکہ وہ آنکھیں موندے مسکرایا۔

"تمہارے ہاتھ اتنے ٹھنڈے کیوں ہیں، تم تو بے وفا نہیں ہو"

وہ پھر سے تھم سی گئی، ہونق بنی سر اٹھائے جمشید کو تکنے لگی۔

"پ۔۔پھر کیا ہوں"

آواز میں بھرتی نمی سنبھال کر شنائیل نے اسکی بند آنکھوں پر دستک دی۔

سب ہو سکتی ہو۔بے وفا نہیں۔مجھے بس اسی سے سروکار ہے۔سوئی نہیں"

"تم۔سو جاو۔اپنے ٹھنڈے ہاتھ مجھے دے کر

اپنی شرٹ میں گھسا شنائیل کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے سے جوڑے وہ گردن موڑ کر آنسو ضبط کرتی شنائیل کا ماتھا چومے کہہ کر بری طرح تڑپا گیا۔

"ج۔۔جیم"

وہ کانپتی سرگوشی کیے بولی۔

"ہمم۔"

سوئی جاگی کیفیت میں ہنکارہ بھرے بھی وہ شنائیل کی طرف متوجہ تھا۔

"اس حالت میں بھی بہت ہاٹ ہو تم"

وہ اسکے کان کے پاس ہونٹ سرکائے بولی تو جمشید بڑی دقت سے ہنس سکا پر شنائیل کا دل اسے ہنستا دیکھے سکون میں واپس لوٹ آیا۔

دوبارہ میرے تن بدن کو چھونے کی کوشش نہ کرنا، تمہاری نیت بگھڑ رہی"
"ہے

وہ اسے مست لہجے میں کہہ کر شنائیل کو ہنسا گیا۔

وہ تو تمہاری آنکھیں اور بڑے بڑے ہونٹ دیکھ کر ہی بگھڑ جاتی ہے، یہ"
"معاملہ تو میرے پورے بگھڑنے کا ہے سر سے پیر تک۔

وہ اپنی ترنگ میں لوٹ کر جمشید کا موڈ حسین کر رہی تھی۔

یہ بیماری مجھے تم سے بچانے کا کام کر رہی ہے ورنہ تم تو مجھے نگل کر ہضم بھی"
"کر چکی ہوتی۔

اس بارستانے کی پوری کوشش کی گئی پر شنائیل کو بے حد پیار آیا۔

"کتنے سمجھدار ہو ناں تم۔ادھر دیکھو"

وہ بہکی پر ابھی جمشید کو اسکے کسی لاڈ کی قطعا ضرورت نہ تھی۔

ہر گز نہیں۔میری سانس پہلے ہی گھٹی ہوئی ہے۔اپنی نوازش اپنے پاس"
"رکھو فی الحال۔

وہ اس سے کترا کر منہ پھیر گیا جس پر شائیل نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے نرمی سے بائیٹ کیا، وہ سہہ گیا کیونکہ یہ قدرے برداشت ہونے والا لاڈ تھا۔

"تم کتراتے بھی جان لیوا ہو۔ مر مٹی میں"

اسکے کان میں بولی، لہجہ بہاروں کے رنگ میں ڈوبا تھا۔

"مرتی ہی رہنا"

کوفت سے منہ پھلایا گیا۔

"ہاں صرف تم پر۔ اچھا سنو یہ چیسٹ ویکس کیوں کی۔ مجھے امپریس کرنے کے لیے؟"

وہ زرا پر سکون ہوا ہی کے اس لڑکی کی زبان پر پھر کجھلی ہوئی۔

"نہیں، اس پر سمیر خان کا بیڈ لگتا ہے۔۔۔۔۔"

اخیر تپ کر جواب آیا، شائیل کی ہنسی چھوٹی۔

"میرا لگے گا اب سے۔ مزاق میں بھی کسی زی روح کو تمہارے پاس نہیں آنے دوں گی۔ تم صرف میرے ہو

بے حد محبت واصرار سے شنائیل کا ہاتھ پھر سے اسکے شانوں سے سرکتا سینے پر رینگا تو جمشید نے کوفت سے سر جھٹکا۔

"مت کرو یار۔"

وہ سخت عاجز آیا تو وہ اسکی بازو سے سر اٹھائے جمشید کے چہرے پر جھکی۔

"پاس کیوں سلایا ہے پھر؟"

معصومانہ غصہ لیے سوال کیا۔

"تم دور اچھی نہیں لگ رہی تھی۔"

وہ بھی مسرور سی شرارت میں مبتلا تھا۔

"اور پاس کیسی لگ رہی ہوں؟"

شنائیل نے نچلا لب دانت تلے دباتے پوچھا۔

"دگنی زہر۔"

وہ جس طرح مستی سے بولا، شنائیل کا رواں رواں مہک گیا اس شخص کی شوخی بھری سمائیل سے۔

تم بلکل ٹھیک ہو جاو گے۔ڈاکٹر سمیر نے کہا ہے تین ماہ تک مین سر جری"
کے ایفیکٹس رہیں گے۔اسی پر سنٹ تمہارے کینسر ختم ہونے کے چانس
"ہیں۔ہم ساتھ جئیں گے ناں جیم۔نارمل ہسبنڈ وائف کی طرح؟
دفعتاشنائیل کی آنکھوں میں سرخائی گھلی،وہ اسکے چہرے پر ہتھیلی
پھیرے،انگلیوں کی پوریں مس کرتی ان گہری آنکھوں سے ہمکلام تھی۔
"تم نارمل کر کے چھوڑو گی"
وہ اسکی ناک سے ناک رگڑتا مزاق میں ٹال رہا تھا پر وہ سچ سننا چاہتی تھی۔
"تم خود بھی تو کچھ چاہتے ہو گے ناں۔یو فیل گڈ ود می ناں؟"
شنائیل کے سوال پر وہ گہرا سانس بھرے چہرہ اسکی دسترس سے دور کر گیا۔
تمہیں کیا لگتا ہے بری چیزیں خوشی خوشی برداشت کرنے کا ظرف ہے مجھ"
"میں؟پٹخ کر پھینک دوں گا اگر تم نے مجھے اچھا فیل نہ کروایا
وہ الجھا کر جواب دینے کی کوشش میں تھا پر اس لڑکی کی مسکراہٹ بے انتہا
آسودہ ہوئی۔

"سیدھے سے نہیں کہو گے کبھی کے اچھی لگتی ہوں"

وہ اب بھی روہانسی ہوئی۔

"سیدھے طریقے سے کہاں سمجھو گی تم۔ڈھیٹ کہیں کی"

وہ اسکے الزام پر مسکرائی تو اب کی بار وہ بھی مسکرا دیا۔

"تمہاری ایسی باتیں جان لے جاتی ہیں جمشید احمد۔آئی لو ویو سو مچ"

نرمی سے اسکے ہونٹوں کے کنارے پیار دیتی وہ پیچھے ہٹی تو جمشید نے متاثر کن نظروں سے شنائیل کو ایسا صبر کرتے دیکھا،ایسے شرمیلی بن کر غضب جو ڈھاتی تھی۔

اب جان چھوڑ دو میری۔جاو گھر اور نیند لو اچھے سے۔شام تک اجازت مل"

"جائے گی مجھے یہ منحوس بیڈ چھوڑنے کی پھر کہیں گھومنے جائیں گے

شنائیل کی آنکھیں نیند سے بھری تھیں پر یہاں رہتی تو کبھی نہ سوتی تبھی جمشید نے اسے تاکید اکہا کیونکہ وہ اسکی بات نہیں ٹال سکتی تھی۔

ٹھیک ہے، اپنا خیال رکھنا۔ میں تمہارے لیے کچھ اچھا سا بنا کر بھی لاوں"
"گی۔اور زرا بھی دل گھبرایا کال می۔ جارہی ہوں

اٹھ کر اسکا ماتھا چومے شنائیل پاس سے اٹھی تو جمشید نے غیر ارادہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ میں لیتے دبایا تو وہ پلٹی جہاں وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"تھکانا مت خود کو، صرف ریسٹ کرنا اور کچھ کھا بھی لینا۔ ٹیک کیئر"

یہ چند لفظ شنائیل کی ساری تھکن اتار گئے۔

واپس جھک کر میٹھی سی جسارت کرے وہ بنا جمشید کو دیکھتی کمرے سے نکل گئی اور وہ آنکھیں بند کیے اس لڑکی کے نئے نئے روپ سوچتا مسکرا دیا۔

Ⓢ ⓂⒺⓇⓌⒶ ⓂⒾ??ⓏⒶ

ⓃⓄⓋⒺⓁⓈ

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

اب آپ کچھ نہیں چھپائیں گے، ٹیل می ددھو۔ ساری رات بے چین رہے"
ہیں۔ میں ہوناں ہنڈسم، مجھ سے شئیر کریں ورنہ اپنے اس اہم دن پر اداس
"اور بولا یاسا پھرتا نظر آوں گا
گھر کی سجاوٹ صبح سے شروع تھی، بس لان میں لگی کیاریوں کے آس پاس
چھوٹی چھوٹی لائٹنگ لگ رہی تھی جو رات میں دلہا دلہن کی انٹری کے وقت
حسین لگنے والی تھی جبکہ براق صاحب کے ہمراہ، دراب ٹیرس پر کھڑا تاحد
نگاہ پھیلی نرم دھوپ کی حرارت میں بہت اچھا محسوس کر رہا تھا، ددھو کی
مسلسل چپ اب جسم و جان میں چبھ رہی تھی تبھی اصرار کر بیٹھا۔
برہان۔ پھر سے نرمین کو چاہتا ہے۔ شارق نے کہا ہے میں نرمین کی سانول"
سے حلالہ کے لیے شادی کرواوں اور پھر سانول کو طلاق پر مجبور کروں۔ اور
"یوں برہان کو واپس نرمین دے دوں
بنا کسی ہچکچاہٹ، براق صاحب نے اپنی الجھن کہہ دی، دراب کے اندر کا لہو
کھول اٹھا۔

واٹ ! یہ شارق اگر آپکا دوست نہ ہوتا تو اسکی گردن مڑور آتا ایسے گھٹیا" مشورے پر۔اور آپ نے منہ کیوں نہیں توڑا شارق مرزا کا۔وہ کون ہوتا ہے میری ممی کی زندگی کا فیصلہ کرنے والا۔رہی بات آپکے بیٹے کی، میری ممی کو دیکھنے کا بھی اب انکو کوئی حق نہیں۔میری ماں ہے وہ، جذبات سے عاری گڑیا "نہیں ہیں کے ہر آتا جاتا انکی زندگی کے ساتھ کھیل جائے

مگ ٹیرس ریلنگ پر رکھے اپنے غصے پر بھرپور قابو پائے وہ پھٹ پڑا، بس نہ چل رہا تھا شارق مرزا کے ٹکڑے کر آئے۔

تیرا غصہ جائز ہے، میں نے بس اسکا منہ نہیں توڑا باقی غضبناک پورا ہوا۔وہ" "ہوتا کون ہے ایسے مشورے دینے والا۔دوست تھا تبھی برداشت کر گیا۔

براق جدون کی مضبوط آواز کانپی تو دراب نے انکو شانوں سے تھامے آزردگی سے تکتے قریب کھینچا۔

آئی ایم سوری ددھو، میں اور ممی آپکے بیٹے کے لیے مزید کچھ قربان نہیں کر" سکتے کیونکہ اسکے بعد ہمارے ہاتھ کچھ نہیں رہے گا۔میں آپکی تکلیف سمجھتا

ہوں یار پر میں مجبور ہوں۔میں ممی کی مزید تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔اگر ہم نے ایسا کیا تو اس بار نہ صرف ممی کو کھو دیں گے بلکہ سانول قریشی کے قاتل بھی کہلائیں گے۔اس شخص کی جگہ جا کر سوچیں دد ھو، میں اپنے محسن کو اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔اور ممی میری جان ہیں۔ان سے ممی کو واپس لینا

"سیدھا سیدھا سانول قریشی کا قتل ہے

آزردگی لہجے میں گھولے وہ تاسف و آس کے سنگ براق جدون کی آنکھوں میں جھانکا جہاں سرخائی گھل چکی تھی۔

میں خود کبھی ایسا نہ کروں۔پر تجھ سے ایک درخواست ہے۔جا کر یہ بات" اپنے باپ کو سمجھا دے۔وہ مرتے وقت بھی خود غرضی نہیں چھوڑ رہا۔ایسے تو اسکی دنیا و آخرت ہمیشہ کے لیے تباہ ہو جائے گی ناں۔تو مل آناں۔ابھی

"نہیں کہہ رہا پر جلد

دد ھو کے چہرہ تھام کر ملتجی ہونے پر وہ انکے ہاتھوں پر ہاتھ جمائے اذیت سے سر ہلا گیا۔

میں اسی ہفتے جاوں گا وعدہ ہے میرا۔اور انکو اچھے سے سمجھا کر بھی آوں"
گا۔آپ اداس نہ ہوں دد ھو۔آپکی آنکھیں جب جب درد میں دیکھتا ہوں،دم
گھٹتا ہے۔دیکھیں آج آپکے شیر پوتے کی زندگی کا بہت خاص دن ہے۔سچے
"والا مسکرادیں

وہ تڑپ سا اٹھا جس پر براق جدون نے اسکے دونوں گال اور پھر ماتھا شفقت
سے چوما۔

میرے شیر۔میں ہمیشہ دل سے ہی مسکراتا ہوں۔اس دن کا تجھ سے زیادہ"
تیرے دادا کو انتظار تھا۔یہ سب بتا کر میں تیرا دل بھاری نہیں کرنا چاہتا تھا پر
یہ سب تجھے بتانا بھی ضروری تھا۔نرمین کی خوشی پر اب کوئی سمجھوتہ نہیں
ہو گا۔یہ وعدہ ہے میرا تجھ سے۔اور یہ بات بھول کر بھی سانول سے مت
"کرنا

دد ھو کی تاکید خوش دلی سے مان کر وہ چپ چاپ دد ھو کے گلے لگ گیا،گویا
آسودگی کا تبادلہ ہوا۔

وہ وہاں سے کمرے میں آیا تو لیزے، باران کو ریڈی کر رہی تھی اور وہ ممو کے دلہن بننے پر بہت زیادہ ایکسائٹڈ ہو رہا تھا۔

"ممو آپ بابا کی دلہن بنو گی۔ ممو آپ پریٹی لگو گی۔ میری ممو تو پرنسیز ہیں"

دراب دروازے میں ہی رک گیا، ہونٹوں پر باران کے معصوم مسرور لفظوں سے مسکراہٹ پھیلی۔

"جی میرے بے بی، جب میری آپ کے بابا سے شادی ہوئی تھی تو تب سب سنپل تھا، تو ہم نے سوچا جب ہمارا بے بی بڑا ہو جائے گا پھر ہم ہلا گھلا مچا کر شادی اگین کریں گے۔ اب دیکھو آپ بڑے ہو گئے ہیں تو یہ آپکے لیے ممو بابا کی طرف سے سرپرائز"

لیزے نے اسے وائیٹ شرٹ پہنائے بٹن بند کیے جو آج بابا کی طرح ٹیکسیدو میں چھوٹا دلہا بن کر قہر ڈھانے والا تھا، سکھی، دراب اور باران تینوں کا اوٹ فٹ بلکل سیم تھا۔

واو۔مجھے ایسے سرپرائز بہت پسند ہیں ممو۔میں اپنے فرینڈز کو بتاوں گا کے "

"میری ممی سب سے پریٹی دلہن بنی ہیں۔آپ ہیپی ہوناں ممو؟

وہ کف بٹنز بند کروانے کے بعد دونوں ننھی ہتھیلوں سے لیزے کے گال چھوتا بولا تو وہ فوراسے اسے گلے لگاتی گالوں پر پیار دیے پیچھے ہٹی۔

جی میری جان۔آپ کی ممو بہت بہت بہت ہیپی ہیں۔میرا بے بی خوش ہے "

"ناں؟

خوشی کی زیادتی نے لیزے کی آنکھیں نم کیں۔

میں بہت بہت بہت خوش ہوں۔میری طرح آپ بھی سٹرونگ ممو بن "

"گئی ہیں۔

وہ لیزے کو روتے دیکھ دیکھ کر بڑا ہوا تھا تبھی سمجھتا تھا اسکی ممو کمزور ہے پر اب صرف لیزے کو مسکراتا دیکھ کر یقین کر چکا تھا کے اسکی اور لیزے کی زندگی میں سب خوبصورت ہو گیا ہے۔

میری جان۔یس بہت سٹرونگ ہوگئی ہوں۔میری ننھی جان، کتنا ہلکان"
"ہے میرا بچہ۔ممی کی ڈھیڑ ساری کیسز ملیں رات جب تم سوگئے تھے۔
لیزے کے پیار پر وہ بہت زیادہ مسرور ہوتا تھا، جبکہ اس سے زیادہ لاڈ دراب سے کیسے برداشت ہوتے، فوراً اولن بن کر کمرے میں انٹری دے دی۔
"اوئے میری لیزے سے کم چپکا کرو"
دراب کو دیکھتے ہی وہ ہنس کر بیڈ سے اترتا دراب کے پاس دوڑا جبکہ لیزے کی گالوں میں نا جانے کیا سوچیں لالی گھلی۔
"کیوں۔ممو آپ سے زیادہ میری ہیں اچھا ناں۔ہے ناں ممو"
فوراً سے حق جتاتے موصوف میدان میں آئے۔
"جی میرا بے بی۔میں سب سے زیادہ آپکی ہوں"
لیزے نے اسکے کپڑے اٹھائے اور دراب کو آنکھ ونگ کرتی ڈریسنگ روم لپکی۔
"دیکھا۔بابا آپ گروم بنیں گے۔۔ممو کے"

باران کی پر جوشی تکتے دراب نے اسے اٹھا کر لے جاتے ڈریسنگ پر بٹھایا تو وہ بازو دراب کی گردن میں باندھ گیا اور اسکی اس حرکت پر دراب ہنسا۔

"یس ہنڈسم۔ تمہاری مومیری دلہن بنے گی اور میں دلہا۔ اچھا سنو۔ اگر کچھ دن تمہاری مو غائب ہوئی تو ٹنشن نہیں لینی۔ ہم پریستان جا کر تمہارے لیے گڑیا لائیں گے۔ ٹھیک ہے ناں۔ اجازت دیں سرکار آپکی مو کو کڈنیپ کرنے کی"

دراب نے پوری چالاکی سے باران کو ہنی مون کے لیے تیار کیا کیونکہ دراب کچھ دن لیزے کو چرا کر کہیں لے جانے کے پلین بنا رہا تھا۔

"امم۔ ویسے تو کڈنیپنگ اچھی چیز نہیں ہوتی بابا لیکن آپ کر لینا۔ پر پھر مجھے گڑیا ضرور چاہیے۔ چھوٹے چھوٹے ہاتھ پیروں والی۔ جو میرے فرینڈ کے گھر بھی آئی ہے۔ میں سٹرونگ مین ہوں۔ مو کو مس کروں گا پر رہ لوں گا۔ میری مو کو تنگ نہیں کرنا اوکے۔"

دراب کو لگا اس بچے میں سچی کسی دادے کی روح ہے، اتنی ٹچی روح وہ بھی ایک بچے کی سراسر حیرت انگیز تھا۔

میری جان تمہاری ممو کو تنگ کرنے کی میری کہاں مجال۔ آئی پرامس" تمہاری گڑیا پکی۔ میرا ہنڈسم لٹل حیدر کتنا سمجھدار ہے۔ تمہیں پتا ہے تم کتنے پیارے ہو مجھے۔ تم اتنے سپیشل ہو باران کے مجھے بابا بننے کی فیلنگ تم نے "دی۔ سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں میں اپنے بیٹے سے۔

باران کا ماتھا چومے یہ سب اسے کہنے کا مقصد اس بچے کے دل سے رہی سہی ہر حسرت نکالنا تھا جو یقینا اب تک نکل چکی تھی۔

"میں بھی آپ سے اور ممو سے اب ایک جتنا پیار کرتا ہوں۔ سچی" وہ اپنے پیار کا موازنہ اس سے خوبصورت کر ہی نہ سکتا تھا۔

زور سا ہگ کرتے وہ دو ایک جان لگے۔

چلو جاوددھو کو دیکھو وہ کیا پہننے والے ہیں، میں بھی تمہاری مموکو سیلون"
چھوڑ کر آوں۔تاکہ پھر ہم تمہاری مموکو پریٹی کوئین بنتا دیکھیں۔چلو شاباش
"بہت ہو گئے لاڈ۔کپڑے گندے مت کرنا۔

وہ اسے ٹیبل سے اتارتے بھگاتے بولا تو باران نے پلٹ کر منہ پھلایا۔

"بابا میں کپڑے گندے نہیں کرتا میں اچھا بچہ ہوں"

کہہ کر موصوف دوڑ گئے جبکہ دراب نے اسکے جاتے ہی ڈریسنگ روم کا
دروازہ کھولے سر اندر کیا جہاں وہ اپنے ڈریس کے ساتھ باقی جیولری اور
چیزیں بیگ میں پیک کر رہی تھی۔

"حیدر! سلوی کو بھی پک کرنا ہے۔میں بس ریڈی ہوں"

دراب کے پرفیوم کی خوشبو محسوس کرتے وہ پلٹی تو دراب اسکے قریب آتا
دونوں ہاتھوں میں انگلیوں کو جکڑے اسے سنک صلیب سے جوڑ گیا،دونوں
کی آنکھوں میں خمار اترا۔

"Where is my gift?"

دراب کے بہکے لب و لہجے میں کیے سوال پر لیزے نے اسکی ناک سے ناک مس کیے سمائیل دی۔

تیار ہے۔رات میں ملے گا۔میں نہیں چاہتی آج آپکا ہوش اسے دیکھ کر"

"اڑے۔یہ حق میرا ہے۔

سرگوشی کرے وہ دراب کو سرشار کر گئی،یعنی آج وہ ہوش اڑانے میں دل و جان سے راضی تھی۔

تمہیں دیکھ کر تو ابھی ہی ہوش اڑ گئے،پھر تمہیں دلہن بنا دیکھ کر کیا"

ہو گا۔لیزے سات سال کی خواہش پوری ہو گی آج۔تم دلہن بن کر سجو گی

"پھر میں تمہارے ہار سنگار تباہ کروں گا

وہ جو مبہوت ہوئے سن رہی تھی،آخری جملے پر خشمگیں نظروں سے گھوری۔

اوہیلو تباہی تو آپ ہر روز مچاتے ہیں، آج نہیں مچانی۔ ہم کچھ الگ سے "
سیلبریشن کریں گے۔ یہ بھی میری طرف سے آپکا سرپرائز ہو گا۔ چلیں اب
"مجھے سیلون ڈراپ کریں

لیزے کے سرپرائز کافی الگ ہوں گے اسکا دراب کو یقین تھا پھر بھی دل بے
صبر اہوا جارہا تھا۔

"جلدی کیا ہے۔ رات کیسی گزری۔ کتنا مس کیا پہلے تفصیل بتاو"

وہ اسکے رخساروں پر پیار کرتا ہوا بھٹکنے سے خود کو روکے پیچھے ہوا۔

"رات سے یاد آیا، ددھو ٹھیک ہیں؟"

لیزے نے فورا بات بدلی۔

"ددھو کی چہیتی۔ جو پوچھا ہے وہ بتاو"

دراب کے غصیل گھورنے پر وہ مسکرائی، دونوں ہاتھ دائیں بائیں دراب کے
اطراف لپیٹے اسے اپنے قریب کیا۔

رات تھوڑی ادھوری گزری، میں نے حیدر کو بہت مس کیا۔دل چاہ رہا تھا"

"بھاگ کر جاوں اور آپکو اٹھا کر لے آوں

وہ شرارت پر اتری مسکائی تو دراب پر خمار ہنسا۔

اتنی تم ٹارزن کی فسٹ کزن۔مجھے اٹھانے کا سوچو بھی مت یہ سوچ بھی"

"بہت بھاری ہے تم پر۔

دراب نے اسکی خوش فہمی پر محظوظ مسکراہٹ دی تو لیزے نے اسکی ناک پر دانت گاڑے۔

"آہہہ۔۔جنگلی بلی"

وہ کراہا۔

"آپ نے بنا دیا ہے۔چلیں ہٹیں اب بہت کام ہیں"

لیزے اسکے سحر سے بچنے کو کترا کر مچلی تو دراب نے اسے بھینچ کر سینے سے لگایا۔

"مجھے بھی کام ہے،بہت ضروری"

بہکی نگاہوں سے اسے تکتا وہ لیزے سے کچھ دیر بولنے اور سانس بھرنے کا اختیار سلب کر گیا جبکہ روبرو ہونے تک دونوں کی آنکھیں نشیلی سی ہو گئیں۔

"آپ اور آپکے جان نکالنے والے کام۔"

اکھڑتے سانس سمیت وہ بولتے جھٹ سے حصار سے نکلی۔

"چلو آجاو تمہیں ڈراپ کروں۔۔۔۔"

دراب ہنستا ہوا باہر نکلا تو لیزے نے دھڑکتے دل سے بدحواس ہوتے اک بار پیچھے مڑ کر دیکھا۔

کیسے بتاوں گی؟اف بھلے یہ دوسری بار ہو پر بتانے کا ایکسپیرئینس تو پہلا"

"ہو گا۔اف حیدر باز نہیں آئے آپ

لیزے نے گہرے سانس بھرتے ڈریسنگ میز کی سائیڈ ٹشو پیپر میں لپٹی پریگنیسی سٹریپ اٹھائی جہاں دو ریڈ لائنز تھیں اور یہ ٹیسٹ اس نے آج کیا تھا،تب سے اب تک صدمے میں تھی۔

فائنلی آج ولیمے کی گرینڈ سیلبریشن تھی جو دراصل دونوں شادیوں کا آفیشل اعلان تھی، صبح سے ہر طرف ہلچل تھی کیونکہ کام بہت تھے اور وقت بہت کم۔

لیزے اور سلوی کو ایک بجے تک تیار ہونے کے لیے ایک ہی سلون پہنچا دیا گیا تھا، جبکہ ایونٹ ہال میں تھا تو باقی سب بھی تیاریوں میں لگے دیکھائی دیے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"میں آجاوں؟"

دروازے پر ہوتی دستک پر نرمین گھومیں تو سانول اندر آنے کی اجازت چاہتا تھا، وہ اسے روم میں آنے نہیں دے سکتی تھیں تبھی خود سٹیٹنز چھوڑے آدھے سٹریٹ اور آدھے نارمل بالوں سمیت ہی دروازے میں آرکیں۔

"تیسرا گفٹ دینے آئے ہو؟شرطیہ رد کرنے والی ہوں"

وہ ادائے بے نیازی سے بولیں کے انکے یقین پر سانول محظوظ مسکرایا۔

"اچھا رد کر کے دیکھائیں۔"

سانول نے ایک چھوٹا سا باکس نرمین کی طرف بڑھایا جو فل پیک اور بہت خوبصورتی سے کورڈ تھا۔

"آہاں۔ابھی کرتی ہوں"

پر اعتمادی کے سنگ اس باکس کو ان پیک کرنے کی دیر تھی کے نرمین کو بہت ہی پیاری خوشبو کا جھونکا فیل ہوا اور وہ بہت جانی مانی خوشبو تھی۔

اس کے اندر پیرس کی فریگنس لیباٹری کی ٹریڈ مارک شدہ سیمپل ایسنس موجود تھا جس پر نرمین کے فریگنس برینڈ کا لوگو لگا تھا۔

"یہ کیا؟"

نرمین نے خوشگوار حیرت سے سانول کی طرف دیکھا۔

پھولوں کا انٹرنیشنل لیبارٹری میں تیار کردہ ایسنس Freesia یہ"
ہے، جواب آپکی پرفیومیز کی ونٹر کلکشن میں ایڈ ہو گا۔اور سب سے بڑی بات
سے اپروو شدہ Amelia Cosmatics یہ یورپیئین لیبارٹری
Amelia Cos- ہے۔اگر آپ اسے ونٹر کلکشن میں ایڈ کرتی ہیں تو
آپکے برینڈ کو سپانسر کرے گا۔یہ بہت بڑی اچیومنٹ matics
ہو گی۔اگر آپ اسے قبول کرتی ہیں تو سمجھ جاوں گا آپ 75 پرسنٹ راضی
"ہو گئیں

یہ تحفہ سچ میں ایک اور بڑا خواب تھا نرمین کے لیے، وہ مر کر بھی رد نہ کر سکتی تھیں، دل یہی چاہا سانول کو ابھی ہاں کہہ دیں پر نہ کر سکیں، بس آنکھوں میں نمی لیے اس شخص کو دیکھتی چلی گئیں۔

"تو قبول ہے؟"

وہ ان آنکھوں کی رضا کے باوجود ان ہونٹوں سے اقرار چاہتا تھا۔

د۔۔دل وجان سے، یہ سچ میں بہت بڑا گفٹ ہے سانول۔میں اسے کبھی رد" نہ کروں۔ لیکن زیادہ خوش مت ہونا۔میں چوتھا گفٹ رد کر کے دل توڑ بھی "سکتی ہوں تمہارا

نرمین کا ہر گفٹ پر یہ کہنا حسین سہی پر آج نرمین کی خوش فہمی پر مسرور و محظوظ ہوتا سانول منظروں کو اپنی مسکراہٹ کی دلکشی سے مدہوش کر گیا۔

چوتھا گفٹ آپکی جان بننے والا ہے سو خوش ہونے کی تواب مجھے بہت ہی" زیادہ ضرورت ہے نرمین۔تیار کر لیں خود کو۔کل اگر آپ نے میرا چوتھا تحفہ قبول کر لیا، ہمارا کل ہی نکاح ہو گا۔اور نکاح کا مطلب تو سمجھتی ہوں گی "آپ نرمین

سانول کے سنسنی خیز جواب پر نرمین نے آنکھیں چرائیں، سمجھ نہ آیا کیا کہیں پر وہ آخری جواب کے لیے دل وجان سے منتظر تھا۔

"ایسی نوبت نہیں آئے گی دیکھنا تم"

وہ گھبراہٹ پر قابو پائے سانول کی محبوبیت سے بھری آنکھوں میں پٹ سے آنکھیں ڈال گئیں۔

"کل آپ میرے نکاح میں آتی بہت حسین لگیں گی"

وہ بنا چھوئے، نرمین کے دل کی دھڑکنیں بڑھاتا انکے چاروں طرف نادیدہ حرارت چھوڑ کر چلا گیا۔

جبکہ نرمین کو پہلے ڈر تھا کے ہاں کر بیٹھیں تو کیا ہو گا لیکن اس لمحے انکا دل چوتھے تحفے کو بنا دیکھے قبول کرنے پر مچل رہا تھا اور ہونٹوں پر بکھری مسکراہٹ انکے دل کی پوری ہاں کہہ رہی تھی۔

سلوی اور لیزے دونوں کو سیلون سے کوئی دلہا نہیں بلکہ براق جدون خود پک کرنے گئے کیونکہ دونوں دلہوں کے بہکنے کا پورا یقین تھا، لیزے اور سلوی ایک سے بڑھ کر حسین لگ رہی تھیں، چونکہ ولیمے کی دلہنیں تھیں تو کلرز اور تیاری بھی اس حساب سے بہت پیاری تھی، دونوں دلہنوں کا پہلے فوٹو

شوٹ ہوااور پھر دلہوں کے آنے کے بعدان دو کواپنے اپنے دلہا کے پاس لے جانے کی اجازت ملی۔

سٹیج پر آج آگ لگنے والی تھی یہ طے تھا،دراب اور یزدان دونوں وائیٹ شرٹ کے ساتھ بلیک ٹیکسیدو میں تباہی مچارہے تھے جبکہ لیزے کی فل pastel تھاجبکہ سلوی کا golden والیوم برائیڈل لہنگا ،بھاری دوپٹے سر پر پیچھے کو سیٹ تھے جبکہ لیزے نے اپنے بال کرل pink کرواکر کھول رکھے تھے اور سلوی کے بال میسی بن میں مقید تھے،دونوں بلکل ایک دوسرے سے الگ لگ رہی تھیں پر یہ کہنا مشکل تھا کے کون زیادہ خوبصورت لگ رہی ہے۔بس شاہی لک اور وائبز دیتا یہ ولیمہ ایونٹ گلیمر سے بھرا ہوا تھا۔

سلوی اور یزدان تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران ہوئے ہی اس درجہ خوبصورتی پر لیکن دراب حیدر جدون کی سات سال کی خواہش کی تکمیل اتنی مکمل اور الوہی تھی کے اسکی ہیزل براون آنکھیں لیزے کو دلہن بنا دیکھ کر

سب کے بیچ بھی سرخ ہو گئی تھیں، یہ تو اس نے بروقت اس آپسراہ سے نگاہ ہٹالی ورنہ وہ مسٹر ایمو شنل آج سب کو رلا دیتا۔

سب بہت خوبصورت تھا، شنائیل نے دونوں کو لنچ بنانے کے بعد کال کی تو فریم میں وہ چاروں آئے۔

"اس قدر خوبصورتی کا صدقہ اتارنا واجب ہے، تم چاروں بہت پیارے لگ رہے ہو۔ کاش میں وہاں ہوتی۔ سکھی تم آرم ہولڈر کے ساتھ دراب سے زیادہ ہنڈسم لگ رہے ہو"

شنائیل نے اپنے آپ کو بھرپور شوخ ثابت کیا پر وہ اداس تھی یہ چاروں نے محسوس کیا۔

"دراب جیلس ہو جائے گا شنو"

سکھی نے شرارت سے کہا تو سب مسکرائے، شنائیل سمیت۔

"ہونے دو، اسکی آج بہت بڑی مراد بھر آئی ہے۔ وہ آج جیلس ہو کر بھی نہیں ہونے والا۔"

شنائیل نے پلڑا برابر جس عقل مندی سے کیا، وہ چاروں ہی ہنس دیے۔

اور پھر سب سے زیادہ خوش تو آج حلیمہ صاحبہ تھیں، براق جدون کے ہمراہ کھڑیں وہ ڈبڈبائی آنکھوں سے اپنی لیزے کو دیکھ رہی تھیں۔

اداس نہ ہوں حلیمہ بہن، یہ خوبصورتی، یہ خوشیاں اس بدصورتی اور دکھوں "کی تلافی ہیں جو سہہ لیے گئے۔"

حلیمہ نے مسکرا کر ساتھ کھڑے براق صاحب کو دیکھے متفقہ سر ہلایا۔

بس میں اپنی لیزے کی نظر اتار رہی ہوں برہان بھائی، اس کی خوشیاں "تاقیامت سلامت رہیں۔ بہت مبارک ہو آپکو اپنے پوتے کی یہ خوشی"

انکے لہجے میں بے پناہ سکھ بولا تو براق جدون نے تائید میں سر ہلایا۔

جبکہ نرمین کی خوشیوں کو آج رنگ لگے تھے، وہ پورے ایونٹ کے دوران سانول کی کچھ الگ میٹھی نظروں کے حصار میں رہیں، شاکرہ زرا چپ لگی آج، جیسی بھی تھی یزدان کے کہے لفظوں سے تھوڑی ڈر گئی تھی، اور یقینا جب اسے پتا چلتا کے شنائیل نے انکے بیٹے کو کیسے سنبھالا ہے تو یقیناوہ لمحہ

شاکرہ کی کامل ہدایت کا ہونے والا تھا،اسی امید پر تو دنیا چلتی ہے، چلتی رہے گی۔

ولیمے پر بہت سے لوگ مدعو تھے،دراب حیدر جدون جیسے فیمس بزنس مین کا ولیمہ اک الگ ہی وی آئی پی پروٹوکول رکھتا تھا پھر یزدان فاروقی جسکی بڑی فین فالوونگ تھی، گویا یہ پورا ایونٹ ہی سپیشل رہا تھا۔

SMERWA MIRZA NOVELS

سات بجے تک سمیر خان کی منتیں کرنے کے بعد چھٹی ملی تو جمشید کی ساری فکر شنائیل کے کال نہ کرنے اور اب تک ہوسپٹل نہ آنے کی طرف جمی تھیں تبھی وہ اپنے جینز ٹی شرٹ کے خلیے میں لوٹتے ہی گھر نکل گیا،راستے میں اس نے جیولری شاپ پر پانچ منٹ رک کر کچھ خریدا اور ایسا لگا اس

جیولری شاپ اونر نے کوئی فنی بات کی تھی کیونکہ جمشید اس سے جیولری کیس لیتے بہت پیارا مسکرایا۔

گھر کے اندر وہ ڈپلیکیٹ کی سے آیا تاکے اگر وہ سو رہی ہے تو تنگ نہ ہو، اور توقع کے مطابق ایسا ہی ہوا، جب وہ باہر سٹنگ ایریا کی طرف آیا تو چاروں طرف موجود ڈراک براون اور وائیٹ کمبو پینٹ اور پھیکی سی وائبز فیل کرے اپنا فون نکال کر اس نے ارجنٹ سٹنگ لاونج کی ڈیکوریشن کے لیے کچھ لوگ گھر بلائے۔

"تھینکیو۔ بنا آواز یہ پھول لگانے کے لیے"

ایک گھنٹے تک دونوں میلز ورکرز کو پیمنٹ کرتے انکی جانب سے مسکراہٹ وصول کیے جمشید نے دروازہ بند کیا، پلٹ کر سٹنگ لاونج میں رکھے گلابوں کو دیکھ کر گہرا سانس بھرا، موم بتیوں کا تو اس نے پیکج میں ایڈ نہیں کروایا تھا پر وہ لوگ اپنی طرف سے ایز آپریزنٹ لگا گئے تھے اور کافی اچھی خوشبو پھیلانے کا موجب بن رہی تھیں۔

جمشید نے کمرے کی طرف قدم بڑھائے، وہ اب تک سو رہی تھی، نا جانے کب سے اسکی نیند پوری نہیں ہوئی تھی۔

"نشئی بن کر سو رہی ہے"

مسکرا کر روم میں قدم رکھے وہ اسکے قریب رکا پھر بنا اسے بے آرام کیے اپنے سینے پر ہاتھ رکھے بیٹھا اور گردن گماتے رخ پھیرا۔

"تھوڑے سکون کی تم بھی مستحق ہو۔"

اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرنے کی دیر تھی کے وہ ڈر کر اٹھ بیٹھی جس سبب جمشید بھی بوکھلا گیا، شنائیل نے جب اسے اپنے پاس دیکھا تو آگے کو کرول کرتی لمحے میں اسکی گردن میں بازو لپیٹے ساتھ جا لگی، شاید برا خواب دیکھا تھا اس نے۔

ریلکس۔ برا خواب تھا۔ تم تو آنے کا کہہ کر گئی تھی۔ گدھے گھوڑے بیچ کر"

"سو گئی۔

وہ اسکی پیٹھ تھپکتا اسے پکڑ کر سامنے لایا جسکی پھولی سانس کچھ دیر تک توازن میں نہ آسکی۔

"پ۔۔پتا نہیں اتنا کیسے سولی۔ت۔ تم کیوں آگئے یہاں۔یونینڈر یسٹ۔آو لیٹو لیزر ٹرئٹمنٹ کے بعد کتنے گھنٹے کوئی ہل نہیں پاتا اور ایک تم جو ٹارزن بنے پھر رہے ہو"

وہ فوراسے اٹھ کر کھڑی ہوئی پر اس سے پہلے وہ اسکی بات مانتا، اسکو دونوں شانوں سے پکڑے اپنے قریب کھینچ گیا جو سونے کے سبب تروتازہ تھی پر آنکھیں واپس جمشید کے لیے فکر خانہ بن گئی تھیں۔

"ٹھیک تھا تبھی سمیر صاحب نے اجازت دی ورنہ وہ ڈاکٹر مجھے ملنے بھی نہ دیتا۔ تمہاری فکر ہو رہی تھی۔ فون اس لیے نہیں کیا کے ایسا نہ ہو اسی وقت سوئی ہو اور نیند خراب کر دوں، تمہارے لیے کچھ ہے"

وہ صدمے کی سی کیفیت میں اسے سن رہی تھی جس نے شنائیل کے بکھرے بال سمیٹے تو اسکی ہتھیلوں نے شنائیل کے ماتھے کو چھوا، وہ بہت خوبصورت لمحہ تھا۔

"تم میری اتنی فکر کر رہے تھے؟ خوش فہمی میں مبتلا ہو جاوں گی کے پیار کر رہے ہو"

بولنے کی کوشش میں شنائیل کے ہونٹ پھیلے تو لفظ سرگوشیوں میں ڈھل گئے۔

"تمہیں اگر میری فکر ہی پیار لگتا ہے تو ہو جاو خوش، یہ باتیں ہم بعد میں کر لیں گے۔ آو میرے ساتھ"

وہ اسکے ہاتھ تھامنے پر پیروں میں وولی آرام دہ جوتا اریستی ہوئی اسکے ہمراہ روم سے نکلی ہی کے تازہ گلابوں کی مہک شنائیل کی سانسوں میں گھلی۔

زرا آگے آئے تو پورا اسٹنگ ہال سرخ گلابوں کے گلدستوں سے سجا تھا اوپر سے ڈم سی لائیٹ میں کینڈلز کے شعلوں کا رقص، ذہن و دل کو مٹھی میں بھر گیا۔

"ی۔۔یہ سب تم نے میرے لیے کیا؟"

وہ اسکا ہاتھ چھڑوا کر وسط میں آ رکتی گھوم کر پلٹے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے بولی، لہجہ کانپ سا گیا۔

تم رو بہت رہی ہو آجکل۔بس سوچا تھوڑا ریلکس کروں تمہیں۔یو لائک "

"اٹ

شنائیل نے قریب رکتے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر چومے، وہ سنجیدہ تھا۔

آئی لو واٹ، کسی نے پہلی بار میرے لیے یہ سب کیا۔رئلکس تو بہت چھوٹی " چیز ہے، کاش اپنا دل نکال کر دیکھا سکتی جہاں ہر چیز رقص میں ہے۔ تھینکیو "جیم۔یہ سچ میں بہت خوبصورت ہے

وہ فدا ہوتی مسکائی اور جمشید نے اسکے ہاتھ آزاد کرتے ٹیبل کی طرف بڑھے وہاں رکھی رنگز اٹھا کر واپس منہ پھیرا۔

"ہم نے اپنی رنگز ڈونیٹ کر دی تھیں، میں نے پھر لے لی ہیں۔ کم ہیر" وہ کیس کھولتے ہوئے اس میں سجی گولڈ اور سلور کی دو کپلز رنگز دیکھا کر شنائیل کو مبہوت کر گیا، جمشید کی پوری سلور گولڈ میں تھی جبکہ شنائیل کی گولڈن ٹچ کے ساتھ جسکے افق پر جامنی دل بنا پرل نسب تھا۔

"اومائی گارڈ، یہ کتنی پیاری ہیں۔ پرپل ہارٹ؟"

وہ رنگ میں سجے دل پر حیرانگی سے جمشید کی آنکھوں میں جھانکی۔

"یس۔ ابھی دل کی حالت ایسی ہی ہے۔ جہاں سے اسے خریدا اسکے اونر نے اک عجیب بات کہی کے یہ ہیرا جب میری مسٹرس کی انگلی میں جاتے ہی ڈارک ریڈ ہو گیا، تو ہمارے کپل میں کبھی جدائی نہیں آئے گی۔ ہے ناں فنی؟"

وہ اسکے آخر پر مسکرانے پر قریب آتے اپنا ہاتھ بڑھا گئی۔

"فنی نہیں جان لیوا۔پہناو۔مجھے دیکھنا ہے کتنا سچ ہے اور کتنا جھوٹ"

وہ تھوڑا سنجیدہ تھا پر شنائیل کا یقین دیکھتے اس نے رنگ نکال کر اسکی ہارٹ ٹچ فنگر میں پہنادی۔

دونوں کی نظریں اس پرل پر تھیں۔

لمحے گزر رہے تھے،اور پھر جمشید نے اسکا ہاتھ کھینچ کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا کیونکہ وہ ہیرا سچ میں میرون ہو گیا تھا۔

"جیم۔۔۔۔ہم جدا نہیں ہوں گے"

وہ خوشی سے اچھل پڑی۔

ہنہ۔بکواس ہے یہ سب۔اس ہیرے میں یقیناہیٹ کا کوئی فنکشن"

ہے۔ہاتھ کی حرارت سے اس نے رنگ بدلا ہو گا۔ساتھ رہنے اور جدا ہونے

"کا فیصلہ یہ بے جان چیزیں نہیں کرتیں

وہ حقیقت پسندی سے انکار کر گیا۔

"مجھے کرنے دو یقین۔تمہارا بل آرہا ہے کیا۔لاو تمہیں بھی پہناتی ہوں۔"

اسکے ہاتھ سے رنگ لیتے خود بھی جمشید کے ہاتھ کو پکڑے پہنائی اور اس بیچ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

"ساتھ رہنے اور جدا ہونے کا فیصلہ کون کرتا ہے"

رنگ پہنائے وہ نظریں ہنوز اسکی آنکھوں میں ٹکائے ہوئے تھی۔

"مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟"

برہمی سے گھورتے پوچھا۔

"تکرار تم نے کی ہے تو جواب بھی تم دوگے ناں"

ہاتھ بڑھا کر اسکی شرٹ کے کالر کے کنارے پکڑتی وہ اسکے سر کو اپنی جانب جھکا گئی۔

"اوکے، اسکا فیصلہ ہمارے مقدر کرتے ہیں۔"

جواب دیتے ہی وہ لڑکھڑایا، شنائیل نے بروقت اسکو سہارا دیے کاوچ پر بٹھایا اور خود ٹیبل پر ٹک گئی۔

"اور بنو ٹارزن۔ ٹھیک ہو؟"

وہ اسکے چہرے کے پیلے پڑتے رنگ دیکھتی پریشانی سے بولی جو اشارے سے ٹھیک ہونے کا کہے صوفے کی پشت سے ڈھیلا ہوئے جا لگا۔

"جمشید، ڈرا رہے ہو۔ ہو سپٹل چلیں۔ ادھر دیکھو میری طرف۔"

وہ اٹھ کر اسکے ساتھ بیٹھی جس سے سانس لینے میں مشکل تھی، شنائیل نے اسکی شرٹ کے تمام بٹن کھولتے سینہ مسلا، اس بیچ وہ خود یوں تھی جیسے اسکی سانس گھٹ رہی ہو۔

"ٹھیک ہ۔۔ ہوں۔"

وہ گہرے گہرے سانس کھینچے بولا جبکہ خود وہ اسکے چہرے کے درد دیتے تاثرات جانچ رہی تھی۔

"چلو ہو سپٹل چل رہے ہیں، ک۔۔ کچھ ہو گیا تمہیں تو کچھ نہیں رہے گا میرے پاس۔"

آنسو رگڑتی وہ اٹھ کر کھڑی ہوئے اسکا ہاتھ کھینچنے لگی پر وہ اسے کھینچ کر خود پر جھکا گیا، گرنے سے بچنے کو وہ اسکے تھائے پر جا بیٹھی، ڈبڈبائی آنکھوں سے سر ٹیک کر اب تک مشکل سانس بھرتے جمشید کو دیکھنے لگی۔

"پلیز وہاں نہیں۔"

وہ اس اذیت خانے سے جیسے ڈرا، شنائیل کا بس نہ چلا اسے دل میں چھپا لے۔

"اوکے اوکے۔ نہیں جا رہے۔ت۔۔ تم بس ٹھیک سے سانس لو۔"

حلق میں آنسوؤں کا گولا نگلتی وہ بمشکل بولی جبکہ جمشید نے مسکرا کر اسکی گال کا آنسو انگوٹھے کی پور میں دبایا۔

"تھینکیو"

کھٹن سانس بھرتے جمشید نے سرگوشی کی، شنائیل کی گال پر اک آنسو رینگ گیا۔

"ف۔۔فار واٹ؟"

کپکپاتے لہجے کو شوخ کرتے وہ بھی جبرا مسکرائی۔

میرے لیے میرا سب بننے کے لیے، جانتی ہو میں تم سے کیوں بھاگا"
تھا؟ کیونکہ مجھے لگتا تھا میری حالت پر ترس کھاو گی۔اور ترس کا اختتام بے
زارئیت پر ہو گا۔تو میں نے خود ہی کہانی ختم کرنی چاہی۔اب لگتا ہے اگر تب
"واقعی کہانی ختم کر دی ہوتی تو مجھے بھی ختم ہوئے بہت دن گزر گئے ہوتے۔
بھلے بات کرنا مشکل ہو پر وہ اس سے یہ سب دل سے کہہ رہا تھا، شنائیل نے
اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں جکڑتے اپنے رخسار سے جوڑا اور پھر اسے دیکھنے لگی
جو دھیرے دھیرے سانس بحال ہونے پر مسکرانے میں کامیاب ہوا۔
تم بھاگتے ہوئے بھی اپنا دیوانہ کر گئے مجھے۔تم میرے لیے صرف محبت"
"ہو۔اور کچھ نہیں۔تم سے بیزار ہوتے ہی موت آجائے۔۔۔۔
وہ اسکے ہونٹوں پر انگلیوں کی پوریں جمائے گھورا تو وہ ان پوروں کو دیوانگی
چومتی اسکے بازو کھولنے پر سینے سے جا لگی۔

"I can't See You in Pain...."

سسکیوں کی زد میں اس لڑکی کا وجود کپکپا گیا۔

"مجھے رو کر مت دیکھاو شنائیل، پلیز"

وہ منت کر اٹھا تو وہ خود کو سنبھالتے سامنے ہوئی پر آنکھیں سوجھ چکی تھیں۔

"اوکے اب نہیں رو رہی۔ بتاو کچھ کھاو گے؟"

وہ وقت دیکھتے فورا سے مسکرائی کیونکہ اسے بھی بھوک لگی تھی اور کھانے رائس بنائے تھے جو شنائیل کے فیورٹ تھے۔ tedbia میں اس نے

تم میرے پاس بیٹھو بس۔ یہاں آو۔ ابھی کچھ نہیں چاہیے۔ جب بھوک"

"لگے گی بتادوں گا

وہ اسے اپنے پہلو میں لا بٹھاتا خود بھی ٹیک زرا سیدھی کر گیا جو اسکے ساتھ بیٹھتے ہی اسکی بازو کے حصار میں چلی آتی اسکے سینے لگی، اسکی گردن کے گرد ہاتھ لپیٹے سکون ملتے ہی آنکھیں موند گئی۔

S MERWA MIRZA

NOVELS

فائنلی ولیمے کا فنکشن اینڈ ہوااور خیر وعافیت سے مہمانوں کور خصت کرنے کے بعد سب افراد بھی گھروں کولوٹے، جہاں لیزے دراب کی شاندار ہوم انٹری ہوئی وہیں سلوی اور یزدان کے لیے بھی کافی سارا ہلا گھلا منتظر تھا لیکن چونکہ ہیوی فنکشن کے سبب سب تھک گئے تو آرام کو ہی ترجیح دی گئی، باران صاحب آج بھی براق صاحب کے پاس تھے، نرمین کو آج میٹھی نیند آنے والی تھی جبکہ آجکی رات سانول کے لیے بھی قدرے مسخور کن ہونے والی تھی۔

"آرام سے"

دراب کے ہاتھ کی انگلیوں میں لیزے کے بال الجھ کر کھنچے تو کراہی، دراب نے ایک لٹ انگلی پر گماتے ٹھیک سے کھینچی، لیزے نے مکا جناب کے سینے پر جڑھا جو بلکل ایکشن کاری ایکشن تھا۔

"کوئی اتنے ہنڈسم دلہے پر تشدد کرتا ہے بھلا"

اسکی ہیرا سیسریز دھیان سے اتار کر پیچھے ڈریسنگ ٹیبل پر پٹختے دراب نے معصومیت سے پوچھا۔

"میں تاریخ بدل دوں گی، ہنڈسم آپ دنیا کے لیے ہوں گے۔ میرے لیے تو میرے کیوٹ اور شرارتی حیدر ہیں، جس کے ساتھ میرے کئی رشتے ہیں۔ دوستی کا، محبت کا، مہربانی کا اور سب سے خاص ہسبنڈ وائف کا"

وہ اسکے آنچل کو سر کے کنارے سے ہٹاتا صوفے کی بازو کی جانب پھینکتا ہوا ایک ہاتھ لیزے کے کندھے اور گردن کے بیچ جوڑے دوسرے سے اسکے کان کے آویزے اتارتا ہوا اپنی گال، اسکی گال سے مس کرے سرور میں بے انتہا اضافہ کر گیا۔

"چلو گفٹ دو، ورنہ میں پاگل ہو جاوں گا تمہارے اس آفت روپ کا"

دراب نے اپنے بے قابو جذبات پر بندھ باندھتے بیچ کا فاصلہ سمیٹا تو وہ اسکے حصار سے نکلتی گھومی اور ڈرا اوپن کیے اپنی سکیچ بک نکال کر واپس دراب کے حصار میں آئی۔

"گفٹس دو ہیں، پہلے آپکا سکیچ"

لیزے نے دوسرے گفٹ کا ذکر کیے تجسس پھیلاتے ہی دراب کا بنایا سکیچ، بک کے مڈ سے نکال کر دیکھا اور پھر مسکرا کر اسے پلٹا۔

دراب کے چہرے کے زاویے بگھڑے کیونکہ وہاں واقعی کارٹون تھا۔

واٹ؟ سچ میں کارٹون بنا دیا مجھے۔ یہ میری لیشیز کو کیا جھاڑو کے تیلے بنا" رکھا۔ اوہ میرے خدا ایسی بیرڈ ہے میری۔ مونچھ نہ ہو گئی جھاڑی ہو گئی۔ اور "یہ کیا ہے۔ آنکھیں لائیٹ مار رہی ہیں

دراب کے خفت سے بڑبڑانے پر وہ آگے سرکتی اسکی گال پر پیار کرتے ہی رئیل والا سکیچ جو اس نے نیچے چھپا رکھا تھا فورا پلٹایا تو دراب حیدر جدون کی خفگی کو خوشی بنتے لمحہ لگا۔

آنکھیں تو آپکی سچ میں لائیٹ مارتی ہیں پر وہ صرف میں دیکھ سکتی ہوں۔ کیسا" "ہے؟

لیزے اسکے تھم جانے پر مزید پر جوش ہوئی، جس نے سکیچ پیچھے ڈریسنگ میز پر رکھی سکیچ بک پر رکھے لیزے کو بازوؤں میں بھرا۔

"بے حد خوبصورت، میری زندگی کا سب سے حسین تحفہ۔ تم نے فائنلی میرا چہرہ بنالیا لیزے۔ ہم نے اپنی محبت کے چہرے ازبر کر لیے۔ تم بنا سوچے "میرا چہرہ بنا سکتی ہو اور میں بنا تھکے تمہیں ساری زندگی دیکھ سکتا ہوں۔

پہلے سرپرائز پر ہی دراب نے امپریس ہونے کی حد کر دی تھی، لیزے کے ہونٹوں پر رقص کرتی مسکراہٹ کا سبب اب دوسرا معاملہ تھا کیونکہ وہ آج کی رات کا اصل خاص لمحہ تھا۔

"ساری زندگی دیکھنے کے ساتھ خود کو سنبھالنے کا وعدہ کریں پھر مانو گی کے آپکو تحفہ پسند آیا"

لیزے فٹافٹ حصار میں پلٹی اور اپنے ہار کو اتارنے لگی، جبکہ دراب نے ہاتھ آگے لے جاتے اسے اپنے سینے میں مقید کرنے میں لمحہ لگایا، دراب کے

ہونٹوں کا لمس کندھے پر محسوس کیے لیزے نے سانس روکے آنکھیں بند کیں۔

"سنبھل کر بھی سنبھال نہیں سکتا خود کو، میں نے مدت تک تمہیں جینا ہے۔

"کبھی محبت کو جیا جاتا ہے کیا عشقم؟

آنکھوں میں معنی خیز سرور بھرے دراب نے آئینے میں دیکھائی دیتے لیزے کے عکس سے چھیڑ خانی کی۔

"ایسے سوال کون سیکھاتا ہے آپکو؟"

وہ اسکی بہکی نگاہوں سے آنکھیں چراتی ہار کو ڈریسنگ میز پر رکھتے بولی۔

دراب نے پکڑ کر لیزے کو اپنی جانب پلٹایا تو اس لڑکی کے ساتھ اسکے بکھرے کرل بال بھی اسی دائرے میں رقص کرتے لیزے کی گردن سے لپٹے۔

ویسے تو میں کافی ذہین ہوں، کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں لیکن جب میں تم"
سے ملتا ہوں۔مزید سیانا ہو جاتا ہوں۔بائے داوے تم شرما کس خوشی میں
"رہی ہو؟ ہم تو ایک ہیں ناں اب؟
اپنے دھڑکتے دل اور حواسوں کی بگھڑتی کیفیت پر قابو پائے دراب نے ماحول
کا فسوں کم کرنے کو گدگداتا لب و لہجہ استعمال کیا۔
بس شرم آ رہی ہے ناں۔دلہن جو بنی ہوں۔آپ کو آتی نہیں سو میں نے"
"سوچا آپکے حصے کی بھی کر لوں
وہ بہانہ تراش گئی اپنے گلاب رخساروں کا ابھی جواز دینا مشکل ہوا جبکہ دراب
اسکی جذبات سے مدھم پڑتی آواز کا تو پہلے ہی گرویدہ تھا۔
مجھے آتی نہیں، تمہاری جاتی نہیں۔یہ کہو۔اوکے دوسرا سرپرائز دو تاکہ میں"
"تفصیلا تمہارا سنگار بگاڑوں۔لمحہ لمحہ تم سے دور مشکل ہو رہا ہے
بے کلی میں ڈوبی سرگوشی کیے وہ لیزے کو آہستگی سے اپنے سینے سے لگاتا بولا
جو حیران تھی کے یہ آدمی اتنے قریب ہو کر بھی دور کی رٹ لگا رہا ہے۔

"میں آپ سے زرا دور نہیں ہوں حیدر، ثبوت چاہیے آپکو؟"

لیزے کی آواز میں یکدم گھلی چاشنی پر دراب نے حیرانگی کے سنگ سوالیہ آئیبرو اچکائے۔

"ثبوت بھی ہے تمہارے پاس؟"

دراب کا لہجہ تپش چھوڑتا محسوس ہوا تبھی تو لیزے نے اسکے حصار سے خود کو آزاد کیا اور ہاتھ پکڑ کر روم سے جڑے ٹیرس ڈور تک گئی اور پردہ ہٹاتے ہی گلاس وال کھول دیا، دراب جو لیزے کا چہرہ ٹکٹکی باندھے تک رہا تھا، جب نظر سامنے پھیری تو اسکی آنکھیں چندھیا گئیں۔

پورا ٹیرس سجا تھا، پھولوں، بیلونز، کینڈلز کے سنگ اور سب سے خوبصورت وہ ہارٹ چاکلیٹ کیک تھا جو خوبصورت سی وائیٹ ٹیبل پر پڑا تھا، اسکے ساتھ دو گلاب کے پھول۔

واو۔۔۔۔۔یہ سب ایک وائف، ہسبنڈ کے لیے پہلی بار کر رہی ہے۔ عموما" ایسا ہسبنڈز کرتے ہیں۔ میری جان تھینکیو۔ یہ کس سے سجوایا۔ خود تو تم نہیں سجا سکتی؟"

دراب اسکا ہاتھ پکڑے ٹیرس کی جانب نکلا جہاں بے حد خوبصورتی سے ہر طرف سجاوٹ کی گئی تھی، پھر دائیں جانب ٹھنڈ سے بچنے کو لکڑیاں بھی جل رہی تھیں۔

آپکو اس سے کیا، آپ آم کھائیں۔ گھٹلیاں نہ گنیں۔ اور یہ ساری سجاوٹ" سرپرائز نہیں ہے میری جان۔ زرا ادھر آکر اپنا گفٹ کھولیں"

لیزے نے اس باتونی شخص کو پکڑ کر میز کے پاس لائے روکا جواب تک اول تجسس میں ہی تھا، آخر کونسا گفٹ ہونے والا تھا جو اتنی سجاوٹ کے بعد لیزے دے رہی تھی۔

"تم مجھے خوامخواہ بہکا رہی ہو اب"

دراب نے اک نظر ٹیبل پر پڑے چھوٹے سے گفٹ کو دیکھا اور پھر دلہن بنی لیزے کو، وہ دراب کے بے خود جملے پر ہنسی۔

"مجھے مت دیکھیں ناں، اوپن یور گفٹ حیدر"

لیزے نے اس بے صبرے کے ہاتھ میں خود ہی گفٹ پکڑ کر تھمایا ورنہ آدھا دماغ کھا جاتا۔

"بمب تو نہیں ہے؟ یا پٹاکہ۔ مجھ سے بچنے کو تم کچھ بھی کر سکتی ہو"

دراب نے گفٹ پر سے ربن وحشیوں کی طرح کھینچتے زبان پر ہوتی کھجلی پر پھر شگوفہ چھوڑا۔

بمب آپ اور پٹاکہ میں۔۔۔ پھر ایسی چیز گفٹ میں کیوں دوں گی"

"حیدر۔ چپ کر کے کھولیں

لیزے نے اسکی توجہ واپس دلوائی جو بار بار بہکی نظروں سے لیزے کو تاڑ کر خوامخواہ سرخ کر رہا تھا۔

واقعی میرا پرسنل پٹاکہ۔۔اف یار کھل جا کیوں پوری دنیا مجھے میری لیزے"
"سے دور کرنے پر تلی رہتی ہے

لیزے نے گفٹ خود پیک کیا تبھی کافی زچ کرتی پیکنگ تھی اور ٹیپ اتارنے کے بجائے وہ جنگلیوں کی طرح کھینچا تانی کر رہا تھا اوپر سے زبان بھی فائر گن کی طرح چل رہی تھی۔

"حیدر! منہ بند کر کے کھولیں ناں"

لیزے کو اخیر غصہ چڑھا۔

"میری جان قریب آ کر منہ بند کر دو اور اس کو کھول کے دے دو ناں"

نکمے پن سے بے باکی جھاڑی اور لیزے کا دل چاہا سارے بلونز خود ہی پھوڑ دے۔

"اف حیدر اف"

لیزے لے گال تپ گئے۔

اف لیزے اف۔۔ہاہا کھل گیا کھل گیا۔۔۔۔لٹ می چیک کیا آئٹم دیا ہے"

"تم نے

دراب نے فائنلی وہ کھولتے ہی جب اندر رکھی سیو پلاسٹک کور میں لپٹی پریگنیسی ٹیسٹ کٹ نکالی تو فیس پر جو شرارت تھی اس نے لمحے میں سوز بھرا رنگ بدلا۔

"واٹ؟۔۔۔۔۔لیزے۔۔۔۔۔۔ی۔۔یہ کیا ہے؟"

دراب نے وہ دو لائنز دیکھتے بھاری آواز میں نظریں اٹھا کر پوچھا تو لیزے کی آنکھوں کے کنارے بھی سرخی میں لپٹے۔

"مے بھی آپکی خواہش کا سٹارٹ۔۔۔۔"

وہ قریب رکے ان ہیزل براون آنکھوں میں دیکھتے بولی۔

تم۔۔۔تم ایکسپیٹ کر رہی ہو اگین۔۔اومائی گارڈ۔۔۔۔۔لیزے یہ مزاق"

"نہیں ہے ناں۔۔؟

وہ سٹریپ میز کے آخری کنارے اچھالتا اسے پکڑ کر اپنے قریب سرکا گیا جو بس رونے کو بہت مشکل سے روکے کھڑی تھی، بول تو نہ سکی پر آنکھوں میں خوشی بھرے سر ہلا دیا جس پر دراب نے اسکے ہونٹوں، گالوں۔ماتھے یہاں تک ناک تک کو پیار سے چوما کے وہ گھبراہی دلہن ایسی جذباتیت پر ہنس پڑی۔

"کہاں چھپالوں تمہیں، اتنا پیار آرہا ہے کے پوچھو مت۔اوہ لیزے تم نے پاگل کر دیا ہے مجھے۔میں بتا نہیں پارہا کے یہ کس قسم کی خوشی ہے جس نے میرے اندر ہر جذبے کو جکڑ لیا ہے۔"

وہ اسکے دونوں ہاتھ دیوانگی سے چومتا پکڑ کر لیزے کو اپنے سینے میں بھینچ گیا، جیسے اب اسے کبھی دور نہیں کر سکے گا، وہ بھی تو اتنی خوش تھی کے اپنی خوشی کے سارے آنسو دراب کے گلے لگ کر بہائے۔

"حیدر! جو بھی ہوا۔۔بے بی گرل یا بے بی بوائے۔۔۔لاسٹ ہو گا۔پرامس کریں۔آپکی خاطر ایک بار پھر یہ نائن منتھ کا پین سہہ لوں گی لیکن آپکو وعدہ کرنا ہو گا۔۔۔"

اپنے وجود میں گم حیدر کی توجہ خود سے ہٹا کر اپنے مطالبے پر ڈالنے کو وہ اسے پکڑ کر سامنے لائی۔

یہ وعدہ ہر بار کرنا اور میں ہر بار توڑ دوں گا۔مجھے بے بی گرل چاہیے۔مجھے "

"ایک چھوٹو سی لیزے چاہیے۔

وہ اسکی گالوں کو دبوچتا لاڈ جتاتے چڑا بھی گیا۔

"میں ہوں ناں چھوٹو سی لیزے"

گالوں پر ہوتے ہلکے درد پر بڑھا چڑھا کر کراہتے وہ بولی تو دراب اسکے تاثرات تکتے ہنسا۔

"ڈرامہ کوئین۔"

بازوؤں میں بھرتے لیزے کی پیار کی شدت امڈتے جبین چومی جس نے ایک بار لیزے کے اندر برپا طوفانوں کو ساکن کر دیا۔

"ڈرامہ کنگ"

پھولے گالوں کے سنگ الزام تراشتی وہ بہت پیاری لگی، دراب حیدر کا دل چاہا اٹھا کر دل میں رکھ لے۔

سب ایک طرف، اس سرپرائز پر میرے دل میں آخری سانس تک محبت" سے جڑے جتنے جذبات ہیں وہ صرف تمہارے نام ہیں لیزے۔ آج میں بھی تمہیں سرپرائز دوں گا۔ تم نے کہا تھا ناں ہم آج الگ طرح سے سیلبریشن کریں گے تو یس آج میں بچپن سے چھوڑی ہوئی نماز ادا کروں گا اور اب ایک بھی فرض نہیں چھوڑوں گا، صرف فرض نہیں اس خوشی پر اس اللہ کے سامنے سجدہ شکر واجب ہیں۔ میں جس ڈر کی وجہ سے اللہ کے سامنے جانے سے ڈرتا تھا وہ میرا دامن چھوڑ رہے ہیں"

لیزے کی آنکھیں محبت سے بھیگ گئیں، وہ آگے لپک کر دراب کے دونوں گال چومتی نم آنکھوں سے مسکرائی۔

اوہ حیدر! یہ سچ میں بہت بڑا سرپرائز ہے۔ جس اللہ نے ہمیشہ ہم دو کے دل" کی، ایک دوسرے کے لیے محبت کی اور ہمارے ساتھ کی حفاظت کی، اسکا

شکر ہم پر فرض ہے میری جان۔میں بتا نہیں سکتی مجھے کتنی خوشی ہوئی یہ سن کر،بے بی سے زیادہ خوشی اس بات کی کے آپ سٹرونگ ہو گئے۔کیک کاٹتے ہیں پھر مل کر پڑھتے ہیں"

وہ اس پر اتنا خوش تھی کے دراب کو بھی وہ خوشی محسوس ہوئی۔

جبکہ کیک کے لیے لیزے نے جب اسے وڈ کی ہتھوڑی پکڑائی تو دراب ہنسا۔

"اپنے جیسا سخت کیک لائی ہو۔کیا لیزے۔۔"

دراب کی لوٹتی شرارت پر لیزے بھی ہنسی روک نہ سکی۔

"حیدر باز آجائیں۔ہٹ کریں۔یہ چاکلیٹ شیل بنا ہے اور اندر بہت سافٹ کیک ہے۔میرا فیورٹ تھا تبھی اسے آرڈر کیا تھا۔چلیں ہٹ کریں"

لیزے اسے تاکیدیں کرتی تب تھمی جب وہ خمار آلود ہوتے اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹے سینے سے جوڑ گیا۔

"اسے ہٹ کروں یا تمہیں؟تم بھی تو اوپر سے سخت اور اندر سے سوفٹ ہو"

دراب کی شرارت پر لیزے نے اب کی بار اسکی چن پر بائیٹ کیا۔

"آہہ۔۔جنگلی بلی"

دراب ڈرامائی کراہا۔

"میں خود کر لیتی ہوں، آپکی مستیاں ہی ختم نہیں ہو رہیں"

لیزے نے خود ہی وہ وڈ کی چھوٹا سا ہیمر لیا تو دراب نے اسے عقب سے حصار ا اور لیزے کے تین چار بار ہٹ کرتے ہی شیل ٹوٹا اور اندر سے بہت یمی اور ٹیمٹنگ کیک کی منہ دیکھائی دیکھے دونوں ہی مسکرائے، دراب نے لیزے کی گال پر بھر کر پیار لٹایا جس نے اسکے پیار کو وصولنے کے بیچ چھوٹا سا پیس کٹ کیے گردن دائیں طرف کرتے چہرہ پھیرے دراب کے منہ کے پاس کیا جس نے لیزے کی دو انگلیوں کو بھی کیک سمجھ کر دانتوں میں اٹکایا۔

"آہہ۔۔حیدر۔ چھوڑیں ناں"

لیزے اسکے بائیٹ کرنے پر گھوری۔

"مجھے بھی کھلائیں ناں"

دراب نے اسکی دونوں انگلیاں چھوڑیں جبکہ لیزے کی فرمائش پر اسے پکڑ کر اپنے سامنے پلٹایا۔

"پکا؟"

دراب کے سوال سے لیزے کو چاروں اور خطرے کا گھنٹا سنائی دیا۔

"نو نو میں ڈائیٹ پر ہوں"

لیزے نے دراب کے اگلے ارادے فوری سمجھتے حصار جھٹکا اور اپنا لہنگا سنبھالے جیسے بھاگی، دراب بھی بہکا بہکا ہنستا شرٹ کے اوپری بٹن کھولے سیٹی مارے پیچھے ہی لپکا اور اب لیزے کے ڈائیٹ پلین دراب نے خود ترتیب دینے کے بعد ہی کوئی اور کام کرنا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"سکھی بھائی کیسے ہیں، کال کی تم نے؟ آج انکا ولیمہ بھی تھا۔"

وہ لوگ کافی دیر سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے کے وہ بیٹھے بیٹھے پھر سو کر جب چونکی تو اسکے جاگنے پر جمشید مسکرا دیا۔

"تم سو گئی تھی؟"

اسکی ٹھوڑی پکڑ کر اوپر کرتے پوچھا، نیند کی شدت آنکھوں میں لیے ہی وہ اٹھ بیٹھی۔

اتنا سکون ملا کے آنکھ لگ گئی۔ہاں کی، مزے کر رہے تھے چاروں۔ تم بیٹھ "

"بیٹھ کر تھک تو نہیں گئے؟

اسکے چہرے پر تھکن کہیں نہ تلاش کر پاتے شنائیل نے پوچھ لیا، ہاتھوں کی پوروں سے اسکے گال چھوتی وہ مستقل جمشید کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں، سکون صرف تمہیں تو نہیں مل سکتا"

اسکے بالوں میں انگلیاں گزارتے گھنبیر بھاری سرگوشی کیے جمشید نے اپنا ماتھا شنائیل کی جبین سے جوڑا۔

"سچ کہہ رہے ہو"

آنکھیں کھولے وہ جمشید کی بند آنکھوں کو تکنے لگی، دونوں کی گرم سانسیں ایک دوسرے میں گھلی ملی تھیں، خاموشی اور یہ فسون خیز ماحول سب ہی اعصابوں پر چھائی تھکن اتارنے کا موجب بن رہا تھا۔

"میں تم سے جھوٹ بولنے کی پوری کوشش کرتا ہوں، پر کامیاب نہیں ہوتا"

جمشید نے بھی آنکھیں کھولتے چہرہ زرا پیچھے کرتے گہری نظروں سے شائیل کے خوبصورت چہرے کو نہارا۔

"تو تم یہ کوشش ترک کر دو، مجھے تمہارے سچ خوشی دیں گے"

ہتھیلی اسکے جبڑے پر ٹکائے وہ اسکی بڑھی چبھتی شیو فیل کر رہی تھی، جبکہ آنکھیں، آنکھوں میں الجھی تھیں۔

"وہ تو تم میرے حصار میں آتے ہی خوش ہو جاتی ہو، پھر اتنا تکلف کیوں کروں"

وہ چہرہ مزید تھوڑا پیچھے کرے تنگ کرنے کی نیت سے بولا پر وہ کھلکھلائی۔

تم جب میرے لیے کچھ بے ارادہ کہتے ہو، پھر گھبرا کر آنکھیں چراتے "

"ہو۔بہت خوبصورت لگتے ہو

وہ اسکے مسلسل دیکھنے پر بے چین ہوا اور آنکھیں چرا لیں۔

"خوبصورت لڑکیاں لگتی ہیں، آدمی ہنڈسم لگتے ہیں"

وہ درستگی کر رہا تھا تبھی شنائیل نے آہستگی سے اسکا چہرہ پکڑ کر اپنے چہرے کے قریب کیا۔

"وہی آپ والا"

سرگوشی کیے وہ ہنسی، اس لڑکی کا مسکرانے پر پڑتا گڑھا آج بہت ہی بری طرح بے چینی بڑھا گیا تبھی تو وہ آگے سرک کر اسکی گال چومتے جب پیچھے ہٹا تو شنائیل کی آنکھوں میں انسیت کا جہاں آباد تھا۔

ہمیشہ تمہیں یہ بتانا اور سمجھانا میرے لیے مشکل ہو گا کے تم میری زندگی کا "

"اہم حصہ ہو۔

وہ یہ سب بولتے مشکل سے دوچار ہونے کے باوجود بے حد پیارا لگا تبھی تو شنائیل کی پلکیں تھر تھرا سی گئیں ورنہ دیکھتی رہتی تو پھر عاشق ہو جاتی۔

"لیکن تم نے تو ایک بار بھی نہیں کہا ایسا"

وہ لاڈ کے سنگ شکوہ کرتی جمشید کو دیکھ کر کنفوز کر گئی۔

"ابھی کہاناں"

وہ گڑ بڑایا۔

"کب؟"

وہ انجان بنی۔

"تنگ مت کرو"

بپھرتے منہ پھیرا، کب آسان تھا بار بار شنائیل کو دیکھ کر دل کی آواز دہرانا۔

تنگ ہو رہے ہیں آپ مسٹر ہسبنڈ۔ادھر دیکھو۔ایک بار ٹھیک سے مجھے"

"دیکھ کر کہو، دوسری بار کہنے کی نوبت نہیں آنے دوں گی

وہ اپنا حق مانگ رہی تھی، سادگی سے اور جمشید جھٹلائے کیسے سمجھ سے باہر تھا۔

"پہلے وعدہ کرو"

وہ بچگانہ انداز میں بولا جبکہ شنائیل نے سر ہلائے اشتیاق بھری جنبش دی۔

"تم میری زندگی کا۔۔"

بولتے بولتے وہ رکا، شنائیل کی دھڑکن روک گیا اسکا چپ ہونا۔

"اتنا مشکل بھی نہیں جیم"

وہ اسکے گالوں سے ہتھیلوں کو جوڑے پیار سے منمنائی۔

"اف۔ تم میری زندگی کا اہم حصہ ہو شنائیل"

وہ یوں بولا جیسے پہاڑ سر کر آیا ہو، سانس تک پھولا۔

شنائیل کے گال پھول گئے۔

"اف کیوں کیا؟ جاو میں نہیں بولتی"

وہ منہ پھلاتی ہی حصار سے نکلی تو جمشید نے بازو سے پکڑ کر اپنی طرف واپس کھینچا۔

نہ بول کر جاو گی کہاں۔اف اس لیے کہا کیونکہ یہ کہنا میرے لیے اب تک "

"کا مشکل ترین کام تھا۔خبردار مجھ سے روٹھی

وہ فوری صفائی دینے لگا تبھی تو جھوٹ موٹ کی خفگی لمحے میں بھلائے وہ اسکے واپس حصار میں چلی آئی۔

"مر کر بھی نہ روٹھوں تم سے جمشید احمد"

آنکھیں سرخائی و نمی سے گھلی لگیں پر وہ لہجے کو بکھیرے بنا بولی۔

"ہمم۔۔تم نے سن لیا ناں اف کے بعد جو کہا میں نے؟"

وہ بے چین ہوا جبکہ شنائیل کو شرارت سوجھی کیونکہ وہ بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔

"نہیں تو۔اف نے ہی دماغ خراب کر دیا،کان بند کر دیے۔پھر کہو"

وہ اسکے ہونٹوں کو تکتی اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مچلتی سی شرارت میں مبتلا اچھی ہی اتنی لگ رہی تھی کے وہ یہ مشکل پھر آسان کر گیا۔

تم نے کہا تھا ناں تم کچھ بننا چاہتی ہو میرے نزدیک تو اہم ہو گئی ہو۔ان"

"فیکٹ سب سے زیادہ

اس بار وہ جملہ جمشید نے شنائیل کی قربت میں مزید سجا کر ہونٹوں سے ادا کیا، وہ از سر نو لٹ گئی۔

"دل بند ہو رہا ہے میرا، کچھ کرو کے میں بچ سکوں"

جمشید نے اسکی ڈرامے بازی لمحے میں سمجھتے آئبرو اچکاتے گھوری دی جس پر وہ ہنسی روک نہ سکی، لیکن شنائیل کی ہنسی، مسکراہٹ کا پھول بنے جمشید پر بھی کھلا۔

"مت ہنسو۔سچ میں کچھ کر دوں گا"

وہ اسکی گالیں پکڑ کر چہرہ دبوچتا جس طریقے سے اسکی ہنسی روک رہا تھا، وہ دگنی حیران ہوئی۔

"پلیز کرو ناں"

وہ اکسانے کی بھرپور کوشش میں تھی، اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے وہ اس بہکی بلا کو خود سے دور کرتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"کھانا کھلاو، میٹھا بعد میں۔"

شائیل نے بس میٹھا بعد پر غور کیا اور آنکھیں پٹپٹاتی اٹھ کر روبرو کھڑی ہوئی۔

عرابک رائس بنائے ہیں، مٹن کے ساتھ۔ گریوی بھی ہے۔ تم بتاو ساتھ "براون بریڈ لوگے یا فلور کی روٹی"

شائیل کے کسی پروفیشنل شیف کی طرح پوچھنے پر جمشید نے اسکے بال سمیٹے۔

"سب لوں گا۔ ایکسٹرا سوئیٹ ڈش بھی مینو میں ایڈ کرو"

وہ اسکے ذو معنی لہجے پر فلیٹ ہوئی۔

"اوکے باس"

وہ دو انگلیوں کو ماتھے سے ٹچ کرتی پاس سے گزر گئی جبکہ جمشید کے واش روم سے واپس آنے تک وہ سب کچھ گرم کرے دو ٹیری میٹری روٹیاں بھی بنا چکی تھی، سب کچھ میز پر سجا دیا تھا۔

جیسے ہی جمشید کو کچن کے دروازے میں کھڑا دیکھا، داد وصولنے کی منتظر وہ اسکے لیے ٹیبل کے ساتھ رکھی چیئر پیچھے کو سرکا گئی۔

جمشید نے جب قریب آکر دو تین وہ نقشے والی مگر بہت اچھے سے نرم طریقے سے پکی روٹیاں چھو کر دیکھیں تو حیرت سے شائیل کو ترچھی نظروں سے دیکھا جو تعریف سننے کے لیے مر رہی تھی۔

"پہلی بار بنائی ہیں؟"

جمشید واپس سیدھا ہوتے شائیل کی طرف بڑھا تو وہ خفیف سا گھبرائی۔

"ہاں۔ ٹیڑھی ہو گئی ہیں پر کہیں سے نہ جلنے دی نہ سوکھنے۔"

وہ فخر سے بتانے لگی۔

"سوئیٹ ڈش پہلے لے سکتا ہوں؟"

جمشید کے کان کے پاس جھکنے پر شنائیل کے چہرے کا رنگ صدمے سے بدلا۔

"ہیں؟"

وہ بے اختیار بڑبڑائی ہی کے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بنا جمشید نے اسکی گردن دبوچتے اپنی دسترس میں لاتے ہی شنائیل کو اپنی گرفت و شدت سے حیران و پریشان کے ساتھ مسرور بھی کیا، دونوں ہاتھ جمشید کے سر کے پیچھے بالوں میں پھنساتی وہ اسکی من مرضی میں گم جمشید کے اس سے دور ہونے تک ہلکان ہو کر رہ گئی۔

دونوں کچھ لمحوں بعد جب ایک دوسرے کو دیکھ سکے تو بکھرتی سانسوں کے افق پر اک مست سی مسکراہٹ کا لمحہ پڑا تھا۔

"You Make me crazy"

شنائیل نے اسکے اطراف بازو لپیٹے اور جمشید کے سینے میں منہ دیے جا بسی، اور جمشید نے آج بازو باندھنے سے پہلے اک بار نہ سوچا۔

سوچا تمہیں رئلکس کر ہی دیا ہے تو رہا سہا سٹریس بھی دور کر دوں"

"تمہارا، خوش ہونے کی ضرورت نہیں

وہ اسکی سرگوشی پر روبرو ہوئی اور گھوری تو دونوں ہی شرارت بھرا ہنس دیے۔

"تم۔۔۔۔ تم جان لے لوگے میری"

شنائیل کا دل چاہا اسکے گالوں پر بائیٹ کر دے، جبکہ جمشید مزے سے جا کر اپنا کھانا شروع کر چکا تھا اور باخدا شنائیل اس لمحہ خود کو دنیا کی سب سے مسرور لڑکی بنا سوچے کہہ سکتی تھی۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

تھینکیو تم نے مجھے کال کی، ورنہ مجھے لگا تھا شنائیل کے آتے تم اس باجی کو"

"بھول گئے۔ کیسے ہو؟

سلوی کو سکھی ابھی روم میں چھوڑ کر اسکے لیے سٹرونگ چائے کا کہنے گیا تو سلوی اس سے پہلے چینج کرتی، جمشید نے ڈنر سے فری ہوتے ہی سلوی کو کال کی جبکہ چاہتا تو وہ شنائیل کے ساتھ برتن دھونا تھا پر زوجہ صاحبہ نے سخت گھوری دے کر کچن سے اوٹ کر دیا۔

تمہیں پتا چل گیا۔ تمہارے ان ذرائع کو داد دیتا ہوں۔ اور ہاں مجھے کیا ہونا ہے میں بلکل ٹھیک ہوں۔ تم بتاو سکھی کی بازو کیسی ہے۔ کسی نے ڈانٹا وغیرہ تو نہیں سکھی کو جہاز بنا کر اڑانے پر"

جمشید نے دانستہ ہلکے پھلکے انداز میں پوچھا جبکہ لان میں آہستہ آہستہ واک کر کے وہ اچھا محسوس کر رہا تھا۔

"اڑا لو مزاق۔"

وہ منہ پھلا گئی تو جمشید شرارت سے ہنسا۔

ارے بابا نہیں اڑا رہا۔ بس خوش رہو تم۔ نئی زندگی تمہارے لیے باعث سکون و آرام ہو۔"

یکدم ہی وہ بھائی بنا تو سلوی دھیما سا مسکرائی۔

آمین۔اور تم بھی شنائیل کے ساتھ ٹھیک سے سیٹل ہو جاو اور پلیز سب "

"سے پہلے یہ بات مجھے بتانا۔ارجنٹ سمجھ لو

سلوی اب کیا بتاتی سو نفل مانے بیٹھی ہے اور آفرین تھا وہ گہرے دماغ والا، سمجھ بھی گیا۔

"نفل تو نہیں مان رکھے تم نے۔؟"

جمشید کے سوال پر وہ ساکن رہ گئی، یہ بات اس نے سکھی تک کو نہیں بتائی تھی۔

چلو اسے ٹائم دو۔پیار سے بات کرنا شنائیل سے۔وہ اچھی ہو گئی "

"ہیں۔بائے

سلوی نے فورا سے بات گما کر کال کاٹی جبکہ جمشید کتنی دیر مسکراتا چلا گیا۔

سکھی کے ہاتھ میں چائے کے دو مگ سمیت ٹرے دیکھے سلوی نے فون میٹرس پر اچھالا اور فورا سے ٹرے پکڑی۔

"سچی ابھی گر جاتی"

یزدان نے معصومیت سے کہا تو وہ ٹرے میز پر رکھے پلٹ کر آتی یزدان کی گال پر پیار دیے پیچھے ہٹ کر اک خوشگوار سی راحت جناب میں انڈیل گئی۔

بنا میرے کہے یونہی قریب آیا کریں، باخدا میری روح تک کھل اٹھتی ہے"

"آپکی ایک معصوم کوشش سے جاناں

یزدان نے اسے بازو لپٹاتے اپنے سینے سے لگایا تو وہ اسکی تھوڑی پر پیار دیتی شرارت سے مسکرائی۔

"بیوٹی جہاں پیار کرنا چاہیے، وہاں نہیں کر رہیں"

یزدان کی بے صبر مٹی کو قرار کہاں تھا، سلوی نے ایڑیوں کے بل اٹھے یزدان کی گردن کی دائیں جانب اپنے ملائم ہونٹوں کا لمس بکھیرا، یزدان مسکرایا، وہ روبرو ہوئی تو دگنی شرارت سے وہ خوبصورت چہرہ دمک رہا تھا۔

"کافی قریب تھیں اس بار"

وہ اسکی کمر میں بازو مزید سختی سے لپیٹے گویا سلوی کو اپنی خوشبو میں ڈبو دینا چاہتا تھا۔

"پہلے منہ دیکھائی، پھر میٹھا پیار"

سلوی نے فوری شرط گھسیٹے فاصلوں کی طنابیں کھینچ لیں۔

"آہاں۔ چلیں ڈن ہو گیا۔ آئیں۔ چائے پی لیں پہلے؟"

یزدان اسے اپنے ہمراہ لیے کاوچ سیٹ کی طرف بڑھا تو دونوں نے پہلے چائے پینے کا سوچا ورنہ ٹھنڈی ہو جاتی تو مزہ نہ آتا، چائے پینے کے بیچ بھی یزدان نے اسکا ہاتھ جکڑ لیا جس سبب وہ ایک ہی کپ سے ایک سیپ خود لیتی اور ایک دھیان سے یزدان کو لگواتی۔

دونوں کپ اسی رومانوی انداز میں مکمل ہوئے، سلوی نے دونوں کپ ٹرے میں رکھے اور یزدان کی طرف مڑی۔

"چینج کر لوں سکھی؟"

سلوی نے کندھے پر ہوتی ایچنگ پر قدرے بے آرام ہوتے کہا جس پر یزدان نے ہاتھ بڑھا کر اسکے بیک پر لگی زیپ تھوڑی سی ڈھیلی کی جس سبب سلوی کو کندھے پر وہ مڑا ہوا کام چبھنا بند ہو گیا۔

سلوی یہ آپ کو پورا ایونٹ چبھا ہے، اف بیوٹی بتایا نہیں۔ دیکھیں آپکا"

"شولڈر ریڈ ہو رہا ہے۔ اتاریں شرٹ

یزدان نے اسکی زیپ جس طرح کھولنی چاہی، سلوی سہم کر پرے ہوئی، جس پر یزدان کی کوفت لمحے میں شرارت بن گئی۔

میری جان! باخدا آپکو مجھ ٹوٹی بازو والے سے ایسا ویسا ابھی کوئی خطرہ نہیں"

"ہے سو آپ اتار لیں۔

یزدان کے مشورے پر وہ سرخیوں والے چہرے کے سنگ دوپٹہ لپیٹے اٹھی۔

"میں چینج کر آتی ہوں ناں"

بنا سکھی کو دیکھے ڈھلکتی شرٹ دوپٹے سے اچھی طرح لپیٹے صاحبہ دوڑ گئیں جبکہ سکھی کی آنکھوں میں شرارت اڈ کر معدوم ہوتی منظروں کو حسین کر گئی۔

اس لڑکی نے شرماتے رہنا ہے اور میں نے ٹوٹی بازو کو روتے رہنا ہے۔۔یا"

"اللہ میں معصوم اسکا مستحق نہیں تھا

سکھی نے دل کے پھپھولے خوب دل جلا جلا کر پھوڑے، خیر دس منٹ تک سلوی سادہ سے مگر بہت پیارے کرتی پاجامے میں دوپٹے سے بے نیاز ہی کمرے میں آتی شال ہی ڈھونڈ رہی تھی، اس سے پہلے واپس جاتی، سکھی کے پکارنے پر پاس آ رکی۔

"باقی جو کام ہیں بعد میں، ادھر آئیں۔"

یزدان نے پاس آ رکتی سلوی کا ہاتھ پکڑ کر سامنے ٹیبل پر ہی بٹھایا، وہ بالوں کو اپنے اطراف پھیلاتے تھوڑی گھبرا رہی تھی، یزدان نے دانت پیستے اسکے

شولڈر سے پکڑ کر باری باری بال پیچھے کیے تو سلوی کے گال خوا مخواہ سرخ اور نظریں زیر ک ہوئیں۔

مجھ سے شرمانے کی ضرورت نہیں، آئی ایم یور ہسبنڈ۔ دوبارہ میرے سامنے ان بالوں سے خود کو کوور کیا تو یاد رکھیے گا اتنے اتنے کر دوں گا کاٹ کے"

یزدان نے اسکے شولڈر تک اشارہ کیے سیدھی سیدھی دھمکی دی تو سلوی کے ہونٹوں پر ہنسی سلپ ہوئی، اٹھ کر وہ یزدان کے تھائی پر جا بیٹھے پیار آنے پر ساتھ جا لپٹی۔

"آپ نے منہ دیکھائی دینی تھی ناں"

سلوی نے اسکے کان سے لگتے سرگوشی کی۔

"آپ نے یہاں تک آکر سب بھلا دیا، کیا میک آپ بھی کریں گی؟"

یزدان کو ریل والی بات یاد ہے یہ سوچ کر سلوی ہنسی۔

ارے نہیں ناں۔وہ تب کروں گی جب آپ مجھے اس کا اگلا پارٹ دیکھانے "
کے قابل ہوں گے۔ٹرے تو آپ سے پکڑی نہیں جا رہی تھی۔مجھ سی آفت
"کو کیسے قابو کریں گے۔مجھے بس منہ دیکھائی دیں پھر آپ سو سکتے ہیں
سلوی کی شرانگیز سرگوشیاں کیسے نہ اس مچلے شخص کو اور پاگل کرتیں۔
دور ہو جائیں یار۔دیتا ہوں منہ دیکھائی۔سانس لینے دیں۔آپکی خوشبو "
نسوں میں گھس گئی تو معاملہ بگھڑ سکتا ہے۔جائیں میرے بیڈ سائیڈ پر ڈرا میں
"فائل پڑی ہے لے کر آئیں
سلوی نے فورا حکم کی تعمیل کی اور بھاگ کر مطلوبہ جگہ سے فائیل اٹھالائی۔
"کھولیں اسے "

سلوی اس باریزدان کے پہلو میں بیٹھی، فوری وہ فائیل کھولی تو اندر بہت نامور
یونیورسٹی کا پروسپیکٹس فارم تھا۔
سلوی نے بے یقین ڈنڈ بائی آنکھیں اٹھا کر سکھی کو دیکھا جیسے یقین نہ کر پا رہی
ہو۔

مکمل کریں گی۔ میڈیسن میں جانے MbBS جی میری جان، آپ اپنا"
کا شوق ہے ناں۔ میں کروں گا آپکا شوق پورا اور اسکے بعد میری ہی ڈرگ
"لیبارٹری میں آپ جاب بھی کر پائیں گی۔ کیسا لگا میری جان کو گفٹ؟
اتنے لاڈ سے اتنا پیارا تحفہ دے کر تو وہ سلوی کو باولا کر گیا تبھی اسکی بازو
بھولے وہ اس سے جا کر زور سے لپٹ ہی تو گئی اور سلوی کی خوشی کے لیے
سکھی صاحب نے درد پر کراہنا بھی پوسٹ پونڈ کر دیا۔
زہے نصیب۔

ZNZ Zubi Novels Zone

س۔۔ سوری سکھی۔ کتنی بڑی پاگل ہوں۔ آپکی بازو۔ درد ہوا ناں۔ آئی ایم"
"سوری۔ یہ گفٹ بہت سپیشل ہے۔

جب گفٹ کی ایکسائٹمنٹ میں سکھی کی بینڈ باز و فیل ہوئی تو اسی رفتار سے سلوی نے حصار سے نکلتے تیز تیز بولتے آنکھوں میں لپکتے آنسوؤں سمیت اپنی خوشی کا اظہار کرے یزدان کو درد کیا، درد کے تمام احساس بھلا دیے۔

درد ہوا، پر آپکے یوں گلے لگانے سے بڑی راحت بھی تو میرے لیے"

دوسری بنی نہیں۔ سچ میں اتنی خوش ہیں؟ کبھی کہا کیوں نہیں اتنے سارے

"دنوں کے بیچ؟ ویسے ہر فضول بات ہانکی آپ نے

سکھی نے اسکے دور ہٹتے نازک سراپے کو بازو لپیٹ کر قریب کھینچا، وہ اپنا ہاتھ میکانکی طور پر یزدان کے گال پر رکھ گئی۔

جو خوشی بن کہے خواہش کے پورا ہونے میں ہے وہ کہہ کر مراد بھر لانے"

میں نہیں، تھینکیو سو مچ سکھی۔ آپ سچ میں بہت اچھے ہیں۔ پوری دنیا سے

"اچھے

اتنے قریب وہ اسے جذبات سے بھری سرگوشی میں اہمیت کا احساس دلاتی ہوئی کتنی خوبصورت لگ رہی تھی، یہ یا تو سکھی جانتا تھا یا اسکا دل۔

ایک بار دی جان سے بات کرتے سنا تھا آپکو، آپ اپنی رکی پڑھائی کو لے کر" اداس تھیں۔بس اسی دن فیصلہ کر لیا۔آپنے پاس آپکو لا کر پہلے آپکی یہ اداسی دور کرنی ہے، آپ نے کہا تھا ناں سلوی کے آپ نے اپنے تمام رنگ میرے لیے سنبھالے ہیں تو سمجھیں میرا ہر رنگ بھی آپکے لیے محفوظ ہے۔آپکی اس خوشی پر قربان ہونے کو دل چاہ رہا ہے۔آپ یوں روئی روئی مسکراہٹ سجائے اس دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی لگ رہی ہیں"

وہ اسکی منفرد تعریف کیے دھڑکنیں دو طرفہ بڑھا گیا جبکہ سلوی، پلیکیں بوجھل کرتی اسکے حصار سے نکل کر سنبھل کر بیٹھی اور یزدان کا خوبصورت ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھاما، جسکی انگلیوں کا حدت چھوڑتا اثر، یزدان کو خوشی بخش رہا تھا۔

بہت کام ہوتے تھے، میں نے بہت مشکل سے راتوں کو جاگ جاگ کر" فورتھ ئیر رکے پیپر دیے تھے کیونکہ دنکو مجھے اک لمحہ بھی نہ ملتا تھا۔بس تبھی میں گریجویشن کے بعد آگے پڑھنے کی ہمت نہیں کر سکی"

اپنی پرانی زندگی مشکل تھی پر سلوی نے اسے برا نہیں کہا، الٹا اپنی خواہش دبا لی۔

اور اب آپکو مجھے ٹائم دینے کے ساتھ اپنی ڈگری پوری کرنی ہے بیوٹی، مینج"

"کرلیں گی ناں؟

یزدان کے یہ حوالہ دینے کا مقصد ان ہونٹوں کے متبسم رنگ لوٹانا تھا۔

بلکل کرلوں گی۔ آپکو پتا ہی ہوگا کے میں کتنی اچھی تھی سٹڈی میں۔ آپکو پتا"

ہے کلاس میں سب ٹیچرز کی فیورٹ تھی میں۔ کچھ لڑکیاں تو جلتی تھیں۔ اور

"میں اگلے دن مزید اچھا کام کرکے ان کو اور جلاتی تھی

سلوی کی مسکراہٹ لوٹ تو آئی پر اب یزدان سے اپنے دل کی حالت سنبھالنا مشکل تھا، وہ اسے دیکھ رہا تھا جو مسکرا مسکرا کر سکول کالج کی کامیابیوں کا ذکر چھیڑے بیٹھی تھی، اوپر سے سلوی کے ہاتھ مسلسل یزدان کے ہاتھ پر حرکت کر رہے تھے، یزدان کو لگا وہ صرف ہلتے لب یاد رہ گئے، جبکہ اس لڑکی کی بولتی آواز، سماعت میں گم سی ہونے لگی۔

"بیوٹی"

وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ گیا جس سبب بولتی سلوی خاموش ہوئی۔

بار بار ہونٹ آپکے مسکرا رہے ہیں اور دل کے ساتھ پوری کائنات میری"

"دہل اٹھتی ہے، آپ بولیں پر خدا کی بندی مسکرا کر میری جان پر مت بنیں

یزدان فاروقی کے بے اختیار بڑبڑا اٹھنے پر ان دودھیا چہرے پر پھیلا

گلال، حسن میں ہر دوسری حسین چیز پر سبقت لے گیا۔

میں مسکراتی ہوں تو آپ کی خاص توجہ ملتی ہے، میں محروم کر دوں کیا اس"

"سے خود کو؟

وہ اسکے معصومانہ سوال پر کھل کر مسکرایا اور بازو پھیلائی جس سبب وہ اسکے

حصار میں سمٹتے ہی اپنا ہاتھ سکھی کی ہولڈر کی زد میں آئی بازو پر ٹکائے

،آنکھوں کو سکھی کی آنکھوں سے ملا گئی۔

مسکرائیں جان، پر اتنی قریب رہ کر تاکہ میں دہل اٹھتے دل اور اپنی کائنات کا"

"بگھڑتے نظام فوری بحال کر سکوں

وہ ڈراسا مسکرائی، سکھی کے جذبات سے بھرے لفظوں کا اب ہر مفہوم اسے سمجھ آتا تھا۔

میں تبھی ہمیشہ آپکی رسائی میں جیوں گی تاکہ آپ جب چاہئے ہاتھ پکڑ کر" مجھے قریب کرلیں۔آپکے دل کو ڈوبنے نہیں دوں گی، کائنات کے نظام کو "بگھڑنے نہیں دوں گی۔میں آپکو ہمیشہ خواہش سے زیادہ ملوں گی

وہ ایسے اقرار سانسوں کے سنگم پر کر رہی تھی تبھی تویزدان نے اپنے لمس کی خوشبو پل میں سلوی کی نس نس میں اتارلی، جو ہونٹوں کی نرمی پر انکے شدت بھرے مظاہروں اور تقاضوں پر گھبرا گئی، جیسے کسی نے اسکے مدہوش پڑتے حواسوں کو جنجھوڑ ڈالا ہو۔

"آہہ۔۔۔سکریچیز آجائیں گے سکھی"

وہ اسے دور کرتی ان جان لیوا لمحوں کے فسوں کو چھناکے سے توڑے لاڈ سے شکوہ کرا ٹھی پر ہنوز آنکھیں سکھی پر ڈالنے کی ہمت نہ ہوئی۔

"اچھے لگیں گے اپ پر۔مجھے دیکھیں"

یزدان کو کہاں قرار ملا تھا، سلوی بھی تو دل بھر کر سکون لینے نہ دیتی تھی۔

"ن۔۔ نہیں۔ آپ بہت پیارے لگیں گے۔ سو مجھے نہیں دیکھنا"

جلدی سے سینے میں چھپتے وجہ دی اور پھر اس زبان کے بے خود سلپ ہونے پر خود کو کوسی۔

حالانکہ جب کوئی پیارا لگے، اس پر سے نظریں ہٹانا جرم ہوتا ہے۔ دیکھ رہی"

"ہیں یا میں جا کر سو جاوں

بڑھتی کمر پر سرسراتی انگلیوں کا لمس، اور یزدان کا بھاری پڑتا لہجہ سبھی سلوی کو آنکھیں ملانے پر مجبور کر گیا۔

"ن۔۔ نہیں سونا نہیں"

وہ بے قرار ہوتے منمنائی؛ یزدان کی آنکھوں میں معنی خیز سا سرور اترا۔

تو پھر پرامسس کریں، مجھ پر سے تب تک نظر نہیں ہٹائیں گی جب تک میں"

"خود نہ ہٹالوں۔

وہ اسکے ہونٹوں کی جانب تکتی، وہاں سے نگاہیں سرکائے آنکھوں تک رکی

اور سر ہلایا۔

"آپ ہٹا سکتے ہیں؟"

سلوی کی گال کے پاس سرک کر کی سرگوشی پر یزدان ہنسا۔

"کبھی نہیں"

جبکہ سلوی نے اسکے خواب پر بلش ہوتے شرارت سے دیکھا اور شرم پلکوں کی بار پر ٹکاتی یزدان کو مستقل دیکھتی خود ہی ہنس کر واپس اسکی گردن میں چہرہ گھسا گئی جبکہ سلوی کی کھنکھتی ہنسی، ہر طلب پر بھاری پڑ چکی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"مجھ سے دور سکون میں اچھے نہیں لگے تو آگئی تمہارا دماغ چاٹنے"

چپکے سے نرم مخملی ہاتھ نے جمشید کے ہاتھ کو جکڑا تو وہ اسکے ساتھ آ کر واک کرنے پر بس گہری آنکھوں سے مسکراتی شنائیل کو دیکھنے لگا۔

"میں بھی تم سے وبال کو مس کر رہا تھا"

آنکھیں گماتے وہ شنائیل کے ہاتھ کو دبائے واک کرنے لگا۔

"ٹھیک ہو ناں جیم؟ آئی مین سانس ٹھیک سے لے پا رہے ہو۔ نیند نہیں آئی؟ بارہ بجنے والے ہیں"

یکدم ہی جمشید کے رک جانے پر شنائیل کا دل دھڑک کر رکا، جب جب وہ توجہ دیتا وہ سہم جاتی تھی۔

"سب ٹھیک ہے۔ ایک بات بتاو۔ تم اتنی سیدھی کیسے ہو گئی؟ آئی مین پہلی ملاقات والی شنائیل اب کہیں نہیں ہے۔ یہ کوئی اور ہے، میں نے تو تمہیں شاید تمہارے ماں باپ سے بھی زیادہ ہرٹ کیا، رلایا۔ پھر؟ ایسی کیا چیز ہے جس نے تمہیں مجھ جیسے انسان سے جکڑ دیا"

وہ سنجیدہ تھا تو اسکے لہجے میں اک تڑپ گھلی تھی، شنائیل نے اسکے دونوں ہاتھوں میں اپنے ہاتھ تھمائے اور اسکے چہرے کے روبرو آر کی۔

"ہمارے بیچ کا نکاح، شاید یہی وہ ہیلنگ پوائنٹ تھا جس نے میرے دل میں تمہارے لیے کشش ڈالی، محبت میں بدلی، مہربانی بنادی۔اور یو نو واٹ جیم؟انسان برے ہو سکتے ہیں پر آنکھیں کسی گناہ کی گرد میں نہیں دب سکتیں نہ دل کی دھڑکن، کوتاہیوں کی میل دبا سکتی ہے۔تم نے مجھے ہرٹ کیا ہو گا، رلایا ہو گا۔پر باخدا ایسا کچھ اب میری یاداشت میں نہیں ہے"

کچھ دیر پہلے جس رات سے جمشید کا دل بوجھل تھا، شنائیل کے ہاتھ تھامنے پر خوبصورت ہو گئی۔

"ہمم۔۔یاداشت میں کیا ہے پھر؟"

وہ اسے مزید قریب اس آہستگی سے لایا کے شنائیل کو احساس ہی نہ ہوا وہ اسکے مضبوط سینے سے کس لمحے آلگی۔

"بس یہ کے تمہیں دیکھتے ہی روم روم میں چراغاں شروع ہو جاتا ہے"

وہ محسوس کن حد تک پیاری لگ رہی تھی، جمشید نے اب غور کیا کے وہ جب سے آئی تھی چہرے پر میک آپ کے نام پر کچھ نہیں لگا رہی تھی۔اسکی آنکھیں فطری چمکدار تھیں تو ہونٹ گلابی اور چہرہ بھی شفاف تھا، چند سکارز تھے پر وہ اس لڑکی کی چہرے پر ستاروں کی طرح سجتے تھے۔

"لیکن مجھے تو لگتا ہے آگ لگ جاتی ہے ان چراغوں سے پھر تمہیں"

وہ جو مدہوش تھی، ہنس پڑی۔ باخدا وہ بھی ہنسا۔

"تم میری بے بسی کا یوں مزاق اڑاو گے کیا؟"

وہ میٹھا میٹھا سا روٹھی، یعنی بظاہر خفا تھی پر آنکھیں گدگدا رہی تھیں۔

"میں نے کچھ دیر پہلے صرف تمہارا سٹریس دور نہیں کیا تھا"

وہ جو آنکھیں گدگدا رہی تھیں، یکدم حیرت و خوشی سے پھیلیں۔

"پ۔۔۔پھر؟"

وہ اسکی آنکھوں میں دیوانگی سے تکتی گھٹا سا بولی۔

"اپنے دل میں جاگتے جذبات کو نام دیا تھا"

یہ جملہ بہت سادہ سہی پر اس اپنائیت بھرے اظہار نے شنائیل کی بے سکونی، تکان اور بے چینی کو ختم کر دیا۔

"ک۔۔کیا میں وہ نام جان سکتی ہوں جیم؟"

بولتے ہوئے شنائیل کی آواز لرزی۔

"مجھے لگا تم کہو گی کے جیم پھر سے نام دو، اتنی بار دو کے بنا تمہارے کہے میں وہ راز جیسا نام جان لوں۔پر یہ تم نے کیا پوچھ لیا ظالم لڑکی؟"

وہ بہک رہا تھا، اور باخدا اس شنائیل کے خوبصورت شخص کا بہکنا اس لڑکی کو پاگل کرنے کے لیے کافی تھا۔

"چٹکی کاٹنا۔ورنہ میں صدمے سے مر جاوں گی"

وہ بکھرتے لہجے میں سرگوشی کر گئی۔

"تم وہ نام خود گیس کرو گی۔مہلت میری دوسری سرجری تک ہے۔یعنی آپریشن تھیٹر جانے سے پہلے تم مجھے اپنا جواب دو گی اور میں تمہیں سچ بتاوں گا، ہم دونوں کا سچ شنائیل"

وہ یہ سب کہے بے خود نظروں سے اس بکھرتی ہوئی لڑکی کا یہ روپ آنکھوں سے دل میں اتار رہا تھا۔

"اس سے پہلے نہیں بتا سکتی؟"

شنائیل نے سر گوشی کی۔

نہیں، تب تک تم صرف غور کرو گی۔ کے میں کیسے اپنے جذبات کو نام دیتا"

"ہوں

وہ اسکے جملے پر سٹپٹائی، وہ یہ سب بولتا بھی جان کو آ رہا تھا۔

"نیند آ رہی ہے مجھے"

وہ نظریں چرا کر بھاگی ہی کے جمشید نے اسکا چھوٹا ہاتھ جکڑتے پکڑ کر اپنی جانب پلٹایا، جمشید کے لیے جان ہارتی شنائیل بے خودی کا پیمانہ تھی۔

"اچھا سچ میں؟"

وہ معنی خیز نگاہوں سے شنائیل کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر اٹھاتا بولا تو ڈر کر شنائیل نے حلق سے تھوک نگلا۔

ہ۔۔ہاں۔تم مجھ سے بھاگتے ہوئے ہی برداشت ہو۔۔۔مجھے اپنی ان"
آنکھوں سے دیکھ کر بھگاتے نہیں۔۔۔میں کھاجاوں گی تمہیں
"بدتمیز۔جانے دو۔۔۔۔پلیز
وہ اسکے سہم جانے ہر مزید مائل ہوا،وہ یوں مچلتی گرویدہ کررہی تھی۔
"اب تم سٹریس دے رہی ہو مجھے"
وہ اسکو اپنی بازو میں جکڑتا فرار سے دور کرچکا تھا جبکہ شنائیل کو ایسا لگا دل ابھی
دھڑکتے دھڑکتے بند ہو جائے گا۔
تم تو سانس روک دیتی ہو میری،اب میرے زرا دیکھنے پر ہی تمہاری ہوا"
ٹائیٹ ہو گئی ہے۔کیوں لیتی آئی ہو پنگے،سوچا نہیں تھا کیا کے اگر میرے اندر
"جذبات جاگ گئے تو تمہیں غائب کردوں گا
شنائیل کا چہرہ یکدم تاریک پڑا،کیونکہ وہ ہل بھی نہ پارہی تھی۔

ت۔۔تم بہت اپیلنگ لگ رہے ہو، پلیز ڈونٹ ڈو دس۔مت ستاو۔خود پر" رحم کھاو، میں تمہیں غائب کر دوں گی۔میرے شرمانے کو میری کمزوری "مت سمجھنا

شنائیل کے واپس شیرنی بن کر غرانے پر وہ لمحے میں اسے آزاد کر گیا، کہیں لینے کے دینے ہی نہ پڑ جائیں۔

"دو منٹ شرما نہیں سکتی تم، پھر سے زہر لگ رہی ہو"

خفت سے وہ منہ موڑ گیا جبکہ شنائیل فوراسے گھوم کر بلش کرتے جمشید کو دیکھے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتی لجا سی جاتی خود اس بچارے کو بھی بوکھلا گئی۔

اف۔تمہارا یہ نظریں چرانا، میری عمر بھر کی ریاضت کا صلہ ہو جیسے۔سنو" زہر ہی ٹھیک ہوں۔ابھی امرت سمجھ کر دل سے مت لگانا۔تمہیں پتا ہے تم میرے لیے اس دنیا کے سب سے پرفیکٹ انسان ہو۔آئی لو ویو سو مچ۔ہر لمحہ "تم سے میرا پیار طوفان کی طرح بڑھ رہا ہے

وہ اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے قریب آئی تو بے ارادہ ہی جمشید نے دونوں ہاتھوں میں اسکو حصارا۔

"جاسو جا"

وہ گھورا، تو وہ مسکرا کر بازو اسکی گردن میں حائل کر گئی۔

پلیز مسٹر ہسبنڈ، ایک بار پھر اپنی فیلنگز کو نام دے کر دیکھائیں۔ میں"

"تھوڑی کنفوز ہوں

شائیل میں حیا کے بعد ٹھرک کے کیڑے کو واپس انگڑائی لیتا دیکھے جمشید نے تنبیہی آئیبرو اچکائے۔

"تھوڑی کنفوز رہو یہی چاہتا ہوں۔ ہٹو سانس گھٹ رہا ہے"

جمشید نے اسکے بازو کھولنے چاہے پر وہ اس قدر کس گئی کے دونوں کے چہرے بلکل ایک انچ تک آ گئے۔

"اپنی سانس کو میری سانس میں ملا کر لیجئے ناں سر تاج، افاقہ ہو گا"

اس لڑکی کے بہکنے سے زیادہ کوئی دل کش شے اس لمحے روح زمین پر نہ تھی جمشید کے لیے۔

"بہت بری لگ رہی ہو"

جمشید نے جھوٹ موٹ کا اکڑتے جتایا۔

"فیل می، مے بھی ٹیسٹ بدلنے سے رائے بھی بدل جائے"

وہ جان چھوڑنے والوں میں سے نہ تھی۔

"ایسے بہکا نہیں سکتی تم مجھے"

وہ نہ پگھلنے کے پورے موڈ میں اٹل لہجے میں بولا کے اسکی گرم سانس تک شنائیل نے فیل کی، چھولی۔

"بہک تو سکتی ہوں۔ مت بہکو تم۔ بل آجائے گا تمہارا"

مزید دور وہ رہ نہ سکی اور جمشید نے اسکے ایسے حملے کے لیے تو کوئی بچاو ہی نہ کیا تھا، کچھ ہی لمحوں میں چہرہ پیچھے کرتا وہ منہ موڑ گیا۔

میرے جذبات تو پتا ہیں تمہیں، اینڈ لیس لوو۔۔۔۔۔ تمہاری طرف سے "

بھی ایسی ہی نرمی، خوشبو اور شدت سن رہی ہوں۔ میں تمہیں مکرنے نہیں

"دوں گی جیم۔ میں تمہارے دل کا ہر جذبہ اپنے نام کروں گی

وہ اسکے کان میں بولی، اور اسکے لفظوں کے خمار نے جمشید کو چہرہ رو برو کرنے

پر مجبور کیا۔

"چھچھوری"

ٹھیک اسکے ناک سے ناک رگڑتے وہ کوفت سے گھورا، شنائیل ہنسی، مدہوش

کر گئی۔

"یس آئی ایم۔ اب ہگ کر کے سوئیں چل کر؟"

وہ مسکاتی بولی، جمشید نے اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھے پرے کیا۔

"خبردار اگر تم نے ساری رات مجھے ٹچ بھی کیا"

موصوف رعب جماتے اندر ہی اندر مسکراتے وہاں سے نکلے ہی کے وہ پیچھے

لپکتی پکاری۔

کسی کو عزت لٹنے کی فکر پڑ گئی۔۔۔۔۔او میرے اللہ۔۔۔۔۔کیسے کیسے "

"لوگ ہیں آپکی دنیا کے

جمشید نے بھرپور مسکرانا روکا پر ممکن نہ ہوا تبھی فوراً رک گیا، وہ مجبور کر چکی تھی۔

آجا میرے پاس، بہت سخت جگر ہے میرا، بنا میرے چاہے کچھ نہیں لٹ "

"سکتا

فوراً سے پلٹ کر بازو کھولنے کی دیر تھی کے وہ دوڑتی ہوئی پاس آتے پیار سے اسکے سینے جا لگی۔

میرے پاس ایک ہی الٹی کھوپڑی ہے، اسے گنوا نہیں سکتا۔ لٹس گو۔ بہت "

"نیند آ رہی ہے

جمشید نے بھلے یہ لاڈ کیا ہو پر خوشی سے شنائیل کا سیروں خون بڑھا تھا یہ جمشید کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا، وہ تو باولی ہو رہی تھی، جیسے اسے اب دنیا سے کوئی سروکار نہ رہا ہو، جینا مرنا بس جمشید احمد کے گرد محصور ہو گیا ہو۔

S MERWA MIRZA

NOVELS

اک نئ حسین صبح طلوع ہو چکی تھی، نتھری اور سرد سے احساس میں لپٹی مدہوش کن، دور پار فضاوں کی دامن میں سمٹی دھند بنا غور دیکھی جا سکتی تھی۔

رات کی طرح اس وقت بھی دراب مسجد گیا تھا اور آج تو سانول اور براق جدون بھی اپنے ہمراہ جاتے موصوف پر خوشی سے پاگل ہو رہے تھے لیکن بس مسکرا کر، اسکا شانہ تھپک کر اس بدلاو کو سراہا گیا۔

براق جدون، مسجد میں نظر آتے کسی عزیز کے سبب رک گئے تو دراب، سانول کو اپنے ہی ایک کولیگ کے جیم لایا جہاں سانول صاحب نے اپنی جمی ہڈیوں کو ایکٹیو کرنے کو وارم آپ ایکسر سائز سٹارٹ کی۔

آپکو یقین ہے ممی چوتھا گفٹ بھی لیں گی، جناب ایسا نہ ہو کے ہم نکاح کے "
"سارے ارینجمنٹس کر دیں اور ممی گفٹ لے کر نکل لیں۔ آر یو شیور؟
خود دراب نے ویٹ لفٹنگ چھوڑتے توجہ سانول پر ڈالی جو جیم ٹرینز کے
بتائے سٹیپ فالو کر رہا تھا۔
"تمہیں میری کوالٹیز پر بھروسہ نہیں کیا سن"
سانول کا نرم سا لہجہ دراب کو زخمی سی مسکراہٹ دے گیا، خاص کر سانول کا
بیٹا کہنا۔
"نہیں، تبھی تو کہہ رہا ہوں"
دراب کے نظریں گما کر ٹراوزر کی جیب میں ہاتھ دے کر کھڑا ہونے پر
سانول نے ٹرینز کو آنے کا اشارہ کیا اور خود دراب کے پیچھے جا رکا۔
وہ آج ہر صورت ہاں کریں گی، پھر نکاح میرا حق ہوا لاڈلے۔ اسکے بعد"
تمہاری ممی کی آنکھ سے نہ ایک آنسو ٹپکے گا نہ دل میں تکلیف کا کوئی احساس
"جاگے گا

دراب نے گھوم کر واپس پلٹتے سانول کی مستحکم یقین چھلکاتی آنکھوں میں جھانکا۔

کیا کچھ ایسا کر سکتے ہیں سانول بھائی کے ممی کی آنکھ سے بابا کے مرنے پر بھی"

"اک آنسو نہ ٹپکے؟

اخیر غصہ اور اذیت تھی دراب کے لہجے میں۔

کوشش کروں گا، لیکن یہ تم بھی جانتے ہو کے نرمین نے برہان جدون سے"

بہت محبت کی تھی۔اپنی ممی کے مہربان دل سے بھی واقف ہو گے۔جو چرند

پرند کے لیے دہل جاتا ہے پھر برہان جدون تو ان سے ہمیشہ جڑے رہیں

"گے۔تمہاری صورت

سانول نے اسکے گال کو تھپک کر غصے پر گرد ڈال دی۔

ہاں اگر میں برہان جدون کی اولاد نہ ہوتا تو مجھے دودھو جیسی نعمت کبھی نہ"

ملتی،ان کے ممی اور مجھ پر موجود سائے کے سبب میں برہان جدون کی اولاد

ہونے کا غم بھول جاتا ہوں۔اور کہتے ہیں ناں بڑی، مکمل جہاں کسی نہیں

ملتا۔ پھر بھی اگر آج ممی آپ کی ہو جاتی ہیں تو میں انکے واپس جینے کی پوری

"امید باندھ لوں گا۔ آپ ایک مرہمی روح ہیں یار، اور ممی! زخم زخم ہیں۔

دراب کی یہ سب تمہیدیں بس اس لیے تھیں کے وہ نرمین کے لیے اب کوئی

رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔

تم یہ سب فکریں اب مجھ پر چھوڑ دو، تم بس ارینجمنٹس کر دو۔ باقی آج ہی"

"وہ جینا شروع کریں گی اسکا وعدہ کرتا ہوں تم سے

سانول کے کہنے سے دراب کو تسلی ملتی تبھی وہ بولا ورنہ اسکی محبت کا ثبوت

اسکی آنکھیں ہی کافی تھیں۔

"ایک بات اور، ممی اب ہمیشہ آپکی رہنی چاہیں۔"

وہ یہ سب صرف بابا کی ڈیمانڈ کے سبب کہہ رہا تھا۔

وہ ہمیشہ میری جانب سے میری ہی تھیں۔ اب تو ممکن ہے میں بھی انکا ہو"

جاوں۔ تم بلکل پریشان مت ہو۔ یہی سمجھنا کے تم نے اپنی ممی کو اپنے جیسا ہی

"کوئی ساتھ لا دیا ہے۔ خفاظت و محبت سے بھرپور۔

اب جا کر دراب کا دل پر سکون ہوا جبکہ سانول نے فوری اسے گلے لگا یا جبکہ یہ لمحہ واقع بہت خوبصورت تھا۔

جبکہ نرمین بھی آخری تحفے کا سوچ کر آج کچھ بے چین تھیں۔

جو بھی ہوا گفٹ میں ریجیکٹ کر دوں گی۔اس عمر میں شادی؟اف کتنا"

عجیب لگے گا۔ نہیں۔ گفٹ ریجیکٹ کر کے انکار کروں گی تو اتنا برا نہیں لگے گا اسے۔بس ڈن ہو گیا۔وہ بہت اچھا ہے لیکن وہ مجھ سے کہیں بڑھ کر ڈیزرو کرتا ہے۔میں اپنے سرکل میں سے ہی کوئی اچھی سی سوبر لڑکی دیکھ کر کہوں "گی کے شادی کر لے۔میری بلکل نہیں ٹال سکتا

نرمین نے آئینے کے سامنے رک کر اپنے بال برش کیے اور اس بیچ اتنا سب سوچا کے تھک سی گئیں۔

"میں اسکی شادی پر بہت خوشی فیل کروں گی۔یس"

نرمین نے خود کو یقین دلایا لیکن دل کسی صورت یقین کے آس پاس بھی بھٹکنے پر راضی نہ تھا۔

آپ تو مجھے خود سے دور کرنے کا ہر لمحہ ہی پیارا تصور کرتی ہوں گی لیکن"
میری سوچیں یکسر الگ ہیں۔ گڈ مارننگ۔ میں آپکی اجازت کے بنا گھس آیا
"آپکے روم میں۔ تھپڑ مار کر بدلا لے سکتی ہیں

نرمین جو خود سے ہمکلام تھیں، ڈر کر گھومیں جہاں وہ ہاتھوں میں نارنجی اور گلابی لیلیز اور چھوٹا سا باکس لیے کھڑا تھا، کچھ دیر پہلے ہی وہ لوگ آئے تھے جبکہ لان میں شام ہوتی نکاح سرمنی کے لیے تیاری بھی شروع کی جا چکی تھی۔

کس قدر غلط حرکت ہے۔ انسان اپنے روم میں کسی بھی حالت میں ہو سکتا"
"ہے۔ نہیں لے رہی تمہارا یہ گفٹ اس لیے جاو یہاں سے

برش گھبراہٹ میں ٹیبل پر رکھتیں وہ بنا سانول کو دیکھے پلٹ گئیں مگر سانول کی پکار پر رکنا پڑا۔

آپ ناانصافی کریں گی اب مجھ سے ؟میں مڑنے کے لیے ایک پراپر جواز "
چاہتاہوں۔دیکھ کر تحفہ رد کردیں۔باخدا انہی الٹے قدموں نہ صرف آپ
"کے گھر سے نکلوں گا بلکہ آپکی زندگی سے بھی دفعان ہو جاوں گا
وہ کبھی نہ پلٹیں مگر سانول کا آخری جملہ،روح جنجھوڑ گیا۔
سانول کو پہلی بار اس قدر تکلیف وغصے میں دیکھ کر نرمین کے ہاتھ پیر پھول
گئے۔
تم بول کس طرح رہے ہو،پٹنا چاہتے ہو؟میں کیوں دفعان کرنا چاہوں گی "
"تمہیں سانول
نرمین کو سخت تکلیف ہوئی۔
آپکے منہ موڑنے پر مجھے تکلیف ہوتی ہے یہ بات اب بھی نہیں سمجھیں تو "
ممکن ہے میں آپکو یہ کبھی نہ سمجھا سکوں۔نہیں چاہیے گفٹ،اوکے
"فائن۔آپکی یہی مرضی ہے تو منظور ہے۔ٹیک کیئر

وہ جذباتی ہوتا جانے کو پلٹا ہی کے نرمین جلدی سے اسکی راہ میں حائل ہوئیں۔

"تم عجیب ہو گئے ہو۔لاو۔۔۔"

نرمین کے ہاتھ پھیلانے پر وہ نظریں خفگی سے پھیرتے دروازے کی طرف بڑھا جب وہ مزید خفا نظریں لیے راہ میں حائل ہوئیں۔

"دے رہے ہو یا چھین لوں؟"

نرمین کے گھورنے پر سانول نے سر جھٹکا اور نرمین کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جس سبب وہ بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھیں تبھی سانول نے وہ پھول نرمین کی گود میں رکھتے ہی وہ باکس بھی رکھا۔

"امید ہے کوئی پرینکنگ چیز نہ ہو۔۔ورنہ تم گئے۔"

نرمین نے ڈرتے ڈرتے وہ باکس اوپن کیا ہی کے ایک سفید فلفی بالوں والا گوگھلو سا بلی کا بچہ اندر سے سر نکالے نرمین کے ساتھ جا لگا۔

نرمین اسکو پکڑتے ہی ہنسیں، پھر سر اٹھائے سانول کو دیکھا۔

یہ بلا اس نسل کا تھا جس نسل کا ایک بلا نرمین نے اپنی جوانی میں بھی پالا تھا، یہ بلکل ویسا تھا۔تب وہ مر گیا تھا اور نرمین ایک پورا سال اس بلے کے مرنے پر بیمار رہیں۔ لیکن اس جیسا دوسری نسل اور رنگ والا نہ ملا، تبھی اس نسل کا بلا ہی سانول نے دیا اور یہ ابھی چھوٹا سا بے بی تھا اور اتنا کیوٹ کے دیکھتے ہی پیار آجائے۔

"یہ۔۔۔یہ تمہیں کہاں سے ملا، یہ بلکل مکھنا جیسا ہے۔"

نرمین نے جذبات سے کانپتی آواز میں سانول کو دیکھا جو دھیما سا مسکرایا، گویا سابقہ خفگی، نرمین کی مسکراہٹ نے ختم کر دی ہو۔

"ملنے سے کچھ بھی مل جاتا ہے، بس آپکو مجھ تک آنے کا جواز اور راستہ نہیں ملتا۔ خیر واپس کریں اسے۔ میں اسے وہیں پھینک آوں جہاں سے لایا تھا۔ پلیز واپس اس باکس میں پیک کر دیں کیونکہ مجھے ان سے الرجی ہے"

سانول نے واپس ناراضگی جتاتے طنز بھی مارا جبکہ نرمین نے فورا سے لٹل مکھنا کو خود سے لگایا اور پھول اٹھا کر سائیڈ رکھے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

اف! تم نے ہر ادیا سانول۔ میں تمہیں شادی کے لیے ہاں تو کہہ سکتی ہوں"

"پر اسے نہیں چھوڑ سکتی۔ نرمین تمہاری ہوئی

وہ جو پر یقین تھا کے یہ عورت پھر دل توڑے گی، سن تو لیا پر سمجھے بنا پلٹ گیا

مگر پھر چونک کر واپس مڑا۔

"کیا کہا آپ نے؟ کیا آپ دہرا سکتی ہیں"

سانول کے تاثرات اب بھی بے یقین تھے۔

"کر لو تیاری نکاح کی، اور کیا کہہ سکتی ہوں میں۔ تھینکیو فار مکھنا۔"

نرمین نے اس پیارے سے گولو مولو بلے کو خود سے لپٹایا اور مزے سے

کہتیں روم سے نکل گئیں، سانول نے جھٹکے سے پلٹ کر جاتی نرمین کا تعاقب

کیا، پیچھے ہی دوڑا تب تک وہ لان میں جا چکی تھیں، وہاں کھڑے مالی سے

مخاطب تھیں۔

مجھے لان میں اسکے لیے سب سے خوبصورت گھر چاہیے، بلکل جیسے مکھنا کا"

"تھا۔ ٹھیک ہے ناں جمال بھائی؟

یہ مالی اور ایون اس گھر کے تمام ملازمین وہی تھے جو جدون ولا میں ہوا کرتے تھے، جب براق جدون نے بہو اور پوتے کے ساتھ برہان کا گھر چھوڑا تھا تب وہاں کئی سالوں سے کام کرتے تمام ملازمین نے بھی وہ گھر چھوڑ دیا اور سب یہیں آ گئے۔

"جی باجی میں اس سے بھی پیار ابنواوں گا، اسے مجھے دیں۔ اسکو پہلے ایک بار ڈاکٹر کو دیکھا کرو یکسین کروانی ہو گی۔ پھر آپ اسے پیار کر لینا۔"

جمال صاحب کے کہنے کی دیر تھی کے نرمین نے فورا سے جونئیر مکھنا انکے سپرد کیا۔

"جلدی لائیے گا۔ یہ بہت پیارا ہے ناں۔۔۔ بائے"

نرمین کی بے چینی تو بچوں کو مات دے رہی تھی، وہ پلٹیں تو سامنے خشمگیں نظروں سے سانول انہی کو نہار رہا تھا۔

کیا؟ جاوناں نکاح کی تیاری کرو۔ گھور کیوں رہے ہو۔ کہا تھا ناں تمہاری ریاضت کو ضائع ہونے نہیں دوں گی"

نرمین کو حیرت تھی کے وہ کیوں گھور رہا ہے۔

"یہ مکھنے کا ڈپلیکیٹ آپکو اس لیے نہیں دیا کے آپ اسکے سوا کسی کو لفٹ نہ کروائیں۔چند شرائط ہیں میری۔یہ گھر کے اندر نہیں دندنائے گا۔اور نہ ہی آپ اسے خود سے بلاوجہ چپکائیں گی۔ورنہ جو اسے ڈھونڈ کر لا سکتا ہے وہی زندہ دفنا بھی سکتا ہے"

سانول کے غصے سے جتانے اور سمجھانے پر اسکے لہجے کا استحقاق نرمین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا۔

"ابھی سے جیلس ہو رہے ہو؟ چپکانے کے لیے تو میرے پاس بہت کچھ ہے۔میرا باران، میرا بے بی۔میری بہو۔۔۔میرا جونئیر مکھنا۔سب سے جیلس ہو گے کیا؟"

نرمین نے ہاتھ سینے پر لپیٹے خوب دل بھر کر سانول کو جلایا جو بچارا اس وقت روٹھنا بھی افورڈ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ نرمین کی ہاں تیس سالوں کی ریاضت

کا صلہ تھی اور جب محبت دسترس میں آ رہی ہو تو اچھا برا سب قبول ہو جاتا ہے۔

"آپ اچھا نہیں کر رہیں میرے ساتھ۔ میں ناراض بھی ہو سکتا ہوں"

بے ربط سے لہجے میں مقدر و بھر بے کلی سموئے سانول نے تنبیہی انداز لیے کہا۔

"چلو ہو جاو۔ آج تک میں نے کسی کو نہیں منایا۔ تم پہلے ہو گے اس قدر خاص جسے میں منانا ضروری سمجھوں گی"

نرمین کے اعتراف نے اس پاگل شخص کی ساری خفگی سمیٹ دی۔

"برہان سر کو کبھی نہیں منایا آپ نے؟"

سانول کو سراسر حیرت تھی۔

"نہیں۔ منایا اسے جاتا ہے سانول جس پر مان ہو۔ صرف محبت سے کچھ نہیں ہوتا وہ بھی یکطرفہ۔ میں ایسے کسی انسان کو نہیں مناتی، جسے میرے منانے کا انتظار نہ ہو۔ برہان نے ان تیس سالوں میں نرم نہ لہجہ اختیار کیا نہ

سلوک۔۔۔۔میں اسکے روٹھنے پر سکھ کا سانس لیتی تھی باقی خود سمجھ جاو۔رہی بات تمہاری، تم روٹھو گے تو میں سکھ کا سانس لینا تو دور سوچ بھی نہ سکوں گا"

نرم محبت بھرے لہجے میں سادگی کے سنگ نرمین نے اپنی کہانی سمیٹ دی۔

"میں روٹھا ہوا ہوں۔یاد رکھیے گا۔"

سانول نے انکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتے ان مسکراتی آنکھوں میں جھانکا اور اپنے سحر پھونکتا ہوا وہاں سے چلا گیا جبکہ وہ ہٹا تو نرمین کی نظریں لان میں شروع سجاوٹ پر گئیں جہاں دراب ہر چیز اپنی نگرانی میں کروا رہا تھا۔

"ارے دیکھیں تو برائیڈ ٹوبی صاحبہ آئی ہیں۔ بھئی جائیں اہنی بہو کے ساتھ سیلون۔زرا گروم ہو کر آئیں۔ لگتی تو اب بھی آپ میری چند سال بڑی بہن ہیں لیکن میں چاہتا ہوں آپ آج میری ہم عمر لگیں"

دراب نے پکڑ کر ممی کو حصار اجس پر وہ کچھ نہ بولیں بس دراب کے سینے میں چھپ کر رو دیں، ممی کے آنسو آج بھی دراب کو اول دن جیسے تکلیف دیتے محسوس ہوئے۔

"ت۔۔تم اس دنیا کے سب سے پیارے بے بی ہو۔مجھے زندگی نے اب تک صرف ایک قرار دیا۔وہ تم ہو میری جان"

ممی کو دل ہلکا کرنے دیا اور جب وہ سنبھل گئیں تو خود روبرو ہوئیں، یہ اعزاز پائے ان ہیزل براون آنکھوں والے دراب حیدر کو خود سے پیار محسوس ہوا۔

"اب دوسرا ملے گا۔سانول قریشی۔شکر کریں آپکی ہاں پر وہ بڈھے ہنڈسم پاگل واگل نہیں ہوئے"

دراب نے ممی کا ماتھا چومتے آسودگی بخشتے شرارت سے چھیڑا تو زمین بھی ہنسیں۔

"میں نے ہاں کی ہے ایسے ہے کے اسکا دل بند نہ ہو۔"

نرمین کے لیے یہ سب اپنے ہی بیٹے کے سامنے بہت مشکل تھا تبھی تو آنکھیں جھک گئیں۔

"آپ ہیں ہی جانم۔ چلیں لیزے کے ساتھ سیلون جائیں میں نے اسے کہہ دیا ہے۔ آپکی چوائز کو مد نظر رکھتے بہت سنپل ویڈنگ ارینجمنٹس ہوں گے۔ گریس اور بیوٹی میں نو کمپرومائز۔ دد ھو آپ دو کو ڈراپ کریں گے۔ اور ہاں پلیز ممی اب سانول بھائی کو پورا قبول کیجئے گا۔ وہ آپ کے بیسٹ فرینڈ ہونے چاہیں اب سے۔ نکاح کے بعد آپکو ایک ایسی نیوز سناوں گا کے آپ دگنی ہیپی ہوں گی"

دراب نے اپنے دوبارہ بابا بننے کی خبر ہی آجکا سرپرائز رکھی تھی اور اب نرمین مزید متجسس تھیں اور جاننے کو بے تاب ہو جاتیں فوراً سے مان گئیں۔

S MERWA MIRZA NOVELS

سورج کی کرنیں پردوں کی اوٹ سے چھن چھن کرتی کمرے میں وارد ہو کر سوئے نفوس کو بے چین کر رہی تھیں، انکی حدت، ائیر کنڈیشن کمرے میں موجود موسم کو معتدل کرنے کا باعث تھیں۔

اپنی بازو پر پڑے سر اور سینے پر دباو دیتی گرم ہتھیلی کے علاوہ بھی شنائیل کی ٹانگ کا جمشید کے پیٹ پر ہونا وجہ تھا جس سبب وہ سوئے حواس جنجھوڑے جانے پر آنکھیں کھول گیا، زرا سا سر اٹھائے خود پر مسلط موصوفہ کے انداز تکتے صبح کی پہلی مسکراہٹ نے جمشید کے لبوں کو چھوا۔

"حق جتانے کوئی تم سے سیکھے"

خمار آلود آواز میں بڑبڑاتے جمشید نے خود پر پڑی شنائیل کی ٹانگ اٹھا کر سمیٹی اور اپنی بازو شنائیل کے سر سے نکالی جہاں ہلکا سا درد محسوس ہو رہا تھا۔

بچ بچا کر جمشید نے سائیڈ میز پر رکھے فون پر ایک بجا دیکھے آنکھیں پھیلائیں اور گما کر اب تک سوئی شنائیل کو دیکھنے لگا۔

"یا میرے اللہ، اس قدر لمبی نیند۔ پتا نہیں کیا پھونکتی ہے یہ مجھ پر۔"

فون رکھے وہ اٹھ کھڑا ہوا، انگڑائی لی جس سبب کسرتی وجود انگ انگ تک اکڑ سا گیا۔

گہرا سانس بھرتے ہلکا سا سینے پر پڑتے درد بھرے دباو پر کھانسے وہ واش روم گھس گیا، دس منٹ تک باہر نکلا تو وہ کروٹ پر لیٹے اب جمشید کے بجائے اسکے تکیے پر چڑھی تھی۔

"شائیل۔ میں ہوسپٹل نکل رہا ہوں۔"

جمشید نے اپنا فون اٹھایا ہی کے وہ فورا سے آنکھیں کھولتی اٹھ بیٹھی، نہ صرف اٹھی بلکہ جمائی روکے بیڈ پر چڑھتی فورا سے اتر کر جمشید کی راہ میں حائل ہوئی۔

"ک۔۔ کیوں۔ کیا ہوا۔ درد ہو رہا ہے؟ تمہیں کیوں جانا ہے ہوسپٹل۔ بتاو سانس ٹھیک ہے؟ میں نے ہرٹ تو نہیں کیا رات؟"

سوتے سے جاگی وہ لڑکی جمشید کے کبھی رخسار چھو رہی تھی کبھی گردن اور کبھی شانے اور پھر سینے پر ہاتھ پھیرنے لگی۔

کچھ زیادہ آرام دے دیاناں تم نے، کوئی درد نہیں ہو رہا اس لیے یہ تشویش" ناک ہے۔آج فائنل سرجری کی ڈیٹ ملنی ہے۔ سمیر خان نے میسج چھوڑا ہے۔تم میرا اتنا خیال رکھ کر تھک جاو گی اس لیے اچھا ہے ہو سپٹل واپس چلا "جاوں

شنائیل کی ساری بے سکونی لمحے میں رشک بتاتا ہوا وہ اس بیچ شنائیل کو محبت بھری نگاہ میں سموئے ہوئے تھا۔

تمہارا خیال رکھنا ہی میری زندگی ہے جیم، ایسے اجنبی مت کرو۔ میں بھی" چلوں گی اور ہم واپس ساتھ آئیں گے۔ میرے لیے اس دنیا میں کیا تمہارے سوا اب کچھ رکھا ہے؟ اور ویسے بھی مزیدار سا ناشتہ کیے بنا ہلنے بھی نہیں "دوں گی تمہیں۔ آرام سے بیٹھو ادھر

شنائیل کی ضد کے آگے وہ بخوشی ہتھیار ڈال گیا کیونکہ وہ اسکے لیے کچھ بھی کرتی ہوئی بہت بھاتی تھی۔

پکڑ کر جمشید کو واپس بٹھائے وہ پلٹنے لگی جب وہ اسکی کلائی پکڑ کر روک گیا۔

"کیاہوا؟"

شائیل نے خوشگوار حیرت کے سنگ اپنا ہاتھ جمشید کے مضبوط گرفت رکھتے ہاتھ کی انگلیوں میں دبا دیکھتے ان آنکھوں تک نگاہ سرکائی جہاں بے انتہا چاہت چھلک رہی تھی۔

"اوکے میں سمجھ گئی"

وہ اسکی خاموشی پر آہستگی سے اسکی گود میں بیٹھی اور بازووں کا ہار جمشید کے گلے میں ڈالا۔

"جب اماں کو پتا چلے گا کے میرے اس مشکل وقت میں تم میرے پاس رہی، میرا دھیان رکھا۔ وہ تمہیں نہ صرف قبول کرلیں گی بلکہ یقین ہے مجھ سے زیادہ عزیز بنالیں گی۔ ابھی تو انکا تقاضا یہی ہے کہ میں تمہیں چھوڑ دوں۔"

وہ اسکی سنجیدہ باتوں کو دھیان سے سنے اختتام تک دھیما سا مسکرائی۔

انکی ناپسندیدگی بجا ہے جیم، میرا ماضی بہت گندا تھا۔مجھے سچ پوچھو تو اب ایسی" کسی بات سے فرق نہیں پڑتا۔مجھے تم نے قبول کر لیا جب تو سمجھوں گی پوری دنیا نے کر لیا"

وہ اسکے لہجے کی یاسیت پر افسردہ ہوا۔

"میں نے نہیں کیا قبول کیا؟"

وہ عجیب ناراضگی کے سنگ بولا۔

"کر لیا کیا؟"

وہ لمحے میں مخمور اتراتی بولی۔

اوکے تم مت کہو، میں سمجھ گئی کے کر لیا۔تم بس رئلکس رہو۔ساری" فکریں ٹنشن مجھے دے دو۔تمہیں آخری سرجری تک اپنے ڈپریشن کو ٹاٹا بائے بائے کرنا ہے۔"

وہ فوراسے اسکی چپ کا مان بڑھا گئی۔

"تم انجکشن لے رہی ہو؟"

جمشید کے سوال پر شائیل کی نظریں جھکیں۔

"ہاں تم اسکی فکر نہ کرو"

وہ کیا بتاتی کے جمشید کے ساتھ رہنے اسکی فکر میں اس نے دو ڈوز مس کر دی ہیں اور اسکے سائیڈ ایفیکٹس ہی بہت زیادہ نیند سے شروع ہوتے تھے۔

"مجھے فکر ہے اسکی سمجھی تم"

وہ سخت غصے سے اسکا چہرہ جبڑے سے جکڑے اسکو خود کی طرف دیکھنے پر مجبور کیے بولا۔

"مار ڈالو گے ایسی سرپرائزنگ فکر جتا کر، میں ٹھیک ہوں جیم۔"

وہ اسکا ہاتھ ہٹاتی چومتے بولی جبکہ جیم اچھے سے سمجھ چکا تھا وہ بہلا رہی ہے۔

اگر تم نے مجھ سے جھوٹ بولا، میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا"

"شائیل

لہجہ سخت اذیت میں دبا تو شائیل نے جبرا مسکراتے اسکے گلے لگ جاتے اپنے آنسو چھپا لیے۔

"کبھی مت کرنا"

وہ کہہ نہ سکی بس جمشید کے جسم کی خوشبو سانسوں میں کھینچ کر اپنے اندر کی ہر تکلیف کو راحت دیے پیچھے ہٹی۔

"تم ہلکان نہیں ہوا کرو، وہ بھی میرے لیے۔ پھر میرا دل چاہتا ہے۔۔۔۔"

وہ جان بوجھ کر جھوٹی مسکراہٹ لبوں پر سجائے جمشید کی آنکھوں میں دھول جھونک ہی رہی تھی جب جمشید نے اسے میٹرس کی اور گراتے اس پر حاوی ہوتے ہونٹوں کی تکرار سے اور شدت بھری تنبیہہ سے ہر بناوٹ ولگاوٹ سے روک دیا۔

میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم نے خود کو لے کر جھوٹ کہا یا مجھ سے کچھ چھپایا"

"تو میں جان لے لوں گا تمہاری۔ سمجھ گئی۔

وہ تو سب سمجھتی تھی پر اس وقت دنیا جہاں بھول چکی تھی۔

"لے لینا۔ بلکل ایسے ہی"

وہ اسکی شرٹ کو دبوچتی فاصلہ سمیٹ گئی،اور جمشید احمد نے اسے لمس کی زبان میں بہت کڑی وارننگ دی کے وہ بھی اسکی چلتی سانسوں کے لیے کتنی ضروری ہے۔

دو بجے تک ناشتہ کیے وہ لوگ ہوسپٹل پہنچے، سمیر خان نے پانچ دن بعد کی سرجری ڈیٹ فائنل کی جبکہ جمشید کے کچھ ضروری ٹیسٹس ہوئے۔

چار تک وہ لوگ فری ہوئے تو سمیر خان نے ایک انویٹیشن کارڈ دیے دونوں کو خوشگوار حیرت میں ڈالا۔

"میرے بیٹے کا نکاح ہے، میں چاہتا ہوں یہ خوبصورت سا کپل آج میرا مہمان بنے۔ بلیک تھیم ہے۔ تم دونوں سیاہ میں بلاشبہ غضب ڈھاو گے۔ رات نو بجے۔ شنائیل، اس الجھے بکھرے مریض کو آپ نے اتنا سنوار دیا تو زرا آج اسکا ظاہری خلیہ بھی درست کریں تب مانو آپ واقعی اسکی مسیحا ہیں"

سمیر خان کے مسکراتے بے تکلف لہجے پر شنائیل تو کھل کر مسکرائی پر جمشید ضرور خفگی سے گھورا۔

پر نہ تو اس کے گھورنے کی شنائیل کو پرواہ تھی نہ ہی سمیر خان کو، شنائیل نے آنے کا وعدہ کرنے کے ساتھ رات ایک اور مسیحائی کا بھی فیصلہ کیا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

وہیں دوسری جانب شام ایسی اتری جیسے آسمان سے گلفام رنگوں کی برسات ہو گئی ہو، پانچ بج گئے تھے، لیزے اور نرمین پورا دن بچارے براق جدون کو مالز میں گما کر گھن چکر بنا چکی تھیں کیونکہ نرمین بہت ہی ڈیسنٹ اور سنپل سا نکاح کا اوٹ فٹ چاہتی تھیں؛ سیلون سے تو وہ لوگ ایک تک فری ہو گئی تھیں، مگر پھر مطلوبہ ڈریس کی کھوج میں کئی گھنٹے تو لگے لیکن نرمین نے اپنی پسند کا بہت خوبصورت اور سادہ سا نکاح کا جوڑا لے ہی لیا۔ جو سادہ سی شارٹ

کرتی پٹیالہ شلوار اور نیٹ کے ہیوی دوپٹے پر مشتمل تھا، جس پر او گینز ا اور فلورا گولڈن ورک بہت ڈیٹیلنگ میں تھا، جبکہ شلوار کرتی پر بھی گولڈن موتی لیس سے بارڈرز دامن اور کناروں پر بہت ہی باریک فنشنگ تھی، لیزے نے بھی سیم ہی لیا پر اسکا کلر سیگ پنکش تھا جبکہ میلز سب نے شلوار سوٹ اپنے پرسحر سراپوں کے لیے چوز کیے تھے اور ہر میل کا جوڑا اپنی وائفی سے میچ تھا۔

جبکہ دادو کی شادی پر باران صاحب اتنے حیران نہ تھے کیونکہ اسے یہی لگا کے ان دونے بھی باران کے بڑے ہونے کا انتظار کیا ہے اور تبھی اگین شادی کر رہے۔

لیزے کا سیگ پنکش کلر کا ڈریس تھا جس پر وائیٹ پرل فنشنش ورک تھا، خود تو وہ چونکہ میزبان تھی تبھی پہلے ریڈی ہو گئی اور پھر باران کو بھی سیگ کلر کا شلوار سوٹ پہنائے اوپر بلیک ویسکوٹ پہنا کر اس کے ساتھ سلیفی ہی لے

رہی تھی جب دراب روم میں آیا، پورا دن وہ سجاوٹ کے کام میں لگا تھا پھر دو میٹنگ بھی جا کر اٹینڈ کیں تبھی ریڈی نہیں ہوا تھا۔

ہے۔ تیاری کر لو لیزے بہولانے کی، آج اس نے کوئی لڑکی ور کی خود پر "

"ضرور گرانی ہے۔ دیکھو تو کیسے لشک رہا ہے میرا بچہ

دراب کی تعریف پر باران صاحب اور پھیلے، ٹشن مار کر بیڈ سے اترتے ہی اپنے شوز پہنے اور جا کر بالوں میں ادا سے ہاتھ مارے دراب کے سامنے رکا۔ بابا، میں آپ سے زیادہ ہنڈسم ہوں۔ دد ھو نے کہا ہے میں جب آپ جتنا " ہو جاوں گا تو مسٹر ولڈ بن سکتا ہوں۔ تو آپ ماشاءاللہ بولیں تاکہ مجھے نظر نہ " لگے

باران کی خوش فہمی پر دراب نے ہنس کر اپنے افلاطون کو اٹھا کر دونوں بھری گالوں پر پیار والا بائیٹ کیا، خود لیزے چیزیں سمیٹتی دیکھ اپنی دور کنی دنیا کو رہی تھی۔

ماشاءاللہ۔تم واقعی میرا اور اپنی مموں دونوں کا حسن لوٹ چکے ہو لٹل حیدر۔بابا کا ہنڈسم ابھی سے ہی مسٹر ولڈ ہے۔اب میں نے تمہارے چکس گلابی کر دیے بائیٹ کر کے،اب تمہیں نظر نہیں لگے گی۔اب جاو اور دیکھو دادو دلہن بن کر کیسی لگ رہی ہیں"

دراب کے لاڈ پر جناب فورا پھدکتے اتر کر دوڑے جبکہ لیزے نے مسکرا کر میٹرس پر رکھا ہینگ جوڑا اٹھا کر دراب کے سینے سے جوڑا۔

"اب بے بی کے بابا بھی زرا حسن چمکا لیں اپنا۔"

لیزے اس وقت نشیلی آئیز لیے آفت لگ رہی تھی پھر اسکے سراپے سے اٹھتی خوشبوں نے دراب کے دل کی دھڑکنیں تیز کر دیں۔

پہلے تمہاری نظر تو اتار لوں بے بی کی مموں۔تمہارے چکس بھی گلابی کروں یا" "کہیں اور یہ عنایت لینا پسند کرو گی عشقم

دراب نے اپنا سیگ کلر کا جوڑا لیزے سے لیتے واپس میٹرس کی جانب اچھالا اور لیزے کی کمر میں بازو رنجیر سا لپیٹے جھکٹے سے اپنے سینے سے لگایا۔

ابھی اگر آپ نے عنائیت کرنے کا سوچا بھی تو فرش پر لیٹ لیٹ کر رونا ہے"
میں نے، میں ایک گھنٹہ لگا کر ریڈی ہوئی ہوں حیدر۔ ممی کا میک آور ابھی
"کرنا ہے۔اس لیے فار ہیڈ کس کر کے صبر تھمائیں خود کو اور جانے دیں مجھے
لیزے نے ہاتھ اسکے مضبوط سینے پر ٹکاتے ہتھیلوں سے دباو دینے کے پیچ
ڈری ڈری تنبیہہ کی پر وہ دراب ہی کیا جو باز آئے۔
رات کا خمار اب تک سر پر چڑھا ہے، اتر تو سکتا نہیں۔ تھوڑی ڈوز دے دو"
ورنہ میں نے فنکشن کے بیچ دیواروں سے ٹکراتے پھرنا ہے۔ سوچ لو پھر
"تمہاری ہی ناک کٹے گی
دراب نے اسکے دونوں ہاتھ پکڑ کر گردن کی پچھلی طرف سمیٹ کر باندھے
جبکہ نگاہیں اسکی لیزے کے خوبصورت چہرے کی آتشی بہار پر مرکوز تھیں۔
اچھا وہ کیسے مسٹر حیدر؟ آپکے دیواروں سے ٹکرانے سے بھلا میری ناک"
"کیوں کٹنے لگی؟

یہ بات سچ میں لیزے کے سر سے گزری تھی، دراب نے اسکی ناک اور ٹھوڑی پر لگے بلش پر گال رگڑی جس سبب بلش مدھم ہو گیا

سب کہیں گے دراب حیدر جدون کے پاس پورا نشہ آور جہاں ہے لیزے"

نور کی صورت اور وہ بچارا اپنے ٹوٹتے نشے پر دیواروں سے بجتا پھر رہا ہے۔ کیا

"عزت رہ جائے گی تمہاری حسینہ

دراب کی مستی بھری مخمور سرگوشی پر لیزے کے بے اختیار ہنسی سلپ ہوئی، یہ آدمی جب جب چیزی جملے پھینکتا تھا اور دل و جان پر حاوی ہو جاتا۔

"اف حیدر اف"

ہنسی روکنے کے بیچ ہی وہ کھلکھلائی۔

"اف لیزے اف"

دراب نے اسکی ناک سے ناک ملاتے دباو دیتے لیزے کی مسکراہٹ اور گہری کی۔

کہتے ہیں، یہ سب سے کیوٹ Malay kiss تمہیں پتا ہے نوز کس کو"
کس سمجھی جاتی ہے۔بتاو کیوں اتنا پیارا ناک لیے پھرتی ہو کے میرا دل چاہتا
"اسے کھا جاوں

دراب کی اس نئ تحقیق پر لیزے زرا پیچھے ہٹی اور چمکتی آنکھوں سے دراب
کو دیکھا۔

آپکی بھی کم پیاری نہیں، اگلی بار میں بھی کھا سکتی ہوں۔ بائے داوے یہ میں"
پہلی بار سن رہی ہوں۔اور کتنی کسیز کا پتا ہے آپکو۔زرا میری انفارمیشن میں
"اضافہ کریں گے

لیزے کے تجسس تکتے وہ معنی خیز ہنسا۔

جان میں بتا کر انفارمیشن بڑھانے والا کام کیے ٹائم ویسٹ نہیں کرتا، میں یہ"
ساری کسیز کر کے تمہارے جذبات میں اضافہ کروں گا۔اور تم پھر مجھے
گھورتی آنکھوں سے کوس کر دوبارہ سارا میک آپ کرتی ہوئی اس دنیا کی سب
"سے حسین لڑکی بن جاو گی

دراب کی باتیں وہ جو دلچسپی سے سن رہی تھی، اچانک ہوتے حملے پر خفیف سا چینخی پر دراب حیدر اسکی چینخوں پر اور بے قابو ہوتا اچھے خاصے ٹائم بعد جب اپنا جوڑا لے کر نہانے بھاگا تب پیچھے لیزے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھے دانت پیس کر رہ گئی۔

پوری آنکھیں کاجل اور مسکارے سے سیاہ تھیں تو دائیں گال پر پھیلی لپ سٹک الگ منہ چرا رہی تھی اوپر سے بائیں آنکھ کی لیشیز بھی لٹک چکی تھی۔

"حیدر کے بچے"

لیزے نے مٹھیاں کستے زور سے کہا پر وہ خرافاتی شخص تب تک گھس چکا تھا۔

"ہاں ہاں بہت سارے ہوں گے پتا ہے مجھے"

دروازہ واپس کھول کر جھٹ سے کہے پھر اندر گھسا تو لیزے نے سانڈ سی گھوری بند دروازے پر دی اور ہیل سے اچھی کک رسید کی پر اندر سے دباسا قہقہہ برآمد ہوتے ناک تک زچ کر گیا۔

بچاری نے سارا میک آپ پہلے وائپس سے ریمو و کیا اور پھر سے ساری محنت دوبارہ کی۔

نکلیں زرا آج آپکی طبعیت صاف کرتی ہوں۔پتا نہیں کونسا کیڑا ہے انکے اندر جو غلط وقت پر جاگتا۔آج اس کیڑے کا آخری دن ہے۔اف دنیا کا سب سے مشکل کام بیس سیٹ کرنا۔حیدر آپکو اللہ پوچھے"

وہ تیار بھی ہو رہی تھی اور باآواز بلند اندر گھس کر شاور کے بیچ بھی قہقہے لگاتے دراب کو کوس رہی تھی۔

"ہنسنا بند کریں ورنہ اندر گھس کر آپکا گلا دباوں گی"

لیزے نے دروازے کے پاس جا کر وارننگ دی جو نہانے بعد ڈرائیر سے بال خشک کرتا اپنے مضبوط جسم پر سجتے شلوار قمیص کا خود ہی دیوانہ ہوئے جا رہا تھا۔

براون میں بہت سج penny Loafers پھر شلوار سوٹ کے ساتھ رہے تھے۔

اندر آنے کی ضرورت نہیں عشقم میں تمہیں باہر آکر ہی اپنے جلووں سے "
"گھائل کرتا ہوں، بس دل سنبھال لینا

دراب نے پرفیوم سپرے کیے بال آئل جیل سے فلفی بے ترتیب مگر پیارے لگتے انداز میں سیٹ کیے اور جیسے ہی ارشاد فرماتے باہر نکلا، لیزے جو میک کو فائیل ٹچ دے کر میک آپ سیٹنگ سپرے چھڑک رہی تھی، مبہوت ہو کر رہ گئی، سارا غصہ اور خفگی دراب کے شاندار سراپے کو دیکھتے بھک سے اڑی۔

"You Want Me Dead Tonight Haider?

ارے کوئی اے سی چلائے گا کیا؟ آگ لگ گئی ہے نہ بجھنے والی۔ان شارٹ
"ماشاءاللہ مائی لوو

لیزے میکانکی طور پر دراب کے سامنے جا رکی، بس موصوفہ کا گرنا باقی تھا دلکشی، حسن اور محبت کے اس ملاپ کے سامنے۔

مریں تمہارے دشمن۔میں تو بس گھائل کرنا چاہتا ہوں۔وہ تم دل و جان"
سے ہو گئی۔ناو تھینکیو لیزے نور، میری چمک، میری بہار، میری مسکراہٹ
"اور میرا سکون بننے کے لیے

دراب نے اسکو حصار کر بہت پیار سے ماتھا چوما کیونکہ اگر اب وہ کچھ کرتا تو
لیزے کے ہاتھوں سج دھج کر قتل ہو جاتا۔

"Pleasure Always Mine Handsome.

مجھے آیت الکرسی پھونکنے دیں۔میری دنیا کو نظر نہ لگے۔آپکو اس رنگ میں
"اتنا سجتا دیکھے میک آپ بگاڑنے والی حرکت بخش رہی ہوں
لیزے نے دوپٹے کا پلو سر پر اوڑھا اور پڑھ کر پھونکے پیار سے دراب کی گال
پر کس کرتی دور ہوئی جہاں وہ آنکھوں میں دیوانگی بھرے لیزے کو دیکھنے
میں مصروف تھا۔

"پھر کر لوں؟"

دراب کے سر گوشی پر لیزے نے نہ صرف گھوری دی بلکہ اس سے پہلے کچھ سر پر دے مارنے کو اٹھاتی، دراب فورا سے فون اٹھاتا اس چڑیل بنتی لیزے کے پاس سے ہنستا ہوا فرار ہوا جبکہ لیزے خود بھی ہنستی پیچھے ہی لپکی تاکہ ممی کا بھی پیارا سا میک آپ کرے۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ
Ⓝ Ⓞ Ⓥ ?? Ⓛ Ⓢ

سلوی اور یزدان بھی ایونٹ پر جانے کو ریڈی تھے جبکہ سجاول اور فہمیدہ پہلے ہی نکل چکے تھے، یزدان نے راستے میں سے رک کر کپل کے لیے کچھ گفٹس لیے جبکہ نرمین آنی کے لیے اس نے اپنے ہی جیولز آبشیشن کا بہت نایاب ہار لیا جبکہ لیزے نے نرمین کو انکی چوائز کا ریڈی کیا تھا اور سچ میں وہ بہت ہی پیاری لگ رہی تھیں اوپر سے وائیٹ گولڈ ڈریس نے بھی اپنا سحر بکھیرا

تھا، جبکہ لیزے نے تمام میک آپ وغیرہ سمیٹا تبھی نرمین نے اسے کبرڈ کے پاس بلایا۔

"آئی ممی"

لیزے فوراسے ان تک گئی جو کبرڈ میں رکھاوہی سیٹ نکال رہی تھیں جو انہوں نے سکھی کے ہی سٹور سے لیا تھا۔

"کل سب بہت تھک گئے تو تمہارا گفٹ رہ گیا۔یہ میری طرف سے میری بیٹی کے لیے۔ویسے یہ ائیر رنگز تمہارے ڈریس کے ساتھ میچ کریں گے"

لیزے نے خوش دلی سے ممی کا گفٹ لیا بھی اور انکا ہاتھ پکڑے چوما بھی، جبکہ واقعی جب لیزے نے واپس ڈریسنگ کی جانب آکر ائیر رنگز پہنے تو وہ سچ میں لیزے کے ڈریس سے پرفیکٹلی میچ تھے۔

"تھینکیو سو مچ ممی۔میرے اور حیدر کے پاس آپکے لیے ایک نیوز ہے"

لیزے تھوڑا لجائی تبھی نرمین شرارتی سا مسکرائیں، بھلے دراب نے تجسس ڈالا ہو پر لیزے کے بتانے کا طریقہ کافی کیوٹ اور شرمیلا تھا جس سبب نرمین کو اندازہ ہو گیا۔

ارے بھئی سب مہمان آچکے ہیں۔دلہا ریڈی ہے۔آپ خواتین بھی" آجائیں ناں۔ماشاءاللہ یہاں تو حسن کی دیگ الٹی ہوئی ہے۔ چشم بددور۔ ممی۔سچ میں میری ہم عمر دوشیزہ لگ رہی ہیں۔آج ماں بیٹے کا کپل "ڈانس تو بنتا ہے۔۔۔۔لیزے جلنا مت پلیز ہم دو سے

دراب کی انٹری اور پھر اسکا نرمین کو دیکھ کر تھم جانا سب ہی حسین تھا، اوپر سے اس آفت کے پرکالے کا شوخ چنچل انداز گفتگو۔

بلکل نہیں جلوں گی۔آپ لے کر آئیں ممی کو میں بھی زرا سا نول بھائی کو" ایک ہمت کی تھپکی دے لوں۔آج وہ ممی کے جلوے دیکھ کر گرنا افورڈ نہیں "کر سکتے

شرارت سے ہنستی لیزے بھی ماں بیٹے کو پرائیویسی دیے کمرے سے نکل گئی جبکہ دراب اور نرمین دونوں کے چہروں کی مسکراہٹ تھم گئی۔

"آج آپ اس بے مروت اور ہرجائی شخص کو سوچیں گی بھی نہیں۔دل پر کوئی بوجھ مت رکھیے گا اور ددھو کی فکر بھی مت کریں۔میں انکے دل میں نہ ٹیس اٹھنے دوں گا نہ انکو اداس ہونے دوں گا۔بس آج میں آپکو اس دنیا کی سب سے مطمئین اور مسرور عورت دیکھنا چاہتا ہوں۔یہ خوشیاں جو آپکو ملنے والی ہیں، آپ مستحق ہیں ان سب سکھوں کی"

ماتھا چومے دراب نے نرمین کے حلق میں یکدم جمع ہوتے درد کو اپنے اپنائیت بھرے حصار میں ختم کر دیا اور نرمین نے بھی پر یقین نظروں سے دراب کے کہے پر سر ہلایا۔

وہیں لیزے جب سانول بھائی کے کمرے میں داخل ہوئی تو باران اور براق صاحب وہیں ہاف وائیٹ شلوار سوٹ میں ملبوس پر وقار سے سانول قریشی کی مل کر نظر اتار رہے تھے، لیزے کو دیکھتے ہی تینوں ایک ساتھ پلٹے۔

"ماشاءاللہ، آپ بہت ہنڈسم لگ رہے ہیں سانول بھائی۔"

لیزے کی سچی تعریف سانول کو مسرت بخش گئی۔

"بھائی نہیں، اب سے تم اور دراب مجھے بابا ڈیڈ یا ایسا کچھ کہنا تاکہ اندر سے فیل آئے مجھے کے میں بھی صاحب اولاد ہوں۔"

سانول کے دانستہ شریر لہجے پر براق جدون آگے آتے دونوں شانوں سے اپنے اس منہ بولے وفادار بچے کو مسرور نگاہوں میں سمو گئے تو باران بھی مسکراتا لیزے کے ساتھ لگ گیا اور ممی نے اسکی جھک کر گال چومی۔

"بلکل تم ہی دراب کے بابا ہو ناڈیزرو کرتے ہو سانول، نرمین میری بہو نہیں میری بیٹی ہے اور یقین کرو آج مجھے اسے تمہارے حوالے کر کے ویسی ہی خوشی مل رہی ہے جیسے ایک باپ کو اپنی بیٹی بہت ہی بہترین انسان کے سپرد کر کے ملتی ہے۔اس نے جتنے دکھ اٹھائے ہیں، تم سبکی تلافی کرنا"

یہ تمہید باندھتے براق جدون حقیقت میں خوش تھے لیکن دل میں اٹھتی درد کی لہریں انکی آنکھوں میں تکلیف کا احساس جگا رہی تھی اور پھر سانول جیسا اہل بصیرت کیسے اس تکلیف کو نہ پرکھتا۔

وہ براق جدون کے گلے لگا، خوش دلی سے، اس بوڑھے باپ کو اپنے سینے بھینچ کر بہت ساری ہمت بخشی۔

"میں آپکو کبھی مایوس نہیں کروں گا براق انکل"

سانول نے پیچھے ہٹتے یقین دلایا تو وہ مسکرائے۔

"انکل نہیں، بابا"

براق جدون نے اسکی گال تھپک کر جو محبت لٹائی اس پر لیزے اور باران بھی بہت پیارا مسکرایے۔

اور پھر فائنلی حسین ہلکی شام نے گہری شام میں بدلنا شروع کیا، پورا لان جگمگاتی لائٹنگ کے حصار میں تھا، سب بہت پیارے لگ رہے تھے، یزدان اور سلوی کا کپل چارمنگ تھا تو لیزے دراب، محفل جان تھے۔

اور پھر نکاح مقدس کا مبارک وقت بھی آگیا۔

جب سانول کی نظر نرمین پر پڑی تو اسکے دل نے کچھ لمحے دھڑکنا بند کر دیا، اسے آوازیں سنائی دینا بند ہو گئیں، اسے آنکھیں جھپکنا بھول گیا، وہ فیصلہ نہ کر پایا کے رات حسین ہے یا نرمین کی آنکھیں، ہاں وہی آنکھیں جن میں دیپ جل اٹھے تھے۔

نرمین خود مستقل سانول کی خود پر جمی نظروں پر خائف ہوتیں آنکھوں کے اشاروں سے اسے خوب گھورتی رہیں اور پھر نکاح کے بندھن میں بندھتے ہی سانول، اور اسکے حواسوں، اعصابوں، اسکی آنکھوں اور حتی کے اسکے دل کو نرمین پر سارے کے سارے حق مل گئے۔

سب مسکرا رہے تھے، سانول اور نرمین سٹیج پر براجمان تھے، دونوں سب مہمانوں کی مبارک وصولتے دھیما سا مسکرا رہے تھے اور دراب، دور کھڑا اپنی ممی کے فائنلی آباد ہونے پر خوشی سے بھرا کھڑا تھا۔

"لو، ہو گئی تمہاری؟ اب کیا چاہتے ہو مجھ سے"

اپنے پہلو میں آباد مسحور کن خوشبو پھیلاتے اس معتبر سراپے کی جانب زرا پلٹ کر نرمین نے اکیلے میں کرنے والا سوال مجمعے کے بیچ کر کے ثابت کر دیا کے وہ اخیر ظالم ہیں۔

"Nothing but...

سن سکتا ہوں کیا، وہ دھڑکنیں جنھیں ڈھنگ سے سنا نہ گیا، دیکھ سکتا ہوں وہ آنکھیں جنھیں دیکھ کر میرے موسم بدلتے ہیں۔ چھو سکتا ہوں کے اپنے خواب کی تعبیر کی خوشبو پالوں؟ کہہ سکتا ہوں وہ جو مدتوں سے دل میں آپکے لیے چھپا ہے؟ بتا سکتا ہوں کے ان تیس سالوں میں آپ سے جڑی کون کون سی خواہش کا گلا گھوٹا؟ کہہ سکتا ہوں کیا کہ آپ میری جاوداں محبت ہیں؟ آپکے دل سے دل ملانے کی گستاخی قبول ہے کیا؟

وہ جو سمجھ رہی تھیں وہ کوئی آسان جواب دے گا، ایسے جامع، مفصل اور دل کی دھڑکنیں سست کرتے سوالات نے انھیں کتنے ہی لمحے آنکھ چرانے نہ دی، فوٹو گرافر ایک طرف، اس پوز میں خود دراب نے ممی اور سانول کی

خوبصورت سے پکچر کلک کر کے سکرین میں اتر آتی ماں کے عکس کو ہونٹوں کے پاس لائے چوما تو آنکھیں سرخ پڑیں، پر کندھے پر حمائل ہوتے ددھو کے ہاتھ اور بازو نے دراب کو مسکراہٹ دی۔

میں سمجھا تھا تو سینٹی نہیں ہو گا کیونکہ میرا شیر ہے، پر تو نے تو نام ڈبو" دیا۔ابھی اگر میں تجھے جھپی نہ دیتا تو سارے مہمان میرے شیر کے آنسو "تکتے۔خوش ہو جاناں۔دیکھ ہماری نرمین آباد ہو گئی

ددھو کی آنکھیں اذیت سے بھری تھیں پر دراب انکے شرارت بھرے انداز پر زوردار انداز میں فوری لپٹ گیا۔

میں آپ سے کیا وعدہ کل ہی نبھانے جا رہا ہوں ددھو۔ہر چیز کے لیے" "شکریہ

یہ لمحہ ہی ایسا تھا کے دراب کے جذبات قابو میں نہ رہے۔

چل ہٹ۔ددھو کو شکریہ کہے گا؟ تیری تھنی سیک دوں گا۔تو میرے دل کا" ٹکڑا ہے تو تیری ماں اس دل کی ٹھنڈک۔ہاں تو کل ضرور جا ممکن ہے اس

کمبخت کی بخشش کا کوئی وسیلہ نکل آئے۔اسکی تباہی پر تیری دادی کی روح

"عرصے سے تڑپ رہی ہے۔مجھے بس اسکی آسانی تک پہنچادے

دراب نے دد ھوسے بہت بڑاوعدہ کرلیا، لیکن شاید مقدر میں اب واقعی

یوٹرن لکھاہو کیونکہ ہدایت کب کسے مل جائے کچھ کہہ نہیں سکتے۔

سانول کے سوالوں کے جواب یوں سبکے سامنے دینے والے نہ تھے تبھی

نرمین مسکراکر نظریں چراگئیں۔

"اچھے لگ رہے ہو سانول قریشی"

نرمین نے سامنے اپنے پیارے پیارے مہمانوں پر مسکراتی نظر ڈالے جب

دل کی توجہ سانول پر ٹکائے کہاتو سانول کادل سینے میں پھڑ پھڑ ااٹھا، خدا خیر

کرے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"یہ کہاں لائی ہو یار؟"

گاڑی سے نکل کر وہ شنائیل کے پیچھے ہی چلا جا رہا تھا جہاں اس نے شاپنگ تو کرنی ہی تھی ساتھ جمشید کو ایک ہیر کٹ کی ضرورت تھی تبھی وہ اسے پہلے ہیر اسٹائلش کے پاس لائی جس سے شنائیل کی اچھی جان پہچان تھی۔

تمہیں ایک ہاٹ اور فریزی ہیر کٹ کی ضرورت۔آجاو۔۔۔ملو یہ کیف"
"ہے۔کیف بچے میرے بندے کو کلر سا ہیر کٹ دو شاباش

شنائیل نے اس زنانہ ٹائپ کیف حسن سے جمشید کا تعارف کروایا جو جمشید جیسے توانا اور اونچے لمبے مرد کے آگے بلی کا بچہ ہی لگ رہا تھا اور پھر اس کے ڈائے بال، تراشی بھنویں اور مرد ہو کر لمبے ناخن سب دیکھ کر تو اچھے بھلے آدمی کی روح بیزار ہو جائے۔

کیف کی ایسی کی تیسی۔یہی مخلوق ملی تمہیں۔اگر اس نے مجھے چھوا بھی تو"
چیپڑ کھائے گا سن لو۔پھر ایسا نہ ہو تمہارا یہ کیف بے بی مردانہ جھانپڑ پہلی بار
"کھانے پر رو رو کر یہیں پگھل جائے

جمشید نے قریب آتے اس زنانہ کیف کو گھورا ہی ایسا کے بچارا ٹھمکتی کمر کے ٹھمکے روکتا سہم جاتا تاثر دینے لگا اور الٹا شائیل کو بھی جمشید نے پھنکارتے تنبیہہ کی۔

"لیڈیز میک آپ آرٹس ہے ناں، بچارا ان جیسا ہی بن گیا۔ایسے نہیں کرتے جیم۔۔ بری بات ہے۔ چلو بیٹھو۔ تم اسکے ہنر دیکھ لو تمہارا غصہ اڑن چھو ہو جائے گا۔۔۔آجاو کیف میرے ہسبنڈ کو زرا ٹچی ٹچی ہونا پسند نہیں تو زیادہ کلوز نہیں ہونا"

شائیل نے اسکی ایک نہ سنی اور پکڑ کر جمشید کو گھومنے والی کرسی پر بٹھایا جبکہ جمشید نے اک نظر کیف حسن کے ہنر پر ڈالی جو اسکے زنانہ جسے سے چھلک رہے تھے تبھی ناگواری سے منہ موڑ کر دانت پیستا مرر سے شائیل کو گھورا جو پیچھے ہی کھڑی متجسس تھی کے یہ بکھرے الجھے بالوں اور داڑھی والا جیم سنور کر کیسا لگے گا۔

"****آپکے ہسبنڈ تو بہت وہ ہیں۔۔۔میرا مطلب۔۔۔"

کیف کا شنائیل سے بے تکلف سا رشتہ تھا کیونکہ وہ اکثر کیف سے ہی میک آپ کروا چکی تھی جبکہ کیف نے جو لفظ سرگوشی میں شنائیل کے کان میں کہا، وہ خود کیف کا کان دبوچ گئی جبکہ ان دو کے ہنسنے پر جمشید کا بس نہ چلا کچھ اٹھا کر دونوں پر برسائے۔

خیر بیس منٹ تک جمشید نے یہ ٹارچر سہا کیونکہ کیف کے ہاتھ لڑکیوں جیسے سجے تھے، یہ لمبے لمبے نیلز اور اوپر سجا نیل پینٹ پھر اس نے اپنی بازو بھی منڈوائی تھیں، عجیب سی شرٹ پہن رکھی تھی جس سے بنا بالوں والا سینا چھلک رہا تھا اوپر سے وہ تھا بھی ایکسٹرا گورا، جمشید کو تو سخت زہر لگ رہا تھا۔

کیف نے واقعی بیس منٹ میں اسکے بالوں کو ایک پرا پر کٹ دینے کے ساتھ بڑھی داڑھی تک بلکل نہ ہونے تک ٹرم کر دی اور ساتھ فیس ماسک بھی لگایا جس سے ڈیڈ سکن کے ساتھ تمام تر بلیک ہیڈز بھی ریموو ہو گئے، جمشید نے

جب اپنا فائنل لک مرر میں دیکھا تو واقعی حیران ہوا کیونکہ وہ پہلی بار خود کو ہنڈسم لگا۔

"واہ شہزادے! تم نے تو کمال کر دیا۔ہاں جی۔۔۔۔۔کیسا لگا؟"

اول تعریفی تھپکی کیف کے کندھے پر دیے وہ مسکاتی آنکھوں سے جمشید کو دیکھتی بولی جواب بھی زرا نہ متاثر ہونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔

بس ٹھیک ہے اور ہاں اگر اللہ نے تمہیں مرد بنایا ہے تو حرکتیں بھی مرد" "والی کر لو۔

جمشید نے کیف کو آڑے ہاتھوں لیا اور کہہ کر باہر نکلا تو شنائیل نے کیف کے اترے چہرے کو دیکھتے سمائیل دی۔

"سیریس مت لینا اسے، ایسا ہی کھڑوس ہے۔ چلو بائے"

شنائیل نے بچارے کیف حسن کو صدمے سے نکالا اور خود بھی پیچھے ہی دوڑی جہاں وہ سخت اکتایا کھڑا تھا، جیسے ہی شنائیل قریب رکی، اسکی آنکھوں میں تیرتی خفگی بڑھی۔

"کس قسم کی حرکت تھی یہ؟"

جمشید نے اعلی پائے کی برہمی جتاتے شنائیل کی مسکراتی آنکھیں کھوجیں۔

اتنے پیارے لگ رہے ہو، درگزر کردوناں میری حرکت، میری آنکھوں"

"کی ٹھنڈک

شنائیل نے بنا ہچکچائے آگے کو جھکتے اسکی گال پر پیار دیتے پیچھے ہٹتے کہا ہی اس قدر لاڈ سے کے جمشید کو لگا ممکن ہے وہ کبھی اس لڑکی پر دوبارہ برہم نہ ہو سکے گا اوپر سے وہ قریب ہو کر سانس بھرتی ویسے ہی دماغ خراب کر چکی تھی۔

دوبارہ یوں بپلک پلیس پر میرے اتنے قریب آنے سے گریز کرنا۔اور کیا"

"کہہ رہا تھا وہ کیف تمہارے کان میں؟

اپنے غصے کو قائم کرنے کی ناکام کوشش کرے وہ اپنے دل میں دبے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتا ڈانٹ کر جلتا سلگتا بولا۔

"اس نے کہا میرا ہسبنڈ بہت س۔۔۔"

اس سے پہلے وہ پھر قریب تر ہوئے شوخ شرمیلی سی سرگوشی کرتی، جمشید نے ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ دوسری طرف پھیرا اور آگے بڑھ گیا، شنائیل اسکی اس ادا پر بھی مر مٹی۔

"یہ نہیں کہو گے کے دوبارہ میں کسی میل سے اتنی فری نہ نظر آوں؟"

وہ بھاگ کر لمبے ڈگ بھرتے غصیل تیوروں والے جمشید احمد کے ہم قدم ہوئی جبکہ شنائیل کے سوال پر وہ رک کر ترچھی برہم نظروں سے سرتاپیر شنائیل کو گھورا۔

"کیا یہ تمہارا فرض نہیں ہے؟"

سوال کے بدلے سوال جس پر شنائیل مکمل اسکے روبرو آگئی، اف وہ قریب سجتے بہت تھے۔

"اولین فرض ہے، اور فرض کے معاملے میں تم مجھے بہت بہترین پاو گے۔"

شنائیل کے جملے کا حرف حرف ایسا تھا جس پر وہ نخریلا ناز کر سکتا تھا۔

اور ہاں یہ مت سمجھنا کے میں حسن پرست ہوں، میں نے اس والی نہیں"

"تمہاری پہلی لکس سے پیار کیا تھا۔اس سے تو ڈائریکٹ عشق ہو جانا ہے

وہ چپ ہی رہا تو شنائیل نے مزید لفظی قہر ڈھائے بلکل ہی جمشید کو بلینک کر

دیا۔

"تھکتی نہیں ہو یہ سب کہہ کہہ کر؟"

جمشید نے سخت اکتا کر پوچھا۔

محبت سے بھی کبھی کوئی تھکا ہے میری جان۔ چلو تمہارے لیے پہلی بار" مکمل میل شاپنگ کرنے والی ہوں۔ شرمانا مت کیونکہ میں تمہاری تمام

"پرائیوٹ چیزیں بھی خود پسند کر کے لوں گی

شنائیل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا مگر وہ وہیں اکڑا جس سبب شنائیل پلٹی۔

"شٹ اپ"

سخت خفت سے وہ گھور رہا تھا۔

بپلک پلیس نہ ہوتی تو تمہیں بتاتی اس شٹ آپ کا اصل مطلب۔اب"

"چلو۔نو بجتے پتا بھی نہیں چلنا ہے

بنا اسکے موڈ کی پرواہ کیے وہ اسے کھینچ تان کر مال لے گئی، بلیک پینٹ اور بلیک ہی شرٹ شنائیل نے چوز کی اور ساتھ بلیک بلیٹ، سلک بلیک ٹائی اور شوز بھی ڈراک بلیک لیے تاکہ کلاسی وائبز آئیں۔

تم اپنی پرائیوٹ چیزیں خود لے لو، ابھی میں اتنی بھی ٹیلنٹڈ نہیں ہوئی۔پر"

"خدا کے لیے ان قاتلانہ آنکھوں سے گھورنا بند کرو ورنہ یہیں گر پڑوں گی

شنائیل کو اپنی بات سے پھرنا پڑا کیونکہ جمشید صاحب سالم نگلنے کے موڈ میں تھے، شنائیل نے اپنے لیے سلک کی ساڑھی لی وہ سلک کوئی عام نہیں ایسا تھا جو پھسلتا نہیں تھا، جبکہ بلاوز بھی فل نہیں پر آدھی کلائیوں تک کی سلیوز والا تھا اور تھا بھی فل کورتج کیونکہ شنائیل نے جب ہاف بلاوز اٹھایا تو جمشید نے اسکے ہاتھ سے لے کر واپس ہینگ کر دیا۔

آٹھ تک دونوں شاپنگ کیے گھر پہنچے تو شنائیل کافی تھک گئی تھی، تبھی جمشید نے پہلے شاور لے کر چینج کیا پھر شنائیل کے تیار ہونے تک سیدھا کچن کا رخ کیا اور سٹرونگ سی دو کریمی کافی بنائیں اور جب بنا کر پلٹا تو کچن کی سٹنگ ایریا کی جانب کھلتی ونڈو پر نظریں جمائے تھم گیا جہاں وہ ساڑھی پہنے سٹنگ لاونج کے مرر کے سامنے کھڑی ساڑھی اور بلاوز کی فٹنگ دیکھ رہی تھی، میک آپ وہ کر چکی تھی پر بال بنانے باقی تھے۔

بلاز وز بہت خوبصورتی سے شنائیل کی شیپڈ باڈی پر فٹ آیا اوپر سے بلاوز کا بوٹ شیپ گلا مزید پیارا لگ رہا تھا۔

خود پر جمشید کی چھبی نظر شنائیل نے تب فیل کی جب کچن کے دروازے میں موصوف کا سایہ دیکھائی دیا۔

"اوئے! باخدا تمہاری ذاتی بیوی ہوں۔دیکھو اور اعلانیہ کہو کے تم مجھے دیکھ رہے ہو۔تاکہ اس ہار سنگار کی مزید آگ دہکے

شنائیل کے شوخ جملے سنے وہ بھاپ اڑاتے کافی مگ لیتا باہر نکلا تو شنائیل خود کو بھولے اس کے سراپے میں کھوئی۔

سر سے پیر تک سیاہ میں لپٹا، وہ اس وقت دھڑکنیں روک دینے کی حد تک اجلا اور جاذب لگ رہا تھا، کب وہ پاس آئے رکا اور جھک کر مگ ٹیبل پر رکھے واپس اٹھے شنائیل کے روبرو ہوا، وہ لڑکی یہ سارے لمحے حواسوں میں نہ رہ سکی۔

میں نہیں چاہتا کوئی آگ دہکے ابھی، لیکن تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔ میری"

"سی

جمشید نے اسکے دہک جاتے رخساروں کے گرد ہتھیلوں کو جمایا اور اسکا ماتھا محبت سے چومے پیچھے ہوا، اس پر حدت لمس میں اتنی برکت تھی کہ شنائیل کا تھما سانس رواں ہو گیا۔

اور تم میری پسند میں دنیا کے سب سے حسین ہسبنڈ۔آج دلہے کو کوئی"
نہیں دیکھنے والا۔ سبکی نظریں میرے بلیکی پر ہوں گی،سچ میں نظر لگ جائے
"گی آج میری آنکھوں کی اس ٹھنڈک کو
جمشید نے بہت روکا خود کو پر بلیکی پر وہ مسکراہٹ کو ہونٹوں پر بکھرنے سے
روک نہ سکا۔
نہیں لگے گی، تم ساتھ ہو گی۔ تم نے مجھے ڈھال بناتے ہوئے اس رشتے کا"
آغاز کیا تھا لیکن دیکھو آج تم میری ڈھال بنی ہوئی ہو۔سب کچھ پلٹتا ہے
شنائیل۔چاہے جانے والے،چاہنے بھی لگتے ہیں۔دور جانے والے،قریب
رہنے کی خواہش محسوس کرنے لگتے ہیں۔اکتانے والے،عادی ہو جاتے
ہیں۔بے چین اور بے رنگ لوگ آسودگی بھرے رنگوں میں ڈھل جاتے
"ہیں
وہ اسکے رخساروں کو باری باری چومتا شنائیل کے اندر اپنی محبت کا آغاز اتارتا
اسے ہلنے کے قابل بھی نہ چھوڑ رہا تھا۔

"یولوومی؟"

وہ اسکی خوشبو میں سانس کھینچے اسکے ہونٹوں کے قریب سرکتی اسکی سانسوں کی خوشبو میں گم بولی۔

"آوبال بناتا ہوں تمہارے"

وہ اسکے سوال کو رد کرے ہاتھ تھامے روم کی طرف بڑھا اور صدمے میں مبتلا شنائیل کو آئینے کے سامنے جا کر روکتے عقب سے کومب اٹھائے اسکے نم نم بال انگلیوں سے گزارتا اسکے بالوں کو اپنی جانب سے مہارت سے اکھٹے کرتا اس پر نا جانے کیسا اسم محبت پھونک رہا تھا کے وہ چہرہ اسکی گردن میں لے جاتے گردن کی اس رگ کو چوم بیٹھی جس کو دبانے سے پورے جسم میں سکون کی لہر اترتی ہے۔

جمشید نے اسکی ہائی ٹیل بنائی اور پیچھے سے بال کھلے چھوڑ دیے، جو ہائی پونی کے سبب شانوں تک اٹھ آئے۔

اسے پکڑ کر روبرو کیا تو ماتھے کی دو طرفہ دو سیاہی مائل لٹیں لہراتیں بہت پیاری لگیں۔

لیکن باخدا سب سے پیاری شنائیل تھی، اسکی آنکھوں کی محبوبیت تھی۔

"تم روز بنا دو گے؟"

وہ اسی مدہوش اثر میں بولی، وہ خفیف سا حیرت بھرا مسکرایا۔

"کیا؟ تمہارے بال؟"

جمشید کے سوال پر وہ مخمور اتراتی ہوئی نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں میری زندگی کے دن رات"

ایسے سوال پر وہ اچانک بے تابی سے اسکے ہونٹوں کی جانب جھکا پر وہاں ہوئی چمکتی محنت پر جبرا دور ہٹا تو شنائیل کے دل کی تیز دھڑکن اسکے کانوں میں بجنے لگی۔

"دور کیوں ہو گئے؟"

وہ بے کلی سے بولی۔

ابھی سٹمک میں تتلیاں اچھی لگیں گی، لپ سٹک نہیں۔آو کافی پی کر نکلتے"

"ہیں۔نو بجنے میں بیس منٹ رہ گئے

وہ اسکا ہاتھ پکڑتا ہوا اب اسے جہاں بھی لے جاتا، وہ لڑکی آنکھیں موندے چل پڑتی، بنا سوچے۔دونوں ہی مسکراتے روم سے نکلے تو منظروں میں خمار گھل گیا۔

SMERWA MIRZA NOVELS

نو بجے تک شاندار نکاح کا ایونٹ اپنے اختتام پر پہنچا تو مہمانوں کی رخصتی کے ساتھ سپیشل کپل بھی ایک رات کی پرائیویسی لوٹے کسی سپیشل جگہ روانہ ہوا جس میں دراب کا اصرار اور براق جدون کی میٹھی سی اجازت شامل تھی۔

سلوی اور یزدان بھی بس جا رہے تھے اور تبھی لیزے اور دراب دونوں کو ہی سی آف کرنے آئے۔

لیڈیز آگے گپوں میں لگی تھیں تو مرد حضرات پیچھے۔

"خوش ہے میرا جگرو؟"

یزدان اس خوشی کے لیے بہت منتظر تھا جو آج دراب حیدر جدون کی آنکھوں میں چھلکی ہوئی تھی۔

ایسا ویسا۔ سوچ ہے تیری سکھی کے میرا دل پنکھ جیسا ہلکا ہو رہا ہے۔ ممی اب" محفوظ محبت بھری پناہ میں ہیں، ان سے بھی کوئی جی بھر کر محبت کرنے والا "ہے۔ محبت کی اہمیت اور قدر ہم دونوں سے بہتر کون جان سکتا ہے یار آجری جملہ واقعی برحق تھا تبھی تو یزدان نے رک کر اپنے شہزادے کا چہرہ تھامے ماتھا چوما۔

میری جان کا ٹوٹا۔ تو ہمیشہ سکون میں رہ۔ چل نکلتے ہیں ہم بھی صبح سٹور آنا" تجھے وہاں دل کے دکھ سناوں گا ابھی زرا سلوی کے ساتھ اوٹنگ کا پلین بن رہا "ہے

سکھی کے اوٹ ڈور پلین سنے دراب کمینگی سے ہنسا،اب بچارا سکھی ٹوٹی بازو کے ساتھ ان ڈور پلین بنانے سے رہا۔

خیر مسکراہٹ کے سنگ دراب اور لیزے نے دونوں کو سی آف کیا اور ہاتھوں میں ہاتھ لیے واپس پلٹے۔

"ارے ممی کو نیوز تو دی نہیں حیدر"

لیزے کو یکدم یاد آنے پر دراب شرارت سے مسکرایا۔

تم نے دیکھی نہیں تھیں نیولی کپل کی وارفتگیاں۔کل فرصت سے سنا دیں" گے میری جان۔آج زرا ان دو کو آپس کے ہونے کی خوشی مکمل فیل کرنے دو۔تم بتاو آج کیا کروں تمہارے لیے،بہت خوش ہوں میں"

دراب نے اسکے دونوں ہاتھ تھامے دیوانگی سے چومے تو لیزے کو شرارت سوجھی۔

واقعی وہ دونوں بہت حسین لگ رہے تھے ساتھ، رہی بات کچھ کرنے کی تو"
ہم ددھو کے ساتھ مل کر کچھ فنی دیکھتے ہیں، باران بھی جاگا ہے۔یونوناں وہ
"اندر سے اداس ہیں

لیزے سے دراب کو ایسی ہی امید تھی تبھی تو پیار سے اسکی گال چوم لی۔

لیزے، یونہی تو میں تمہیں عشقم نہیں کہتا۔میرا حصہ ہو۔اب تو سوچتی"
بھی میرے جیسا ہو۔میں بھی یہی چاہتا ہوں آج ہم تینوں ددھو کو بہت سا
"ٹائم دیں۔آجاو میری حسینہ

وہ بے حد حسین سا مسکرائی اور دراب کے ہاتھ پھیلاتے ہی جھٹ سے اسکی ہتھیلی جکڑتے خوشی خوشی اپنے ہنڈسم کے ہمراہ گھر کی اندرونی طرف بڑھ گئی اور آج براق جدون کا ہر دکھ انکے بچے انکو بھلا دینے والے تھے یہ طے تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

ہم وہیں رہ سکتے تھے سانول،اتناسب کرنے کی کیاضرورت تھی۔تم گھر"
"داماد ہو بھولومت

گاڑی خوبصورت سے گھر کے باہر رک گئی تھی،وہ بلکل چھوٹاسا شہر سے الگ ایک لکڑی کا بنا گھر تھا جس میں زیادہ خوبصورتی اسکے چار طرف پھیلے گارڈن ایریا کے سبب تھی،اور جس راہداری سے گاڑی ہو کر آئی وہ سب گھر کی ملکیت میں آتا تھااور مین دروازے پر گن مین موجود تھا۔

ہم وہیں رہیں گے لیکن میں آج کچھ سپیشل کرنا چاہتا تھاتو لے آیا آپکو۔بے"
فکر رہیں صبح ہی واپس چلے جائیں گے۔دراب اور برہان جدون کی اجازت
"کے بعد ہی لایا ہوں آپکو

سانول کے لب ولہجے میں صفائی پیش کرنے والا عنصر دیکھتے نرمین نے سٹیر نگ سے ہٹتے سانول کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھاما تو وہ یکدم باہر نکلتا نکلتا رکااور گردن موڑ کر نرمین کو دیکھنے لگا۔

تمہیں اب مجھ سے جڑے معاملے کے لیے کسی کی اجازت نہیں لینی، یہ "
" بات بار بار نہیں کہوں گی

نرم آنکھوں کا تاثر، ہاتھ تھامنے کے دلکش لمس سے مل کر تباہیٔ کہلایا جا سکتا تھا، سانول نے وہ ہاتھ مزید ہاتھ میں دبا لیا۔

یعنی آپ مجھے خود پر بھرپور اختیار دے رہی ہیں؟ میں ٹھیک سمجھا ہوں "
"نرمین؟

وہ صرف بولتا کہاں تھا، وہ لفظوں سے چھو لینے کی اہلیت رکھتا تھا۔

"گھر دیکھاو مجھے "

وہ فورا بوکھلا کر ہاتھ چھڑواتیں کارڈور کھولے باہر نکلیں تو گہرا سانس کھینچے سانول بھی باہر نکلا۔

گھر نہیں چھوٹی سی سٹے پلیس کہہ سکتی ہیں آپ۔ یہ بابا کی آخری نشانی ہے "
میرے پاس۔ گارڈنگ کا بہت شوق تھا انھیں لیکن تنگ دستی نے پروفیشنل طور پر آگے بڑھنے نہ دیا، میری پڑھائی وہ بھی بہت مہنگی، وہ اپنے شوق اس

چار دیواری کے بیچ ہی دبا چھوڑ گئے، آج تک یہاں ایک پھول مرجھانے نہیں دیا گیا۔ان سات سالوں میں شامل اور جنید دو ماہر لوگ میری اس دنیا کی خفاظت کرتے رہے ہیں۔آپکو پتا ہے جب بابا نے امی سے نکاح کیا تو وہ بھی انھیں یہیں لائے تھے"

سانول کے لہجے میں اداسی چھلکی تھی، تبھی نرمین نے چھڑوایا ہاتھ واپس تھمایا اور سانول کے ہمقدم اس کوٹیج کی سمت بڑھتی بقیہ راہداری پر چلنے لگیں، دنیا کے کئی خوبصورت پھول یہاں اگے تھے، ایسے ایسے جو سخت سردی میں زمین کی آخری تہہ سے حرارت کھینچ کر جاوداں انداز میں جوبن پر رہتے تھے۔

مجھے خوشی ہے کہ تم بھی مجھے یہیں لائے، اداس مت ہو۔اس چار دیواری کی شادابی دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تمہارے بابا یہیں کہیں بس رہے ہیں۔انسان چلا جاتا ہے پر یاد ہمارے دامن سے بڑی شدت سے لپٹ جاتی ہے"

وہ بنا سانول کو دیکھے بولیں بس اپنے ہاتھ کو اسکے ہاتھ میں دبتا محسوس کیے خفاظت کا اک نیا اور خوبصورت احساس ضرور جی رہی تھیں۔

"خیر دکھی باتیں آج نہیں کرتے ہم"

سانول نے خود ہی موضوع بدلا، نرمین کے چہرے کی رنگت میں اضطراب گھلا۔

"بیڑ آئیڈیا۔"

وہ گھبرائے ہوئے لان میں آنکھیں گماتے ڈراسا متفق ہوئی تھیں جبکہ سانول بنا انکے کہے سب سمجھ رہا تھا جبکہ نرمین نے آتے میں شال تو لے لی پر سوئٹر پہننا بھول گئیں جس سبب یہ قہرناک سی بڑھتی ٹھنڈ انکو بے چین کر رہی تھی، سانول نے جب محسوس کیا کے نرمین کو ٹھنڈ لگ رہی ہے تبھی اپنا بلیذر اتار کر آہستگی سے نرمین کو پہنایا جس سبب بے ساختہ وہ سانول کو دیکھنے لگیں جو دل و جان سے انہی کی طرف متوجہ تھا۔

آئی ایم سوری میں سوئیٹر پہننا بھول گئی۔ تمہیں ٹھنڈ نہیں لگ رہی؟ مجھے "

"کیوں دے دیا یہ؟

نرمین نے فوراسے نظریں چرائیں جبکہ وہ انکی جبین پر جھکے محبت سے چومتا پیچھے ہٹے نرمین کی ٹھہر جاتی پلکوں کی گرمائش پر موسم کی شدت بھلا گیا۔

آپ کو دل و جان کے علاوہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہوں، آپ ابھی میرے "

"خود کے لیے بڑے دل سے واقف ہی کہاں ہیں

وہ اسکے لمس پر حیران تھیں جو اس قدر خوبصورت تھا کے نرمین اس کے سحر میں اترتی جا رہی تھیں۔

" بڑا دل بیماری ہوتی ہے سانول "

وہ آنکھیں چرا گئیں۔

"میں پھر بیمار ہی اچھا ہوں۔"

وہ انکے ہر سوال کا جواب جانتا تھا جبکہ واپس دونوں کو ٹیچ کی طرف چپ چاپ بڑھے، نرمین نے اپنے گرد لپٹے بلیذر کا کالر اپنے ناک کی اور کرتے اسکی خوشبو ان ہیل کی جبکہ اس پر سانول کی بے ارادہ نظر پڑی تو ہٹنا بھول گئی۔

کیا وہ اسکی خوشبو تلاش رہی تھیں؟ پہلا خیال یہی آیا اوپر سے نرمین نے آنکھیں بند کیے مسکراہٹ دی، کیسے نہ سانول کی دھڑکنیں اپنی ڈگر بھلا دیتیں۔

"مجھ سے اچھی تو میری چیزیں ہیں"

وہ سامنے نظر کرتا بولا تو نرمین اسکے رکنے اور چوری پکڑنے دونوں پر حواس باختہ ہوئیں۔

وہ گیٹ کے پاس رک چکا تھا جہاں دو سٹیپ اوپر چڑھنا تھا اور ان دو سٹیپس کے کناروں پر پھولوں کے چھوٹے چھوٹے گلدستے تھے۔

چیزیں اہم نہیں ہوتیں، ان میں انکے مالک کی خوشبو اور لمس کا جذب ہونا" "اہم بناتا ہے

وہ اسکے جواب کو دیتے ڈور اوپن کرتیں اندر داخل ہوئیں اور سانول ایسے ظالم جواب پر دل ہی سہلاتا رہ گیا۔

"واو۔ یہ بہت خوبصورت ہے"

کوٹیج تین الگ پارٹس پر مشتمل تھا، ایک چھوٹا سا اوپن کچن، دائیں جانب ایک واش روم جبکہ مین لاونج ہی ایک طرح کے بیڈ روم پر مشتمل تھا، بائیں کنارے پر دیسی آتش دان اور اسکے قریب رکھی میز اور دو لکڑی کی ہی کرسیاں۔ جبکہ مین بیڈ روم میں زمین پر ہی نرم میٹرس تھا جس پر براون بیڈ شیٹ تھی اور ویسے ہی تکیے، جو کاٹیج کلر سے میچنگ تھے، جبکہ زمینی بیڈ کے سائیڈ دونوں ٹیبلز پر گلاس گلیٹری کینڈلز تھیں، سر اٹھانے پر ایک ہی وسط میں جلتا سنہری روشنی والا فانوس تھا۔

تم لکڑیاں جلاو، میں ان کینڈلز کو جلاتی ہوں۔ میرے چکر میں ٹھنڈ مت لگوالینا"

نرمین اسکے چپ ہو کر بس محبت سے دیکھنے پر گھبرایا سا مسکراتیں شیلف پر رکھے میچ باکس کو اٹھائے میٹرس کی طرف بڑھیں جبکہ سانول نے حکم کی تعمیل میں آتش دان دہکایا، جس میں جلد ہی دہکتی آگ کا بسیرا ہوا، کمرے میں موجود ٹھنڈک نے کم ہوتے ہی جسم کو لگتی ٹھنڈ سے نجات دینی شروع کی جبکہ نرمین نے میچ باکس پوری خالی کر دی پر مجال ہو جو ایک سٹک بھی جلی ہو، انکو آخری سٹک سے الجھتا دیکھے وہ مسکرا کر قریب آ رکتے ہاتھ بڑھا گیا جس میں لائٹر تھا۔

"کیوں ہلکان ہو رہی ہیں۔اس سے جلائیں"

نرمین نے اسکے چہرے کو سرسری سا تکتے فوراً سے لائٹر اسکی ہتھیلی سے اچک لیا اور دھیان سے ساری کینڈلز کو جلا ہی رہی تھیں جب سانول کو پاس ہی بیٹھتا دیکھے انکو واپس بے چینی گھیر گئی، دھیان بھلے سانول کا ساتھ بیٹھنا بھٹکا رہا ہو پر نرمین نے خود کو بھرپور لاپرواہ پیش کرتے جل چکی موم بتیوں پر ہی نظریں جمائے رکھیں۔

جل چکی ہیں کینڈلز، بلکہ انکی طرف آپکا اس قدر دھیان مجھے جلانا شروع ہو"
"چکا ہے

نرمین ڈر رہیں تھیں جس سے، سانول کے بہکے انداز انداز انہی جانب لے جانے پر بضد تھے، جبر اسی مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ سانول کی طرف دیکھنے لگیں، پھر جب کچھ سمجھ نہ آیا اور شانوں پر اوڑھا بلیڈر زاتار کر سانول کو تھما دیا۔

سانول نے تھامتے ہی سائیڈ پر پکڑ کر رکھا۔

دیکھو ہمارے پاس باتوں کے لیے کچھ نہیں ہے، تم بھی چپ ہو گئے۔ ویسے"
"تو بہت بول رہے تھے

خاموشی زیادہ نقصان دہ تھی تبھی نرمین نے آخر چپ خود ہی توڑی، سانول کی دلچسپی نرمین کے انداز اور لہجے نے بڑھائی۔

اوہ آئی ایم سوری۔ میرا دل بہت شور مچا رہا ہے۔ مجھے لگا آپ اسے سن رہی"
ہوں گی۔ بھول گیا تھا کے محبت تو صرف آپ ہیں میری۔ میں آپکی نہیں
"ہوں کے آپ میرے دل پر دھیان دے پائیں
سانول کے پھیکے لہجے پر نرمین نے گھبراہٹ ترک کرتے افسوس سے سانول
کے چہرے کی طرف دیکھا جو یہ سب کہنے کے بعد ڈھیٹ بنا آنکھیں چرائے
مسکرا بھی رہا تھا۔
ہاں بلکل۔ ایسے ہی اٹھ آئی ہوں ناں تمہارے ساتھ تبھی۔ نہ اپنی عمر کا لحاظ"
"کیا نہ رتبے کا۔ محبت کیسے ہو سکتے ہو تم میری
وہ روٹھ جائیں گی سانول نے کب سوچا تبھی تو فورا سے بازو نکال کر نرمین
کے اطراف لپیٹے اپنی جانب سرکایا، وہ ہنوز منہ پھیرے خفا تھیں۔
ایسی باتیں مت کریں۔ میں آپکے میرے ساتھ آنے کی بے حد چاہت"
سے قدر کر رہا ہوں۔ سوچا تو میں نے بہت تھا کے سب کچھ کہوں گا پر اب

میرے جذبات اس قدر ہیں کے نہ زبان بیان کر سکتی ہے نہ ایسے الفاظ اب تک تسخیر ہوئے ہیں۔"

وہ جو روٹھ کر جان بوجھ کر سانول کی قربت سے گریز برت رہی تھیں، وہ یوں برداشت نہ ہوا تو اسکے سینے سے جا لگیں، بازو بھی سانول کے اطراف لپیٹ لی۔

"مت کہو کچھ، ان فیکٹ کہنے کی کوشش بھی مت کرو۔ میں بہت خوش ہوں یہاں، میں خود کو بہت خاص محسوس کر رہی ہوں۔ تمہارا ماتھا چومنا، مجھے ملے اب تک کے مسرور لمس کی فہرست میں شمار ہے۔ اور میرے لیے اب تک کے مسرور بوسوں میں ایک بھی برہان جدون کا شامل نہیں۔"

نرمین کے سرگوشیانہ اعترافات اور یوں سانول کو معتبر کرنے نے اس شخص کے جذبات میں مزید شدت لائی۔

"میری طرف دیکھیں، دل تو نہیں رکھ رہیں؟"

وہ جو زندگی جی کر آیا تھا، اسکا محبت کے معاملے میں بے یقین ہونا برحق تھا، سانول نے انکی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اوپر کیا تو نرمین رضامندی سے مسکرائیں۔

"اگر میں نے تمہیں مل کر بھی تمہارا دل ہی رکھنا ہوتا تو کبھی نکاح کی نوبت نہ آنے دیتی سانول۔ میں تمہارا دل رکھنا چاہتی ہوں لیکن ایسے نہیں، اپنے دل کے قریب۔ ہمیشہ۔ تم میری زندگی کے چند خاص لوگوں میں شمار ہو جنکا کھونا مجھے کھوکھلا کر دے گا۔ محبت کا وعدہ نہیں کر سکتی، وہ غلط وقت پر غلط شخص پر لٹا کر بہت تڑپ چکی ہوں۔ میں اتنا وعدہ ضرور کروں گی کے میں اب تمہیں اداس نہیں ہونے دوں گی نہ ہی تم سے کوئی بھی حق چھینوں گی۔ تم خود پر آخری سانس تک مکمل اختیار دے دیا ہے میں نے"

وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر سانول کے رخسار پر پھیرے اس بدقسمت شخص کو چند اعترافات سے ہی دنیا کا سب سے خوش قسمت شخص بنا چکی تھیں اور انکو

اندازہ ہی نہیں تھا کے وہ سانول کو اس ایک لمحے میں مزید جان سے پیاری ہو گئی ہیں۔

"س۔۔سچ میں۔مجھے آپ پر سارے حق مل چکے ہیں؟سارے نرمین"

وہ پھر بے یقینی سے بولا،وہ یوں اجازت لیتا بہت بھار ہا تھا انھیں۔

"سارے کے سارے"

وہ تمام تر گھبراہٹ ترک کرے سانول کے حصار میں خود کو بے انتہا محفوظ مانتی جان لیوا لگیں تبھی تو سانول نے پکڑ کر انکو میٹرس پر لیٹائے پھر سے جھک کر جبین چوم لی،نرمین کا مسکرا کر تھوڑا فاصلہ بناتے سانول کو دیکھنا کوزے میں بند طوفان کو بے قابو کرنے سا تھا۔

"ایک بار پھر کہیں کے سارے حق ہیں میرے پاس"

وہ دسترس میں آتی محبت پر پاگل ہو رہا تھا،نرمین کی مسکراہٹ سے بڑی ہاں آج کچھ نہ تھی۔

آپکو اتنا قریب بس خواب میں ہی سوچا ہمیشہ۔اتنی قریب سے آپ اتنی"
زیادہ حسین لگیں گی مجھے زرا اندازہ نہ تھا۔مجھے یقین نہیں آرہا کے آپ
"میرے پاس ہیں نرمین۔
سانول نے ہاتھ بڑھا کر نرمین کے میڑس پر بکھرتے کھلے بالوں کو چھوا پھر
ہاتھ بڑھا کر نرمین کی رخسار چھوئی،اس عورت کے اندر ایسی ستائش سننے کی
حسرت مر چکی تھی پر اس لمحے یوں لگا وہ واپس جی اٹھی ہوں۔
میں نے بھی نہیں سوچا تھا اتنے قریب آکر تم مجھے پیارے لگو گے،تم سچ"
میں ان چھوئی عورت ڈیزرو کرتے تھے۔تم نے بڑی بے رحمی سے اپنی
خوبصورت جوانی میرے پیچھے برباد کی سانول۔تمہیں پتا ہے میں تمہارے
جذبات برہان سے شادی کے پہلے دن ہی جان گئی تھی،جب تم اپنی بوا سے
بات کر رہے تھے۔میں نے سنی تھیں تم دونوں کی باتیں۔تب سے
تمہارے دل کے لیے صرف حوصلہ مانگا ان تیس سالوں میں کیونکہ اس روز
تمہارے جو چند آنسو بہے تھے انہوں نے بتایا تھا مجھے کے یہ شخص میرے سوا

کسی کا نہیں۔ جبکہ میں برہان کے نام لگی نرمین، تمہارے لیے بس صبر ہی
"مانگ سکی تھی۔ان تیس سالوں کے لیے آئی ایم سوری
سانول مسکراتا ہوا اپنا پھر سے بے قابو ہوتا آنسو نرمین کی گال سے رگڑے
انھیں بھی درد بھری مسکراہٹ دے گیا۔

"اپنے تیس سکینڈ دیں، میں ابھی تلافی کرتا ہوں تیس سالوں کی"
وہ سانول کی پر تقاضا نظروں اور سرگوشی پر گہرا سانس بھر گئیں جبکہ سانول
نے ان مخملی سانسوں کے سنگم پر تیس سکینڈ کی بھری جاتی سانسیں قربان کر
دیں، نرمین کے ہاتھوں کی سانول کی پشت پر بنتی گرفت کہہ رہی تھی کے وہ
بھی ایسے پر امن اور روح سہلاتے قریب ترین لمس پر اپنی نہیں رہیں۔
فون کی بیل ٹھیک تیس سکینڈ کا دورانیہ ختم ہوتے ہی بج اٹھی، وہ نرمین کی
گال چومتا اس درجہ بے آرامی پر معذرت زدہ ہوئے پیچھے ہٹ کر بیٹھا تو
نرمین بھی اسکے فون دیکھ کر پریشان ہونے پر اٹھ بیٹھتے ہی سانول کا ہاتھ جکڑ
گئیں۔

نرمین۔مجھے یہ کال لینی ہو گی۔آپ تب تک مزے دار سی چائے بنا"

"لیں۔سونے نہیں والا میں۔نہ آپکو سونے دوں گا

چاہت لٹاتی نگاہوں سے نرمین کے ہونٹوں،رخساروں اور آنکھوں پر نظر دوڑائے وہ مقابل سے لجائی سی اجازت ملتے ہی اٹھ کر چلا گیا جبکہ اسکے باہر نکلتے ہی نرمین نے اپنے بہت تیز دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا،سانول کی نرم مگر جان لیوا قربت انکے پورے جسم کو حصار چکی تھی تبھی بہت مشکل ہوئی انکو سانول کے سحر جھٹک کر چائے بنانے کا فیصلہ کرنے میں۔

سانول باہر نکلتا کچھ دور آتے ہی کال ریسو کر چکا تھا پر چہرے پر سنگلاخ چٹانوں کی سی سختی تھی۔

تو کر ہی لی تم نے نمک حرامی۔چھین لی میری نرمین۔آئینے میں شکل دیکھتے" تمہیں گھن نہیں آئے گی؟میری نرمین کو کیسے چھو سکتے ہو تم۔اسکے جسم کا ہر ہر حصہ کئی سال میری ملکیت رہا،آج بھی اس عورت کے وجود کی ہر بناوٹ "ازبر ہے مجھے۔اسکے ہونٹوں کی مٹھاس۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ پاگل کچھ مزید بکتا، سانول کے صبر کے پیمانہ لبریز ہوا۔

"بکواس بند کریں، وہ میری ہیں اب سمجھے آپ۔ آپکے دماغ سے انکا نام و نشان مٹادوں گا۔ زندہ زمین میں گاڑدوں گا اگر نرمین کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے۔ مر کیوں نہیں جاتے آپ برہان جدون۔ نرمین تو دور انکے خیال پر بھی اب آپکا کوئی حق نہیں۔ اور نمک حرامی کرنی ہوتی تو کتنے سال انھیں آپکی ہوس کا نشانہ نہ بننے دیتا۔ دوبارہ مجھے کال مت کیجئے گا"

سانول کی نفرت آج پہلی بار اس بستر مرگ پر پڑے وحشی پر برسی تھی، جبکہ برہان کے نصیب میں ہدایت نہیں ہے یہ اسکے کمینگی سے ہنسنے سے عیاں ہوا۔

"بابا نے ایویں تم سے شادی نہیں کروائی اسکی، دیکھنا وہ مجھے میری نرمین تم سے چھین کر لوٹائیں گے۔ آخر کو سگی اور اکلوتی اولاد ہوں۔ صرف اس لیے کال کی کے نرمین سے بھلے نکاح کر لیا ہو پر خبردار اسے چھوا بھی۔ میں پاگل خانے کے بستر مرگ پر ضرور ہوں، پر اپنی ضد بن چکی اس عورت کو اب بھی

کسی اور کے لیے نہیں چھوڑوں گا۔اپنی اوقات مت بھول دو ٹکے کے باڈی گارڈ۔۔۔"

ایسے تضحیک بھرے الفاظ سانول کا دل ٹکرے کر چکے تھے، لیکن اصل رنج برہان کے پہلے جملوں نے دیا،اب نرمین کے چھیننے کا خیال بھی سانول کی جان لینے کو کافی تھا۔

"ک۔۔کیا مطلب۔؟وہ مجھ سے نرمین چھین لیں گے۔"

سانول کی لڑکھڑاتی سرگوشی، برہان کو تسکین دے گئی۔

"بلکل۔مجھے لوٹائیں گے۔تم صرف ایک استعمال ہوئی شے رہ جاو گے نمک حرام۔میری بیوی پر گندی نظریں رکھنے والے کا یہی انجام ہونا تھا۔سو اب یاد رکھنا۔یہاں تم نے نرمین کو چھوا، وہیں اڑتی ہوئی گولی اسے مار دے گی کیونکہ میرا خاص آدمی کوٹیج کے بہت قریب ہے۔اپنی تو تمہیں کبھی پرواہ نہ تھی سو امید ہے نرمین کی زندگی کے لیے تم اسے چھونے سے گریز کرو گے۔اس پر صرف میرا حق تھا اور ہمیشہ رہے گا۔"

سانول اس سے زیادہ سن نہ سکا اور رابطہ توڑ دیا، جبکہ بھیگتی سرخ آنکھیں اک آخری بار کاٹیج پر ڈالیں۔

"حلالہ جیسی لعنت کے لیے کم از کم براق جدون جیسا نفیس آدمی کبھی آمادہ نہیں ہو سکتا۔ یہ آدمی بکواس کر رہا ہے۔ میں نرمین کو لے کر کسی کھائی میں کود جاوں گا پر انھیں دوبارہ تمہارے رحم و کرم پر نہیں چھوڑوں گا گھٹیا شخص۔۔۔۔ یا اللہ مجھے صبر دیں"

سانول بھلے ہل گیا ہو پر یہ سب بکواس اسے ہر گز نہیں سوچنی تھی تبھی آنکھوں کو رگڑے کچھ دیر بعد جب واپس کاٹیج کی طرف گیا اور دروازے کی اوٹ کھولی ہی کے نرمین دیکھائی دیں جنہوں نے چینج کر لیا تھا، جبکہ وہ چائے بناتی گنگا بھی رہی تھیں۔

"اگر میں نے نرمین کے ساتھ اپنا رشتہ شروع کر لیا اور براق جدون نے مجھے بیٹے کے دباو میں آکر نرمین کو چھوڑنے کا کہہ دیا تو میں تو ادب و احترام میں یہ بھی نہیں کہہ سکوں گا کے میری جان چلی جائے گی۔ مجھے نرمین سے دور رہنا

ہو گا، کم از کم اس منحوس پاگل کے مرنے تک۔۔۔۔آئی ایم سوری میری جان، مجھے آپکو آج اکیلا چھوڑنا ہو گا۔۔۔۔۔۔کیونکہ میں آج آپ کے پاس رہا تو خود کو روک نہیں سکوں گا اور اس حلالہ نامی منحوسیت کی شرط پوری ہو جائے گی۔میں نہیں چاہتا اب دنیا کی کوئی طاقت مجھے آپکو چھوڑنے پر مجبور کر سکے"

سانول نے بہت کرب سے یہ فیصلہ لیا اور اک آخری نظر نرمین پر ڈالتے ہی وہ الٹے قدموں مڑ گیا لیکن جانے سے پہلے گن مین کو نرمین کی حفاظت پر معمور کر گیا۔

نرمین چائے بنائے کچھ دیر اسکا انتظار کرتی رہیں مگر جب وہ نہ لوٹا تو باہر نکلیں پر کہیں بھی سانول نہ تھا۔

اک آنسو ٹوٹ کر انکے رخسار پر رینگا۔

"وہ مجھے چھوڑ گیا؟ایسا کیسے کر سکتے ہو تم سانول"

نرمین نے ڈرتے ڈرتے آنسو سنبھالتے چار سو نظریں گماتے اسے ڈھونڈا لیکن پھر فوراسے واپس بھاگتے ہی دروازہ لاک کرے وہیں بیٹھتی چلی گئیں، دونوں کی آنکھیں بھیگی تھیں، وہ کاٹیج سے جاتے ہوئے اذیت میں تھا اور نرمین، اسکاانتظار کرتے ہوئے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"بھائی صاحب خیریت ہے؟آپ نے کیابات کرنی ہے؟"

رضوان صاحب کے شاکرہ اور سلمان کو پاس بلانے نے دونوں کو تھوڑا پریشان کر دیا، سلمان ہی بے چینی کے سنگ بھائی صاحب کے چہرے پر نظریں جمائے بولا۔

ہاں۔ بات پرانی سہی پر انداز نیا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم دونوں جمشید سے" اپنی ناراضگی ختم کرو۔ میں نے تم دو کے لیے عمرے کا پیکج خریدا ہے۔ اسے میری طرف سے تم دو ایک چھوٹا سا تحفہ سمجھنا۔ جاو اور جمشید سے بھی مل کر آو دونوں۔ تم دونوں کے پاسپورٹ اور ویزے بھی تیار ہو چکے ہیں۔ اپنی اولاد کی قدر کرو، ٹھیک ہے؟"

شاکرہ اور سلمان جیسے بھی بند عقل تھے پر عمرہ ایسی چیز ہے جو ہر مسلمان کے دل کو گرویدہ کرتی ہے، اور ویک پوائنٹ ہوتا ہے پھر شاکرہ کے لیے سعودی اور دبئ جیسے ملک میں جانا بھی عام بات نہ تھی، اسے تو ہمیشہ سے بڑے بڑے ملکوں میں گھومنے کا ارمان تھا مگر سلمان کی اتنی حیثیت نہ تھی کے وہ شاکرہ کا کوئی ارمان پورا کرتا۔

"اللہ آپکو اسکا اجر دے بھائی جان"

سلمان نے اٹھ کر پاس بیٹھے رضوان صاحب کا ہاتھ چوما تو وہ اسکی گال تھپکاتے نظریں شاکرہ پر ڈال گئے جو کسی گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔

اچھا موقع ہے شاکرہ۔ جا کر اپنے ہاتھوں سے اس چڑیل کو اپنے بچے سے " دور کرنے کا۔ عمرہ کی سعادت بھی ہو جائے گی اور اپنا بچہ بھی واپس چھین لوں گی۔ واہ بھائی صاحب، آپ جیسے کنجوس کی طرف سے یہ تحفہ واقعی ہی "ہارٹ اٹیک دینے سا ہے۔

شاکرہ کے دماغ میں ابھی تک بس یہی سب چل رہا تھا جبکہ رضوان ساری حقیقت جان چکے تھے، گرمیل کے مرنے سے لے کر جمشید کے کینسر تک کیونکہ جمشید کا اہم آدمی درحقیت رضوان صاحب سے رابطے میں تھا، اور تبھی رضوان صاحب نے ان دو بد دماغوں کو بھیجنے کا فیصلہ کیا تا کے یہ دو خود جا کر شنائیل کی سعادت مندی اور اسکا جمشید کے لیے لازم و ملزوم ہونا دیکھیں، جبکہ خود وہ تب سے اپنی ہر دعا جمشید کے نام کر چکے تھے، اسے تک علم نہ ہونے دیا کے وہ جمشید کی ہر اذیت جان چکے ہیں، شرمندہ تھے کے اسے پالا پوسا پر اسکے دل میں نہ جھانک سکے۔

"بہت شکریہ بھائی صاحب، ہم ضرور جائیں گے"

ابھی تو شاکرہ کے ارادے ٹھیک نہیں تھے پر عنقریب وہ سنورنے والی تھی اور شاید یہ کر کے رضوان احمد جمشید کی تکلیف کی ادنی سی تلافی کے طلب گار تھے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

یزدان اور سلوی نے واپسی پر کچھ اوٹنگ کی جس سبب سلوی کافی تروتازہ ہو گئی، پھر یزدان اسے اپنے لیب لے کر گیا جہاں سلوی کا تعارف اس نے اپنی تمام ڈاکٹرز سٹاف ٹیم سے کروایا۔

یہ ہائی ایڈوانس میڈیسن ڈرگ لیب تھی جہاں یزدان فاروقی انچارج چھ رکنی ٹیم میں شامل تھا۔

"آئیں آپکو اپنی لیب دیکھاتا ہوں"

سلوی اسکے ہمقدم لیب ایریا کی طرف بڑھی جسے یزدان نے فنگر پرنٹ کی مدد اور فیس لاک کے تھرواوپن کیا، جبکہ ان دو کے اندر داخل ہوتے ہی پوری لیب چکاچوند چھوڑتی روشنی میں نہا گئی۔

خود سلوی نے ایسی جگہ اپنی زندگی میں پہلی بار دیکھی، گلاس کبرڈز بہت ہی خوبصورتی سے دیواروں میں نسب تھیں جہاں مختلف کیمیگرزاور میڈیسن ڈرگز ترتیب سے ناموں سمیت رکھے گئے تھے۔

بہت بڑے سے میز پر مختلف انسٹرومنٹس، مائیکروسکوپ، ٹیسٹ ٹیوبر، بیکرز، مختلف قسم کے آلات جراحی، کچھ ماڈرن ایکوپمنٹس، مشینز، یہ سب سچ میں ایکسائٹنگ تھا۔

اومائی گارڈ، یہ کتنی خوبصورت جگہ ہے۔ سکھی میں یہاں جاب کروں" "گی۔ کتنا مزہ آئے گا جب ہم کام کے دوران ایک ساتھ ہوا کریں گے۔

سلوی نے رخ موڑتے شوخی و مستی سے کہا جب سکھی دل و جان سے اسی کو نہارنے کے بیچ قدموں کا فاصلہ کاٹے سلوی کے روبرو آرکا۔

"ہم صرف کام نہیں کریں گے، لیب رومینس بھی ایجاد کریں گے"

یزدان کی بہکی سی مسکراہٹ اور بات دونوں نے سلوی کو مسمرائز کیا۔

آپ مجھے مزید پرجوش کر رہے ہیں۔ ویٹ نہیں ہو گا مجھ سے سکھی۔ میرا"

"دل ابھی سے یہاں آنے پر مچل جائے گا

سلوی کی بولتی، مسکراتی آنکھیں اسکے شوق پورے ہونے پر اور حسین ہو رہی تھیں۔

"تو آج سے ہی سٹارٹ کر لیتے ہیں، آپ کو کچھ نیا فیل ہو گا"

یزدان کی بدلتی ٹون پر سلوی اسکے حصار میں کسمسائی۔

نوو۔ سسپئنس خراب نہیں کرنا چاہتی۔ ہم یہ والا ایکسپرینس، دو سال بعد"

ہی کریں گے۔ ابھی ہم ایک دوسرے کا ساتھ انجوائے کرتے ہیں

"ناں۔ محبت بھرا ساتھ

وہ صلح جوئی سے مشورہ دے رہی تھی اور یزدان اسکی سادگی پر خطرناک سا مسکرایا۔

بیوٹی، آپ کے ساتھ ہوتا ہوں تو خود بخود جذبات بڑھنے لگتے ہیں۔ایسے "

"جذبات جن کو روکنا، اپنی ہی جان خطرے میں ڈالنے جیسا ہوتا ہے

بڑی بے کلی کے سنگ یزدان نے اپنی مشکل بتائی، سلوی اسکے حسین طرز سے بے بس ہونے پر مسکرائی۔

اپنے صندلی ہونٹوں کو یزدان کی شہ رگ پر رکھے ساتھ گہری سانس میں اسکی خوشبو اپنے اندر تک اتارتے سامنے ہوئی۔

اپنی جان خطرے میں مت ڈالیے گا۔میری جان پر رسک لینے کی اجازت "

"دی آپکو۔آہاں۔۔۔نو۔ابھی ہم صرف اوٹنگ پر ہیں

سلوی نے اس اقرار پر یزدان کے قریب سرک آنے پر اسکے ہونٹوں پر مخملی ہتھیلی جمائی اور اونہوں کرتی مسکرائی، یزدان نے اسکی ہتھیلی اپنے ہونٹوں سے چومتے ہٹائی اور وہی ہاتھ اسکے اطراف حصار کر اک جسارت کرتے پیچھے ہٹا تو وہ شرمگیں سا مسکراتی یوں دیکھ رہی تھی جیسے یزدان کے باز نہ آنے پر خفیف سی نالاں ہو۔

آپکی میرے ساتھ اوٹنگ ایسی ہی ہو گی۔ خیر تیاری پکڑ لیں۔ ہم بہت جلد" بیلجیئم جا رہے ہیں۔ آپکا ایڈمیشن ہو جائے گا لیکن باقاعدہ کلاسیز آپ واپس آ کر لے سکیں گی"

بیلجیئم کا سنے سلوی خوشگوار حیرت سے چہکی۔

"یعنی ہنی مون؟ پر آپکی بازو سکھی"

وہ خوش تھی پر اگلی سرگوشی میں خوشی کا عنصر غائب سا ہوا۔

جان، ہنی مون پر پھر چلیں گے۔ ابھی میری ایگزیبیشن ہے۔ اور آپ"

"میری ماڈل نہیں ایز آ بیلوڈ وائف اس میں مہمان خصوصی ہوں گی۔

سلوی کے ہونٹوں پر یہ سنے مہکار بھرا تبسم جاگا۔

"آئی لو یو سو مچ"

وہ فورا سے اسکے سینے جا لگی، یزدان نے اسکی زرا پیچھے ہوتے کن پٹی چومتے، محبت سے دیکھ کر دنیا جہاں کی آسودگی کو سلوی میں اتار کر رکھ دیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

سچ کہا تھا شنائیل نے، وہ پوری نکاح سر منی میں سب سے حسین شخص تھا، شنائیل کا ذاتی، اسکا پیارا شوہر، جسے اس نے دنیا کی گرد، بھیڑ اور غبار کے بیچ سے بڑی مشکل سے اپنی بکھرتی ٹوٹی سانسوں کی امان کی صورت پایا تھا۔

سمیر خان اپنے خاص مہمانوں کے قدموں میں بچھ رہے تھے، دونوں کا تعارف اپنی وائف نازلی اور بیٹے شہریار اور اسکی منکوحہ رابیل سے کرواتے وہ بہت خوش بھی تھے کیونکہ جمشید کا یہ نیا روپ انکے لیے بھی ایزآ طبیب ایک بڑا سکھ تھا۔

"مان گیا ہوں آپکو مسیحا"

سمیر خان نے شنائیل کو دیکھتے کہا تو وہ اترا کر اپنے سے کچھ فاصلے پر کھڑے جمشید کو دیکھنے لگی جسے ایک جاننے والا مل چکا تھا۔

"در حقیقت آپکا یہ پیشنٹ میرا مسیحا اور میری ہر تکلیف کی دوا ہے سمیر خان۔اسکی چلتی نبض کے ساتھ میری سانسوں کی ڈور الجھ چکی ہے"

شنائیل کی آواز خفیف سا کپکپائی۔

"وہ ٹھیک ہو جائے گا شنائیل، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ وہ ٹھیک ہو گیا ہے۔ محبت در حقیت ایک امید ہی ہے، جب یہ ہماری دامن پر پھوار کی صورت گرتی ہے تو تمام بنجر پن ختم کر دیتی ہے۔یونو واٹ مجھے جمشید اتنا پیارا کیوں ہے؟ کیونکہ اسکی زندگی بلکل میری زندگی جیسی ہے۔میں بھی اپنے پیرنٹس کے ہوتے بھی اکیلا جیا ہوں، ان دو کو میرے درد پتا نہیں چل سکے کبھی۔ماں باپ بہت پیاری ہستیاں سہی پر انکی زرا سی غفلت اولاد کے اندر کبھی نہ بھرنے والا خلاء بنا دیتی ہے۔میری زندگی میں نازلی نے آکر مجھے یہ احساس دلایا کے میرے درد کی بھی دوا موجود ہے۔یونو واٹ، نازلی اور میری شادی بھی تم دو کی شادی جیسی ایمرجنسی ہی ہوئی۔بس بہت سی میچنگ وائبز نے مجھے جمشید کے لیے زرا سے دنوں میں چُنی کر دیا"

سمیر خان کے بارے جان کر شنائیل سوز بھرا مسکائی، وہ خود بھی تو جمشید کی تکلیف کو دور کرنے والے ہر سبب و وسیلے پر قربان تھی۔

ہوپ سو میں اور جیم بھی ایک دن یونہی اپنے بیٹے کی نکاح سر منی کریں"

"گے

شنائیل کی خوبصورت متوقع خواہش پر سمیر خان نے دل و جان سے اسکی گال تھپکتے آمین کہا اور کہتے ہیں کچھ آمین بڑے لاڈلے ہوتے ہیں، سیدھے عرش پر جاتے ہیں۔

ہیلو ڈارلنگ۔۔۔۔لانگ ٹائم نو سی۔تم نے انڈسٹری چھوڑ دی، یار ایسا" ظلم۔ابھی تو تم پر جوانی کی بہار آنی شروع ہوئی تھی۔۔۔۔۔اف لک ایٹ "یو۔ہاٹ اینڈ گارجئیس لیڈی

ابھی شنائیل سنبھل ہی پائی تھی کے ایک شوخ سا نوجوان، خباثت سے ہنستا بے تکلفی سے شنائیل کے پاس رکتے ہی اسے پکڑ کر اپنی طرف پلٹا گیا، شنائیل خود تھم گئی کیونکہ پہلی بار کسی مرد کے چھونے نے اسے اخیر اذیت دی۔

"ہاتھ ہٹاواس سے"

اس سے پہلے شنائیل مزاحمت کرتی،اس آدمی کی شرٹ کے گریبان کو پچھلی طرف سے دبوچتے جمشید اسکے عقب میں غرایا۔

کیوں بھئی۔تو باپ لگتا ہے کیا اسکا۔میری ڈارلنگ ہے یہ۔اتنی راتیں"

"حسین کر رکھی ہم نے۔کیوں شنائیل شمدی؟

وہ آدمی ہوس ٹپکاتی آنکھوں سے شنائیل کو دیکھتے یہ سب بول تو گیا پر اگلے ہی لمحے اسے لگا، جس نے اسکی شرٹ کا کالر دبوچا،اب گردن بھی نچوڑ کر رکھ دے گا۔

اس شیر ازنامی آدمی کے حلق سے نکلتی دلخراش دھاڑ پر لمحہ بھر تمام مہمان بھی سہمے،خود سمیر خان اور اسکی فیملی بھی۔

"تو پھر ایک رات اور حسین ہو جائے۔"

جمشید نے پوری قوت سے اسکی گردن دبوچے ہی لان سے قدم نکالے کیونکہ اندازہ ہو گیا تھا کے مہمان خوفزدہ ہیں اور جمشید ہر گز ابھی سمیر خان کے ایونٹ کو برباد کرنا نہیں چاہتا تھا۔

جمشید نے اسے ابتدائی پورچ میں لاتے بری طرح کھردری زمین پر پٹخا، ہیلز میں کسی کے دوڑنے کی آہٹ پر جمشید پلٹا تو بھیگی سرخ آنکھوں سے شنائیل اسے تکتی وہیں دوڑ کر آرکی، پیچھے پیچھے سمیر خان بھی باہر آچکے تھے۔

"بیوی ہے یہ میری، اور اس سے جڑی ایسی کوئی بات جو بھی کرے گا اسکا حلق دوبارہ آواز نکالنے کے قابل نہیں رہے گا۔ یہ بات اپنے جیسے ہر اس نالی کے کیڑے کو سمجھا دینا جسکے اندر تیرے جیسا گند انسٹال ہے۔ اب نکل ورنہ تیری رات ایسی حسین کروں گا کے تو حسن کی ڈیفینیشن ہی بھول جائے گا"

جمشید نے اسے صرف اس لیے بخشا کیونکہ وہ سمیر خان کا مہمان تھا، جبکہ وہ بھی دم دبا کر ایسا بھاگا جیسے ڈر ہو واقعی جمشید اسکا سینہ چیر دے گا۔

شیراز کے بھاگنے پر سمیر خان نے مسکرا کر روئی روئی شنائیل کی گال تھپکائی اور واپس اندر لپکے کیونکہ جان گئے اب یہاں انکا کام نہیں۔

شنائیل کتنی ہی دیر ڈبڈبائی آنکھوں سے جمشید کی پشت گھورتی رہی جو اپنے عتاب کو پی رہا تھا تاکہ لہجے کی زرا بھی تپش باقی نہ رہے اور شنائیل کو آنچ پہنچے۔

"م۔۔میں ایسی نہیں ہوں جیم، وہ جھوٹ بول رہا تھا۔م۔۔میں نے ایک رات بھی کبھی کسی کے ساتھ نہیں گزاری۔میں نے ا۔۔اگر ایسا کیا ہوتا تو میں خود جیسے گند کو کبھی تمہاری زندگی میں رہنے نہ دیتی۔"

وہ ناچاہتے ہوئے بھی رو پڑی، کیونکہ دل دکھ سا رہا تھا۔

وہ فوراً سے پلٹا، شنائیل کے آنسو فاصلے سے دیکھتے ہی فوری اسکی طرف قدم بڑھائے، اسکے ہاتھ بڑھا کر آنسو پونچھ کر فوری ماتھا چوما۔

"ڈونٹ کرائے! وہ زلیل جانتا نہیں ہے کے میری محبت میں پڑتے ہی تم تمام الزاموں سے بری ہو گئی، جو خطائیں تم نے کیں یا کرنے کا سوچا تھا سب

معاف۔میرے لیے تم اسی دن دنیا میں آئی۔جس دن ہمارا نکاح ہوا۔دیٹس

"اٹ

اس لمحے جب احساس شرمندگی سے شنائیل سے آنکھ اٹھانا دوبھر تھا، جمشید احمد کے یقین اور پیار لٹاتے چند جملے اسے لمحے میں سمیٹ گئے۔

ورنہ وہ بکھری ہوئی، بھری دنیا میں خود کو تنہا مان چکی تھی۔

"ج۔۔جیم"

وہ بولنے کی کوشش میں سسک اٹھی۔

تمہارا یہ بلیکی، تمہیں روتا کیسے دیکھے؟ سمیر خان منتظر ہوں گے۔بچارے" پہلے ہی مجھ جیسے مریض سے تنگ تھے۔اب اگر انکا ایونٹ خراب کیا تو جوتا "ماریں گے۔دیکھو مسکارہ اور لائنر خراب ہو جائے گا۔

وہ اسے صرف پہلے جملے سے ہی مسکراہٹ دے گیا، اگلی باتیں تو وہ سن کر بھی ان سنی کر گئی۔

"واٹر پروف ہے جیم"

وہ نم آنکھوں سے مسکرائی تو دونوں ہی ہنس پڑے۔

پہلے بتاتی ناں۔ سٹمک میں تتلیوں کے ساتھ زرا سی لپ سٹک بھی"

"ایڈجسٹ کر ہی لیتی

وہ اسکے شوخ جملے پر بس جی جان سے اسکے گلے جا لگی، آج جو مان جمشید نے اسے بخشا، ایسا سکھ سچ میں شنائیل کو زندگی میں پہلی بار ملا تھا۔

"پتا نہیں کس ایک نیکی کا صلہ ہو تم میری"

وہ جذباتی تھی، جذبات سے زیادہ اس پر جمشید کا سحر چھایا ہوا تھا۔

صلہ نہیں ہوتے ہم جیسے گرے پیپل، سانحہ ہوتے ہیں، میری زندگی میں"

"اب تک صرف ایک ہی اچھی چیز ہوئی اور وہ تھی تمہاری کڈنیپنگ

وہ اپنے اور شنائیل کے ملنے کا نقطہ بیاں کیے جس خوبصورتی سے

مسکرایا، شنائیل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔

اور میں نے اچھا کام یہ کیا کے اپنے اس کڈنیپر کو یہ حق دیا کے وہ مجھے ساری"

"زندگی تک بار بار اغوا کر سکتا ہے۔

شنائیل کی شوخ ہنسی لوٹی تو جمشید کے ڈوبے دل کو قرار ملا۔

مقدر نے ساتھ دیا تو میں تمہیں ایک بار قید کر کے اپنی گرفت سے نکلنے ہی"

"نہیں دوں گا۔دوسری بار جکڑنے کی نوبت نہیں آئے گی

وہ اسکے حق جتانے پر گلاب کی طرح کھل اٹھی۔

تم قید کرنے والے بنو، میں اپنی اڑان، آزادی اور اختیار سب تم پر وار دوں"

"گی جمشید احمد۔آئی لو ویو

وہ اپنے ہاتھوں کا ٹھنڈا لمس جمشید کی گردن پر پہنچاتی مدہوش کر گئی۔

"آئی لووو۔۔۔۔۔"

وہ کہتے کہتے شنائیل کی آنکھوں میں غالب آتے خمار پر رکا۔

"آئی لووداویدر، آئی لووداہیوٹی آف بلیک"

وہ اسے یوٹرن پر ڈرامائی سا گھورتے ہی جیم کی شرارت پر کھلکھلا اٹھی اور

دونوں ہاتھوں میں ہاتھ تھامے واپس سمیر خان کی تقریب کی رونق بڑھانے

چل پڑے اور موسم خوامخواہ ہی ان پر عاشق ہوا جا رہا تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

دراب، باران اور لیزے نے واقعی میں براق جدون کی رات مزے دار کی، ویسے بھی جب ہمارا دل اداس ہو تو بہت پیارے لوگوں کی پاس موجودگی سب سے بڑا مرہم بن جاتی ہے۔

"موووی تو بہت مزے کی تھی مگر زیادہ مزہ تم تینوں کی کمپنی نے دیا۔ میں سب سمجھتا ہوں میرے بچو، لیکن سچ یہ ہے کہ دل کے اندر گھٹن ہو تو باہر سجا میلا بھی وہ خوشی نہیں دے سکتا جو دینی چاہیے"

باران تو مستی کر کے وہیں کاوچ پر ہی سو چکا تھا البتہ دراب اور لیزے ابھی تک دودھ سے باتوں میں مگن تھے۔

"مکمل خوشی اور مکمل جہاں تو دنیا کے بادشاہوں کو نہیں ملا، پھر ہمارے کنگ کو کیسے مل سکتا ہے۔ پھر بھی آپ فیل کریں تو آپکو مکمل جہاں کی وائبز دے سکتے ہیں ہم"

لیزے نے ہی ددھو کو امید افزاء نظروں سے دیکھتے متجسس کیا جو دھیما سا مسکرائے۔

تو پھر کوئی مزے دار سی نیوز سنا دو دونوں۔ ممکن ہے تمہارے یہ دکھی سے "

"ددھو خوشی سے اچھل پڑیں

براق جدون نے باری باری دونوں کو دیکھا جہاں دونوں کی آنکھیں اضافی شادمانی سے بھری تھیں۔

"میں اسے روم میں چھوڑ کر آتی ہوں"

لیزے نے گھبرا کر نظر چرائی تو براق جدون اور دراب دونوں کی شرارت بھری آنکھیں چار ہوئیں۔

"اٹھانا مت۔ جگا کر لے کر جاو اسے"

دراب کی تاکید پر لیزے نے مسکراتے سر ہلایا اور باران کے پاس بیٹھتے ماتھا چوما ہی کے وہ جو کچی نیند میں تھا فورا کسمسایا جس پر لیزے نے اسے ہاتھ بڑھا کر اٹھایا اور ساتھ لیے روم کی طرف بڑھی۔

جبکہ لیزے اور باران کے جاتے ہی ددھو پوتے کی مشکوک نظریں چار ہوئیں۔

آپ کو کہا تھا آپکا کاکا، پٹاکہ بننے والا ہے۔ آر یو ریڈی فار این ادر بیوٹی فل"

"فیلنگ ددھو؟

دراب کے شریر سوال پر لمحہ لگا تھا براق جدون کو گیس کرنے میں، لیکن خوشی بعد میں رکھتے فوراسے اس آفت کا کان دبوچا۔

بچاری میری بچی لیزے۔ ڈال دی نہ اسکی جان مشکل میں۔ تو واقعی مجھ پر"

"گیا ہے

براق جدون کے آخری جملے پر دراب محظوظ مسکرایا۔

اچھا جی۔ میں آپ پر گیا ہوتا تو آج چچا تایا اور پھپھو جیسے رشتوں سے محروم"

نہ ہوتا جناب۔ ایک ہی آیٹم پیدا کر کے رج گئے آپ میرے ابا جی کی

"صورت

دراب کی کھلی زبان پر بچارے براق جدون تک شرم کھا گئے پر مجال ہو جو اس آدمی کو حیا چھو کر بھی گئی ہو۔

اوئے بد تمیز۔ تیری دادی نے اسے بھی بڑی مشکل سے دنیا میں لایا" تھا۔ مرنے والی تھی میری حسینہ اس کھوتے کے چکر میں۔ بس جب میں نے تیری دادی کو برہان کی پیدائش کے وقت تکلیف میں دیکھا تو میرا حوصلہ نہیں پڑا اس سے دوبارہ اولاد کی خوشی مانگنے کا۔ ہم نے مزید اولاد آنے والا " فنکشن ہی فریز کروا دیا۔ ورنہ تیرے دادا نے تباہیاں مچا دینی تھیں

ددھو کے صفائی دینے پر بھی دراب کی شرارت تھمنے پر نہ آئی۔

اچھا یہ بات ہے ددھو تو دیکھوں کوئی ٹارزن کی لاڈلی بچی، آپکا تباہی مچانے " والا شوق بھی پورا ہو جائے اور مجھے بھی چچا، پھپھو جیسے رشتے مل جائیں گے

اس بار دراب نے زرا پیچھے ہٹے مشورہ تھمایا اور آج ددھو سے بھی جناب نے کمر میں اچھا خاصا مکا کھا کر صرف یار سے پٹنے والا ریکارڈ بھی توڑ دیا۔

خبیث، بڈھے دادے سے ایسے نازک مزاق کرتے شرم نہیں آتی"
تجھے۔اگر میں سیریس ہوا تو تیری دادی نے خود آسمان سے فلائیٹ پکڑ کر آنا
ہے اور مجھے گردن سے دبوچ کر لے جائے گی۔ابھی میری عمر ہے کوئی
"جانے کی۔بھلے وہ وہاں اکیلی ہو پر اچھی جگہ ہے یقینا
براق جدون کسی سے کم تھے کیا، دراب نے ہنس ہنس کر دہرا ہوتے مکے کا
درد یکسر بھلائے اپنے ہنسنے سے دد ھو کا دل ٹھنڈا کر دیا۔
ہاہاد دھو جان، آپکی عمر بس اپنے خرافاتی پوتے کے کارنامے دیکھنے کی"
ہے۔انجوائے دا مومنٹ۔میں آپکو کہیں جانے دوں گا بھی نہیں، وہاں دادی
جان کے پاس ہماری ابییہ جدون ہے ناں۔وہ دے رہی ہو گی انھیں
" کمپنی۔ہم سب ایک ہی باران دو سے جنت میں ملیں گے
اس بار دراب کے لہجے کی اداسی پر براق جدون بھی جذباتی سا منتق
مسکرائے۔

"ان شاءاللہ میرے شیر۔کل تو جا رہا ہے ناں پھر؟"

براق جدون اذیت سے بولے تو دراب نے دھیرے سے انکو اپنے مضبوط بازووں میں بھرتے سینے سے بھینچا۔

جی جارہا ہوں۔آج آپکے ساتھ ہوں۔لیزے اور میرا بے بی ایڈجیسٹ کر "لیں گے آپ کو میرے ساتھ

دراب نے وہیں دد ھو کے کندھے پر سر ٹکاتے لاڈ سے کہا تو براق جدون نے اسکی گال پیار سے تھپکائی اور ہنس کر یوں سر ہلا گئے جیسے کہہ رہے ہوں، دراب حیدر جدون، تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA NOVELS

پچھلے کئی منٹ سے سانول اپنی گن پر پکڑ جمائے، آہٹوں کے تعاقب میں تھا، اگر برہان کا آدمی اس جگہ آسکتا تھا تو برہان کے خود آنے کی بھی پوری توقع تھی، پہلے تو سانول نے جانے کا فیصلہ کیا تھا مگر پھر نرمین کا سوچتے ہی

اپنے فیصلے کو بدلتے ریسٹ ہاوس کے چاروں اطراف تب سے اس آدمی کی تلاش کر رہا تھا۔

سر، سانول کو میں نے خود کاٹیج سے دور جاتے اور باہر نکلتے دیکھا تھا لیکن"

"گاڑی اسکی یہیں ہے تبھی میں بھی یہیں ہوں۔بتائیں کیا حکم ہے؟

سانول جو بہت احتیاط کے سنگ گن پر دونوں ہاتھوں کی پکڑ جمائے پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا، قریب ہی کسی آدمی کی آواز پر آہستہ قدموں کو تیز کیا۔

برہان، اپنے ہوسپٹل روم میں کھڑکی کے پاس کھڑا دریچوں سے جھانکتے چاند کو غیر مرئی نظروں میں لیے کھڑا تھا، سانول کے ذکر پر چہرے کے خدوخال میں کڑواہٹ و بے رحمی گھل گئی۔

اسے اتنا سیدھا مت سمجھو پاشا، جب تک اسکی گاڑی ہے، وہ یہیں ہو گا۔بس" صبح تک وہ کاٹیج کی طرف نہیں جانا چاہیے۔کل میں ہوسپٹل سے بھاگنے میں ہر صورت کامیاب ہو جاوں گا کیونکہ کل میری ڈھال میرا ہی منحوس بیٹا بننے

والا ہے، سنا ہے وہ باپ کو سمجھانے آرہا ہے۔ لیکن جانتا نہیں ہے کہ کل اسے کیسا جھٹکا ملنے والا ہے"

اپنی گھٹیا سوچ اور ارادے بتاتا وہ نا جانے کس زعم میں تھا پر اس وقت سرور اور عنقریب ملنے والی جیت کا نشہ سر پر سوار تھا۔

"جی سر۔ میں آپکو اپڈیٹ دیتا ہوں"

پاشا نے دوسری جانب سے سب سنتے ہی سعادت مندی دیکھائی مگر یکدم فون کاٹتے ہی اسے لگا کسی بھاری ہاتھ کے شکنجے نے اسکے جبڑے کو توڑ دینے کی حد تک کسا ہے، سانول نے ایک ہاتھ اسکے جبڑے اور گردن پر جماتے دوسرے ہاتھ میں پکڑی پاشا کی گن اسی ہاتھ کی کلائی بہت بھیانک انداز میں موڑ کر نیچے گرائی۔

برہان جدون کے پالتو کتے، ویلکم ان مائی پلیس۔ تمہاری لاش اسے پارسل" کر کے پیشگی سرپرائز تو بنتا ہے اب"

سانول کے مضبوط لہجے سے ٹپکتی نفرت پر پاشا کی آنکھیں خوف سے باہر ابلتی دیکھائی دیں، یہی نہیں سانول نے اسے اس قدر زور سے پسلی میں ٹانگ رسید کی کے وہ دلخراش انداز میں چینختا وہیں مٹی اور سوکھے پتوں سے اٹی کچی زمین پر دھرم سے گرا۔

سانول نے اسکی گن پیر سے کک مارتے رسائی سے دور کی اور خود ایک بھاری شوز اسکی گردن پر رکھ کر دباتا گن پاشا کے ماتھے سے جوڑے اس پر جھکا۔

"تیرا وہ برہان، کیا سمجھ رہا تھا کے میری حفاظت کی صلاحیتوں کو زنگ لگ گیا۔ کوئی میری عورت کے لیے برا سوچے گا اور میں چپ چاپ اسے سوچنے دوں گا۔ آج تو ہے یہاں لیکن بہت جلد اسی جگہ تیرا وہ فسادی مالک ہوگا۔ اب مر کر اسکے خواب میں جا کر بتا دینا اسے کے تو ٹپک گیا"

سانول نے کوئی رحم نہ کھاتے جھانپڑ رسید کرنے کے ساتھ گردن پر دیا دباو بڑھایا ہی کے پاشا، دم گھٹنے پر کراہتا ہوا بے دم ہو گیا۔

سانول نے ٹھیک اسکی سانس رکنے سے چند سیکنڈ پہلے اسے بخشااورنہ صرف زندہ چھوڑابلکہ پاس ہی سفیدے کادرخت دیکھتے فون نکال کراپنے گن مین کو رسی لانے کو کہا۔

کچھ دیر تک بے ہوش پاشا، سفیدے کے درخت کے ساتھ مضبوط اور بھاری رسیوں کی مدد سے بندھ چکا تھا۔

گن مین کو بھی سانول نے واپس گیڈ تک واپس بھیجا جبکہ خود دس منٹ تک پاشا کے ہوش میں آنے کا انتظار کیا۔

پاشا کے حواس منہ پر لگتے ہلکے تھپڑوں پر لوٹے تو اپنے سامنے سانول نامی موت دیکھتے پاشا کی آنکھیں پھٹ گئیں اوپر سے وہ ہل تو دور جس طرح ٹائیٹ بندھا تھا، سانس بھی بمشکل لے پا رہا تھا۔

"میں نے تو تجھے چھوڑ دیا، اب جنگلی جانور اور اس قہرناک ٹھنڈ سے بچ گیا تو تیری قسمت۔ کل فرصت سے اب تجھ سمیت تیرے اس کمینے مالک کا حساب لوں گا"

جنگلی راستے کے بیچ و بیچ سانول اسے باندھ کر اسے اپنی طاقت کی زرا سی جھلک دیکھائے پلٹا، پاشا کی ڈر کے سبب آواز ہی حلق میں دبی تھی، دوسرا منہ پر پڑتے زناٹے دار تماچے نے ویسے ہی اسکا نچلا جبڑا ہلا دیا تھا جس سبب اگر وہ بولنے کی کوشش بھی کرتا تو پہلے کربناک درد سہتا تبھی پاشا کی گردن ایک بار پھر بے ہوش ہونے پر لڑھک گئی۔

اپنی گن واپس آکر گاڑی کے ڈیش بورڈ کی جانب رکھے سانول نے بہت دور دیکھائی دیتے کاٹیج اور اس میں جلتی روشنی کو دیکھتے اپنے قدم واپس بڑھائے۔

"آپ کے معاملے میں اب نو کمپرومائز نرمین"

مضبوط سرگوشی کی بازگشت اس لمحے فضا میں گونجی جبکہ نرمین وہیں دروازے میں بیٹھ کر آنسو بہاتیں اس خوبصورت سے کوٹیج کو دیکھ رہی تھیں جو پہلے جتنا پیارا تھا اب اتنا خوفناک لگ رہا تھا۔

اس لگ بھگ آدھے گھنٹے میں نرمین نے دل میں ناجانے کتنے وہم، کتنے خدشے، کتنا غصہ اور کتنی ناراضگی پال لی کے زرادیر میں انکی خوشی کے دیپ سے مہکتی آنکھیں سرخیوں میں ڈھل گئیں۔

دروازے پر دستک ہوتے ہی وہ ڈر کر اٹھیں اور دو قدم کاٹیج کے دروازے سے دور ہو کر عجیب نظروں سے دروازے کو دیکھنے لگیں۔

"ک۔۔۔کون ہے؟"

نرمین کی ہکلاتی آواز اور لہجے کے سوز نے سانول کے سینے پر برچھی کا کام کیا۔

"آپکا مجرم۔اوپن داڈور"

سانول کی آواز سنتے ہی وہ بے اختیار دروازے کی طرف بڑھ کر کھول تو گئیں پر اسے دیکھتے ہی پھر سے آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیے غصے سے دیکھنے لگیں۔

اس سے پہلے سانول اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیے انکی طرف بڑھتا، وہ تنبیہی گھورتیں ہاتھ اٹھا کر گریز کا اشارہ دیے، سانول کی حرکت کرتی کائنات روکنے کی بھرپور کوشش کر گزریں۔

"ہاتھ بھی مت لگانا مجھے تم"

لڑکھڑاتی آواز میں ڈھیروں غصہ تھا۔

ہاتھ لگانے کا سوچ بھی نہیں رہا مادام! آئیں سیدھا دل سے لگاوں آپکو میری"

"جان

وہ بنا تردد اپنی مضبوط بازو کھولتا نرمین کے سارے ڈر سمیٹ گیا، بنا یہ سوچے کے وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے کس اذیت میں تھیں، وہ لپک کر روتی ہوئیں سانول کی بازوؤں کی گرفت میں جا بسیں، جبکہ وہ بازو اطراف لپٹ کر اس ڈری سہمی محبت کو سینے کی راحت و امان پہنچانے لگا۔

ت۔۔تم۔۔مجھے لگا تم چھوڑ گئے مجھے۔میں بہت ڈر گئی تھی۔مجھے لگا تم" چھن گئے مجھ سے۔تم کہاں چلے گئے تھے سانول،میں نے دیکھا تھا تم کہیں نہیں تھے۔تم دوبارہ ایسا مت کرنا۔"

وہ ہچکیوں کی زد میں روتیں اس وقت ایک بچی کی طرح ری ایکٹ کرتے کہیں سے بھی ایک پاور فل بزنس ویمن نہ لگ رہی تھیں اور ایسا صرف تبھی ہوتا ہے جب عورت خود کو چاہنے والے وفادار مرد کی پناہ میں پوری رضا سے ہوتی ہے۔

سانول کے دل کو کس قدر قرار ملا یہ وہ کبھی بیان ہی نہ کر سکتا تھا۔

میں سانس لینا چھوڑ سکتا ہوں لیکن آپکو نہیں نرمین۔آئی ایم سوری ایک" ارجنٹ معاملہ تھا جس سبب مجھے تھوڑی دور جانا پڑا۔پر سکون ہو جائیں۔میں آپکے پاس ہوں"

سانول کے انکی کمر تھپکنے نے کچھ تسلی دی، کچھ دلاسا اس یقین نے کے وہ انکو چھوڑنے کا سوچ نہیں سکتا، سنبھل کر وہ اسکے حصار میں ہی اسکے چہرے کے سامنے ہو کر سانول کو تکنے لگیں۔

ایسے مت دیکھیں، باخدا دل نکال کر آپکی ہتھیلی میں رکھ دوں گا۔چائے"

"بنائی آپ نے؟

سانول نے اپنے جذبات کا گلا سا گھونٹتے موضوع بدلا جس پر نرمین کا چہرہ مرجھایا۔

"بنائی تھی، اب تو برف بن گئی ہو گی۔"

گلوگیر سرگوشی میں سانول کی دھڑکنوں سے چھیڑ خانی کی گئی۔

چلیں چھوڑیں پھر چائے کو، مجھے نہیں لگتا آج نیند بھول کر بھی اس کا ٹیچ"

"میں انٹر ہو گی۔ ٹھیک کہاناں میں نے؟

یہیں رکھے بہت خوبصورت بلیک نائٹ گاون میں وہ اپنے خوبصورت فگر اور چہرے کی رعنائی سمیت کافی اپیلنگ لگ رہی تھیں جبکہ سانول کی معنی خیز

محبت بھری جسارتی نگاہوں کی تپش سے گھبراتے نرمین نے نظریں سی چرا کر حصار توڑنا چاہا ہی کے وہ بازووں کا ہالہ پھر مضبوط ہو کر نرمین کو سانول کے بے حد پاس ٹھہرا گیا۔

"ت۔۔تم دوبارہ ایسا مت کرنا پلیز، کچھ بھی ہو جائے مجھے مت چھوڑنا"

"اکیلا، بتائے بنا مت جانا کہیں۔ سن رہے ہو ناں سانول

وہ پھر سے غمگینی کے سنگ بولیں تو سانول نے زرا سا سر جھکاتے پیار سے انکی دونوں آنکھیں چومیں۔

جو حکم آپکا، میں ایسا کبھی بھول کر بھی دوبارہ نہیں کروں گا کیونکہ ایک ہی"

اس اٹیمٹ پر پتا چل گیا کے سانول قریشی بھی نرمین کے لیے بہت اہم

"ہے۔ میرا دل الگ ہی ہواوں میں اڑ رہا ہے

وہ مدھم مگر جذبات لٹاتے بھاری سرگوشیانہ انداز میں نرمین کی دائیں آنکھ تلے آنسو کے مٹے نشان پر ہونٹوں کو رکھ کر اٹھائے بولا ہی اس شرارت و مدہوشی سے، کے وہ مسکا کر سانول کے موسموں کا رخ بدل گئیں۔

"تھوڑے نہیں، بہت اہم ہو۔"

وہ اقرار کرتے سابقہ غم ناک اثر سے نکلتی ہوئی خوبصورت لگ رہی تھیں۔

"آئی تھنک پھر تو تیس سیکنڈ نہایت کم تھے، تیس گھنٹے کیسا رہے گا؟"

سانول کے آنکھ دبا کر کہنے پر نرمین کے رخساروں میں گلال سمٹا، وہ نظریں جھکا کر ہونٹوں کو حصارنے والی مسکراہٹ کے سنگ کسی بھی اچھے بھلے کا ایمان ڈگمگا سکتی تھیں پھر سانول تو تھا ہی دل و جان سے ان کا شیدائی۔

"بیٹر آئیڈیا"

خود سپردگی کا احساس دلائے ہی وہ سانول کے گلے لگ گئیں کیونکہ اب وہ خود بھی کچھ دیر کسی دنیا کو یاد رکھنے کے حق میں نہ تھیں اور نا سانول اب انکو خود سے جڑے سکون پہنچانے میں دیر کرنا چاہتا تھا۔

تھینکیو،اس سپیشل نائیٹ کو مزید حسین بنانے کے لیے۔ نظر اتروائی تھی"

"دونوں نے؟

فائنلی لیٹ نائیٹ تک چلتی نکاح سر منی اینڈ ہوئی تو باقی مہمانوں کی طرح سمیر خان خود جمشید اور شنائیل کو گیٹ تک سی آف کرنے آئے۔

انکے مشکور ہونے کے اگلے پل ہی فکر سے استفسار کر بیٹھنے پر شنائیل نے گھبرا کر جمشید کو دیکھا جو بھلے نارمل اور ٹھیک تھا پر اسکے چہرے پر تھکن کے اثرات بھی بغور دیکھے جا سکتے تھے۔

میری خیر ہے پر میں نے اس پر آیت الکرسی پھونکی تھی، نظر تو نہیں لگی"

"ہو گی ناں اسے

جمشید کو گاڑی کی طرف پلٹتا دیکھے شنائیل نے جلدی سے ڈاکٹر سمیر کے کان کے پاس ہوئے سرگوشی کی۔

"آپکو لگ گئی تو؟"

سمیر خان بھی برہمی سے جوابا بولے، شنائیل نے بے رنگ سی سمائیل دیتے انکی طرف دیکھا۔

"مجھے کون لگائے گا نظر؟"

شنائیل کے زخمی سوال میں حیرت بھی پوشیدہ تھی جس پر سمیر خان نے آنکھوں کے اشارے سے شنائیل کی توجہ گاڑی سے لگ کر اسی کو دیکھتے جمشید کی طرف دلائی، لمحے میں شنائیل نے آگے بڑھتے جمشید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں جکڑ کر سمیر خان کو دوستانہ سی مسکراہٹ ارسال کی۔

یہ کیا گھسر پھسر ہو رہی ہے آپ دو کے بیچ، ڈاکٹر آپ میرے ہیں، تو"

"خوامخواہ میرے سوا کسی سے فری نہ ہوں۔ جیلس فیل کر رہا ہوں

جمشید نے بھی گویا اپنے ازلی نروٹھے لہجے سے رات کی چاشنی میں مزید رنگ بھرے، وہ دو جمشید کی کیوٹ جلن پر کھسیانا ہنسے۔

"تمہاری برائیاں کر رہے تھے۔ بتانا مت اسے کونسی برائیاں کیں۔ سی یو"

سمیر خان بھی زچ کرتی مسکراہٹ اچھالتے واپس بڑھے جبکہ جمشید کی توجہ پہلو میں بسی شنائیل نے کھینچی۔

"تم واقعی جیلس ہوئے؟"

شرارت سے بھری سرگوشی کیے وہ حقیقت جاننے پر بضد بولی۔

"میں انکو لے کر جیلس نہیں ہوا"

اپنی آنکھوں کا مرکز شنائیل کی آنکھیں بنائے وہ پراسرار سی بے خودی کے سنگ بڑبڑایا۔

"انکو لے کر نہیں تو۔۔۔ مطلب مجھے لے کر ہوئے؟"

وہ ساتھ سے ہوتی ٹھیک سامنے رکی، دونوں ہاتھ جمشید کے رخساروں سے جوڑے۔

"چلیں؟"

وہ پیچ نکلتے رخ موڑ گیا پر شنائیل کتنی دیر تک مسکراتی رہی، ایون ڈرائیونگ کے بیچ بھی وہ گاہے بگاہے جمشید کو تکتی بلش کر رہی تھی۔

آدھا رستہ تو ٹھیک کٹا مگر پھر اچانک سے جمشید کو گلے اور سینے میں درد محسوس ہوا، نہ صرف درد لمحے میں بڑھا بلکہ اسکی آنکھوں کے آگے دھندلاہٹ آئی جس سبب جمشید نے فوری گاڑی بریک لگائے روکی۔

"کیا تم ڈرائیو کر سکتی ہو؟"

شنائیل اسکے تھکے سوالیہ انداز پر فوراً سے گھومی۔

"ہاں کیوں نہیں، ٹھیک ہو تم؟"

شنائیل نے فوراً سے سیٹ بلیڈ کھولا اور ڈور کھولتی باہر نکلی، جب تک جمشید کی جانب کا ڈور کھولا، وہ لمبا سا سانس کھینچ کر درد دیتا اثر چہرے پر سے ہٹائے اٹھنے لگا جب شنائیل نے اپنی ہتھیلی اسکے سامنے پھیلائی۔

"یہ نازک سا ہاتھ مجھے نہیں سنبھال سکتا، دونوں بازو کھولو"

آنکھیں اٹھا کر شنائیل کے چہرے پر جمائے بولتے سمے اسکی سانس پھولی، وہ سچ میں بازو پھیلا گئی جس سبب جمشید نے باہر نکل آتے وہ چہرہ نہارتے جبر بھری سمائیل پاس کی۔

"تمہارا چہرہ پیلا پڑ رہا ہے جیم، ہم گھر کے بجائے ہوسپٹل چلتے ہیں۔"

رونے کو تڑپتی آنکھیں سنبھالے وہ اسے سہارا دیے دوسری طرف لائی اور جمشید کے بیٹھتے ہی اندر کو جھکتی اسکا سیٹ بیلڈ باندھا، وہ سر ٹیک کر جاگی سوئی کیفیت کے باوجود توجہ سے شنائیل کو سن رہا تھا۔

وہ بات نہیں کر پا رہا تھا تبھی شنائیل نے مزید ایک لمحہ ضائع نہ کرتے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، ہوسپٹل پہنچنے تک اس نے سمیر خان کو بھی جمشید کی کنڈیشن کا بتایا جس سبب وہ بھی فوری ہوسپٹل روانہ ہوئے۔

اسے سپیشل سمیر خان والے کیئر روم میں لے جایا گیا تھا اور شنائیل کو رات بھر پاس رہنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی، کوریڈور میں ٹہلتے ہوئے فردوس شمدی کی کال پر وہ زرا حلق میں دبے آنسوؤں کے گولے کو نگلتی کرسی پر ٹکی۔

"میرا بچہ؟ سب ٹھیک ہے۔ تم نہ کوئی کال اٹھا رہی ہو نہ کسی میسج کا جواب دے رہی ہو"

اس لمحے جب کسی بہت پیارے کا کندھا درکار تھا، بابا کے پیار اور لاڈ سے پوچھنے نے ضبط سا بکھیر دیا۔

"میری پوری کائنات تھمی ہے بابا جان، وہ ٹھیک ہوتے ہوتے پھر ہوسپٹل پہنچ جاتا ہے۔ میں ی۔۔یہ برداشت نہیں کر پا رہی۔ کہیں ایسا تو نہیں میرا ساتھ ہی اسکی زندگی نگل رہا ہے۔ بابا میں اچھی بیٹی نہیں تو کیا میں اچھی بیوی بھی نہیں ہوں؟"

رک رک کر اپنی آواز اور لہجے کو ٹوٹنے سے بچاتی وہ بس اک چھوٹے سے ڈھارس بھرے جملے کی منتظر تھی، فردوس شمدی کی آنکھیں انگارے میں بدلنے لگیں۔

"تم اچھی بیٹی ہو۔ ایسا مت سوچو۔ اللہ ہم پر ہماری قوت سے زیادہ غم کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ممکن ہے جسے تم برداشت کی حد کہہ رہی ہو وہی نجات کا آغاز ہو۔ میرا بچہ ہمت نہیں ہارنی۔ اسکے پاس رہو، میرے بس میں کچھ ہوتا تو میں تمہیں ایک آنسو بہانے نہ دیتا میری بیٹی۔ بابا ساتھ ہیں۔ میرا دل بہت برا

گھبرایاتوسوتے میں اٹھ گیا۔آنسوپونچھواپنے۔اور جاواسکے آس پاس

"رہو۔تمہاری تکلیف کا حل صرف وہی ہے

بھلے فردوس کچھ کرنہ پائے ہوں پر شنائیل میں ہمت بھردی جس سبب وہ فون بند کرتے ہی اٹھ کر سپیشل کیئر روم کی طرف بڑھی جہاں انٹرنس میں ہی سمیر خان اپنے ڈاکٹرز کی ٹیم کے ہمراہ کھڑے تھے۔

شنائیل کودیکھتے ہی فائیل ساتھی ڈاکٹرز کے سپرد کرتے انکو بھیجتے ہی شنائیل کی طرف آئے۔

"نظرلگ گئی اسے ہے ناں،سب میرا قصور ہے۔نہ میں اسے فورس کرتی نہ وہ اس حال میں آتا۔وہ پٹر پٹر کرنے والا،خاضر جواب شخص۔کتنے گھنٹے سے کچھ نہیں بول رہا۔ سمیر خان آپ نے تو کہا تھا وہ ٹھیک ہو رہا ہے"

رندی آواز میں جی بھر کر نمی تھی اور سمیر خان خود افسردہ تھے،اسے کیا تسلی دیتے۔

وہ تبھی ٹھیک ہو گا جب آپ مضبوط رہیں گی۔اسکے پاس جائیں۔مے بی یو"

"بوتھ فیل بیٹر۔آکسیجن ماسک مت اتارنے دیجئے گا اسے۔

سمیر خان نے اجازت دیتے تاکید کی اور خود وہاں سے چلے گئے،شنائیل نے دروازے کو تھام کر سانس کھینچا جو آکسیجن ماسک کا سنے حلق میں دبتا جارہا تھا۔

میں نے کب ایسا کہا تھا کے میں بہت سٹرونگ ہوں کے تم میری ہمت ہی" "آزماتے جارہے ہو،آگ لگے ایسی ہر چیز کو جو تمہیں تکلیف دے۔

دروازہ کھولتے ہی شنائیل کا دل اسے دیکھ کر بیٹھنے لگا، تبھی تو شکوے کرتی وہ پاس آئی جہاں اسکا بلیکی مصنوعی سانسوں کے رحم و کرم پر بہت نڈھال لگ رہا تھا۔

شنائیل نے اپنا کانپتا ہاتھ آگے بڑھائے اسکے ماتھے پر ہتھیلی پھیری۔

م۔مجھے یوں نہیں دیکھنا تمہیں جیم۔ت۔۔تم کسی چیز کے محتاج ہونے کے" لیے نہیں بنے۔تم سانس لینے سے لے کر محبت کرنے میں ہمیشہ بااختیار رہو

یہ دعا کر رہی ہوں پر لگ نہیں رہی۔ میری دعائیں تمہیں کیسے لگیں گی بھلا، میں اچھی نہیں ہوں۔ مجھے لگتا ہے میری محبت کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی شدت بھی تمہاری جان پر بن رہی ہے۔ کہو تو چلی جاوں تمہاری زندگی سے؟"

اسکے پاس ہی ٹکے وہ بہت آہستگی سے بولی پر پھر بھی آخری جملے پر شائیل نے اپنے ہاتھ کے گرد جمشید کے ہاتھ کی گرفت محسوس کرتے وہیں جھک کر اسکے سینے پر سر رکھے آنسوؤں کو بہنے کی اجازت دی ورنہ وہ اسکا دل ڈبو دیتے۔

"جانے کے لیے آئی تھی تم؟ جانے کے لیے آنے والے تم جیسے نہیں ہوتے۔ وہ سب کشتیاں نہیں جلاتے۔ تمہیں پتا ہے شائیل یہ آکسیجن ماسک میری ضرورت نہیں، فارمیلٹی ہے۔ ان ہوسپٹل والوں کو ایکسٹرا بل بنانا ہوتا ہے بس"

وہ ماسک ہٹا کر اسکے کان میں بولا تو وہ تکلیف کی زیادتی میں ڈوبی یہ بھی نہ کہہ سکی کے مت اتارے ماسک۔

مجھے بہلاو مت۔بچی نہیں ہوں۔اتنا تو جانتی ہوں یہ کب لگایا جاتا"

"ہے۔اسے مت ہٹاو

وہ اٹھ بیٹھے ماسک واپس چڑھانے لگی تو جمشید نے اسے بلکل ہی اتار کر پرے مارا۔

"دیکھو اسکے بنا بھی ٹھیک ہوں۔یقین کرو میرا"

وہ صاف صاف جھوٹ بول رہا تھا تبھی تو اسکی ناکام کوشش پر شائیل کی آنکھیں بھیگیں۔

"مجھے یقین نہیں آرہا"

بھیگی سانس کھینچتے وہ رخ سا بدل گئی۔

"ادھر آو۔میں یقین دلاوں"

وہ اپنی بازو پھیلائے بولا ہی اس پیار سے کہ وہ فوراً سے ہیلز اتارتی ساڑھی کا پلو سمیٹے اسکے پاس ہی اسکی بازو پر سر رکھے لیٹی۔

ایسا کچھ مت کرو جو تمہیں تکلیف دے، تمہیں لگتی ہر نظر مجھے کھا لے۔پر"

"تمہیں کچھ نہ کہے۔دوبارہ تم کبھی بلیک مت پہننا سمجھے۔

وہ اسکے رخسار کو سہلاتی لاڈ سے ڈانٹ رہی تھی اور وہ گہرے گہرے سانس بھرے سراسر خود کا دشمن بن رہا تھا۔

ایسے مت کرو۔ہم نے پوری رات ساتھ گزارنی تھی۔"

پھر پوری زندگی۔سانس لو ناں۔تم مجھے بیچ راستے میں ناامید کرنے پر کیوں تلے ہو"

وہ لڑنا نہیں چاہتی تھی پر آج دل چاہ رہا تھا خوب ڈانٹے۔

سانس لینے سے زیادہ اگر کہوں تمہیں دیکھنا ضروری ہے۔پھر بھی ان بے" شمار لمحوں پر اک رات اور اک زندگی کو فوقیت دو گی تم؟میرے نزدیک زندگی کسی مہربان کی صحبت میں گزرا اک مکمل مسرور دن ہے شنائیل۔وہ

میں نے جی لیا۔رہی بات تمہیں ناامید کرنے کی وہ بے رحم زندگی نہ کر سکی تو "میں کیسے کر سکتا ہوں

اسکے جھوٹ موٹ کے غصے کے بدلے وہ ہر جذبے میں لپٹا جواب دے کر اس لڑکی کو لاجواب کر گیا،وہ کبھی زندگی میں کسی کے کھونے پر نہ روئی نہ ڈری پر وہ جمشید کے لیے پل پل مرنے تک آ پہنچی تھی۔

"م۔۔مجھے ایسا لگا کے تم پیار کرتے ہو مجھ سے"

شنائیل کو یقین تھا اب وہ نہیں مکرے گا،اس نے جمشید کے پاس چوائز جو نہیں چھوڑی تھی۔

"صرف لگا؟"

وہ جو دم سادھے جواب کی منتظر تھی،روتی آنکھوں سمیت ہنس پڑی۔

بس آگے کچھ مت کہنا۔تم مجھے اظہار کے لیے تڑپا لینا پر کبھی دنیا میں تنہا"

"مت چھوڑنا۔ٹھیک ہے ناں

وہ اسکی گال سے گال جوڑے، دوسری ہتھیلی رخسار پر پھیرتی اسے سمجھا رہی تھی اور جمشید نے سر کو ہلاتے اسکی تائید کی۔

"تمہاری سہیلیاں نہیں ہیں؟"

جمشید کے سوال پر وہ اسے حیرت سے تکنے لگی، یعنی وہ اسے بھگانا چاہتا ہے۔

"سیدھے سے کہو ناں جان چھوڑ دوں۔ بہت برے ہو تم۔ جا رہی ہوں"

فورا سے روٹھ کر اٹھی ہی کے وہ اسے پکڑ کر خود پر واپس جھکا گیا۔

مت چھوڑنا جان کبھی۔ شاید یہ لوگ میری صبح ہی سرجری کرنے والے"

"ہیں۔ تم تب تک مجھ سے دور رہ سکتی ہو؟

سوال میں بے پناہ دکھ تھا، وہ مدھم سا مسکرائی۔

پھر وہ کیسے بتاوں گی؟ تمہارے جذبات کا نام۔۔۔۔ کیسے سن پاوں گی ہمارا"

"سچ

وہ ہمت و صبر تھامے بولی۔

"سرجری کے بعد رکھتے ہیں۔ فرصت سے۔"

وہ اسے امید سے باندھنے کے لیے اپنی بات سے پھر رہا تھا، شنائیل کی آنکھ سے تیزی سے اک آنسو کی بوند گال تک سرکی۔

"میں تم پر آنکھیں بند کیے یقین کرتی ہوں۔ توڑنا مت یقین۔ ٹھیک ہے یہ معاملہ بعد پر رکھتے ہیں۔ تم بس پر سکون رہو۔"

وہ مان گئی، حالانکہ ماننے والا کچھ تھا ہی نہیں۔

"اب جاو اور تبھی واپس آنا جب میں اس رکتی سانس کے عذاب سے نکل آوں گا۔ یہ مجھ سے زیادہ تمہاری تکلیف ہے۔ میں نہیں چاہتا تم کمزور پڑو۔ جاو اور تھوڑا اکیلے گھومو پھرو، یہ یاد رکھنا کے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ممی سے بات ضرور کرنا۔ سرجری ہوتے ہی میں تمہیں خود آواز دوں گا۔ تم جلدی سے آجانا"

وہ اسکا چہرہ خود پر جھکائے اسکا ماتھا چومتے یہ ڈیل کر رہا تھا اور وہ بس محبت سے جمشید کو تکتی دل و جان سے اسکی مان رہی تھی۔

میں تمہاری پکار پر ہی بیٹھی ہوں گی۔دیر مت کرنا۔آرام کرو۔تمہاری"
رکتی سانسوں کے ساتھ ساتھ میرے لیے تم سے دور جانا بھی ویسا ہی تکلیف
دہ ہے پر دیکھو میں تمہارے لیے سب کر سکتی ہوں۔میری آنکھیں اپنی اس
"ٹھنڈک کو تب تک بہت مس کریں گی۔بائے

وہ اسکے رخسار کو چومتی جلدی سے پیچھے ہوئی اور اٹھ کر کھڑی ہوئی پر اپنا ہاتھ
ہنوز جمشید کے ہاتھ میں دیکھتے پلٹی پر پھر جمشید نے اسکا ہاتھ آزاد کر دیا تو وہ
جلدی سے اس سے نظریں چراتی بھاگ گئی، بھاگتی گئی یہاں تک کے اسکا
سانس پھول گیا، ہوسپٹل کے پورچ میں آکر رکتے اس نے چکراتے سر کے
ساتھ بس آخری بار صبح کی پھوٹتی سحر کا لمحہ دیکھا اور پھر اسکی دنیا تاریک ہو
گئی۔

اک نئ صبح فرش دنیاپر سایہ فگن تھی، سرد لہر کے تھپیڑوں سے اٹی ہوئی۔

دراب حیدر جدون کے لیے سات سال کا عہد توڑنا اتنا ہی مشکل تھا جتنی اذیت سات سال پہلے اسے لیتے ہوئی تھی۔

باران کا سکول تھا اور اسے لیزے نے ریڈی کیے براق جدون کے ہمراہ بھیج دیا اور خود دراب کو دیکھنے روم میں آئی جو اسی وقت فریش ہو کر روم میں انٹر ہوا۔

"کوئی اداس ہے؟"

وہ فورا اسے اسکے عقب میں رکتی ہاتھ اسکے گرد باندھے پشت سے جا لگتی بولی۔

ایسے کرو گی تو اداسی کی روح بھی کوچ کر جائے گی۔ادھر آو تم۔یہ صبح سے "کونسے کاموں میں لگی ہو جو مجھے دیکھنے کو بھی نہیں ملی"

دراب نے ایک ہی جھٹکے سے کھینچ کر ماہرانی کو اپنے سامنے کیا جسے دراب کی نزدیکی کے باوجود ڈراڈرا مسکرانا یاد تھا۔

ممی گھر نہیں ہیں تو میں انکے بحاف پر فجر کی جاگی ہوئی ہوں۔دد ھو کو"
مارننگ ٹی بنا کر دی۔ پھر انکو ناشتہ دیا۔ پھر باران کے لیے ناشتہ بنایااور میڈ کو
ریسٹ دیا۔اب آپکااور اپنا بنارہی تھی۔ پھر ممی جو صبح سارے گارڈن کے
پودوں کو پانی دیتیں ہیں، وہ بھی کیا۔ سب سے اہم بات مکھنا کو دیکھا۔ جو
"ویکسینیشن کے بعد تھوڑا ڈوان فیل کر رہا تھا
اپنے کاموں کی فہرست بتاتی بتاتی وہ رکی، دراب نے خفا ہوتے اسے گھورا۔
سب سے اہم بات، آپکو ہر پل مس کیا۔رات بھی۔پر پھر سوچا دد ھو کو آپکی"
بہت ضرورت ہے۔ آپکو دعاوں میں رخصت کر کے مجھے ممی کے فریگنس
سٹور جا کر ایک آرڈر بھی ڈیلیور کرنا ہے جو ممی نے مجھے صبح صبح میسج کر کے
"کہا

لیزے نہ تھکی پر دراب تھک گیا۔

"تو تم نے واقعی ممی کے ساتھ جوائنگ کا فیصلہ کر لیا؟"

دراب کا دلچسپ سوال سنے وہ آنکھیں اونچی کرتی مسکائی۔

"آفکورس۔خوشبووں کا دھندا کسے برا لگتا ہے حیدر"

وہ ڈرامائی مسکرائی۔

"وہ تو تم ویسے بھی کرتی پھرتی ہو۔پاس سے گزرتے ہی مجھے مہکا دیتی ہو۔"

گہری پر شوق نگاہوں کا محور لیزے کے خوبصورت چہرے کے مخملی خدوخال تھے۔

آپ اداس مت ہوں حیدر، جائیں اور پیار سے اپنے بابا سے بات کیجئے"

گا۔میں نے بہت دعائیں کی ہیں کے وہ مزید آپ کا،دد ھو کا یا نرمین ممی کا دکھ نہ بنیں۔وہاں سے فری ہوتے ہی مجھے کال کیجئے گا آجاوں گی کیونکہ کمرشل پراڈکٹ ڈیلیور کرنے میں اسی ایریا میں جا رہی ہوں تو ممی کے سٹور کا ڈرائیور "ہی ڈراپ کرے گا۔آپ مجھے پک کر لیجئے گا

لیزے نے اسکی شرٹ کے کھلے بقیہ تین بٹن بند کیے شرٹ کو کنارے سے نکالا دیکھے اندر کیا اور کبرڈ سے اسکا ہینگ بلیزر اتار لائی۔

"ٹھیک ہے میں کال کروں گا تمہیں"

لیزے کے قریب رکتے ہی وہ اس سے بلیذر لیے مسکرایا، کیونکہ پہننے کافی الحال موڈ نہ تھا۔

"میں ویٹ کروں گی۔ بڑے بڑے امن کے لیے چھوٹی چھوٹی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کب کس کی کہانی میں ہدایت لانے کا وسیلہ بن جائیں۔ آپ نے ہمیشہ ایک مضبوط اور بہادر انسان کی طرح حالات کو فیس کیا ہے، اب بھی یہی امید ہے مجھے"

وہ اپنے ٹھنڈے گرم ہاتھوں میں اسکے چہرے کو بھرتی یقین اور انس کے کئی پھول دراب حیدر کی یاداشت اور جان میں کھلانے کے ساتھ ہی اسکے حصار میں آگئی۔

"تم نہ واپس ملتی تو میں اتنی ساری امید کہاں سے لاتا؟"

اپنے بالوں میں گزرتی دراب کی انگلیوں کے لمس پر وہ ٹھنڈا مسکرائی، پھر اپنے بالوں کو سمیٹتی ان پوروں سے دھیان بھٹکائے دراب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے دبایا۔

میں کیوں نہ ملتی، مجھے نہ مل کر کہاں جانا تھا حیدر۔اور ویسے بھی کہا جاتا ہے"
کہ ہمارے حصے کی امید ہماری سمت کا ہمیشہ راستہ ڈھونڈ لیتی ہے۔اب جائیں
اور دد ھو کو دی زبان کا پاس نبھائیں۔ لیکن یاد رکھیں حیدر، کامیابی شرط
نہیں۔آپکی بھرپور کوشش ہی دد ھو کی حسرت کا مداوا ہو گی۔خود کو تھکانا
نہیں ہے۔کیونکہ میں جانتی ہوں آپ بے جا بعث کو طول دینے کے شوقین
نہیں۔جہاں وہ بات ختم کر دیں، آپ کوشش ترک کر کے لوٹ آیئے
"گا۔پھر برہان جدون جانیں اور اس دنیا و جہاں کا مالک

وہ دھیرے دھیرے توجہ اور انس کے ہاتھوں میں مٹھی بھر مرہم لے کر
دراب کی ہر اداسی کا توڑ کر گئی اور وہ حیران تھا کے جو دل اور قدموں کی تھکن
تھی اسے بھی آرام آگیا ہے۔

"کہہ دوں کیا؟"

دراب کے یکدم محبت سے پوچھنے پر وہ بھی مسکرائی۔

"کیا؟"

لیزے کو تجسس کی لہر گھیرے ہوئے تھی۔

"وہی جو بہت کم کہتا ہوں"

وہ اب بھی پہیلیوں کے موڈ میں تھا۔

"کیا حیدر؟"

وہ لاڈ سے بولی۔

اس کرہ ارض پر پائی جاتی محبت کی مستحق ہستیوں میں تم میرے لیے سر"

"فہرست ہو عشقم

دراب کی محبت کا منہ بولتا ثبوت وہ ہیزل براون آنکھیں اور انکا خمار تھا پھر وہ ہونٹوں کو چومتی مسکراہٹ جسم و جان میں مہکار بھر گئی۔

"اوہ حیدر"

وہ جذبات سے بھری کھلکھلاتی اسکے گلے لگ گئی۔

"اوہ لیزے"

بازووں میں پوری قوت سے اس لڑکی کو بسائے وہ محبتوں کے جہاں میں توازن لے آیا تھا۔

اور پھر دونوں کی آنکھیں خوش دلی سے بغل گیر ہوئیں اور لیزے نے اسے ناشتہ کروائے آنکھوں میں محبت کے پھول بھرے رخصت کر دیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"آپ ریڈی ہو گئیں؟"

سانول کے دروازہ کھول کر اندر آنے پر نرمین جو فرشی آئینے میں خود کو دیکھتے بال سنوار رہی تھیں، گھبرا کر پلٹیں تو سانول سے نظریں ملتے ہی گالوں پر گلاب اترے۔

ناشتہ وہ لوگ کر چکے تھے اور تبھی اب واپسی سے پہلے سانول انھیں رات کے معاملے کی حقیقت بنانے والا تھا۔

"بس بال رہ گئے تھے، ہو گئے۔ چلیں گھر؟"

نرمین نے اپنا دوپٹہ اٹھایا اور فون بھی ہاتھ میں پکڑا البتہ سانول نے قریب رکتے انکا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف دو قدم سرکایا جس سبب نرمین کی آنکھیں اسکی آنکھوں پر آ جمیں۔

"آپ جاننا چاہتی ہیں کے رات میں کہاں گیا تھا؟"

سانول کی تمہید پر نرمین نے نفی میں گردن گمائی اور سانول کے سینے پر سر ٹکاتے، ہاتھ اسکے اطراف باندھ کر جس انداز سے سانس بھر رہی تھیں، یہ سانول کو بھی سنجیدہ نہ رہنے دے سکا۔

"مجھے کچھ بھی نہیں جاننا، فی الحال تو بہت عجیب لگ رہا ہے۔ سب سے نظریں ملانا۔ میری ساری توجہ اسی پر ہے۔ یہ معاملہ تم مجھے بعد میں بتا دینا۔ پہلے یہ بتاو میں اپنی یہ گھبراہٹ کیسے دور کروں؟"

گداز لب و لہجے میں آواز کو سرگوشی میں ڈھال کر وہ اپنی ابتر ہوتی حالت کا کوئی حل مانگتیں ہوئیں، سانول کی ہر دوسرے معاملے سے توجہ ہٹائے خود پر مرکوز کر بیٹھیں۔

"اور یہ گھبراہٹ کیوں ہے؟ کیا کچھ ہوا ہے ہمارے بیچ"

اب وہ لاڈ پر آمادہ تھیں تو سانول کیونکر کچھ دیر سنجیدگی کے خول سے باہر نہ آتا، پکر کر نرمین کو اپنے سامنے کرتے انجان بنے پوچھا جس پر وہ آنکھوں کو جھکا لیتیں اپنی مسکراہٹ کو چھپا رہی تھیں۔

آپکے یوں شرمانے کو دیکھ کر خوشی ہوئی کے قسمت نے مجھ سے کوئی سپیشل" مومنٹ نہیں چھینا۔ وہ کہتے ہیں دیر آئے درست آئے۔ میں نے تو اپنے تیس سالا صبر کے چکر میں آپکو بہکا دیا۔ اب اسکے سائیڈ ایفیکٹس کے لیے آپکو اپنے دل اس گھبراہٹ اور جھجھک سے آزاد کرنا ہو گا۔ آپ صرف نظریں ملانے سے ڈر رہی ہیں۔ پھر کیا کریں گی"

وہ جو مسکرا رہی تھیں، یکدم ہی سانول کے ڈرانے اکسانے پر آنکھوں میں ڈر بھرے اسے گھورنے لگیں۔

"تم جان لے کر چھوڑو گے میری۔ اس عمر میں کچھ کیا ناں تم نے تو۔۔۔۔"

نرمین نے انگلی ہوا میں بلند کرتے کڑے مگر معصومانہ تیوروں سے دھمکایا ہی کے سانول انکی انگلی مٹھی میں دبوچتا پراسرار و محظوظ مسکرایا۔

تو۔۔۔تو کیا کریں گی آپ۔میں تو تیس سال کے گن گن کر بدلے لینے والا"

"ہوں۔بچ جائیں مجھ سے

سانول کی آواز کا اتار چڑھاو نرمین میں سنسنی سرائیت کر رہا تھا تبھی وہ اسکا حصار جھٹک کر آگے بڑھ تو گئیں پر دل کے بے رحمانہ دھڑکنے کے سبب سینے پر ہاتھ رکھتے رک گئیں۔

مزاق کر رہا ہوں۔رئلکس۔آپکو شرمندہ ہونے نہیں دوں گا۔کیا"

" سمجھیں؟

سانول کے کان کی اور عقب سے جھک کر بولنے پر وہ فورا پلٹیں۔

"پکاناں۔؟"

وہ بچوں کی طرح منمنائیں۔

آپکو پتا ہے آپ دوبارہ ماں نہیں بن سکتیں، جب ابیہہ کو جنم دیا تھا آپ نے"
تبھی یہ ابیلٹی کھودی تھی گرنے کے سبب۔ یہ حقیقت سات سال سے جانتا
ہوں۔ کسی نے آپکو نہیں بتائی، شاید یہ اتنی اہم چیز نہ تھی۔ سو آپکو پریشان
ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور آپکی خاطر میں خوشی خوشی اس پر راضی
ہوں۔ آپ کا ملنا، سب مل جانے سا ہے نرمین۔ جتنا دراب آپکا بیٹا ہے اتنا
"میرا ہے۔ اور مجھے اسکے علاوہ آپ سے کچھ نہیں چاہیے
یہ سب اگر نرمین تب جان جاتیں تو اتنی تکلیف نہ ہوتی جتنی سانول کا ہو کر
یہ جان کر ہوئی۔
وہ انکی آنکھوں میں آنسو نہیں لانا چاہتا تھا پر کیا کرتا یہ بتانا اہم تھا۔
تم نے پھر نا انصافی کر دی خود سے؟ تمہارے لیے خود لڑکی ڈھونڈوں گی جو"
تمہیں اولاد کا سکھ دے۔ ہر چیز تم کیوں قربان کرو۔ بہت غلط کیا تم نے یہ مجھ
"سے چھپا کر
وہ اس سے روٹھ گئیں پر سانول نے روٹھنے نہ دیا اور پکڑ کر روبرو لا ٹھہرایا۔

بات سنیں! یہ آج تو کہا ہے آئیندہ نہ سنوں آپکی زبان سے۔میرے لیے "
آپکے علاوہ دنیا کی ہر عورت حرام ہے سنا آپ نے۔اور آپکو کس نے کہا مجھے
اولاد کا سکھ چاہیے۔مجھے آپ کا سکھ چاہیے تھا مل گیا،اس سے آگے میں سوچ
بھی نہیں سکتا۔پرامسس می کے یہ بات ہمارے بیچ دوبارہ ڈسکس نہیں
ہو گی۔میرے لیے آپکا مجھے مل جانا ہی بہت بہت بہت بڑی راحت
ہے۔آپ میری ہیں،یہ میرے لیے زندگی بھر کا سکھ ہے جان۔ٹھیک
"ہے؟

وہ اسکی ہر بات سنے اپنے آنسو لاکھ سنبھالتی رہیں پر انکا اختیار فی الحال کمزور پڑ
رہا تھا۔

س۔۔سانول۔یہ کیا کرتے پھرتے ہو تم خود کے ساتھ۔میں کیسے یہ "
"برداشت کروں گی۔مجھے اس گلٹ سے نکال سکتے ہو؟

وہ اب بھی شکوہ کناں تھیں،سانول نے انکی جبین چومتے پکڑ کر اپنے گلے لگایا
اور نرمین کو لگا وہ انھیں یہ کر کے گلٹ سے نکال چکا ہے۔

میں اسکے بدلے آپکی محبت بننا چاہتا ہوں۔ڈیل کریں گی۔اس طرح آپکا"

"گلٹ مٹ جائے گا

وہ شرارت پر آمادہ انھیں روبرو لایا تو اسکے بچگانہ بہلاوے پر زخمی سا مسکائیں۔

"پاگل ہو تم۔یہ محبت نہیں تو اور کیا تھا؟"

وہ کہنا نہیں چاہتی تھیں پر اس شخص کی دی جاتی قربانیوں نے دل دکھایا ہی اتنا تھا کے وہ زبان کی آواز بن کر مچل گیا۔

"کیا کہا آپ نے؟"

وہ نرمین کی ٹھوڑی پکڑتا حیرت سے بولا۔

"دیر ہو رہی ہے ہمیں مسٹر سانول۔"

وہ خفیف سا گھبرائے آنکھیں چراتیں سانول کے ہاتھوں سے خود کو آزاد کرے تیزی سے کاٹیج سے نکلیں تو تھمی سانس سرد فضا کے سپرد کرتے آسمان کی جانب دیکھا۔

تم نے سانول سے مجھے چھینا برہان، اور اب تمہاری وجہ سے وہ اپنی زندگی کی"
ایک اور خوشی سے محروم ہو گیا۔ میں نے کبھی نہیں سوچا تھا تم سے نفرت
"کروں گی پر تم نے مجبور کر دیا۔ آئی ہیٹ یو برہان جدون۔

وہ بلند آواز سے چیخی تھیں، اسقدر کے فضا میں انکی نفرت کی منادی گونجی۔
سانول باہر پہنچا تو نرمین کی نظریں اس سے ملیں جہاں آنکھوں میں سرخائی
سی گھلی تھی۔

نفرت ہو گئی مجھے اس سے، اب تم میرے پورے دل پر قابض ہو سکتے"
ہو۔ پورے کے پورے دل پر۔ یہ تمہارے لیے بنا تھا سانول لیکن مدت تک
"اک سراب کے زیر اثر رہا۔ آئی ایم سوری۔

وہ شرمندہ تھیں، نرمین نے اپنے ہاتھ پھیلائے تو وہ گہرا سانس بھرے ان
تک جاتے ہی وہ دونوں ہاتھ تھام کر انھیں محبت سے چوما۔

مجھے اس دل پر راج کرنے کا بڑا ارمان تھا۔ اب آپ اداس نہیں ہوں"
"گی۔ آئیں ایک نمونے سے ملاتا ہوں آپکو۔ یہ ساری اداسی بھاگ جائے گی

سانول کے مسکرا کر یقین دلانے نے نرمین کو پلوں میں اچھا کیا اور سانول کے ہمراہ جب تک وہ بندھے پاشا تک گئیں، سانول نے رات کی پوری روداد سنا کر نرمین کے رونگٹے کھڑے کر دیے۔

پاشا کی حالت ابتر ہو چکی تھی، رات تشدد اتنا عیاں نہ تھا مگر اس وقت اسکا جبڑا اور گال بری طرح جامنی پڑ چکا تھا۔

"تم اتنے ظالم ہو؟ اف بچارے کا کیا حال کر دیا۔ سانول یہ صرف مہرہ ہے۔ جانے دو اسے"

نرمین کے نرم دل سے سانول کو یہی توقع تھی۔

"آپکو مارنے بھیجا تھا برہان نے اسے، شکر کریں اسکی گردن نہیں کاٹی۔"

نرمین نے خوفزدہ نظروں سے سانول کو دیکھا۔

"کیا۔۔۔او میرے خدا۔ سانول تم دراب کو کال کرو اسے کہو وہ مت جائے۔ برہان نے اگر میرے بے بی کو کچھ کر دیا تو۔۔۔۔ تم اسے جلدی سے روکو۔ وہ آج اپنے بابا سے ملنے جانے والا تھا"

نرمین کے ہاتھ پیر پھولے جبکہ انکی بات سنے سانول نے فوراسے فون نکال کر دراب کا نمبر ملایا مگر ٹھیک اسی وقت دراب حیدر جدون کی گاڑی مینٹل آسائلم کی پارکنگ میں رکی تھی اور دراب اپنا فون وہیں گاڑی میں رکھے اندر بڑھ چکا تھا۔

پریشان مت ہوں۔ میں آپکو ڈراپ کر کے اسکے پیچھے جاتا ہوں۔ وہ کال "ریسو نہیں کر رہا۔

سانول نے تو مزید پریشان کر دیا۔

تم میری فکر مت کرو، میں لیزے کو بلالوں گی۔ تم میرے بے بی کے پیچھے " جاو سانول۔ اسے بھی اگر برہان نے کچھ کر دیا تو میں اگلا سانس بھی نہیں لے "پاوں گی۔ میری کل دنیا میرا بیٹا ہے۔ تم جاو سانول۔

نرمین کے رو کر منت کرنے پر وہ سر ہلاتے انکے آنسو پونچھتے ہاتھ پکڑ کر واپس لایا اور اپنے گن مین کی خفاظت میں لیزے کے آنے تک نرمین کو دیے وہ خود گاڑی لیے دراب کے پیچھے نکل گیا۔

لیزے چینج کیے بس فریگنس سٹور ہی نکل رہی تھی جب نرمین کی کال پر بیگ سے فون نکالتی ہی روم سے باہر نکلی۔

"اوکے ممی۔میں ابھی آتی ہوں مجھے لوکیشن بھیجیں"

لیزے نے فوری کہتے ہی گھر سے باہر کا رخ کیا، یہ آدھا گھنٹہ نرمین پر قیامت کی طرح بیتا۔

لیزے کی گاڑی دیکھتے نرمین نے گن مین کو مطمئین کیا اور گاڑی سے نکلتی لیزے کی طرف دوڑیں۔

"لیزے۔دراب کیا چلا گیا ہے۔پلیز یہ مت کہنا کے ہاں"

ممی کے اڑے رنگ اور سرخائی گھلی آنکھیں لیزے کو دہلا رہی تھیں اوپر سے انکا سوال۔

ممی وہ تو کب کے چلے گئے تھے۔کیا ک۔۔کچھ ہوا ہے۔آپ اتنی پریشان "کیوں ہیں اور سانول بھائی کہاں ہیں۔

لیزے کی بولتے ہوئے خود آواز بیٹھی،انہونی کے احساس نے دل سوکھے پتے کی طرح لرزایا۔

"لیزے۔رات برہان نے مجھے مارنے کے لیے آدمی بھیجا تھا۔اور سانول کو بھی دھمکانے کو کال کی کے میرے نزدیک نہ آئے۔میرا دراب اس جلاد باپ کے پاس خطرے میں ہے۔میرا دل بیٹھا جارہا ہے۔اس پاگل شخص کا کیا بھروسہ۔"

نرمین کے کپکپاتے ہاتھ دباتی وہ انکو تو حوصلے کے لیے گلے لگا گئی پر اپنے دل کا کیا کرتی جو دراب پر آنچ کا سوچ کر ہی بند ہونے کے دہانے پر آرکا تھا،بہت مشکل سے لیزے نے اپنی بدحواس حالت درست کی،وہی پینک کرنے لگتی تو نرمین کو کیسے سنبھالتی۔

"ممی۔پر سکون ہو جائیں۔جیسے بھی ہیں وہ باپ ہیں حیدر کے۔کچھ نقصان کیسے دے سکتے ہیں۔آپ ایسا مت سوچیں۔دیکھیے گا حیدر انکو اچھے سے سمجھا

لیں گے۔مت گھبرائیں۔مجھے حیدر پر پورا بھروسہ ہے وہ دل نرم کر دیں گے انکا"

لیزے کا دلاسا سنے نرمین نے اسکے پکڑ کر سامنے کیا۔

"لیزے۔مجھے سیڑھیوں سے دھکا اسی نے دیا تھا۔یہ جانتے ہوئے کے میری کوکھ میں ہماری اولاد ہے۔اسی نے دراب کو میرے نام پر دھمکایا تھا۔تم دو کو بے رحمی سے الگ کرنے والا بھی وہی تھا۔وہی ہے جس نے بابا جان کے دل کو مدت سے سالم قبر بنا رکھا ہے۔اپنے بیٹے کو ایک بار بھی گلے نہ لگانے والا سنگدل باپ کچھ بھی کر سکتا ہے۔تم جانتی ہو برہان نے دراب سے کبھی پیار اور لاڈ کیوں نہیں کیے؟کیونکہ اس نے مجھ پر یہ بہتان لگایا تھا کے دراب اسکی اولاد ہے ہی نہیں،اسی بات پر تو بابا نے اسے عاق کیا تھا۔یہ پہلا وار تھا جو اس شخص نے میرے دل کو مارنے کے لیے کیا تھا"

یہ سب بھیانک سچ سن کر لیزے کو لگا کسی نے اسکے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی ہے۔

"ی۔یہ کیا کہہ رہی ہیں ممی؟"

لیزے کی سوال کرتے آواز میں ٹوٹے کانچ کی لعرزش اتر آئی،رونے لر

بھرپور قابو کرنے میں ناکام وہ شاکڈ ہوتی نرمین کو دیکھنے لگی۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں لیزے۔میرا بے بی محفوظ نہیں ہے۔چلو گھر"

چلیں۔بابا کو بھی علم ہونا چاہیے۔صرف وہی ہیں شاید جو اس بے قابو طوفان

"کو سنبھال سکتے ہیں

اک آخری امید اب صرف براق جدون تھے،لیزے نے اپنے اعصاب پر

چھائی بے ساختہ تھکن جھٹک کر رسان سے ہاں میں سر ہلایا اور ممی کو لیے

واپسی کے لیے روانہ ہوئی۔

پورا رستہ جسم میں،جان میں اک بے کلی سی چھائی تھی۔

جب تک وہ دونوں گھر پہنچیں، براق جدون واپس آ چکے تھے۔لان میں وہ مکھنا کے پاس ہی کھڑے مالی کے ساتھ اسکی کنڈیشن پر بات کر رہے تھے، گردن گما کر پورچ میں لیزے کی رکتی گاڑی پر وہ مالی کا کندھا تھپکتے خود زرا متفکر ہوتے لیزے اور نرمین کی طرف بڑھے جو دونوں گاڑی سے نکل کر سیدھی براق جدون کے پاس ہی آ رہی تھیں، دونوں کی روئی روئی آنکھیں دیکھ کر انکے دل کو دھکا سا لگا۔

"تم دونوں کے چہرے کیوں اترے ہیں؟ سب خیریت ہے؟"

دونوں کے چہروں پر چھائے کرب نے بنا ان کے کہے ہی سب جان لیا اور پھر نرمین نے جب ہر چیز تفصیلا بتائی تو اس باپ کے چہرے پر ہزاروں، دکھ تکلیف اور شرمندگی کے تاثرات بکھرتے چلے گئے۔

میں جاتا ہوں۔ تم دونوں کو پریشان ہونے کی بلکل ضرورت نہیں"

"ہے۔ساجن گاڑی نکالو میری

وہ دونوں کی نکلتی جان بخوبی دیکھ سکتے تھے تبھی دلاسا دیتے آگے بڑھے پر نرمین کی پکار پر انکو رکنا پڑا، اس صبر وہمت کے پیکر کو دیکھ کر فضائیں بھی سوز زدہ ہوئیں۔

"بابا، آئی ایم سوری"

مدھم پڑتی نرمین کی سرگوشی جس میں پچھتاوا، دکھ اور یاس کا غلبہ تھا، لیزے سمیت براق جدون کی آنکھیں بھی لہو کر گیا۔

اس معذرت نے عجیب سی تکلیف دی براق جدون کو، آنکھوں میں آنسو گھسیٹ لائی، دل کے کئی ٹکرے کر دیے۔

تم سوری کیوں کرتی ہو میرا بچہ۔ آئی ایم سوری فار ایوری تھنگ۔ میں" دراب کو کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ اس کے لیے مجھے اب کی بار برہان کی جان بھی لینی پڑی تو پیچھے نہیں ہٹوں گا۔"

مزیدان سے کچھ کہانہ گیا تبھی وہ لان کی حدود تیزی سے پار کرتے غائبانہ حقارت اپنی اولاد کے لیے جتاتے چلے گئے اور لیزے نے بروقت ممی کو سنبھالا جنکی جان حلق میں آ رکی تھی، وہ لڑکھڑا گئیں تھیں۔

"یااللہ میرے پیاروں کی حفاظت کر"

نرمین کی سانس سانس دعا گو تھی تو لیزے کی آنکھیں نم جن میں بس حیدر کی سلامتی کی آس تھی۔

ممی پلیز خود کو سنبھالیں۔آج باران کا ہاف ڈے ہے تو میں اسے لے آتی"

"ہوں۔آپ اندر جا کر آرام کریں۔کچھ برا نہیں ہو گا ان شاءاللہ

اس سب میں دن چڑھ آیا تھا، نرمین نے اسے مضبوط ہو کر تسلی دیے روانہ کیا اور خود گھر کی اندرونی روش پار کر کے اندر چلی گئیں۔

لیزے نے گہرا سانس بھرا اور واپس پورچ کی سمت بڑھ گئی۔

Ⓢ Ⓜ Ⓔ Ⓡ Ⓦ Ⓐ Ⓜ Ⓘ Ⓡ Ⓩ Ⓐ
Ⓝ Ⓞ Ⓥ Ⓔ Ⓛ Ⓢ

"ددھو کو الٹے مشورے دیتے دل نہیں کانپا آپکا ڈاکٹر؟"

آفس میں بیٹھے دراب حیدر جدون نے علیک سلیک ہوتے ہی شارق مرزا کو آڑے ہاتھوں لیا جسے امید نہیں تھی براق نے اپنے آگ کی طرح سلگتے پوتے کو یہ سب بتادیا ہو گا۔

شارق مرزا نے لب بھینچتے دراب حیدر کی خود پر جمی تیز نظریں بھانپتے سانس بھرا۔

"الٹا مشورہ کہاں سے تھا یہ؟ میں نے تو برہان کی بھلائی چاہی تھی۔ براق نے کیا نہیں کیا تمہارے اور تمہاری ماں کے لیے؟ تم دو کو سگا بنا کر اپنی اولاد سے ہمیشہ سوتیلا سلوک کیا۔ دکھتا تھا میرا دل۔ تبھی کہا اسے۔ اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ ہزاروں کپلز حلالہ کر کے واپس ساتھ رہتے ہیں۔ پھر وہ سانول ہی وجہ ہے تمہارے ماں باپ کے بیچ کے کلیش کے۔ وہی وجہ ہے کہ آج تک برہان نے نرمین کے ساتھ برا سلوک کیا"

بہت تحمل کے سنگ دراب نے یہ ساری باتیں سنیں جو سراسر سننے لائق نہ تھیں، شارق مرزا کو تو خدا کا کوئی خوف ہی نہ بچا تھا۔

ڈاکٹری کی کتابوں کے ساتھ ساتھ کاش آپ ایک آدھ اسلامی کتاب بھی" پڑھ لیتے تو آپکی محدود سوچ میں یہ بات سما جاتی کے ہمارے مذہب نے حلالہ کو ناپسند قرار دیا ہے، اسے بھی برائی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اور رہی بات ددھو کے لیے پریشان ہونے کی تو آپ دوستی نبھائیں بس۔ انکی تکلیفوں کو دور کرنا انکے بچوں کو آتا ہے۔ میں یہاں بیٹھ کر آپ سے بات کر ہی کیوں رہا ہوں۔ ملنا چاہتا ہوں ان سے اگر آپکی اجازت ہو تو۔ دو گھنٹے سے انتظار میں بٹھا کر رکھا ہے"

شاید کچھ لوگ بیٹھ کر تحمل سے بات کے لائق نہیں ہوتے اسی پر عمل پیرا ہوئے وہ اپنے نشت چھوڑے اٹھ کھڑا ہوا تو چہرے پر سنگلاخ چٹانوں سی سختی در آئی۔

شارق مرزا کو اسکی ٹون سے صاف بد تمیزی محسوس ہوئی پر دراب کے لہجہ نرم رکھنے نے اسکے سخت الفاظ کو بھی تمیز کے دائرے میں پرو دیا تھا۔

مل سکتے ہو لیکن انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے بچے، نہ اسکا دل مزید دھڑکنے لائق ہے اب نہ دماغ سوچنے سمجھنے کے قابل۔ اسکے باوجود تمہیں "قسمت آزمانی ہے تو جاو۔ لان میں بیٹھا ہے وہ۔"

مقابل کا سرد و سپاٹ لہجہ تحمل سے برداشت کیے دراب حیدر نے دل میں بھڑکتے شعلوں پر قابو پایا اور شارق مرزا پر اک سرسری نظر ڈالے وہاں سے لمبے ڈگ بھرتا ہوا نکلا۔

یہ مینٹل آسائلم درحقیت ایک ہوسٹل تھا، مین بلڈنگ سے لے کر تمام نقشہ بلکل ہسپتال کی طرز پر تھا۔

دراب کو آس پاس کے بے چارے، بے کس اور مجبور مریضوں کو دیکھ کر خوف آیا، لیکن پھر وہ خوف تب بڑھا جب اس نے یہ سوچا کے وہ خود بھی ایک پاگل سے ملنے جا رہا تھا۔

برہان جدون در حقیت اللہ کی پڑتی سخت لا ٹھی کا شکار تھا، بھلے اسکی رسی دراز تھی پر کہیں حلق کے اندر نہ دیکھائی دیتے انداز میں گردن کے اطراف ہی گھٹ رہی تھی۔

آخر کچھ دیر کی تلاش کے بعد دراب حیدر کی نظروں میں لان کے آخری الگ تھلک کنارے پر بیٹھا برہان جدون آیا جسکے ہاتھ میں لا ٹھی تھی اور اس سے کچی زمین بلکہ گھاس سے اٹی جگہ نوچ رہا تھا۔

کچھ دیر دراب نے وہیں رک کر بابا کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیا۔

"یہ کیسا باپ دیا ہے آپ نے مجھے اللہ جس سے سات سال بعد بھی میرے اندر ملنے کی کوئی حسرت نہیں جاگی۔ دراب حیدر جدون! تمہیں کرنا ہو گا۔ اس وقت اپنے دد ھو کے لیے مجھے خود کو پیاسا اور انکو کنواں سمجھنا ہو گا"

اپنے جبر کے شکار دل پر تھک ہار کر اپنا ہاتھ پھیرتے وہ برہان جدون کی طرف بڑھا تو ماتھے پر دھیرے دھیرے تیوریاں نمایاں ہوتی گئیں۔

ٹھیک اسکے چند قدموں کے فاصلے پر پہنچ کر دراب رک گیا۔

برہان جدون کی آنکھوں میں سفاکیت ابھر کر معدوم ہوئی، پھر اس نے ہاتھ میں لی چھڑی سے گھاس والی زمین کھرچنی روکتے نظر اٹھا کر دراب حیدر جدون کے وجیہہ اور نظر لگ جانے کی حد تک مضبوط وجود کو سر سے پیر تک دیکھا۔

پل لگا تھا برہان کی آنکھوں میں سرخائی گھلنے میں۔

تم۔ تم کیسے آ گئے یہاں۔ دراب حیدر جدون۔۔۔ براق جدون کا لاڈلہ "

"پوتا۔ سات سال بعد اپنے نام نہاد باپ سے ملنے آیا ہے۔ تالیاں

اک پل کو دراب کو ایسا لگا جیسے سات سال سے اسکے باپ کا یہ پاگل پن اک ڈھونگ ہو، کیونکہ یہ ٹون کسی پاگل کی نہیں ہو سکتی، یہ تو نفرت میں جلتے کسی شخص کی للکار تھی۔

آپ سے جڑا معمولی سہی پر رشتہ کھینچ لایا، میرے ددھو صرف آپکی وجہ "

سے پچھلے آٹھائس سالوں سے گیلی لکڑی کی طرح سلگ رہے ہیں۔ نہ جلتے ہیں نہ بجھتے ہیں۔ ایسی ہی اک آگ میرے اندر بھی پیدا ہوتے ہی جل رہی

ہے۔ بھڑ کتی ہے، مدھم ہو جاتی ہے پر بجھتی نہیں۔آج میں آپ سے لڑنے "نہیں آیا۔آج میں آپ سے بس یہ پوچھنے آیا ہوں کے کیوں؟آخر کیوں بابا آج وہ ہتھیار پھینک آیا تھا،نہ ہاتھ میں کوئی اسلحہ تھا نہ دل میں مدت سے پنپتی نفرت،آج وہ یہاں اپنی ماں،اپنے دادا کی تکلیف کی بس وجہ جاننے آیا تھا۔

برہان جدون اٹھ کھڑا ہوا،اسکی آنکھوں میں شناسائی کی کوئی رمک دور دور تک نہ تھی۔

"یہی سوال میرا ہے،آخر کیوں پیدا ہوئے تم"

مقابل کے کرخت لہجے میں پوچھے افسوس بھرے سوال نے دراب کو مٹھیاں کس لینے پر مجبور کیا۔

جب پیدا ہوئے تھے تبھی تم سے پیار محسوس نہیں ہوا مجھے،ڈاکٹر نے کہا" اس بچے کو اپنے سینے کی حرارت دیں برہان صاحب۔تم چیخنے لگے۔کرلانے لگے۔بابا نے دیا پھر تمہیں پہلا لمس۔ماں تو تمہاری موت کے دہانے پہنچی تھی۔جیسے بچہ پیدا نہ کیا ہو،احسان کیا ہو مجھ پر۔وہ مجھ سے

محبت کا دعوی کرنے والی میرے سوا کسی اور مرد کی محبت ہے یہ حقیقت شادی کے فورا بعد پتا چلی۔بس ایک رات اچھی گزاری ہم نے جسکا تم سا منحوس رزلٹ نکل آیا۔پھر اسکے بعد وہ پہلے سے ناپسند عورت جسے بس اسکی مجھ سے محبت اور اچھی شکل وصورت پر میں نے قبول کیا۔زہریلی لگنے لگی۔میں نے شادی کے دوسرے دن اس سے پوچھا کے کیا وہ بھی سانول کے جذبات جانتی ہے۔اس نے کوئی قسم نہ اٹھائی بس سیدھے سے انکار کیا۔قسم اٹھا لیتی تو شاید مجھے یقین آجاتا۔تب نہیں آیا اور تبھی میں نے تمہیں سرے سے اپنی اولاد تسلیم ہی نہیں کیا۔میری خطاء نہیں تھی،میری بیوی کو میرا ہی باڈی گارڈ دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا تو میں کیسے یقین کرتا یہ یک طرفہ ہے۔بس لگا دیا تمہاری ماں پر بہتان۔کے تم میرے بیٹے نہیں۔اس روز پہلے اس نے تھپڑ مارا مجھے پھر بابا نے مارا اور مجھ پر لعنت بھیج کر وہ تمہیں اور اپنی چہتی بہو کو لے گئے۔کہاں غلط ہوں؟میرے باپ نے میری تکلیف سمجھے بنا تم دونوں کو اپنے پروں کا سایہ سونپ دیا۔میں کڑی دھوپ میں کھڑا سلگتا اور

جلتا رہ گیا۔ تم جانتے ہو پائی پائی کا محتاج کر دیا بابا نے مجھے۔ تم دو کی وجہ سے۔ میں کیسے بخشوں پھر تم سب لوگوں کو۔ کیسے پیار کر پاتا میں۔ وہ میری فسٹریشن تھی جو میں نے نرمین پر نکالی۔ اسے صبر و برداشت سے کام لینا چاہیے تھا پر اس نے مجھ سے سب چھین کر یہ ثابت کیا کے وہ کتنی سفاک ہے۔ جس سے پیار ہو اس پر تو میں نے سنا تھا خون تک معاف ہوتا ہے۔ پھر نرمین نے ایسا کیوں نہیں کیا، بس وہ دن تھا اور آج کا، تم دو سے محبت چاہ کر بھی نہیں کر سکا اور بابا سے اپنی محبت مار نہیں سکا۔ اگر میں برباد ہوا ہوں تو آباد نرمین بھی نہیں رہے گی۔ یا وہ سانول کی زوجیت میں مرے گی یا واپس میری جہنم میں آکر اپنی زیادتی کا صلہ پائے گی"

اک اک لفظ نے الگ الگ طرز سے دراب حیدر جدون کے سینے میں کیل گاڑا، اسکی ہیزل براون آنکھیں سرخ انگارہ ہو گئیں۔

"کافی اچھی سٹوری تھی۔ میں تو دل برداشتہ ہو گیا، میرے تو آنسو ہی نہیں رک رہے۔۔ چچ چچ اپنی اولاد کے سامنے اپنا گھٹیا پن دیکھانے کی آپکی پرانی

عادت ہے۔مجھے حیرانگی نہیں ہوئی۔میرے ذہن میں بھی ممی اور آپکے الگ ہونے کے پیچھے ایسی کوئی وجہ تھی۔آپکا بیٹا جو ہوں۔دماغ تو آپکی طرح ہی کام کرتا ہو گا ناں۔یہ سب میرے لیے اہم نہیں ہے۔ممی کی حفاظت سانول مجھ سے بہتر کریں گے۔میں نہیں کر سکا تھا۔بس مجھے یہ بتادیں کے کیا آپ اپنے باپ کی محبت واپس چاہتے ہیں؟زندگی کے آخری بچے دن اگر آپکو انسان بن کر گزارنے کا موقع دیا جائے تو کیا کہیں گے آپ؟میں دل پر پتھر رکھ کر آپکو برداشت کرلوں گا لیکن میرے ددھو کی تکلیف آپکے سدھرنے پر شاید تھوڑی کم ہو جائے"

اتنا سب سننے کے باوجود بھی دراب حیدر جدون صلح جوئی سے ہاتھ بڑھا رہا تھا، برہان نے وحشی طرز سے ہنس کر دراب کی صورت دیکھتے اپنے اور اسکے بیچ فاصلہ سمیٹا۔

مجھے بس تمہاری ماں کو بیوہ کرنے کا کریز ہو رہا ہے۔ ورنہ تمہارے اور بابا"
کے لیے تو میں کب کا مر گیا۔ آئی نیڈ سم تھرل۔ ساتھ دو گے میرے
"مشکوک بیٹے

اپنے اندر کا زہر نکالتے برہان کو دیکھ کر اور اسکے زہر میں بجھے الفاظ سن کر دراب کے ماتھے کی رگیں پھولنے لگیں۔

وہ بپھری موج بنا دو قدم قریب ہوا تو برہان ڈر کر لڑکھڑاتا واپس گارڈن بینچ پر گرتے ہوئے بیٹھا، چہرے کی ہوائیاں خود پر جھک آتے دراب حیدر کی آنکھوں سے لپکتے آگ کے شعلوں کو محسوس کرتے اڑیں۔

اگر میرے پاس باپ چننے کا اختیار ہوتا تو وہ آپ کبھی نہ ہوتے برہان"
جدون، آپکو بھلے مجھ پر یا میرے وجود پر شک ہو گا لیکن مجھے یقین ہے میں آپکا ہی بیٹا ہوں، میری ماں باکردار اور حیادار عورت ہے، میں ہوں انکے اعلی کردار کا ثبوت کے مجھ پر آپکا دیر پا اثر نہ ہو سکا اور میں اپنی ممی جیسا بن گیا۔ یہ ساری سزا آپکو جانتے ہیں کیوں ملی کیونکہ آپ نے اللہ کے احکامات کا مزاق

اڑایا۔کاش آپ دیکھ پاتے اس جہنم کے گڑھے کو جو مجھے آپکے ماتھے پر بنا نظر آرہا ہے۔میں نے سوچا تھا دھوکے بیٹے ہونے کے ناطے میں آپکو کھینچ کر ٹھیک راستے پر لے آوں گا پر نہیں۔دو منٹ مزید رکا ناں تو میرے اپنے راستے منزلوں سے بھٹک جائیں گے۔مجھ سے گناہ ہو جائے گا۔"

ان ہیزل براون آنکھوں میں ٹوٹے مان کی ان گنت کرچیاں تھیں۔

"اچھا!مار دو گے کیا مجھے؟"

برہان کے ڈر کو باغیانہ رنگ میں بدلتے لمحہ نہ لگا۔

"بدبخت اولاد کو مار دینے کا حکم ہے،میں نہیں چاہتا دھوکے ہاتھوں یہ قہر ڈھلے آپ پر۔سو پلیز مر جائیں بابا"

وہ آنکھوں میں کرب لیے کہہ کر سیدھا ہوا تو دراب کو لگا اسکے دل میں تیز نوکیلی سلاخ گڑھ گئی ہے،کچھ گڑھا تو تھا پر دل پر نہیں،اسکے جسم میں۔

برہان نے بدحواس ہوتے آپے سے باہر آتے جیب میں چھپا کر رکھی چھری دراب کے پلٹتے ہی اسکی پچھلی طرف ویسٹ میں کھونپ دی تھی۔

"ٹھیک کہا تم نے۔ تم جیسی بد بخت اولاد کو مارنا ثواب کا کام ہے۔"

دراب کی آنکھیں درد کی بھیانک لہر پر ٹھہر گئیں اور برہان جدون نے کسی وحشی درندے کی طرح وہ پوری اندر گھسی چھری اسی طرح اندر چھوڑی اور کسی کے بازو دبوچنے پر سیدھا ہوا تو سامنے براق جدون اور انکے ہمراہ سانول تھا۔

دراب کی ویسٹ میں کبھی چھری دیکھتے سانول دیوانہ وار درد سے زیادہ کرب سہتے دراب حیدر کی طرف دوڑا جبکہ براق جدون نے کئی لوگوں کے سامنے کھینچ کر برہان کے دائیں گال پر اس شدت سے تماچا مارا کے وہ کئی قدم دور جا لہرایا، باپ روپڑا پر وہ پاگل قہقہہ مار کر ہنسا جیسے یہ تھپڑ نہیں آخری تمغہ ہو۔۔ تجھ سے تعلق ختم کرنے سے اچھا تھا زلیل میں تجھے مار دیتا برہان، یہ کیا کیا"

"ہے تو نے اپنی اولاد کے ساتھ

براق جدون کا کلیجہ دراب کی شرٹ کے لہولہان ہونے پر منہ کو آیا پر برہان جدون ہنس کر آنکھ سے ٹپکتا آنسو رگڑے براق جدون کے سامنے تن گیا۔

"وہی جو آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کیا۔"

برہان کی آنکھوں میں سالم جہنم سلگ رہی تھی۔

"دراب۔۔۔۔"

سانول زمین بوس ہوتے دراب کو سنبھالتے کانپتی آواز سے پکارے پر وہیں ان سے سنبھالا نہ جاتا زمین پر جا گرا۔

براق جدون نے برہان کو پرے دھکیلا اور سانول اور دراب کی سمت دوڑے جہاں سانول اس چھری کو پکڑ کر دراب کے بے جان ہوتے ہی کھینچ کر نکال گیا۔

خون کا پھوارا تھا جو دراب کے جسم سے پھوٹا جہاں قریب ہی کھڑی نرس نے اپنی وی ٹائی فوراً اتار کر دی جسے گول مول کیے انہوں نے دراب کے زخم پر وہ کپڑا دبایا اور اس اٹھائے وہ اندر لپکے جبکہ براق جدون پیچھے جاتے جاتے پلٹے تو برہان نے وہی گری چھری اٹھا کر اپنے سینے پر دیکھتے ہی دیکھتے کھونپ لی، اک لمحہ تو براق جدون کو لگا آوازیں آنی بند ہو گئیں۔

یہاں برہان جدون بے دم ہوتا نیچے گراوہیں براق جدون کو لپک کر آتے شارق مرزا نے سنبھالا ورنہ شاید گرتے ہی اس باپ کی جان نکل جاتی۔

آج واقعی قیامت کا ہی دن تھا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

صبح وہ جس حالت میں ملی تھی، اسے دیکھ کر لگتا تھا وہ ختم ہو چکی ہے پر پھر اسکے اندر سانس کا وجود تسخیر کر لیا گیا، جمشید کی تین گھنٹے کی رسکی سرجری مکمل ہو چکی تھی اور کامیاب ہو گئی تھی، اسکے لنگز کا آفیکٹ حصہ سرجری کیے کاٹ دیا گیا تھا اور اب اسکی بقیہ ریکوری میڈیکیشن تھی مگر اسکے پھیپھڑے کینسر کے ٹیومز سے پاک ہو چکے تھے لیکن ابھی اسے ہوش نہیں آیا تھا، اور سمیر خان چاہتے بھی نہیں تھے کے شنائیل کی حالت درست ہونے سے پہلے جمشید ہوش میں آئے لیکن جو ہم سوچتے ہیں ویسا ہونا ممکن نہیں ہوتا۔

وہ دو دل کے بعد سانسوں کے سنگ بھی جڑے تھے تو کیسے نہ ایک دوسرے کی بنا کہے اور جانے تکلیف جان لیتے۔

"کیا کنڈیشن ہے؟"

آئی سی یو روم میں وہ زندگی اور موت کے بیچ کھڑی تھی، نہ اسکی نبض ہاتھ میں آرہی تھی نہ دھڑکن سنورہی تھی، اسکے پورے جسم کو آگ جیسی شدت نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا، اگر بروقت اسے طبعی امداد نہ ملتی تو اسکا دل اسکے سینے میں پھٹ جاتا۔

وہ مسیحائی کرتی کرتی، خود بوند بوند سانس کی محتاج ہو کر بستر مرگ پر پڑی تھی، مدھم سانسوں کی ڈور بس جمشید کے پھر جانے سے الجھی تھی۔

"سر پلس ریٹ بہت لو ہے، باڈی کا ٹمپریچر شوٹ کر رہا ہے۔ سمجھ نہیں آرہا ہوا کیا ہے"

جونیئر ڈاکٹر کے اپنے ہاتھ پیر پھولے تھے مگر سمیر خان کی آنکھیں سرخی میں ڈوبی بس شنائیل پر جمی تھیں۔

اسکی ہلیتھ ہسٹری فوری نکلواو،اسکے فون سے کچھ ملے گا تمہیں۔اسکے بابا"
فردوس شمدی سے کنٹکٹ کرو۔ کہیں ایسا تو نہیں یہ ڈرگ ایڈکٹ
"ہے۔جلدی کرواسکی حالت بگھڑ رہی ہے
سمیر خان نے اسکی کلائی چھوکر دوسرا ہاتھ اسکے ماتھے پر سہلایا،ساتھی ڈاکٹر
فوراسے تائید میں کام لگ چکا تھا۔
شنائیل۔آپکا جمشید ٹھیک ہو گیا ہے۔اسے بہت مشکل سے زندگی کی طرف"
لانے والی آپ خود کیسے ہمت ہار سکتی ہیں۔ایسا نہیں کریں بچے۔سٹرونگ
"رہیں۔آپ دونوں کوایک دوسرے کی ضرورت ہے
سمیر خان اپنی زندگی میں پہلی بار کسی پیشنٹ کو لے کر اتنے حساس ہو رہے
تھے کے انکو شنائیل کی حالت دیکھ کر دل ٹکڑے ہوتا محسوس ہو رہا تھا، صبح
سے شام ہو چکی تھی اور جیسے جیسے جمشید کے ہوش میں آنے کا وقت قریب
آرہا تھا، سمیر خان کے ہاتھوں سے اختیار پھسلتا جا رہا تھا۔
"سمیر خان! جمشید ہوش میں آگیا ہے"

کسی مانوس آواز پر سمیر خان پلٹے تو دل میں ٹیس اٹھی۔

"میں آتا ہوں"

سمیر خان نے گردن موڑ کر اک نظر شنائیل پر ڈالی اور اس سے پہلے جاتے، نرس کی پکار پر رکے۔

وہ ہاتھ بڑھا کر سمیر خان کو کچھ تھما رہی تھی جس پر انہوں نے فورا سے اپنی ہتھیلی کھولی۔

نرس نے شنائیل کی رنگ اور جمشید کا پہنایا بریسلٹ اتار کر سمیر خان کے ہاتھ میں تھمایا اور پلٹ گئی پر سمیر خان پر وہ دو چیزیں بہت بھاری تھیں۔

خیر خود کو کمپوز کیے وہ آئی سی یو روم سے باہر نکل کر جمشید کو دیکھنے گئے اور مٹھی میں جمشید کی متاع یونہی جکڑی رکھی۔

ڈاکٹر فیصل اس وقت جمشید کے پاس تھے اور اس سے اسکی سوئی جاگی کیفیت کے باوجود چھوٹے چھوٹے سوال کر رہے تھے۔

"سٹاپ دس۔شنائیل کہاں ہے؟ یہ سوال جواب بند کریں پلیز"

وہ سخت خفگی سے ڈاکٹر فیصل کو چپ کراتے کراہا کیونکہ ابھی بولنا بہت مشکل تھا،ایون اسے سانس لیتے ہوئے بھی پورا جسم دکھتا محسوس ہو رہا تھا۔

یہیں ہیں۔ لیکن فی الحال آپ کو نہ بولنے کی اجازت ہے نہ کسی سے ملنے "

"کی۔ چوبیس گھنٹے کا ریسٹ ضروری ہے

ڈاکٹر فیصل نے بنا برا منائے نرمی سے سمجھایا۔

وہ کسی نہیں ہے سمجھے آپ۔۔ڈاکٹر سمیر کو بلائیں۔۔۔پلیز جائیں "

"آپ۔۔۔۔

وہ اپنے سٹمک پر ہاتھ رکھتے با قاعدہ چلایا تبھی دروازے میں رکے سمیر خان نے فیصل کو آنکھوں کے اشارے سے جانے کا کہا اور خود جمشید کے قریب آئے جو بیڈ کراون سے نرم دو تکیوں سے کمر ٹیکے آرام و سکون والی جگہ کے باوجود خود کو سلگتا محسوس کر رہا تھا۔

فائنلی تم نے زندگی کا بڑھا ہاتھ چنا۔یہ میری زندگی کا سب سے ٹریکی کیس"
تھا،اور سب سے خطرناک سرجری۔یونو واٹ جمشید احمد،ہر کوئی تمہاری
"طرح لکی نہیں ہوتا

ڈاکٹر سمیر کی اذیت بھری آنکھیں اس وقت جمشید کو دہلا گئیں تبھی تو وہ انکے
کہے کسی ستائشی لفظ کو سن نہ سکا۔

"یہ سب بعد میں پلیز۔مجھے شائیل سے ملنا ہے۔ہاتھ دیں۔کہاں ہے وہ؟"
وہ اس وقت شائیل کے سوا کچھ سننا نہیں چاہتا تھا۔

ہلے بھی تو مکا پڑے گا۔تمہارا جسم سلا ہوا ہے۔کس قدر بھیانک کٹ ہے"
تمہارے جسم پر۔ایسے میں ہاتھ سہارے کے لیے نہیں، جھانپڑ کے لیے ہی
"اٹھ سکتا ہے۔وہ کل ملے گی تمہیں

سمیر خان اس وقت یہ کہتے جمشید کو زہر لگے،اگر ڈاکٹر نہ ہوتے تو وہ گردن
بھی دبا ڈالتا۔

مجھے ابھی چاہیے وہ سن نہیں رہے۔ کہاں ہے۔اوکے روم میں آنے مت"

"دیجئے گا پر اسے یہاں دروازے میں لائیں۔مجھے دیکھنا ہے اسے۔

وہ کسی صورت کوئی بات سننے پر تیار نہ تھا، سمیر خان کا دل بری طرح دکھ گیا۔

جمشید۔ضد کیوں کر رہے ہو۔اور پلیز مت بولو۔میں نرس کو کہتا ہوں"

"تمہیں نیند کا انجکشن دیتی ہے

سمیر خان کہہ کر پلٹے تو اسکے کراہنے پر فوری پلٹے جہاں وہ اپنے ہاتھ کی پشت سے بلڈ کی نوزل بے رحمی سے کھینچتا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے اٹھنے کی کوشش میں تھا۔

"تم پاگل ہو گئے ہو"

وہ دوڑ کر اسکے پاس رکے تو اس اچانک افتاد پر سمیر کے ہاتھ میں پکڑا بریسلٹ اور رنگ فرش پر گرے، رنگ رول کرتی ہوئی ٹھیک جمشید کے فرش پر رکھے پیروں تک آ رکی تھی۔

سمیر خان کے چہرے کا رنگ فق ہوا۔

"رنگ۔۔۔۔یہ شنائیل کی رنگ۔ بریسلٹ بھی۔اٹھائیں نیچے سے"

وہ باقاعدہ تڑپ اٹھتے بولا جس سبب سمیر خان نے فوراسے دونوں چیزیں اٹھا کر ضبط کے سنگ جمشید کے سامنے کرتے ہتھیلی کھولی، لمحہ لگا تھا جمشید کی دنیا تاریک ہونے میں، وہ سرخ آنکھوں سے سمیر خان کی بھیگی آنکھیں دیکھتے ٹھٹکا۔

کیوں دے رہے ہیں مجھے اسکی رنگ ؟اسکا بریسلٹ۔یہ اسکی ملکیت"

"ہیں۔کس نے حق دیا اتارنے کا

وہ پھٹ پڑا، آخر کس نے جرت کی تھی یہ کرنے کی۔

تمہیں ہمت کرنی ہو گی جمشید۔ سنبھالو خود کو۔ سرجری ہوئی ہے تمہاری"

"ابھی۔سٹریس۔۔۔۔

سمیر خان نے کچھ کہنا ہی چاہا جب وہ درد دیتے جسم کے باوجود لڑکھڑاتا اٹھ کر دھاڑا۔

بھاڑ میں گئی میری ہر تکلیف۔مجھے وہ زندہ سلامت چاہیے۔سن رہے ہیں""

"آپ سمیر خان۔ورنہ میرے لیے زہر کا انجکشن تیار رکھیے گا

وہ انکی آنکھوں میں ٹھہرے آنسو بہا دینے کا موجب بنا۔

جمشید۔۔۔خدا کے لیے سٹیچز کھل جائیں گے۔اسے کچھ نہیں ہو گا"

"سنبھالو خود کو

سمیر خان نے اسے شانوں سے پکڑتے سنبھالنا چاہا پر وہ نہیں سنبھل رہا

تھا،بہت کوشش کے باوجود بھی۔

کھل جائیں پرواہ نہیں۔مجھے جانا ہے اسکے پاس۔سمیر خان خدا کے لیے مجھ"

"پر ایک اور احسان کر دیں۔مجھے اسکے پاس لے جائیں

وہ اخیر تکلیف کے مقام پر کھڑا اختتام تک خود بھی آواز کو دبنے سے بچا نہ سکا۔

"ٹھیک ہے پر تم روم میں نہیں جاو گے۔باہر سے دیکھو گے اسے"

سمیر خان کی تمہید پر وہ کاٹ کھاتا گھورا۔

آپ یہ فیصلہ کرنے والے کون ہیں۔بیوی ہے وہ میری۔مجھے اسکے پاس"
"جانا ہے۔کیوں نہیں سمجھ رہے۔پلیز سمیر خان
وہ سمجھ نہ پایا غصہ کرے یا چیخے تبھی اسکی بے بسی کا مان رکھے وہ اسے
مضبوطی سے سہارا دیے لے گئے۔

نرس نے فردوس شمدی کو اطلاع دی تو ان سے نہ صرف انکو شنائیل کی ہلتھ
ہسٹری ملی بلکہ وہ خود پہلی فلائیٹ سے دبئ آنے والے تھے۔
وہ صبح اچانک ہوسپٹل کے باہر بے ہوش ہو کر گر گئ، بروقت اسے دیکھ لیا"
"گیا ورنہ۔۔
وہ لوگ دروازے کے پاس رکے جہاں جمشید نے شنائیل کی ناک سے گزرتی
لگی دیکھتے گہرا سانس بھرا، یہی نہیں اسکے laryngectomy tube
دائیں ہاتھ پر ڈرپ بھی نسب تھی، وہ جمشید کی طرح ہوسٹل کے کپڑوں میں
تھی۔
"کیا ک۔۔کنڈیشن ہے اسکی؟"

وہ بہت مشکل سے بول سکا۔

جمشید۔وہ بیسٹ ڈاکٹر کے انڈر ہے۔پلیز بچے خود پر رحم کرو۔ہلنا تک منع"

"ہے اور تم کھڑے ہو۔

سمیر خان نے ایک بار پھر اسے سمجھانا چاہا۔

"میں اسے چھو سکتا ہوں؟ پلیز"

وہ انکی سنے بنا تاسف سے بولا، سمیر خان ان دو کے لیے اپنے سارے اصول توڑنے پر خوشی خوشی آمادہ تھے۔

اوکے لیکن صرف پانچ منٹ اجازت دوں گا۔اسکے بعد تم میرا کہنا مان کر جا"

"کر لیٹو گے۔پرامس؟

سمیر خان کے وعدہ مانگنے پر جمشید کو کچھ سمجھ نہ آیا کیا کہے۔

"مجھ سے وعدہ مت لیں اس وقت۔"

وہ نظریں پھیرے شاید اپنے آنسو نہ بہانے کی پوری کوشش میں تھا۔

"ہمم۔۔آجاو۔"

وہ اسے لیے اندر بڑھے جہاں ڈاکٹر سٹاف اور نرسیر نے سمیر خان کے اشارے پر پانچ منٹ کے لیے اپنے تمام کام روکے اور اٹیچ کمپوٹر ائزروم کی طرف بڑھے جہاں شنائیل کا ڈاکٹر وڈیو کال پر آچکا تھا۔

زیادہ دیر بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے۔امید ہے تم مجھے تنگ نہیں کرو"

"گے۔صرف پانچ منٹ

سمیر خان اسکو شنائیل کے پاس ہی بٹھاتے اسکی گال تھپکائے خود بھی اٹیچ روم کی طرف بڑھے۔

جمشید نے ہاتھ بڑھا کر شنائیل کا بے جان ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ اسکی حدت پر سہم گیا، وہ بہت ہی ایکسٹریم فیور میں تھی، اور وہ گرمائش اس وقت جمشید کو اپنے پورے وجود کے گرد لپٹتی محسوس ہوئی۔

میرا دل کہہ رہا تھا تم ٹھیک نہیں ہو تبھی زندگی میں پہلی بار اپنے کہے سے" پھر گیا ورنہ جب سے تم مجھے ملی اس دل نے صرف یہی کہا شنائیل کے تم میری محبت ہو۔میری پہلی اور آخری محبت۔ایسے مت بچھڑنا مجھ سے میں

تمہیں آخری وقت گلے بھی نہ لگا سکوں۔ ٹھیک ہے ناں۔ مجھے ٹھیک ہو لینے دو، پھر چلی جانا۔ مجھے ساتھ لے کر۔ میں تمہاری مسیحائی کو مان گیا۔ اب مجھے بھی موقع دو، کے میری مسیحائی بھی ماننے کے قابل بنے۔ دیکھو تم نے کبھی

"نہ رونے والی آنکھیں نم کر دیں، ایسی محبت بن گئی تم میری

وہ اسکے ہاتھ کی پوریں سہلاتا، اک اک ابھری رگ پر انگلی پھیرے اسکے ہاتھ کو محبت سے تھامے بیٹھا تھا حالانکہ جمشید کا اپنا ہاتھ نوزل کے کھنچنے کے سبب پورا سن ہو رہا تھا اوپر سے پشت پر خون کی بوندیں نکل کر پھیلی تھیں لیکن اسے اپنے کسی درد کی یاد شنائیل کے جلتے وجود کے آگے نہ آئی۔

میں تمہیں اپنی محبت کے اظہار کے لیے ایک لمحہ بھی نہیں تڑپاوں"
گا۔ آنکھیں کھول دو۔ میں نے کہا تھا مجھ سے کچھ مت چھپانا لیکن تم نے میری بات نہیں سنی۔ دیکھو تمہاری ایک غلطی نے میری سانسوں کو شفا ملنے کے بعد پھر سے بند کر دیا ہے۔ I can't bear your

مجھے مت چھوڑنا۔تم مجھے مت چھوڑنا شنائیل۔میں کیسے رہوں...death

"please talk to me girl.گا تمہارے بنا۔

وہ مزید آنسو سنبھال نہ سکا اور رو پڑا وہ دل، وہ شخص، وہ دیوانہ جسے محبت نے چھوا ہی نہیں تھا اور عشق نے کسی لائق چھوڑا نہیں۔

وہ اسکے لیے کچھ بھی کر گزرنے والی، اب آنکھیں ہی نہیں کھول رہی تھی تو وہ کیسے یہ سب برداشت کرتا۔

"کیا کر رہے ہو تم۔۔۔۔جمشید"

سمیر خان واپس دوڑے تو جمشید کو شنائیل پر جھک کر بری طرح روتا دیکھے انکا دل بھی بند ہوا، پکڑ کر اسے سیدھا کیا اور پکڑ کر خود سے لگائے وہ خود جذباتی ہو گئے۔

"یہ م۔۔مر گئی ناں تو میرے لیے بھی زندگی کی ہر رہی سہی طلب مر جائے گی۔۔پلیز سیو ہر۔۔۔پلیز سمیر خان۔میں اسے مرتا نہیں دیکھ سکتا۔اس کی موت سے پہلے مجھے مار دیں۔مجھے ختم کر دیں۔۔۔"

وہ بے قابو ہو رہا تھا اور سمیر خان سے اسے توانا وجود کو سنبھالنا مشکل تھا، بہت کھٹن تھا جمشید کو ساتھی ڈاکٹر کے ہمراہ واپس چھوڑ کر آنا، اسے سکون کا انجکشن بھی دیا گیا پر اس پر سکون کیسے اثر کرتا جب وہ اندر باہر سے جل رہا تھا۔ پورا ہوسپٹل اس شخص کے رونے، تڑپنے پر سوگ میں لپٹ چکا تھا اور ہر کوئی اس بکھرے شخص کی شنائیل کے لیے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے بلند کر گئے، وہ لوگ بھی جنکی اپنی زندگی کا اگلے پل چراغ بجھ جاتا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

ویسٹ پر لگتے زخم نے دراب حیدر کو اگلے چوبیس گھنٹے تک اذیت کی بھٹی میں رکھا، ڈاکٹرز کے بقول اسکی ہارٹ بیٹ، ذہنی دباو کے سبب توازن میں نہیں آرہی۔

لیزے، نرمین اور باران تو تینوں سہمے ہوئے تھے، ان تینوں کے لیے دراب کی آس پاس غیر موجودگی سانسیں گھوٹنے کا سبب بن رہی تھی۔

پھر آخری سانسیں لیتا برہان بھی تو تڑپ رہا تھا، اپنی بیٹی کو مارنے کا کرب، اپنے بیٹے پر وار کرنے تلے دب گیا تھا۔

شارق مرزا نے براق جدون کو سنبھالا تھا ورنہ وہ باپ جس اذیت میں تھا، دوسری سانس لینی سراسر ناممکن تھی۔

یزدان اور سلوی بھی پچھلے چوبیس گھنٹوں میں ان سب کے ساتھ تھے، لیزے اور نرمین اس حالت میں نہیں تھیں کے باران کو سنبھال پاتیں تبھی وہ سلوی کے پاس تھا اور چونکہ باران کو ہوسپٹل بلکل اچھے نہیں لگتے تھے تبھی یزدان اسے اور سلوی کو واپس فاروقی مینشن دی جان اور بابا کے پاس چھوڑ گیا۔

بہت مشکل سے سلوی نے اس معصوم بچے کو سلایا۔

یزدان بھی چینج کیے اپنا آرم ہولڈر اتار چکا تھا کیونکہ بازو میں موجود درد میں قدرے کمی تھی۔

سلوی جلدی سے باران کے سرہانے سے اٹھی اور یزدان کے راہ میں رکی جس نے سلوی نے بکھرے بال سمیٹے پیار سے ماتھا چوما، سلوی جانتی تھی یزدان اس وقت ویسی ہی تکلیف میں ہے جس میں اس وقت دراب اور اسکی فیملی مبتلا تھی۔

"میں ہوسپٹل میں نہیں کہہ سکی پر آپکو اداس نہیں ہونا سکھی۔آپ اس وقت اپنے دوست کی ہمت بنیں۔اور لیزے آپیا کو کہیے گا باران کی بلکل فکر نہ کریں۔میں اسے اداس نہیں ہونے دوں گی"

سلوی کے پیار سے کہنے پر وہ اسے اپنے حصار میں لیے آمادہ اور نرم سا سر ہلائے اسے پیچھے ہٹے دیکھنے لگا، پچھلے کئی گھنٹوں سے یار کی تکلیف میں ڈوبا وہ بھی آدھا ہو چکا تھا۔

آپ سے یہی امید تھی جان۔یہ بہت سینسیٹو ہے اچھے سے خیال"

"رکھیں۔میں جاتا ہوں۔دعا کریں یہ مشکل ٹل جائے

یزدان کو دعاوں میں رخصت کرتی سلوی واپس باران کے سرہانے آکر بیٹھی اور جھک کر اسکا ماتھا چوما۔

"تمہارے بابا بلکل ٹھیک ہو جائیں گے میری جان۔تم نے ابھی ممی بابا کے ساتھ پوری زندگی مل کر جینی ہے"

سلوی جانتی تھی ماں باپ پر آئی آنچ سہنا کسی بھی عمر کے بچے کے لیے مشکل ہے تبھی وہ اس وقت باران کی دوسری ماں بنی ہوئی تھی۔

وہیں چوبیس گھنٹے میں بہت سے لمحے گزر گئے تھے پر شائیل کی اب تک حالت نہ سنوری۔

فردوس شمدی نہ صرف آچکے تھے بلکہ کچھ گھنٹے پہلے شاکرہ اور سلمان بھی پہنچ چکے تھے،ساری حقیقت فردوس شمدی سے جاننے کے بعد سے ان دو پر سکتہ طاری تھا۔

ہوسپٹل کے لان میں لگے بینچ پر وہ دونوں، اپنے بچے کی تکلیف پر اپنی آنکھیں بھگوئے بیٹھے تھے جسے شنائیل کا نام لینے کے سوا کچھ یاد نہ تھا۔

"یہ ک۔۔کیا ہو گیا میرے ہاتھوں سلمان۔ کیسی ماں ہوں میں۔ میرا بچہ کتنے دنوں سے موت سے لڑ رہا تھا اور میں۔۔۔آہ تف ہے مجھ سی ماں پر۔ سلمان۔ میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاوں گی۔ وہ لڑکی۔۔۔۔وہ لڑکی ہم سے افضل ہے سلمان۔۔۔دیکھ اس نے ثابت کیا کے وہ ہم سے بھی زیادہ جمشید کی ہے۔۔۔۔اسے میری ہی بد دعائیں کھا گئیں۔۔۔۔"

شاکرہ کی سسکیاں، ملال میں ڈوبی ہچکیاں سنتا سلمان احمد بھی آبدیدہ بیٹھا تھا، ملال کسی نوکیلے کانٹے کی طرح چبھ رہا تھا۔

"ہم نے واقعی اپنی اولاد کے ساتھ بہت ظلم کیا شاکرہ۔ ہم اپنے ہی لالچ اور پنگوں میں پھنسے رہے۔اور ہمارے بچے نے ہم سے اپنی تکلیفیں ہی چھپانی شروع کر دیں۔ وہ شنائیل کے لیے تڑپ رہا ہے تو یہ اس لڑکی کا حق ہے

کیونکہ اس وقت جب ہمارے پتر کو ہماری ضرورت تھی، تب وہ تھی اسکے

"پاس۔۔۔

سلمان کی آواز بھی رندگئی، گلے میں آنسوؤں کا پھندا سا اٹکا تھا۔

"آپ دونوں خود کو کیوں قصوردے رہے ہیں۔ میں ہی اچھا بیٹا نہیں تھا۔"

عقب سے جمشید کی نقاہت سے لبریز بھاری آواز پر دونوں نے اپنی بھیگی آنکھیں رگڑیں تو وہ قریب آیا جس سبب دونوں زرا زرا دائیں بائیں سرکے، وہ ٹھیک دونوں کے بیچ میں درد کرتے سینے کو جکڑتا بیٹھا، شاکرہ کو لگا اسکا دل کرچی ہو گیا ہو جبکہ جمشید کی سوجھی آنکھیں دیکھ کر وہ باپ بھی دہل اٹھا۔

تو بہت اچھا بیٹا تھا۔ ہم ہی تیرے والدین بننے جوگے نہیں تھے۔ معاف کر" دے ہماری لاپرواہیوں کو۔ تو پریشان نہ ہو۔ وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ میرے "پتر کی خوشی ہے وہ تو سمجھ تیرے ماں باپ کی بھی ہے

سلمان احمد کی طرف جمشید نے گردن گما کر زخمی سا مسکراتے سر ہلایا وہیں اپنے ہاتھ کے گرد اماں کے ہاتھ کی گرفت محسوس کرے جمشید نے کٹھن سی سانس بھرے شاکرہ کی طرف گردن موڑی جو سسک اٹھتی فوری اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے ماتھا چومتے رو پڑی۔

مجھے قبول ہے تیری شنائیل۔ تو اسکے ٹھیک ہوتے ہی اسے گھر لائے گا تبھی" مانوں گی تو نے اپنی اماں کو معاف کیا۔ میں تجھ سے وعدہ کرتی ہوں آج کے بعد کسی چیز کی لالچ نہیں رکھوں گی۔ میں تجھے اک بھی برا لفظ نہیں کہوں "گی۔ میں جتی بھی نہیں ماروں گی

شاکرہ نے آخری لاڈ بھرے جملے پر وہ بھی مسکرا دیا گو شنائیل کے سبب اسکی بھوک پیاس، ہنسی آنسو سب ختم ہو چکے تھے۔

ماوں کی دعائیں بہت پاور پل ہوتی ہیں۔ دعا کریں وہ مجھے واپس مل" "جائے۔ وہ مجھے مل گئی ناں تو میں بھی آپ دو کو مل جاوں گا۔

وہ چھپانہ سکا اب کے اسکے لیے کس قدر مر چکا ہے۔

شاکرہ نے جمشید کا ہاتھ پکڑ کر چوما جس پر اب بھی سوجن تھی۔

"میری ہر دعا تیری شائیل کے لیے ہے۔اس نے شاکرہ جیسی چنڈال عورت کو اپنا احسان مند کر لیا پتر۔ماں قربان جائے تیری ہر تکلیف پر جمشید۔تو نے

"اک واری تو کہا ہوتا کے تو ٹھیک نہیں ہے۔ماں باپ سے کوئی چھپاتا ہے؟ شکوہ کرنا بنتا نہیں تھا پھر بھی وہ ماں تھی تبھی اس ماں کا بے وجہ شکوہ بھی سر آنکھوں پر تھا۔

"ماں باپ سے کچھ چھپ نہیں سکتا۔آپ دونوں کی اولین ترجیح میں نہیں تھا تبھی آپکے دل تک میری تکلیف نہیں جا سکی۔بتایا تو میں نے باخدا شائیل کو بھی کچھ نہیں تھا۔لیکن اسکے لیے سب سے اول پر میں تھا تبھی آپ دو سے پہلے آگئی وہ مسیحا بن کر۔اور بھلے یہ بات آپ دو کو اچھی نہ لگے پر اس لمحہ

"میرے لیے شائیل آپ دو سے بھی اہم ہے

وہ دل رکھنا نہیں جانتا تھا اور اگر رکھتا تو سلمان اور شاکرہ کو دگنی تکلیف ہوتی لیکن وہ دونوں مسکرا کر جمشید کو بھی حیران کر گئے۔

تواسے ہم سے کڑور درجے اہم رکھ، ہم اف بھی نہ کریں گے۔بس تو ہمارا"

"پتر بھی بن جاواپس۔دل سے لگنے والا

بابا کی التجاء پر وہ تاسف سے ایک بازوانکے گرداور ایک پھیلا کر شاکرہ کے

اطراف لپیٹ گیا بھلے اسکے جسم میں یہ کر کے کتناہی درد کیوں نہ اٹھاہو،ان

دونوں کی کچھ دیر میں سعودی کی فلائیٹ تھی۔

کوشش کروں گا۔اب آپ دونوں ہوٹل جائیں اور عمرے کی تیاری"

کریں۔ ہمیں آپ دو کی خاص دعائیں درکار ہیں۔میں بہتر ہوں اب۔ سمیر

"خان کے ڈرائیور آپکو ہوٹل چھوڑ آئیں گے۔

جمشید نے فون پر وقت دیکھتے دونوں کے دل ہلکے کرنے کے ساتھ تاکید کی وہ

بنااصرار مان گئے کیونکہ اب اک شکرانے کا سجدہ بھی تو واجب تھا،خدا کی

زمین پر۔

اپنی اولاد کے واپس ملنے پر۔

کچھ دیر تک جمشید نے انکو رخصت کیا تو واپس آتے سامنا فردوس شمدی سے ہوا جو خود کل سے اب تک نڈھال ہو چکے تھے اور حقیقت میں سمیر خان سے جمشید کبھی نہ سنبھالا جاتا اگر فردوس آکر اسے نہ حوصلہ دیتے۔

"تمہاری شنائیل خطرے سے باہر ہے"

انکے چہرہ تھام کر بولنے پر جمشید کی آنکھوں میں سرخائی گھلی۔

"س۔۔سچ میں۔۔۔ہوش آگیا اسے۔؟"

وہ تڑپ اٹھتے بولا۔

"کچھ دیر میں آجائے گا۔ سمیر خان چاہ رہا تھا وہ آنکھیں کھولے تو شنائیل کو تم نظر آنے چاہیے ہو۔ جاو اسکے پاس اور بتاو اسے کے کتنی محبت کرنے لگے ہو۔ میں بھی اپنے بچوں کی سلامتی کے لیے اک سجدہ شکر ادا کر لوں

وہ خود بہت کرب میں تھے، کبھی نہیں سوچا تھا شنائیل کو اس حال میں دیکھیں گے پر جمشید کی تکلیف جہاں انکو دہلا گئی وہیں اپنی بیٹی کے مقدر پر رشک بھی دلا گئی۔

تھینکیو سو مچ فردوس انکل۔ کل سے اب تک میرے ساتھ ہونے کے "
لیے۔آپ نے بھی تلافی کر ہی لی اسے تنہا کرنے کی۔اب مجھے آپ سے کوئی
"شکوہ نہیں

وہ اسکے دوستانہ انداز پر دل کھول کر مسکرائے اور نرمی سے جمشید کو گلے لگایا
تاکہ اسکا زخم نہ دکھے۔

الحمداللہ کے میں نے بھی ٹوٹا پھوٹا سہی باپ ہونے کا فرض نبھالیا۔اینڈ "
کریڈٹ گوز ٹو یو میرے بچے۔ تم نہ ہوتے تو آج شاید میں اسکی قبر پر بیٹھا
افسوس سے ہتھیلیاں مل رہا ہوتا۔ تم میرے محسن ہو جمشید احمد۔ میری بیٹی
اس دنیا کی سب سے خوشقسمت بیوی ہے۔ جسکا محرم تم جیسا جی دار آدمی
"ہے۔

مزید اگر فردوس صاحب کچھ کہتے تو شاید دل پھٹ جاتا، یہاں بیٹی تکلیف میں
تھی تو وہاں یار کا وقت نزاع چل رہا تھا، بیٹی کے ٹھیک ہونے کا شکر جبکہ یار کی
جان نکلنے کی دعا فرض تھی تبھی وہ وہاں سے اپنا دکھا ہوا دامن سمیٹے چلے گئے۔

جمشید نے کچھ دیر تک آنکھوں کے سنگ انکا تعاقب کیا۔

اور پھر پلٹ کر شنائیل کے پاس ہی جا رہا تھا جب سمیر خان کو شنائیل والے روم سے نکلتا دیکھے پریشانی سے انکی طرف لپکا۔

"تمہاری شنائیل ہوش میں آگئی ہے چیتے۔ تین ماہ میڈیکیشن ہو گی اسکی۔اور ہم اسے مکمل طور پر ٹھیک ہوتا دیکھیں گے۔ تم دونوں کے لیے سمیر خان کا ٹوکرا بھر کر پیار ہے۔ میری روتی جان۔۔۔۔۔"

سمیر نے آخری تین لفظ جمشید کو چرانے کو کہے تاکہ وہ شنائیل سے ملنے سے پہلے زرا چیئر اپ ہو جائے۔

"میں آپکی جان نہیں ہوں۔ میں صرف شنائیل کی جان ہوں۔دوبارہ کہا ناں

"تو سیدھا آپکی بیگم کے پاس جاوں گا شکائیت لگانے

وہ بھی تو منہ پھٹ تھا کیسے نہ سمیر خان کو بھی قہقہہ لگانے پر مجبور کرتا۔

"ہاہا یہ دھمکی ظالم ہے۔ نہیں کہتا تجھے جان میرے باپ۔۔۔اچھا سن اسے

"رنگ اور بریسلٹ پہنا دینا۔اجازت ہے۔ایک کس کی بھی پرمیشن ہے

سمیر خان کو کچھ زیادہ ہی ذاتیات میں گھستا دیکھے جمشید نے اس فری ڈاکٹر کو گھوریوں سے نوازا۔

آپ سے پوچھ کر پہلے کچھ کیا ہے جواب ضرورت ہو گی آپکے نایاب "

"مشورے کی۔وہ میری ہے۔ نکلیں یہاں سے ولن کہیں کے

سمیر خان ہنس کر بے دم ہوئے کیونکہ دل سے خوش جو تھے، جبکہ جمشید بھی مسکراتا ہوا شنائیل کے روم کا ڈور کھولنے سے پہلے اک لمحہ رکا، سانس اب بھی جیسے سینے میں لحظہ بھر اٹک گئی تھی۔

جمشید نے دروازہ کھولا تو پہلی چیز جو اسے سکون دے گئی تھی وہ اس پیاری لڑکی کے ناک کی دردناک نالی کا ہٹنا تھا اوپر سے اسکا ہاتھ کسی ڈرپ کی زد میں بھی نہ تھا۔

جمشید نے اسے دیکھتے اپنے دل پر ہتھیلی پھیری جو شاید ابھی بھی ڈر رہا تھا کیونکہ شنائیل زرا گردن ترچھی کیے آنکھیں بند کیے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے لیٹی تھی۔

"آنکھیں کھولو شنائیل"

مانوس سی بہت قریب سے ابھرتی سرگوشی پر وہ کئی گھنٹے کے کومے سے نکلتی نڈھال شنائیل بند آنکھوں سے مسکرائی، جمشید نے اسکی مسکراہٹ کسی قیمتی منظر کی طرح دیکھتے پاس ہی بیٹھ کر اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور جمشید کے ہاتھوں کے شافی لمس کی قوت نے شنائیل کو دکھتے سر کے باوجود آنکھیں کھولنے کی ہمت دی۔

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک ٹھیک ہو گئی"

وہ اسے دیکھتی متورم آنکھوں میں سکھ کے دیپ جلائے بولی، وہ اسکی ہتھیلی اپنے ہونٹوں کے پاس لائے چومتا سر ہلا گیا۔

"مار کھانے کے لیے تیار ہو؟"

جمشید نے کمزور نہ پڑتے رعب جمایا۔ وہ مدھم سا ہنسی۔

"کیوں کیوں؟"

وہ بچوں سا روٹھی۔

"اٹھ کر بیٹھو پھر بتاتا ہوں، جھک نہیں سکتا"

وہ اسکے کہنے پر اپنا ہاتھ جمشید کو تھماتی اٹھی تو جمشید نے آگے سرکتے دونوں تکیے شنائیل کی کمر کے پیچھے رکھے، وہ اب بھی سر پیچھے ٹیک گئی کیونکہ پوری باڈی میں ابھی طاقت نہیں تھی، سر اور آنکھیں بھی بہت بھاری تھیں۔

میری جان! مجھے لگا شاید میں تمہیں کبھی دیکھ نہیں پاوں گی۔ درد ہے"

"تمہیں؟ دیکھاو کہاں ہے

وہ اسکے سینے تک ہاتھ سرکا گئی جسے جمشید نے اپنے ہاتھ میں بروقت جکڑتے روکا، دونوں کی آنکھیں ایک دوسرے سے محبت کا شدید والا اظہار کر رہی تھیں۔

"میرا درد یہ بیٹھا ہے، یہ۔۔۔"

وہ اسکی گال پر بے انتہا چاہت سے جھکتا پیچھے ہٹا تو شنائیل سمجھ نہ پائی جمشید کا درد ہونے پر خفا ہو یا اتنے پیارے لمس پر جی اٹھے۔

میں نے جان بوجھ کر تھوڑی کیا۔وہ توجب تم ساتھ ہوتے ہو میں سب "
بھول جاتی تھی۔خود کو بھی۔دوا نجکشن سکپ کرنے کا یہ انجام ہو گا کبھی نہیں
"سوچا تھا۔مجھے تمہارا درد نہیں،مجھے تمہارا آرام بننا ہے۔

وہ بھی پیار سے اسکی گال چومتے جمشید کی گردن کے پاس رکے اسکی خوشبو
اپنے اندر اتارے دور ہونے لگی پر جمشید نے ہونے نہ دیا،اسے اپنے سینے میں
جذب کیا،وہ بھی فوری بازو اسکے اطراف حلاوت سے لپیٹ گئی۔

"آئی مس یو سو مچ"

وہ اسے اپنے درد کرتے وجود میں بسائے صرف اس وقت اس لڑکی کے جسم
کی حدت،دل کی دھڑکن اور اپنی پشت پر حرکت کرتے ہاتھ کی پوروں کو
محسوس کر رہا تھا۔

اچھا جی۔۔۔اب میں اتنی اہم ہو گئی۔سامنے ہو نا زرا۔اتنا مس صرف محبت "
"کو کیا جاتا ہے۔

وہ روٹھی روٹھی شرارت پر آمادہ ہوتے سامنے ہوئے تو شنائیل کو لگا دل رک گیا ہے، جمشید کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر شنائیل نے فورا سے اسکے رخساروں سے ہتھیلوں اور انگلیوں کی پوروں کو چپکایا۔

"نوو۔ تم صرف رلاتے اچھے لگتے ہو۔"

وہ اسکے آنسو پونچھتی پیار سے سمجھا رہی تھی۔

میں صرف اس لیے واپس ملی ہوں۔ کیونکہ ابھی تمہاری بہت زندگی لکھی"

"ہے جیم

وہ اپنے لیے تڑپتے جمشید کو دیکھتے بولی، جیسے اسکا واپس نہ ملتا اس شخص کی ناگہانی موت تھا۔

"نہیں۔ اس لیے ملی ہو کیونکہ تمہیں تمہاری محبت کا صلہ ملنے والا ہے"

وہ اسکے ہاتھ کو پکڑ کر ہٹاتا اس لڑکی کی آنکھوں میں جھانکا جہاں خوشی کی زیادتی وہ گوشے نم کرنے لگی۔

"صلہ نہیں چاہیے۔ تم چاہیے ہو"

وہ آواز میں اتر آتے درد کے باوجود سرگوشی میں ڈھلی مسکائی۔

حسب ضرورت مجھے سنبھال لو۔ حسب چاہت مجھے لے لو۔ صرف تمہارا"

"ہی تو ہوں

وہ آنکھوں کے دیپ اور روشن ہو گئے جب جمشید نے اسکے ماتھے کو چوم کر

وہاں رگوں میں بہتے درد کا بہاور وکا، وہ سرور سے آنکھیں موند گئی۔

جب وہ پیچھے ہٹا تب کھولیں۔

"پھر کہو لاسٹ والا جملہ"

وہ آنکھوں کے آنسو سمیٹے کھلکھلائی۔

"میں تمہیں کبھی کھونا نہیں چاہتا شنائیل"

وہ اسکے منہ سے یہ سن کر صدمے میں تھی، وہ اس دنیا کا خوبصورت ترین

انسان لگا یہ کہتے۔

"ک۔۔کیوں؟"

وہ اسکے ہونٹوں سے محبت ہونے کا مان چاہتی تھی۔

کیونکہ تمہارے بنا گزارا نہیں ہے میرا۔سب کچھ تم پر آکر ختم ہو گیا"

میرا۔تم اس عام سے شخص کے لیے خاص ترین بن گئی۔ تمہیں اس حالت میں دیکھ کر لگا بس جمشید تمہاری زندگی ختم ہو گئی۔تم دوبارہ کبھی ایسا مت کرنا۔م۔۔مجھ سے پہلے مت مرنا"

وہ سب کہہ گیا پر وہ جملہ جناب گول کر گئے جو شنائیل نے سننا تھا،الٹا اس بندے کے آخری تاکید بھرے جملے پر وہ غبارے کی طرح گال پھلا گئی۔

تمہیں کسی نے پیار کرنے کی تمیز نہیں سیکھائی۔جاو میں نہیں بولتی تم جیسے کولڈ مین سے"

وہ روہانسی ہوتی ٹوٹی آواز کے سنگ بھیگی سانس کھینچے منہ پھیر گئی، جمشید کے ہونٹوں پر پر خمار سی مسکراہٹ رقص کی۔

"لک ایٹ می"

ٹھوڑی سے اپنے روبرو کیے ان رونے کو تڑپتی آنکھوں کو خود سے ملائے وہ اسکا چہرہ اوپر کرے ان پھیلے ہونٹوں پر جھکا، گرفت بنا کر شنائیل کے دونوں

ہاتھوں سے بال سمیٹے اور ساتھ میں اپنی بے پناہ چاہت لٹاتی قربت سے اس لڑکی کا سارا غم غلط کیا۔

چلو گیس کروان جذبات کا نام۔ابھی تمہیں میں نے سب سے ڈیپ ترین"

"وضاحت دی ہے

وہ اپنے ہونٹوں پر جمی جمشید کی آنکھوں کے اپنی آنکھوں تک آنے تک جھینپ سا جاتی نظریں چرا گئی۔

"ہے گیس کرناں"

وہ چڑ کر اسکا چہرہ جبڑے سے پکڑے واپس اپنے سامنے کیے گھورا، شنائیل نے ہاتھ بڑھا کر انگشت شہادت پوائیٹ کرتے جمشید نے نچلے ہونٹ پر اسکی ٹپ رکھی۔

"یولوومی اور وہ بھی پاگلانہ، جنونانہ اور شوہرانہ حد تک"

شنائیل کی پر حیا مسکراہٹ اور پاگل کرتی وضاخت پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی سمٹا سا ہنسا۔

ایک پوائنٹ بھول گئی۔وحشیانہ حد تک۔۔۔جمشید نے اسکی وہی انگلی"
دانتوں میں دباتے کاٹی تو وہ فوراسے پیچھے لے جاتی جناب کی درستگی پر
گھوری۔

"پاری کروناں پھر"

وہ فوراسے بازو اسکی گردن میں پرو گئی۔

"دوروپے میں اتناہی ہوتاہے بیگم"

وہ اب بھی بازنہ آیا تبھی شنائیل نے اسکی ٹھوڑی پر جھٹ سے دانت
گاڑے۔

پر وہ کراہنے کے بجائے شریر نظروں سے اپنی جان سے عزیز ہو جاتی اس
قیمتی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

تمہیں پتاہے میں اس جگہ سانس نہیں لے سکتا اب جہاں تم نہیں ہو گی"
شنائیل۔میرے ساتھ رہنا ہمیشہ۔میں تمہیں بہت سا تنگ کرنے کے ساتھ
"بہت سا پیار کرنا چاہتا ہوں۔

وہ اسکے اظہار پر پھر لٹ گئی۔

اور مجھے تمہارا پیار ہوش و حواس میں رہ کر دیکھنا ہے جو ممکن نہیں"
ہو گا۔مار ڈالو گے بہک کر مجھے۔بائے داوے کنگریجولیشن۔۔ہم سی دو
"بلائیں واپس دنیا پر سوار ہوئی چاہتی ہیں۔تباہی مچانے کے لیے

وہ خود ہی کہہ کر اول جملوں کا خمار، آخری سے جھٹکنے کے چکر میں تھی پر جمشید نے اسکی ہونٹوں پر پراستحاق گرفت جماتے اسے خمار جھٹکنے نہ دیا اور پھر سے اپنے گلے لگا کر رگ رگ میں اس لڑکی کے وجود سے اٹھتی آسودگی سرائیت کر لی۔

Zubi Novels Zone

S MERWA MIRZA
NOVELS

ڈاکٹر کے آئی سی یو روم سے نکلنے پر سب نفوس کی نظریں بے اختیار اٹھیں، شارق اور براق جدون اٹھ کر اسکی طرف لپکے۔

"برہان جدون کے پاس زیادہ وقت نہیں، وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے"

یہ جملہ کسی پر بھاری پڑا ہو یا نہیں، براق جدون جیسے مضبوط انسان کی سماعت پر گراں گزرا تھا۔

"ہمم۔"

براق جدون نے اک نظر پلٹ کر نرمین اور لیزے پر ڈالی پھر ان کے کچھ فاصلے پر کھڑے سانول اور یزدان پر اور اپنے من وزنی قدم اٹھائے آئی سی یو روم کی طرف بڑھے۔

مسٹر دراب کو ہوش آگیا ہے۔انکی مسیز مل سکتی ہیں۔وہ انہی کو یاد کر رہے ہیں"

گویا باہر موجود چاروں پر دوسری طرف سے اس خبر نے بھی حوصلہ دیا۔

لیزے نے ممی کا ہاتھ مسکرا کر دبایا اور خود بھی نرس کے ہمراہ دراب کے روم کی طرف بڑھی۔

برہان جدون اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا جب براق اندر داخل ہوئے، اسے آکسیجن ماسک سے سانسیں دی جا رہی تھیں پھر بھی پورا وجود پھڑ پھڑا رہا تھا۔

"سمجھ نہیں آسکا آج تک کے میں نے ایسا کونسا گناہ کیا جس کے بدلے تیرے جیسا بیٹا ملا۔"

وہ اسکے پاس آکر بیٹھے تو برہان نے اپنی آنکھیں کھولتے بابا کو دیکھا جو اندر باہر سے مر چکے تھے۔

"ب۔۔بابا۔م۔۔مجھے معاف کر دیں۔م۔۔میں نے یہ سب جان بوجھ کر نہیں کیا۔مجھے میرے بچوں کی معافی تو کبھی نہیں مل سکتی پر آ۔۔آپ تو بابا ہیں۔فار گیو می۔میری ہ۔۔ہر غلطی کے لیے۔میں آپکا ب۔۔بیٹا بننے لائق ہی نہیں تھا۔آئی ایم سوری۔د۔۔دراب ٹھیک ہے؟"

برہان نے اپنا ماسک ہٹاتے بکھرتی ٹوٹتی آواز میں بابا کا ہاتھ چھوا جسے انہوں نے چاہ کر بھی نہ جھٹکا۔

زندگی اگر مجھے بھی چوائز دیتی برہان تو میں تجھے بیٹا نہ چنتا، تیری ماں کی" خاطر معاف کر بھی دوں گا اور شاید تجھے سبکی معافی دلوا بھی دوں پر تو نے جو ضد پیدا کرنے والے سے لگائی، ناشکری اور بد بختی کر کے، اسکی سزا تجھے اکیلے سہنی ہو گی کیونکہ اب تجھ پر توبہ کا دروازہ بند ہو گیا۔ دراب میرا شیر ہے۔ میرا اب سے بیٹا، پوتا اور سب کچھ وہی ہے۔ جا تو۔۔۔۔ حساب چکا جو "تجھ پر قرض ہیں

برہان کی آنکھوں میں دم توڑتی زندگی کا عکس تکتے براق جدون خود ضبط کرتے کرتے رو پڑے اور برہان کے حلق میں اٹکی جان بابا کا ہاتھ پکڑے ہی اٹک گئی اور یہاں برہان جدون کی آنکھیں بھیگیں وہیں اس باپ نے دل پر ہاتھ رکھے سینہ سہلایا۔ اور پھر اس کانپتا ہوا مجرم ہاتھ پکڑ کر چومتے ضبط ہار گئے، سانول، یزدان اور نرمین تینوں ہی براق جدون کے رونے کی آواز پر اندر بھاگے پر وہاں برہان کی نکلتی ہوئی جان اور اس پر ماتم کناں اس پیاری ہستی کو دیکھتے ان تینوں کی آنکھیں درد کا میخانہ بنیں۔

جبکہ لیزے نے اسی لمحے نرس کے ہمراہ دراب کے روم میں پہنچ کر اپنے آنسو بہت مشکل سے دراب کے حرکت کرتے سینے پر سنبھالے اور پاس آکر بیٹھتے ہی اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا جو بہت مرجھایا ہوا آنکھیں موندے لیٹا تھا۔

"وہ مر گئے کیا لیزے؟"

لیزے اسکے سوال پر پھوٹ پھوٹ کر روتی اپنا سر دراب کے سینے ٹکا گئی، دراب حیدر جدون کی ہیزل براون آنکھیں اس وقت انگارے میں بدلی ہوئی تھیں۔

"مر رہے ہیں۔ حیدر آپ ٹھیک ہیں ناں؟ آپ کی تکلیف نے ہم سبکی جان"

"جسم سے اک لمحہ کھینچ لی تھی

وہ اٹھ بیٹھی کبھی اسکا چہرہ تکتی کبھی اسکے کشادہ شانوں پر نظریں پھیرتی کبھی ان اداس آنکھوں میں جھانکی جہاں سے آنکھیں ہٹانا تب دوبھر ہوا جب دراب نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دبایا۔

"آئی ایم او کے لیزے۔ تم مت رو۔۔۔مجھے بیٹھنے میں مدد کرو گی"

وہ لیٹے ہونے پر درد میں تھا تبھی لیزے نے فوراسے آنسور گڑتے اسے بیٹھنے میں مدد کی اور واپس اسکے پہلو میں بسے دراب کی رخسار پر اپنی نرم ہتھیلی پھیرے آنکھیں ان آنکھوں میں جما گئی جہاں اندر ہی اندر کرب کی انتہائیں بسی تھیں۔

مجھے سمجھ نہیں آرہا میں آپ سے کیا کہوں حیدر۔دکھ بانٹوں، عیادت "کروں یا گلے لگالوں

لیزے کو اس مشکل سے نکالتے ہوئے وہ اسے پکڑ کر اپنے سینے لگا گیا اور وہ لڑکی پچھلے کئی گھنٹوں سے اس راحت کے لیے ترس چکی تھی۔

"گلے لگالو۔سب ہو جائے گا"

دراب کی رندی سرگوشی سنے وہ کچھ دیر بعد سنبھل کر روبرو ہوئی اور دراب کا چہرہ ہتھیلوں میں بھر کر ماتھا پیار سے چوما۔

"یونو ناں۔یو آر سٹرونگ مین حیدر۔"

وہ نجانے پوچھ رہی تھی یا بتا رہی تھی، دراب فیصلہ نہ کر سکا۔

"یس، کیونکہ میرے پاس لیزے نور ہے"

وہ خود کو اچھا دیکھانے کو مسکرا کر بولا پر ایسی مسکراہٹ، آنسوؤں سے زیادہ دردناک ہوتی ہے جو اخیر غمناک حالت میں لبوں پر بکھرتی ہے۔

"تو کیونکہ آپ کے پاس محبت بھرا مہربان دل ہے۔ مجھے آپ کی محبت اور ہمت بننے پر رشک ہے"

وہ اسکی بات سنے تائید کرتا تھا لیزے کے کندھے پر ٹکائے جھکا۔

"کچھ اور کہو ابھی۔ دل کہ آواز سنائی نہیں دے رہی لیزے"

دراب کی آواز میں نمی گھلی۔

"میری آنکھوں میں دیکھیں"

وہ اسکے حصار سے نکلتی اسکا چہرہ اوپر کرتی بولی۔

"خوبصورت ہیں"

وہ اسکے دو خرفی جملے پر بے ارادہ مسکرائی۔

"پاگل۔آپ کو زندہ دیکھ کر مسکرا رہی ہیں"

وہ اسکی تصحیح کرتی دراب سے زرا سی دور ہوئی۔

"تبھی تو خوبصورت ہیں۔ادھر آو میرے پاس"

وہ بازووں کو کھولے بولا ہی اس قدر تکلیف سے کے وہ فورا سے اسکے حصار میں سمٹی۔

چند لمحے ہی گزرے جب لیزے کا سائیڈ میز پر پڑا فون رنگ کیا، دراب نے اسے آزاد کیا تو لیزے کے فون پر ممی کی کال لیزے نے ریسیو کی۔

"لیزے۔میرے بے بی کو سنبھال لینا۔برہان مر رہا ہے"

فقط یہی کہتے نرمین نے کال کاٹی جبکہ لیزے نے کانپتے ہاتھ سے فون ہٹا کر سکرین دیکھی تو آنکھیں دھندلائیں، دراب اسکے تاثرات سے سب سمجھ گیا۔

"کیا ہوا لیزے؟ہے۔۔۔؟"

دراب کے ٹھوڑی پکڑ کر پکارنے پر وہ رونے کو بیقرار آنکھیں سنبھالنے لگی۔

آ۔۔آپکے بابا جا رہے ہیں حیدر۔۔انہوں نے اسی نائف سے خود کو بھی"
"ہرٹ کیا تھا

لیزے کے رخساروں پر آنسو کے قطرے پھسلے جبکہ دراب کا ہاتھ اسکی ٹھوڑی کی گرفت میں ڈھیلا ہوا،اس شخص نے حلق میں پھنسے کرب کو گہرا سانس کھینچے جس طرح اپنے اندر نگلا، یہ منظر لیزے نور کے لیے برداشت کے قابل نہیں تھا۔

فائنلی میری ممی اور ددھو کی زندگی کا بڑا دکھ انکی نظروں سے اوجھل ہونے" والا ہے، جیتے جی مار کر جانے والوں کی موت کمبخت خوشی بھی کہاں دیتی ہے، زخم ہرے ہو جاتے ہیں ان کے دیے ہوئے۔۔۔۔وائے آئی فیل سو مچ پین لیزے؟مجھے تو ان سے محبت بھی نہیں ہے۔نہ انھیں یقین کے میں انکی اولاد ہوں۔۔۔۔تو پھر اس دل پر ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ قہر ٹوٹ
"پڑا۔۔۔۔وائے۔وائے دس میٹرز سو کمپلیکیٹڈ؟

وہ خود کو یکجا رکھنے میں ناکام تھا پر لیزے نے اسے گلے لگا کر دلاسا دیا کیونکہ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

کیونکہ وہ آپکے بابا بہر حال ہیں میری جان، سنبھالیں خود کو حیدر۔ میں یا دنیا" کی کوئی طاقت آپکے دل پر ڈھلے اس قہر کی اذیت میں کمی نہیں کر سکتے۔ آپکو "خود لڑنا ہے اس دکھ سے۔۔۔۔۔

وہ اسے تسلی دیتی مضبوط کرنے لگی جو آل ریڈی کافی تھک چکا تھا، اس ایک سی تکلیف سے۔

میں دنیا کا بد قسمت بیٹا جسے اسکے باپ نے ایک بار بھی گلے نہیں"

"لگایا، لیزے تم میرا دکھ سمجھ سکتی ہو؟

وہ دراب کے سوال پر آنسو سنبھالتی روبرو ہوئی جہاں اس شخص کی ساری دنیا وہ شخص جانے کا تہیہ کرے تہس نہس کر چکا تھا۔

ہمم۔۔ سمجھ سکتی ہوں۔ میں آپکا ہر دکھ سمجھ سکتی ہوں حیدر۔ لیکن ہم مقدر" سے نہیں لڑ سکتے۔ ہم کچھ لمس ایسے ہوتے ہیں جنکے لیے ہمیشہ ترستے رہ

جاتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس ناانصافی کے ساتھ ایڈجسٹمنٹ کرنی پڑتی ہے۔یہی کمیاں تو ہمیں مضبوط کرتی ہیں۔آپ اپنے دل کی تکلیف صرف ایک صورت کم کر سکتے ہیں۔انکو معاف کر کے انکا معاملہ اللہ کے سپرد چھوڑ دیں۔۔۔۔انہوں نے گلے نہیں لگایا تو آپ لگالیں انکو سپرد خاک ہونے سے پہلے۔ ممکن ہے آپ جس لمس کو ترسے ہیں وہ خلش مٹ جائے۔پوری نہ سہی تھوڑی ہی سہی؟"

وہ اسے امید سے باندھ رہی تھی، وہ لیزے کی دلائی کسی امید کو کم کیسے جانتا، فوراً مان گیا۔

وہ اٹھی اپنا ہاتھ پھیلایا جسے دراب نے اپنی آنکھیں رگڑے تھاما، وہ چلنے میں ابھی مشکل محسوس کر رہا تھا پر لیزے کے ساتھ وہ اس فرض کو بھی نبھانے نکل گیا۔

براق جدون کی آنکھیں، برہان کی حالت بے نور کر دیتی اگر دراب کو نہ دیکھ لیتے، آئی سی یو روم میں کھڑا ہر فرد دراب کو دیکھ کر جذباتی تھا جسکی پتھرائی ہوئی نظر اپنے باپ کے جان ہارتے وجود پر جمی تھی۔

خود براق جدون بار بار ضبط ہار رہے تھے۔

انہوں نے اپنی جگہ اپنے پوتے کے لیے چھوڑی۔

سب آنکھیں نم کیے دراب کو دیکھ رہے تھے جس نے بابا کے ماتھے پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھا، اٹکی سانس نکلنے لگی۔

میرا دل اس لیے دکھا ہوا ہے کیونکہ آپ سے آپکی تمام زیادتیوں کے "باوجود بہت پیار کیا میں نے بابا۔ ناراض بس ممی، ددھو اور ابیہہ کے لیے تھا کیونکہ آپ نے میرے دل کے ان تین ٹکروں پر بڑا ظلم ڈھایا۔ میں نے اپنی ہر تکلیف تو کب کی معاف کر دی تھی۔۔۔ یہ آخری آپکا لگایا زخم بھی زندگی بھر یاد رہے گا۔ ایسا زخم دیا ہے جو مار نہ سکا۔۔۔ تھینکیو کیونکہ مجھے مرنا نہیں تھا۔ مجھے اپنے ان دل کے ٹکروں کے ساتھ جینا ہے۔ مجھے اپنی بیٹی کو

دنیامیں آتے ہوئے دیکھناہے،مجھے اسکانام ابیہہ حیدر جدون رکھنا ہے۔۔۔۔سو تھیکیو مجھے معمولی زخم دینے کے لیے بابا۔۔۔اور یس میں آپ "سے بلکل ناراض نہیں۔۔۔۔۔

وہ درد کرتے جسم کے باوجود جھکااور گلے لگانے کافرض بھی خود نبھایا جس نے ہر فرد کی آنکھوں کو بھیگو دیا کیونکہ اسکے ساتھ ہی برہان کا جسم تھم گیا۔ یہ مشکل وقت تھاپر گزر گیا،مزید دس گھنٹے گزر چکے تھے، برہان جدون کو تمام رسموں کے ساتھ ابائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا، براق جدون کو دراب کی معافی نے دلاسا دیااور خود دراب کواس لمس کی چھاوں راس آگئی جو آخری گلے لگانے میں پوشیدہ تھا۔

سب لوگ جنازہ پڑھ کر جا چکے تھے،بس دراب اور یزدان رک گئے کیونکہ سکھی کو پتا تھاوہ ابھی جانا نہیں چاہے گااور براق جدون نے بھی یزدان کواسکے ساتھ رکے رہنے کی تاکید کی تھی۔

یزدان نے کچھ دیر دراب کے ساتھ رک کر اسے تسلی دی، دل بہلایا اور پھر دونوں گھر گئے تو ہر طرف اک اداسی کا سماں تھا، نرمین، سانول، براق جدون، خود لیزے اور لیزے کا بے بی سب ہی اداس تھے لیکن براق جدون کو الگ ہی صبر عطا ہوا تھا، جب ہم انسانوں کے معاملات اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بہترین کارساز بہت خوبصورتی سے مرہم عطا کرتا ہے، جب حقوق العباد بخش دیے جائیں پھر بندے اور بندے کے رب کے بیچ بات چلی جاتی ہے۔ اور ہم انسان نہیں جان سکتے کبھی کے موت کے بعد جب معاملہ صرف انسان اور اللہ کے بیچ ہو تو کیسے گناہوں کی سزا کا معاملہ چلتا ہے اور کیسے جزا ملتی ہے۔

یہی فارمولا سب نے آزمایا، جانے والا چلا گیا تھا اور اب ایک دوسرے کو اس دکھ اور سوگ سے نکالنے کی ذمہ داری ہر ایک پر عائد تھی۔

جیسے یزدان اور باران نے مل کر اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں سے سبکے دکھے دل بحال کیے، براق جدون کے پاس انکے سارے بچے موجود تھے، انکے بیٹے کی موت المناک سہی پر وہ جانے والے کے بجائے ساتھ رہ جانے والوں کے ساتھ جینے کے قائل تھے۔رات تک یزدان رکا اور پھر سب سے اجازت لیے خود بھی روانہ ہوا۔

براق جدون کے ساتھ لیزے اور دراب تھے، وہ دد ھوا اپنے دونوں بچوں کو دائیں بائیں اپنے سینے لگائے بیٹھے خود بھی خاموش تھے لیکن پر سکون تھے۔ وہ لیزے اور دراب کو زندگی اور موت کی حقیقت سے بھرے واقعات سنا رہے تھے، جبکہ باران کو نرمین نے کہانی سنا کر اور مکھنا کے ساتھ تھوڑا کھیلنے کے بعد سلا دیا، مکھنا کو بھی روم سے نکالے باہر لان میں چھوڑنے آئیں تو نظر لان میں ٹہلتے سانول پر گئی، قہر کی طرح دھند ڈھل رہی تھی۔

میں مکھنا کو سپیشل تمہاری وجہ سے چھوڑنے آئی ہوں باہر، ورنہ باران تو کہہ "رہا تھا دادو میں اسے ہگ کر کے سوؤں گا"

نرمین کے باآواز بند بولنے پر وہ اپنے خیالات جھٹکے تھکن زدہ سا مسکرا کر پلٹا تو نرمین کی اداس مسکراہٹ بدلے میں موصول ہوئی، وہ مکھنا جو کافی سلیپی ہو رہا تھا، اسکے فلفی سے گھر میں لٹائے دروازہ آگے کیے واپس آئیں تو سانول کے قریب جا رکیں۔

"آپ ٹھیک ہیں نرمین؟"

سانول نے ان آنکھوں سے دکھتے دل تک جھانک کر پیار سے دل جوئی کی تو وہ نمی سی آنکھوں میں چھلک آتے ہی سانول کے سینے پر سر ٹکاتے ہاتھ اا کے مضبوط وجود کے اطراف لپیٹ گئیں۔

"وہ مر گیا اور جس طرح مرا، یہ تکلیف دہ تھا۔ پر یہ وقت بھی گزر جائے گا۔ میرے بے بی اور بابا جان پر کڑا وقت ہے۔ میں تو خیر اسکے حصار سے کب کی نکل چکی سو مجھے اسکی موت سے زیادہ دراب اور بابا کی تکلیف نے افسردہ کیا ہے"

نرمین کے لہجے سے صداقت چھلک رہی تھی اور سانول ویسے بھی مزید کسی پرانی محبت نامی چیز پر یقین کرنے کا قائل نہ تھا۔

پھر بھی کبھی دل دکھادیں وہ یاد آکر تو میری بازووں کا محبت اور ڈھارس"

بھر احصار آپکے لیے ہمیشہ خاضر ہے۔آپ یہاں رو بھی سکتی ہیں، مسکرا بھی سکتی ہیں۔ کوئی سی بھی تکلیف ہو اپنے آنسو میرے سینے پر بہادیں، امید ہے آپکو سکون ملے گا"

وہ اس وقت نرمین کے لیے مسکراہٹ کی وجہ بنا جب انکی سب ہی حسیں مفلوج اور ساکن تھیں۔

امید نہیں، یقین ہے کہ میرا سکون تم سے ہی ابد سے ازل تک جڑا تھا بس" مجھے جاننے میں دیر ہو گئی۔ تھینکیو سانول۔ تم میری محبت کے مستحق ہو۔ ہمیشہ میرے اور میری فیملی کے ساتھ رہنا۔ یہاں سے جانے کی بات مت کرنا"

وہ انکے مان کے بدلے انکو اپنے حصار میں بھرے جبین پر جھکتے پیار دیتے نرمین کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے مان کی شان بڑھاتے آمادگی سے دیکھنے لگا۔

"ڈن پھر یا تو مجھے اپنا باڈی گارڈ رکھ لیں ہا فریگنس سٹور کا سیکورٹی گارڈ، کیونکہ بیوی والا ہوں۔ جاب کی بہت ضرورت ہے مادام"

نرمین کی مسکراہٹ سے اداسی نکل گئی، وہ اتنا مکمل انداز میں چاہتا تھا کے نرمین کے اندر کی تمام حسرتیں ڈھانپ رہا تھا۔

"تم اپنے بابا کی وجہ سے ماضی میں تو باڈی گارڈ بننے پر مجبور تھے پر اب کیا مجبوری ہے، اتنی زیادہ تعلیم اس لیے حاصل کی تھی کے ایسی جاب کرو۔ تم بہت اچھے سافٹ ویئر انجینئر ہو۔ دراب سے پارٹنر شپ پر اپنا بزنس کرو۔ تاکہ لیڈی باس کے ساتھ باس کے عہدے پر اور سجو۔"

سانول نے یہ آفر سنے خوشگوار سی حیرت عیاں کیے سمائیل دی۔

"آہاں۔ لیڈی باس تو دیکھیے۔۔۔"

وہ شرارت کرتا اور پیارا لگا۔

یس۔ تمہیں پتا ہے اب میں اپنے فریگرنس سٹور کے انٹرنیشنلی بڑھتے کام"
کی وجہ سے اپنے بے بی کو پہلے کی طرح ہیلپ نہیں کر سکتی تو تم اسکی ویب
ایجنسی میں کام کرو۔ ایز آ پارٹنر۔ اسے بھی اس بابا کی بہت ضرورت
ہے۔ مجھے یقین ہے تم دراب کے اندر اب بھی بچ چکی رہی سہی ہر پدرانہ
شفقت سے جڑی کمی دور کرو گے۔ میرے بے بی کو تمہارے جیسے بابا
"ملے۔ وہ یقینا لکی ہے

نرمین نے تو اعتراض کی گنجائش ہی نہ چھوڑی اور اس سے بہتر تھا بھی کچھ
نہیں۔

اب اکیلا دراب کراچی اسلامہ آباد اور شارجہ تینوں میں سے کون کونسی برانچ
سنبھالتا تبھی سانول نے خوش دلی سے نرمین سے پرامس لیا کے وہ ایسا ہی
کرے گا۔

"تھینکیو میرے دوست"

وہ مان کے پورا ہونے پر سارے دکھ درد فراموش کرے سانول پر فدا ہوئیں جو سانس بھی اس احتیاط سے لیتا تھا کے کہیں نرمین کو اسکی تپش نہ پہنچ جائے۔

ویلکم مائی ایوری تھنگ۔اب آپ جا کر اپنے پوتے کے ساتھ سوئیں۔میں " آپ دو کوڈسٹرب نہیں کروں گا۔کچھ دیر واک کر کے پھر ورک اوٹ کے "لیے نکلوں گا

پیار سے تکتے جناب نے آج کی عیاشی پھر بخشی البتہ ورک آوٹ پر نرمین نے شرارت سے جناب کے مینٹین فگر کو سر تا پیر پورے حق سے دیکھا۔

"اتنے سمارٹ تو ہو، کیوں تھکانا چاہتے ہو خود کو؟"

نرمین نے شرارتی لہجے میں تھوڑی فکر ملائے سانول کو دیکھتے پوچھا، سمارٹ جیسے کمپلیمنٹ پر سانول قریشی خوامخواہ اترایا۔

تھکنے والی چیز نہیں ہوں، آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔میں ہمیشہ فٹ " "رہوں گا تبھی تو آپ کے ساتھ سجوں گا۔

وہ اسکی بات پر منہ پھلا گئیں۔

تم ہر طرح سجو گے میرے ساتھ۔خوا مخواہ اپنے خوبصورت فگر کے پیچھے "

"پڑے ہو۔جاو لیکن آکر سو جانا میرے ساتھ۔

وہ کہہ کر جانے لگیں جب سانول نے بازو سے پکڑے روکا۔

"آپکے ساتھ؟"

جناب کی حیرت ڈرامائی تھی۔

جی مسٹر سانول، ہسبنڈ ہیں آپ میرے۔مجھ سے دور ہونے یا سونے "

دونوں کی اب آپکو آخری سانس تک اجازت نہیں ہے۔جاو

"اب۔۔۔۔بائے

محترمہ نے آپ جناب کر کے تو سانول کے دل کی شریانوں تک سے افسردگی نکال باہر نکالی،اور سانول کی مسکراہٹ جو نرمین کو جاتا دیکھے اسکے چہرے پر بکھری تھی،اس رات کے سوز میں سراسر کمی کا سبب بنی تھی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"بہت مشکل وقت ہے ان پر، بہت افسوس ہوا فردوس انکل"

صبح کے چار بج چکے تھے اور فردوس شمدی نے دونوں کو جب برہان کی ڈیتھ کا بتایا تو یہ بہت ہی شاکنگ کے ساتھ تکلیف دہ خبر تھی۔

"انسان چلا جاتا ہے جمشید، افسوس ہی پیچھے بچ جاتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اسے سیدھا راستہ دیکھانے کی کوشش کی پر شاید اسکے نصیب ہیں ایسی ہی زندگی اور موت تھی۔ وہ جیسا بھی تھا، میرا اکلوتا دوست تھا۔ جنازے میں تو شریک نہ ہو سکا لیکن اسکی قبر پر جا کر شاید دل کو کچھ قرار آئے"

وہ دونوں ہی انکی تکلیف میں رنجیدہ تھے، شائیل ابھی بھی بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھنے کے انداز میں لیٹی تھی جبکہ جمشید، فردوس انکل کے ہمراہ کاوچ پر ٹیک لگائے ایک ہاتھ اپنے سینے پر رکھے بیٹھا تھا۔

"مطلب آپ جا رہے ہیں؟"

شنائیل کے سوال پر وہ سر ہلاتے اٹھ کر شنائیل کے پاس بیٹھے تو وہ فوری ٹیک چھوڑے بابا کی بازو تھام گئی۔

"اب مجھے تمہاری کوئی فکر جو نہیں میرا بچہ، تم دونوں جب تک ایک دوسرے کے پاس ہو۔ کسی تیسرے کی ضرورت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میری کچھ میٹنگز بھی ہیں۔ تم دونوں بھی ٹھیک ہوتے ہی واپس آجاو۔ میری بیٹی سدا خوش رہے، اب میری زندگی کا مقصد صرف نانا بننا رہ گیا ہے"

دانستہ اپنی تکلیف دباتے وہ آخری جملہ خالصتا شرارت سے بولے جو شنائیل کے گالوں میں سرخی سمیٹ لایا۔

جبکہ جمشید نے بس شنائیل کی اس ایک لمحہ بڑھتی خوبصورتی کا لمحہ فرصت سے اپنی یاداشت میں سنبھالا۔

"ہیر آئے گی تم سے ملنے۔ منہ لگا لینا اسے بھی۔ سب کچھ جب سے بتایا ہے، کئی بار کال کر چکی ہے۔ جیسی بھی ہے ماں ہے تمہاری۔ جمشید بچے اسکا

خیال رکھنے کے ساتھ اپنی کیئر بھی کرنا۔مجھے تم دونوں سلامت چاہیے ہو۔میری اب سے پوری دنیا تم دو ہو"

جمشید نے بظاہر تو فرمابردار سر کی جنبش دے دی پر جانتا تھا آرام نہیں کر سکتا، خاص کر اب جب اسے خود سے زیادہ شنائیل پیاری تھی۔

اسے ڈانٹیں ناں بابا، یہ کل سے میرے پاس بیٹھا رہا۔اسے کہیں جا کر ریسٹ کرے۔یہ میری بات نہیں سنتا" فوراً اسے لاڈ ملتے ہی شکائیت کی گئی۔

"میں انکی بھی نہیں سنوں گا"

اس سے پہلے فردوس صاحب ڈانٹنے کا سوچتے، وہ خود ڈھیٹ ہونے پر مہر لگائے لقمہ دے کر شنائیل اور سسر جان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

تم بھی اسکا خیال رکھنا، اس قدر قیمتی تمہارے لیے تمہارے بابا بھی نہیں" شنائیل جتنا یہ ہونا چاہیے۔میں اب نکلتا ہوں۔بہت جلد تم دو سے پاکستان ملاقات ہو گی"

پکڑ کر شنائیل کا ماتھا چومے وہ اس میں ڈھیڑ سی آسودگی اتارے اٹھے تو جمشید بھی فوراً سہارا لیتے اٹھا، فردوس نے اسے بھی نرمی سے گلے لگاتے ماتھا چوما اور اپنی دو ننھی جانوں پر پیار و انسیت بھری نگاہ ڈالتے روم سے نکل گئے۔

"جیم! ریسٹ کر لو ناں۔۔۔۔ تمہارے لیے بیٹھنا ٹھیک نہیں ہے"

شنائیل اسے پاس آکر واپس بیٹھتا دیکھتی فکر سے بولی جو دل و جان کی توجہ اس پر مرکوز کیے بے حد قریب تھا کے وہ زرا سی حرکت کر کے اسکی گال چوم سکتی تھی۔

"تمہارے پاس بیٹھنا ہر حالت میں ٹھیک ہے۔ تمہاری امانتیں۔ پہنا دوں؟"

وہ سائیڈ ٹیبل پر رکھی رنگ اور بریسلٹ اٹھاتے استحقاق کے سنگ بولا جس پر شنائیل نے خوشی خوشی اپنا ہاتھ پھیلایا۔

جب تم نے یہ بریسلٹ پہنایا تھا، میں سو رہی تھی ناں۔ تب مومنٹ مس کیا"

"تھا، اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت لمحہ۔ اور اب مجھے واپس جینا ہے اسے

وہ اسکے محبت سے بھرے لہجے پر مسکرایا اور توجہ کے سنگ اسکی کلائی میں وہی خوبصورت بریسلٹ پہنا دیا جس کے ساتھ لٹکتا مون الگ ہی خوبصورتی رکھتا تھا۔

"تم بس جیو، ہر لمحہ۔ میں اسے بار بار پہنا دوں گا۔"

اسکی ہارٹ ٹچ فنگر میں رنگ پہنانے کے بعد اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے وہ شنائیل کی آنکھوں میں جھانکا جو فرصت سے اسے دیکھ رہی تھی، پرپل ہارٹ پھر سے اسکی انگلی میں جاتے ہی میرون ہوا تو دونوں کے دل کی دھڑکنیں تیزی اختیار کر گئیں۔

"یونیڈ ریسٹ جیم"

یکدم ہی شنائیل کو احساس ہوا کے وہ کس قدر بھیانک سرجری سے گزرا ہے، تو دھیرے سے منت کی۔

"آئی نیڈ یو"

وہ صاف صاف اس لڑکی کو اپنا آرام کہہ رہا تھا، ابھی وہ ایک دوسرے میں الجھے ہی تھے کے دروازے پر ہوتی دستک پر جمشید کچھ دور ہوا۔

"یس"

اجازت ملتے ہی ایک ساٹھ کی عمر کی عورت اندر آنے کی اجازت چاہ رہی تھی، جمشید فوراسے اٹھ کھڑا ہوااور وہ آنٹی مسکراتیں اندر داخل ہوئیں اور سیدھا جا کر شنائیل کا چہرہ ہاتھوں میں بھرے دیکھنے لگیں۔

"شکر اللہ کا اس بچے کی دنیا محفوظ ہے۔ورنہ اس نے تو پورے ہوسپٹل کو دہلا دیا تھا۔چڈ ئلڈ، یو آر سو لکی گرل کے تمہارے لیے یہ مین بہت پیور ہے۔بس نرس نے جب بتایا کے جمشید احمد کی دنیا ٹھیک ہو گئی۔ مجھ سے رہا نہیں گیا۔ڈسجارچ ہوئی تو سوچا میں اس بچے کی دنیا دیکھ آوں۔ تم دونوں کے لیے چھوٹا سا تحفہ ہے۔ جلد اولاد کی خوشی پاو"

وہ بنا کسی رشتے یا ناطے پیار لٹاتے لٹاتے جمشید کی جس حالت کا ذکر کر گئیں اس پر وہ نظریں چراتا پایا گیا پر شنائیل بہت بے چین ہوئی اوپر سے ان آنٹی نے

کروشیے پر بنے دو ننھے ننھے نومولود بچے کے شوز تحفہ دے کر شنائیل کے دل کی دھڑکنیں منتشر کیں۔

وہ آنٹی اسکا ماتھا چومے جاتے جاتے جمشید کی گال بھی پیار سے تھپک کر گئیں اور اس سے پہلے وہ بھی نکلتا، شنائیل کی پکار پر دانت کچکچاتا رکا۔

"خبردار تم گئے۔۔۔ یہاں آو میرے پاس"

وہ اسکا حکم کیسے ٹالتا، گھوم کر پلٹتے چپ چاپ واپس شنائیل کے پاس بیٹھا جس نے ان آنٹی کا دیا تحفہ سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ٹیک چھوڑتے جمشید کا ہاتھ اپنے ہاتھ کی نرم سی گرفت میں لیا۔

تم نے ایسا کیا کر دیا جو پورے ہوسپٹل کو تمہاری تکلیف دہلا گئی۔ میری"

"طرف دیکھو

وہ اسے سخت برا آزمارہی تھی، جمشید مسلسل نظریں چرا رہا تھا پر جب شنائیل نے اسکے ہاتھ کی پشت چومتے آنکھوں سے سوال دہرایا تو جمشید نے رخ اسکی

طرف موڑے مسکراتی نظران چھوٹے چھوٹے شوز پر ڈالے شنائیل کو بلش ہونے پر مجبور کیا۔

میں نے رکتی ہوئی سانسوں سے تمہیں اتنا پکارا"

"کچھ کو ہوا تیرا نام خفظ، کچھ تیرے شیدائی ہوئے۔۔۔۔

جمشید نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے کہانی دو جملوں میں سمیٹ ہی ایسے دی کے وہ کتنے لمحے بنا سانس بھرے اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

جان جا رہی تھی میری اور میں اپنی حالت پر قابو پانا مشکل جان رہا تھا، آئی"

"ایم سوری میں نے تمہارے دکھ کو پردے میں نہ رکھا

دنیا جہاں کی دلکشی اس وقت اس شخص کی معذرت میں سمٹی، وہ کیونکر نہ جمشید کے لیے محبت کی دیوی بنتی، وہ تھا ہی اتنا خاص۔

جیم۔ تم سچ میں کس نیکی کے بدلے ملے ساری عمر نہ سمجھ پاوں گی۔ یہاں"

"آو میرے پاس میں تمہیں اپنے دل میں چھپالوں۔ میرا خزانہ

وہ بازو کھولے اسکو خود میں چھپانے کی متمنی تھی اور وہ اسکے بازوؤں کی گرفت کے سکون کا ماننے والا سما بھی گیا، کے اب اسے ان بازوؤں میں سب سے زیادہ راحت جو ملنے لگی تھی۔

"ویسے اس گفٹ کے بارے کیا خیال ہے؟"

وہ مسرور تھی پر جمشید نے اسکے کان پر بائیٹ کرتے سرگوشی کرے شنائیل کو جی جان سے لرزایا۔

خیال تو اچھا ہے لیکن تمہارا زخم بہتر ہو لے اور تمہاری مردانہ وحشیانہ "

"قوتیں بحال ہو لیں پھر ہم اسکے یوز کے بارے سوچیں گے

وہ بنا کوئی ہچکچاہٹ لیے بولی، جمشید ہنس کر دور ہوتے اسی مسکراتی کیفیت میں شنائیل کو نہارنے لگا جسکے گالوں میں پھول اتر آئے تھے۔

"تمہیں کس نے بتایا میری مردانہ قوتیں ڈاون تھیں؟"

وہ ایسے ہی جواب کو امید کر رہی تھی، جمشید کا پہلا شک ہی سمیر خان دی ولن پر گیا۔

کنفرم سمیر خان نے کیا لیکن جانا میں نے خود تھا، ہاں تم بہت شریف اور"
الگ ٹائپ آف ہسبنڈ میٹریل ہو لیکن پھر بھی میں نے تمہیں بہکانے میں
کبھی کسر نہیں چھوڑی۔اور کہتے ہیں مرد اپنی ملکیت میں آئی ناپسند عورت
کے لیے بھی اتنا صابر نہیں ہوتا اگر وہ میسر ہو رہی ہو خود۔میں تو پھر بھی پسند
"تھی تمہاری، کیونکہ تم چاہ کر بھی کبھی مجھے خود سے جھٹکا نہیں
اس قدر تفصیلی وضاحت نے جمشید تک کو حیا دلا دی پر مجال ہو جو یہ لڑکی
شرمائی ہو۔
میری قوتیں سٹرونگ بھی ہوتیں تب بھی میں ایسا ہی رہتا تمہارے"
ساتھ۔تم میرے لیے سیٹسفیکشن میٹ آپ ٹائپ میٹریل نہیں تھی۔فیل
"میٹریل بھی تھی، مائیڈ اینڈ سول میٹریل رہی ہو۔
وہ اسکی بات سنے ہنسی، حسین سا۔
ہاں لیکن مجھے ہماری لائف میں ہر طرح کا رومینس چاہیے وہ بھی پوری"
"شدت والا

وہ پر شوق سی فرمائش کرتی پیاری لگ رہی تھی، لمحہ لگا تھا جمشید کی آنکھوں میں غالب آتے خمار پر۔

بلکل۔یہ جو شریف کہا ہے ناں تم نے۔اس پر ان فیوچر پچھتاو گی۔خیر یہ " بستر چھوڑو اور پلیز مجھے لے کر چلو۔۔۔۔مجھے ان چار دیواری میں نہیں رہنا "تمہارے ساتھ۔مجھے گھومنا پھرنا ہے

وہ سخت اکتایا تھا، اب تو شاور لینے کی شدید طلب تھی کیونکہ دو دن سے جناب شاور نہ لینے کی مجبوری میں بندھے تھے۔

اس سلے جسم کے ساتھ گھوموگے؟ سمیر خان سے مار پڑوانے کا ارادہ" ہے۔میرا تو چلو سر گھومتا ہے، باڈی تھکن سے بھری ہے۔تم تو پور پور درد " سے اٹے ہو۔ریسٹ کر لو دو دن مزید پھر چلیں گے۔

وہ اسکی اکتاہٹ سمجھ رہی تھی پر وہ بھی کیا کرتا ہو سپٹل سے وہشت ہونے لگی تھی۔

میں تمہاری تھکن اور گھومے سر کا علاج زیادہ ضروری سمجھتا ہوں۔جو"
"ہو سپٹل میں رہ کر نہیں ہو سکتا
وہ اسکے لفظ لفظ سے چھلکتی فکر پر فدا ہی تو ہوئے جا رہی تھی۔
تم میرے لیے فکر مند نہ ہو، سمیر خان نے بتایا کے کتنا بڑا کٹ ہے تمہاری"
باڈی پر۔۔۔آدھا بیک پر اوپر اور آدھا تمہارے جیسٹ پر نیچے تک۔آدھی
باڈی کاٹی گئی تھی تمہاری اسٹین سٹیچیز لگے ہیں اور تم یوں گھوم پھر رہے ہو
"جیسے سوئی چبھی ہو
ابھی شنائیل نے بتایا تو جمشید کو درد فیل ہوا ورنہ حقیقت یہی تھی اسے درد
محسوس ہونا ہی ختم ہو گیا تھا۔
"تم مل گئی ناں واپس۔میں ساری باڈی کٹ کروانے پر بھی تیار ہوں"
وہ ایسے جواب دے کر شنائیل کو پاگل کر دیتا تھا۔
تم کہاں تھے،پہلے کیوں نہیں ملے۔ تھیکینو مجھے زندگی سے محبت کروانے"
کے لیے۔جمشید احمد تم مجھے میرے ممی بابا سے بھی کہیں افضل ہو۔خود کے

قریب کر لیاناں،اب دعا کرو میں اس اللہ کے قریب بھی ہو جاوں جس نے

"مجھے میری ساری خوشیاں لوٹائیں تمہاری صورت۔

وہ یہ شوق بتاتی جمشید کو بے انتہا خوشی بخش گئی۔

اسی کا منتظر تھا، تمہیں اب اللہ کے قریب ہر صورت ہونا چاہیے۔وہ دنیا و"

آخرت کا سکون دینے والا ہے،مجھے خوشی ہو گی تمہارے ساتھ ہر جہاں جڑا

"ہو کر۔مجھے سکون مل رہا ہے تمہارا حصہ ہو کر۔

اسی عافیت بھری پناہ اور محبت کی چاہت میں وہ جی رہی تھی اور اب اسے

جمشید کی صورت دنیا جہاں مل چکے تھے۔

میں تمہارے سکون میں کبھی کمی کا باعث نہ بنوں۔اب پلیز ریسٹ کر لو"

"ناں جیم۔مجھے تمہیں بیٹھا دیکھ کر درد ہونے لگا اب سچی

وہ اسکے زخمی وجود کے لیے بہت پریشان تھی۔

"تمہیں دیکھے بنا الگ روم میں کیسے رہوں؟"

نہایت سادگی سے پوچھا،وہ پیار سے بھری مسکرائی۔

"میں یہیں بیڈ لگوادوں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا؟"

یہ سراسر امڈتا ہوا بے شمار لاڈ ہی تو تھا۔

"تم اپنے دل پر لگادو بیڈ، ادھر زیادہ کمفرٹیبل ہو گا"

جناب بھی لاڈ اٹھوانے کے موڈ میں تھے، شنائیل ہنسی۔

"آجا میرے دل کے زرے"

وہ سچ میں بازو کھول گئی اور وہ آرام دہ بس اسکی گرفت میں بچوں کی طرح سمٹ کر ہوا۔

"بس کر پگلی رلائے گی کیا، کچھ لاڈیاں فیوچر کے بچوں کے لیے بھی سنبھال لو۔ ورنہ دنیا میں آتے ان سب نے مجھے پکڑ لینا ہے اور کہنا ہے نکالیں ڈیڈ وہ سارے ہمارے حصے کے لاڈ جو آپ نے ہماری ممی سے ہتھیائے"

وہ اسکے شانے سے لگا بازو اطراف لپیٹے پڑا کافی کیوٹ لگا اوپر سے اسکی بڑبڑاہٹ نے شنائیل کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

تم میرے بچوں کے ڈیڈ بن کر تو اور جان کو آجاوگے۔۔۔میں تو ساری عمر"

"تم پر مر مٹتی ہی رہ جاوں گی جیم

وہ حسین وقت سوچے شنائیل سرخیوں میں ڈھلی۔

"تم بھی تو ایسی ہو چکی ہو کے میں مر مٹ سکتا ہوں تم پر"

وہ چہرہ اٹھائے بولا تو شنائیل نے اسکا ماتھا چومتے سر ہلایا۔

تم جیو بس میرے ساتھ، مر مٹنے کے سارے فرض مجھ پر چھوڑ دو۔ایسے تم"

بینڈ ہو رہے جیم۔۔پلیز میرے پاس آکر لیٹ جاو ورنہ میں سکون میں کیسے

"رہوں گی

وہ اسکے ابھی بھی دہرے ہونے پر مطمئین نہ تھی۔

اوکے جا رہا ہوں یار۔تمہارے ساتھ لیٹنا بہت خطرناک ہے۔تم بھی آرام"

کرو۔۔۔شام تک نکلتے ہیں ہو سپٹل سے سمیر خان کو گولی کرا کے۔تب تک

"تم بھی فریش ہو جاو

وہ خود ہی ہار مانے سیدھا ہوا، شنائیل نے اسکے اٹھتے ہی ہاتھ پکڑ کر واپس بٹھایا۔

"فریش کر دوناں"

وہ آنکھوں میں ڈھیر سی چاہت لیے بول کر جناب کے دل کی ہارٹ بیٹ مس کروا بیٹھی۔

"شنائیل۔اب تم اپنے ہسبنڈ کے جذبات کو چیلنج کر رہی ہو۔"

وہ اسکے ارمان سجائے دل کی دھڑکن اتنے پاس تھا کے محسوس کر رہا تھا۔

"اوکے نہیں کرتی"

وہ گھبرا کر فوراً جیسے مانی، جمشید نے اسکی گردن میں چہرہ گھساتے بے رحمانہ سی گستاخی کی جو اچھا بھلا ثبوت چھوگئ، وہ روبرو ہوا تو شنائیل کی آنکھوں میں جھومتی خوشی پر قربان ہونے کا دل چاہا۔

پلیز شنائیل مجھے بہت زیادہ اچھی لگنا بند کرو۔۔۔۔مجھے نہیں پتا کیا کر" جاوں۔ حواسوں پر سوار ہو چکی ہو۔ آرام کرو۔ شام میں ملوں گا۔اینڈ کور دس"

وہ اسکے رخسار سے شیو ڈگال رگڑتا پیچھے ہٹا اور اسکے ہو سپٹل گاون سے چھلکتی اسکی گردن پر جیسے بال پھیلا کر گیا، وہ اس سحر سے شام تک نکلتی ایسا ممکن نہیں رہا تھا۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

کل یزدان کو واپسی میں رات ہو گئی تھی، وہ پورا دن دراب کے ساتھ رہا تا کہ اسکے دل کو ڈھارس دے سکے اور اب وہ خود تھکن سے چور تھا تبھی یار کو اسکی عشقم کے سپرد کرے فاروقی مینشن واپس آیا، بابا اور دی جان دونوں نے

باری باری دراب کا پوچھا جس پر اس نے انھیں بتایا کے وہ حوصلے میں بھی تھا اور اس غم کے قہر سے نکلنے کی پوری کوشش میں ہے۔

تب جا کر فہمیدہ اور سجاول سونے گئے، یزدان خود بھی کل سے آرم ہولڈ اتارنے کے سبب بازو سمیت پوری باڈی اکڑی محسوس کر رہا تھا تبھی روم میں گیا تو بیوٹی صاحبہ مزے سے سو چکی تھیں تبھی بنا آہٹ یزدان نے باز و بچا کر شاور لیا اور سلوی کی تھکن اور نیند کا احترام کیے اپنی لیب میں چلا گیا تھا جہاں تھوڑا کام پینڈنگ تھا کیونکہ بیلجیئم کی ایگزیبیشن سر پر تھی، وہ وہیں پھر سو گیا، پانچ بجے ابھی اسکی آنکھ کھلی تو سلوی کی شدید کمی محسوس کیے اور اس کے اٹھ جانے کی امید پر واپس سیدھا روم کی طرف بڑھا، دروازہ کھولا ہی کے نظر فجر ادا کر کے جائے نماز تہہ لگاتی بیوٹی پر گئی، روم روم میں بسی تھکاوٹ کا توڑ ہو گیا۔

"تھک گئے آپ سکھی؟"

وہ جائے نماز رکھتی لپک کر آئی اور یزدان کے ہاتھ سے بلیذر لیے صوفے کی بازو پر رکھتے واپس پلٹی، ابھی سومانے نفل کا قصہ بھی باقی تھا جانے کب پورا ہوتا۔

"آپکی صورت تکتے ہی بھول جاتا ہوں کے تھکا ہوں۔ میری فریشنز ڈوز آپکی مسکراتی آنکھیں ہیں"

بازو اسکے اطراف باندھے اپنے نزدیک کھینچتے ہی وہ اسکی نرم مخملی سانسیں اپنے بس میں کیے بس چند لمحے کی شدت سونپتا ان ہونٹوں کی پہنچ سے دور ہو کر سلوی کے چہرے پر اچانک بن جاتی سلگتی قربت کے گلال تکنے لگا۔

"اور آپکے یہ ہونٹ جنکی مسکراہٹ، امرت سی ہے۔ انکو چھو کر لگتا ہے اب زہر بھی اثر نہ کرے گا۔ اتنی میٹھی ہیں آپ کے میں دنیا جہاں کے شریں زائقے آپکے ہونٹوں کے آگے بے کار قرار دیتے اک لمحہ نہ سوچوں"

ابھی وہ سنبھلی ہی نہ تھی کے وہ ان سانسوں کے سنگم تک آتا پھر سے سلوی کی رضا ملے لمحوں کو حاصل کرتے طویل تر قربت میں ڈھلنے لگا جب وہ اسکے

سینے پر دباو دیتی دور کرے اپنی تیز ہو جاتی ڈھڑکن اور اٹکتی سانس کے بے ترتیب سلسلے سنبھالنے میں ہانپنے لگی۔

یزدان کے ہونٹوں پر تہلکہ مچاتی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

"س۔۔ سکھی آتے ہی کیا ہو گیا ہے آپکو۔ سنبھالیں"

وہ بہت دیر بعد کچھ بولنے لائق ہو سکی۔

"بیوٹی۔ آپکو دیکھتے ہی بس ہو جاتی ہے"

یزدان کے اسکے پھر سے قریب سرکنے پر جان سی نکلی تبھی وہ مزید حصار سے مچل کر نکلتی جا کر ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنی چادر اتار کر بالوں کو ٹھیک کرنے لگی تبھی یزدان نے بازو کو آہستگی سے حرکت دیے آج دونوں بازووں میں اسے حصار ا اسکے بالوں کی خوشبو سونگھی، سلوی کو لگا سانس ابھی رک جائے گی۔

"آپ نے نوٹ نہیں کیا میرا آرم ہولڈر اتر گیا بیوٹی"

وہ اسکی گال سے رخسار رگڑتا شرارت سے آئینے میں شان سے براجمان سلوی کے عکس کو دیکھتے سرگوشی میں بولا۔

"جی لیکن فریکچر تین ماہ لے گا ٹھیک ہونے میں"

وہ یزدان کی پل پل بڑھتی گرفت و قربت میں نڈھال ہوئے بولی پر اسے دیکھنے سے گریز برتا۔

"جان آپ سمجھ نہیں رہیں۔ درد نہیں ہے مجھے"

یزدان نے اس بار اسکی گردن میں گھستے گال اور ناک رگڑتے سلوی کے ہوش ڈسکنکٹ کرنے کی پوری کوشش کرتے اکسایا۔

"سکھی سمجھ آپ نہیں رہے، میں نے اٹھا اٹھا کر پھینکنا ہے آپکو"

ہاں وہ بہادر ہو گئی تھی پر اتنی بے باک کے اٹھا کر پھینک دے، اس پر تھوڑا دھواں جناب کے جسم سے اٹھا۔

"میں رومینک مومنٹس کی امید میں تھا جان۔ یہ کیا بڑبڑا رہی ہیں"

یزدان کو سلوی کی دماغی حالت پر شبہ تھا لیکن بگھڑے تو وہاں دل اور ہوش کے معاملات تھے۔

"وہی جو آپ کو دیکھ کر خود کو بچانے کے لیے بڑبڑانا ضروری ہے"

وہ سمجھ نہ پائی کیا بول رہی ہے، گال دہک رہے تھے، یزدان کے دل کی دھڑکن اسے اپنی پشت میں کرنٹ دوڑاتی ریڑھ کی ہڈی تک پھیلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"اتنا برا ہوں کیا سلوی؟"

وہ الجھ کر بولا۔

برے ہونے کی حد تک اچھے اور پیارے ہیں۔"

"میں دل، زندگی اور اب ہوش بھی گنوانے لگی ہوں

اب جا کر اس شخص کو اصل معاملہ سمجھ آیا، تبھی تو سلوی کو اپنے پیٹ پر رینگتے اور بندھتے یزدان کے ہاتھوں کی مضبوط گرفت پر بری طرح سانس کھینچنا پڑا۔

"گنوادیں، میں سنبھال لوں گا آپکو"

وہ اب بھی اسکے کاندھے پر جھک کر محبت سے چومتا سرک کر اسکی گردن کی دائیں طرف ہونٹوں کے لمس تحریر کرنے میں مدہوش ہوا جب وہ مزید سہہ نہ پائی مچل کر اس کے حصار میں آسمائی۔

"یہ سب چھوڑیں، مجھے دونوں بازووں سے ہگ کریں۔ مجھے بہت ضرورت"

وہ اسکے سینے میں سمٹتی اپنی فرمائش کی فوری قبولیت پر اسے بھی پوری قوت سے جکڑ گئی جو خوشگوار حیرت میں لپٹا سلوی کے یہ نشاط انگیز رنگ دیکھے خود سے بے خود ہو رہا تھا۔

"سلوی آر یو او کے؟"

کچھ دیر اسے گلے لگا کر پر سکون کرتے وہ پکڑ کر رو برو لایا ہی کے وہ اسے دیکھتے ہی حجاب آلود چہرہ لیے ہنسی، یزدان بھی مسکرایا۔

شاید مجھ میں بیوی والے چراثیم ٹھیک سے انسٹال ہو گئے بس اور کوئی بات"

"نہیں۔اب ہر فیلنگ سمجھانے والی تو نہیں ہوتی سکھی

اس لمحہ وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کے یزدان کا دل چاہا سانس نہ لے، آنکھیں نہ جھپکے اور اسے دیکھتا رہے جو گلاب کی کلی کی طرح پھول بننے والی بہار اوڑھے سج رہی تھی۔

لیکن میں چاہتا ہوں آپ ہر چیز مجھ سے کہیں، باخدا آپکا مجھے لے کر فزیکل"

"انٹیمیشن چاہنا میرا سٹریس ریلیزنگ پوائنٹ ہے۔یو لک سو یمی

وہ اسکے جذبات بنا کہے سمجھ گیا تبھی تو سلوی سے اس وجاہت خیز دلبر سے نظریں ملانا اور مشکل ہوا۔

"سکھی مجھے شرم آرہی ہے۔بس کریں چینج داٹاپک"

حیا سے سرخ ہوتی وہ واپس یزدان سے لپٹ گئی اور اسکا ہر انداز سکھی کو ایکسٹرا سکھی کرتا جا رہا تھا۔

"مدت بعد میرے مطلب کا ٹاپک چھڑا ہے، کیوں کلوز کروں؟"

یزدان نے اسکے جسم میں دوڑتی گھبراہٹ کو خوف بنادیا کیونکہ جانتی تھی وہ آفت کا پرکالہ اب اس پر چلتے پھرتے بچاری کو کان کی لو تک سرخ کرے گا۔

سکھی۔۔پلیز ناں۔بس مجھے آپکے پاس پلیئر فیل ہوتا ہے تو کہہ دیا۔اگر"

"ایسے ہی تنگ کریں گے تو دوبارہ کبھی نہیں کہوں گی۔

وہ روبرو ہوتی روٹھی تو یزدان نے فوراسے واپس پکڑ کر سینے سے لگالیا۔

پرامس می۔آپ جب جب میرے پاس خوش ہوں گی مجھے بول کر بتائیں"

"گی۔بس اسی شرط پر میں تنگ کرنے سے باز آوں گا

سلوی مرتی کیا نہ کرتی کے مترادف فورا مان گئی،ایک تو وہ اس وقت سکھی کے بہت بولنے پر بھی چڑ سی گئی۔

"کیا آپ تھوڑی دیر چپ ہو سکتے ہیں،میری خوشی کے لیے؟"

سلوی نے ہاتھ نہیں جوڑے باقی منت پوری کی،یزدان کا مست قہقہہ پورے کمرے کی فضا میں فسوں خیزی گھول گیا۔

جی بیوٹی۔ لیکن کچھ گھنٹوں تک مجھے بولنے کے قابل نہ چھوڑیں تو میں بھی"

"تھوڑا خوش ہو جاوں گا ٹوٹی بازو والا مسکین

یزدان کی معنی خیزی پر سلوی کا بس نہ چلا مکا ٹھوک کر بھاگ جاتی اور اب جب بازو میں تھوڑی ہمت تھی تو سکھی اسے آخر کیسے جانے دیتا، اسکے سارے اختیارات اپنی ہمت و قوت تک سلب کرتے سلوی کی آتی جاتی سانس پر قہر ڈھا دیا گیا۔

"آرام سے بے بی، مکھنا کو ہرٹ نہیں کرو۔"

ٹیرس پر کھڑی لیزے دیکھ نیچے رہی تھی جہاں باران آج سنڈے کے سبب مکھنا کے ساتھ فٹ بال کھیلنے میں مگن تھا، وہ ٹرینڈ بلا بھی باران کے بال پاس

کرنے پر اچھلتا ہوا دوڑ رہا تھا جبکہ براق جدون اسے کھیلتا دیکھ کر دھیما دھیما مسکرا کر شاباش دے رہے تھے، سانول اور نرمین ناشتہ کرتے ہی نکل گئے تھے کیونکہ نرمین اسے اپنے فریگرنس سٹور ساتھ لے جانا چاہ رہی تھیں۔

"ممو میں بلکل نہیں کروں گا۔یہ اتنا کیوٹ تو ہے۔سوری مکھنا آپکو لگی تو نہیں"

مکھنا کو زرا سا اپنا شوز ہٹ ہونے پر باران اسکو گود میں بھر گیا، لیزے مسکرا کر پلٹی تو ٹیرس کے ڈور میں دراب کو کھڑا دیکھے اسکے قریب چلی آئی۔

"فجر کے بعد کہاں چلے گیے تھے؟ددھو اور سانول بھائی تو کب کے آ گئے تھے"

لیزے کے فکر مندی سے پوچھنے پر وہ مزید محبت سے اسے تکنے لگا۔

"قبرستان نکل گیا تھا، بابا کے ارد گرد جتنی قبریں تھیں سب پر پھول ڈالے۔فاتحہ پڑھی"

وہ مسکرا کر تائید میں سر ہلا گئی پر حیدر کی انسیت سے لبریز نگاہوں نے اسکے گالوں میں حرارت برپا کی۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟"

دراب کیا بتاتا، دکھے دل اور ٹیسیں چھوڑتے اس جسم کو لیزے کی خوشبو یہاں کھینچ لائی ہے اور اب وہ اپنا مرہم چاہتا ہے۔

"تمہیں دیکھ رہا ہوں"

دراب کی نگاہوں کی حدت و توجہ محسوس کرتی وہ مضطرب سی ہاتھوں کو بڑھا کر دراب کے خوبصورت اور مضبوط ہاتھ تھامے حصار میں چلی آئی۔

"مجھ میں کیا دیکھ رہے ہیں؟"

لیزے کی آواز میں مہکتے تجسس کا عنصر شامل تھا۔

دراب نے اسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر انھیں اسکی پشت پر لاک کیا جس سبب وہ چہرے بہت قریب کیے ایک دوسرے کو فرصت سے تکنے میں محو ہوئے۔

آپنا آپ۔جو مجھے تمہارے بنا نظر آنا ممکن نہیں۔تم اگر مجھے نہ کہتی میں تو"
اس پہلے اور آخری گلے لگنے سے محروم رہ جاتا لیزے۔کل سمجھ نہیں آئی اس
چیز کی،تکلیف جسمانی اور قلبی تلے دبا تھا لیکن آج کچھ دلاسے کی ڈوز بڑھی
"ہے تو دیکھائی دیا کے تم تو میری زندگی کی راحت کا اصل سبب ہو

درد کے دائرے نے کئی بار وسعت پکڑی پر وہ لیزے کے سبب آواز اور دل
میں چھائی غمنا کی پر بروقت وسہولت سے قابو پا گیا۔
آپ سے ہی میں ہوں حیدر،مجھے کیوں آپکا سکون عزیز نہیں ہو گا۔میرا بس"
چلتا تو آپکو بابا کے بہت سے لمس دلواتی۔اتنے کے آپ کبھی یہ دوبارہ نہ کہہ
پاتے کے آپ دنیا کے بد قسمت بیٹے ہیں۔لیکن پھر بھی ایک سہی اسکا آپکو
میسر آنا آپ سے زیادہ میری خوشی ہے۔بس آپ اس ٹرومہ سے نکل
"آئیں۔زندگی بہت خوبصورت ہے

وہ اسے چند نرم ڈھارس دیتے جملوں سے، تکلیف کی چلچلاتی دھوپ سے نکال کر سایہ دار لمس کی دنیا میں لائی جہاں اسکے ٹھنڈے ہاتھوں میں دراب کے گرم ہاتھوں کی حدت جذب ہوئی، حرارت کا درجہ معتدل ہوا۔

وہ اسے محبت سے سنبھالنے میں سب پر بازی لے گئی۔

"کیا ہے ہمارا تعلق لیزے؟ کیوں تم ایک نارمل دوست، بیوی اور محبوبہ سے ہمیشہ اضافی لگی ہو مجھے۔ جب تم سے الفت ہوئی تھی تب بھی حیران ہی تھا۔ آج جب ان جذبات کی شدتیں اپنے ہزاروں رخ بدل گئیں تب بھی تمہارے ساتھ پر حیران ہوں"

وہ اتنا ہلکان تھا کے لیزے نے ہاتھوں کو دبا کر چھوڑتے اپنے ٹھنڈے گرم ہاتھ دراب کے رخساروں پر ٹکائے۔

"یہ محبت ہی ہے، جو ہماری سمجھ میں آتے عمریں لیتی ہے"

وہ سادگی سے بات سمیٹ گئی۔

محبت ہوتی تو آزمائش کی گرد و غبار میں اٹ کر ختم ہو جاتی۔ یہ تو ایک "
دوسرے کے وجود کی سانجھے داری تھی۔ درد تمہیں ہوتا تھا۔ دکھتا میں
تھا۔ تمہاری آنکھوں کے اب تک بہے سارے آنسو، بنا کسی خیانت میرے
دل کے اک ذاتی سمندر میں گھلے ملے ہیں، مجھے اہل دل بنا دیا تمہارے
دردوں نے۔ مجھے کرب سنائی دیتا ہے اور درد دیکھائی دیتا ہے۔ محبت نہیں
"ہے یہ اب عشقم، آجکل سخت جنون ہے تیرا

اسکے دونوں ہاتھوں کو چومتے وہ جسم میں اٹھتی ٹیس پر لڑکھڑایا تو لیزے اسکے
اظہار کا لطف لیتی لیتی گھبرا کر اسے تھام گئی، دونوں مسکرائے۔

وہ دراب کے اتنے مضبوط ہو کر لڑکھڑانے پر اور حیدر، اسکے نازک وجود کے
باوجود تھامنے کی اجلت پر۔

ابھی بیڈ ریسٹ کرنا ہے آپکو کچھ ویک۔ آجائیں۔۔۔۔پتا ہے ناں کتنا ڈیپ "
"کٹ ہے۔ آجائیں

وہ اسے لیے روم کی طرف بڑھی جہاں پہلے ہی تکیے بیڈ کراون سے لگا کر رکھے گئے تھے تبھی دراب بھی بنا اعتراض بیٹھا اور لیزے کو اپنے سامنے پکڑ کر بٹھایا، اسکی گھوری کو چنداں اہمیت دیے بنا۔

"حیدر۔۔۔آپکو پتا ہے آپ اداس ہیں تب سے میرا اسٹمک ڈسٹرب ہے۔لگتا ہے آپکی بے بی گرل آپکی ابھی سے اداسی نہیں سہہ سکتی"

لیزے کی کیوٹ سی بات سنے دراب جو فرصت سے لیزے کو تکنے میں محو تھا، ہنسا۔

"مطلب کچھ بھی۔۔۔ابھی تو وہ جو بھی ہے ایک بال ہے لیزے۔۔۔نہ اس میں جان ہے نہ کوئی فیلنگ"

دراب کی وضاحت پر لیزے مسکرا کر اسکی گال پر پیار دیتی بازو گردن میں باندھ گئی۔

"میں نے بس آپکو ہنسانا تھا، تھوڑی بونگی لیزے چلے گی ناں؟"

وہ بازوؤں کا ہار ڈھیلا کرے زرا پیچھے ہو کر بولی۔

"دوڑے گی۔مجھے اسکے آنے کا بہت انتظار ہے"

دراب کے ارمان بھرے جواب پر وہ مزید فاصلہ سمیٹ گئی۔

"آپکو ون پیکج میں بہن اور بیٹی دونوں دینے کا۔۔۔۔حیدر! آپ کو مجھے بھی۔

"پتا ہے آپ اداس ہو کر کیسے لگتے ہیں؟

وہ اسکے سوال کی دلکشی پر دھیرے سے اسکے ماتھے پر جھک کر پیار کی مہر ثبت کرے پیچھے ہٹا۔

"کیسا؟"

وہ تو اسکے لمس میں ہی گم گئی تھی، جواب کے لیے خود کو جنجھوڑنا پڑا۔

"ٹوٹی ہوئی آس جیسے، جو بہت درد دیتی ہے۔آپ اپنی ہر اداسی مجھے دے دیں۔مجھے آپ مزید ایک لمحہ بھی سوگ میں مبتلا نہیں چاہیں۔وہ جیسے بھی تھے اب انکا معاملہ ہمارے ہاتھ نہیں رہا۔وہ اچھے باپ نہ سہی آپ ایک بہترین بیٹے ہیں۔آپ نے اپنے ہاتھوں سے کی ہر غلطی کی تلافی کی۔آپکو اب مطمئین ہو جانا چاہیے"

وہ ایسے کچھ بھی منوا سکتی تھی، لہجہ نرم پیار بھرا جو تھا۔

"میں مطمئین ہوں، جب جب تم ساتھ ہوتی ہو۔ میرے اطمینان کی شان ہی الگ ہوتی ہے عشقم"

یہی مس کر رہی تھی، ان ہونٹوں سے عشقم کی پکار۔

"بتادوں کیا؟"

لیزے کو بے حد پیار سے پوچھتے دیکھ کر وہ مسکرا کر ٹیک لگاتا اسے اور نزدیک کھینچ کر چہرے پر جھکا گیا۔

"کیا؟"

وہ متجسس تھا۔

"وہی جو کبھی نہیں کہا؟"

لیزے کی مہربان آنکھوں میں دیکھائی دیتے اپنے عکس کو بھی وہ مہربان دیکھے حسین مسکرایا۔

"ہمم"

دراب نے ہاتھ کی پوروں سے اسکے چہرے کے دمکتے خدوخال مس کرتے اجازت دی۔

"روحم"

وہ اسکے روح سے جڑے حبیب کہنے پر دیوانگی کی حدوں تک مسکرایا۔

"کون؟ میں؟"

دراب کا خود کی جانب اشارہ کرنا لیزے کو ہنسا گیا۔

میں تو ہمیشہ سے عشقم ہوں آپکی۔۔آپ میرے لیے میری روح کا"

نور، میری زندگی کا سرور ہیں۔آپ کے ساتھ گزری زندگی سراسر رشک ہے، شرف ہے، خوش قسمتی ہے حیدر۔بس آپکو کبھی اداس نہ

دیکھوں۔آپ میری زندگی میں آنے والے سب سے میٹھے انسان ہیں، بہت میٹھے۔اتنے کے آپکی مٹھاس نے لیزے نور کی ذات، دل اور جسم کی ساری

"کڑواہٹ چھین لی

وہ دھیرے سے ملائم سرگوشیوں میں دراب حیدر جدون کی دنیا میں تلاطم برپا کر رہی تھی۔

"پلیز تھوڑی مٹھاس واپس کر دو، میں خود کو تھوڑا کڑوا فیل ہو رہا ہوں"

جام سرور کی جانب اشارتا نظریں جمائے، دراب نے لمحے میں کیفیت اور ماحول کے فسوں کو اپنی بے باک ٹون سے بدلا۔

"ہم سیریس ٹاک کر رہے تھے حیدر"

وہ آنکھیں نکالے گھوری۔

"دو منٹ کا پاز لے لو۔"

دراب حیدر کی خواہش ہو اور وہ صبر کرے، ممکن ہی کب تھا، لیزے خود اسکی نرم گرم گرفت اور عافیت بخشتے حصار میں مدہوش سا ہوئی۔

"یہ پاز کافی خطرناک ہیں"

کچھ دیر بعد لیزے کی آواز سنائی دے کر ہوش و حواس میں تغیر لائی۔

"تم کم خطرناک ہو۔۔۔بس میرے پاس رہو"

وہ اسے کہیں جانے دینا نہ چاہتا تھا۔

"ناشتے میں ہلپ کرنے دیں ناں میڈ کی۔دد ھو تو میرے ہاتھ کی چائے کے بنا اپنی صبح ہونے ہی نہیں دیتے۔آپ بھی بتائیں ایک دم ٹھیک ہونے کے لیے آپکو کیا کھانا ہے"

جانے کی بات کرتی وہ زرا پسند نہ تھی، دراب نے چہرے پر ناراضگی لا بٹھائی۔

"باقی سب ٹھیک ہے، میرے پاس سے جانے کی اتنی بے قراری کیوں ہوتی ہے تمہیں؟اب کیا ڈر ہے تمہیں مجھ سے، تم آل ریڈی میرے دوسرے بے بی میں جکڑی ہوئی ہو۔۔۔"

آخری جملے پر لیزے نے پلکیں جھکا لیں، شرما جو گئی تھی۔

"حیدر تھوڑی سی شرم مجھ سے ادھار لے لیں پلیز"

نہایت فراغ دلی سے، پیشکش آئی تھی۔

"مجھے تھوڑی لیزے ادھار ملے گی؟"

وہ بھی ڈھیٹ ابن ڈھیٹ تھا۔

"ایسے کیوں کہہ رہے ہیں حیدر، خود سے ظالم والی فیل آئی ہے۔۔۔"

لیزے کو معصومانہ سا ترس آیا۔

ہو تم۔ تمہارے ہنڈسم اور ہائی ہسبنڈ کا دل اور جسم دونوں درد میں"

ہوں، وہ تمہارے پہلو میں اپنے سارے کرب بھول جاتا ہو، تو ایسے میں

"تمہاری میرے پاس سے اک لمحہ بھی اٹھ کر دور جانے کی کیا تک بنتی ہے؟

دراب کی وضاحت سنے وہ دبا دبا مسکرائی، وہ اس وقت باران سے بھی

چھوٹے بے بی کی طرح بیہیو کر رہا تھا۔

تو دنیا کے کام بھی تو کرنے ہوتے ہیں، پہلو سے بندھ گئی تو لوگ کیا کہیں"

"گے؟

ڈرامائی چڑانے کی کوشش کرے وہ سراسر دراب کی چڑچڑاہٹ بڑھانے پر

لگی تھی۔

"لوگ کہیں گے کتنی اچھی بیوی ہے"

وہ فورا بولا۔

"اچھا۔۔۔مطلب پاس بیٹھی رہوں تبھی اچھی ہوں اب میں؟"

لیزے نے آنکھیں دیکھاتے سوال کیا۔

تبھی تو دیکھ پاتا ہوں، محسوس کر پاتا ہوں۔ تبھی تو اچھی لگتی ہو۔دور کھڑی"

"اور بسی لیزے مجھے نہیں چاہیے

وہ ناراضگی کی جڑ ہی ایسے اعتراف سے ختم کر گیا۔

میں نے سوچا تھا تھوڑا لڑتی ہوں۔اور زرا بھاگنے کا موقع مل جائے گا پر"

"اب۔۔۔

وہ دونوں بازو اسکے کاندوں سے لے جاتے سر کے عقب میں ہاتھ لے جاتی

پشت پر باندھے بات آدھوری چھوڑ گئ۔

"پر اب۔۔۔ تمہیں مجھ پر پیار آرہا ہے"

دراب نے اسکو سینے میں بھینچتے جسارتی سی طلب بھری نگاہیں چار کیں۔

"کب نہیں آتا؟"

وہ پھر خفا ہوئی۔

"تب جب تم سو رہی ہوتی ہو"

دراب کی گرم سانسوں میں سانس لیتی ہوئی وہ از سر نو دراب کو اپنے عشق میں ڈال سکتی تھی۔

"اف حیدر"

وہ کھلکھلائی۔

"اف لیزے۔مائی بٹر سکچ"

وہ اسکے مسکراتے ہونٹوں کو جکڑتا، دل کی دھڑکنوں تک اپنے استحقاق کا شکنجہ بنا چکا تھا، اور سچ میں وہ ایسی تھی کے فورا دراب کی زبان پر گھلنے لگتی تھی، اپنی نرماہٹوں کے تمام درجوں تک۔۔۔۔

"یو لائک بٹر سکچ؟"

دراب کے لطف پر وہ رو برو ہوئے بولی۔

"آئی لو وبٹر سکچ۔۔۔۔اینڈ فارمی۔اٹس یو لیزے نور"

وہ اسکی موجودگی کو بڑی، کریمی اوریمی کہہ رہا تھا اور اس وقت مدہوش بھی یونہی تھا جیسے یہ سب فیل کر رہا ہو۔

میں اپنے اس حیدر کو مس کر رہی تھی۔اب یقین ہوا کے آپ سچ میں بہت"

"سٹرونگ ہیں۔آپ اتنے پیارے کیوں ہیں۔؟

لیزے اسکے نم گلابی ہونٹوں کو محبت سے تکتی، اسکی نوزٹپ ناک سے سہلائے، سرکتی ہوئی نگاہیں اسکی آنکھوں تک لائی جو سچ میں ہر طرح ایک خوبصورت اور پرکشش آدمی تھا، قربت کی دیر تھی کے وہ اختیار کھونے لگتی تھی۔

یہ مت پوچھو۔نان پیاری حرکت سرزد ہو جائے گی مجھ سے پھر ایویں مجھے"

"بے شرم کہتی پھرو گی

دراب نے اسکی گردن میں چہرہ چھپاتے بھاری سانس بھرے سرگوشی بھی ایسی بھاری کی کے لیزے کا دم سا نکلتا محسوس ہوا۔

"حیدر۔۔۔۔پلیز منہ بند بھی رکھا کریں"

وہ پیچھے سرک کر ڈانٹنے لگی۔

"جب میرا منہ بند چاہیے ہو تو منہ لگ جایا کرو۔ میں بولنا تو دور، سانس لینا بھی سائیڈ کر دوں گا۔"

دراب کے ہولے ہولے پٹڑی سے اترنے پر لیزے کو ارد گرد خطرے کا گھنٹہ بجتا سنائی دیا۔

"حیدر۔۔۔۔۔ تھپڑ کھائیں گے؟"

وہ پھر گھوری۔

"مار کر دیکھو تو سہی۔ تمہارے ہاتھ سمیت تمہیں شرپ کر کے کھا جاوں گا"

گھورنے کو چنداں اہمیت نہ دیتے اپنے منہ پھٹ ہونے کی منادی کروائی۔

"اتنے آپ آدم خور۔۔۔"

وہ مزاق اڑاتی ہنسی۔

"نہیں۔۔۔اونلی لیزے خور۔۔۔"

دراب کی بڑھتی جسارتیں جو دراب کے ہونٹ لیزے کے چہرے

رخساروں اور گردن کی اطراف کر رہے تھے، وہ خود میں سمٹ رہی تھی۔

"اب دیکھنا کیسے بھاگے گی یہ نان رومنٹک لڑکی"

دراب اسکی رگ رگ سے جو واقف تھا۔

"بھاگیں میرے دشمن"

لیزے نے بے خودی میں بڑبڑا دیا۔

"مطلب تم صبح سے شام میرے پہلو میں بیٹھی رہو گی؟"

دراب کو حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے وہ اسکی گال تھپکا کر ہوش میں لائی۔

"اب اتنی بھی اچھی نہیں۔ واپس آجائیں خوابوں کی دنیا سے"

لیزے نے ہنس کر اٹھنا چاہا جب وہ اسے واپس پکڑ کر اپنے قریب سرکا گیا۔

"کیا؟"

لیزے کی آنکھوں میں مسرت کی تیز لہر جاگی۔

"تم اچھی لگتی ہو طویل تربعث کرتی، تم مجھ سے لڑا بھی کرو۔"

وہ اسکے تمام رنگوں کی بھیدی اسکی خواہشوں پر بنا سوچے سر خم کرنے والی لیزے جوابا ایسا مسکرائی جو دراب حیدر کے روح تک در و بام میں گھلی رچی افسردگی نکال باہر لائی۔

فکر ہی نہ کریں، پریگنیسی کے موڈ سوئنگز زیادہ دور نہیں۔ ریسٹ کریں"

"میری جان۔

وہ اسکے صبیح ماتھے پر ڈھلکے بال ہٹائے وہاں اپنے ہونٹوں کو رکھ کر پیار کرتی اپنی خوشبو کے ڈھیر سے زخیرے دراب کے چار سو بکھیرتی اٹھ گئی اور دراب نے اسکے سراپے کو اوجھل ہونے تک دیکھتے آسودگی سے آنکھیں موند لیں۔

S MERWA MIRZA NOVELS

یزدان کا تھوڑا لیب کا کام تھا پھر وہ جیولز آبسیشن سٹور گیا جبکہ شام میں دونوں ہی رضوان صاحب کی طرف مدعو تھے، کیونکہ کل سلوی اور یزدان ایک ہفتہ کے لیے بیلجیئم جانے والے تھے تو وہ ایک دن ابا جی کے پاس رہنا چاہتی تھی، خود رضوان جو شاکرہ اور سلمان کے جانے کے سبب مستقل مسجد تھے، شام آکر دونوں بچوں کے لیے خود ہی تمام ڈنر وغیرہ بنایا۔

جبکہ رضوان صاحب سے جمشید اور شائیل کے بارے جان کر یزدان اور سلوی دونوں ہی حیرت کدوں میں اتر گئے۔

"میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کے جمشید نے اس گھر کی عزت و ناموس کے لیے اپنا آپ گروی رکھ دیا ہے، وہ چپ چاپ یہ سب کر گیا اور مجھے خبر ہی نہیں ہوئی۔ تم نے بھی گرمیل کی موت کے بارے میں نہیں بتایا یزدان۔ میں نے شاکرہ اور سلمان کو اسکے پاس بھیجا لیکن میں جمشید سے نظریں ملانے کے قابل نہیں سمجھ رہا خود کو۔"

اباجی کو اتنی ندامت و تکلیف میں دیکھے سلوی نے انکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے سہلایا جبکہ یزدان کے پاس بھی اس وقت جذبات بہت تھے پر لفظ کم پڑ گئے۔

"وہ دونوں سچ میں ایک دوسرے کو ڈیزرو کرتے تھے، بددعائیں جب اپنا اثر زائل کر دیں تو ساری پینڈنگ دعائیں لگتی ہیں۔ شائیل نے سچے دل سے توبہ کی اور ان سب سے معافی مانگی جنکا دل دکھایا، تبھی مجھے لگا تھا یہ اب شبیر مغل کی ناگہانی موت کے بوجھ سے نکل جائے گی۔ اور دیکھیں، اسے چھانٹ کر رکھا گیا جمشید احمد اس توبہ کے انعام کی صورت دیا گیا۔ اور جمشید احمد کی کیا بات کروں میں؟ وہ ایک بہترین انسان ہے۔ جس کے دل میں ایسی قوت ہے جو کسی بھی دل پر مرہم بن سکتی ہے۔ ممی کے گناہ گار تک پہنچانے والا وہی ہے۔ اسی کے سبب میں گرمیل کی دردناک موت دیکھ سکا۔ اور اس سب کے بعد آپ رضوان صاحب، آپکی تربیت آپکی بیٹی اور اس بھتیجے کے اوصاف سے جھلکتی ہے کے یہ دونوں ہی میرے کہیں نہ کہیں مرہم بنے، سلوی تو

میری ہیلنگ پاور ہیں۔اس کے بعد میرے دل میں آپکے لیے رہا سہا میل بھی ہٹ گیا پھپھا جان"

آج بہت سے دل کے بوجھ اترے، سلوی خود جذباتی ہوئی، جمشید اور شنائیل کے لیے دل کہیں اندر سے نہال محسوس ہوا۔

اور ہاں آپکو جمشید احمد سے نظریں ملانے میں ہچکچانے کی ضرورت نہیں، وہ" ایک پازیٹیو انسان ہے۔آپکو چھوٹا چھوٹا ہونے نہیں دے گا۔میں اور سلوی بیلجیئم سے واپسی پر ان دو سے ملنے ضرور جائیں گے۔مجھے نہیں لگتا ابھی جمشید کے لیے ٹریول ایزی ہو گا۔"

یزدان کے پلین پر سلوی تو کھلکھلائی، خود رضوان صاحب کو بے حد مسرت میسر آئی۔

ہاں ڈاکٹر سمیر سے رابطہ کیا میں نے، بہت بھیانک سرجری تھی۔اوپر سے" شنائیل بیٹی کی بگھڑتی طبعیت۔اللہ نے بہت بہترین جوڑی بنائی ہے، وہ بہتر جانتا ہے کس کو کس کا جوڑ بنا کر سجانا ہے۔زندگی میں کبھی اس قدر پر سکون

نہیں ہوا جتنا اب ہوں۔ میرے دونوں بچے آباد اور محفوظ ہیں۔ میرا بھائی اور چھوٹی بہن جیسی بھابھی سنور گئے۔ اس گھر کی بنیادوں میں گھلی

"لالچ، لاپرواہی اور تکلیف اس دہلیز سے جا چکی ہے

ابا جی کے ہلکے پھلکے دل پر سلوی انکے سینے میں سمٹی تو یزدان نے دونوں باپ بیٹی کے لاڈ پر مسکراہٹ دی۔

وہ لوگ بہت سی پرانی باتیں کرتے رہے، اور پھر سلوی اور یزدان رک گئے۔ یزدان، رضوان صاحب کے ہمراہ عشاء ادا کر کے انکی بنائی گڑ کی چائے پیے

جب روم میں آیا تو سلوی کو جائے نماز پر بیٹھا دیکھے چلتا ہوا قریب آ رکا۔

خیریت ہے بیوٹی، کہیں شکرانے کے نفل تو نہیں ادا ہو رہے۔ ہمیں گئے دو"

"گھنٹے ہو گئے اور آپ اب تک سجدے میں بیٹھی ہیں

یزدان کے مسکاتے استفسار پر وہ گردن گما کر صوفے پر براجمان ہو کر بیٹھے

یزدان کو دیکھتی جائے نماز وہیں زرا سا فولڈ کیے اٹھ کر اسکے پہلو میں بیٹھی۔

میں نے شنائیل اور جمشید کے یونہی ایک ہونے کی دعا کے ساتھ شکرانے کے نفل مانے تھے۔پہلے تو لگا یہ بہت زیادہ ہیں پر نا جانے دل میں کیسی خوشی رچی تھی کے میں نے پڑھ لیے۔بنا تھکے۔میں ان دو کے لیے اتنی خوش ہوں کے بتا بھی نہیں سکتی"

سلوی کی آواز میں ڈھلی نمی پریزدان نے اسکے خوبصورت چہرے میں گھلی تکلیف پر اسکی جبین چومی۔

"کیونکہ آپکا دل کوہ نور سا ہے سلوی،آپ کا دل احساسات کا محور ہے۔جس میں ہر زی روح کے لیے مہربانی کے جذبات ہیں۔آپ جانتی ہیں آپ سے مجھے محبت اسی نرمی کے سبب ہوئی۔یہ جو آپ ہمیشہ سے زیادتی سہہ کر بھی میٹھی رہیں،ایک فیصد بھی کڑوی نہ ہو پائیں۔اللہ میٹھے دلوں کو بہت قریب رکھتا ہے۔آپ ہمیشہ سے اللہ کے قریب دیکھائی دیں مجھے۔اور ایسے لوگ اچھے نہ لگیں ممکن ہی نہیں۔پھر سوچیں میں جسے آپ سے عشق بھی ہو گیا،اسے آپ کتنی زیادہ محبوب ہوں گی"

وہ اسکے پیار بھرے اظہار کے جواب میں آنکھیں نم کرتی کتنی دیر یزدان کو دیکھتی چلی گئی۔

"میں رودوں گی سکھی"

سلوی کے آنسو چھلکنے پر بے قرار تھے۔

"ایویں رودیں گی۔آپ مسکرائیں وہ زیادہ سوٹ ایبل ہے۔"

یزدان نے اسکے گلابی رخسار پر بوسہ دیا جبکہ وہ اسکے بہکنے پر بے چین ہوتی دور سرکی۔

"سکھی مجھے نماز پڑھنی ہے ابھی۔"

سلوی اسکی آنکھوں میں دیکھے منمنائی۔

"توپڑھیں ناں، میرے پاس سارے فرض نبھا کر آیا کریں کیونکہ آپکو جانے دینا تھوڑا مشکل ہوتا ہے پھر"

یزدان نے خود پر قابو پاتے دقت سے کہا جس پر کھلکھلاتی ہوئی مسکائی، حیا کا ڈھیر سارنگ شامل تھا اس پر تبسم دیکھنے میں۔

"ابھی بیس نفل بھی رہتے ہیں۔آج آپ سو جائیں۔"

سلوی نے آنکھیں سی چرائیں۔

"صبح ڈر گئی ہیں مجھ سے؟"

یزدان نے شرارت سے ان جھکے چشمانوں میں جھانکا، سلوی کی سانسیں متذبذب ہوئیں۔

"ہاں ناں۔جو ہلی بازو کے ساتھ جان نکال سکتا۔وہ ٹھیک ہو کر کیا کرے گا؟بیلجیئم میں ہم صرف گھومیں گے سکھی۔اوکے ناں۔آپکی بازو ابھی درد سے نکلی ہے لیکن بھولیں مت فریکچر باقی ہے۔پین کلرز کھانے سے آپکی انر باڈی ایفیکٹ ہو گی"

سلوی کی تاکید میں ہلکورے لیتے ناز پرور ڈریزدان کو گھائل ہی تو کر گئے۔

"جیسا آپ کہیں۔ویسے بھی پورا دن بازو ہل نہیں سکی میری۔۔۔"

یزدان کے مسکینت سے صبح والی حرکتوں کا راز کھولا تو وہ برہمی سے گھوری۔

"دیکھا۔اور بنیں ہاٹ۔۔۔"

سلوی نے بنا سوچے کہا پر خود ہی سرخیوں میں ڈھل کر رخ موڑ گئی۔

مجھے بننے کی ضرورت ہے کیا؟ میں پیدا ہی اتنا ہاٹ ہوا تھا جان۔ چلیں"
پرامسس دوبارہ نہیں ہوگا۔ صبح آپ لگ ہی اتنی کیوٹی پائی رہی تھیں کے بس
تھوڑے بے قابو ہو گئے سکھی صاحب۔۔۔اب میری جان آپ جا کر
پر سکون ہو کر اپنی عبادت پوری کریں۔۔۔۔۔پھر میرے پاس آجایئے
"گا۔ صبح جلدی نکلنا ہے تاکے وقت سے فلائیٹ لے سکیں۔

یزدان نے اسے پیار سے نہارتے ڈھیر آسودگی بخشی جس پر وہ بے ساختہ گلے لگتی مسکرائی، یزدان نے بھی بھرپور بھینچ لیا اور پھر جانے کی اجازت دی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

باز آنے والی چیزیں نہیں ہو تم دو، کیسے بھول گیا تھا میں۔اچھا سنو خبر دار جو"
اچھلنے کودنے کی کوشش کی۔میرے بندھے ہاتھ دیکھ یار۔دوبارہ سے تمہیں
"آئی سی یو روم دیکھنے کی ہمت نہیں ہو گی مجھ سے
شنائیل تو کافی بہتر تھی رات تک مگر جمشید سے ٹھیک چلنا مشکل تھا پر بضد تھا
کے اسے ہوسپٹل نہیں رہنا سو سمیر خان بھی چار و ناچار مان تو گئے پر جذباتی
طور پر دھمکانا نہ بھولے۔
میری انرجی ڈرگ میرے ساتھ ہے سمیر خان، میں بھی خود احتیاط کروں"
"گا بس جانے دیں۔تنگ آچکا ہوں
جمشید کے اصرار پر بچارے سمیر خان کا انکار ماند پڑا اور وہ دو واپس روانہ
ہوئے، گاڑی خود شنائیل نے ڈرائیو کی، کچھ قریب ہی جمشید نے ڈنر کے لیے
ریزرویشن کروائی تھی مگر پہلے اسے چینج کرنا تھا تبھی وہ لوگ سیدھے گھر ہی
گئے۔

"تم باڈی کو گیلا مت ہونے دینا، کہو تو میں مدد کروں؟"

جمشید کے جاتے جاتے قدم رکے، پلٹ کر خوشگوار سی حیرت سے شنائیل کو دیکھتا پاس آ کھڑا ہوا۔

"تمہیں شرم نہیں آئے گی؟"

جمشید کے سوال میں گدگداتا تجسس تھا۔

"تم بس شرٹ لیس ہو گے ناں، اس میں کونسی شرم۔"

وہ نظریں سی گما گئی، جمشید نے اپنا ہاتھ اسکی زیریں کمر پر جوڑتے اپنے سینے کے پاس لایا۔

"میں نہایت بے شرمی سے نہاتا ہوں"

جمشید نے اسکے کان میں گھستے شنائیل کے گال گلابی کیے۔

"میں نہیں مانتی۔ خیر تمہارے بال میسی ہو رہے ہیں انکو میں خود واش کرتی ہوں۔ باقی تم دیکھ لینا پر نہ تو تمہیں بینڈ ہونا ہے نا ہی یہاں سے یہاں تک پانی بہا سکتے ہو"

شنائیل نے اسکی گردن سے پیٹ تک ہاتھ لے جاتے اسے تاکید کی جبکہ بال دھلوانے والی آفر کافی رومنٹک تھی۔

"میں کرلوں گا یہ بھی تم پریشان نہ ہو"

جمشید اسے مشکل میں نہ ڈالتے پیار سے بولا پر وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں جیم۔میں ہوں ناں۔۔۔آو تم"

وہ اسکے حصار سے نکلتی اسے لیے روم اور پھر اٹیچ شاور روم لے کر داخل ہوئی جہاں بال واش کرنے کے لیے سپیشل چیئر سے اٹیچ سنک تھا جہاں بس بیٹھ کر سر پیچھے ٹکانا تھا۔

وہ چپ چاپ شانوں پر ٹاول رکھے کرسی پر بیٹھا اور سر پیچھے کو سرکایا جہاں وہ جھک کر اسکا ماتھا چومتی مسکرائی۔

"کتنی اچھی لگ رہی ہو یوں"

وہ اسے بالوں میں ہاتھ پھیرے ان پر شاور نل سے پانی بہاتی اسکے بولنے پر بھی دھیان دے رہی تھی۔

"آئی نو۔ گردن پیچھے کرنے پر زخم میں کھنچاو یا درد تو نہیں ناں"

وہ اسکے بالوں میں شیمپو اپلائے کرتی بہت نرمی سے انگلیاں پھیرتی بالوں کو واش کرتے بولی جو آنکھیں بند کیے کافی سکون میں لگا۔

"بلکل نہیں ہے"

شنائیل کو تسلی ملی جس پر اس نے واپس پانی کھولتے بہت احتیاط سے بالوں سے ساری جھاگ نکالی اور اس بات کا خیال رکھا کے کوئی پانی کا قطرہ تک اسکی گردن سے باڈی کی طرف نہ جائے تبھی ٹاول پہلے ہی اسکے شانوں پر لپیٹ دیا تھا۔

شیمپو کے بعد اسکے گھنے فریش ہوتے بالوں میں کنڈشنر آپلائے کرنے کے بعد دوسرے ہنڈی ٹاول سے بال خشک کیے۔

افف سر ہلکا ہو گیا یار۔ایسے لگ رہا تھا پتا نہیں کیا بندھا ہوا ہے۔ تھینکیو"

"گرم ہاتھوں والی

وہ اسکے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں سے آگے سرکا کر پکڑتا باری باری چومتے مسکرایا۔

"میں قربان جاوں تمہاری تھکاوٹ اترنے پر"

شنائیل نے اسکے بال خود ہی ڈرائر سے خشک کیے وہ پھر اسکی گردن سیدھی کیے سامنے آئی اور جھک کر اسکی شرٹ کے بٹن کھولنے ہی لگی جب جمشید نے اسکے ہاتھ جکڑے۔

"اب جاو باقی کرلوں گا۔"

جمشید کے سنجیدہ سے حکم پر وہ متذبذب ہوئی۔

آر یو شیور؟ نہیں تو میں ہوں ناں۔ میں سب کر سکتی ہوں تمہارے"

"لیے۔

شنائیل نے اسکی حالت کے پیش نظر اسکے خود کرنے پر فکر سے پوچھا۔

اسکا یہ مطلب تھوڑی ہے کہ میں تم سے سب کرواوں اب۔ آئی ایم لٹل"

"بٹ شائے۔ سمجھا کرو۔ جاو میں آتا ہوں

جمشید کے نظریں چرانے پر وہ ہنس کر اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرتی زور سے گال چومتی اسے بھی شرم وحیا سے نکال لائی۔

"تمہاری اس حیا پر بھی واری۔اگر نہ ہو سکا تو آواز دینا میں باہر ہی ہوں"

شنائیل نے اسکی خوبصورت آنکھیں دیکھ کر مان لٹایا اور جمشید کے سر ہلانے پر وہ اسے پرائیویسی دیے باہر نکلی اور خود کے لیے بھی کوئی ڈریس نکالنے لگی، ڈریس چوز کرنے کے بعد شنائیل نے کچھ دیر فون یوز کیا اور دس منٹ تک آہٹ پر فون رکھے اٹھی ہی کے اسکی طرح اسکی آنکھیں بھی جمشید پر جم گئیں۔

وہ بلیک شرٹ اور پینٹ پہنے بہت ہی سمارٹ اور کلاسی لگ رہا تھا، اوپر سے فولڈ کف، بکھرے الجھے فلفی بال اسکے ماتھے پر ایسے بکھرے تھے کے اسے بہت ہی پر کشش بنا رہے تھے۔

"Why you again wear this?"

اسی وار فتگی سے وہ اسکے حصار میں رک کر ہاتھ اسکے چوڑے شانوں پر ٹکائے بولیٔ۔

"تاکہ ایسی نظر لگے جو صرف تم اتار سکو"

وہ لمحے میں شنائیل کو ہاتھوں اور بازووں کی نرم گرفت میں لیتے چمکارا۔

"میں جان لے لوں گی تمہاری۔۔اتارو ابھی۔۔۔۔میں خود"

اس سے پہلے وہ پھر سے اسکی شرٹ کے گریبان تک سرکتی، جمشید نے دونوں ہاتھ اسکے بروقت جکڑے۔

یہ جانتے بوجھتے کے میری آدھی باڈی کٹ ہے، تم اتنی رومنٹک ہو جاو"

"گی؟

وہ اسکے سوال سے زیادہ اسکی بھٹکتی نظروں سے ایکسائٹ ہو رہی تھی جو ایسے شنائیل کے ہونٹوں، گالوں اور آنکھوں پر حرکت کیے جم رہی تھیں جیسے وہ آنکھوں سے ہی انکو چھو کر پگھلا دے گا۔

"Hahaha What?"

شنائیل کی ہنسی جھلمل ہو کر کمرے میں گونجی۔

یس۔تمہارا بلیکی اب بھرپور بہکنے کی کوالٹی واپس جو پا چکا ہے۔ہاں یہ سچ " ہے کہ میں بہت شائے ہوں پر

Not in your case anymore"

وہ اسکے گدگداتے الفاظ پر مسمرائز ہوئے جا رہی تھی جو اپنی جاندار وجاہت سے جان کو آتا محسوس ہو رہا تھا،اسکے دھیما گندمی رنگ،پر کشش خدوخال،سیاہ آنکھیں، گھنی بھنویں،بڑے بڑے خوبصورت ہونٹ،ہلکی بیرڈ،اسکی گردن کی ابھری رگیں،اسکے مضبوط کھردرے بھاری ہاتھوں کی حرارت کا شنائیل کے جسم کے خطوں کو مس کرتا اثر،یہ سب فسوں خیزی کی انتہا ہی تو تھا۔

پلیز اسے چینج کر لو۔میں کیسے سمجھاوں تمہیں بلیک پہن کر تم واللہ قیامت " لگتے ہو۔ابھی اس قیامت کے ڈھلنے کا مناسب وقت نہیں جیم

وہ اسکے اثر سے نڈھال ہوئے منت کرا ٹھی، جمشید کو وہ یوں بے بس ہوتی اچھی نہ لگی تبھی اسکے ہونٹوں پر حاکمیت کا اثر ڈالتا، رگوں تک اسکی گرفت کا نشہ اتارتے اسے ہر حسرت سے کوسوں دور لے گیا۔

"شنائیل، تم اتنی بھی کافی ہو مجھے"

وہ نرم سا لمس اختتام میں بکھیرتا پیچھے ہوا۔

لیکن تم مجھے اتنے سے کافی کیسے ہو سکتے ہو جیم؟ میں خود سے تمہاری خوشبو"

"آتی محسوس کرنا چاہتی ہوں۔تب جا کر شاید کہہ پاوں یہ کافی ہے

وہ اپنی خواہش بناڈھکے کہہ گئی، جمشید احمد کے اندر شنائیل کا ہر لفظی اظہار، محبت بھرے ہارمونز جنم دے رہا تھا، وہ جو اسکا سکون تھے تو وہ شنائیل تک بھی وہ سکون بنا خیانت ارسال کرتا۔

"تب بھی مت کہنا کے کچھ کافی ہے۔پرامسس می"

وہ اسکے بہکتے لب و لہجے میں یقین مانگنے پر فدا ہوتی اسکی گردن میں بازو حمائل کرے اسکی سانسوں میں سانس کھینچتی مسکرائی۔

دل وجان سے پرامسس۔اب مجھے بھی فریش ہونے دوناں پھر نکلتے ہیں ڈنر"

"پر

شنائیل نے اسکے بڑھتے جذبات کی لو محسوس کرتے بات سمیٹی،وہ شنائیل کی سمجھداری کا معترف ہوا۔

"میں ہلپ کروں؟"

جمشید کے سرور سے اس کی اور جھکنے پر وہ آئبرو اچکاتے گھوری۔

مجھے یہ والی ہلپ تم سے تب چاہیے جب تم ہلپ کے ساتھ مجھے ہلپ لیس بھی" کرنے کے قابل ہو گے۔تب تک

I will manage Mr Husband"

جذبات میں چنگاریاں لگائے وہ اسکے ناک سے ناک رگڑتی اپنا ڈارک مرون ڈریس لیتی بھاگ نکلی جبکہ جمشید، جس طرح بلش کیا وہ واقعی اسکے حسن کو ہزار درجے بڑھانے والا جذبہ تھا۔

سب اپنے مدار پر واپس آنے میں وقت لگا، ٹوٹے پھوٹے حوصلے یکجا ہونا وقت طلب عمل ہے بلکل ایسے لوگوں کے لیے خود کو سنبھالنا بھی مشکل ہوتا ہے جو سب کے لیے بہت مضبوط رہے ہوں لیکن خود پر آکر اتنی مضبوطی، نرمی یا بے بسی میں بدل جاتی ہے۔

دراب حیدر جدون کی زندگی کھلی کتاب تھی، جس میں اس نے بہت سی غلطیاں کیں لیکن پھر اپنی ہر ایک غلطی کی تلافی بھی کرتا رہا، اسے اسکی محبت بہت خوبصورتی اور غیر یقین انداز میں واپس سونپی گئی، نرمین کی زندگی میں پچھتاوے اور دکھ ختم کرنے کی وجہ سانول بنا جس نے نرمین کے بکھرے دل اور وجود کو اپنی محبت کی ڈھارس دے کر مثال قائم کی کے محبت میں بھی توجہ اور لگن دینی پڑتی ہے، اپنا آپ قربان کرنا پڑتا ہے تب جا کر وہ قبولیت کے درجوں تک پہنچتی ہے۔

جیسے جیسے دراب کے جسم میں موجود زخم بھرا، وہ بھی نارمل روٹین اور حوصلے میں لوٹ آیا، دد ھو کے ساتھ، ممی کی خوشیاں انجوائے کرتا، باران جیسی نعمت پر شکر گزار اور لیزے اور اسکی کوکھ میں پلتی ننھی جان کا سکھ، سبھی اسے کامل ترین سکھ نوازنے لگا تھا، ہاں یہ سچ ہے مکمل جہاں کسی کو نہیں ملتا لیکن جب ہم آزمائشوں سے نکل آئیں اور ان سے سرخرو ہو کر نجات پالیں تو اللہ ہمیں ہماری سوچ سے بڑھ کر نوازنے لگتا ہے۔

دراب اپنی ویب ایجنسی میں سانول کا آنا سراہنے کے ساتھ لیزے کا ممی کے ساتھ پروفیشنلی اور انٹرنیشلی کام پر مطمئین تھا۔

جمشید کی زندگی خوبصورت تھی تو وجہ پہلو میں بسی شنائیل تھی جس لڑکی نے سیاہی سے اجالے کا سفر طے کر کے بتایا کے انسان برا نہیں ہوتا، یہ اس سے سرزد ہوئے اعمال ہوتے ہیں جو اچھا اور برا اثر چھوڑتے ہیں۔

وہ جمشید کے زخموں کو بھرنے میں ایک ٹانک تھی، اسے درد بھی ہوتا تو وہ روح تک لرز جاتی، یہ قدرتی تھا کیونکہ جب ہم بہت زیادہ کھو چکے ہوں تو

ہمیں آہٹیں بھی ڈراتی ہیں، ہیر کے دبئ آنے نے شنائیل کو تھوڑی سہی ماں لوٹائی کیونکہ وہ شنائیل سے شرمندہ بھی تھی اور اسے ملتے جمشید احمد پر زندگی میں شاید پہلی بار انتہائی خوش۔

سلمان اور شاکرہ نے عمرہ مکمل کیا، اپنے دونوں بچوں سے مل کر واپس پاکستان چلے گئے اور اب وہاں شنائیل اور جمشید کی واپسی کا انتظار، راہوں میں آنکھیں بچھا کر کیا جا رہا تھا، جمشید کے سٹیچیز دو ہفتے میں کھل تو گئے تھے پر سرجری عام نہ تھی پھر ہائی میڈیکیشن کورس نے الگ اسے یہ تیس چالیس دن جکڑے رکھا، وہ دو ایک دوسرے کا خیال رکھنے کے اتنے عادی ہو گئے تھے کے زرا دیر ایک دوسرے کو نہ دیکھیں تو بے چین ہو جاتے۔

شنائیل نے اپنی زندگی جمشید کے آس پاس رہنے پر وقف کی تھی جبکہ جمشید کے پاس بھی زندگی نے فرصتیں اتار دی تھیں، فردوس شمدی نے اپنا پاکستان اور دبئ کا سارا بزنس جمشید اور شنائیل کے نام کر دیا لیکن جمشید اس پر ہرگز مطمئین نہ تھا، لیکن فردوس شمدی نے یہ کہہ کر منایا کے انکا شنائیل

اور جمشید کے سوا کوئی نہیں پھر فردوس صاحب کے لیے انکا سیاسی کیریئر ہی اتنا پھیلا تھا کے وہ اسی میں جکڑے ہوئے تھے۔

یزدان فاروقی اپنی بیوٹی کے ہمراہ اپنے جیولز بزنس کو گرو کرنے میں لگ چکا تھا، بیلجیئم میں اسکی ہوتی جیولز ایگزیبیشن نے ایک بار پھر فیشن کی دنیا میں تہلکہ مچادیا، وہ لوگ تو بیلجیئم سے ولڈ ٹور کرنے کے موڈ میں تھے مگر سلوی کی یونی سٹارٹ ہونے کے سبب پانچ ہفتوں کے ایک حسین ٹرپ کے بعد انھیں بھی واپسی کی راہ پکڑنی پڑی مگر واپسی انکی حسب وعدہ دبئی ہونی تھی، وہاں ون نائیٹ سٹے کے بعد ہی وہ لوگ پھر واپس پاکستان جانے والے تھے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

After Five Weeks...

"میری شرٹ نہیں مل رہی گرل"

کمرے کے ڈور کو زرا کھولے منہ نکال کر ہانک لگاتے جمشید کی آواز پر کچن میں بریانی کو دم لگاتی شنائیل ہڑ بڑا کر پلٹی، پھر یکدم ہی چہرے کے ملائم خدوخال میں تبسم گھلا۔

"وہیں رکھی ہے پریس کر کے۔دیکھوناں جیم"

شنائیل نے فلیم آہستہ کی اور فون کی سکرین دیکھی جہاں سلوی کا میسج تھا کے وہ لوگ آدھے گھنٹے تک پہنچ جائیں گے۔بیلجیم سے واپس وہ دو دبئ صرف شنائیل اور جمشید سے ملنے آرہے تھے ساتھ سکھی کی ایک اہم میٹنگ بھی تھی۔ئ

"نہیں مل رہی، یہاں آکر دو گی؟"

جمشید کی دوبارہ آواز پر شنائیل نے ہنستے فون وہیں رکھا اور خود ہی کمرے کی طرف گئ اور جیسے ہی روم میں انٹر ہوئی، میٹرس پر شرٹ دیکھ کر وہ پل میں جمشید کی شرارت بھانپتی اسکے بازووں کے حصار میں آبسی جو ٹاول گردن میں

لٹکائے ابھی نہا کر نکلا تھا، موصوف نے پینٹ چڑھا رکھی تھی اور شرٹ کے لیے بیگم درکار تھی۔

"یہ کیا ہے مسٹر؟"

شائیل نے آنکھوں کے اشارے سے شرٹ کی طرف دھیان دلوا کر پوچھا جو صرف شائیل کو دیکھنے میں مصروف تھا، پچھلے کئی ہفتے مسلسل ساتھ رہتے جمشید کو اسکی اتنی عادت ہو گئی تھی کے دس منٹ نہ نظر آئے تو اسے کچھ ہونے لگتا تھا۔

"بس دس منٹ ہو گئے تھے تمہیں دیکھے ہوئے"

شائیل نے اسکے سینے لگنے میں ابھی بھی احتیاط برتی، بھلے وہ ہیل کر چکا تھا پر اسکے اندر ابھی تکلیف موجود تھی۔

"میرے بہت عادی نہیں ہو گئے تم؟"

شنائیل نے اسکی گردن سے ٹاول نکالتے اسے پکڑ کر میٹرس پر بٹھایا تو جمشید نے اسے پکڑ کر اپنی اور کھینچتے اسکے سٹمک سے لگتے سر دسترس میں کیا جسے شنائیل نے ٹاول سے رگڑنے کے بیچ اسکی گرفت بھی محسوس کی۔

"اچھی عادت ہو تم میری، سنو۔۔۔۔ہم بھی چلیں پاکستان۔؟"

وہ زرا سا پیچھے ہوا تو شنائیل نے فورا سے سر جھکا کر اسکی ناک سے ناک رگڑی۔

"تم ٹریول کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے چلتے ہیں۔میری دنیا وہاں جہاں تم"

وہ مہارت سے اسکے بال ڈرائے کرتی تب گھبرائی جب جمشید نے پکڑ کر اسے اپنی گود میں بٹھا کر ٹاول ہاتھ سے لیتے پیچھے پھینکا۔

"اس سے پہلے تم پر ٹریول منع ہو، چلے جانا چاہیے"

جمشید کی بات لمحہ بھر شنائیل کے سر سے گزری۔

"ہیں۔مجھ پر ٹریول کیوں منع ہونے لگا جیم؟"

جمشید کی آنکھیں اسکی نا سمجھی پر مسکرائیں۔

"تم نے میرے بچوں کی ممی کی نہیں بننا کیا؟ پھر ٹریول اچھا نہیں ہوتا ناں"

جمشید کے سیدھے سے کہہ دینے پر شائیل کو سمجھ نہ آیا شرمائے یا مسکرائے۔

ابھی بھی تم کوئی ڈیپ فزیکل انٹیمیشن افورڈ نہیں کر سکتے جیم۔مجھے پہلے"

بہت سا تمہاری جان رہنا ہے۔ویسے بھی اتنی مشکل سے ملے ہو واپس۔میں

تمہیں اتنی جلدی کسی سے شئیر نہیں کرنے والی۔مجھے ابھی صرف تمہارا

"لاڈلہ رہنا ہے۔

وہ بچوں کی طرح ضد میں لگی اور جمشید کو اور جان سے پیاری لگی۔

"تم ہی چھوٹا سا بے بی کافی ہو پھر مجھے"

وہ اسکے مچلنے پر چوٹ کرتا خود بھی ہنسا اور وہ بھی مسکائی پھر اپنا ہاتھ جمشید کے

چیسٹ سے بیک تک پھیرے اداس ہوئی۔

"یہ نشان دیکھ کر مجھے ہمیشہ یہی یاد آتا کے میں تمہیں کھو سکتی تھی"

وہ اسکے ہاتھ کی پوروں کی حرارت درد میں گھلی محسوس کرتے اسکی گردن کی

دائیں جانب جھکتے پیار کرے پیچھے ہٹا۔

آنا بھی چاہیے۔تاکہ تم ہر دس منٹ بعد خود میرے پاس آجانے کی عادت" "ڈال لو

وہ اسکے جنونی ہو کر جتانے پر ہنسی۔

پاگل! میرا بس چلے ایلفی کے ساتھ تمہیں چپکالوں اپنے ساتھ۔تم جو" سوتے ہو، نہاتے ہو، اپنے سٹوڈیو جاتے ہو۔ جیم جاتے ہو۔واش روم جاتے "ہو۔۔۔شکر کرو اس سب کے بیچ میں تمہیں اکیلا چھوڑ دیتی ہوں۔

وہ اس سے بڑی چپکو ہے یہ ثابت کیا گیا۔

"مت چھوڑا کرناں"

وہ سراسر بہکنے کے موڈ میں تھا۔

اوکے نہیں چھوڑوں گی۔تمہارے دل سے لگی رہوں گی۔اب جناب" "شرٹ پہننے کی کریں۔گیسٹ پہنچنے والے ہیں۔

شنائیل زیادہ دیر اسکے قریب نہیں رہتی تھی تاکہ نہ وہ بہکے نہ خود شنائیل کے جذبات اسکی لو سے بے قابو ہوں ورنہ جس قدر وہ دونوں ایک دوسرے سے اٹیچ ہوئے تھے، دور رہنا بہت مشکل تھا۔

تم مجھ سے دور دور کیوں رہتی ہو۔ دو تین ویک سے میں یہ فیل کر رہا"

"ہوں

جمشید کے شکوے پر وہ تڑپ اٹھے واپس بیٹھی ورنہ اٹھنے لگی تھی، اپنی دونوں ہتھیلوں کو اسکے رخساروں سے جوڑا۔

"اب چھوٹا بے بی تو تم لگ رہے ہو"

وہ شرارت سے اسکے کان میں بولی جو سب جانتے ہوئے بھی ٹچی ہونے کے ارادوں میں تھا۔

جو بھی ہے۔ مجھ سے دور نہیں رہا کرو۔۔۔۔ میں اگر تمہیں بہکا سکتا ہوں تو" "سنبھال بھی سکتا ہوں۔ تمہیں پر سکون کرنے کی ہر اہلیت ہے مجھ میں

وہ اسکے نیک پر پیار دیے سنجیدگی سے بولا جو مزید اسکی الفت میں ڈوبی محسوس ہو رہی تھی۔

"تو دو تین ویک ویٹ کیوں کیا۔۔۔پہلے نہیں بول سکتے تھے؟"

وہ بھی شکووں پر اتری۔

مجھے لگا تم ڈر رہی ہو شاید مجھ سے۔۔۔۔پر پھر پتا چلا یہ لڑکی تو خود سے ڈر رہی ہے۔نا سمجھ سا بندہ ہوں تھوڑی دیر سے معلوم ہوا۔تم جیسی ہو ویسی رہو۔میرے لیے تمہیں اپنے آپ میں دبنا نہیں نہ اپنی کسی فیلنگ کو مارنا ہے۔اگر میرے ساتھ بھی تم پہلے کی زندگی جیسے گھٹو گی تو میرا تمہاری زندگی میں ہونے کا کیا فائدہ ہو گا شنائیل۔"

وہ تھوڑا بلش کی اور نظر جھکائی۔

"یہ باتیں پھر کر لیں گے ناں۔۔۔ابھی گیسٹ۔۔۔"

شنائیل نے فرار کرنا چاہا۔

یو آر مائی اونلی ون سپیشل گرل،اوکے۔پہلے ہی تم نے بہت بدلا ہے خود کو"
میرے لیے۔کم از کم اپنے حق کے لیے بولنا اور چاہنا مت چھوڑنا۔مار ڈالوں
"گا تمہیں

وہ اسکے رعب بھرے تاکید سے اٹے جملوں پر مہکتے گلاب سی ہنسی، فورا جمشید
کی گال چومی محبت کی نرمی عطا کرتے۔

بنا میرے کہے اتنا سب جان کر مار ہی تو ڈالا ہے۔آئی پرامسس میں دور دور"
"نہیں جاوں گی۔تم میری شگر پائی ہو سمجھے۔

اسے واپس پہلے سا پائے جمشید نے اسکی کھلکھلائی مسکراہٹ چومی، بے حد
رغبت سے گال چھوئے پھر نوز ٹپ پر پیار کیا۔

"تو پھر اس شگر پائی کو کھاتی رہا کرو۔گلنے سڑنے کے لیے چھوڑنا نہیں۔"

وہ اسکی معنی خیز تاکید پر گلابی گلابی ہوئی۔

تمہیں میں گرم ہوا نہ لگنے دوں۔گلنے سڑنے کی نوبت تو میرے"
"مرنے۔۔۔

اس سے پہلے وہ بات پوری کرتی، وہ انگوٹھے کی پور کے دباو سے اسکے لپس لاک کر گیا۔

تم مجھ سے پہلے نہیں مرو گی۔ میری ہر دعا میں یہ نقطہ درج ہے۔ اس لیے" میرے سامنے ایسی بات بھی کرتی ہو تو میرا دل سینکڑوں ٹکروں میں بٹ جاتا ہے"

وہ تنبیہہ کرتا ساتھ ساتھ افسردہ ہوا، وہ اسکے انگوٹھے کی پور کو چومتی اسکا ہاتھ جکڑ کر ہٹائے گہرا سانس کھینچے اسکے چہرے کے قریب چہرہ لائی۔

میں ان سینکڑوں ٹکروں پر واری جاوں۔۔۔۔ اوکے نہیں کہوں گی۔ لیکن" تم یہ دعا کرنا اب سے ہم ساتھ ٹکٹ کٹوائیں اور وہ بھی اچھا خاصا ساتھ جی کر۔۔ کم از کم ستر اسی سال اوکے ناں"

وہ اسکی تاکید پر مسکراتا سر ہلا گیا۔

"ان شاءاللہ۔ ایک سیکرٹ بتاوں؟"

وہ اسکے چہرہ دور کرنے پر بے چین ہوا۔

"مجھے لگتا تھا تمہارے چہرے پر ایک ڈنپل ہے۔پر ایک نہیں دو ہیں"

وہ حیران سا ہنسی۔

"ہیں۔۔۔؟"

شائیل کا ہیں کیوٹ تھا۔

ایک گال پر اور ایک ٹھوڑی پر۔۔۔جب تم بہت ہی خوشی سے مسکراتی تب"

"یہ گال والا شو ہوتا۔

وہ اسکی ایگزمینیشن پر فدا ہوئی۔

بہت زیادہ خوش میں بس تمہارے ساتھ ہی ہوئی ہوں۔میری دنیا جو ہو"

"تم

وہ اسکے لاڈ اٹھائے اسکی ٹھوڑی چومنے لگا جسکی گدگداہٹ ہر دوسرے لمس سے قوی تھی۔

"دم لگایا تھا شاید۔۔۔۔"

وہ اسکے یاد کرانے پر اچھل کر کھڑی ہوئی۔

اف جیم حلوہ بن گئی ہو گی بریانی۔۔۔تم نے یہ کونسا بدلا لیا مجھ سے۔۔۔۔یا"

"اللہ میری بریانی بچ گئی ہو

دم دبا کر وہ دوڑی تو جمشید بھی شرٹ پہنتا جب تک پیچھے ہی گیا وہ مسکرا کر اپنی بچ جاتی بریانی کی خوشبو پر فلیٹ ہوئے جا رہی تھی۔

"جیم۔۔۔خوشبو دیکھو"

وہ اسکے عقب میں اسے حصار گیا تو شنائیل نے مخاطب کیا مگر جمشید نے شنائیل کی گردن کی خوشبو ان ہیل کی۔

دیکھ لی اور چرا بھی لی۔۔۔جا کر تم بھی چینج کر لو۔یہ برتن میں دھوتا"

"ہوں

جمشید نے اسے بازو سے پکڑ کر سائیڈ کیا اور واقعی شنائیل نے کباب اور میٹھے میں زعفرانی کھیر بنائی اور اب تھک گئی تھی کے برتن دھونے عذاب لگ رہے تھے۔

"تمہارے ہاتھ۔۔۔ڈرائے ہو کر سخت ہو جائیں گے۔میں خود کرتی ہوں"

وہ اسے اتنی سخت تکلیف سے روکنا چاہتی تھی۔

"تمہیں ہمیشہ پیار سے چھوئیں گے۔ جاو جا کر تیار ہو جاو۔ میں ہوں ناں۔"

وہ اسکے پیار سے سمجھانے پر جذباتی سا ہوئی اور اسکے کاندھے پر ٹھوری رکھتی اسکے کان کی طرف جھکی۔

"آئی لو ویو جیم"

کہہ کر وہ پلٹی اور کچن ڈور تک ہی پہنچی جب جمشید کے جواب نے اسے دور جاتے قدم روکے۔

"آئی لو ویو پرزنس"

وہ گردن گماتا اظہار میں کنجوسی نہ کرتے بولا جبکہ شائیل نے تائید وصولتے ہی قدم رواں کیے، جمشید نے تمام برتن واش کیے ہولڈر میں سیٹ کیے اور جیسے ہی کچن ٹشو پیپر کھینچ کر ہاتھ ڈرائے کیے، ڈور بیل بجی۔

"آگیا وی آئی پی کپل"

جمشید نے کچن سے نکلتے باہر کارخ کرتے جا کر ڈور کھولا تو پہلی نظر سلوی پر گئی، جو مسکراتی ہوئی دل تک شادمانی اتارتی اندر آئی اور جمشید نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے چھوٹا ہونے کے باوجود پیار سے خوش آمدید کیا جبکہ یزدان نے تو نرمی سے جمشید کو گلے لگایا۔

"لگا آئے تم لوگ بیلجیئم میں آگ"

جمشید نے دونوں کو ایک سے بلیک کلرز آوٹفٹس میں دیکھے شریر سی ستائش کی کیونکہ دونوں ہی انتہا کے پرکشش اور وائبی لگ رہے تھے۔

"یہ تم ان ڈائریکٹلی ہمیں ہاٹ کپل کہہ رہے ہو ناں بچے؟"

یزدان اور سلوی کو ساتھ ہی لیے وہ سٹنگ ایریا کی طرف بڑھا، یزدان کے سوال پر موصوف متبسم ہوتے آنکھیں ونگ کرتے مسکرائے۔

"وہ تو آپ دو ہیں ناں یزدان بھائی، لیکن اب آپ سے زیادہ پیاری سلوی باجی ہے مجھے"

جمشید تک سونفل کی بات سکھی نے ہی پہنچار کھی تھی تبھی تو سلوی نے زرا آئبر واچکاتے دونوں کو گھورا جواب کافی اچھے والے بڈیز بن چکے تھے۔

"اچھا۔یاد آگیا کے پیاری ہوں۔شکر ہے ورنہ مجھے تو لگا تم شنائیل کے سوا اپنا نام بھی بھول گئے۔"

سلوی بھی زرا برہم ہوئی جس پر یزدان اور جمشید دونوں مسکرائے،ڈراک پرپل کلر کی خوبصورت ڈریس میں بال ڈھیلے سے باندھے رف مگر کیوٹ خلیے میں شنائیل کی انٹری نے گویا چار چاند لگائے۔

"یہ بھول کر تو دیکھے زرا،میں کان کھینچوں گی۔بھلا بہنوں کو بھی کوئی بھول سکتا ہے میری جان۔اور تم جیسی پیاری بہن تو نصیب والوں کو ملتی ہے"

سلوی ہنس کر اٹھی تو دونوں گلے لگ کر جیسے ملیں،جمشید اور یزدان کو لگا یہ بچھڑی روحوں والا معاملہ ہے۔

"شنائیل۔کیسی ہیں آپ۔یو لک سو پرٹی۔بلکہ تم آپ دونوں ایک ساتھ آنکھوں کی ٹھنڈک لگ رہے ہو"

سلوی نے بھی دل میں دبی ساری محبت ہی نچھاور کر دی۔

تھینکیو۔اور تم سکھی کا سکھ ہو تو ایکسٹرا پیاری مجھے۔ہیو آ سیٹ۔۔۔۔اور "

بھئی خوب تباہیاں مچائی پھر تم دونے۔بہت مبارک ہو سکھی، تمہیں اپنی

"کامیابی پر

شنائیل نے سکھی کے پاس جگہ سنبھالی جبکہ سلوی، جمشید کے ساتھ بیٹھے

مسکرائی۔

تھینکیو شنو۔بس یار گھوم گھوم کر تھک گئے۔تم دونوں کو بھی مسٹ وزٹ "

"کرنا چاہیے۔زرا سیٹ ہو جاو تو تم دو کا ہنی مون میں ہی ارینج کرتا ہوں۔

یزدان نے بھی ماحول مزید دوستانہ کیا۔

ان شاءاللہ۔میرے لیے تو ہر وہ لمحہ ہنی مون ہے جب یہ میرے ساتھ ہوتا"

ہے۔اب تو بس مجھے اسکی سگھڑ والی بیوی اور اسکے ہیر نٹس کی اچھی بہو بننا ہے

"بس

شائیل نے بھی انسیت سے اپنے ہنڈسم کو تکتے جواب دیا جبکہ یزدان اور سلوی دونوں ہی فدا مسکرائے۔

"تم آل ریڈی ہو"

یزدان کا یقین خوبصورت تھا۔

بلکل۔مجھے تو ان دو دنوں میں ہی آپکے دل سے پیار ہو گیا تھا شائیل جب" آپ ہمارے گھر رہیں۔پھر یہ تو بہت دنوں سے آپکے ساتھ رہ رہا ہے۔سب سے بڑی بات چچی اور چاچو کی تم دو کے لیے محبت۔۔۔اف جب ابا جی نے مجھے بتایا تھا ناں کے وہ دو تم دونوں کے لیے پیار سے بھر گئے۔۔۔میں تو ہوا "میں اڑ رہی تھی

سلوی کی چہکتی ہوئی مسکراہٹ اور اتنی محبت پر شائیل نے اسکو پیار بھری سمائیل دی۔

میں نے بڑی مشکل سے پکڑا تھا انھیں۔تم دو کی وجہ سے میری بیوٹی اڑ کر" "خلاوں میں چلی جاتی تو الگ سے پیٹتا میں باری باری تم دو کو

یزدان نے ماحول میں یکدم ہی شرارت گھول دی۔

سب ہی ہنس دیے۔

ڈنر لگانے شنائیل کچن گئی تو سلوی نے اسکی مدد کی، چاروں نے یونہی ہنسی اور شرارت کے سنگ ڈنر کیا، یزدان اور سلوی اپنے یہاں آنے کے فیصلے پر بہت مطمئین اور خوش تھے۔

دونوں کو وہ لوگ روکنا تو چاہتے تھے پر یزدان کی ایک اہم میٹنگ تھی تبھی اسے سلوی کے ساتھ نکلنا تھا کیونکہ اسکے بعد انکا زرا دبئ گھومنے کا پلین تھا، مزید ڈیلے نہیں کر سکتے تھے کیونکہ آگے ہی دو ویک سے سلوی کی کلاسیز شروع تھیں پر وہ محترمہ سیر سپاٹوں میں بزی تھیں۔

آٹھ تک شنائیل اور جمشید نے دونوں کو سی آف کر دیا۔

"میں دھودوں برتن؟"

شنائیل نے سمیٹے کچن کو پہلے تو آکر پیار سے دیکھا پھر جو ڈنر میں یوز تھوڑی سی پلیٹس اور برتن تھے انھیں دیکھے وہ سمیٹنے لگی تبھی عقب سے بازو اسکے پیٹ پر جکڑے جمشید نے اسکی دائیں گال چومتے آفر کی۔

"تم بس مجھے دیکھو"

وہ اسکے حصار میں ہی ڈشیز واش کرتی دھیما دھیما مسکرائی کیونکہ جمشید کے دل کی دھڑکن اسے سکون دیتی تھی۔

"تم آل ریڈی بہت سگھڑ ہو چکی ہو، یہاں تو ٹھیک لیکن پاکستان جا کر میں تم سے اتنے کام نہیں کرواوں گا۔ میں تمہارے لیے ہیلپر رکھوں گا۔ اماں بھی خوش۔۔۔۔ ویسے بھی کام سے کافی چڑتی تھیں وہ"

جمشید کی ایک تیر سے دو نشانے لگانے والی چالاکی پر وہ گہرا مسکراتی زرا چہرہ اسکی طرف پھیر گئی۔

"تو یہ اماں والا لو وہوا ناں"

وہ اسکے شرارت پر آمادہ ہونے پر گرفت مضبوط کر گیا۔

لوو والے سارے معاملات بس تم سے جڑے ہیں۔انکے لیے محبت "

"عقیدت اور احترام والی ہے۔ تم سے جڑا ہر معاملہ بہت سکون والا ہے

وہ اتنے جامع اور طمانیت بخش انداز میں یہ فرق سمجھا دے گا، شائیل نے

ہر گز نہ سوچا تھا۔

"تمہیں میرے پاس سکون ملتا ہے؟"

وہ ڈشیز واش کرے اسکے حصار میں گھومی اور گیلے ہاتھ جمشید کی وائیٹ شرٹ

پر جماتے لبوں کو حصارنے والی مسکراہٹ سمیت بولی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

وہ دگنی محبوبیت میں مان سا انڈیل لایا۔

مجھے۔بس تم اپنی امان میں لگتے ہو۔ تمہاری ان چار پانچ ویکس میں ایک بار "

بھی سانس نہیں رکی۔میرے روکنے پر بھی نہیں۔یو نو واٹ؟ ٹھیک تم ہو

رہے ہو لیکن فیل مجھے ہوتا آرہا ہے۔ہر گزرتے دن میں اپنے اندر کی ٹوٹ

پھوٹ میں کمی محسوس کرتی آئی ہوں۔ جیسے تمہارا زندگی کی طرف

"آنا، میرے لیے بھی زندگی کے وجود پر یقین لانے سا ہے

اپنا سکون تو سبکو عزیز ہوتا تھا پر شنائیل نے اب بس جمشید کو ہی دل و جان کے قریب رکھا تھا تبھی وہ اپنے اندر بھی جمشید کو محسوس کرتی تھی۔

"اتنی اچھی مت بنا کرو"

آنکھیں سکیڑے لاڈ بھری وارننگ دیتے جمشید کے سارے رنگ نکھر جاتے تھے۔

ہاں کیونکہ اتنی اچھی شنائیل آپ سے سہی نہیں جاتی پھر مسٹر ہسبنڈ۔ چلو"

"ہٹو مجھے۔۔۔۔۔

وہ مزید قربت نہ چاہتے حصار سے نکلنے لگی، جمشید نے دونوں بازو پکڑتے اپنے سینے کے قریب روکتے آنکھیں نکالیں۔

"کیا تمہیں؟"

وہ بات کاٹ گیا۔

"دور نہیں جا رہی پکا"

ڈرے مگر مناتے ہوئے لہجے میں یقین دلایا تب جمشید نے گرفت ڈھیلی کی۔

"گڈ گرل۔آو میرے ساتھ اور مجھ سے دور نہ جانے پر روشنی ڈالو۔۔۔۔"

بناشنائیل کی سنے وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا لے گیا اور شنائیل کی ہنسی پیچھے چھوٹتے راستے کا حسن بڑھاتی رہ گئی۔

SMERWA MIRZA NOVELS

"کیا ہو گیا میرے سوہنے کو؟"

ڈنر سے یکدم ہی ہاتھ روکے لیزے روم میں آئی تو دراب بھی پیچھے ہی آیا، وہ ٹاول سے گیلا چہرہ خشک کرتی واش روم سے کمرے میں آئی تو دراب کے بازووں میں بھر کر پوچھنے پر گھبرایا سا مسکرائی۔

"اف حیدر۔ڈونٹ کال می دیٹ۔۔۔عشقم کہیں پھر بتاوں گی"

وہ لاڈ کے بازووں میں قید کرتی اسکے سینے سے لگی تو غیر متوازن دل، اپنی اول ٹھہری حالت میں آنے لگا۔

آجکل تم چھوئی موئی ہو رہی ناں، تبھی میرا دل تم سے لاڈ کرنے کو چاہتا" ہے۔ لک ایٹ می۔ کیا ہوا۔ کیوں ڈنر چھوڑ کر آئی؟ میں کچھ خود بنا کر دوں

"تمہیں؟ جو تمہیں سوٹ کرے

دراب کی سوئی اسکے زردیوں میں ڈھلی ملائم صورت پر اٹکی تھی، پکڑ کر اسے خود سے دور کرتے دوبارہ سوال کیا۔

آپکی وائف ہونے کے اور آپکے دوسرے بے بی کو ہولڈ" کرنے کے سائیڈ ایفیکٹس شروع ہو گئے ناں حیدر۔ مجھے کچھ بنا کر نہ

"دیں، بس یونہی میرے پاس رہیں۔ یہ مجھے سب سے زیادہ سوٹ کرے گا لیزے کی رنگت میں واپس سرخی گھلی پر دراب چین نہ پا سکا۔

مطلب میں نے ظلم کر دیا تم پر لیزے؟ ابھی سے تمہارا یہ حال ہے۔ میں" آگے کیسے برداشت کروں گا۔

دراب کے جذباتیت سے اسکو دیکھنے پر وہ دونوں بازو گردن میں لپیٹ کر ہنسی۔

ارے۔ہمارا دوسرا بے بی چھ ہفتوں کا ہو گیا ناں۔۔اپنے ہونے کا پتا دے رہا" حیدر۔آئی لوو دس فیلنگ۔جب باران تھا میرے پاس تب میں یہ سب فیل اور انجوائے نہیں کر سکی۔ لیکن اب تو میرے پاس آپ ہیں، باران بھی "ہے۔اور اسکی موجودگی کے بے شمار لمس۔

پہلی لڑکی تھی جو بگھڑتی حالت پر خوش تھی، تبھی تو دراب اسے نارمل کہنے یا سمجھنے کی غلطی نہ کرتا، وہ کچھ خاص تھی۔

تم ہرا دو گی مجھے تو بعث ختم کرتا ہوں۔اوکے میرا بڑا بے بی ایسا کیا کھائے گا" "جو طبعیت سنبھلی رہے۔آئی تھنک تمہیں میٹ اچھا نہیں لگ رہا آجکل

وہ لیزے کی ڈائیٹ پر ابھی سے دھیان دے رہا تھا اور لیزے خود کو خاص الخاص محسوس کر رہی تھی۔

میں بڑا بے بی نہیں۔میں آپکی چھوٹی سی لیزے ہوں ابھی۔ہاں سیون منتھ "

"بعد آپ مجھے بڑا بے بی کہہ لینا۔

لیزے کے واپس سینے لگنے پر وہ مسکرایا۔

پر حلیمہ امی نے تو کہا تھا باران کے وقت تم بلکل گولو مولو نہیں ہوئی"

" تھی؟ کہاں چھپایا ہوا تھا اسے؟۔کیا اب بھی تم ویسی ہی سمارٹور ہو گی؟

دراب کے سوال پر وہ ہنس کر سامنے ہوئی۔

"اچھا جی حلیمہ اماں نے آپکو کو سب بتا رکھا؟"

وہ تھوڑی جیلس ہوئی۔

یہ تو کب کا بتا رکھا،اور ویسے بھی وہ تم سے زیادہ مجھے پیار کرتی ہیں۔ابھی" بھی کہہ رہی تھیں دیسی گھی کا بنا کوئی سپیشل حلوہ بھیجیں گی لیزے کے لیے

"لیکن تم بھی کھانا۔دیکھ لو

وہ اپنی اہمیت شوخی مار کر بتاتا ہوا کیوٹ لگا۔

"خدا کا واسطہ آپ مت کھانا۔آگے ہی بہت انرجیٹک ہیں آپ۔"

لیزے کے خفت زدہ ہونے پر دراب مزید شرارت پر اترتے اپنی بازووں کا ہالہ مضبوط کر گیا۔

"ہاں تمہیں ہاتھ لگانے کی دیر ہے تم ممی بن جاتی ہو۔۔۔۔ہے ناں"

دراب نے کان کی لو چھوتے سرگوشی کی، لیزے گلاب ہونے لگی۔

"اف حیدر۔ ہٹیں مجھے فریش ائیر لینے دیں۔"

لیزے نے اسکے گھوٹتے حصار میں شرم سے پھڑ پھڑاتے کہا۔

"میں دیتا ہوں ناں فریش ائیر۔"

دراب کی چیزی لائن پر وہ ہنستی ہوئی منہ اسکے شانے میں چھپا گئی۔

"رئیل والی فریش ائیر جل جائے گی۔اوکے مجھے آئس کریم کھانی ہے پلیز"

لیزے کی کریونگ سنے وہ ایک نظر اسے اک باہر گرتی بھیانک ٹھنڈ پر ڈالے واپس معصومانہ سا گھورا۔

"اس ٹھنڈ میں؟آر یو کریزی؟"

وہ سچ میں حیران تھا۔

"نو وآئی ایم لیزے نور"

وہ بھی مزے سے جواب دیتی تھوڑی ڈھیٹ لگی جس پر دونوں ہی ہنس پڑتے ساتھ ہی واپس باہر گئے۔

جہاں لیزے کو واپس مسکراتا دیکھے سب کو ہی تسلی ملی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

دبئی میں ٹھنڈا بھی بھی نہ تھی حالانکہ راتیں خوبصورت تھیں، یزدان اپنی میٹنگ مکمل کرتے ہوٹل کے روم میں آیا تو سلوی کو بنا چینج کیے ہی ونڈو کھول کر کھڑا دیکھے مسکرا دیا، رات کے دو بجے تھے پر سلوی کا اسکے لیے ہر رات کی طرح جاگنا، جناب میں محبت و بے خودی سے بھری سرشار روح پھونک گیا۔

جانتی ہیں جتنا بھی تھک جاوں، رات کو آپکا میرے لیے منتظر سراپا ساری تھکن اتار دیتا ہے۔ میری بیوٹی آج ایکسٹرا خوش ہیں ناں"

عقب سے بازووں اور سینے کی ملتی مضبوط اور آسودگی پرورامان پر وہ سکھی کے سہارے ڈھے جاتی مدہوش سا مسکرائی، کیوں نہ خوش ہوتی، بہت سے مسکراتے گدگداتے شب وروز اور پھر آج جمشید اور شنائیل کو ساتھ دیکھنے کی خوشی اسے بھرپور مسرور کیے ہوئے تھی۔

ان دو کو خوش بلکہ راضی و محفوظ دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ آپکی دوست ہے ناں وہ۔ اور جمشید میرا بھائی۔ کچھ رشتوں کے ساتھ ہم دل و جان سے جڑھ جاتے ہیں سکھی۔ اکیلے وہ شاید اتنے اہم نہ ہوتے جتنے جڑھ کر ہو گئے۔ میں بہت خوش ہوں۔ میں نے ان چند ہفتوں زندگی کو جتنا کھل کر جیا۔ ایسا بس سوچا ہی تھا۔ اوپر سے اب میری خواہش پوری ہو گی۔ میں اپنی سٹڈیز پوری کروں گی۔ پھر ہم ساتھ جاب کریں گے۔۔۔ افف۔"

وہ اتنے سارے سکھ گنواتی اتنی پیاری لگی کے یزدان کی رگ رگ میں شادمانی ونشاط سرائیت کر گیا، وہ اسے اپنے حصار میں پلٹا کر روبرو لایا۔

"مجھے مت بھول جایئے گا۔ آپکی توجہ اور محبت کا واحد طلب گار ہوں جسکی یہ طلب آخری سانس تک ہر لمحہ بڑھنے والی ہے۔"

وہ ایسی تمہیدیں ہمیشہ باندھتا تھا اور سلوی اسے ہمیشہ لاجواب کرتی تھی۔

"آپکو کیسے بھول سکتی ہوں سکھی۔ یہ سب کچھ میرے ہاتھ میں آپ نے ہی تو تھمایا ہے کہ میں جب چاہے خوش ہو سکتی ہوں"

وہ اعترافات کرنے میں اب ماہر ہو چکی تھی، سکھی کی قربت، اسکا ساتھ۔ ان دو کا ہر طرح آغاز پا کر جو بن پر جاتا رشتہ اپنی پوری راعنائیوں سمیت حسین ہوتا جا رہا تھا۔

"خوشی کا جذبہ بنا ہی آپکے لیے ہے میرے نزدیک۔ بائے داوے آج تو آپ کافی تھکی تھیں ناں فلائیٹ لی ہم نے اتنی لمبی۔ سو سکتی تھیں مگر آپ نے تو ریکارڈ ٹوٹنے نہیں دیا۔ دو بج گئے مجھے میٹنگ سے فری ہوتے ہوتے۔"

وہ ایسے سوال کر کے سلوی کے دل میں دبے ساری جذبات ابھار دیتا تھا۔

"آپکو کس نے کہا کے میری تھکن سونے سے اترتی ہے"

وہ محبت میں چور لہجہ لیے مسکرائی، یزدان کی آنکھوں میں خمار اترا۔

"پھر کیسے اترتی ہے؟"

وہ گرفت مضبوط کرے سلوی کی توبہ شکن خوبصورتی میں گم ہوتے بولا۔

"آپکے بہکنے سے"

وہ بنا سوچے سر گوشیانہ اداوں سے سکھی کے اندر باہر ہلچل ہی تو برپا کر گئی۔

واللہ! ایسے کریں گی تو میں آپکو اپنی نزدیکی کے سائیڈ ایفیکٹس سے ہی مار"

"ڈالوں گا

وہ اسے ڈرا رہا تھا جو آل ریڈی سب کچھ قربان کرنے کو تیار پھرتی تھی۔

مرنے سے ڈر نہیں لگتا سکھی۔آپکے بہت قریب آکر دور جانے سے لگتا"

"ہے

وہ بھی تھکن کو الگ طریقے سے اتارنے کی متمنی تھی۔

کون کافر دور جا سکتا ہے آپ سے، لیکن آپ بہت نازک سی ہیں"

"سلوی۔ روز روز ستم نہیں ڈھا سکتا۔

یزدان نے شرافت سی لیے سلوی کے جذبات کو سمیٹنا چاہا۔

"زبردستی کے شریف بن کر آپ بلکل اچھے نہیں لگتے۔"

وہ روٹھے لہجے میں منہ پھلاتی بولی، یزدان ہنسا۔

"من مرضی والا بے شرم آپکو آدھا کر دیتا ہے ناں تبھی"

یزدان کے فرار کسی کام نہ آتے تھے۔

"مجھے پورا رہنا کچھ پسند بھی نہیں"

وہ اسکے سینے میں سمٹ گئی۔

آپکو جو پسند ہے وہ جانتا ہوں پر ابھی بہت نیند آ رہی ہے۔ صبح واپسی کی"

"فلائیٹ ہے۔ رحم کھائیں اپنے تھکے ٹوٹے سکھی پر

وہ اسکے تھکن والے رونے پر دبا دبا مسکرائی، وہ سلوی سے بھاگتا ایکسٹرا پیارا لگتا۔

"اچھی بیوی نہیں ہوں ناں۔آپکی نیند تک اڑانی نہیں آئی مجھے ابھی تک"

وہ سامنے ہوتی گال پھلا کر روہانسی ہوئی۔

"نیند کیا۔بھوک پیاس سب اڑا دیتی ہیں۔اتنی الکوحلک ہیں"

وہ اسکے گلابی ہونٹوں پر ابر سا نچھاور ہوتا اسکی سپید گردن کا اک اک خطہ تسخیر کرنے کے بعد اسکی بیوٹی بون کے پاس لمس بکھیرتا اپنی جھکی گردن اٹھا کر سلوی کی جبین چومتے اس میں ڈھیروں پیار بھر گیا۔

"سو جائیں۔آپ سے خطرے کی باس آ رہی ہے"

سلوی نے فورا سے بے قابو سکھی کو سمیٹتا اور بھاگ نکلی جبکہ یزدان کا دھڑکنیں بے ترتیب کرتا دیکھنا اور قہقہہ سلوی کو سر تا پیر حصار میں لیے اور قہر ڈھا گیا۔

نئ خوبصورت سی سحر فلک پر پھیلنے لگی تھی، سلوی کی انکھ ناک کے قریب سے آتی سوندھی مگر انتہائی تیز اعصاب جنجھوڑتی خوشبو پر بکھری، ایک گھنٹے تک دونوں کی پاکستان واپسی کی فلائیٹ تھی اور رات سلوی نے آلارم لگایا تھا، جیسے ہی حواس بیدار ہوئے ساتھ ہی آلارم بجا جس پر سلوی نے کروٹ بدل کر ہاتھ فون تک لے جاتے بند کیا تو آنکھیں کھلتے ہی ساکن ہوئی، نگاہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے گلدستے پر جا کر مخملی ہوئی، پورا روم ریڈ روز بکے سے سجا تھا، بھرپور جاگتے ہی وہ مسکراتی اٹھ بیٹھی، روم کے روف پر بے شمار ریڈ اور گولڈن بیلونز بھی اپنے سنہری دھاگے لٹکائے چپکے تھے، اور سب سے خوبصورت چیز ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا خوبصورت منی کیک۔

سلوی کے اندر باہر تک آسودگی اترنے لگی، خاص ہونے کا احساس ہمیشہ سے جسم و جان کو تازگی دیتا تھا اور وہ تو سکھی سے ہمیشہ امید سے بڑھ کر پاتی آئی تھی تو امیدیں پہلے ہی بہت ہائی ہو چکی تھیں۔

"جاگ گئیں، ہیپی برتھ ڈے میری کیوٹی پائی"

یزدان جو شاور لے کر نک سک جلوے بکھر تا ریڈی ہوتے روم میں انٹر ہوا، سلوی کو کمرے کی خوبصورتی میں مبہوت دیکھے فوراسے میٹرس کی جانب آکر بیٹھے اپنی سوئی سوئی صدمے میں دھت سلوی کو کمر میں ہاتھ ڈال کر گھسیٹے اپنے سینے کے قریب سرکاتے راعنائیوں کی ملکہ کی پیار سے جبین چومی۔

"مجھے تو یاد ہی نہیں تھا آج میری برتھ ڈے ہے، آپکو کیسے یاد رہ گیا سکھی۔ یہ سب بہت خوبصورت ہے۔ یو آلسو لک سو ہنڈسم"

وہ اسکے لمس کی آسودگی پر آنسوؤں کو بھرپور سنبھالتی کانپتی سی آواز میں بولی جو دل و جان کی توجہ سلوی پر ٹکائے ہوئے اسکا حیران و مسرور ایک ساتھ ہونا دیکھ کر اپنے سرپرائز کے کامیاب ہونے کا یقین کر چکتے ہی خوشی کا دوسرا نام بن گیا۔

آپ میری زندگی کا اتنا اہم حصہ ہیں تو آپکی برتھ ڈے کیسے بھول"
جاتا، چلیں کیک کاٹ لیں پھر ہمیں نکلنا ہے۔بقیہ سرپرائز آپکے لیے رات
"فارم ہاوس میں
سکھی نے اسکی بوجھل سانسیں نرمی سے چومتے بازووں کے جکڑن بخشتے
حصار سے آزاد کیا اور اٹھ کر چھوٹا سا ہارٹ کیک اٹھا کر سلوی کے پاس دوبارہ
سنہری حرفوں سے لکھا تھا اور My Beauty's Day بیٹھا جس پر
کارنر پر ایک چھوٹا سا ٹیڈی کپل تھا جو ایٹا ایبل تھا، وہ کیک پر فدا تو ہوئی پر یکدم
ہی صدمے سے سکھی کو دیکھنے لگی۔
"سکھی منہ تو دھونے دیں"
سلوی نے کیک کو دیکھتے روہانسے ہوتے کہا۔
جان آپ بہت فریش ہیں، ابھی چیک کر چکا ہوں اس لیے کاٹیں۔ٹائم"
"نہیں ہے

سکھی کے بے خود جملے پر سلوی کی پلکیں سی عارضوں پر لرزیں، نائف لیے سلوی نے وہ چھوٹو سا کیک کٹ کیا اور منی سا پیس اٹھا کر سکھی کے ہونٹوں کی طرف بڑھایا۔

میری جان۔ آپکے ہوتے میں اتنے عام وے میں کیک تھوڑی کھاوں"

"گا۔ آپ کھائیں پہلے۔

یزدان نے وہ پیس لے کر سلوی کو کھلایا جو اسکے لفظوں کی تپش سے گھبرائی، یہ بندہ کوئی مومنٹ نہیں چھوڑ سکتا تھا، وہ یزدان کی موجودگی کے سبب اپنے دل کی دھڑکنیں، سینے سے لپٹ جاتی محسوس کرے مشکل سا سانس بھرے جناب کے جذبات میں آلاوجگا گئی۔

تھینکیو سو مچ۔ یہ اب تک کی میری سب سے پیاری برتھ ڈے بیگنگ ہے" سکھی۔ میں بہت لکی ہوں کے میری زندگی کے دن رات آپ سے وابستہ ہیں"

سلوی نے کیک انجوائے کرنے کے بیچ دونوں ہتھیلیوں میں یزدان کا کولر مٹھی بنا کر جکڑے محبت سے کہا، لہجے میں بے پناہ چاہت تھی۔

اینڈ نگ اس سے سوگنا مزے دار ہو گی۔اینڈ یس۔ تھینکیو مت کہا"

کریں۔یہ میری خوشیاں ہیں سلوی جو میں بھرپور بنا کسی تکلف کے انجوائے

"کرنا چاہتا ہوں

سکھی نے اسکے ہاتھوں کو پکڑ کر چومتے سلوی کے زیریں لپ پر لگی آئسنگ آگے بڑھ کر پورے استحقاق چھلکاتے لمس سے مٹائی تو وہ بلش کرتی ہاتھ چھڑوائے سکھی سے لپٹ گئی، جناب نے بھی اس قدر ناانصافی پر ہوتی خفگی، سلوی کے اتنے شدید گلے لگنے پر واردی۔

"چلیں اب تیار ہو جائیں۔نکلنا ہے ہمیں۔میری جان"

یزدان کی تاکید پر وہ فوراسے مسکراتی اٹھ کر بیڈ سے چھلانگ مار کر اترتے بھاگی تو یزدان نے کیک اٹھا کر سائیڈ میز پر رکھا اور خود اپنا بلیذر اٹھا کر پہنا۔

جبکہ دوسری طرف شنائیل اور جمشید کی بھی اچانک ہوتی واپسی بھی رضوان صاحب کے لیے تب سرپرائز بنی جب جمشید نے صبح صبح اپنے اور شنائیل کے آنے کی خبر تایا جان کو دی۔

میں تو تمہیں گلے لگانے کے لیے ترس رہا ہوں میرے بچے خیر سے "
آو۔ سلمان اور شاکرہ کو ابھی بتاتا ہوں۔ دونوں کے پیر زمین پر نہیں
" لگنے۔ آجاو میرے دل کے ٹکڑے

فون پر ابھی بھی ان سے بات نہ ہوئی کیونکہ جذباتیت نے لہجہ رندا دیا تو جمشید نے بھی رسان سے مسکرا کر اجازت دی۔

فلائیٹ انکی دو گھنٹے تک تھی، جمشید اور شنائیل نے ائیر پورٹ جانے سے پہلے سمیر خان کو بھی بائے کہنا تھا تبھی دونوں نے بریک فاسٹ بھی باہر کرنے کا پلین بنایا۔

جمشید واپس اندر پہنچا تو شنائیل، لاونج مرر کے سامنے کھڑی آئی لائنر لگانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"اسکے بنا بھی چلے گا۔خود کو کیوں پریشان کر رہی ہو؟"

جمشید نے پیچھے سے آکر حصار نے پر وہ اسکے پیٹ پر بندھے ہاتھوں کی گرفت کے ساتھ کاندھے پر جمی اسکی ٹھوڑی کا لمس بھی محسوس کر رہی تھی اوپر سے جناب کی فکر مندانہ ڈانٹ اور روح تک تپش جگاتی نگاہیں واللہ ظالم تھیں۔

مجھے آئی لائنر پسند ہے۔ایک تو تم نے صبح صبح جانے کا بتا کر جلدیاں ڈلوائیں" اب تیار تو ہونے دو۔اور ادھر آو کالا ٹیکہ لگاوں۔ تمہیں کسی بھی طرح کی "نظر لگنی ہے تو مر میں نے جانا ہے

وہ جلدی سے اسکے حصار میں مچل کر پلٹی تو جمشید کے غصے سے گھورنے پر دبا دبا مسکرائی۔

شٹ اپ شنائیل۔ کتنی بار کہوں ایسی باتیں مت کیا کرو۔ نہیں لگتی"

"تمہارے اس حور پرے کو نظر۔مت اڑاو مجھے ہواوں میں

اسکی ڈانٹ بھی عاشق کر دینے کی اہلیت رکھتی تھی۔

لگ گئی تو کہاں جاوں گی میں، مجھے تو اس دنیا کی سب سے پیاری مخلوق تم"

" لگتے ہو

وہ اسکے کان کے پیچھے انگلی کی پور پر لائنر کی سیاہی لگا کر ٹیکہ چپکاتی ساتھ لفظی لاڈ بھی کر گزری۔

"سب کے پاس تمہاری آنکھیں نہیں ہیں شنائیل"

وہ اتنی محبت پر گھبرا جاتا تھا۔

"شکر الحمد اللہ ورنہ میں نے جلتے رہنا تھا"

شنائیل نے سکھ کا سانس کھینچنے سی سرگوشی کی پر در حقیقت اس شخص کی خوشبو سونگھی۔

"بس کر دے یار۔"

وہ اسکی محبت کی نوعیت و شدت پر ہلکان ہوا تو شنائیل نے دونوں بازو اسکی گردن میں لپیٹیں۔

میں تھوڑا گھبرا رہی ہوں جیم۔ تمہاری اماں جب جاتے ہوئے مل کر گئیں تو"
بس گال سہلائی، آنکھیں تک نہ ملائیں۔ایسا نہ ہو وہ اندر سے میرے جانے
"سے پریشان ہو جائیں

شنائیل کے خدشے پر وہ اسکے اطراف بازو لپیٹے ماتھے سے ماتھا جوڑے بند آنکھیں کیے مسکرایا۔

وہ تھوڑی شرمندہ ٹائپ تھیں، کے اولاد انکی ہوں پر سنبھالا تم نے۔ تم بھی"
وہ جسے بہت برا بھلا کہا۔ تم خود دیکھ لینا آج انکی خوشی۔ خبردار اگر تم
"گھبرائی۔

وہ بہت رسان و چاہت سے شنائیل کے خدشوں کو دور کرتے اسے دیکھنے لگا جسکا دل جمشید کے دلاسوں سے بہت مضبوط ہو جاتا تھا۔

ہوپ سو۔ تم میرا ہاتھ پکڑ کر رکھنا۔اور سنو تم نے روز بائیک پر مجھے گمانا"
"بھی ہے۔پرامسس کرو

وہ اسکی اتنی سی خواہش پر دل تک راضی ہوتے فدا ہو گیا۔

"تم نے اسے بیچ تو نہیں دیا ناں؟"

جمشید کی آنکھوں کو خود پر جما دیکھے وہ گھبرائی۔

"تمہیں پسند تھی، کیسے بیچ دیتا۔"

وہ یکدم ہی کھلکھلائی۔

اف شکر ہے۔اوکے مطلب آج سے ہم نارمل ہسبنڈ وائف کی طرح رہیں گے؟"

وہ اپنے ارمان بتاتی کوئی اور ہی شائیل بن گئی۔

"ہوپ سو۔نارمل مطلب سب کچھ نارمل گرل"

وہ اسکے جتانے پر سرخ رو ہوتے حصار سے نکلنے لگی جب جمشید نے اسکا فرار ناکام کیا اور اسکے سینے میں جذب کرنے کی حد تک لاک کیا۔

"چپ کیوں ہوئی؟"

وہ بے چینی سے بولا۔

"شرما رہی ہوں ناں پاگل"

شنائیل کو گلابی گلابی ہوتے دیکھ کر وہ بے قابو سا ہوا۔

"نہ شرمایا کر۔۔۔جان پر بن جاتی ہے"

اسکی جالائن پر محبت بھرا لمس بخشتے گلابی ہونٹوں کو بخش دیا گیا اور جب پیچھے ہوا تو وہ ایسی نظروں سے گھور رہی تھی جو سنبھلنا مشکل کر سکتی تھیں۔

"اوکے اوکے مائی مسٹیک میڈم۔پلیز فنش یور ورک۔۔۔"

وہ اچھے پن کا ڈرامہ کرے پیچھے ہوا تو اسکی وارفتہ نگاہوں کے محور میں ہو کر شنائیل سے لائنز تک ٹیرا ہو گیا پر وہ یوں شرماتی، گھبراتی اور مسکاتی ہوئی آج جمشید احمد کے دل کی دنیا اچھے سے تہہ و بالا کر چکی تھی۔

پھر دونوں سمیر خان سے ملنے پہنچے جس طبیب، جس حبیب نے ایک بار پھر ٹوکرا بھر کر الف و محبت کا اس دل و جان تک لگ جاتے کیپل پر نچھاور کرے خوشی خوشی، عافیت کی دعائیں دیے اللہ کی امان میں رخصت کر دیا اور یقینا اب ان دو کی زندگی حقیقی معنوں میں سنورنے والی تھی۔

.._____..

لیزے اور نرمین باس لیڈیز اپنے فریگرنس سٹور موجود تھیں اور ایک اہم میٹنگ کے سلسلے میں دونوں ہی کانفرس روم میں پر اعتماد اور مدھم سی پیشہ وارنہ مسکراہٹ اپنے گلابی ہونٹوں پر بکھیرے بیٹھی تھیں، انٹرنیشنل فریگرنس لیب نے نرمین کے فریگنس برینڈ کو پبلکلی اناونس کرنا تھا اور یہ میٹنگ اسی سلسلے میں تھی، جبکہ اس کلکشن کا برینڈ ایمبیسٹر بھی پیرس کا ہی ایک میل ماڈل تھا جو سپیشل آج کی اس میٹنگ میں شرکت کرنے آیا تھا۔

تمام معامات بہت خوش اسلوبی سے مکمل ہوئے تو پورے سٹاف سے زونائے بریم نامی ماڈل نے پرسنلی ملاقات کی، یہ ونٹر کلکشن "نور" نام سے لاونچ ہونے والی تھی اور یہ نام نرمین نے اپنی بہو کے اپنے ساتھ بزنس میں شامل ہونے کی خوشی میں اسے ڈیڈیکیٹ کیا تھا۔

جبکہ سانول اور دراب حیدر بھی سیم اسی وقت اپنے اہم کلائنٹس کے ساتھ بزی تھے۔

کراچی کی برانچ اب سے میرے ہنی فادر سنبھالیں گے،امید ہے آپکو ایک"
ہونہار ویب ماسٹر کے انڈر کام کر کے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ہمارا اگلا ہانگ
"کانگ کا پراجیکٹ اور اسکی تمام میٹنگز بھی کراچی میں ہوں گی

دراب نے اپنے تمام سٹاف کو بریف کیا تو جہاں سب نے گردن گما کر
اشتیاق بھری نگاہ سانول قریشی پر ڈالی وہیں خود سانول اس "ہنی فادر" کے
میٹھے نام پر دراب حیدر جدون کی جانب انسیت سے تکنے لگا۔
سر ہمیں ایسے ہونہار پارٹنر کی بہت شدید ضرورت تھی،اب دنیا ہلانے"
سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا۔پچھلے چار ماہ سے ہر بڑا پراجیکٹ ہماری ویب
اپنا وقار wildish ایجنسی تک آنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کے
"بنانے کی راہ میں تیزی سے گامزن ہے

یہ بلال تھا جو دراب حیدر کی ایک طرح دائیں بازو تھا،اسکی غیر موجودگی میں
سب اونلائن ڈیلنگز ہنڈل کرنا جناب کے دبلے کاندھوں پر دھرا تھا۔

سب ہی مسکراتے ہوئے دیکھائی دیے، خود دراب نے بردارانہ انداز میں بلال کا شانہ تھپکا۔

"ان شاءاللہ۔"

سب نے دراب کے کہنے کے ساتھ ہی بیک وقت اچھی امید اور پختہ یقین کے ساتھ دہرایا۔

مزید دس منٹ میٹنگ ہوئی اور سبکے کانفرنس روم سے نکلنے پر سانول، ایکشن مارتے اپنے ہنی سن کے قریب آرکے، رشک ساتھاان کی باڈی لینگوئج میں۔

دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے بے حد پیار، عزت، مان اور شفقت دیکھائی دیتی تھی۔

"Why you called me'honey Father""?

سانول کے میٹھے سے پر تجسس استفسار پر دراب حیدر جدون جو اس وقت ایک کلاسی بزنس مین لکس میں کسی بھی شے پر اپنا ناختم ہوتا سحر طاری کر سکتا

تھا، جان نثار سا مسکرایا، گویا اسکی وجاہت کو ایسا طرز تبسم اک الگ شان اور ترنگ بخش گیا۔

کیونکہ آپکی موجودگی نے ہمیشہ میرے ارد گرد کی کڑواہٹ کو نگلا ہے"

بڈی۔یو ڈیزرو دس سوئیٹ نیم۔ تھینکیو فار ایور تھنک۔میری ممی کو انکے حصے کی ڈھیر ساری خوشیاں دینے کے لیے۔میں کسی کا احسان کاندھے پر نہیں رکھتا پر میں آپکا یہ آحسان خوشی خوشی تاعمر دل سے لگا کر رکھنا چاہتا ہوں"

وہ محبت نبھانے اور جتانے میں ماہر تھا، سانول نے پکڑ کر اپنے بچے کو آسودگی سے سینے لگایا تو اسکی خوشبو نرمین کی خوشبو جیسے دل کو موہنی لگی۔

اور پھر رہی سہی کسر ہنڈسم سے براق جدون کے ہمراہ سکول سے آتے چھٹکے جناب نے منظروں میں امرت گھول کر پوری کی، دونوں بڑے دادا اور پوتے، گلاسیز لگا کر کلاسی وائبز دیتے سانول اور دراب کو سیدھا سیدھا امپریس ہی تو کر گئے۔

اوئے ھوئے۔یہ آپ دو بجلیاں کیوں گرا رہے ہیں۔پلیز۔آپ دونوں اپنا" اپنا حسن سنبھال لیں۔ورنہ میں اور بڑی آپ دو کے ہاٹ جلووں پر پگھل "جائیں گے

یہ چھٹکے اور بڑ کے جناب ہی تو اصل آفتیں تھیں اور دراب کے چونچال پن پر گویا ماحول میں امرت خیز شرارت گھلی،دراب نے اپنے ہنڈسم سے باران کو اٹھا کر اسکی گال چومی جبکہ سانول اور براق جدون بھی باپ بیٹے سے کاندوں کے گرد بازو حمائیل کر لیتے حسین لگے۔

"بابا،میں نے کہا تھا میں آپ سے بہت زیادہ ہنڈسم ہوں۔"

باران نے اپنی عینک بڑے ناز سے اتار کر اطلاع دی جس پر سانول اور براق تو ہنسے،دراب نے باران کی گردن میں گھستے ایسی کھردری گاہ رگڑتے گھسیٹتے گدگدی کی کے پورے کانفرنس روم میں اسکی پھسلتی پیاری ہنسی نے سماں سا باندھا۔

جی میری جان۔اس میں زرا شک نہیں کے آپ میرا کیوٹو ساہنڈ سم "
Howہو۔میری زندگی کے تین پاور فل پلر۔۔میرے ساتھ ہیں۔
lucky I Am"

اس وقت دراب حیدر سے زیادہ مسرور اور خوش انسان شاید ہی روح زمین پر کوئی دوسرا ہوتا، وہ باران میں اپنا بچپن جی سکتا تھا، وہ سانول قریشی میں اپنی میچور عمر کے ابھی سے مزے لوٹ سکتا تھا، وہ دد ھو کی صورت شفقت اور محبت کی ہر تعریف تسخیر کر سکتا تھا، وہ بابا کے ملے واحد لمس کی یاد میں اب تاعمر زندگی خوشی خوشی بسر کر سکتا تھا۔

براق جدون کے اندر اب بیٹے کی موت کا زخم بھر رہا تھا، انکی مضبوطی انکے بچے تھے، انکا ہلکا ہوتا دل تھا۔

پھر دو گاڑیوں پر سبھی نکلے اور اپنی لیڈیز کو پک کیا جہاں سے ایک اور بڑی کامیابی کی نیوز نے مزید سبکو نہال کر دیا اور پھر رات سکھی کے فارم ہاوس پر سلوی کی برتھ ڈے سلیبریشن میں ایمرجنسی طور پر سب کو انوائیٹ کیا گیا

کیونکہ پارٹی کی تھیم، کپل تھی، چونکہ سب ہی بزی افراد تھے تو فیصلہ صرف لیزے اور دراب کے جانے کا ہوا اور باقی پلٹون نے باران سمیٹ رات باربی کیو کا پلین بنالیا، بھئی وہ لوگ فارم ہاوس میں پارٹی کر رہے تھے تو بقیہ افراد کیونکر پیچھے رہتے۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

شاکرہ کا اپنے بچوں کے لیے راہوں میں آنکھیں بچھانا صرف بات نہ تھی بلکہ وہ سچ میں خوشی سے رو پڑی جب جمشید واپس اس سونے گھر میں شنائیل کے ہمراہ آیا۔اس عورت نے آج زندگی میں پہلی بار محسوس کیا کے وہ کتنی خوش قسمت اور بھری ہوئی ہے، اللہ نے اسے اولاد کی صورت کتنا نوازا ہے، یہی نہیں اسکے بیٹے کو اللہ نے نئی زندگی دی ہے۔جب آنکھوں سے لالچ اور خود غرضی کی پٹی ہٹ جائے تو ہر منظر بہت واضح دیکھائی دیتا ہے، پھر پتا چلتا ہے

کے اللہ نے ہمیں کتنوں سے اچھا اور مقدر کا دھنی بنایا ہے، پھر انسان کے اندر جو شکر اور صبر پیدا ہوتا ہے وہ ہے انسانیت کی اصل معراج۔

رضوان صاحب کے بھاری دل کو جمشید کے گلے لگانے نے ہلکا بھی کیا اور محبت سے مزید بھر بھی دیا۔

شنائیل اور جمشید کے ویلکم کے لیے سلوی اور یزدان کا ہونا اور چار چاند لگا گیا اور پھر ابا جی کے پاس بھی سلوی نے کیک کاٹا، یہ کیک سلوی کی برتھ ڈے کے ساتھ شنائیل اور جمشید کی خیر وعافیت کے سنگ واپسی کی خوشی میں تھا، چونکہ سلوی کے لیے سکھی نے فارم ہاوس میں بھی کچھ سرپرائز پلین کر رکھا تھا تبھی وہ لوگ ڈنر سے پہلے ہی اجازت لے کر نکل گئے اور پھر رضوان، سلمان اور شاکرہ کی ساری توجہ شنائیل اور جمشید پر تھی، جمشید کی شنائیل کو آنے سے پہلے دی جاتی تسلی محض تسلی نہ تھی بلکہ شاکرہ کا پیار بھرا انداز سچ میں شنائیل کے اندر کنڈلی مار کر بیٹھے سارے ڈر سمیٹ گیا اور پھر

ایک سرپرائزوہ بھی تھاجوشنائیل کوروم میں جاکر ملا،شاکرہ اسے اپنے ہمراہ روم میں لائی توکتنی دیر توشنائیل نے منظر کی دلکشی پر آنکھیں نہ چھپکیں۔

میرا جمشید تیرے حوالے،پہلے بھی مجھ سے بہتر تونے سنبھالا اب بھی اسکی" ہر خوشی کاناطہ تجھ سے ہے میری بچی۔بس ہم چاہتے ہیں تم دوہمارے ساتھ

"ہمیشہ رہو۔جانے کی بات نہ کرو

شاکرہ کامان لٹانا بہت پیارا تھا،شنائیل نے مسکراکر سر ہلایا کیونکہ اگر کچھ بولتی توآواز شدت جذبات سے کپکپا جاتی۔

خیر شاکرہ نے اسے آرام کرنے کا کہااور اسکااور جمشید کاسوٹ کیس بھیجوانے کاکہے چلی گئی جبکہ شنائیل اس سجے روم میں کسی ملکہ کی طرح داخل ہوتے روح تک سرشار ہوئی،ہاں سردی کی شدت نے اک بار تولرزہ براندام کر دیا،شاکرہ نے سامان تو بھیجوادیا پر شنائیل میں ہمت نہ رہی کے ہل بھی پاتی۔

لگ بھگ دس منٹ تک جمشید نے ڈوراوپن ہی کیا کے گلابوں کی خوشبو اسکی سانسوں تک گھلتی چلی گئی، یہ جتنا سجا کمرہ شنائیل کے لیے سرپرائز تھا ویسی حیرت جمشید کو ہوئی، چہرہ منور ہوا جیسے اتنی خوشی کبھی بھی امید نہ کی ہو۔ وہ ریڈ گاون میں اسکارف کو اتار کر سائیڈ رکھے بنا کسی شال اور سوئیٹر کے ڈریسنگ کے سامنے رک کر اپنا نیکلس اتارتی باقاعدہ کانپ رہی تھی، جمشید نے ڈور بند کیا اور اپنی لیدر جیکٹ اتار کر شنائیل کے پیچھے آرکتے اسکے شانوں پر رکھے لپیٹتے بازو بھی باندھے، سرد وجود کو گھیرتی حرارت پر شنائیل نے آسودگی سے آنکھیں موندے مسکراہٹ دی، وہ جمشید کی خوشبو کو سانسوں کے امرت کی طرح ان ہیل کرتی نشئی ہی تو لگی۔

"اف میں اس ڈریس میں مرنے والی ہو رہی ہوں۔ جیم پلیز یہیں رکھو مجھے" وہ اسکے حصار میں پلٹی اس سے بے ارادہ بہت زور سے لپٹ گئی۔

تو تمہیں علم ہونا چاہیے تھا کے یہاں کس قدر ٹھنڈ برس رہی ہے۔ فیشن" "کروالو بس

وہ بھی تو منہ پھٹ ہونے کا پورا ثبوت دے رہا تھا، شنائیل نے سر اٹھاتے آنکھیں نکالیں پھر اپنے پہلے جیم کے ورژن لوٹ آنے پر کہیں اندر تک مسکائی۔

"میرے بیگ سے میرے کپڑے نکال دو، سوئٹر بھی ہے۔ دیکھو میرے ہاتھ اتنے سن کے مجھ سے بیگ کی زیپ تک نہیں کھل سکی۔ فیشن پر کمنٹ بعد میں دے لیجئے گا مسٹر ہسبنڈ"

شنائیل کے روہانسے اور ساتھ ہی پر خمار ہونے پر جمشید نے اسکی سردی سے گلابی گال پیار سے چومتے زرا گرمائش دی اور دفعتاً اس جان لیوا آپسرا سے دور ہوا، بے خود مگر سرشار سی نگاہ ڈالکے پیچھے ہٹ کر نیچے جھکتے بیگ کھولے شنائیل کا ٹروزر اور جرسی سٹف شرٹ نکالے ساتھ شال نکالی اور واپس اس تک آیا جو جیکات پہننے کے باوجود ہولے ہولے کانپ رہی تھی پر باخدا اسکی آنکھیں جمشید کو روح تک چھیڑ خانی کرتی محسوس ہو رہی تھیں۔

"Don't fascinate Me"

وہ اسکے پاس رکتے اپنی جیکٹ اسکے کندھوں سے اتارے اسکی گال سے ناک کی ٹپ مسلتے تنبیہی سا بولا۔

"ابھی مر رہی ہوں۔رومنٹک ہونے کی کوئی ہوش نہیں۔دو"

شنائیل نے اسکے ہاتھ سے کپڑے لینے چاہے جس پر جمشید نے ہاتھ پیچھے کھینچا۔

"جیم۔۔پلیز"

وہ منت کرا ٹھی۔

"لو۔۔۔۔"

جمشید کو اسکے کانپتے ہونٹوں پر ترس آیا ورنہ ہر گز نہ دیتا،وہ کپڑے چھپٹتی ایسے بھاگی کے جمشید کا خمار قہقہہ بن گیا،شنائیل کے واش روم بند ہوتے ہی جمشید نے اک ستائشی نظر اپنے کمرے پر ڈالی۔

شاکرہ نے دنیا جہاں کے پھول لا سجائے تھے،جبکہ کمرہ یوں مبہوت کرتی خوشبو میں نہایا تھا کے جذبات خوامخواہ جاگ رہے تھے۔

"اماں ! لگتا ہے آپکو پوتا پوتی کی بہت جلدی ہے"

بچارا کوفت سے آنکھیں چراتا بڑبڑایا اور ڈریسنگ مرر کے سامنے آکر اپنی ڈارک براون وئنٹر سٹف شرٹ کے کف لنکس نکال کر کف فولڈ کیے اور گریبان کا بھی اک بٹن اوپن کیا۔ کمرے میں اخیر ٹھنڈک تھی مگر جمشید کو نجانے کیوں محسوس نہ ہو رہی تھی، اسے لگ رہا تھا پورا وجود نادیدہ آگ میں جھلس رہا ہے جسکا توڑ بس شنائیل کی ٹھنڈی موجودگی ہو سکتی ہے۔

"اف۔۔۔اتنی ٹھنڈ۔ میری قلفی بن گئی"

شنائیل نے جلدی سے چینج کیا اور شال اچھے سے اپنے اطراف لپیٹے روم میں آئی تو جمشید کو ہیر ووالا پوز دیتا دیکھے خفیف سا گھبرائی، پر اف اسکا ساتھ ہی بہکا نشیلا سا نظریں جھکانا۔

تمہاری اماں نے تمہیں بھنگ تو نہیں پلائی ناں، کیا نشیلی آنکھوں سے دیکھی"

"جا رہے ہو۔ جیم مجھے ڈر لگ رہا ہے

شنائیل کو اسکی نظروں کی تپش کے آگے کمرے میں تیرتی ٹھنڈ بھول گئی۔

"یہاں آو میرے پاس"

جمشید نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور اس پر بھی وہ ڈرتی ڈرتی حلق تر کرے پاس آر کی اور اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں لا تھمایا۔

"کیسا لگا ویلکم تمہیں؟"

وہ اسے بازووں میں حصارے بولا تو شائیل کی آنکھوں میں آلو ہی سی خوشی چھلکی۔

"بہت پیارا۔ میں تو شا کڈ رہ گئی جب تمہاری اماں نے مجھے تم سے بھی زیادہ زور سے گلے لگایا۔ اور میری گالوں کو بھی چوما۔ آئی فیل سو سپیشل۔ جیسے کسی ملکہ کا ویلکم ہوتا ہے سیم فیلنگ۔ پھر کمرے میں آکر یہ سب۔۔۔ میں اتنی پیاری بہو بنوں گی سچی کبھی نہیں سوچا تھا"

وہ اپنی خوشیاں شئیر کرے کبھی مسکرائی کبھی درد میں لپٹی اور جمشید نے اسکے ساتھ ہر تاثر دیا۔

"تم اتنی پیاری بیوی بنو گی، یہ سوچا تھا؟"

وہ ایسے سوال کر کے اسے سیدھا سیدھا بہکا رہا تھا۔

"ک۔۔ کبھی نہیں۔ میں پیاری بیوی ہوں؟"

شنائیل کی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی۔

"ہاں ناں۔اب اگر تم اس گھر کی ملکہ بن ہی گئی ہو تو میری بھی بن جاو"

وہ اسکے تقاضے کو سمجھتے ہی نظریں اسکے سینے تک جھکا گئی۔

"تمہاری تو ہوں ناں"

پھر ناز سے آنکھیں اٹھا کر پٹ سے جمشید کی آنکھوں میں ڈالیں۔

"نہیں، کچھ کہنا پڑے گا مجھے پھر بنو گی"

جمشید کا سنسنی خیز بھاری لہجہ، شنائیل کی سانسیں بھی بھاری کر رہا تھا، وہ ہر طرح شنائیل پر رعب رکھتا تھا، جسمانی، قلبی اور ذہنی۔

"کیا؟"

وہ بے جان ہوتی بڑبڑائی۔

"آئی لو ویو"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے دیوانگی سے بولا اور کتنے ہی لمحے شنائیل سے دوسری سانس نہ بھری جا سکی، آنکھیں بھیگ کر اس مہربان پر ٹھہر گئیں جسکی اپنی آنکھوں میں سرخائی گھل چکی تھی۔

"تم نے وہی کہا جو میں نے سنا؟ پلیز پھر کہنا۔۔۔۔م۔۔مجھے لگتا ہے میں نے کچھ غلط سنا"

وہ بے یقین تھی اور اسکو یقین دلانے کے لیے وہ اسی پاگلانہ کیفیت میں مسکرایا، شنائیل کی ٹوٹتی سانس بھی اس مرد جاہ کے لیے بیش قیمتی تھی۔

"آئی لو یو سو مچ شنائیل"

وہ اسکے ہونٹوں پر تڑپی ہوئی نگاہ جمائے ہر منظر، ہر سکھ ہر سانس اس اظہار پر وار سکتی تھی جو وہ کر گزرا تھا۔

"ی۔۔یو لو می۔۔۔؟ سچی ناں"

وہ اب بھی بے یقین تھی، اسکا یقین چاہنا کسی کی چلتی کائنات روک رہا تھا۔

"یس گرل۔۔۔آئی لو یو۔۔"

وہ اس بار بہت محبت سے اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھرے بولا، گو اسکے چھونے نے، الفاظ نے، اسکی آنکھوں کی انسیت نے شنائیل کی رگ رگ میں یقین بھر دیا۔

"اگین پلیز"

وہ سسک اٹھی، جبکہ وہ ہنس کر اسے اپنے گلے لگا گیا، یہ لڑکی ہمیشہ پاگل کر دیتی تھی۔

ناجانے کتنی دیر وہ اسکے گلے لگی روتی رہی، جمشید کو اسکے آنسو، اسکی سسکیاں، اسکا دکھ کتنے لمحے ہلنے نہ دے سکا۔

"م۔۔میں زندگی میں کبھی کسی چیز کے لیے نہیں ترسی جیم۔ایون ممی بابا کے پیار بھرے اظہار کے لیے بھی نہیں کیونکہ بہت خوددار ہوں ان معاملوں میں۔ لیکن یونوو۔۔واٹ۔میں تمہارے آئی لوویو کے لیے بہت ترسی ہوں۔میری زندگی کی سب سے بڑی وش پوری ہو گئی۔یول۔۔لوو "می۔۔۔۔۔می؟

وہ روتے روتے مسکرائی تو جمشید نے اسکے بکھرے بال سمیٹے اور اب بھی سوال میں پاگل ہوئے وہ ہونٹ چھو لیے جن کی آسودگی ان پر گرفت بنا کر ذائقوں میں ڈھلنے کی ترغیب دے رہی تھی۔

وہ اسکی اک اک سانس پر محبت کی دستک دیتا رہا، اسکے آنسوؤں کو سکون میں بدلنے تک اس نے شنائیل کو خود سے دور ہونے نہ دیا۔

"محبت چھوٹی چیز ہے اب، تم بہت زیادہ بن چکی ہو۔ ٹو مچ سپیشل۔ ایسی ضروری سانس جسکے بنا مر سکتا ہوں۔ میں آخری سانس تک تمہیں کسی قسم کی محبت کے اظہار کے لیے ترسنے نہیں دوں گا۔ تمہیں جیسی بھی محبت چاہیے۔ میں دوں گا۔

U make my life shanail."

وہ سنبھل نہ سکی تھی، آج جمشید نے اسے چھوا ہی ایسے تھا کے وہ سنبھل سکتی تھی نہ سنبھلنا چاہتی تھی، وہ خود پر اختیار کھوتا محسوس کر رہی تھی۔

"Why you touch me like that,i mean so dangerously?"

وہ اسکے اظہار کو ان سنا کرے لڑنے لگی،اب تک وہ حواسوں میں واپس نہ آئی تھی۔

"Haha what?"

جمشید کے ہنسنے پر شائیل نے دونوں ہاتھوں میں اسکی گردن دبوچی۔

"ہنسو مت۔کتنی مشکل سے میں خود کو سنبھالتی ہوں اور تم۔۔۔۔تم میری ساری محنت پر پانی پھیر دیتے ہو اتنے ٹچی ہو کر۔میں اب کیسے خود کو تم سے دور رکھ سکوں گی۔بولو۔"

وہ اسکے رونے پر بوکھلایا۔

"شائیل کیوں سنبھالنا ہے تمہیں خود کو۔ڈونٹ کرائے۔۔۔ادھر آو۔پاگل لڑکی"

وہ اسے اپنے سینے میں بھینچتا اسکے سر کو سہلانے لگا۔

"م۔۔میں تم سے دور رہ رہ کر تھک گئی ہوں۔"

وہ اسکی گردن میں چہرہ چھپائے سسکی۔

"تم بچوں کی طرح بیہیو کر رہی ہو، ڈانٹ کھاو گی"

وہ اسکے ڈانٹنے پر اور چمٹی تو جمشید حسین سا اپنی اہمیت پر مسکرایا۔

"ہے۔۔۔ناکر یار"

وہ جب بہت دیر تک چپ نہ ہوئی تو جمشید نے اسکو بازووں سے پکڑ کر مشکل سے روبرو کرے گزارش کی۔

"تم نے کیا ہے پاگل مجھے"

وہ سراسر الزام لگاتی پری لگی جسے اٹھا کر وہ دل میں چھپا لینا چاہتا تھا، تاعمر کے لیے دل کا قیدی۔

"یونیڈمی؟"

جمشید نے بے خود ہوتے اسکی گال پر رینگتے آنسو پر اپنے ہونٹوں کا لمس بکھیرے پوچھا۔

"ی۔۔۔یس۔۔۔۔بہت بہت بہت بہت سارا"

وہ روہانسی ہوئے منمنائی، جمشید کی سرور ہمکاتی مسکراہٹ مزید شنائیل کو دماغ خراب کرتی محسوس ہوئی۔

تو کس چیز کا ویٹ کر رہی ہو۔ تمہیں کب کا کہہ چکا ہوں کے تمہارا"

"ہوں۔ پھر یہ تکلف اور تکلیف کی ہمارے بیچ کوئی جگہ بنتی ہے۔؟

وہ اسکے الگ سے خود سپردگی کے انداز پر لٹ ہی تو گئی۔

"تمہارا درد؟"

وہ پھر رونے لگی۔

تمہارے آگے میرے درد کہاں ٹک سکتے ہیں شنائیل۔ تم چھوتی نہیں ہو تم"

So please heal me like u مجھے اندر تک ہیل کرتی ہو۔

do"

وہ خوشی کی زیادتی کے سنگ روئی روئی اسے دیکھنے لگی جو اس وقت اسے دنیا جہاں بھلا چکا تھا۔

جیم۔۔۔۔میں خود کو سنبھال سکتی ہوں ابھی بھی لیکن میں تمہارے ساتھ "
ہمارے رشتے کی ہر راحت ایکسیرینس کرنا چاہتی ہوں۔میں فیل کرنا چاہتی
ہوں کے اللہ نے تمہیں میرے لیے چنا،اس نے میرے نصیب میں آخر
کہاں سے لا کر تمہیں درج کیا۔کس دیس سے آئے ہو تم۔شاید جہاں سے
"اچھی خوشیاں آتی ہیں۔میں بھی اپنی اس خوشی کو جینا چاہتی ہوں
وہ اسے خوشی کہہ کر تو دل میں دبا محبت کا طوفان بے قابو کر گئی۔
اتنے پیارے وے میں کوئی اپنا حق کہاں مانگ سکتا ہے بھلا۔آجا لوٹ لے "
"مجھے،میرا خود پر رہا سہا اختیار بھی چھین لو گرل۔اف بھی نہیں کروں گا
وہ اسکے جواب پر شرارت بھرا ہنسی،جمشید کے عطا کیے اعتماد نے اسکو سات
رنگ لگائے۔
کر کے تو دیکھاو۔خود کو تم پر وار دوں گی۔میری آنکھوں میں ٹھنڈک کی "
وجہ تم ہو۔میرے جسم پر طاری حدت کا سبب تمہاری محبت کی پناہ ہے۔اور

میرے دل، جان اور روح پر تمہاری حلاوت بھری موجودگی کا سایہ

"ہے۔میری اس زندگی کو کسی کی نظر نہ لگے

وہ اسکے رخساروں کو چومتی فدا ہونے لگی اور جمشید نے اس سے آج کوئی حق

نہ چھینا۔

"آئی آلسو نیڈ یو"

وہ اسکے کان میں جھکا، وہ اسکی سرگوشی پر مچلی۔

"سچی؟"

شنائیل نے قربان ہونے سے قبل پھر یقین چاہا۔

"Yeah...Speak less please"

جمشید نے اسکی آنکھوں میں غالب رضا کو دیکھتے ہی اسکی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر سینے سے جوڑتے ہی آتی جاتی سانس پر قبضہ جماتے ہی اس بار شنائیل کو صبح کی روشنی کے پھوٹنے تک کے لیے اپنا اسیر کر لیا، ایسی قیدی جو سانس سانس اسکی محتاج ہونے والی تھی۔

یزدان کا فارم ہاوس بے حد خوبصورتی سے سجا ہوا تھا اور وہ چاروں ہی دراب لیزے سلوی اور یزدان آج کی اس پرائیوٹ ایوننگ کے وی آئی پی گیسٹس تھے، جہاں باقی گھر والوں نے مل کر باربی کیو کی محفل جمائی تھی وہیں یہ چار حسین بلیک میں لپٹی آفتیں فارم ہاوس میں آگ لگانے کا موجب بنی ہوئی تھیں اور ہنسی، شرارتیں اور قہقہے اپنے عروج پر تھے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر چھیڑ خانی بھی اس مل جل کر بیٹھنے کا حصہ تھی۔

باران، اپنے بڑے ددھو، چھوٹے ددھو اور دادو کے ساتھ خوب مستی کرتا ممی بابا کو یکسر بھولے ہوئے تھا۔

براق جدون کو باران نجانے کونسی کہانی سنا رہا تھا کے وہ ہنستے ہوئے اسے بھی گدگدی کرتے ہنسا رہے تھے جبکہ چکن، فش اور مٹن کی الگ الگ میرینیٹ رینج کو باربی کیو کرتے سانول اور نرمین کی میٹھی نظر ان دو پر محبت سے ثبت تھیں۔

شکر ہے بابا جان کچھ بہتر ہوئے، انکی اداسی کھا رہی تھی مجھے۔ میری اس"

"ننھی جان باران نے انکو ہیل کیا ہے سانول

نرمین کے لہجے سے ہمکتی خوشی پر سانول نے بھی سیخیں پلٹتے نرمین کی

نظروں کے تعاقب میں ان دو کو دیکھا اور تائید کی۔

"انکو بقیہ ہیل ابیہہ جدون کرے گی"

سانول کے رشک سے کہنے پر نرمین نے بے اختیار سانول کو ملائمت بھری

نظروں سے دیکھا۔

"کاش میں بھی تمہیں اولاد کا سکھ دے سکتی سانول"

نرمین کا پچھتاوا از سر نو دہکا، وہ سانول سے آزردگی کے سنگ نظر چراتی زرانہ

بھائیں۔

ہم دراب سے ابیہہ لے لیں گے ناں، آفٹر آل اسکے دادا دادی ہوں"

گے۔ جتنا اس پر لیزے دراب کا حق ہو گا اتنا ہمارا ہو گا۔ دوبارہ یہ بات نہیں

کہیں گی آپ نرمین۔مجھے آپکے حسرت زدہ ہونے پر دکھ ہوتا ہے۔ہم ساتھ ہیں جان،اسی کو مکمل جہاں سمجھیں"

سانول نے انکے پاس زرا سر کے ہاتھوں کو آگے بڑھا کر انکے بکھرے بال سمیٹے سر پر اوڑھنی اسکارف کرواتے ماتھا چوما تو وہ اپنا سر سانول کے سینے پر ٹکا گئیں،رگ رگ میں طمانیت سرائیت کی۔

"آئی لو یو سو مچ"

وہ بچوں سا اس عافیت بھرے حصار میں منمنائیں اور انکے دیرینہ اظہار نے سانول کے سینے میں دفعتا جشن سا برپا کیا۔

کیا قہر ڈھا رہی ہیں۔میں مکھنا اور باران کو آپکو دیکھنے بھی نہیں دوں گا ورنہ"

"آج۔آپ کو خود سے دور ہونے کی اجازت نہیں دوں گا

وہ سرگوشی میں دھمکاتا اتنا پیار الگا کے نرمین نے روبرو ہوتے محبت سے سانول کو دیکھنے میں حد کی۔

تم میرے لیے سب سے اول ہو۔جب کہو گے نرمین تمہارے لیے وقف "
ہو جائے گی۔یس پیار ہو گیا مجھے تم سے۔یہ ٹھنڈی خوبصورت رات گواہ ہے
"تمہاری جیت کی

وہ انکے اظہار پر دیوانگی سے اس سے پہلے نرمین کی اور لپکتا،وہ سہم کر دور ہوئیں،توجہ اپنے دھیان میں موجود بابا اور باران کے ساتھ سینخوں پر دلوایا تو سانول نے نچلا لپ دانت تلے دیتے جس معنی خیزی سے اپنی حسینہ کو بے بس ساتاڑا،نرمین کی ہنسی جھلترنگ بن کر بہت راز کھول ڈالتی اگر وہ بروقت اپنی خوشی کے اظہار کا یہ موہنا اور شیریں بہاو سمیٹے اسکا گلا نہ گھوٹتیں،اف ان دو کی میٹھی میٹھی پر حیا نگاہوں کی شرارتیں اس رات کا حسن گہنا گئیں۔

اور پھر لیزے،دراب،سلوی اور یزدان نے مل کر ثابت کیا کے دل تو ہمیشہ بچہ رہتا ہے،وہ لوگ ڈنر پر مسلسل ایک دوسرے کو چھیڑتے ہنسے اور سردی کی اس سہانی رات کی فضا میں گاہے بگاہے امرت انڈیلا۔

سلوی نے آج تیسرا کیک بھی کٹ کیا، پر یہ سب سے سپیشل تھا کیونکہ یہ یزدان کی اسکے لیے سلیبریشن کا لازمی حصہ تھا، یونی سے پہلے وہ سلوی کے سارے ارمان دل کھول کر پورے کر رہا تھا۔

اور پھر لیزے اور دراب نے ان دو کے واک کر کے آنے تک انکا روم سجایا، اور اس سجاوٹ کے بیچ عشقم اور روحم کا کھٹا میٹھا رومینس چلتا رہا۔

چونکہ رات کافی ہو گئی تو دراب اور لیزے بھی اس سپیشل کپل کے ہمراہ رک گئے، آج کی فل مستی اور سپیشل کپل کی تھکن مدنظر رکھنے کے بعد لیزے اور دراب نے مزید سکھی اور سلوی کو بلکل تنگ نہ کیا اور ان دو کے روم میں جاتے ہی وہ بھی لیزے کو دبوچتا کمرے کا رخ کر گیا۔

سلوی نے مرمریں ہاتھ نے یزدان کا مضبوط ہاتھ خوبصورتی سے تھام رکھا تھا اور دراب لیزے کی زرادیر میں کی گئی سجاوٹ کو ستائشی پر خمار نظروں سے دیکھتے کمرے کے وسط میں کھڑے تھے، بلیک کلر میں دونوں کا نکھرا رنگ و روپ کچھ زیادہ ہی آنچ دیتا، رگوں تک حرکت کرتے لہو کا بہاو تیز کرنے میں لگا تھا۔

یو میک مائی ڈے سو سپیشل سکھی۔ یہ میری زندگی کا سب سے بیسٹ دن"

"تھا

مزید اپنی جذبات نہ سنبھال پاتی وہ جلدی سے سامنے آئی، اتنی محبت سے بھری تھی کے یزدان فاروقی اسے آخری قطرے تک پی جانا چاہتا تھا، کمر میں بازو لپیٹ کر ایک ہی جھٹکے سے سینے کی اور پٹختے سلوی کی سانسیں جکڑیں جو سکھی کے حملے پر اول اول قربتوں سا بوکھلائے سرخ لال ہوتی خود میں سمٹنے لگی، جب اسکے دل کی دھڑکنیں سکھی کو منجمد لگنے لگیں تب اپنے جنون کی

طوفانی پوچھاڑ سے اس گلاب جسم کو نجات دیتے اسکا چہرہ نہارنے کے بیچ بڑی مشکل سانس بھرے سلوی کو تھراسادیا۔

کتنے لمحے سلوی، خود پر جمی یزدان کی آنچ دیتی نگاہوں کے سرور پر بے خود رہی، دھڑکنیں کانوں میں آکر سنائی دینے لگی تھیں۔

اب آپکو بھی میری رات خاص کرنی ہے، اور میرا بھی یہ دن سب سے" بیسٹ بنانا ہے۔اب تک ہمیشہ میں نے ہمارے بیچ کی دوریاں ختم کیں۔ لیکن "آج ہر پہل آپ کریں گی

وہ اسکے چہرے پر جنونیت بھری نگاہ پھیرتا سلوی کو اپنی زرا سی شدت سے ہی ہلکان کر چکا تھا کے وہ بولنے کی کوشش میں ہونٹوں کے کپکپا جانے پر انھیں دانت میں دیے کاٹ گئی، سلوی نے جب پہلے یہ حرکت کی تب تو سکھی سہہ گیا لیکن آج خود پر قابو نہ رکھ سکا۔

اسکے زخم کو ملائم نرمی سے چوما، وہ آج بھی حیران تھی یہ جنونی شخص، اتنی فکریں، اتنی نرماہٹیں اور اتنا پیار کہاں سے لے آتا ہے۔

یو کٹ یور لپ بیوٹی۔ایسے کریں گی تو برفی سمجھ کر بنا چبائے نگل جاوں"
گا۔اتنی مدہوش کیوں ہو جاتی ہیں میرے قریب؟خود کو دھیان رکھنا بھول
"جاتی ہیں

یزدان کے پورے جسم میں اک طلب بھرا خمار چھایا اسے اور پر کشش اور جان لیوا پیش کر رہا تھا کے سلوی اسکے حسن کو لگتے چار چاند پر ہی حواسوں سے رخصت ہوئے بیٹھی معلوم ہوئی، آج تو اختیار آخری کنارے تک ہاتھوں سے پھسل رہا تھا۔

اس لیے کے آپکا حصار میری سوچنے سمجھنے کی ہر صلاحیت سلب کر لیتا"
ہے۔میں آپکی نیک پر بائیٹ کر لوں سکھی، میرے دانتوں کو کچھ ہو رہا
"ہے۔اتنا پیار جو مجھ سے کنٹرول کرنا مشکل ہے

وہ سلوی کے دبے دبے تھکے انداز پر ہنس کر فورا چہرہ دائیں طرف کرتے ہوئے اپنی گردن پیش کر گیا جس پر سلوی نے اسکی شرٹ کا کالر پیچھے ہٹاتے

پوری قوت سے بائیٹ کیا،اور یزدان کی اسی انداز میں سلوی کے گرد ہاتھ والی گرفت مضبوط ہوئی۔

"اب میرے ہونٹوں کو بھی کچھ ہو رہا ہے اور ہاتھوں کو بھی"

وہ اچھا بھلا ریڈ نشان بنا کر معرکہ خیز نگاہوں سے تکتی روبرو ہوئی تو یزدان کی آنکھوں کے غالب آتے خمار اور سرگوشی پر وہ منہ میں ہی ہنسی، گویا تبسم اور مدہوشی اپنے عروج پر تھی۔

"آپ کے ہاتھوں اور ہونٹوں کو کافی وقت ہو گیا کچھ ہوئے، نیا کیا ہے؟"

وہ شرم زرا پرے کرے شیرنی کی مانند میدان میں اتر آئی۔

"آج آپکو انکی سنجیدگی سہنی ہے"

وہ اسے ڈراتا ہوا ایسا مسکرایا کے سلوی کی ریڑھ کی ہڈی تک لہر سی اتری، پلکیں آنکھوں کا لحظہ بھر حجاب بنیں۔

"پہلے انکا کیا سہا؟"

وہ ناز و حیا کا مرکب تھی تو اس میں بے باکی کا چھڑکا عطر سلوی کو یزدان کے لیے اک دنیا فراموش کر دیتی ڈرگ بنا رہا تھا، چاروں شانے چت کرتی ڈرگ۔

پہلے انکا بہکنا اور بھٹکنا سہا صرف۔اب انکی شر انگیزی، بد تمیزی اور بے"

"شرمی سب سہنی ہو گی۔

وہ اسکے الفاظ کی دھواں چھوڑتی تمازت پر یوں گھبرائی جیسے سانس لیتی لیتی ابھی سانس چھوڑ دے گی۔

"سکھی خدا کے لیے آپکی باتیں آپکے چھونے سے زیادہ مشکل ہیں سہنی۔"

وہ ہتھیار ڈال گئی، اسے باتوں میں یہ نعمت خداوندی جیسے پلوں کا ضیاع نہیں کرنا تھا۔

"میرا چھونا مشکل ہے سہنا؟"

وہ پھر سے اسکے لب و عارض کی خوشبو میں مست ہو کر بہکنے لگا، اسکے ہاتھوں کے سرکتے بے ادب لمس سلوی سے کھڑا رہنا دوبھر کرنے لگے۔

"بہت مشکل ہے سہنا سکھی"

وہ سرگوشی بھرا سانس بھرنے کے بیچ سکھی کے ہاتھوں اور آنکھوں کی سرکشی پر بندھ باندھنے کی ناکام کوشش بھی کر گئی۔

تو پھر آج آپ مکمل طور پر اس مشکل کو سہہ ہی لیں، وہ آپ نے سنا نہیں" مشکلیں اتنی پڑیں کے آسان ہو گئیں۔ سانس لیں بیوٹی، آپ سے سانس لینے کا حق تھوڑا چھین رہا ہوں بس اپنے مدار میں اپنی خواہش اور مرضی تک آپ "سے چمکتے ستارے کی گردش کا طلب گار ہوں

وہ ایسے مانگنے پر جان بھی دے دیتی، جسم و جان کا تحت تو معمولی شے تھا۔

سانس کون کمبخت لے سکتا ہے آپکے روبرو۔ سانس لینا تکلف بن جائے" "گا۔

وہ مقابل کے جذبات کی بے قابو سرکشی کے آگے ہارنے سے قبل اپنا اختیار مکمل یزدان کو بخش گئی جس نے سانس در سانس تمازتوں میں بھڑکائی جاتی طلب و رضا کے سنگ جنون کی آمیزیش نے رات بھر عہد نبھائے، دیے

جلائے، پھر بجائے، پھر دہکائے۔دیپک راگ چھڑا، مکمل ہوا، تھوڑا تھوڑا جینے والے پورااور بھرپور سانس بھرتے جیے۔

فجر کی پہلی اذان پر وہ اپنے قیدی ہونے کے بھرم توڑتی اس جسم وجان تک، نس نس کی گہرائی تک بس جاتے دلبر سے بھاگ گئی، بھاگتی رہی تب تک جب تک اللہ کی بارگاہ میں سجدہ شکر نہ ادا کر لیا۔

یزدان کی صبح اسکے پہلو میں آکر گود میں لیٹنے نے حسین کی جب وہ اسکے نم بالوں کی ٹھنڈک اپنے گھٹنے پر پھیلتی محسوس کرنے کے باوجود اپنی ساری دعائیں مانگنے کے بعد خوبصورت ہونٹوں کو سکھی کے ماتھے پر رکھ گئی۔

"دل بھر کر آپ کو آپ سے لوٹنے کا پہلی بار لطف آیا"

یزدان کی نشیلی آہ نے سلوی کی آتی جاتی دھڑکنیں منتشر کیں۔

"مجھے پتا ہے آپکو بہت ستایا میں نے"

سلوی نے اداسی سے اسکے بالوں میں انگلیاں داخل کیں۔

"آپ سے پہلے بھاگ کر، پھر آپکو گرا کر اور پھر آپکو تھوڑا تھوڑا ترسا کر۔"

وہ اسے افسوس کرتی زرانہ بھائی۔

"ابھی بھی تو بھاگ گئی تھیں، ورنہ دل بھرا تھا میں نہیں"

وہ بھی تو شکوے کر کے سلوی کو اور چڑچی کر گیا۔

"اف سکھی خدا کا خوف کریں"

وہ گھگیا سی گئی۔

"الحمداللہ اچھا آدمی ہوں، خوف خدا سے بھرا ہوا"

وہ اسکے بوکھلانے پر اور فری ہوتے چوڑا ہوا، سلوی ہونٹوں کو حصارنے والی مسکراہٹ سمیٹ گدگدائی۔

"جی پتا ہے مجھے۔ چلیں ہٹیں سونا ہے مجھے"

سلوی نے اپنی گود سے محروم کرے ہری جھنڈی دیکھائی۔

"مجھے بھی وہ بھی لووی ڈووی طریقے سے۔ آجائیں میری باہوں میں"

یزدان کے بہکے موڈ سے سلوی اس وقت پناہ مانگتی رحم طلب ہوئی کیونکہ روح بھلے سیر نہ ہوئی ہو پر وجود اس شخص کے سونپے مان سے حدوں تک سیر ہو چکا تھا۔

"سکھی"

وہ گھوری بھی جان لیوا۔

"جی سکھی کے سکھی ہونے کی وجہ"

وہ محبت پاش لہجے سے بازو کھولے جب یہ بولا تو سلوی خود کو اسکے گلے لگنے سے روک نہ سکی۔

دونوں ایک دوسرے میں مجذوب ایک دوسرے کا ہی حصہ لگ رہے تھے اور منظر تک انھیں نظر نہ لگنے کی دعائیں دینے میں مصروف معلوم ہوئے۔

S MERWA MIRZA NOVELS

فجر کی دور پار بلند ہو کر خاموش ہوتی آذانوں کے بعد نس نس میں اترے سکون کا گہرا سحر جھٹکے وہ خود کو جگانے کی طرف لایا ورنہ اس وقت ہلنے تک پر دل راضی نہ تھا، پرندوں کی بند کھڑکیوں کے پار سنائی دیتی چہچہاہٹ نے سوئے سوئے احساسات بیدار کیے تو جمشید نے مسکراتے ہوئے آنکھیں کھولیں، بازو پر سر رکھے کروٹ پر سوئی شنائیل کے مہکتے بال جمشید کو زرا قریب ہونے پر چہرے کو چھوتے محسوس ہوئے۔

اپنا شنائیل کے گرد جکڑا ہاتھ اٹھائے جمشید نے خوابناک کی سی کیفیت میں ان بکھرے بالوں کو انگلیوں سے گزارتے اپنے ناک کے قریب جوڑے خوشبو سونگھی، ایک بار نہیں، کئی بار اور پھر شنائیل کے بال سمیٹ کر آگے کرتے اسکی گردن کی پچھلی طرف سرک کر اپنے ہونٹوں کی جاندار مہر ثبت کی تو وہ گہری نیند کے باوجود اسکے لمس کی قوی طاقت پر کسمسائی۔

"یہ مت کہنا صبح ہو گئی ہے۔ابھی میرا بہت دیر تک تم سے دور ہونے کا کوئی ارادہ نہیں"

لحاف کے اندر سے جمشید کے ہاتھ کا اسکو بے ادبی سے چھو کر اپنے سینے میں سمیٹنا شائیل کے سارے سوئے حواس بیدار کر گیا، دھڑکنیں حلق میں دھنسنے لگیں۔

"اگر تم نے میری وجہ سے صبح کا پہلا فرض ہی چھوڑ دیا تو دوبارہ تمہارے قریب آتے ہوئے مجھے سوچنا پڑے گا"

پٹ سے اسکی سرگوشی پر وہ آنکھیں کھولے کروٹ جس تیزی سے بدل کر روبرو ہوئی، جمشید کو دیکھ کر چہرے کی رگوں میں اسی رفتار سے سرخیاں گھلیں۔

"یہیں سے کمٹینیو کریں گے۔تب تک شرمالو اچھے سے"

اس سے پہلے وہ کچھ کہہ پانے کی ہمت کرتی، جمشید نے اسکے کاملیت کے اثر میں ڈوبے روپ پر بے قابو ہوتے اسکی سانسوں میں خفیف سا گھلتے خود کو صبر تھماتے فاصلہ سمیٹا اور خود پر سے لحاف ہٹائے اٹھ بیٹھے پیر نیچے اتارے

اور اپنی شرٹ اٹھاتا اٹھ کر ڈریسنگ کے سامنے رکتے اپنے چیسٹ پر ہاتھ رکھا جہاں ہلکا سا دباو محسوس ہو رہا تھا۔

"آر یو او کے جیم؟"

شنائیل نے اسکی مسلز سے بھری پشت پر اپنے نیلز کی کارستاتی تکتے دبی سی سرگوشی کی۔

"ایکسٹرا او کے مائی گرل۔"

وہ گردن پھیرے آنکھ دباتا شنائیل کی گالوں میں سرخیاں سمیٹے واش روم گھسا، جب تک فریش ہو کر باہر آیا، شنائیل واپس لحاف میں منہ دے کر چھپی سونے کی بقیہ ڈوز پوری کرتی ملی تو انگ انگ میں جناب کے شرطیہ خمار گھلا جسے جمشید بے باو ضو ہونے کے سبب قابو کر لیا۔

قریب آتے جھک کر جھٹکے سے شنائیل کے ہاتھوں سے لحاف کھینچا تو وہ آنکھیں بہت مشکل سے کھول سکی۔

"بہت نیند آ رہی ہے"

معصومانہ سے انداز میں روئی روئی منت کی گئی۔

"جتنا سکون تمہیں کل سے اب تک ملا ہے، اسی شدت اور پیار سے یہ پہلا فرض نبھاو۔ ہری آپ۔ آدھے گھنٹے تک آتا ہوں۔ اگر تم ایسے ہی پڑی ملی تو یاد رکھنا پورا دن قہر ڈھاوں گا تم پر"

اسکی گلابی گال جھک کر چومتے وہ اس درجہ خطرناک دھمکی دے کر گیا تھا کے شنائیل کی نیند آنکھوں سے نچڑ کر رہ گئی، وہ گیا پر اپنی خوشبو شنائیل پر پھونک گیا تھا، جب تک وہ نہانے واش روم گھسی، باتھ ٹب گرم پانی سے بھرا دیکھے جمشید پر بے حد پیار آیا۔

"اوہ جیم۔ تم کیوں ہوا تنے جان لیوا"

وہ اس عنایت پر جذباتی ہوئی، گرم باتھ لے کر جسم میں موجود ہر چبھن اور تھکاوٹ کا توڑ ہوا، دس منٹ تک وہ اپنے ہی سادہ سے کرتی شلوار کو پہنے شال لپیٹے روم میں آئی اور اسی محبت اور پیار سے فجر ادا کی جیسی جمشید اسے تاکید کر کے گیا تھا۔

دعا کرنے تک وہ سکون سے بھر گئی، ہاتھ اٹھا کر بس جمشید کی سلامتی مانگی، بابا اور ممی سے پہلے جمشید کی محبت اسکی مسکراہٹ کا قائم رہنا مانگا۔

فجر پڑھتے ہی شنائیل کو لگا اگر جا کر سوئی نہ تو گر پڑے گی تبھی شال اتارے جا کر واپس بستر میں گھسی جو زیادہ ٹھنڈا نہ ہوا تھا۔

جمشید جماعت کے لیے لیٹ ہو گیا تھا پر اس نے پیچھے جا کر نماز ادا کی اور پھر بابا اور تایا جان کے ہمراہ ہی ناشتہ لے کر آیا تا کہ آج تھوڑا ریلف اماں کو بھی دے۔

خود شنائیل تک واپس پہنچے ڈور روم اوپن کیا تو اسے سویا دیکھے وہ مسکرایا، اور اسکے سر پر جا کر رکتے جیکٹ اتار کر کاوچ کی طرف اچھالی، شنائیل کے بھیگے بال لحاف سے باہر اسکی شال پر بکھرے دیکھتے جمشید نے ایک بار پھر بیٹھے بیٹھے جھک کر اسکے لحاف سے نکلے ہاتھ کی انگلیوں پر پیار کیا، جھٹ سے شنائیل نے لحاف چہرے سے ہٹایا۔

"مائی گڈ گرل۔ آر یو اوکے؟"

وہ اسکی گال تک ہاتھ سرکائے بولا جو فوراسے تکیہ ٹھیک سے پیچھے لگاتی اٹھ بیٹھتے ہی جمشید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں مضبوطی سے قید کرے مسکرائی۔

"یس۔ایکسٹرا اوکے۔کم ہئیر"

وہ آنکھوں میں اترتی نمی دبانہ پاتے اپنے بازو کھول گئی جس پر جمشید نے اٹھ کر آگے سرکے اسے اپنے سینے لگا کر بازو ٹائیٹ باندھے،دونوں کے دلوں تک اس گلے لگانے نے راحت اتاری، پھر جمشید کے ہاتھوں کا سرکتا محفوظ لمس شنائیل کے ٹوٹتے بکھرتے وجود کا مرہم بننے لگا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے اتنے قریب آگئے تھے کہ اب لفظوں سے زیادہ دلوں اور جسموں کی گفتگو معتبر تھی۔

"کچھ بولو بھی۔ایسے تو تمہیں اپنے ہی وجود میں ضم کر بیٹھوں گا"

آخر جمشید نے ہی یہ سرسراتی چپ گھنبیر سی لفظی جنبیش سے توڑی۔

"ابھی تمہارے سحر کا شکار ہوں،آہستہ آہستہ حالات نارمل ہوں گے۔"

وہ روبرو تو ہوئی پر اس لڑکی کے گلال میں ڈوبے چہرے پر حیا کے اضافی رنگ براجمان تھے۔

تم جب سے مجھے ملی ہو، پہلی بار تمہیں لاجواب دیکھ رہا ہوں۔۔ہے۔۔میں"

"نے وہ پٹر پٹر بول کر بہکاتی شنائیل کھو تو نہیں دی؟

وہ اسکے بولنے، اسکے بے حد الگ سے چاہنے کو بری طرح مس کر رہا تھا، شنائیل کے ہونٹوں پر رسیلی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

کبھی نہیں۔ میرے سارے رنگ تمہارے لیے محفوظ رہنے کے لیے ہی" بنائے گئے ہیں۔ کبھی اتنی خوشی، اتنا سکھ اور اتنی راحت ایک ساتھ نہیں ملی

"ناں تو میری حسیں حیران پڑی ہیں۔

وہ اس سے ایسے ہی جواب کا متمنی تھا، کمر میں لپیٹا ہاتھ کھینچتے جمشید نے اسے مزید سانسوں تک لا ٹھہرا، اتنا قریب کے وہ ایک دوسرے کو ملے سکھ کو چھو سکتے تھے۔

"مطلب پہلے تمہاری حسوں کو نارمل کروں؟"

جمشید کے بھاری پڑتے لہجے میں ڈھیر سی شرارت وانسیت رچی تھی۔

"پلیز"

وہ اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں کی مخملی انگلیوں کی پوروں سے چھوتی رات سے دگنی بے تاب ہوئی تو وہ اسکا اپنا ذاتی ابر بنے اسکے ہونٹوں، رخساروں اور جبین کی حرارت کو بڑھاتے ٹھیک ٹھاک حسیں جنجھوڑتا ہوا مدہوش مسکراتا دور ہٹا تو دونوں دنیا کے سب سے مسرور دیوانے لگے، دونوں کے ہونٹوں پر نم سی خوشی، گلال کے لباس میں چمکی۔

"چلو بتاو ہمارے ایک ہونے میں سب سے خوبصورت کیا تھا؟"

وہ جاننا چاہتا تھا کے اسکے چھونے کی طاقت نے شنائیل کی حسیں بیدار کی ہیں یا مزید سن کر دیں، وہ جی اٹھتی کھلکھلائی اور پھر جان سی آنکھوں میں سمیٹ لائی۔

جب تم نے محسوس کروایا کہ تم مجھے مرتے دم تک میری سانسوں کا بگھڑا" محافظ بن کر ملو گے، انھیں بگھاڑو گے بھی خود، سنوارو گے بھی خود۔ جب تم

نے میرے پیروں کو محبت سے چھوا۔مجھے لگا میری منزل ملی۔جب تم نے
میرے ماتھے پر ستارے سا لمس بکھیرتے دیکھا، ہمیشہ کے لیے لٹ
گئی۔جب تم نے میرے کانپتے ہاتھوں کو دبا کر میری آنکھوں کو چوما۔جب تم
نے دنیا کا سب سے خوبصورت گلے لگنا ایجاد کیا۔جب تم نے مجھے ان نظروں
سے دیکھا جو خاص میرے لیے تمہیں عطا ہوئیں۔یہ سب ہمارے ملنے کی
"حسین ترین کڑیاں رہیں میری آنکھوں کی ٹھنڈک
اسکے لفظ لفظ سے جھڑتی ملکوتی خوبصورتی نے جمشید پر نشہ سا طاری کر
دیا، اسے یقین ہو گیا کے شنائیل کی حسیں جگانے میں وہ بھرپور کامیاب ہوا۔
حسیں سیٹ ہو گئیں تمہاری شنائیل جمشید احمد۔جب مجھے آنکھوں کی"
ٹھنڈک کہتی ہو، میں خود کو بھی بہت میٹھا لگتا ہوں۔میں نے یہ بہت سوں
کے منہ سے سنا، اکثر لوگ اپنے پیاروں کو یوں مخاطب کرتے ہیں پر باخدا جو
تمہارے منہ پر یہ سجتا ہے، اخیر حسین۔یو نو واٹ، تم جیسی بھی
بری، بیوقوف اور ظالم تھی، تمہاری روح تمہارے جسم کے کسی محفوظ کونے

میں چھپی رہی اور ہر داغ سے پاک رہی۔مجھے اس کا کنکشن دیا گیا۔ابھی بھی نہیں سمجھ پا رہا ہے تم سے میرا یہ رشتہ کیسے بن گیا۔بہت الگ۔۔۔بہت شفاف، آئینے کی طرح"

وہ جب بول رہا تھا، اسکے حرکت کرتے ہونٹوں کو وہ سانسوں سے الجھتا محسوس کر رہی تھی، وہ اسکے ہر ہر لفظ پر سانس بھرتی مسکرا رہی تھی، جیسے کوئی جی رہا ہو، اپنی مکمل آسانیوں کے ساتھ۔

"اور تمہیں پتا ہے مجھے تمہاری صورت سزا اور جزا دونوں دی گئیں، تمہیں بہت پیار ا بنا دیا گیا سزا کی صورت تاکہ مجھے علم ہو بہت پیاروں کا جدا ہونا کتنا تکلیف دہ ہے۔جب میں یہ بات سمجھ گئی تو تمہیں عطا کر دیا گیا مجھے، میری جزاء کی صورت، تم مجھے ملے اور یہ اشارہ تھا کے لیزے کے بابا کی معافی مل گئی مجھے۔اور ان سبکی جنکے ساتھ برا کیا۔میں تمہیں اپنی بساط سے بڑھ کر چاہنا چاہتی ہوں جمشید"

وہ بھی مسرور ہوتا گیااور سنتا گیا،ان سانسوں اور ہونٹوں کی ناز برداریاں جو اس نے کل سے بہت اٹھائی تھیں پراب زراسا دور رہنا کٹھن ہو رہا تھا۔

"میرے ہونٹوں کی مٹھاس ہو تم شنائیل"

وہ جب ہلکان ہوئی تو خود ہی اس نے سانسوں کے سنگم یکجا کیے، وہ اسکے نرم جذبات ابھارتے لمس پر مدہوش کن مسکراتی دور ہو کر سنبھلی ہی کے جمشید کا اسے حیران کرنا بازی لے گیا۔

"باخدا یہ بھی سب کے منہ سے اتنا اچھا نہیں لگتا ہو گا"

وہ اندر باہر تک شادماں ہوتی ہنسی، رشک چھلکا اسکے انگ انگ سے۔

"کیونکہ جیسی مٹھاس تمہارے اندر میرے لیے ہے، ممکن نہیں کبھی کسی اور میں آسکے۔ان شارٹ۔میں بہت خوش ہوں تمہارے ساتھ، تمہارا ہو کر۔تمہارے ساتھ اپنے جسم کی خوشبو بانٹ کر۔"

وہ اسکی خوشبو کے مخملی اثر سے زرا نکلا تو شنائیل یوں مسکرائی جیسے کوئی تاعمر کی خوشیاں دامن میں اکھٹی سمیٹ کر نظر آتا ہے۔

میں ہمیشہ تمہاری خوشبو کے حصار میں مہکنا چاہتی ہوں۔ تھینکیو فار ایوری"

"تھنگ۔اینڈ سوری تمہاری بیک پر اتنے سارے ثبوت چھوڑنے کے لیے

شنائیل نے اختتام تک جیسے شرمیلی سمائیل دی، جمشید بھی زرا خمار سے نکلے

ہنسا۔

"کاش میں دیکھ پاتا ان ثبوتوں کو"

وہ اسکی گال رغبت سے چھومتے شنائیل کے چہرے کی سرخیاں اپنے بہکے لب

ولہجے سے اور دہکا گیا۔

"تم نے مجھے ایک بھی لو وبائیٹ نہیں کیا جیم۔اتنا پیار؟"

وہ پھر سے روہانسی ہوتی اسکی گردن میں بازو پرو گئ۔

"میں اپنی محبت کی نشانی تمہارے ٹمی میں امید کر رہا ہوں وہ بھی بہت جلد"

شنائیل اسکی بات پر کان کی لو تک سرخ پڑی اور اسکے ہونٹوں پر یوں ہتھیلی

جمائی جیسے وہ کچھ اور بولا تو قہر ڈھا دے گا۔

اب ساری زندگی تمہیں یونہی سرخ رو ہونا ہوگا، میری بہت اپنی شنائیل"
ہو۔کچھ بھی کہہ دوں گا بنا سوچے۔کیونکہ تم میرا اب سے لازمی حصہ
"ہو۔میرا سکون ہو۔اگر نیند اڑ گئی ہے تو ناشتہ کریں؟
ہونٹوں پر قفل لگی مرمریں ہتھیلی ہٹا کر چومتے اس لڑکی میں نشاط اتارا گیا، وہ
اسکے الفاظ سے کب بھری تھی، کب جسم چاہتا تھا اسکی خوشبو سے آزاد ہو پر
بھوک بھی بہت لگ رہی تھی جو دبانی محال تھی۔
میں اپنی ساری زندگی پر قربان جو تمہارے ساتھ گزرے گی۔آئی لو ویو"
"جیم
وہ رہ نہ پائی، اسکے خوبصورت چہرے کو پیار سے چوما، ہر ہر نقش تک نرماہٹ
کا سحر چھڑکا۔
میرا دل ہی تم ہو، پھر دل کا ہر جذبہ بھی تمہارا۔بال باندھ لو۔چلتے"
ہیں۔ورنہ ناشتے سے زیادہ تم درکار ہو جاو گی۔انھیں بس میری راتوں کو

دہکانے کے لیے کھولا کرو۔ سویرا ہوتے ہی سمیٹ دیا کروتا کہ میں ہوش میں لوٹ سکوں"

اک نرم سی محبت بھری جسارت کرتے وہ اسکی جبین چومے اٹھا اور شائیل نے فوراسے اپنے نم نم بال سمیٹے اور جمشید کا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑی ہوئی، بلکل ویسے جیسے اب تاعمر اسے یہ خوبصورت و مضبوط ہاتھ پکڑ کر ہر مسافت طے کرنی تھی۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

سلوی اور یزدان کو بنا جگائے، لیزے اور دراب نے خود ہی ناشتہ بنانا شروع کر دیا تھا تاکہ سپیشل کپل کو زراوی آئی پی پروٹوکول دیا جائے۔

"کیا ان دو کی کل سپیشل نائیٹ تھی؟"

لیزے نے آمیلیٹ کے لیے ایگز پھینٹتے ہوئے اپنے پیٹ پر ہاتھ باندھ کر اسکے بالوں سے اٹکیلیوں میں گم جناب کو مخاطب کیا۔

اتنا صابر نہیں ہے میرا سکھی۔ان دو کا رشتہ پہلے ہی شروع ہو چکا ہو گا" یقینا۔پر جو بھی ہے یوں سپیشل نائیٹ وہ بھی اتنے پروٹوکول کے ساتھ پہلی "نصیب ہوئی۔ شکر ہے میرے ترسے سکھی کو بھی اسکا من پسند وقت ملا دراب کے اندازے، لیزے کو شرمانے پر مجبور کر گئے۔

فورا حصار میں پلٹی۔

کتنے وہ ہیں ناں آپ۔ہر کوئی آپکی طرح اتھڑا گھوڑا تھوڑا ہوتا ہو گا۔اگر تو" انکار رشتہ سچ میں شروع ہوا ہوتا تو اب تک آپ انکل بن چکے ہوتے۔ سکھی آپ سے زیادہ ہی تیز ہوں گے یقینا۔لیکن سلوی ایکسٹرا کیوٹ اینڈ چھوئی موئی ہے ناں تو مے بی وہ لوگ ایک دوسرے کو اب تک ٹائم دے رہے "ہوں۔

لیزے کی صرف اتھڑا گھوڑا والی بات سنی جناب نے تبھی تو بازووں میں اس تتلی کو جکڑا کے وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔

ابھی میرے اتھڑے پن تم نے دیکھے ہی کہاں ہیں۔جب دس بچے جنم دو"
"گی ناں میرے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے یہ مزاق میں بھی وہ کہتا، لیزے نے اسکے منہ پر ہاتھ رکھے رحم طلب ہوئے دیکھا۔

"مر جاوں گی حیدر"

وہ سہم گئی۔

پگلی !مزاق توسہہ لیا کرو۔۔میں تو سوچ رہا ہوں جب تمہیں لیبر پین ہو تو"
ڈاکٹر کو کہوں مجھے بھی ایسا کوئی انجکشن لگا دیں گے تمہارا درد فیل کر سکوں۔میں اتنا فکر مند ہوں تمہارے لیے لیزے۔اگر بیٹی کی خواہش میری اکلوتی خواہش نہ ہوتی تو میں تمہیں یقین کرو دوبارہ ان درد بھرے دن رات "سے نہ گزارتا۔بس یہ کر دو میرے لیے۔مجھے ابیہہ دے دو

وہ اسکی خواہش پر اسکے گلے لگی۔

میری جان میں خوشی خوشی دوں گی۔مجھے سب پتا ہے۔آپکو کہنے کی"

"ضرورت نہیں۔میں قربان جاوں آپکی اس خواہش پر

وہ اسے سینے لگائے جی ہی تو اٹھا۔

پھر وہ دونوں روبرو ہوئے،دیر تک محبت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"لیزے نور کون ہے آپکے نزدیک دراب حیدر جدون؟"

وہ اسکے منہ سے عشقم سننے کی طلب گار تھی۔

جسے میں بنا سوچے کہہ سکتا ہوں کے میرے ہر درد کی دوا ہو۔میری روح""" کے دریچوں تک بسی اداسی کے درد کا درماں۔۔میری نظر،آنکھیں میرا نظارہ،سب کی عافیت۔میرے جسم کا قوتی اور حساسی نظام سنبھالنے والی آپسر اہ۔

میرے بگھڑے حالات سنوارنے والی۔ محبت، جنون اور دیوانگی کے بعد شفقت اور مہربانی سیکھانے والی۔ میری چمک، میرا نشہ۔ میرا "غرور۔۔۔ میری دولت۔ میرا سرمایہ۔ میری عشقم

وہ اسے اپنی محبت سے از سر نو اپنا عاشق کر گیا۔

"اوہ حیدر! میری جان بھی قربان آپ پر"

وہ آنکھیں نم کرتی مسکرا کر اسکے رخساروں کو چومتی فدا ہوئی، لہجے میں بے پناہ خوشی چھلکی اور دونوں نے محبت سے ایک دوسرے کو چھوا۔

اہمم اہمم۔ بھئی سپیشل مارننگ ہماری ہے سلوی اور خوامخواہ چمٹ یہ رہے"

"ہیں۔ کتنی بڑی ناانصافی ہے ہم معصوموں کے ساتھ

سکھی اور سلوی کی مہکتی ہوئی آمد پر بچاری لیزے فورا بدک کر دور ہوئی جبکہ دراب نے پانچ انگلیاں دیکھا کر سکھی کی منہ دیکھائی بھی لگے ہاتھوں دی۔

تو چمٹ لوناں۔ کونسا روکا یا بل رکھ دیا۔ ویسے بھی سلوی کے اڑے رنگ "
دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تم نے اسکی زندگی عذاب کرنی شروع کر
"دی۔۔۔۔ سلوی۔ یہ بھائی تمہارے ساتھ ہے
دراب نے بھی رکھ کر چھکارا، لیزے اور سلوی تو بچاری سرخ رو ہوئے
گئیں پر ان دو ہاتھیوں کو کہاں آنی تھی شرم۔
کیا کہا تو نے ؟اور یہ لیزے بچاری جو سہمی لگ رہی۔ اس سے بھی پتا چل رہا"
کے تو نے کتنا ناک میں دم کر رکھا اسکے۔۔۔ لیزے ! بتاو میں اسکی ٹیونگ
"کرتا ہوں
یزدان نے بھی آستینیں چڑھا لیں جبکہ وہ دو حسینائیں دبا دبا مسکرائیں۔
"ٹیونگ کرے گا تو میری۔ رک کمینے "
دراب نے گردن دبوچتے کہا پر یزدان دم دبا کر سلوی اور لیزے کو انکھ ونگ
کرتا دوڑا جبکہ باہر سے مکے، گھونسے اور کراہنے کی آوازوں پر سلوی اور
لیزے بھی شرمگیں سا ہنس پڑیں کیونکہ باہر اب یاری کی پیاری فلم شروع

تھی جس میں ایک دوسرے کو پنچنگ بیگ بنا کر گزری رات کی تھکاوٹ اپنے طریقے سے دور ہونے والی تھی اور اب یہ مستیاں اور خوشیاں ہمیشہ قائم رہنی تھی۔

یہی تھا در عشقم کا سہانا سفر، جو ہر ایک کو راس آگیا۔

زہے نصیب۔

ZNZ Zubi Novels Zone

After three Years.....!

!..... تین سال بعد

نرمین، لیزے اور شنائیل کی فلائیٹ پاکستان کے شہر اسلامہ آباد لینڈ کر چکی تھی، برازیل کے بہت بڑے فریگرنس ایونٹ میں تینوں نے ایوارڈ حاصل کرے کامیابی کے جھنڈے جو گاڑے تھے۔

اس سال "دریشن "بیوٹی کلکشن نے تہلکہ مچایا تھا جسکی پبلسٹی شنائیل نے اپنے انڈر اپنی ہی سپر ماڈل سے کروائی تھی جبکہ مین ورک لیزے کا تھا لیکن ایواڈ کی حق دار نرمین سانول قریشی تھیں کیونکہ تمام انٹرنیشنل ایفٹ اور ڈیلز انہی نے ہینڈل کی تھی، یہ تین حسیناوں کا جوڑا پچھلے دو ویک سے برازیل میں تھا۔

"شاکرہ امی کی کال، لیڈیز ویٹ ان دا کیفے میں ابھی سن کر آئی"

وہ لوگ چونکہ ناشتہ اور لنچ سکپ کر چکی تھیں سو ابھی ہلکی پھلکی بھوک مٹانے وہ تینوں ہی کیفے آئیں تاکہ کچھ پیٹ پوجا کر کے ہی گھروں کو لوٹ سکیں۔

"اوکے ڈارلنگ"

نرمین نے پیار سے اسکی بازو سہلائی اور خود لیزے کے ہمراہ کیفے کی طرف بڑھیں، شنائیل نے وہیں پارکنگ یارڈ میں ہی رکتے امی کی کال پک کی۔

"پہنچ آئی تم شنائیل واپس؟"

شاکرہ نے کچن سے زرا باہر نکلتے ملازمہ کو دودھ اچھے سے بوائل کرنے کی تاکید کرنے کے ساتھ پوچھا، وہ لوگ نئے گھر آ چکے تھے اور یہ گھر نہ صرف بہت لگژری تھا بلکہ تین سالوں میں ہر چیز بدل چکی تھی۔

جی امی جسٹ ہاف ہار پہلے فلائیٹ لینڈ کی۔ میری دنیا کے سکھ ٹھیک ہیں"

"ناں؟

شنائیل نے بے چینی سے پوچھا، ان دو کا سوچ کر ہی ہونٹوں پر سمائیل آ گئی۔

زوہان کو کل اچانک بخار ہو گیا، جمشید نے تمہیں بتانے کے لیے منع کیا تھا"

مگر خود وہ رات اک لمحہ نہیں سویا۔ زوہان کو سینے لگا کر بیٹھا تھپکتا رہا۔ اور سنو

"میری بچی، ایش ٹرے میں بھی کچھ تھا

شاکرہ امی نے جس طرف اشارہ دیا وہ شنائیل سمجھ گئی، اپنی دونوں دنیاؤں کی کل رات بھاری تھی تبھی وہ خود بھی بے چین تھی، جمشید نے بھی رات میٹنگ کا بہانہ مارے کال کاٹ دی تھی، تبھی تو شنائیل آج ہی آ گئی ورنہ اسکی ابھی دو دن بعد واپسی تھی۔

میں بس پہنچ رہی ہوں اپنی جانوں کے پاس، آپ کے اور جیم کے پاس تھا وہ"
سو سکون میں ہو گا۔ موسمی اثر ہے ناں۔ ٹھنڈ بڑھ رہی ہے۔ اسے ملک میں
"ہنی دے دیجئے گا اسی سے آرام آتا ہے۔ آپکے لاڈلے کی طرح
شنائیل نے فکر سے تاکید کی تو شاکرہ مسکرائی۔

میں کل سے زوہان کو شہد والا دودھ ہی دے رہی ہوں۔ بس تمہاری"
حدت مس مس کر کر دونوں باولے ہو کر تھک چکے۔ آجاو میری بچی خیر
"سے
امی کے پیار سے اہمیت جتانے نے شنائیل کی ساری تھکن ہوا کر دی۔
"بس آئی امی۔"
شنائیل نے کال کاٹی اور ساتھ ہی مسٹر جمشید کو کال ملائی جو اس وقت زوہان
کو ارجنٹلی اماں کے سپرد کرے میٹنگ کے لیے آیا تھا، بزنس کی اب تو اسے
اچھی پرکھ تھی پر جمشید فردوس صاحب کا یہ امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس بس
بے دلی سے ہی دیکھتا تھا۔

کانفرنس روم میں اہم پوائنٹس ڈسکس ہو رہے تھے مگر جمشید کے فون رنگ کرنے پر براجکٹ پیش کرنا امپلائے چپ ہوا اور جمشید کے سب کو آنے کا کہے خود فون اٹھائے ہی قدم روم سے باہر نکالے، وہ بزنس لکس میں کافی ہنڈسم لگ رہا تھا، تھوڑی لکس چینج کی تھیں، بال بڑھا کر انھیں پونی کی شکل دے دی تھی، اور دھاڑی بھی کافی میسی اور ریچ کر لی تھی۔

ہاں آنکھوں کا غرور اور چال کی کڑک ہنوز قائم تھی۔

"مجھے خبر ملی ہے تم نے سگریٹ پی ہے؟"

کال لگتے ہی شنائیل کی آواز سماعت میں اتری تو وہ کانفرنس روم کے باہر لگے کلاسی مرر کے سامنے آکر خود پر سرسری سی نظر ڈالے مسکرایا۔

پی ہے اسے چھوڑو گرل، کیوں پی ہے یہ پتا کرو اور فورا میرے پاس آجاو۔"

That's it what i want"

شنائیل نے سرور سے مسکراتے گاڑی سے ٹیک لگائی۔

میری دنیائیں کل مجھے اداس فیل ہوئیں تو میں دو دن کا پینڈنگ کام ڈیلے "

"کرے آگئی۔ابھی ایک آفیشل ایڈ باقی تھا۔زوہان ٹھیک ہے؟

شائیل اسکے لیے کام چھوڑ آئی ہے یہ سب سے خوبصورت نقطہ تھا، بھلے

شائیل نے ماڈلنگ ایکٹنگ چھوڑ دی ہو پر وہ نرمین آنی کے ساتھ انکا تمام فیشن

ورک کوچ کر رہی تھی، تین ماڈلز تھیں جنھیں اس نے ٹرین کیا تھا ان تین

سالوں میں جن میں ایک مس ولڈ بھی رہی۔

"وہ مس کر رہا تھا تمہیں۔"

جمشید کی آواز میں محبت چھلکی۔

"اور آپ مسٹر ہسبنڈ؟"

اصل تو وہ جمشید کا مس کرنا جاننا چاہتی تھی جو اظہار اپنے آپ کرنے میں اب

تین سال بعد بھی کافی کنجوس تھا۔

"پاس آو پھر بتاتا ہوں، سی یو"

وہ جذبات پر بندھ باندھے رابطہ توڑ گیا تھا پر شنائیل کی ہارٹ بیٹ اس بندے نے اس سادہ سے جملے سے تیز کر دی تھی۔

شنائیل نے باقی دو لیڈیز کو جوائن کیا جو خود بھی بس بچہ پارٹی کی باتیں کرے انہی کو مس کر رہی تھیں۔

خیر سے ابیہہ جدون سوا دو سال کی ہو گئی تھی پر ممی سے زیادہ بابا جان کی تھی، اور خود دراب، ابیہہ کے معاملے میں بہت ٹچی تھا۔ ایون دو ہفتوں سے لیزے اوٹ آف کنٹری تھی اسکے باوجود ابیہہ نے حیدر، بھیا، بڑے اور چھوٹے دد ھو کے ہوتے ایک بار بھی ممی کو مس نہیں کیا تھا اور لیزے اسی پر جیلس ہوئے ممی کو دراب کی شکائیت لگا رہی تھی۔

باران تو نو سال کا بگ بوائے تھا جسے اپنی گڑیا کے آنے کے بعد تو خوشی کا اصل رنگ پتا چلا۔

پھر براق جدون کو تو یہ ننھی منھی خوشی، نئی زندگی دے چکی تھی، حلیمہ صاحبہ تو لیزے کے سارے دکھ بھول چکی تھیں۔

ممی۔حیدر مجھے بھی بھول جاتے ہیں اسکے آگے۔آپ جانتی ہیں دوویک"
میں جب بھی کال کی میں نے کی۔اس میں بھی بس ابیہہ نے یہ کیا،ابیہہ نے
"وہ کیا۔مجھے میری ہی بیٹی سے جیلس کرواتے ہیں یہ
شنائیل اور نرمین،لیزے کی معصومانہ خفگی پر اپنا اپنا شیک انجوائے کرے
شرارت بھرا ہنسیں۔
تمہیں پتا ہے وہ اپنی بہن کی ڈیتھ پر بہت رویا تھا لیزے،بہت سے خواب"
دیکھے تھے اس نے جو سارے ایک دم ٹوٹ گئے۔تبھی وہ اپنی بیٹی کے لیے
حد درجہ جنونی ہے۔لیکن ایسا نہیں کے تمہاری اہمیت کم ہوئی،بلکہ بڑھی ہے
"میری جان
نرمین نے ممتا بھرے شفیق لہجے میں لیزے کی تشفی کروائی۔
بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں نرمین آنی۔تم کہو تو ہم مل کر دراب کی پھینٹی"
"لگاتے ہیں۔بس اداس مت ہو

شنائیل نے بھی نرمین کی بات میں اضافہ کیا تو لیزے گال پھلاتی دونوں کو کیوٹ لگی۔

"بھئی لڑکیاں عمر بڑھنے کے ساتھ بڑی ہوتی ہیں، ہماری لیزے بے بی بن رہی ہر گزرتے دن کے ساتھ۔"

اب اتنا سنجیدہ ماحول نرمین کیسے برقرار رہنے دیتیں، فوراً سے چھیڑا اور وہ بھی ہنس پڑی تو لیذیز اس گینگ کو کچھ حوصلہ ملا۔

خیر آدھے گھنٹے تک نرمین کے ڈرائیور نے پہلے شنائیل کو اسکے گھر ڈراپ کیا اور پھر وہ ممی بیٹی واپس اپنی دنیا کی طرف گامزن ہوئیں، شام کا ملگجی پن ہر سو پھیلنے لگا تھا۔

شنائیل نے آتے ہی لان میں ٹہلتے سلمان بابا اور رضوان بابا کو جا کر پہلے سلام کیا جو زرا بھائی والی ٹاک کرتے مسکرا رہے تھے، دونوں سے شنائیل نے دعائیں لیں اور گھر کی اندرونی طرف گئی، شاکرہ امی لاونج میں ہی زوہان کو

اپنی گود میں بٹھائے نظر آئیں جو ٹی وی ریموٹ سے کھیلنے کے ساتھ داد و کے پیار کرنے پر ایسا مسکرا رہا تھا کے دل کے نہاں خانے تک ٹھنڈ پڑتی۔ خیر سے زوہان صاحب بھی دو سال کے ہو چکے تھے مگر بلکل شرارتی نہیں تھا، بہت کول بچہ تھا۔

جیسے ہی زوہان کی نظر ممی پر گئی، بے بی نے سمائیل دی جس پر شنائیل بھاگ کر آتی شاکرہ امی سے سر پر پیار لیتے ہی اپنے ہنڈسم مین کو اٹھا کر گال سے گال جوڑے اپنے سینے سے گھوٹ گئی، اور زوہان بھی ممی کا لمس ملتے ہی کھلکھلایا۔ ابھی ممی ممی کر رہا تھا۔ شکر ہے میرے بچے کو اماں تو دیکھائی دی۔ تم دونوں " بیٹھو میں چائے بناتی خود "

شاکرہ بھی نثار نظر دونوں پر ڈالے کچن کی طرف بڑھی جبکہ شنائیل نے بیگ وہیں رکھے زوہان کو ڈھیر ساری کیسز کرتے ہی خود بیٹھتے ہی گود میں بیٹھایا۔

" ممی۔۔۔۔ ممی "

ابھی جناب ٹھیک سے صرف ممی اور باباہی بولتے تھے پر شنائیل اور جمشید کے لیے اس ننھی جان کا یوں پکارنا ہی بہت ہوتا تھا۔

ممی کی جان کو فیور ہو گیا تھا، دیکھو میں آگئی۔ میری ہلکان جان۔ مما قربان" جائے اپنے پانڈے پر۔ اب تو فیور نہیں ہے میرے بچے کو۔ ممی کی کسیز نے

"ٹھیک کر دیا۔ ہے ناں

شنائیل اسکے گال سے ہونٹوں کو جوڑنے پر خود بھی بچی بنی اسکی ننھی ننھی آوازوں جو پر جوشی کی عکاس تھیں، ان سے پنکھ سا خود کو محسوس کر رہی تھی، اور شاکرہ نے سبکے لیے چائے بنائی تو سب نے مل کر زوہان اور شنائیل کے لاڈوں کے سنگ پیتے ہوئے زیادہ انجوائے کی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

"ویلکم بیک گارجیس لیڈیز۔ مسنگ آلاٹ۔۔۔"

دونوں بزنس وومین کو پورچ میں گاڑی رکنے کے بعد باہر نکلتے سانول نے شرارت سے ویلکم کیا جو گرے بالوں اور داڑھی کے سنگ ایکسٹرا کول وائبز دے رہا تھا جبکہ باران جو دادو کے ساتھ فٹ بال کھیلنے میں مست تھا، دوڑ کر مموسے جا لپٹا، خیر سے لیزے جتنا لگنے لگا تھا وہ چھٹکو، قد کے معاملے میں موصوف ابھی سے کافی ہائی تھے۔

"تھینکیو سو مچ سانول بھائی۔اور میری جان یو لک کول"

لیزے نے پہلا جملہ سانول کو دیکھتے کہا اور دوسرا باران سے ہائی فائے کرتے جبکہ سانول کی بہکی بہکی نگاہ اپنی والی پر جا بھٹکی۔

"یس۔میں پیدا ہی کول ہوا تھا مو۔"

باران کے طور اطوار سہی معنوں میں دراب جیسے ہو رہے تھے، سب ہی ہنسے اور ایک ساتھ اندر گئے جہاں براق جدون نے بھی دونوں پیاری راج دلاریوں کو ماتھا چومے ویلکم کیا، ابیہہ اور دراب موجود نہ تھے جسکا لیزے کو سخت تجسس تھا۔

"وہ دولوو برڈز کدھر ہیں؟"

لیزے نے ہی زرا جیلس ہوتے پوچھا۔

"بیہو کو اپنا فیورٹ چاکلیٹ سیرپ پینا تھا، بابا اسی کے ساتھ نکلے ہیں۔ میں نے اور ددھو نے پیزا آرڈر کیا۔ ہم وہ کھاتے ہیں۔ آپ اور داد و تب تک تھوڑا فریش ہو جائیں"

باران نے اطلاع دی اور اپنا فٹ بال لیتا واپس باہر دوڑا، جبکہ لیزے بھی روم کی طرف بڑھی اور نرمین بھی۔

روم میں آتے ہی اپنی لانگ جیکٹ اتار کر میٹرس پر پھینکے لیزے نے پہلے تو میٹرس پر جگہ جگہ ابیہہ کی ڈالز اور ٹیڈیز دیکھتے سمائیل دی پھر انھیں سمیٹ کر فون پکڑتی ٹیرس کی طرف چلی آئی جہاں باران، پیزا ڈیلوری کے ویٹ میں مکھنا کے ساتھ کھیلنے میں لگا تھا جو اب اپنے نام کی طرح بہت بڑا ہو چکا تھا۔

دراب حیدر صاحب اس وقت بیہو کے فیورٹ ریسٹورنٹ اسکے سامنے والی کرسی پر بیٹھے تھے اور وہ چھوٹی سی ڈال نجانے اپنی توتلی زبان میں کیا بولے جا رہی تھی جو دراب حیدر دل و جان سے سن رہا تھا۔

ابیہہ کی آنکھیں بھی ہیزل براون تھیں اور وہ لیزے سے زیادہ دراب جیسی تھی، وہی آنکھیں اور ویسے پیارے لپس۔اور آئی لیشیز بھی بڑی بڑی۔

دراب، ابیہہ کے سامنے فون کبھی یوز نہ کرتا تھا، جب بھی وہ پاس ہوتی وہ صرف اسے پیار کرتا یا باتیں تبھی ابیہہ میں بھی فون پر کارٹون دیکھنے کی بلکل عادت نہ پڑی تھی۔

دراب کا ٹیبل کی بلیک شائنی سطح پر پڑا فون عشقم کے سنگ وائبریٹ ہوا تو ہیزل براون آنکھیں ابیہہ سے ہٹ کر فون سکرین پر جاتے ہی اور نشیلی ہوئیں، جناب نے فون اٹھا کر وہیں سے ائیر ہیس کے تھرو کال کنکٹ کرتے کال ریسو کی۔

"Hey Mister Haider where are you?Your Ishqam missing You"

لیزے کی آواز، تن من میں نشاط کی لہر دوڑا گئی پر اتنے دن کی سزا نہ دیتا تو اسے دراب حیدر جدون کون کہتا،ابیہہ کی توجہ اسی بچوں کے ریسٹورنٹ میں میکی بن کر کرتب کرتے کاسٹیوم کی طرف تھی۔

"Dating with Ma "جہان حب"

And yes,You are not my ishqam any-more Amore"

لیزے جو وہیں تکیے پر سر گرائے لیٹی،ایسی جلانے کی کوشش پر گہرا رسیلا مسکرائی۔

"سزا دیں گے اب؟"

وہ خفا بنے بولی۔

نہیں دینی چاہیے کیا؟دو ویک۔۔۔دو لمحے جسکے لیے مشکل ہوں وہ دو ہفتے"
کیسے گزارے گا۔کوئی سوچتا ہی نہیں یہ۔اب تم جاو بزنس ٹرپس پر۔میرے
"لیے میری بیہو کافی ہے۔کوئی جلتا ہے تو جلے

دراب نے بھی ضد میں اپنے بچوں کو پیچھے چھوڑا پر لیزے اس طرح اپنی
اہمیت پر فدا ہو جاتی تھی۔

"میں واقعی جل رہی ہوں حیدر"

وہ جتانے میں حد کر گئی۔

میں بیہو کے سامنے بے شرمی والی بات نہیں کر سکتا ورنہ تمہیں فون پر ہی"
شرم سے پانی کر دیتا اس جلنے کی سزا میں۔آتے ہیں۔لیکن پلیز کوئی میرے
"اور بیہو کے بیچ آنے کی کوشش نہ کرے

دراب کی دبی دبی سرگوشی سنے لیزے کی ہنسی پورے کمرے میں کھنکی اور
دراب کے سینے میں بھی۔

وہیں نرمین نے آتے ہی شاور لیا کیونکہ وہ کچھ زیادہ تھکن محسوس کر رہی تھیں اور جب شاور لیے نکلیں تو سانول، انکا بڈھا ہنڈسم بازو کھولے کھڑا تھا۔

"اف میں دو ویک دور کیا رہی تم کیا سینٹا کلاز بن گئے سانول۔ تم نے ڈائے نہیں کیا۔"

وہ خفا خفا سا ہنسے جناب کی کھلی بازووں میں سمٹے ہی چہرہ اوپر اٹھائے شکوہ کر گئیں۔

"لگتا ہوں جان، ویسے بھی ہم سینئیر ہیں تو hoty Babe ایسے زیادہ تھوڑا فرق تو لگنا چاہیے ہم میں اور ہمارے جوانوں میں۔ بائے داوے آئی مس یو سو مچ"

سانول نے نرمین کے گیلے بالوں میں ہاتھ کی انگلیاں پھنساتے انکا چہرہ اوپر کرے جبین چومی، نرمین نے پر سکون سا سانس کھینچی۔

"میں نے نہیں کیا مس"

نرمین شرارت پر آمادہ ہوتے حصار سے نکلیں تو سانول بے قراری سے انھیں بازو سے پکڑے واپس اپنی طرف کھینچے دوسری بازو گرد لپیٹ لی۔

"آپکی یہ جرت"

وہ ڈرامائی سا گھورا، نرمین کے لب متبسم ہوتے پھیلے۔

"کیا کروگے، سزا دوگے ؟"

وہ باغی سا ہوئے سانول کو خوشگوار حیرت میں مبتلا کر گئیں۔

"جی۔بہت بڑی سزا"

پل میں نرمین کا اختیار جکڑتے سانول نے انکی ٹھنڈی سانس اپنے اندر سرائیت کرتی محسوس کرنے کے بعد رہائی بخشی۔

"آئی مس دس، ناٹ یو"

نرمین کی مسکراہٹ میں حیاسی گھلی، سانول اب کی بار ہنسا۔

آئی نو۔۔۔کافی کیلریز جمع ہو گئی ہوں گی میری بزنس وومین میں۔ چلیں"

"برن کرلیتا ہوں پہلے

سانول نے انکو پکڑ کر جیسے میٹرس پر دھکیلا، نرمین بیڈ پر گرتے سانول کے خود پر جھکنے سے پہلے ہی رول ہوتیں دوسری طرف سے اٹھ کر بھاگیں ہی کے سانول کے بھاگ کر راہ میں حائل ہو کر اسکے سینے سے ٹکراتے ہی ہنس کر اس کے گرد بازو لپیٹے سینے میں چھپ گئیں تو جناب بھی خمار جھٹک کر بازووں میں بھینچ گئے۔

"Congratulations lady

"ہر دن کامیابی پائیں۔آپکو ہمیشہ خود سے زیادہ مسرور دیکھنا چاہتا ہوں

سانول کی سرگوشی اور حصار کی حرارت نے نرمین کے اعصاب ہلکے کیے، وہ پھر سے چہرہ اوپر کرے سانول کو دیکھنے لگیں۔

تم ملے ہو جب سے، یہ خوشی دیوانی ہے مجھ پر تب سے۔یہ نرمین کی بقا تم" سے شروع ہوئی ہے اور میں اپنا آخری سانس بھی تمہارے ساتھ لے کر فنا ہونا چاہتی ہوں۔اتنے سے پیارے ہو تم مجھے"

وہ اتنے دن کے ترسے شوہر کو بہکا کر مچل بھی رہی تھیں جو سراسر ناانصافی تھی۔

"نرمین! ترسے شوہر سے ایسے نازک پنگے نہیں لیا کرتے۔"

وہ انھیں معصومانہ گھورے۔

ترسیں تمہارے دشمن۔ آگئی ہوں ناں۔ بہت سے دن اب صرف"
تمہارے۔ ابھی باہر چلتے ہی ڈنر لگنے والا ہے۔ پھر تمہیں اپنی کیلریز برن
"کرنے کی اضافی اجازت دوں گی

نرمین کے کہنے میں ہی بہت سرور تھا کے سانول ٹل گیا کیونکہ یہ سچ تھا، نرمین اب اتنی اپنی نہ تھیں جتنی سانول کی ہو چکی تھیں۔

S MERWA MIRZA
NOVELS

"آ گئے تم دونوں۔ ادھر آو"

سلوی اور یزدان کو ابھی باہر سے آتا دیکھے فہمیدہ نے فکر مندی سے دونوں کو پاس بلایا، سلوی کے گال گلابی دیکھتے وہ سمجھ تو گئی تھیں پر دونوں کے منہ سے سننے کی طلب گار تھیں۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟"

دی جان نے اپنی لاڈلی کو پاس بیٹھاتے ہی خود سے لگا کر پوچھا تو وہ نم آنکھوں سے مسکراتی نانو سے لپٹ گئی، خود یزدان مسکرایا اور سامنے ہی جناب نے جگہ سنبھالی۔

"مار ہی دیا تین سال بعد آپکی لاڈلی نے معرکہ۔"

یزدان کے شرارت سے جتانے پر دی جان تو کھل ہی گئیں اور سلوی کو روبرو کرتے واری جاتے اسکا صدقہ بھی اتارا اور ڈھیڑ سا لاڈ بھی کیا، جبکہ سلوی صاحبہ فی الحال شرما رہی تھیں، سلوی نے اپنا ماسٹر نہ صرف مکمل کر لیا تھا بلکہ چھ ماہ سے وہ یزدان کے ساتھ لیب کا اہم حصہ تھی، جہاں تک انکے بے بی کی بات تھی، سلوی کے بہت ویک ہونے کے سبب وہ پچھلے تین سال سے

کنسیو نہیں کر پائی تھی اور اب تین سال بعد دونوں کو یہ خوشی آخر کار مل چکی تھی اور اس کی یقیناہر ایک کو دگنی خوشی ہونے والی تھی۔

"میں نے اس دن کے لیے بہت دعائیں کیں، شکر اللہ کا جس نے مرنے سے پہلے یہ دن دیکھایا۔ میں قربان جاوں اپنی جانوں پر۔ اب اسکا بہت خیال رکھنا ہے تجھے سکھی"

فہمیدہ صاحبہ کی تاکیدوں کی کلاس سے پہلے یزدان نے ڈاکٹر سے بھی اچھی بھلی سیم کلاس لے لی تھی تبھی بس سن کر مسکرا دیا۔

"دی جان! مریں آپکے دشمن۔ ابھی آپ نے بہت سا جینا ہے"

سلوی کی آواز بھی نکلی تو دادی پوتا فدا فدا سرخیوں میں گھلی سلوی کو نہارے۔

"ہاں میرا پتر۔ میں تیرا صدقہ دلواتی ہوں۔ اللہ نظر بد سے بچائے۔ اور تو جا آرام کر۔ سکھی، سلوی کو لے کر جا۔ میں صدقے کے بکروں کا کہتی ہوں۔ اللہ ہمارے اس گھر کی خوشی کو سلامت رکھے"

نانو کے تو پیر زمین پر نہ لگ رہے تھے، فہمیدہ کے اٹھ کر جاتے ہی یزدان نے ہاتھ بڑھایا جسے سلوی نے شرمیلی سی نگاہوں سے تک کر تھاما۔

"گود میں اٹھالوں آپکو؟"

یزدان نے اسکے سیلپی انداز تکتے بہکی سی آفر کی، سلوی نے یزدان کا ہاتھ مزید جکڑا۔

"امید سے ہوئی ہوں، لنگڑی نہیں سکھی۔ کسی نے دیکھ۔۔۔"

محترمہ کی باقی باتیں منہ میں ہی رہیں کیونکہ یزدان نے اسکے نازک مخملی وجود کو اپنی بازووں میں ہولڈ کر کے کمرے کا رخ کر کے سلوی کو سٹپٹانے پر مجبور کیا، اس ڈرسے کے کوئی ملازم نہ دیکھے، وہ چہرہ سکھی کے ساتھ لگتے چھپا گئی۔

آپ کے لیے اب میرا لاڈ موڈ آن ہو چکا ہے بیوٹی، تین سال بہت کر لیں"

"جنون خیزیاں اور بہت ڈھالیں اپنے پیار کی شدتیں

وہ اسکے حصار میں سمٹی یزدان کے جواب پر اسے تھوڑا پیچھے ہو کر دیکھتے بلش کی۔

"آپ بہت خوش ہیں سکھی؟"

وہ جانتے ہوئے بھی یہ سوال کر رہی تھی۔

"میں آپکے ساتھ ہر کیفیت، ہر حالت اور ہر لمحہ خوش ہوتا ہوں جان۔ لیکن اب آپ میرے لیے اخیر ترین قیمتی ہیں کیونکہ فائنلی آپ نے مجھے وہ خوشی دی ہے جسکی خواہش تین سال سے کر رہا ہوں۔ لیکن یہ بیسٹ رہا کیونکہ ایک طرح آپکو میرے بہت سے پیار خزانہ ملا، دوسرا آپ نے اپنے خواب پورے کیے اور تیسرا بے بی گرل سے وومین بن گئیں۔ اب آپ پر ماں بننا ہر طرح سجے گا"

کمرے کا ڈور پیر سے اوپن کرے وہ اسے وسط تک لاتا بیڈ پر بیٹھائے ہی اسکے پیروں میں بیٹھا اور اسکے سینڈل کی سٹرپس کھولیں، جبکہ وہ اس بیچ محبوبیت سے اسے تک رہی تھی۔

"سکھی"

وہ جھک کر سکھی کا ہاتھ اپنے پیروں سے ہٹائے پکاری تو وہ اٹھ کر سلوی کے پاس بیٹھا اور نرم سا حصار بناتے ماتھا چوما، پھر باری باری اسکے حدت چھوڑتے لب ور خسار کی حدت چھو کر کچھ درجہ مزید بڑھائی۔

"جی سکھی کو اخیر لیول تک سکھی کرنے کی وجہ؟"

وہ محبت سے پکار کر سلوی کو جذباتی ہی تو کر گیا۔

"مجھے آپ سے پھر پیار ہو گیا"

وہ لجایا سا بولی۔

اور مجھے ہر دن ہوتا ہے۔ہر لمحہ۔میں تو اب آپکا خیال رکھوں گا پر خود بھی" ہماری اس قیمتی دولت کی بھرپور کیئر کرنی ہے آپکو۔اوکے۔آئیں فریش "ہوں پھر نیچے چلتے ہیں۔یہ خوشی سلیبریٹ کرنی بنتی ہے

یزدان کے حصار ہٹانے پر وہ پھر سے گلے لگ گئی۔

پلیز ابھی نہیں۔ تھوڑی دیر یہیں میرے پاس رہیں۔مجھے یہ خوشی پہلے" "آپکے دل سے شئیر کرنی ہے

سلوی کے کہیں نہ جانے کے ارادوں پر یزدان نے بھی رغبت سے اسکو خود میں بھینچ لیا۔

S MERWA MIRZA NOVELS

زوہان کو سوتے دیکھ کر شنائیل کو سکون ملا کیونکہ وہ بہت مستی کر کے سویا تھا اور فیور بھی نہیں تھا، جھک کر اسکی کن پٹی چومتے اسکی خوشبو ان ہیل کرے وہ آہٹ پر اوپر اٹھی تو بلیذر بازو پر ٹکا کر روم میں آتے جمشید پر نظر پڑتے ہی شنائیل اٹھ کر مسکراتی ہوئی جمشید کی طرف بڑھی جس نے شنائیل کے قریب آنے کے بیچ فون اور بلیذر کسی غیر ضروری چیز کی مانند صوفے پر اچھال دیا۔

"فائنلی تم آگئی"

وہ اسکے پاس آتے ہی اسکی دونوں رخسار کھینچے اس لڑکی کو ہنسنے پر مجبور کر گیا، دونوں بازو اسکے دائیں بائیں ٹکائے شائیل نے اسے اسی ہنستی آنکھوں سے دیکھا۔

"حساب دو سگریٹ پینے کا پھر دوسری بات ہو گی جیم"

وہ اسکے کھلے بال سمٹتا ہوا اسکے ماتھے کو چومتا اسکے نوز سے ناک مس کرے حساب والی بات پر روبرو ہوتے غالب آچکے خمار کو بروقت سنبھال گیا۔

"آئی نو جانے سے پہلے تم بہت زیادہ ڈیپلی مل کر گئی تھی پر کل سارا نشہ ٹوٹ گیا تھا۔ ارٹیفشل پُشر کی ضرورت تھی۔ یو نو ناں تمہیں اور زوہان کو تکلیف"

"میں نہیں دیکھ پاتا۔ معافی ملے گی کیا؟

وہ اسکے اک اک لفظ، اک اک تاثر کی آج بھی دیوانی تھی۔

"دوبارہ تمہارے ان ہونٹوں کو کسی آرٹیفشل پُشر نے چھوا تو میں جانتے ہو"

"کیا کروں گی؟

وہ اسکے تیوروں پر دبا دبا مسکرایا، وہ مر مٹتی تھی اسکی بہکی مسکراہٹ پر۔

وہ مت کرنا جو میں سوچ رہا ہوں۔"

!مجھے میری سکھ زون سے بے دخل۔ گرل

I'm dying to touch you."

جمشید کی نظروں کا محور، لہجے کی شدت اور الفاظ کی حدت نے اس لڑکی کو کمزور کر دیا۔

"Mee too"

وہ خود ہی اسکی دسترس میں آتی میسر آئی جس نے اسکی خوشبو اپنے قبضہ حیات میں لینے کے بعد بھی کتنی دیر شنائیل کو محسوس کرنا ترک نہ کیا۔

دونوں کی آنکھوں میں ڈھیر سی طلب و چاہ ہلکورا اٹھی، وہ اپنے نچلے لپ کو دانتوں میں لے کر چھوڑے شنائیل کی بہکی ہنسی بے قابو کر گیا۔

"فلرٹی مین"

شنائیل نے پوری قوت سے گلے لگتے ہنس کر کہا۔

"زوہان نے سونے نہیں دیا کل میری آنکھوں کی ٹھنڈک کو؟"

وہ دونوں ہی مزے سے سوئے زوہان احمد کو دیکھنے کے بعد واپس ایک دوسرے میں کھو گئے۔

"آج تم مت سونے دینا۔ بائے داوے ایونٹ تو تم لوگوں کا بڑا کلاسی گیا"

جمشید نے بات بدلی تو شنائیل نے اسکی شرٹ کے کالر کو مٹھی میں دبوچا۔

"کام کی بات کو چھوڑو ناں۔ سونے کے بارے کیا کہا؟"

شنائیل کے بہکے سوال پر جمشید نے اسکی گردن کی اور چہرہ گھسیڑتے نرم سی گستاخی کرتے شنائیل میں جذبات ابھارے۔

"سب ڈنر پر ویٹ کر رہے ہیں۔ فریش ہو کر آتا ہوں"

وہ بھاگنے لگا جب شنائیل نے دبوچ کر روکا۔

"میں کر دوں فریش تمہیں؟"

وہ سراسر شر بنی راہ روکنے پر تلی تھی، جمشید نے اسکو عقب سے گردن کے سنگ دبوچتے جس طرح اپنے قریب سرکایا، دونوں توبہ شکن مسکائے۔

پھر تم میں چوبیس گھنٹوں تک فریش ہونے کا ہوش تو دور سرور سے بند"

"آنکھیں کھولنے کی ہمت بھی نہیں بچنی۔ سو گرل، سیویور سیلف

اک وحشی گستاخی اس قیدی بنی پھڑ پھڑاتی شنائیل کے مسکراتے ہونٹوں کے حوالے کرے وہ جیسے دھواں چھوڑتا گیا، شنائیل اسکے جانے کے بعد کتنی دیر اس آدمی کے اول دن جیسے جان لیوا ہونے پر ہنستی ہی چلی گئی۔

S MERWA MIRZA NOVELS

لیزے وہیں لیٹے لیٹے سفر کی تھکاوٹ کے سبب سو گئی تھی، کچھ تھکن اور کچھ دراب کے الفاظ کا سرکش خمار حسیں سست کر گیا۔

ابیہہ کو اسکی دادو کے سپرد کرے دراب سیدھا کمرے میں آیا تو نشئی بن کر تکیے کے بنا ہی سوئی لیزے کو دیکھتے ہی رگ رگ میں قرار اترا۔

فوراسے اسکے قریب جاتے شوزز رابیڈ کی حدود سے نکالے ہی پاس لیٹا تو وہ جو کچی نیند میں تھی، دراب کی مخصوص خوشبو محسوس کرتے ہی آنکھیں کھولے مسکرائی، وہ اسکے پاس تھا، اس سے پہلے وہ نیند کا خمار جھٹک کر سیدھی ہوتے دراب کے اوپر بینڈ ہوتے چہرے پر جھکتی، وہ ناراضگی سے منہ پھیر گیا۔

"ڈونٹ ڈودس حیدر"

لیزے کو ستا کر وہ خود بھی بے قرار تھا پر اتنے دن کی سزا تو بنتی تھی۔

"ہاں تم بھلے دو دو ہفتوں غائب رہو۔ ترساو۔ نہیں ہو تم میری عشقم"

دراب نے ہنوز روٹھ کر ناراضگی جتائی۔

"ایسا نہیں کہیں حیدر، آپکی عشقم نہ رہی تو کہیں کی نہیں رہوں گی ناں۔"

وہ اسکے ٹوٹ سے جاتے لہجے پر واپس گردن سیدھی کیے، ایموشنل بلیک میل کرنے پر اترتی لیزے کو گھورا پر جلد ہی نظروں کا تصادم، محبت اور انسیت کی شدت بن گیا۔

ایسا میرے جیتے جی نہیں ہو گا۔بس جلا رہا تھا تمہیں چڑ ئیل اتنا تڑ پایا"

جو۔مس یوسوچ۔مجھے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشیاں دینے والی تاعمر "میری عشقم رہنے کی مستحق ہے۔

دراب نے بازو لپیٹتے اسے خود پر جھکا کر لیزے اور اپنے سانس ایک کر دیتے بہت سے لمحوں کی طنابیں ایک ساتھ کھینچیں۔

وہ روح تک سرشار ہوتے زرا ایک دوسرے سے دور ہوئے۔

"میں ایسے مزاق بھی برداشت نہیں کر سکتی۔پلیز دوبارہ نہیں حیدر"

وہ اسکے ایسے مزاق پر بجھ جائے گی دراب نے بھی کہاں امید کی تھی۔

"اوہ لیزے!یو میک می کریزی۔۔۔۔مس کیا مجھے؟"

دراب کے بے قابو لمس اس نے اپنی بہار کو بڑھاتے محسوس کیے اور فورا سے سر ہلاتی مسکرائی اور اپنا ہاتھ دراب کے رخسار سے جوڑا۔

آپکو بھولتی ہی نہیں ہوں کے مس کرنے کی نوبت آئے۔آپ میرے ہر" "سو جو ہیں۔آئی لو ویو۔

لیزے کے گلے لگنے پر دراب نے بھی اسے اپنی بازووں میں بھینچ لیا۔

دروازے ہر ہوتی دستک پر دراب نے لیزے کو زرا خود سے آزاد کیا اور اٹھ کر بیٹھے یس کہا تبھی باران، اجازت لیتا ابیہہ کا ہاتھ پکڑے اندر آیا۔

یہ ممی ممی کر رہی تھی۔ سوری آپ دو کو تنگ کرنے کے لیے مموبابا۔ میں تو" اب سمجھدار ہو گیا پر اس ولن کو آپ دو اب خود سنبھالیں۔ اور دادو کہہ رہی "ہیں دس منٹ تک ڈنر کے لیے آجائیں

باران نے دبی دبی شرارت کے سنگ ابیہہ کو اٹھا کر بازو کھول کر لیٹی مموکے سپرد کیا اور خود بابا سے ہائے فائے اور ماتھے پر پیار لیتا بھاگ نکلا جبکہ ابیہہ فورا سے لیزے پر لیٹی اس سے چمٹ گئی جسے دیکھتے اب جیلسی دراب کو ہوئی۔

میں اسکو جتنا بھی تم سے دور کر کے ایکسٹرا پیار کر لوں۔ ایسا تو میرے ساتھ" "بھی نہیں چمٹتی۔ ہے بیہو۔۔۔۔ بابا جیلس ہو رہے ہیں

دراب بھی واپس لیٹا تو ابیہہ منہ ہی منہ میں ہنستی سر ہلائے لیزے کے سینے ہی لگی تھی اور پھر ممی کا بھر بھر پیار بھی تو مل رہا تھا۔

"مم۔۔موملی ہیں۔۔۔"

وہ تھوڑے تھوڑے ٹوٹے جملے بولتی تھی پر بہت زیادہ ایکسپریسو بھی تھی۔

"ہاں جی اب بابا کو نو لفٹ۔میں ناراض ہوں"

دراب کے منہ پھلانے کی دیر تھی کے وہ اپنا ننھا ہاتھ دراب کی جالائن پر رکھے لیزے کے سینے پر گال اور سر ٹیکے دیکھ کر مسکرائی ہی ایسے کے دراب نے اسکا وہیں ہونٹوں تک آتا ہاتھ چومتے ویسی ہی محبت بھری نگاہ لیزے پر ڈالی۔

"تمہاری ممو کو کس کر لوں بیہو؟"

دراب کے پوچھنے پر ابیہہ نے فورا میٹھی سی ہاں کی جس پر لیزے بھی ان باپ بیٹی کی پرسنل ٹاک اور اشاروں پر ہنسی۔

"چلیں کلوزیور آئیز بیہو۔۔۔۔"

دراب نے ابیہہ کی آنکھیں ہاتھ رکھتے بند کروائیں اور لیزے کی مسکراتی آنکھوں میں دیکھتے ہی اسکی مخملی سانسوں پر گرفت جمائے دور ہوتے شرارتی ساہنسا.

تم شعلہ ہو،اور میں موم ہوں۔"

تمہاری آنچ پگھلا کر مجھے اس قدر نرم کر دیتی ہے کہ

"تم جدھر چاہے مجھے موڑ لو عشقم

دراب کی محبت بھری مخمور سرگوشی لیزے کے جسم و جان میں مقید نشاط میں اک اور چاند ٹانک گئی۔

ابیہہ نے ممی بابا کو ایکسٹرا ٹچی فیل کرتے فوراسے سر اٹھایا تو دونوں دور ہوتے اب ابیہہ کی جیلسی دیکھتے بے دم ہوتے ہنس پڑے جسے ممی بابا کے کلوز ہونے کی بھنک لگی تھی اور محترمہ کے ابھی سے گال خفگی سے لال ہو گئے۔

تھوڑی دیر تینوں کی سپیشل کٹھی میٹھی مستی کے بعد وہ لوگ ڈنر کے لیے نیچے چل دیے۔

سب کی زندگی اب صرف محبت تھی، بہت سی آسودگی تھی اور خوبصورتی تھی۔ سب نے در عشقم پاتے ہی اپنی منزل کی راحت لوٹ لی تھی اور اب یہ سرور ختم دور، کم ہونا بھی تاعمر ممکن نہ رہا تھا۔

ختم شد

Zubi Novels Zone

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

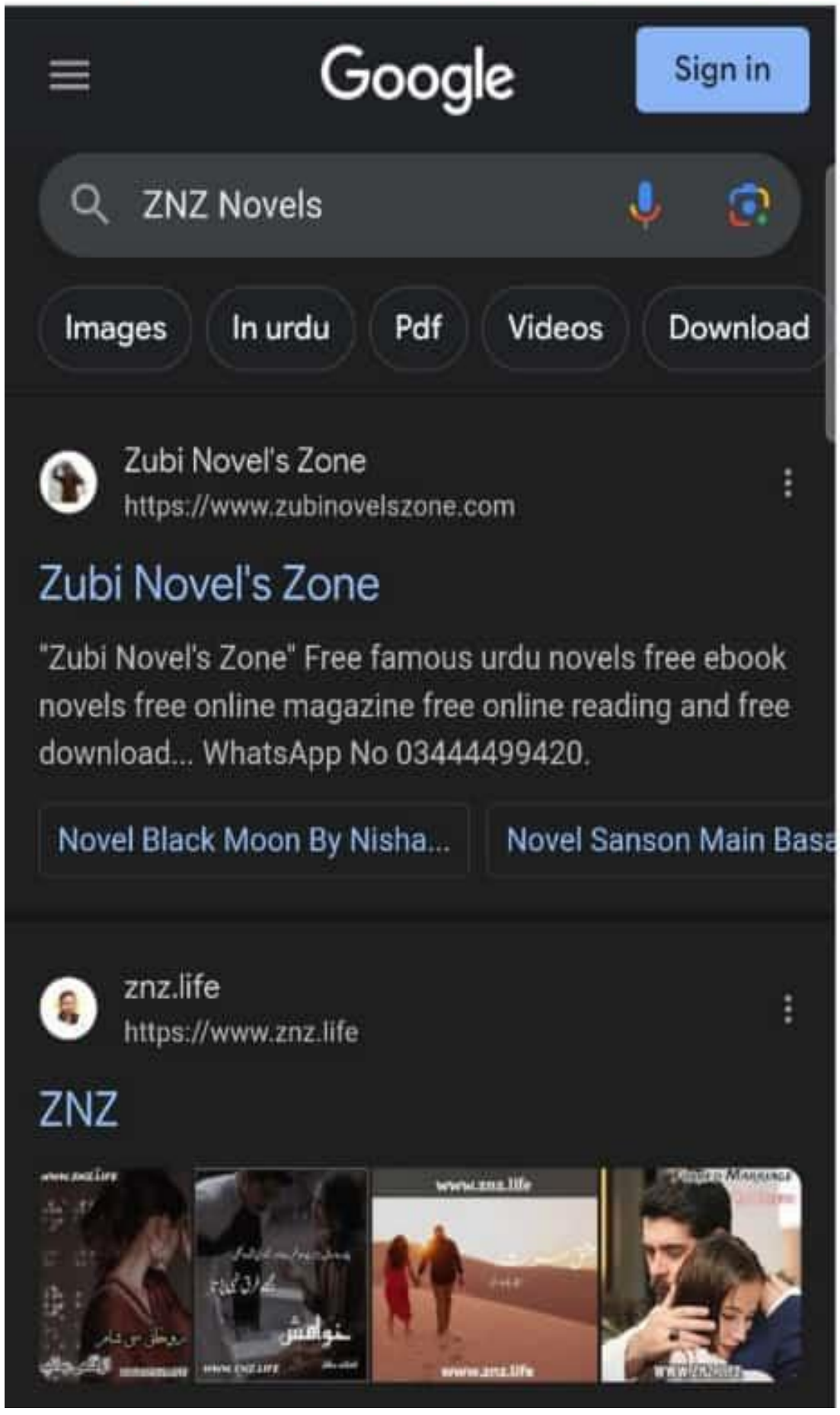

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر جائے اور ٹائپ کریں

ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے گے جسکی سکرین شاٹ آپ سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی ایک سائٹ وزٹ کریں اور اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں

مذید کے لئے رابطہ کریں

0344 4499420

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420

https://www.zubinovelszone.com/